www.ahlehaq.org

مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

مصنف

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

قاضی سجاد حسین

جلد اوّل

اسلامی کتب خانہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

جلد اوّل

(دفتر اوّل۔دوم)

مصنف

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

قاضی سجاد حسین

اسلامی کتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

فون: ۷۲۲۳۵۰۶

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: ——— مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ: ——— مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: ——— قاضی سجاد حسین

ناشر: ——— اسلامی کتب خانہ

طابع: ——— ممتاز احمد

مطبع ——— رضا پرنٹرز لاہور

کمپوزنگ ——— قرآن ہاؤس

سرورق: سب ٹائٹل ایم۔اے۔حافظ

www.ahlehaq.org

نوٹ

ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ، معیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دور کیا جائے۔

شکریہ!

(ادارہ)

فہرست عنوانات

مقدمہ از صفحہ ۷ تا ۳۳ — قطعہ تاریخ صفحہ ۳۴

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
بشنو از نے الخ	۳۵	در تحریض متابعت ولی مرشد	۷۷	منازعت کردن امرا در ولی عہدی	۱۰۳
حکایت بادشاہ و عاشق شدن او	۳۹	بیان حسد وزیر	۷۹	تعظیم مدح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۰۶
ظاہر شدن عجز حکیماں از معالجہ کنیزک	۴۱	فہم کردن حاذقان نصاری مکر وزیر	۷۹	حکایت بادشاہ جہود و دیگر	۱۰۷
درخواست توفیق از خداوند	۴۳	پیغام شاہ پنہانی	۸۱	آتش افروختن بادشاہ جہود	۱۰۹
ملاقات بادشاہ با آں ولی	۴۵	بیان دوازدہ امیر سبط از نصاریٰ	۸۱	آوردن بادشاہ جہود زنے را با طفل	۱۱۱
بُردن بادشاہ آں طبیب را بر سر بیمار	۴۶	تخلیق وزیر در احکام انجیل	۸۲	انداختن مرد ماں خویش را در آتش	۱۱۳
خلوت طلبیدن آں ولی از بادشاہ	۵۰	بیان آنکہ اختلاف در صورت دوش ست	۸۵	کژ ماندن وہان	۱۱۴
دریافتن آں دلی رنج کنیزک	۵۴	در بیان خسارت وزیر	۸۷	عتاب کردن آں بادشاہ جہود	۱۱۵
فرستادن بادشاہ رسولان سمرقند	۵۴	مکر کردن وزیر	۸۹	جواب دادن آتش	۱۱۶
در بیان آنکہ کشتن وزیر مریدان خود را	۵۸	دفع کردن وزیر مُریدان خود را	۹۱	قصۂ باد در عہد ہود	۱۱۷
حکایت بقال و طوطی	۶۰	مکرر کردن مریدان با وزیر	۹۲	طنز و انکار کردن بادشاہ جہود	۱۱۹
فرق میان محقق و مدعی	۶۶	جواب گفتن وزیر کہ خلوت نشکنم	۹۳	بر جستن آتش بچہل گز	۱۱۹
داستان آں بادشاہ جہود	۶۷	لابہ کردن مریداں مر وزیر را	۹۴	بیان توکل و ترک جہد	۱۲۱
حکایت وزیر بادشاہ و مکر او	۶۸	نومید کردن وزیر مریداں را	۹۸	جواب شیر نخچیران را	۱۲۲
تلبیس اندیشیدن وزیر با نصاریٰ	۷۰	ولی عہد ساختن وزیر ہر یک امیر	۹۸	ترجیح نخچیران توکل را	۱۲۲
قبول کردن نصاریٰ مکر وزیر را	۷۰	کشتن وزیر خویش را	۹۹	ترجیح نہادن شیر جہد را	۱۲۳
جمع آمدن نصاریٰ	۷۲	طلب کردن امت عیسیٰ کہ لیعبد کدام ست	۱۰۰	ترجیح نہادن نخچیراں توکل را	۱۲۳
در تمثیل عارف و حال او	۷۴	در بیان آنکہ جملہ پیغمبراں حق اند	۱۰۱	دیگر بار بیان کردن شیر جہد را	۱۲۴
سوال کردن خلیفہ بغداد ایلچی	۷۶	در بیان کلمۃ الناس علی قدر عقولہم	۱۰۲	باز ترجیح نہادن نخچیراں توکل را	۱۲۶

www.ahlehaq.org

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
نگریستنِ عزرائیل	۱۲۷	پرسیدنِ شیر از سبب باز واپس کشیدن	۱۵۹	رجوع بحکایت خواجہ تاجر	۲۰۶
بازترجیح نہادنِ شیر جہد را	۱۲۸	نظر کردن شیر در چاہ	۱۶۰	افگندنِ خواجہ طوطی مردہ را	۲۰۷
مقرر شدنِ ترجیح جہد	۱۳۰	مژدہ بردنِ خرگوش	۱۶۳	وداع کردنِ خواجہ را	۲۰۸
انکار کردنِ نخچیراں بر خرگوش	۱۳۱	جمع شدنِ نخچیران	۱۶۵	مضرتِ تعظیم خلق	۲۰۹
جواب گفتنِ خرگوش نخچیران را	۱۳۲	پند دادنِ خرگوش نخچیران را	۱۶۶	تفسیر ماشاء اللہ کان	۲۱۱
اعتراضِ نخچیران	۱۳۲	تفسیر رجعنا من الجہاد الاصغر	۱۶۷	تفسیر قول سنائی	۲۱۴
باز جواب دادنِ خرگوش	۱۳۲	آمدنِ رسول قیصر روم	۱۶۹	داستان پیر چنگی	۲۱۵
ذکر وانش خرگوش	۱۳۴	یافتنِ رسول امیر المومنین عمرؓ را	۱۷۱	بیان حدیثِ من کان للہ	۲۱۷
باز جستنِ نخچیران از خرگوش	۱۳۵	بیدار شدنِ امیر المومنین بخن گفتنِ عمرؓ	۱۷۲	در بیانِ حدیث انّ لربکم	۲۱۹
پوشیدہ داشتنِ خرگوش	۱۳۶	سوال کردن از امیر المومنین	۱۷۳	سوال فرمودنِ عائشہؓ از حضرت	۲۲۴
قصہ مکر خرگوش با شیر	۱۳۶	اضافت کردنِ آدم آں زلت را بخویش	۱۷۶	تفسیر بیت سنائی	۲۲۷
زیافتِ تاویل مکس	۱۳۹	تمثیل	۱۷۸	در معنیِ حدیث اطفئوا ابرد الربیع	۲۲۸
قصہ مگس اندیشہ کردن در حقیقتِ دریا	۱۳۹	تفسیر ھو معکم	۱۷۹	پرسیدنِ صدیقہؓ از مصطفیٰؐ	۲۳۰
رنجیدنِ شیر از ویرآمدنِ خرگوش	۱۴۰	سوال کردنِ رسول روم از عمرؓ	۱۸۰	بقیہ قصہ مرد پیر چنگی	۲۳۱
ہم در بیانِ مکر خرگوش	۱۴۲	بیانِ من ارادانِ تجلس مع اللہ	۱۸۱	در خواب گفتنِ ہاتف بہ عمرؓ	۲۳۳
رسیدنِ خرگوش بہ شیر	۱۴۵	قصہ بازرگاں	۱۸۳	نالیدنِ استوانہ حنانہ	۲۳۵
عذر گفتنِ خرگوش	۱۴۶	قصہ اجتحہ طیور	۱۸۵	اظہارِ معجزہ محمد مصطفیٰؐ	۲۳۸
جواب گفتنِ شیر خرگوش را	۱۴۸	دیدنِ خواجہ طوطیانِ ہندوستان را	۱۸۶	بقیہ قصہ مطرب چنگی	۲۳۹
قصہ ہدہد سلیمان	۱۵۰	تفسیر قول شیخ فرید الدینؒ	۱۸۸	گردانیدنِ عمرؓ نظر او را از مقام گریہ	۲۴۲
طعنہ زدنِ زاغ	۱۵۲	تعظیم ساحراں مر دموسیٰ را	۱۸۹	تفسیر دعاء آں دو فرشتہ	۲۴۵
جواب گفتنِ ہدہد	۱۵۲	باز گفتنِ بازرگاں با طوطی	۱۹۲	قربان کردنِ سرداران عرب	۲۴۶
قصہ آدم علیہ السلام	۱۵۳	شنیدنِ آں طوطی حرکات طوطیاں	۱۹۵	قصہ آں خلیفہ کہ کرم حاتم گذشتہ بود	۲۴۷
پاواپس کشیدنِ خرگوش	۱۵۶	تفسیر حکیم سنائی	۲۰۱	قصہ اعرابی درویش	۲۴۷

www.ahlehaq.org

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
مغرور شدن مریدان	۲۴۹	سپردن عرب ہدیہ را	۳۰۱	بقیہ قصہ ہاروت و ماروت	۳۵۰
نادر افتد کہ مریدے	۲۵۱	حکایت ماجرائے نحوی	۳۰۳	بعیادت رفتن کر	۳۵۱
صبر فرمودن اعرابی زن خود	۲۵۱	قبول کردن خلیفہ ہدیہ را	۳۰۴	اول کسیکہ در مقابل نص قیاس کرد	۳۵۴
نصیحت کردن زن شوہر را	۲۵۴	در شرف وصفت پیر	۳۱۱	در بیان آنکہ حال خود و مستی خود	۳۵۷
نصیحت کردن مرد زن را	۲۵۶	وصیت کردن رسول خدا	۳۱۴	مرے کردن رومیاں و چیناں	۳۶۰
در بیان آنکہ جنبیدن ہر کس	۲۵۸	قصہ کبودی زدن قزوینی	۳۱۷	پرسیدن پیغمبر زیدرا	۳۶۳
مراعات کردن زن شوہر را	۲۶۱	رفتن گرگ در دہ	۳۱۹	جواب زید	۳۶۵
در بیان ایں حسبنا اللہ یغلبن	۲۶۵	امتحان کردن شیر گرگ را	۳۲۲	متہم کردن غلاماں	۳۷۰
تسلیم کردن مرد خود را	۲۶۵	قصہ آنکہ دریدرے بوفت	۳۲۳	بقیہ قصہ زید	۳۷۲
در بیان آنکہ موسیٰ و فرعون ہر دو سحر اند	۲۶۶	پشیماں شدن آں گوسفند	۳۲۳	حکایت	۳۷۳
سبب حرمان اشقیاء	۲۶۹	خواندن آں یار خود را	۳۲۵	گفتن پیغمبر مر زید را	۳۷۶
حقیر و بے خصم دیدن دید باحس	۲۷۲	زود رکشیدن	۳۲۶	رجوع بحکایت زید	۳۷۸
در معنی آیت مرج البحرین	۲۷۷	ادب کردن شیر گرگ را	۳۲۸	آتش افتادن در شہر	۳۸۲
در بیان آمد آنچہ ولی کند	۲۸۱	حکایت در فضیلت آخر زمانیاں	۳۲۹	قصہ خیواندا فتن	۳۸۳
مخلص ماجرائے عرب	۲۸۲	تہدید کردن نوح	۳۲۹	سوال کردن از امیر المومنین	۳۸۷
دل نہادن مرد عرب	۲۸۵	نشاندن بادشاہاں صوفیاں را	۳۳۲	جواب دادن امیر المومنین	۳۸۹
تعیین کردن زن طریق طلب روزی	۲۸۸	آشنائے کہ از سفر بدیدن یوسف آمد	۳۳۳	گفتن حضرت رسالت بگوش رکابدار	۳۹۴
ہدیہ بردن عرب سبوے آب	۲۹۰	طلب کردن یوسف ارمغان	۳۳۴	تعجب کردن آدم	۳۹۸
در نمد دوختن عرب سبوے آب	۲۹۱	گفتن مہمان یوسف علیہ السلام را	۳۳۶	باز گشتن بحکایت امیر المومنین	۴۰۰
در بیان آنکہ گدا عاشق کرم ست	۲۹۳	مرتد شدن کتب وحی	۳۳۹	افتادن رکابدار و پائے امیر المومنین	۴۰۲
فرق میان آنکہ درویش ست بخدا	۲۹۴	دعا کردن بلعم باعور	۳۴۵	فتح طلبیدن پیغمبر	۴۰۳
پیش آمدن نقیباں	۲۹۷	اعتماد کردن بہاروت و ماروت	۳۴۸	گفتن امیر المومنین باقرین خود	۴۰۶
در بیان آنکہ عاشق دنیا	۲۹۹			خاتمہ	۴۰۷

www.ahlehaq.org

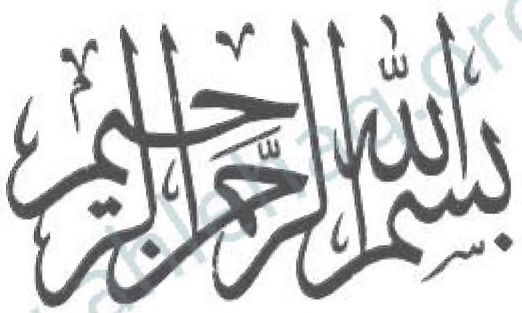

www.al-maktabeh.org

مقدمہ

عجب اتفاق ہے کہ نہ فارسی پڑھی نہ فارسی آئی، لیکن ہندوستان میں عروج فارسی کی کتابوں کی اشاعت کا کام قدرت نے اس ہیچمداں سے لے لیا۔ ۱۹۴۷ء کے بعد جبکہ فارسی کے رسم ورواج کے تابوت میں آخری کیل ٹھک رہی تھی خیال آیا کہ گلستانِ سعدیؒ کو سہل الحصول بنا کر شائع کیا جائے اس پر اردو میں کچھ حواشی لکھے اور اس کو شائع کر دیا۔ اس کی اشاعت اور قبولیت نے ہمت بندھائی تو بوستانِ سعدیؒ پر بھی طبع آزمائی شروع کر دی اور اردو کے حاشیہ کے ساتھ اس کو بھی شائع کر دیا۔ پھر مطالبہ شروع ہوا کہ ہر دو کتب کو مستقل ترجمہ کے ساتھ شائع کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ بھی ہوا، ان چاروں کتابوں کی پیہم اشاعت نے کام کے مزید اسباب و وسائل جمع کر دیئے اور عزم پیدا ہو گیا کہ ہندوستان کے مکاتب میں مروج فارسی کتب آسان حواشی لکھ کر بہترین انداز سے شائع کر دیا جائے مالا بدمنہ وشائع کی، اخلاقِ محسنی مترجم شائع کی اور پھر گلزار دبستاں کریما، حمد باری اور پند نامہ بھی شائع کر دیا۔ رب العزت کا کرم ہے کہ اب ان کتابوں کی ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے مکاتب اور مدارس میں مانگ اور صرف انہی کی مانگ ہے۔ گزشتہ سالوں میں دیوانِ حافظ کو مترجم اور منقح کیا اور اس کو بھی شائع کر دیا۔ اس کی مقبولیت وہم وخیال سے بھی زیادہ ہوئی اور ہندوستان کے اہل علم اور تعلیمی حلقوں سے اس کی اس قدر داد ملی کہ مثنوی مولانا رومؒ پر کام کرنے اور اس کو شائع کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مثنوی کی ضخامت کے پیش نظر فیصلہ کیا کہ ابتداء صرف پہلے دفتر کو شائع کیا جائے۔ اگر زندگی نے وفا کی اور توفیق خداوندی شاملِ حال رہی تو بقیہ دفتر بھی ایک ایک کر کے شائع کر دیئے جائیں گے۔ تقریباً سال بھر گذرتا ہے کہ میں اس دفتر اول کے ترجمہ اور حواشی لکھ کر فارغ ہو گیا۔ لیکن کتابت کی دشواریاں اشاعت کی تاخیر کا سبب بنیں۔ اب جبکہ کتابت کی نگرانی اور تصحیح کی مصروفیت کے کچھ وقت بچنے لگا تو یہ چند سطور بطور مقدمہ کے پیش خدمت کر رہا ہوں۔ کتاب کی اہمیت اور مولانا کی شخصیت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ مقدمہ میں سیر حاصل بحثیں کی جائیں۔ لیکن اپنی صلاحیت کی قلت اور وقت کی اضاعت کی کثرت شاید یہ تمنا پوری نہ کرنے دے پھر بھی خدائی مدد کے بھروسہ پر کچھ لکھ رہا ہوں۔

نام ونسب:

محمد نام جلال الدین لقب، اور شہرت مولانائے روم کے عنوان سے ہے۔ نسب کا سلسلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ محمد صرف مولانا ہی کا نام نہیں ہے بلکہ مولانا کے والد اور دادا بھی مولانا کے ہمنام ہیں۔ مولانا کے والد کا لقب بہاؤ الدین اور وطن بلخ ہے۔ شیخ بہاؤ الدین بڑے صاحب علم وفضل بزرگ تھے اور پورے خراسان میں مرجع خلائق تھے۔ محمد خوارزم شاہ کا دور سلطنت تھا وہ خود شیخ بہاؤ الدین کے حلقہ بگوشوں میں تھا۔ اور امام فخر الدین رازی کی معیت میں شیخ کے حلقہ میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ شیخ کی مقبولیت عامہ جب حد سے بڑھی تو اس پر اور امام فخر الدین رازی کی طبیعتوں پر وہ بار بن گئی۔ شیخ نے اس کو محسوس کیا اور ۶۱۰ھ میں شیخ وطن ترک کر کے نیشاپور چلے گئے۔ خواجہ فرید الدین عطار شیخ بہاؤ الدین سے نیشاپور میں ملے اس وقت مولانائے روم کی تقریباً ۶ سال کی عمر تھی مولانا پر بچپن ہی سے سعادت مندی کے آثار نمایاں تھے۔ خواجہ

صاحب نے مولانا کو دیکھ کر شیخ بہاؤ الدین سے فرمایا۔ ''ان صاحبزادے کے جوہر قابل سے غفلت نہ برتیئے گا۔'' اور اپنی مثنوی اصرار نامہ مولانا کو پڑھنے کے لئے عنایت کی شیخ نیشاپور سے بغداد پہنچے وہاں کچھ دن قیام کر کے حجاز اور شام ہوتے ہوئے زنجان پہنچے اور وہاں سے لارندہ کا رخ کیا لارندہ کے دوران قیام میں شیخ نے جبکہ مولانا کی عمر ۱۸ برس کی تھی مولانا کی شادی کر دی اور یہیں مولانا کے فرزند رشید سلطان ولد پیدا ہوئے۔ بغداد کے دوران قیام میں مولانا کی شہرت شاہ روم علاؤ الدین کیقباد تک پہنچ چکی تھی۔ لارندہ کے قیام کے دوران میں علاؤ الدین کیقباد نے درخواست کی تو شیخ قونیہ میں اس کے پاس تشریف لے آئے اور اپنی بقیہ زندگی قونیہ ہی میں گذار کر جمعہ کے دن ۱۸ ربیع الثانی ۶۲۸ھ میں واصل بحق ہو گئے۔ مولانائے روم کی ولادت ۶۰۴ھ میں بلخ میں ہوئی تھی تعلیم کے ابتدائی مراحل شیخ بہاؤ الدین نے طے کرا دیئے تھے اور پھر اپنے مرید سید برہان الدین محقق کو جو اپنے زمانے کے بہت بڑے افاضل علماء میں سے تھے مولانا کا معلم اور اتالیق بنا دیا تھا۔ مولانا نے اکثر علوم وفنون انہی سے حاصل کئے اور اپنے والد کی حیات تک اپنے والد ہی کی خدمت میں حاضر رہے۔ والد کے انتقال کے بعد ۶۲۹ھ میں شام کا قصد کیا۔ ابتداء حلب کے مدرسہ علاویہ میں رہ کر مولانا کمال الدین مصنف تاریخ حلبی سے تلمذ کیا۔

مولانائے رومؒ اپنے دور کے اکابر علماء میں سے تھے۔ فقہ اور مذاہب کے بہت بڑے عالم تھے۔ دیگر علوم میں بھی مولانا کو پوری دستگاہ حاصل تھی۔ دوران طالبعلمی ہی میں پیچیدہ مسائل میں علماء وقت مولانا کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اپنے والد صاحب کے وصال کے بعد مولانا نے اپنا روحانی تعلق سید برہان الدین سے قائم کر لیا تھا۔ چنانچہ مثنوی میں مولانا نے ان کا تذکرہ اپنے پیر ہی کی حیثیت سے کیا ہے۔ مولانا کا یہ وہ دور ہے جس میں مولانا پر ظاہری علوم ہی کا غلبہ تھا۔ سماع سے احتراز کرتے تھے۔ درس وتدریس اور فتویٰ نویسی میں مشغول رہتے تھے۔

مولانا اور شمس تبریز:

مولانا کی زندگی کا دوسرا دور شمس تبریز کی ملاقات کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ مولانا کی زندگی میں شمس تبریز کی ملاقات کا واقعہ جس قدر اہم ہے اسی قدر یہ واقعہ معرض خفا میں ہے۔ جواہر مضیہ کے بیان کے مطابق تو واقعہ کی صورت یہ ہے کہ مولانا ایک روز اپنے شاگردوں کے حلقہ میں رونق افروز تھے۔ چاروں طرف کتابوں کے ڈھیر تھے۔ کہ اچانک شمس تبریز قلندرانہ انداز سے آ پہنچے اور کتابوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے تم واقف نہیں ہو۔ مولانا کا یہ فرمانا تھا کہ اچانک کتابوں میں آگ لگ گئی۔ مولانا نے شمس تبریز سے کہا کہ یہ کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے تم واقف نہیں ہو۔ اور یہ کہہ کر مجلس سے روانہ ہو گئے۔ اس واقعہ سے مولانا کی حالت دگرگوں ہو گئی، تمام گھر بار اور شان وشوکت کو خیر باد کہا اور صحرا نوردی شروع کر دی۔ ملک کے گوشوں میں شمس تبریز کو تلاش کرتے پھرے لیکن ان کا کہیں پتہ نہ چلا۔ مولانا کے مرید چونکہ مولانا کی اس کیفیت سے سخت پریشان تھے کہتے ہیں کہ مولانا کے کسی مرید نے شمس تبریز کو مار ڈالا۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ شمس تبریز کو ان کے پیر بابا کمال الدین جندی نے یہ کہکر مولانا کے پاس بھیجا تھا کہ روم جاؤ وہاں ایک سوختہ دل ہے اس کو گرما آؤ، شمس تبریز قونیہ پہنچے، شکر فروشوں کی سرائے میں مقیم ہوئے اور ایک دن

جبکہ مولانا نہایت تزک واحتشام سے ایک راستہ سے گذر رہے تھے۔ شمس تبریز نے مولانا سے سر راہ دریافت کیا کہ مجاہدہ اور دریافت کا کیا مقصد ہے؟ مولانا نے فرمایا اتباع شریعت شمس تبریز نے کہا، یہ تو سب ہی جانتے ہیں۔ لیکن اصل مقصد علم ومجاہدے کا یہ ہے کہ وہ انسان کو منزل تک پہنچادے اور پھر حکیم سنائی کا یہ شعر پڑھا۔

علم کز تو ترا نہ بستاند　　جہل زاں علم بہ بود بسیار

جو علم تجھے تجھ سے نہ لے لے　　اُس علم سے جہل بہت بہتر ہے

ان جملوں سے مولانا اس قدر متاثر ہوئے کہ فوراً شمس تبریز کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ مولانا کسی حوض کے کنارے کتب بینی میں مصروف تھے وہاں شمس تبریز آ گئے اور مولانا سے دریافت کیا کہ یہ کیا کتابیں ہیں؟ مولانا نے فرمایا کہ تمہیں ان کتابوں سے کیا غرض اس پر شمس تبریز نے وہ کتابیں حوض میں پھینک دیں۔ مولانا کو سخت رنج ہوا اور فرمایا کہ میاں درویش تم نے ایسی چیزیں ضائع کر دیں۔ جن میں نادر نکتے تھے اور اب ان کا ملنا محال ہے۔ اس پر شمس تبریز نے وہ کتابیں خشک حالت میں حوض سے نکال کر مولانا کے سامنے رکھ دیں۔ مولانا حیران ہوئے تو شمس تبریز نے کہا یہ حال کی باتیں ہیں تم صاحبِ قال ان کو کیا جانو۔ اس کے بعد مولانا، شمس تبریز کے ارادتمندوں میں داخل ہو گئے۔

ابن بطوطہ کا بیان ہے کہ ایک حلوہ فروش مولانا کی درسگاہ میں آیا۔ مولانا نے بھی اس کے حلوہ کی ایک قاش خرید کر کھائی جس سے مولانا کے احوال یکسر بدل گئے بے اختیار اٹھے اور گھر بار چھوڑ کر نکل گئے ایک عرصہ تک گم رہے۔ واپس آئے تو بالکل خاموش تھے۔ جذبہ میں کسی وقت بولتے تو زبان پر اشعار جاری ہو جاتے۔ یہی اشعار ہیں جو بصورت مثنوی آج ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ان تمام واقعات سے وہ واقعہ قرین عقل ہے جو سپہ سالار نے قلمبند کیا ہے۔ سپہ سالار مولانا کے خاص مرید ہیں۔ اور تقریباً چالیس سال تک مولانا کے فیضِ صحبت سے مستفیض ہوتے رہے میں لکھتے ہیں۔ شمس تبریز ولد علاؤ الدین کیا بزرگ کے خاندان سے تھے۔ جو کہ اسمٰعیلیہ فرقہ کا امام تھا لیکن انہوں نے آبائی مذہب ترک کر دیا تھا۔ علوم ظاہری حاصل کرنے کے بعد بابا کمال الدین کے مرید ہو گئے تھے۔ تاجرانہ حیثیت سے زندگی بسر کرتے تھے، کمر بند بن کر اپنا گزارہ کرتے تھے۔ ایک روز انہوں نے دعا کی کہ کوئی ایسا شخص عطا فرمائے جو میری صحبت کا متحمل ہو سکے۔ غیبی اشارہ ہوا کہ روم جاؤ وہاں ایک شخص مل جائے گا۔ شمس تبریز قونیہ پہنچ کر برنج فروشوں کے سرائے میں مقیم ہو گئے وہاں ایک اونچا چبوترہ تھا جہاں شہر کے عمائد اور امراء کا مجمع ہو جایا کرتا تھا شمس تبریز بھی اس مجمع میں جا بیٹھتے تھے۔ مولانا کو شمس تبریز کی آمد کا حال معلوم ہوا تو ملاقات کے لئے پہنچے، شمس تبریز سے آنکھیں چار ہوئیں تو ایک دوسرے کو سمجھا۔ شمس تبریز نے پوچھا کہ مولانا، بایزید بسطامی کے بارے میں مشہور ہے کہ تمام عمر انہوں نے خربوزہ نہیں کھایا کیونکہ ان کو یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خربوزہ کس طریقہ سے کھایا ہے۔ یہ تو تھا ان کا اتباع سنت کا جذبہ، دوسری طرف مشہور ہے۔ کہ بایزید فرماتے تھے سبحانی اعظم شانی، اللہ اکبر میری شان کس قدر بڑی ہے۔ حالانکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اپنی جلالت شان کے فرماتے ہیں۔ میں ہر دن میں ستر مرتبہ اپنی مغفرت کی دعا مانگتا ہوں۔ اب ان دونوں باتوں کو کس طرح منطبق کیا جا سکتا ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ بایزید بسطامی اگرچہ بہت بڑے بزرگ تھے لیکن وہ منازل تقرب میں ایک مقام پر ٹھہر گئے تھے اور اس مرتبہ کی عظمت کے اثر سے ان کی

زبان سے اس طرح کے الفاظ نکل جاتے تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم برابر منازل طے کرتے جاتے تھے اور جب اونچی منزل پر پہنچتے تھے تو نیچے کی منزل اس قدر پست نظر آتی تھی کہ اس پر استغفار کرتے تھے۔

سپہ سالار کے بیان کے مطابق اس کے بعد مولانا اور شمس تبریز دونوں، صلاح الدین زرکوب کے حجرے میں چالیس روز تک چلہ کش رہے۔ اس عرصہ میں کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا اور صلاح الدین زرکوب کے علاوہ حجرے میں کوئی داخل نہ ہو سکتا تھا۔ اس کے بعد مولانا کے احوال بالکل بدل گئے۔ پہلے سماع سے محترز تھے۔ اب اس کے بغیر ان کو چین نہ آتا تھا۔ مسند تدریس اور فتویٰ نویسی بالکل ترک کر دی اور ایک لمحہ کے لئے بھی شمس تبریز سے جدا ہونا گوارا نہ کرتے تھے۔ اس سے اہل شہر میں شمس تبریز کے خلاف شورش بپا ہوئی اور شمس تبریز قونیہ چھوڑ کر دمشق کو چل دیئے۔ مولانا، شمس تبریز کی جدائی سے بے چین ہو گئے اور مولانا نے اس جدائی میں نہایت رقت آمیز اشعار کہنے شروع کر دیئے اس پر اہل شہر اور مولانا کے مریدوں کو ندامت ہوئی اور طے کیا گیا کہ شمس تبریز کو واپس لایا جائے۔ چنانچہ مولانا کے بڑے صاحبزادے سلطان ولد کی قیادت میں ایک قافلہ دمشق کو روانہ ہوا اور سلطان ولد نے مولانا کا ایک منظوم خط شمس تبریز کی خدمت میں پیش کیا۔ شمس تبریز متاثر ہوئے اور قافلہ کے ساتھ قونیہ واپس آ گئے اور تقریباً دو سال قونیہ میں رہے اس کے بعد شمس تبریز کا انجام کیا ہوا؟ اس میں مختلف روایات ہیں کچھ صاحبان کہتے ہیں کہ مولانا کے صاحبزادے علاؤ الدین چلپی سے آزردہ خاطر ہو کر غائب ہو گئے اور پھر کچھ پتہ نہ چلا۔ کچھ صاحبان کا بیان ہے کہ علاؤ الدین کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ:

شمس تبریزی جو مولانائے روم کے پیر ہیں ان کے کچھ حالات ہم نے سپرد قلم کر دیئے مختلف باتیں تحریر کر چکے ہیں۔ ان کا انجام کیا ہوا خود وفات پائی یا شہید کئے گئے۔ اس بارے میں ہم مختلف باتیں تحریر کر چکے ہیں۔ ان کی قبر کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ لیکن یہ طے ہے کہ ہندوستان سے ان کی قبر کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایک مشہور قبر شمس تبریز کے نام سے ملتان کے علاقہ میں موجود ہے۔ وہ یقیناً اس شمس تبریز کی نہیں ہے جو مولانائے روم کے پیر تھے اس لئے کہ یہ بزرگ ساتویں صدی کے تھے۔ اور ہندوستان میں جو صاحب مدفون ہیں۔ یہ دسویں گیارھویں صدی کے ہیں۔ اس سلسلہ میں خواجہ حسن نظامی دہلوی مرحوم کی وہ عبارت نقل کرتے ہیں۔ جو منشی محمد الدین فوق نے حالاتِ شمس تبریز'' نامی کتاب میں نظام المشائخ کے حوالے سے نقل کی ہے:۔

''حضرت شمس (مولانائے روم کے پیر) کے والد کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ فرقہ اسماعیلیہ سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت شمس نے یہ مذہب ترک کر دیا تھا۔ مجھ کو اس دعوے کے قبول کرنے میں تامل ہے کیونکہ اسماعیلی فرقہ سے تعلق رکھنے والے شمس دوسرے گذرے ہیں۔ جن کا مزار ملتان میں ہے۔ عوام ملتانی شمس تبریزی کو ہی حضرت مولانائے روم کا مرشد سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ یورپین مورخین کو غالباً اسی روایت کی وجہ سے غلط فہمی ہوئی ہے۔

ملتانی شمس تبریز کو تین سو برس کا عرصہ گذرا ہے۔ یہ اسماعیلی فرقہ کے داعی بنکر ہندوستان میں آئے تھے۔ ان کے ہمراہ دو شخص اور تھے۔ ایک کا نام پیر صدر الدین اور دوسرے کا نام پیر امام الدین تھا۔ صدر الدین نے اضلاع سندھ و بمبئی میں دعوت شروع کی اور امام الدین نے گجرات و کاٹھیاوار میں۔ شمس الدین سیدھے

پنجاب چلے آئے اور یہاں اپنا مشن جاری کیا۔ سندھ اور ممبئی میں جس قدر آغا خانی خوجے ہیں۔ وہ سب صدر الدین کی کوشش سے مسلمان ہو کر آغا خانی (اسماعیلی) جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ امام الدین نے اول اول تو بحیثیت اسماعیلی داعی کے کام کیا مگر چند روز کے بعد خود مختار ہو کر اپنا علیحدہ طریقہ امام شاہی جاری کر دیا۔ امام شاہی طریقہ کے اصول بھی قریب قریب اسماعیلی تھے لیکن وہ خود اپنے تئیں نائب امام اور مطہر ذات مولیٰ علی بیان کرتے تھے۔ امام الدین کا مزار مقام پیرانہ میں ہے جو احمد آباد گجرات کے قریب ایک قصبہ ہے۔ آج امام شاہی جماعت میں کم از کم پندرہ بیس لاکھ آدمی ہوں گے جن میں کچھ تو ظاہری طور پر مسلمان ہو گئے ہیں۔ جن کا لقب مومن ہے۔ باقی گپتی یعنی پوشیدہ ہیں۔ اور ان کو اپنے عقائد ظاہر کرنے کا حکم نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر ایک گھر میں چار ہندو رہتے ہیں۔ اور ان میں سے تین امام شاہی میں تو چوتھے کو خبر نہ ہوگی۔ پیرانہ میں ان کی خانقاہیں بنی ہوئی ہیں۔ اور گدی ہندو مہنت کے اختیار میں ہے۔ جو بظاہر ہندو ہے اور بباطن امام شاہی۔ اس مہنت کے سینکڑوں داعی ہندوانہ لباس میں اپنے مشن کو پھیلانے اور جماعت سے عشر اور نذر و نیاز وصول کرنے کے لئے دورے کرتے رہتے ہیں۔ مہنت پیر امام الدین کی اولاد میں اس عشر اور نذر و نیاز میں سے معقول حصہ تقسیم کر کے باقی خانقاہ کے اخراجات میں صرف کر دیتا ہے۔ اسی خانقاہ میں جنیئو کی درگاہ بنی ہوئی ہے۔ یعنی جو گپتی ظاہری طریق سے مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ وہ اپنا جنیئو اس درگاہ میں چڑھا کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ان کو مومن کا لقب مل جاتا ہے۔

شمس الدین تبریزی نے جن کا مزار ملتان میں ہے پنجاب کے کہاروں اور سناروں میں اپنا طریقہ رائج کیا اور لوگوں کو شمسی ہندو کا لقب دیا۔ شمسی ہندو براہ راست آغا خاں کے معتقد بنائے گئے ہیں۔ اور سالانہ نذر نیاز اب تک آغا خاں ہی کو دیتے ہیں۔ ان کی تعداد تیس لاکھ کے قریب صوبہ پنجاب میں ہے۔ ملتانی شمس تبریزی نے کن طریقوں سے اپنا عقیدہ پھیلایا اور کیسے کیسے عجیب و غریب واقعات عوام کی زبانوں پر ان کی نسبت مشہور ہیں۔ ان کے لکھنے کو ایک علیحدہ مضمون کی ضرورت ہے۔ بالفعل یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ حضرت شمس تبریزی (مولانا روم کے پیر) کو اسماعیلی گروہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اسماعیلی شمس تبریز ملتان میں اور مولانا والے شمس تبریز سے سینکڑوں برس بعد ہوئے۔

صلاح الدین زرکوب:

شمس تبریز کی جدائی کے بعد مولانا پر سکر کی کیفیت طاری رہنے لگی۔ اس اضطراب میں بابجولاں رہتے تھے۔ ایک دن صلاح الدین زرکوب کی دوکان کے سامنے سے گذر رہے تھے۔ اور وہ چاندی کے ورق کوٹ رہے تھے۔ مولانا پر ان کے ہتھوڑے کی آواز نے سماع کا اثر پیدا کر دیا ہیں۔ کھڑے ہو گئے اور وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد صلاح الدین بھی زرکوبی کا شغل چھوڑ کر مولانا سے بغلگیر ہو گئے۔ مولانا یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

یکے گنجے پدید ازیں دکان زرکوبی زہے صورت زہے معنیٰ زہے خوبی زہے خوبی

اس زرکوبی کی دوکان سے ایک خزانہ مل گیا عجب صورت معنیٰ عجب خوبی عجب خوبی

دونوں بزرگ جوش و مستی کی حالت میں ظہر سے عصر تک اسی وجدی کیفیت میں مبتلا رہے۔ اس کے بعد صلاح

الدین نے اپنی ساری دکان لٹادی اور مولانا کے ساتھ ہو لئے۔ صلاح الدین پہلے بھی صاحب حال بزرگ تھے۔ سید برہان الدین محقق سے بیعت تھے۔ اور اس طرح پر مولانا کے ہم استاد تھے۔ اب مولانا کو صلاح الدین کی صحبت میں سکون میسر آنے لگا اور مولانا کی اور صلاح الدین کی صحبتیں گرم ہونے لگیں۔ نو برس تک ان صحبتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ۶۶۲ھ میں جب صلاح الدین کا انتقال ہو گیا تو مولانا نے اپنے مرید خاص حضرت حسام الدین چلپی کو اپنا ہمدم اور ہمراز بنالیا اور مولانا کو ان سے اس درجہ تعلق خاطر پیدا ہوا کہ ان کا ذکر ایسے الفاظ سے کرنے لگے جیسا کہ کوئی اپنے مرشد و پیر کا کرتا ہے پھر بھی حسام الدین مولانا کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ مولانا کے وضو خانہ میں وضو کرنا بھی گستاخی تصور کرتے تھے۔ اور برف باری کے وقت بھی اپنے گھر جا کر وضو کر کے آتے تھے۔ یہی حسام الدین ہیں۔ جو مولانا کے مثنوی لکھنے کا باعث ہوئے ہیں۔ اور مولانا نے ہر دفتر میں کہیں مطلع میں کہیں دوسری جگہ نہایت عزت و احترام سے ان کا ذکر کیا ہے۔ ۶۷۲ھ میں قونیہ میں بہت شدت کا زلزلہ آیا۔ تقریباً چالیس روز تک اس کے جھٹکے محسوس ہوتے رہے۔ اہل شہر نے مولانا سے اس پریشانی کا ذکر کیا تو مولانا نے فرمایا زمین بھوکی ہے کوئی تر لقمہ چاہتی ہے۔ اور انشاء اللہ کامیاب ہو گئی۔ چند روز بعد مولانا کا مزاج ناساز ہوا۔ ہر چند اطباء نے معالجہ کی تدبیریں کیں لیکن کوئی سودمند نہ ہوئی۔ مولانا مرض کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوتے تھے۔ بیماری کی شہرت عام ہوئی تو شیخ صدر الدین جو شیخ محی الدین ابن عربی کے تربیت یافتہ تھے اور روم و شام میں مرجع انام تھے، مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے۔ مولانا کے مرض کی کیفیت دیکھ کر بیقرار ہو گئے اور مولانا کی شفا کے لئے دعا کرنے لگے۔ مولانا نے سنا تو فرمایا شفا آپ کو مبارک ہو۔ محب اور محبوب میں صرف ایک پیرہن کا پردہ رہ گیا ہے کیا آپ نہیں چاہتے کہ وہ اٹھ جائے اور نور، نور میں مل جائے۔ اس پر شیخ روتے ہوئے اٹھ کر چلے گئے اور سمجھ گئے کہ اب مولانا کا دم واپسیں ہیں۔ چنانچہ یکشنبہ کے دن ۵ جمادی الثانی ۶۷۲ھ کو مغرب کے وقت مولانا ہر مذہب و ملت کے لاکھوں انسانوں کو روتا ہوا چھوڑ کر عالم آخرت کی طرف روانہ ہو گئے اور قونیہ کی پاک سرزمین میں ہمیشہ کے لئے روپوش ہو گئے۔

مولانا اور فرقہ مولویہ:

مولانا اپنی زندگی میں بکثرت مجاہدہ اور ریاضت کرتے تھے۔ دس دس اور بیس بیس دن روزہ رکھتے تھے اور مطلقاً کچھ نہ کھاتے تھے، نماز کا وقت آتا تو فوراً قبلہ رخ ہو جاتے اور چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ نماز میں اس درجہ استغراق ہوتا تھا کہ بقول سپہ سالار اکثر عشاء کے بعد دو رکعت نفل کی نیت باندھتے تھے۔ اور ان ہی دو رکعتوں میں صبح کر دیتے تھے۔ خود مولانا نے اپنی ایک غزل کے مقطع میں اپنی نماز کی استغراقی کیفیت کو بیان کیا ہے۔

بخدا خبر ندارم چو نماز می گذارم — کہ تمام شد رکوعے کہ امام شد فلانے

جب میں نماز پڑھتا ہوں خدا کی قسم مجھے — یہ نہیں معلوم رہتا کہ رکوع پورا ہو گیا ہے، امام کون ہے

ایک روز نماز میں اس قدر روئے کہ تمام چہرہ اور داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور سرمائی شدت کی وجہ سے نسو جم کر یخ ہو گئے۔ بسا اوقات مولانا پر شکر کی کیفیت طاری ہوتی تھی تو اس حالت میں شریعت کے ظاہری نکام کا ہوش نہ رہتا تھا۔ بیٹھے بیٹھے یکبارگی اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور رقص کرنے لگتے تھے۔ کبھی خاموشی سے کسی ویرانے کی طرف نکل کھڑے ہوتے تھے اور ہفتوں کی تلاش کے بعد مریدوں کو ملتے تھے۔ سماع کی مجلس میں کئی کئی دن مدہوشی کی حالت میں گذر جاتے تھے۔ راستہ چلتے کوئی آواز کان میں پڑتی تھی تو بسا اوقات وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ سماع کی مجلسوں میں اکثر اپنے کپڑے اتار کر قوالوں کی نذر کر دیتے تھے۔

یہ ظاہر ہے کہ کسی بزرگ کی سکری حالت کے افعال عام مریدوں کے لئے شمع راہ نہیں بنتے ہیں۔ اور نہ وہ قابل اتباع ہوتے ہیں۔ لیکن آج مولانا کے نام پر جو فرقہ مولویہ یا جلالیہ کہلاتا ہے۔ اور شام، مصر اور قسطنطنیہ وغیرہ میں ان کی خانقاہیں ہیں۔ مولانا کی صرف سکری حالت کا اتباع کرتے ہیں، خاص قسم کا لباس پہنتے ہیں۔ اور خاص قسم کا رقص ان کے حلقوں میں ہوتا ہے۔ شریعت اور اس کے احکام سے دور اور ان سے نابلد رہتے ہیں شاہ بوعلی قلندر پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ بھی ایک عرصہ دراز تک مولانا کی صحبت میں رہے اور ہندوستان کا فرقہ قلندر یہ بھی ایک درجہ میں مولانا کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

مولانا کی تصنیف:

فیہ مافیہ۔ یہ مولانا کے ان خطوط کا مجموعہ ہے جو مولانا نے وقتاً فوقتاً معین الدین پروانہ کو لکھے ہیں۔ معین الدین پروانہ، رکن الدین قلیج ارسلان شاہ قونیہ کے حاجب تھے اور دربار کے سیاہ سفید کے مالک تھے۔ ان کو مولانا سے بہت عقیدت تھی اور اکثر و بیشتر مولانا کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک بار چند امراء کے ساتھ مولانا کے یہاں پہنچے تو امراء سے طبعی نفرت کی بنا پر مولانا چھپ گئے۔ معین الدین کے دل میں خیال آیا کہ امراء اسلام تو اولوالامر ہیں۔ اور قرآن مجید کے حکم کے اعتبار سے ان کی اطاعت فرض ہے۔ تھوڑی دیر بعد مولانا باہر تشریف لے آئے اور گفتگو کے اثناء میں فرمانے لگے۔ ایک دفعہ سلطان محمود غزنوی، شیخ ابو الحسن خرقانی کی ملاقات کو گیا۔ درباریوں نے بڑھ کر شیخ کو سلطان کی آمد کی خبر دی لیکن شیخ متوجہ نہ ہوئے۔ حسن میمندی جو سلطان کا وزیر تھا۔ اس نے شیخ سے کہا کہ حضرت قرآن مجید میں اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم آیا ہے اور سلطان تو اولوالامر ہونے کے ساتھ عادل اور نیک بھی ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھے تو ابھی اطیعو اللہ سے ہی فرصت نہیں ملی کہ اطیعوا الرسول میں مشغول ہوں اور اولوالامر کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ یہ سن کر معین الدین اور تمام امراء روتے ہوئے اٹھ کر چلے گئے۔

مولانا کی یہ کتاب بالکل نایاب تھی لیکن گذشتہ سالوں میں مولانا عبدالماجد دریابادی مدظلہ نے اس کو دریافت کیا اور اس کی ترتیب و تہذیب کر کے ۱۹۲۸ھ میں شائع کر دیا ہے۔ مولانا نے اس کتاب کے دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے کہ رضا لائبریری رامپور میں ۱۹۲۰ء میں ان کی نظر سے اس کتاب کا ایک بوسیدہ اور کرم خوردہ نسخہ گذرا پھر ۱۹۲۳ء میں حیدرآباد دکن میں انہیں دو نسخے ملے جن میں سے ایک کتب خانہ آصفیہ کا تھا۔ مقابلہ کرنے پر کتب خانہ آصفیہ کا نسخہ زیادہ صحیح ثابت ہوا۔ پھر انہوں نے پروفیسر نکلسن کی طرف رجوع کیا۔ نکلسن صاحب نے یہ نسخہ قسطنطنیہ بھیجا وہاں اس پر تحقیق ہوئی اور ۱۹۲۴ء میں ایک صاف نقل مولانا دریابادی کو مل گئی جس کی انہوں نے اشاعت کی۔ اس کے بعد پھر اس کتاب کا ایرانی اڈیشن بھی منظر عام پر آ گیا۔

دیوان:

عوام اس کو شمس تبریزی کا دیوان سمجھتے ہیں۔ حتیٰ کہ لوح پر دیوان شمس تبریزی لکھ دیتے ہیں۔ مغالطہ کی بنیاد یہ ہے کہ مولانا نے اکثر غزلوں کے مقطع میں شمس تبریزی کا نام ڈالا دیا ہے۔ لیکن دراصل یہ خود مولانا کا دیوان ہے۔ اس میں پچاس ہزار اشعار ہیں۔ محققین نے تصریح کی ہے کہ مولانا نے یہ دیوان خود شمس تبریزی کے نام سے لکھا ہے۔ چنانچہ اکثر شعراء نے اس دیوان کی غزلوں پر غزلیں لکھی ہیں۔ اور مقطع میں تصریح کی ہے کہ یہ

غزل کے جواب میں ہے علی حزیں کہتے ہیں۔

این جواب غزل مرشد رم ست کہ گفت
من ببوئے تو خوشم نافہ تا تار مگیر

دوسرا مصرع مولانا کا ہے پورشعراس دیوان میں موجود ہے۔

من بکوئے تو خوشم خانۂ من ویراں کن
من ببوئے تو خوشم نافہ تا تارمگیر

مثنوی:

مولانا کی اسی کتاب نے مولانا کو حیات جاوداں عطا کی ہے۔ اس کتاب کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی اس قدر بڑھی کہ تمام ایرانی تصانیف اس کے مقابلہ میں ہیچ ہوکر رہ گئیں۔ اس مثنوی کے کل اشعار کی تعداد ۲۶۶۶ ہے۔ مشہور یہ ہے کہ مولانا نے چھٹا دفتر ناتمام چھوڑ دیا تھا۔ اور فرمادیا تھا۔

باقی این گفتہ آید بے زباں دردل ہر کس کو دارد نور جاں
جس شخص کی جان میں نور ہو گا اس مثنوی کا بقیہ حصہ اس کے دل میں خود بخود آجائے گا

چنانچہ اس پیشین گوئی کا مصداق بننے کے لئے ہندوستان کے ارباب علم وفضل نے بھی مثنوی کے طرز پر دفتر ہفتم لکھا ہے۔ ہمارے علم میں مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دفتر ہفتم اور مولانا شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا دفتر ہفتم ہے۔ جو اسی بحر اور طرز میں منظوم کیا گیا ہے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ خود مولانا ہی نے کچھ عرصہ بعد دفتر ششم مکمل کرکے دفتر ہفتم تحریر فرمایا ہے۔

مثنوی کے لغوی معنی تو دو والا ہیں۔ اصطلاح میں اس نظم کو مثنوی کہا جاتا ہے۔ جس کے ہر شعر میں دو دو قافیے ہوں ایک پہلے مصرع میں ایک دوسرے مصرع میں مولانا کی اس مثنوی کو مثنوی معنوی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں عالم معنی اور احوال باطن کے اسرار و معارف کا تذکرہ ہے۔ مسائل تصوف اور اسرار و معارف کے بیان میں سلطان ابوسعید ابوالخیر کی رباعیات بھی مشہور ہیں۔ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیقہ لکھا جو تصوف کی پہلی منظوم کتاب ہے۔ خواجہ فریدالدین عطار نے تصوف کے موضوع پر مختلف مثنویاں تحریر فرمائیں۔ جن میں منطق الطیر کو زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ لیکن اب اس موضوع پر سب سے زیادہ اہمیت مولانا روم کی مثنوی ہی کو حاصل ہے۔ اس مثنوی کی تصنیف کا سبب مولانا کے مرید حسام الدین چلپی ہے۔ چنانچہ مولانا نے دفتر اول کے علاوہ ہر دفتر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ دفتر اول ختم ہوا تو حسام الدین کی بیوی کا انتقال ہوگیا۔ س حادثہ سے حسام الدین اس درجہ متاثر ہوئے کہ دو برس تک افسردہ خاطر اور پریشان رہے۔ مولانا بھی اس عرصہ میں خاموش رہے اور مثنوی کا کام رک گیا۔ پھر جب خود حسام الدین نے استدعا کی تو مولانا نے مثنوی کے دوسرے دفتر کی ابتدا کی اور فرمایا۔

مدے ایں مثنوی تاخیر شد مہلتے بایست تا خوں شیر شد
ایک مدت تک مثنوی لکھتے ہیں تاخیر ہوگئی کچھ وقت چاہیئے تاکہ خون سے دودھ بنے

چوں ضیاء الحق حسام الدین عناں باز گردانید زاوجِ آسماں
جب ضیاء الحق حسام الدین نے آسمان کی بلندی سے باگ موڑی

چوں بمعراج حقائق رفتہ بود
بے بہارش غنچہ باشگفتہ بود
چونکہ وہ حقائق کی معراج میں گئے ہوتے تھے
ان کی بہار کے بغیر غنچہ نہ کھلا تھا

تیسرے دفتر کے شروع میں فرمایا

اے ضیاء الحق حسام الدیں بیار ایں سوم دفتر کہ سنت شدسہ بار
اے ضیاء الحق حسام الدین تیسرا دفتر لا کیونکہ تین مرتبہ وضو میں اعضاء دھونا سنت ہے
چوتھے دفتر کا آغاز فرمایا تو کہا

اے ضیاء الحق حسام الدیں توئی کہ گزشت ازمہ نبورت مثنوی
اے ضیاء الحق حسام الدین تو ہی ہے جس کے نور کی وجہ سے مثنوی چاند سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے
پانچواں دفتر اس طرح سے شروع کیا۔

شہ حسام الدین کہ نور انجم ست طالب آغاز سفر پنجم ست
حسام الدین جو ستاروں کا نور ہیں پانچویں کتاب کی ابتداء کے طالب ہیں
چھٹے دفتر کی ابتدا ہے۔

اے حیات دل حسام الدیں بسے میل میجوشد بقسم ساد سے
اے دل کی زندگی حسام الدین چھٹی قسم کی طرف دل کا بہت میلان ہو گیا ہے

جیسا کہ اوپر گذرا تحقیق یہی ہے کہ چھٹا دفتر مولانا نے خود مکمل فرمایا اور اس کے بعد ساتواں دفتر بھی تحریر فرمایا ہے۔ شیخ اسماعیل قیصری کو یہ ساتواں دفتر ۸۱۴ھ میں دستیاب ہوا اور انہوں نے تحقیق سے ثابت کیا۔ یہ خود مولانا کا ہی تحریر کردہ ہے اور شام و روم کے اہل علم نے اس کو تسلیم کیا ہے جس کی ابتدا حسب ذیل شعروں سے کی ہے۔

اے ضیاء الحق حسام الدیں فرید دولت پاینده فقرت برمزید
اے یکتا ضیاء الحق حسام الدیں تیری دولت ہمیشہ رہے تیرے فقر میں اضافہ ہو
چونکہ از چرخ ششم کر دی گذر برتراز چرخ ہفتم کن سفر
جب کہ تو چھٹے آسمان سے آگے بڑھ گیا ہے ساتویں آسمان کی بلندی کا سفر کر

مثنوی کی شہرت اور مقبولیت:

ایران کی چار کتابوں کو جس قدر شہرت حاصل ہوئی۔ وہ ایرانی کتب میں سے کسی کو حاصل نہ ہو سکی۔ شاہ

نامہ فردوسی، گلستانِ سعدی، دیوانِ حافظ، مثنوی مولانا روم ان میں سے بھی مثنوی کو جو قبول عام حاصل ہوا بقیہ تین کتابوں کو حاصل نہ ہو سکا۔ اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ افاضل علماء نے جس قدر مثنوی کی طرف توجہ کی اور کسی کتاب کی طرف نہ کی۔ اس مثنوی کی بڑی بڑی ضخیم شرحیں لکھی گئیں۔ کشف الظنون میں جن کا ذکر ہے۔ ان کے علاوہ مولانا شبلی نے اپنی کتاب سوانح مولانا روم میں محمد افضل الہ آبادی، ولی محمد، مولانا عبدالعلی بحر العلوم اور محمد رضا کی شرحوں کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ ۱۳۴۴ھ میں مرزا محمد نذیر صاحب عرشی نے مفتاح العلوم کے نام سے ایک ضخیم شرح سترہ جلدوں میں تحریر فرمائی اور اس سے پہلے مولانا احمد حسین کانپوری کی شرح بصورتِ حواشی شائع ہوئی اور کلید مثنوی کے نام سے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کئی دفتروں کی شرح شائع ہو چکی ہے۔ نیز مراۃ المثنوی از جناب تلمذ حسین صاحب اور تشبیہات رومی اور حکمت رومی از ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم بھی قابلِ قدر کتابیں شائع ہوئیں۔

مثنوی پڑھنے والوں کے لئے چند مفید باتیں:

موسیقی سے متعلق بعض اہل دل اس نظریہ پر پہنچے ہیں کہ ایک خاص قسم کی موسیقی کے ذریعہ روح اپنی ماہیت اور ماہیتِ حیات و کائنات میں غوطہ زن ہوتی ہے۔ اور موسیقی انسان کو اسی جسمانی واسطہ سے روحانی عالم میں پہنچا دیتی ہے۔ روحانی موسیقی بعض مذاہب میں جزوِ عبادت تک شمار ہوئی ہے اور اس کو غذائے روح قرار دیا گیا ہے۔ مسلمانوں میں سماع کے مسئلہ پر اکابر صوفیاء اور علماء نے بہت بحثیں کی ہیں۔ اور جواز و عدم جواز کو ثابت کیا ہے۔ جہاں تک مولانا کا تعلق ہے۔ وہ سماعِ راست کو جائز اور سماعِ ناراست کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے۔

بر سماعِ راست ہر کس چیز نیست طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست
صحیح سماع پر ہر شخص قادر نہیں ہے انجیر پر پرندہ کی خوراک نہیں ہے

سماعِ راست کی شرائط اکابر صوفیاء کے ملفوظات میں مذکور ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ سننے والا عالی جذبات کا حامل اور سافل جذبات سے عاری ہو اور عالی جذبات کی نشوونما کے لئے روحانی غذا کا طالب ہو، موسیقی اس قسم کی ہو جو حیوانی جذبات کو نہ ابھارے اور روح کو اسفل سے اعلیٰ کی طرف لے جائے۔ مولانا نے مثنوی بانسری کے بیان سے شروع کی ہے اور بانسری کے ذریعہ اسرار و معارف کے جو مضامین پیدا کئے ہیں۔ وہ کسی اور ساز سے پیدا نہ ہو سکتے تھے۔ بانسری کا تعلق روحانیت اور الوہت سے ہندوؤں کے یہاں بھی مسلم ہے، چنانچہ کرشن جی کے ساتھ بانسری کا تصور اسی حقیقت کو واضح کرتا ہے۔ مولانا نے بھی بانسری کی تشبیہ سے روح کی ماہیت اور اس کے جذبات کو دلنشین اور دلسوز طریقہ پر پیش فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ جس طرح بانسری کے دلسوز نغمے اس بناء پر ہیں کہ وہ اپنی اصل سے جدا ہو گئی ہے۔ اور اس کے نغموں کا سوز و گداز نیستاں سے جدا ہو جانے کی بنیاد پر ہے۔ اسی طرح روحِ انسانی چونکہ روح الارواح، ہستی مطلق سے جدا ہو کر اس عالم شہود میں آئی ہے لہٰذا اس کا اضطراب اور بے چینی بھی اسی بنیاد پر ہے اور جب تک وہ اپنی اصل کی طرف واپس نہ ہو جائے گی اس کو سکون حاصل نہ ہوگا وہ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً کی منتظر ہے۔ اور جب تک اس کو یہ پیغام نہ مل جائے گا۔ اس کو سکون اور چین

نصیب نہ ہوگا اور وہ بانسری کی طرح اپنے درد وفراق کا اظہار کرتی رہے گی۔ یہی مضمون جو مولانا نے شروع کیا ہے، مولانا کی پوری مثنوی میں پھیلا ہوا ہے۔

وحدت الوجود، وحدت الشہود:

لا الہ الا اللہ کے معنیٰ اہل ظاہر کے یہاں تو یہ ہیں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے پرستش اور عبادت صرف اسی کی ہونی چاہیے۔ اس ذاتِ واحد کے علاوہ کسی اور چیز کی پرستش شرک ہے لیکن صوفیاء کے نزدیک لا الہ الا اللہ کے معنیٰ لا موجود O الا اللہ کے ہیں، یعنی عالمِ وجود میں صرف ذاتِ واحد موجود ہے اس کے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے کسی دوسری چیز کو حقیقی وجود سے متصف کرنا شرک اور کفر ہے، اب اس کے بعد یہ بحث پیدا ہو جاتی ہے کہ ممکنات اور وجود کائنات کی وجودِ مطلق وجودِ باری سے کیا نسبت ہے؟ جو صوفیاء وحدت الوجود سے قائل ہیں وہ کہتے ہیں۔ کہ وجود مطلق ایک ہی ہے جو وجوب، امکان، قدیم، حادث، مجرد، جسمانی، مومن، کافر، طاہر، نجس مختلف مظاہر میں ظاہر ہے۔ لیکن ہر مظہر کا حکم جداگانہ ہے۔ مظاہر میں فرق کرنا لازمی امر ہے۔ اور ہر مظہر پر ایک جداگانہ حکم لگانا ضروری ہے طاہر پر طہارت کا حکم ہے تو نجس پر نجاست کا، کافر کے کچھ احکام ہیں تو مومن کے لئے دوسرے احکام ہیں۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی
وجود کے ہر مرتبہ کا ایک حکم ہے اگر تو مراتب کا فرق نہ کریگا تو تو زندیق ہے

مولانا بحر العلوم نے وحدت الوجود کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔ تمام موجودات عین ذاتِ حق ہیں۔ ممکنات کے تعینات اور تشخصات محض ایک پردہ ہیں۔ اگر یہ پردہ اٹھ جائے تو سوائے ذاتِ حق کے کوئی وجود نہیں ہے اور یہ عالم امکان نیست و نابود ہو جائے۔

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید توضیح کرتے ہوئے فرمایا۔ صوفیاء کے نزدیک وجود سے مراد مصدری نہیں معنیٰ ہیں۔ کیونکہ وہ خارج میں موجود نہیں ہیں، معقولات ثانیہ میں سے ہیں جس کا وجود صرف ذہن میں ہوتا ہے بلکہ وجود سے ان کی مراد مابہ الموجودیت ہے، حضرت حق جل مجدہ اپنے وجود اور ممکنات کے وجود میں غیر کا محتاج نہیں ہے۔ اس کی ذات ہی خود اس کے وجود کی مقتضی ہے اور اسی طرح ممکنات کے وجود کی بھی اس کی ذات ہی مقتضی ہے، ممکنات کا مابہ الموجودیت کیا ہے؟ ان کے وجود سے ارادۂ الٰہی کا تعلق ہے اور یہ ارادہ اللہ کی صفت ذاتی ہے جس کا مقتضیٰ صرف اس کی ذات ہے لہٰذا ممکنات کا مابہا الموجودیت ذاتِ حق کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اب حضرت حق تعالیٰ کو ممکنات کا وجود بمعنیٰ مابہا الموجودیت کہنا بالکل حق اور درست ہے۔

حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی عزیزی میں وحدت الوجود کی تشریح کی ہے فرمایا کہ پہلے وحدت الوجود کے معنیٰ سمجھ لو پھر حقیقت حال سمجھنا۔ وحدت الوجود کے معنیٰ یہ ہیں کہ وجود حقیقی (بمعنیٰ مابہ الموجودیت نہ کہ معنیٰ مصدری) ایک چیز ہے جو واجب میں واجب اور ممکن میں ممکن اور جوہر میں جوہر، عرض میں عرض ہے اور اس کے یہ اختلافات ذات کے اختلافات نہیں ہے۔ جیسا کہ سورج کی شعاعیں پاک اور ناپاک پر پڑتی ہیں اور وہ اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہیں۔ ناپاک نہیں ہیں۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ حق ہے اور کسی طرح بھی شرع کے مخالف نہیں ہے اس لئے کہ اس وجود حقیقی میں سے ہر مرتبہ کا یک جداگانہ حکم ہے اور شرع

شریف ہر مرتبہ کا حکم بیان کرتی ہے بعض کو ہادی، بعض گمراہ کنندہ، بعض کو واجب الاطاعت، بعض کو واجب العصیان، بعض کو حلال، بعض کو حرام، بعض کو پاک، بعض کو ناپاک قرار دیتی ہے۔ کوتاہ بین سمجھتا ہے کہ یہ ذات کے اختلاف کی وجہ سے ہے حالانکہ یہ قطعاً نہیں ہے کہ بلکہ شئون اور اعتبارات کا اختلاف ہے۔ قرآن مجید کی چند آیتوں سے بھی اس مسئلہ کی صحت کے اشارات ملتے ہیں۔ سنریھم آیاتنا فی الافاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق اولم یکف بربک انہ علی کل شیٔ شھید ○ الا انھم فی مریۃ من لقاء ربھم الا انہ بکل شیٔ محیط۔ عنقریب ہم ان لوگوں کو اپنی نشانیاں اطراف عالم میں دکھائیں گے۔ ان کے اپنے درمیان میں بھی یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا۔ کہ یہ قرآن حق ہے کیا یہ بات کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار ہر چیز کا شاہد ہے یاد رکھو یہ لوگ تو اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہونے کی طرف سے شک میں ہیں۔ سنو! خدا ہر چیز پر حاوی ہے۔ نیز آیت ۵ ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وہی شروع سے ہے وہی آخر تک رہے گا وہی ظاہر ہے وہی پوشیدہ ہے صوفیاء کا ایک گروہ ہے جو وحدت الوجود کے قائلوں کی باتوں کو سکر اور استغراق کی حالت پر محمول کرتا ہے اور وحدت الوجود کی واقعیت سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بسا اوقات سالک کو وحدت الوجود کا احساس ہوتا ہے لیکن وہ نفس الامری نہیں ہے جیسا کہ سورج کی روشنی میں تمام ستارے چھپ جاتے ہیں تو دیکھنے والا رف سورج کا وجود سمجھتا ہے۔ اور ستاروں کو معدوم سمجھتا ہے حالانکہ وہ نفس الامر میں موجود اور منور ہوتے ہیں تو یہ لوگ جس کو وحدت الوجود سمجھ گئے ہیں۔ وہ وحدت الشہود ہے ان دونوں نظریوں میں فرق یہ ہے کہ وحدت الوجود کے قائل تو دراصل وجود کی حقیقی تقسیم وجود واجب اور وجود ممکن کے قائل نہیں ہیں، اور وحدت الشہود کے قائل وجود ممکنات کے بھی قائل ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ واجب الوجود کے مشاہدہ کے وقت ممکنات کے وجودات مخفی ہو جاتے ہیں۔ وحدت الوجود کے مدعی وجود حقیقی اور ممکنات کی تشبیہ دریا اور اس کی موجوں اور بلبلوں سے یا رسی اور اس کی گرہوں سے دیتے ہیں۔

گفتم از وحدت و کثرت سخنے گوئی بہ رمز
گفت موج و کف و گرداب ہمانا دریاست

میں نے کہا وحدت اور کثرت کی بات اشارہ میں کہدے
اس نے کہا موجیں اور جھاگ اور بھنور، دریا ہی ہیں

اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہیں
حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں

ہے مشتمل نمود صور پر وجود بحر
یاں کیا دھرا ہے قطرہ موج وحباب میں (غالب)

اور وحدت الشہود کے قائل وجود حقیقی اور ممکنات کے وجود کے تشبہ اصل اور اس کے سایہ سے دیتے ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وحدت الوجود الشہود کو چند در چند اشاروں کے ذریعہ ثابت کیا ہے۔ بادشاہ کے دربار میں گانوں کے چودھری کا قصہ نقل کر کے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے اور پٹ بیجنے کی حکایت میں بھی اسی حقیقت کو روشناس کرایا ہے۔

ایک مقام پر شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں مسلکوں کی تطبیق بھی کی ہے اور فرمایا ہے کہ وحدت وجودی مرتبہ ذات میں درست ہے اور وحدت الشہود تعینات کے درجہ میں واجب القبول اور صحیح ہے لہٰذا دونوں باتیں اپنی جگہ صحیح ہیں۔

اب ہم اس مسئلہ پر آپ کو ''رود کوثر'' کے حوالے سے شیخ محمد اکرم کی زبانی کچھ باتیں سناتے ہیں تا کہ مسئلہ

کی پوری تشریح اور توضیح ہو جائے وہ فرماتے ہیں حضرت مجدد سرہندی سے پہلے تمام صوفیاء ہند میں ایک ہی فلسفہ رائج تھا اور وہ تھا ابن العربی کا فلسفۂ وحدت الوجود، بے شک اس کے اخذ وقبول میں مختلف منازل اور مراتب تھے۔ بعض انتہا پسند صوفی تو وحدت الوجود میں اس قدر غلو کرتے تھے کہ وہ قریب قریب دائرہ اسلام سے باہر آ جاتے تھے اور کئی دوسرے اسے فقط اسی حد تک اختیار کرتے تھے جس حد تک اسلام مانع ہو۔ اب پہلی مرتبہ ایک جداگانہ فلسفہ مدون ہوا جو فلسفہ وحدت الوجود کے مقابل ہوا اور یہ فلسفہ وحدت الشہود تھا جو معنوی اعتبار سے وحدت الوجود کی ضد یعنی ثنیۃ الوجود کا فلسفہ کہلا سکتا ہے۔

وحدت الوجود اور وحدت الشہود فلسفے ذات باری اور مخلوقات وممکنات کے تعلقات کو بیان کرتے ہیں۔ اور ان دونوں فلسفوں کو توحید عینی اور توحید ظلی سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ تذکرہ غوثیہ میں دونوں فلسفوں کے فرق کو ان الفاظ سے سمجھایا گیا ہے۔ وجود یعنی حقیقی ہستی واحد ہے لیکن ایک ظاہر وجود ہے اور ایک باطن، باطن وجود ایک نور ہے جو تمام عالم کے لئے بمنزلہ جان کے ہے اس نور کا باطن کا پرتو ظاہر وجود ہے جو ممکنات کی صورت میں رونما ہے۔ ہر اسم وصف فعل جو عالم ظاہر میں ہے۔ ان سب کی اصل وہی وصف باطن ہے اور اس کثرت کی حقیقت وہی وحدت صرف ہے جیسے امواج کی حقیقت عین ذات دریا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ کائنات کے جملہ افراد تجلیات حق ہیں۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَشْیَاءَ وَھُوَ عَیْنُھَا اور اس اعتباری کثرت کا وجود اسی حقیقی وحدت سے ہے۔ اَلْحَقُّ مَحْسُوْسٌ وَالْخَلْقُ مَعْقُوْلٌ یہ وحدت الوجود کے فلسفہ کا خلاصہ ہے۔ وحدت الشہود کی تفصیل یہ ہے کہ کائنات کا وجود اور مختلف صفات اور آثار کا ظہور، واحد مطلق کی ذات وصفات کا ظل وعکس ہے۔ جو عدم میں منعکس ہو رہا ہے اور یہ ظل وعکس واحد مطلق کا عین نہیں ہے بلکہ محض ایک مثال ہے۔ نواب سر احمد حسین نظام جنگ بہادر نے اپنی کتاب فلسفۂ فقراء میں ان دونوں نظریوں کے فرق کو حسب ذیل نقشہ کی مدد سے نمایا کیا ہے:۔

وحدت الوجود (ھُوَ الْکُلّ)	وحدت الشہود ھُوَ الْھَادِیْ
نظریہ ہمہ اوست	نظریہ ہمہ از وست
رجحان تصوف سکون کی طرف مائل	رجحان تصوف جوش کی طرف مائل میں اس
میں اور وہ جدا نہیں وہ دریا تو میں قطرہ ہوں)	کے ساتھ اور وہ میرے ساتھ ہے
وصل	عشق
اعتقاد۔ میں کون؟ اَنَا الْحَقّ	اعتقاد میں کون؟ اَنَا عَبْدُہٗ (عاشق)

حقیقت تو یہ ہے کہ اس طرح کے مباحث محض ذوقی اور وجدانی ہیں ان کو دلائل سے ثابت کرنا اور ان کی تشریحات کرنا انتہائی دقت طلب ہیں اسی لئے شریعت نے ان مباحث میں پڑنے سے روکا ہے اور ذات وصفات کے مسائل کو نصوص پر محمول کر کے خارج از بحث قرار دیا ہے۔ اس بحث میں مولانا رومی کا کیا رجحان ہے اور وہ کون سے گروہ کے ترجمان سمجھے جاتے ہیں۔ مولانا کے پڑھنے والوں کو (اس کا فیصلہ کرنا دشوار ہو رہا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

می شناسد ہر کہ اورا منظرست	کایں فغاں ایں سرے ہم زاں سرست
صاحب نظر جانتا ہے	کہ اس جانب کی آہ وزاری اس جانب ہی ہے

ایک جگہ فرماتے ہیں۔

جملہ معشوق ست و عاشق پردہ
سب کچھ معشوق ہی ہے عاشق ایک پردہ ہے

کسی مقام پر واضح الفاظ میں فرماتے ہیں۔ کہ صرف ذاتِ واحد ہی موجود ہے اور تعدد یا کثرت محض ایک اعتباری چیز ہے۔

گر ہزاراں اندیک کس بیش نیست جز خیالات عدد اندیش نیست
اگر ہزاروں بھی ہیں ایک کے علاوہ کچھ نہیں ہے کثرت اور تعدد محض خیالی ہے
بحر وحدانیست جفت وزوج نیست گوہروما ہیتش غیر موج نیست
صرف وحدانیت کا سمندر ہے جفت اور جوڑا کچھ نہیں اس کی حقیقت اور ماہیت موجوں سے جدا نہیں ہے
نیست اندر بحر شرک ہیچ ہیچ لیک بالا حول چہ گویم ہیچ ہیچ
سمندر میں کسی چیز کی شرکت نہیں ہے لیکن بھینگے سے میں کیا کہوں

یعنی غیر محدود کثرت کے اندر وجود حقیقی ایک ہی ہے، کثرت کو حقیقی سمجھنا، ایسا ہی ہے جیسا کہ بھینگا ایک کو دو دیکھتا ہے۔ انسان کی اس بھینگی آنکھ نے ہی اس کو مشرک بنایا ہے۔ اگر صحیح بینائی ہو تو وحدت کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے۔ یہ اور اس طرح کے بہت سے اشعار پڑھنے والے کو بتاتے ہیں۔ کہ مولانا وحدت الوجود کے داعی ہیں لیکن دوسری طرف اگر غور کیا جائے تو حقیقت اس کے خلاف واضح ہوتی ہے۔

جو لوگ وحدت الوجود کے نظریہ کے قائل ہیں۔ وہ جبر و اختیار کی بحثوں میں جبر کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور جبر یہ فرقہ ہی کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ اور یہاں تک کہہ دیتے ہیں۔

ہر آں کس را کہ مذہب غیر جبرست نبی فرمود کو مانند گبرست
جس شخص کا مذہب جبر کے علاوہ ہے نبی نے فرما دیا ہے وہ مجوسی ہے

لیکن مولانا اختیار کے قائل ہیں اور جا بجا جبر کے عقیدے کی تردید کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

سعی، شکرِ نعمت قدرت بود جبر تو انکار آں نعمت بود
کوشش، قدرت نے نعمت کا شکریہ ہے جبرا اس نعمت کا کفر ہے
شکر نعمت نعمتت افزوں کند کفر نعمت از کفت بیروں کند
نعمت کا شکر نعمت کو بڑھاتا ہے نفر، نعمت سے محروم کر دیتا ہے

جبر تو خفتن بود در رہ مخسب
تا نہ بینی آں درو درگہ مخسب

تیرا جبر سو جانا ہے، راستہ میں نہ سو جب تک اس در اور دربار کو نہ دیکھ لے نہ سو
جبر خفتن درمیانِ رہزناں مُرغ بے ہنگام کے یا بداماں
جبر ڈاکوؤں میں سو جانا ہے بے وقت کا مرغا کب بچا ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ صوفیا کی وہ اکثریت جو وحدت الوجود کی قائل ہے وہ جبر کی بھی قائل ہے اور جبر کا نتیجہ جد و جہد

کا ترک اور گوشہ نشینی کے سوا کچھ نہیں۔ اسی بنا پر تصوف پر الزام لگانے والے تصوف کا یہ نتیجہ سمجھنے لگے کہ تصوف کا نتیجہ تعطل اور بیکاری اور دینوی جہد سے دست برداری کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور تصوف مسائل زندگی سے ایک راہ فرار ہے۔

لیکن مولانا جدو جہد اور سعی عمل کے بہت بڑے داعی ہیں۔

اور کوشش بیہودہ بہ از خفتگی
سو جانے سے سعی لا حاصل بہتر ہے

تک کے قائل ہیں۔

ایک جگہ شیر کی زبانی فرمایا ہے۔

پایہ پایہ رفت باید سوئے بام ہست جبری بودن ایں جا طمع خام
ایک ایک پیڑی کوٹھے کی طرف چڑھنا چاہیے اس جگہ جبری بننا بیکار لالچ ہے

اللہ تعالیٰ نے ہاتھ پاؤں دے کر کوشش اور سعی کی تلقین کی ہے اگر وہ ان کو بروئے کار نہیں لاتا ہے تو کفران نعمت ہے۔

پائے داری چوں کنی خدرا تو لنگ دست داری چوں کنی پنہاں تو چنگ
تیرے پیر ہیں اپنے آپ کو تو لنگڑا کیوں بناتا ہے؟ تیرے ہاتھ ہیں پنجہ کو کیوں چھپاتا ہے؟

خواجہ چوں بیلے بدست بندہ داد بے زباں معلوم شد اورا مراد
آقا نے جب بیلچہ ہاتھ میں دے دیا اس کا مقصد بغیر کہے معلوم ہو گیا

توکل کا ایک غیر شرعی مفہوم عقیدۂ جبر کا لازمی نتیجہ ہے۔ مولانا اس کے بارے میں فرماتے ہیں۔

گر توکل می کنی درکار کن کار کن پس تکیہ بر جبار کن
اگر توکل کرتا ہے، کام میں کر کام کر پھر اللہ پر توکل کر

گفت آرے ار توکل رہبرست ایں سبب ہم سنت پیغمبرست
اس نے کہا ہاں اگر توکل راہنما ہے سبب کو اختیار کرنا بھی پیغمبر کی سنت ہے

گفت پیغمبر بآواز بلند
برتوکل زانوے اشتر بہ بند
پیغمبر نے بلند آواز سے فرمایا توکل کے ساتھ اونٹ کا پیر باندھ

رمز الکا سب حبیب اللہ شنو
از توکل در سبب کاہل مشو

''کمانے والا اللہ کا دوست ہے'' کا اشارہ سن توکل کی وجہ سے اسباب اختیار کرنے میں سستی نہ کر

در توکل کسب و جہد اولیٰ ترست تا حبیب حق شوی ایں بہترست
کمانا اور کوشش کرنا توکل کے معاملہ میں بہت بہتر ہے تاکہ تو اللہ کا سہارا بن جائے یہ اچھا ہے

ایک جگہ فرمایا اسباب کا اختیار کرنا اور زندگی کی جدو جہد میں صبر و استقلال کے ساتھ زندگی کے نشیب و فراز سے دوچار ہونا ہمیشہ سے خاصان خدا کا خاصہ رہا ہے۔

سعی ابرار و جہاد مومناں تا بدیں ساعت ز آغاز جہاں
نیکوں کی کوشش اور مومنوں کا جہاد دنیا کی ابتداء سے اب تک

حق تعالیٰ جہد شاں راراست کرد آنچہ دیدند از جفا و گرم و سرد

اللہ نے ان کی کوشش اور تمام گرم و سرد کو صحیح قرار دیا

جہد وعمل کے سلسلہ میں مولانا کا وہ شعر بھی مشہور ہے جس پر غالب جیسا شاعر سر دھنتا ہے۔

بزیر کنگرۂ کبریاش مردانند فرشتہ صیدو پیمبر شکار ویزداں گیر

اس کی کبریائی کے کنگرہ کے زیر سایہ وہ انسان بھی ہیں فرشتہ اور پیغمبر جن کا شکار اور وہ خدا کو قابو میں کر لینے والے ہیں۔

اور اقبال نے اسی شعر کو اپنے الفاظ میں اس طرح کہا ہے۔

در دشت جنون من جبریل زبوں صیدے یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ

میرے جنون کے میدان میں جبرئیل معمولی شکار ہیں اے ہمت مردانہ خدا کو قابو میں کر لے

ان حالات میں کسی طرح یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مولانا وحدت الوجود کے اس مفہوم کے قائل تھے جو دوسرے صوفیاء نے اختیار کیا ہے۔

جبر وقدر انسان جو کام کرتا ہے وہ اپنے اختیار سے کرتا ہے یا بصورت جبر اس سے صادر ہوتے ہیں۔ یہ مسئلہ بھی ان مسائل میں سے ہے جن کا فیصلہ کرنا دشوار ترین امر ہے۔ اس مسئلہ کی بنیاد دراصل اس مسئلہ پر ہے کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ یا انسان کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ حکماء کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ انسانی جملہ افعال بھی اللہ کی تخلیق میں انسان کو ان کے صادر کرنے میں کوئی اختیار اور دخل نہیں ہے۔ وَمَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ تمہارا چاہنا کچھ نہیں بجز اس کے کہ اللہ چاہے۔ مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَاءْ لَمْ یَکُنْ جو اللہ نے چاہا باد ہوا جو نہ چاہا نہ ہوا۔ اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ خلق اور امر صرف اللہ کا ہے جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ ہونے والی باتوں پر قلم تقدیر (لکھ کر) خشک ہو چکا ہے۔ اَلْقَلْبُ بَیْنَ اِصْبَعَیِ الرَّحْمٰنِ یُقَلِّبُھَا کَیْفَ یَشَاءُ انسانی قلب اللہ کے قبضہ میں ہے۔ جس طرف چاہتا ہے (برائی یا بھلائی) اس کو اس طرف مائل کر دیتا ہے۔ اب ان دلائل کے پیش نظر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ انسان مجبور محض ہے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں انسان کے افعال کے حسن وقبح کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ اور افعال پر جزا وسزا کا ترتب بھی بالکل بے معنی ہو جاتا ہے۔ اگر زید کے ہاتھ میں رعشہ کی اضطراری حرکت ہے تو زید کو اس حرکت کی بنا پر اچھا یا برا کہنا بالکل غیر معقول ہے، انسان کے سر پر پھول برسیں یا پتھر انسان نہ پھولوں کی ستائش کرتا ہے نہ پتھر کی شکایت، حکماء کے اس گروہ کو جبریہ کہا جاتا ہے۔

دوسرا گروہ قدریہ ہے جو تقدیر ازلی کا منکر ہے اور تمام انسانی افعال کا صدور انسان سے بطور کلی اختیار کے تسلیم کرتا ہے اور بندوں کے افعال کا خالق بندوں ہی کو قرار دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں عالم میں دو خالق تسلیم کرنے پڑیں گے۔ ایک خدا اور ایک غیر خدا اور اس ثنویت کو اسلام کسی طرح تسلیم نہیں کر سکتا ہے۔ یزداں اور اہرمن کے تصور کو اسلام نے مٹایا ہے اور خالص توحید کی طرف رہنمائی کی ہے۔ اسی بنیاد پر اس قدر فرقہ کو مجوس ہذہ الامۃ قرار دیا گیا ہے۔

عقلی اعتبار سے غور کیا جائے تو یہ عقیدہ بھی خلاف واقعہ نظر آتا ہے اس لئے کہ انسان کا کسی کام کو کرنا یا کسی کام سے باز رہنا خواہش وارادہ یا نفرت واجتناب کی بنیاد پر ہوتا ہے اور انسان کو اپنی قوت ارادی یا قوت

اجتنابی کی تحریک پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ اب ان دونوں قوتوں کی تحریک کا جو نتیجہ بھی ہے وہ غیر اختیاری ہو جاتا ہے۔ اشاعرہ نے ایک درمیانی صورت نکالی یعنی انسان کے افعال کا خالق تو اللہ کو قرار دیا اور کسب کو انسان کا اپنا فعل قرار دیا اور یہ عقیدہ ٹھہرایا کہ افعال خواہ خداوندی ہوں یا بندوں کے سب کا خالق اللہ ہی ہے۔ اب بندوں کے افعال کی برائی بھلائی یا جزا و سزا اس بنیاد پر ہے کہ انسان نے اس کا کسب کیا ہے۔ مولانا روم نے اس مسئلہ پر بہت سے مقامات پر بحث کی ہے ایک جگہ تو جبریہ اور قدریہ دونوں کو غلط لکھا ہے۔ اور فرمایا کہ اگر دیکھا جائے تو انسان کا جبر مطلق، اختیار مطلق کی بہ نسبت بالکل بداہت کے خلاف ہے۔ بدلیہ نظر آتا ہے۔ کہ انسان اپنے افعال میں صاحب اختیار ہے۔ رہی یہ بات کہ یہ اختیار خدا کا عطا کردہ ہے یہ ایک نظری مسئلہ ہے اور فرمایا قدری کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جو دھوئیں کو موجود مانتا ہے اور آگ جو اس کی علت ہے اس کا انکار کرتا ہے اور جبری کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دھوئیں کے ہوتے ہوئے اس دھوئیں کے وجود ہی سے انکار کرتا ہے۔ اب فیصلہ کیا جائے کہ کونسا شخص زیادہ حماقت میں مبتلا ہے۔ مولانا کے زمانہ میں اکثر صوفیاء اور علماء جبر کے قائل تھے۔ امام رازی جیسے فاضل نے اپنی تفسیر میں متعدد جگہ پر دلائل قائم کئے ہیں۔ اور پھر مستقل کتاب لکھ کر جبر کے اثبات کے لئے عقلی و نقلی دلائل پیش کئے ہیں۔ لیکن مولانا روم کا رجحان جبر کے بالکل خلاف ہے۔ مَا شَاءَ اللّٰہ کَانَ وَ مَالَمْ یشا لَمْ یکُنْ کے بارے میں مولانا نے فرمایا۔ یہ حدیث جدوجہد کی ترغیب کے لئے ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی شاہی ملازم سے یہ کہے "جو وزیر چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔" تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وزیر کو خوش رکھنے کی جدوجہد کرنی چاہیے کیونکہ مقصد کا حصول وزیر کی خوشی پر موقوف ہے۔ یہ نہیں ہے کہ مقصد کا حصول ہمارے ہاتھ میں ہے لہٰذا وہ بغیر جدوجہد کے ہمیں حاصل ہو جائے گا۔ اسی طرح اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نجات اور حصول مقاصد تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے کہ جب چاہو حاصل ہو جائے بلکہ اس کے لئے انتہائی جدوجہد کی ضرورت ہے۔

جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ کَائِنٌ کے بارے میں فرماتے ہیں یہ بالکل سچ ہے لیکن اس کے یہ معنی کہ جو کچھ ہونا ہے وہ پہلے ہی دن لوحِ تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔ صحیح نہیں ہیں۔ یہ عوام کی غلطی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ یہ طے ہو چکا ہے کہ ہر کام کا خاص نتیجہ ہے، یہ طے ہو چکا ہے۔ کہ ہر چیز کا ایک سبب ہے، یہ طے ہو چکا ہے کہ نیکی و بدی یکساں نہیں ہیں۔ یہ طے ہو چکا ہے کہ نیکی کا نتیجہ نیکی کا نتیجہ نیک اور بدی کا بد ہوگا۔

مولانا نے انسان کے اختیار کے ثبوت کے لئے جو دلائل قائم کئے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ہر شخص کے دل میں اختیار کا یقین ہے گو زبانی اس کا انکار کرے اگر اسی شخص کے سر پر چھت ٹوٹ پڑے تو کبھی چھت پر غصہ نہ کرے گا اور اگر کوئی دوسرا شخص اس کے سر پر پتھر مار دے تو اس پر اس کو سخت غصہ آئے گا اور یہ اسی بنیاد پر ہے کہ چھت کو اس نے غیر مختار سمجھا ہے۔ اور اس شخص کو اس نے صاحب اختیار مانا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ کتا بھی اس بات کو سمجھتا ہے۔ کتا پتھر کو نہیں کاٹتا ہے۔ جو پتھر پھینک کر اس کے مارے گا۔ اس کو کاٹے گا۔

(۲) خود انسان کے تمام اقوال و افعال سے اختیار کا ثبوت ہوتا ہے۔ ہم کسی شخص کو کسی کام کے کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ کسی کو کسی کام کے کرنے کی ممانعت کرتے ہیں۔ اپنے کسی فعل پر خود نادم ہوتے ہیں۔ اور کسی فعل پر خوش یہ اس کی دلیل ہے کہ ہم خود اپنے آپ کو اور دوسرے کو صاحب اختیار سمجھتے ہیں۔

(۳) جبر کے ثبوت میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اگر خدا ہمارے افعال پر قادر نہیں ہے تو مجبور ہے اور اگر قادر ہے اور بندہ کو بھی قادر مانا جائے تو ایک فعل کے دو فاعل قرار پاتے ہیں جو باطل ہے۔ مولانا نے اس شبہ کا جواب دیا جو شبہ کا جواب بھی ہے اور بجائے خود بندہ کے اختیار کے لئے دلیل بھی ہے۔ فرمایا جو چیز کسی چیز کی ذاتیات میں سے ہے۔ وہ سلب نہیں ہوتی ہے۔ لوہار کے بسولے میں جبر ہے لوہا کا آلہ بننے کی وجہ سے اس کا جبر سلب نہیں ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اختیار انسان کی ذاتیات میں سے ہے۔ اگر اللہ کا فاعل مانا جائے اور انسان اس کے لئے بمنزلہ آلہ کے ہو تب بھی اس کا اختیار باقی رہے گا۔ انسانی اختیار مسلوب نہ ہوگا۔ اور نہ جبر سے تبدیل ہوگا۔ اگر یہ کہا جائے کہ انسان کا کفر کرنا اللہ کی مرضی سے ہے۔ تو بھی خود یہ ثابت ہو رہا ہے کہ کفر کا فعل اختیاری ہے ورنہ کافر، کافر نہیں۔

(۴) انسان کے تمام افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے ان کا صدر انسان سے ہوتا ہے۔ اللہ کے خالق ہونے کی وجہ بسا اوقات افعال عبادت کی نسبت اللہ کی طرف کر دی جاتی ہے ورنہ دراصل وہ بندہ کا فعل ہے مولانا بحر العلوم نے ایک مقام پر فرمایا ہے ایک فرق بعد الجمع کا مقام ہے۔ جب سالک کی سیر عروج کی طرف ختم ہو جاتی ہے اور اس کا وجود مقام فنا میں پہنچ جاتا ہے تو وہ پھر بشریت کی طرف نزول کرتا ہے اور اپنی ذات کا جلوہ آئینہ حق میں دیکھتا ہے اور اپنے تمام افعال وصفات کو منسوب بسوئے حق دیکھتا ہے۔ اور یہ عرفان کا سب سے بلند مقام ہے۔

مثنوی اور فلسفی مسائل:

مولانا کا مقصد مثنوی میں اگر چہ فلسفی مسائل کو بیان کرنا نہیں ہے ضمناً جو مسائل بیان فرما دیئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

تجاذبِ اجسام:

کائنات کے تمام اجسام ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور اسی تجاذب اور کشش پر نظام کائنات قائم ہے۔ یہی وہ مسئلہ ہے۔ جس کی تفاصیل نیوٹن نے کیں اور یہ نظریہ اس کی طرف منسوب کیا گیا جبکہ مولانا نے سینکڑوں برس قبل یہ نظریہ بیان فرما دیا تھا۔

جملہ اجزاء جہان زاں ہم پیش — جفت جفت و عاشقاں جفتِ خویش
دنیا کے تمام اجزاء جوڑ جوڑ ہیں — اور ہر ایک اپنے جوڑے کا عاشق ہے
آسماں گوید زمیں را مرحبا — باتوام چوں آہن و آہن رُبا
آسمان زمین کو خوش آمدید کہتا ہے — کہ میری تیری مثال لوہے اور مقناطیس کی سی ہے

فرمایا کہ اجرام فلکی کی کشش کی بنیاد پر زمین بیچ میں معلق ہے اور اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے مقناطیس کا ایک گنبد بنایا جائے اور لوہے کا ایک ٹکڑا بیچ میں کر دیا جائے تو وہ معلق ہو کر رہ جائے گا۔

آں حکیمش گفت کز جذب سما — از جہات شش بماند اندر ہوا
اس حکیم نے اس سے کہا کہ آسمان کی وجہ — شش جہات کی کشش کی وجہ سے زمین فضا میں معلق ہے
چوں ز مقناطیس قبہ ریختہ — درمیاں ماند آہنے آویختہ
جس طرح کو مقناطیس کا گنبد ہو — اور اس کے درمیان لوہے کا ٹکڑا لٹکا ہو

تجاذب ذرّات:

اب یہ بات مسلمات میں سمجھ لی گئی ہے کہ اجسام کی ترکیب ذرّات سے ہے اور ان ذرّات میں باہمی کشش اور تجاذب ہے اور تمام اجسام کے ذرّات میں کشش اور تجاذب یکساں نہیں ہے۔ بعض اجسام کے ذرّات میں باہمی کشش بہت بڑھی ہوئی ہے اور بعض میں کم جیسا کہ لوہا اور لکڑی۔ اس مسئلہ کو سینکڑوں سال قبل مولانا نے بیان فرمایا:

میلِ ہر جزئی بہ جزئی می نہد زا تحاد ہر دو تولیدے جہد
ہر جزئی کا ایک جزئی کی طرف میلان ہے دونوں کے اتحاد سے پیدائش ہوتی ہے

ان اشعار میں مولانا نے تجاذب کی کیفیت کو عشق سے تعبیر کیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ نباتات کے جو اجزاء ہیں وہ جمادی ہیں۔ لیکن ان میں اور نباتی اجزاء میں کیونکہ کشش ہے لہٰذا وہ جمادی اجزاء نباتیت اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح نباتی اجزاء حیوانی اجزاء بن جاتے ہیں۔ اگر یہ کشش نہ ہو تو عالم میں مرکبات کا فقدان ہو جائے

تجدّدِ امثال:

مولانا بحر العلوم نے ایک مقام پر فرمایا ہے۔ تجدّد امثال یہ ہے کہ کائنات کی صورتیں ہر آن تبدیل ہو رہی ہیں۔ ایک صورت زائل ہوتی ہے اور دوسری صورت اس کی جگہ لے لیتی ہے اور ذات اسی طرح باقی رہتی ہے، چونکہ مٹنے والی صورت آنے والی صورت جیسی ہے۔ اس وجہ سے اس تبدیل کا احساس نہیں ہوتا ہے اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلی صورت علیٰ حالہا باقی ہے۔ جدید تحقیقات اس مسئلہ کی تصدیق کرتی ہیں۔ مولانا نے اس مسئلہ کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعت ست
مصطفےٰ فرمود دنیا ساعتے ست

ہر لحظہ تیری موت اور واپسی ہے۔ اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا ایک ساعت کی ہے۔

ہر نفس نو مے شود دنیا و ما بے خبر از نو شدن اندر بقا
ہر سانس میں دنیا نئی بن رہی ہے ہم اس کے نئے بننے سے بے خبر ہیں
عمر ہمچو جوئے نو نو می رسد مستمرے می نماید در جسد
زندگی نہر کے پانی کی طرح نئی نئی آتی رہتی ہے بدن میں مسلسل نظر آتی ہے
شاخِ آتش را بہ جنبانی بساز در نظر آتش نماید بس دراز
جلتی لکڑی کو تیزی سے گھماؤ تو دیکھنے میں ایک لمبی آگ نظر آئے گی

انسان کی زندگی کی بھی یہی صورت ہے۔ ہر لحظہ فنا اور بقا ہے۔ لیکن یہ تبدیلی اس سرعت کے ساتھ ہے کہ زندگی مستقل اور مستمر محسوس ہوتی ہے اور اس کی مثال میں فرمایا کہ نہر کے پانی کی سطح مستقل نظر آتی ہے۔ حالانکہ وہ سطح برابر بدل رہی ہے یا شعلہ کو اگر تیزی سے گھماؤ تو وہ ایک دائرے کی شکل میں نظر آنے لگتا ہے۔ حالانکہ ہر آن وہ شعلہ دائرے میں اپنی جگہ بدل رہا ہے۔ لیکن تم اسے محسوس نہیں کر رہے ہو۔

مسئلہ ارتقاء:

دنیا کی موجودات کو چار قسموں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ جمادات، نباتات، حیوانات، انسان، اب ان میں یہ بحث ہے کہ آیا یہ چاروں قسمیں ابتداء تخلیق سے اسی طرح سے ہوئی ہیں۔ یا ابتداء تخلیق میں صرف ایک چیز پیدا کی گئی تھی پھر اس نے ترقی اور ارتقاء کیا ہے۔ وہ چیز جماد تھی پھر ترقی کر کے نبات بنی پھر ترقی کر کے حیوان بنی اور پھر ترقی کر کے انسان بن گئی۔ یہ آخری نظریہ ڈارون کی طرف منسوب ہے۔ مولانا شبلی کا خیال ہے کہ مولانا بھی ڈارون سے بہت پہلے اسی ارتقاء کے قائل تھے اور اس کے ثبوت کے لئے حسب ذیل اشعار پیش کئے ہیں:۔

آمدہ اوّل بہ اقلیم جماد — وز جمادی در نباتی اوفتاد
انسان شروع میں جماد تھا — جماد سے نبات بنا
سالہا اندر نباتی عمر کرد — وز نباتی یاد ناورید از خرد
سالوں نبات رہا — لیکن نباتی زندگی اسے یاد نہیں ہے
وز نباتی چوں بہ حیوانی فتاد — نامدش حال نباتی ہیچ یاد
نبات سے جب حیوان بنا — نباتی حالت اس کو یاد نہیں
جز ہماں میلے کہ دارد سوئے آں — خاصہ در وقت بہار ضمیراں
ہاں سوائے اس میلان کے جو اس کو نباتات کی طرف ہے — خصوصاً موسم بہار میں ضمیر ان کے کھلنے کے وقت
ہمچو میل کودکاں با مادراں — سرِ میل خود نہ داند در لباں
جس طرح کا بچوں کا ماؤں کی طرف میلان ہوتا ہے — شیر خوارگی کے زمانہ میں پس لاج راز تمہیں جانا
باز از حیواں سو انسانیش — میکشد آں خالقے کہ دانیش
پھر حیوان سے انسان کی جانب — اس کو وہ خدا لے جاتا ہے جو اس کو جانتا ہے
ہمچنیں اقلیم تا اقلیم رفت — تا شدا کنوں عاقل و دانا و زفت
اسی طرح وہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف چلتا رہا — یہاں تک وہ عاقل و دانا اور فربہ بن گیا

مولانا کے یہ اشعار صاف لفظوں میں بتا رہے ہیں۔ کہ مولانا انسان کی ابتدائی خلقت جمادی مانتے ہیں۔ اس سے ترقی کر کے اس نے جسم نباتی اختیار کیا۔ پھر عالم نباتات سے وہ جسم حیوانی بنا اور جسم حیوانی سے اس نے جسم انسانی اختیار کیا اور موسم بہار میں گل و گلزار کی طرف اس کے میلان کو اس کے عالم نباتات سے عالم حیوانات کی طرف منتقل ہونے کی دلیل بتا رہے ہیں۔

وجود کے مراتب:

وجود صرف مادّی ہے یا اس کے مراتب ہیں اور اولیٰ درجہ مادی وجود کا ہے نیز علم کے حصول کا ذریعہ صرف حواس ہیں۔ یا اس کے ماوراء بھی کچھ علم کے اسباب ہیں۔ ان دونوں مسئلوں میں اختلاف چلا آ رہا ہے۔ مادے کے قائل تو یہ کہتے ہیں۔ کہ وجود کا مدار صرف مادّے پر ہے اور مادّی وجود کے علاوہ اور کوئی وجود نہیں ہے، حصول علم کے بارے میں بھی لامحالہ ان کا یہ خیال ہے کہ وہ صرف عقل اور حواس کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اب ظاہر

ہے کہ یہ گروہ نفس یا روح کی مستقل حیثیت تسلیم کر سکتا ہے اور نہ خدا کا قائل ہو سکتا ہے اور نہ حیات بعد الموت کا۔ ان کے نزدیک روح کی کوئی مستقل حیثیت نہیں ہے بلکہ وہ عناصر کی خاص ترکیب کی پیداوار ہے۔ جس طرح ساز کے تاروں کے ایک خاص نظم وضبط سے ایک نغمہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح وجود کے ذرات کی خاص ترتیب عقل وشعور پیدا کر دیتی ز ہے۔ جب ساز ٹوٹ جائے تو نغمہ ناپید ہو جائے گا۔ اہل شرع ماس نظریہ کو الحاد قرار دیتے ہیں۔ مولانا روم نے بھی مثنوی میں جا بجا اس مسئلہ پر اظہار خیال کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ وجود کے مختلف مراتب ہیں اور وجود کا ہر مرتبہ اپنی مخصوص عقل اور اسباب وعلل کا مخصوص نظام رکھتا ہے جیسے جیسے وجود کے مراتب میں ترقی ہوتی ہے۔ ویسے ہی علم اور اس کے ذرائع میں بھی ارتقا ہوتا ہے۔ نباتی وجود اور عقل جمادی وجود عقل سے بالاتر ہے اور نباتات کا شعور جمادات کے شعور سے بڑھا ہوا ہے۔ اسی طرح حیوانات کا شعور نباتی شعور سے زیادہ بہتر اور وسیع ہے اور پھر حیوانات میں بھی عقل وشعور کے مرتب میں تفاوت ہے۔ انسان تمام حیوانات میں بالاتر ہے اور اس کی نوع کے افراد میں بھی عقل وشعور میں۔ بے حد تفاوت ہے۔ ایک طرف جنگلی انسانوں کا شعور ہے۔ دوسری طرف حکماء کے شعور کی بلند پروازی ہے۔ مولانا نے فرمایا انسان کے وجود کا ارتقاء اور اس کی عقل کا ارتقاء اس مرحلہ پر پہنچ کر بھی نہیں رکتا ہے بلکہ حکماء کے علاوہ انبیاء اور اولیاء کا ایک طبقہ ہے جو حکماء کے مقابلہ میں زیادہ کاشف اسرار ہے فرماتے ہیں۔

باز غیر از عقل و جانِ آدمی — ہست جانے در نبی دور ولی
عام انسان جان اور عقل کے علاوہ — نبی اور ولی میں ایک اور جان ہے

وحی والہام ونبی:

مولانا وحی والہام میں فرق نہیں کرتے ہیں۔ اور الہامات نیز اس بصیرت کے لئے بھی جو عقل وحس سے ماوراء ہے وحی کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ انسان کے حواس ظاہری کے علاوہ انسان میں حواس باطنی بھی ہیں جن سے ان باتوں کا انکشاف ہوتا ہے جو حواس ظاہری کے ادراک سے باہر ہیں۔

پنج حسے ہست جُزایں پنج حس — آں چو زرِ سرخ وایں حسہا چومس
ان حواس خمسہ کے علاوہ اور حواسِ خمسہ ہیں — سونا جیسے ہیں اور یہ تانبا ہیں
آئینہ دل چوں شود صافی و پاک — نقشہا بینی بروں از آب و خاک
دل کا آئینہ جب پاک وصاف ہو جاتا ہے — آب وخاک کے علاوہ وہ اور نقش دیکھتا ہے
پس محلِ وحی گردو گوش جاں — وحی چہ بود گفتن از حسِ نہاں
پھر جان کا کان وحی کا محل بن جاتا ہے — وحی کیا ہے اسی پوشیدہ حس کی گفتگو

اس ادراک کو وحی کہئے یا الہام یہ عقل سے بالاتر حس باطن کا انکشاف ہوتا ہے۔ چونکہ عوام وحی کو انبیاء کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں۔ لہٰذا صوفیاء اس قسم کے انکشافات کو وحی دل کہہ دیتے ہیں۔

از پئے رُو پوشِ عامہ در جہاں وحی دل گویند او را صوفیاں

دنیا میں عوام سے چھپانے کے لئے اس کو صوفی دل کی وحی کہہ دیتے ہیں

نبی کا لفظ بھی عام طور پر ایک خاص معنی میں بولا جاتا ہے لیکن مولانا اونچے درجہ کے مصلحین کے لئے بھی لفظ نبی بولتے ہیں۔

فکر کن در راہ نیکو خدمتے تا نبوت یابی تو از امتے

بھلائی کے راستہ میں خدمت کی فکر کر تاکہ امت میں رہتے ہوئے تو نبوت پالے

مولانا کی اصطلاح میں نبی اور وحی کے ایسے عام معنی ہیں جو اصطلاحی نبی اور وحی سے وسیع تر ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

ایں نجوم و طب وحی انبیاء ست عقل و حس را سوئے بے سوزو کجاست

یہ طب اور نجوم نبیوں کی وحی ہے عقل اور حس کو بے جہت چیز کا راستہ نہیں ملتا ہے

قابل تعلیم فہم ست ایں خرد لیک صاحب وحی تعلیمش دہد

اس عقل میں فہم و تعلیم کو قبول کرنے کی صلاحیت ہے لیکن صاحب وحی اس کو تعلیم دیتا ہے

جملہ حرفہا یقیں از وحی بود اوّل اوّل عقل اورا بر فزود

یقیناً تمام ہنر ابتداء وحی کے ذریعہ معلوم ہوئے پھر عقل نے ان میں اضافہ کیا ہے

مولانا کا یہ بھی خیال ہے کہ جب دل محلِ وحی ہوتا ہے تو وہ اپنی ملکوتی وقت کو متمثل کر کے پیش کرتا ہے کوئی دوسری شخصیت پیغام رساں نہیں ہوتی ہے۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ جبرئیل کچھ کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ خود نبی کی قوتِ ملکوتی یہ تمثل اختیار کر لیتی ہے۔ جیسا کہ خواب میں انسان دیکھتا ہے کہ دوسرا شخص اس سے ہم کلام ہے حالانکہ خود اس کا قلب دوسرے کو متمثل کر کے پیش کر دیتا ہے۔ مولانا بحر العلوم نے مولانا کے اشعار کی شرح کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا جبرئیل جو رسولوں کے سامنے آتے ہیں اور اللہ کی جانب سے وحی لاتے ہیں وہ ایک جبرئیلیہ حقیقت ہے جو رسولوں کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے اور یہ قوت وہ صورت اختیار کر لیتی ہے جو عالم مثال میں اس کے لئے پوشیدہ تھی۔ وہ رسولوں کے پاس حاضر ہوتی ہے اور اللہ کا پیغام پہنچاتی ہے۔ تو رسول خود اپنے آپ سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ نہ کسی دوسرے سے تو جو کچھ رسول دیکھتے ہیں۔ وہ انہیں کے خزانہ کی پوشیدہ چیز ہے۔ مولانا کے نزدیک روح انسانی کے عروج کے منازل ہیں۔ ایک وہ مقام آتا ہے جہاں روح انسانی کا روحِ الٰہی سے غایت درجہ کا اتصال ہو جاتا ہے۔

اتصالے بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس رابا جانِ ناس

اللہ تعالیٰ کا انسانوں سے اتصال ہے جو قیاس اور بیان سے باہر ہے

اس مقام پر پہنچ کر حکمت کا طالب خود حکمت کا منبع بن جاتا ہے اور اس مقام پر پہنچ کر خود انسانی قلب "لوح محفوظ" بن جاتا ہے۔

لوح حافظ لوح محفوظے شود روح اواز روح محظوظے شود

حافظ کا دل لوحِ محفوظ بن جاتا ہے اس کی روح خدا سے محظوظ ہوتی ہے

اس حالت میں الٰہی کلام اور فرمان خود اس کے دل سے ابھرتا ہے اور یہ احسن التقویم والا انسان جب روحانی بلندیوں پر پہنچتا ہے تو خود اس کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔

پس محل وحی گردد گوش جاں — وحی چہ بود گفتن از حسِ نہاں
روح کا کان وحی کا محل بن جاتا ہے — وحی کیا ہے پوشیدہ حس کی گفتگو
گوشِ جان و چشم جاں جزایں حس ست — گوش عقل و چشم ظن زاں مفلس ست
روح کے کان اور آنکھ ان حواس کے علاوہ ہیں — عقل کا کان اور ظن کی آنکھ ان سے محروم ہے
پنبۂ وسواس بیروں کن زگوش — تا بگوشت آمداز گردوں خروش
وسوسوں کی روئی کان سے نکال — تا کہ تیرے کان میں آسمانی آوازیں آئیں

وحی، نبی، جبرئیل اور لوحِ محفوظ کے بارے میں مولانا کے خیالات اجمالی طور پر ہم نے عرض کر دیئے ہیں تا کہ مولانا کا کلام سمجھنے میں سہولت ہو لیکن ظاہر ہے کہ یہ مولانا کے اپنے خیالات ہیں اور باب شرع کو ان میں رد و قبول کا حق ہے ان میں سے جو چیزیں ظاہر نصوص سے ٹکرائیں وہ یقیناً دوسروں کے لئے لائق قبول نہ ہوں گی۔ بزرگوں کے مکاشفات اسی وقت تک حجت ہیں جب تک کہ وہ اصول شرع کے موافق ہوں۔

بعض اصطلاحیں:

صوفی وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو غیر اللہ سے محفوظ رکھے دل میں کوئی شیطانی خطرہ نہ آنے دے۔ عبادت و ریاضت میں اصول شرع اور سنت رسول پر قائم رہے۔

ابن الوقت وہ صوفی کہلاتا ہے۔ جو اسرار اور واردات سے مغلوب الحال ہو جائے۔ اسرار کا اظہار کر دے خوارق اس سے ظاہر ہو جائیں اور احکام ظاہری کی مخالفت کر بیٹھے۔ ابن الوقت ہی کو قلندر اور رند بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ ابن الوقت اس صوفی کو بھی کہا جاتا ہے جو مقتضائے وقت پر عمل کرے۔ یہ معنی پہلے معنی سے عام ہیں۔ جو اصطلاحی ابن الوقت اور ابو الوقت دونوں کو شامل ہیں۔

ابو الوقت وہ صاحب مقام صوفی کہلاتا ہے جو آداب شریعت کا پورا پاس کرے۔ حالات اور واردات میں تنفس اور روح پر قابو رکھے۔ خداوندی حکمت کے مقتضی کو سمجھتے ہوئے کرامات اور خوارق پر قابو رکھے۔ ابو الوقت کا مقام ابن الوقت سے بہت اعلیٰ سمجھا جاتا ہے۔

ابدال۔ اولیاء اللہ کی وہ جماعت ہے جو کسی دوسری شخصیت کو اپنی شکل و صورت میں تبدیل کر سکتی ہیں۔ ان کی تعداد سات ہوتی ہے۔ دنیا کی ساتوں اقلیموں میں سے ہر اقلیم کا ان میں ایک قطب ہوتا ہے۔

نقباء۔ اولیاء اللہ کی وہ جماعت کہلاتی ہیں جن میں سے ہر ایک آسمان کے بارہ برجوں میں سے ہر برج سے متعلق ہوتا ہے اور اس برج کے نجوم و کواکب کی تاثیرات سے اس کا تعلق ہوتا ہے۔ ان نقباء کو بھی ابدال کہہ دیا جاتا ہے۔

رجبیون۔ اولیاء کی وہ جماعت کہلاتی ہے جو رجب کے مہینہ میں اپنی جگہ مقیم رہتی ہے۔ باقی پورے سال عالم میں گشت کرتی رہتی ہے۔ رجب کے پہلے دن ان پر اس قدر بوجھ ہوتا ہے کہ وہ اپنے کسی عضو کو حرکت نہیں دے سکتے ہیں۔ دوسرے دن یہ بوجھ کم ہو جاتا ہے اور تیسرے دن بالکل غائب ہو جاتا ہے۔ ان کو پورے

سال کشف رہتا ہے۔ ان کی تعداد چالیس ہوتی ہے۔

عالم خلق یا عالم شہود۔ یہ دنیا کہلاتی ہے جہاں اشیاء اپنے مادے اور مقدار کے ساتھ موجود ہیں۔

عالم مثال وہ عالم ہے جو عالم خلق سے بالا ہے وہاں اشیاء میں مقدار تو ہے مادہ نہیں ہے۔

عالم امر یا عالم روح۔ وہ عالم ہے جو عالم مثال سے بھی بالا ہے۔ اور وہاں اشیاء بغیر مادہ اور مقدار کے موجود ہیں۔

واصل بحق۔ وہ اولیاء اللہ کہلاتے ہیں جو مادی خواص سے پاک وصاف ہو کر سراپا روح بن جاتے ہیں۔ اور ان کا اظطراب عشق وصل کے سکون سے بدل جاتا ہے، ان کو سالک واصل بھی کہا جاتا ہے۔ اور سالک طالب وہ ہے جو ابھی اس درجہ تک نہ پہنچا ہو۔

ولی۔ وہ شخص ہے جو اللہ کی ذات وصفات کو پہچانے، ہمیشہ طاعات بجالائے محرمات سے بچے، لذتوں اور شہوتوں میں منہمک نہ ہو، نجاستوں سے بچتا ہو، فرائض کا تارک نہ ہو، مجنون اور پاگل نہ ہو، ستر مگاہ اور بدن کو برہنہ نہ رکھتا ہو۔

اہل ارشاد۔ وہ اولیاء اللہ ہیں جن کے سپرد مخلوق کی ہدایت، قلوب کی اصلاح وتربیت اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کی تعلیم ہوتی ہے ان اولیاء میں سے جو اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہوتا ہے وہ قطب الارشاد کہلاتا ہے۔

اہل تکوین۔ وہ اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔ جن کے سپرد مخلوق کے معاش کی اصلاح، دنیا کا انتظام، مصائب کا دفع کرنا ہوتا ہے۔ ان میں سے جو اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہوتا ہے وہ قطب التکوین کہلاتا ہے۔

لطائف ستہ۔ روح، نفس، قلب، سر، خفی، اخفی، سالک اپنے جسم کے ان مقامات کو ذاکر و شاغل بناتا ہے۔

صحو۔ وہ حالت ہے جس میں ظاہری و باطنی احکام میں فرق باقی رہتا ہے۔

سکر۔ وہ کیفیت ہے جس میں مالک کے لئے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز اٹھ جائے۔

انبساط۔ بسط۔ وہ کیفیت ہے جس میں مسلسل واردات غیبی کی وجہ سے روح میں نشاط رہتا ہے۔

انقباض، قبض۔ وہ کیفیت ہے جس میں واردات غیبی کے انقطاع کی وجہ سے روح کو ایک تنگی اور گرفتگی محسوس ہوتی ہے۔

محو اور فنا۔ وہ کیفیت ہے جس میں سالک اپنی ہستی کو مٹا دے اس کے بالمقابل اثبات ہے۔

بہشت، بہشت۔ خلد، دارالسلام، دارالقرار، جنت عدن، جنت الماوی، جنت النعیم، علیین، فردوس، ہفت دوزخ، سقر، سعیر، لظی، حاطمہ، جحیم، جہنم، ہاویہ

من وسلویٰ۔ بنی اسرائیل کو تیہ کے میدان میں خدا کی جانب سے من جو کہ ترنجبین کی طرح کی ایک چیز تھی اور سلویٰ جو بٹیروں جیسے پرند تھے، کھانے کے لئے عطا ہوئے۔

علم احکام۔ وہ علم ہے جو قانون کلی کی صورت میں انبیاء اور مرسلین کو دیا جاتا ہے۔

علم لدنی۔ وہ علم بھی کہلاتا ہے جو خاص جزئی معاملہ میں کسی کلیہ سے استثنائی طور پر عنایت ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت کو بچہ کے قتل کے سلسلہ میں حاصل ہوا۔

عہد الست۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ ازل میں حضرت آدم کی ذریت سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ ''الست بربکم'' کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ تو سب نے جواب میں کہا تھا۔ بلیٰ کیوں نہیں۔ اس

قول وقرار کو میثاق الست اور عہد الست کہا جاتا ہے۔

قصص:

اصحاب کہف۔ ان بزرگوں کی جماعت میں جو دقیانوس کے زمانہ میں پیغمبر وقت پر ایمان لائے تھے۔ اور بادشاہ کے ظلم سے بچنے کے لئے ایک غار میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ خدا کی قدرت سے ان کو ایسی نیند آئی کہ ہزاروں برس گذر گئے۔ اور وہ اسی خواب استراحت میں پڑے ہیں، نہ کھاتے پیتے ہیں نہ جاگتے ہیں آنکھیں کھلی ہوئیں ہیں اور بظاہر بیدار معلوم ہوتے ہیں۔

ہاروت وماروت وزہرہ۔ مشہور ہے۔ کہ زہرہ ایک حسین عورت تھی، ہاروت وماروت جو دو فرشتے تھے وہ اس سے زنا کر بیٹھے جس کی پاداش میں ان دونوں کو بابل کے ایک کنویں میں الٹا لٹکا دیا گیا ہے اور زہرہ اس اسم اعظم کے ذریعہ جو اس نے ان فرشتوں سے سیکھا تھا آسمان پر چڑھ گئی ہے۔ جس کو وہاں مسخ کر کے زہرہ ستارہ بنا دیا گیا ہے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ قصہ یہود کا من گھڑت ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ امر واقعہ صرف اس قدر ہے جس کو قرآن نے ذکر کیا ہے کہ ہارون وماروت کو سحر کی تعلیم دینے کے لئے دنیا میں بھیا گیا تھا۔ جس سے نیک وبد کی آزمائش مقصود تھی۔

اصحاب لاُخدُود۔ سورہ بروج میں ہے۔ قتل اصحاب الاخدود النار ذات الوقود اذ ھم علیھا قعود وھم علی ما یفعلون بالمؤمنین شھود۔ خندقوں والے ہلاک ہوئے۔ جو آگ کی تھیں جن میں ایندھن تھا جبکہ وہ خندقوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور جو بدسلوکی مومنوں کے ساتھ کر رہے تھے اس کو دیکھتے تھے حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک لڑکا ایک جادوگر کے پاس جادو سیکھنے جاتا تھا، اس کے راستہ میں ایک خدا رسیدہ راہب کا گرجا گھر تھا۔ یہ لڑکا اس راہب سے مانوس ہو گیا اور اس سے فیض حاصل کرنے لگا۔ ایک روز یہ لڑکا جا رہا اس نے دیکھا کہ لوگ ڈرے ہوئے راستہ پر کھڑے ہیں۔ آگے جانے کی ہمت نہیں کر رہے ہیں۔ اس نے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ایک خونخوار شیر نے راستہ روک رکھا ہے۔ یہ لڑکا آگے بڑھا اور اس نے خدا کا نام لے کر ایک پتھر شیر کے مارا تو شیر ہلاک ہو گیا۔ اس واقعہ سے اس لڑکے کی شہرت ہوئی۔ اور لوگ اس کے گرد جمع ہونے لگے اور مومن بننے لگے۔ ان واقعات کا بادشاہ کو علم ہوا۔ تو وہ بہت برہم ہوا اس لئے کہ وہ خود خدائی کا مدعی تھا اور اس نے لڑکے کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیا۔ اس لڑکے کو پہاڑ پر سے پھینکا گیا لیکن وہ ہلاک نہ ہوا، اس کو دریا میں غرق کرنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ غرق نہ ہوا۔ تب اس لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ اگر تو مجھے ہلاک نہیں کرنا چاہتا ہے تو صرف ایک تدبیر ہے کہ تو بسم اللہ رب ھذا الغلام کہہ کر میری طرف تیر چلا تو میری موت واقع ہو جائے گی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور لڑکا شہید ہو گیا۔ اس پر جو مجمع تھا وہ سب کا سب مومن ہو گیا۔ بادشاہ نے ان کو ہلاک کرنے کے لئے خندقیں کھدوائیں اور ان میں آگ جلائی اور ان مومنوں کو آگ میں جلوایا۔

لیلۃ التعریس۔ آخری شب کے پڑاؤ والی رات، ۷ھ ہجری میں غزوہ خیبر سے واپسی پر آپ نے وادی القری اور تیماء کا رخ کیا وہاں سے واپسی پر آنحضورؐ اور صحابہ کرامؓ رات بھر مشغول سفر رہے۔ صبح کے قریب پڑاؤ

ڈالا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا کہ وہ نہ سوئیں اور فجر کی نماز کے وقت سب کو جگا دیں۔ لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر بھی نیند کا غلبہ ہو گیا اور سب کی آنکھ جب کھلی جبکہ سورج نکل آیا تھا اور فجر کی نماز قضا ہو گئی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہاں سے فوراً کوچ کرو اور کچھ آگے جا کر پڑاؤ کیا اور نماز پڑھی۔ مولانا نے اپنے اشعار میں اس نیند کو استغراقی کیفیت سے تعبیر کیا ہے۔

حضرت سلیمان اور انگوٹھی مشہور ہے۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک عورت سے نکاح کر لیا جو پوشیدہ طور پر بت پرست تھی۔ اس کی پاداش میں یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ کی وہ انگوٹھی جس کے اثر سے ان کی حکومت جن دانس پر قائم تھی وہ ایک صخر نامی یا سدیو نامی جن نے چرالی اور وہ اس انگوٹھی کے اثر سے حضرت سلیمان کے تخت پر قابض ہو گیا۔ اور حضرت سلیمان روپوش ہو گئے۔ اپنی روپوشی کی حالت میں وہ ایک مچھیرے کے گھر کے کام پر لگ گئے۔ مچھیرے نے اپنی لڑکی کی شادی ان سے کر دی۔ کچھ عرصہ بعد وہ انگوٹھی اس جن کے ہاتھ سے دریا میں گری اور اس کو مچھلی نے نگل لیا۔ وہ مچھلی شکار ہو کر اس مچھیرے کے گھر آ گئی۔ مچھلی کے پیٹ سے انگوٹھی برآمد ہوئی تو حضرت سلیمان نے اپنی انگوٹھی کو پہچان لیا اور اس کی تاثیر سے دوبارہ اپنے تخت سلطنت پر قابض ہو گئے۔ اس روایت کی حیثیت افسانہ سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ نبی پر کسی شیطان یا جن کا اس طرح کا غلبہ ممکن نہیں ہے۔ یہ محض ایک اسرائیلی روایت ہے جو عصمت انبیاء کے شرعی اصول کے بالکل منافی ہے لہٰذا یہ کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

مثنوی کی احادیث اور تفسیر:

حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کلید مثنوی میں فرمایا ہے۔ کہ صوفیاء اور بزرگوں کے کلام میں ایسی احادیث پائی جاتی ہیں۔ جو احادیث کی کتابوں میں نہیں ہیں۔ اور محدثین کے نزدیک ان کا حدیث ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے۔ تو ان بزرگوں کے اس فعل کی دو توجیہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ جس طرح محدثین نے خواب کی حدیث کا اطلاق کر دیا ہے اسی طرح ان بزرگوں نے اپنے کشف وغیرہ کی بنا پر ان کو احادیث کہہ دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ ان احادیث سے جو مقصد ہے وہ دوسرے شرعی دلائل سے ثابت ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ان احادیث کا غیر واقعی ہونا مقصد کے ثبوت کے لئے مضر نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ غیر حدیث کو حدیث کیوں کہہ دیتے ہیں۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان بزرگوں پر حسن ظن غالب رہتا ہے جو کچھ سن لیتے ہیں یا لکھا ہوا دیکھ لیتے ہیں۔ اس پر یقین کر لیتے ہیں۔ ان کو زیادہ چھان بین کی عادت ہوتی ہے نہ مہلت۔ یہ وہ تبصرہ تھا جو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بہر حال مثنوی میں بہت سی احادیث وہ ہیں جو محدثین کی اصطلاح میں کسی طرح بھی حدیث کہلانے کی مستحق نہیں اور ایسی احادیث کو حدیث کہہ کر بیان کر دینے کے معاملہ میں محدثین کا طرز عمل بہت سخت ہے اسی طرح مولانا نے مثنوی میں صحابہ سے متعلق بعض ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے جن کا ذکر صحابہ کے حالات پر مشتمل کتابوں میں کہیں نہیں ملتا ہے، نیز مولانا نے مثنوی میں بعض آیات کی وہ تفسیر کی ہے جو معتبر مفسرین کے نزدیک کسی طرح درست نہیں ہے۔ لہٰذا مثنوی کا مطالعہ کرنے والوں کو ان امور کا لحاظ رکھنا

چاہئے۔ اور مثنوی کا مطالعہ تصوف کی کتاب سمجھ کر کرنا چاہئے۔ اور تصوف کے مسائل ہی میں اس کو متمع راہ بنانا چاہیے۔ مولانا کی بیان کردہ احادیث و تفسیر پر اعتماد کرنا درست نہیں ہے۔

گذارش:

ارادہ نہ تھا کہ مقدمہ اس قدر طویل لکھا جائے لیکن حالات نے مجبور کر دیا اور مقدمہ نے کافی طوالت اختیار کر لی اور پھر بھی بعض بحثیں تشنۂ تکمیل رہ گئیں۔

آخر میں میرا اخلاقی فرض ہے کہ میں ان مصنفین اور کتابوں کا ذکر کروں جن سے میں نے اپنے اس مقدمہ یا اصل کتاب میں استفادہ کیا ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ جو مصنفین بقید حیات ہیں۔ خدا ان کو دنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے نوازے اور جو اس جہان فانی سے چلے گئے ہیں۔ خدا ان کی مغفرت فرمائے اور اپنی اس کتاب کے ناظرین سے استدعاء اور التجا کرتا ہوں کہ وہ مجھے بھی دعائے خیر سے فراموش نہ فرمادیں۔

جن کتابوں سے میں نے استفادہ کیا وہ حسب ذیل ہیں۔

کلید مثنوی از مولانا اشرف علی تھانوی — مفتاح العلوم از مولانا نذیر صاحب عرشی

مثنوی مطبوعہ مطبع نامی کانپور — ملفوظات رومی از عبدالرشید صاحب تبسم

حکمت رومی و تشبیہات رومی از خلیفہ عبدالحکیم

سوانح مولانا روم از مولانا شبلی — نقد اقبال از میکش اکبرآبادی

رسالہ از سپہ سالار — مراۃ المثنوی از تلمذ حسین صاحب

دکتور انور شیخ [illegible]

[illegible] سپاس گذاری ہوگی اگر میں ان بزرگوں اور دوستوں کا ذکر نہ کروں جنہوں نے دوران کار میں طرح طرح سے میری مدد کی ہے۔ حضرت مولانا ابوالحسن صاحب زید نقشبندی مجددی زادلطفہ نے پورا مقدمہ حرفاً حرفاً ملاحظہ فرما کر اس میں مذکور بحثوں پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔ اور مثنوی کے اشعار کے مطالب فہمی میں جگہ جگہ مجھے مدد دی۔ عزیز مولانا مکرم احمد امام مسجد فتحپوری بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ انہوں نے کتابت کی تصحیح میں میرا ہاتھ بٹایا۔ نیز سید نظام الدین صاحب رامپوری نے میرے پورے کام پر نظر ڈالی اور بھرپور تعاون کیا۔ فَلِلّٰهِ الشُّكْرُ

سجاد حسین

۹ ستمبر ۱۹۷۴ء

www.ahlehaq.org

قطعہ تاریخ

از جناب قمر سنجلی

۱۹۷۴ء

سیدی سجاد حسین اے عالم شیریں سخن
آپ کے زور قلم سے زندہ ہیں کچھ علم و فن
اس زمانے میں کہ ہے اپنی زباں بے دست و پا
قند پارسی سے ہیں لذت یاب ارباب وطن
یوں تو ہے یہ ہم زباں کے لفظ و معنی کی امیں
فارسی سے ہے مگر اردو چمن اندر چمن
جملہ تصنیفات سعدی کے تراجم حاشیئے
جامہ، اردو سے دی دیوانِ حافظ کو پہن
اک نئی تخلیق کا ہے اے قمر یہ سال طبع
مثنوی روم کا ہے خوب اردو پیرہن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بشنو از نے چوں حکایت می کند
بانسری سے سن! کیا بیان کرتی ہے

وز جدائیہا شکایت می کند
وہ جدائیوں کی (کیا) شکایت کرتی ہے

کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند
کہ جب سے مجھے بنسلی سے کاٹا ہے

از نفرم مرد و زن نالیدہ اند
میرے نالہ سے مرد و عورت (سب) روتے ہیں

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
میں ایسا سینہ چاہتی ہوں جو جدائی سے پارہ پارہ ہو

تا بگویم شرح دردِ اشتیاق
تاکہ میں عشق کے درد کی تفصیل سناؤں

ہر کسے کو دُور ماند از اصل خویش
جو کوئی اپنی اصل سے دور ہو جاتا ہے

باز جوید روزگارِ وصل ۲ خویش
وہ اپنے وصل کا زمانہ پھر تلاش کرتا ہے

من بہر جمعیتے نالاں شدم
میں ہر مجمع میں روئی

جُفت خوشحالان و بدحالاں شدم
خوش اوقات اور بد احوال لوگوں کے ساتھ ہی

ہر کسے از ظن خود شد یارِ من
ہر شخص اپنے خیال کے مطابق میرا یار بنا

وز درونِ من نہ جُست اسرار ۳ من
اور میرے اندر سے میرے رازوں کی جستجو نہ کی

سِرِّ من از نالہ من دُور نیست
میرا راز، میرے نالہ سے دور نہیں ہے

لیک چشم و گوش را آں نور نیست
لیکن آنکھ اور کان کے لئے وہ نور نہیں ہے

۱ نے۔ بانسری۔ کز کہ از، یہ شعر اور بعد کے پانچ شعر بانسری کا بیان ہیں۔ نیستاں۔ بانس، جنگل۔ نفیر۔ آہ و زاری، فریاد شرحہ شرحہ پارہ پارہ۔ شرح تفصیل۔ اشتیاق شوق، عشق۔

۲ وصل خویش۔ روح، عالم ارواح میں بانسری، بنسلی میر لوٹنے کی مشتاق ہے۔ خوشحالاں۔ جو لوگ اپنی حالت سدھارے ہوئے ہیں۔ بدحالاں۔ وہ لوگ جنہوں نے دنیا سے لو لگائی ہے۔

۳ اسرار۔ سِرّ کی جمع بمعنی راز۔ سِرّ من یعنی میرے نالہ کو سن کر چھپے ہوئے غم کو سمجھ سکتا ہے۔ آں نود وہ نور باطنی جس سے میرا راز دیکھا اور سن سکے۔

تن ز جان و جاں ز تن مستور نیست
بدن، روح سے اور روح، بدن سے چھپی ہوئی نہیں ہے

لیک کس را دید جاں دستور نیست
لیکن کسی کے لئے روح کو دیکھنے کا دستور نہیں ہے

آتش ست ایں بانگ نائے و نیست باد
بانسری کی یہ آواز آگ ہے، ہوا نہیں ہے

ہر کہ ایں آتش ندارد نیست باد
جس میں یہ آگ نہو، وہ نیست (و نابود) ہو

آتش عشق ست کاندر نے فتاد
عشق کی آگ ہے جو بانسری میں لگی ہے

جوشش عشق ست کاندر مے فتاد
عشق کا جوش ہے جو شراب میں آیا ہے

نے حریفِ ہر کہ از یارے بُرید
بانسری اس کی ساتھی ہے جو یار سے کٹا ہو

پردہ ہائش پردہ ہائے ما درید
اس کے داغوں نے ہمارے دل کے پردے پھاڑ دیئے

ہمچو نے زہرے و تریاقے کہ دید[۲]
بانسری جیسا زہر اور تریاق کس نے دیکھا ہے؟

ہمچو نے دمسار و مشتاقے کہ دید
بانسری جیسا ساتھی اور عاشق کس نے دیکھا ہے؟

نے حدیث راہِ پُرخوں می کند
بانسری، خطرناک راستہ کی بات کرتی ہے

قصہ ہائے عشقِ مجنوں می کند
مجنوں کے عشق کے قصے بیان کرتی ہے

دو دہاں داریم گویا ہمچو نے
بانسری کی طرح گویا ہم دو منہ رکھتے ہیں

یک دہاں پنہان ست در لبہائے وے
ایک منہ اس کے لبوں میں چھپا ہوا ہے

یک دہاں نالاں شدہ سوئے شما
ایک منہ روتا ہوا تمہاری جانب ہے

ہائے و ہوئے در فگندہ در سما
آسمان میں شور و غل مچائے ہوئے ہے

لیک داند ہر کہ اور امنظر ست
لیکن جسے آنکھ میسّر ہے وہ جانتا ہے

کایں فغانِ[۳] ایں سرے ہم زاں سر ست
کہ اس سرے کی آہ و فریاد اس ہی جانب کی ہے

دمدمہ ایں نائے از دمہائے اوست[۴]
اس بانسری کی آواز اسی کی پھونکوں کی وجہ سے

ہائے و ہوئے روح از ہیہائے اوست
روح کا شور و غل مچائے ہوئے ہے

محرم ایں ہوش جز بیہوش نیست
اس ہوش کا راز داں بیہوش کے علاوہ کوئی نہیں ہے

مر زباں را مشتری چوں گوش نیست
زبان کا خریدار کان جیسا کوئی نہیں ہے

گر نبودے نالہ نے را ثمر
بانسری کی فریاد کا اگر کوئی نتیجہ نہ ہوتا

نے جہاں را پُر نہ کردے از شکر
بانسری دنیا کو شکر سے نہ بھرتی

در غم ما روز ہا بیگاہ شد
ہمارے غم میں بہت سے دن ضائع ہوئے

روز ہا با سوز با ہمراہ شد
بہت سے دن سوزشوں کے ساتھ ختم ہوئے

---

۱ دستور نیست۔ بدن، روح کا مشاہدہ نہیں کر سکتا۔ نیست باد بے عشق انسان کی موت بہتر ہے۔ آتش۔ بانسری میں سوز عشق ہے اور شراب میں جوش عشق حریف ہم پیشہ، دوست، دشمن دونوں معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ پردہ راگ، حجاب زہر ہے۔ بانسری میں زہر بھی ہے اور تریاق بھی۔

۲ تریاق۔ تریاک وہ دوا جو زہر کو زایل کر دیتی ہے۔ حدیث۔ قصہ بات۔ راہِ پرخوں خطرناک راستہ۔ مجنوں قیس عامری (عرب کے مشہور عاشق) کا لقب ہے۔ دو دہاں۔ بانسری کا ایک منہ بانسری بجانے والے کے منہ میں چھپا ہوا ہوتا ہے اس کے دوسرے منہ سے جو آواز برآمد ہوتی ہے دراصل وہ بانسری بجانے والے ہی کی ہے اسی طرح ہمارے جملہ کم مشیتِ ایزدی کی وجہ سے ہیں۔

۳ ایں فغاں۔ بانسری کے ظاہری سوراخ سے جو فریاد برآمد ہو رہی ہے وہ اس سوراخ کی آواز ہے جو بانسری بجانے والے کے منہ میں چھپا ہوا ہے۔ دمدمہ۔ نقارہ کی آواز دم۔ پھون۔ ہائے و ہو۔ شور و غل۔ ہیہا۔ ہے کی جمع ہے جو تنبیہ کے لئے بولا جاتا ہے محرم سازداں ہوش دانائی۔ مرحہ بمعنی خاص زاید بھی مستعمل ہوتا ہے۔ مشتری۔ خریدار۔ ثمر۔ پھل، نتیجہ، شکر۔ یعنی عشق کی مٹھاس۔ درغم۔ غم فراق کا زمانہ بیکار گزرتا ہے اور سوائے سوزشوں کے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔

روزہا گر رفت گو رو باک نیست
دن اگر گزریں تو کہہ دو گزریں، پروا نہیں ہے

تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست
اے وہ کہ تجھ جیسا کوئی پاک نہیں ہے، تو رہے!

ہر کہ جُز ماہی ز آبش سیر شد
جو مچھلی کے علاوہ ہے اس کے پانی سے سیر ہوا

ہر کہ بے روزی ست روزش دیر شد
جو بے روزی ہے اس کا وقت ضائع ہوا

بدحال پختہ ہیچ خام
کوئی ناقص، کامل کے حال کو اس نہیں معلوم کر سکتا

پس سخن کوتاہ باید والسّلام
پس بات مختصر چاہئے والسلام

بادہ۲ در جوشش گدائے جوش ماست
شراب جوش میں ہمارے جوش کی محتاج ہے

چرخ در گردش اسیر ہوش ماست
آسمان، گردش میں ہمارے ہوش کا قیدی ہے

بادہ از ما مست شد نے ما ازو
خراب، ہم سے مست ہوئی نہ کہ ہم اس سے

قالب از ما ہست شد نے ما ازو
جسم ہماری وجہ سے پیدا ہوا ہے نہ کہ ہم اس کی وجہ سے

بر سماع راست ہر کس چیر نیست
سچی بات سننے پر ہر شخص قادر نہیں ہے

طعمۂ ہر مُرغکے انجیر نیست
انجیر، ہر حقیر پرندھکی خوراک نہیں ہے

بند بگسل باش آزاد اے پسر
اے بیٹا! قید کو توڑ آزاد ہو جا

چند باشی بند سیم و بندِ زر
سونے چاندی کا قیدی کب تک رہے گا؟

گر بریزی بحر را در کوزۂ
اگر تو دریا کو ایک پیالے میں ڈالے

چند گنجد قسمتِ یک روزۂ
کتنا آئے گا؟ ایک دن کا حصہ

کوزۂ چشم حریصاں پُر نشد
حریصوں کی آنکھ کا پیالہ نہ بھرا

تا صدف قانع نہ شد پُر دُر نہ شد
جب تک سیپ نے قناعت نہ کی موتی سے نہ بھرا

ہر کرا۳ جامہ ز عشقے چاک شد
جس کا جامہ عشق کی وجہ سے چاک ہوا

اوز حرص و عیب کلّی پاک شد
وہ حرص اور عیب سے بالکل پاک ہوا

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
خوش رہ، ہمارے اچھے جنون والے عشق!

اے طبیبِ جملہ علّتہائے ما
اے! ہماری تمام بیماریوں کے طبیب

اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے ہمارے تکبر اور عزت طلبی کی دوا!

اے تو افلاطون و جالینوس ما
اے کہ تو ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے!

جسم خاک از عشق بر افلاک شد
خاکی جسم عشق کی وجہ سے آسمانوں پر پہنچا

کوہ در رقص آمد و چالاک شد
پہاڑ ناچنے لگا اور ہوشیار ہو گیا

۱ روزہا۔ محبوب اگر باقی ہے تو ایام فراق کی بربادی کی کوئی پروا نہیں۔
ماہی۔ مچھلی۔ مراد عاشق ہے جو دریائے عشق سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔
دیر شدن۔ ضائع ہونا۔ دیر نیاید۔ کامل عاشق کے احوال، ناقص نہیں سمجھ سکتا، کمال عشق کی باتیں عام لوگوں کو سنانا بیکار ہے۔

۲ بادہ۔ شراب میں وہ جوش کہاں جو عشق صادق میں ہے آسمان کی سیر و گردش مشہور ہے لیکن عاشق صادق کی سیر اس سے بدرجہا زیادہ ہے جو سماع۔ عاشق اپنے منازل کی سیر کی باتیں عوام کو سنائے تو وہ ان کے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں۔ بند بگسل۔ عشق میں کمال کی راہ یہ ہے کہ انسان ماسوا اللہ کی قید و بند سے آزاد ہو جائے۔
گر بریزی۔ دنیا کی حرص و ہوس کی لغویت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ صدف۔ سیپ، بارش کا ایک قطرہ لے کر منہ بند کر لیتا ہے تب اس میں موتی بنتا ہے۔

۳ ہر کرا۔ جذبۂ عشق سے ہی نفسانی رذائل دور ہوتے ہیں۔
شاد باش۔ جنون عشق سے بہتر کوئی چیز نہیں وہی تمام نفسانی رذائل کا معالج ہے، تکبر اور حبّ جاہ کی بیماری اسی سے جاتی ہے، وہی ان امراض کا افلاطون اور جالینوس ہے۔ افلاطون۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ کا مشہور حکیم ہے۔ جالینوس روم اور مصر کا مشہور حکیم ہے جس کا مشہور شاگرد بقراط ہے۔ جسم خاک۔ آنحضور اور حضرت عیسیٰ کو آسمانی معراج عشق سے حاصل ہوئی۔ کوہ۔ یعنی کوہ طور کا زلزلہ تجلی عشق کی وجہ سے تھا۔

عشق جان طور آمد عاشقا — طور مست و خرّ موسیٰ صعقا
اے عاشق! عشق طور کی جان بنا — طور مست بنا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گرے

سرِ پنہان ست اندر زیر و بم[1] — فاش اگر گویم جہاں برہم زنم
زیر و بم میں راز چھپا ہوا ہے — صاف صاف بیان کر دوں تو دنیا کو درہم برہم کر دوں

آنچہ نے می گوید اندر ایں دو باب — گر بگویم من جہاں گردد خراب
ان دونوں معاملوں میں بانسری جو کچھ کہتی ہے — اگر میں بیان کر دوں دنیا تباہ ہو جائے

بالب و مسارِ خود گر جُفتمے — ہمچو نے من گفتنیہا گفتمے
اگر میں اپنے یار کے ہونٹ سے ملا ہوا ہوتا — بانسری کی طرح کہنے کی باتیں کہتا

ہر کہ اُو از ہم زبانے شد جدا — بے نوا شد گرچہ دارد صد نوا
جو شخص دوست سے جدا ہوا — بے سہارا بنا، خواہ سو سہارے رکھے

چونکہ گل رفت و گلستاں در گزشت — نشنوی زیں پس ز بُلبل[2] گر گزشت
جب پھول ختم ہوا اور باغ جاتا رہا — اس کے بعد تو بُلبل کی سرگزشت نہ سنیگا

چونکہ گل رفت و گلستاں شد خراب — بوئے گل را از کہ جویم از گلاب
جب پھول ختم ہوا اور باغ ویران ہو گیا — پھول کی خوشبو کس میں تلاش کروں (عرق) گلاب میں

جملہ معشوق ست و عاشق پردۂ — زندہ معشوق ست و عاشق مردۂ
تمام کائنات معشوق ہے اور عاشق پردہ ہے — معشوق زندہ ہے اور عاشق مردہ ہے

چوں نہ باشد عشق را پروائے اُو — اُو چو مُرغے ماند بے پر، وائے اُو
جب عشق کو اس کی پروا نہ ہو — وہ بے پر کے پرندے کی طرح ہے اس پر افسوس ہے

پُر و بالِ ما کمندِ[3] عشق اُوست — مُو کشانش می کند تا کوئے دوست
ہمارے بال و پر اس کے عشق کی کمند ہیں — اس کے بال کھینچتی ہوئی اس کو دوست کے کوچہ تک لیتی لے جاتی ہے

من چہ گویم ہوش دارم پیش و پس — چوں نہ باشد نورِ یارم ہم نفس
میں کیا کہوں کہ میں آگے پیچھے کا ہوش رکھتا ہوں — جب کہ میرے دوست کا نور ساتھی نہ ہو

نورِ اُو در یمن و یُسر و تحت و فوق — بر سر و بر گردنم چوں تاج و طوق
اس کا نور دائیں بائیں۔ نیچے اوپر ہے — تاج اور طوق کی طرح میرے سر اور گردن میں ہے

عشق خواہد کایں سخن بیروں رود — آئینہ ات غماز نبود چوں بود
عشق چاہتا ہے کہ یہ بات ظاہر ہو — تیرا آئینہ غماز نہ ہو تو کیوں کر ہو

---

[1] زیر و بم۔ نیچا اونچا سُر، بانسری کے سروں میں وحدۃ الوجود کا راز پوشیدہ ہے۔ اگر مسئلہ کو واضح کیا جائے گا تو عوام نہ سمجھیں گے۔ اور گڑ بڑ پھیلے گی۔ دو باب یعنی زیر و بم۔ دمسار یار، دوست۔ چشمے۔ جفت بورے نوا۔ ساز و سامان۔

[2] سرگذشت۔ بلبل، موسم بہار میں اپنے چمنوں میں اپنے عشق کی داستان سناتی ہے۔ موسم خزاں موسم فراق ہے اس میں خاموش ہو جاتی ہے۔ از گلاب۔ فراق میں بوئے یار ہی تسلی کا سبب ہوتی ہے۔ جملہ خدا کا ایک ہی وجود ہے جو تمام کائنات میں موجود ہے، ممکن کا وجود اس کا محض ایک پردہ ہے۔ چونکہ نہ باشد، رحمت خداوندی جبکہ بندہ کے شامل حال نہ ہو تو وہ بندہ بے بال و پر کا پرندہ ہے۔

[3] کمند۔ وہ رسی جس سے شکار پھانسا جاتا ہے۔ یعنی اس کا عشق ہمارے لئے کمند کا کام کرتا ہے۔ من چہ۔ جب تک نور خداوندی شامل حال نہ ہو انسان مدہوش ہے۔ عشق خواہد۔ عشق خداوندی کا تقاضا ہے کہ ہر قلب پر اس کی تجلی ہو لیکن زنگ آلود دل تجلی کو قبول نہیں کرتا۔ غماز وہ آئینہ جس میں عکس پڑتا ہو۔

آئینہ ات دانی چرا غماز نیست
تو جانتا ہے تیرا آئینہ غماز کیوں نہیں ہے؟

زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست
اس لئے کہ زنگ اس کے چہرے سے علیحدہ نہیں ہے

آئینہ کز از زنگ و آلایش جداست
وہ آئینہ جو زنگ اور میل سے دور ہے

پُر شعاع نورِ خورشید خداست
وہ خدا کے نور کے آفتاب کی شعاعوں سے بھرا ہے

رَو، تو زنگار از رُخ اُو پاک کن
جا، اس کے رخ سے زنگ کو صاف کر

بعد ازاں آں نور را ادراک کن
اس کے بعد اس نور کو حاصل کر

ایں حقیقت را شنو از گوشِ دل
اس حقیقت کو دل کے کان سے سن

تا بروں آئی بکلّی زآب و گل
تاکہ تو پانی اور مٹی سے بالکل نکل آئے

فہم گردارید جاں را رہ دہید
اگر سمجھ رکھتے ہو تو روح کو راستہ دو

بعد ازاں از شوق پا در رہ نہید
اس کے بعد شوق سے راستہ پر چلو

حکایت عاشق شدنِ بادشاہ بر کنیزک و خریدن اُو

حکایت۔ بادشاہ کا لونڈی پر عاشق ہونا اور اس کا لونڈی کو

آں کنیزک راو بیمار شدن کنیزک و درمان بیماری اُو

خریدنا اور لونڈی کا بیمار ہونا اور اس کی بیماری کا علاج

بشنو ید اے دوستاں ایں داستاں
اے دوستو! اس قصہ کو سنو

خود حقیقت نقدِ حال ماست آں
وہ خود ہمارے موجودہ حال کی حقیقت ہے

نقدِ[۲] حال خویش را گر لے بَریم
اگر ہم اپنی موجودہ حالت کا سراغ لگائیں

ہم ز دنیا ہم ز عُقبیٰ بر خوریم
ہم دنیا سے بھی اور عقبیٰ سے بھی پھل کھائیں

بود شاہے در زمانے پیش ازیں
اب سے پہلے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا

مُلک شام[۳] و دُنیا بودش و ہم مُلک دیں
(جس کی حکومت ملک دنیا پر بھی تھی اور ملک دین پر بھی

اتفاقاً شاہ روزے شد سوار
اتفاقاً ایک دن بادشاہ سوار ہوا

با خواصِ خویش از بہرِ شکار
اپنے خواص کے ساتھ شکار کے لئے

بہر صیدے می شد اُو بر کوہ و دشت
پہاڑ اور جنگل میں وہ شکار کے لئے پھر رہا تھا

ناگہاں در دام عشق اُو صید گشت
اچانک وہ عشق کے جال میں شکار ہو گیا

یک کنیزک دید اُو بر شاہ راہ
اس نے راستہ پر ایک لونڈی دیکھی

شد غلام آں کنیزک جانِ شاہ
بادشاہ کی جان اس لونڈی کی غلام بن گئی

[۱] آئینہ رز زنگ۔ مصطفیٰ قلب پر تجلیات رب کا ظہور ہوتا ہے۔ آب و گل۔ یعنی مادی جسم۔ فہم گردارید انسان کو پہلے روح کی تربیت کرنی چاہئے۔ اس کے بعد راہ عشق پر گامزن ہو۔

[۲] نقد حال۔ فی الحال۔ یعنی ہمیں روح کے امراض کے ازالہ کے لئے ایک ایسے ہی طبیب کی ضرورت ہے جیسا کہ لونڈی کا معالج تھا۔ برخوریم۔ برچھل یعنی اگر ہم اپنی اصلاح کر لیں گے تو دنیا اور آخرت کے فائدہ سے بہرہ اندوز ہو سکیں گے۔

[۳] مُلک دنیا۔ یعنی وہ دنیا کی دولت کا مالک تھا اور نیک اعمال بھی تھا۔ خواص خاصہ کی جمع خدمتگار، نوکر چاکر۔ صید شکار۔ صید شدن۔ عاشق ہو جانا۔ شاہراہ۔ عام راستہ۔

مُرغِ جانش در قفس چوں در طپید
اس کی جان کا پرندہ جب پنجرے میں تڑپا

داد مال و آں کنیزک را خرید
مال دیا اور اُس لونڈی کو خرید لیا

چوں خرید اُو را و برخوردار شد
جب اس نے اس کو خرید لیا اور کامیاب ہو گیا

آں کنیزک از قضا بیمار شد
وہ لونڈی سے بیمار ہو گئی

آں یکے خر داشت پالانش نبود
ایک شخص کے پاس گدھا تھا اس کا پالان نہ تھا

یافت پالاں گرگ خر را در ربود
اس نے پالان پا لیا تو، گدھے کو بھیڑیا لے گیا

کوزہ بودش آب می نامد بدست
اس کے پاس پیالہ تھا، پانی ہاتھ نہ آیا

آب را چوں یافت خود کوزہ شکست
جب پانی پایا خود پیالہ ٹوٹ گیا

شہ طبیباں جمع کرد از چپ و راست
دائیں، بائیں سے بادشاہ نے طبیبوں کو جمع کیا

گفت جانِ ہر دو در دستِ شماست
کہا، دونوں کی جان تمہارے ہاتھ میں ہے

جانِ من ہل ست و جانِ جانم اوست
میری جان معمولی ہے میری جان کی جان وہ ہے

دردمند و خستہ ام درمانم اوست
میں دکھی اور زخمی ہوں میرا علاج وہ ہے

ہر کہ درماں کرد مر جانِ مرا
جس نے میری جان کا علاج کر دیا

بُرد گنجِ دُرّ و مر جان مرا
وہ میرے موتی اور مونگے کا خزانہ لے گیا

جملہ گفتندش کہ جانبازی کنیم
سب نے کہا، ہم جان لڑا دیں گے

فہم گرد۲ آریم و انبازی کنیم
خوب غور کریں گے اور مل کر کریں گے

ہر یکے از ما مسیحِ عالمے ست
ہم میں سے ہر ایک دنیا کا مسیحا ہے

ہر الم را در کفِ ما مرہمے ست
ہمارے پاس ہر درد کا مرہم ہے

گر خدا خواہد نہ گفتند از بطر
تکبیر کی وجہ سے، انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا

پس خدا بنمود شاں عجزِ بشر
تو خدا نے انسان کی مجبوری ان پر واضح کر دی

ترکِ ۳استثنا مرادم قسوتے ست
انشاء اللہ نہ کہنے سے میری مراد سیہ دلی ہے

نے ہمیں گفتن کہ عارض حالتے ست
یہ بھی نہیں کہنا چاہئے کیونکہ یہ ایک عارضی حالت ہے

اے بسا ناوردہ استثنا بگفت
بہت سے لوگوں نے انشاء اللہ کہے بغیر بات کہی ہے

جانِ اُو جانِ استثنا ست جُفت
(لیکن) ان کی جان، انشاء اللہ کی روح کے ساتھ ہے

ہر چہ کر دند از علاج و از دوا
جس قدر بھی انہوں نے علاج اور دوا کی

گشت رنج افزون و حاجت ناروا
مرض بڑھا اور مقصد لا حاصل رہا

۱ برخوردار شدن۔ فائدہ اٹھانا۔ پالان ۔ وہ گدا جو گدھے کی کمر پر بیٹھنے کے لئے کسا جاتا ہے۔ ربودن ، اچک لینا یعنی اس دنیا میں پوری کامیابی حاصل نہیں ہوتی، بادشاہ نے لونڈی خرید لی لیکن اس کی بیماری کی وجہ سے اس سے لطف اندوز نہ ہو سکا۔ ہر دو۔ معشوق کی موت عاشق کی موت ہے۔ سہل آسان، ناچیز۔ درمان مونگا۔

۲ گرد آوردن جمع کرنا، انباری ۔ شرکت یعنی باہمی مشورے سے علاج کریں گے۔ مسیح حضرت عیسیٰ کا معجزہ تھا کہ ان کے پھونک کے مارنے سے مریض اچھا ہو جاتا تھا۔ عالم۔ جہان الم۔ درد۔ خدا خواہد انشاء اللہ کا ترجمہ ہے۔ بطر۔ تکبر عجز۔ کمزوری بے بسی۔

۳ استثناء انشاء اللہ کہنا، یعنی محض زبان سے انشاء اللہ کہنا کوئی خاص معنی نہیں رکھتا دل میں یہ یقین ہونا چاہئے کہ ہر کام اللہ کی مشیت سے ہے۔ اگر دل کا یہ عقیدہ پختہ ہے تو زبان سے نہ کہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ رنج۔ مرض۔ تکلیف۔ ناروا ۔ یعنی مقصد پورا نہ ہوا۔

آں کنیزک از مرض چوں ہائے موشد — چشم شاہ از اشک خوں چوں جوئے شد
وہ لونڈی مرض کی وجہ سے بال جیسی ہو گئی — بادشاہ کی آنکھ، خون کے آنسو سے نہر کی طرح ہو گئی

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود — آں دوا در نفعِ خود گمرہ شود
جب موت آتی ہے طبیب بیوقوف ہو جاتا ہے — وہ دوا اپنا نفع پہنچانے میں گمراہ ہو جاتی ہے

از قضا سرکنگبیں صفرا فزود — روغنِ بادام خشکی مے نمود
تقدیر سے سکنجبین نے صفرا بڑھایا — روغن بادام خشکی بڑھاتا تھا

از ہلیلہ[۲] قبضِ شد اطلاق رفت — آب آتش را مدد شد ہمچو نفت
ہیڑ سے قبض ہو گیا، دوست ختم ہوئے — پانی، مٹی کے تیل کی طرح آگ کی مدد بن گیا

سستی[۳] دل شد فزون و خواب کم — سوزشِ چشم و دل پُر درد و غم
دل کی سستی بڑھ گئی، نیند کم ہو گئی — آنکھوں میں جلن اور دل درد و غم سے بھر گیا

شربت و ادویہ و اسباب اُو — از طبیباں بُرد یکسر آبِ رُو
شربت اور دواؤں اور اس کے اسباب نے — طبیبوں کی آبرو بالکل ختم کر دی

عاجز شدن طبیباں از معالجۂ کنیزک و ظاہر شدن
طبیبوں کا علاج سے عاجز آجانا اور بادشاہ کو معلوم ہو جانا

برباد شاہ وزُو آور دن اُو بدر گاہ بادشاہ حقیقی
اور حقیقی بادشاہ کی طرف اس کا رخ کرنا

شہ چوں عجز آں طبیاں را بدید — پابرہنہ جانب مسجد دوید
بادشاہ نے جب طبیبوں کی بے بسی دیکھی — ننگے پاؤں مسجد کی جانب بھاگا

رفت در مسجد سوئے محراب شد — سجدہ گاہ از اشک شاہ پُر آب شد
مسجد میں گیا، محراب کی جانب ہوا — بادشاہ کے آنسوؤں سے سجدے کی جگہ تر ہو گئی

چوں نجویش آمد ز عرقابِ فنا — خوش زباں بکشاد در مدح و ثنا
جب وہ فنا کی گہرائی سے نکل کر آپے میں آیا — مدح و ثنا میں خوب زبان کھولی

کالے کمینہ بخششت ملکِ جہاں — من چگویم چوں تو می دانی نہاں
اے! وہ کہ دنیا کی سلطنت تیری معمولی بخشش ہے — میں کیا کہوں؟ تو خود پوشیدہ بات جانتا ہے

حالِ ما و ایں طبیباں سر بسر — پیشِ لطف عام تو باشد ہدر
ہمارا اور ان طبیبوں کا حال سب کا سب — تیری عام مہربانی کے سامنے بیکار ہے

---

۱ مہ ے۔ بال۔ جوئے۔ نہر۔ ابلہ۔ بیوقوف۔ گمرہ۔ منزل مقصود کے خلاف چلنے والا یعنی دوا نے اپنا فائدہ نہ دیا۔ سرکنگبیں سرکہ اور انگبیں بمعنی شہد سے مل کر بنتا ہے اسی کو سکنجبین بھی کہتے ہیں۔ صفرا بدن کی ایک غلط ہے، سکنجبین کا خاصہ صفرا کو کم کرنا ہے لیکن اس نے اور بڑھا دیا، روغن بادام تری پیدا کرتا ہے۔ لیکن اس نے خشکی پیدا کر دی۔

۲ ہلیلہ۔ ہیڑ۔ یہ قبض کشا ہے لیکن اس نے قبض پیدا کر دیا اور سہولت قضا، حاجت ہونی بند ہو گئی۔ نفت۔ مٹی کے تیل کی طرح کا ایک مادہ ہے جو بہت جلد آگ پکڑ لیتا ہے۔

۳ سستی دل یعنی طبیبوں کے علاج سے امراض میں اور اضافہ ہو گیا۔ اسباب۔ یعنی مرض کی تشخیص نجویش آمدن۔ ہوش میں آنا۔ غرقاب۔ پانی کی گہرائی۔ فنا محویت، بے خودی کمینہ ادنیٰ۔ ہدر بیکار۔

اے ہمیشہ حاجتِ ما را پناہ
اے! وہ کہ ہمیشہ ہماری حاجت کی پناہ ہے

بارِ[1] دیگر ما غلط کردیم راہ
راستہ سے ہم پھر بھٹک گئے

لیک گفتی گرچہ می دانم سِرت
لیکن تو نے کہا ہے، اگرچہ میں تیرا بھید جانتا ہوں

زود ہم پیدا کنش بر ظاہرت
تو بھی جلد اُس کو اپنی ظاہری حالت کے مطابق بیان کردے

چوں برآورد از میانِ جاں خروش
جب اس نے تہ دل سے فریاد کی

اندر آمد بحرِ بخشایش بجوش
اس کی بخشش کا دریا جوش میں آ گیا

درمیانِ گریہ خوابش در ربود
روتے روتے اس کو نیند آ گئی

دید در خواب اُو کہ پیرے رُو نمود
اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ ظاہر ہوئے

گفت اے شہ مژدہ[2] ہا جاجاتت رواست
بولے اے بادشاہ! بشارت ہے تیری حاجتیں پوری ہوئیں

گر غریبے آمدت فردا۔ ز ماست
اگر کل کو کوئی اجنبی شخص آئے تو وہ ہماری طرف سے ہے

چونکہ آید اُو حکیمِ حاذق ست
جب وہ آئے تو ماہر طبیب ہے

صادقش داں گو امین و صادق ست
اس کو سچا جانو، وہ سچا اور امانتدار ہے

در علاجش سحرِ مطلق را ببیں
اس کے علاج میں پورا جادو دیکھنا

در مزاجش قدرتِ حق را ببیں
اس کے مزاج میں خدا کی قدرت دیکھنا

خفتہ بود ایں خواب دید آگاہ شد
وہ سویا ہوا تھا، یہ خواب دیکھا جاگ اٹھا

گشتہ مملوکِ کنیزک شاہ شد
لونڈی کا غلام، بادشاہ بن گیا

چوں رسید آں وعدہ گاہ و روز شد
جب وعدہ کا وقت آ گیا اور دن ہو گیا

آفتاب از شرق اختر سوز شد
سورج مشرق سے، ستاروں کو ختم کرنے والا ہو گیا

بود اندر منظرہ[3] شہ منتظر
بادشاہ جھروکہ میں منتظر تھا

تا بہ بیند آنچہ بنمودند سِر
تاکہ اس بھید کو دیکھ لے جو اس پر ظاہر کیا ہے

دید شخصے کاملے پُر مایۂ
اس نے ایک شخص، کامل، پُر ہنر دیکھا

آفتابے درمیانِ سایۂ
جو اندھیرے میں سورج تھا

می رسید از دور مانندِ ہلال
دور سے، چاند جیسا آرہا تھا

نیست بود و ہست بر شکلِ خیال
معدوم اور موجود تھا خیال کی طرح

نیست وش باشد خیال اندر جہاں
دنیا میں خیال، معدوم کی طرح ہوتا ہے

تو جہانے بر خیالے بیں رواں
تو دنیا کو بھی خیال کی طرح چلتی پھرتی چیز سمجھ

---

[1] بارِ دیگر۔ پہلی غلطی یہ ہوئی کہ طبیبوں پر بھروسہ کیا دوسری یہ ہے کہ تجھ علام الغیوب کو حال سنا رہا ہوں۔ لبیک۔ خدا نے فرمایا "اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ" مجھ سے دعا مانگو میں پوری کروں گا۔ رُو نمودن۔ ظاہر ہونا۔

[2] مژدہ۔ خوشخبری۔ حاجات حاجت کی جمع۔ غریب۔ اجنبی، مسافر، زماست۔ یعنی وہ ہمارا بھیجا ہوا ہے۔ حاذق ماہر، تجربہ کار۔ کو۔ کہ اُو۔ سحر مطلق۔ مکمل جادو گشتہ مملوک۔ لونڈی کے غم میں غلاموں کی طرح مجبور محض تھا۔ اب یہ خوشخبری سن کر شاہوں کی طرح غم سے آزاد ہو گیا۔ وعدہ گا۔ وعدہ کا وقت۔ اختر سوز سورج کے نکلنے سے تارے روپوش ہو جاتے ہیں۔

[3] منظرہ۔ دریچہ، جھروکہ منتظر انتظار کرنے والا۔ سِر۔ راز، بھید۔ مایہ۔ پونجی۔ پُر مایہ یعنی معرفت کے علوم سے بھرا ہوا۔ ہلال چونکہ وہ شخص عبادت اور ریاضت کی وجہ سے نحیف دلاغر تھا یا وہ عید کے چاند کی طرح تھا۔ خیال۔ کبھی موجود ہوتا ہے۔ کبھی معدوم وش۔ مانند۔ جہانے۔ دنیا، وجود بھی محض خیالی ہے۔

برخیالے صلح شان و جنگ شاں
ان کی صلح اور لڑائی خیال کے مطابق ہوئی ہے

وز خیالے فخر شان و ننگ اشاں
اُن کا فخر اور ذلت خیال ہی سے ہے

آں خیالاتے کہ دام اولیاء ست
وہ خیالات، جو اولیاء کے لئے جال ہیں

عکسِ مہ رویانِ بُستان خدا ست
خدا کے باغ کے حسینوں کا عکس ہیں

آں خیالے راشہ درخواب دید
وہ خیال جو بادشاہ نے خواب میں دیکھا

در رُخِ مہماں ہمی آمد پدید
مہمان کے چہرے پر ظاہر ہوا

نورِ حق ظاہر بَود اندر ولی
ولی میں اللہ کا نور ظاہر ہوتا ہے

نیک بیں باشی اگر اہل دلی
اگر تو صاحب دل ہے، اچھی طرح دیکھ لے گا

آں ولی حق چو پیدا شد ز دور
وہ اللہ کا ولی جب دور سے نظر آیا

از سراپایش ہمی ریخت نور
اس کے سراپا سے نور برستا تھا

شہ بجائے حاجباں۲ در پیش رفت
بادشاہ، دربانوں کی بجائے آگے بڑھا

پیشِ آں مہمانِ غیب خویش رفت
اپنے غیبی مہمان کے سامنے آیا

ضیفِ غیبی راچو اِستقبال کرو
غیبی مہمان کا جب استقبال کیا

چوں شکر گوئی کہ پیوست اُو بَورَد
گویا شکر، گلاب کی پتی سے پیوستہ ہوئی

ہر دو بحری آشنا آموختہ
دونوں سمندری، تیرنا سیکھے ہوئے

ہر دو جاں بیدوختن بردوختہ
دونوں جانیں بلائے، سلی ہوئی

آں یکے لب تشنہ واں دیگر چو آب
ایک پیاسا اور دوسرا پانی جیسا

آں یکے مخمور واں دیگر شراب
ایک مست دوسرا شراب

گفت معشوقم تو بُودستی نہ آں
اس نے کہا، میرا معشوق تو تھا نہ وہ

لیک کار راز کار خیزد در جہاں
لیکن اس دنیا میں کام سے کام نکلتا ہے

اے۳ مرا تو مصطفیٰ من چوں عمرؓ
اے! تو میرا مصطفیٰؐ ہے میں عمرؓ کی طرح ہوں

از برائے خدمتت بنم کمر
تیری خدمتگاری کے لئے میں کمر بستہ ہوں

درخواستنِ توفیق رعایت ادب و وَخامتِ بے اَدبی

رعایت ادب کی خواہش اور بے ادبی کی نحوست

از خدا جوئیم توفیق ادب
ہم خدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں

بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب خدا کے فضل سے محروم رہا

۱ ننگ۔ ذلت۔ خیالات اولیاء اللہ کے خیالات علوم باری کا پرتو ہیں۔ لہٰذا وہ قائم اور ثابت ہیں۔ نور حق۔ اللہ کے ولی کو نور سے پہچانا جا سکتا ہے۔ اہل دلی۔ بادشاہ بھی اہل دل تھا لہٰذا اس نے پہچان لیا۔

۲ صاحبان۔ صاحب کی جمع، دربان، ضیف مہمان۔ ورد۔ گلاب کا پھول۔ بحری۔ سمندری آشنا۔ تیراکی۔ ہر دو۔ یعنی دونوں ایک جان دو قالب ہو گئے۔ آں یکے دونوں کے اتحاد کا بیان ہے۔ کار راز کار۔ لونڈی کا عشق اس غیبی مہمان کی ملاقات کا سبب بنا۔

۳ اے مرا۔ یعنی میں تیرا ایسا ہی خدمت گار ہوں جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ توفیق ادب مشہور ہے۔ با ادب، نصیب بے ادب بے نصیب۔ وخامت۔ نحوست۔ بے ادب گنہگار، عالم کی تباہی کا سبب ہے۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بے ادب نے نہ صرف اپنے آپ کو خراب کیا

بلکہ آتش در ہمہ آفاق[1] زد
بلکہ اس نے تمام اطراف میں آگ لگا دی

مائدہ از آسماں درمی رسید
خوان، آسمان سے پہنچتا تھا

بے شرا و بیع و بے گفت و شنید
بغیر خریدے اور بیچے، اور بغیر کہے سنے

درمیانِ شد خوان و ناں از آسماں
موسیٰ کی قوم میں سے چند اشخاص

بے ادب گفتند کو سیر و عدس
بے ادب نے کہا لہسن اور مسور کہاں ہے؟

منقطع[2] شد خوان و ناں از آسماں
آسمان سے خوان اور روٹی بند ہو گئی

ماند رنج زرع و بیل و داسماں
کھیتی اور کدال اور درانتی کا غم باقی رہ گیا

باز عیسیٰ چوں شفاعت کرد حق
پھر عیسیٰ نے جب سفارش کی، اللہ نے

خواں فرستاد و غنیمت بر طبق
خوان اور طباق میں مال غنیمت بھیجا

مائدہ از آسماں شد عائدہ
خوان آسمان سے اترنے والا ہوا

چونکہ گفت اَنزِل عَلَینَا مائدہ
چونکہ اس نے "اتار ہم پر خوان" کہا

باز گستاخاں ادب بگذاشتند
پھر گستاخوں نے ادب چھوڑا

چوں گدایاں زلّہ ہا برداشتند
فقیروں کی طرح بچا کھچا اٹھا رکھا

کرد عیسیٰ لابہ[3] ایشاں را کہ ایں
عیسیٰ نے ان کی خوشامد کی کہ یہ

دائم ست و گم نہ گردد از زمیں
مستقل ہے، اور زمین سے غایب نہ ہو گا

بدگمانی کردن و حرص آوری
بدگمانی اور لالچ کرنا

کفر باشد پیش خوان مہتری
شاہی دستر خوان پر ناشکری ہوتی ہے

زاں گدا رویان نادیدہ زآز
اُن فقیر صورت، لالچ کے ندیدوں کی وجہ سے

آں درِ رحمت بر ایشاں شد فراز
وہ رحمت کا دروازہ اُن پر بند ہو گیا

نان و خواں از آسماں شد منقطع
آسمان سے من و سلوی بند ہو گیا

بعد ازاں زاں خواں نشد کس منتفع
اس کے بعد اس دستر خوان سے کوئی فائدہ مند نہ ہوا

ابر ناید از پے منع زکات
زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے ابر نہیں آتا ہے

وز زنا افتد وبا اندر جہات
اور زنا کاری سے اطراف میں وبا پھیلتی ہے

ہر چہ آید بر تو از ظلمات غم
تجھ پر جو غم کی اندھیریاں آتی ہیں

آں ز بے باکی و گستاخی ست ہم
وہ بے باکی اور گستاخی کی وجہ سے بھی ہیں

---

[1] آفاق۔ افق کی جمع ہے آسمان کا کنارہ مراد تمام عالم ہے مائدہ۔ دستر خوان، شراء خریداری بیع۔ فروخت۔ سیر۔ لہسن۔ عدس۔ مسور حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل کے پاس قدرتی طریقہ پر من جو تر بھین کی طرح کی ایک چیز تھی اور سلوی جو بٹیر کی طرح کا پرندہ تھا پہنچتا تھا۔ لیکن انہوں نے بے ادبی سے لہسن اور مسور کی خواہش کرنی شروع کر دی۔

[2] منقطع۔ بند۔ زرع کھیتی۔ بیل۔ پھاوڑا، کدال داسماں۔ درانتی۔ شفاعت۔ سفارش۔ غنیمت۔ یعنی من و سلوی طبق۔ طباق، بعض حضرات نے طبق بمعنی مطابقت کر کے ترجمہ کیا ہے کہ اللہ نے خوان اور مال غنیمت بھیجا۔ حضرت عیسیٰ کی سفارش کے مطابق طبق زمین کے معنی میں بھی آتا ہے اگر یہ معنی مراد ہوں تو ترجمہ ہو گا خوان اور مال غنیمت زمین پر بھیجا۔ انزل علینا۔ حضرت عیسیٰ کی دعا ہے۔ زلہ بچا ہوا کھانا۔

[3] لابہ۔ خوشامد۔ دائم ہمیشہ باقی رہنے والا۔ در رحمت۔ یعنی مائدہ کا اترنا فراز۔ کھلنا، بند ہونا، ابر ناید۔ انسانی گناہوں سے خدا کی نعمتیں منقطع ہو جاتی ہیں اور مصائب نازل ہوتے ہیں۔ بے باکی انسان کی بے ادبی مصائب کا سبب بنتی ہے۔

ہر کہ اَبے باکی کند در راہِ دوست — رہزنِ مرداں شد و نامرد اُوست
جو شخص دوست کے راستہ میں بے باکی کرتا ہے — مردوں کا رہزن بنا اور وہ نامرد ہے

از ادب پر نور گشت ست ایں فلک — وز ادب معصوم و پاک آمد ملک
یہ آسمان ادب سے پُر نور بنا — اور ادب سے فرشتے معصوم اور پاک ہوئے

بدز گستاخی کسوفِ آفتاب — شد عزازیلے زِ جرأت ردِّ باب
سورج گرہن گستاخی کی وجہ سے تھا — شیطان گستاخی کی وجہ سے مردود بارگاہ ہوا

ہر کہ گستاخی کند اندر طریق ۲ — گرد داندر وادی حیرت غریق
(سلوک کے) راستہ میں جو گستاخی کرتا ہے — حیرت کی وادی میں ڈوب جاتا ہے

حالِ شاہ و میہماں بر گو تمام — زانکہ پایانے ندارد ایں کلام
بادشاہ اور مہمان کا پورا حال کہہ — اس لئے کہ اس کلام کی انتہا نہیں ہے

ملاقات بادشاہ با طبیب الٰہی کہ در خوابش
اس خدائی طبیب سے بادشاہ کی ملاقات جس کو اس نے خواب میں دیکھا تھا

دیدہ بو دو بشارت بقدوم اُو دادہ شد
اور اس کی تشریف آوری کی اس کو خبر دی گئی تھی

شہ چو پیشِ میہمانِ خویش رفت — شاہ بُود و لیک بس درویش رفت
بادشاہ جب اپنے مہمان کے سامنے گیا — بادشاہ تھا، لیکن مکمل فقیر بن کے گیا

دست بکشا دو کنار انش گرفت — ہمچو عشق اندر دل و جانش گرفت
ہاتھ پھیلائے، اور اس سے معانقہ کیا — عشق کی طرح اس کو دل اور جان میں لیا

دست و پیشانیش بوسیدن گرفت — وز مَقام و راہ پُرسیدن گرفت
اس کے ہاتھ اور پیشانی چومنا شروع کی — مقام اور راستہ کا حال پوچھنا شروع کیا

پُرس پُرساں میکشیدش تا بہ صدر — گفت گنجے یافتم اَمّا بہ صبر
پوچھتے پوچھتے اس کو صدر تک لے جا رہا تھا — بولا، مجھے خزانہ مل گیا، لیکن صبر سے

صبر تلخ آمد و لیکن عاقبت ۳ — میوۂ شیریں دہد پُر منفعت
صبر، کڑوا ہوتا ہے لیکن بالآخر — میٹھا، اور مفید پھل دیتا ہے

گفت اے نورِ حق و دفعِ حَرج — معنی الصبر مفتاح الفرج
اسے کہا، اے اللہ کے نور اور تنگی کو دور کرنے والے — ''صبر کشادگی کی کنجی ہے'' کے مصداق!

۱ ہر کہ۔ احکام خداوندی میں بے باکی دوسروں کی تباہی کا سبب بنتی ہے۔ ایں فلک۔ آسمان نے اطاعت کی، چاند اور سورج سے منور ہوا۔ فرشتوں نے آدمؑ کے خلیفہ بنائے جانے پر اطاعت کی، معصوم اور پاک قرار دئے گئے۔ گستاخی بدکاروں کو ڈرانے کے لئے سورج گرہن ہوتا ہے۔ عزازیل۔ شیطان نے آدمؑ کو سجدہ نہ کر کے نافرمانی کی، مردود ہو گیا۔

۲ طریق۔ مدارج تصوف طے کرنے کا راستہ۔ ایں کلام یعنی ادب کی فضیلتیں اور بے ادبی کی برائیں۔ کناراں۔ کنار کی جمع بمعنی بغل اس سے دونوں مصرعوں میں مہمان مراد ہے۔ مقام۔ مہماں سے وطن اور راستہ کے حالات معلوم کئے جاتے ہیں۔ گنج یعنی طبیب الٰہی۔

۳ عاقبت۔ انجام کار۔ منفعت۔ فائدہ۔ سعدی نے کہا ہے صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد۔ دفع بمعنی دافع حرج۔ تنگی مفتاح کنجی۔ فرج۔ کشادگی

اے لقاء تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

اے! تیری ملاقات ہر سوال کا جواب ہے
بے شک تجھ سے مشکل ہو حل ہوتی ہے

ترجمانِ ہر چہ مارا در دل ست
دستگیر ہر چہ پایش در گل ست

جو کچھ ہمارے دل میں ہے تو اس کا ترجمان ہے
جس کا پیر دلدل میں پھنسا ہے تو اس کا مددگار ہے

مَرْحَبًا یَا مُجْتَبٰی یَا مُرْتَضٰی
اِنْ تَغِبْ جَاءَ الْقَضَا ضَاقَ الْفَضَا

خوش آمدید! اے پسندیدہ! اے برگزیدہ!
اگر تو غایب ہوا، موت آجائے گی۔ فضا تنگ ہو جائیگی

اَنْتَ مَوْلَی الْقَوْمِ مَنْ لَّا یَشْتَهِیْ
قَدْ رَدٰی کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ

تو قوم کا آقا ہے، جو تجھے نہیں چاہتا
وہ بے شک ہلاک ہوا، یقیناً وہ ہرگز نہ رکا

چوں گذشت آں مجلس و خوانِ کرم
دست او بگرفت و بُرد اندر حرم

جب وہ مجلس اور خوانِ کرم ختم ہوا
اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور حرم سرا میں لے گیا

بُردنِ بادشاہ طبیب غیبی را بر سرِ بیمار

بادشاہ کا غیبی طبیب کو بیمار کے پاس لے جانا

قصۂ رنجور و رنجوری بخواند
بعد ازاں در پیش رنجورش نشاند

بیمار، اور مرض کا حال سنایا
اس کے بعد اس کو بیمار کے سامنے بٹھایا

رنگِ رُو و نبض و قارورہ بدید
ہم علاماتش ہم اسبابش شنید

اس نے چہرہ کا رنگ اور نبض اور پیشاب دیکھا
اس کی علامتیں اور اسباب بھی سنے

گفت ہر دارُو کہ ایشاں کردہ اند
آں عمارت نیست ویراں کردہ اند

اس نے کہا، جو دوا انہوں نے دی ہے
وہ تعمیر نہیں ہے انہوں نے ویران کیا ہے

بے خبر بودند از حالِ درون
استعیذ اللہ مما یفترون

وہ، اندرونی حالت سے لاعلم تھے
جو انہوں نے غلط بیانی کی ہے اس سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں

دید رنج و کشف شد بروے نہفت ۳
لیک پنہاں کرد و با سلطاں نگفت

اس نے مرض دیکھا اور راز اس پر کھل گیا
لیکن اسے چھپایا اور بادشاہ سے نہ کہا

رنجش از صفرا و از سودا نہ بود
بوئے ہر ہیزم پدید آید ز دود

اس کا مرض صفرا اور سودا کی وجہ سے نہ تھا
لکڑی کی بو، دھوئیں سے ظاہر ہو جاتی ہے

دید از زاریش کو زارِ دل ست
تن خوش ست و او گرفتارِ دل ست

اس کی بیماری سے وہ سمجھ گیا کہ وہ دل کی بیمار ہے
بدن ٹھیک ہے اور وہ دل (کی بیماری) میں گرفتار ہے

۱ لقاء ملاقات۔ بے قیل وقال۔ بلا گفتگو، لاکلام، بے شک ترجمان مطلب بیان کرنے والا۔ پادر گل عاجز، بے بس۔ مرحبا خوش آمدید کے معنی میں ہے آنے والے مہمان کے لئے بولا جاتا ہے۔ مجتبیٰ منتخب مرتضیٰ۔ پسندیدہ فضا کا ہمزہ محذوف ہے، بمعنی کھلا میدان۔ مولیٰ۔ آقا کلا یہ قرآن پاک میں ابو جہل کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ مخالفت سے باز نہ آیا تو ہم اس کو پیشانی سے پکڑ کر گھسینگے اور جہنم میں داخل کردیں گے۔ اولیاء اللہ کی مخالفت کا انجام بے حد خطرناک ہے۔

۲ خوانِ کرم۔ مہمانی کا کھانا حرم۔ محلسرائے، زنان خانہ رنجور۔ مریض۔ رنجوری۔ مرض۔ قصہ بخواند۔ حال سنایا۔ قارورہ۔ یعنی وہ شیشی جس میں پیشاب جمع کر کے طبیب کو دکھایا جاتا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعہ مرض کی تشخیص کر سکے۔ عمارت آباد کرنا ویران کردن اجاڑنا۔ یعنی طبیبوں کے علاج سے مریض کی بربادی ہوئی ہے۔ مما یفترون۔ ان کی غلط بیانی یہی تھی کہ وہ غیر مرض کو مرض بتا رہے تھے۔ کشف شدن ظاہر ہو جاتا ہے۔

۳ نہفت۔ پوشیدہ۔ نگفت۔ چونکہ طبیب کو ابھی پورا اطمینان نہ ہوا تھا۔ صفرا و سودا انسان کی ان چار غلطوں میں سے دو ہیں جنسے انسانی بدن بنا ہے جن کے گھٹنے اور بڑھنے سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ ہیزم جلانے کی لکڑی۔ زاری۔ رونا، لاغری۔ زار۔ بیمار

عاشقی پیداست از زاری دل
دل کی بیماری سے عاشقی ظاہر ہے

نیست بیماری چو بیماری دل
دل کی بیماری جیسی کوئی بیماری نہیں ہے

علّت عاشق ز علّتہا جداست
عاشق کی بیماری، بیماریوں سے جدا ہے

عشق اُصطُرلاب اَسرارِ خداست
عشق، خدا کے بھیدوں کا اصطرلاب ہے

عاشقی گرزیں سر و گرزاں سرست
عاشقی خواہ ادھر کی خواہ اُدھر کی ہے

عاقبت مارا بداں شہ رہبرست
بالآخر، اس شاہ تک ہماری راہ نما ہے

ہر چہ گویم عشق را شرح و بیاں
میں عشق کی تشریح اور بیان جو کچھ کرتا ہوں

چوں بعشق آیم خجل باشم ازاں
جب عشق میں پڑتا ہوں اس سے شرمندہ ہوتا ہوں

گر چہ تفسیر زباں روشنگرست
اگر چہ زباں کی تشریح روشنی ڈالنے والی ہے

لیک عشق بے زبان روشنترست
لیکن بے زبان عشق، زیادہ روشن ہے

چوں بہ قلم اندر نوشتن می شتافت
جب قلم لکھنے میں مصروف تھا

چوں بعشق آمد قلم بر خود شگافت
جب عشق پر پہنچا خود قلم چر گیا

چوں سخن در وصفِ ایں حالت رسید
جب اس حالت کے بیان کی بات آئی

ہم قلم بشکست و ہم کاغذ درید
قلم ٹوٹ گیا، اور کاغذ بھی پھٹ گیا

عقل در شرحش چو خر در گل بخفت
عقل، اس کی شرح میں مٹی میں پھنسے گدھے کی طرح سو گئی

شرح عشق و عاشقی ہم عشق گفت
عشق اور عاشقی کی شرح بھی عشق نے ہی کی ہے

آفتاب آمد دلیل آفتاب
آفتاب کی دلیل، خود آفتاب ہے

گر دلیلت باید از وے رو متاب
اگر تجھے دلیل درکار ہے تو اس سے منہ نہ موڑ

از وے ار سایہ نشانے می دہد
سایہ، اگر اس کا پتہ دیتا ہے

شمس ہر دم نورِ جانے می دہد
سورج، ہر وقت جان کو نور دیتا ہے

سایہ خواب آرد ترا ہمچوں سمر ۳
سایہ، قصہ گوئی کی طرح تجھے سلاتا ہے

چوں برآید شمس انشق القمر
سورج جب نکلتا ہے چاند شق ہو جاتا ہے

خود غریبے در جہاں چوں شمس نیست
دنیا میں سورج جیسا کوئی مسافر نہیں ہے

شمسِ جاں باقیست کورا امس نیست
روح کا سورج باقی ہے جس کے لیے کل گزشتہ نہیں ہے

شمس در خارج اگر چہ ہست فرد
سورج، اگر چہ خارج میں ایک ہی ہے

مثلِ اُو ہم میتواں تصویر کرد
اس جیسا بھی تصور کیا جا سکتا ہے

---

۱ زاری دل۔ دل کی بیماری عشق کی علامت ہے یعنی طبیب سمجھ گیا کہ لونڈی مرض عشق میں مبتلا ہے۔ علت مرض اضطراب ہے۔ ایک آلہ ہے جس سے ستاروں کی گردش، آفتاب کی بلندی معلوم کی جاتی ہے۔ سر جانب آہن سر یعنی عشق مجازی، آں سر۔ یعنی عشق حقیقی، عشق مجازی، عشق حقیقی کا ذریعہ بنتا ہے۔ مولانا جامی نے فرمایا ہے شعر متاب از عشق روگر چہ مازی ست ہر چہ۔ عشق کی حقیقت بیان سے باہر ہے۔ گر چہ اقبال نے کہا ہے شعر:

نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

۲ چوں قلم۔ عشق ایک ذوقی چیز ہے اس کا بیان نہ زبان سے ممکن ہے نہ قلم سے۔ عشق گفت عشق و عاشقی کا بیان زبان و قلم سے ممکن نہیں خود عشق میں مبتلا ہو تو اس کی کیفیت سمجھ سکتا ہے۔ آفتاب آمد۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے وجود کی دلیل خود ان کا وجود ہی ہوتا ہے عشق اور آفتاب انہی چیزوں میں سے ہیں۔

۱ ر۔ اگر شمس یعنی ذات حق۔ دنیاوی سورج کی پہچان سایہ سے ہوتی ہے۔ اس لئے کہ دنیاوی چیزوں میں ہر چیز کی ضد سے اس کی پہچان ہوتی ہے۔ ذات حق کی پہچان اس نور سے ہوتی جس کا پرتو روح انسانی پر پڑتا ہے۔

۳ سمر۔ قصہ گوئی القمر۔ چاند یہاں ممکنات کا وجود مراد ہے۔ شمس جان۔ ذات حق کے لئے دوام و بقا ہے۔ امس۔ کل گزشتہ یعنی ذات حق زمانہ سے منزہ ہے۔

لیک آں شمسیکہ[1] اشد مستتش اثیر
لیکن وہ سورج جس سے عالم و بالا مست ہے

نبودش در ذہن و در خارج نظیر
اس کی ذہن اور خارج میں کوئی مثال نہیں ہے

در تصوّر ذاتِ اُو رنج کو
تصور میں اس کی ذات کی گنجائش کہاں ہے

تا در آید در تصور مثل اُو
کہ تصور میں اس کی مثال اس کے

شمسِ تبریزی کہ نورِ مطلق ست
شمس تبریزی جو مکمل نور ہے

آفتاب ست و ز انوارِ حق ست
سورج ہے اور حق کے نوروں میں سے ہے

چوں حدیثِ روئے شمس الدیں رسید
جب شمس الدین کے چہرہ کی بات آگئی

شمسِ چارم آسماں سر در کشید
چوتھے آسمان کے سورج نے منہ چھپا لیا

واجب آمد چونکہ بُردم نام اُو
(اب) جبکہ میں نے ان کا نام لیا ہے تو ضروری ہوگیا

شرح[2] کردن رمزے از انعام اُو
اُن کے انعام کی تھوڑی سی شرح کرنا

ایں نفس جاں دامنم برتافتہ ست
اس وقت میری روح مستعد ہو گئی ہے

بوئے پیراہان یوسف یافتہ ست
اس نے یوسف کے لباس کی خوشبو سونگھی ہے

کز برائے حق صحبت سالہا
برسوں کی صحبت کا حق ادا کرنے کے لئے

باز گو حالے ازاں خوش حالہا
اس خوش احوال کا کچھ حال بیان کر

تا زمین و آسماں خنداں شود
تاکہ زمین اور آسمان ہنس پڑیں

عقل و روح و دیدہ صد چنداں شود
عقل، روح اور آنکھیں سو گنا ہو جائیں

گفتم[3] اے دور اوفتادہ از حبیب
میں نے کہا اے! دوست سے دور پڑی ہوئی

ہمچو بیمار یکہ دور ست از طبیب
اس بیمار کی طرح جو طبیب سے دور ہو

لَا تُکَلِّفنِیْ فَانِّیْ فِی الْفَنَا
مجھے مجبور نہ کر میں فنا میں ہوں

کَلَّتْ اَفْھَامِیْ وَلَا اُحْصِیْ ثَنَا
اُس بیمار کی طرح جو طبیب سے دور ہو

کُلُّ شَیْءٍ قَالَہٗ غَیْرُ الْمُفِیْقُ
مدہوش جو بات بھی کہے

اِنْ تَکَلَّفْ اَوْ تَصَلَّفْ لَا یَلِیْقُ
خواہ تکلف کرے یا دراز بیانی مناسب نہیں ہے

ہر چہ می گوید موافق چوں نبود
جو کچھ وہ کہتا ہے چونکہ وہ مناسب نہیں ہوتا

چو تکلّف نیک نالائق نمود
اور تکلف کی وجہ سے بہت نامناسب نظر آتا ہے

من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست
میں کیا کہوں؟ میری ایک رگ بھی ہوش میں نہیں ہے

شرح آں یار یکہ آنرا یار نیست
اس یار کی تفصیل جس کا کوئی شریک نہیں ہے

---

[1] شمس یعنی کائناتی سورج اگرچہ ایک ہے لیکن اس جیسا متصور ہو سکتا ہے۔ مست۔ فریفتہ۔ اثیر۔ بمعنی بلند و عالی۔ نظیر۔ مثال۔ گنج۔ گنجائش کو کہا۔ تا در آمد۔ جبکہ شمس حقیقی کی ذات کا تصور ناممکن ہے تو اس کے مثل کا تصور کیسے ہو سکتا ہے۔ شمس تبریزی مولانا رومی کے پیر ہیں۔ ان کے تفصیلی حالات مقدمہ میں ملاحظہ کر لیجئے۔ حدیث، بات، تذکرہ۔ سر در کشیدن۔ منہ چھپا لینا۔ چارم۔ چہارم، چوتھا، سورج کو چوتھے آسمان میں مانا جاتا ہے۔

[2] شرح کردن۔ بیان کرنا۔ رمز۔ اشارہ، تھوڑا سا بیان۔ نفس فار کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے بمعنی سانس، لمحہ، وقت۔ دامن برتافتن۔ دامن سمیٹنا، تیار ہونا۔ پیراہان۔ پیرہن، حضرت یعقوبؑ کو اپنے بیٹے یوسفؑ کے لباس کی خوشبو آئی تو وہ بے خود ہو گئے تھے۔ تا زمین۔ پیر نے جو اسرار تصوف بتائے ہیں، ان کے ذکر سے عالم میں خوشی کی لہر دوڑ جائیگی۔

[3] گفتم میں نے اپنی روح سے کہا تو اپنے محبوب شمس تبریزی سے دور پڑی ہے، گویا مریض طبیب سے دور ہے۔ لا تکلفنی مجھے تکلف نہ دے۔ فنا میستی۔ افہام۔ فہم کی جمع، سمجھ لا احصی۔ میں شمار نہیں۔ کر سکتا ثنا۔ تعریف۔ خیر المتقین۔ مدہوش تصلف۔ لاف زنی کرنا۔ نالائق۔ مدہوش اگر اپنے ممدوح کی تعریف کرے گا۔ تو وہ نامناسب ہوگی۔ یار۔ دوسرے مصرع میں دوبار لفظ یار آیا ہے اول کے معنی محبوب جس سے مراد ذات حق ہے دوسرے کے معنی مثل اور شریک کے ہیں۔

خود ثنا گفتن زمن ترک ثناست — کاین دلیل ہستی و ہستی خطاست

میرا تعریف کرنا ہی خود تعریف نہ کرنا ہے — اس لئے کہ یہ وجود کی دلیل ہے اور وجود غلط ہے

شرح ایں ہجران و ایں خون جگر — ایں زماں بگزار تا وقتِ دگر

اس فراق اور خون جگر کی تفصیل — اب دوسرے وقت کے لئے چھوڑ

قَالَ اَطْعِمْنِیْ فَاِنِّیْ جَائِعٌ — فَاعْتَجِلْ فَالْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ

اس نے کہا مجھے کھلا میں بھوکی ہوں — جلدی کر کہ وقت تیز تلوار ہے

صوفی ابن[2] الوقت باشد اے رفیق — نیست فردا گفتن از شرطِ طریق

اے دوست! صوفی ابن الوقت ہوتا ہے — کل کا حوالہ دینا طریق (سلوک) کے مناسب نہیں ہے

صوفی ابن الحال باشد در مثال — گرچہ ہر دو فارغ انداز ماہ و سال

مثلاً صوفی ابن الحال ہوتا ہے — اگرچہ دونوں مہینہ اور سال سے بے نیاز ہیں

تو مگر خود مردِ صوفی نیستی — نقدرا از نسیہ خیزد نیستی

تو تو خود صوفی نہیں ہے — نقد کی اُدھار سے تباہی ہوتی ہے

گفتمش پوشیدہ خوشتر سرِّ یار — خود تو در ضمن حکایت گوش وار

میں نے اس سے کہا کہ یار کا راز چھپا ہوا اچھا ہوتا ہے — البتہ تو اس کو قصہ کے ضمن میں سُن لے

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں — گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

بہتر یہی ہوتا ہے کہ معشوقوں کا راز — دوسروں کے قصہ میں بیان ہو جائے

گفت مکشوف و برہنہ بے غلول — باز گو رنجم مدہ اے بوالفضول

کھلم کھلا، بے پروا اور بے خیانت کے بات کہدے — اے بکواسی! (اُلجھی ہوئی باتیں کر کے) مجھے نہ ستا

باز گو اسرار و رمز[3] مرسلیں — آشکارا بہ کہ پنہاں ذکر دیں

رسولوں کے راز اور اشارے بتا — دین کا ذکر کھلم کھلا بہتر ہے نہ کہ پوشیدہ

پردہ بردار و برہنہ گو کہ من — می نگنجم با صنم در پیرہن

پردہ اٹھا دے اور بے پردہ کہہ کیونکہ میں — محبوب کے ساتھ پیرہن میں نہیں سما سکتی

گفتم ار عریاں شود اُو در عیاں — نے تو مانی نے کنارہ نے میاں

میں نے کہا، اگر وہ آنکھوں کے سامنے بے پردہ ہوگا — نہ تو رہیگی، نہ کنارہ، نہ وسط

آرزومی خواہ لیک اندازہ خواہ — برنتابد کوہ را یک برگ کاہ

مراد مانگ، لیکن اندازہ کے مطابق مانگ — کھاس کا ایک تنکا پہاڑ کو برداشت نہیں کر سکتا

---

[1] خودزائد ہے۔ ترک ثنا چونکہ کما حقہ تعریف نہیں کر سکتا ہوں۔ ہستی خطا میں مقام فنا میں ہوں جب اپنی ہستی باقی نہیں رہتی ہے۔ اہل ہجر مراس مسئلہ وحدۃ الوجود ہے جو اہل اللہ کا سرمایہ عشق ہے، سالک اپنے ہر مقام کو ہجر سمجھتا ہے اس لئے کہ سیر کی کوئی حد نہیں ہے۔ جائع۔ بھوکا۔ اعتجل۔ جلدی کر۔ سیف قاطع۔ تیز تلوار۔ وقت کو تیز تلوار اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بھی جلد تلوار کی طرح گزر جاتا ہے۔ المعنی یہ پورا جملہ روح کا قول ہے۔ صوفی۔ وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو غیر اللہ سے محفوظ رکھے دل میں کوئی نفسانی خواہش نہ آنے دے۔

[2] ابن الوقت۔ وہ صوفی کہلاتا ہے۔ جو اپنے احوال سے مغلوب ہو جا کہ راز کو ظاہر کرنے لگے اور اضطراری طور پر اس سے کرامات کا ظہور ہونے لگے۔ ایسے صوفی کو رند اور قلندر بھی کہا جاتا ہے۔ نیز ابن الوقت اس صوف کو بھی کہا جاتا ہے۔ جو واردات قلبی پر فوراً عمل کرے۔ اور ابو الوقت وہ صوفی کہلاتا ہے۔ جس کو اپنے احوال پر قابو ہے اسرار کو ضبط کرے کوئی کرامت ظاہر نہ ہونے دے۔ فردا گفتن۔ یعنی آج کی بات کو کل پر ٹالنا ہر دو یعنی صوفی اور اُس کا حال یعنی قلبی واردات مگر۔ شاید۔ نسیہ۔ ادھار۔ نیستی بربادی۔ ضمن درمیان۔ حدیث دیگراں شعر، جو اہل دل زعشق افسانہ گوئیدہ حدیث بلبل و پروانہ گویند۔

[3] رمز۔ اشارہ۔ مرسلین۔ مرسل کی جمع بمعنی رسول۔ اسرار آمرسلین۔ یعنی وحدۃ الوجود کا راز تمام انبیاء نے لا الہ الا اللہ کی تعلیم دی ہے۔ جس سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صفات کمال سے متصف صرف ایک وجود باری ہی

آفتابے[1] اکز وے ایں عالم فروخت
وہ سورج جس سے یہ سارا عالم روشن ہے

اندکے گر پیش آید جملہ سوخت
اگر تھوڑا سا آگے آجائے تو سب کو جلا دے

تانگر دو خوں دلِ جانِ جہاں
تاکہ دنیا کی جان کا دل تباہ نہ ہو

لب بدوز و دو دیدہ بر بند ایں زماں
اب ہونٹ سی لے اور آنکھیں بند کر لے

فتنہ و آشوب و خونریزی مجو
فتنہ و فساد اور تباہی کی کوشش نہ کر

بیش ازیں از شمس تبریزی مجو
اور اس سے زیادہ شمس تبریز کے بارے میں جستجو نہ کر

ایں ندارد آخر آغاز گو
اس بات کا اختتام نہیں ہے شروع سے بات کہہ

رَو تمام ایں حکایت باز گو
جا اس تمام قصے کو پھر بیان کر

خلوت طلبیدن طبیب از بادشاہ آں کنیزک جہت دریافت مرض کنیزک
لونڈی کا مرض معلوم کرنے کے لئے طبیب کا بادشاہ سے لونڈی کے ساتھ تنہائی چاہنا

چوں حکیم ازیں سخن آگاہ شد
طبیب، جب اس بات سے باخبر ہو گیا

وز دروں ہمداستانِ شاہ شد
اور اندر سے بادشاہ کا راز دار ہو گیا

گفت اے شہ خلوتی کن خانہ را
بولا، اے بادشاہ! گھر کو خالی کر دے

دُور کن ہم خویش و ہم بیگانہ را
اپنے اور غیر کو ہٹا دے

کس[2] ندارد گوش در دہلیز ہا
دہلیزوں میں کوئی کان نہ لگائے

تا بپرسم از کنیزک چیز ہا
تاکہ میں کنیز سے کچھ باتیں پوچھوں

خانہ خالی کرد شاہ و شد بروں
بادشاہ نے گھر خالی کر دیا اور باہر چلا گیا

تا بخواند بر کنیزک اُفسوں
تاکہ وہ کنیز پر منتر پڑھے

خانہ[3] خالی کرد و یک دیلار نے
گھر خالی کر دیا اور کوئی گھر والا نہ رہا

جُز طبیب و جُز ہُماں بیمار نے
سوائے طبیب، اور سوائے بیمار کے کوئی نہ رہا

نرم[3] نرمک گفت شہر تو کجاست
آہستگی نرمی سے (طبیب نے) کہا تیرا شہر کہاں ہے؟

کہ علاج اہل ہر شہرے جداست
کیونکہ ہر شہر والے کا علاج جداگانہ ہے

وندراں شہر از قرابت کیستت
اور اس شہر میں تیرا رشتہ دار کون ہے؟

خویش و پیوستگی باچیستت
اپنایت اور تعلق کس سے ہے؟

دست بر نبضش نہاد و یک بیک
ہاتھ اس کی نبض پر رکھا اور ایک ایک

بازمی پُرسید از جَور فلک
آسمان کے ظلم کا حال پوچھ رہا تھا

(صفحہ ہذا)

[1] آفتابے۔ یعنی حدود سے بڑھ کر وصال و ہال بن جاتا ہے۔ اکبر الہ آبادی نے کہا ہے۔ شعر
پروانے نے شمع سے لپٹنا چاہا
پہلے تھا نور میں اور اب نار میں ہے
شمس کے انوار کی تاب نہیں تو معنوی شمس کی کیا تاب ہو گی۔ دروں۔ باطن ہمداستاں ہم راز، ہمکلام خلوتی۔ جس میں تنہائی ہو۔

[2] کس ندارد۔ راز عشق تنہائی میں ہی پوچھا جا سکتا تھا۔ فسوں۔ منتر، یعنی عشق کا جادو۔ دیار گھر میں رہنے والا۔

[3] نرمک۔ کاف تصغیر کا ہے علاج۔ مختلف ممالک کے رہنے والوں کے مختلف مزاج ہوتے ہیں اسی لئے علاج بھی جداگانہ ہوتا ہے۔ جور۔ ظلم

چوں کسے را خار در پایش خلد
جب کسی کے پیر میں کانٹا چبھتا ہے

پائے خود را بر سرِ انو نہد
اپنا پیر ران پر رکھ لیتا ہے

از سرِ سوزن ہمی جوید سَرش[1]
اس کا سرا سوئی کی نوک سے تلاش کرتا ہے

ور نیا بدمی کند بالب تَرَش
اور اگر نہیں ملتا تو اسے لب سے تر کرتا ہے

خار در پا شد چنین دشوار یاب
پیر کا کانٹا پانا جب اس قدر دشوار ہے

خار در دل چوں بود گوئی جواب
دل کے کانٹے کا کیا حال ہوگا؟ جواب دے

خارِ دِل را گر بدیدے ہر خَسے
دل کا کانٹا اگر ہر شخص دیکھ سکتا

کے غمانرا دست بودے بر کسے
تو غموں کو کسی پر کب قابو ہوتا؟

کس بزیرِ دُمِ خَر خارے نہد
کوئی گدھے کی دُم کے نیچے کانٹا رکھ دیتا ہے

خَر نداند دفعِ آں برمی جہد
گدھا اس کو نکالنا نہیں جانتا، کودتا ہے

خرز بہر دفعِ خار از سوزد درد
سوزش اور درد کی وجہ سے گدھے نے کانٹے کو دور کرنے کے لئے

جُفتہ می انداخت صد جا زخم کرد
دولتیاں پھینکیں اور اس جگہ زخم کر لئے

آں لگدے کے دفع خارِ اُو کند
وہ دولتی اس کا کانٹا کہاں نکال سکتی ہے؟

حاذقے باید کہ برمرکز فَتد
ایک ماہر چاہئے جو کانٹے کی جگہ کو سمجھے

بر[2] جہد واں خار محکم تر کند
وہ گدھا کودتا ہے اور اس کانٹے کو اور مضبوط کر دیتا ہے

عاقلے باید کہ خارے برکند
کوئی عقلمند چاہئے جو کانٹے کو نکالے

آں حکیم خار چیں استاد بود
وہ کانٹا نکالنے والا طبیب استاد تھا

دست میزد جا بجا می آزمود
جا بجا ہاتھ مارتا تھا اور آزماتا تھا

زاں کنیزک بر طریق راستاں
اس لونڈی سے بچوں کی طرح

بازمی پُرسید حالِ پاستاں
گزشتہ حالات کے بارے میں پوچھتا تھا

با حکیم اُو راز ہا می گفت فاش
طبیب سے وہ راز کی باتیں کھل کر کہتی تھی

از مقام و خواجگان و شہر تاش[3]
مقام، اور آقاؤں اور بستی والوں کے متعلق

سوئے قصہ گفتش میداد گوش
وہ اس کی قصہ گوئی پر کان لگائے تھا

سوئے نبض و جنبشش می شت داہوش
نبض اور اس کی حرکات پر پوری طرح متوجہ تھا

تا کہ نبض از نام کہ گردد جہاں
تا کہ (یہ جان لے کہ) کس نام پر اس کی نبض پھڑکتی ہے

اُو بُود مقصود جانش در جہاں
دنیا میں اس کا جانی محبوب وہی ہوگا

[1] سرش۔ کانٹے و سرا دادہ جوب، صدف جواب یہی ہے۔ کہ مرض عشق کو سمجھ لینا، آسان کام نہیں ہے خس۔ کمینہ، اصف۔ عثمان خلاف قیاس خم کی جمع ہے۔ جہیدن کودنا۔ جھلسنا جفتہ مدآتین۔ رسیاں پھینکنا۔ مکہ۔ حاذق ماہر تجربہ کار۔ مرکز نشانہ تیزی۔ اردگرد ٹھوسنا

[2] برجہد اس مصرعہ میں بعض شارحین سے کند کو فتح کاف کندن بمعنی کھودنا مضارع قرار دیا ہے اس صورت میں برجہ کا فاعل حکیم کو قرار دیا ہے جو ہمیں مناسب نہیں معلوم ہوا ہم سے دوسرے شارحین کی طرح کند کو کاف کے پیش کے ساتھ کردن کا مضارع قرار دے کر ترجمہ کیا ہے۔ اس صورت میں برجہد کا فاعل گدھا ہوگا۔ آں حکیم۔ ان اشعار کا مقصد یہ ہے۔ کہ دل کی بیماریوں کا علاج رہبر کامل ہی کر سکتا ہے۔ فاش کھلم کھلا۔ خواجگان۔ خواجہ کی جمع بمعنی مالک۔ آقا۔

[3] شہر تاش ہم شہر یعنی ایک شہر تاش کہلائیں گے۔ جستن جیم کے فتحہ ہے کودنا جہاں جیم کے زیر کے ساتھ، کودنے والا۔ جہاں دنیا جیم کے صحیح ہے۔

دوستانِ شہر خود را بر شُمرد
(پہلے) اس نے اپنے شہر کے دوستوں کو گنا

بعد ازاں شہرِ دگر را نام بُرد
اس کے بعد دوسرے شہر کا نام لیا

گفت چوں بیروں شدی از شہرِ خویش
(طبیب نے) کہا جب تو اپنے شہر سے نکلی

در کدامیں شہر بودستی تو بیش ۱
زیادہ کس شہر میں رہی تھی

نامِ شہرے گفت و زاں ہم درگزشت
اُس نے ایک شہر کا نام لیا اور آگے بڑھی

رنگِ رُو و نبضِ اُو دیگر نہ گشت
چہرہ کا رنگ اور اُس کی نبض نہ بدلی

خواجگان و شہر ہا را یک بیک
آقاؤں اور شہر کا ایک ایک کر کے

باز گفت از جای و از نان و نمک
نام بتایا پھر مقام اور کھانے پینے کا ذکر کیا

شہر شہر و خانہ خانہ قصّہ کرد
ایک ایک شہر اور ایک ایک گھر کا ذکر کیا

نے رگش جُنبید و نے رُخ گشت زرد
نہ اُس کی نبض پھڑکی، نہ چہرہ زرد پڑا

نبضِ اُو بر حالِ خود بے گزند
اُس کی نبض بلا تکلف اپنی حالت پر تھی

تا بپرسید از سمرقند چوقند
یہاں تک کہ (طبیب نے) شکر جیسے سمرقند کا حال پوچھا

آہِ سردے بر کشید اُو ماہ رو
اس چاند سے مکھڑے والی نے ٹھنڈی آہ بھری

آب از چشمش رواں شد ہمچو جُو
نہر کی طرح اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

گفت بازرگا ۲ نم آنجا آوریدہ
بولی، مجھے ایک تاجر وہاں لایا

خواجۂ زرگر دراں شہرم خریدہ
اُس شہر میں ایک مالدار سُنار نے مجھے خرید لیا

در بر خود داشت شش ماہ فروخت
اُس نے چھ مہینے اپنے پہلو میں رکھا اور بیچ دیا

چوں بگفت ایں ز آتشِ غم بر فروخت
جب اُس نے یہ کہا تو رنج کی آگ سے جل اٹھی

نبضِ جَست و روئے سُرخش زرد شد
نبض پھڑکی اور اُس کا لال چہرہ زرد ہو گیا

کز سمرقندی زرگر فرد شد
اس لئے کہ سمرقندی سُنار سے جدا ہو گئی

چوں زِ رنجور آں حکیم ایں راز یافت
اُس طبیب نے جب بیمار سے یہ راز پا لیا

اصلِ آں درد و بلا را باز یافت
اس درد اور مصیبت کی جڑ معلوم کر لی

گفت کوئے اُو کدام است و گزر ۳
اس (طبیب نے) کہا اس کو کوچہ اور راستہ کونسا ہے؟

اُو سریل گفت و کوئے غاتفر
اُس (لونڈی) نے کہا (راستہ) ہریل اور کوچہ غاتفر ہے

گفت آنگہ آں حکیمِ باصواب
تب اس راستباز، حکیم نے کہا

آں کنیزک را کہ رستی از عذاب
اُس لونڈی سے کہ تو تکلیف سے نجات پا گئی

۱ بیش۔ زیادہ بعض نسخوں میں لفظ پیش ہے جو مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ دیگر گشتن متغیر ہونا۔ مد بود کا مخفف ہے۔ سمرقند۔ ترکستان کا مشہور تاریخی شہر ہے۔

۲ باز رگاں۔ سوداگر فرد شدن۔ اکیلا ہو جانا۔ یافت۔ طبیب، نبض اور چہرے سے فوراً سمجھ گیا کہ لونڈی اس سنار کے عشق میں مبتلا ہے۔ باز یافتن۔ حاصل کرنا۔

۳ گزر۔ گزرگاہ، راستہ غاتفر۔ سمرقند کے ایک محلہ کا نام ہے۔ باصواب۔ صائب الرائے۔ رستن راء کے فتحہ سے، چھوٹنا نجات پانا۔

چونکہ دانستم کہ رنجت چیست زود
چونکہ میں سمجھ گیا ہوں تیرا مرض کیا ہے جلد

در علاجت سحرہا خواہم نمود
تیرے علاج میں جادو دکھاؤں گا

شاد باش و ایمن و فارغ کہ من
خوش اور مطمئن اور فارغ البال رہ کہ میں

آں کنم با تو کہ باراں با چمن [1]
تیرے ساتھ وہ کچھ کروں گا جو بارش چمن سے کرتی ہے

من غمِ تو میخورم تو غم مخور
میں تیرا غمخوار ہوں تو غم نہ کر

بر تو من مُشفِق ترم از صد پدر
سو باپوں سے بڑھکر میں تجھ پر مہربان ہوں

ہاں و ہاں ایں راز را با کس مگوی
خبردار خبردار یہ راز کسی سے کہنا

گر چہ شاہ از تو کند بس جستجوی
اگر چہ بادشاہ بھی تجھ سے دریافت کرے

تا توانی پیش کس مکشائے راز
حتی الامکان کسی پر راز نہ کھولنا

بر کسے ایں در مکن زنہار باز
ہرگز کسی پر یہ دروازہ نہ کھولنا

چونکہ اسرارت نہاں در دل شود
جب تیرا رازوں میں چھپا ہو گا

آں مرادت زودتر حاصل شود
تیری وہ مراد بہت جلد تجھ کو حاصل ہو جائیگی

گفت پیغمبر ہر آں کو سر نہفت
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے جس شخص نے اپنا راز چھپایا

زود گردد با مرادِ خویش جُفت
بہت جلد اپنی مراد سے وابستہ ہوا

دانہ [2] چوں اندر زمیں پنہاں شود
دانہ جب زمین میں چھپتا ہے

بعد ازاں سرسبزی بُستاں شود
اس کے بعد باغ کی سرسبزی (کا سبب) بنتا ہے

زرّ و نقرہ گر نہ بودندے نہاں
سونا اور چاندی اگر چھپے نہ ہوتے

پرورش کے یافتندے زیر کاں
تو کان میں پرورش کیسے پاتے

وعدہا و لطفہائے آں حکیم
کرد آں رنجور را ایمن زبیم
اس طبیب کے وعدوں اور مہربانیوں نے اس بیمار کو خوف سے مطمئن کر دیا

وعدہا باشد حقیقی دلپذیر
وعدہا با شد مجازی تاصہ گیر
سچے وعدے دل پسند ہوتے ہیں۔ (اور) جھوٹے وعدے پریشان کرتے ہیں

وعدۂ اہلِ کرم گنج [3] رواں
وعدہء نا اہل شد رنج رواں
اہل کرم کا وعدہ جاری خزانہ ہے (اور) نا اہل کا وعدہ عذاب جان ہے

وعد باید وفا کردن تمام
ورنخواہی کرد باشی سرد و خام
وعدوں کو پورا کرنا چاہئے اور اگر تو پورا نہ کرے گا، تو سرد اور خام بنے گا

[1] باراں باچمن۔ جس طرح بارش چمن کو شاداب اور پر رونق بنا دیتی ہے اسی طرح میں تجھے ہرا بھرا کردوں گا۔ ہاں۔ حرف تنبیہ ہے۔ چونکہ راز ظاہر ہو جانے پر مخالفوں کو مخالفت کا موقع مل جاتا ہے اور کامیابی دشوار ہو جاتی ہے۔

[2] دانہ۔ زمین میں بیج پوشیدہ ہوتا ہے تب سبز و شاداب ہو کر ابھرتا ہے زرد و اس شعر اور پہلے شعر سے یہ سمجھایا ہے کہ راز کا پوشیدہ رہنا ہی مفید ہے۔ تاسہ۔ اندیشہ بے قراری۔

[3] گنج رواں۔ قارون کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کا نام بھی ہے۔ سرد و خام جھوٹے وعدے کرنے والا، سردوں اور خام کار ہوتا ہے۔

وعدہ کردن راوفا باشد بجاں — تا بہ بینی در قیامت فیض آں
وعدہ کو جان (و دل) سے پورا کرنا ضروری ہے — تاکہ قیامت میں تو اس کا فیض دیکھے

دریافتن آں طبیب الٰہی رنج کنیزک راو بہ شاہ وانمودن

اس طبیب الٰہی کا لونڈی کے مرض کو معلوم کر لینا اور بادشاہ پر ظاہر کرنا

آں حکیم مہرباں چوں راز یافت — صورتِ رنج کنیزک باز یافت
اُس مہربان طبیب نے جب راز معلوم کر لیا — (اور) لونڈی کے مرض کی صورت کو جان گیا

بعد ازاں برخاست عزم شاہ کرد — شاہ رازاں شمۂ[1] آگاہ کرد
اُس کے بعد وہ اٹھا اور بادشاہ کا قصد کیا — بادشاہ کو اس سے تھوڑا سا آگاہ کر دیا

شاہ گفت اکنوں بگو تدبیر چیست — در جنیں غم مُوجب تاخیر چیست
بادشاہ نے کہا، بتا اب کیا تدبیر ہے؟ — اُس طرح کے غم میں تاخیر کا کیا سبب ہے؟

گفت تدبیر آں بود کاں مرد را — حاضر آریم از پئے ایں درد را
اس (طبیب) نے کہا، تدبیر یہ ہے کہ اس مرد کو — اس درد کے علاج کے لئے ہم بلائیں

قاصدے بفرست کاخبارش[2] کند — طالب ایں فضل و ایثارش کند
ایک قاصد بھیج جو اُس کو بتائے — (اور) اُس کو اس انعام اور بخشش کا طلب گار بنائے

مردِ زرگر را نجواں زاں شہر دُور — بار و خِلعت بدہ اورا غُرور
سنار کو اس دور شہر سے بلا کے — نقد اور خلعت سے اس کو لالچ دے

تا شود محبوبِ تو خوشدل بدو — گردد آساں اینہمہ مُشکل بدو
تاکہ تیری محبوبہ اس کی بدولت خوش ہو جائے — اور اس کے ذریعہ یہ سب مشکل آسان ہو جائے

چوں بہ بنید سیم و زر آں بے نوا — بہر زر گردد ز خان[3] و ماں جُدا
جب وہ تنگدست چاندی اور سونا دیکھے گا — تو سونے کی خاطر گھر بار سے جدا ہو جائے گا

زر خرد راوالہ وشیدا کند — خاصہ مفلس را کہ خوش رسوا کند
سونا، عقل کو دیوانہ بنا دیتا ہے — خصوصاً مفلس کو کہ خوب ذلیل کرتا ہے

زرا گرچہ عقل می آرد ولیک — مرد عاقل باید اُورا نیک نیک
سونا، اگرچہ عقل پیدا کرتا ہے لیکن — اس کے لئے عقلمند اور بہت نیک آدمی درکار ہے

فرستادن بادشاہ رسولاں بسمرقند در طلب آں زرگر

بادشاہ کا ایلچیوں کو سمرقند روانہ کرنا، اس سنار کی تلاش میں

---

[1] شمہ۔ بفتح شین، تھوڑا سا حصہ، طبیب الٰہی نے لونڈی کے عشق کا پورا قصہ سنایا تاکہ بادشاہ کو غیرت نہ آجائے

[2] اخبانہ مصدر ہے، خبر دینا۔ فضل۔ بزرگی، بخشش۔ ایثار۔ اپنے کو چھوڑ کر دوسرے کو فائدہ پہنچانا۔ خلعت فار کے کسرہ کے ساتھ، وہ پوشاک جو بادشاہ کسی کو بطور انعام دے۔ غرور، عین کے ضمہ کے ساتھ، دھوکا۔ بے نوا۔ تنگدست

[3] خان و ماں۔ گھر بار، والہ۔ عاشق، فریفتہ۔ شیدا۔ عاشق۔ خاصہ۔ خصوصاً۔ خوش۔ بہت خوب۔

چونکہ سلطاں از حکیم آں را شنید
جب بادشاہ نے طبیب سے وہ بات سنی

پندِ اُورا از دل و جاں برگزید
دل و جان سے اس کی نصیحت کو قبول کیا

گفت فرمانِ ترا فرماں کنم
اس (بادشاہ) نے کہا تیرے فیصلہ کے مطابق حکم

ہر چہ گوئی آنچناں کن آں کنم
جو تو کہیگا کہ ایسا کر میں ویسا ہی کروں گا

پس فرستاد آں طرف یکدو رسول
پھر ایک دو قاصد اس طرف روانہ کئے

حاذقان[1] و کافیان و بس عدول
جو ماہر، کار گزار اور بہت نیک تھے

تا سمر قند آمد ند آں دو امیر
وہ دونوں سردار سمر قند میں آئے

پیش آں زرگرز شاہنشاہ بشیر
اُس سُنار کے پاس بادشاہ کی طرف سے خوشخبری لے کر

کاے لطیف[2] استاد کامل معرفت
کہ اے نازک کام کرنے والے استاد پوری شناخت والے!

فاش اندر شہر ہا از تو صفت
شہروں میں تیری خوبی پھیلی ہوئی ہے

نک فلاں شہ از برائے زرگری
اب فلاں بادشاہ نے زیور گھڑنے کے لئے

اختیارت کرد زیرا مہتری
تجھے چنا ہے کیونکہ تو (زرگری میں) سردار ہے

اینک ایں خلعت بگیر و زر و سیم
اب یہ جوڑا اور سونا، چاندی لے

چوں بیائی خاص باشی و ندیم
(اور) جب تو آئیگا، خاص اور ہم نشیں ہو گا

مرد مال و خلعت بسیار دید
مرد نے جب بہت سا مال اور جوڑا خلعت دیکھا

غرہ شد از شہر و فرزنداں بُرید
تو فریفتہ ہو گیا (اور) شہر اور اولاد سے جدا ہو گیا

اندر آمد شادماں در راہ مرد
مرد، خوشی خوشی راستے پر پڑ گیا

بیخبر کاں شاہ قصد جانش کرد
(اس سے) بے خبر کہ بادشاہ نے اس کی جان کا ارادہ کیا ہے

اسپ تازی برنشست و شاد تاخت
عربی گھوڑے پر بیٹھا، اور خوشی خوشی دوڑا

خونبہائے خویش را خلعت شناخت
(اور) اپنے خون کے عوض کو شاہی جوڑا سمجھا

اے[3] شدہ اندر سفر با صد رضا
افسوس کہ ہنسی خوشی سفر کرنے والا

خود بپائے خویش تا سوء القضا
اپنے پاؤں سے بری موت کی طرف روانہ ہوا ہے

در خیالش مُلک و عزّ و سروری
اُس کے خیال میں تو حکومت و عزت اور سرداری تھی

گفت عزرائیل رَو، آرے بَری
ملک الموت نے کہا کہ جاں سب چیزیں تو حاصل کریگا

چوں رسید از راہ آں مردِ غریب
جب وہ مسافر راستہ طے کر کے آ پہنچا

اندر آوُردش بہ پیش شہ طبیب
تو طبیب اس کو بادشاہ کے سامنے لایا

---

[1] حاذق۔ ماہر۔ کاف۔ کام میں کفایت کرنے والا کار گزار عدول۔ وہ شخص جس کی گواہی معتبر ہو۔

[2] لطیف۔ مہربان۔ باریک کام کرنے والا۔ فاش۔ مشہور۔ صفت۔ حریف نمک۔ انیک کا مخفف ہے، اکنون، اب۔ زیرا۔ ازیں راکہ۔ مہتر۔ بڑا، سردار۔ خلعت۔ شاہی جوڑا۔ ندیم: ہمنشین، مصاحب عرہ۔ غین کے فتحہ اور کسرہ کے ساتھ، فریفتہ ہونا اسپ تازی۔ عربی گھوڑا جو عمدہ اور قیمتی ہوتا ہے خونبہا دیت، وہ مال جو مقتول کے بدلے میں مقتول کے وارثوں کو دیا جاتا ہے۔

[3] اے۔ بعض شارحین نے منادیٰ، مخاطب کو بنایا ہے لیکن ہم نے ترجمہ کیا ہے فتا در رضا مندی۔ سوء القضاء بری موت ملک۔ بادشاہی۔ عز کہ عزت۔ آرے حرف ایجاب ہے یعنی مساوات نے استہزاء کہا یہ چیزیں تجھے ضرور ملینگی غریب۔ مسافر اجنبی۔

پیش شاہنشاہ بُردش خوش بناز
اُس کو بادشاہ کے سامنے بڑے ناز کے ساتھ لے گیا

تا بسوز دبر سر شمع[1] طراز
تاکہ اس کو طراز کی شمع کے سر پر جلا دے

شاہ دید اُورا وَبس تعظیم کرد
بادشاہ نے اس کو دیکھا اور بہت تعظیم کی

مخزنِ زر رابد و تسلیم کرد
(اور) سونے کا خزانہ اس کے سپرد کر دیا

پس بفرمودش کہ برساز دزر
پھر اس کو حکم دیا کہ سونے سے بنائے

از سوار وطوق و خلخال و کمر
کنگن اور طوق اور پانوں زیب اور پٹکا

ہم زانواع اوانی بیعدد
نیز برتنوں کی قسمیں، ان گنت

کانچناں در بزم شاہنشہ سزد
جو بادشاہ کی مجلس کے لائق ہوں

زر گرفت آں مرد وشد مشغول کار
اُس مرد نے سونا لیا اور کام پر لگ گیا

بے خبر از حالتِ ایں کارزار
وہ اس خراب کام کی حالت سے بے خبر (تھا)

پس حکیمش گفت کایے سلطاں مہ
پھر طبیب نے اس سے کہا اے بڑے بادشاہ!

آں کنیزک رابایں خواجہ بدہ
وہ لونڈی اس سردار (کنار) کو دے دے

تا کنیزک در وصالش خوش شود
تاکہ لونڈی اس کے وصل سے خوش ہو جائے

آبِ وصلش دفعِ ایں آتش[2] شود
اور اس کے وصل کا پانی اس آگ کا دافع ہو

شہ بدو بخشید آں مہ روئے را
بادشاہ نے وہ چاند سے مکھڑے اس کو بخش دی

جُفت کرد آں ہر دو صحبت جوئے را
اُن دونوں وصل چاہنے والوں کا نکاح کر دیا

مدتِ شش ماہ میرا ندند کام
چھ مہینہ کی (مدت) تک انہوں نے مقصد برآری کی

تا بصحت آمد آں دختر تمام
یہانتک کہ اس لڑکی کو پوری صحت ہو گئی

بعد ازاں از بہر اُو شربت بساخت
اس کے بعد اس (طبیب) نے اس کے لئے شربت بنایا

تا بخورد و پیش دختر می گداخت
جس کو وہ پیتا اور لڑکی کے سامنے گھلتا تھا

چوں زرنجوری جمال اُو نماند
جب مرض کی وجہ سے اس کا حسن نہ رہا

جانِ دختر در و بال اُو نماند
تو لڑکی کی جان اس کے وبال میں نہ رہی

چونکہ زشت و ناخوش و رُخ زرد شد
چونکہ، بدصورت اور ناگوارا اور زرد رو ہو گیا

اندک اندک در دل اُو سرد[3] شد
آہستہ آہستہ اس کے دل میں (عشق) ٹھنڈا ہو گیا

عشقہائے کز پے رنگے بُود
وہ عشق جو رنگ کی خاطر ہوتا ہے

عشق نبود عاقبت ننگے بود
عشق نہیں ہوتا، انجام کار ذلت و رسوائی ہوتی ہے

---

[1] شمع ۔ موم بتی یہاں مراد لونڈی ہے۔ گلزار۔ ملک چین کا ایک حسن خیز شہر ہے۔ فخرن۔ خزانہ بدو۔ باؤ تسلیم سپرد کرنا سوار۔ سین کے کسرہ کے ساتھ، ہاتھ کا کنگن۔ طوق۔ گلے کا زیور خلخال پانوں زیب۔ کمر۔ پٹکا، کمر کی پٹی۔ انواع۔ نوع کی جمع، قسم۔ اوانی۔ آنیہ کی جمع، برتن۔ ضد۔ خواہ۔ یعنی سُنار

[2] آتش۔ تاء پر کسرہ اور فتحہ دونوں درست ہیں۔ جفت کردن۔ نکاح کر دینا۔ صحبت جوئے۔ وصل چاہنے والا۔ کام۔ مقصد برساخت۔ یعنی طبیب نے زرگر کے لئے ایک زہر آلود شربت تیار کیا جس کو پی کر وہ گھلنے لگا۔ گداختن۔ گھلنا، پگھلنا، رنجوری۔ مرض۔ وبال۔ مصیبت مراد عشق ہے

[3] سرد شد۔ سچا عشق نہ تھا۔ محض صورت پرستی تھی، صورت بگڑنے سے عشق زایل ہو گیا۔ ننگ۔ شرم عار

کاشکے آں ننگ بودے یکسری
کاش وہ عار (عشق حسن ظاہری) پائیدار ہوتا

تا نرفتے بروے آں بد داوری
تاکہ اس پر یہ ظلم نہ ہوتا

خوں دویدار چشم ہمچوں جوئے او
اُس کی نہر جیسی آنکھوں سے خون بہنے لگا

دشمنِ جان وے آمد روئے او
(اور) اس کا چہرہ اس کی جان کا دشمن بنا

دشمنِ طاؤس آمد پرّ او
مور کے دشمن اُس کے پر ہوئے

اے بسا شہ را بکشتہ فرّ او
(اور) بہت سے شاہوں کو ان کی شان و شوکت نے مارا

چونکہ زرگر از مرض بد حال شد
جب سُنار مرض سے بد حال ہو گیا

در گدازش شخص او چوں نال شد
(اور) اس کا جسم پگھل کر قلم کے ریشہ کی طرح ہو گیا

گفت من آں آہوم کز ناف من
اُس نے کہا، میں وہ ہرن ہوں کہ میری ناف سے

ریخت آں صیاد خونِ صاف من
اس صیاد نے میرا صاف خون بہا دیا

اے من آں روباہ صحراء کز کمیں
اے (مخاطب) میں جنگل کی وہ لومڑی ہوں کہ گھات میں بیٹھ کر

سر بُرید ندم برائے پوستیں ۲
پوستین کے لئے انہوں نے میرا سر کاٹ لیا

اے من آں پیلے کہ زخمِ پلیباں
میں وہ ہاتھی ہوں کہ پلیبان کے زخم نے

ریخت خونم از برائے استخواں
ہڈیوں کی خاطر میرا خون بہا دیا

آنکہ کشتستم پے مادون من
جس نے مجھے مجھ سے کم تر کی خاطر مار ڈالا

می نداند کہ نخسپد خون من
اس کو معلوم نہیں کہ میرا خون رائیگاں نہ جائیگا

بر من ست امروز فردا بر وے ست
(مصیبت) آج مجھ پر اور کل اس پر ہے

خون چوں من کس چنیں ضائع کے ست
مجھ جیسے آدمی کا خون یوں رائیگاں کیسے ہو سکتا ہے

گرچہ ۳ دیوار افگند سایہ دراز
اگرچہ دیوار لمبا سایہ ڈالتی ہے

باز گردد سوئے او آں سایہ باز
لیکن وہ سایہ پھر اس کی طرف لوٹتا ہے

ایں جہاں کوہ ست و فعل ما ندا
یہ دنیا ایک پہاڑ ہے اور ہمارا فعل آواز

سوئے ما آید ندا ہا را صدا
آوازوں کی گونج ہماری طرف لوٹتی ہے

ایں بگفت و رفت در دم زیر خاک
یہ کہا اور فوراً زیر زمین چلا گیا

آں کنیزک شد ز درد و رنج پاک
وہ لونڈی درد و غم سے نجات پا گئی

زانکہ عشق مُردگاں پایندہ نیست
اس لئے کہ مردوں سے عشق پائیدار نہیں ہے

چونکہ مردہ سوئے ما آیندہ نیست
اس لئے کہ مردہ ہماری طرف واپس آنے والا نہیں ہے

---

۱ کاشکے۔ حرف تمنا ہے۔ یکسری۔ پائیدار۔ داوری حکومت، انصاف۔ بد داوری۔ ناانصافی، ظلم۔ یعنی عشق مجازی میں بھی اگر پائیداری ہوتی تو وہ ننگ نہ شمار ہوتا۔ روئے۔ او۔ یعنی اس زرگر کی خوبصورتی اس کی ہلاکت کا سبب بنی۔ گدازش حاصل مصدر ہے گداختن کا، پگھلنا، لاغر، ہونا۔ نال۔ قلم کے بیچ کا ریشہ۔ گفت۔ اگلے چار شعر زرگر کا مقولہ ہیں۔ کز ناف من۔ ختن کے ہرن اس لئے مارے جاتے ہیں کہ ان کے ناف میں سے مشک نکلتا ہے۔ کمین۔ کسی کی گھات میں بیٹھنا۔

۲ پوستین۔ لومڑی کی کھال سے پوستین بنایا جاتا ہے۔ استخوان۔ ہاتھی دانت کی طرح ہاتھی کی ہڈی بھی قیمتی ہوتی ہے۔ مازون کمتر زرگر نے بادشاہ کو کمتر اس لئے کہا کہ وہ کنیزک کا معشوق تھا اور بادشاہ ناکام عاشق۔ نخسپد۔ یعنی میرے خون کا بدلہ لیا جائیگا خون رائیگاں نہ جائیگا۔

۳ گرچہ دیوار۔ مولانا نے جزاء عمل کو دو مثالوں سے سمجھایا گیا ہے۔ کہ گنہگار کا عمل بصورت جزاء اس کی طرف لوٹتا ہے۔ ندا۔ پکارنا۔ آواز دینا۔ صدا۔ گونج جو پہاڑ یا کنویں میں انسان کی آواز کے بعد سنائی دیتی ہے۔ در دم۔ فوراً اسی وقت مردگاں۔ یعنی فانی اشیاء کا قائم نہیں رہتا

عشق از زندہ در رواں و در بصر
زندہ کا عشق روح اور آنکھ (باطن و ظاہر) میں

ہر دمے باشد زغنچہ تازہ تر
ہر وقت غنچہ سے بھی زیادہ تر و تازہ رہتا ہے

عشق آں زندہ گزیں کو باقی ست
اس زندہ کا عشق اختیار کر جو سدا رہنے والا ہے

وز شراب جانفرایت ساقی ست
اور جانفزا شراب سے تجھے سیراب کرنے والا ہے

عشق آں برگزیں کہ جملہ انبیا
اس کا عشق اختیار کر کہ تمام نبیوں نے

یا فتند از عشق اُو کار وکیا
اس کے عشق سے عزو شرف پایا

تو مگو ما را بداں شہ باز نیست
تو یہ نہ کہہ کہ ہماری رسائی اس بادشاہ تک نہیں ہے

بر کریماں کار ہا دشوار نیست
کریموں پر بڑے کام دشوار نہیں ہوتے

در بیانِ آنکہ کشتن مردز گر باشارۂ الٰہی بود نہ بخیال باطل

اس بیان میں کہ سنار کو مارنا خدائی شارہ پر تھا، نہ کسی برے خیال سے

کشتن آں مرد بردستِ حکیم
اس مرد کا، طبیب کے ہاتھ سے ہلاک ہونا

نے پئے امید بود و نے زبیم
نہ کسی امید کی بناء پر تھا، نہ کسی خوف سے

اُو نکشتش از برائے طبع شاہ
اس نے بادشاہ کی خاطر سے اسے قتل نہیں کیا

تا نیا مد امر و۲ الہام از الٰہ
جب تک کہ اللہ کی طرف سے حکم اور الہام نہ آیا

آں پسر را کش خضر بُرید حلق
وہ لڑکا خضرؑ نے جس کا گلا کاٹا تھا

سرِّ آں را در نیا بد عام خلق
اُس کا بھید عام مخلوق نہیں سمجھ سکتی

آنکہ از حق یابد اُو وحی وخطاب
جو شخص اللہ کی جانب سے وحی اور خطاب پاتا ہے

ہر چہ فرماید بود عین صواب
وہ جو کچھ کہتا ہے بالکل درست ہوتا ہے

آنکہ جاں بخشد اگر بکشد رواست
جو جان عطا کرتا ہے اگر قتل بھی کرے تو جائز ہے

نائب ست و دست اُو دست خداست
وہ (اللہ کا) قائم مقام ہے اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے

ہمچو۳ اسمٰعیل پیشش سر بنہ
حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح اس کے سامنے سر جھکا دے

شاد و خنداں پیش تیغش جاں بدہ
اور ہنسی خوشی اس کی تلوار سے قتل ہو جا

تا بماند جانت خنداں تا اَبد
تاکہ تیری روح ہمیشہ خوش رہے

ہمچو جان پاک احمدؐ با اَحد
جس طرح کہ احمد (مجتبیٰ) کی روح پاک اللہ کے ساتھ

عاشقاں جام فرح آنگہ کشند
عاشق خوشی کا جام اس وقت پیتے ہیں

کہ بدستِ خویش خوباں شاں کشند
جبکہ معشوق اپنے ہاتھ سے ان کو قتل کرتے ہیں

---

۱ زندہ یعنی خدائے حی و قیوم گزیں۔ اختیار کر۔ صیغہ امر ہے گزیدن مصدر سے۔ جانفزا۔ جان کو بڑھانے والا۔ روح کو قوت دینے والا۔ کیا خداوند کار فرما۔ کار وکیا یا فتند یعنی عزو شرف پایا۔ شہ شاہ کا مخفف ہے یعنی اللہ تعالیٰ۔ برکریماں یعنی حق تعالیٰ کریم و کار ساز ہے وہ اپنے فضل و کرم سے کامیاب و بار یابی مرحمت فرمائیگا۔ نے پے۔ یعنی طبیب کا زرگر کو ہلاک کرنا بادشاہ سے لالچ یا خوف کی وجہ سے نہیں تھا۔

۲ امر۔ حکم۔ الہام۔ جو بات خدا کی طرف سے دل میں ڈالی جائے۔ الٰہ۔ معبود، اللہ تعالیٰ۔ خضر حضرت خضر علیہ السلام کو جنہوں نے ایک بچہ کو قتل کیا تھا، قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کی مصلحت یہ تھی کہ بچہ کافر ہوتا اور اس کے کفر کی وجہ سے والدین کے ایمان کو خطرہ تھا۔ نائب قائمقام یعنی جو خدا کے حکم سے قتل کرتا ہے اس کا ہاتھ دراصل خدا کا ہاتھ ہے۔

۳ ہمچو اسمٰعیل حضرت اسمٰعیلؑ سے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے تمہاری قربانی دوں تو فوراً حضرت اسمٰعیلؑ نے سر اطاعت زمین پر رکھ دیا۔ احمد با احد۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم و رضا کی بنا پر مقام قرب حاصل ہوا۔

شاہ[1] آں خوں از پئے شہوت نکرد
وہ خون بادشاہ نے شہوت کی خاطر نہیں کیا

تو رہا کن بد گمانی و نبرد
تو (اس معاملہ میں) بدگمانی اور جھگڑے کو چھوڑ دے

تو گماں کردی کہ کرد آلودگی
تو نے یہ گمان کیا کہ وہ خواہش نفسانی سے ملوث تھا

در صفا غش کے ہلد پالودگی
(لیکن) صاف میں صفائی کھوٹ کو کب چھوڑتی ہے

بہر آنست ایں ریاضت ویں جفا
یہ محنت اور مشقت تو اس لئے ہے

تا بر آرد کورہ از نقرہ جفا
کہ بھٹی چاندی سے میل کو نکال دے

بہر آنست امتحانف نیک و بد
کھرے اور کھوٹے کا امتحان اس لئے ہے

تا بجوشد، بر سر آرد زرز[2] بد
تاکہ وہ جوش میں آئے اور سونا اپنا میل اوپر لے آئے

بگذر از ظن خطا اے بد گماں
ان بعض الظن اثم رانجواں
اے بدگمان! غلط گمان چھوڑ دے
''بے شک بعض گمان گناہ ہیں'' کو پڑھ

گر نبودش کار زالہام الٰہ
اُو سگے بودے دراننده نہ شاہ
اگر اس کا کام خدا کے الہام سے نہ ہوتا
تو وہ پھاڑ کھانے والا کتا ہوتا، بادشاہ نہ ہوتا

پاک بود از شہوت وحرص و ہوا
نیک کرد اُولیک نیک بد نما
وہ شہوت اور حرص و ہوس سے پاک تھا
اس نے اچھا کیا لیکن اچھا بظاہر بُرا

گر خضر در بحر کشتی راشکست
صد درستی در شکست خضر ہست
اگرچہ خضر نے سمندر میں کشتی توڑ دی
(لیکن) خضر کے توڑنے میں سو درستیاں تھیں

وہم موسیٰ باہمہ نورو ہنر
شد ازاں مجوب[3] نوبے پر مپر
باوجود تمام نورو ہنر کے موسیٰ کا خیال
اُس تک نہ پہنچا، تو بھی بے پر کی نہ اڑا

آں گل سرخ است تو خونش مخواں
مست عقل ست او تو مجنونش مداں
وہ سرخ پھول ہے تو اس کو خون نہ کہہ
وہ عقل سے مست ہے تو اس کو دیوانہ نہ سمجھ

گر بُدے خونِ مسلماں کام اُو
کافر گر بُردے من نام اُو
اگر مسلمان کا خون بہانا اس کا مقصود ہوتا
تو میں کافر ہوتا اگر اس کا نام بھی لیتا

می بلرزد عرش از مدح شقی بدگماں
گردد از مدحش متقی
بد بخت (اور سنگدل) کی تعریف سے عرش لرزتا ہے
اور اس کی تعریف سے پرہیز گار بدگماں ہو جاتا ہے

شاہ بودو شاہ بس آگاہ بود
خاص بودو خاصۂ اللہ بود
وہ بادشاہ تھا، اور بہت با خبر بادشاہ تھا
وہ خاص تھا اور اللہ تعالیٰ کا مخصوص تھا

---

[1] شاہ۔ بادشاہ کا زرگر کو قتل کرانا ایشارہ خداوندی سے تھا۔ غش۔ کھوٹ۔ ہلد۔ حاصل مصدر ہے ہلیدن سے چھوڑنا۔ پالودگی۔ صفائی۔ جفا۔ نیم کے ضمہ کے ساتھ سونے اور چاندی کا میل۔ کورہ بھٹی، جس میں چیزوں کو پگھلایا اور تپایا جاتا ہے۔

[2] زبد جھاگ، یعنی جس طرح سونا بھٹی میں جا کر نکھرتا ہے اسی طرح انسان کے نفسانی رذائل ریاضت سے دور ہوتے ہیں۔
ظن خطا۔ بدگمانی، اثم گناہ دراننده۔ پھاڑنے والا۔ نیک بدنما۔ بباطن نیک اور بظاہر برا۔ خضر۔ خضر کے کشتی توڑنے کا واقعہ قرآن میں مذکور ہے جو بظاہر بری بات تھی لیکن اس میں مصلحتیں پوشیدہ تھیں۔

[3] مجوب پردے میں آیا ہوا یعنی حضرت موسیٰ باایں ہمہ نورو ہنر اس مصلحت تک نہ پہنچ سکے جو حضرت خضر کے پیش نظر تھی۔ آں کل اشارہ بادشاہ کی طرف ہے بدے۔ بودے کا مخفف ہے کام۔ مقصد و غرض۔ شقی۔ بدبخت۔ سنگدل۔ متقی۔ پرہیز گار۔ آگاہ یعنی عارف باللہ۔

آں کسے راکش اچنیں شاہے کُشد — سوئے تخت و بہتریں جاہے کشد
وہ آدمی جس کو ایسا بادشاہ قتل کرتا ہے — اُس کو تخت اور بہترین مرتبہ عنایت فرماتا ہے

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد — آنچہ در وَہمت نیاید آں دہد
وہ آدھی جان لیتا ہے تو سو جانیں دیتا ہے — (بلکہ) اتنا دیتا ہے کہ جو تیرے خیال میں بھی نہیں آ سکتا

قہرِ خاصے از برائے لُطفِ عام — شرع می دارد رَوا بگذار گام
عام مہربانی کے لئے کسی خاص پر قہر — شریعت جائز رکھتی ہے قدم آگے بڑھا

گر ندیدے سُودِ اُو در قہرِ اُو — کے شدے آں لُطفِ مُطلق قہر جُو
اگر (اللہ تعالیٰ) اس کا فائدہ قہر میں نہ دیکھتا — تو وہ سراپا لطف و کرم قہر کیوں کرتا

طفل می لرزد زنیش احتجام — مادرِ مشفق دراں غم شاد کام
بچے لگانے کی تکلیف سے بچہ کو لرزتا ہے — (لیکن اس کی) مہربان ماں اس تکلیف سے خوش ہوتی ہے

تو قیاس از خویش می گیری ولیک — دُور دُور اُفتادۂ بنگر تو نیک
تو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے، لیکن — تو غور کر (حقیقت سے) بہت دور جا پڑا ہے

پیشتر آ تا بگویم قصہ — بو کہ یابی از بیانم حصہ
میرے قریب آ، تاکہ تجھے ایک قصہ سناؤں — ہوسکتا ہے کہ تو میرے بیان سے کچھ حصہ حاصل کرلے

حکایت مرد بقال ۳ وطوطی و روغن ریختن طوطی در دُکان

ایک بنیے اور طوطی کا قصہ اور طوطی کا دُکان کے اندر تیل بہانا

بود بقالے مر اُورا طوطیئے — خوشنوا و سبزو گویا طوطیئے
ایک بنیا تھا اور اس کی ایک طوطی تھی — جو خوش آواز، سبز رنگ اور بولنے والی طوطی تھی

بر دُکاں بودے نگہبان دُکاں — نُکتہ گفتے باہمہ سوداگراں
(یہ طوطی) دکان پر دکان کی حفاظت کرتی تھی — اور تمام سوداگروں سے دلچسپ باتیں کرتی تھی

در خطاب آدمی ناطق بُدے — در نوائے طوطیاں حاذق بُدے
وہ آدمیوں سے خطاب کرنے میں ان جیسی باتیں کرتی — اور طوطیوں کے ساتھ تو انجی میں ماہر تھی

خواجہ روزے سوئے خانہ رفتہ بود — در دُکاں طوطی نگہبانی نمود
مالک ایک دن اپنے گھر کو گیا تھا — طوطی دُکان کی حفاظت کر رہی تھی

گربۂ برجست ناگہ در دُکاں — بہرِ موشے، طوطیک از بیم جاں
اچانک ایک بلی دکان میں کودی — ایک چوہے کے لئے اور بیچاری طوطی اپنی جان کے خوف سے

---

۱ کش۔ کہ اش کا مخفف ہے قہر خاصے۔ یعنی اس زرگر کا قتل ظلم نہ تھا اور اگر ظلم مان بھی لیا جائے تو عام مصلحت اور مفاد کے پیش نظر کسی ایک پر ظلم جائز ہے۔ گر ندیدے۔ یعنی زرگر کے قتل ہی میں زرگر کا فائدہ تھا۔

۲ احتجام بچنے لگوانا یعنی خونِ فاسد جسم سے نکالنے کے لئے عمل جراحی کرنا، مشفق۔ ہمدرد مہربان تو قیاس الخ۔ یعنی اللہ کے کاموں کو اپنے کاموں پر قیاس نہ کر۔ بوکہ۔ یعنی شاید کہ ممکن ہے۔

۳ بقال۔ سبزی فروش کو کہتے تھے۔ پھر بنیے کے معنی میں مستعمل ہونے لگا ناطق۔ قوت گویائی رکھنے والا۔ حاذق۔ ماہر زیرک و چالاک۔ جستن۔ جیم کے فتح کے ساتھ، کودنا۔ طوطیک۔ کاف تصغیر کا ہے۔

جَست از صد رِدیکاں بہر گریخت
بھاگنے کے لئے دُکان کی بیچ میں کودی

شیشہ ہائے روغنِ گل را بریخت
(اور) روغن گل کی شیشیاں بہا دیں

از سوئے خانہ بیامد خواجہ اش
اُس کا مالک گھر سے (واپس) آیا

بر دُکاں نشبست فارغ[1] اِشاد و خوش
(اور) خوش خوش اطمینان سے دُکان پر بیٹھ گیا

دید پُر روغن دکان و جامہ چرب
(لیکن) دُکان کو تیل سے پر اور کپڑوں کو چکنا دیکھ کر

بر سرش زد، گشت طوطی کل زضرب
اُس کے سر پر ایسی مار لگائی کہ طوطی گنجی ہو گئی

روز کے چندے سخن کوتاہ کرد
چند دن تک (طوطی) نے بات کرنی چھوڑ دی

مَرد بقال از ندامت آہ کرد
بنیے نے ندامت و افسوس سے آہ کی

ریش برمی کند و می گفت اے دریغ
(وہ اپنی) داڑھی کو نوچ اور کہتا تھا ہائے افسوس

کافتابِ نعمتم شد زیر میغ
میری نعمت کا سورج بدلی میں آ گیا

دستِ من بشکستہ بودے آں زماں
اُس وقت میرے ہاتھ ٹوٹ گئے ہوتے

کہ زدم من بر سرآں خوش زباں
جب میں نے اس خوش زبان (طوطی) کے سر پر ضربیں ماری تھیں

ہدیہ ہا می داد ہر[2] درویش را
وہ ہر فقیر کو تحفے تقسیم کر رہا تھا

تا بیاید نُطقِ مُرغ خویش را
تاکہ اپنی طوطی کی گویائی کو پالے

بعد سہ روز و سہ شب حیران وزار
تین دن اور تین رات کے بعد حیران و بدحال

بر دُکاں نبشستہ بُد نومیدوار
مایوسی کی حالت میں دکان پر بیٹھا تھا

با ہزاراں غصہ و غم گشتہ جُفت
ہزاروں رنج اور غم میں مبتلا

کاے عجب! ایں مُرغ کے آید بگفت
ہائے تعجب! یہ طوطی کب بولے گی؟

می نمود آں راہرگوں شگفت
ہر قسم کی انوکھی چیزیں اس پرندہ کو دکھاتا تھا

وز[3] تعجب لب بدنداں می گرفت
اور پھر تعجب سے اپنے ہونٹ کاٹتا تھا

دمبدم می گفت با اُو ہر سخن
ہر وقت اس سے طرح طرح کی باتیں کرتا تھا

تا کہ باشد کاند آید در سخن
کہ شاید وہ باتیں کرنے لگے

بر اُمید آنکہ مرغ آید بگفت
اس امید پر کہ پرندہ بول پڑے

چشم اُورا با صُوَرمی کرد جُفت
(مختلف قسم کی) تصویریں اسے دکھاتا

ناگہانی جولقی می گذشت
اتفاقاً ایک گدڑی پوش ادھر سے گزر رہا تھا

با سرِ بے مو چو پشت طاس وطشت
جس کا سر پرانے طشت کی پشت کی طرح بالوں سے صاف تھا

---

[1] فارغ۔ یعنی بے فکر کل گنجائش جس کے سر پر بال نہ ہوں۔ ضرب، چوٹ، مارنا، کاف۔ زائد ہے۔ ریش۔ داڑھی کندن۔ اکھاڑنا۔ کھودنا۔ نوحہ نالہ۔ ابر۔

[2] درویش۔ دال کے فتح کے ساتھ، بمعنی فقیر، بھکاری اور دال کے ضمہ کے ساتھ اولیاء اللہ کے لئے بولا جاتا ہے۔ نطق گویائی مرغ۔ پرندہ مراد طوطی ہے۔ دریغ۔ عاجز و خوار ذلیل نومیدوار۔ مایوس غمگین۔ شگفت۔ عجیب اور انوکھی، شاید وہ ایسی چیز کو دیکھ کر بول پڑے۔

[3] وز تعجب۔ اور جب وہ اس پر بھی نہ بولتی تھی تو تعجب سے ہونٹ کاٹتا تھا۔ گفت۔ گفتگو۔ صورت کی جمع، یعنی شاید تصویریں دیکھ کر بول پڑے۔ جولقی۔ کمل پوش فقیر۔ طاس۔ بڑا تھال۔ طشت۔ تھال۔

طوطی اندر گفت آمد آں زماں
طوطی (اس کو دیکھ کر) فوراً بول پڑی

باتگ برویش زدہ چوں عاقلاں
اُس کو پکارا اور عقلمندوں کی طرح (سوال کیا)

کز چہ اے کل باکلاں آمیختی
اے گنجے! تو گنجوں میں کیوں شامل ہوا؟

تو مگر از شیشہ روغن ریختی
شاید تو نے بھی شیشی سے تیل گرایا ہے

از قیاسش خندہ آمد خلق را
اُس کے اس قیاس سے لوگ ہنس پڑے

کو چو خود پنداشت صاحب دلق را[1]
کہ اس نے گدڑی والے کو اپنا جیسا سمجھا

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
پاک لوگوں کے کام کو اپنے پر قیاس کر

گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر
اگرچہ لکھنے میں شیر (درندہ) اور شیر (دودھ) یکساں ہوتا ہے

شیر آں باشد کہ مرد ایور اخورد
شیر تو وہ ہے جس کو آدمی پیتا ہے

شیر آں باشد کہ مردم را درد
اور شیر وہ ہے جو آدمیوں کو پھاڑتا ہے

جملہ عالم زیں[2] سبب گمراہ شد
اس وجہ سے پورا عالم گمراہ ہو گیا

کم کسے زابدال حق آگاہ شد
بہت کم کوئی خدا کے ابدال سے واقف ہوا

اَشقیاء را دیدۂ بینا نہ بُود
بدبختوں کی دیکھنے والی آنکھ نہ تھی

نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود
اچھا، اور برا ان کی آنکھ میں یکساں نظر آیا

ہمسری با انبیاء برداشتند
(انہوں نے) نبیوں کے ساتھ برابری کا دعویٰ کھڑا کر دیا

اولیاء را ہمچو خود پنداشتند
اور اولیا کو اپنا جیسا سمجھ لیا

گفتہ اینک ما بشر ایشاں بشر
یہ کہا کہ ہم بھی انسان ہیں اور وہ بھی انسان ہیں

ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
ہم اور وہ سونے اور کھانے کے پابند ہیں

ایں نہ دانستند ایشاں[3] از عمی
اندھے پن سے وہ یہ نہ سمجھے

ہست فرقے درمیاں بے منتہی
کہ ان دونوں میں بے انتہا فرق ہے

ہر دو گوں زنبور خوردند از یک محل
دونوں قسم کی مکھیوں نے ایک ہی جگہ سے کھایا

لیک زیں شد نیش و زاں دیگر عسل
لیکن اس سے ڈنک اور اس سے شہد بنا

ہر دو گوں آہو گیا خوردند و آب
دونوں قسم کے ہرنوں نے گھاس اور پانی کھایا پیا

زیں یکے سرگیں شد و زاں مُشکناب
اس ایک کا گوبر بنا اور دوسرے کا خالص مشک

ہر دو نے خوردند از یک آبجور
دونوں نرسلوں نے ایک گھاٹ سے پانی پیا

آں یکے خالی و آں پُر از شکر
لیکن ایک کھوکھلی اور دوسری شکر سے بھری ہوئی ہے

[1] دلق۔ گدڑی۔
[2] زیں سبب۔ غلطی کی نسبت سے۔ ابدال۔ اولیا، اللہ کی ایک خاص جماعت کو کہتے ہیں۔ اشقیاء۔ شقی کی جمع بمعنی بدبخت۔ گفتہ۔ یعنی برابری کے دعوے میں یہ کہتے ہیں۔ اینک۔ اِن اسم اشارہ کاف تصغیر کا ہے۔
[3] عمی۔ اندھاپن۔ کفر۔ گمراہی۔ منتہی۔ انتہا۔ گوں۔ گونہ، قسم، زنبور۔ بھڑ، شہد کی مکھی۔ محل۔ جگہ۔ نیش۔ ڈنک۔ عسل۔ شہد۔ سرگین۔ گوبر۔ مشکی۔ ناب۔ خالص

صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں
اس طرح کی لاکھوں مثالیں تیرے سامنے ہیں

فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں
(لیکن) ان میں ستر سالہ راہ کا فرق دکھائی دیتا ہے

ایں[1] خورد گردد پلیدی زو جُدا
یہ کھاتا ہے تو نجاست اس سے نکلتی ہے

واں خورد گردد ہمہ نور خدا
اور وہ جو کچھ کھاتا ہے، سب خدا کا نور بن جاتا ہے

ایں خورد زاید ہمہ بخل و حسد
یہ کھاتا ہے تو سراسر بخل اور حسد پیدا ہوتا ہے

واں خورد زاید ہمہ نور اَحد
اور وہ کھاتا ہے تو سب خدا کا نور بن جاتا ہے

ایں زمین پاک وآں شورست وبد
یہ پاک زمین ہے اور وہ شور اور خراب

ایں فرشتہ پاک وآں دیوست ودد
یہ پاک فرشتہ ہے اور وہ بھوت اور درندہ

ہر دو صورت گر بہم ماند رواست
دونوں صورتیں اگر ایک جیسی ہیں ٹھیک ہے

آب تلخ وآب شیریں را صفات است
نمکین اور شیریں پانی میں صفائی موجود ہے

جز کہ صاحب ذوق نشناسد بیاب
سوائے صاحب ذوق کے کوئی نہیں پہچان سکتا، سمجھ لے

اُو شناسد آب خوش از شورہ آب
کہ وہی میٹھے اور کھاری پانی کو پہچانتا ہے

جُز کہ صاحب ذوق نشناسد طُعوم
صاحب ذوق کے سوا ذائقہ کو کوئی نہیں پہچان سکتا

شہد را نا خوردہ کے داند زموم
جس نے شہد نہ چکھا وہ شہد اور موم میں امتیاز کب کر سکتا ہے

سحر را با معجزہ کردہ قیاس
جادو کو معجزہ پر قیاس کر کے

ہر دو را بر مکر پندارد اساس[2]
دونوں کی بنیاد مکر و فریب پر سمجھتا ہے

ساحراں با موسیٰ از استیزہ را
جادوگروں نے موسیٰ سے لڑائی کے لئے

برگرفتہ چوں عصائے اُو عَصا
ان کی لاٹھی جیسی لاٹھی اٹھائی

زیں عصا[3] تا آں عصا فرقیست ژرف
(لیکن) اس لاٹھی اور اس لاٹھی میں گہرا فرق ہے

زیں عمل تا آں عمل راہے شگرف
اس کام میں اور اُس کام میں بڑا فاصلہ ہے

لعنۃ اللہ ایں عمل را در قفا
اس کام کے پیچھے اللہ کی لعنت ہے

رحمۃ اللہ آں عمل را در وفا
اُس کام میں اللہ کی رحمت شامل حال ہے

کافراں اندر مرے بوزینہ طبع
کافر لوگ جھگڑا کرنے میں بندر کی خصلت رکھتے ہیں

آفتے آمد درونِ سینہ طبع
(اور ان کی یہ خصلت) سینہ میں چھپی ہوئی ایک آفت ہے

ہر چہ مردم می کند بوزینہ ہم
جو کچھ انسان کرتا ہے بندر بھی کرتا ہے

آں کند کز مرد بیند و مبدم
جو انسان سے پے در پے دیکھتا ہے وہ کرتا ہے

---

[1] ایں خورد بہر حال بزرگوں کو اپنے اوپر قیاس نہ کرنا چاہئے۔ بہت سی چیزوں کے کام یکساں ہیں لیکن نتائج جداگانہ ہیں۔ دیو۔ بھوت۔ شیطان۔ دیو۔ بھوت۔ شیطان۔ دو درندہ صفت۔ میٹھا اور کھاری پانی دونوں صاف ہوتے ہیں۔ بیاب یافتن سے امر کا صیغہ ہے۔ صاحب ذوق جو چکھ کر ذائقوں میں فرق کر سکے۔ ناخوردہ جس شخص نے کبھی شہد نہ کھایا ہو وہ موم اور شہد میں کیا فرق کر سکتا ہے۔

[2] اساس۔ بنیاد ساحراں جادوگر۔ استیزہ۔ جھگڑا۔ از۔ زیادہ سے دوسرے نسخے میں از استیزیا" ہے۔ اس میں از زیادہ نہ ہوگا۔ ژرف۔ گہرا۔ شگرف۔ حیرتناک۔ عجیب۔

[3] عصا۔ لاٹھی۔ قفا۔ گدی۔ پیچھے وفا۔ وعدہ پورا کرنا، دوستی نبھانا۔ مرا، کا الف ہے۔ جھگڑا کرنا۔ بوزینہ بندر طبع طبیعت۔ دم بدم بندر انسان کے مسلسل حرکات کو دیکھ کر اس کی نقل اتارتا ہے۔

اُوگماں بُردہ کہ من کردم چواُو
اُس نے گمان کیا کہ میں نے اس کی طرح کیا

فرق ارا کے بیند آں استیزہ جُو
وہ لڑاکا فرق کو کب دیکھتا ہے؟

ایں کنداز امروآں بہر ستیز
یہ (مومن) غصہ اور غذی سے کرتا ہے اور وہ (کافر) جھگڑے کے لئے

برسرِ استیزہ رویاں خاک ریز
جھگڑا کرنے والوں کے سر پر خاک ڈال

آں منافق با موافق در نماز
وہ منافق مومن کے ساتھ، نماز میں

از پے استیزہ آید نے نیاز
مقابلہ کے لئے آتا ہے نہ کہ نیاز مندی کے لئے

در نمازو روزہ و حج و زکوٰۃ
نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ میں

با منافق مُومناں در بُردو مات
مُومن، منافق کے ساتھ جیت اور ہار میں ہیں

مُومناں رابرد باشد عاقبت
انجام کار مومنوں کی جیت ہو گی

بر منافق مات اندر آخرت
آخرت میں منافق کو ہار ہو گی

گرچہ ہردو برسریک بازی اند
اگرچہ دونوں ایک بازی لگائے ہوئے ہیں

لیک باہم مروزی و رازی اند
لیکن یہ دونوں مرو اور رے کے باشندوں کی طرح (باہم مختلف) ہیں

ہریکے سوئے مقام خود رَوَد
ہر ایک اپنے مقام کی طرف جاتا ہے

ہریکے بروفق نام خود رود
ہر ایک اپنے نام کے مطابق کام کرتا ہے

مُومنش۲ خوانیش جانش خوش شود
تو اس کو مومن کہے تو اس کی روح خوش ہوتی ہے

ورمنافق، تندو پُر آتش شود
اور اگر منافق کہے تو مشتعل اور آگ سے پُر ہو جاتا ہے

نام آں محبوب از ذاتِ ویست
اس کا نام اس کی ذات کی وجہ سے پیارا ہے

نام ایں مبغوض زآفات ویست
اور اس کا نام اس کی آفتوں کی وجہ سے موجب بغض وعداوت ہے

میم وواوَ ومیم ونوں تشریف نیست
میم اور واؤ اور میم اور نون میں کوئی شرافت نہیں

لفظ مُومن جز پے تعریف نیست
لفظ مومن پہچان کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے

گرمنافق۳ خوانیش ایں نام دوں
اگر اس کو منافق کہے تو یہ ذلیل نام

ہمچو کژدم می خلد دراندروں
بچھو (کے ڈنک) کی طرح اس کے دل میں چبھتا ہے

گرنہ آں نام اشتقاق دوزخ ست
اگر وہ نام دوزخ سے نہیں بنا ہے

پس چرادروے مذاق دوزخ ست
پھر اس میں دوزخ کا ذائقہ کیوں ہے؟

زشتی ایں نام بدازحرف نیست
برے نام کی برائی حروف کی وجہ سے نہیں ہے

تلخی آں آب بحراز ظرف نیست
اور اس سمندری پانی کی کڑواہٹ برتن کی وجہ سے نہیں ہے

۱ فرق۔ اصل اور نقل کے فرق کو وہ نہیں سمجھتا۔ آں منافق منافقط مومن کی نماز میں شریک ہوتا ہے لیکن اس کا مقصد عبادت نہیں ہے۔ بلکہ فساد ہے۔ بردہ۔ جیت۔ مات۔ ہار مقام۔ جائے قیام۔ وفق موافق مطابق

۲ مومن۔ مومن کو مومن کہو تو وہ خوش ہوتا ہے، منافق کو منافق کہو تو وہ چڑتا ہے۔ نام آں۔ لفظ مومن میں مومن کی ذات کی شرافت سے شرافت آئی منافق کے برے حرکات کی وجہ سے یہ لفظ مبغوض بنا۔ مروزی۔ مرو کا رہنے والا۔ رازی۔ رے کا باشندہ مرو خراسان میں ہے اور رے عراق میں، ان دونوں ملکوں میں بہت فاصلہ ہے۔ میم۔ یعنی مومن کے لفظ میں جس قدر حروف ہیں۔ ان میں کوئی ذاتی شرافت نہیں ہے۔ دوسرے اسماء جس طرح مسمی کی شناخت اور پہچان کے لئے ہوتے ہیں۔ یہ بھی ہے اب اس میں شرافت، مومن کے اوصاف کی وجہ سے آئی ہے۔ جو اس کے معنی ہیں۔

۳ منافق۔ اس کے الفاظ میں جو ناگواری ہے وہ بھی معنی کی وجہ سے ہے۔ دوزخ منافق کے معنی ہیں وہ اوصاف ملحوظ ہیں جو اس کو دوزخ میں لے جائیں گے۔ کسی پانی کا شور ہونا برتن کی وجہ سے نہیں ہوتا اسی طرح لفظ معنی کا برتن ہے۔

حرف ظرف آمد درو معنیٰ چو آب
حروف برتن ہیں اور ان میں معنیٰ پانی کی طرح ہیں

بحرِ تلخ و بحرِ شیریں ہمعناں
میٹھا اور شور دریا ساتھ ساتھ رواں ہیں

دانکہ ایں ہر دو زیک اصلے رواں
جان لے کہ یہ دونوں ایک ہی اصل سے رواں ہیں

زر قلب و زر نیکو در عیار
کھوٹا سونا اور کھرا سونا پرکھنے میں

ہر کرا در جاں خدا بنہد محک
خدا جس کے دل میں کسوٹی رکھ دیتا ہے

آنچہ گفت استفت۲ قلبک مصطفیٰ
وہ جو مصطفیٰ نے اپنے دل سے فتویٰ پوچھ فرمایا ہے

در دہانِ زندہ خاشاک ار جہد
زندہ کے منہ میں اگر تنکا گر جائے

در ہزاراں لقمہ یک خاشاک خورد
ہزاروں لقموں میں ایک چھوٹا سا تنکا

حسِ دنیا نردبانِ ایں جہاں
دنیا کا احساس، اس جہاں کی سیڑھی ہے

صحت ایں حسِ بجو ئید از طبیب
اس حس کی تندرستی طبیب سے معلوم کرو

صحت ایں حس ز معموری تن
اس حس کی تندرستی بدن کی تندرستی سے ہے

شاہ جاں مر جسم را ویراں کند
روح کا بادشاہ، جسم کو ویران کرتا ہے

اے خنک جانیکہ در عشق مآل
بڑی مبارک ہے وہ جان جس نے عاقبت کی فکر میں

بحرِ۱ معنیٰ عندہ ام الکتاب
معنیٰ کا سمندر وہ ہے جس کے پاس ام الکتاب ہے

درمیاں شاں برزخ لا یبغیاں
اور ان کے درمیاں ایک آڑ ہے یا ایک دوسرے پر چڑھتے نہیں

در گذر زیں ہر دو رہِ تا صل آں
دونوں سے گزر کر ان کی اصل تک پہنچ جا

بے محک ہر گز ندارد اعتبار
بغیر کسوٹی کے ہرگز قابل اعتبار نہیں

مر یقیں را باز داند اُوز شک
بلاشبہ وہ یقین کو شک سے جدا کر لیتا ہے

آں کسے داند کہ پُر بُو داز وفا
اُس کو وہی جانتا ہے جو وفا داری سے پُر ہے

آنکہ آرامد کہ بیروںش نہد
تو اس کو چین اسی وقت آتا ہے جب اس کو باہر نکال دے

چوں در آمد حسِ زندہ پے بُرد
جب آیا تو زندہ کی جس نے اس کا پتہ لگا لیا

حسِ عقبیٰ نردبانِ آسماں
اور آخرت کا احساس آسمان کی سیڑھی ہے

صحت آں حسِ بجو بید از حبیب۲
اور اس حس کی تندرستی محبوب سے معلوم کرو

صحت آں حس ز تخریب بدن
اور اس حس کی تندرستی بدن کی شکستگی سے ہے

بعد ویرانیش آباداں کند
اور اس کی ویرانی کے بعد اس کو آباد کرتا ہے

بذل کرد اُو خانماں و مُلک و مال
(اپنا) گھر بار اور ملک و مال خرچ کر ڈالا

۱ بحرِ معنیٰ۔ تمام اوصاف اور معانی کا منبع حضرت حق کی ذات ہے جس کے پاس ام الکتاب یعنی لوح محفوظ ہے۔ بحرِ تلخ ذاتِ باری۔ متضاد صفات کی حامل ہے ہر ہر صفت کا مظہر دوسری صفت کے مظہر سے ممتاز ہے۔ اصل۔ صفت رحمۃ اور صفت قہر کا سرچشمہ ذاتِ واحد ہے اور سالک کا مقصد و منتہیٰ ذاتِ وحدہ لا شریک ہے۔ زر۔ سونا۔ قلب۔ کھوٹا عیار۔ پرکھنا۔ محک۔ کسوٹی۔ زرِ قلب۔ نیکی، بدی کسوٹی پر پرکھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ محک۔ مومن کے دل میں یہ کسوٹی پیدا ہوتی ہے

۲ استفت۔ مفتی سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں دل سے فتویٰ لے لو یہ انہی لوگوں کے لئے حکم ہے جن کے قلوب میں وہ کسوٹی پیدا ہو چکی ہے۔ عوام مفتی کے فتوے پر عمل کریں گے۔ خاشاک تنکا، گھاس پھوس جہد۔ جمن کا فعل مضارع ہے پے بُردن۔ سراغ لگا لینا نردبان۔ سیڑھی۔ عقبیٰ۔ آخرت، دین۔ نردبانِ آسمان یعنی جس طرح جس ظاہری دنیاوی ترقی کا باعث ہے اسی طرح اگر کسی کی باطنی حس بیدار ہے اور مکروہات اور گناہوں سے بچتا ہے اس کو اخروی ترقی اور معراج حاصل ہوتی ہے۔

۳ حبیب۔ یعنی محبوبِ خدا جو شیخ کامل ہو۔ معموری آباد، آراستگی۔ تخریب۔ تباہی، شکستگی۔ بدن۔ جب ریاضتوں کے ذریعہ انسان بدن کو گھلاتا ہے تو اس کی باطنی حس بیدار ہوتی ہے۔ خنک۔ خوش ہمرد

کرد ویراں خانہ بہر گنج زرا | وز ہماں گنجش کند معمور تر
سونے کے خزانہ کے لئے اس نے اپنے گھر کو ویران کیا | اور اُسی خزانہ سے پھر اس کو بہت زیادہ آباد کر دیتا ہے

آب را بُر بید و جُو را پاک کرد | بعد ازاں در جُو رواں کرد آنجورد
اس نے پانی کو بند کیا اور نہر کو پاک کیا | پھر اس نے نہر میں پینے کا پانی چھوڑ دیا ہے

پوست را بشگافت پیکانرا کشید | پوست نو بعد ازانش بر دمید
کھال میں شگاف کیا، تیر کو کھینچا | اس کے بعد نئی کھال اس سے پیدا ہو گئی

قلعہ ویراں کر دو از کافر ستد | بعد ازاں بر ساختش صد برج و سد
اس نے قلعہ کو ویران کیا اور کافر سے چھینا ہے | اس بعد اس پر سینکڑوں برج اور فصیلیں بنائیں ہیں

کار نیچوں را کہ کیفیت نہد | اینکہ گفتم از ضرورت می جہد
یکتا کے کام کی کیفیت کون بیان کرے؟ | یہ جو کچھ میں نے کہا ہے بضرورت کہا ہے

گہ چنیں۲ بنماید و گہ ضد ایں | جز کہ حیرانی نباشد کار دیں
کبھی یوں جلوہ آرا ہوتا ہے اور کبھی اس کے برعکس | دین کا کام حیرت کے بغیر نہیں ہے

کاملاں کز سر تحقیق آگہند | بیخود و حیران و مست و والہ اند
اہل کمال جو حقیقت کے راز سے آگاہ ہیں | بے خود، حیران اور مست اور سیر گرداں ہیں

نے چنیں حیراں کہ پشتش سوئے اوست | بل چنیں حیراں و مست و والہ اند
نہ ایسے حیران کہ ان کی پشت اس کی طرف ہو | بلکہ ایسے حیران کہ ان کا چہرہ اس کے سامنے ہے

آں۳ یکے را روئے اُو شد سوئے دوست | ویں یکے را روئے اُو خود روئے اوست
اس ایک کا رخ دوست کی جانب ہوا | اور اس ایک کا اپنا رخ خود دوست کا رخ ہے

روئے ہر یک می نگر میدار پاس | بُو کہ گردی تو ز خدمت بُو شناس
ہر ایک کے رخ کو دیکھ اور ادب کر | ہوسکتا ہے کہ تو خدمت سے صاحب معرفت بن جائے

دیدن دانا، عبادت ایں بود | فتح ابواب سعادت ایں بود
عالم کو دیکھنا بھی ایک عبادت ہوتی ہے | اُس نے نیک بختی کے دروازے کھل جاتے ہیں

فرق درمیان محقق و مُدّعی و حق و مُبطِل
صاحب تحقیق اور ڈینگیں مارنے والے اور حق گو اور جھوٹے کے درمیان فرق

چوں بسے ابلیس آدم روئے ہست | پس بہر دستے نشاید دا دوست
چونکہ بہت سے شیطان انسانی چہرے کے ہیں | اس لئے ہر ہاتھ میں ہاتھ نہ پکڑانا چاہئے

---

۱ گنج۔ زر۔ یعنی روحانی کیفیات حاصل کرنے کے لئے جسم کو لاغر کیا جاتا ہے۔ آب بُر بیدن پانی بند کرنا۔ آبخورد۔ گھاٹ، پانی ستدن۔ لینا۔ سدہ دیوار، فصیل، قلعہ کو فتح کرتے ہی ویران کر دیا جاتا ہے، پھر فاتح اس کی تعمیر کرتا ہے اسی طرح جسم کو شیطان کے قبضہ سے نکالنے میں ویران کرنا پڑتا ہے، پھر روغ کے ذریعہ اس کی تجدید کی جاتی ہے کار بے چوں۔ خدائے یکتا سے تقرب حاصل کرنے کا بقدر ضرورت بیان کیا گیا ہے۔ ورنہ اس کی پوری کیفیات بیان سے باہر ہیں۔

۲ گہ چنیں۔ تجلیات رب گوناگوں ہیں سالک ان میں حیران رہتا ہے۔ کاملاں۔ جو راز حقیقت سے آگاہ ہیں۔ وہ ہر معاملہ میں قدرت و حکمت کو دیکھ کر حیران اور مست رہتے ہیں۔ حیراں حیرانی دو قسم کی ہے ایک تو وہ ہے جو شکوک و شبہات پیدا کرتی ہے۔ دوسری وہ ہے جو محویت پیدا کرتی ہے۔

۳ آں یکے حیرانی کی محویت دو طرح کی ہے ایک میں طالب اور مطلوب متمائز ہوتے ہیں۔ دوسری میں طالب و مطلوب میں امتیاز نہیں رہتا۔ روئے ہر یک۔ دونوں قسم کے حیراں مقربین بارگاہ الٰہی میں جن کی خدمت باعث عرفان الٰہی ہے۔ دیدن۔ شریعت نے عالم کے دیکھنے کو جو عبادت قرار دیا ہے۔ اس سے ایسے ہی بزرگوں کی زیارت مراد ہے جو باعث سعادت ہے۔ چوں۔ بیعت کے لئے شیخ کامل کی جستجو کرنی چاہیے۔ مکاروں اور نقالوں سے بچنا چاہیے۔

زانکہ صیّاد آورد بانگ صفیر
شکاری پرندے جیسی آواز اس لئے نکالتا ہے

تا فریبد مُرغ را آں مُرغ گیر
تاکہ وہ پکڑنے والا، پرندے کو دھوکا دے

بشنود[1] آں مُرغ بانگِ جنسِ خویش
وہ پرندہ اپنے ہم جنس کی آواز سنتا ہے

از ہوا آید بیا بدام و نیش
(اور) فضا سے اترتا ہے تو جال اور ڈنک پاتا ہے

حرفِ درویشاں بُدزد و مردِ دوں
کمینہ آدمی فقراء کے کلمات چرا لیتا ہے

تا بخواند بر سلیمے زاں فسوں
تاکہ کسی بھولے بھالے پر وہ منتر پڑھے

کارِ مرداں روشنی و گرمی ست
مردوں کا کام روشنی اور گرمی (پہنچانا) ہے

کارِ دوناں حیلہ و بیشرمی ست
(اور) کمینوں کا کام دھوکا (دینا) اور بے شرمی ہے

شیرِ پشمیں از برائے گدگنند
گداگری کے لئے اون کا شیر بناتے ہیں

بُو مسیلم را لقب احمد کنند
مسیلمہ (کذاب) کو احمد کا لقب دیتے ہیں

بو مسیلم را لقب کذاب[2] ماند
مسیلمہ کا لقب "کذاب" رہا

مر محمد را اولو الالباب ماند
(اور) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا "صاحب عقل" رہا

آں شراب حق ختامش مُشکناب
وہ حق کی شراب ہے جس کی مہر خالص مشک کی ہے

بادہ را ختمش بود گندو عذاب
(اور) شراب کی مہر گندگی اور عذاب ہے

داستان آں بادشاہ جہود کہ نصرانیاں را میکشت از تعصب

اس یہودی بادشاہ کا قصہ جو عیسائیوں کو تعصب کی وجہ سے قتل کرتا تھا

بود شاہے در جہوداں ظلم ساز
یہودیوں میں ایک ظالم بادشاہ تھا

دشمنِ عیسیٰؑ و نصرانی گداز
حضرت عیسیٰؑ کا دشمن اور عیسائیوں کو تباہ کرنے والا

عہدِ عیسیٰؑ بود و نوبت[3] آنِ اُو
حضرت عیسیٰؑ کا زمانہ تھا اور اس (بادشاہ) کی حکومت تھی

جانِ موسیٰؑ اُو و موسیٰ جانِ اُو
(لیکن) وہ حضرت موسیٰؑ کی جان اور حضرت موسیٰؑ اس کی جان تھے

شاہِ اَحوال کرد در راہِ خدا
بھینگے بادشاہ نے خدا کے راستہ میں

آں دو دو مساز خدائی را جُدا
اُن دونوں (حضرت عیسیٰؑ اور موسیٰؑ) دوستوں کو جدا کر دیا

گفت اُستاد حولے را کاندر آ
ایک استاد نے بھینگے سے کہا اندر آ

روبروں آر از وثاقِ آں شیشہ را
جا گھر میں سے وہ بوتل لے آ

چوں درونِ خانہ اَحول رفت زود
جب بھینگا فوراً مکان میں گیا

شیشہ پیشِ چشمِ اُو دومی نمود
ایک بوتل اس کی نگاہ میں دو نظر آئیں

---

[1] بشنود۔ مکار درویشوں کا روپ بھر کر خلق اللہ کو پھانستے ہیں۔ مردوں یعنی مکار پیر۔ مرداں یعنی کامل بزرگ۔ روشنی نور۔ گرمی۔ یعنی عشق کی گرمی۔ شیر۔ پشمین گداگر اون کا مصنوعی شیر بنا کر اپنی لکڑی پر آویزاں کر لیتے تھے۔ گد۔ گداگری۔ بو مسلیم بو زیادہ ہے۔ اصل مسیلمہ ہے ہا کو ضرورت شعری کی وجہ سے حذف کر دیا ہے۔ اس نے یمامہ کے علاقہ میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اپنے مریدوں کی طاقت سے حکومت قائم کر لی تھی، حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے دورِ خلافت میں شکست دے کر اس کا خاتمہ کیا۔

[2] کذاب۔ بہت جھوٹا۔ اولو۔ ذو کی جمع بمعنی صاحب الباب۔ لب کی جمع بمعنی عقل۔ آں۔ یعنی آنحضور ختام۔ شراب کا ڈھکنا جس کو سربمہر کر دیتے تھے۔ مشکناب۔ خالص مشک بادہ۔ شراب، مسیلمہ مراد ہے۔ گند۔ بدبو۔ جہود۔ یہود۔ گداز۔ گداختن سے بنا ہے بمعنی جلا دینا فنا کر دینا۔

[3] نوبت۔ باری یعنی حکومت اُس بادشاہ کی تھی۔ آن۔ وقت، زمانہ۔ احول۔ بھینگا، ایک کو دو دیکھنے والا۔ وثاق گھر۔ شیشہ۔ بوتل دومی نمود بھینگے کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔

گفت احول زاں دو شیشہ تا کدام
بھینگے نے کہا اُن دو بوتلوں میں سے کون سی

پیش تو آرم بکن شرحش[1] تمام
تمہارے پاس لاؤں، خوب کھول کر بتاؤ

گفت استاد آں دو شیشہ نیست رو
استاد نے کہا دو بوتلیں نہیں ہیں، چل

احولی بگذار و افزوں بیں مشو
بھینگا پن چھوڑ اور زیادہ دیکھنے، والا نہ بن

گفت اے استا مرا طعنہ مزن
اس نے کہا، اے استاد مجھے طعنہ نہ دیجئے

گفت است، زاں دو یک را بر شکن
استاد نے کہا، تو دونوں میں سے ایک کو توڑ ڈال

چوں یکے بشکست ہر دو شد ز چشم
جب اس نے ایک توڑی نگاہ سے دونوں غائب ہو گئیں

مرد احول گردد از میلان و خشم
انسان محبت اور غصہ سے (بھی) بھینگا بن جاتا ہے

شیشہ یک بود و بہ حشمش دو نمود
بوتل ایک تھی لیکن اس کی دو نظر آئیں

چوں شکست اُو شیشہ را دیگر نبود
جب اس نے بوتل توڑ دی تو دوسری موجود تھی

خشم و شہوت[2] مرد را احول کند
غصہ اور شہوت انسان کو بھینگا بنا دیتے ہیں

ز استقامت روح را مبدل کند
(اور) روح کو راست روی سے پھیر دیتے ہیں

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد
جب غرض آئی تو ہنر پوشیدہ ہوا

صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد
اور دل کے سینکڑوں پردے آنکھ پر پڑ گئے

چوں دہد قاضی بدل رشوت قرار
جب قاضی دل میں رشوت طے کرے

کے شناسد ظالم از مظلوم زار
تو وہ ظالم اور عاجز مظلوم میں کب فرق کر سکے گا!

شاہ از حقدِ جہود انہ چُناں
بادشاہ یہودیت کے کینہ سے ایسا

گشت احول کالاماں یارب اماں
بھینگا بن گیا کہ الامان والحفیظ

صد ہزاراں مُومن مظلوم کُشت
لاکھوں مومن مظلوم مار ڈالے

کہ[3] پناہم دین موسیٰ را و پشت
کہ میں موسیٰ کے دین کی پشت و پناہ ہوں

حکایت وزیر بادشاہ مکر اُو در تفریق ترسایاں

بادشاہ کے وزیر کا قصہ اور عیسائیوں میں تفرقہ پھیلانے کے لئے مکر و فریب

شہ وزیرے داشت رہزن عشوہ دہ
اُس بادشاہ کا ایک مکار اور رہزن وزیر تھا

کُو بر آب انگر بر بستے گرہ
جو مکاری سے پانی میں گرہ لگاتا تھا

گفت ترسایاں پناہ جاں کنند
اُس نے کہا نصرانی (اپنی) جان کی (اس طرح) حفاظت کریں گے

دین خود را از ملک پنہاں کنندہ
کہ بادشاہ سے اپنے دین کو چھپائیں گے

---

[1] شرح۔ تفصیل۔ احولی۔ بھینگا پن۔ افزوں۔ زیادہ استا۔ استاد کا مخفف ہے۔ ہر شکن۔ ہر زیادہ ہے۔ میلاں۔ محبت، طرفداری ختم۔ غصہ، ناراضگی۔ یعنی محبت اور غصہ میں بھی اصل حقیقت نظر نہیں آتی ہے۔

[2] شہوت خواہش۔ قرار۔ یعنی جب قاضی رشوت لینے کی ٹھان لے تو اس کے ذہن میں ظالم اور مظلوم کا فرق نہیں رہتا۔ حقد۔ کینہ۔

[3] کہ۔ میں کاف بیانیہ ہے اس کی ہا کا تلفظ نہیں کیا جاتا ہے۔ رہزن۔ ڈاکو، یہاں عیار اور چالاک مراد ہے۔ عشوہ۔ مکر۔ گو کہ اور ترسایاں۔ ترسا کی جمع جو عیسائی اور آتش پرست کے لئے بولا جاتا ہے، یہاں عیسائی کے معنی میں ہے۔

با ملک گفت اے شہ اسرار جُو
بادشاہ سے کہا، اے طالب اسرار بادشاہ!

کم کُش ایشانرا و دست از خوں بشو
اُن کو قتل نہ کر اور ان کو خونریزی چھوڑ دے

کم کُش ایشانرا کہ کشتن سود نیست
ان کو قتل نہ کر کیونکہ قتل کرنا مفید نہیں ہے

دیں ندارد بوئے مشک و عود نیست
مذہب میں خوشبو نہیں ہوتی وہ مُشک اور اگر نہیں ہے

سِرِّ پنہاں ست اندر صد غلاف
وہ سو غلافوں میں چھپا ہوا راز ہے

ظاہرش باتست و باطن برخلاف
اُس کا ظاہر تیرے ساتھ ہے اور باطن برخلاف ہے

شاہ گفتش پس بگو تدبیر چیست
بادشاہ نے اس سے کہا، تو بتا کیا تدبیر ہے؟

چارۂ ایں مکر و ایں تزویر چیست
اور اس مکر و فریب کا کیا علاج ہے؟

تا نماند در جہاں نصرانیے
(میں چاہتا ہوں) کہ دنیا میں کوئی عیسائی نہ بچے

نے ہویدا دین و نے پنہانیے
نہ کھلے دین کا اور نہ چھپے دین کا

گفت اے شہ گوش و دستم را ببر
اُس نے کہا اے بادشاہ! میرے کان اور ہاتھ کاٹ دے

بینیم بشگاف و لب از حکم مر
اور کر دے حکم سے میری ناک اور ہونٹ چیر دے

بعد ازاں درزیر دار آور مرا
اس کے بعد مجھے سوئی کے نیچے لے آ

تا بخواہد یک شفاعت گر مرا
یہاں تک کہ ایک سفارشی مجھے مانگ لے

بر[۲] منادی گاہ کن ایں کار تو
تو یہ کام اعلان گاہ پر کر

بر سر راہے کہ باشد چار سُو
(اور) اس راستہ پر کہ جو چوراہا ہو

آنگہم از خود براں تا شہر دور
اُس وقت مجھے اپنے پاس سے کسی دور شہر میں نکال دے

تا دراندازم درایشاں صد فتور
تاکہ میں ان میں سو فتور ڈال دوں

چوں شوند آں قوم از من دڑیں پذیر
جب وہ قوم مجھ سے دین قبول کرنے لگے گی

کار ایشاں سر بسر شوریدہ[۳] گیر
تو ان کا کام بالکل ابتر ہو جائے گا

درمیاں شاں فتنہ و شور افگنم
ان میں ایسا فتنہ اور شورش پیدا کر دونگا

کاہرمن حیراں بماند در فنم
کہ شیطان بھی میرے فن کو دیکھ کر حیران ہو جائیگا

آنچہ خواہم کرد با نصرانیاں
جو (برتاؤ) میں عیسائیوں سے کروں گا

آں نمی آید کنوں اندر بیاں
اس وقت وہ بیان (بھی) نہیں ہو سکتا

چوں شمار ندم امیں و راز داں
جب وہ مجھے امانت دار اور راز دار سمجھ لیں گے (تو میں)

دام دیگر گوں نہم در پیش شاں
ان کے آگے ایک اور قسم کا جال پھیلاؤں گا

[۱] کم۔ کبھی کی کے معنی میں آتا ہے کبھی نفی کے معنی دیتا ہے، یہاں نفی کے معنی میں ہے۔ دست از چیزے شستن۔ کسی چیز کو چھوڑ دینا۔ مُشک ہم کے کسرہ اور ضمہ سے پڑھا جاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ ان کو پہچاننا مشکل ہے۔ تزویر۔ حیلہ۔ مکرو فریب۔ ہویدا۔ ظاہر۔ پنہاں۔ پوشیدہ نمر۔ کڑوا۔ دار۔ سولی۔ شفاعت گر سفارشی۔

[۲] منادی گاہ۔ وہ جگہ جہاں اعلان عام کیا جاتا ہے۔ چار سو۔ چوک چوراہ براں۔ راندن سے امر کا صیغہ ہے۔ دین پذیر۔ دین کی بات قبول کرنے والا۔

[۳] شوریدہ۔ پریشان و خراب۔ اہرمن۔ ایرانیوں کے عقیدہ کے مطابق وہ خدا جو خالق شر ہے۔ ہم اس کا ترجمہ شیطان کرتے ہیں۔ امین۔ امانتدار رازداں۔ بھیدی۔ دگرگوں۔ دوسری طرح

ار حیل بفریبم ایشاں راہمہ — واندر ایشاں افگنم صد دمدمہ[1]
اُن سب کو حیلوں سے فریب دوں گا — اور ان میں سینکڑوں مکر اور فریب پھیلا دونگا

تا بدستِ خویش خونِ خویشتن — برزمیں ریزند کوتہ شد سخن
یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنا خون — زمین پر بہائیں گے، بات مختصر ہوئی

تلبیس اندیشیدن وزیر بانصاریٰ و مکر اُو
وزیر کا عیسائیوں کو دھوکہ دینے کی فکر کرنا اور اُس کا مکر

پس بگویم من بسر نصرانیم — اے خدائے راز داں میدانیم
پھر میں کہوں گا، میں پوشیدہ طور پر عیسائی ہوں — اے راز داں خدا! تو مجھے جانتا ہے

شاہ واقف گشت از ایمان من — وز تعصب کرد قصد جان من
بادشاہ میرے ایمان سے واقف ہو گیا — (اور) اس نے تعصب کی وجہ سے میری جان لینے کا تہیہ کرلیا

خواستم تا دیں زشہ پنہاں کنم — آنچہ دینِ اوست ظاہر آں کنم
میں نے چاہا کہ بادشاہ سے اپنا دین چھپاؤں — اور جو اس کا مذہب ہے وہی اپنا مذہب ظاہر کردوں

شاہ بُوئے بُرد از اسرار من — متہم[2] شد پیش شہ گفتارِ من
بادشاہ نے میرے رازوں کی بُو پالی — (اور) میری بات بادشاہ کے سامنے جھوٹی ہوگئی

گفت گفت تو چدرناں سوزن ست — از دِلِ من تا دِلِ تو روزن ست
اُس نے کہا، تیری گفتگو روئی میں سوئیں کی طرح ہے — (اور) میرے دل سے تیرے دل تک سوراخ ہے

من ازاں روزن بدیدم حال تو — حال دیدم کے نیوشم قال تو
میں نے اس سوراخ سے تیرا حال دیکھ لیا ہے — (جب میں نے حال دیکھ لیا تو تیری بات کیوں سنوں؟)

گر نبودے جانِ عیسیٰؑ چارہ ام — اُو جہودانہ بکردے پارہ ام
اگر حضرت عیسیٰ کی روح میری مددگار نہ ہوتی — تو وہ یہودیوں کی طرح کی میرے ٹکڑے ٹکڑے کردیتا

بہر[3] عیسیٰ سر ببازم جان دہم — صد ہزاراں منتش بر خود نہم
حضرت عیسیٰ کے لئے میں جان اور سر دوں — ان کے لاکھوں، احسان جان پر سمجھوں

جاں دریغم نیست از عیسیٰؑ ولیک — واقفم بر علم و نیش نیک نیک
حضرت عیسیٰ کے لئے جان دینے میں مجھے تامل نہیں ہے لیکن — میں ان کے دین سے خوب خوب واقف ہوں

حیف می آید مرا کاں دین پاک — درمیان جاہلاں گردد ہلاک
مجھے اس پر افسوس آتا ہے کہ یہ پاک زمین — جاہلوں میں پہنچ کر تباہ و برباد ہو

[1] دمدمہ۔ مکر و فریب حیل۔ حیلہ کی جمع ہے۔ بسر نصرانیم۔ یعنی بظاہر یہودی پوشیدہ عیسائی ہوں۔ اے خدا۔ یعنی خدا کی قسم کھا کر کہوں گا۔ تعصب اپنے کی بیجا حمایت۔ دین۔ یعنی عیسائیت۔ دین او۔ یعنی یہودیت۔

[2] متہم۔ تہمت زدہ۔ گفت۔ پہلا گفت فعل ماضی۔ دوسرا گفت حاصل مصدر ہے۔ روزن۔ کھڑکی روشن دل۔ یعنی میں تیرے دل کی بات سے واقف ہوں۔ نوشیدن۔ سننا۔ قال بات گفتگو۔ جہودانہ یعنی وہ تعصب جو یہودیوں میں ہے۔ پارہ ٹکڑا۔

[3] بہر عیسیٰ حضرت عیسیٰ کے لئے جان اور سر دینے کی تمنا ہے، اگر یہ سعادت مجھے مل جائے تو ہزار احسان مانوں حیف۔ یعنی جینے کی تمنا اس لئے کہ دین عیسیٰ کی حفاظت اور تبلیغ کردوں۔

شکر یزداں راو عیسیٰ را کہ ما
اللہ، اور عیسیٰ کا شکر ہے کہ ہم

گشتہ ایم ایں دینِ حق رارہنما
اس سچے دین کے راہنما بن گئے ہیں

از جہودی[1] او ز جوداں رستہ ایم
یہودیت، اور یہودیوں سے ہم چھوٹ گئے ہیں

بُز ناریے میاں رابستہ ایم
جب سے کہ ہم نے زنار سے اپنی کمر کس لی ہے

دور دورِ عیسیٰ ست اے مردماں
اے لوگو! یہ عہد تو حضرت عیسیٰ ہی کا عہد ہے

بشنوید اسرار کیشِ اُو بجاں
اُن کے مذہب کے اسرار دل و جان سے سنو

کایں شہ بیدین وظالم بس عدوست
یہ بادشاہ بے دین اور ظالم بہت بڑا دشمن ہے

می نہ داند ہیچ دشمن راز دوست
دوست اور دشمن میں فرق نہیں کرتا

ایں نسق می گفت بانصرانیاں
وہ عیسائیوں سے اس طرح کی باتیں کہتا تھا

لیک بودش دل بسوئے شہ کشاں
لیکن اس کا دل بادشاہ کا گرویدہ تھا

گفت شہ راکائے شہنشہ صبر کن
بادشاہ سے کہا، جہاں پناہ! ذرا صبر کریں

تامن ایشاں راکنم[2] از بیخ وبُن
تاکہ میں ان کی جڑ اور بنیاد اکھاڑ دوں

چوں شمار ندم امین و مقتدا
جب وہ مجھے امانتدار اور پیشوا سمجھ لیں گے

سر نہذم جملہ جو یند اہتدا
میرے سامنے سب سر جھکا دینگے اور رہنمائی چاہینگے

چوں وزیر ایں مکر را بر شہ شمرد
جب وزیر نے بادشاہ کے سامنے یہ فریب بیان کیا

از دلش اندیشہ را کُلّی ببرد
تو اس کے دل سے فکر کو بالکل دور کر دیا

کرد باوے شاہ آں کاریکہ گفت
بادشاہ نے اس کے ساتھ وہی کام کیا جو اس نے کہا

خلق حیراں ماندزاں راز نہفت
(اور) اس چھپے ہوئے بھید سے لوگ بے خبر رہے

کرد رسوایش میانِ انجمن
بادشاہ نے اس کو بھری انجمن میں سوا کیا

تا کہ واقف شد زحالش مرد وزن
یہاں تک کہ مرد اور عورت اس کے حال سے واقف ہو گئے

راند اُورا جانب نصرانیاں
اُس کی عیسائیوں کی جانب بھگا دیا

کرد در دعوت[3] شروع اُو بعد ازاں
اس کے بعد اس نے تبلیغ کا کام شروع کر دیا

چوں چناں دیدند ترسایانش زار
عیسائیوں نے جب اس کو ایسا عاجز بدحال دیکھا

می شدند اند رغم اُو اشکبار
تو وہ اس کی حالت زار پر رو پڑے

حال عالم ایں چنیں ست اے پسر
اے لڑکے! دنیا کا حال یہی ہے

از حسد میخز دا نیہا سر بسر
اور یہ سب باتیں حد سے پیدا ہوتی ہیں

---

[1] جہودی ۔ یہودیت۔ جہودی بادشاہ کے متعلقین یہودی زنار۔ جنیو، وہ دھاگا جس میں عیسائی اپنی گردن میں صلیب ڈالتے ہیں۔ دور ۔ عہد، زمانہ یعنی اس وقت لوگ حضرت عیسیٰ کی شریعت کے مکلف ہیں۔ کیش۔ دین، مذہب۔ می نہ داند دشمنی میں اندھا ہے نسق طرز، اسلوب یعنی جو باتیں عیسائیوں سے کہیگا وہ بادشاہ کو سنائیں۔ کشاں۔ مائل

[2] کنم۔ کاف کے فتحہ سے، کندن اکھاڑنا۔ بن۔ جڑ، بنیاد۔ مقتدا۔ جس کی پیروی کی جائے۔ اہتدار۔ ہدایت حاصل کرنا۔ سمر داس نے گنا، سمار کیا۔ کلی۔ بالکل گفت۔ یعنی بادشاہ نے اس کے ہاتھ، پیر، ناک، کان کاٹ کر عیسائیوں کے علاقہ میں نکلوادیا۔

[3] دعوت یعنی دین کی تبلیغ زار۔ عاجز، بدحال۔ اشکبار۔ آنسو بہانے والا۔ حال یعنی حسد یہ سب کراتا ہے۔ جو وزیر عیسائیوں کے ساتھ کر رہا تھا۔

جمع آمدن نصاریٰ با وزیر وراز گفتن او بایشاں

وزیر کے پاس عیسائیوں کا جمع ہونا اور اُس کا ان سے راز کہنا

صد ہزاراں مرد اترسا سوئے اُو — اندک اندک جمع شد در کوئے او

لاکھوں عیسائی اس کی حمایت میں — تھوڑے تھوڑے اس کے کوچہ میں جمع ہو گئے

اُو بیاں می کرد با ایشاں براز — تبرِ انگلیوں وزُنّار و نماز

وہ ان سے راز داری کے ساتھ بیان کرتا تھا — انجیل اور شہ صلیب اور نماز کے اسرار

او بیاں می کرد با ایشاں فصیح — دائماً اقوال و افعال مسیح

وہ ان سے فصاحت کے ساتھ بیان کرتا تھا — ہمیشہ حضرت مسیحؑ کے اقوال اور افعال

اُو بظاہر واعظ احکام بود — لیک در باطن صیغر و دام بود

وہ بظاہر (دین کے) حکموں کا واعظ تھا — لیکن بباطن بیٹی اور جال (والا معاملہ) تھا

بہر ایں[۲] معنی صحابہ از رسول — مُلتمس بودند مکر نفس غول

اسی سبب سے صحابہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے — نفسانی بھوت کے مکر کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے

گوچہ آمیز دز اغراض نہاں — در عبادتہا و در اخلاص جاں

کہ وہ کیا پوشیدہ طور پر خود غرضیاں ملا دیتا ہے — عبادتوں اور دل کے اخلاص میں

فضل طاعت انجستند ے ازو — عیب باطن را بجستند ے کہ گو

اُن سے عبادت کی فضیلتیں نہ تلاش کرتے — (بلکہ) باطنی عیب کی جستجو کرتے کہ فرمایئے

مُو بمو ذرّہ ذرّہ مکر نفس — میشناسیدند چوں گل از کرفس

نفس کی مکاری کا بال بال اور ذرّہ ذرّہ — وہ پہچان لیتے جس طرح پھول کو کرفس سے جدا کی جانا جا سکتا ہے

گفت زاں فصلے حذیفہ یا حسن — تا بداں شد وعظ و تذکیرش حسن

اسی کا کچھ حصہ حضرت حذیفہؓ نے حضرت حسنؒ کو بتایا — جس سے انکا وعظ اور بیان خوب ہو گیا

موشگاف[۳] فانف صحابہ جملہ شاں — خیرہ گشتند ے دراں وعظ و بیاں

تمام نکتہ شناس صحابہ — اس وعظ اور بیان سے حیران رہ جاتے تھے

دل بدو دادندتر سایاں تمام — خود چہ باشد قوت تقلید عام

تمام عیسائیوں نے اس کو دل دیدیا — عام تقلید کی قوت (بھی) کیا ہوتی ہے

درد رون سینہ مہرش کاشتند — نائب عیسیش می پنداشتند

انہوں نے اپنے سینوں میں اس کی محبت کا بیج بولیا — وہ اس کو حضرت عیسیٰ کا نائب سمجھ رہے تھے

---

۱ ترسا۔ عیسائی۔ انگلیوں انجیل کو کہتے ہیں۔ زنار یعنی اس صلیب کا دھاگا جو عیسائی گلے میں لٹکاتے ہیں۔ احکام۔ عیسوی مذہب کے احکام۔ صیغر۔ وہ آواز جو شکاری، جانوروں کو پھنسانے کے لئے نکالتا ہے۔

۲ ایں معنی۔ شیطانی مکر و فریب۔ غول۔ شیطان چھلاوہ کو۔ کہ او۔ اغراض نفسانی خواہشیں۔ کرفس ایک تیز بدبودار گھاس ہے۔ حذیفہؓ ابن الیمان مشہور صحابی ہیں، جن کو دین کے اسرار حضورؐ سے بہت حاصل ہوئے تھے۔ حسن۔ حسن بصری مراد ہیں۔ اگرچہ یہ حضرت حذیفہؓ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ ان کو بالواسطہ حضرت حذیفہؓ کے علوم پہنچے ہیں۔ امام غزالیؒ نے فرمایا ہے۔ کہ حسن بصری کا کلام انبیاء کے کلام سے مشابہ ہوتا ہے۔

۳ موشگاف۔ نکتہ شناس، تعمق خیرہ حیران۔ دل کسے دادن۔ عاشق ہونا، منعقد ہونا۔ تقلید۔ بلا دلیل کسی کی پیروی کرنا۔ دجال۔ ایک جھوٹے کا نام ہے جو قیامت کے قریب رونما ہوگا۔ بہت سے لوگ اس کی شعبدہ بازی سے معتقد ہو کر اس کے پیرو بن جائیں گے۔

اُو بسر دجّال یک[1] چشم لعیں
وہ خفیہ طور پر ملعون کا نادجال ہے

ایخدا فریادرس نعم المعیں
اے خدا، اچھے مدد گار ہماری فریاد سن

صد ہزاراں دام و دانہ ست ایخدا
اے خدا لاکھوں، جال اور دانے ہیں

ماچو مُرغانِ حریص و بے نوا
اور ہم لالچی بھوکے پرندوں کی طرح ہیں

دمبدم پا بستۂ دام نوایم
ہم ہر وقت ایک نئے جال میں گرفتار ہیں

ہر یکے گر باز و سیمرغے شویم
اگرچہ ہم سب باز اور سیمرغ بن جائیں

می رہانی ہر دمے مارا و باز
تو ہمیں ہر وقت چھڑاتا ہے اور پھر

سوئے دامے می رویم اے بے نیاز
ہم کسی جال کی طرف چل دیتے ہیں اے بے نیاز!

مادریں انبانِ گندم می کنیم
ہم اس بورے میں گیہوں بھرتے ہیں

گندم جمع آمدہ گم می کنیم
جمع شدہ گیہوں کو گم کر دیتے ہیں

می بیند یشیم آخر ما بہوش
جب ہم عقل سے سوچتے ہیں

کایں خلل در گندم ست از مکر موش
تو گیہوں میں یہ کمی چوہے کی مکاری سے ہے

موش تا انبان ما حُفرہ زدہ ست
چوہے نے ہمارے بورے میں سوراخ کرلیا ہے

از فنش انبارِ ماویراں شدہ ست
اس کے مکر سے ہمارا ذخیرہ برباد ہو گیا ہے

اوّل[2] ایجاں دفع شر موش کن
اے عزیز! پہلے چوہے کی شرارت کو رفع کر

وانگہ اندر جمع گندم جوش کن
پھر گیہوں جمع کرنے کی کوشش کر

بشنواز اخبار آں صدر الصدور
صدروں کے صدر کی یہ حدیث سن لے

لا صَلٰوۃَ (تم) اِلّا بالحُضُور
کہ کوئی نماز بغیر حضور قلب کے مکمل نہیں ہوتی

گر نہ مُوشے دُزد در انبان ماست
اگر کوئی چوہا ہمارے بورے میں چور نہیں ہے

گندم اعمالِ چل سالہ کجاست
تو چالیس سالہ اعمال کے گیہوں کہاں ہیں؟

ریزہ ریزہ صدق ہر روز چرا
ہر روز کا ذرا ذرا سا صدق کیوں

جمع می ناید دریں انبار ما
ہمارے اس انبار میں جمع نہیں ہوتا ہے؟

بس[3] ستارہ آتش از آہن جہید
آگ کی بہت سی چنگاریاں لوہے سے نکلیں

ویں دل شوریدہ پذ رفت و کشید
اور اس دیوانہ دل نے ان کو قبول اور جذب کیا

لیک در ظلمت یکے دزدِ نہاں
لیکن ایک چھپا ہوا چور اندھیرے میں

مے نہد انگشت بر استار گاں
چنگاریوں پر انگلی دھر دیتا ہے

[1] یک چشم۔ کانا دجال کانا ہوگا۔ لعین۔ ملعون نعم المعین۔ اچھا مددگار سیمرغ۔ کہا جاتا ہے۔ کوئی نادر الوجود پرندہ ہے جو وہ قاف میں رہتا ہے اس کے پروں میں تیس رنگ ہوتے ہیں۔ انبان تھیلا، بورا، حفرہ۔ کُرید۔ سوراخ

[2] اوّل۔ یعنی انسان کو پہلے شیطانی وساوس سے نجات حاصل کرنی چاہئے اس کے بعد عبادت کا ذخیرہ کرے۔ الصلوٰۃ یعنی نماز جب ہی مکمل ہوگی جب دل میں شیطانی وسوسہ کا دخل نہ رہے۔ چل سالہ عموماً چالیس سالہ عمر جوانی کی ہوتی ہے جس میں انسان باطن کی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے۔

[3] ستارہ آتش۔ آگ کی چنگاری۔ جہیدن۔ نکلنا شوریدہ دیوانہ۔ دزد نہاں یعنی شیطان ان شراروں کو بجھا دیتا ہے۔ جو عبادت سے پیدا ہوتے ہیں۔

میکشد استار گانرا یک بیک — تا کہ نفروزد چراغے بر فلک
چنگاریوں کو فوراً بجھا دیتا ہے — تاکہ آسمان پر کوئی چراغ روشن نہ ہو

چوں عنایاتت شود باما مقیم[1] — کے بود بیمے زاں دُزد لئیم
جب تیری عنایتیں ہمارے ساتھ ہو جائینگی — تو اُس کمینہ چور کا ڈر کب ہو سکتا ہے؟

گر ہزاراں دام باشد ہر قدم — چوں تو بامائی نبا شد ہیچ غم
اگر ہر قدم پر ہزاروں جال ہوں — جب تو ہمارے ساتھ ہے تو کچھ غم نہیں

ہر شبے از دام تن ارواح را — می رہانی می کنی الواح را
روحوں کو بدن کے جال سے ہر شب — تو رہا کر دیتا ہے، تختیاں اکھاڑ دیتا ہے

می رہند ارواح ہر شب زیں قفس — فارغاں بے حاکم و محکوم کس
روحیں ہر شب اس پنجرے (جسم) سے چھوٹ جاتی ہیں — فارغ البال بغیر افسری اور ماتحتی کے

شب ز زنداں لے خبر زندانیاں — شب ز دولت لے خبر سلطانیاں
(جس طرح) رات کو قیدی قید خانہ سے بے خبر ہوتے ہیں — (اور) رات کو کارکنان سلطنت سے بے خبر ہوتے ہیں

نے غم و اندیشۂ سُود و زیاں — نے خیال ایں فلان و آں فلاں
نہ کسی کو فائدہ اور نقصان کا غم اور فکر — نہ اس فلانے اور اس فلانے کا خیال

حال عارف ایں بُود بیخواب ہم — گفت یزداں ہم رُقودند ایں مرم[2]
خدا شناس کی یہ حالت بغیر نیند کے بھی ہوتی ہے — خدا نے فرمایا ہے "وہ سوئے ہوئے ہیں" اس سے نہ بھاگ

خفتہ از احوال دنیا روز و شب — چوں قلم در پنجۂ تقلیب رب
وہ دن رات دنیا کے احوال سے غافل ہوتا ہے — خدا کے دست تصرف میں قلم کی طرح ہے

آنکہ اُو پنجہ نہ بیند در رقم — فعل پندارد بہ جنبش از قلم
(وہ شخص) جو لکھنے میں ہاتھ کو نہیں دیکھتا — وہ قلم کی حرکت کو اسی کا فعل سمجھتا ہے

تمثیل مرد عارف و تفسیر اللہ یتوفی الانفس حین موتہا
مرد عارف کی مثال اور "اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کر لیتا ہے" کی تفسیر

شمۂ زیں حال عارف وا نمود — خلق را ہم خواب حسی در ربود
عارف کے حال کا کچھ حصہ اللہ نے واضح کر دیا ہے — کہ لوگوں کو حسی نیند بھی بے خود کر دیتی ہے

رفتہ در صحرا[3] بے چوں جان شاں — روح شاں آسودۂ وابدان شاں
ان کی جان ایک بے مثال بیابان میں چلی جاتی ہے — ان کی روح اور ان کے بدن آرام میں ہوتے ہیں

---

[1] مقیم۔ قائم شامل حال بامائی۔ تو ہمارے ساتھ ہے۔ الواح۔ لوح کی جمع بمعنی تختہ یعنی جس طرح خدا روحوں کو آزاد کر دیتا ہے اسی طرح ہمیں شیطانی وسوسے سے آزاد کر دے۔ فارغاں۔ ہر طرح کی تکالیف سے آزاد عارف۔ جس کو خدا کی معرفت حاصل ہو گئی ہو۔

[2] ہم رمود وہ سوئے ہوئے ہیں۔ یہ قرآن پاک میں اصحاب کہف کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ اصحاب کہف بزرگوں کی ایک جماعت تھی جو دقیانوس بادشاہ کے زمانہ میں پیغمبر وقت پر ایمان لے آئے تھے۔ بادشاہ کے ظلم کے خوف سے ایک غار میں جا چھپے تھے۔ مرم۔ یعنی اصحاب کہف کے بارے میں اس عقیدہ سے گریز نہ کر۔ چوں قلم۔ اصل کاتب کا پنجہ ہے وہ جس طرح چاہتا ہے۔ قلم چلتا ہے شمہ تھوڑا سا حصہ عارف وہ شخص جس کو خدا کی معرفت حاصل ہو گئی ہو۔

[3] صحرا بے چوں۔ اس سے مراد عالم مثال ہے جس کو عالم برزخ بھی کہتے ہیں۔ یہ عالم جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اس کو عالم اجسام یا عالم شہادت کہا جاتا ہے۔ جو چھ عالم شہادت میں ہے وہ بلا کسی مادہ کے عالم مثال میں بھی ہے یہی عالم مثال مرنے کے بعد تا قیامت انسان کا مقام ہے۔ خواب میں یہی عالم مثال نظر آتا ہے اس لئے مادہ ایک عالم ارواح ہے جو مادہ کیفیت دونوں سے منزہ ہے۔

فارغاں از حرص و اکباب[1] و حصص
(یہ لوگ) حرص اور جھکاؤ اور پریشانی سے فارغ ہوتے ہیں

مُرغ و راز دام جَستہ وز قفص
اُس پرندہ کی طرح جو جال اور پنجرے سے آزاد ہو گیا ہو

تُرک روز آخر چو بازریں سپر
آخر جب دن کے سپاہی نے سنہری ڈھال لگا کر

ہندوئے شب را بہ تیغ افگند سَر
رات کے چور کا تلوار سے سر کاٹ گرایا

میل ہر جانے بسوئے تن بُود
ہر جان کا جسم کی طرف میلان ہوتا ہے

ہر تنے از روح آبستن بُود
ہر بدن روح سے بار دار ہو جاتا ہے

از صفیرے باز دام اندر کشی
سیٹی کے ذریعہ تو پھر جال بچھا دیتا ہے

جملہ را در دام درد آور کشی
سب کو مصیبت کے جال میں پھانس دیتا ہے

چونکہ نور صبحدم سر برزند
جب صبح کے وقت کا نور نمودار ہوتا ہے

کرکس زرّیں گردوں پر زند
اور آسمان کا سنہری گدھ اڑنے لگتا ہے

فالق[2] الاصباح اسرافیل وار
صبح کو پیدا کرنے والا اسرافیل کی طرح

جملہ را در صورت آرد زاں دیار
اُن جگہوں سے سب کو صورت میں لاتا ہے

روحہائے مُنبسط راتن کند
منتشر روحوں کو جسم میں لے آتا ہے

ہر تنے را باز آبستن کند
ہر جسم کو پھر بار دار کر دیتا ہے

اسپ جاں را می کند عاری ززیں
روح کے گھوڑے کو زین سے ننگا کر دیتا ہے

سِرِّ النوم اخ الموت ست ایں
نیند موت کی بہن ہے کا مطلب یہی ہے

لیک بہر آنکہ روز آیند باز
لیکن اس لئے کہ وہ دن میں واپس آئیں

بر نہد بر پائے شاں بند دراز
ان کے پیر میں لمبی رسی باندھ دیتا ہے

تا کہ روزش وا کشد زاں مرغزار[3]
تا کہ اس سبزہ زار سے دن میں واپس لے آئے

وز چراگاہ آردش در زیر بار
اور چراگاہ سے اس کو بوجھ کے نیچے لاتا ہے

کاش چوں اصحاب کہف آں روح را
کاش اصحاب کہف کی طرح اس روح کو

حفظ کردے یا چو کشتی نوح را
محفوظ کر دیتا یا اس طرح جیسے کشتی نے نوح کی حفاظت کی

تا ازیں طوفانِ بیداری و ہوش
تا کہ بیداری اور ہوش کے اس طوفان سے

وارہیدے ایں ضمیر و چشم و گوش
چھوٹ جاتے یہ دل اور آنکھ اور کان

اے بسا اصحاب کہف اندر جہاں
اے (مخاطب) بہت سے اصحاب کہف دنیا کے اندر

پہلوئے تو پیش تو ہست ایں زماں
تیرے پہلو میں، تیرے سامنے اب بھی موجود ہیں

---

[1] اکباب۔ کسی چیز پر اوندھا گرنا۔ حصص۔ بضحتین، دوڑنا، سر کے بالوں کا کم ہونا، جوفکر اور پریشانی سے ہوتا ہے۔ ترک۔ ترکستان کا رہنے والا، سپاہی۔ ہندو چور، غلام، ہندوستان کا رہنے والا۔ آبستن۔ حاملہ ہونا، بوجھل ہونا، صیفر۔ شکاری کی سیٹی جس سے شکار مائل ہو جاتا ہے۔ دام درد آور۔ بیداری میں طرح طرح کے دردوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ سر پر زدن۔ ظاہر ہونا۔ کرکس۔ گدھ۔ پر زدن۔ اڑنا۔

[2] فالق الاصباح صبح کو رات کی تاریکی سے نکالنے والا اسرافیل۔ اس فرشتہ کا نام ہے جو قیامت کے قریب صور پھونکے گا۔ منبسط۔ آزاد۔ عاری۔ خالی، برہنہ زین۔ کاہل۔ سر۔ بھیدنوم۔ نینداخ بھائی برنہد۔ بر زیادہ ہے واکشید۔ زور یا حیلہ کے ذریعہ کھینچنا۔

[3] مرغزار۔ چراگاہ۔ دز۔ واز۔ زیربار۔ جانوروں کو چراگاہ سے واپس لانے کے بعد لادا جاتا ہے۔ کشتی۔ حضرت نوح کی کشتی نے چند روز حفاظت کی۔ طوفان بیداری میں انسان طرح طرح کے مصائب اور افکار سے دوچار ہوتا ہے۔ بسا۔ اصحاب کہف کی طرح کے بہت سے اولیا، اس وقت بھی گردو پیش میں موجود ہیں۔ لیکن ہمیں بصیرت حاصل نہیں کیا ان کو پہچان سکیں۔

یار با او، غار با اوہم سَرود
یار اور غار (دونوں) ان کے ہمساز ہیں

مُہر بر چشم ست و بر گوشت چہ سُود
لیکن تیری آنکھ اور کان پر تو مہر ہے، کیا فائدہ

بازاداں کز چیست ایں رُو پوشہا
اب سمجھ لے کہ یہ حجابات کس لئے ہیں؟

ختم حق بر چشم ہا و گوش ہا
آنکھوں اور کانوں پر خدا کی مہر کس وجہ سے ہے؟

سوال کردن خلیفہ از لیلیٰ و جواب اُو

خلیفہ کا لیلیٰ سے سوال کرنا اور اُس کا جواب

گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی
خلیفہ نے لیلیٰ سے کہا کیا تو وہی ہے

کز تو مجنوں شد پریشان وغوی
کہ تیری وجہ سے مجنوں پریشان اور دیوانہ ہوا ہے

از دگر خوباں تو افزوں نیستی
تو دوسرے چہیتوں سے بڑھ کر تو نہیں ہے

گفت خامُش چوں تو مجنوں نیستی
اُس نے کہا خاموش رہ چونکہ تو مجنوں نہیں ہے

دیدۂ مجنوں اگر بودے ترا
اگر تیرے پاس مجنوں کی آنکھ ہوتی

ہر دو عالم بے خطر بودے تُرا
(تو) تیرے لئے دونوں جہاں بے قدر ہوتے

باخودی تو لیک مجنوں بیخودست
تو ہوش میں ہے لیکن مجنوں بے ہوش ہے

در طریق عشق بیداری بَدست
عشق کی راہ میں بیداری بُری ہے

ہر کہ[۲] بیدارست اور در خواب تر
جو بیدار ہے، وہ زیادہ نیند (غفلت) میں ہے

ہست بیداریش از خوابش تبر
اس کی بیداری، نیند سے بدتر ہے

ہر کہ در خواب ست بیداریش بہ
جو خواب (غفلت) میں ہے اُس کا بیدار ہونا بہتر ہے

مستِ غفلت عین ہشیاریش بہ
غفلت کے مدہوش کا عین ہوشیار ہونا بہتر ہے

چوں بحق بیدار نبود جان ما
جب ہماری جانداکے معاملہ میں بیدار نہ ہو

ہست بیداری چو در بندان ما
تو ہماری بیداری قید خانہ کی بیداری کی طرح ہے

جاں[۳] ہمہ روز از لگدکوبِ خیال
پورے دن جان، خیالات کی پامالی

وز زیان وسود واز خوفِ زوال
اور نقصان اور نفع اور زوال کے خوف سے

نے صفا میماندش نے لُطف وفر
نہ اس میں صفائی رہتی ہے نہ چمک کی اور قوت

نے بسوئے آسماں راہِ سفر
نہ آسمان کی طرف سفر کا راستہ

خفتہ آں باشد کہ اواز ہر خیال
سویا ہوا وہ ہے جو ہر خیال سے

دارد امیدو کند با اُو مقال
امید وابستہ کرے اور اس کے متعلق گفتگو کرے

---

۱ بازاروں۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ بے بصیرتی ہماری معصیت کاری کی وجہ سے ہے۔ کاں۔ کہ آں۔ غوری۔ دیوانہ، گمراہ مجنوں نیستی۔ سعدیؒ نے فرمایا ہے لیلیٰ راز در پچہ چشم مجنوں بایستے نگریست خطر۔ قدر و منزلت۔ باخود ہوشیار۔ بے خود بیہوش۔ مجذوب۔

۲ ہر کہ۔ جو شخص دنیاوی کاروبار میں پھنس ہے اور جاگ رہا ہے اس کی بیداری نیند سے بدتر ہے۔ تبر۔ بدتر خواب۔ خواب غفلت میں مبتلا لوگوں کا بیدار ہو جانا۔ بہتر ہے۔ بحق۔ اللہ کے معاملہ میں بیدار رہنا چاہئے۔

۳ جاں دنیاوی دھندوں میں رُوح مکدر ہو جاتی ہے۔ اور اس کو عالم بالا کی سیر کا راستہ نہیں ملتا۔ ہر خیال خیالوں میں دنیا میں آباد بیدار غفلت کی نیند میں ہے۔ مقال۔ گفتگو

نے چنانکہ از خیال آید بحال
وہ ایسا نہیں ہے کہ خیال سے وجد میں آئے

آں خیالش گرد اُورا صد وبال
(بلکہ) اُس کا وہ خیال اس کے لئے سو وبال ہے

دیوراچوں حور بیند اُو بخواب
وہ خواب میں شیطان کو حور دیکھتا ہے

پس زشہوت ریزد اُو بادیو آب
پھر شہوت سے اس سے ہم بستری کرتا ہے

چونکہ تخم نسل در شورہ بریخت
جیسے ہی نسل کا بیج اس نے شور زمین میں ڈالا

اُو نجویش آمد خیال از وے گریخت
وہ بیدار ہوا اور خیال اس سے روانہ ہوا

ضعیفِ سر بیندا زان وتن پلید
اُس کی وجہ سے سر کی کمزوری محسوس کرتا ہے اور جسم پلید

آہ ازاں نقش پدید ناپدید
اُس ظاہری اور معدوم نقش پر افسوس ہے

مُرغ ۲ بر بالا پران دسایہ اش
پرندہ اوپر اڑ رہا ہے اور اس کا سایہ

میدَوَد بر خاک پرّاں مُرغ وش
پرندہ کی طرح زمین پر اڑان کر رہا ہے

ابلہے صیّاد آں سایہ شود
بیوقوف اس سایہ کا شکاری بنتا ہے

میدود چندانکہ بے مایہ شود
اتنا دوڑتا ہے کہ بے طاقت ہو جاتا ہے

بے خبر کاں عکس آں مُرغ ہواست
اس سے غافل ہے کہ وہ ہوا کے پرندہ کا عکس ہے

بے خبر کہ اصل آں سایہ کجاست
اور اس سے بے خبر ہے کہ اُس سایہ کی اصل کہاں ہے

تیر اندازد بسوئے سایہ اُو
وہ سایہ کی طرف تیر اندازی کرتا ہے

ترکش خالی شود در جُستجو
(اور) جستجو ہی میں اس کا ترکش خالی ہو جاتا ہے

ترکش عمرش تہی شد عمر رفت
اُس کی عمر کا ترکش خالی ہوا، عمر (برباد) گئی

از دویدن در شکار سایہ تفت
سایہ کے شکار میں دوڑنے سے جل بھن گیا

سایہ ۳ یزداں چو باشد سایہ اش
جب اللہ کا سایہ اس کی دایہ ہو

وار ہاند از خیال سایہ اش
تو اس کو سایہ کے خیال سے نجات دیدے گا

در تخریض متابعت ولی مرشد

رہنما ولی کی تابعداری کی ترغیب

سایۂ یزداں بُود بندہ خدا
خدا کا بندہ اللہ کا سایہ ہوتا ہے

مُردۂ ایں عالم دزندہ خدا
وہ اس دنیا کا مردہ اور خدا کا زندہ ہوتا ہے

دامن اُو گیر زُو تر بے گماں
اُس کا دامن شک وشبہ کے بغیر جلد تھام لے

تارہی از آفت آخر زماں
تاکہ آخرت کی مصیبت سے تو چھوٹ جائے

۱ حال۔ وجد کی وہ کیفیت جو سالکوں پر طاری ہوتی ہے۔ دیو۔ شیطان۔ آب یعنی نطفہ، منی تخم نسل۔ نطفہ، منی۔ مخفف۔ سر بدخوابی سے دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔ پدید ہونا پدید خواب میں جو ظاہر ہوا حقیقت میں وہ کچھ نہیں ہے۔

۲ مرغ۔ داہی خیالات کے پیچھے بھاگنے والوں کی دوسری مثال ہے۔ اصل۔ یعنی پرند۔ ترکش۔ تیروں کا تھیلا۔ نفت۔ فعل ماضی تفتن بمعنی سوختن۔

۳ سایہ یزداں۔ یعنی اولیاء اللہ۔ دایہ۔ انا، مراد مرشد کامل ہے۔ سایہ۔ یعنی خیالاتی دنیا۔ تحریض برانگیختہ کرنا۔ بندہ خدا۔ یعنی خدا کا خاص بندہ زودتر۔ زودتر کا مخفف ہے، بہت جلد

کیف [1] مد الظل نقش اولیاست
''کیف مد الظل'' اولیاء کا وجود ہے

کو دلیل نور ف خورشید خداست
جو اللہ کے آفتاب کے نور کے رہنما ہیں

اندریں وادی مَرو بے ایں دلیل
اس وادی میں بغیر رہنما کے نہ چل

لا احب الافلیں گو چوں خلیل
خلیل اللہ کی طرح کہدے میں ڈوب جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا ہوں

روز سایہ آفتابے رابیاب
جا، سایہ کے ذریعہ آفتاب کو حاصل کر لے

دامنِ شہ شمسِ تبریزی بتاب
اور شاہ شمس تبریزی کا دامن تھام لے

رہ ندانی جانب ایں سُور و عُرس
اس جشن اور شادی کا اگر تجھے رات معلوم نہیں ہے

از ضیاء الحق حُسام الدیں بپرس
تو ضیاء الحق حسام الدین سے پوچھ لے

ور حسد [2] گیرد ترا در رہ گلو
اگر راستہ میں حسد تیرا گلا دبائے

در حَسد ابلیس رابا شد غلو
حسد میں شیطان کو غلو ہے

گو زآدم ننگ دارِاز حسد
اس لئے کہ وہ حسد کی وجہ سے آدم سے ذلت محسوس کرتا ہے

باسعادت جنگ دارد از حسد
اور حسد کی وجہ سے نیک بختی سے جنگ کرتا ہے

عقبۂ زیں صَعب تر در راہ نیست
راستہ میں اس سے سخت گھاٹی نہیں ہے

اے خُنک آں کش حسد ہمراہ نیست
وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جس کے ساتھ حسد نہیں ہے

ایں جسد خانہ حسد آمد بداں
یہ جسم حسد کا گھر ہے، سمجھ لے

کز حسد آلودہ گردد خانداں
حسد میں پورا خاندان مبتلا ہو جاتا ہے

خانما [3] نہا از حسد گردد خراب
حسد سے گھرانے تباہ ہو جاتے ہیں

باز شاہی از حسد گردد غُراب
حسد کی وجہ سے شاہی باز (دل) کوا بن جاتا ہے

گر جسد خانہ حسد باشد و لیک
اگرچہ جسم حسد کا گھر ہو سکتا ہے، لیکن

آں جسد را پاک کرد اللہ نیک
جسم کو اللہ نے خوب پاک کر دیا ہے

یافت پاکی از جنابِ کبریا
اللہ تعالیٰ کی جناب سے پاکی پائی ہے

جسم پُر از کبر و پُر حقد و ریا
اس جسم نے جو کبر اور کینہ اور ریاکاری سے بھرا ہے

''طہرا بیتی'' بیان پاکی ست
''تم دونوں میرے گھر کو پاک کرو'' پاکی کا بیان ہے

گنج نور ست ار طلسمش خاکی ست
نور کا خزانہ ہے اگرچہ اس کا نقش مٹی کا ہے

چوں کنی بابے حسد مکرو حسد
جب تو کسی صاف دل کے ساتھ مکر اور حسد کریگا

زاں حسد دل را سیاہیہا رسد
تو اس حسد سے دل میں سیاہیاں پیدا ہوں گی

---

[1] کیف مد الظل۔ یہ قرآنی آیت کا ٹکڑا ہے اس میں فرمایا گیا ہے اے نبی کیا تم اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتے کہ اس نے کس طرح سایہ کو دراز کیا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔ کہ اس سایہ سے اولیاء اللہ کے وجود کی طرف اشارہ ہے۔ دلیل۔ یعنی مرشد کامل۔ لا احب الافلین۔ حضرت ابراہیم نے ستارے کی الوہیت سے انکار کرتے ہوئے فرمایا تھا میں چھپا جانے والوں کو پسند نہیں کرتا مراد دنیائے ناپائیدار کے تعلقات ہیں۔ شمس تبریزی۔ مولانا رومی کے شیخ ہیں تفصیل حالات مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔ سود سین کے ضمہ سے، مجلس شاہی جشن۔ ضیاء الحق حسام الدین شمس تبریزی سے بیعت تھے پھر مولانا سے مستفیض ہوئے تفصیلی حالات مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

[2] در حسد۔ تو اس حسد کو شیطانی وسوسہ سمجھ اس لئے کہ شیطان کو حسد پیدا کر دینے میں غلو ہے۔ کو۔ کہ او شیطان نے حضرت آدم کی قدر و منزلت دیکھ کر حسد کیا اور یہ کہہ کر وہ مٹی سے بنا ہے اور میں آگ سے، اس حسد کا اظہار کیا تو ہمیشہ کے لئے سعادت محروم ہو گیا۔ عقبہ۔ عین اور قاف کے زبر کے ساتھ پہاڑ کی دشوار گذار گھاٹی۔ صعب۔ دشوار، سخت حسد جسم۔ خاندان۔ یعنی تمام اعضاء انسانی

[3] خانمان۔ مخفف ہے خان و مان کا گھر بار عراب کوا۔ بار پرندوں میں اشرف ہے خورد لیل پرندہ ہے۔ یافت جب انسان ریاضت اور مجاہدہ کرتا ہے یہ نفسانی عیوب زائل ہو جاتے ہیں۔

خاک شو مردانِ[1] حق را زیر پا — خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما
خاصانِ خدا کے پیر کے نیچے خاک بن جا — ہماری طرح حسد پر مٹ ڈال

در بیانِ حسد کردن وزیر جہود
یہودی وزیر کے حسد کے بیان میں ذ

آں وزیرک از حسد بودش نژاد — تا بباطل گوش و بینی باد داد
وہ کمینہ وزیر، حسد سے بنا تھا — اسی لئے اس نے ناحق کان اور ناک برباد کئے

بر امید آنکہ از نیش حسد — زہر او در جانِ مسکیناں[2] رسد
اس امید پر کہ حسد کے ڈنک کے ذریعہ — اس کا زہر مسکینوں کی جان پر پہنچ جائیگا

ہر کسے کو از حسد بینی کند — خویش را ئے گوش و بے بینی کند
جو شخص حسد کی وجہ سے اپنی ناک کاٹتا ہے — وہ اپنے آپ کو ہی کان اور بے ناک کا کر لیتا ہے

بینی آں باشد کہ او بوئے برد — بوئے او را جانب کوئے برد
ناک تو وہ ہے جو بو سونگھے — بو اس کی کوچہ کی طرف لے جائے

ہر کہ بُویش نیست بے بینی بُود — بوئے آں بوئیست کاں دینی بُود
جس میں بو کی صلاحیت نہیں وہ بے ناک کا ہوتا ہے — اور بو وہ بو ہے جو دین کی ہو

چونکہ بوئے برد و شکر آں نہ کرد — کفر نعمت آمد و بینیش خورد
اور جب بو سونگھی اور اس کا شکر نہ کیا — تو یہ کفران نعمت ہوا اور (گویا) وہ اس کی ناک کو کھا گیا

شکر کن مر شاکراں را بندہ باش — پیش ایشاں مردہ[3] شو پایندہ باش
شکر اور شکر گزاروں کا غلام بن — ان کے سامنے مردہ بن اور عمر دوام حاصل کر

چوں وزیر از رہزنی جامہ مساز — خلق را تو بر میاور از نماز
وزیر کی طرح رہزنی کا سامان نہ کر — لوگوں کو نماز سے نہ روک

فہم کردن حاذقانِ نصاریٰ مکر وزیر را
ماہر عیسائیوں کا وزیر کے مکر کو سمجھ جانا

ناصح دیں گشتہ آں کافر وزیر — کردہ اُواز مکر در لوزینہ سیر
وہ کافر وزیر، دین کا واعظ بن گیا — اس نے مکر سے بادام کے حلوہ میں لہسن ملا دیا

ہر کہ صاحب ذوق بود از گفت اُو — لذتے میدید و تلخی جُفت اُو
جو صاحب ذوق تھا وہ اس کی گفتگو سے — لذت محسوس کرتا اور اس کے ساتھ کڑواہٹ بھی

[1] مردانِ حق اولیاء اللہ خاک شو۔ فرمانبردار بن جا خاک پر سر کن۔ دفع کر۔ وزیرک۔ کاف تصغیر کا ہے نژاد۔ اصل۔ باطل۔ ناحق باد در داد۔ برباد دا۔

[2] مسکیناں۔ یعنی عیسائی بینی کندن۔ انکار کرنا۔ بے گوش۔ یعنی اپنے آپ کو بہرا بناتا ہے۔ کوئے یعنی راہ خدا ہوئے۔ بردن پہچاننا، سراغ لگا لینا۔ کفر نعمت۔ احسان فراموشی یعنی ولی کامل کو پہچان کر فائدہ نہ اٹھانا کفران نعمت ہے

[3] مردہ شو۔ مرید کو شیخ کے سامنے ایسے بن جانا چاہئے جیسا کہ مردہ غسال دینے والے کے لئے۔ از نماز۔ یعنی خدا کی یاد۔ صاحب ذوق۔ یعنی صاحب ذوق لوگ بیان کی لذت بھی محسوس کرتے تھے اور مکاری کی تلخی بھی محسوس کرتے تھے۔

نکتہ با میگفت اُو میبختہ
دو ملے جلے نکتے بیان کرتا تھا

در جُلاب و قند زہرے ریختہ
گلاب اور شکر میں زہر ملاتا تھا

باں! مشو مغرور زاں گفت نکو
خبردار! اس بھلی بات سے دھوکے میں نہ پڑنا

زانکہ باشد صد بدی در زیر اُو
اس لئے کہ اس کی تہ میں سو برائیاں ہوتی ہیں

ہر کہ باشد زشت گفتش زشت داں
جو شخص برا ہو، اس کی گفتگو بری سمجھ

ہر چہ گوید مُردہ آنرا نیست جاں
جو بات مردہ کہے، اس میں جان نہیں ہے

گفت انساں پارۂ انساں بود
انسان کی گفتگو انسان کا ٹکڑا ہوتی ہے

پارہ از ناں یقیں ہم ناں بود
روٹی کا ٹکڑا یقینا روٹی ہوتا ہے

زاں علی فرمود نقل جاہلاں
اسی لئے حضرت علی نے فرمایا ہے کہ جاہلوں کی بات

بر مزابل ہمچو سبزہ است اے فلاں
اے فلاں، کوڑیوں پر سبزہ کی طرح ہے

بر چُناں سبزہ ہر آنکھو بر نشست
ایسے سبزہ پر جو شخص بیٹھا

بر نجاست بیشکے نبشستہ است
وہ بیشک کہ نجاست پر بیٹھا ہے

بایدش خود را بشستن از حدث[۲]
اس کو اپنے آپ کو ناپاکی سے پاک کرنا چاہیے

تا نمازِ فرض ایو نبود عبث
تاکہ اس کی فرض نماز بیکار نہ ہو جائے

ظاہرش میگفت در رہ چست شو
اس کا ظاہر کہتا تھا (معرفت کی) راہ میں چست ہو جا

واز اثر میگفت جاں راس سُست شو
اور اثر کے اعتبار سے جان کو کہتا تھا سست ہو جا

ظاہر نقرہ سپید ست و مُنیر
چاندی کا ظاہر اگرچہ سفید اور روشن ہے

دست و جامہ زاں سیہ گردد[۳] وحو قیر
ہاتھ اور کپڑے اس سے سیاہ ہو جاتے ہیں تارکول کی طرح

آتش ار چہ سُرخ رو است از شرر
آگ اگرچہ چنگاریوں کی وجہ سے سرخ رو ہے

توز فعل اُو سیہ کاری نگر
لیکن تو اس کے کام کی سیاہ کاری کو دیکھ

برق اگر چہ نور آید در نظر
بجلی اگرچہ نگاہ کو نور دکھائی دیتی ہے

لیک ہست از خاصیت دُزد بصر
لیکن خاصیت میں بینائی کو چرانے والی ہے

ہر کہ جُز آگاہ و صاحب ذوق بُود
صاحب ذوق اور باخبر آدمی کے علاوہ جو بھی تھا

گفتِ اُو در گردن اُو طوق بُود
اُس (وزیر) کی گفتگو اس کی گردن کا طوق تھی

مدّتِ شش سال در جہران شاہ
بادشاہ سے چھ سالہ دوری میں

شد وزیر اتباع عیسیٰ راپناہ
وزیر، عیسائیوں کی پناہ ہو گیا

۱ ہاں۔ حرف تنبیہ ہے۔ مغرور۔ دھوکے میں مبتلا۔ زشت۔ یعنی برے کی بات بھی بری ہوتی ہے۔ نقل قول، بات۔ مزابل۔ مزبلہ کی جمع، کوڑی۔ کوڑا ڈالنے کی جگہ۔

۲ حدث۔ ناپاکی۔ عبث۔ باطل ظاہرش۔ بظاہر اگرچہ نصیحت کرتا تھا۔ لیکن تاثیر اٹھی تھی۔ ظاہر نقرہ۔ یہ تینوں شعر اس مضمون کو واضح کرنے کے لئے ہیں کہ ظاہر کی خوبی باطن کی خوبی کی دلیل نہیں ہے۔

۳ قیر۔ ایک قسم کا سیاہ روغن، تارکول، طوق لوہے کا حلقہ جو قیدیوں کے گلے میں ڈالا جاتا تھا۔ گلے کا زیور۔ ہجراں۔ جدائی اتباع۔ تابع کی جمع۔ پیروی کرنے والے۔ تابعدار

دین و دل را کل بدو بسپرد خلق — پیش امر و نہی اُو می مُردِ اِ خلق
لوگوں نے دین اور دل بالکل اس کے سپرد کر دیا — اُس کے حکم اور ممانعت پر لوگ جان دیتے تھے

پیغام شاہ پنہانی بسوئے وزیر پُرتزویر
بادشاہ کا خفیہ پیغام مکار وزیر کے نام

درمیانِ شاہ واُو پیغام ہا — شاہ را پنہاں بدو آرام ہا
اُس کے اور بادشاہ کے درمیان پیغامات جاری تھے — بادشاہ کو خفیہ طور پر ان سے آرام و اطمینان حاصل تھا

آخر الامراز برائے آں مراد — تا دہد چوں خاک ایشاں را بباد
بالآخر اس مقصد کے لیے — کہ ان کو خاک کی طرح برباد کر دے

پیش اُو بنوشت شہ کائے مقبلم — وقت آمد زو دفارغ کن دِلم
اس کو بادشاہ نے لکھا کہ اے میرے اقبال شد — وقت آ گیا، جلد میرے دل کو فارغ کر

زانتظارم دیدۂ و دل برہ ست — زیں غمم آزاد کن گر وقت ہست
انتظار میں میرے دیدہ دل راستہ پر لگے ہیں — اس غم سے مجھے نجات دے اگر موقع ہے

گفت اینک اندرراں کارم شہا — کا فگنم در دین عیسیٰ فتنہا
اس نے کہا کہ اے بادشاہ میں ابھی اسی کام میں لگا ہوں — کہ حضرت عیسیٰ کے دین میں فتنے ڈالدوں

قومِ عیسیٰ را بد اندر دارو گیر — حاکم شاں دو امیر و دو امیر
عیسائیوں کے انتظام میں — ان کے بارہ امیر لگے ہوئے تھے

ہر فریقے مرا میرے راتبع — بندہ گشتہ میر خود را از طمع
ہر فریق ایک امیر کے ماتحت تھا — جو لالچ سے اپنے امیر کا غلام بنا ہوا تھا

ایں دہ و دیں دو امیر و قوم شاں — گشتہ بندہ آں وزیر بدنشاں
یہ بارہ حاکم اور ان کی قوم — اُس بدنشاں وزیر کے غلام بن گئے

اعتماد ۲ جملہ برگفتارِ اُو — اقتدائے جملہ بر رفتار اُو
سب کو اس کی بات پر بھروسہ تھا — سب اس کی چال کے مقتدی تھے

پیشِ اُو در وقت و ساعت ہر امیر — جاں بدادے گر بدو گفتے کہ میر
فوراً ہر امیر اس کے آگے — جان دیدیتا اگر وہ اس سے کہتا کہ مر جا

چوں زبوں کرد آں جہودک ۳ جملہ را — فتنہ انگیخت از مکر و دَہا
جب اس کمینہ یہودی نے سب کو قابو میں کر لیا — مکر اور چالاکی سے فتنہ برپا کر دیا

۱ امی مرد خلق۔ یعنی اس کے احکام پر جان دینے لگے۔ آخر الامر۔ بالآخر۔ مقبل۔ اقبال مند۔ بد۔ بود۔ دارو گیر۔ انتظام۔ تبع۔ تابع۔ دہ امیر و دو امیر۔ یعنی دوازدہ سبط نصائے

۲ اعتماد۔ بھروسہ۔ اقتدار پیروی۔ در وقت و ساعت فوراً۔ میر۔ مردن کا امر ہے زبوں۔ عاجز بے چارہ۔

۳ جہودک۔ کمینہ یہودی دہا۔ چالاکی

تخلیط وزیر در احکام انجیل و مکر آں

انجیل کے حکموں میں وزیر کا گڑ بڑ کرنا اور اس کی چالاکی

ساخت طوامارے بنام ہر یکے
اُس نے ہر ایک کے نام پر ایک تحریر تیار کی

نقش ہر طو مار دیگر مسلکے
اور ہر تحریر کی عبادت دوسرے مسلک کی تھی

حکمہائے ہر یکے نوع دگر
ہر ایک کے احکام دوسری قسم کے

ایں خلاف آں زپایاں سر بسر
یہ اوّل سے آخر تک اس کے بالکل خلاف

در یکے راہِ ریاضت راو جُوع
ایک میں ریاضت اور بھوکا رہنے کو

رُکن توبہ کردہ شرط رجُوع
توبہ کا رکن بنایا اور اللہ کی طرف رجوع کی شرط

در یکے گفتہ ریاضت سُود نیست
ایک میں کہا کہ ریاضت کا کوئی فائدہ نہیں

اندریں رہ مخلصی جیز جُود نیست
اور اس راستہ میں سخاوت کے علاوہ چارہ نہیں

در یکے گفتا کہ جوع وجُودِ تو
ایک میں کہا کہ ریاضت کا کوئی فائدہ نہیں

شرک باشد از تو تا معبود تو
اور اس راستہ میں سخاوت کے علاوہ چارہ نہیں

جُو توکل جُز کہ تسلیم [۲] تمام
توکل اور رضا کے علاوہ

درغم وراحت ہمہ مکرست ودام
غم اور راحت میں سب چالاکی اور جال ہے

در یکے گفتہ کہ واجب خدمت ست
ایک میں کہا، کہ اطاعت ضروری ہے

ورنہ اندیشہ توکل تہمت ست
ورنہ توکل کا خیال تہمت ہے

در یکے گفتہ کہ امر [۳] ونہی ہاست
ایک میں کہا کہ کرنے نہ کرنے کے جو حکم ہیں

بہر کردن نیست شرح عجز ماست
کر نیکے لئے نہیں ہیں۔ ہمارے عجز کی تفصیل میں

تا کہ عجز و خود بہ بینیم اندراں
تاکہ ہم ان میں عجز دیکھ لیں

قدرتِ حق رابدانیم آں زماں
اُس وقت خدا کی قدرت کو پہچانیں

در یکے گفتا کہ عجز و خود مبیں
ایک میں کہا کہ اپنے عجز کو نہ دیکھ

کفر نعمت کردن ست آں عجز بیں
خبردار! وہ عجز احسان فراموشی ہے

قدرتِ خود بیں کہ ایں قدرت ازدست
اپنی قدرت کو دیکھ یہ قدرت اسی کی دی ہوئی ہے

قدرت خود نعمت اُوداں کہ ہُوست
اپنی قدرت کو اس کا انعام سمجھ کہ وہی وہ ہے

در یکے گفتہ مزیں دو در گزر
ایک میں کہا ان دونوں سے گزر جا

بت بود ہرچہ بگنجد در نظر
بُت ہوگا جو نظر میں سمائیگا (ان دونوں میں ہے)

---

۱ طومار۔ لمبی چوڑی تحریر۔ نقش۔ تحریر۔ ریاضت۔ یعنی عبادت میں محنت کرنا۔ جوع۔ بھوکا رہنا، فاقہ کشی۔ رجوع۔ لوٹنا۔ در یکے یعنی ریاضت سے کوئی فائدہ نہیں، سخاوت کرنا کافی ہے۔ شرک باشد۔ یعنی نجات دہندہ خدا ہے، فاقہ کشی اور سخاوت کو ذریعہ نجات بنانا شرک ہے۔

۲ تسلیم۔ یعنی۔ عبادت و ریاضت ضروری ہے۔ توکل۔ یعنی خدا پر اعتماد کی ضرورت ہے اور اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دینا ذریعہ نجات ہے۔ خدمت یعنی عبادت و اطاعت۔ تہمت است یعنی محض توکل کو ذریعہ نجات سمجھنا نبی پر تہمت کے مترادف ہے کیونکہ نبی نے عبادت کو ضروری قرار دیا ہے۔

۳ امر و نہی۔ یعنی جس قدر خدائی احکام ہیں وہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ بندہ کو اس کا عجز تسلیم کرانے کے لئے ہیں ان پر عمل ناممکن ہے لہٰذا بندہ اپنے آپ کو عاجز تسلیم کرے گا۔ یہ جبر کی تعلیم ہے۔ عجز و خود بینی۔ اپنے آپ کو مجبور محض نہ سمجھو ورنہ خدا کی عطا کردہ نعمت قدرت کا کفر ہو گا۔ انسان کی قدرت خدا کا عطیہ ہے لہٰذا انسان قادر ہے اور اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ دو یعنی جبر اور اختیار کی بحث میں پڑنا اللہ سے بخوب ہوتا ہے۔

در یکے گفتہ کہ عجز و قدرتت — بگذر دو زہر چہ اندر فکرتت
ایک میں کہا، کہ تیرا عجز اور قدرت — اور جو کچھ تیرے فکر میں ہے (خود بخود) گزر جائیگا

از ہوائے خویش در ہر ملتے — گشتہ ہر قومے اسیر ذلتے
ہر مذہب میں اپنی خواہش نفسانی ہے — ہر قوم ذلت میں گرفتار ہوئی ہے

در یکے گفتہ مکش ایں شمع را — کایں نظر چوں شمع آمد جمع را
ایک میں کہا (عقل کی) اس شمع کو نہ بجھا — اس لئے کہ یہ غور و فکر شمع محفل ہے

از نظر چوں بگذری واز خیال — کشتہ باشی نیم شب شمع وصال
خیال اور غور و فکر کو جب تو چھوڑ دے گا — تو گویا تو نے وصال کی شمع کو آدھی رات میں بجھا دیا

در یکے گفتہ بکش با کے مدار — تا عوض بینی یکے با صد ہزار
ایک میں کہا، بجھا دے، پروانہ کر — تاکہ ایک کے بدلے میں لاکھ پائے

کہ زکشتن[۲] شمع جاں افزوں شود — لیلیت از صبر تو مجنوں شود
اس لئے کہ شمع کے بجھانے سے روح بڑھیگی — تیرے صبر کی وجہ سے تیری لیلیٰ مجنوں کیسے طرح ہو جائیگی

ترک دنیا ہر کہ کرد از زُہد خویش — بیش آمد پیش اُو دنیاز پیش
جس نے اپنے زہد کی وجہ سے دنیا کو چھوڑ دیا — اس کے سامنے دنیا پہلے سے زیادہ آتی ہے

در یکے گفتہ کہ آنچت داد حق — برتو شیریں کرد در ایجاد حق
ایک میں کہا، جو کچھ اللہ نے تجھے دیا ہے — وہ آفرینش کے وقت اللہ نے تیرے لئے شیریں کر دیا

برتو آساں کرد و خوش آنرا بگر — خویشتن را در میفگن در زحیر
تیرے لئے آسان اور خوشگوار کر دیا ہے اس کو لے لے — اپنے آپ کو پیچش میں مبتلا نہ کر

در یکے گفتہ کہ بگذر زان خود — کاں قبول[۳] طبع تو ردست و بد
ایک میں کہا، اپنی ملکیت سے دستکش ہو جا — اس لئے کہ تیری مرغوب طبع چیز مردود اور بری ہے

راہہائے مختلف آساں شدست — ہر یکے را ملتے چوں جاں شدت
مختلف راستے آسان ہو گئے ہیں — ہر ایک کے لئے ایک مذہب جان کی طرح بن گیا ہے

گر مسیر کردن حق رہ بُدے — ہر جہود و گبر از وآگہ بُدے
اگر اللہ کا آسان کر دینا ہی کوئی راستہ ہوتا — ہر یہودی اور آتش پرست اس سے واقف ہوتا

در یکے گفتہ میسر آں بود — کہ حیات دل غذائے جاں بود
ایک میں کہا، کہ آسان چیز وہ ہوتی ہے — جو دل کی زندگی اور جان کی غذا ہوتی ہے

---

۱ بگذرد۔ یعنی جبر و قدر کی بحثیں اور جو کچھ انسانی افکار ہیں خود بخود ختم ہو جائیں گے لہٰذا ان کو ترک کرنے کے اہتمام کی ضرورت نہیں ہوا۔ نفسانی خواہش یعنی ان بحثوں کا ترک بھی نفسانی خواہش ہے جو گمراہی کا سبب ہے۔ ایں نہ شمع شمع سے مراد عقل اور غور و فکر ہے، یعنی مذہبی احکام اور عقائد عقلی ہیں انسان کو اپنی عقل سے کام لینا چاہئے۔ بکش یعنی دینی معاملوں میں عقل کو دخل نہ دے اور دیوانگی اختیار کر۔

۲ کہ زکشتن شمع۔ یعنی دیوانگی اختیار کرنے سے تو خدا کا محبوب بن جائے گا۔ ترک دنیا۔ عقل کو بالائے طاق رکھ کر جو دنیا کو چھوڑیگا دنیا اور زیادہ اس کو ملے گی۔ دادِ حق۔ خدا نے ازل میں جو کچھ تیرے لئے مقدر کر دیا ہے وہ مل کر رہیگا اس کے لئے کیوں سعی کرتا ہے اور کیوں حلال و حرام کی بحثیں پیدا کرتا ہے آنچت۔ مخفف ہے آنچہ ترا کا ایجاد۔ کسی چیز کو پیدا کرنا۔ خوش۔ پسندیدہ۔ زحیر پیچش، پیچ و تاب۔ آن ملکیت۔

۳ قبول۔ مقبول۔ رد۔ نامنظور مردود۔ بد یعنی جس چیز کی طرف دل ارغب ہو وہ بری اور مردود ہے اس کو اختیار نہ کر۔ راہتا۔ اپنی پسند کی چیز اختیار کرنے سے ہی یہ اختلاف مذاہب پیدا ہوا ہے جو فساد کا سبب گمراہیاں ہے۔ لہٰذا پسندیدگی حقانیت کی دلیل نہیں ہے۔ میسر۔ آسان یعنی آسان چیز بھی درست ہے جس سے دل زندہ ہوتا ہے اور روح کے لئے وہ غذا ہے۔

ہر چہ ذوق طبع باشد چوں گذشت
جو چیز طبیعت کے ذوق کے مطابق ہوتی ہے جب گزر جاتی ہے

بر نیارد ہمچو شورہ ریع و کشت
تو شورزمین کی طرح پیداوار اور فصل نہیں دیتی ہے

جُو پشیمانی نبا شد ریع اُو
اس کی پیداوار شرمندگی کے سوا نہیں ہوتی

جُو خسارت بیش نار دبیع اُو
اور اس کی بیع کا حاصل نقصان کے سوا کچھ نہیں ہوتا

آں میسر بنود اندر عاقبت
انجام کار وہ آسان نہیں ہوتی

نام اُو باشد معسر عاقبت
اور آخر میں اس کا نام دشوار ہوتا ہے

تو مُعسر از میسر باز داں
تو دشوار اور آسان کے فرق کو سمجھ

عاقبت بنگر جمال این و آں
اس اور اس کے حسن سے نتیجہ پر نظر رکھ

در یکے گفتہ کہ استادے[۲] طلب
ایک میں کہا، کسی استاد کی طلب کر

عاقبت بینی نیابی درحسب
(محض) ذاتی شرافت سے تجھے عاقبت اندیشی حاصل نہیں ہوسکتی

عاقبت دیدند ہرگوں ملتے
(بغیر استاد) جس قوم نے انجام کو معلوم کیا

لا جرم گشتند اسیر زلتے
لا محالہ لغزش میں گرفتار ہوئی

عاقبت دیدن نباشد دست باف
آخرت کو سمجھنا (اپنے) ہاتھ کا کام نہیں ہے

ورنہ کے بودے زدنیہا اختلاف
ورنہ مذہبوں میں اختلاف نہ ہوتا

در یکے گفتہ کہ استا ہم توئی
ایک میں کہا، استاد بھی تو ہی ہے

زانکہ استار اشناسا ہم توئی
اس لئے کہ استاد کو پہچاننے والا تو ہی ہے

مرد باش و سخرۂ[۳] مرداں مشو
مرد بن اور لوگوں کا بیگاری نہ بن

رو سر خود گیر و سرگرداں مشو
جا، خود اپنی فکر کر اور پریشان نہ ہو

چشم برسرت بدارو از خلاف
اپنی ذاتی رائے قائم کر اور خلاف سے

دُور شو تا یابی از حق ایتلاف
بھاگ، تاکہ تو اللہ کا وصال پالے

در یکے گفتہ کہ ایں جملہ یکے ست
ایک میں کہا، یہ سب (کائنات) ایک (ذات) ہے

ہر کہ اودو بیند احول مرد کے ست
جو دو سمجھے وہ کمینہ بھینگا ہے

در یکے گفتہ کہ صد یک چوں بود
ایک میں کہا کہ سو ایک کیسے ہو سکتا ہے

انیکہ اندیشد مگر مجنوں بود
جو یہ سوچے وہ شاید پاگل ہو

ہر یکے قولے ست ضد یکدگر
ہر ایک قول دوسرے کی ضد ہے

چوں یکے باشد بگوز ہر و شکر
تبا، زہر اور شکر ایک کیسے ہو سکتے ہیں

---

۱ ذوق۔ طبع۔ آسان اور مزاج کے موافق چیزیں اختیار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے عاقبت۔ انجام کار۔ میسر آسان۔ معسر دشوار گزار عاقبت۔ یعنی آسان کام شروع میں آسان ہے لیکن انجام کے اعتبار سے دشوار ہے۔ ریع کھیتی کا محصول پیداوار تو معسر۔ روح اور عقل جس کام کو آسان سمجھے وہ عین دین ہے۔ عاقبت۔ انجام بنی۔ حسب ماء اور سین کے فتح سے۔ ذاتی خوبیاں۔ شخصی کمالات

۲ استاد۔ یعنی شیخ طریقت ہرگوں۔ ہر نوع۔ لا جرم۔ ضرور۔ زلت۔ لغزش خطا دست باف۔ ہاتھ کا کام، آسان کام۔ استا۔ استاد کا مخفف ہے۔ یعنی تو خود استاد ہے کسی شیخ کی کیا ضرورت ہے اس لئے کہ جو شیخ کو شناخت کرسکتا ہے وہ خود آخرت کو بھی سمجھ سکتا ہے۔

۳ سخرہ۔ بیگاری۔ ہر خود گیر اپنی فکر کر۔ سرگرداں۔ حیران سرباطن، ذاتی رائے۔ ایتلاف۔ اتحاد، وصال ایں جملہ۔ وجود صرف واحد ہے جو تمام کائنات میں جاری اور ساری ہے۔ صد۔ یعنی کروڑوں کائنات ایک وجود کب بن سکتی ہیں۔ زہر و شکر۔ یعنی ان باتوں میں ایسا ہی اختلاف تھا جیسے زہر اور شکر میں۔

در اِ معانی اختلاف و دو صُور — روز و شب بیں خار و گل سنگ و گوہر
معنوں اور صورتوں میں اختلاف — دن اور رات، کانٹے اور پھول، پتھر اور موتی (کا سا اختلاف) سمجھ

تاز زہر واز شکر درنگذری — کے تواز گلزارِ وحدت بُو بری
جب تک تو زہر اور شکر سے نہ گزرے گا — وحدت کے چمن کے خوشبو کب سونگھے گا؟

وحدت اندر وحدت ست ایں مثنوی — از سمک روتا سماک اے معنوی
یہ مثنوی وحدت در وحدت ہے — اے معنی کے طالب! مچھلی سے سماک تک چلا جا

در بیان آنکہ اختلاف در صورتِ روش ست نہ در حقیقت راہ

اس بیان میں کہ رفتار کی صورت میں اختلاف ہے نہ کہ راستہ کی حقیقت میں

زیں نمط زیں نوع ۲ دہ طومار و دو — برنوشت آں دین عیسیٰ را عدو
اس انداز اور اس قسم کے بارہ لمبے خطوط — اس (حضرت) عیسیٰ کے دین کے دشمن نے لکھے

اُو ز یک رنگی عیسیٰ بُو نداشت — وز مزاج خم عیسیٰ خو نداشت
اس کو حضرت عیسیٰ کی یکرنگی کی خوشبو نہ پہنچی تھی — اور نہ حضرت عیسیٰ کے خم کے مزاج کی عادت رکھتا تھا

جامۂ صدرنگ ازاں خم صفا — سادہ و یک رنگ گشتے چوں ضیا
اُس صفائی کے خم سے صدرنگے کپڑے — نو کی طرح سادہ اور یکرنگ ہو جاتے تھے

نیست یکرنگی کزو خیزد ملال — بل مثال ماہی و آب زلال
ایسی یکرنگی نہیں جس سے طبیعت اکتا جائے — بلکہ اس کی مثال، مچھلی اور صاف پانی کی ہے

گرچہ در خشکی ہزاراں رنگہاست — ماہیاں را با پیوست جنگہاست
اگرچہ خشکی میں ہزاروں رنگ ہیں — لیکن مچھلیوں کو خشکی سے بڑی مخالفت ہے

کیست ماہی چیست دریا در مثل ۳ — تابداں ماند خدا عزوجل
کون ہے مچھلی، کیا ہے دریا، مثال دینے میں — کہ اُس سے خدائے عزوجل مُشابہ ہو

صد ہزاراں بحر و ماہی در وجود — سجدہ آرد پیش آں دریائے جُود
موجودات میں سے لاکھوں دریا اور مچھلیاں — اس بحر سخاوت کے سامنے سر بسجود ہیں

چند بارانِ عطا باراں شدہ — تابداں آں بحر دیر افشاں شدہ
بخشش کی بہت سی بارشیں برسیں — یہانتک کہ ان سے وہ سمندر موتی برسانے والا بنا

چند خورشید کرم افروختہ — تا کہ ابرو بحر جود آموختہ
کرم کے بہت سے سورج طلوع ہوئے — تب بادل اور سمندر نے سخاوت سیکھی

---

۱ اور معانی۔ یعنی ان طوماروں کے الفاظ و معانی میں سب سے زیادہ اختلاف تھا۔ تاز زہر یعنی جب تک مختلف مظاہر سے گزر کر ذات واحد تک نہ پہنچیگا تکمیل نہ ہوگی۔ سمک۔ مچھلی۔ ایک فرضی عقیدہ ہے کہ ایک مچھلی ہے اس مچھلی کی پشت پر ایک بیل ہے اس بیل کے سینگوں پر زمین ٹکی ہوئی ہے۔ سماک دو ستارے ہیں جو انتہائی بلندی پر ہیں ایک کو سماک دو ستارے ہیں۔ جو انتہائی بلندی پر ہیں ایک کو سماک راح کہتے ہیں وحدت یعنی اس مثنوی میں وحدت الوجود ہی کا بیان ہے جس کے ذریعہ زمین سے آسمانوں تک کی سیر کی جاتی ہے۔

نمط۔ روش، طرز

۲ نوع۔ قسم۔ عدد۔ یعنی مکار وزیر۔ یکرنگی، ایک رنگ کا ہونا۔ بو۔ سراغ علامت خم عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ کا مٹکا مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ رنگریزی کا کام کرتے تھے رنگ کا ایک مٹکا تھا جس میں سے ہر رنگ کا کپڑا رنگ کر نکالدیتے تھے۔

جامہ صدرنگ۔ یعنی مذہبی اختلاف خم صفا۔ یعنی حضرت عیسیٰ کی تعلیما۔ ضیا، نور خیزد۔ پیدا شود۔ ملا۔ اکتا جانا۔ آب زلال۔ صاف پانی یعنی وہ یکرنگی ایسی نہ تھی جس سے انسان اکتائے بلکہ اس کی مثال دریا کی یک رنگی کی سی ہے جس سے مچھلی کبھی نہیں۔ اکتاتی خشکی کوئی زمین کالی ہے کوئی لال کہیں رہتا ہے کہیں سہی۔ کیست۔ کون ہے۔ چیست۔ کیا ہے۔

۳ مثل۔ میم اور ثاء کے فتحہ کے ساتھ مثال مانند مشابہ۔ عزوجل غالب ہوا جل۔ وہ بزرگ ہوا۔ بارا۔ بارش۔

چند خورشید کرم تاباں شدہ
کرم کے بہت سے سورج روشن ہوئے

تابداں آں درہ سرگرداں شدہ
تب ان سے وہ ذرہ چکر کاٹنے والا بنا

پر تو ذاتش زدہ برماء و طین
مٹی اور پانی پر اس کی ذات کی روشنی پڑی

تاشدہ دانہ پذیرا[1] پرندہ زمیں
تب زمین دانے کو قبول کرنے والی بنی

خاک امین و ہر چہ در وئے کاشتی
زمین امانتدار اور جو کچھ تو نے اس میں بویا

بے خیانت جنس آں برداشتی
بغیر کسی خیانت کے اس کی جنس کو اٹھایا

ایں امانت زاں عنایت یافتست
(زمین نے) یہ امانداری اس کی مہربانی سے پائی ہے

کافتاب عدل بروئے تافتست
کیونکہ اس پر انصاف کا سورج چمکا ہے

تانشانِ حق نیاید نو بہار
جب تک موسم بہار اللہ کا حکم بن کر نہیں آتا

خاک سبزہ رانسازد آشکار
مٹی سبزے کو ظاہر نہیں کرتی

آں جوادے کو جمادے رابداد
وہ سخی جس نے جمادات کو دیئے

ایں خبرہا ویں امانت ویں سداد
یہ پیغامات اور یہ امانت اور یہ راہ روی

آں[2] جماداز لطف چوں جاں میشود
وہ جماد، مہربانی سے جان کی طرح ہو جاتا ہے

زمہر از قہر پنہاں میشود
سخت جاڑا خوف سے بھپ جاتا ہے

آں جمادے گشت از فضلش لطیف
وہ جمادات اس کی مہربانی سے لطیف ہو گئی

کل شی من ظریف ہو ظریف
جو چیز خوب کی طرف سے ہوتی ہے خوب ہوتی ہے

ہر جمادے راکند فضلش خبیر
اس کا کرم ہر جماد کو باخبر بنا دیتا ہے

عاقلاں راکردہ قہر او ضریر
اور اس کا قہر عقلمندوں کو اندھا کر دیتا ہے

جان و دل راطاقت ایں جوش نیست
جان اور دل میں اس جوش کی طاقت نہیں ہے

باکہ گویم در جہاں یک گوش نیست
کس سے کہوں؟ دنیا میں کوئی کان نہیں ہے

ہر کجا[3] گوشے بُد از وے چشم گشت
جہاں کہیں کان تھا اس جوش کی وجہ سے آنکھ بنگیا

ہر کجا سنگے بُد از وے یشم گشت
اور جہاں کہیں پتھر تھا وہ یشب بن گیا

کیمیا سازے ست چہ بُود کیمیا
وہ کیمیا ساز ہے، کیما کیا ہوتی ہے؟

معجزہ بخشے ست چہ لود سیمیا
معجزہ عنایت کرنے والا ہے، سیمیا کیا ہوتی ہے

ایں ثنا گفتن زمن ترک ثناست
میرا یہ تعریف کرنا، تعریف نہ کرنا ہے

کایں دلیل ہستی و ہستی خطاست
اس لئے کہ یہ اپنے وجود کی دلیل ہے اور وجود کا احساس غلطی ہے

---

[1] دانہ پرندہ۔ پانی اور مٹی پر اس کا کرم ہی زمین کی صلاحیت کا سبب ہے پرتو۔ روشنی۔ ماء۔ پانی طین۔ مٹی عدل انصاف نشاں۔ فرمان، حکم۔ ستر بھید، چھپی ہوئی چیز۔ جواد سخی۔ جماد۔ پتھر وغیرہ سداد۔ سین کے کسرہ سے درستی، سچائی، راستی

[2] آں جماد۔ جمادات اگرچہ بے جان ہیں لیکن عنایت خداوندی سے جان داروں کا سا کام کرنے لگتے ہیں۔ زمہریر۔ سخت جاڑا۔ ظریف خوش طبع۔ فضل کرم مہربانی۔ خبیر۔ باخبر آگاہ قہر۔ غضب، جلال۔ ضریر نابینا۔ ایں جوش۔ قدرت کے کمالات بیان کرتے ہوئے دل میں جو جوش پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تاب نہیں ہے۔

[3] ہر کجا اس جوش سے شنیدہ دیدہ ہو گیا۔ سنگ دل بھی نور سے معمور ہو کر سنگ یشب بنگیا۔ یشم۔ ایک قسم کا قیمتی۔ نورانی پتھر ہے اسی کو سنگ یشب کہتے ہیں۔ کیمیا وہ فن جس سے قلعی تانبے وغیرہ کو چاندی، سونا بنا دیا جاتا ہے۔ سیمیا۔ وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے۔

پیش[1] ہست او بباید نیست بود — چیست ہستی پیش اُو کور و کبود
اُس کے وجود کے سامنے نیست ہو جانا چاہئے — ہستی کیا ہوتی ہے؟ اس کے سامنے اندھی اور سیاہ پوش ہے

گر نبودے کو راز و بگداختے — گرمی خورشید را بشناختے
اگر اندھی نہ ہوئی اس سے پگھل جاتی — آفتاب کی گرمی کو پہچانتی

ور نبودے اُو کبودار تعزیت — کے فسردے ہمچو یخ ایں کاجیت
اگر وہ (ہستی) تعزیت کی وجہ سے سیاہ پوش نہ ہوتی — تو اس جانب (دنیا) برف کی طرح کیوں ٹھٹھرتی

بیانِ حسارت وزیر دریں خدعہ و مکر
اس مکر و فریب میں وزیر کے خسارہ اٹھانے کا بیان

ہمچو شہ نادان و غافل بُد وزیر — پنجہ میزد با قدیم و ناگزیر[2]
وزیر، بادشاہ کی طرح نادان اور غافل تھا — جو واجب الوجود اور قدیم سے پنجہ لڑاتا تھا

ناگزیر جملگاں حی قدیر — لا یزال ولم یزل فرد و بصیر
جو سب کے لئے ضروری ہے زندہ، قادر ہے — ہمیشہ رہیگا، اور ہمیشہ رہا، اکیلا اور تنہا ہے

باچناں قادر خدائے کز عدم — صد چو عالم ہست گرداند بدم
ایسے قادر خدا سے کہ جو عدم سے — اس عالم جیسے سو عالم ایک دم میں پیدا کر دیتا ہے

صد چو عالم در نظر پیدا کند — چونکہ چشمت را بخود بینا کند
اس عالم جیسے سو عالم ایک نظر میں پیدا کر دے — جب تیری آنکھوں کو اپنے معاملہ میں بینا کر دے

گر جہاں پیشت بزرگ و بے بنے ست — پیش قدرت ذرہ میداں کہ نیست
اگرچہ عالم تیرے نزدیک بڑا اور وسیع ہے — سمجھ لے، قدرت کے آگے ایک ذرہ بھی نہیں ہے

ایں جہاں خود حبس جانہائے شماست — ہیں دوید آنسو کہ صحرائے خداست
یہ عالم تمہاری جانوں کا قید خانہ ہے — خبردار! اس جانب دوڑو جو خدا کا میدان ہے

ایں جہاں محدود آں خود بیحد ست — نقش و صورت پیش آں معنی سد ست
یہ عالم محدود اور وہ غیر محدود ہے — نقش اور صورت اس معنی کے سامنے آڑ ہیں

صد ہزاراں نیزہ فرعون را — در شکست آں موسیٰ با یک عصا
فرعون کے لاکھوں نیزے — موسیٰ نے ایک لاٹھی سے توڑ دے

صد ہزاراں طب جالینوس بود — پیش عیسیٰ و دمش افسوس بود
جالینوس کی لاکھوں طبیں تھیں — (حضرت) عیسیٰ اور ان کی پھونک کے سامنے بیکار تھیں

---

[1] ہست او حضرت حق کی ذات کے سامنے ممکن ہونے کے باوجود عدم ہے اپنے وجود کا احساس مشاہدہ کا حجاب ہے جس نے آنکھوں کو اندھا اور محرومی کی وجہ سے سیاہ پوش بنا رکھا ہے۔ خورشید آفتاب حق کا مشاہدہ فنا کر ڈالتا ہے تعزیت۔ ماتم پرستی۔ فسردن۔ ٹھٹھرنا یخ۔ برف ناحیت۔ طرف، کنارہ

[2] ناگزیر۔ ضروری، واجب الوجود۔ جملگا۔ جملہ کی جمع۔ حی۔ زندہ لایزاں جو ہمیشہ رہیگا۔ لم یزل جو ہمیشہ سے ہے بصیر بیناء اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے باچناں۔ وہ وزیر اس دا سے پنجہ کشی کر رہا ہے تھا جو قادر مطلق ہے۔ ہست۔ موجود بخود بینا کند۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی معرفت عطا فرمادے۔

[3] بے تن۔ وسیع و کشادہ حبس۔ قید خانہ۔ ہیں۔ کلمہ بینہ ہے۔ صحرا۔ جنگل مراد عالم بالا ہے۔ سد دیوار آنسو یعنی عالم بالا نقش و صورت۔ یعنی عالم سفلی عالم علوی کے لئے سد راہ ہے۔ جالینوس۔ یونان کا مشہور حکیم ہے جو حضرت عیسیٰ کا ہمعصر تھا۔ افوکھیل۔ مذاق

صد ہزاراں دفتر اشعار بود
اشعار کے لاکھوں دیوان تھے

پیش حرف امیش آں عار بود
جو اس کے امی (محمد) کے کلام کے سامنے ہو جب ننگ تھے

باچناں غال خداوندے کسے
ایسے غالب خدا کے آگے کوئی

چوں نمیرد گر نبا شد اُو ہنے
کیسے نہ مرے اگر وہ کمینہ نہیں ہے!

بس دل چوں کوہ را انگیخت او
پہاڑ جیسے بہت سے دلوں کو اس نے اکھاڑ دیا

مرغ زیرک بادو پا آویخت اُو
چالاک پرندے کو دو پیروں کے ہوتے ہوئے بھی ہوا میں لٹکا دیا

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ
عقل اور یہ طبیعت کو تیز کر لینا راہ نہیں ہے

جُز شکستہ می نگیر و فضل شاہ
شاہ کا فضل، عاجز کے سوا کسی کی دستگیری نہیں کرتا

اے بسا گنج آگنانِ گنج گاؤ
اے (مخاطب) بہت سے گنج گاؤ جیسے خزانے جمع کرنے والے

کاں خیال اندیش راشد ریش گاؤ
عقلمندوں کے لئے سامان تمسخر بن گئے

گاؤ کہ بود تا توریش اُوشوی
بیل کیا چیز ہے؟ کہ تو اس کی ڈاڑھی بنے

خاک کہ بُودتا حشیش اُوشوی
خاک کیا ہے؟ کہ تو اس کی گھاس بنے

زرّ و نقرہ چیست تا مفتوں شوی
سونا اور چاندی کیا ہے؟ کہ تو اس کا عاشق بنے

چیست صورت تا چنیں مجنوں شوی
صورت کیا ہے؟ کہ تو ایسا پاگل بنے

ایں ترا و باغ تو زندان تست
یہ محل اور باغ تیرا قید خانہ ہے

ملک و مال تو بلائے جان تست
تیرا ملک اور مال تیری جان کے لئے مصیبت ہے

آں جماعت را کہ ایزد مسخ کرد
جس گروہ کو اللہ نے مسخ کیا

آیتِ تصویر شاں را نسخ کرد
ان کی صورت کی پہچان کو مٹا دیا

چوں زنے از کار بد شد روئے زرد
جب عورت بدکاری کی وجہ سے زرد رو ہوئی

مسخ کرد اُورا خداو زُہرہ کرد
اس کو خدا نے مسخ کر دیا اور زہرہ بنا دیا

عورتے را زہرہ کردن مسخ بود
عورت کو زہر بنا دینا تو مسخ تھا

آب و گل گشتن نہ مسخ ست اے عنود
کیا پانی اور مٹی ہو جانا مسخ نہیں ہے۔ اے سرکش!

روح می بُردت سوئے عرش بریں
روح تو تجھے عرش بریں کی طرف لیجاتی (لیکن)

سوئے آب و گل شدی در اسفلیں
تو پانی اور مٹی کی طرف نچلے درجوں میں آ گیا

خویش را تو مسخ کردی زیں سفول
تو نے اپنے آپ کو اس پستی کی وجہ سے مسخ کر لیا

باوجود کہ بُد آں رشکِ عقول
حالانکہ وہ جو عقول عشرہ کے لئے باعث رشک تھا

---

۱ حرف یعنی کلام اللہ۔ امی۔ ام بمعنی ماں کی طرف منسوب ہے وہ بچہ جو سایہ داری سے محروم ہو کر صرف ماں کے زیر سایہ پلا ہوا اور علوم مروجہ نہ حاصل کر سکا ہو، آنحضور کو بھی امی کہا جاتا ہے چوں نمیرد۔ اپنے آپ کو فانی نہ سمجھے۔ مرغ زیرک۔ چالاک پرندہ مراد فلسفی ہے۔ فہم و خاطر یعنی فلاسفہ اور حکماء محض عقل کے زور پر معرفت حاصل کر لیں۔ یہ ممکن نہیں ہے اللہ عجز و نیاز سے ہی دستگیری فرماتا ہے گنج آگناں۔ خزانہ بھرنے والے گنج گاؤ۔ مشہور خزانہ جو جمشید کے زمانہ تھا بہرام کے زمانہ میں ایک کاشتکار کے ہاتھ آیا تھا، اس میں گائے بیل کے طلائی بت بھی تھے اس لئے اس کا نام گنج گاؤ پڑ گیا تھا۔ خیال اندیش فلسفی۔

۲ ریش گاؤ۔ بیل کی ڈاڑھی، اس سے احمق، بیوقوف مراد ہوتا ہے حشیش۔ گھاس مفتوں۔ فریفتہ۔ مجنون دیوانہ، عاشق مراد باغ دنیاوی چیزیں۔ راہ طریقت کی رکاوٹیں ہیں۔ کار بد برا کام زنا زہرہ ایک ستارے کا نام ہے عوام میں مشہور ہے کہ زہرہ ایک عورت تھی ہاروت و ماروت دو فرشتوں نے اس سے زنا کر لیا اس سزا میں وہ دونوں فرشتے چاہ بابل میں الٹے لٹکائے گئے اور زہرہ عورت نے ان دونوں سے جو اسم اعظم سیکھا تھا اس کے ذریعہ آسمان پر چلی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مسخ کر کے زہرہ ستارہ بنا دیا اس سارے قصے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے یہ محض افسانہ ہے۔ ۳ آب و گل

پس تبر از یں مسخ کردن چوں بود
اس سے بدتر مسخ کرنا کیا ہو گا؟

پیش آں مسخ ایں بغایت دوں بُود
بلکہ اس مسخ کے بالمقابل یہ مسخ گرا ہوا ہے

اسپ ہمت سوئے اختر تاختی
تو نے ہمت کا گھوڑا ستاروں کی طرف تو دوڑایا

آدم مسجود رانشناختی
لیکن مسجود آدم کو تو نہ پہچانا

آخر آدم زادہ ء اے نا خلف
اے نا خلف! آخر تو آدم کی اولاد ہے

چند پنداری تو پستی را شرف
ذلت کو شرافت کب تک سمجھے گا؟

چند گوئی من بگیرم عالمے
کب تک کہیگا؟ میں تمام دنیا کو فتح کروں گا

ایں جہاں را پُر کُنم از خود ہمے
اور اس دنیا کو اپنے سے بھر دوں گا

گر جہاں پُر برف گردد سر بسر
اگر پوری دنیا بالکل برف سے بھر جائے

تاب خور بگداز دش از یک نظر
سورج کی گرمی ایک نظر میں اس کو پگھلا دے

وزر۲ اُوودِ زرچوں اُوصد ہزار
اس (وزیر) کے بوجھ اور اس جیسے لاکھوں کے بوجھ کو

نیست گرداند خدا از یک شرار
خدا ایک چنگاری سے نیست و نابود کر دے

عین آں تخییل را حکمت کند
بعینہٖ ان خیالات کو دانائی بنا دے

عین آں زہراب را شربت شرار
اور اس زہریلے پانی کو شربت بنا دے

در خرابی گنجہا پنہاں کند
ویرانہ میں خزانوں کو محفوظ رکھتا ہے

خار را گل جسمہا را جاں کند
کانٹے کو پھول اور جسموں کو جان بنا دیتا ہے

آں گماں انگیز را سازو یقیں
وہ گمان پیدا کرنے والی بات کو یقین بنا دیتا ہے

مہرو ہارو یاند از اسباب کیں
اور کمینہ کے اسباب سے، محبتیں اگا دیتا ہے

پر وَرَددر آتش ابراہیم را
حضرت ابراہیم کو آگ میں پالدیتا ہے

ایمنی روح سازد بیم را
اور خوف کو روح کے اطمینان کا ذریعہ بنا دیتا ہے

از سبب۱ سازیش من سودانیم
اس کی علت آفرینی سے میں دیوانہ ہوں

وز سبب سوزیش سو فسطائیم
اور اس کی سبب سوزی سے میں سوفسطائی ہوں

در سبب سازیش سرگرداں شدم
اس کی سبب سازی سے میں سرگرداں ہوں

در سبب سوزیش ہم حیراں شدم
اس کی سبب سوزی سے بھی میں حیران ہوں

مکر کردن وزیر و در خلوت نشستن و شورا فگندن در قوم
وزیر کا مکر کرنا اور تنہائی میں بیٹھنا اور قوم میں شورش پیدا کر دینا

۱ ہر۔ بدتر۔ آں مسخ صوری مسخ ایں مسخ۔ معنوی مسخ دوں۔ کم تبہ خراب اختر ستارہ مسجود جس کو سجدہ کیا جائے۔ آدم زادہ زادہ آدم خلف۔ نیک فرزند نا خلف۔ بدفرزند شرف بزرگی، بلندی تاب۔ تپش۔ خور۔ سورج

۲ وزر۔ بوجھ، گناہ نیست۔ معدوم یعنی خدا کی بخشش سے ناامید نہ ہونا چاہئے۔ خیل خیالی بات وہمی علوم حکمت دانائی کی بات زہر آب زہر ملا پانی خراب۔ ویرانہ در آتش حضرت ابراہیم کو نمرود نے آگ میں ڈلوایا لیکن وہ آگ باغ بن گئی۔

۳ سبب سازی۔ سبب بنانا۔ علت و معلوم کا سلسلہ قائم کرنا یعنی ایک وجود کو کسی دوسرے وجود پر موقوف رکھنا۔ سبب سوزی۔ بلا علت کوئی کام کرنا سوفسطائی۔ حکماء کا ایک گروہ ہے جو کسی حقیقت کو موجود نہیں مانتا، ہر شے کے وجود کو وہمی اور خیالی مانتا ہے۔

چوں وزیر ماکرِ[1] بد اعتقاد — دین عیسیٰ را بدل کرد از فساد
جب مکار، بد اعتقاد وزیر نے — حضرت عیسیٰ کے دین کو فساد ڈالنے کے لئے بدل ڈالا

مکر دیگر آں وزیر از خود بہ بست — وعظ را بگذشت در خلوت نشست
دوسرا مکر اس وزیر نے اختیار کیا — وعظ کہنا چھوڑا، تنہائی میں بیٹھ گیا

در مریداں در فگند از شوق سوز — بود در خلوت چہل پنجاہ روز
مریدوں میں شوق کی سوزش ڈالدی — چالیس پچاس روز تک تنہائی میں رہا

خلق دیوانہ شد ند از شوق اُو — از فراق حال و قال و ذوق اُو
اس کے شوق سے لوگ دیوانے ہو گئے — حال اور گفتگو اور اس کے ذوق کی جدائی سے

لا بہ و زاری ہمی کردند واُو — از ریاضت گشتہ در خلوت دوتو
لوگ خوشامد اور عاجزی کرتے تھے اور وہ — مجاہدہ کی وجہ سے تنہائی میں کپڑا ہو گیا تھا

گفتہ ایشاں بے تو مارا نیست نور — بے عصا کش چوں بود احوال کور[2]
انہوں نے کہا تیرے بغیر ہمارے لئے روشنی نہیں ہے — لاٹھی پکڑنیوالے کے بغیر نابینا کا حال کیا ہو گا؟

از سر اکرام واو بہر خدا — بیش ازیں از خود مکن مارا جدا
از راہ مہربانی اور خدا کے لئے — اس سے زیادہ ہم کو اپنے سے جدا نہ کر

ما چو طفلانیم و مارا دایہ تو — بر سر ما گستراں سایہ تو
ہم بچوں کی طرح ہیں اور تو ہماری دایہ ہے — وہی سایہ تو ہمارے اوپر ڈالدے

گفت جانم از محباں دور نیست — لیک بیروں آمدن دستور نیست
اس نے کہا میری جان دوستوں سے دور نہیں ہے — لیکن باہر آنے کا میرے لئے حکم نہیں ہے

آں امیراں در شفاعت آمدند — واں مُریداں در ضراعت آمدند
وہ امیر سفارش کے لئے آئے — اور وہ مرید عاجزی کرنے لگے

کانچہ بدبختی ست مارا اے کریم — از دل ودیں ماندہ ما بے تو یتیم
کہ اے بزرگ! یہ ہماری کیسی بدبختی ہے — ہم دل اور دین سے تیرے بغیر محروم رہ گئے

تو بہانہ می کنی یو مازِ درد — میزنیم از سوزِ دل دے مہا سرد
تو تو بہانہ کر رہا ہے اور ہم درد سے — دل کی جلن سے ٹھنڈی آہیں بھر رہے ہیں

ما بگفتار خوشت خو کردہ ایم — ماز شیر حکمت تو خوردہ ایم
ہمیں تیری میٹھی باتوں کی عادت ہو گئی ہے — ہم نے تیری دانائی کا دودھ پیا ہے

[1] ماکر۔ مر کرنے والا۔ حال حالت مستی۔ قال گفتگو ذوق۔ وجدان، روحانی احساس۔ لابہ۔ خوشامد زاری۔ عاجزی۔ دولو۔ کپڑا۔ مخنی، دوہرا۔
عصاکش۔ یعنی اندھے کی لاٹھی پکڑ کر چلنے والا۔
[2] کور نابینا دایہ۔ دودھ پلانیوالی عورت مانا۔
[3] دستور حکم، اجازت، طریقہ۔ امیراں بارہ سردار ضراعت۔ عاجزی، خوشامد کریم۔ بزرگ، یتیم۔ بے باپ کا بچہ محروم دمہائے سرد۔ ٹھنڈے سانس خو۔ عادت۔ شیر۔ دودھ حکمت۔ دانائی خوردہ۔ نوشیدہ

اللہ اللہ ایں جفا با ما مکن — لطف کن امروز را فردا مکن
خدا کے لئے یہ ظلم ہم پر نہ کر — مہربانی کر، اور آج کو کل پر نہ ٹال

می دہد دِل[1] امر ترا کیں بیدلاں — بے تو گردن آخراز بے حاصلاں
کیا تیرا دل اس کی اجازت دیتا ہے کہ یہ بیدل — تیرے بغیر محرموں میں شامل ہو جائیں؟

جملہ در خشکی چو ماہی می طپند — آب را بکشاز جُو بردار بند
سب ایسے تڑپ رہے ہیں جیسے مچھلی خشکی میں — پانی کھول دے اور نہر سے بند اٹھا دے

ایکہ چونتو در زمانہ نیست کس — اللہ اللہ خلق را فریاد رس
اے وہ کہ دنیا میں تجھ جیسا کوئی نہیں ہے! — خدا کے لئے لوگوں کی فریاد سن لے

دفع کردن وزیر مُریدان و اتباع خودرا
وزیر کا اپنے مریدوں اور متبعین کو دفع کرنا

گفت ہاں اے سحر گان گفتگو — وعظ و گفتا روز زبان و گوش جُو
اُس نے کہا، خبردار! اے گفتگو کے پابندو! — وعظ اور کان، گفتار اور زبان کے تلاش کرنیوالا

پُنبہ اندر گوش حس دوں کنید — بند حس از چشم خود بیروں کنید
حسی کان کے اندر روئی ٹھونس لو — اپنی آنکھ سے ظاہری رکاوٹ دور کرو

پُنبہ آں گوش سر گوش سرست — تا نگردوایں کر آں باطن کرست
باطنی کان کی روئی، سر کا کان ہے — جب تک یہ بہرا نہ ہو باطن بہرا ہے

بے حس و بے گوش و بے فکرت شوید — تا خطاب ارجعی[2] را بشنوید
بے حس اور بغیر کان کے اور بے فکر ہو جاؤ — تاکہ ارجعی کے خطاب کو سنو

تا بگفت گوئے بیداری دری — تو ز گفت خواب کے بوئے بری
جب تک تو بیداری کی گفتگو میں ہے — تو خواب کی گفتگو سے کب خوشبو حاصل کرسکتا ہے

سیر بیرونی ست فعل و قول ما — سیر باطن ہست بالائے سما
ہمارا فعل اور قول بیرونی سیر ہے — باطنی سیر آسمانوں پر ہے

حس خشکی دید کز خشکی بزاد — موسیٰ جان پائے بر در یا نہاد
حس نے خشکی دیکھی ہے چونکہ وہ خشکی سے پیدا ہوئی — جان کے موسیٰ نے دریا پر قدم دھر دیا

سیر جسم خشک بر خشکی فتاد — سیر جاں پا در دل دریا نہاد
خشک جسم کی سیر خشکی پر ہوئی ہے — جان کی سیر نے دریا کے دل پر دھر دیا ہے

---

[1] دل دادن۔ آماہ کرنا بیدل۔ عاشق۔ بے حاصل محروم۔ طپیدن۔ پیسدن، تڑپنا، جلنا۔ ہاں۔ کلمہ تنبیہ ہے۔ سحر گاان۔ سحرہ کی جمع ہے تابع۔ پنبہ روئی۔ گوش حس ظاہری کان، دوک۔ کمینہ، چشم۔ یعنی قلبی بینائی۔ گوش سر باطنی کان۔ گوش سر۔ ظاہری کان، یعنی جب تک ظاہری کان کھلے ہوئے ہیں، باطنی کان کام نہیں کرتے ہیں۔

[2] ارجعی۔ تو لوٹ آ، قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے یاایھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ یعنی اے مطمئن جان اپنے پروردگار کی طرف خود خوش ہوتی اور اس کو خوش کرتی لوٹ جا حس یعنی حس ظاہری، چونکہ مٹی سے بنا ہے لہٰذا اس کی سیر گاہ یہی عالم آب وگل ہے۔ روح، ملاء اعلیٰ کی چیز ہے، اس کی سیر بھی ملاء اعلیٰ میں ہوتی ہے، حضرت موسیٰ پیدائش کے بعد دریائے نیل میں بہا دیئے گئے تھے۔ دریا۔ یعنی عالم آخرت

چونکہ عمر اندر رہ خشکی گذشت — گاہ کوہ وگاہ صحراء گاہ دشت
چونکہ عمر خشکی کے راستہ میں کٹی ہے — کبھی پہاڑ، کبھی جنگل اور کبھی بیدان میں

آب حیواں را کجا خواہی تو یافت — موج دریارا کجا خواہی شگافت
تو آب حیات کو کب پا سکے گا؟ — دریا کی موج کو کب چیر سکیگا؟

موج خاکی فہم ووہم وفکر ماست — موج آبی محو سکر است وفناست
خاکی موج ہماری سمجھ، ہمارا وہم اور ہماری سوچ ہے — آبی موج محویت اور سکر اور فنا ہے

تادریں سکری ازاں سکری ۲ تو دُور — تا ازیں مستی ازاں جامے نفور
جب تک تو اس سکر میں ہے اس سکر سے دور ہے — جب تک تو اس سے مست ہے اس جام سے نفرت کرنے والا ہے

گفتگوئے ظاہر آمد چوں غبار — مدتے خاموش خوکن ہوشدار
ظاہری گفتگو، غبار کی مانند ہے — کچھ مدت چپ رہنے کی عادت ڈال ہوش میں آ

مکرر عرض کر دن مریداں کہ خلوت را بشکن
مریدوں کا مکرر عرض کرنا کہ خلوت کو چھوڑیئے

جملہ گفتند اے حکیم رخنہ جُو — ایں فریب و ایں جفا باما مگو
سب نے کہا، اے حکیم، خلل انداز — یہ فریب اور یہ ظلم، ہمیں نہ سنا

ما اسیرانیم تا کے ایں فریب — بیدل وجانیم تا کے ایں عتیب ۳
ہم قیدی ہیں، یہ فریب کب تک؟ — ہم بے دل اور بے جان ہیں، یہ غصہ کب تک؟

چوں پذیرفتی تو ما رازِ ابتدا — مرحمت کن مچنیں تا انتہا
تو نے جب ہمیں ابتداء سے قبول کر لیا ہے — اسی طرح آخر تک ہم پر رحم کر

ضُعف و عجز و فقر مادانستۂ — دردِ مارا ہم دوا دانستۂ
تو نے ہماری کمزوری، عاجزی اور احتیاج جان لی ہے — ہمارے درد کی دوا بھی تو نے جان لی ہے

چار پارا قدر طاقت بارنہ — برضعیفاں قدر قوت کارنہ
چوپائے پر، طاقت کے مطابق بوجھ لاد — کمزوروں پر بقدر قوت کام ڈال

دانہ ہر مرغ اندازہ ویست — طعمہ ہر مرغ انجیرے کے ست
ہر پرندہ کا دانہ اس کے اندازے کے مطابق ہے — ہر پرندہ کی خوراک انجیر کب ہے

طفل راگرناں دہی بر جائے شیر — طفل مسکیں رااز اں ناں مردہ گیر
تو اگر بچے کو دودھ کی بجائے روٹی دے — مسکین بچہ کو اس روٹی سے مردہ سمجھ

۱ محو۔ مٹا دینا، تصوف کی اصطلاح میں فنا فی الذات کو کہتے ہیں جس کے مقابل اثابت ہے۔ سکر مستی تصوف میں وہ کیفیت مراد ہے، جس میں انوار غیبی کے غلبہ سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز ختم ہو جاتا ہے اس کے بالمقابل کیفیت صحو ہے۔

۲ سکر۔ یعنی انوار غیبی کے غلبہ کی کیفیت ۔ جام۔ یعنی جام معرفت نفور متنفر۔ غبار یعنی حجاب قلب، حدیث شریف میں ہے، کثرت کلام دل میں قساوت پیدا کرتا ہے۔ زخنہ محو چونکہ ہماری تباہی کو پسند کر رہا ہے اسیر محبت کا قیدی۔

۳ عتیب۔ عتاب کا امالہ ہے۔ غصہ ناراضی۔ چوں وضعداری یہی ہے کہ جب ہمیں خادم بنایا ہے تو خادم بنائے رکھے۔ دانستہ یعنی تجھے معلوم ہے کہ ہماری دوا تیرا قرب ہے۔ چار پا یعنی ہمارے ساتھ اب وہ برتاؤ نہ کر جو ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے دانہ۔ ہر پرندہ کا دانہ اس کی حیثیت کے مطابق ہے۔

چونکہ دند نہا بر آرد بعد ازاں
جب وہ دانت نکال لے گا

خود بخود گردد دلش جویائے ناں
تو اس کا دل خود بخود روٹی تلاش کریگا

مرغ[1] نارستہ چوں پراں شود
جس پرندے کے پر نہ نکلے ہوں جب وہ اڑے گا

لقمۂ ہر گربہ دراں شود
ہر درندہ بلی کا لقمہ بن جائے گا

چوں برآرد پر بپرد اُو نجود
جب پر نکال لیگا، وہ خود بخود اڑیگا

بے تکلف بے صغیر نیک و بد
اچھی، بری سیٹی کے بغیر، بلا تکلف

دیوار انطق تو خامش می کند
تیری گفتگو، شیطان کی چپ کر دیتی ہے

گوش ما را گفت تو ہُش می کند
تیری گفتگو ہمارے کان کو ہوشمند کر دیتی ہے

گوش ما ہوش سنہ چوں گویا توئی
جب تو گویا ہے ہمارے کان (ہمتن) ہوش ہوتے ہیں

خشک ما بحرست چوں دریا توئی
چونکہ تو دریا ہے، ہمارا خشک بھی سمندر ہے

با تو مارا خاک بہتر از فلک
تیرے ساتھ، ہمارے لئے زمین آسمان سے بہتر ہے

اے سماک[2] از تو منور تا سمک
اے وہ ذات کہ تجھ جیسے سماک سے سمک تک روشن ہے

بے تو مارا بر فلک تاریکی ست
تیرے بغیر ہمارے لئے آسمان پر اندھیرا ہے

باتو اے مہ این زمین تاری کے ست
اے چاند تیرے ہوتے ہوئے یہ زمین کب اندھیری ہے؟

با مہ روئے تو شب تاری کے ست
تیرے چہرے چاند کے ہوتے ہوئے رات کب تاریک ہے؟

روز را بے نورِ تو تاریکی ست
دن، تیرے نور کے بغیر تاریک ہے

با تو بر خاک از فلک بُردیم دست
تیرے ذریعہ زمین پر رہتے ہوئے ہم آسمان پر سبقت لیگئے

بر سما ما بے تو چوں خاکیم پست
تیرے بغیر ہم آسمان پر بھی زمین کی طرح پست ہیں

صورت رفعت بود افلاک را
آسمانوں کو ظاہری بلندی حاصل ہے

معنی رفعت روان پاک را
پاک، روح کو معنوی بلندی حاصل ہے

صورتِ رفعت برائے جسمہاست
جسموں کی، ظاہری بلندی رہے

جسمہا در پیش معنیٰ اسمہاست
جسم، معنی کے سامنے (محض) نام ہیں

اللہ اللہ یک نظر بر ما فگن
اللہ ہم پر ایک نظر ڈالدے

لا تقنطنا فقد طال الحزن
ہمیں مایوس نہ کر غم دراز ہو گیا

جواب گفتن وزیر کہ خلوت رائی شکنم
وزیر کا جواب دینا کہ میں تنہائی نہ چھوڑوں گا

[1] مرغ۔ تو ہمارے لئے بمنزلہ پروں کے ہے، تیرے بغیر ہماری ہلاکت ہے۔ دلو۔ شیطان۔ نطق گویائی ہش۔ ہوش کا مخفف ہے یعنی ہمارا شیطان سے بچاؤ اور ہمارا ہوش تیری صحبت اور گفتگو پر موقوف ہے

[2] سماک۔ ستارہ کا نام ہے۔ سمک مچھلی۔ تاریکی اندھیرا۔ تاری۔ اندھیرا بردیم دست۔ دست بردن غالب آنا، سبق لے جانا۔ سما۔ آسمان۔ صورت رفعت ظاہری بلندی، معنی رفعت حقیقی بلندی

گفت حجتہائے خود کوتہ کنید
اُس نے کہا اپنی محبتوں کو مختصر کرو

پندرا[1] در جان و در دل رہ کنید
جان اور دل میں نصیحت کو راستہ دو

گر امینم متہم بنود امیں
اگر میں امانتدار ہوں تو امین متہم نہیں ہوتا ہے

گر بگویم آسماں را من زمیں
خواہ میں آسمان کو زمین کہوں

گر کمالم باکمال انکار چیست
اگر میں کامل ہوں تو کمال کے ہوتے ہوئے انکار کیا جائے

ور نیم ایں زحمت و آزار چیست
اور اگر نہیں ہوں تو یہ زحمت اور تکلیف کیوں ہے؟

من نخواہم شد ازیں خلوت بروں
میں خلوت سے باہر نہ نکلوں گا

زانکہ مشغولم باحوال ردوں
اس لئے کہ میں باطنی احوال میں مشغول ہوں

لابہ کردن مریداں در خلوت وزیر باردگر
وزیر کی خلوت کے متعلق مریدوں کا دوبارہ خوشامد کرنا

جملہ گفتند اے وزیر انکار نیست
سب نے کہا اے وزیر! انکار نہیں ہے

گفت ما چوں گفتۂ اغیار نیست
ہماری بات غیروں کی سی بات نہیں ہے

اشک دیدہ است از فراق تو دواں
تیری جدائی سے آنکھوں کے آنسو بہہ رہے ہیں

آہ آہ ست از میان جاں رواں
جان سے آہ آہ نکل رہی ہے

طفل[2] با دایہ ستیزد ولیک
بچہ دایہ سے نہیں لڑتا لیکن

گرید او گرچہ نہ بد داند نہ نیک
وہ روتا ہے اگرچہ اچھا برا نہیں جانتا ہے

ما چو چنگیم و تو زخمہ میزنی
ہم سارنگی کی طرح ہیں اور تو مضراب مارتا ہے

زاری از مانے تو زاری میکنی
رونا ہمارا نہیں ہے تو روتا ہے

ما چو شطرنجیم اندر بُرد و مات
ہار جیت میں ہم شطرنج کی طرح ہیں

بُرد و مات ما زست اے خوش صفات
اے خوش صفات! ہماری ہار جیت تیری طرف سے ہے

ما کہ باشیم اے تو مارا جان جاں
اے وہ کہ تو ہماری جان کی جان ہے ہم کیا ہوتے ہیں؟

تا کہ ما باشیم با تو درمیاں
تیرے ہوتے ہوئے درمیان میں ہم کون ہوتے ہیں؟

ما عدمہائیم و ہستی ہائے ما
ہم اور ہماری ہستیاں معدوم ہیں

تو وجودِ مُطلقِ فانی نما
تو فانی نما، وجودِ مطلق ہے

[1] پندرا۔ یعنی نصیحت کو دل و جان سے قبول کر لو۔ متہم۔ تہمت، زدہ گفت گفتگو گفتہ۔ کہا ہوا۔ اغیار غیر کی جمع یعنی ہماری یہ باتیں اپنوں کی باتیں ہیں جو آپ کے کمال کے انکار کی وجہ سے نہیں ہیں۔ اشک اگر کمال کا انکار ہوتا تو ہماری یہ حالت کیوں ہوتی۔

[2] طفل یعنی بچہ اپنی اندرونی تکلیف سے روتا ہے ماں کو ستانا مقصود نہیں ہوتا اس لئے ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس سے مقصد آپ کو ستانا نہیں ہے۔ ماچو چنگیم۔ یہاں سے مولانا کا اپنا بیان شروع ہو گیا ہے، اس کا تعلق وزیر کے مریدوں سے نہیں ہے۔ نائے۔ بانسری۔ نوا۔ آواز۔ صدا۔ گونج آوازِ بازگشت۔

[3] شطرنج۔ مشہور کھیل ہے ہر دو مات۔ ہار جیت۔ تا کہ باشیم۔ تیرے وجود کے بالمقابل ہمارا وجود معدوم ہے۔ فانی۔ نما۔ یعنی ممکن کا وجود حقیقت میں کچھ نہیں۔ صرف نظر آتا ہے لہٰذا وہ ہستی نما عدم ہے اور واجب کا وجود حقیقی ہے جو نظر نہیں آتا لہٰذا وہ وجودِ مطلق فانی ہے۔

ماہمہ شیران ولے شیرِ عَلَم
ہم سب شیر ہیں لیکن جھنڈے کے شیر

حملۂ ایشاں پیداو ناپیداست باد
ان کا حملہ نظروں میں ظاہر ہے اور ہوا نظر سے غائب ہے

بادِ ما و بودِ ما از دادِ تُست
ہماری ہوا اور ہمارا وجود تیری عطا سے ہے

لَذّتِ ہستی نمودی نیست را
تو نے معدوم کو وجود کی لذت چکھائی

لَذّتِ اِنعامِ خودرا وامگیر
اپنے انعام کی لذت کو واپس نہ لے

ور بگیری کیست جُست وجُو کند
اور اگر تو لے لے کون ہے جو جستجو کر سکے؟

منگر اندر ما مکن در ما نظر
ہمیں نہ دیکھ، ہم پر نظر نہ کر

ما نبود۲ یم و تقاضامان نبود
نہ ہم تھے نہ ہمارا تقاضا تھا

نقش باشد پیش نقاش و قلم
نقش، نقاش اور قلم کے سامنے ہوتا ہے

پیش قدرت خَلقِ جملہ بارگہ
قدرت کے سامنے، عالم کی تمام مخلوقات

گاہ نقش دیوگہ آدم کُند
کبھی شیطان کا، کبھی آدم کا نقش بناتا ہے

دست نے تادست جنباند بدفع
کوئی ہاتھ نہیں، جو روکنے کا ہاتھ ہلائے

توز قرآں باز خوان تفسیرِ بیت
تو قرآن سے (اس) شعر کی تفسیر پڑھ لے

حملۂ شان از باد باشد و مبدم
جس کا مسلسل حملہ ہوا کی وجہ سے ہوتا ہے

آنکہ ناپیداست ہرگز گم مَباد
وہ ذات جو کہ نظروں سے غائب ہے کبھی (دل سے) گم نہ ہو

ہستی ما جملہ از اِیجادِ تُست
ہم سب کی ہستی تیری ایجاد سے ہے

عاشق خود کردہ بودی نیست را
تو نے معدوم کو اپنا عاشق بنایا تھا

نقل خمرو جامِ خودرا وامگیر
شراب کی نقل اور اپنے جام کو واپس نہ لے

نقش با نقاش چوں نیزو کُند
نقش، نقاش کے ساتھ کیا زور آزمائی کرے؟

اندرا کرام و سخائے خود نگر
اپنے اکرام اور سخاوت کو دیکھ

لُطفِ تو نا گفتہ مامی شنوُد
تیری مہربانی ہماری ان کہی سنتی تھی

عاجز وبستہ چوکودک درشکم
عاجز اور مجبور جس طرح بچہ پیٹ میں

عاجزاں چوں پیشِ سوزن۳ کارگہ
عاجز ہیں، جس طرح سوئی کے سامنے کڑھائی کا کپڑا

گاہ نقش شادی و گہ غم کُند
کبھی خوشی کا اور کبھی غم کا نقش کھینچتا ہے

نطق نے تادم زند از ضُرّ و نفع
گویائی نہیں جو نفع اور نقصان پر دم مارے

گفت ایزد مارَمیتَ اِذ رَمیت
اللہ نے فرمایا تو نے نہیں پھینکا جب تو نے پھینکا

۱ حملہ شاں۔ جھنڈا ہوا سے ہلتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیر حملہ آور ہے۔ لذّتِ ہستی۔ ہم معدوم تھے تو نے وجود کا مزا چکھایا ازل میں ہم سے عہد الست لے کر ہم کو شیدا بنا دیا۔ دا۔ باز، واپس۔ نقل۔ وہ میوہ یا نمکین وغیرہ جو شراب کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ نقش۔ ممکنات، واجب کا نقش و نگار ہیں۔

۲ مانبود یم۔ ہمارا وجود بھی نعمت ہے جو بلا مانگے ملی۔ اور ہمیں اشرف المخلوقات بنایا۔ عاجز وبستہ۔ اگر خدا اپنی نعمتیں ہم سے چھین لے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ بارگہ۔ عالم، دنیا۔ سوزن۔ سوئی۔

۳ کارگہ۔ وہ کپڑا جس پر نقاش بیل بوٹے کاڑھتا ہے۔ دست۔ ہاتھ، طاقت دفع۔ روکنا، دھکیلنا۔ نطق۔ قوتِ گویائی۔ ضُرّ۔ نقصان۔ بیت۔ یعنی ان اشعار کی تفسیر۔ مارمیت۔ غزوہ بدر میں آنحضور نے ایک مٹھی کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں جس سے وہ بدحواس ہو کر شکست کھا گئے۔

گر پَرَ انیم تیر آن کے زماست
اگر ہم تیر چلائیں تو وہ ہماری وجہ سے کب ہے؟

ماکمان (۱) و تیر اندازش خداست
ہم تو کمان ہیں اور تیر چلانے والا خدا ہے

این نہ جبر این معنی جباری ست
جو جبر نہیں ہے، یہ جباری کے معنی ہیں

ذکر جبّاری برائے زاری ست
جباری کا ذکر (انسان کا) عجز ظاہر کرنے کے لئے ہے

زاریِ ماشد دلیلِ اِضطرار ۲
ہمارا عجز، اضطرار کی دلیل ہے

خجلتِ ماشد دلیلِ اختیار
ہماری شرمندگی، اختیار کی دلیل ہے

گر نبودے اِختیار ایں شرم چیست؟
اگر اختیار نہ ہوتا، تو یہ شرم کیا ہے؟

ویں دریغ و خجلت و آزرم چیست؟
اور یہ افسوس اور شرمندگی اور صلح ہوئی کیا ہے؟

زَجرِ اُستاداں بشاگرداں چراست؟
استادوں کی جھڑکی، شاگردوں کو کیوں ہے؟

خاطر از تدبیرہا گرداں چراست؟
تدبیروں میں طبیعتیں سرگرداں کیوں ہیں؟

ور تو گوئی غافل ست از جبر اُو
اگر تو کہے، وہ جبر سے غافل ہے

ماہِ حق پنہاں کند در اَبر اُو
اللہ کا چاند اس کو اپنے ابر میں چھپا دیتا ہے

ہست این دخوش (۳) جواب لبشنوی
اگر تو سنے تو اس کا (بھی) اچھا جواب ہے

بگذری از کفر و بر دیں بگروی
تو کفر سے بچ جائیگا اور دین پر مائل ہو جائیگا

حسرت و زاری کہ در بیماری ست
حسرت اور عاجزی جو بیماری میں ہے

وقت بیماری ہمہ بیداری ست
بیماری کا وقت پوری بیداری ہے

آں زماں کہ میشوی بیمار تو
جس وقت تو بیمار ہوتا ہے

میکُنی از جُرم اِستغفار تو
تو گناہ سے توبہ کرتا ہے

می نماید بر تو زشتی گُنہ
تیرے اوپر گناہ کی برائی کھل جاتی ہے

میکُنی نیّت کہ باز آیم برہ
تو ارادہ کرتا ہے کہ راہ راست پر لوٹ آؤں گا

عہد و پیماں میکُنی کہ بعد ازیں
تو عہد اور پیماں کرتا ہے کہ اس کے بعد

جُز کہ طاعت نبودم کارگزیں
عبادت کے علاوہ کوئی کام نہ کروں گا

پس یقیں گشت آنکہ بیماری ترا
لہٰذا یقین ہو گیا کہ تیری بیماری

می بہ بخشد ہوش و بیداری ترا
تجھے ہوش اور بیداری بخشتی ہے

پس بداں ایں اصل را اے اصل جُو
اے راز کے طالب! اس حقیقت کو سمجھ لے

ہر کرا دَرد ست اُو بُرد ست بُو
جس میں درد ہے اس کو پتہ مل گیا ہے

---

۱ ماکمان۔ ہم محض ایک آلہ ہیں اصل فاعل خدا کی ذات ہے۔ جبر۔ زبردستی، فرقہ جبریہ کا عقیدہ ہے کہ انسان اپنے افعال میں مجبور محض ہے، اسے بالکل اختیار نہیں ہے، اہل سنت کے نزدیک انسان کو اختیار ہے لیکن یہ اختیار خدا کے اختیار کے تابع ہے۔ جباری۔ زبردستی دباؤ۔ زاری۔ ضعف۔ ناتوانی۔ برائے۔ یعنی اللہ کی جباری سے انسان کا مجبور محض ہونا لازم نہیں آتا۔

۲ اِضطرار۔ مجبوری۔ خجلت۔ شرمندگی۔ یعنی انسان میں جبر اور اختیار ملا جلا ہے لہٰذا وہ مضطر بھی ہے اور مختار بھی۔ دریغ۔ افسوس۔ آزرم صلح جوئی۔ شرم چیست اگر انسان مجبور محض ہوتا ہے۔ تو اپنے گناہوں پر کیوں شرماتا۔ زَجر۔ جھڑکی خاطر طبیعت، دل۔ گرداں پریشان۔ چرائست۔ یعنی اگر شاگرد مجبور محض ہوتا تو استاد اس کو کیوں جھڑکتا گرداں مدبّروں کا تدبیریں کرنا بھی جبر کے منافی ہے در۔ یعنی اگر یہ اعتراض ہو کہ مدبّروں کی سرگردانی اور اُستاد کا جھڑکنا اس بنیاد پر ہے کہ ان کو جبر کا احساس نہیں۔

۳ خوش جواب۔ اس کا بہت اچھا خواب ہے جو آئندہ اشعار میں مذکور ہے بگروی۔ گرویدن کا فعل مضارع ہے بمعنی مائل ہونا۔ جھکنا۔ بیداری۔ غفلت کے پردے اٹھ جاتے ہیں۔ استغفار۔ استغفر اللہ پڑھنا۔ یعنی اے اللہ ہمیں معاف کر دے۔ راہ ہدایت کا راستہ۔ ہوش۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کو اپنے جبر و اختیار کا صحیح ہوش بیماری کے وقت ہو جاتا ہے۔ اصل۔ قاعدہ کلیہ۔ بو۔ خوشبو

ہر کہ اُو بیدارتر پُر درد تر
جو زیادہ ہوشمند ہے وہی زیادہ پر درد ہے

ہر کہ اُو آگاہ تر رُخ تردا تر
جو زیادہ باخبر ہے اس کا چہرہ زیادہ زرد ہے

گر ز جبرش آگہی زاریت کُو
اگر تو اس کے جبر کا معتقد ہے تو تیری عاجزی کہاں ہے

جنبش زنجیر جباریت کُو
تیری مجبوری کی زنجیر کی جھنکار کہاں ہے؟

بستہ در زنجیر رادی چوں کند
زنجیر سے جکڑا ہوا، سخاوت کیسے کر سکتا ہے؟

چوب اشکستہ عمادی چوں کند
ٹوٹی ہوئی لکڑی ستون کب بن سکتی ہے؟

کے اسیر حبس[۲] آزادی کند
قید خانہ کا قیدی، آزادی کب منا سکتا ہے؟

کے گرفتارِ بلا شادی کند
مصیبت میں گرفتار، خوشی کب منا سکتا ہے؟

ور تو می بینی کہ پایت بستہ اند
اگر تو دیکھتا ہے کہ تیرے پیر باندھ دیئے ہیں

بر تو سَر ہنگانِ شہ بنشستہ اند
تجھ پر بادشاہ کے سپاہی مسلط ہیں

پس تو سَر ہنگی مکن با عاجزاں
لہٰذا تو کمزوروں پر سپاہی نہ بن

زانکہ نبُوَد طبع و خوئے عاجزاں
اس لئے کہ یہ عاجزوں کی طبیعت اور عادت نہیں ہوتی ہے

چوں تو جبر اُو نمی بینی مگو
جب تو اس کا جبر نہیں دیکھتا ہے، تو قائل نہ ہو

ور ہمی بینی نشانِ دید کُو
اور تو دیکھتا ہے، تو دیکھنے کی دلیل کہاں ہے؟

اندراں کاریکہ مَیل ستت بداں
جس کام میں تیرا میلان ہوتا ہے اُس میں

قدرتِ خود را ہمی بینی عیاں
تو اپنی قدرت کو کھلا دیکھتا ہے

اندراں کاریکہ میلت نیست وخواست
جس کام میں تیری خواہش اور میلان نہیں ہے

اندراں جبری شوی کیں از خداست
اس میں تو جبری بنتا ہے کہ یہ خدا کی جانب سے ہے

اَنبیا[۳] درکار دنیا جبری اند
انبیاء دنیا کے کام میں جبری ہیں

کافراں درکارِ عقبیٰ جبری اند
کافر، آخرت کے کام میں جبری ہیں

اَنبیارا کارِ عقبیٰ اختیار
انبیاء کے لئے آخرت کے کام اختیاری ہیں

کافراں راکارِ دنیا اِختیار
کافروں کے لئے دنیا کے کام اختیاری ہیں

زانکہ ہر مُرغے بسوئے جنس خویش
کیونکہ ہر پرندہ اپنی جنس کی طرف

میرود اُو در پس و جاں پیش پیش
پیچھے پیچھے جاتا ہے اور جان آگے آگے

کافراں چوں جنس سجّین آمدند
کافرط چونکہ سجین کی جنس کے ہیں

بہرِ دنیا را خوش آئین آمدند
دنیا کیتی یدخانہ کے قوانین خوب سمجھتے ہیں

---

۱ زرخ زرد۔ چہرے کی زردی خوف کی علامت ہے۔ گر۔ اگر اللہ کی طرف سے جبر ہو تو انسان کو ہر کام سے عاجز ہونا چاہئے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے اور کہیں تو جبر کی آواز ہونی چاہئے۔ رادی۔ سخاوت، راد۔ سخی اسیر۔ قیدی۔

۲ حبس۔ قید خانہ سر ہنگ۔ سپاہی۔ سرہنگی سپاہیانہ جبر و تشدد زانکہ۔ مجبور دوسروں پر جبر نہیں کر سکتا اور انسان دوسروں پر جبر و ظلم کرتا ہے۔ خواست۔ خواہش، جبری۔ مجبور کیں کہ ایں از خداست۔ یہ انسان کی عادت ہے کہ حسب منشا کاموں میں اپنا اختیار سمجھتا ہے اور جو کام نہ کرنا چاہے اُس میں اپنے آپ کو مجبور ظاہر کرتا ہے۔

۳ انبیاء۔ دنیاوی کاموں میں ترک اسباب کرتے ہیں اور کافر آخرت کے کاموں میں اختیار۔ انبیاء آخرت کے کاموں کو اختیاری سمجھتے ہیں اور کافر دنیا کے کاموں کو۔ ہر مرغے۔ پرند اس قدر خوشی سے جاتا ہے کہ خود تو پیچھے ہو جاتا ہے اور اُس کی جان اس سے بھی آگے ہوتی ہے۔ سجین۔ وہ جگہ جہاں کفار کے نام محفوظ ہیں، جہنم کی ایک وادی کا بھی نام ہے۔

انبیاء چوں جنسِ علیّیں[1] اُبُدند — سوئے علیّیں بجان و دل شدند
انبیاء چونکہ علیین کی جنس کے تھے — اس لئے وہ دل و جان سے علیین کی طرف متوجہ ہوئے

ایخدا ابنما تو جاں را آن مقام — کاندرو بے حرف میرویدکلام
اے خدا! تو جان کو وہ مقام دکھا دے! — جہاں بلا حرفوں کے کلام بنتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد لیک ما — باز گوئیم آں تمامی قصہ را
اس بات کی تو کوئی انتہا نہیں ہے لیکن ہم — پھر اس باقی قصہ کو سناتے ہیں

نومید کردنِ وزیر مُریداں رادر نقضِ خلوت
وزیر کا مریدوں کو تنہائی چھوڑنے سے نا امید کرنا

آں وزیرا اندروں آواز داد — کاے مریداں ازمن ایں معلوم باد
اُس وزیر نے اندر سے آواز دی — اے مریدو! میری جانب سے یہ معلوم رہے

کہ مرا عیسیٰ چنیں پیغام کرد — کز ہمہ یاران وخویشاں باش فرد
کہ مجھے حضرت عیسیٰ نے ایسا پیغام دیا ہے — کہ تمام دوستوں اور اپنوں سے اکیلے رہو

روئے در دیوار کن تنہا نشیں — وز وجود خویش ہم خلوت گزیں
گوشہ نشین بن، اکیلا بیٹھ — اپنے وجود سے بھی تنہائی اختیار کر

بعد ازیں دستوری گفتار نیست — بعد ازیں با گفتگویم کار نیست
اس کے بعد بات چیت کا حکم نہیں ہے — اس کے بعد بات چیت سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے

اُلوداع اے دوستاں من مُردہ ام — رخت بر چارم فلک بَر بُردہ ام
اے دوستو! رخصت، میں مردہ ہوں — سامان چوتھے آسمان پر لے جا چکا ہوں

تا بزیر چرخ[2] ناری چوں حَطَب — می نسوزم درعنا و در عَطَب
تاکہ میں آگ کے کرہ کے نیچے، ایندھن کی طرح — مشقت اور محنت میں نہ جلوں

پہلوئے عیسیٰ نشینم بعد ازیں — برفرازِ آسمان چار میں
اس کے بعد حضرت عیسیٰ کے پہلو میں بیٹھوں گا — چوتھے آسمان کی بلندی پر

ولی عہد ساختنِ وزیر ہر یک امیر جُدا جُدا
ولی عہد بنانا وزیر کا ہر سردار کو علیحدہ علیحدہ

وانگہانے آں امیراں رابخواند — یک بیک تنہا بہر یک حرف راند
تب اُن امیروں کو بلایا — اور ایک ایک کر کے تنہائی میں ہر ایک سے بات کی

[1] علیّین۔ نیکوں کا رجسٹر، جنت کا ایک مقام۔ جان را یعنی روح کو وہ مقام عنایت فرما دے۔ جہاں بلا قال و قیل مکاشفہ سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ چارم چہارم، حضرت عیسیٰ چوتھے آسمان پر زندہ سلامت ہیں۔

[2] چرخ ناری۔ آگ کا کرہ جو ہوا کے کرہ سے اوپر ہے۔ حطب۔ ایندھن عنا۔ مشقت۔ عطب ہلاکت۔ عیسیٰ حضرت عیسیٰ چرخ چہارم پر ہیں فراز۔ وسعت۔ حرف راندن بات کرنا۔

گفت ہر یک را بدینِ عیسوی — نائبِ[1] حق و خلیفہ من توئی
ہر ایک سے کہا کہ عیسوی دین میں — اللہ کا نائب اور میرا خلیفہ تو ہی ہے

واں امیرانِ دِگر اَتباعِ تو — کرد عیسیٰ جُملہ را اَشیاعِ تو
اور دوسرے امیر، تیرے تابع ہیں — حضرت عیسیٰ نے سب کو تیرا پیرو بنا دیا ہے

ہر امیرے کو کشد گردن بگیر — یا بگیرش یا خود ہمیدارش اَسیر
جو امیر سرکشی کرے اس کو گرفتار کر لے — یا مار ڈال یا اس کو اپنا قیدی بنا لے

لیک تا من زندہ ام ایں را مگو — تا نمیرم این ریاست را مجو
لیکن جب تک میں زندہ ہوں یہ بات نہ کہنا — جب تک میں مر نہ جاؤں اس سرداری کی کوشش نہ کرنا

تا نمیرم من تو ایں پیدا مکن — دعویِ شاہی و استیلاء مکن
جب تک میں نہ مروں یہ ظاہر نہ کرنا — بادشاہی اور غلبہ کا دعویٰ نہ کرنا

اینک ایں طو مارو احکام مسیح — یک بیک برخواں تو بر اُمّت فصیح
اب یہ دفتر اور حضرت مسیح کے احکام — ایک ایک کر کے صاف طور پر قوم کے سامنے پڑھ دے

ہر امیرے را چنیں گفت اُو جدا — نیست نائب جز تو در دینِ خدا
ہر امیر سے علیحدہ علیحدہ ایسا ہی کہا — کہ خدا کے دین میں تیرا سوا کوئی نائب نہیں ہے

ہر یکے را کرد اُو یک یک عزیز[2] — ہر چہ اُورا گفت ایں را گفت نیز
ہر ایک کو اس نے ایک ایک کر کے معزز بنایا — جو اس سے کہا اس سے بھی کہا

ہر یکے را اُو یکے طو مار داد — ہر یکے ضدِ دگر بد اُلمُراد
ہر ایک کو اس نے ایک دفتر دیدیا — اور ہر ایک کا مقصد دوسرے کے خلاف تھا

متنِ آں طومار ہا بُد مختلف — ہمچو شکلِ حرفہا با تا الف
ان دفتروں کی عبارتیں باہم مختلف تھیں — جیسا کہ الف با، تا، کے حروف

حُکمِ ایں طومار ضدِ حُکمِ آں — پیش ازیں کردیم ایں ضد را بیاں
اس دفتر کا حکم اس دفتر کے خلاف تھا — اور اس اختلاف کو ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں

ضد ہم دیگر زپایاں تا بسر — شرح دادستیم ایں را اے پسر
سر سے پیر تک ایک دوسرے کی ضد — اے صاحبزادے، ہم اس کی تفصیل بتا چکے ہیں

کُشتنِ وزیر خود را در خلوت از مُریداں
مریدوں سے تنہائی میں وزیر کا اپنے آپ کو مار ڈالنا

[1] نائب۔ قائم مقام۔ خلیفہ۔ جانشین۔ اتباع تابع کی جمع، پیرو اشیاع شیعہ کی جمع، طرفدار۔ کشد گردن ۔ سرکشی کرے۔ اسیر قیدی۔ ریاست حکومت۔ پید ظاہر استیلا غلبہ۔

[2] عزیز۔ معزز، یا عزت الف حروف تہجی میں سے ہر ایک کی شکل جدا ہے۔ اے پسر گزشتہ مضامین میں اس کی تشریح کردی گئی ہے۔

بعد ازاں چل روز دگر در بہ بست — خویش را کشت از وجودِ خود برست
اس کے بعد پھر چالیس روز دروازہ بند رکھا — اور اپنے آپ کو قتل کر کے اپنے وجود سے چھٹکارا پایا

چونکہ خلق از مرگِ اُو آگاہ شد — بر سرِ گورش قیامت[1] گاہ شد
جب لوگ اس کی موت سے آگاہ ہوئے — تو اس کی قبر پر قیامت کا میدان بن گیا

خلق چندان جمع شد بر گورِ اُو — مُوکنان جامہ داران در شورِ اُو
اس کی قبر پر بے شمار لوگ جمع ہو گئے — بال نوچتے ہوئے، کپڑے پھاڑتے ہوئے اس کے غم میں

کاں عددرا ہم خدا داند شمرد — از عرب وز تُرک وز رومی و کُرد
ان کی تعداد کو خدا ہی گنتا جانتا ہے — عرب اور ترک اور رومی اور کرد (سب ہی اُمیں شامل تھے)

خاکِ اُو کردند بر سر ہائے خویش — دردِ اُو دیدند درمانہائے خویش
اس کی مٹی اپنے سروں پر ڈالی — اور اپنا علاج اس کے درد کو سمجھا

آں خلائق بر سر گورش مہے — کردہ خوں را از دو چشم چود[2] رہے
ان لوگوں نے ایک مہینہ تک اس کی قبر پر — اپنی دونوں آنکھوں سے خون بہایا

جملہ از دردِ فراقش در فغان — ہم شہاں و ہم کہان و ہم مہان
اس کی جدائی کے درد سے سب آہ وزاری میں تھے — بادشاہ بھی، چھوٹے بھی اور بڑے بھی

طلب کردن امتِ عیسیٰ کہ ولیعہد از شما کدام ست

حضرت عیسیٰ کی امت کا معلوم کرنا کہ تم میں سے، ولی کون ہے؟

بعد ماہے خلق گفتند اے مہان — از امیران کیست بر جایش نشان
ایک مہینہ کے بعد لوگوں نے کہا اے بزرگو! — سرداروں میں سے اس کا قائم مقام کون ہے

تا بجائے اُو شناسیمش امام — تا کہ کارِ ما ازو گردد تمام
تاکہ اس کی جگہ ہم اس کو امام سمجھیں — تاکہ ہمارا کام اس کے ذریعہ مکمل ہو

سر ہمہ بر اختیارِ اُو نہیم — دست[3] بر دامان و دست اُو زنیم
ہم سب اس کے حکم کی اطاعت کریں — اور اس کے دامن اور ہاتھ کو پکڑ لیں

چونکہ شد خورشید و مارا کرد داغ — چارہ نبُود بر مقامش از چراغ
جبکہ سورج غروب ہو گیا اور ہمیں داغ دے گیا — تو اس کی جگہ چراغ ضروری ہو گیا ہے

چونکہ شد از پیش دیدہ روئے یار — نائبے باید ازو مان یادگار
جب دوست کا چہرہ آنکھوں سے غائب ہو گیا — تو ہمیں اس کا قائم مقام اس کی یادگار چاہئے

[1] قیامت گاہ۔ میدان حشر۔ مُو۔ بال کناں کندن، نوچنا، اکھاڑنا درآن دریدن، پھاڑنا کرو۔ کاف کے ضمہ کے ساتھ ایک قوم ہے ورزد۔ تکلیف۔ درماں علاج۔ مہے۔ ایک مہینہ

[2] راہ کردن۔ جاری کرنا کہاں۔ کہ کی جمع، کم رتبہ چھوٹا۔ مہاں۔ مہ کی جمع، بزرگ، بڑا۔ ولی عہد، کسی حاکم کے بعد حاکم ہونے والا۔

[3] دست بر داماں زدن۔ سہارا پکڑنا۔ دست بر دست زدن۔ بیعت کرنا۔ خورشید۔ یعنی وزیر۔ چارہ۔ علاج تدبیر چراغ سورج کے ڈوبنے پر چراغ جلانا پڑتا ہے۔ ماں۔ مارا۔

چونکہ گل بگذشت و گلشن شد خراب
جب فصل گل ختم ہو گئی اور چمن تباہ ہو گیا

بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب
تو پھول کی خوشبو کس سے طلب کریں؟ گلاب سے

حق تعالیٰ چوں نیاید در عیاں
چونکہ خدا مشاہدہ میں نہیں آتا ہے

نائب حقّند این پیغمبران
یہ پیغمبر اللہ کے قائم مقام ہیں

نے اِ غلط گفتم کہ نائب یا منوب
نہیں میں نے نائب غلط کہا بلکہ وہ اصل ہیں

گر دو پنداری قبیح آید نہ خوب
اور اگر ان کو دو سمجھو گے تو برا ہو گا، اچھا نہ ہو گا

نے دو باشد تا توئی صورت پرست
نہیں وہ دو ہیں جب تک تو ظاہر پرست ہے

پیش اُو یک گشت کز صورت بَرست
جو ظاہر بینی سے گزرا اس کے لئے ایک ہیں

چوں بصورت بنگری چشمت دو است
جب تو بظاہر دیکھے گا تو تیری دو آنکھیں ہیں

تو بنورش در نگر کاں یک تو است
تو ان کے اس نور کو دیکھ کر وہ ایک ہی ہے

لا جرم چوں بر یکے افتد بَصَر
لا محالہ جب ایک چیز پر نظر پڑتی ہے

آں یکے بینی دو ناید در نظر
تو اس کو تو ایک ہی دیکھے گا، دو نظر نہ آئیں گی

نورِ ہر دو چشم نتواں فرق کرد
دونوں آنکھوں کی روشنی میں فرق نہیں کیا جا سکتا

چونکہ بر نورش نظر انداخت مَرد
جب انسان ان کے نور پر نظر ڈالے

در بیانِ آنکہ جملہ پیغمبراں برحق باند کہ لانُفرق بین اَحَدٍ مِن رُّسُلِہٖ

"اس کا بیان کہ تمام پیغمبر برحق ہیں اس لئے کہ "ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے" (فرمایا گیا ہے)

دہ۲ چراغ اَر حاضر آری در مکاں
اگر تو دس چراغ ایک جگہ لے آئے

ہر یکے باشد بصورت غیر آں
تو ہر ایک چراغ صورت میں دوسرے سے جدا ہو گا

فرق نتواں کرد نورِ ہر یکے
ہر ایک کے نور میں فرق نہیں کیا جا سکے گا

چوں بنورش رُوئے آری بیشکے
بیشک جب تو اس کے نور کی طرف رخ کرے گا

اُطْلُبِ الْمَعْنٰی مِنَ الْفُرْقَانِ وَقُلْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَادِ الرُّسُلْ
اس کا مطلب قرآن میں تلاش کر اور کہہ کہ ہم رسولوں کی شخصیتوں میں فرق نہیں کرتے ہیں

گر تو ضد سیب و صد آبی بشمری
اگر تو سو سیب اور سو ہی گنے

صد نماید یک شود چوں بفشری
تو سو نظر آئیں گے لیکن جس کو نچوڑے گا تو ایک ہو جائیں گے

در معانی قسمت و اَعداد نیست
معانی میں تقسیم اور عدد نہیں ہے

در معانی تجزیہ و افراد نیست
تجزیہ اور اکائیاں بھی معانی میں نہیں ہیں

۱ نے۔ پہلی بات صحیح نہیں ہے کہ میں نے پیغمبر کو نائب کہہ دیا ہے۔ نے۔ نہیں، یعنی دونوں جداگانہ بھی ہیں۔ صورت پرست۔ ظاہر پرست۔ صورت پرست جو ظاہر بینی سے نکلا۔ چشمت۔ یعنی آنکھیں دو ہیں لیکن ان کی روشنی میں وحدت ہے۔ لا جرم، یقیناً، دونوں آنکھیں جب کسی چیز کو دیکھتی ہیں تو وہ ایک نظر آتی ہے۔

۲ دہ چراغ۔ دس چراغ بظاہر دس ہیں۔ لیکن سب کی روشنی میں وحدت ہے۔ وَقُل۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا۔ لا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِنْ رُّسُلِہٖ "ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے ہیں" در معانی۔ تعداد الفاظ میں ہے اور معنی میں وحدت ہے اور اصل چیز معنی ہیں۔

اتحاد یار بایاران خوش ست — پائے معنی گیر صورت سرکش ست
یار کا یاروں سے اتحاد بھلا ہے — معنی کا اتباع کر، ظاہر تو سرکش ہے

صورت سرکش گداز ان کُن برنج — تا بہ بینی زیر آں وحدت چو گنج
سرکش ظاہر کو ریاضت سے پگھلا دے — تاکہ تو اس کے نیچے خزانہ کی طرح وحدت کو دیکھ لے

ورتو نگدازی عنایت ہائے اُو — ہم گداز دے دلم مولائے اُو
اور اگر تو نہ پگھلا سکے تو اس کی مہربانیاں — بھی پگھلا دینگی اے (مخاطب) میرا دل اس کا غلام ہے

اُو نماید ہم بدلہا خویش را — اُو بدوزد خرقۂ درویش را
وہ اپنے آپ کو دلوں میں بھی ظاہر کر دیتا ہے — اور وہ درویش کی گدڑی سی دیتا ہے

مُنبسط بودیم و یک گوہر ہمہ — بے سَر و بے پائیم آں سَر ہمہ
ہم بسیط اور بالکل ایک جوہر تھے — ہم بے سر و پا تھے اور وہ ہم سب کا سردار و مربی تھا

یک گہر بودیم ہمچوں آفتاب — بے کدر بودیم و صافی ہمچو آب
ہم سورج کی طرح ایک جوہر تھے — ہم میں گدلا پن نہ تھا اور پانی کی طرح صاف تھے

چوں بصورت آمد آں نورِ سرہ — شد عدد چوں سایہ ہائے کنگرہ
جب اس خالص نور نے صورت اختیار کی — تو وہ کنگرہ کے سایوں کی طرح متعدد بنگیا

کنگرہ ۳ ویراں کنید از منجنق — تا رود فرق از میان ایں فریق
گوپھن کے ذریعہ کنگرہ کو ڈھا دو — تاکہ اس فریق سے فرق مٹ جائے

در بیان آنکہ انبیاء علیہم السّلام گفتند کَلِّمُوا النَّاسَ علی قَدرِ عُقُولِھِم

اس بیان میں کہ انبیاء علیہم السلام نے کہا ہے "لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کرو"

زیرا کہ بخہند انند انکار کنند و ایشاں رازیاں دارو
اس لئے کہ جس کو وہ نہ سمجھیں گے، انکار کر دینگے اور ان کا نقصان ہو گا

قَالَ عَلَیْہِ السَّلام اُمِرْنَا اَنْ نُنْزِلَ النَّاسَ مَنَازِلَھُم
آنحضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کو ان کے مرتبوں پر رکھیں

شرح ایں را گفتمے من از مرے — لیک ترسم تا نہ لغزد خاطرے
اس راز کی تفصیل میں زور شور سے بیان کرتا — لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں کوئی دل لغزش نہ کھا جائے

نُکتہا چوں تیغ الماس ست تیز — گر نداری تو سپر واپس گریز
نکتے، تیز تلوار کی طرح تیز ہیں — اگر تیرے پاس ڈھال نہیں ہے واپس بھاگ جا

۱ صورت سرکش۔ یعنی ظاہر پرستی، محنت اور ریاضت کے ذریعہ ختم کر دے۔ وحدت نظر آنے لگیگی۔ ور۔ اگر تیری ریاضت بھی کام نہ کریگی تو اللہ کی مہربانیاں اس منزل پر پہنچا دینگی۔ اوَ۔ قلب مومن، مظہر ذات خداوندی ہے، اپنے جمال سے درویش کے ٹوٹے دل کو جوڑ دیتا ہے۔

۲ آں سَر عالم ارواح میں سب ایک بسیط جوہر تھے اعضا بھی نہ تھے چوں بصورت۔ جب اس خالص نور کا مظہر کائنات بنی تو اس میں تعدد پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ سورج کی بسیط روشنی مختلف کنگروں پر پڑ کر تعدد کو قبول کر لیتی ہے۔

۳ کنگرہ۔ ریاضت کے ذریعہ مختلف مظاہر سے قطع نظر کر لینے کی طاقت پیدا کر دیتا کہ یہ تعدد اور فرق مٹ جائے۔ مرے۔ مرا کا لال ہے۔ لڑنا جھگڑنا۔ تیغ الماس۔ تیز تلوار۔

پیشِ ایں الماس بے اسپر امیا — کز بُریدن تیغ را نبود حیا
اس تیز تلوار کے سامنے سپر کے بغیر مت آ — اس لئے کہ تلوار کاٹنے سے نہیں شرماتی

زیں سبب من تیغ کردم در غلاف — تا کہ کژ خوانے نخواند بر خلاف
اسی وجہ سے میں نے تلوار، غلاف میں کر لی ہے — تا کہ کوئی الٹا پڑھنے والا، الٹا پڑھے

آمدیم اندر تمامی داستاں — از وفا داری جمع دوستاں
ہم قصہ کے اختتام پر آگئے — دوستوں کے مجمع کی وفا داری کی وجہ سے

کز پس[۲] ایں پیشوا بر خاستند — بر مُقامش نائبے میخواستند
کہ وہ جو اس پیشوا کے بعد اٹھے — اس کی جگہ کوئی قائم مقام چاہتے تھے

مُنازعت کردن اُمراء با یک دیگر
سرداروں کا، ایک دوسرے سے جھگڑا کرنا

یک امیرے زاں امیراں پیش رفت — پیشِ آں قومِ وفا اندیش رفت
ان سرداروں میں سے ایک سردار آگے بڑھا — اور اس وفا اندیش قوم کے سامنے گیا

گفت اینک نائب آنم در دمن — نائبِ عیسیٰؑ منم اندر زمن
بولا، اب اس مرد کا میں قائم مقام ہوں — اور زمانہ میں حضرت عیسیٰ کا نائب میں ہوں

اینک ایں طومار بُرہانِ من ست — کایں نیابت بعد از وآنِ من ست
اب یہ دفتر میری دلیل ہے — کہ یہ قائم مقامی اس کے بعد میری ملکیت ہے

آں امیرِ دیگر آمد از کمیں — دعوی او در خلافت بُد ہمیں
دوسرا سردار اپنی جگہ سے آیا — اور قائم مقامی میں اس کا بھی یہی دعویٰ تھا

از بغل اُو نیز طومارے نمود — تا بر آمد ہر دو را خشم و بجُود
اس نے بھی بغل میں سے دفتر دکھایا — یہاں تک کہ دونوں کو غصہ اور ضد آگئی

آں امیرانِ دگر یک یک قطار — برکشیدہ تیغہائے آبدار
دوسرے سرداروں نے بھی صف بستہ ہو کر — تیز تلواریں سونت لیں

ہر یکے را تیغ و طومارے بدست — در ہم افتادند چوں پیلان مست
ہر ایک کے ہاتھ میں تلوار اور دفتر تھا — اور یہ سب مست ہاتھیوں کی طرح باہم گتھ گئے

ہر امیرے داشت خیل بیکراں — تیغہا را برکشید نداز میاں
ہر امیر کے پاس ان گنت لشکر تھا — اور انہوں نے تلواریں نیام سے نکال لیں

۱ اسپر۔ ڈھال۔ کژ خواں، خواں، جو غلط مطلب سمجھے۔
۲ پس ایں پیشوا۔ وزیر کے مرنے کے بعد۔
وفا اندیش۔ وفادار برہان دلیل آنِ من۔ میری ملکیت۔ خود۔ یعنی ایک دوسرے کی بات کا ازخود بیکراں۔ لاتعداد

صد ہزاران مرد ترسا کشتہ شد
لاکھوں عیسائی مارے گئے

تا ز سر ہائے بریدہ پشتہ شد
یہاں تک کہ ان کے کٹے ہوئے سروں سے پشتہ بن گیا

خوں رواں شد ہمچو سیل از چپ و راست
دائیں، بائیں سے سیلاب کی طرح خون بہ نکلا

کوہ کوہ اندر ہوا زیں گرد خاست
پہاڑ در پہاڑ ہوا میں غبار اڑا

تخمہائے فتنہا کو کشتہ بود
فتنوں کے بیج جو اس نے بوئے تھے

آفت سر ہائے ایشاں گشتہ بود
وہ ان کے لئے آفت مرگ

جوز ہا بشکست و آنکو مغز داشت
اخروٹ توڑے، اور جس میں گری تھی

بعد کشتن روح پاک و نغز داشت
مرنے کے بعد وہ ایک پاکیزہ اور عمدہ روح رکھتا تھا

کشتن و مُردن کہ بر نقش تن ست
مارنا اور مرنا جو جسم سے متعلق ہے

چوں انار و جوز را بشکستن ست
انار اور اخروٹ توڑنے کی طرح ہے

آنچہ شیرین ست آں شد یار دانگ
جو میٹھا ہے وہ قیمتی بنا

وانچہ بوسیدہ ست نبود غیر بانگ
اور جو کھلا سڑا ہے وہ آواز کے علاوہ کچھ نہیں ہے

آنچہ پُر مغز ست چوں مشک ست پاک
جو گری سے بھرا ہے، مشک کی طرح پاک ہے

وانچہ بوسیدہ ست نبود غیر خاک
جو کھلا سڑا ہے وہ سوائے خاک کے کچھ نہیں ہے

آنچہ با معنیٰ [۲] ست خوش پیدا شود
جو پر حقیقت ہے وہ اچھا ہو جاتا ہے

وانچہ بیمعنیٰ ست خود رسوا شود
اور جو بے حقیقت ہے وہ خود سوا ہو جاتا ہے

رو بمعنیٰ کوش اے صورت پرست
اے صورت کے پجاری جا معنی کی کوشش کر

زانکہ معنیٰ بر تن صورت پرست
اس لئے کہ معنی ظاہر کے جسم کے لئے پر ہیں

ہمنشینِ اہل معنیٰ باش تا
اہل باطن کا ہمنشیں بن تاکہ

ہم عطایابی و ہم باشی فتیٰ
انعام بھی پائے اور مرد بھی ہے

جانِ بے معنی دریں تن بیخلاف
اس بدن میں بے معنی جان، یقینا

ہست ہمچوں تیغ چوبیں در غلاف
غلاف میں لکڑی کی تلوار کی طرح ہے

تا غلاف [۳] اندر بود یا قیمت ست
جب تک وہ غلاف میں ہو قیمتی ہے

چوں بروں شد سوختن را آلت ست
جب باہر نکلی جلانے کی چیز ہے

تیغ چوبیں را مبر در کار زار
میدان جنگ میں لکڑی کی تلوار نہ لے جا

بنگر اوّل تا نگردد کار زار
پہلے دیکھ لے تاکہ کام خراب نہ ہو

۱ ترسا۔ عیسائی کوہ کوہ۔ یعنی بار کے پہاڑ ہوا میں اڑنے لگے۔
۲ اخروت۔ نغز۔ نادر، عمدہ، عجیب تگ، آواز یعنی خراب اخروٹ میں سنے کی آواز کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔
۲ معنی حقیقت، باطنی خوبیاں۔ پر جسم کی پرواز باطنی خوبیوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اہل معنیٰ یعنی اولیاء اللہ۔ فتیٰ۔ نوجوان، عارف باللہ جان بے معنی وہ روح جس میں کوئی بزرگی نہ ہو۔
۳ تا غلاف۔ زندگی میں کچھ قدر و قیمت ہو سکتی ہے۔ مرنے کے بعد جہنم کا ایندھن ہے۔ کارزار میدان جنگ، خراب کام یعنی میدان حشر میں رہی روح کام کی ثابت ہوگی۔ جو فضائل سے پر ہوگی

گر بُوَد چوبیں بَرو دیگر طلب
اگر وہ لکڑی کی ہے، جا دوسری لے

وربُوَد الماس پیش آ با طَرَب
اور اگر تیز تلوار ہے تو خوشی سے سامنے آ

تیغ[1] در زرّاو خانہ اولیاست
تلوار، اولیاء کے اسلحہ خانہ میں ہے

دیدنِ ایشاں شمارا کیمیا ست
ان کا دیدار تمہارے لئے کیمیا ہے

جُملہ دانیان ہمیں گفتہ ہمیں
تمام سمجھداروں نے یہی کہا ہے

ہست دانا رَحمۃٌ لِلعَالَمِین
کہ عقل مند دونوں جہاں کے لئے رحمت ہے

گرانا رہے میخری خنداں بخر
اگر تو انار خریدے، کھلا ہوا خرید

تا دہد خندہ زدانہ اُو خبر
تا کہ کھلا ہونا اس کے دانہ کی بابت بتا دے

اے مُبارک خندہ اش کواز دہاں
اس شخص کی مسکراہٹ بڑی مبارک ہے

مینماید دِل چو دُر راز درُج جاں
جو موتی جیسا صاف اور اہل دل جان کی ڈبیہ سے دکھاتا ہے

نامُبارک خندۂ آں لالہ بُوَد
منحوس ہنسی اس گل لالہ کی تھی

کز دہانِ اُو سَوادِ دِل نمود
جس کے منہ سے اس کے دل کی سیاہی ظاہر ہوگئی

نار[2] خنداں باغ راخنداں کند
مسکراتا انار، باغ کو مسکراتا بنا دیتا ہے

صحبت مَردانت از مرداں کند
مردوں کی صحبت تجھے مردوں میں سے بنا دیگی

یک زمانے صحبتے با اولیاء
تھوڑی سی دیر، اولیاء کی ہمنشینی

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
سو سالہ، بے ریا عبادت سے بہتر ہے

گرتو سنگِ خارہ و مَرمَر شوی
اگر تو سنگ خارہ اور سنگ مرمر ہو

چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی
جب صاحب دل کے پاس پہنچے گا تو موتی بن جائے گا

مُہر پاکاں درمیانِ جاں نشاں
پاک لوگوں کی محبت جان میں بٹھالے

دل مدہ الّا بمہرِ دل خوشاں
خوش دل لوگوں کی محبت کے علاوہ دل نہ دے

کوئے[3] نومیدی مَرو کامید ہاست
مایوسی کے کوچہ میں نہ جا، کیونکہ امیدیں ہیں

سوئے تاریکی مَرو خورشید ہاست
اندھیرے کی طرف نہ جا، سورج ہیں

دل تُرا در کوئے اہلِ دل کشد
دل تجھے اہل دل کے کوچہ کی طرف کھینچتا ہے

تن تُرا در حبس آب وگل کشد
اور جسم تجھے پانی، مٹی کے قید خانہ کی طرف کھینچتا ہے

ہیں غذائے دِل بدہ از ہمدلے
ہاں! کسی دل والے سے لے کر دل کو خوراک دے

رَو بجُو اقبال را از مُقبلے
جا! کسی نصیب والے سے نصیب تلاش کر

[1] تیغ۔ اگر اپنی روح کو آبدار تلوار کی طرح قیمتی بنانا ہے تو اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کر وہ اکسیر ہے۔ زرّ او خانہ۔ اسلحہ خانہ۔ انار۔ یعنی شیخ طریقت۔ اس کو بناؤ جس میں آثار نبوت نمایاں ہوں اور اس کا دل موتی کی طرح مصفی ہو۔

[2] نار۔ انار کا مخفف ہے۔ مرداں یعنی اولیاء اللہ یک زمانے بعض نسخوں میں دوسرا مصرعہ "بہتر از صد سال بودن در تقا" ہے جس کا ترجمہ ہے سو سال تقوے میں گزارنے سے بہتر ہے۔ "سنگ خارہ ایک قسم کا سخت پتھر ہے۔ مرمر۔ ایک قسم کا سفید پتھر ہے۔ دل مدہ۔ انسان کو اولیاء اللہ کی محبت کا شیدائی ہونا چاہئے۔

[3] کوئے نا امیدی۔ یعنی شیخ کامل کے وجود سے انسان کو مایوس نہ ہونا چاہئے۔ خورشید ہا۔ یعنی اولیاء اللہ۔ اہل دل۔ اہل باطن، اولیاء اللہ آب و گل۔ یعنی مادی لذتیں۔ کشد۔ یعنی انسان کی طبیعت کے مختلف تقاضے ہیں۔ ہیں۔ کلمہ تنبیہ ہے۔ ہمدل۔ وہ شخص جس سے دل ملے۔ مقبل اقبال مند

دست ازن در ذیل صاحب دولتے — تاز افضالش بیابی رفعتے
کسی دولت والے کا دامن تھام لے — تاکہ اس کی بزرگی سے تو بلندی پالے

صحبتِ صالح ترا صالح کند — صحبتِ طالح ترا طالح کند
نیک کی صحبت تجھے نیک بنائے گی — بدبخت کی صحبت تجھے بدبخت بنائیگی

نعت تعظیم مصطفیٰ کہ در انجیل بود
آنحضورؐ کی تعظیم کی تعریف جو انجیل میں تھی

بود در انجیل نامِ مصطفیٰ — آن سرِ پیغمبراں بحرِ صفا
مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام انجیل میں تھا — جو پیغمبروں کے سردار اور صفا کے سمندر ہیں

بود ذکرِ یا حُلیہ ۲ ہاد شکلِ اُو — بود ذکرِ غزو وصوم واکلِ اُو
ان کے حلیہ اور شکل کا ذکر تھا — ان کے جہاد اور روزے اور کھانیکا ذکر تھا

طائفہ نصرانیاں بہرِ ثواب — چوں رسیدندے بداں نام خطاب
عیسائیوں کی ایک جماعت ثواب کے لئے — جب اس نام اور خطاب پر پہنچے

بوسہ دادندے برآں نامِ شریف — رُو نہادندے بداں وصفِ لطیف
اس متبرک نام کو بوسہ دیتے — اس پاک تعریف پر منہ رکھدیتے

اندریں قصہ کہ گفتم آں گروہ — ایمن از قتنہ بُد نہ از شکوہ
اس قصہ میں جس گروہ کا میں نے ذکر کیا ہے — وہ خوف و خطر سے بے خوف تھا

ایمن از شرِّ امیران ووزیر — در پناہِ نامِ اَحمد مُستجیر ۳
سرداروں اور وزیر کے شر سے مطمئن — اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کی پناہ میں پناہ گزیں تھا

نسلِ ایشاں نیز ہم بسیار شد — نورِ احمد ناصر آمد یار شد
ان کی نسل بھی زیادہ ہو گئی — اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نور ساتھی اور مددگار بن گیا

واں گروہِ دیگر از نصرانیاں — نامِ احمد داشتندے مُستہاں
لیکن عیسائیوں کا دوسرا گروہ — احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کی بے حرمتی کرتا تھا

مُستہان و خوار گشتند از فتن — از وزیرِ شوم رائے شوم فن
وہ فتنوں کی وجہ سے ذلیل و خوار ہو گئے — بد رائے اور بدکار وزیر کے

مُستہان وخوار گشتند آں فریق — گشتہ محروم از خود شرطِ طریق
وہ فریق ذلیل اور خوار ہو گیا — اپنے سے بھی محروم ہو اور مذہب کے آداب سے بھی

۱ دست زدن۔ پکڑ لینا۔ ذیل۔ دامن۔ افضال۔ ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ، بزرگی، فضل و کرم۔ رفعت۔ راء کے کسیرہ کے ساتھ بلندی۔ صالح نیک۔ طالح بدبخت۔
۲ حُلیہ۔ حاء کے ضمہ سے۔ صورت، خلقت، غزوہ، جنگ، وہ جنگ جس میں آنحضور نے شرکت کی۔ صوم۔ روزہ۔ اکل۔ کھانا طائفہ۔ جماعت، گروہ نام شریف۔ آنحضور کا نام نامی۔ ایمن۔ مامون۔ مطمئن۔ شکوہ خوف، دبدبہ
۳ مستجیر پناہ پکڑنے والا۔ ناصر۔ مددگار۔ مستہان۔ ذلیل، بے قدر فتن۔ فتنہ کی جمع شُو۔ منحوس۔ فن ہنر، پیراز خود۔ یعنی فتنوں میں مارے گئے۔ شرط طریق۔ یعنی دین اور مذہب کے آداب۔

ہم اِ مُخَبَّط دین شاں و حُکمِ شاں — از پئے طومار ہائے کژ بیاں
ان کا مذہب اور ان کا قانون بھی تہ و بالا ہو گیا — کج بیان دفتروں کی وجہ سے

نامِ احمدؐ چوں چنیں یاری کند — تا کہ نورش چوں مددگاری کند
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام جب اس طرح مدد کرتا ہے — تو ان کا نور کس قدر مدد کر سکتا ہے؟

نام احمدؐ چوں حصارے شد حصیں — تا چہ باشد ذاتِ آں روحُ الامیں
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام جب مضبوط قلعہ بنا — تو اس روح الامین کی ذات کس درجہ کی ہو گی

حکایت بادشاہِ جَہود دیگر کہ در ہلاک دین عیسیٰ جَہدی کرد

ایک دوسرے یہودی بادشاہ کی حکایت جو حضرت عیسیٰ کے دین کی تباہی کی کوشش کرتا تھا

بعد ازیں خونریز درماں ناپذیر — کاندر افتاد از بلائے آں وزیر
اس نا قابل علاج خونریزی کے بعد — جو اس وزیر کی مصیبت کی وجہ سے واقع ہوئی تھی

یک شہِ دیگر ز نسلِ آں جَہود — در ہلاکِ قوم عیسیٰ رُو نمود
اس یہودی کی نسل سے ایک دوسرا بادشاہ — حضرت عیسیٰ کی قوم کی ہلاکت کی طرف متوجہ ہوا

گر خبر خواہی ازیں دیگر خروج — سورہ برخواں ۲ والسماءِ ذات البُروج
اگر تو اس دوسری بغاوت کی خبر چاہتا ہے — تو سورہ والسماء ذات البروج کو پڑھ لے

سُنّتِ ۳ بَدْ کز شہِ اوّل بزاد — ایں شہِ دیگر قدم بروے نہاد
برا طریقہ جو پہلے بادشاہ سے پیدا ہوا — اس دوسرے بادشاہ نے اس پر قدم رکھا

ہر کہ اُو بنہاد نا خوش سُنّتے — سوئے اُو نفریں رَوَد ہر ساعتے
جس کسی نے کوئی برا طریقہ ایجاد کیا — اس کی جانب ہر وقت لعنت جاتی ہے

زانکہ ہر چہ ایں کند زانگوں ستم — زاوّلیں جوید خدا بے بیش و کم
اس لئے کہ جو کچھ یہ اس طرح کا یہ ظلم کریگا — بغیر کمی بیشی کے خدا پہلوں سے باز پرس کریگا

نیکواں رفتند و سُنّتہا بماند — وز لئیماں ظلم و لعنتہا بماند
نیک لوگ گزر گئے اور ان کے طریقے رہ گئے — اور کمینوں سے ظلم اور لعنتیں (باقی) رہ گئیں

تا قیامت ہر کہ جنس آں بداں — در وجود آید بُوَد رویش بداں
قیامت تک ان بروں کی جنس سے جو — وجود میں آتا ہے اس کا رخ ان کی طرف ہوتا ہے

رگ رگ استایں آبِ شیریں و آبِ شور — در خلائق میرود تا نفخ صور
یہ میٹھا پانی اور کھاری پانی رگ رگ میں ہے — جو لوگوں میں صور پھونکے جانے تک جاری رہیگا

۱ مُخبط۔ الٹ پلٹ، تہ و بالا۔ کژ۔ کج، حصار قلعہ، حصیں، مضبوط روح الامین۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آپ امت کے برمدبر، اور امانتدار ہیں، حضرت عیسیٰ حضرت جبرئیل ۔ عہد کوشش۔ مخروج۔ بغاوت، فتنہ و فساد۔

۲ البروج۔ سورہ بروج کی آیت قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْد میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس کی تفصیل مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

۳ سُنّتِ بَد۔ جو کوئی بری رسم جاری کرتا ہے۔ تو قیامت تک جو لوگ اس پر عمل کریں گے وہ بھی ان کی برائی میں شریک سمجھا جائیگا اور نیک طریقہ ایجاد کرنیوالے کو قیامت تک عمل کرنیوالوں کی نیکیوں میں شریک سمجھا جائیگا۔

آب شیریں۔ یعنی خوبیاں۔ آب شور۔ یعنی برائیاں۔ نفخ صور۔ یعنی اسرافیل فرشتہ کا بوق بجانا جو قیامت کے قریب ہوگا۔

نیکواں راہست میراث از خوشاب
نیکوں کا ورثہ میٹھا پانی ہے

آنچہ میراث ست اَو رَثنَا الکِتَاب
جو ''اورثنا الکتا'' کی میراث ہے

شد نیازِ طالباں اَر بنگری
اگر تو غور کرے تو طالبوں کی نیاز مندی

شُعلہا از گوہرِ پیغمبری
پیغمبری جوہر کے شعلے ہیں

شُعلہ ہا با گوہراں گرداں بُوَد
شعلے، جواہر کے ساتھ گردش کرتے ہیں

شُعلہ آں جانب رود ہم کان بُوَد
انوار اس جانب جاتے ہیں جہاں وہ ہوتے ہیں

نور روزن گرد خانہ می دَوَد
روشندآن کی روشنی گھر کے چاروں طرف دوڑتی ہے

زانکہ خورَ بُرجے بہ بُرجے می رَوَد
اسلیئے کہ سورج ایک برج سے دوسرے برج میں جاتا ہے

ہر کرا با اخترے پیوستگیست
جس کو کسی ستارے سے وابستگی ہے

مَرد را با اخترِ خود ہم تگی ست
اس کی اپنے ستارے کے ساتھ دوڑ ہے

طالعش گر زُہرہ۲ باشد در طَرَب
اگر اس کا بختہ زہرہ ہو گا تو عیش و طرب

مَیلِ کُلّی دارد و عشق و طلب
اور عشق و طلب میں پورا میلان رکھے گا

وربود مرّیخی خوں ریز خُو
اور اگر وہ مریخ جیسی خونیز عادت والا ہے

جنگ و بُہتاں و خصومت جوید اُو
تو وہ لڑائی بہتان اور جھگڑے کی جستجو کریگا

اخترا نند ازورائے اختراں
ستاروں کے پیچھے اور ستارے ہیں

کاحتراق و نحس نبُوَد اندراں
ان میں جلانے کا میلان اور نحوست نہیں ہے

سائراں در آسمان نہائے دگر
جو دوسرے آسمانوں میں گردش کر رہے ہیں

غیر ایں ہفت آسمانِ مُشتہر
ان مشہور سات آسمانوں کے علاوہ

راسخاں درتابِ انوارِ خدا
(وہ ستارے) خدا کے انوار کی گرمی میں ثابت قدم ہیں

نے بہم پیوستہ نے از ہم جدا
وہ باہمی جڑے ہوئے ہیں نہ ایک دوسرے سے جدا ہیں

ہر کہ باشد طالعِ اُوزاں نجوم
جس شخص کا بختہ ان ستاروں سے ہو گا

نفس اُو کفار سوز دو در۳ رجوم
اس کا نفس کفار کو رجوم کے وقت جلا دیگا

خشمِ مرّیخی نباشد خُشمِ اُو
اس کا غصہ مریخی غصہ نہیں ہو گا

مُنقلب رَو غالب و مغلوب خُو
وہ سر جھکا کر چلنے والا، غالب اور مغلوب عادت والا ہے

نورِ غالب ایمن از کسف و غَسَق
وہ غالب آنیوالا نور ہے، گہن اور اندھیرے سے محفوظ

درمیانِ اِصبَعَینِ نورِ حق
اللہ کے نور کی دو انگلیوں کے درمیان

۱ نیکواں۔ نیکوں کی جمع، خوشاب میٹھا پانی۔ الکتاب۔ قرآن پاک میں مذکور ہے ثُمَّ اَورَثنَا الکِتَابَ الَّذِینَ اصطَفَینَا مِن عِبَادِنَا ''پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو ہم نے انتخاب کیا'' تو اس آیت میں جس میراث کا ذکر ہے یہی اخلاق حسنہ اور عبادات صالحہ مراد ہیں۔ شعلہا۔ یعنی انوار نبوت۔ گوہر ان۔ یعنی اولیاء اللہ کاں بود جہاں اولیاء اللہ ہوں گے وہاں ہی انوار نبوت ہونگے۔

نور روزن۔ ازل سے آفتاب نبوت مختلف انبیاء پر صوفلن ہوتا رہا تو انبیاء کو روشنی ایک ہی جگہ سے حاصل ہوئی اسی لئے اصول دین میں سب متحد ہیں۔ پیوستگی وابستگی۔ ہم تگی۔ مل کر دوڑنا۔

۲ زُہرہ۔ سیارہ کا نام ہے اس سے جس کو مناسبت ہوتی ہے اس آدمی کا عشق و محبت کی طرف میلان ہوتا ہے۔ مرّیخ ستارہ کا نام ہے جس کے اثرات جنگ جوئی اور خونریزی مانے گئے ہیں سیاروں کے لامحالہ اثرات پڑتے ہیں۔ اگر ستاروں کی تاثیرات بقصد، اثر مانی جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں ان کو موثر حقیقی ماننا کفر ہے۔ اختر اند۔ یعنی اولیاء اللہ ایسے ستارے ہیں۔ جن کی تاثیر میں خیر ہی خیر ہے۔ سائران۔ اولیاء اللہ کی سیران ساتوں آسمانوں سے ورا الوراء راسخاں۔ اولیاء اللہ کی صفات بیان فرمائی ہیں۔ نے فلکی ستاروں میں باہمی اتصال اور جدائی سے جو نقائص پیدا ہوتے ہیں اولیاء اللہ ان سے بڑی ہیں۔

۳ رجوم۔ رجم کی (باقی صفحہ پر)

حق فشاند آں نور را بر جانہا — مُقبلاں برداشتہ دامانہا
اللہ تعالیٰ نے اس نور کو روحوں پر نچھاور فرمایا — جس سے نصیبہ ور اپنے دامن بھرے ہوئے ہیں

واں اِ نثارِ نور ہر کو یافتہ — روئے از غیر خُدا برتافتہ
جس نے اس نور کا نچھاور پا لیا — اس نے منہ خدا کے غیر سے موڑ لیا

ہر کرا دامانِ عشقے نابُدہ — زاں نثارِ نور بے بہرہ شدہ
جس کے پاس عشق کا دامن نہ تھا — وہ اس نور کے نچھار سے بے حصہ رہا

جزو ہا را رو بیہا سوئے کل ست — بُلبلاں را عشق با روئے گُل ست
اجزاء کے رخ، کل کی طرف ہیں — بلبلوں کو پھول کے چہرہ سے عشق ہے

گاؤ را رنگ از بروں مَردرا — از دروں جُو رنگ سُرخ و زردرا
بیل کا رنگ باہر سے اور انسان کا — اندر سے ڈھونڈ، سرخ اور زرد رنگ

رنگہائے نیک از خُمِ صفاست — رنگِ زشاں از سیاہ۲ آبِ جُفاست
نیک لوگوں کے رنگ صفا کے مشکے سے ہیں — اور بروں کے رنگ، میل کچیل کے سیاہ پانی سے ہیں

صِبغَۃُ اللہ نام آں رنگِ لطیف — لعنۃُ اللہ بوئے ایں رنگِ کثیف
صبغۃ اللہ اس پاک رنگ کا نام ہے — لعنۃ اللہ اس گندے رنگ کی بدبو ہے

آنچہ از دریا بدریامی رَود — از ہمان جا کاید آنجا می رَود
جو پانی دریا سے آتا ہے، دریا میں جاتا ہے — جس جگہ سے آتا ہے اسی جگہ جاتا ہے

از سَرِ کہ سُیلہائے تیز رَو — وز تنِ ماجانِ عشق آمیز رو
پہاڑ کی چوٹی سے تیز رو سیلاب — اور ہمارے جسم سے عشق میں ڈوبی ہوئی جان مل ہوتی ہے

آتش افروختنِ بادشاہ و بُت نہادن پہلوی آتش کہ
بادشاہ کا، آگ جلانا اور آگ کے پاس بت رکھنا کہ

ہر کہ ایں بُت را سجود کند از آتش رہائی یابد
جو بت کو سجدہ کرے گا وہ آگ سے نجات پائے گا

آں جہود سگ بہ بیں چہ رائے کرد — پہلوئے آتش بُتے برپائے کرد
دیکھو! اس یہودی کتے نے کیا تدبیر کی — آگ کے پاس ایک بت کھڑا کر دیا

کانکہ ایں بُت را سجود آرد برست — ور نیارد در دلِ آتش نشست
کہ جو اس بت کو سجدہ کریگا چھوٹ جائیگا — اور اگر نہیں کریگا آگ میں بھسم ہو جائیگا

(صفحہ ہذا)

۱ نثار۔ روپیہ پیسہ جو کسی پر صدقہ کر کے نچھاور کر دیا جائے زرد و سرخ جانوروں کا رنگ کھال سے دیکھا جاتا ہے انسانی رنگ سے مراد باطنی اوصاف ہیں۔ خم۔ مشکا۔

۲ سیاہ آب۔ کالا پانی۔ جُفا۔ جیم کے ضمہ سے، میل کچیل، جیم کے فتحہ سے، ظلم و زیادتی۔

۳ صبغۃ اللہ۔ اللہ کا رنگ قرآن پاک میں ہے صِبْغَةَ اللّٰهِ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً اللہ کا رنگ، اور کون ہے اللہ سے زیادہ اچھا از روئے رنگ کے" از دریا۔ سمندر کا پانی بخارات بن کر بادل میں تبدیل ہوتا ہے اور پھر برس کر اسی سمندر میں واپس ہو جاتا ہے۔ برپا کرد۔ کھڑا کر دیا۔

جمع وہ چیز جو پھینک کر ماری جائے فلکی ستاروں سے قدرت کا یہ کام ہے۔ کہ جب شیاطین غیبی باتیں اچکنے کے لئے آسمان کی طرف جاتے ہیں تو ستارے اسپر پھینک کر مارے جاتے ہیں جس کے وہ لگتے ہیں وہ جل بھن جاتا ہے اولیاء اللہ بھی نفس امارہ اور کافروں کے لئے رجوم ہیں۔ غالب یعنی اللہ کی مدد سے وہ غالب ہیں لیکن منکسر المزاجی کی وجہ سے مغلوب نظر آتے ہیں۔ کسف۔ ستارہ کا بے نور ہو جاتا۔ گہن۔ غسق۔ رات کی تاریکی اصبعین۔ اصبع کا تثنیہ ہے، انگلی۔

www.ahlehaq.org

چوں سزائے آں بُتِ نفس[1] اوفتاد
چونکہ اس نے اپنے نفس کے بت کو سزا نہ دی تھی

از بُتِ نفسش بُتے دیگر بزاد
اس کے نفس کے بت سے ایک دوسرا بت پیدا ہو گیا

مادر بُتہا بُتِ نفسِ شماست
تمہارا نفس تمام بتوں کی ماں ہے

زانکہ آں بُت مار و ایں بت اژدہاست
کیونکہ وہ بت سانپ اور یہ بت اژدہا ہے

آہن و سنگ ست نفس و بُت شرار
نفس، لوہا اور پتھر ہے اور بت، چنگاری

آں شرار از آب می گیرد قرار
چنگاری، پانی سے بجھ جاتی ہے

سنگ و آہن زاب کے ساکن شود
(لیکن) پتھر اور لوہا پانی سے کب ساکن ہو سکتے ہیں

آدمی با ایں دو کے ایمن شود
آدمی ان دونوں کے ہوتے ہوئے کب مطمئن ہو سکتا ہے؟

سنگ و آہن در دروں دارند نار
پتھر اور لوہا (اپنے) اندر آگ رکھتے ہیں

آب را بر نارِ شاں نبُوَد گزار
پانی کا ان کی آگ پر گزر نہیں ہے

زاب چُوں نار بروں کُشتہ شود
پانی سے باہر کی آگ بجھ جاتی ہے

در درونِ سنگ و آہن کے رَود
(وہ پانی) پتھر اور لوہے کے اندر کب جا سکے گا؟

سنگ و آہن چشمہ نارند و دود
لوہا اور پتھر آگ اور دھوئیں کے چشمے ہیں

قطرہ ہاشاں کفر و ترسا و جہود
کفر اور عیسائیت اور یہودیت اس کے قطرے ہیں

بُت سیہ آب ست در کوزہ نہاں
بت، کوزہ میں چھپا، کالا پانی ہے

نفس مر آبِ سیہ را چشمہ داں
نفس کو اس سیاہ پانی کا چشمہ سمجھو

آں بُتِ[2] منحوت چوں سیل سیاہ
وہ تراشا ہوا بت کالا سیلاب ہے

نفس بُت گر چشمۂ بر شاہراہ
بت ساز نفس شارع عام پر چشمہ ہے

بُتِ درونِ کوزہ چوں آب کدِر
بت، کوزہ میں، گدلا پانی ہے

نفس شومت چشمۂ آں اے مُصِر
تیرا بدبخت نفس اسکا چشمہ ہے، اے کج بحث!

صد سُبو را بشکند یک پارہ سنگ
پتھر کا ایک ٹکڑا سو گھڑے توڑ دیتا ہے

واب چشمہ میزہاند بے درنگ
اور چشمہ کا پانی فوراً اس کو اچھال دیتا ہے

آبِ خُم و کوزہ گر فانی شود
مٹکے اور پیالے کا پانی اگر ختم ہو جائے

آب چشمہ تازہ و باقی بُوَد
چشمہ کا پانی تازہ اور باقی رہے گا

بُت شکستن سہل باشد نیک سہل
بت توڑنا، آسان اور بہت آسان ہوتا ہے

سہل دیدن نفس را جہل ست جہل
نفس کے معاملہ کو آسان سمجھنا نادانی ہی نادانی ہے

[1] نفس۔ اصل بت انسان کا نفس ہے جو سینکڑوں بتوں کو جنم دیتا ہے۔ آہن۔ لوہے سے لوہا، پتھر سے پتھر ٹکراتا ہے تو چنگاری نکلتی ہے، چنگاری کو بجھا دینا ممکن ہے لیکن پتھر کے اندر جو چنگاری پیدا کرنیکا مادہ ہے اس کو نہیں بجھایا جا سکتا اسی طرح نفس کے پیدا کردہ بت فنا کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن نفس کی وہ قوت جو بت پیدا کرتی ہے اس کا ازالہ بہت دشوار ہے اس سے مطمئن نہ ہونا چاہئے۔

[2] بت کی مثال اس سیاہ پانی کی ہے جس کا سرچشمہ نفس انسانی ہے۔ صد سبو۔ گندے پانی کے سو گھڑے ایک پتھر سے توڑے جا سکتے ہیں۔ لیکن چشمہ بند نہیں کیا جا سکتا۔

صورتِ نفس اَر بجوئی اے پسر
اے بیٹا! اگر تجھے نفس کی تصویر کی جستجو ہے

قصۂ[1] دوزخ بخواں بافت در
تو سات دروازے والی دوزخ کا قصہ پڑھ لے

ہر نفس مکرے و در ہر مکرزاں
(اس نفس کے) ہر سانس میں ایک مکر ہے اور اس کے ہر

غرق صد فرعون بافر عونیاں
سو فرعون، فرعونیوں کے ساتھ غرق ہیں

درخدائے موسیٰ[2] و موسیٰ گریز
موسیٰ کے خدا، اور موسیٰ کی طرف بھاگ

آبِ ایمان راز فرعونی مریز
فرعونیت سے ایمان کی آبروریزی نہ کر

دست را اندر اَحَد واحمد بزن
احد اور احمد سے تعلق پیدا کر

اے برادر وارہ از بوجہلِ تن
اے بھائی! جسم کے ابوجہل سے چھٹکارا حاصل کر

آوردنِ بادشاہ جَہود زنے رابا طفل و انداختنِ اُو
یہودی بادشاہ کا ایک عورت کو مع بچے کے لانا اور اس کا

طفل را در آتش و بسخن آمدن طفل درمیانِ آتش
بچہ کو آگ میں ڈالنا اور آگ میں سے بچہ کا بولنا

یک زنے با طفل آورد آں جَہود
وہ یہودی ایک عورت کو مع بچے کے لایا

پیشِ آں بُت و آتش اندر شعلہ بود
بت کے سامنے، اور آگ شعلہ زن تھی

گفت اے زن پیش ایں بُت سجدہ کن
بولا، اے عورت! اس بت کے سامنے سجدہ کر

ورنہ در آتش بسوزی بے سخن
ورنہ لا کلام تو آگ میں جلے گی

بود آں زن پاک دین و مُومنہ
وہ عورت پاک دین والی، اور مومنہ تھی

سجدہ آں بُت نہ کرد آں مُوقنہ[3]
اس یقین والی نے بت کو سجدہ نہ کیا

طفل از و بستید در آتش فگند
اس نے اس سے بچے کو چھینا اور آگ میں ڈال دیا

زن بتر سید و دل از ایماں بکند
عورت ڈری، اور دل کو ایمان سے ہٹایا

خواست تا اُو سجدہ آرد پیش بُت
اس نے چاہا کہ وہ بت کے سامنے سجدہ کرے

بانگ زد آں طفل کہ اِنّی لَم اَمُت
بچہ چیخا کہ میں مرا نہیں

اندر آ مادر کہ من اینجا خوشم
اماں! اندر آجا میں اس جگہ اچھا ہوں

گرچہ درصورت میانِ آتشم
اگرچہ بظاہر آگ میں ہوں

چشم بندست آتش از بہرِ جیب
آگ نظر بندی کے لئے ایک پردہ ہے

رحمتست ایں سَر برآوردہ ز جیب
(ورنہ) یہ ایک رحمت ہے جو رونما ہے

[1] قصۂ دوزخ۔ دوزخ کے جس قدر عذاب ہیں وہ دراصل نفس خبیث ہی کے اعمال ہیں تو گویا نفس کی مکمل تصویر دوزخ ہے۔ ہر نفس۔ نفس ہر سانس میں ایک مکر کرتا ہے جس میں سینکڑوں فرعونی شخصیتیں غرق رہتی ہیں۔

[2] موسیٰ۔ فرعون کی مناسبت سے حضرت موسیٰ کا ذکر ہے احد۔ خدا اور رسول کا اتباع ہی ذریعہ نجات ہے۔ ابوجہل کا راستہ ہلاکت کا ہے شعد زن۔ لپٹیں مارنے والی بے سخن۔ لاکلام، لامحالہ۔

[3] مُوقنہ۔ مُومنہ۔ سُتید ماضی ہے ستیدن کا، لینا۔ فگند۔ آگ میں ڈالدیا۔ دل از چیزے برکندن۔ کسی چیز کو چھوڑ دینا۔ چشم بند۔ نظر بندی، نظر فریبی۔ جیب۔ حجاب کا امالہ ہے، پردہ۔ زجیب سر بر آوردن ظاہر ہونا۔

اندر آ مادر ببیں بُرہان حق
ماں! اندر آ سچائی کی دلیل دیکھ

تا بہ بینی عشرتِ خاصانِ حق
تاکہ تو خاصانِ خدا کے عیش کو دیکھے

اندر آ و آب بیں آتش مثال
اندر آ اور آگ کی صورت کا، پانی دیکھ

از جہانے کآتش ست آبش مثال
اس دنیا سے جس کا پانی بھی آگ جیسا ہے

اندر آ اَسرارِ ابراہیمؑ بیں
اندر آ حضرت ابراہیم کے راز دیکھ

گو در آتش یافت وَردو یاسمیں
جس نے آگ میں گلاب اور چنبیلی کے پھول پائے

مرگ می دیدم گہے زادن زتو
تجھ سے پیدا ہونے کے وقت مجھے موت نظر آرہی تھی

سخت خوفم بود افتادن زتو
تجھ میں سے نکل پڑنیکا مجھے بہت ڈر تھا

چوں[۲] بزادم رستم از زندانِ تنگ
جب میں پیدا ہوا تنگ قید خانہ سے چھوٹا

در جہانے خوش سرائے خوب رنگ
اچھے مقام اور اچھے رنگ کی دنیا میں (آ گیا)

ایں جہاں راچوں رحم دیدم کنوں
اب میں اس دنیا کو رحم کی طرح سمجھتا ہوں

چوں دریں آتش بدیدیم ایں سکوں
جب میں نے اس آگ میں یہ سکون دیکھا

اندریں آتش بدیدم عالمے
میں نے اس آگ میں وہ دنیا دیکھی

ذرّہ ذرّہ اندرو عیسیٰؑ دمے
جس میں ایک ایک ذرہ عیسیٰ کے دم کی طرح ہے

نک جہانے نیست[۳] شکلے ہست ذات
اب ایک دنیا ہے بظاہر معدوم دراصل موجود

واں جہانے ہست شکلے بے ثبات
اور وہ دنیا کی موجودہ شکل ناپائیدار ہے

اندر آ مادر بحقِ مادری
ماں! اندر آ مادری حقوق کا واسطہ

بیں کہ ایں آذر ندارد آذری
دیکھ یہ آگ، آگ کی تاثیر نہیں رکھتی ہے

اندر آ مادر کہ اقبال آمدست
ماں! اندر آ کہ خوش قسمتی آگئی ہے

اندر آ مادر مدہ دولت زدست
ماں! اندر آ دولت کی ہاتھ سے نہ دے

قدرتِ آں سگ بدیدی اندر آ
تو نے اس کتے کی طاقت دیکھ لی، اندر آ

تا بہ بینی قدرت و لُطف خدا
تاکہ تو اللہ کی قدرت اور مہربانی دیکھ لے

من زرحمت میکشایم پائے تو
میں محبت کی وجہ سے تیرا پیر کھول رہا ہوں

کز طرب خود نیستم پروائے تو
(ورنہ) خوشی کی وجہ سے مجھے تیری پروا نہیں ہے

اندر آ و دیگراں راہم بخواں
اندر آجا، اور دوسروں کو بھی بلا لے

کاندر آتش شاہ بنہاد دست خواں
کیونکہ آگ میں شاہ نے دسترخوان بچھا دیا ہے

---

۱ آتش مثال، طامات بظاہر ناگوار ہیں لیکن ان کا نتیجہ بہت اچھا ہے، گناہ بظاہر میٹھا ہے، درحقیقت بہت تلخ ہے، وَرد۔ گلاب کا پھول۔ یاسمین۔ چنبیلی کا پھول۔ زن۔ زتو۔ رحم مادر کی زندگی پسند تھی، پیدا ہونے سے خوف لگتا تھا۔

۲ چوں بزادم۔ پیدا ہونے کے بعد دنیا اچھی لگنے لگی۔ ایں جہاں۔ جیسا کہ پہلے رحم مادر کو اچھا سمجھتا تھا اور دنیا کو برا لیکن پھر دنیا اچھی لگنے لگی اسی طرح دنیا کو چھوڑ کر آگ میں آنے کو برا سمجھا۔ لیکن آگ میں آنے کے بعد تنیا پر لگنے لگ۔ دمے۔ آگ کو مہک سمجھتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ اس کے ذرہ ذرہ میں دم مسیحائی ہے نک۔ اینک۔ اب۔

۳ نیست شکل صورتاً معدوم۔ ہست ذات۔ حقیقۃً۔ موجود بے ثبات بے قیام۔ آذر۔ آگ آذری۔ آگ کی تاثیر۔ اقبال۔ سعادت۔ پائے تو دنیا کے پنجے سے باہر نکال رہا ہوں۔ طرب۔ خوشی مستی۔ شاہ یعنی اللہ تعالیٰ۔

اندر آئید اے ہمہ پروانہ وار — اندر ایں آتش کہ دارد صد بہار
اے لوگو! سب کے سب پروانوں کی طرح اندر آجاؤ — اس آگ میں جس میں سینکڑوں بہاریں ہیں

اندر آئید اے مسلماناں ہمہ — غیر عذبِ۱ دیں عذابِ ست آں ہمہ
اے مسلمانو! سب اندر چلے آؤ — دین کے میٹھے پانی کے علاوہ سب عذاب ہے

اندر آئید و بہ بینید ایں چنیں — سَرد گشتہ آتشِ گرمِ مہیں
اندر آجاؤ اور دیکھو کہ کس طرح — یہ دہکتی ہوئی آگ ٹھنڈی ہو گئی ہے؟

اندر آئید اے ہمہ مست و خراب — اندر آئید اے ہمہ عینِ عتاب
اے مست اور تباہ لوگو! اندر آجاؤ — اے مجسم عتاب، اندر آجاؤ

اندر آئید اندریں بحرِ عمیق۲ — تا کہ گردد روح صافی و رقیق
اس گہرے سمندر میں، اندر آجاؤ — تاکہ روح، صاف اور لطیف بن جائے

مادرش انداخت خود را نزدِ او — دستِ او بگرفت طفلِ مہر جُو
اس کی ماں نے اپنے آپ کو اس کے پاس پھینک دیا — محبت کے جویاں بچے نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا

اندر آمد مادرِ آں طفلِ خورد — اندر آتش گوئے دولت را ببُرد
اس چھوٹے بچے کی ماں اندر آگئی — آگ میں اس نے دولت کی بازی جیت لی

مادرش ہم زاں نَسَق گفتن گرفت — دُرّ و۳ صفِ لُطفِ حق سُفتن گرفت
اس کی ماں نے بھی اسی طرح کہنا شروع کر دیا — اللہ کی مہربانی کے موتیوں کو پرونا شروع کر دیا

بانگ میزد درمیانِ آں گروہ — پُر ہمی شد جانِ خلقاں از شکوہ
اس جماعت میں وہ پکار رہی تھی — لوگوں کی جان عظمت سے پُر ہو رہی تھی

نعرہ میزد خلق را کاے مرد ماں — اندر آتش بنگرید ایں بوستاں
اس نے لوگوں کو پکارا، اے لوگو! — آگ کے اندر اس باغ کو دیکھو

انداختنِ مرد ماں خود را در آتش از سرِ ذوق
ذوق کی وجہ سے لوگوں کا اپنے آپ کو آگ میں ڈالنا

خلق خود را بعد زاں بیخویشتن — میفکند ندا اندر آتش مَرد و زن
اس کے بعد بے خود ہو کر لوگ اپنے آپ کو — مرد و عورت، آگ میں ڈال رہے تھے

بے مُوکّل بے کشش از عشقِ دوست — زانکہ شیریں کردن ہر تلخ از وست
دوست کے عشق کی وجہ سے کسی کے بلانے اور کشش کے بغیر — اس لئے کہ ہر تلخ کا شیریں کرنا اس کی ہی جانب سے ہے

۱ عذب۔ شیریں پانی، مہین۔ میم اور ہاء کے کسرہ کے ساتھ، بزرگ تر۔ مست و خراب۔ جو دنیا کی لذتوں میں مست اور برباد ہیں۔ عین۔ عتاب۔ سخت معتوب بحر سمندر

۲ عمیق۔ گہرا۔ رقیق۔ باریک، لطیف، گوے بردن۔ گیند لیجانا، بازی جیت لینا۔ نسق۔ طرز، ترتیب۔

۳ دُرّ۔ موتی۔ سفتن۔ پرونا۔ جان پُر شدن۔ جوش میں آنا بہادری پیدا ہو جانا۔ خلقاں۔ خلق کی جمع۔ مخلوق۔ شکوہ عظمت، دبدبہ، بوستاں باغ بے خویشتن۔ از خود رفتہ موکل وہ شخص جس کو کوئی کام سپرد کیا گیا ہو۔

تا چناں شد کاں عوّاناں[1] خلق را — منع میکردند کاتش درمیا
یہاں تک ہوا کہ وہ سپاہی لوگوں کو — منع کرتے تھے کہ آگ میں نہ آؤ

آں یہودی شد سیہ رُوی و خجل — شد پشیماں زیں سبب بیمار دل
وہ یہودی سیہ رُو اور شرمندہ ہو گیا — دل کا بیمار، اس وجہ سے پشیمان ہو گیا

کاندر آتش خلق عاشق تر شدند — در فنائے جسم صادق تر شدند
کہ لوگ آگ میں گرنے کے اور زیادہ عاشق ہو گئے — جسم کو فنا کرنے میں اور سچے ہو گئے

مکرِ شیطاں ہم در و پیچید شکر — دیو خود را ہم سیہ رُو دید شکر
شکر ہے، شیطان کا مکر اسی کو چٹ گیا — شکر ہے، شیطان نے اپنے آپ کو بھی کالا منہ دیکھا

آنچہ میمالید بر روئے کساں — جمع شد در چہرہ آں ناکساں[2]
(وہ سیاہی) جو وہ لوگوں کے منہ پر ملتا تھا — ان کمینوں کے چہروں پر اکٹھی ہو گئی

آنکہ می دزّید جامۂ خلق چُست — شد دریدہ آنِ اُو زیشاں درست
جو تیزی سے لوگوں کی جامہ دری کرتا تھا — اس کا جامہ چاک ہو گیا ان کا درست ہو گیا

کژ ماندن دہانِ آں شخص کہ نامِ پیغمبر را بہ تسخُّر بُرد
اس شخص کا منہ ٹیڑھا رہ جانا جس نے آنحضور کا نام تمسخر کے ساتھ لیا تھا

آں دہن کژ کرد و از تسخر بخواند — نامِ احمدؐ راد ہائش کژ بماند
جس نے منہ ٹیڑھا کیا اور تمسخر سے لیا — احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام اس کا منہ ٹیڑھا رہ گیا

باز آمد کاے محمدؐ عفو کن — اے ترا الطاف و علمِ من لدُن
واپس آیا کہ اے محمد معاف کر دیجئے — اے (حضرت) آپ کو مہربانیاں اور علم لدنی حاصل ہے

من ترا افسوس[3] می کردم ز جہل — من بدم افسوس را منسوب و اہل
میں نے جہالت کی وجہ سے آپ کا مذاق اڑایا — (حالانکہ) تمسخر کے قابل اور مستحق تو میں تھا

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس دَرَد — میلش اندر طعنۂ پاکاں بَرَد
جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کی پردہ دری کرے — اس کا میلان پاک لوگوں پر طعنہ زنی میں کر دیتا ہے

ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس — کم زند در عیب معو باں نفس
اور اگر خدا چاہتا ہے کہ کسی کی عیب پوشی کرے — تو عیب داروں کے عیب بھی نہیں بیان کرتا

چوں خدا خواہد کہ ماں یاری کند — میلِ ما را جانب زاری کند
جب خدا ہماری مدد کرنا چاہتا ہے — تو ہمیں انکساری کی طرف مائل کر دیتا ہے

[1] عوّانان۔ عین کا فتحہ، واؤ کی تشدید، سخت گیر۔ مکر شیطان۔ مولانا فرماتے ہیں خدا کا شکر ہے شیطان خود اپنے جال میں پھنس گیا۔

[2] ناکس۔ بے وجود کمینہ کژ ماندن۔ ٹیڑھا ہو جانا۔ جس طرح یہ یہودی بادشاہ اپنے کام سے خود ذلیل ہوا اسی طرح آنحضور کا مذاق اڑانیوالا ذلیل ہوا۔ تسخر تمسخر علم لدنی۔ وہ علم جو براہ راست خدا سے بدون کسی استاد کے واسطہ کے حاصل ہوا ہو۔

[3] افسوس۔ استہزاء، تمسخر۔ اہل قابل صاحب نفس زدن۔ سانس لینا، بات کرنا۔ یاری۔ مدد۔

اے خُنک چشمیکہ اُو گریانِ[1] اُوست — وے ہُمایوں دل کہ اُو بریانِ اُوست
بڑی مبارک ہے، وہ آنکھ جو اس کے لئے روتی ہے — اور وہ دل بہت مبارک ہے جو اس کے لئے جل بھن رہا ہے

از پئے ہر گریہ آخر خندہ ایست — مردِ آخر بیں مبارک بندہ ایست
ہر رونے کے بعد بالآخر ہنسی ہے — انجام پر نظر رکھنے والا مبارک انسان ہے

ہر کجا آبِ رواں سبزہ بُوَد — ہر کجا اشکِ رواں رحمت[2] شود
جہاں کہیں آب رواں ہو، سبزہ ہوتا ہے — جہاں کہیں اشک رواں ہو رحمت ہوتی ہے

باش چوں دولاب نالاں چشم تَر — تا ز صحنِ جانت بَر روید خضَر
رہٹ کی طرح نالاں اور گریاں رہ — تاکہ تیری روح کے صحن سے سبزہ اُگے

مرحمت فرمود سیّد عفو کرد — چوں ز جرأت توبہ کرد آں رئے وزرد
سید الکونین نے رحم فرمایا، معاف کر دیا — جب اس شرمندہ نے ہمت کر کے توبہ کی

رحم خواہی رحم کن بر اشکبار — رحم خواہی بر ضعیفاں رحم آر
تو رحم چاہتا ہے تو آنسو بہانے والے پر رحم کر — تو رحم چاہتا ہے تو کمزوروں پر رحم کر

عتاب کردنِ جہود آتش را کہ چرا نمی سوز دو جوابِ اُو
یہودی (بادشاہ) کا آگ پر غصہ کرنا کہ کیوں نہیں جلاتی اور اس کا جواب

رُو بآتش کرد شہ کائے تند خُو — آں جہاں سوزِ طبیعی خوت کُو
بادشاہ آگ کی طرف متوجہ ہوا کہ اے بدمزاج — تیری دنیا کو جلانیوالی فطری عادت کہاں ہے؟

چوں نمیسوزی چہ شد خاصّیت — یا ز بختِ ما دگرشد نیّت
تو جلاتی کیوں نہیں، تیری خاصیت کہاں گئی؟ — یا ہمارے نصیب سے تیری نیت بدل گئی

می نہ بخشائی تو بر آتش پَرَست — آنکہ نپرَستد ترا چوں اُو بَرست
تو آگ کے پوجنے والے کو بھی نہیں بخشتی ہے — جو تجھے نہیں پوجتا وہ کیوں بچ گیا

ہرگز اے آتش تو صابر نیستی — چوں نسوزی چیست قادر نیستی
اے آگ! تو صبر کرنیوالی ہرگز نہیں ہے — کیوں نہیں جلاتی ہے؟ کیا ہے جو قادر نہیں ہے؟

چشم بندستا اے عجب یا ہوش[3] بند — چوں نسوزاند چنین شُعلہ بلند
ہائے تعجب! یہ نظر بندی ہے یا حواس بندی — ایسا بلند شعلہ جلاتا کیوں نہیں ہے؟

جادوئے کردت کسے یا سیمیات — یا خلافِ طبع تو از بختِ ماست
کسی نے تجھ پر جادو کیا ہے یا طلسم — یا تیرا طبیعت کے خلاف (کام) ہمارے نصیب کی وجہ سے ہے

---

[1] گریاں۔ یعنی اللہ کے خوف سے۔ بریاں۔ یعنی اللہ کی محبت میں۔ آخر خندہ۔ ہر سختی کے بعد راحت ہوتی ہے۔ آخر بین۔ جو شخص انجام پر نظر رکھتا ہے وہ قابلِ مبارکباد ہے۔

[2] رحمت۔ اللہ کے خوف سے تنہائی میں رو پڑنا اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہے۔ خضر۔ سبزہ۔ سیّد۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم روئے زرد۔ شرمندہ، نادم خوت۔ خوئے تو۔ کو۔ کجا می نہ بخشائی۔ تو اپنے پجاریوں کو بھی نہیں بخشتی تو نے ان کو جو کہ تجھے پوجتے نہیں کیوں نہیں جلایا۔ چشم بند۔ نظر بندی

[3] ہوش بند۔ جس سے انسان کے حواس گم ہو جائیں سیمیا۔ وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان اپنی شکل بدل لیتا ہے۔ موہوم چیزوں کو موجود کر کے دکھا دیتا ہے۔

گفت آتش من ہمانم آتشم — اندر آ تا تو ببینی تا بشم [1]
آگ نے کہا میں وہی آگ ہوں — اندر آجا، تاکہ تو میری گرمی دیکھے

طبعِ من دیگر نگشت و عُنصُرم — تیغ قُہم ہم بدستوری بُرم
میری طبیعت اور اصل نہیں بدلی ہے — میں خدا کی تلوار ہوں اجازت ہی سے کاٹتی ہوں

بر درِ خرگہ سگانِ تُرکمال — چاپلوسی کردہ پیش میہماں
تُرکمانوں کے کتے، خیمہ کے دروازہ پر — مہمان کے آگے خوشامد کرتے ہیں

ور بخرِ گہ بگذرد بیگانہ رُو — حملہ بیند از سگاں شیرانہ اُو
اگر خیمہ کے پاس سے اجنبی گذرتا ہے — تو وہ کتوں سے شیر ژل جیسا حملہ دیکھتا ہے

من ز سگ کم نیستم در بندگی — کم ز تُرکے نیست حق در زندگی
میں غلامی میں، کتے سے کم نہیں ہوں — اللہ تعالیٰ زندہ ہونے میں کسی تُرک سے کم نہیں ہے

آتش طبعت اگر غمگین کند — سوزش از امرِ مَلیکِ دیں کند
اگر تیرے، مزاج کی گرمی غمگین کرتی ہے — دین کے مالک کے حکم سے سوزش کرتی ہے

آتش طبعت اگر شادی دہد — اندر و شادی مَلیکِ دیں نہد
اگر تیرے مزاج کی گرمی خوشی دیتی ہے — دین کا مالک، اس میں رکھ دیتا ہے

چونکہ غم بینی تو استغفار [2] کن — غم بامر خالق آمد کار کُن
جب تو غم دیکھے، تو توبہ کر — غم، خدا کے حکم سے کام کرتا ہے

چوں بخواہد عینِ غم شادی شود — عینِ بندِ پائے آزادی شود
جب وہ چاہتا ہے عین غم، خوشی بن جاتا ہے — خود بیڑی، آزادی بن جاتی ہے

بادو خاک و آب و آتش بندہ اند — با من و تو مُردہ با حق زندہ اند
ہوا، مٹی، پانی اور آگ غلام ہیں — میرے اور تیرے اعتبار سے مردہ ہیں لیکن اللہ کے نزدیک زندہ ہیں

پیش حق آتش ہمیشہ در قیام — ہمچو عاشق روز و شب بیجاں مُدام
آگ، اللہ کے سامنے ہمیشہ کھڑی ہے — عاشق کی طرح بے جان، دن اور رات مسلسل

سنگ بر آہن زنی آتش جہد — ہم بامرِ حق قدم بیروں نہد
تو لوہے پر پتھر ماریگا آگ نکلے گی — وہ بھی خدا کے حکم سے باہر نکلتی ہے

آہن و سنگ از ستم برہم مزن — کایں دو میزایند ہمچو مَرد و زن
ظلم کے لوہے اور پتھر کو باہم نہ ٹکرا — اس لئے کہ دونوں مرد اور عورت کی طرح بچے دیتے ہیں

[1] تابش۔ تپش۔ عُنصر۔ اصل مادہ۔ دستور۔ حکم، اجازت۔ بُرم۔ باکاضمہ بُریدن کا فعل مضارع متکلم ہے۔ خرگہ۔ خیمہ۔ تُرکماں۔ ترکوں کی ایک قوم ہے، ڈاکو۔ آتش طبعت جس طرح ظاہری آگ خدا کے حکم کی پابند ہے اسی طرح باطنی آگ بھی خدا کے حکم کی پابند ہے۔ مَلیک۔ مالک۔ دین۔ بدلہ۔ جزاء۔

[2] استغفار۔ توبہ۔ غم کا سبب گناہ ہے۔ عینِ غم۔ خدا اسباب کی تاثیرات بدل دیتا ہے۔ باوجس قدر عناصر ہیں خدا کے حکم کے پابند ہیں اور اس کے احکام کو سمجھتے ہیں صرف آگ ہی خدا کے حکم کی پابند نہیں ہے۔ آتش۔ آگ اللہ کے احکام کی منتظر رہتی ہے۔ قدم بیروں نہادن۔ پیدا ہونا۔

سنگ و آہن خود سبب آمد و لیک
پتھر اور لوہا خود سبب ہیں لیکن

تو ببالا ترا نگر اے مردِ نیک
اے نیک مرد! تو زیادہ اونچا دیکھ

کیں سبب را آں سبب آورد پیش
اس لئے کہ اس سبب کو اس سبب نے پیدا کیا ہے

بے سبب کے شد سبب ہرگز زخویش
کوئی سبب بلا کسی سبب کے خود بخود کب ہوا ہے؟

ایں سبب را آں سبب عامل کند
اس سبب کو وہ سبب عمل کرنیوالا بناتا ہے

بازگاہے بے پَرو عاطل کند
پھر کبھی بے پر، اور معطل بنا دیتا ہے

واں سببہا کانبیا را رہبرست
وہ اسباب جو انبیاء کے رہنما ہیں

آں سببہا زیں سببہا برترست
وہ اسباب، ان اسباب سے بالا تر ہیں

ایں سبب را محرم آمد عقلِ ما
اس سبب سے ہماری عقل واقف ہے

واں سببہا راست محرم انبیا
اور ان اسباب کو انبیاء جانتے ہیں

ایں سبب چہ بُود دبتازی گورسن
یہ سبب کیا ہوتا ہے؟ عربی میں کہدے راتی

اندریں چہ ایں رسن آمد بفن
اس کنوئیں میں یہ رسی تدبیر سے آئی ہے

گردشِ ۲ چرخ ایں رسن را علت ست
گھڑی کی گردش، اسی رسی کی علت ہے

چرخ گرداں راندیدن زلت ست
گھڑی گھمانے والے کو نہ دیکھنا غلطی ہے

ایں رسنہائے سببہا در جہاں
دنیا میں ان اسباب کی رسیوں کو

ہاں وہاں زیں چرخِ سرگرداں مداں
ہرگز ہرگز اس گھومنے والے چرخ (آسمان) کی وجہ سے نہ جاننا

تا نمانی صفر و سرگرداں چو چرخ
تاکہ تو خالی اور آسمان کی طرح سرگرداں نہ رہے

تا نہ سوزی تو ز بے مغزی چو مرخ ۳
اور بے عقلی کی وجہ سے مرخ کی طرح نہ جلے

باد و آتش میشوند ازا مرِ حق
ہوا، اور آگ اللہ کے حکم سے وجود میں آتے ہیں

ہر دو سرمست آمد نداز خمرِ حق
اللہ کی شراب سے دونوں مست ہیں

آبِ حلم و آتشِ خشم اے پسر
اے بیٹا، بردباری کا پانی اور غصہ کی آگ

ہم زحق بینی چو بکشائی نظر
بھی تو اللہ کی جانب سے دیکھیگا اگر آنکھ کھولیگا

گر نبودے واقف از حق جانِ باد
ہوا کی جان، اگر اللہ سے واقف نہ ہوئی

فرق کے کردے میانِ قوم عاد
قوم عاد (کے نیک و بد) میں کب فرق کرتی؟

قصۂ ہلاک کردنِ باد قومِ ہُود علیہ السّلام را

ہوا کا ہود علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے کا قصہ

۱ ببالا ترنگر۔ حقیقۃً اللہ تعالیٰ سبب الاسباب ہے یعنی اسباب میں تاثیرات وہی پیدا کرتا ہے۔ آں سبب۔ اللہ تعالیٰ۔ عقل ما۔ عوام کی نگاہ اسباب ظاہری پر رہتی ہے، انبیاء کی نظر مسبب الاسباب پر رہتی ہے۔ رسن۔ ڈول کے کھینچنے کا سبب بظاہر رسی ہے لیکن حقیقی سبب رسی کو کھینچنے والا ہے۔ چہ۔ چاہ، کنواں۔

۲ گردش چرخ۔ فلاسفہ آسمان کو مسبب الاسباب مانتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ اسباب بمنزلہ رسی کے ہیں اور آسمان بمنزلہ کھیڑی ہے اور اصل سبب کھیڑ کو گھمانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ چرخ۔ فلاسفہ فلک الافلاک کی گردش کو سبب حقیقی قرار دیتے ہیں۔ صفر۔ خالی۔

۳ مرخ۔ ایک درخت ہے جس سے آگ نکالتے ہیں۔ میشوند۔ وجود میں آتے ہیں۔ خمر۔ یعنی شراب محبت۔ عاد۔ ایک قوم کا نام ہے جس میں حضرت ہود کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا، ان کی سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے ان پر ہوا کو مسلط کیا گیا جس نے ان میں سے کافروں کو ہلاک کردیا۔

ہُود گردِ مُومناں خطّے کشید
مومنوں کے چاروں طرف حضرت ہود نے خط کھینچ دیا

نرم میشد باد کانجا میر سید
جب ہوا اس جگہ پہنچتی، نرم پڑ جاتی

ہر کہ بیروں بُود زاں خط جُملہ را
جو اس خط کے باہر تھا، سب کو

پارہ پارہ می شکست اندر ہوا
ہوا اندر سے ٹکڑے ٹکڑے کر رہی تھی

ہمچنین شیبان ۱ راعی می کشید
اسی طرح (حضرت) شیبان چرواہے کھینچ دیتے تھے

گرد برگرد درمہ خطّے پدید
ریوڑ کے چاروں طرف مایاں خط

چوں بجمعہ میشد اُو وقتِ نماز
جب نماز کے وقت جمعہ کو جاتے

تانیا ردگرگ آں جا تُرکتاز
تاکہ اس جگہ بھیڑیا غارتگری نہ کرے

ہیچ گرگے درنرفتے اندراں
اس میں کوئی بھیڑیا نہ گھستا

گوسپندے ہم نگشتے زاں نشاں
کوئی بکری بھی اس علامت سے باہر نہ نکلتی

بادِ حرصِ گرگ و حرصِ گوسپند
بھیڑیے کی حرص اور بکری کی حرص کی ہوا

دائرہ مَردِ خدا را بُود بند
(اس) مرد خدا کے دائرہ میں بند تھی

ہمچنیں بادِ اجل باعارفاں
اسی طرح اولیاء اللہ پر موت کی ہوا

نرم و خوش ہمچو نسیم بُوستاں
باغ کی نسیم کی طرح نرم اور خوشگوار ہے

آتش ابراہیم راوندداں نزد
آگ نے (حضرت) ابراہیم کو تکلیف نہیں پہنچائی

چوں گزیدہ حق بُود چونش گزد
جبکہ اللہ کا برگزیدہ ہو وہ کس طرح گزند پہنچاتے!

آتشِ شہوت نسوزد اہلِ دیں
دینداروں کو شہوت کی آگ نہیں جلاتی ہے

باغیاں را بُردہ تا قعرِ ۲ زمیں
سرکشوں کو زمین کی تہ میں لیجاتی ہے

موجِ دریا چوں بامرِ حق بتاخت
دریا کی موج چونکہ خدا کے حکم سے اٹھی

اہلِ موسیٰ راز قبطی واشناخت
موسیٰ والوں کو قبطی سے پہچان لیا

خاک قاروں راچو فرماں دررسید
قارون کی زمین کو جب حکم پہنچا

باز رو تختش بغرِ خود کشید
اس کو دولت اور تخت کے ساتھ اپنی گہرائی میں کھینچ لیا

آب وگل چوں ازدمِ عیسیٰ چرید
مٹی اور پانی نے جب حضرت عیسیٰ کی پھونک کو چکھا

بال و پر بکشاد مُرغے شد پدید
بال اور پر کھولے اور پرندہ بن گیا

ازدہانت چوں برآید حمدِ حق
جب تیرے منہ سے اللہ کی تعریف نکلتی ہے

مُرغِ جنت سازدش ربُّ الفلق
صبح کا رب اس کو جنت کا پرندہ بنا دیتا ہے

۱ شیبان۔ ایک ولی کا نام ہے۔ راعی۔ چرواہا۔ رمہ۔ ریوڑ۔ پدید۔ ظاہر، نمایاں۔ نشاں۔ یعنی وہ خط جو شیبان نے کھینچا تھا۔ باد۔ چونکہ گزشتہ اشعار میں ہوا کے تابع فرمان ہونے کا ذکر تھا اس جگہ پر لفظ باد بھی استعمال کیا ہے یعنی بھیڑیئے کو دائرہ میں داخل ہونے اور بکریوں کو دائرے سے نکلنے کی حرص تھی۔ اجل۔ اولیاء اللہ پر موت کے بہتر آثار طاری ہوتے ہیں۔

۲ قعر۔ گہرائی، یہاں دوزخ۔ مراد ہے۔ دریا فرعون نے حضرت موسیٰ کا تعاقب کیا تو دریائے نیل کی موجوں نے اس کو اور اس کی قوم قبطیوں کو غرق کر دیا۔ قارون۔ حضرت موسیٰ کا چچیرا بھائی بہت مالدار تھا۔ حضرت موسیٰ کو اس نے بہت ستایا تو مع خزانوں کے زمین میں دھنسا دیا گیا ہے۔ دمِ عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ نے چمگادڑ جیسی شکل کا ایک پرندہ گارے سے بنایا اور اس پر دم کیا تو وہ اڑنے لگا۔

هست تسبیحت[1] بجائے آب و گل — مُرغ جنت شد ز نفخ صدق دل
تیرا سبحان اللہ کہنا جو بجائے پانی اور مٹی کے ہے — دل کی سچائی کی پھونک سے جنت کا پرندہ بنا

کوہِ طور از نورِ موسیٰ شد برقص — صوفی کامل شد و رست اُوز نقص
کوہِ طور (حضرت) موسیٰ کے نور سے رقص میں آ گیا — باکمال صوفی بن گیا اور نقص سے بری ہو گیا

چہ عجب[2] گر کوہ صوفی شد عزیز — جسم موسیٰ از کلوخے بود نیز
اے عزیز! اگر پہاڑ صوفی ہو گیا تو کیا تعجب ہے — حضرت موسیٰ کا جسم بھی تو مٹی کا ہی تھا

طنز و اِنکار کردن بادشاہ جَہود نصیحت نا صحاں را

یہودی بادشاہ کا نصیحت کرنے والوں کی نصیحت پر طنز اور انکار

این عجائب دید آن شاہ جَہود — جُز کہ طنز و جُز کہ اِنکارش نبود
(جب) یہودی بادشاہ نے یہ عجائب دیکھے — سوائے طنز اور سوائے انکار کے اس سے کچھ نہ ہوا

ناصحاں گفتند از حد مگذراں — مرکب اسپزہ را چنداں مَراں
نصیحت کرنیوالوں نے کہا، حد سے نہ گزر — جھگڑے کی سواری کو اس قدر تیز نہ دوڑا

بگذر از کُشتن مکُن ایں فعلِ بد — بعد ازیں آتش مزن در جان خود
قتل کرنا چھوڑ دے، یہ برا کام نہ کر — اس کے بعد اپنی جان میں آگ نہ لگا

ناصحاں را دست بست و بند کرد — ظلم را پیوند در پیوند کرد
اس نے نصیحت کرنیوالوں کے ہاتھ باندھے اور قید کر دیا — ظلم کو پیوند در پیوند کر دیا

با گنگ آمد کار چوں اینجا رسید — پائے دار اے سگ کہ قہر ما رسید
جب کام یہاں تک پہنچا، آواز آئی — اے کتے! ٹھہر ہمارا قہر آ پہنچا ہے

بعد ازاں آتش چہل گز بر فروخت — حلقہ گشت و آں جہوداں را بسوخت
اس کے بعد آگ چالیس گز ابھری — گھیرا ڈالا اور ان یہودیوں کو جلا دیا

اصلِ ایشاں بود ز آتش زابتدا — سوئے اصلِ خویش رفتند انتہا
ان کی اصل شروع ہی سے آگ تھی — بالآخر اپنی اصل کی طرف چلے گئے

ہم زِ آتش[3] زادہ بودند آں فریق — جُزو ہا را سوئے کُل باشد طریق
وہ لوگ آگ ہی سے پیدا ہوئے تھے — اور اجزاء کا کل کی طرف راستہ ہوتا ہے

ہم ز آتش زادہ بودند آں خساں — حرف میراند نداز نارو دُخاں
وہ کمینے آگ سے پیدا ہوئے تھے — آگ اور دھوئیں کی بات کرتے تھے

[1] تسبیحت۔ تمہارا سبحان اللہ کہنا بمنزلہ گارے کے پرندہ کے ہے اور صدق دل سے کہنا بمنزلہ دم عیسیٰ کے ہے۔ کوہ طور۔ حضرت موسیٰ طور پر گئے اور ان کے لئے تجلی رب رونما ہوئی تو طور پہاڑ کو وجد آ گیا اور اس میں صفت انسانی یعنی حرکت وجدی پیدا ہو گئی۔ اور اس کا نقص جمادیت ختم ہو گیا۔

[2] چہ عجب۔ حضرت موسیٰ سرخیل صوفیاء بھی مٹی کے بنے ہوئے تھے اگر مٹی کا پہاڑ صوفی بنگیا تو کیا تعجب ہے۔ ناصحاں ناصح کی جمع۔ نصیحت کرنیوالا۔ استیزہ۔ لڑائی۔ جھگڑا درجان خود۔ چونکہ یہ ظلم جہنم میں جلنے کا سبب بنیگا۔

[3] زآتش۔ یہ بھی شیاطین تھے اور شیطان آگ سے بنا ہے۔ انتہاء جبکہ آگ کے بنے تھے آگ میں چلے گئے خس۔ کمینہ۔ حرف راندن بات کرنا۔ دخان۔ دال کے ضمہ کے ساتھ، دھواں

برجستن آتش

آتشے بودند مومن سوز و بس
وہ محض مومن سوز، آگ تھے

سوخت خود آتش مر ایشانرا چو خس
آگ نے خود ان کو تنکے کی طرح جلا دیا

آنکہ او بودست اُمّ الہاویہ
جو شخص ہاویہ (دوزخ) کی جڑ ہے

ہاویہ آمد مر اورا زاویہ
ہاویہ ہی اس کیلئے گوشہ بنی

مادرِ فرزند جویائے وے ست
بچے کی ماں اپنے بچے کی جویا ہے

اَصلہا مر فرعہا را در پے ست
جڑیں، شاخوں کے درپے ہیں

آب اندر حوض گر زندانی ست
پانی اگرچہ حوض میں بند ہے

باد نشفش میکند کارکانی ست
ہوا اس کو جذب کرتی ہے کیونکہ وہ عنصری ہے

مے رہاندمی بَرُد تا مِعدنش
(ہوا) اس کو بہا دیتی ہے اس کے معدن تک لیجاتی ہے

اندک اندک تا نہ بینی بُردنش
تھوڑا، تھوڑا تا کہ تم اس کے لیجانے کو نہ دیکھو

وین نفس جانہائے مارا ہمچناں
اسی طرح یہ سانس ہماری جانوں کو

اندک اندک دُزدد از حبس جہاں
دنیا کے قید خانہ سے تھوڑا تھوڑا چراتا ہے

تا اِلَیْہِ یَصْعَدُ اَطْیَابُ الْکَلِمْ
یہاں تک کہ پاک کلمات اس اللہ کی طرف چڑھتے ہیں

صَاعِدًا مِّنَّا اِلٰی حَیْثُ عَلِمْ
ہماری طرف سے اس جگہ تک چڑھتے ہیں جس کو وہ جانتا ہے

تَرْتَقِیْ اَنْفَاسُنَا بِالْاِتِّقَاء
پرہیزگاری کی وجہ سے ہمارے سانس چڑھتے ہیں

مُتْحَفًا مِّنَّا اِلٰی دَارِ الْبَقَاء
ہماری جانب سے بطور تحفہ کے دار البقاء تک

ثُمَّ یَاتِیْنَا مُکَافَاتُ الْمَقَال
پھر کلمات کا بدلہ ہمیں ملتا ہے

ضِعْفُ ذَاکَ رَحْمَۃٌ مِّنْ ذِی الْجَلَالِ
اس کا دوگنا ذوالجلال کی رحمت سے

ثُمَّ یُلْجِیْنَا ۳ اِلٰی اَمْثَالِہَا
پھر وہ ہمیں مجبور کرتا ہے ان جیسوں پر

کَیْ یَنَالُ الْعَبْدُ مِمَّا نَالَہَا
تا کہ بندہ حاصل کرے وہی جو ان سے حاصل کر چکا ہے

ہٰکَذَا تَعْرُجُ وَتَنْزِلُ دَائِمًا
اسی طرح وہ چڑھتے اور اترتے ہیں ہمیشہ

ذَا فَلَا زَالَتْ عَلَیْہِ قَائِمًا
یہ، تو وہ اس پر ہمیشہ قائم ہیں

پارسی گوئیم یعنی ایں کشش
ہم فارسی میں کہتے ہیں یعنی یہ کشش

زانطرف آمد کہ آمد ایں چشش
اس طرف سے آئی ہے کہ جس طرف سے یہ ذوق آیا ہے

چشم ہر قومے بسوئے ماندہ است
ہر قوم کی نظر اس طرف رہتی ہے

کانطرف یکروز ذوقے راندہ است
کہ جس طرف ایک دن کوئی مزا حاصل کیا ہے

---

۱ خس۔ تنکا۔ ہاویہ دوزخ کے طبقے کا نام ہے، یہ قرآن پاک کی آیت اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُمُّہٗ ھَاوِیَہ کا اقتباس ہے یعنی جس کے نیک اعمال ہلکے ہیں سو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہے۔ زاویہ۔ کونہ، گوشہ مادر۔ کفار کی ماں جہنم ہے لہٰذا انکو طلب کریگی زندانی، قیدی، نشف۔ چوسنا۔ خشک کر دینا۔ کارکانی ست، کہ ارکانی است، ارکان چاروں عنصروں کو کہا جاتا ہے یعنی پانی بھی عنصر ہے اور ہوا بھی لہٰذا ہوا پانی کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ معدن۔ کان، یہاں پانی کا کرہ مراد ہے۔

جانہا۔ چونکہ روح عالم بالا کی چیز ہے تو سانس کی ہوا اس کو رفتہ رفتہ اس کے اصل مقام پر پہنچا دیتی ہے۔

۲ اَطْیَاب طیب کی جمع ہے۔ پاکیزہ۔ اَلْکَلِم۔ کاف کا فتحہ اور لام کے کسرہ کے ساتھ کلمۃ کی جمع یعنی کلمات طیبات کا بھی اصل مقام ملا اعلیٰ ہے لہٰذا وہ اپنے مقام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اَنْفَاس۔ نفس نون اور فاء کے فتحہ کے ساتھ کی جمع ہے سانس۔ مُتْحَف۔ وہ چیز جو تحفہ میں پیش کی جائے۔ دَارُالْبَقَاء۔ آخرت۔ مکافات بدلہ، معاوضہ۔ مقال۔ گفتگو کلمات طیبات مراد ہیں۔ ضعف ضاد کے کسرہ کے ساتھ، دوگنا۔ ذی الجلال مقرب حق۔ یلجیئنا اِلْجَاءٌ سے بنا ہے مجبور کرنا مونث کی ضمیر میں مکافات کی طرف لوٹتی ہیں۔ تعرج کلمات طیبات پر ہے تنزل۔ خدا کی رحمت اترتی ہے۔ ملیہ۔ یعنی عروج ونزول۔ چشش۔ چشیدن کا حاصل مصدر ہے۔ چکھنا۔ یعنی انسان کو جس چیز کا ذوق ہوتا ہے اسی کی طرف کھنچتا ہے۔

ذوقِ جنس از جنسِ خود باشد یقیں — ذوقِ جز و از کلِّ خود باشد ببیں

یقیناً جنس کو اپنی جنس سے ذوق ہوتا ہے — دیکھو جز کا ذوق اپنے کل سے ہوتا ہے

یا مگر آں [1] قابل جنسے بوَد — چوں بدو پیوست جنس اُو شوَد

یا شاید وہ چیز جنس کو قبول کرنیوالی ہے — جب اس جنس سے ملے اسی جنس کی ہو جائے

ہمچو آب و ناں کہ جنسِ ما نبوُد — گشت جنس ما و اندر ما فزُود

جیسے پانی اور روٹی ہماری جنس کا نہ تھا — ہماری جنس بن گیا اور ہم میں اضافہ کر دیا

نقشِ جنسیت ندارد آب و ناں — زا اعتبارِ آخر آنرا جنس داں

پانی اور روٹی جنسیت کی صورت نہیں رکھتے — لیکن انجام کے اعتبار سے ان کو جنس سمجھو

ور بغیر جنس باشد ذوق ما — آں [2] مگر مانند باشد جنس را

اور اگر غیر جنس سے ہمارا ذوق ہوگا — وہ شاید ہماری جنس سے مناسبت رکھتا ہو

آنکہ مانندست باشد عاریت — عاریت باقی نماند عاقبت

جو مشابہ ہے وہ عارضی ہوتا ہے — انجام کار عارضی چیز باقی نہیں رہتی

مُرغ را گر ذوق آید از صفیر — چونکہ جنس خود نیا بد شد نفیر

پرندہ کو اگر سیٹی سے لطف آتا ہے — جب وہ اپنی جنس کو نہیں پاتا، بھاگ جاتا ہے

تشنہ را گر ذوق ذید از سَراب — چوں رسد در وے گریزد جوید آب

پیاسے کو، اگر سراب سے ذوق آتا ہے — جب اس میں پہنچتا ہے بھاگتا ہے پانی کی جستجو کرتا ہے

مُفلساں گر خوش شوند از زرِ قلب — لیک آں رُسوا شود در دارِ ضرب

مفلس اگر کھوٹے سونے سے خوش ہوتے ہیں — لیکن وہ ٹکسال میں جا کر بے قدر ہو جاتا ہے

تا زَر اندو دیت از رہ نفکند — تا خیال کژ تُرا چہ نفکند

خبردار کوئی مع سز تجھے راستہ سیسے نہ بھٹکا دے — خبردار کج خیالی تجھے کنوئیں میں نہ گرا دے

از کلیلہ باز جو آں قصہ را — واندراں قصہ طلب کُن حصہ را

اس قصہ کو کلیلہ ذ منہ میں تلاش کر — اور اس قصہ میں اپنا حصہ طلب کر

در کلیلہ [3] خواندہ باشی لیک آں — قِشر و افسانہ بُود نے مغزِ جاں

تو نے کلیلہ میں پڑھا ہو گا لیکن وہ — چھلکا اور افسانہ تھا نہ کہ جان کا مغز

قصۂ نخچیراں و بیانِ توکّل و ترکِ جہد کردن

شکار کے جانوروں کا قصہ اور توکل اور کوشش ترک کر دینے کا بیان

[1] یا مگر۔ دراصل تو ہر ایک کو اپنی جنس سے ذوق ہوتا ہے اور کبھی اس چیز سے بھی ذوق ہوتا ہے جو فی الحال تو ہم جنس نہیں ہے، لیکن بعد میں ہم جنس بنجاتی ہے۔ جیسے روٹی پانی کہ وہ انسان کی جنس میں سے نہیں ہے لیکن انسانی بدن میں جا کر انسان کا جزو بنجاتی ہے۔

[2] آں مگر۔ کبھی ذوق اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ چیز حقیقتاً ہم جنس تو نہیں ہے لیکن ہم جنس سے مشابہت رکھتی ہے لیکن یہ ذوق بہت عارضی ہے۔ مُرغ۔ پرندہ شکاری کی سیٹی کی طرف اس وجہ سے کھنچتا ہے کہ وہ اس کے ہم جنس پرندہ کی آواز سے مشابہت رکھتی ہے۔ لیکن فوراً ہی حقیقت کھلنے پر بھاگتا ہے۔ سَراب۔ چمکتا ہوا ریتہ جو دور سے پانی نظر آتا ہے۔ زر قلب کھوٹا سونا۔ دار ضرب ٹکسال۔ تا۔ یہاں سے مولانا کا قول شروع ہوتا ہے۔ کژ۔ کج۔

[3] کلیلہ دمنہ۔ مشہور کتاب ہے۔ کلیلہ اور دمنہ دو فرضی گیدڑوں کے نام ہیں جنکی زبانی بہت نصیحت آمیز قصے کہانیاں نقل کیگئی ہیں یہ اصل کتاب سنسکرت میں تھی پھر اس کا فارسی ترجمہ ہوا اور پھر خلیفہ ہارون الرشید نے فارسی سے عربی میں منتقل کرائی اب اس کے سنسکرت اور فارسی کے نسخے مفقود ہیں عربی نسخے سے یہ کتاب دنیا کی مشہور زبانوں میں منتقل ہوئی ہے۔ قشر چھلکا۔ افسانہ کہانی۔ جہد جیم کا فتحہ اور ضمہ دونوں صحیح ہیں۔ کوشش محنت

طائفۃ [1] نخچیر در وادی خوش — بودشاں با شیر دائم کشمکش

شکار کے جانوروں کی ایک نکڑی، عمدہ وادی میں — اُن کی شیر کے ساتھ مستقل کشمکش رہتی تھی

بسکہ آں شیر از کمیں درمی بود — آں چرا بر جملہ ناخوش گشتہ بُود

چونکہ وہ شیر گھات سے اٹھا لیجاتا ہے — وہ چراگاہ سب کے لئے ناگوار ہو گئی تھی

حیلہ کردند آمد ندایشاں بہ شیر — کز وظیفہ ماتُرا دادیم سیر

انہوں نے تدبیر کی، وہ شیر کے پاس آئے — کہ تجھے ہم نے پیٹ بھر کر خوراک دینا منظور کیا ہے

جُز وظیفہ درپئے صیدے میا — تانگردد تلخ برما ایں گیا

راتب کے علاوہ کسی شکار کے پیچھے نہ آ — تاکہ یہ گھاس ہمارے لئے کڑوی نہ بنے

جوابِ شیر نخچیراں راو بیان خاصیت جہد

شیر کا شکار کو جواب دینا اور کوشش کی خاصیت کا بیان

گفت آرے گر وفا بینم نہ مکر — مکر ہا دیدم بسے از زید و بکر

اس نے کہا، ہاں اگر میں وفاداری دیکھوں نہ مکاری — زید و بکر کے میں نے بہت مکر دیکھے ہیں

من ہلاکِ [2] قول و فعل مردُم — من گزیدہ زخمِ مارو کژدُم

میں لوگوں کے قول اور فعل سے تباہ ہوں — میں سانپ اور بچھو کا زخم خوردہ ہوں

نفس ہر دم از درونم در کمیں — از ہمہ مردم بتر در مکر و کیں

میرے اندر سے نفس ہر وقت گھات میں ہے — مکر اور کینہ میں سب انسانوں سے بدتر ہے

گوشِ من لا یلدغ المومن شنید — قول پیغمبر بجان و دل گزید

میرے کان نے لا یلدغ المومن سنا ہے — پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قول کو جان دل سے اختیار کر لیا ہے

باز ترجیح نہادنِ نخچیراں توکل را بر جہد و اکتساب [3]

شکاروں کا کوشش اور کمانے پر توکل کو پھر ترجیح دینا

جملہ گفتند اے امیر با خبر — الحذر دَع لیس یغنی عَن قدَر

سب نے کہا اے باخبر سردار! — احتیاط کو چھوڑ وہ تقدیر سے بے نیاز نہیں کرتی ہے

در حذر شوریدن شور و شرست — رو توکل کن توکل بہترست

بچاؤ میں، شور و شر کا برا بیختہ ہونا ہے — جا، توکل کر، توکل بہتر ہے

با قضا پنجہ مزن اے تندو تیز — تانگیرد ہم قضا با تو ستیز

اے تند و تیز! خدائی فیصلہ کا مقابلہ نہ کر — تاکہ خدائی فیصلہ تجھ سے برسر پیکار نہ ہو

---

[1] طائفہ۔ جماعت گروہ، وادی خوش۔ سرسبز میدان۔ نخچیر۔ شکار کرنا، شکار گاہ، شکار کیا ہوا جانور، وہ جانور جس کا شکار کھیلا جاتا ہے۔ کش مکش۔ صیغہ امر دہی کا مجموعہ ہے جیسے گوگو، کھینچا تانی۔ بسکہ۔ چونکہ۔ کمیں۔ گھات کی جگہ چرا۔ جیم فارسی کے فتحہ کے ساتھ، چریدن سے چراگاہ حیلہ۔ تدبیر، مکر وظیفہ۔ روزینہ، راتب۔ سیر۔ پیٹ بھر کھانا۔ گھاس آرے۔ مجھے منظور ہے، ہاں زید و بکر۔ یعنی عام انسان۔

[2] ہلاک۔ برباد مزدُم۔ لوگ۔ گزیدہ ڈسا ہوا۔ مار۔ سانپ۔ کژدم۔ ٹیڑھی دم والا۔ بچھو۔ نفس۔ یہاں سے مولانا نے نفس امّارہ کے مکر کا ذکر شروع کیا ہے۔ لا یلدغ المومن۔ حدیث ہے لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَیْنِ مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جا سکتا۔

[3] اکتساب۔ کھانا۔ الحذر پرہیز، بچاؤ۔ چوکنا۔ رہنا۔ احتیاط دع۔ امر کا صیغہ ودع ودعا سے چھوڑنا قدر۔ تقدیر، قضائے الٰہی۔ شوریدن۔ برانگیختہ ہونا۔ فتنہ بپا ہونا۔ شر۔ برائی۔ تدبیر اور دیگر اسباب کو جو کوشش حقیقی سمجھتے ہیں وہ زندیق سمجھے جاتے ہیں۔ مقابلہ کرنا ستیزہ۔ جنگ و جدل

مُردہ[1] باید بود پیشِ حُکمِ حق — تا نیاید زحمت از رَبُّ الفَلَق
اللہ کے حکم کے سامنے مردہ ہو جانا چاہئے — تاکہ رب الفلق کی جانب سے عذاب نہ آئے

باز ترجیح نہادنِ شیر جہد را بر توکل و تسلیم
شیر کا پھر کوشش کو توکل اور تسلیم پر ترجیح دینا

گفت آرے گر توکل رہبرست — ایں سبب ہم سنت پیغمبرست
اس نے کہا، بیشک اگرچہ توکل راہ نما ہے — یہ سبب (اختیار کرنا) بھی پیغمبر کی سنت ہے

گفت پیغمبرؐ بآواز بلند — بر توکل زانوئے اُشتر بہ بند
پیغمبر نے بلند آواز سے کہا ہے — توکل کے ساتھ اونٹ کے گھٹنے باندھ دو

رَمز اَلکاسِب[2] حَبیبُ اللّٰہِ شنو — از توکل در سبب کاہل مشو
الکاسب حبیب اللہ کا نکتہ سنو — توکل کی وجہ سے سبب کے معاملہ میں سُست نہ ہو

در توکل کسب و جہد اولیٰ ترست — تا حبیب حق شوی ایں بہترست
توکل میں کمائی اور کوشش زیادہ بہتر ہے — تاکہ تو اللہ کا محبوب بن جائے، یہ بہتر ہے

رو توکل کن تو با کسب اے عمو — جہدمی کُن کسب می کُن مُو بمو
اے چچا! جامع کوشش کے توکل کر — کوشش کر، کمائی کر، سر بسر

جَہد کن جِدّے نما تا وا رہی[3] — گر تو از جہدش بمانی اَبلہی
کوشش کر، تن دہی کر تاکہ نجات پائے — اگر تو اس کی کوشش سے باز رہا تو بیوقوف ہے

باز ترجیح نخچیراں توکل را از جہد و کسب
پر شکاروں کا توکل کو کوشش اور کمائی پر ترجیح دینا

قوم گفتندش کہ کسب از ضُعفِ خلق — لقمۂ تزویر داں بر قدرِ حلق
قوم نے اس سے کہا کہ کوشش لوگوں کی کمزوری کی وجہ سے ہے — اور اس کو بقدر حلق فریب کا لقمہ سمجھ

پس بدانکہ کسبہا از ضُعف خاست — در توکل تکیہ بر غیرے خطاست
پس جان لے کہ کوشش ضعف کی وجہ سے پیدا ہوئیں — توکل میں غیر سے بھروسہ غلط ہے

نیست کسبے از توکل خوب تر — چیست از تسلیم خود محبوب تر
کوئی کوشش، توکل سے بہتر نہیں ہے — رضا و تسلیم سے زیادہ محبوب کیا چیز ہے؟

بَس گریزند از بلا سوئے بلا — بَس جہند از مار سوئے اژدہا
بہت لوگ ایک مصیبت سے دوسری مصیبت کی طرف بھاگتے ہیں — بہت لوگ سانپ سے اژدھے کی طرف کودتے ہیں

---

[1] مُردہ بودن۔ یعنی سر تسلیم خم کرنا۔ زحمت۔ صدمہ، مار پیٹ، عذاب۔ رَبُّ الفَلَق صبح کی سفیدی پیدا کرنیوالا، اللہ تعالیٰ۔ سبب۔ اسباب کو اختیار کرنا "آنحضور کی سنت ہے۔ بآواز بلند۔ علی الاعلان۔ زانوے اُشتر آنحضور نے فرمایا ہے اعقل وتوکل اونٹ کے رسی باندھ اور خدا پر بھروسہ کر، یعنی حفاظت کے جو اسباب ہیں وہ بھی اختیار کر۔

[2] اَلکاسِبُ حَبیبُ اللّٰہ کسب کرنیوالا اللہ کا محبوب ہے۔ یہ مشہور مقولہ ہے کاہل۔ سست یعنی انسان کو اسباب اختیار کرنے میں سستی نہ کرنی چاہیے۔ در توکل۔ انسان کا محنت کرنا اور اسباب دنیوی اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ عمو۔ چچا، بزرگ۔ مو بمو۔ سر بسر پوری طرح جد۔ جیم کے کسرہ سے، کوشش۔

[3] وا۔ جدا۔ رہی رہیدن کا فعل مضارع، چھوٹنا۔ ابلہ، بیوقوف۔ خلق۔ مخلوق، تزویر۔ مکر و فریب ضعف۔ یعنی انسان کو کسب اس لئے کرنا پڑتا ہے کہ اس کے عقیدے میں کمزوری آگئی ہے خدا پر پورا بھروسہ نہیں کرتا ہے۔ تسلیم۔ بھروسہ تسلیم۔ خدا کے حکم پر سر جھکا دینا۔

حیلہ[1] کرد انسان و حیلش دام بود
انسان نے تدبیر کی اور اس کی تدبیر جال تھی

آنکہ جاں پنداشت خوں آشام بود
جس کو جان سمجھا وہ خون پینے والی تھی

در بہ بست و دشمن اندر خانہ بود
(اس نے) دروازہ بند کرلیا اور دشمن گھر ہی میں تھا

حیلۂ فرعون زیں افسانہ بود
فرعون کی تدبیر اسی قسم کی تھی

صد ہزاراں طفل کشت آں کینہ کش
اس کینہ والے نے لاکھوں بچے مار ڈالے

وانکہ اُومی جُست اندر خانہ اش
اور جس کو وہ تلاش کرتا تھا اس کے گھر میں تھا

دیدۂ[2] ما چوں بسے علّت دروست
جبکہ ہماری نگاہ میں بڑی خرابیاں ہیں

رَو فنا کُن دیدِ خود در دیدِ دوست
جا، اپنی صوابدید کو دوست کی صوابدید میں فنا کردے

دیدِ ما را دیدِ اُو نِعمَ العِوَضْ
اُس کی صوابدید یہ ہماری صوابدید کا بہترین بدل ہے

ہست اندر دیدِ اُو کلّی غَرَضْ
اس کی صوابدید میں تمام مقاصد موجود ہیں

طفل تا گیر او تاپو یا نہ بُود
بچہ جب تک پکڑنے والا اور چلنے والا نہ تھا

مَرکبش جز گردن بابا نہ بُود
بابا کی گردن کے علاوہ اس کی سواری نہ تھی

چوں فضولی کرد دست و پا نمود
جب اس نے بیکار بات کی اور ہاتھ پیر نکالے

در عَنا افتاد و در کو رو کبُود
تو مشقت و مصیبت اور اندھیرے میں پھنس گیا

جانہائے خلق پیش از دست و پا
لوگوں کی روحیں، ہاتھ پیر سے پہلے

می پرید نداز وفا اندر صَفا
کمال کی وجہ سے عالم غیب میں پرواز کرتی تھیں

چوں بأمر[3] اہبطوا بندی شدند
جب اہبطوا کے حکم سے قیدی بن گئیں

حبسِ خشم و حرص و خورسندی شدند
غصہ اور حرص اور خوشی میں گرفتار ہو گئیں

ما عیالِ حضرتیم و شیر خواہ
ہم اللہ کے عیال، اور شیر خوار ہیں

گفت اَلخَلقُ عِیالٌ لِلاِلٰہ
(خدا نے) فرمایا ہے تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے

آنکہ اُواز آسماں باراں دہد
جو آسمان سے بارش عطا فرماتا ہے

ہم تواند کو برحمت ناں دہد
یہ بھی کرسکتا ہے کہ وہ کرم سے روٹی دیدے

دیگر باربیان کردنِ شیر ترجیح جَہد بر توکل
شیر کا توکل پر کوشش کو دوسری بار ترجیح دینا

گفت شیر آرے ولے رَبُّ العِبَاد
شیر نے کہا، ہاں لیکن بندوں کے پروردگار نے

نرد بانے پیش پائے ما نہاد
ہمارے پیروں کے پاس نیرھی رکھدی ہے

---

[1] حیلہ۔ تدبیر۔ دام۔ جال خون آشام۔ خونخوار، فرعون یہ لقب ہے، نام ولید بن مصعب ہے یہ مصر کا ظالم بادشاہ گذرا ہے کاہنوں نے اس کو بتایا تھا کہ بنی اسرائیل کا لڑکا تمہاری سلطنت کے زوال کا باعث ہوگا، اس بناء پر اس نے بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے بچوں کو قتل کرانا شروع کردیا۔ حضرت موسیٰ کو ان کی والدہ نے پیدائش کے بعد دریائے نیل میں ڈالدیا۔ جو بالآخر فرعون کے گھر پہنچ گئے۔ اور وہیں ان کی پرورش ہوئی اور وہی اس کی سلطنت کے زوال کا سبب بنے۔

[2] دیدہ۔ نظر، صوابدید علت۔ بیمار، نقص۔ نعم العوض۔ اچھا بدلہ، گیرا۔ گیرندہ پکڑنیوالا۔ پویا۔ دوڑنے والا، مرکب سواری۔ بابا۔ باپ۔ فضولی۔ غیر ضروری بات، بیہودگی۔ عنا۔ مشقت کور یعنی اندھا پن کبود۔ کالا تاریک جانہائے روحیں عالم ازل میں بغیر ہاتھ پیر کے اڑی پھرتی تھیں۔ صفا۔ عالم بالا چونکہ وہ مادہ سے صاف ہے۔

[3] اہبطوا۔ نیچے اترو، حضرت آدم وحوا اور شیطان کو گندم خوری کے بعد حکم ہوا تھا کہ سرزمین پر اترو۔ عیال۔ بال بچے کنبہ جو لوگ کسی کی سرپرستی میں ہوں۔ آرے۔ ہاں۔ ولے۔ لیکن رب العباد بندوں کا پروردگار۔ نردبان۔ سیڑھی، زینہ۔

پایہ پایہ[1] رفت باید سوئے بام
کوٹھے پر رفتہ رفتہ چڑھنا چاہئے

ہست جبری بودن اینجا طمعِ خام
اس مقام پر جبری ہونا خام خیالی ہے

پائے داری چوں کنی خود را تو لنگ
تو پیر رکھتا ہے، کیوں اپنے کو لنگڑا بناتا ہے؟

دست داری چوں کنی پنہاں تو چنگ
تو ہاتھ رکھتا ہے، پنجہ کو کیوں چھپاتا ہے؟

خواجہ چوں بیلے بدستِ بندہ داد
آقا نے جب غلام کو بیلچہ تھما دیا

بے زباں معلوم شد اُورا مُراد
بغیر کچھ کہے اس کا مقصد معلوم ہو گیا

دست ہمچوں بیل اشارتہائے اوست
بیلچہ کی طرح، ہاتھ اس کے اشارے ہیں

آخر اندیشی عبارتہائے اوست
جس کا مطلب انجام بینی ہے

چوں اشارتہاش را بر[2] جاں نہی
جب تو اس کے اشاروں کو دل پر جما لے گا

در وفائے آں اشارت جاں دہی
اور ان اشاروں کو پورا کرنے میں جان دیدے گا

پس اشارتہاش اَسرارت دہد
تب اس کے اشارے تجھے راز عطا کریں گے

بار بردار دزتو ، کارت دہد
تیرا بوجھ ہلکا کر دیں گے، تجھے کام دیں گے

حاملی محمول گرداند ترا
تو بار بردار ہے تو تجھے سوار کردے گا

قابلی مقبول گرداند ترا
تو (حکم کو) ماننے والا ہے تو تجھے مقبول بنا دیگا

قابل[3] امرِ وَی قابل شوی
تو اس کے حکم کو قبول کرنیوالا ہے (مددگار کے) قابل ہو جائیگا

وصل جوئی بعد ازاں واصل شوی
تو وصل کا طالب ہے اس کے بعد وصال والا بن جائیگا

سَعی شُکرِ نعمتِ قدرت بُوَد
کوشش، قدرت کی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے

جبرِ تو انکار آں نعمت بُوَد
اور تیرا جبری ہونا اس نعمت کا انکار ہے

شُکر نعمت نعمتت افزوں کُند
نعمت پر شکر ادا کرنا تیری نعمت کو بڑھائیگا

کُفر نعمت از کفت بیروں کُند
اور نعمت کا کفر (اس کو) تیرے قبضہ سے نکالدیگا

جبر تو خفتن بوَد در رہِ مُحسِب
اپنے آپ کو مجبور سمجھنا، سو جانا ہے راستہ میں نہ ہو

تا نہ بینی آں درود درگہ مُحسِب
جب تک اس دراور درگاہ کو نہ دیکھ لے، نہ سو

ہاں مُحسِب اے جبریِ بے اعتبار
اے بے بھروسہ جبری ! ہرگز نہ سونا

جز بزیرِ آں درختِ میوہ دار
اس میوہ دار درخت کے نیچے کے سوا

تا کہ شاخ افشاں کند ہر لحظہ باد
تاکہ ہوا ہر لحظہ شاخ کو ہلائے

بر سَرت دائم بریز دنُقل وزاد
(اور) ہمیشہ تیرے لئے نقل وتوشہ مہیا کرتی رہے

---

[1] پایہ پایہ۔ درجہ بدرجہ بام۔ کوٹھا، بالا خانہ، جبری۔ مجبور۔ لنگ۔ لنگڑا۔ چنگ چنگل، پنجہ خواجہ، مالک آقا۔ بندہ غلام، نوکر بیل۔ بیلچہ، بے زبان۔ بغیر کہے ہوئے۔ مُراد آقا کا مطلب یہ ہے کہ زمین کھود جب خدا نے یہ اعضاء دئے ہیں تو اشارہ ہے کہ ہاتھ پیر کو کام میں لا۔

[2] بر جاں نہی۔ تو دل پر نقش کر لیگا۔ وفا۔ پورا کرنا۔ اَسرار ت۔ یعنی جب تم محنت اور ریاضت کرو گے تو مجاہدہ سے کشف شہود ہوگا۔

[3] حامل۔ بوجھ اٹھانیوالا۔ محمول۔ لدا ہوا یعنی اب تو تم پر اعمال کا بار ہوگا کل کو یہی اعمال باعث راحت ہوں گے۔

قابل۔ قبول کرنیوالا۔ مقبول۔ یعنی مقبول بارگاہ امروئی۔ یعنی امروے ہستی قدرت۔ اختیار، جبر۔ مجبور ہونا بے بسی، بے اختیاری، دُرود رگ۔ یعنی جب تو جناب باری میں پہنچ جائے، اور تجھے مشاہدہ حق میسر ہو جائے۔ ہاں کلمہ تنبیہ ہے۔ جبری وہ شخص جو عقیدہ جبر کا قائل ہو، انسان کو مجبور محض سمجھتا ہو۔ بے بضاعت" اپنے منافع کے لئے تو بھاگا پھرتا ہے اور عبادات و طاعات میں اپنے آپ کو مجبور سمجھتا ہے درخت یعنی وصول الی اللہ کا درخت۔ آفشاں۔ جھاڑنا۔ نقل۔ وہ چیزیں جو شراب کے ساتھ کھائی جاتی ہیں۔ زآد وتوشہ۔

جبر خفتن درمیان رہزناں — مُرغ بے ہنگام کے یابد اماں
خود کو مجبور سمجھنا، ڈاکوؤں کے درمیان سو جانا ہے — بے وقت اذان دینے والا مرغ کب بچتا ہے؟

وراشارتہاش رابینی زنی — مَرد پنداری وچوں بنی زنی
اگر اس کے اشاروں پر تو ناک چڑھائے گا — تو اپنے آپ کو مرد سمجھتا ہے اور جب غور کریگا تو عورت ہے

آں قدر عقلے کہ داری گم شود — سَر کہ عقل از وے پرّد دُم شود
تو جس قدر عقل رکھتا ہے، وہ گم ہو جائیگی — جس سر سے عقل اڑ جائے وہ دم بن جاتا ہے

زانکہ بے شکری بُود شوم وشُنار — می بردنا شکر را در قعرِ نار
چونکہ نا شکری، منحوس اور نا مبارک ہوتی ہے — نا شکرے کو جہنم کے گڑھے میں لیجاتی ہے

گر توکل میکنی درکار ۲ کُن — کسب کن پس تکیہ بر جبّار کُن
اگر تو توکل کرتا ہے کاروبار میں کر — کما، اور پھر اللہ پر بھروسہ کر

تکیہ بر جبّار کن تا وارہی — ورنہ اُفتی در بلا و گمرہی
خدا پر بھروسہ کرتا کہ نجات پائے — ورنہ مصیبت اور گمراہی میں مبتلا ہو جائیگا

باز ترجیح نہادن نخچیراں توکل رابر جہد
شکاروں کا توکل کو کوشش پر پھر ترجیح دینا

جُملہ باوے بانگ ہا برداشتند — کاں حریصاں کیں سببہا کاشتند
سب اس پر چیخ پڑے — کہ جن حریصوں نے یہ اسباب بوے ہیں

صد ہزار اندر ہزاراں مردوزن — پس چرا محروم ماند اندر زمن
لاکھوں، لاکھ مرد اور عورت — زمانہ میں کیوں محروم رہے؟

صد ہزاراں قرن ۳ زآغازِ جہاں — ہمچواژدر ہا کشادہ صد دہاں
ابتداء آفرینش سے لاکھوں صدیاں — اژدہوں کی طرح سینکڑوں منہ کھولے ہوئے

مکرہا کردند آں دانا گروہ — کہ زبُن برکندہ شدزاں مکر کوہ
ان عقلمندوں نے ایسی چالاکیاں کیں — کہ ان کی چالاکیوں سے پہاڑ جڑ سے اکھڑ گیا

کردہ مکر وحیلہ آں قوم خبیث — گر زما باور نداری ایں حدیث
اس خبیث قوم نے چالاکی اور تدبیر کی — اگر ہماری اس بات پر تجھے یقین نہیں آتا

کرد وصفِ مکرِشاں راذُوالجَلَال — لِتَزُوْلَ مِنْہُ اَقْلَالُ الْجِبَال
اللہ نے ان کے مکر کا بیان فرمایا ہے — اس سے پہاڑ کی چوٹیاں ہٹ جاتی ہیں

۱ رہزناں۔ یعنی شیاطین مُرغ جو مرغ بے وقت اذان دیتا تھا۔ اس کو ذبح کرلیا جاتا تھا، یعنی زدن۔ ناک چڑھانا۔ زنی۔ تو عورت ہے۔ عقلے۔ قوت عقلیہ کو اگر کام میں نہ لایا جائے گا وہ بیکار ہو جائے گی۔ دُم یعنی بدترین عضو۔ شوم منحوس شُنار شین کے ضمہ کے ساتھ، نا مبارک قعر۔ گہرائی۔ نار۔ آگ یعنی نعمت کا کفران عذاب کا سبب ہے۔

۲ کار۔ یعنی کام میں لگ کر توکل کرنا چاہئے۔ جبار اللہ تعالیٰ..... تکیہ۔ خدا پر بھروسہ ضروری ہے ورنہ انسان مصائب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حریصاں یعنی حریص انسان اسباب اختیار کرنا مفید ہوتا تو لاکھوں انسان جنہوں نے اسباب اختیار کئے محروم کیوں ہوئے

۳ قرن۔ صدی۔ صد ہزاراں، لاکھوں، اژدہا۔ اژدھے، پیٹ بھرنے پر اژدہا سو جاتا ہے ورنہ زبان لٹکائے پھرتا ہے۔ زبن۔ اس مصرع میں قوم عاد کی سنگتراشی کا بیان نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو آئندہ اشعار میں بیان کیا گیا ہے مکر وحیلہ۔ فریب، مکاری خبیث۔ ناپاک، بداعتقاد مراد وہی لوگ ہیں جو اسباب کو حقیقی موثر مانتے ہیں۔ وصف۔ بیان تعریف اقلال قلۃ کی جمع پہاڑ کی چوٹی۔ جبال جبل کی جمع، پہاڑ۔

جُز کہ آں قسمت کہ رفت اندر ازل — روئے ننمود از سگال[1] و از عمل
سوائے اس حصہ کے جو ازل میں مقرر ہوا ہے — غور و فکر اور عمل سے (کچھ) نہ ملا

جُملہ افتادند از تدبیر و کار — ماند کار و حکمہائے کردگار
سب، تدبیر اور کام سے عاجز آ گئے — اللہ کا کام اور اس کے احکام باقی رہے

کسب جُز نامے مداں اے نامدار — جہد جز وہمے مپندار اے عیار
اے نامدار! کوشش کو برائے نام سمجھ — اے ہوشیار کوشش کو وہم کے سوا کچھ نہ سمجھ

نگر یستنِ عزرائیل علیہ السلام بر مردے و گریختن اُو در سرائے سلیمان علیہ السّلام و تقریر ترجیح توکل بر جَہد و کوشش

عزرائیل علیہ السلام کا ایک شخص کو گھورنا اور اس کا سلیمان علیہ السلام کے گھر کی طرف بھاگنا اور توکل کی مشقت اور کوشش پر ترجیح کی تقریر

سادہ مردے چاشتگاہے در رسید — در سَرا عدلِ سلیمانی دروید
ایک بھولا آدمی دن چڑھے آیا — اور حضرت سلیمان کی عدالت میں دوڑا

رُویش از غم زرد و ہر دو لب کبود[2] — پس سلیماں گفت اے خواجہ چہ بُود
غم سے اس کا چہرہ زرد اور دونوں ہونٹ نیلے تھے — حضرت سلیمان نے پوچھا اے صاحب کیا ہوا؟

گفت عزرائیل رد من ایں چنیں — یک نظر انداخت پر از خشم و کیں
اس نے کہا، عزرائیل (علیہ السلام) نے مجھ پر ایسی — ایک نظر ڈالی جو غصہ اور کینہ سے بھری ہوئی تھی

گفت ہین اکنوں چہ میخواہی بخواہ — گفت فرما باد را اے جاں پناہ
انہوں نے کہا اب جو کچھ چاہتا ہے بیان کر — اس نے کہا، اے جاں پناہ! ہوا کو حکم دیجئے

تا مَرا ز ینجا بہند ستاں بَرَد — بُو کہ بندہ کا نظر ف شد[3] جاں بَرَد
تاکہ مجھے اس جگہ سے ہندوستان لیجائے — ہوسکتا ہے، بندہ اس طرف چلا جائے تو جان بچالے

پس سلیماں کرد بر بادایں برات — بُرد باد اُورا بسوئے سومنات
تو حضرت سلیمان نے ہوا کو یہ حکم دیا — ہوا اس کو سومنات کی طرف لے گئی

باد را فرمود تا اُورا اشتاب — بُرد سوئے خاکِ ہندوستان براب
ہوا کو حکم دیا اور وہ فوراً اس کو — پانی پر (سوار) کرکے ہندوستان کی سرزمین کی طرف لیگئی

نک ز درویشی گریزانند خلق — لقمۂ حرص و امل زانند خلق
اب! افلاس سے لوگ بھاگتے ہیں — اس لئے لوگ حرص اور خواہش کا لقمہ ہیں

[1] سگال۔ غور و فکر، سوچ عمل، کسب، کاروبار، افتادند رہ گئے، عاجز آ گئے۔ کردگار کام کا مالک، اللہ تعالیٰ سلاۂ بھولا بھالا چاشتگاہ ایک پہر دن چڑھے کا وقت سرائے عدل، عدالت، محکمہ، سلیمان، نبی جو حضرت داؤد علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں جن کو نبوت کے ساتھ دنیا کی عظیم الشان سلطنت بھی ملی تھی، انسانوں کے علاوہ جنوں پر بھی حکمراں تھے۔

[2] کبود۔ نیلا۔ خواجہ مالک آقا، بزرگ۔ عزرائیل ملک الموت۔ کین۔ کینہ ہیں۔ کلمہ تنبیہ ہے۔ باد ہوا بھی حضرت سلیمان کے تابع تھی۔ بو، بود ہوسکتا ہے ممکن ہے۔

[3] جاں بَرَد، بچ جائے، زندہ رہے۔ برات تحریری حکم، شاہی حکم سومنات علاقہ گجرات کا ایک شہر ہے جس کا مندر دنیا میں مشہور ہے جس کو سلطان محمود نے منہدم کردیا تھا اور اب حکومت ہند نے اس کی دوبارہ تعمیر کرائی ہے۔ نک۔ اینک کا مخفف ہے، اب۔ گریزیدن۔ بھاگنا، بچنا، آرزو داند۔ ازاں اند۔

تَرسِ۱ دَرویشی مثال آں ہراس
افلاس کا ڈر، اس خوف کی مثال ہے

حرص وکوشش راتو ہندوستاں شناس
حرص اور کوشش کو تو ہندوستان سمجھ

روزِ دیگر وقتِ دیوان و لِقا
دوسرے دن دربار اور ملاقات کے وقت

شہ سلیماں گفت عزرائیلؑ را
حضرت سلیمان نے عزرائیل علیہ السلام سے کہا

کاں مسلماں را بخشم از چہ سبب
اس مسلمان کو غصہ سے کس وجہ سے

بنگریدی باز گو اے پیکِ رَب
تو نے دیکھا؟ اے اللہ کے قاصد! بتا

اے عجب ایں کردہ باشی بہرِ آں
تعجب ہے! یہ تو نے اس لئے کیا

تا شود آوارہ اُواز خانماں
تاکہ وہ گھر بار سے آوارہ ہو جائے

گفتش اے شاہِ جہانِ۲ بے زوال
حضرت عزرائیل نے ان سے کہا کہ اے لازوال جہاں کے بادشاہ

فہم کژ کردو نمود اُور اخیال
اس نے غلط سمجھا اور اس کو خیال نے غصہ دکھایا

کہ مَرا فرمود حق کا مروز ہاں
اس لئے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ آج ہی

جانِ اُورا تو بہندوستاں ستاں
اس کی جان ہندوستان میں نکال لے

دیدمش اینجا و بس حیراں شدم
میں نے اس کو یہاں دیکھا تو بہت حیران ہوا

در تفکّر رفتہ سَر گرداں شدم
میں فکر میں ڈوب کر پریشان ہوا

از عجب گفتم گر اُورا صَد پَرَست
تعجب ہے میں نے کہا کہ اگر اس کے سو پر ہوں

اُو بہندوستاں شدن دُور اندرست
اس کا ہندوستان پہنچنا دور از قیاس ہے

چوں بامرِ حق بہندوستاں شدم
میں جب اللہ کے حکم سے ہندوستان پہنچا

دیدمش آنجا و جانش بستدم
میں نے اس کو وہاں دیکھا اور اس کی جان نکال لی

تو ہمہ کارِ جہاں را ہم چنیں
(اے مخاطب) تو دنیا کے تمام کاموں کو اس پر

کن قیاس و چشم بکشا و ببیں
قیاس کر لے، اور آنکھ کھول اور دیکھ

از کہ۳ بگریزیم از خود ایں مُحال
ہم کس سے بھاگیں؟ اپنے آپ سے؟ یہ ناممکن ہے

از کہ برتابیم از حق ایں و بال
ہم کس سے سرتابی کریں؟ خدا سے! یہ تو تباہی ہے

باز ترجیح نہادنِ شیر جَہد را بر توکّل و فوائدِ جَہد بیان کردن

شیر کا پھر توکل پر کوشش کو ترجیح دینا اور کوشش کے فائدے سے بیان کرنا

شیر گفت آرے ولیکن ہم ببین
شیر نے کہا درست ہے، لیکن یہ بھی تو دیکھ

جَہد ہائے انبیا و مُرسلیں
انبیاء اور رسولوں کی کوششیں

۱ تَرسِ۔ یعنی افلاس کے ڈر سے لوگ توکل کو ترک کرتے ہیں پھر بھی محروم رہتے ہیں جیسا کہ وہ شخص وہاں سے ہندوستان کی طرف بھاگا لیکن وہاں بھی نہ بچا۔ دیوان و لقا یعنی دربار عام جس میں لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے۔

۲ جہانِ بے زَوال۔ عالم آخرت، حضرت سلیمان نبی بھی تھے، لہٰذا ان کو شاہ آخرت کہا ہے۔ کُو کج، میڑھا۔ ہاں کلمہ تنبیہ ہے۔ ستان۔ ستاندن کا امر ہے، لینا۔ صد پر یعنی اگر اس شخص کے سو پر بھی لگ جائیں گے۔

۳ از کہ۔ تقدیر سے بھاگنا ایسا ہے جیسا کہ خود انسان اپنے آپ سے بھاگے جو ناممکن ہے۔ انبیاؤ مُرسلین رسولوں اور نبیو نے بھی اسباب دنیوی اختیار کئے ہیں۔ اور جدوجہد کی ہے۔

سَعیِ اَبرار[1] و جہادِ مُومناں — تابدیں ساعت ز آغازِ جہاں
نیکوں کی کوشش، مومنوں کا جہاد — ابتداء آفرینش سے اب تک

حق تعالیٰ جہدشاں راراست کرد — آنچہ دید نداز جفا و گرم و سَرد
اللہ نے ان کی کوشش درست کر دی — جو کچھ انہوں نے ظلم اور گرم و سرد دیکھا

حیلہ ہاشاں جُملہ حال آمد لطیف — کُلّ شَیءٍ مِنْ ظَرِیْفٌ هُو ظَرِیْفٌ
بہر حال انکی تدبیریں، پاکیزہ ثابت ہوئیں — بھلے کی ہر شے بھلی ہوتی ہے

وامہاشاں مُرغ گردونی گرفت — نَقصہا[2] شاں جُملہ افزونی گرفت
ان کے جالوں نے آسمانی پرندے پکڑے — ان کی تمام کمیوں نے، ترقیاں حاصل کر لیں

جَہد میکن تاتوانی اے کیا — در طریقِ انبیاؤ اولیاء
اے عقلمند! جس قدر بھی ہو سکے کوشش کر — انبیاء اور اولیاء کے طریقہ پر

با قضا پنجہ زدن نبوُد جہاد — زانکہ ایں راہم قضا برماںنہاد
جہاد، تقدیر الٰہی کا مقابلہ نہیں ہے — اس لئے کہ یہ بھی تقدیر الٰہی نے ہم پر رکھا ہے

کافرم من گر زیاں کردست کس — در رہِ ایمان وطاعت یک نَفَس
میں کافر ہوں، اگر کسی نے نقصان اٹھایا ہو — ایمان اور اطاعت کے راستہ میں تھوڑی دیر کے لئے بھی

سَر شکستہ نیست ہمیں سَر رامبند — یک دوروزے جَہد کن باقی بخُسپ
(تیرا) سر پھٹا ہوا نہیں ہے، خبردار سر کو نہ باندھ — ایک دو روز کوشش کر لے پھر آرام اٹھا

بَدمحالے[2] جُست کو دنیا بجُست — نیک حالے جُست کو عقبیٰ بجُست
جس نے دنیا کی جستجو کی اس نے باطل کی جستجو کی — جس نے آخرت کی جستجو کی اس نے اچھی حالت کی جستجو کی

مکر ہا در کارِ دنیا باردست — مکر ہا درترکِ دنیا واردست
دنیاوی کام میں تدبیر کرنا بیکار ہے — دنیا چھوڑنے میں تدبیر کرنا منقول ہے

مکر آں باشد کہ زنداں خُفرہ کرد — آنکہ خُفرہ بست ایں مکریست سَرد
تدبیر یہ ہے کہ قید خانہ میں، سرنگ لگادی — جس نے سرنگ بند کر دی یہ غلط تدبیر ہے

ایں جہاں زنداں و ما زندانیاں — خُفرہ کن زنداں وخود اوار ہاں
یہ دنیا قید خانہ ہے، اور ہم قیدی ہیں — قید خانہ میں سرنگ لگادے اور اپنے آپ کو چھڑالے

چیست دُنیا از خدا غافل بُدن — نے قماش ونقرہ وفرزندان وزن
دنیا کیا ہے؟ اللہ سے غافل ہونا — نہ کہ ساز و سامان اور چاندی اور بچے، بیوی

[1] اَبرار۔ برّ کی جمع ہے نیک آدمی راست گرو۔ ان کو غلبہ دیا اور طرح طرح سے ان کی مدد کی۔ حِیلَہ۔ تدبیر، جُملہ حال، بہر حال لَطِیف۔ پاکیزہ ظَرِیف، نیک، بھلا خوش طبع، دَام، جال۔ گردونی۔ آسمانی۔

[2] نقص۔ کمی۔ فزونی زیادتی، بڑھوتی۔ کیا۔ دانا، پہلوان، بادشاہ قضا۔ انسان کی کوشش بھی تقدیر الٰہی کے ماتحت ہے۔ یک نفس۔ تھوڑی دیر۔ سَر شکستہ۔ معذور تو معذور ہے لیکن تندرست معذور نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔

[3] مُحال۔ باطل ناممکن بارد۔ ٹھنڈا بے اثر۔ وارد قرآن وحدیث میں منقول ہے۔ مکر، قیدی کی رہائی کی یہ تدبیر ہے کہ وہ قید خانہ میں سرنگ لگا کر نکل بھاگے، دنیا مومن کا قید خانہ ہے، بدن۔ بودن۔ قماش۔ ساز وسامان۔ نقرہ، چاندی۔

www.ahlehaq.org

مال را کز بہر دیں باشی حمول[1] — نعم مال "صالح" خواندش رسول

وہ مال دین کے لئے تو جس کا بار بردار ہو — اس کو (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) نے بہترین اچھا مال فرمایا ہے

آب در کشتی ہلاکِ کشتی ست — آب اندر زیر کشتی پشتی ست

کشتی میں پانی بھرنا، کشتی کی تباہی ہے — کشتی کے نیچے پانی کا ہونا کشتی کے لئے مددگار ہے

چونکہ مال و مُلک را از دل براند — زاں سلیماں خویش جُز مسکیں نخواند

چونکہ مال اور ملک کو دل سے نکالدیا تھا — اس لئے (حضرت سلیمان (علیہ السلام)) نے اپنے آپ کو مسکین کہلانے کو کہنا کہا

کوزۂ سر بستہ اندر آبِ زفت — از دلِ پُر باد فوق آب رفت

سر بندھا پیالہ، گہرے پانی میں گیا — اور ہوا سے پیٹ بھرا ہونے کی وجہ سے پانی پر تیرا

بادِ درویشی چو در باطن بُود — بر سرِ آبِ جہاں ساکن بُود

جب دل میں فقیری کی ہوا بھری ہو گی — دنیا کے پانی کے اوپر پر سکون ہو گا

آب نتواند مرو را غوطہ داد — کش دل از نفخِ[2] الٰہی گشت شاد

پانی اس کو غوطہ نہیں دے سکتا ہے — کیونکہ اس کا دل خدائی پھونک سے مسرور ہو گیا ہے

گرچہ[3] جملہ ایں جہاں مُلکِ وے ست — مُلک در چشمِ دلِ او لاشی ست

خواہ یہ تمام دنیا اس کی ملک ہو — سلطنت اس کے دل کی نگاہ میں ہیچ ہے

پس دہانِ دل ببند و مُہر کُن — پُر کنش از بادگیرِ مِن لَدُن

پس دل کا دہانہ بند کر، اور مہر لگا — من لدن کے دریچہ سے اس کو بھر لے

جَہد حق ست دوا حق ست و درد — مُنکر اندر نفیِ جَہدش جَہد کرد

کوشش حق ہے، اور دوا کرنا حق ہے اور درد حق ہے — منکر اپنی کوشش کی نفی میں کوشاں ہے

کسب کُن سَعی نما و جَہد کُن — تا بدانی سِرِّ علمِ مِن لَدُن

کما، کوشش کر، اور جدوجہد کر — تاکہ تو علم من لدن کا راز سمجھ لے

گرچہ[4] ایں جملہ جہاں پُر جَہد شد — جَہد کے در کامِ جاہل شہد شد

اگرچہ یہ تمام دنیا جدوجہد سے پُر ہو رہی ہے — جاہل کے منہ میں جدوجہد کب شیریں ہوتی ہے

مقرر شدن ترجیح جہد بر توکل

کوشش کی توکل پر ترجیح ثابت ہو جانا

زیں نمط بسیار بُرہان گفت شیر — کز جواب آں جبریاں گشتند سیر

شیر نے اس طریقہ پر بہت سے دلائل بیان کئے — جن کے جواب سے وہ جبر کے قائل خاموش ہو گئے

---

[1] حمول۔ بار بردار، بوجھ اٹھانیوالا۔ آب اندر اندر زیادہ ہے۔ پشتی۔ مدد، سہارا، بر اند، دور کر دیا، مسکین، غریب، خاکسار، رفت۔ موٹا، سخت ثقوق۔ اوپر۔ باطن۔ اندر، قلب۔ ساکن۔ ٹھہرا ہوا۔ کش۔ کہ اش۔

[2] نفخ۔ پھونک۔ دے یعنی وہ ش۔ ص جس کے قلب میں درویشی ہے۔ لاشی۔ ناچیز۔ باد گیر۔ روشندان، دریچہ۔ من لدن۔ پاس سے، یعنی وہ علم جو۔ خدا کی جانب سے براہ راست حاصل ہو جس کو علم لدنی کہا جاتا ہے۔ منکر جدوجہد کا منکر اس انکار میں خود جدوجہد کرتا ہے۔ لدن۔ علم لدنی وہ علم ہے جو براہ راست جناب باری سے حاصل ہو جیسا کہ آیت وعلمناہ من لدنا علما میں فرمایا گیا ہے اور اس کو ہم نے اپنے پاس علم دیا۔"

[3] گرچہ۔ یعنی تمام دنیا عالم اسباب ہے لیکن جاہل یعنی اس عقیدہ پر یقین نہ رکھنے والا اس کو نہیں سمجھتا ہے۔ نمط۔ طرز، طریقہ، برہان۔ دلیل جبریان۔ یعنی وہ جانور جو جبر کے قائل تھے۔ سیر پیٹ بھرا، خاموش

روبہ[1] و خرگوش و آہو و شغال — جبر را بگذا اشتند و قیل وقال
لومڑی، خرگوش، ہرن اور گیدڑ نے — جبر (کے عقیدے) کو اور بحث بحثی کو چھوڑ دیا

عہد ہا کردند با شیرِ ژیاں — کاں دریں بیعت نیفتد رزیاں
غضبناک شیر سے انہوں نے عہد کئے — کہ اس قول و قرار میں وہ نقصان میں نہ رہیگا

قسمِ ہر روزش بیاید بے ضرر — حاجتش نبود تقاضائے دگر
ہر روز اس کو حصہ بے ضرر پہنچیگا — اس کو دوبارہ تقاضا کرنیکی حاجت نہ ہوگی

عہد چوں بستند و رفتند آں زماں — سوئے مرعیٰ ایمن از شیر ژیاں
جب انہوں نے عہد لرلیا اس وقت وہ روانہ ہوئے — چراگاہ کی طرف غضبناک شیر سے مطمئن ہو کر

جملہ نبشستند یکجا آں وحوش[2] — اوفتادہ درمیان جملہ جوش
وہ وحشی جانور اکٹھے ہو کر بیٹھے — سب میں جوش پھیلا ہوا تھا

ہر کسے تدبیر و رائے می زدند — ہر کسے در خونِ ہر یک می شدند
ہر ایک اپنی تدبیر اور رائے لڑاتا تھا — ہر ایک دوسرے کے خون کے درپے ہوتا تھا

عاقبت شد اتفاقِ جملہ شاں — تا بیاید قرعہ اندر میاں
بالآخر ان سب کا اتفاق ہو گیا — تاکہ درمیان میں قرعہ اندازی ہو

قرعہ بر ہر کو زند اُو طعمہ است — بے سخن شیر ژیان را لقمہ است
جس پر قرعہ نکلے وہ خوراک ہے — بلا عذر وہ تند شیر کا لقمہ ہے

ہم بریں کردند آں جملہ قرار — قرعہ آمد سر بسر را اختیار
سب نے اس پر اتفاق کر لیا — قرعہ، سب کو پسند آگیا

قرعہ بر ہر کو فتادے روز روز — سوئے آں شیر اُو دویدے ہمچو یوز
ہر روز جس پر قرعہ نکلتا — وہ چیتے کی طرح اس شیر کی طرف دوڑ جاتا ہے

انکار کردن نخچیراں بر خرگوش در تاخیر رفتن بر شیر
خرگوش کے شیر کے پاس جانے میں تاخیر پر شکاروں کی ناپسندیدگی

چوں بخرگوش آمد ایں ساغر بدور — بانگ زد خرگوش کا خر چند جور
جب یہ ساغر دور میں خرگوش کے پاس آیا — تو خرگوش چیخا آخر ظلم کب تک؟

قوم گفتندش کہ چندیں گاہ ما — جاں فدا کردیم در عہد و وفا
قوم نے اس سے کہا اتنی مرتبہ ہم نے — عہد اور وفا کی خاطر قربان کی ہے

[1] روبہ۔ لومڑی۔ آہو۔ ہرن۔ شغال۔ گیدڑ۔ قیل و قال۔ گفتگو بحث مباحثہ۔ ژیاں۔ غضبناک بیعت، عہد قرار معاملہ زیاں نقصان۔ قسم۔ حصہ۔ بے ضرر۔ بلا تکلیف مری۔ چراگاہ۔

[2] وحوش۔ وحشی کی جمع الجمع جنگلی جانور عاقبت۔ انجام کار۔ قرعہ۔ پانسہ۔ طعمہ۔ خوراک۔ روز روز۔ روز بروز۔ یوز۔ چیتا۔ ساغر جام شراب۔ دور۔ چکر بانگ۔ آواز۔

تو مجو بد نامیِ ما اے عَنود[1] تا نر نجد شیر رو تو زود زود
اے جھگڑالو! تو ہماری بدنامی نہ چاہ تاکہ شیر خفا نہیں ہو، جلد جلد جا

جواب گفتن خرگوش نخچیراں راو مُہلت خواستن
خرگوش کا شکاروں کو جواب دینا اور مہلت چاہنا

گفت اے یاراں مرا مُہلت دہید تا بمکرم از بلا ایمن شوید
اس نے کہا اے یارو! مجھے مہلت دو تاکہ تم میری تدبیر کی وجہ سے مصیبت سے بے خوف ہو جاؤ

تا اماں یابد زِمکرم جانِ تاں ماندایں میراث فرزندانِ تاں
میری تدبیر سے تمہاری جان امان پالے یہ (جنگل) تمہاری اولاد کی میراث بنا رہے

ہر پیمبر اُمّتاں رادر جہاں ہمچنیں تا مخلصی میخواند شاں
ہر پیغمبر، امتیوں کو دنیا میں اسی طرح ان کو نجات کی طرف بلاتا رہا ہے

کز فلک راہِ بروں[2] شو دیدہ بُود در نظر چوں مردُمک پیچیدہ بُود
اس لئے کہ وہ آسمان سے باہر نکلنے کا راستہ دیکھ چکے تھے وہ نگاہ میں پتلی کی طرح پوشیدہ تھے

مَردمش چوں مُردمک دیدند خُرد در بزرگی مردُمک کس رہ نبرد
انسانوں نے پتلی کی طرح ان کو چھوٹا سمجھا پتلی کی بڑائی کا کسی کو پتہ نہ چلا

اِعتراضِ نخچیراں بر سخنِ خرگوش
شکاروں کا خرگوش کی بات پر اعتراض

قوم گفتندش کے اے خرگوش[3] دار خویش را اندازہ خرگوش دار
قوم نے اس سے کہا اے گدھے سن اپنے آپ کو خرگوش کے رتبے میں رکھ

ہیں چہ لاف ست ایں کہ از تو مہتراں در نیاوردند اندر خاطر آں
خبردار! یہ کیا بکواس ہے کہ تجھ سے بڑے دل میں بھی یہ نہیں لائے

معجبی یا خود قضا ماں در پے ست ورنہ ایں دم لائق چونتو کے ست
تو خود پسند ہے، یہ ہماری قضا ہمارے درپے ہے ورنہ یہ دعویٰ تجھ جیسے کے کب مناسب ہے

گفت اے یاراں ھم الہام داد مَرضعیفے را قوی رائے فتاد
اس نے کہا اے دوستو! مجھے خدا نے الہام کیا ہے ایک کمزور کی سمجھ میں مضبوط رائے آ گئی ہے

آنچہ حق آموخت مر زنبور را آں نباشد شیر را و گور را
اللہ نے جو کچھ شہد کی مکھی کو سکھا دیا ہے وہ شیر اور گور خر کو میسر نہیں ہے

---

[1] عنود۔ جھگڑالو۔ ضدی مکر۔ حیلہ، تدبیر۔ ایمن بے خوف میراث۔ ورثہ، ترکہ۔ ہر پیمبر۔ یعنی میں جس طرح نجات کی کوشش کر رہا ہوں ہر نبی نے اپنی امت کی نجات کی کوشش کی ہے۔

[2] بیرون شو۔ باہر نکلنے والا۔ مردمک۔ آنکھ کی پتلی پیچیدہ۔ ملا جلا، گھلوط، چھپا ہوا، خرد۔ چھوٹا، پتلی ایک چھوٹی سی چیز ہے۔ لیکن اس میں اتنی طاقت ہے کہ بڑے بڑے کو اپنے اندر سے یہی حال انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ گدھا، بیوقوف۔

[3] خوشدار۔ سن۔ لاف۔ گپ۔ نجی۔ بہتراں۔ بزرگ خاطر۔ حسب۔ معجب۔ خود پسند۔ متکبر فضائل موت۔ ام۔ دعوی الہام یعنی اشارہ۔ فتاد۔ یعنی زنبور۔ شہد کی مکھی۔ گور خر جنگلی گدھا۔

خانہا سازد پُر از حلوائے تَر
وہ تر حلوے سے بھرے ہوئے خانے بناتی ہے

حق بروآں علم را بکشود در
اللہ نے اس علم کا دروازہ اس پر کھولدیا ہے

آنچہ حق آموخت کرم پیلہ را
جو کچھ اللہ نے ریشم کے کیڑے کو سکھا دیا ہے

ہیچ پلے داند آنگوں حیلہ را ؟
اس طرح کی تدبیر کوئی ہاتھی جانتا ہے؟

آدمِ خاکی زحق آموخت علم
مٹی کے آدم نے اللہ سے علم سیکھا

تا بہفتم آسماں افروخت علم
علم نے ساتواں آسمان تک روشن کر دیا

نام و ناموسِ مَلک را در شکست
فرشتوں کی عزت و آبرو کو شکست دیدی

کوری آنکس کہ باحق در شک ست
اس شخص کے اندھے پن نے جو اللہ کے معاملہ میں شک کرتا ہے

زاہدِ ششصد ۲ ہزاراں سالہ را
چھ لاکھ برس کے زاہد کے

پوز بندے ساخت آں گوسالہ را
بچھڑا چڑھا دیا، اس بچھڑے کے

تا نتاند شیرِ علمِ دیں کشید
تاکہ علم دین کا دودھ نہ پی سکے

تا نگردد گردِ آں قصر مَشید
تاکہ اس مضبوط قلعہ کے چکر نہ کاٹے

علمہائے اہل حس شد پوز بند
اہل حس کے علوم، بچھڑا بن گئے

تا نگیرد شیرا زاں علمِ بلند
تاکہ وہ اعلیٰ علم کے دودھ کو نہ پی سکیں

قطرۂ دل را یکے گوہر فتاد
قطرۂ دل کو ایسا گوہر عطا ہوا

کاں بدر یا ہا و گردوں ہا نداں
جو دریاؤں اور آسمانوں کو نہ دیا

چند صورت آخر اے صورت پرست
اے صورت کے پجاری! آخر صورت (پرستی) کب تک؟

جانِ بیمعنیت از صورت رَست
تیری بے معنی جان نے صورت سے رہائی نہ پائی

اَحمد ۳ و بوجہل در بت خانہ رفت
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابوجہل بت خانے میں گئے

زیں شدن تا آں شدن فرقی ایست ژرف
ان کے جانے اور اس کے جانے میں گہرا فرق ہے

ایں درآید سَر نہند آں رابتاں
یہ اندر آتا ہے تو بت ان کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں

واں درآید سَر نہد چوں اُمتاں
وہ اندر آتا ہے تو پجاریوں کی طرح ماتھا ٹیکتا ہے

نقش بر دیوار مثلِ آدم ست
دیوار کی تصویر آدمی جیسی ہے

بنگر اندر صورتِ اُو چہ کم ست
غور کر اس کی صورت میں کیا چیز کم ہے؟

جاں کم ست آں صورت بیتاب را
اس بے طاقت تصویر میں جان کم ہے

رَو بجو آں گوہرِ نایاب را
جا، اس نایاب گوہر کو تلاش کر

۱ خلوۂ تر۔ نرم و لذیذ حلوہ، یہاں شہد مراد ہے کرم پیلہ۔ ریشم کا کیڑا۔ پیل۔ ہاتھی۔ آنگوں۔ اس قسم کا حیلہ۔ تدبیر نام و ناموس۔ فرشتوں نے حضرت آدم کی خلافت پر اعتراض کیا، حضرت آدمؑ کے علم کی وجہ سے پھر ان کو آدمؑ کی خلافت تسلیم کرنی پڑی۔

۲ ششصد ہزاراں چھ لاکھ مشہور ہے کہ شیطان نے ملعون ہونے سے قبل۔ چھ لاکھ سال عبادت کی تھی۔ پوز بند وہ جالی جو گائے کے بچے کے منہ پر چڑھا دیجاتی ہے تاکہ وہ بے وقت گائے کا دودھ نہ پی سکے۔ گوسالہ بچھڑا۔ یہاں شیطان مراد ہے۔ نتاند۔ نتواند کا مخفف ہے۔ قَصر۔ محل۔ مشید: چونہ گچ لگا ہوا، مضبوط۔ اہل حس، وہ عقلا، جو مشاہدہ ہی کو دلیل وجود مانتے ہیں۔ اور باطنی و سری علوم کے مخالف ہیں۔ قطرہ دل امانت الٰہی کا بار آسمانوں، زمینوں، اور پہاڑوں نے برداشت کرنے سے انکار کر دیا صرف انسان کا قلب اس کا متحمل ہوا۔

۳ اَحمد یعنی۔ آنحضورؐ اور ابو جہل کی صورت تو یکساں ہی تھی لیکن باطنی اوصاف اور معنویت کا کتنا بڑا فرق تھا، آنحضورؐ فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تھے تو بت اوندھے منہ گرے۔ نقش۔ یہ دوسری مثال ہے جس کے ذریعہ باطنی اوصاف کے فرق کو سمجھایا ہے بیتاب۔ بے طاقت۔ صورت۔ تصویر۔ نایاب۔ جو ہاتھ نہ لگے۔

شد سرِ شیران عالم جُملہ پَست — چوں سگِ اصحاب[1] را دادند دست
دنیا کے تمام شیروں کا سر جھک گیا — جب (قضا و قدر) نے اصحاب کہف کے کتے کو غلبہ دیدیا

چہ زیانستش ازاں نقشِ نفور — چونکہ جانش غرق شد در بحرِ نور
اس قابل نفرت صورت سے اس کو کیا نقصان ہے — جبکہ اس کی روح نور کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ہے

وصفِ صورت نیست اندر خامہا — عالمِ و عادِل بود در نامہا
قلموں میں صورت کی تعریف (لکھنے کا رواج) نہیں ہے — خطوں میں، عالم عادل (لکھا) ہوتا ہے

عالمِ و عادل ہمہ معنیٰ ست و بس — کش نیابی در مکانِ پیش و پس
عالم اور عادل سب معنی ہیں فقط — جن کو تو آگے اور پیچھے کسی جگہ نہیں پائے گا

میزند بر تَن ز سوئے لامکاں[2] — می نگنجد در فلک خورشیدِ جاں
یہ لامکاں سے جسم پر وارد ہوتے ہیں — جان کا سورج، آسمان میں نہیں سما سکتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد ہوش دار — گوش سوئے قصۂ خرگوش دار
واضح ہو، یہ بات انتہا نہیں رکھتی ہے — خرگوش کے قصہ کی طرف کان لگئے رکھو

گوشِ خَر بفروش و دیگر گوش خر — کیں سخن را در نیابد گوشِ خَر
گدھے کے کان فروخت کردے دوسرے کان خرید لے — اس لئے کہ اس بات کو گدھے کے کان نہیں سن سکتے

ذکرِ دانشِ خرگوش و بیانِ فضیلت و منافعِ دانش
خرگوش کی عقلمندی کا ذکر اور عقلمندی کی فضیلت اور نفعوں کا بیان

رَو تو روبہ بازیِ خرگوش بیں — مکر و شیر اندازیِ خرگوش بیں
چل، خرگوش کی چالاکی دیکھ — خرگوش کا مکر اور شیر کو پچھاڑنا، دیکھ

خاتمِ[3] مُلکِ سلیمان ست عِلم — جُملہ عالَم صورت و جان ست علمِ
علم حضرت سلیمان کے ملک کی انگوٹھی ہے — تمام دنیا صورت اور علم جان ہے

آدمی را زیں ہنر بیچارہ گشت — خَلقِ دریاہا و خَلقِ کوہ و دشت
اس ہنر کی وجہ سے آدمی کے لئے فرمانبردار ہوگئی — پہاڑ، جنگل اور دریا کی مخلوق

زو پلنگ و شیر ترساں ہمچو موش — زو شدہ پنہاں بدشت و کُہ وُحوش
اس سے تیندوا اور شیر بھی، چوہے کی طرح خوفزدہ ہیں — اس سے وحشی جانور، جنگل اور پہاڑ میں چھپ گئے

زو پری و دیو ساحلہا گرفت — ہر یکے در جائے پنہاں جا گرفت
اس سے پری اور دیو نے سمندر کا کنارہ پکڑا — ہر ایک نے پوشیدہ مقام میں جگہ بنا لی

[1] اصحاب۔ یعنی اصحاب کہف۔ اس شعر میں بھی معنوی اوصاف کی بنیاد پر فوقیت کو سمجھایا ہے۔ زیاں۔ نقصان۔ نقش ظاہری صورت۔ نفور۔ قابل نفرت۔ وصف صورت یعنی ظاہری حسن قابل تحریر نہیں ہے۔ انسان کی باطنی خوبیوں کو تحریر میں لایا جاتا ہے۔ کش۔ کہ اش یعنی یہ معنوی خوبیاں مکان و زمان کے ساتھ مقید نہیں ہوتی ہیں۔

[2] لامکاں۔ عالم قدس یعنی ان باطنی خوبیوں کا نزول عالم قدس سے ہوتا ہے۔ خورشید جان روح کی وسعتیں لامحدود ہیں۔ پایاں۔ خاتمہ انتہاء گوش دار۔ کان لگا ہوشدار ہوش رکھ، خوب، سمجھ، خر گدھا، بیوقوف، خر خریدن کا امر ہے۔ رو یہ بازی مکر و فریب ہیں۔ دیدن سے امر کا صیغہ ہے۔ شیر اندازی شیر کو مغلوب کرنا۔

[3] خاتم، انگوٹھی۔ مہر مشہور ہے کہ حضرت سلیمان کے پاس انگوٹھی تھی جس کی وجہ سے تمام عالم ان کے لئے مسخر ہو گیا تھا۔ آدمی۔ انسان علم ہی کی بدولت بحر و بر پر حکمران ہے۔ پلنگ تیندوا چیتے کو فارسی میں یوز کہتے ہیں۔ کہ۔ کوہ کا مخفف ہے۔ زو۔ از او۔ ساحل، سمندر کا کنارہ۔

آدمی را دشمن پنہاں جیسے ست
آدمی کے چھپے ہوئے دشمن بہت ہیں

آدمیٔ باحذر را عاقل کسے ست
محتاط آدمی، سمجھدار انسان ہے

خَلقِ خوب و زشت ہست از مانہاں
اچھی اور بری مخلوق ہم سے چھپی ہوئی موجود ہے

میزند بر دل بہر دم کوب شاں
ان کی چوٹ ہر وقت دل پر لگتی ہے

بہر غُسل اردر روی در جوئبار
تو اگر نہر میں غسل کے لئے جائے گا

بر تو آسیبے زند در آب خار
تو کانٹا، پانی میں تجھے تکلیف پہنچائے گا

گرچہ پنہاں خار در آب ست پست
اگرچہ کانٹا پانی کے نیچے چھپا ہوا ہے

چونکہ در تو میخلد دانی کہ ہست
چونکہ تیرے چبھا ہے تو جانتا ہے کہ موجود ہے

خار خارِ حسّ ہا و وسوسہ
حواس اور وسوسہ کے کانٹے

از ہزاراں کس بُوَد نے یک کسہ
ہزاروں اشخاص کی جانب سے ہیں نہ کہ ایک شخص کی (جانب سے)

باش[۲] تا حِسہّائے تو مُبدَل شود
ٹھہر تاکہ تیرے حواس تبدیل ہو جائیں

تا بہ بینی شاں وَ مُشکِل حل شود
تاکہ تو ان کو دیکھ لے اور مشکل حل ہو جائے

تا سخنہائے کیاں رَد کردۂ
تاکہ (معلوم ہو جائے) کن ہستیوں کی باتوں کو تو نے رد کیا ہے

تا کیاں را سَرورِ خود کردۂ
اور کن کو تو نے اپنا سردار بنایا ہے؟

باز جُستن نخچیراں سِرّو اندیشہ خرگوش را

پھر شکاروں کا خرگوش کی تدبیر اور راز کو معلوم کرنا

بعد ازاں گفتند کاے خرگوش چُست
پھر انہوں نے کہا اے چالاک خرگوش!

در میاں نِہ آنچہ در ادراک تست
سامنے رکھدے جو تیری سمجھ میں آیا ہے

اے کہ با شیرے تو در پیچیدۂ
اے وہ! کہ شیر سے تو بھڑا ہے

باز گو رائے کہ اندیشیدۂ
بتا، تو نے کیا تدبیر سوچی ہے؟

مشورت اِدراک و ہُشیاری دہد
مشورہ، عقل اور سمجھ عطا کرتا ہے

عقلہا[۳] مر عقل را یاری دہد
عقلیں، عقل کی مدد کرتی ہیں

گفت پیغمبر بکن اے رائے زن
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے اے رائے زنی کرنے والے!

مشورت کا لمُستَشارُ مُؤتَمن
مشورہ کر لے اس لئے کہ مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے

قول پیغمبر بجاں باید شنود
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قول کو دل و جان سے سننا چاہئے

باز گوتا چیست مقصودِ تو زود
تو جلدی بتا، تیرا مقصد کیا ہے؟

---

۱ حَذَر۔ بچنا، پرہیز کرنا، احتیاط۔ خلق خوب۔ اچھی مخلوق، فرشتے۔ زشت۔ برا، یعنی شیاطین۔ کوب۔ چوٹ، صدمہ، اوپر کے اشعار میں انسان کے غلبہ کو بتایا گیا تھا۔ اب یہ سمجھایا ہے کہ انسان کو باوجود غلبہ کے پر خطر اور شیاطین کے مکر سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ جُوئبار۔ نہر۔ آسیب۔ صدمہ۔ پست۔ نیچے والی۔ بعض چیزیں نظروں سے غائب ہیں لیکن ان کے اثرات سے انکا وجود معلوم ہو جاتا ہے۔ خار خار لفظوں کی تکرار کثرت کے معنی دیتی ہے۔

۲ باش۔ یعنی ریاضت اور مجاہدہ سے حواس باطنی پیدا ہوتے ہیں تو نظروں سے غائب چیزیں مشاہدہ میں آجاتی ہیں۔ کیاں۔ کیا کی جمع، بزرگ، داتا۔ کیاں۔ استفہام جمع کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ سَروَر۔ سردار کاے۔ کہ اے چُست۔ چالاک۔ نہ۔ نہادن سے امر کا صیغہ ہے، ادراک۔ عقل۔ سمجھ۔

۳ عَقلہا۔ یعنی مشورہ دینے والوں کی عقلیں۔ عقل۔ یعنی مشورہ لینے والے کی عقل۔ یاری۔ مدد بکن۔ مفعول دوسرے مصرع میں مشورت ہے۔ المستشار۔ جس سے مشورہ لیا جائے۔ مؤتمن۔ جس کے پاس امانت رکھی جائے۔

پوشیدہ داشتن خرگوش راز را از نخچیراں

خرگوش کا شکاروں سے راز کو پوشیدہ رکھنا

گفت ہر رازے نشاید باز گفت — جُفت اطاق آید گہے گہ طاق جُفت

اس نے کہا ہر راز کہنے کے لائق نہیں ہوتا — کبھی جفت، طاق آتا ہے کبھی طاق جفت آتا ہے

از صفا گر دم زنی با آئینہ — تیرہ گردوز و دبا ما آئینہ

اگر تو آئینہ پر پھونک مارے تو صفائی کی وجہ سے — وہ بہت جلد ہمارے لئے اندھا ہو جائیگا

در بیانِ ایں سہ کم جُنباں لبت — از ذِہاب۲ واز ذہب وز مذہبت

ان تین چیزوں کے بیان میں لب کشائی نہ کر — سفر اور سونا اور اپنی منزل مقصود کے بارے میں

کیں سہ را خصم ست بسیار و عدو — در کمینت ایستد چوں داند اُو

اس لئے کوان تینوں کے مخالف اور دشمن بہت ہیں — تیری گھات میں رہیگا جب وہ جان جائیگا

ور برانی با یکے گوئی اَلوَدَاع — کُلّ سِرّ جاوَزَ الاثنین شاع

اگر تم نے ایک سے کہدیا تو الوداع کہدو — ہر راز جو دو (لب) سے گزرا مشہور ہوا

گرد وسہ پرندہ رابندی بہم — برزمیں مانند محبوس از الم

اگر تو دو تین پرندوں کو اس میں باندھ دے — تکلیف کی وجہ سے زمین پر مقید رہیں گے

مشورت۳ دارند سرِ پوشیدہ خوب — در کنایت باغلط افگن مشوب

چھپے ہوئے راز کا مشورہ بہتر سمجھتے ہیں — کنایۃ جو غلطی میں مبتلا کرنے والی بات سے مخلوط ہو

مشورت کردے پیمبر بستہ سَر — گفت ایشانش جواب و بے خبر

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) سربستہ مشورہ کرتے — اور وہ ان کو بے خبری میں جواب دیدیتے

درمثالے بستہ گفتے رائے را — تانداند خصم از سَر پائے را

رائے کو کسی مثال سے وابستہ کر کے فرمادیتے — تاکہ مخالف سر، پیر نہ سمجھ سکے

اُو جوابِ خویش بگرفتے ازو — وزسوالش می نبردے غیر بو

وہ اس سے اپنا جواب نکال لیتے — ان کے سوال کی غیر کو بو بھی نہ لگتی

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد — سوئے خرگوشِ دلاور تا چہ کرد

اس بات کا خاتمہ نہیں، لوٹ — بہادر خرگوش کی جانب کہ اس نے کیا کیا!

قصہ مکر کردن خرگوش باشیرو بسَر بُردن

خرگوش کا شیر کے ساتھ چالاکی کرنے اور انجام کو پہنچنے کا قصہ

۱ جفت۔ جوڑ۔ طاق۔ اکیلا، بعض کھیلوں میں ہار جیت اس بات پر ہوتی ہے کہ جس چیز کے ذریعہ کھیلا جاتا ہے۔ وہ جوڑ نکلتی ہے یا بے جوڑ، یعنی انسان جیتنے کی آرزو کرتا ہے اور ہار نیکا پانسا آجاتا ہے۔ الصفا۔ آئینہ صاف چیز ہے۔ لیکن اس پر اگر پھونک مار دیجائے تو دھندلا ہو جاتا ہے، اسی طرح دوست کا سینہ صاف ہوتا ہے، اگر اس سے راز کہدیا جاتا ہے تو اس کے دل میں طرح طرح کے خیالات گھومنے لگتے ہیں۔ جو اکثر مفید نہیں ہوتے۔

۲ ذہاب۔ سفر۔ ذہب سونا، یعنی مال و دولت مذہب۔ اس سے منزل مراد ہے، جہاں انسان جارہا ہے، دین مراد لینا مناسب نہیں ہے۔ الوداع رخصت کرنا، یعنی اگر تم نے اپنا راز کسی ایک سے بھی کہدیا تو اس کو الوداع کہدو اب وہ راز، راز نہیں رہیگا۔ الاثنین۔ دونوں ہونٹ مراد ہیں۔ پرندہ۔ راز کی مثال پرندہ کی سی ہے، اگر بندھے پڑے رہینگے تو ٹھہریں گے۔

۳ مشورت۔ مشورہ ایسے طور پر کرو جس میں دوسرے پر بات نہ کھلے وہ مغالطہ میں پڑا رہے اور تمہیں مشورہ بھی مل جائے۔ مشوب ملا ہوا۔ بے خبر۔ صحابہ کو صحیح بات کا پتہ نہ لگتا تھا۔ اور مشورہ بھی ہو جاتا تھا۔ درمثالے۔ کوئی مثال دیکر مشورہ کر لیتے تھے۔ باز گرد۔ واپس چل۔ دلاور۔ بہادر۔

حاصل آں خرگوش رائے خود نگفت
الحاصل، اس خرگوش نے اپنی رائے نہ بتائی

مکر اندیشید با خود طاق و جُفت
جوڑ توڑ کر کے خود تدبیر سوچ لی

باوحُوش از نیک و بد نکشاد راز
وحشی جانوروں پر اچھے برے کا راز نہ کھولا

سِرِّ خود با جان خود میراند باز
اپنا راز اپنے آپ سے کہتا رہا

ساعتے [1] تاخیر کرد اندر شدن
جانے میں ایک گھنٹہ تاخیر کی

بعد ازاں شد پیش شیرِ پنجہ زن
اس کے بعد پنجہ زن شیر کے سامنے گیا

زاں سبب کاندر شدن اُو ماند دیر
اس سبب سے کہ جانے میں دیر تک توقف کیا

خاک را میکند و میغرید شیر
شیر زمین کو کھود رہا تھا اور غرا رہا تھا

گفت من گفتم کہ عہد آں خساں
اس نے کہا میں نے کہا تھا کہ ان کمینوں کا عہد

خام باشد خام زشت و زو نارساں
کچا ہو گا اور برا اور نا مکمل ہو گا

دَمدمہ ایشاں مرا [2] از خر فگند
ان کے مکر نے مجھے مار ڈالا

چند بفریبد مرا ایں دہر چند
یہ زمانہ مجھے آخر کتنا فریب دے گا؟

سخت در ماند اَمیر سُست ریش
بیوقوف حاکم بہت عاجز رہتا ہے

چوں نہ پس بیند نہ پیش از احمقیش
جب اپنی بیوقوفی سے نہ آگاہ دیکھے نہ پچھا

راہ ہموار ست و زیرش دامہا
راستہ صاف ہے اور اس کے نیچے جال ہیں

قحطِ معنیٰ درمیانِ نامہا
لفظوں میں معنی کا قحط ہے

لفظہا [3] و نامہاں چوں دامہاست
لفظ اور نام جالوں کی طرح ہیں

لفظِ شیریں ریگ آبِ عمرِ ماست
میٹھا لفظ ہماری عمر کے پانی کا ریت ہے

عمر چوں آب ست وقت اُو را چو جُو
عمر پانی کی طرح ہے اس کے لئے وقت بمنزلہ نہر کے ہے

خُلق باطن ریگ جوئے عُمرِ تو
باطنی اخلاق، تیری عمر کی نہر کا ریت ہیں

آں یکے ریگے کہ جُوشد آب ازو
وہ ریت جس سے پانی اُبلے

سخت کمیاب ست رو آنرا بجو
بہت کمیاب ہے، جا، اس کو تلاش کر

ہست آں ریگ اے پسر مَردِ خدا
اے بیٹا، وہ ریت مردِ خدا ہے

گو بحق پیوست واز خود شد جدا
جو اللہ سے جڑا اور اپنے سے جدا ہوا

آبِ عذبِ دیں ہمی جُوشد ازو
دین کا میٹھا پانی اس سے اُبلتا ہے

طالباں را زاں حیات ست و نمو
طلبگاروں کی اس سے زندگی اور نشوونما ہے

[1] ساعت۔ گھنٹہ۔ تھوڑی دیر۔ شدن۔ جانا۔ پنجہ زن پنجہ مارنیوالا۔ وا۔ خدا، اکثر کسی فعل کے ساتھ ملا کر مستعمل ہوتا ہے، میکند کندن کھودنا، غُریدن، غرانا، دہاڑنا خساں۔ یعنی شکاری جانور، خام کچا۔ زشت۔ برا نارساں، نا تمام۔ دمدمہ مکر وفریب۔

[2] از خر افگندن۔ دور کر دینا ہلاک کر دینا۔ چند۔ تا چند، کب تک۔ دہر۔ زمانہ۔ مراد اہل زمانہ ہیں۔ درماندن۔ عاجز رہنا۔ سُست ریش۔ بیوقوف۔ احمق۔ حماقت ہموار۔ صاف، برابر۔ دام۔ جال۔ قحط۔ کال۔

[3] لفظہا۔ یعنی جھوٹے پیروں کے بڑے بڑے القاب بہت میٹھے ہیں لیکن یہ مرید کی زندگی کو برباد کرتے ہیں۔ جو نہر خلق باطن۔ یعنی شیخ کے باطنی احوال۔ ریگے۔ شیخ کامل کی تلاش کر۔ مَردِ خدا۔ رسیدہ۔ عذب۔ شیریں۔ حیات زندگی۔ نمو۔ بڑھنا۔

غیرِ مردِ حق[1] اچو ریگِ خشک داں
جو مردِ خدا نہیں اس کو خشک ریت سمجھ
کاب عمرت را خورد او ہر زماں
جو ہر وقت تیری زندگی کا پانی چوس رہا ہے

طالبِ حکمت شو از مردِ حکیم
مرد دانا سے، دانائی کا طالب بن
تا ازو گردی تو بینا و علیم
تاکہ تو اس سے صاحب بصیرت اور عالم ہے

مُبتغِ حکمت شو دِ حکمت طلب
دانائی کا طالب، دانائی کا چشمہ بن جاتا ہے
فارغ آید او ز تحصیل و سبب
وہ تحصیل علم اور سبب (ظاہری) سے بے نیاز ہو جاتا ہے

لوحِ حافظ لوحِ محفوظے شود
حافظ کی لوح، لوح محفوظ بنجاتی ہے
عقل او از روح محظوظے[2] شود
اس کی عقل روح سے بہرہ یاب ہو جاتی ہے

چوں مُعلّم بود عقلش زابتدا
عقل، شروع میں جو اس کی استاد تھی
بعد ازاں شد عقل شاگردے ورا
اس کے بعد عقل اس کی شاگرد بن گئی

عقل چوں جبریل گوید احمدا
جبرئیل (علیہ السلام) کی طرح عقل کہتی ہے اے احمد!
گر یکے گے نہم سوزد مرا
اگر ایک قدم بڑھاؤں) تجلی مجھے جلا دے گی

تو مرا بگذار زیں پس پیش راں
مجھے پیچھے چھوڑ دیجئے اور آپ آگے جائیے
حد من ایں بود اے سلطانِ جہاں
اے جہاں کے بادشاہ! میری یہ سرحد تھی

ہر کہ ماند از کاہلی بے شکر و صبر
جو محض سستی کی وجہ سے بے شکر اور بے صبر رہا
او ہمی داند کہ گیرد پائے جبر
وہ سمجھتا ہے کہ اس نے جبر کا پایہ تھاما ہے

ہر کہ جبر آورد خود رنجور کرد
جس نے جبر اختیار کیا اس نے خود کو بیمار بنا لیا
تا ہماں رنجوریش در گور کرد
یہاں تک کہ اس کو اسی بیماری نے قبر میں پہنچا دیا

گفت پیغمبر کہ رنجوری بہ لاغ[3]
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ مذاق کی بیماری
رنج آرد تا بمیرد چوں چراغ
مرض پیدا کر دیتی ہے یہاں تک کہ (مریض) چراغ کی طرح بجھ جاتا ہے

جبر چہ بُود بستن اشکستہ را
جبر کیا ہے؟ ٹوٹے ہوئے کو باندھنا
یا بہ پیوستن رگِ بگسستہ را
یا ٹوٹی رگ کو جوڑنا

چوں دریں رہ پائے خود بشکستہ
جب تو نے اس راہ میں اپنے پیر کو نہیں توڑا ہے
بر کہ میخندی چہ پا را بستہ
کس پر ہنستا ہے، پاؤں کو کیوں باندھا ہے؟

وانکہ پایش در رہِ کوشش شکست
جس نے کوشش کی راہ میں اپنے پیر کو توڑا
در رسید او را بُراق و بر نشست
اس کے لئے بُراق پہنچا اور وہ سوار ہوا

---

[1] غیر مردِ حق۔ یعنی مکار پیر وہ ریت ہے جو تیری عمر برباد کر رہا ہے۔ مردِ حکیم۔ شیخ کامل۔ مبتغ۔ شیخ۔ کامل کی تربیت سے مرید، علوم اور حکمتوں کا سرچشمہ بنجاتا ہے۔ اس کو مدرسہ میں جانے اور اسباب تحصیل علم اختیار کرنیکی ضرورت نہیں رہتی اس کو علم لدنی حاصل ہو جاتا ہے۔ لوح۔ تختی۔ حافظ۔ حفظ کرنیوالا۔

لوح محفوظ۔ وہ غیبی دفتر جس میں اللہ کی قدرت کے تمام احوال جو گزر گئے یا آنیوالے ہیں درج ہیں۔ رُوح۔ جان۔ روح۔ الہام۔

[2] محظوظ۔ حصہ پانے والا۔ شاگرد۔ یعنی جب اسرار الٰہی حاصل ہو جاتے ہیں تو عقل ان سے روشنی حاصل کرتی ہے۔ ان سے روشنی حاصل کرتی ہے۔ گام۔ قدم۔ معراج میں حضرت جبرئیل نے آنحضور سے کہا تھا۔ اگر یکسر موئے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم کاہلی۔ یعنی اپنی کوتاہی اور بے عملی کو جبر سمجھتا ہے۔ رنجور۔ بیمار، یعنی کاہلی کو جبر سمجھنا ایسی بیماری ہے جو اس کو در گور کر دیگی۔

[3] لاغ ہنسی مذاق۔ رنج۔ مرض۔ جبر۔ لغت میں ٹوٹے کو جوڑنے کے معنی میں ہے اسی لئے جبیرہ وہ پٹی کہلاتی ہے جو ٹوٹی ہڈی پر جوڑنیلئے باندھی جاتی ہے۔ لہٰذا پہلے طالب میں پیر توڑو۔ اس کے بعد جبر مقیدہ اختیار کرو۔ اشکستہ۔ الف زائدہ ہے۔ براق۔ وہ سواری جو آنحضور و معراج میں ملی تھی، یعنی مجاہدہ کے بعد جذب الٰہی کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

حاملِ ۱ دیں بود اُو محمول شد
وہ دین کا بوجھ اٹھانیوالا تھا (اب) سوار بن گیا
قابلِ فرماں بُد اُو مقبول شد
اللہ کے فرمان کو قبول کرنیوالا تھا، مقبول (بارگاہ) ہوگیا

تا کنوں فرماں پذیرفتے زشاہ
اب تک بادشاہ کا فرمان مانتا تھا
بعد ازیں فرماں رساند بر سپاہ
اس کے بعد سپاہیوں کا فرماں روا ہو گیا

تا کنوں اختر اثر کردے درو
اب تک ستارہ اس میں اثر کرتا تھا
بعدازاں باشد امیر اختر اُو
اس کے بعد وہ ستارے کا حاکم ہو گا

گر ترا اِشکال آید در نظر
اگر تجھ کو اس میں اشکال نظر آتا ہے
پس تو شک داری در انشق القمر
تو تو انشق القمر میں شک رکھتا ہے

تازہ کُن ایماں نہ از گفتِ زباں
ایمان کو تازہ کر لے، نہ صرف زبانی
اے ہَوا را تازہ کردہ در نہاں
اے وہ شخص جس نے اپنے اندر خواہش کو تازہ کیا ہے

تا ہَوا تازہ است ایماں تازہ نیست
جب تک خواہش تازہ ہے، ایمان نہیں ہے
چوں ہَوا اُجز قفل ۲ آں دروازہ نیست
خواہش کے علاوہ اس دروازہ کا کوئی قفل نہیں ہے

کردۂ تاویل حرفِ بکر را
تو نے اچھوتے حرف میں تاویل کی ہے
خویش را تاویل کن نے ذکر را
اپنے آپ کو بدل، قرآن میں تاویل نہ کر

فکر تو تاویل کردہ ذکر ۳ را
تیرے فکر نے قرآن میں تاویل کی ہے
ذِکر را مان و بگرداں فکر را
قرآن کو اپنی حالت پر رہنے دے فکر میں تبدیلی کر

بر ہَوا تاویل قرآں میکنی
خواہش کے مطابق تو قرآن کی تاویل کرتا ہے
پست و کژ شد از تو معنیٔ سنی
تیری وجہ سے روشن معنی پست اور کج ہو گئے ہیں

زیافت	تاویل	رکیک	مگس
بودا پن کا	تاویل	رکیک	مکھی کی

مانَد احوالت بداں طرفہ مگس
تیرے احوال اس عجیب مکھی کی طرح ہیں
کو ہمی پنداشت خود را ہست کس
جو اپنے آپ کو کچھ سمجھتی تھی

از خودی سرمست گشتہ بے شراب
جو بغیر پئے۔ تکبر کی وجہ سے مست ہو گئی تھی
ذرّۂ خود را شمردہ آفتاب
جس نے اپنے ذرہ کو آفتاب سمجھ لیا تھا

وصفِ بازاں را شنیدہ در زماں
اس کے زمانہ میں بازوں کی تعریف سنی تھی
گفتہ من عنقائے وقتم بیگماں
بولی بے شک میں اپنے وقت کا عنقاء ہوں

۱ حامل۔ مجاہدہ میں دین کے احکام کا حامل تھا۔ اب جذب الٰہی، وصول الی اللہ کا سبب ہو گیا ہے۔ تا کنوں۔ یعنی فرمانبرداری کے بعد فرماں روائی کا مقام ملتا ہے۔ امیر اختر۔ [illegible] ۲ [illegible] انسان [illegible] نقصان کا غلبہ ہے۔ [illegible] [illegible] سواری محفوظ قرآن [illegible] [illegible] شیطانوں [illegible] تصرف سے محفوظ ہے۔

۳ ذکر۔ قرآن مجید۔ مال۔ صیغہ امر ہے مالدن، معنی نہ داشتن کا۔ گرداں۔ پھیر دے۔ کژ۔ ٹیڑھا۔ سنی۔ روشن۔ ماندن۔ مانستن کا مضارع ہے۔ مشابہ ہونا۔ طرفہ۔ عجیب۔ نادر۔ خودی۔ خود پسندی تکبر۔ بازاں۔ باز کی جمع۔ عنقاء۔ عین کے فتحہ کے ساتھ کوئی خوبصورت پرندہ تھا جو اب معدوم ہو گیا ہے۔ معدوم کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ قصہ مگس و اندیشہ کردن

آں مگس بر برگِ کاہ و بولِ خر
وہ مکھی گھاس کے تنکے اور گدھے کے پیشاب پر

ہمچو کشتی باں ہمی اَفراشت اِسر[1]
ملاح کی طرح شیخی بگھارتی تھی

گفت من کشتیِ دریا خواندہ ام
بولی میں نے دریا کی کشتی کے بارے میں پڑھا ہے

مدّتے درفکرِ آں می ماندہ ام
ایک مدت تک میں اس کی فکر میں رہی ہوں

اینک ایں دریا وایں کشتی ومن
یہ دریا اور یہ کشتی ہے اور میں ہوں

مَردِ کشتیباں و اہلِ رائے وفن
کشتی بان اور صاحب تدبیر و فن ہوں

برسرِ دریا ہمی راند اُو عَمَد
دریا پر وہ چپو چلا رہی تھی

مینمودش انیقدر بیروں زحد
اور وہ اس کو لا محدود نظر آتا تھا

بود بے حد آں چمیں نسبت بدو
اس کے اعتبار سے وہ پیشاب لا محدود تھا

آں نظر کو بیند آنرا راست[2] کو
اس کی وہ نگاہ کہاں تھی کہ اس کو صحیح طور پر دیکھتی

عالمش چنداں بود کش بنیش ست
اُس کا عالم بھی اتنا ہی ہے جسقدر اس کی نگاہ ہے

چشم چندیں بحرِ ہم چندینش ست
جتنی اس کی آنکھ ہے، اتنا ہی اس کا دریا ہے

صاحب تاویل باطل چوں مگس
باطل تاویل کرنیوالا، مکھی کی طرح ہے

وہم اُو بولِ خَرو تصویرِ خَس
اس کا خیال گدھے کا پیشاب اور تنکے کی صورت ہے

گر مگس تاویل بگذارد برائے
اگر مکھی رائے کی وجہ سے تاویل کرنا چھوڑ دے

آں مگس رابخت گرداند ہُمائے
تو نصیبہ اس مکھی کو ہما بنا دے

آں مگس بُود کش ایں غیرت[3] بُود
وہ مکھی نہیں ہے جس میں یہ غیرت ہو (کہ باطل تاویل نہ کرے)

روحِ اُو نے درخورِ صورت بُود
اس کی روح اس کی صورت کے موافق نہیں ہوتی ہے

ہمچو آں خَرگوش کو برشیر زد
اس خرگوش کی طرح جس نے شیر پر حملہ کیا

رُوحِ اُو کے بُود اندر خورِ قد
اُس کی روح قد کے مطابق کب تھی؟

رنجیدنِ شیر ازدیر آمدنِ خرگوش
خرگوش کے دیر میں آنے سے شیر کا رنجیدہ ہونا

شیر میگفت از سرِ تیزی وخشم
شیر، تندی اور غصہ سے کہہ رہا تھا

کز رہِ گوشم عدو بربست چشم
دشمن نے میرے کان کے راستہ سے آنکھیں بند کردیں

مکر ہائے جبریانم بستہ کرد
جبر کا عقیدہ رکھنے والوں کے مکر نے مجھے مجبور کردیا

تیغ چوبین شاں تنم راخستہ کرد
ان کی لکڑی کی تلوار نے میرے جسم کو زخمی کردیا

---

[1] سرفراشتن۔ شیخی بگھارنا۔ خواندہ ام۔ یعنی کتابوں میں ذکر پڑھا ہے۔ عمد۔ چپو، یعنی وہ لکڑی جس کے ذریعہ کشتی چلائی جاتی ہے، چمیں۔ پیشاب پاخانہ یہاں پیشاب مراد ہے۔

[2] راست۔ ٹھیک۔ بینش۔ نگاہ۔ چند۔ اس۔ اتنی سی۔ تاویل باطل۔ غلط معنی، یعنی زیغ میں مبتلا لوگ جو قرآن کی غلط تاویل کرتے ہیں ان کے خیالات گدھے کے پیشاب اور تنکے کی طرح ہیں اور وہ خود مکھی جیسے ہیں۔ ہما۔ ایک پرندہ ہے جو بہت مبارک سمجھا جاتا ہے، مشہور ہے کہ جس کے سر پر سے وہ گزر جائے بادشاہ ہوجاتا ہے۔

[3] غیرت۔ یعنی دین کی ایسی غیرت ہو کہ تاویل باطل نہ کرے۔ روح او۔ یعنی اس کی روح بلند ہوتی ہے، خواہ صورت اور علم ظاہری۔ اتنا بلند نہو ہمچو۔ خرگوش کا قد تو چھوٹا تھا، لیکن اس کی روح بلند تھی۔ گوزہ گوشم، یعنی دشمن نے ایسی باتیں سنائیں کہ میں عقل کا اندھا ہوگیا۔ جبریاں۔ جبر کا قائل، مراد شکاری جانور ہیں، چوبیں لکڑی کی، جانوروں کے دلائل کو لکڑی کی تلوار قرار دیا ہے۔

زیں سپس ایمن نشنوم آں دَمدمہ
اس کے بعد میں اس مکر کو نہ سنوں گا

بانگِ دیوان ست وغولاں آں ہمہ
وہ سب شیطانوں اور بھوتوں کی آواز ہے

بردراں اے دل تو ایشاں رامایست
اے دل! تو ان کو پھاڑ ڈال ، نہ رک

پوستِ شاں برکن کہ غیر پوست نیست
ان کی چمڑی ادھیڑ دے وہ چھلکے کے سوا کچھ نہیں ہیں

پوست چہ بُود گفتہائے رنگ رنگ
چھلکا کیا ہوتا ہے؟ رنگا رنگ باتیں

چوں زرہ برآب کش نبوَد درنگ
جیسے پانی کی زرہ کہ وہ تھوڑی دیر بھی باقی نہیں رہتی

ایں سخن چوں پوست معنیٔ مغزداں
یہ بات چھلکے کی طرح ہے، معنی کو مغز سمجھ

ایں سخن چوں نقش معنیٰ ہمچو جاں
یہ بات صورت کی طرح ہے اور معنی جان کی طرح ہیں

پوست باشد مغز بد را عیب پوش
چھلکا، خراب گری کا عیب پوش ہوتا ہے

مغز نیکو راز غیرت غیب پوش
اچھی گری کے لئے غیرت کی وجہ سے غائب رکھ کر پوشیدہ رکھنے والا ہوتا ہے

چوں زبادستت قلم دفتر زآب
جب تیرا قلم ہوا کا ہے اور دفتر پانی کا

ہر چہ بنویسی فنا گردد شتاب ۲
تو جو کچھ لکھیگا وہ جلد فنا ہو جائیگا

نقش آب ست اروفا خواہی ازاں
وہ نقش برآب ہے اگر تو اس سے وفا چاہیگا

باز گردی دست ہائے خود گزاں
اپنے ہاتھ کو کاٹتا ہوا (پشیمان) واپس لوٹیگا

باد درمردم ہوا و آرزوست
انسانوں میں ہوا، خواہش اور آرزو ہے

چوں ہوا بگذاشتی پیغام ہوست
جب تو نے خواہش کو ترک کیا (بس یہی) اللہ کا پیغام ہے

خوش بُود پیغامہائے کردگار
خدا کے پیغام مبارک ہوتے ہیں

گوز سَر تا پائے باشد پائدار
جو سر سے پیر تک پائیدار ہوتے ہیں

خطبہ شاہاں بگرد دواں کیا ۳
بادشاہوں کے خطبے اور ان کی سرداری بدل جاتی ہے

جُو کیا و خطبہ ہائے انبیا
بخلاف نبیوں کے قصوں اور سرداری کے

زانکہ بوش بادشاہاں از ہواست
اس لئے کہ بادشاہوں کی کروفر خواہش نفسانی سے ہے

بارنامہ انبیا باکبریاست
انبیاء کی عزت خدا کی جانب سے ہے

از درمہا نام شاہاں برکنند
بادشاہوں کے نام، سکوں سے مٹا دیتے ہیں

نام احمد تا قیامت میزنند
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام قیامت تک منقش کرتے رہیں گے

نامِ احمد نامِ جُملہ انبیاست
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام تمام انبیاء کا نام ہے

چونکہ صد آمد نود ہم پیشِ ماست
جب سو آئے تو نوے بھی ہمارے سامنے ہے

۱ پس۔ بعد، پیچھے۔ دیواں دیو کی جمع ہے۔ غُول۔ چھلاوا۔ بردَراں۔ بر زیادہ ہے دراں دراندن بمعنی پھاڑنا سے بنا ہے۔ پوست کھال، چھلکا۔ زرّہ یعنی وہ لہریں جو بشکل زرہ پانی پر پیدا ہوتی ہیں ان کا بقا چند منٹ کا ہوتا ہے۔ پوست۔ چھلکا عیب کو چھپاتا ہے اور عمدہ مغز کو نظروں سے پوشیدہ رکھنے کا بھی کام کرتا ہے۔

۲ شتاب۔ جلدی، یعنی نقش برآب جلد فنا ہو جاتا ہے۔ نقش برآب ناپائیدار چیز۔ گزاں۔ گزیدن بمعنی کاٹنا سے بنا ہے۔ ہوا خواہش نفسانی۔ ہو۔ باری تعالیٰ کی ذات کا اسم ہے۔ خوش۔ اچھا۔ کردگار۔ کرنیوالا، کام کا مالک۔

۳ کیا۔ پہلوان اس شعر میں بمعنی ملکیت اور سرداری بولا گیا ہے۔ نوش۔ باء کے فتحہ کے ساتھ لرو فر، شان و شوکت بارنامہ۔ جعل، تفاخر کبریا۔ اللہ تعالیٰ۔ برکنند۔ نکال ڈالتے ہیں۔ میزنند۔ منقش کرتے ہیں۔ صد سو۔ نود۔ نون اور واؤ کے فتحہ کے ساتھ ننانویں یعنی آنحضور انبیاء کا مجموعہ ہیں لہٰذا جیسا کہ سو کے ضمن میں ننانوے کا عدد موجود ہے اسی طرح آنحضور کے نام میں تمام انبیاء کا نام آجاتا ہے۔

ایں سخن پایاں ندارد اے پسر — قصّۂ خرگوش گو د شیرِ نر
اے بیٹا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے — خرگوش اور نر شیر کا قصہ سنا

ہم در بیان مکر خرگوش و تاخیر اُو در رفتن پیش شیر
یہ بیان بھی خرگوش کی چالاکی اور اس کا شیر کے سامنے دیر سے جانیکا ہے

درشدن[1] خرگوش بس تاخیر کرد — مکر را با خویشتن تقریر کرد
خرگوش نے جانے میں بہت دیر کی — اور اپنی حیلہ سازی کو ثابت کیا

در رہ آمد بعد تاخیرِ دراز — تا بگوشِ شیر گوید یک دو راز
بہت دیر کے بعد راستہ پر پڑا — تاکہ شیر کے کان میں ایک دو راز کہے

تا چہ عالمہاست در سودائے عقل — تا چہ باپہناست ایں دریائے عقل
دیکھ! عقل کے فکر میں کیا عالم ہیں — دیکھ! یہ عقل کا دریا کسقدر وسیع ہے

بحرِ بے پایاں[2] بُوَد عقل بشر — بحر را غوّاص بایداے پسر
انسان کی عقل لا محدود سمندر ہے — اے بیٹا! سمندر کے لئے غوطہ خور چاہیے

صورتِ ما اندریں بحرِ عذاب — میدوند چوں کاسہا بر روئے آب
ہماری صورتیں اس شیریں سمندر میں — اس طرح دوڑرہی ہیں جس طرح پانی کی سطح پر پیالے

تا نشد پُر بر سرِ دریاست طشت — چونکہ پُر شد طشت در وے غرق گشت
جب تک بھرا نہیں، طشت دریا کے اوپر ہے — جب طشت بھرا اس میں غرق ہوا

عقل پنہان ست و ظاہر عالمے — صورتِ ما موج یا از وے نمے
عقل مستور ہے اور عالم ظاہر ہے — ہماری صورت موج یا اس کی نمی ہے

ہر چہ صورت می وسیلت سازدش — زاں وسیلت بحر دو راندازدش
جو موجود (متعین) ہے صورت اس کو وسیلہ بنالیتی ہے — اس وسیلہ کی وجہ سے سمندر اس کو دور پھینکدیتا ہے

تا نہ بیند دل، دہندہ راز را — تا نہ بیند تیر، دور[3] انداز را
جب تک دل، راز عطا کرنیوالے کو نہ دیکھ لے — جب تک کہ تیر دور سے پھینکنے والے کو نہ دیکھ لے

اسپ خود را یا وہ داند وز ستیز — میدواند اسپ خود در راہ تیز
اپنے گھوڑے کو گم شدہ سمجھتا ہے اور جھگڑے کی وجہ سے — اپنے گھوڑے کو تیز دوڑاتا ہے

اسپ خود را یا وہ داند آں جواد — واسپ خود اُورا کشاں کردہ چو باد
وہ جوانمرد، اپنے گھوڑے کو گم شدہ سمجھتا ہے — اور گھوڑا اس کو ہوا کی طرح اڑائے لئے جارہا ہے

[1] شدن۔ ہونا، جانا، تاخیر۔ دیر لگانا، تقریر۔ بیان کرنا، ثابت کرنا۔ تا۔ کلمہ تنبیہ ہے۔ چہ۔ تعجیم کے لئے ہے۔ عقل۔ یعنی وہ قوت شعور جو حیوانات میں بھی ہے۔ بحر۔ سمندر۔

[2] بے پایاں۔ لامحدود۔ غوّاص۔ غوطہ خور۔ صورت یعنی جسم انسانی۔ عذاب۔ شیریں۔ بحر عذاب سے مراد دریائے عقل روح ہے۔ تانشد پُر۔ جب تک اجسام روحانیت سے پر نہیں ہوتے ہیں۔ ان پر مادیت کا غلبہ رہتا ہے۔ عقل۔ دریائے عقل اگرچہ نظروں سے غائب ہے، لیکن جسم اسی کی ایک موج ہے۔ ہر چہ۔ مظاہر پرست جو تعینات کو وسیلہ بناتے ہیں دریائے وحدت سے دور جا پڑتے ہیں۔ دہندہ راز۔ رہنمائے کامل۔

[3] دور انداز۔ دور پھینکنے والا۔ یا وہ بیہودہ، آوارہ، گم۔ ستیز۔ جنگ، جھگڑا، اسپ خود را۔ یعنی جب تک انسان کو روح کا مشاہدہ اور اس سے توسل حاصل نہیں ہوتا تو وہ سمجھتا ہے کہ روح غیر موجود ہے تو اس کی مثال اس شہسوار کی ہے جو گھوڑے پر سوار ہو اور اپنے گھوڑے کو گم شدہ سمجھ رہا ہو۔ جواد۔ سخی۔

دُرفغاں و جُستجو آں خیرہ۱ سَر
وہ حیران فریاد اور جستجو میں ہے

ہر طرف پُرسان و جویاں دَر بدر
ہر جانب پوچھنے والا اور در بدر تلاش کرنیوالا ہے

کانکہ دُزدید اسپ مارا کو کیست
جس شخص نے ہمارا گھوڑا چرایا ہے کہاں ہے کون ہے؟

ایں کہ زیرانِ تُست ایخواچہ چیست
اے صاحب! یہ جو آپ کی ران تلے ہے یہ کیا ہے

آرے ایں سپ است لیک آں اسپ کو
ہاں، یہ گھوڑا ہے لیکن وہ گھوڑا کہاں ہے؟

باخود آ اے شہسوار اسپ جو
اے گھوڑے کی جستجو کرنیوالے شہسوار ہوش میں آ

وصفہا را مُستَمِع گوید براز
سننے والا، اس کی نشانیاں چپکے سے بتاتا ہے

تا شناسد مَرد اسپِ خویش باز
تاکہ وہ اپنے گھوڑے کو پھر پہچان لے

جاں ز پیدائی و نزدیکی ست گم
جان، نمایاں اور قریب ہونیکی وجہ سے گم ہے

چوں شود پُر آب ولب خشکے۲ چو خم
جس طرح مٹکا پانی سے بھرا ہو اور کنارے خشک ہوں

دردرونِ خود بیفزاید درا
اپنے اندر درد کو بڑھا

تا بہ بینی سبز و سرخ و زرد را
تاکہ سبز، سرخ اور زرد کو دیکھے

کے بہ بینی سرخ و سبز و بُور را
تو سرخ اور سبز اور گلابی کو کب دیکھ سکیگا؟

تا نہ بینی پیش ازیں سہ نور را
جب تک ان تین سے پہلے، نور کو نہ دیکھ لیگا

لیک چوں در رنگ گمشد ہوشِ تو
لیکن چونکہ تیرے ہوش رنگ میں گم ہو گئے ہیں

شد زنور آں رنگہا رُوپوشِ تو
تو وہ رنگ، نور کی وجہ سے تیرے روپوش بنگئے ہیں

چونکہ شب آں رنگہا مستور۳ بُود
چونکہ وہ رنگ رات کو چھپے ہوئے تھے

پس بدیدی دیدِ رنگ از نور بُود
لہٰذا تو نے دیکھ لیا رنگ کا دیکھنا نور کی وجہ سے تھا

نیست دیدِ رنگ بے نورِ بروں
رنگ کا دیکھنا، بیرونی روشنی کے بغیر نہیں ہوتا

ہم چنیں رنگِ خیالِ اندروں
یہی حال اندرونی خیال کے رنگ کا ہے

ایں بروں از آفتاب واز سُہاست
یہ باہر کی روشنی آفتاب اور سہا کی وجہ سے ہے

واں دروں از عکسِ اَنوارِ عُلا ست
وہ باطنی روشنی عالم بالا کے انوار کے عکس سے ہے

نور نورِ چشم خود نورِ دل ست
خود بینائی کا نور، دل کا نور ہے

نورِ چشم از نورِ دلہا حاصل ست
بینائی کا نور دلوں کے نور سے حاصل ہوتا ہے

باز نورِ نورِ دل نورِ خداست
پھر دل کی بصیرت کا نور خدا کا نور ہے

کُو زنورِ عقل و حس پاک وجداست
جو عقل اور حس کے نور سے پاک اور جدا ہے

۱ خیرہ سر۔ بدمزاج، حیران کو۔ کجا۔ کیونکہ۔ کہ است آرے ہاں۔ وہ شہسوار اپنے گھوڑے سے اسقدر غافل ہے کہ اس کی علامتیں بیان کردینے کے بعد بھی اس کو نہیں پہچانتا مستمع سننے والا۔ پیدائی ظاہر ہونا۔

۲ خُم۔ مٹکا۔ یعنی روح، انتہائی نزدیکی اور ظہور کی وجہ سے مخفی ہو گئی ہے، کسی چیز کا انتہائی بدیہی ہونا اس کے مخفی ہونے کا سبب بتاتا ہے اس لئے کہ ہر چیز اپنی انتہا کو پہنچ کر اپنی ضد کی طرف منتقل ہو جاتی ہے جیسے کہ خوشی کی زیادتی رونے کا سبب بنجاتی ہے۔ سبز و سُرخ۔ صوفیاء کے نزدیک لطائف غیب مختلف رنگوں کے ہیں۔ بُور۔ گلابی سرخ مائل بسیاہی۔ نُور نور باطن جب تک پیدا نہوگا، لطائف غیبیہ کے رنگ نظر نہ آئیں گے۔ ہُوش۔ عقل۔ رُو پوش۔ نقاب، حجاب۔

۳ مستور۔ پوشیدہ۔ نیست۔ ظاہری رنگ دن کی روشنی کے بغیر نظر نہیں آتے، اسی طرح باطنی رنگ بغیر باطنی نور کے نظر نہیں آتے۔ بروں ظاہری روشنی آفتاب اور سہا ستارے کی وجہ سے اور نور باطنی عالم بالا ہے انوار کا عکس ہے۔ نُور۔ یعنی بصارت چشم، بصیرت قلبی کا فیض ہے۔ باز۔ یعنی بصیرت قلبی خدا کے نور کا فیض ہے جو عقل و حس سے ایک جدا چیز ہے۔

شب نہ بُدِ[1] انور وندیدی رنگ را
رات کو نور تھا اور تو نے رنگ نہ دیکھا

پس بضد نور پیدا شد ترا
پس ضد (شب کی تاریکی) کی وجہ سے وہ نور نمایاں ہو گیا

شب ندیدی رنگ کاں بے نور بود
رات کو تو نے رنگ نہ دیکھا کیونکہ وہ بے نور تھی

رنگ چہ بوَد مُہرۂ کورو کبود
رنگ کیا ہوتا ہے، ایک اندھا، نیلا منکا

کہ نظر بر نور بُود آنگہ برنگ
کیونکہ نور پر نظر تھی پھر رنگ پر

ضِدِ بضدّ پیدا بُود چوں روم وزنگ
ایک مقابل دوسرے مقابل سے واضح ہوتا ہے جیسے رومی اور حبشی

دیدنِ نور ست آنگہ دید رنگ
پہلے نور کا نظر آنا ہے پھر رنگ کا دیکھنا

ویں بضدّ نور دانی بے درنگ
(اور) اس کو تو نور کی ضد سے بغیر تاخیر سمجھتا ہے

پس بضدِّ[2] نور دانستی تو نور
پس نور کی ضد سے تو نور کو پہچانا

ضِدِ ضدّ رامی نماید در صُدور
ضد، ضد کو سینوں میں واضح کر دیتی ہے

رنج وغم راحق پے آں آفرید
اللہ تعالیٰ نے رنج کو اس لئے پیدا فرمایا ہے

تا بدیں ضد خوشدلی آید پدید
تاکہ اس ضد سے خوشدلی واضح ہو جائے

پس نہانیہا بضدّ پیدا شود
پس پوشیدہ چیزیں ضد سے واضح ہوتی ہیں

چونکہ حق رانیست ضد پنہاں بود
اللہ تعالیٰ کی چونکہ کوئی ضد نہیں ہے وہ پوشیدہ ہے

نورِ حق رانیست ضدے در وجود
اللہ کے نور کی بھی ضد وجود میں نہیں ہے

تا بضدّ اُورا تواں پیدا نمود
تاکہ ضد سے اس کو پہچانا جا سکے

لَا تُدرِکُہُ[3] اَبصَارُنَا لَا جَرَمْ
یقیناً ہماری نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں

وَہُوَ یُدرِکُ بیں از موسیٰ وکُہ
اور وہ ادراک کر لیتا ہے حضرت موسیٰ اور پہاڑ کے قصہ کو دیکھ

صورت از[3] معنیٰ چوں شیر از بیشہ داں
صورت کی نسبت معنی سے ایسی ہے جیسے شیر کی نسبت جھاڑ سے

یا چو آوازِ وسخن زاندیشہ داں
یا جیسے بات اور آواز کی نسبت خیال سے ہے

ایں سخن وآواز از اندیشہ خاست
یہ بات اور آواز خیال سے پیدا ہوئی

تو ندانی بحرِ اندیشہ کجاست
تجھے یہ معلوم بھی نہیں کہ خیال کا سمندر کہاں ہے؟

لیک چوں موجِ سخن دیدی لطیف
لیکن جب تو نے بات کی موج کو پاکیزہ پایا

بحرِ دانی کہ ہم باشد شریف
اس کے سمندر کے متعلق بھی تو نے سمجھ لیا کہ وہ بھی شاندار ہوگا

چوں زدانش موجِ اندیشہ بتافت
جب عقل سے خیال کی موج اٹھی

از سخن وآوازِ اُو صورت بساخت
اس نے بات اور آواز کی صورت اختیار کر لی

---

[1] نہ بُد۔ نہ بُود۔ ضد مخالف، مقابل۔ پیدا ظاہر، نمایاں یعنی نور کا حساس ہمیں اس کی ضد رات کی وجہ سے ہوا۔ مہرہ منکا۔ ہار کا دانہ گورو۔ اندھا کبود۔ نیلا، سیاہ رنگ، یعنی نور کے بدون کوئی رنگ نظر نہیں آتا۔

[2] ضِدّ۔ مشہور مقولہ ہے۔ چیزیں اپنی نقیضوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ رنج۔ خوشی کی وضاحت رنج و غم کے ذریعہ ہوتی ہے۔ چونکہ۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی ند اور ضد نہیں ہے لہٰذا وہ نگاہوں سے مخفی ہے۔ لاجرم۔ لا محالہ۔ یقیناً۔ اَبصار۔ بصر کی جمع بینائی۔ ادراک۔ کسی چیز کی حقیقت معلوم کر لینا، کسی چیز کا احاطہ کر لینا۔ روئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھنے کی خواہش کی تو فرمادیا گیا کہ تم دیکھ نہیں سکتے ذرا سی تجلی دکھائی تو پہاڑ پاش پاش ہو گیا اور حضرت موسیٰ بیہوش ہو گئے۔

[3] صُورت۔ صورت اور معنیٰ کی نسبت ایسی ہے جیسا کہ شیر اور اس کی کچھار یا آواز اور خیالات کی ظاہر ہے کہ کچھار اور خیال ایک پائیدار چیز ہے اس کی نسبت سے شیر اور آواز جلد فنا ہونیوالی چیزیں ہیں۔ لطیف۔ پاکیزہ نازک۔ شریف بزرگ، شاندار

از سخن[۱] صورت بزاد و باز مُرد
بات سے صورت پیدا ہوئی اور پھر مر گئی

موج خود را باز اندر بحر بُرد
موج اپنے آپ کو پھر سمندر میں لیگئی

صورت از بے صورتے آمد بُرون
صورت ایک بے صورت سے پیدا ہوئی

باز شد کہ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون
پھر لوٹ گئی کہ ہم اسی طرف لوٹنے والے ہیں

پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتے ست
پس تیرے لئے ہر لحظہ موت اور واپسی ہے

مصطفیٰ فرمودہ دُنیا ساعتے ست
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ایک گھڑی (وقت) ہے

فکر ما تیرے ست از ہُو در ہَوا
ہمارا خیال ایک تیر ہے جو اللہ کی جانب سے ہوا میں ہے

در ہوا کے پاید آید تا خدا
ہوا میں کب تک ٹھہرے؟ خدا کی طرف لوٹنا ہے

ہر نفس[۲] نَو می شود دنیا و ما
ہر دم دنیا نئی ہو جاتی ہے اور ہم

بے خبر از نَو شدن اندر بقا
زندگی میں اس کے لئے ہونے سے بے خبر ہیں

عمر ہمچوں جوئے نو نو می رسد
نہر کی طرح تیری تیری عمر نئی نئی آتی رہتی ہے

مُستمرے می نماید در جَسَد
جو جسم میں لگا تار نظر آتی ہے

آں ز تیزی مستمر شکل آمدست
تیزی کی وجہ سے وہ لگاتار شکل بنی ہے

چوں شرر کش تیز جُنبانی بدست
اس انگارے کی طرح جس کو تو ہاتھ سے تیز گھمائے

شاخ آتش[۳] از جنبانی بساز
اگر تو جلتی لکڑی کو کوشش سے گھمائے

در نظر آتش نماید بس دراز
تو وہ بہت لمبی آگ نظر آئے گی

ایں درازی مُدّت از تیزیِ صُنع
ایجاد کی تیزی سے یہ بقاء کا طول

مینماید سُرعت انگیزی صُنع
اللہ تعالیٰ کی ایجاد کی تیزی کو ظاہر کرتا ہے

طالب ایں سِرّ اگر علّامہ ایست
اس راز کا طالب اگر کوئی علامہ ہے

نک حُسام الدیں کہ سامی نامہ ایست
اب حسام الدین ہے، جو متبرک کتاب ہے

وصفِ او از شرح مستغنی بُوَد
اس کی تعریف شرح سے بے نیاز ہے

رَو حکایت گو کہ بے گہ میشود
چل قصہ بیان کر کہ بے وقت ہوا جاتا ہے

رسیدنِ خرگوش بہ شیر و خشم شیر بروے

خرگوش کا شیر کے پاس پہنچنا اور شیر کا اس پر غصہ کرنا

شیر اندر آتش و در خشم و شور
شیر نے آگ اور غصہ اور شور میں

دیدکاں خرگوش می آید ز دور
دیکھا کہ وہ خرگوش دور سے چلا آرہا ہے

---

۱ از سخن۔ آواز نکلتی ہے اور فنا ہو جاتی ہے جس طرح دریا کی موج اٹھتی ہے اور پھر دریا میں فنا ہو جاتی ہے صورت یعنی کلام اور آواز۔ بے صورت۔ یعنی خیال۔ اور عقل۔ انا الیہ۔ یعنی ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتی ہے، رجعت واپسی، دوبارہ زندہ ہونا۔ ساعت۔ گھڑی، وقت کا تھوڑا سا حصہ۔ ساعتے یعنی اس دنیا میں تجدد امثال ہوتا ہے ہر آن ایک چیز فنا ہوتی ہے اور اس جیسی ہی اس کے قائم مقام بنجاتی ہے۔ ہو۔ اسم ذات باری ہے اس کو بعض صاحبان نے اسم اعظم بھی قرار دیا ہے۔

۲ ہر نفس صرف آواز اور کلام میں ہی نہیں دنیا کی ہر چیز میں تجدد امثال ہو رہا ہے۔ نو۔ نہر۔ مستمر، لگاتار، مسلسل دائم۔ ہمیشہ رہنے والا۔ جسد۔ جسم، بدن۔ نو شدن یعنی نہر کا پانی ہر آن بدل رہا ہے لیکن نظر میں ایک ہی پانی ہے اسی طرح عمر کی حالت ہے۔ شرر چنگاری، شعلہ۔ کش۔ کہ اُس۔ جنبانی۔ جنبانیدن۔ ہلانا کا مضارع مخاطب ہے۔

۳ شاخ آتش۔ جلتی لکڑی بساز۔ بناوٹ کوشش ایک انگارے کو تیزی سے گھماؤ گے تو وہ شعلہ جوالہ نظر آئیگا درازی مدت۔ زندگی کی طوالت۔ صنع پیدا کرنا۔ ایجاد کرنا۔ علامہ۔ بڑا عالم۔ نک۔ انیک کا مخفف ہے۔ سامی بزرگ۔ نامہ کتاب۔ حسام الدین۔ ضیاء الحق۔ مولانا رومی کے خلیفہ اعظم میں مثنوی لکھنے کے محرک بھی ہوگے ہیں مستغنی بے نیاز۔ بیگہ بے وقت

میدَوَد بے دہشت و گستاخ اُو — خشمگین و تند تیز و ترش رُو
بے خوف، دلیرانہ وہ دوڑ رہا ہے — غضبناک، تند اور تیز اور منہ بگاڑے

کز شکستہ[1] آمدن تہمت بُود — وز دلیری دفع ہر ریبت بُود
اس لئے کہ انکسار سے آنا وجہ تہمت ہے — اور دلیری سے ہر تہمت کا دفعیہ ہوتا ہے

چوں رسید اُو پیشتر نزدیکِ صف — بانگ برزد شیر ہاں اے ناخلف
جب وہ صف کے نزدیک آگے پہنچا — شیر چیخا کہ ہاں اے نا خلف!

من کہ گاواں راز ہم بدریدہ ام — من کہ گوشِ شیرِ نَر مالیدہ ام
میں جس نے گایوں کو چیرا ہے — میں جس نے نر شیروں کی گوشمالی کی ہے

نیم[2] خرگوشے چہ باشد گو چنیں — امرِ مارا افگنَد اُو بر زمیں
ناقص خرگوش کیا ہوتا ہے کہ اس طرح — وہ ہمارے حکم کو نیچے ڈال دے

ترکِ خواب و غفلت خرگوش کُن — غرّہ ایں شیر اے خرگوش کُن
غفلت اور خواب خرگوش چھوڑ دے — اے گدھے! اس شیر کی گرج سن

عذر گفتن خرگوش بہ شیر از تاخیر ولابہ کردن
تاخیر کی وجہ سے خرگوش کا شیر سے معذرت اور خوشامد کرنا

گفت خرگوش اَمان عذرِ یم ہست — گر دہد عفو خداوندیت دست
خرگوش نے کہا جان کی بخشش، میرا ایک عذر ہے — اگر تیری مالکانہ خطا بخشی دستگیری کرے

باز گویم چوں تو دستوری دہی — تو خداوندی و شاہ و من رَہی
گر تو اجازت دے تو میں کہوں — تو مالک اور بادشاہ ہے اور میں غلام ہوں

گفت چہ عذرائے قصورِ[3] ابلہاں — ایں زماں آیند درپیش شہاں
اس نے کہا اے بیوقوفوں میں سے کمترین! کیا عذر ہے! — بادشاہوں کے سامنے اس وقت آتے ہیں؟

مُرغِ بے وقتی سَرت باید بُرید — عُذرِ احمق رانمی باید شنید
تو بے وقت کا مرغ ہے تیرا سر قلم کرنا چاہئے — احمق کے عذر کو نہ سننا چاہئے

عُذرِ احمق بدتر از جُرمش بُوَد — عُذرِ ناداں زہر ہر دانش شود
احمق کا عذر، اس کے جرم سے بھی بدتر ہوتا ہے — نا سمجھ کا عذر، ہر عقل کا زہر ہوتا ہے

عُذرت اے خرگوش از دانش تہی — من کہ خرگوشم کہ در گوشم نہی
اے بے عقل خرگوش! تیرا عذر — میں گدھے کا کان نہیں ہوں کہ تو (عذر) سناتا ہے

[1] شکستہ۔ بدحال، انکسار، خجلت۔ الزام۔ ریبت۔ شک وشبہ، یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے۔ ہاں۔ حرف تنبیہ ہے۔ ناخلف۔ وہ شخص جو بزرگوں کا صحیح جانشین نہ ہو۔

[2] نیم۔ آدھا، ناچیز، ناقص، خواب خرگوش، کچھوے اور خرگوش کی مشہور کہانی کی طرف اشارہ ہے۔ غرہ۔ گرج۔ خر۔ گدھا۔ لابہ۔ خوشامد، چاپلوسی۔ اَماں۔ جان بخشی۔ عذریم میرا عذر۔ دست دادن۔ دستگیری کرنا۔ دستوری۔ اجازت۔ رہی۔ چلام، خادم۔

[3] قصور ابلہاں۔ بیوقوفوں میں سے سب سے کم، حقیر مرغ بے وقت۔ مرغ بے ہنگام وہ مرغ جو بے وقت اذان دے ایسے مرغ کو ذبح کر دیا جاتا ہے کہ تا کہ غیر وقت میں صبح صادق کا دھوکہ نہ لگے۔ خرگوش گوش۔ خر از دانش تہی۔ عقل سے خالی، بے عقل

گفت اے شہ ناکسے را کس شمار — عُذرِ استم دیدگاں را گوش دار
اس نے کہا، اے شاہ! نالائق کو لائق سمجھ کر — مظلوموں کا عذر سن لے

خاص از بہرِ زکوٰۃ جاہِ خود — گمرہے راتو مراں از راہِ خود
خاص طور پر، اپنے مرتبہ کے صدقہ میں — ایک گمراہ کو اپنے راستہ سے نہ ہٹا

بحر کو آبے بہر جُومی دہد — ہر خسے رابر سَرور۲ وُمی نہد
وہ دریا جو ہر نہر کو پانی دیتا ہے — اور ہر تنکے کو سر اور منہ پر رکھتا ہے

کم نخواہد گشت دریا زیں کرم — از کرم دریا نگردد بیش و کم
اُس کرم کی وجہ سے دریا کم نہوگا — کرم کی وجہ سے، دریا کا کچھ گھٹتا بڑھتا نہیں ہے

گفت دارم من کرم بر جائے اُو — جامۂ ہر کس بُرم بالائے اُو
اس نے کہا میں اس کے موقع پر کرم کرتا ہوں — ہر شخص کا کپڑا اس کے قد کے مطابق تراشا ہوں

گفت بشنو گر نباشد جائے لُطف — سَر نہادم پیش اژدرہائے عنُف
اس نے کہا سن لے، اگر مہربانی کا موقع نہوگا — میں سختی کے اژدھے کے سامنے سر دھرتا ہوں

من بوقتِ چاشت در راہ آمدم — بارفیقِ خود سوئے شاہ آمدم
میں چاشت کے وقت راستہ پر پڑا — اپنے ساتھی کے ساتھ شاہ کی جانب آنے لگا

بامن از بہرِ تو خرگوشے دگر — جُفت و ہمرہ کردہ بودند آں نفر
تیرے لئے، میرے ساتھ ایک دوسرا خرگوش — اس جماعت نے ساتھ کر دیا تھا

شیرے اندر راہ قصد بندہ کرد — قصدِ ہر دو ہمرہِ آئندہ کرد
راستہ میں ایک شیر نے بندے کا قصد کیا — (بلکہ) ہم دونوں ساتھ آنے والوں کی طرف جھپٹا

گفتمش مابندۂ شاہنشہیم — خواجہ۳ تاشانِ کہ آں درگہیم
میں نے اس سے کہا ہم بادشاہ کے غلام ہیں — ہم دونوں اس درگاہ کے ادنیٰ حاضر باش ہیں

گفت شاہنشہ کہ باشد شرم دار — پیش من تو نامِ ہر ناکس میار
اس نے کہا، شہنشاہ کون ہوتا ہے، شرم کر — میرے سامنے تو کسی نالائق کا نام نہ لے

ہم ترا وہم شہت را بردَرم — گرتو بایارت بگردی از بَرم
تجھے اور تیرے بادشاہ کو بھی پھاڑ ڈالوں گا — اگر تو اپنے ساتھی کے ساتھ میرے سامنے سے گیا

گفتمش بگذار تا بارِ دگر — روئے شہ بینم، بَرم از تو خبر
میں نے اس سے کہا، چھوڑ دے تاکہ ایک بار — بادشاہ کا چہرہ دیکھ لوں اور تیری اطلاع کر دوں

۱ ناکس۔ نالائق۔ استم، ستم، ظلم بالف زیادہ ہے۔ استم دیدگاں۔ مظلوم لوگ۔ جاہ رتبہ۔ گمراہ۔ یعنی خرگوش۔ بحر دَریا، سمندر جو۔ نہر۔ خس۔ تنکا، کمینہ

۲ بَر سَر و رُو نہادن۔ عزت کرنا۔ کَرم۔ احسان بَر جا۔ موقع پر۔ بُریدن۔ بمعنی قطع کرنا، سے ہے۔ اژدہا۔ جمع اژدہا۔ عُنف۔ عین کے ضمہ کے ساتھ، سختی، درشتی چاشت۔ ایک پہر دن چڑھے۔ رفیق۔ سفر کا ساتھی۔ شاہ یعنی شیر جُفت۔ جوڑا، جوڑی دار نصر۔ جماعت مراد شکاری جانور ہیں۔ بندہ۔ غلام یعنی خرگوش۔

۳ خواجہ تاش۔ ایک آقا کے اگر چند نوکر ہوں تو ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلائیگا۔ ناکس۔ نالائق۔ بردَرم۔ بر زیادہ ہے، درم دریدن کا واحد متکلم ہے۔ گردی۔ گردیدن سے مخاطب کا صیغہ ہے۔

گفت ہمرہ را گرِ و نہ[1] پیشِ من — ورنہ قربانی تو اندر کیشِ من
اس نے کہا، ساتھی کو میرے پاس گروی رکھدے — ورنہ تو میرے مذہب میں قربان ہے

لابہ کردیمش بسے سُودے نہ کرد — یارِ من بستد مَرا بگذاشت فرد
میں نے اس کی بہت خوشامد کی، فائدہ نہ دیا — میرے یار کو پکڑ لیا، مجھے اکیلا چھوڑ دیا

ماند آں ہمرہ گِرو در پیشِ اُو — خوں رواں شد از دلِ بیہوشِ اُو
وہ ساتھی اُس کے پاس گروی رہ گیا — اُس کے مدہوش دل سے خون بہنے لگا

یارم از زفتی[2] سہ چنداں بُد کہ من — ہم بُلطف و ہم بخوبی ہم بہ تن
میرا یار میرے اعتبار سے تگنا تھا — پاکیزگی میں بھی اور خوبی میں بھی اور بدن میں بھی

بعد ازیں زاں شیر آں رہ بَستہ شد — حالِ ما ایں بود با تو گفتہ شد
اس کے بعد اس شیر کی وجہ سے راستہ بند ہو گیا — ہمارا حال یہ تھا تجھ سے کہدیا گیا

از وظیفہ بعد ازیں امید بُر — حق ہمی گویم ترا الحقُّ مُر
اس کے بعد روزینے سے امید منقطع کر لے — تجھ سے سچ کہتا ہوں سچی بات کڑوی ہوتی ہے

گر وظیفہ بایدت رہ پاک کن — ہیں بیا و دفع آں بیباک کُن
اگر تجھے روزینہ چاہئے تو راستہ صاف کر دے — ہاں آ اور اس بے شرم کو دفع کر دے

جواب گفتن شیر خرگوش را و رواں شدن با اُو
شیر کا خرگوش کو جواب دینا — اور اس کے ساتھ روانہ ہونا

گفت بسم اللہ بیا تا اُو کجاست — پیش رَو شو گر ہمی گوئی تو راست
اس نے کہا بسم اللہ، آ، میں دیکھو وہ کہاں ہے — اگر تو سچ کہتا ہے تو آگے آگے چل

تا سزائے اُو و صد[3] چوں اُو دہم — ور دروغ ست ایں سزائے تو دہم
تاکہ اس کو (بلکہ) اس جیسے سو کو سزا دوں — اور اگر یہ جھوٹ ہے، تجھے سزا دوں

اندر آمد چوں قلاوے وز بہ پیش — تا بَرد اُو را بسوئے دامِ خویش
وہ رہبر کی طرح آگے آیا — تاکہ اس کو اپنے جال کی جانب لے جاتے

سوئے چاہے کو نشانش کردہ بود — چاہِ مَغ را دامِ جانش کردہ بود
ایک کنوئیں کی جانب جس کا اس نے پہلے پتہ لگا لیا تھا — گہرے کنویں کو اس کی جان کا جال بنا رکھا تھا

میشدند ایں ہر دو تا نزدیک چاہ — اینت خرگوشے چو آب زیر کاہ
دونوں کنوئیں کے نزدیک تک جا پہنچے — واہ واہ خرگوش، گویا گھاس کے نیچے کا پانی ہے

[1] گرد۔ گروی۔ کیش۔ مذہب، دین، لابہ، خوشامد، چاپلوسی۔ فرد۔ اکیلا۔ ہمرہ۔ یعنی دوسرا خرگوش، زفتی۔ فربہی۔ موٹاپا۔

[2] چنداں تگنا۔ بُد۔ بود کا مخفف ہے۔ گت۔ کہ ترا۔ وظیفہ۔ روزینہ الحق مر سچی بات کڑوی ہے۔ بیباک۔ بے پروا۔

[3] صد۔ سو۔ دُروغ۔ جھوٹ، قلاوز۔ بدرقہ، رہبر، پیشرو۔ تا۔ سببیہ ہے۔ دام۔ جال۔ مغ۔ میم کے فتحہ کے ساتھ، گہرا۔ اینت۔ الف کے کسرہ اور نون عنہ کے ساتھ، واہ واہ آب زیر کاہ۔ مکر اور دھوکے میں رب المثال ہے، ناواقف آدمی پر گھاس سمجھ کر قدم رکھتا ہے اور ہے۔

آب کاہے راز ہاموں[1] اِمی بَرد
پانی ایک تنکے کو جنگل سے بہالیجاتا ہے

آب کوہے را عجب چوں میبَرد
تعجب ہے پانی ایک پہاڑ کو کس طرح بہائے لئے جارہا ہے

دامِ مکرو اُو کمندِ شیر بود
اس کے مکر کا جال شیر کا پھندا تھا

طُرفہ خرگوشے کہ شیرے رار بود
عجب خرگوش تھا کہ شیر کو اچک لے گیا

موسیٰ فرعون راتا رُودِ نیل
ایک موسیٰ فرعون کو دریائے نیل تک

میکشد بالشکر و جمع ثقیل
لشکر اور بھاری مجمع کے ساتھ لیجا رہے ہیں

پشّۂ نمرود[2] را بانیم پَر
مچھر، آدھے پر کے ساتھ نمرود کو

میشگافد میرودتا مغزِ سَر
شگاف دیتا ہے اور سر کے بھیجے تک جاتا ہے

حال آں کوقولِ دشمن راشنود
(یہ ہے) اس کی حالت جس نے دشمن کی بات سنی

بیں جزائے آنکہ شد یارِ حسود
دیکھ، اس کی سزا جو دشمن کا دوست بنا

حالِ فرعونے کہ ہاماں راشنود
یہی حال اس فرعون کا ہے جس نے ہامان کی شنوائی کی

حالِ نمرودیکہ شیطاں راستود
اور یہی حال اس نمرود کا ہے جس نے شیطان کی تعریف کی

دشمن ارچہ دوستانہ گویدت
دشمن اگرچہ تجھ سے دوستانہ بات کرے

دام داں گرچہ زدانہ گویدت
جال سمجھ اگرچہ وہ تجھ سے دانہ کہے

گرتُرا قندے دہدآں زہرداں
اگر تجھے شکر دے، اس کو زہر سمجھ

گربتو لُطفے کندآں قہر واں
اگر تجھ پر مہربانی کرے اس کو قہر سمجھ

چوں قضا آید نہ بینی[3] غیر پوست
جب قضا آتی ہے چھلکے کے علاوہ تو کچھ نہ دیکھے گا

دشمناں رابز نشناسی ز دوست
دشمنوں اور دوستوں میں امتیاز نہ کر سکے گا

چوں چنیں شد اتبہال آغاز کن
جب ایسا ہو گڑ گڑانا شروع کر دے

نالہ و تسبیح و روزہ ساز کن
زاری اور تسبیح اور روزے کا سامان کر

نالہ میکُن کاے توعَلّامُ الْغُیُوب
رو کہ اے (خدا) تو جو غیب کا جاننے والا ہے

زیرِ سنگِ مکرِبد مارا مکوبِ
ہمیں بُرے مکر کے پتھر کے نیچے نہ کچل

یا کرِیم الْعَفْوُ سَتَّارَ الْعُیُوب
اے معافی کے داتا عیبوں کی پردہ پوشی کرنیوالے

انتقام از ما مکش اندر ذُنُوب
گناہوں کا ہم سے بدلہ نہ لے

آنچہ درکون ست زاشیاہر چہ ہست
موجودات میں سے جو چیزیں بھی دنیا میں ہیں

وانُما جانرا بہر حالت کہ ہست
دل اس حالت میں ظاہر کردے جس پر وہ ہیں

[1] ہامون۔ جنگل۔ کوہ۔ یعنی شیر۔ موسیٰ۔ یعنی خرگوش۔ فرعون۔ یعنی شیر، ولید بن مصعب جو فرعون کے لقب سے مشہور ہے، حضرت موسیٰ کے تعاقب میں نیل میں غرق ہو گیا تھا۔ جمع۔ مجمع۔ ثقیل۔ بھاری

[2] نمرود۔ ایک بادشاہ کا لقب ہے۔ جو بابل عراق، کے علاقہ کا حاکم تھا اور خدائی کا مدعی تھا اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا۔ خدا نے اس کو ایک مچھر کے ذریعہ ہلاک کیا، مچھر اس کے دماغ میں گھس گیا، جو اس کی موت کا سبب بنا۔ حسود۔ حسد کرنیوالا۔ ہامان۔ فرعون مصر کے وزیر کا نام جس نے گمراہ کیا تھا۔ ستود۔ نمرود شیطان کا مداح اور اس کا پجاری تھا۔ دام داں۔ یعنی اس کی بات کو الٹا سمجھ قند، شکر۔ لطف مہربانی۔

[3] غیر پوست یعنی انسان اصل معاملہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ ابتہال۔ گڑ گڑانا۔ ساز کن۔ سامان کر۔ علام الغیوب۔ غیب کی باتوں کا جاننے والا۔ مکوب۔ کوفتن، کوٹنا سے نہی کا صیغہ ہے۔ کریم۔ جوانمرد، سخی، گناہ بخشنے والا، ذنوب۔ ذنب کی جمع ہے، گناہ۔ کون۔ دنیا جہان۔ وآگشادہ ظاہر نما نمودن۔ رکھنا سے امر کا صیغہ ہے۔

گر سگی[1] کردیم اے شیر آفریں — شیر را مگمار بر مازیں کمیں
اے شیر کو پیدا کرنے والے! اگرچہ ہم نے کتا پن کیا ہے — اس گھات کی جگہ سے شیر کو ہم پر مسلط نہ کر

آب خوش را صورتِ آتش مدہ — اندر آتش صورت آبی منہ
اچھے پانی کو، آگ کی صورت میں نمایاں نہ کر — آگ میں پانی کی صورت نہ رکھ

از شرابِ قہر چوں مستی دہی — نیستہا را صورتِ ہستی دہی
قہر کی شراب سے جب تو مست کر دیتا ہے — معدوم چیزوں کو موجودگی صورت دیدیتا ہے

چیست مستی[2] بندِ چشم از دیدِ چشم — تا نماید سنگ گوہر پشم یشم
مستی کیا ہے؟ آنکھ کا آنکھ کے دیکھنے سے بند ہونا — یہانتک کہ پتھر، موتی اور اون، یشب نظر آئے

چیست مستی حسنہا مبدل شدن — چوب گز اندر نظر صندل شدن
مستی کیا ہے؟ حسون کا بدل جانا — جھاؤ کی لکڑی کا نگاہ میں صندل ہو جانا

قصہ سلیمان علیہ السّلام و ہُدہُد و بیان آنکہ چوں قضا آید چشمہا بستہ شود

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ہدہد کا قصہ اور اس بیان کہ جب قضا آتی ہے آنکھیں بند ہو جاتی ہیں

چوں سلیمانؑ را سرا پردہ زدند — جملہ مُرغانش بخدمت آمدند
جب حضرت سلیمانؑ کا خیمہ لگایا گیا — تمام پرندے خدمت میں حاضر ہوئے

ہمزبانِ و محرمِ خود یافتند — پیشِ او یک یک بجان بشتافتند
اُن کو اپنا ہم زبان اور محرم پایا — ایک ایک کر کے دل و جان سے ان کے سامنے دوڑائے

جملہ مُرغاں ترک کردہ چیک[3] چیک — با سلیمانؑ گشتہ اَفصح مِن اَخِیک
تمام پرندوں نے چیں چیں چھوڑ کر — حضرت سلیمانؑ کے ساتھ تیرے بھائی سے بھی زیادہ فصیح ہو گئے

ہمزبانی خویشی و پیوندی ست — مَرد با نامحرماں چوں بندی ست
ہمزبانی، قرابت اور رشتہ داری ہے — انسان، نا محرموں کے ساتھ قیدی جیسا ہے

اے بسا ہندو و تُرک ہمزباں — اے بسا دو تُرک چوں بیگانگاں
اے (مخاطب) بہت سے ہندو اور ترک ہمزبان (محرم ہیں) — اے (مخاطب) دو ترک بیگانوں کی طرح ہیں

پس زبانِ محرمی خود دیگرست — ہم دلی از ہم زبانی بہترست
محرمی کی زبان دوسری ہے — ہم دلی، ہم زبانی سے بہتر ہے

غیرِ نُطق و غیرِ ایماء و سجل — صد ہزاراں ترجماں خیزد ز دِل
بغیر بولے اور بغیر اشارے اور لکھنے کے — دل سے لاکھوں ترجمان پیدا ہو جاتے ہیں

---

[1] سگی۔ کتا پن۔ مگمار۔ گماشتن بمعنی مقرر کرنا سے نہی کا صیغہ ہے۔ کمین۔ گھات کی جگہ۔ آب خوش یعنی جو حقیقت ہے وہ ہم پر واضح کر دے۔ نفس کی خواہش کی وجہ سے ہم مضر چیز کو مفید نہ سمجھیں۔ مستی۔ دیوانگی نیستہا۔ غیر موجود چیزیں ہستی۔ وجود، موجودگی۔

[2] بند چشم۔ بستگی چشم۔ پشم۔ اون۔ یشم۔ سبز رنگ کا قیمتی پتھر ہے جس کو عربی میں یشب کہتے ہیں۔ گز۔ جھاؤ، کیڑا وغیرہ ناپنے کا آلہ۔ سلیمان مشہور نبی ہیں۔ جن کی حکومت جن و انس پر تھی اور وہ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ سرا پردہ خیمہ۔ محرم۔ میم اور راء کا فتحہ ہے، واقف کار، راز دار۔

[3] چیک چیک۔ پرندوں کا چہچہانا۔ افصح زیادہ خوش گفتار۔ من اخیک۔ تیرے بھائی سے خویش۔ قرابت۔ پیوندی رشتہ داری۔ بندی قیدی، گرفتار۔ ہندو۔ ہندوستانی۔ ترک۔ ترکستان۔ ترک۔ ترکستان کا رہنے والا جو خوشرنگ ہوتا ہے، محرمی ہمراز ہونا۔ ہمدلی، قلبی یگانگت، نطق، گویائی ایماء، اشارہ۔ سجل سین اور جیم کے کسرہ اور لام کی تشدید کے ساتھ تحریر، کتاب، صحیفہ۔

جُملہ مُرغاں ہر یکے اَسرارِ[1] خود
تمام پرندوں میں سے ایک اپنے راز

از ہُنر و از دانش و از کارِ خود
ہنر اور عقل اور اپنے کام

باسلیماں یک بیک وامی نمود
(حضرت) سلیمان علیہ السلام سے ایک ایک کر کے ظاہر کر رہا تھا

از برائے عَرضہ خود رامی ستود
پیش کرنے کے لئے اپنی تعریف کرتا تھا

ازتکبّر نے واز ہستیِ خویش
نہ تکبر سے، اور نہ اپنی خودی سے

بہرِآں تارہ دہداُورابہ پیش
اس لئے کہ وہ اپنی پیشی کا راستہ دیدیں

چوں بیاید بردۂ راخواجہ
جب کسی غلام کے پاس کوئی آقا آتا ہے

عَرضہ دار داز ہُنر دیباجۂ
وہ ہُنر کا رخسار پیش کرتا ہے

چونکہ دار داز خریداریش ننگ[2]
جب وہ اس کی خریداری کو ذلت سمجھتا ہے

خود کند بیمارو کرّوشَلّ وَلنگ
اپنے آپ کو بیمار اور بہرا اور لولا اور لنگڑا بنا لیتا ہے

نوبتِ بُد بُد رسید و پیشہ اش
بُد بُد اور اس کے پیشے کی باری آئی

واں بیان صَنعت و اندیشہ اش
تو اس کی کاریگری اور تدبیر کا بیان ہوا

گفت اے شہ یک ہُنر کاں کہترست
اس نے کہا اے شاہ! ایک ہُنر جو چھوٹا ہے

باز گویم گفت کوتہ بہترست
کہتا ہوں ، مختصر بات بہتر ہے

گفت برگوتا کدام ست آں ہُنر
انہوں نے کہا، کہہ وہ ہنر کونسا ہے؟

گفت من آنگہ کہ باشم اوج بَر
اس نے کہا جس وقت میں بلندی پر ہوتا ہوں

بنگرم ازاَوج[3] باچشمِ یقین
بلندی سے یقین کی آنکھ سے دیکھتا ہوں

می بہ بینم آب در قعرِ زمیں
زمین کی گہرائی میں پانی کو دیکھ لیتا ہوں

تا کجایست وچہ عمقستش چہ رنگ
کہ کہاں ہے اس کی کتنی گہرائی ہے کیا رنگ ہے؟

از چہ میجوشد زخاکے یا زسنگ
کس چیز میں سے ابل رہا ہے مٹی سے یا پتھر سے؟

اے سلیماںؑ بہر لشکر گاہ را
اے سلیمان ! فوجی کیمپ کے لئے

درسفر میدارایں آگاہ را
سفر میں اس باخبر کو ساتھ رکھ

پس سلیماںؑ گفت مارا شو رفیق
پس (حضرت) سلیمانؑ نے کہا، ہمارا سفر کا ساتھی بنجا

دربیاباں ہائے بے آب اے شفیق
اے مہربان! بے آب جنگلوں میں

تابیابی بہر لشکر آب را
تاکہ تو لشکر کے لئے پانی دریافت کرے

درسفر سقاشوی اَصحاب را
ساتھیوں کے لئے ، سفر میں سقا بنجائے

---

[1] اَسرار۔ سر کی جمع ،راز کار خود پیشہ۔ عَرضہ۔ عین کے فتحہ کے ساتھ، پیش کرنا، ہستی۔ خودی، غرور، بُردہ غلام۔ خواجہ مالک آقا۔ دیباچہ چہرہ، رخسار، کتاب کا شروع۔

[2] ننگ۔ شرم ، ذلت ، عار۔ بہرا۔ شل ۔ لنجا جس کے ہاتھ پیر بیکار ہو گئے ہوں۔ لنگ۔ لنگڑا۔ بُد بُد۔ کھٹ کھٹ بڑھیا، صُنعت ہنر کاریگری، اندیشہ خیالات۔ کوتہ۔ کوتاہ مختصر۔

[3] اَوج۔ بلندی۔ قعر۔ گہرائی۔ عمیق۔ گہرا۔ لشکر گاہ۔ فوجی کیمپ۔ آگاہ واقف، تجربہ کار۔ رفیق سفر کا ساتھی، ساتھی، شفیق، مہربان۔ سقا۔ پانی پلانیوالا۔ اصحاب۔ یعنی لشکر والے۔

همرهِ ما باشی و هم پیشوا — تا کنی تو آب پیدا بهرِ ما
ہمارا ساتھی اور نیز پیشرو بن — تاکہ تو ہمارے لئے پانی مہیا کر دے

باش همراهِ من اندر روز و شب — تا نه بیند از عطش[1] لشکر تعب
دن رات ہمارے ساتھ رہ — تاکہ لشکر، پیاس سے تکلیف نہ اٹھائے

بعد ازاں هُد هُد بدو همراه بود — زانکه از آبِ نهاں آگاه بود
اُس کے بعد ہُد ہُد ان کے ساتھ تھا — اس لئے کہ وہ چھپے پانی سے باخبر تھا

طعنه زدن زاغ در دعوی هُد هُد
کوے کا ہُد ہُد کے دعوے میں طعنہ زنی کرنا

زاغ چون بشنود آمد از حسد — با سلیمانؑ گفت کو کژ گفت و بد
جب کوے نے سنا، حسد کی وجہ سے آیا — (حضرت) سلیمانؑ سے کہا کہ اس نے غلط اور غیر مناسب کہا ہے

از ادب نه بُود به پیشِ شه مقال — خاصه خود لافِ دروغین[2] و محال
بادشاہ کے سامنے بات کرنا خلافِ ادب ہے — خصوصاً جھوٹی شیخی اور نا ممکن (بات)

گر مر اُورا این نظر بودے مُدام — چون ندیدے زیرِ مشتِ خاک دام
اگر اس کی ہمیشہ یہ نظر ہوتی — ایک مٹھی مٹی کے نیچے جال کیوں نہ دیکھ لیتا

چون گرفتار آمدے در دام اُو — چون قفس اندر شدے ناکام اُو
جال میں وہ کیوں پھنستا — ناکام ہو کر وہ کیوں پنجرے میں ہوتا

پس سلیمانؑ گفت کاے هُدهُد رواست — کز تو در اوّل قدح این دُرد خاست
پھر حضرت سلیمان نے کہا اے ہدہد کیا مناسب ہے؟ — تیرے پہلے ہی پیالے میں یہ تچھٹ نکلے

چون نمائی مست خویش اے خورده دوغ — پیشِ من لافے زنی آنگه دروغ
اے چھاچھ پیئے ہوئے! اپنے آپ کو مست کیوں دکھاتا ہے — میرے سامنے شیخی مارتا ہے وہ بھی جھوٹ

جواب گفتن هُد هُد مر سلیمانؑ را در این طعنه
اس طعنہ کے بارے میں ہُد ہُد کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو جواب دینا

گفت اے شه بر منِ عور و گدا — قولِ دشمن مشنو از بهرِ خدا
اُس نے کہا، اے شاہ! مجھ ننگے اور فقیر کے خلاف — خدا کے لئے دشمن کی بات نہ سن

گر بُطلان ست دعویٰ کردنم — من نهادم سر بِبُر از گردنم
اگر میرا دعویٰ کرنا غلطی سے ہے — میں نے سر رکھ دیا (اس کو) گردن سے قطع کر دے

[1] عطش۔ پیاس۔ تعب۔ رنج، تھکن۔ بدو۔ اصل میں باد تھا۔ الف کو دال سے بدل لیا جاتا ہے۔ زاغ کوا۔ کو۔ کہ لو۔ کو۔ ج، غلط مقال۔ گفتگو۔ خود زیادہ ہے۔ لاف۔ گپ، شیخی کی بات۔

[2] دُرُوغین۔ دروغ، جھوٹ یا اور نون نسبت کا ہے جیسے زرین بلوریں میں ہے۔ مُحال۔ ناممکن، باطل۔ مدام۔ ہمیشہ دام جال۔ قفس پنجرا۔ قدح قاف اور دال کے فتحہ کے ساتھ، پیالہ۔ دُرد۔ دال کے ضمہ کے ساتھ چھت، گاد۔ دُوغ۔ مکھن نکالا ہوا دودھ، چھاچھ۔ لاف گپ۔ دروغ جھوٹ عور۔ عین کے ضمہ کے ساتھ، ننگا سر نہادن۔ سر رکھنا، اطاعت کرنا۔

زاغ کو حکم[1] خدا را منکر ست — گر ہزاراں عقل دارد کافر ست
کوا جو کہ خدا کی قضا کا منکر ہے — اگر لاکھ عقل رکھتا ہو، کافر ہے

در تو تا کافے بود از کافراں — جائے گند و شہوتی چوں کافراں
اگر تجھ میں کافروں کا ایک کاف ہو — تو گندگی اور شہوت کا مقام ہے، شرمگاہ کی طرح

من بینم دام را اندر ہوا — گر نپوشد چشم عقلم را قضا
میں ہوا میں سے جال کو دیکھتا ہوں — اگر میری عقل کی آنکھ کو قضا بند نہ کر دے

چوں قضا آید شود دانش نجواب — مہ سیہ گردد بگیرد آفتاب
جب قضا آتی ہے، عقل سو جاتی ہے — چاند کالا ہو جاتا ہے، سورج گرہن ہو جاتا ہے

از قضا ایں تعبیہ[2] کے نادر ست — از قضا داں کو قضا را منکر ست
قضا سے یہ چھپانا کب نئی بات ہے؟ — یہ بھی قضا سے سمجھ کہ وہ قضا کا منکر ہے

قصہ آدم علیہ السلام و بستن قضا نظرِ اُورا از مراعاتِ

حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ اور قضا کا ان کی آنکھ کو بند کر دینا صاف ممانعت کی نگاہ داشت ہے

صریح نہی و ترکِ نہی و تاویل

اور ممانعت کو ترک کرنا اور تاویل کرنا

بُو البشر کو علّم الاسماء بگ ست — صد ہزاراں علمش اندر ہر رگ ست
انسانوں کا باپ جو علم الاسماء کا سردار ہے — جس کی ہر رگ میں لاکھوں علم ہیں

آمِ ہر چیزے چناں کاں چیز ہست — تا بپایاں جانِ اُورا داد دست
ہر چیز کا نام جس طرح وہ چیز ہے — آخر تک ان کی جان کو حاصل ہو گیا

ہر لقب کو داد آں مُبدَل نشد — آنکہ چستش خواند اُو کاہل نشد
جو لقب اس نے دیا وہ نہ بدلا — جس کو اس نے چست کہا وہ سست نہ ہوا

ہر کرا اُو مُقبِل[3] و آزاد خواند — اُو عزیز و خُرم و دلشاد ماند
جس کو اس نے با اقبال اور آزاد کہا — وہ باعزت اور خوش اور مسرور رہا

ہر کہ آخر مُومن ست اول بدید — ہر کہ آخر کافر اُو را شد پدید
جو آخر میں مومن ہے، شروع میں دیکھ لیا — جو آخر میں کافر ہے وہ اس پر ظاہر ہو گیا

ہر کہ آخر بیں بُوَد اُو مُومن ست — ہر کہ آخر بیں بُوَد او بیدن ست
جو آخرت کو دیکھے وہ مومن ہے — جو چراگاہ پر نظر رکھے، بے دین ہے

[1] حکم۔ یعنی کو اتقدیر اور قضاء الٰہی کا انکار کنندہ ہے۔ کافر۔ اللہ کی قضاو قدر کا منکر کافر ہے کافے۔ یعنی کفر یہ عقیدوں میں سے ایک کا ماننے والا بھی کافر ہے۔ کاف ران۔ شرمگاہ۔ بخواب شدن۔ سو جانا۔ گرفتن آفتاب۔ سورج کا گرہن میں آجانا۔

[2] تعبیہ۔ آراستہ کرنا، چھپا دینا۔ نادر۔ عجیب، انوکھا۔ ابو البشر انسانوں کے باپ آدم علیہ السلام۔ بگ بیگ کا مخفف ہے۔ سردار، بہادر پیاں۔ انجام، خاتمہ، دست داون۔ حاصل ہونا۔ ہر لقب۔ حضرت آدم کو صرف ناموں کی تعلیم نہیں دیلئی تھی بلکہ ان خواہش کی حقیقتیں بتادی گئیں تھیں تو جس چیز کو جو لقب آدم علیہ السلام نے دیا اس میں تبدیلی نہ آئی مقبل۔

[3] با اقبال۔ خوش نصیب۔ عزیز۔ باعزت ہر کہ۔ ایمان اور کفر کا مدار انسان کے آخری احوال پر ہے۔ آخر بین۔ آخرت کی طرف نظر رکھنے والا۔ آخر چوپایوں کے چارہ کھانے کی جگہ۔ بیدینی بے دین کا مخفف ہے۔

اسمِ ہر چیزے تواز دانا شنو
رمز[1] و سرِّ علّم الاسماء شنو
تو ہر چیز کا نام عقلمند سے سن
علم الاسماء کا اشارہ اور راز سن

اسم ہر چیزے برِ ما ظاہرش
اسمِ ہر چیزے برِ خالق سرِش
ہمارے نزدیک ہر چیز کا نام اس کے ظاہر پر ہے
اللہ کے نزدیک ہر چیز کا نام اس کے باطن پر ہے

نزدِ موسیٰ نامِ چوبش بُد عصا
نزدِ خالق بودنامش اژدہا
موسیٰ (علیہ السلام) کے نزدیک اُنکی لکڑی کا نام عصا تھا
اللہ کے نزدیک اس کا نام اژدہا تھا

بُد عُمر رانام اینجابُت پرست
لیک مومن بودنامش دَرالَست
اس جگہ عمر کا نام بت پرست تھا
لیکن ازل میں اس کا نام مومن تھا

آنکہ بُد نزدیکِ مانامش مَنی
پیشِ حق ایں نقش بُد کہ بامنی
وہ جس کا نام ہمارے نزدیک منی تھا
اللہ کے سامنے وہ صورت تھی جیسا کہ تو میرے سامنے ہے

صورتے بُد ایں منی اندر عَدم
پیشِ حق موجود نے بیش و نہ کم
عدم میں یہ منی ایک صورت تھی
جو خدا کے سامنے بغیر کمی بیشی کے موجود تھی

حاصل آں آمد حقیقت نامِ ما
پیشِ حضرت کاں بود[2] انجامِ ما
الحاصل ہمارا نام وہی حقیقت بنا
جو اللہ کے سامنے ہمارا انجام تھا

مَردرابر عاقبت نامے نہند
نے براں کو عاریت نامے نہند
انسان کا انجام کے اعتبار سے نام رکھتے ہیں
نہ اس پر جو چند روز کے لئے رکھتے ہیں

چشمِ آدمؑ کو بنورِ پاک دید
جانو سرِّ نامہا کشتش پدید
حضرت آدمؑ کی آنکھ نے پاک نور کے ذریعہ دیکھا
ناموں کی حقیقت اور راز ان پر ظاہر ہو گیا

چوں مَلک انوارِ حق بروے بیافت
درسجود افتادہ دَرخدمت شتافت
جب فرشتوں نے اللہ کے انوار ان پر پائے
سر بسجود ہوئے اور خدمت کے لئے دوڑے

چوں ملائک نورِ حق دیدند ازو
جُملہ افتادند در سجدہ برو
جب فرشتوں نے ان سے اللہ کے نور کا مشاہدہ کیا
سب ان کے سامنے سجدے میں گر گئے

مدحِ ایں آدم کہ نامش می برَم
گرستایم تا قیامت قاصرم
جس آدم کا میں نام لے رہا ہوں ان کی تعریف سے
اگر میں قیامت تک مدح کروں تو قاصر رہوں

ایں ہمہ دانست وچوں آمد قضا
دانش یک نہی شدے بروخطا
وہ یہ سب جان گئے اور جب قضا آئی
ایک ممانعت کی سمجھ میں ان سے غلطی ہوئی

[1] رمز۔ اشارہ۔ سرّ۔ راز۔ برما۔ انسان کسی چیز کے ظاہر کو دیکھ کر اس کا نام لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت کے اعتبار سے اس کا نام لیتا ہے۔ چوبش۔ حضرت موسیٰ کا عصا بظاہر لکڑی تھا۔ لیکن حقیقت میں سانپ تھا۔ یوم الست۔ یوم میثاق، وہ دن جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کا سب سے اقرار کرایا تھا۔ منی۔ انسان کا نطفہ انجام کے اعتبار سے انسانی صورت اختیار کرتا ہے۔ اللہ کے یہاں منی یہی صورت اختیار کئے ہوئے موجود ہے۔

[2] انجام۔ یعنی جو جس چیز کا انجام ہے اس اعتبار سے اللہ کے یہاں اس کا نام ہے عاقبت۔ انجام، خاتمہ۔ عاریت۔ مانگی ہوئی چیز۔ چون ملک۔ ملک کا تعلق دوسرے مصرع سے ہے یعنی ملک درسجود افتاد۔

[3] آدم۔ یعنی ان کی تعریف قیامت تک ممکن نہیں ہے دانش۔ عقل۔ قضا حکم الٰہی، فیصلہ خداوندی نہی۔ ممانعت، حکم امتناعی۔

کاے عجب نہی از پئے تحریم بود
تعجب ہے! ممانعت حرام ہونیکی وجہ سے بھی

یا بتا ویلے بُدو توہیم بود
یا کسی تاویل کی وجہ سے تھی اور وہم میں ڈالنا تھا

دردش تاویل چوں ترجیح یافت
ان کے دل میں جب تاویل نے ترجیح حاصل کرلی

طبع در حیرت سوئے گندم شتافت
طبیعت، حیرانی میں گیہوں کی طرف دوڑ پڑی

باغباں راخار چوں در پائے رفت
جب باغباں کے پیر میں کانٹا چبھ گیا

دُزد فرصت یافت کلا بُرد تفت
چور نے موقع پالیا، تیزی سے سامان لے بھاگا

چوں زحیرت رُست باز آمد براہ
جب حیرت سے انہیں چھٹکارا ملا، راستہ پر آئے

دیدہ بُردہ دُزد رخت از کارگاہ
دیکھا، کارخانے سے چور سامان لے بھاگا

رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا گفت وآہ
"ہمارے رب ہم نے ظلم کیا" کہا اور آہ کی

یعنی ظلمت آمد و گم گشت راہ
یعنی اندھیرا چھا گیا اور راستہ گم ہو گیا

ایں قضا ابرے بُود خورشید پوش
یہ قضا سورج کو چھپا لینے والا ابر ہے

شیر واژدرہا بودز وہمچو موش
اس سے شیر اور اژدہا، چوہے کی طرح بچاتا ہے

من اگر دامے نہ بینم گاہِ حُکم
اگر میں قضا کے وقت جال نہیں دیکھتا ہوں

من نہ تنہا جاہلم در راہِ حُکم
میں ہی تنہا قضا کے راستہ میں بے خبر نہیں ہوں

اے خُنک آں کونکو کاری کند
اے (مخاطب) قابل مبارکباد ہے وہ شخص جو نیکی کرے

زور را بگذارد و زاری کند
زور کو چھوڑ دے اور عاجزی کرے

گر قضا پوشید سیہ ہمچوں شبت
اگر قضا سیاہ بنکر تجھے رات کی طرح ڈھانپ لے

ہم قضا دستت بگیر و عاقبت
بالآخر قضا ہی تیری دستگیری کرے گی

گر قضا صد بار قصدِ جاں کند
اگر قضا سو بار تیری جان لینا چاہے

ہم قضا جانت دہد درماں کند
قضا ہی تیری جاں بخشی کرے گی، علاج کریگی

ایں قضا صد بار اگر راہت زند
یہ قضا اگر سو بار تجھے لوٹتی ہے

برفرازِ چرخ خرگاہ[3] ہت زند
آسمان کی دھت پر تیرا خیمہ گاڑتی ہے

از کرم داں اینکہ می ترساندت
کرم سمجھ یہ کہ قضا تجھے ڈراتی ہے

تا بمُلکِ ایمنی بنشاندت
تاکہ امن کی سرزمین میں تجھے بٹھا دے

چوں بترساند ترا آگہ شوی
جب تجھے ڈراتی ہے تو باخبر ہو جاتا ہے

ورنہ ترساند ترا گمرہ شوی
اگر تجھے نہ ڈرائے تو گمراہ ہو جائے

---

[1] تحریم۔ حرام قرار دینا، تاویل۔ کلام کو ظاہری مفہوم سے پھیر کر کسی معنی پر محمول کرنا جس کا احتمال صحیح ہو، توہیم۔ وہم دلانا۔ ترجیح یافت۔ حضرت آدمؑ سمجھے کہ ممانعت صرف وقتی تھی۔ کلا۔ سامان تفت۔ گرم۔ فرصت۔ موقع پانا، یعنی جس طرح پیر میں کانٹا چبھنے پر چور کی موقع ملجاتا ہے اسی طرح حضرت آدمؑ کی حیرانی سے شیطان کو موقع دیدیا۔ براہ۔ یعنی حضرت آدمؑ سمجھے کہ ممانعت تحریم کی وجہ سے تھی۔

دُزد۔ چور۔ کارگاہ کارخانہ ربنا الخ ظلمنا۔ اے ہمارے رب بیشک ہم نے ظلم کیا یہ دعا آخر تک حضرت آدم نے پڑھی تھی۔ قضا۔ خداوندی قضا وقدر۔ چمکدار کو بے نور اور بہادروں کو بزدل بنادیتی ہے۔

[2] حُکم۔ یعنی قضا۔ خداوندی

اے خُنک۔ اوپر بند کی تقریر تھی اب مولانا کا مقولہ شروع ہوا۔ گر قضا۔ اگر تقدیر سے مصائب آئیں تو اس کی تدبیر دعاء واستغفار ہے۔ درماں۔ علاج۔

[3] خرگاہ۔ خیمہ۔ کرم داں۔ اللہ کی جانب سے مصائب تنبیہات ہیں، تاکہ انسان غفلت سے بیدار ہو جائے ورنہ امن و اطمینان کی زندگی بسا اوقات غفلت کا سبب بنجاتی ہے۔

ایں سخن پایاں[1] ندارد گشت دیر — گوش کن تو قصہ خرگوش و شیر
اس بات کی انتہا نہیں ہے، دیر ہو گئی — شیر اور خرگوش کا قصہ سن

پائے واپس کشیدنِ خرگوش از شیر چوں نزدیک چاہ آمد
کنویں کے پاس آکر خرگوش کا شیر سے پیچھے ہٹنا

شیر با خرگوش چوں ہمراہ شد — پُر غضب پُر کینہ و بد خواہ شد
شیر جب خرگوش کے ساتھ ہو گیا — غضبناک، کینہ سے پُر اور دشمن ہو رہا تھا

بود پیشا پیش خرگوش دلیر — ناگہاں پارا کشید از پیش شیر
بہادر خرگوش اس کے آگے تھا — اچانک، شیر کے آگے سے پیچھے کو ہٹا

چونکہ نزدِ چاہ آمد شیر دید — کز رہ آں خرگوش ماند و پا کشید
جب شیر کنویں کے پاس پہنچا، دیکھا — کہ خرگوش پیچھے رہ گیا اور ہٹ گیا

گفت پا واپس کشیدی تو چرا — پائے را واپس مکش پیش اندر آ
اس (شیر) نے کہا تو پیچھے کیوں ہٹا؟ — پیچھے کو نہ ہٹ، آگے آ

گفت کو پایم کہ دوست پائے رفت — جانِ من لرزید و دال از جائے رفت
اس نے کہا، خرگوش کہاں ہیں میرے ہاتھ پیر ختم ہو گئے — روح کانپ رہی ہے دل دھڑک رہا ہے

رنگِ رویم را نمی بینی چو زر — زاندروں خود میدہد رنگم خبر
میرے چہرے کا رنگ نہیں دیکھ رہا ہے، سونے کا سا — میرا رنگ اندرونی حالت کی خبر دے رہا ہے

حق چو سیما را مُعَرِّف[2] خواندہ است — چشمِ عارف سوئے سیما ماندہ است
جب اللہ نے پیشانی کو حال بتانیوالا فرمایا ہے — پہچاننے والے کی نگاہ، پیشانی پر پڑتی ہے

رنگ و بُو غمّاز آمد چوں جَرس — از فرس آگہ کند بانگ فرس
رنگ اور بو، گھڑیال کی طرح چغلخور ہے — گھوڑے کی آواز گھوڑے کی خبر دیدیتی ہے

بانگ ہر چیزے رساند زو خبر — تا بدانی بانگِ راز از بانگِ دَر
ہر چیز کی آواز اس کی خبر دیدیتی ہے — گدھے کی آواز کو دروازے کی آواز سے جدا سمجھ

گفت[3] پیغمبر بہ تمییز کساں — مَرْءُ مَخْفِیٌّ لُدیٰ طَیِّ اللِّسَان
انسانوں کے پہچاننے کے سلسلہ میں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا — انسان زبان بند رکھنے کے وقت کو پوشیدہ ہے

رنگِ رُو از حالِ دل دارد نشاں — رحمتم کن مہرِ من در دِل نشاں
چہرہ کا رنگ، دل کی حالت کی علامت ہے — مجھ پر رحم کر دل میں میری محبت بٹھا

---

[1] پایاں۔ خاتمہ انجام۔ پُر غضب۔ یعنی خرگوش کے بتائے ہوئے دوسرے شیر پر غضبناک ہو رہا تھا پا کشیدن۔ پیچھے ہٹنا۔ ٹھہرنا پیشا پیش، الف زیادہ ہے۔ کو۔ کجا، کہاں۔ دست و یار رفتن، بدحواس ہو جانا۔ از جائے رفتن۔ گھبرا جانا۔ سیماء۔ نشان، علامت، پیشانی۔

[2] مُعَرِّف۔ بتانیوالا۔ عارف پہچاننے والا، قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے تعرفہم بسیماہم تو ان کو پیشانی سے پہچانتا ہے، غمّاز۔ اشارہ کرنیوالا۔ چغلخور جرس۔ گھڑیال۔ در دروازہ۔ بعض نسخوں میں زر ہے جو زرہ بمعنی چیونٹی کی جمع ہے۔

[3] گفت۔ حدیث ہے۔ المرء مخبوء فی لسانہ لانی طیلسانہ انسان اپنی زبان میں چھپا ہوا ہے چادر میں نہیں۔ در دل۔ یعنی در دل خود۔ نشاں۔ علامت نشاندن بمعنی بٹھانا سے امر کا صیغہ ہے۔

رنگِ او روئے سُرخ دارد بانگِ شُکر
سرخ چہرے کی رنگت، شکر کی صدا رکھتی ہے

رنگِ روئے زرد دارد صبر و نکر
زرد چہرے کی رنگت صبر اور تکلیف (کی علامت) رکھتی ہے

در من آمد انچہ در وے گشت مات
مجھ میں وہ چیز آ گئی جس میں مات کھا گئے

آدمی و جانور جامد نبات
انسان اور جانور، جمادات اور نباتات

در من آمد آنکہ دست و پا بُرَد
مجھ میں وہ چیز آ گئی، جو حواس باختہ کر دیتی ہے

رنگِ رُو وقوت و سیما بُرَد
چہرے کا رنگ اور طاقت اور نشانی ختم کر دیتی ہے

آنکہ در ہر چہ در آید بشکند
مجھ میں وہ چیز آ گئی جو جس چیز میں آ جائے اس کو شکستہ کر دے

ہر درخت از بیخ و بُن اُو بر کند
درخت کو جڑ اور بنیاد سے اکھاڑ دے

ایں خود اجزایند کلیات ازو
یہ چھوٹی چیزیں ہیں لیکن بڑی چیزیں ان کی وجہ سے

زرد کردہ رنگ و فاسد کردہ بُو
رنگت زرد کئے ہوئے ہیں اور بُو بگاڑے ہوئے ہیں

تا جہاں گہ صابرست و گہ شکور
یہانتک کہ دنیا کبھی صابر ہے اور کبھی شکر گزار

بُوستاں گہ حُلّہ پوشد گاہ عُور
باغ کبھی جوڑا پہنتا ہے، کبھی ننگا ہے

آفتابے کُو بر آید نارگوں
سورج جو آگ کی طرح برآمد ہوتا ہے

ساعتے دیگر شود اُو سرنگوں
دوسرے وقت وہ اوندھا ہو جاتا ہے

اختران تافتہ بر چار[2] طاق
چار گوشہ خیمہ (آسمان) پر چمکنے والے یہ ستارے

لحظہ لحظہ مُبتلائے اِحتراق
دم بدم جلنے میں مبتلا ہیں

ماہ گو افزودز اختر در جمال
چاند جو حسن میں ستاروں سے بڑھا ہوا ہے

شد زرنجِ دِق اُو ہمچوں ہلال
دق کے مرض کی وجہ سے ہلال کی طرح ہے

ایں زمین با سکون و با ادب
یہ پُر سکون اور با ادب زمین

اندر آ رد زلزلہ اش در لرز و تب
زلزلہ اس کو جاڑے بخار میں مبتلا کر دیتا ہے

اے بسا کہ زیں بلائے مُردہ ریگ[3]
اے (مخاطب) بہت سے پہاڑ اس ذلیل مصیبت سے

گشتہ است اندر جہاں اُو خوردہ ریگ
دنیا میں وہ باریک ریتہ بنگئے ہیں

ایں ہوا با روح آمد مُقترن
یہ ہوا، جو روح سے وابستہ ہے

چوں قضا آید وبا گشت و عَفِن
جب قضا آتی ہے تو وبا اور گندی بنجاتی ہے

آبِ خوش کو روح را ہمشیرہ شد
خوشگوار پانی اگرچہ روح کا بھائی بن گیا ہے

در غدیرے زرد و تلخ و تیرہ شد
لیکن گڑھے میں زرد اور کڑوا اور گدلا ہو گیا

---

۱ رنگ۔ چہرے کی سرخی سے دل کی شکر گزاری کا پتہ چلتا ہے اور چہرے کی زردی دل کی تکلیف کی علامت ہے۔ بانگ، آواز۔ نکر۔ عذاب، تکلیف۔ مات۔ شکستخوردہ۔ جامد۔ جمادات یعنی اینٹ پتھر وغیرہ۔ نبات۔ یعنی نباتات اگنے والی چیزیں درخت گھاس وغیرہ۔ سیما۔ علامت آنکہ۔ یعنی موت کا تصور اجزاء۔ یعنی چھوٹی مخلوق کلیات۔ یعنی بڑی مخلوقات جیسے آسمان، زمین، صابر صبر کرنیوالا شکور شکر کرنے والا حلہ۔ پوشاک شاہانہ لباس۔ عور۔ برہنہ نار۔ آگ۔ سرنگوں۔ اوندھا یعنی غروب کے وقت۔

۲ چار طاق۔ ایک قسم کا چار گوشہ خیمہ۔ احتراق جل جانا، اہل نجوم کی اصطلاح میں کسی ستارے کا سورج کے برج میں آ کر اپنی شعاعوں کو کھو دینا۔ ماہ۔ چاند چودھویں رات میں مکمل ہوتا ہے۔ پھر بشکل ہلال ایسا ہو جاتا ہے، جیسا کہ دق زدہ مریض اس زمین۔ زمین ساکن اور باادب ہے زلزلہ میں ایسی ہو جاتی ہے جیسے جاڑے بخار میں مبتلا مریض لرزہ۔ کوہ کا مخفف ہے۔ پہاڑ

۳ مردہ ریگ۔ مردے کا مال، ناچیز، خوردہ۔ باریک۔ ہوا۔ ہوا پر مدار زندگی ہے، قضا آتی ہے تو یہی موت اور وباء عام کا سبب بنجاتی ہے۔ مقترن۔ ملنے والا نزدیک۔ وبا۔ پھیلنے والا عام مرض۔ عفن۔ متعفن۔ سڑا ہوا بدبودار۔ ہمشیرہ۔ بھائی بہن۔ دو بچے جنہوں نے ایک ماں کا دودھ پیا ہے۔ غدیر۔ حوض، تالاب۔ تیرہ۔ گدلا۔ مکدر۔

آتشے کو باد دارد در بُروت[1] — ہم یکے بادے بروخواند تموت
آگ جو نہایت سرکش اور مغرور ہے — یکایک اس پر ہوا "تو مرے" پڑھ دیتی ہے

خاک کو شد مایۂ گل در بہار — ناگہاں بادے بر آرد زو دمار
مٹی جو موسم بہار میں پھولوں کا سرمایا ہے — اچانک ہوا اس کو تباہ کر دیتی ہے

حالِ دریاز اضطراب و جوش اُو — فہم کن تبدیلہائے ہوشِ اُو
دریا کا حال اس کے اضطراب و جوش ہے — سمجھ لے۔ یہی اس کے ہوش کی تبدیلی ہے

چرخِ سرگرداں کہ اندر جستجو ست — حالِ اُو چوں حالِ فرزندانِ اوست
سرگرداں آسماں جو جستجو میں ہے — اس کی حالت اُس کے فرزندوں جیسی ہے

گہ حضیض و گہ میانہ گاہ اَوج — اندر واز سعد و نحسے فوج فوج
کبھی حضیض اور کبھی اوسط کبھی اوج — اس میں فوج در فوج سعد اور نحس ہیں

گہ شرف[2] گاہے صُعود و گہ فرح — گہ وبال و گہ ہبوط و گہ ترح
کبھی شرف کبھی صعود اور کبھی فرح — کبھی وبال اور کبھی ہبوط اور کبھی ترح

از خودت اے جزو رز کُلہا مختلط — فہم می کن حالتِ ہر منبسط
اپنے سے، اے جزو جو کل سے ملا جلا ہے — ہر مفرد کی حالت کو سمجھ لے

چوں نصیب مہتراں[3] آرد دست و رنج — کہتراں را کے تواند بود گنج
جب بڑوں کا حصہ درد اور رنج ہے — تو چھوٹوں کو کب خزانہ مل سکتا ہے

چونکہ کُلیات را رنج ست و درد — جزوِ ایشاں چوں نباشد روے زرد
جب کلیات کو رنج اور درد ہے — تو ان کا جزو کیوں زرد چہرہ نہوگا

خاصہ جزوے کوز اَضداد ست جمع — زاب و خاک و آتش و باد ست جمع
خصوصا وہ جزو جو اضداد کا مجموعہ ہے — پانی اور مٹی اور آگ اور ہوا کا مجموعہ ہے

ایں عجب نبود کہ پیش از گرگ حَست — ایں عجب کہ میش دل در گرگ بَست
یہ تعجب کی بات نہوگی کہ بھیڑ بھیڑیئے سے چھوٹ بھاگی — یہ تعجب ہے کہ بھیڑ نے بھیڑیئے سے دل لگا لیا

زندگانی آشتی ضدّہاست — مرگ آں کاندر میان شاں جنگ خاست
زندگی، مخالف چیزوں کا باہمی تعلق ہے — موت یہ ہے کہ ان کے درمیان جنگ شروع ہوگئی

صُلحِ اَضداد ست ایں عمر جہاں — جنگِ اَضداد ست عمرِ جاوداں
اس دنیا کی زندگی، مخالف چیزوں کی صلح ہے — مخالف چیزوں کی لڑائی، ابدی زندگی ہے

[1] بُروت۔ مونچھ، بال، در بروت داشتن، مغرور ہونا، اس سرکش آگ کو ہوا کا ایک جھونکا بجھا دیتا ہے۔ دمار۔ ہلاکت، تباہی، اضطراب۔ دریا۔ دریا کا موجیں مارنا۔ تبدیل ہوش۔ حواس باختگی۔ فرزنداں یعنی عناصر اربعہ۔ آگ پنانی جوا، مٹی اور موالید ثلاثہ یعنی حیوانات اور نباتات اور جمادات، جن کے تغیرات کا بیان ہو چکا ہے۔ حضیض۔ ساتوں سیارے ایک دائرہ پر حرکت کرتے ہیں، اس دائرہ کا مرکز فلک الافلاک کے مرکز سے اوپر ہے، اس دائرہ پر ایک نقطہ فلک الافلاک کے مرکز سے بہت قریب ہے اس کو حضیض کہتے ہیں اور ایک نقطہ بہت زیادہ بعید ہے اس کو اوج کہتے ہیں۔ اور اس دائرہ کے محیط پر دو نقطے میں جن کا فاصلہ فلک الافلاک کے مرکز سے یکساں ہے جن کو اوس کہتے ہیں، مولانا نے انہی کو میانہ کہا ہے۔ سعد، سعادت، نیک بختی، نحس نحوست، بدبختی۔

[2] شرف۔ شرافت۔ ہر ستارے کا ایک اصل برج ہے کہ ستارہ حرکت کرتا ہوا جب اس برج میں داخل ہوتا ہے تو وہ برج اس کا خانہ شرف کہلاتا ہے آفتاب کے لئے برج حمل خانہ شرف ہے۔ اس کے مقابل وبال ہے۔ یعنی ستارے کا خانہ شرف چھوڑ کر انتہائی دوری یعنی ساتویں برج میں داخل ہو جاتا آفتاب کا بروج دلو میں پہنچنا وبال کہلائے گا۔ سعود۔ اوپر چڑھنا اس کی ضد ہبوط ہے۔ نیچے اترنا کسی ستارے کا بروج شرف سے نکلکر بالمقابل بل برج میں آجانا۔ مثلاً آفتاب۔ کا برج میزان میں آجانا فرح خوشی، ہر ستارے کا ایک خاص خانہ خانہ فرح کہلاتا ہے مثلاً عطارد کے لئے حمل کو خانہ فرح قرار دیا گیا ہے۔ ترح۔ رنج، (باقی صفحہ)

زندگانی [1] آشتیِ دشمناں — مرگ وارفتن باصلِ خویش داں
زندگی، دشمنوں کی صلح ہے — موت کو اپنی اصل کی طرف لوٹنا سمجھو

صلحِ دشمن وار باشد عاریت — دل بسوئے جنگ تازد عاقبت
دشمنوں کی صلح عارضی ہوتی ہے — بالآخر لڑائی کی طرف ان کے دل دوڑتے ہیں

روز کے چند از برائے مصلحت — باہمند اندر وفا و مرحمت
چند دن کے لئے از راہِ مصلحت — وفا اور محبت میں لے جلے ہیں

عاقبت ہر یک بجوہر باز گشت — ہر یکے با جنسِ خود اَنباز گشت
بالآخر ہر ایک اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا — ہر ایک اپنی جنس کا ساتھی بن گیا

لُطفِ باری ایں پلنگ ورنگ را — الف دادو بُرد زیشاں جنگ را
خدا کی مہربانی ہے کہ اس تیندوے اور پہاڑی بکرے کو — محبت عطا فرمادی، اور ان کی مخالفت ختم کر دی

لُطفِ حق ایں شیر او گور [2] را — الف دادست ایں دو ضد را در وفا
اللہ کا کرم ہے کہ شیر اور گورخر — دو مخالفوں کو وفا داری میں الفت عطا کر دی

چوں جہاں رنجور روز ندانی بُوَد — چہ عجب رنجور گر فانی بُوَد
جب دنیا بیمار اور قیدی ہو — تو کیا تعجب ہے اگر بیمار فانی ہو

پُرسیدنِ شیر سببِ پائے واپس کشیدن خرگوش را و جوابِ اُو
شیر کا خرگوش سے رگنے کا سبب پوچھنا اور اس کا جواب

خواند بر شیر اُو ازیں رُوپندہا — گفت من پس ماندہ ام زیں بندہا
اس نے شیر کو اس قسم کی نصیحتیں سنائیں — بولا میں ان رکاوٹوں کی وجہ سے پیچھے رہا ہوں

شیر گفتش تو ز اَسبابِ مَرَض — ایں سبب گو خاص کا نیستم غرض
شیر نے اس سے کہا مرض کے اسباب میں سے — خاص سبب بتا کہ میرا مقصد یہ ہے

پائے را واپس کشیدی تو چرا — میدہی بازیچۂ واہی مرا
تو پیچھے کیوں ہٹا — (کیا) تو مجھے ست اور بیہودہ دھوکا دے رہا ہے

گفت آں شیر اندریں چہ ساکن ست — اندریں قلعہ ز آفات ایمن ست
خرگوش نے کہا وہ شیر اس کنویں میں مقیم ہے — وہ اس قلعہ میں آفتوں سے محفوظ ہے

یارِ من بستاندہ از من چاہ بُرد — برگرفتش از رہ و بے راہ بُرد
میرے دست (خرگوش) کو مجھ سے الگ کرکے کنویں میں لے گیا — راستہ چلتے اس کو پکڑ لیا اور غلط راستہ پر لے گیا

(صفحہ ہذا)

[1] زندگانی۔ شعر۔ زندگی کیا ہے عناصر میں ظہور ترتیب — موت کیا ہے انہی اجزاء کا پریشاں ہونا

آشتی۔ صلح، دوستی عمر جاوداں۔ ابدی زندگی، آخرت کی زندگی۔ صُلح، حقیقی دشمنوں کی صلح بالکل عارضی ہو گی وہ پھر دشمنی پر اتر آئیں گے روز کے۔ کاف تصغیر کا ہے۔ باہمند۔ باہم اند عاقبت۔ بالآخر۔ جوہر اصل۔ اَنباز۔ شریک، پلنگ، تیندوا۔ رنگ پہاڑی بکرا۔ الف ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ، الفت محبت کور۔

[2] گورخر۔ فانی فنا ہونیوالا۔ بند۔ قید خیال، خیلہ، بازیچہ۔ دھوکا چکمہ۔ واہی ست، فضول۔ چہ۔ چاہ کا مخفف ہے، کنواں۔ ایمن۔ مطمئن بے راہ۔ غلط جو راستہ صحیح نہ ہو

www.ahlehaq.org

قعرِ چہ ا بگزید ہر کو عاقل ست — زانکہ در خلوت صفاہائے دل ست
جو سمجھدار ہے اس نے کنویں (جیسی گہرائی اختیار کرلی) — اس لئے کہ تنہائی میں دل کی صفائیاں ہیں

ظلمتِ چہ بہ کہ ظلمت ہائے خلق — سر نہ بُرد آں کس کہ گیرد پائے خلق
مخلوق کی سیہ کاریوں سے کنویں کا اندھیرا بہتر ہے — جو شخص لوگوں کے پاؤں پکڑے سر نہیں بچا سکتا

گفت پیش آ زخم اُورا قاہر ست — تو ببیں کاں شیر در چہ حاضر ست
اُس نے کہا، آگے آ میرا اس پر زخم لگانا قہر ڈھانیوالا ہے — تو دیکھ لے کہ وہ شیر کنویں میں موجود ہے

گفت من سوزیدہ ام زاں آتشی — تو مگر اندر بر خویشم کشی
اس نے کہا، میں اس آتش مزاج سے جلا ہوا ہوں — ہاں، اگر تو مجھے اپنی بغل میں لے لے

تا بہ پُشتِ تو من اے کانِ ۲ کرم — چشم بکشایم بچہ در بنگرم
تاکہ اے کرم کی کان! تیری مدد سے — میں آنکھ کھولوں، کنویں میں دیکھوں

من بہ پشتِ تو توانم آمدن — کہ نگہدارم دراں چہ بے رسن
میں تیری مدد سے (آگے) آسکتا ہوں — تاکہ بلا رسی کے اس کنویں میں نگاہ ڈالوں

نظر کردنِ شیر در چاہ و دیدنِ عکس خود را و عکس آں خرگوش
شیر کا کنویں میں جھانکنا اور اپنے اور اس خرگوش کے عکس کو دیکھنا

چونکہ شیر اندر برِ خویشش کشید — در پناہِ شیر تا چہ می دوید
جب شیر نے اس کو اپنی بغل میں لے لیا — شیر کی حفاظت میں وہ کنویں تک دوڑا

چونکہ در چہ بنگرید ندا اندر آب — اندر آب از شیر و اُو در تافت تاب
جب انہوں نے کنویں کے پانی میں دیکھا — پانی میں، شیر اور اس کی جھلک دکھائی دی

شیرِ عکسِ خویش دید از آب تفت — شکلِ شیر و در برش خرگوش زفت
شیر نے گرم مزاجی میں پانی میں اپنا عکس دیکھا — شیر کی شکل اور اس کی بغل میں موٹا خرگوش

چونکہ خصم خویش را در آب دید — مر ورا بگذاشت اندر چہ دوید
جب اس نے پانی میں اپنے دشمن کو دیکھا — اس کو چھوڑ دیا، اور کنویں میں دوڑ گیا

در فتاد اندر رچہ کو کندہ ۳ بود — زانکہ ظلمہ بر سرش آیندہ بود
اس کنویں میں جا گرا جو اس نے کھودا تھا — کیونکہ ظلم اس کے سر پڑنیوالا تھا

چاہ مظلم گشت ظلمِ ظالمال — ایں چنیں گفتند جملہ عالمان
ظالموں کا ظلم اندھیرا کنواں تھا — تمام عالموں نے یہی کیا ہے

ا قعر۔ گہرائی یعنی گوشۂ تنہائی میں دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے، لہٰذا یہ عقلمندی کا کام ہے، انسانوں سے زیادہ اختلاط کرنے سے دل میں تاریکی پیدا ہوتی ہے جو کہ غفلت کا سبب ہے اور غافل ہلاک ہوجاتا ہے۔ زخم چوٹ، حملہ۔ قاہر۔ غالب زبردست کاں۔ کہ آن سوزیدہ۔ سوختہ۔ آتشی آتش مزاج۔ بر۔ بغل گود پشت۔ مدد، اعانت۔

۲ کانِ کرم۔ بخشش کی کان۔ بچہ۔ در چاہ۔ تانم۔ توانم، درتافت۔ چمکا۔ تاب۔ چمک، عکس او۔ یعنی خرگوش۔ دید۔ دیکھا، سمجھا۔ تفت۔ گرم۔ زفت۔ فربہ، موٹا۔

۳ کندہ بود۔ کھودا تھا۔ شیر نے کنواں تو نہ کھودا تھا لیکن چونکہ وہ اپنے مظالم کی وجہ سے گرا تو "چاہ کن را چاہ در پیش" کے اعتبار سے گویا اس نے ہی کھودا تھا۔ مظلم تاریک۔ ظلم ظالماں ظالموں کے ظلم کا نتیجہ ان کے لئے اندھا کنواں ہوتا ہے۔

ہر کہ ظالم تر چَہش[1] با ہولِ تر — عدل فرمودست بدتر را بتر
جو زیادہ ظالم ہے، اس کا کنواں زیادہ خوفناک ہے — انصاف نے فرمایا ہے بدتر کو بدتر

ایکہ تو از ظلم چاہے میکنی — از برائے خویش دامے می تنی
اے وہ کہ تو ظلم کر کے کنواں کھودتا ہے — خود اپنے لئے جال تنتا ہے

بر ضعیفاں گر تو ظلمے میکنی — واں کہ اندر قعرِ چاہِ بے بُنی
اگر تو کمزوروں پر ظلم کرتا ہے — سمجھ لے کہ تو اتھاہ کنویں کی گہرائی میں ہے

گردِ خود چوں کرمِ پیلہ بر متن — بہر خود چہ میکنی اندازہ کن
ریشم کے کیڑے کی طرح اپنے چاروں طرف نہ تن — تو اپنے لئے کنواں کھود رہا ہے، اندازے سے کھود

مر ضعیفاں را تو بے خصمے مداں — از نبے اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللہ بخواں
تو کمزوروں کو بے حمایتی نہ سمجھ — قرآن سے اذا جاء نصر اللہ کو پڑھ لے

گر تو پیلی خصم تو از تو رمید — نک جزا[2] طیراً ابابیلت رسید
اگر تو ہاتھی ہے تیرا مد مقابل تجھ سے بھاگ گیا — (دیکھ) طیراً ابابیل کی سزا تیرے پاس پہنچ گئی ہے

گر ضعیفے درز میں خواہد اماں — غُلغُل افتد در سپاہِ آسماں
اگر کوئی کمزور زمین میں امان کا خواہاں ہوتا ہے — آسمان کے سپاہیوں میں شور مچ جاتا ہے

گر بدندانش گزی پُر خوں کنی — دردِ دندانت بگیرد چوں کنی
اگر تو اسے دانتوں سے کاٹ کر لہولہان کر دیگا — تجھے دانتوں کا درد آ پکڑیگا تو تو کیا کریگا

شیر خود را دید در چہ[3] وز غلو — خویش را نشناخت آندم از عدو
شیر نے اپنے آپ کو کنویں میں دیکھا اور غلو کی وجہ سے — اپنی ذات اور دشمن میں اس وقت امتیاز نہ کر سکا

عکس خود را او عدوِ خویش دید — لا جرم بر خویش شمشیرے کشید
اس نے اپنے عکس کو اپنا دشمن سمجھا — لا محالہ اپنے اوپر تلوار سونت لی

اے بسا ظلمے کہ بینی در کساں — خوئے تو باشد در ایشاں اے فلاں
اے ظالم! ظلم (کی صفت) جو لوگوں میں دیکھتا ہے — اے فلاں! وہ اکثر تیری ہی خصلت ان میں ہوتی ہے

اندر ایشاں تافتہ ہستی تو — از نفاق و ظلم و بد مستیٔ تو
ان میں تیری ہستی نمایاں ہو رہی ہے — تیرے نفاق اور تیرے ظلم اور تیری بدمستی ہے

آں توئی واں زخم بر خود میزنی — بر خود آں دم تارِ لعنت می تنی
وہ تو ہی ہے اور وہ زخم تو اپنے آپ پر لگا رہا ہے — اور تو اس وقت اپنے اوپر لعنت کے تار تن رہا ہے

---

[1] چَہش۔ چاہ اُو۔ بتر بدتر۔ می تنی۔ تو تنتا ہے قعر۔ گہرائی۔ بے بُن۔ بے تھاہ گرم پیلہ۔ ریشم کا کیڑا پہ اندازہ کن۔ اندازے سے کھود۔ خصم۔ دشمن، یہاں حمایتی مراد ہے۔ نبے۔ نون کے ضمہ باء کے کسرہ اور یائے مجہول کے ساتھ، قرآن مجید مراد ہے اذا جاء نصر اللہ۔ جب اللہ کی مدد آئی، یہ سورۃ نصر کی آیت ہے، اس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان مظلوموں کے لیے ایک وقت وہ آئیگا جب فوج در فوج ہوں گے اور ظالموں کو ظلم کا بدلہ چکھا دیں گے۔ پیلی۔ پیل، ہاتھی یا خطاب کی ہے۔ رمید۔ بھاگ گیا۔ نک۔ اینک۔ دیکھ۔

[2] طیراً ابابیل۔ سورۃ فیل میں مذکور ہے۔ کہ ابرہہ نامی بادشاہ بیت اللہ کو ڈھانے کے لئے ایک بہت بڑے ہاتھی پر سوار ہو کر مع لشکر کے مکہ پر حملہ آور ہوا جس کا اہل مکہ تو مقابلہ نہ کر سکے خدا نے پرندوں کی ایک جماعت بھیجی جن کے پنجوں اور چونچوں میں کنکریاں تھیں۔ ان کنکریوں کے ذریعہ یہ لشکر تباہ کر دیا گیا۔ سپاہ آسمان۔ آسمانی فرشتے مظلوم کی مدد کے لئے دوڑ پڑتے ہیں۔ گزی گزیدن کاٹنا کا صیغہ مخاطب ہے۔ بگیرد۔ عارض گردد پکڑیگا۔

[3] چہ عاہ کا مخفف ہے کنواں وز۔ از غلو۔ زیادتی، حد سے تجاوز کرنا۔ خویش اپنے عکس پر حملہ کرنا ہے۔ خود اپنے اوپر حملہ کرنا ہے اے بسا۔ یعنی اکثر اوقات انسان دوسرے کو ظالم سمجھتا ہے، حالانکہ وہ خود اس کا عکس ہے جو دوسرے میں دیکھ رہا ہے۔ فلہٰذا۔ دوسروں میں نفاق ظلم اور تکبر جو نظر آتا ہے دراصل وہ خود اس کی صفات ہیں، جو دوسرے میں منعکس ہو رہی ہیں۔

درخود[1] ایں بدرا نمی بینی عیاں
تو اس بدی کو اپنے اندر نمایاں نہیں پاتا ہے

ورنہ دشمن بودۂ خود را بجاں
ورنہ تو خود اپنی جان کا دشمن بنا ہوا ہے

حملہ برخود میکنی اے سادہ مرد
اے بیوقوف! تو اپنے اوپر حملہ کرتا ہے

ہمچوں آں شیرے کہ برخود حملہ کرد
اُس شیر کی طرح جس نے اپنے اوپر حملہ کیا

چوں بقعرِ خوئے خود اندر رسی
جب تو اپنی عادت کی گہرائی پر پہنچے گا

پس بدانی کز تو بُود آں ناکسی
پھر تو جانے گا کہ وہ نا لائقی تیری ہی تھی

شیر رادر قعر پیداشد کہ بود
شیر کو گہرائی میں جا کر معلوم ہوا کہ

نقش اُو آں کش دگر کس می نمود
وہ اس کا اپنا ہی عکس تھا جو دوسرے کا نظر آ رہا تھا

ہر کہ دندانِ ضعیفے میکند
جو کسی کمزور پر ظلم کرتا ہے

کارِ آں شیرِ غلط بیں میکند
وہ اس غلط بیں شیر کا کام کرتا ہے

اے بدیدہ خالِ بد بر روئے عَم
اے چچا کے چہرے پر، بدنما، تل دیکھنے والے!

عکسِ خالِ تُست آں از عم مَرم
وہ تیرے تل کا عکس ہے، چچا سے نفرت نہ کر

مُومناں آئینہ یکدیگراند
مومن، ایک دوسرے کا آئینہ ہے

ایں [3] خبررا از پیمبر آوَرند
یہ حدیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیان کی ہے

پیشِ چشمت داشتی شیشہ کبُود
تو نے اپنی آنکھوں پر اندھا چشمہ لگایا ہے

زاں سبب عالم کبودت می نمُود
اس وجہ سے تجھے دنیا تاریک نظر آ رہی ہے

گر نہ کوری ایں کبودی داں زخویش
اگر تو اندھا نہیں ہے، تو یہ تاریکی اپنی طرف سے سمجھ

خویش رابد گو مگو کس راتو پیش
اپنے آپ کو برا کہہ، آئندہ کسی کو برا نہ کہہ

مُومن ار ینظر [3] بنُورِ اللہ نبُود
اگر مومن ''ینظر بنور اللہ'' نہیں تھا

عیبِ مومن رابر ہنہ چوں نمُود
تو اس نے مومن کا عیب صاف کیسے بتا دیا

چونکہ تو ینظر بنار اللہ بُدی
چونکہ تو ینظر بنار اللہ تھا

نیکوئی راندیدی از بدی
(اس لئے) نیکی کو بدی سے پہچان سکا

اندک اندک آب برآتش بزن
آگ پر تھوڑا تھوڑا پانی چھڑک

تا شود نار تو نور اے بُو الحزَن
اے غمگین! تاکہ تیری آگ نور بن جائے

تو بزن یارَبنّا آبِ طہور
اے ہمارے رب تو پاک پانی چھڑک

تا شود ایں نارِ عالَم جملہ نور
تاکہ یہ دنیا کی آگ سب نور بن جائے

---

[1] درخود۔ اپنے عیب تمہیں نظر نہیں آ رہے ہیں، ورنہ خود اپنے جانی دشمن ہوتے۔ سادہ مرد بیوقوف۔ قعر۔ گہرائی ناکسی۔ نالائقی، کوتاہی، گناہ پیدا، ظاہر۔ دنداں گندان۔ دانت اکھاڑنا، تکلیف پہنچانا۔ خال تل۔ عَم۔ چچا۔ مرم۔ رمیدن، بھاگنا سے نہی کا صیغہ ہے۔

[2] خبر۔ حدیث، حدیث شریف ہے ''المومن مراۃ المومن'' ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے یعنی جس طرح ایک شخص آئینہ میں دیکھکر اپنی اصلاح کرتا ہے۔ اسی طرح ایک مومن دوسرے مومن کو دیکھ کر اپنی اصلاح کر سکتا ہے، یہ ان لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے جو صحیح معنی میں مسلم ہیں لوگوں کو چاہئے کہ ان کے حالات دیکھ کر اپنی اصلاح کریں۔ پہلے اشعار میں غلط نکتہ چینیوں کا بیان تھا کہ ان کو اپنے عیوب دوسروں میں نظر آتے ہیں۔ کبود۔ کالا، تاریک یعنی اگر تمہاری آنکھوں پر غفلت کی پٹی بندھی ہوئی ہے تو تم المومن مراۃ المومن سے فائدہ نہ اٹھا سکو گے۔

[3] ینظر بنور اللہ۔ وہ دیکھتا ہے خدا کے نور کے ذریعہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ۔ مومن کی فراست سے ڈرتے رہو وہ اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھتا ہے تمہارے سارے عیوب تاڑ لیگا۔ ینظر بنار اللہ اللہ کی آگ کے ذریعہ دیکھتا ہے۔ آگ سے مراد صفات نفسانیہ ہیں۔ بدی۔ بودی بو الحزن۔ غم کا باپ، غمگین۔ آب یعنی کسی بزرگ کی صحبت کا فیضان۔ آب زدن۔ پانی چھڑکنا۔ طہور۔ پاک کر دینے والا۔

کوہ و دریا جملہ در فرمان تُست
پہاڑ اور دریا سب تیرے حکم کے ماتحت ہیں

آب و آتش اے خداوندآنِ[1] تُست
اے خدا! پانی اور آگ تیری ملکیت ہے

گر تو خواہی آتش آبِ خوش شود
اگر تو چاہے، آگ عمدہ پانی بن جائے

ورنخواہی آب ہم آتش شود
اگر نہ چاہے تو پانی بھی آگ بن جائے

بے طلب[2] تو ایں طلب ماں داوٗہ
بغیر مانگے تو نے ہمیں مرادیں دی ہیں

بیشمار وَعدّ عطا بنہادۂ
ان گنت اور بے شمار تو نے انعام فرمائے ہیں

با طلب چوں ندہی اے حیِّ وَدود
اے حی و دود! تو مانگنے پر کیوں نہ دیگا؟

کز تو آمد جملگی جود و وجود
جبکہ تمام بخشش اور ہستی تیری ہی طرف سے ہے

در عدم کے بود مارا خود طلب
عدم میں کب ہمارا مطالبہ تھا

بے سبب کردی عطا ہائے عجب
تو نے بغیر مانگے عجیب نعمتیں عطا فرمائیں

جان و ناں داری و عُمرِ جاوداں
جان، رزق اور ابدی زندگی، عطا فرمائی

سائر نعمت کہ ناید در بیاں
اور باقی نعمتیں جنکا بیان نا ممکن ہے

بے شمار وحد عطا ہاد ادۂ
تو نے ان گنت اور بے حد نعمتیں عطا فرمائیں

باب رحمت بر ہمہ بکشادۂ
تو نے سب پر رحمت کا دروازہ کھولا ہے

ایں طلب دَرما ہم از ایجاد[3] تُست
یہ ہمارا مانگنا بھی تیری ہی ایجاد ہے

رُستن از بیداد یارب دَادِ تُست
اے خدا! ظلم سے نجات پانا، تیری عطا ہے

بے طلب ہم میدہی گنجِ نہاں
تو بغیر مانگے پوشیدہ خزانے دیدیتا ہے

رائیگاں بخشیدۂ جان جہاں
تو نے دنیا کو جان مفت بخشی ہے

ھٰکَذَا اَنْعِمْ اِلَی دَارِ السَّلَام
جنت میں جانے تک اسی طرح انعام فرماتا رہ

بِالنَّبِیِّ الْمُصْطَفٰے خَیْرِ الْاَنَام
سرورِ کائنات نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں

مژدہ بُردن خرگوش سوئے نخچیراں کہ شیر در چاہ افتادہ
خرگوش کا شکاروں کے پاس خوشخبری لے جانا کہ شیر کنویں میں گر گیا ہے

چونکہ خرگوش از رہائی شاد گشت
خرگوش جب رہائی سے خوش ہوا

سوئے نخچیراں رَواں شد تا بدشت
جنگل میں شکاروں کی طرف روانہ ہوا

شیر را چوں دید محوِ ظلمِ خویش
اس نے جب شیر کو اپنے ظلم میں مبتلا دیکھا

سوئے قومِ خود دوید اُو پیش پیش
بہت تیز اپنی قوم کی طرف بھاگا

---

[1] آن۔ ملکیت۔ آتش۔ یعنی تکلیف کے اسباب آب۔ یعنی راحت کے اسباب۔

[2] طلب۔ درخواست ماں۔ ہمارا۔ عدـ شمار۔ حی۔ زندہ۔ وَدُود۔ دوست رکھنے والا یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ جاوداں۔ ابدی سائر۔ بقیہ۔ ناید۔ نیاید

[3] ایجاد وجود میں لانا۔ داد۔ انصاف، بخشش بیداد ظلم، رائیگاں مفت، بلا عوض۔ دارالسلام جنت۔ انام مخلوق، کائنات

شیر راچوں دید کشتہ ظلمِ خود
جب اس نے شیر کو اپنے ظلم سے ہلاک ہوتا دیکھ لیا

میدوید او شادمان[1] و بارشد
وہ خوش خوش، سیدھے راستہ دوڑ رہا تھا

شیر راچوں دید در چہ گشتہ زار
جب اس نے شیر کی بُری حالت میں کنویں کے اندر دیکھ لیا

چرخ میزد شادماں تا مرغزار
تو چراگاہ میں خوشی سے قلا بازیاں کھاتا تھا

دست میزد چوں رہید از دستِ مرگ
جب موت کے پنجے سے چھوٹا، تالیاں بجاتا تھا

سبز و رقصاں در ہوا چوں شاخ و برگ
جس طرح شاخ و پتے ہوا میں سبز اور رقصاں ہوتے ہیں

شاخ و برگ از حبس خاک آزاد شد
شاخ اور پتے مٹی کی قید سے آزاد ہوئے

سَر بر آورد و حریفِ باد شد
تو سر ابھارا اور ہوا کے دوست ہو گئے

برگہاں چوں شاخ را بشگافتند
پتوں نے جب شاخ کو چیرا

تا بالائے درخت اشتافتند
یہاں تک کہ درخت کے اوپر تک چڑھ گئے

بازبانِ شُطّاہُ شکرِ خدا
''شطان'' کی زبان سے خدا کا شکر

می سراید ہر برو بر گے جدا
ہر برگ و بار الگ الگ ادا کر رہا ہے

بے زباں ہر بار و برگ و شاخہا
ہر پھل اور پتا اور شاخیں بغیر زبان کے

می ستائید شکر و تسبیح خدا
شکر و خدا کی تسبیح کا راگ گاتے ہیں

کہ پرور دا صل مارا ذوالعطاء[2]
عطا کرنے والے نے ہماری جڑ کی پرورش کی

تا درخت اِستَغلَظ آمد فاستوی
یہانتک کہ درخت موٹا ہو گیا، پھر سیدھا ہو گیا

جانہائے بستہ اندر آب و گل
پانی اور مٹی میں مقید جانیں

چوں رہند از آب و گلہا شاد دل
جب پانی اور مٹی سے خوشی کے ساتھ رہا کیجاتی ہیں

در ہوائے عشقِ حق رقصاں شدند
اللہ کے عشق کی ہوا میں ناچتی ہیں

ہمچو قرصِ بدر بے نقصاں شدند
چودھویں رات کے چاند کی طرح بے نقصان ہو جاتی ہیں

جسم[3] شاں در رقص و جانہا خود مپرس
انکے جسم رقص کرتے ہیں جانوں کے متعلق تو نہ پوچھ

وانکہ گردد جان از انہا خود مپرس
اور جو (جسم) جہان بنجاتے ہیں ان کے بارے میں بھی نہ پوچھ

شیر را خرگوش در زنداں نشاند
شیر کو خرگوش بے قید خانہ میں ڈال دیا

ننگ شیرے کو ز خرگوشے بماند
شیر کیلئے شرمناک بات ہے کہ وہ ایک خرگوش سے عاجز ہو گیا

در چنیں ننگی وانگہ اے عجب
تو ایسے ہی ننگ میں (مبتلا) ہے اور پھر تعجب ہے

فخر دیں خواہی کہ گویندت لقب
تو چاہتا ہے کہ تجھے فخر دیں کا لقب دیں

---

[1] شادمان۔ خوش۔ رُشد۔ راہ کے ضمہ اور شین کے سکون اور راء کے فتحہ کے ساتھ دونوں طریقہ پر صحیح ہے، راستی، سچائی، ہدایت۔ زار۔ خراب چرخ زدن۔ قلا بازیاں کھانا، دست زدن۔ تالیاں بجانا۔ در ہوا۔ اس کا تعلق شاخ و برگ سے ہے۔ حبس، قید۔ حریف۔ مقابل، ساتھی۔ برسر آوردن۔ ظاہر ہونا۔ پھوٹ نکلنا۔ اشتافتند۔ الف زیادہ ہیط شطار۔ سبز شاخ جو سب سے پہلے زمین سے نکلتی ہے۔ پر۔ پھل تسبیح کائنات کی ہر چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے۔

[2] ذوالعطاء، عطا والا یہ اللہ کی صفت ہے، استغلظ موٹا ہوا۔ استوی سیدھا ہوا یہ قرآن پاک کی آیت فاستغلظ واستوی کی طرف اشارہ ہے، یعنی خدا کی قدرت سے ایک چھوٹے بیج سے پودا نکلتا ہے پھر وہ موٹا ہوتا ہے اور سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔ بستہ۔ مقید۔ آب و گل۔ جسم عنصری قرص۔ ٹکیا۔ بدر۔ چودھویں رات کا مکمل چاند یعنی جس طرح نباتات زمین کی قید سے نکل کر لہلہاتی ہیں اسی طرح نیک لوگوں کی روحیں جسم عنصری کی قید سے آزاد ہو کر خوشی میں رقص کرتی ہیں۔

[3] جسم شاں۔ نیک لوگوں کے جسم بھی برے اخلاق سے صفائی کے بعد رقص کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کی جان کا تو پوچھنا کیا کہ کسقدر کرتی ہے وانگہ۔ وہ لوگ جو مجسم روح بنجاتے ہیں اور زندگی میں علائق جسمانی سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ انکا تو کیا ہی پوچھنا ہے ننگ جو شیر خرگوش سے مات کھا جائے اس کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے، ننگی تو شیر ہے اور تیرا نفس خرگوش اگر تو اس سے مار کھا گیا تو یہی ننگ اور ذلت تیرے لئے ہے فخر دین ممکن ہے اس سے امام فخر الدین رازی مراد ہوں۔

اے تو شیری در تگِ[1] ایں چاہ دہر — نفس چوں خرگوش خوں ریزد بقہر
اے (غافل) تو زمانے کے اس کنویں کی گہرائی میں شیر کی طرح ہے — تیرا نفس خرگوش کی طرح ہے جو قہر سے تیرا خون بہاتا ہے

نفسِ خرگوشت بصحراء در چرا — تو بقعرِ ایں چہ چونِ و چرا
تیرا خرگوش (صفت) نفس جنگل کے اندر چرنے میں مشغول ہے — اور تو چوں چرا کے اس کنویں کی گہرائی میں ہے

سوئے نخچیراں دوید آں شیر گیر — کا بِشُر وا یَا قومُ اِذْ جَاءَ البَشِیر
وہ شیر کو پھانسنے والا، شکاروں کی طرف دوڑا — کہ اے قوم خوشخبری حاصل کرلو جبکہ خوشخبری دینے والا آ گیا

مُژدہ مُژدہ اے گروہِ عیش ساز — کاں سگ دوزخ بدوزخ رفت باز
مبارک، مبارک اے عیش منانیوالے گروہ — وہ دوزخ کا کتا پھر دوزخ میں چلا گیا

مُژدہ مُژدہ کاں عدوے جانہا — کند قہر خالقش دندانہا
مبارک، مبارک کہ وہ جانوں کا دشمن — اللہ کے قہر نے اس کے دانت توڑ دے

مژدہ مژدہ کز قضا ظالم بچاہ — او فتاد از عدل و لطفِ بادشاہ
مبارک مبارک کہ تقدیر سے ظالم کنویں میں — گر گیا، خدا کے انصاف اور مہربانی سے

آنکہ از پنجہ بسے سرہا بکوفت — ہمچو خس جاروب مرگش ہم بروفت
وہ جس نے پنجے سے بہت سے سر توڑ ڈالے — موت کی جھاڑو نے اس کو بھی کوڑے کی طرح جھاڑ دیا

آنکہ[2] جز ظلمش دگر کارے نبود — آہِ مظلومش گرفت و کوفت زود
جس کو ظلم کے سوا دوسرا کام نہ تھا — مظلوم کی آہ نے اس کو پکڑ لیا اور فوراً تباہ کر دیا

گردنش بشکست و مغزش بردرید — جانِ ما از قیدِ محنت وارہید
اس کی گردن توڑ دی اور اس کا مغز پھاڑ دیا — ہماری جان مشقت کی قید سے رہائی پا گئی

گم شد و نابود شد از فضلِ حق — بر مہم دشمن شما را شد سَبق
اللہ کی مہربانی سے وہ گم اور نابود ہو گیا — اور عظیم دشمن سے تمہیں سبق مل گیا

جمع شدن نخچیراں نزدِ خرگوش و ثنا و مدح گفتن اورا
شکاروں کا خرگوش کے پاس جمع ہونا اور اس کی مدح و ثنا کرنا

جمع گشتند آں زماں جملہ وحوش — شاد و خنداں از طرب در ذوق و جوش
اس وقت سب وحشی جمع ہو گئے — ذوق و جوش اور مسرت کے عالم میں ہنسی خوشی

حلقہ کردند اُو چو شمع درمیاں — سجدہ کردندش ہمہ صحرائیاں
انہوں نے حلقہ کرلیا، وہ شمع کی طرح درمیان میں تھا — اور تمام صحرائی جانوروں نے اس کی تعظیم کی

[1] تگ۔ کنویں کی تلی۔ چُرا۔ چرنا۔ چُون و چرا۔ سوال جواب، شک وشبہ۔ دَنداں کُندن۔ تکلیف پہنچانا۔ بادشاہ اللہ تعالیٰ۔
[2] جُز۔ سوا۔ زود جلد بر۔ زیادہ ہے۔ قید محنت۔ شیر کی وجہ سے جس مشقوں میں ہم جکڑے ہوئے تھے۔ وُحوش۔ یعنی جنگلی جانور۔ طرب مستی۔ صحرائیاں۔ جنگلی جانور۔

تو فرشتہ آسمانی یا پری | یا تو عزرائیل[1] یا شیرانِ نری
تو آسمانی فرشتہ ہے یا پری ہے | یا تو نر شیروں کا ملک الموت ہے

ہر چہ ہستی جانِ ما قربانِ تُست | دستبُرِ دِدست و بازویت درست
تو جو کچھ بھی ہے ہماری جان تجھ پر قربان ہے | تیرے دست و بازو کا غلبہ درست ہے

راندِ حق ایں آب را در جوئے تو | آفریں بر دست و بر بازوئے تو
اللہ نے یہ پانی تیری نہر میں بہایا | تیرے دست و بازو کو شاباش ہے

باز گوتا قصہ درمانہا شود | باز گوتا مرہم جا نہا شود
پھر کہو تا کہ یہ قصہ (ہمارے درد کا) علاج بنجائے | پھر کہو تا کہ جانوں کا مرہم بن جائے

باز گوتا چوں سگا لیدی بمکر | آں عواں راچوں بمالیدی بمکر
یہ تو کہو کہ تو نے یہ تدبیر کس طرح سوچی | اُس ظالم کو چالاکی سے تو نے کیسے پامال کیا

باز گو کز ظلمِ آں استم[2] نما | صد ہزاراں زخم دارد جان ما
پھر کہو، کیونکہ اُس ظالم کے ظلم سے | ہماری جان میں ہزاروں زخم ہیں

باز گو آں قصہ کاں شادی فزاست | روحِ مارا قوت و دل را جانفزاست
پھر سنا، کیونکہ وہ قصہ خوشی بڑھانیوالا ہے | ہماری روح کے لئے غذا اوروں کے لئے جان کو بڑھانے والا ہے

گفت تائید خدا بود اے مہاں | ورنہ خرگوشے چہ باشد در جہاں
اس نے کہا اے بزرگو! خدا کی تائید تھی | ورنہ خرگوش دنیا میں کیا چیز ہے

قوتم بخشید و دل را نور داد | نورِ دل مَردست و پا را زور داد
اس نے مجھے قوت عطا فرمائی اور دل کو نور دیا | دل کے نور نے ہاتھ اور پیر کو طاقت دیدی

پند دادن خرگوش نخچیران را کہ از مُردنِ خصم شاد مشوید
خرگوش کا شکاروں کو نصیحت کرنا کہ دشمن کے مرنے پر خوش نہو

از برِ حق میرسد تفضیل ہا | باز ہم از حق رسد تبدیل ہا
فضیلتیں اللہ کی جانب سے ملتی ہیں | پھر خدا کی جانب سے ہی تبدیلیاں ہو جاتی ہیں

جملہ فضلِ اوست دانید ایں چنیں | سجدہ اش از جان و دل آرید ہیں
یہ سمجھو کہ سب اس کا فضل ہے | ہاں، جان اور دل سے اس کا سجدہ بجا لاؤ

حق[3] بدور نوبت ایں تائید را | مینماید اہل ظن و دیدرا
باریٔ باری سے اللہ تعالیٰ نے یہ تائید | دکھا دیتا ہے اہلِ گمان اور اہل مشاہدہ کو

[1] عزرائیل۔ ملک الموت
دستبُرد۔ غلبہ۔ آور در جود۔ دولت، حکومت' کامیابی سے کنایہ ہے۔ سگالیدن ٹٹولنا۔ مگر۔ حیلہ، تدبیر۔ عوان۔ ظالم۔ مالیدن۔ پامال کرنا، ملیامیٹ کرنا۔

[2] استم۔ الف زیادہ ہے قوت۔ روزی۔ غذا، تائید۔ مدد مہاں۔ مہ کی جمع، سردار۔ خرگوشے یا تحقیر کی ہے۔

[3] دور۔ چکر، باری۔ نوبت۔ باری۔ اہل ظن۔ ناقص لوگ جو مشاہدہ کے درجہ کو نہیں پہنچے اہل دید۔ وہ کاملین جو مقام مشاہدہ تک پہنچا چکے ہیں۔

ہیں بمُلکِ [1] نوبتی شادی مکُن
خبردار! باری والی سلطنت پر خوش نہو

اے تو بستہ نوبت آزادی مکُن
اے مخاطب تو باری سے وابستہ ہے (اظہار) آزادی نہ کر

آنکہ مُلکش برتر از نوبت تنند
جس کی سلطنت باری سے بالاتر قائم کرتے ہیں

برتر از ہفت انجمش نوبت زنند
اس کا نقارہ سات ستاروں سے اوپر بجاتے ہیں

بَرتَر از نوبت مُلوکِ باقیند
باری سے بلند، وہ باقی رہنے والے بادشاہ ہیں

دورِ دائم رو جہارا ساقیند
جو دائمی دور کے ساتھ روح کے ساقی ہیں

چوں بنوبت می دہندایں دولت
جب تجھے یہ سلطنت باری سے دیتے ہیں

از چہ شد پُر باد آخر سَبلَتت
تو کس وجہ سے تیری مونچھوں میں ہوا بھری؟

تَرکِ ایں شُرب را بگوئی یکدوروز
ایک دو روز اگر تو اس شراب کو چھوڑ دے

ترکُنی اندر شرابِ خُلد پوز
جنت کی شراب سے منہ تر کرے

یکدوروزے چہ کہ دُنیا ساعتے ست
ایک دو روز کیا بلکہ دنیا ایک ساعت ہے

ہر کہ ترکش کرد اندر راحتے ست
جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ راحت میں ہے

معنَی التَرک رَاحَت [2] گوش کُن
''چھوڑنا راحت ہے'' کا مطلب سمجھ لے

بعد ازاں جامِ بقا رانوش کُن
اس کے بعد بقا کا پیالہ پی

باسگاں بگذارایں مُردار را
اس مردار کو کتوں کے لئے چھوڑ دے

خُرد بشکن شیشہ پندار را
غرور کے شیشے کو چوڑا چورا کر دے

تفسیر ''رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ''
''ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹتے ہیں'' کی تفسیر

اے شہاں کشتیم ما خصم بروں [3]
اے بزرگو! ہم نے باہر کے دشمن کو مار ڈالا

ماند خصمے زاں تبرّ اندروں
لیکن اس سے زیادہ بدتر دشمن باطن میں بچارہ گیا

کشتن ایں کارِ عقل وہوش نیست
اس دشمن کو مارنا عقل و ہوش کا کام نہیں ہے

شیر باطن سحرۂ خرگوش نیست
باطن کا شیر خرگوش کے قابو کا نہیں ہے

دوزخ ست ایں نفس دوزخ اژدہاست
یہ نفس دوزخ ہے اور دوزخ اژدہا ہے

کو بدریا ہانگردد کم و کاست
کہ وہ دریاؤں سے بھی کم نہیں ہوتا

ہفت دریار ادر آشامد ہنوز
سات سمندروں کو پی لے، پھر بھی

کم نہ گردد سوزشِ آں خلق سوز
اس مخلوق سوز کی جلن کم نہو

[1] مُلکِ نوبتی۔ وہ سلطنت جو باری باری خاندانوں اور افراد میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ نوبت۔ زَنند۔ نقارہ بجاتے ہیں۔ انجم۔ نجم کی جمع ہے ستارہ ساقی اند۔ یعنی انپیروح کو محبت الٰہی کی شراب سے سیراب کرتے رہتے ہیں۔ سبلت۔ پہلے تینوں حرفوں پر فتحہ ہے فارسی والے باء کو ساکن کر دیتے ہیں۔ سبلت پر باد شُدن۔ مونچھوں میں ہوا بھرنا کبر وغرور سے کنایہ ہے۔ شَرب۔ یعنی شراب پینا۔ پوز۔ مونہہ۔ یکدوروز۔ یعنی دنیاوی زندگی میں ساعت۔ گھڑی۔

[2] رَاحَت۔ مشہور مقولہ ہے ''اَللُّنْیَا سَاعَةٌ وَتَرْکُهَا رَاحَةٌ'' ''دنیا ایک گھڑی ہے اس کا چھوڑنا راحت ہے۔ باسگاں مشہور مقولہ ہے'' الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب دنیا ایک مردار جانور ہے اور اس کے طلبگار کتے ہیں۔ جہاد اصغر یعنی کافر سے جہاد کرنا۔ الجہاد الاکبر۔ یعنی نفس امارہ سے جہاد کرنا۔

[3] بُروں۔ یعنی ظاہری دشمن خصم اندروں۔ نفس امارہ جو باطن میں ہے۔ سحرہ بیگار۔ بدریا۔ یعنی اس اژدھے کی پیاس سات سمندر پی جانے سے بھی نہ بجھگی۔ ہَفت دَریا۔ یعنی کل مخلوق۔ آشامیدن۔ پینا۔

سنگہا [1] و کافرانِ سنگدل
پتھر اور سنگدل کافر

اندر آیند اندر و خوار و خجل
اس میں ذلیل اور شرمندہ ہو کر داخل ہونگے

ہم نگردد ساکن از چندیں غذا
اسقدر خوراک سے بھی اس کو سکون نہوگا

تا ز حق آید مر اُورا ایں ندا
یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کو یہ ندا آئیگی

سیر گشتی سیر گوید نے ہنوز
تیرا خوب پیٹ بھر گیا وہ کہے گی ابھی نہیں

اِینت آتش اِینت تابش اِینت سوز
زہے آگ، زہے تابش، زہے جلن

عالمے را لُقمہ کرد و در کشید
اُس نے دنیا بھر کو لقمہ بنایا اور نگل گئی

معدہ اش نعرہ زناں ہل من مزید
اُس کا معدہ نعرہ لگا رہا ہے کیا کچھ اور ہے

حق قدم بروے نہد از لامکاں
اللہ تعالیٰ اس پر لا مکاں سے قدم رکھ دیگا

آنگہ اُو ساکن شود از کُن فکاں
اُس وقت ''وہ کُن فکان'' سے ساکن ہو جائیگی

چونکہ جُزو دوزخ ست ایں نفسِ ما
چونکہ ہمارا یہ نفس دوزخ کا حصہ ہے

طبع کُل دارد ہمیشہ جُزو [2] ہا
اور اجزاء ہمیشہ کل کی طبیعت رکھتے ہیں

ایں قدم حق را بُود کورا کُشد
یہ اللہ تعالیٰ ہی کا قدم ہوگا جو اس کی پیاس بجھائے گا

غیر حق کو کہ کمانِ او کشد
سوائے اللہ تعالیٰ کے کون ہے جو اس کی کمان کو کھینچے

در کماں نہند اِلّا تیر راست
کمان میں سیدھا تیر ہی رکھتے ہیں

ایں کماں را باژگوں کژ تیر ہاست
اس کمان کے الٹے ٹیڑھے تیر ہیں

راست شو چوں تیر وارِہ از کماں
تیر کی طرح سیدھا ہو جا، کمان سے چھوٹ جا

کز کماں ہر راست بجہد بیگماں
اس لئے کہ کمان سے یقیناً ہر سیدھا تیر چھوٹ جاتا ہے

چونکہ واگشتم ز پیکارِ بُروں
چونکہ میں ظاہری جنگ سے فارغ ہو گیا ہوں

روئے آوردم بہ پیکارِ دُروں
باطنی جنگ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں

قَدْ رَجَعْنَا مِنْ جِہَادِ الاصغَرِیم
ہم ''واپس ہوئے چھوٹے جہاد سے'' کے مصداق ہیں

بانبی اندر جہادِ اکبریم
نبی کے سہارے جہاد اکبر میں (لگے) ہیں

قوتے خواہم ز حق دریا [3] شگاف
خدا تعالیٰ میں سمندر کو چاک کر دینے والی قوت چاہتا ہوں

تا بسوزن بر کنم ایں کوہِ قاف
تا کہ اس کوہ قاف کو سوئی سے اکھاڑ دوں

سہل شیرے داں کہ صفہا بشکند
وہ شیر (بننا) آسان سمجھ جو کہ صفیں پھاڑ دے

شیر آنست آں کہ خود را بشکند
شیر وہی ہے جو خود کو شکست دیدے

---

[1] سنگہا۔ قرآن پاک میں ہے۔ ''وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ'' جہنم کی خوراک انسان اور پتھر ہوں گے۔ سیر گشتی۔ قرآن پاک میں ہے، اللہ تعالیٰ جہنم سے دریافت فرمائیں گے۔ ''هَلِ امْتَلَأْتِ'' کیا تیرا پیٹ بھر گیا وہ کہیگی ''هَلْ مِنْ مَزِيدٍ'' کیا کچھ اور ہے۔ حق قدم حدیث میں آیا ہے کہ جہنم کا پیٹ نہ بھریگا تب اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھدیں گے اس پر وہ کہیگی کافی ہے کافی ہے کُن فکان۔ ہو جاوہ ہو گیا۔ قرآن پاک میں ہے ''قَضَاهُمْ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا إِنْ يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ'' اس کی شان تو یہ ہے کہ وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو کہتا ہے ہو جاوہ ہو جاتی ہے۔

[2] جُزو ہا۔ لہٰذا نفس کی پیاس بھی محض رب کی تجلی سے بجھ سکتی ہے۔ راست۔ سیدھا۔ باژگوں واژگوں۔ الٹا۔ کژ۔ ٹیڑھا' کز کماں۔ کمان سے ٹیڑھا تیر نہیں چلتا سیدھا تیر خوب چلتا ہے۔ بانبی۔ نبی کے سہارے یعنی ان کی سنت کی پیروی کر کے بعض سختوں میں باجتے ہے۔ یعنی نفس کے بت کے ساتھ جہاد اکبر کر رہے ہیں۔

[3] شگاف پھاڑنا۔ برکنم میں کھود لوں۔ کوہ قاف۔ بلندی اور عظمت میں مشہور تھا۔ تابسوزن۔ انسان کی اپنی قوت سوئی جیسی ہے اور نفس بمنزلہ کوہ قاف کے ہے تو سوئی سے کوہ قاف اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت سے اکھاڑا جا سکتا ہے۔

تا شود شیر خدا از عونِ اُو — وَارہد از نَفس و از فرعونِ[1] اُو
تاکہ اللہ کی مدد سے اللہ کا شیر بنجائے — نفس اور اُس کے فرعون سے نجات پائے

آمدن رسُولِ قیصرِ روم بنزدِ عمر رضی اللہ عنہ برسالت
قیصر روم کے ایلچی کا پیغام لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا

در بیانِ ایں شنو یک قصہ — تا بَری از سِرِّ گفتم حصّہ
اس سلسلہ میں ایک قصہ سن لے — تاکہ تو میری بات کے راز کا ایک حصہ پالے

بَر عمرؓ آمد ز قیصر یک رسول — در مدینہ از بیابانِ نَغول
قیصر کا ایک ایل (حضرت) عمرؓ کے پاس آیا — دور و دراز جنگل سے، مدینہ میں

گفت کُو قصر خلیفہ اے حشم — تا من اسپ و رخت را آنجا کشم
بولا! اے متعلقین خلیفہ کا محل کہاں ہے؟ — تاکہ میں گھوڑا اور سامان وہاں لے جاؤں

قوم گفتندش کہ اُورا قصر نیست — مر عمرؓ را قصر جانِ روشنے ست
لوگوں نے کہا، ان کا کوئی محل نہیں ہے — عمرؓ کا محل تو ان کی روشن جان ہے

گرچہ از میری وُ را آوازہ ایست — ہمچو دُرویشاں مَر اورا کازہ ایست
گرچہ ان کی سرداری کی شہرت ہے — لیکن فقیروں جیسی ان کی جھونپڑی ہے

اے برادر چوں بہ بینی قصرِ اُو — چونکہ در چشم دلت رُستست مُو
اے بھائی! تو اس کا محل کیسے دیکھ سکتا ہے؟ — جبکہ تیرے دل کی آنکھ میں پڑوال اگا ہے

چشمِ دل از مُوئے[2] علت پاک آر — وانگہاں دیدارِ قصرش چشم دار
دل کی آنکھ کو پڑوال سے صاف کر لے — پھر اس کے محل کے دیکھنے کی امید کر

ہر کرا ہست از ہوسہا جانِ پاک — زود بیند حضرت و ایوانِ پاک
جس کی جان ہوسوں سے پاک ہے — وہ دربار اور پاک محل جلد دیکھ لیگا

چوں محمد پاک شد از نار و دود — ہر کجا رُو کرد وَجْہُ اللہ بود
جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آگ اور دھوئیں سے پاک ہوگئے — جس طرف بھی رخ کیا خدا کی ذات تھی

چوں رفیقی وسوسہ بدخواہ را — کے بہ بینی ثم وَجْہُ اللہ را
جبکہ تو دشمن وسوسہ کا دوست ہے — اللہ کی ذات کو کب دیکھ سکتا ہے؟

ہر کرا با شد ز سینہ فتح[3] باب — اُو ز ہر ذرہ ببیند آفتاب
جس کسی کے سینہ کا دروازہ کھل جائے — وہ ہر ذرہ میں آفتاب دیکھے گا

---

[1] فرعون۔ انسان کا نفس پر غلبہ ایسا ہی ہے جیسا کہ موسیٰ کا فرعون پر غلبہ۔ اسی مناسبت سے دریا شگاف قوت کی دعا کی ہے۔ ایں۔ یعنی نفس پر غلبہ۔ قیصر شاہان روم کا لقب ہے۔ کہ نغول عمیق، دراز۔ قصر۔ محل ایوان۔ حشم۔ نوکر چاکر، عوام۔ رخت۔ سامان کشم۔ بَرَم۔ میری۔ سرداری۔ ورا۔ اُورا۔ آوازہ۔ شہرہ۔ کازہ۔ جھپڑیا۔

[2] مُوئے علت۔ بیماری کا بال، یعنی آنکھ میں جو پڑواں پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت دربار، کچہری ایوان محل۔ قلعہ، نار، آگ یعنی خواہشات نفسانی۔ دود۔ دھواں یعنی خواہشات نفسانی کے اثرات۔ وَجْہُ اللہ اللہ کا چہرہ، اللہ کی ذات یہ قرآن پاک کی آیت اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہ "تم جدھر کو رخ کرو وہاں اللہ کی ذات موجود ہے" کی طرف اشارہ ہے۔

[3] فتح۔ کشایش۔ باب۔ دروازہ۔ حق اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ دوسری چیزوں کی عظمت ختم کر دیتا ہے۔ جیسے ستارے چاند کے مشاہدہ کے وقت بے وقعت ہو جاتے ہیں۔

حق پدیدست از میانِ دیگراں — ہمچو ماہ اندر میانِ اختراں
دوسروں کے درمیان اللہ اس طرح روشن ہے — جیسا کہ ستاروں میں چاند

دو [۱] سرِ انگشت بر دو چشم نہ — ہیچ بینی از جہاں انصاف دہ
دو انگلیوں کے سرے دونوں آنکھوں پر رکھ — انصاف کر، دنیا کا تجھے کچھ نظر آتا ہے

ورنہ بینی ایں جہاں معدوم نیست — عیب جز انگشت نفسِ شوم نیست
اگر تو نہیں دیکھتا ہے یہ دنیا تو معدوم نہیں ہے — منحوس نفس کی انگلی کے علاوہ کوئی عیب نہیں ہے

تو ز چشم انگشت را بردار ہیں — وانگہا نے ہر چہ میخواہی ببیں
خبردار ! آنکھ سے انگلی ہٹا لے — پھر تو جو کچھ چاہتا ہے، دیکھ

نوح را گفتند امت کُو ثواب — گفت اُوز انسوئے وَاستَغشَوا ثیاب
"امت نے نوح (علیہ السلام) سے کہا ثواب کہاں — اس نے کہا واستغشو اثیا بہم کے اس طرف ہے

رُو و [۲] سَر در جامہا پیچیدہ اید — لا جَرم بادیدہ و نا دیدہ اید
تم نے منہ اور سر کپڑوں میں لپیٹ رکھا ہے — لا محالہ آنکھ والے ہو کر (بھی) نابینا بنے ہو

آدمی دیدست باقی پوست ست — دید آنست آنکہ دید دوست ست
آدمی تو بینائی ہے، باقی کھال ہے — دید تو دراصل محبوب کی دید ہے

چونکہ دید دوست نہ بُوَد کور بہ — دوست کُو باقی نبا شد دور بہ
جبکہ دوست کا دیدار نہو اندھا ہونا اچھا ہے — جو دوست باقی رہنے والا نہو اس کا دور ہونا اچھا یہ ہے

چوں رسولِ روم ایں الفاظ تَر — در سماع آورد، شد مشتاق تر
جب روم کے ایلچی نے یہ تر و تازہ لفظ — سنے، تو وہ زیادہ مشتاق ہو گیا

دیدہ را بر جُستن [۳] عُمَر گذاشت — رخت راو اسپ را ضائع گذاشت
آنکھیں حضرت عمرؓ کے ڈھونڈنے پر لگا دیں — سامان اور گھوڑے کو بغیر حفاظت کے چھوڑ دیا

ہر طرف اندر پئے آں مردِ کار — میشد ے پرسانِ اُو دیوانہ وار
اُس مردکار کی تلاش میں ہر طرف — دیوانوں کی طرح پوچھتا پھرتا

کایں چنیں مَردے بُوَد اندر جہاں — وز جہاں مانندِ جاں باشد نہاں
کہ ایسا آدمی بھی دنیا میں ہو گا — جو جان کی طرح دنیا سے پوشیدہ ہو

جُست اُو را تا ش چوں بندہ بُوَد — لاجَرَم جوینده یا نبده بُوَد
ان کو ڈھونڈا تا کہ انکا غلام جیسا ہو جائے — لا محالہ تلاش کرنیوالا، پالنے والا ہوتا ہے

---

۱ دُوسرا انگشت۔ اگر کوئی شخص آنکھیں بند کر لے تو دنیا کی کوئی چیز اس کو نظر نہ آئے گی لیکن چیزیں معدوم نہیں ہیں اسی طرح دل کی آنکھیں اگر بند ہوں تو مشاہدہ حق نہو گا لیکن وہ موجود ہے اِستَغشَوا ثیابَھُم۔ انہوں نے اپنے کپڑے اپنے اوپر ڈھانپ لئے۔ قرآن پاک میں یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا حال بیان کیا گیا ہے کہ ان کی دعوت پر انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے اوپر کپڑے اوڑھ لئے تا کہ نہ ان کی بات سن سکیں نہ ان کو دیکھ سکیں، حضرت نوح کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تک تمہارا کفر ہے ثواب کہاں نظر آئیگا۔

۲ رُو۔ منہ۔ جامہ۔ کپڑا۔ لا جَرم۔ لا محالہ۔ دیدہ آنکھ۔ آدمی۔ یعنی اگر آدمی حقیقت کا ادراک نہ کرے وہ آدمی کہلانے کا مستحق نہیں ہے اور ادراک بھی محبوب حقیقی سے متعلق ہو۔ کور بہ۔ یعنی اس آدمی کا اندھا ہونا اچھا ہے جو محبوب کا دیدار نہ کرے اور قائل محبت فانی کائنات نہیں ہے۔ تر۔ پر مغز و تازہ۔

۳ عُمَر۔ صحیح تلفظ عین کے ضمہ اور میم کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ لیکن ضرورت شعری کی وجہ سے میم مشدد کر دیا گیا ہے۔ ضائع۔ گم بے حفاظت۔ جاں۔ روح کے فضائل معنوی ہیں تو وہ ادراک سے بالاتر ہیں۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے فضائل۔ تاش۔ تا کہ اورا۔

یافتنِ رسُولِ قیصرِ روم عمرؓ راخفتہ در زیرِ درختِ خُرما

قیصر روم کے ایلچی کا حضرت عمرؓ کو کھجور کے درخت کے نیچے سوتا ہوا پانا

دیدا عرابی[1] زنے اُورا دخیل — گفت عمرؓ نک بزیر آں نخیل

ایک بدو عورت نے اس کو اجنبی دیکھ کر — کہا یہ عمرؓ اس کھجور کے نیچے ہیں

زیرِ خرما بُن زَخلقاں اُوجدا — زیرِ سایہ خفتہ بیں سایہ خدا

کھجور کے درخت کے نیچے مخلوق سے جدا — خدا کے سایہ کو سایہ میں سوتا دیکھ

آمد اُوآنجاوَاز دورایستاد — مَرْعمرؓ رادیدو درلرزہ فتاد

وہ اس جگہ آیا اور دور کھڑا ہو گیا — (حضرت) عمرؓ کو دیکھا اور کپکپی میں مبتلا ہو گیا

ھیبئے زاں خُفتہ آمد بررسول — حالتے خوش کرد بر جانش نزول

ایلچی پر اس سوتے ہوئے کی ہیبت طاری ہو گئی — ایک اچھی حالت اس کی جان پر نازل ہو گئی

مِہر و ہیبت ہست ضد یک دگر — ایں دو ضدرا جمع دیداندر جگر

محبت اور ہیبت ایک دوسرے کی ضد ہیں — ان دو ضدوں کو اس نے اپنے جگر میں جمع دیکھا

گفت باخود من شہانرادیدہ ام[2] — پیشِ سلطاناں خوش وبگزیدہ ام

اپنے سے بولا میں نے بادشاہوں کو دیکھا ہے — میں بادشاہوں کے سامنے مطمئن و برگزیدہ رہتا ہوں

از شہانم ہیبت و ترسے نبُود — ہیبت اِیں مَرد ہوشم در ربُود

بادشاہوں کی مجھ پر کوئی ہیبت اور خوف نہ تھا — اس شخص کی ہیبت نے میرے حواس گم کر دئے

رفتہ ام دربیشہ شیرو پلنگ — روئے من زایشاں نگردایندرنگ

میں شیر اور تیندوے کی جھاڑی میں گیا ہوں — میرے چہرے کا ان سے رنگ نہیں بدلا

بس شدم من درمصاف وکارزار — ہمچو شیر آندم کہ باشد کارزار

میں بہت سے معرکوں اور جنگوں میں گیا ہوں — شیر کی طرح، جبکہ کام سخت ہو

بس کہ خوردم بس زدم زخمِ گراں — دل قوی تربودہ ام ازدیگراں

بہت سے بھاری زخم کھائے اور بہت سے لگائے — اور دوسروں سے قوی دل رہا ہوں

بے سَلاح ایں مردِ خفتہ برزمیں — من بہفت[3] اَندام لرزاں چیست ایں

یہ شخص بغیر ہتھیاروں کے زمین پر سویا پڑا ہے — میں ساتوں، اعضا سے لرز رہا ہوں یہ کیا ہے؟

ہیبتِ حق ست ایں از خلق نیست — ہیبتِ اِیں مَردِ صاحب دلق نیست

یہ خدا کی ہیبت ہے، مخلوق کی نہیں ہے — اس گدڑی پوش انسان کی ہیبت نہیں ہے

---

[1] اعرابی۔ بدو۔ دخیل۔ اجنبی۔ نخل۔ کھجور کا درخت۔ خلقاں۔ خلق کی جمع، مخلوق۔ سایہ خدا منصف حاکم خدا کا سایہ ہے نزول یعنی ایلچی کے دل میں ایک عجیب خوشکن کیفیت پیدا ہو گئی۔ مہر۔ یعنی ایلچی کے دل میں حضرت عمر کی محبت بھی پیدا ہوئی اور خوف بھی۔ باخود۔ اپنے دل میں۔

[2] بگزیدہ۔ برگزیدہ۔ بیشہ۔ درندے کے رہنے کی جھاڑ۔ پلنگ۔ تیندوا۔ مَصاف۔ صف بندی کی جگہ، کارزار۔ کام کی جگہ۔ کارزار۔ کام کی جگہ۔ زار۔ خراب سلاح۔ ہتھیار۔

[3] ہفت اَندام۔ سات اعضاء سر۔ سینہ۔ پشت دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں دلق۔ گدڑی۔ صاحب دلق کملی والا فقیر۔

ہر کہ۔ شعر
تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد بحکم تو ہیچ
جست۔ یعنی سو کر اٹھے۔ خدمؓ۔ ادب، تعظیم۔ پیغمبر۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ السَّلامُ قَبلَ الکَلامِ سلام، بات چیت سے پہلے ہے علیک، یعنی وعلیکم السلام ہر کہ۔ یعنی جو شخص خدا سے ڈرتا ہے۔ اس کو طمانیت حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر کسی چیز کا اس کو خوف نہیں رہتا۔ ہے۔ نزل۔ مہمانی کا کھانا۔ درخور۔ لائق۔ خائف۔ خوفزدہ

۲ خاطر ویران۔ شکستہ دل۔ دل آزار فتہ۔ گھبرایا ہوا۔ دقیق۔ باریک نعم الرفیق۔ اچھا ساتھی۔ ابدال۔ اولیاء اللہ کی ایک مخصوص جماعت ہے یہاں مطلقاً اولیاء اللہ مراد ہیں۔ مقام۔ وہ باطنی کیفیت ہے جو شریعت پر عمل کرنے اور کسب و ریاضت سے حاصل ہوتی ہے حال۔ قلبی کیفیت ہے جو بلا کسب کے پیدا ہوتی ہے جیسے شوق استغراق چنانچہ مشہور مقولہ ہے۔ المقامات مکاسب والاحوال مواہب یعنی مقامات، کسب سے حاصل کئے جاتے ہیں اور احوال خدا کی دین ہیں۔

۳ جلوہ۔ نمائش۔ حسن۔ ناز و کرشمہ دکھانا۔ زیبا۔ خوبصورت۔ عروس۔ دلہن۔ دولھا۔ مقام۔ ایک مستقل کیفیت ہے لہٰذا اس کو دلہن کے ساتھ خلوت سے تشبیہ دے ہے اور حال ایک زوال پذیر کیفیت ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کو جلوہ قرار دیا ہے۔

ہر کہ ترسید از حق و تقویٰ گزید
جو اللہ (تعالیٰ) سے ڈرا اور اس نے تقویٰ اختیار کیا

ترسد از وے جن و انس ہر کہ دید
اس سے جن اور انسان اور جو بھی اس کو دیکھے ڈرتا

اندریں فکرت بحرمت دست بست
اسی فکر میں وہ ادب سے دست بستہ ہوا

بعد یک ساعت عمر از جائے جست
ایک گھنٹہ بعد (حضرت) عمرؓ جگہ سے اٹھے

کرد خدمت مر عمرؓ را او سلام
اُس نے (حضرت) عمرؓ کی تعظیم کی اور سلام کیا

گفت پیغمبرؐ سلام آنگہ کلام
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے پہلے سلام پھر کلام

پس علیکش گفت و اورا پیش خواند
پھر (حضرت عمرؓ نے) اس کو وعلیک کہا اور آگے بلایا

ایمنش کردو بنزدِ خود نشاند
اُس کو مطمئن کیا اور اپنے پاس بٹھایا

ہر کہ ترسد مر ورا ایمن کنند
جو ڈرتا ہے اس کو مطمئن کرتے ہیں

مردِ دل ترسندہ را ساکن کنند
جس کا دل ڈرے اس کو تسکین دیتے ہیں

لا تخافوا ہست نُزُلِ خائفاں
ڈرنے والوں کی مہمانی کا کھانا "نہ ڈرو" ہے

ہست درخور از برائے خائف آں
اور اس سے ڈرنے والوں کے لائق (خوشخبری) ہے

آنکہ خوفش نیست چوں گوئی مترس
جس کو ڈر نہو اس کو "نہ ڈر" تو کیسے کہے گا؟

درس چہ دہی نیست اُو محتاجِ درس
سبق کیا سکھاتا ہے وہ سبق کا ضرورتمند نہیں ہے

خاطر ۲ ویرانش را آباد کرد
اس کی برباد طبیعت کو آباد کر دیا

آں دل از جا رفتہ را دلشاد کرد
اُس گھبرائے ہوئے کو خوش کر دیا

سخن گفتن عمرؓ با رسولِ قیصر روم و سوالِ رسولِ قیصرِ روم با عمرؓ

حضرت عمرؓ کا قیصر روم کے ایلچی سے بات کرنا اور روم کے ایلچی کا حضرت عمرؓ سے سوال کرنا

بعد ازاں گفتش سخنہائے دقیق
اُس کے بعد انہوں نے اس سے باریک باتیں کیں

در صفاتِ پاکِ حق نعم الرفیق
اللہ پاک کی صفات کے بارے میں جو بہترین رفیق ہے

وز نوازشہائے حق ابدال را
اور اولیاء پر اللہ تعالیٰ کی نوازشوں کے بارے میں

تا بد انداُو مقام و حال را
تاکہ وہ مقام اور حال کو سمجھ جائے

حال چوں ۳ جلوہ ست ناں زیبا عروس
حال، گویا اس حسین دلہن کا جلوہ ہے

ویں مقام آں خلوت آمد با عروس
اور مقام، دلہن کے ساتھ خلوت ہے

جلوہ بیند شاہ و غیرِ شاہ نیز
جلوہ تو شاہ اور شاہ کے غلام (بھی) دیکھتے ہیں

وقتِ خلوت نیست جز شاہِ عزیز
لیکن خلوت کے وقت بادشاہ کے سوا کوئی نہیں ہوتا ہے

جلوۂ کرد عام و خاصاں را عروس
دلہن عوام اور خواص کو جلوہ دکھاتی ہے

خلوت اندر شاہ باشد با عروس
دلہن کے ساتھ خلوت میں (صرف) بادشاہ ہوتا ہے

ہست بسیار اہلِ حال از صوفیاں
صوفیوں میں اہلِ حال بہت ہیں

نادِرست اہل مقام اندر میاں
اُن میں صاحب مقام کم ہیں

از منازلہائے جانش یاد داد
اُس کو جان کی منزلیں بتلائیں

وز سفر ہائے رَوانش یاد داد
اور اُس کو روح کے سفر یاد دلائے

وز زمانے کز زماں خالی بُدست
اُس زمانہ کی یاد دلائی جو (قید) زماں سے خالی تھا

وز مقام قُدس کا جلالی شد ست
اور اُس مقام قُدس کی جو جلالی ہے

وز ہوائے کاندر آں مرغ رُوح
اور اس ہوا کی جس میں روح کے سیمرغ نے

پیش ازیں دیدست پروازِ فتوح
اس سے پہلے خوشی کی پرواز دیکھی ہے

ہر یکے پروازش از آفاق بیش
اُس کی ہر ایک پرواز عالم سے بڑھی ہوئی تھی

وز امید و نہمتِ مشتاق بیش
مشتاق کی امید اور قصد سے بڑھی ہوئی تھی

چوں ۲ عمرؓ اغیار رُو را یار یافت
جب (حضرت) عمرؓ نے بیگانہ صورت کو یار پایا

جانِ اُورا طالب اَسرار یافت
اور اس کی طبیعت کو اسرار کا طالب پایا

شیخ کامل بود و طالِب مُشتہی
شیخ کامل تھا، اور طالب پُر شوق

مَردِ چابک بود و مَرکب درگہی
سوار ہوشیار تھا اور سواری تیار

دید آں مُرشد کہ او را رشاد داشت
مرشد نے دیکھا کہ وہ استعداد رکھتا ہے

تخم پاک اندر زمین پاک کاشت
پاک بیج پاک زمین میں بو دیا

مَرد گفتش کاے امیر المومنین
(اُس) شخص نے اُنسے کہا، اے امیر المومنین

جاں زبالا چوں در آمد بر زمیں
روح (عالم) بالا سے زمین پر کیوں آ گئی؟

مُرغ بے اندازہ چوں شد در قفس
لا تعداد پرندے پنجرے میں کیسے آ گئے

گفت حق بر جاں فسوں خواند و قصص ۳
اُنہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے روح پر افسوں اور فسانے پڑھے

بر عدمہا کاں ندارد چشم و گوش
وہ معدوم جو آنکھ اور کان نہیں رکھتے

چوں فسوں خواند ہمی آید بجوش
جب وہ ان پر افسوں پڑھتا ہے وہ جوش میں آ جاتے ہیں

از فسونِ اُو عدمہا زود زود
اُس کے افسوں سے معدوم چیزیں جلد جلد

خوش معلّق میزند سوئے وجود
وجود کی جانب قلا بازیاں کھاتی ہیں

۱ جلوہ۔ یعنی اہل حال کے آثار ہر کس و ناکس پر ظاہر ہو جاتے ہیں، صاحب مقام کی کیفیت عوام سے پوشیدہ رہتی ہے۔ منازلہائے۔ روح کی منزلیں یہی ہیں کہ وہ پہلے مجرد تھی۔ پھر عالم مثال میں آئی پھر عالم خلق یعنی ناسوت میں آئی اس کے بعد جسم سے جدا ہو کر عالم برزخ میں جائیگی پھر حشر میں اس جسم سے متعلق ہو جائے گی۔ وز زماں۔ زمانہ مخلوق اور حادث ہے۔ اس سے پہلے ایک ایسی حالت تھی جو زمانہ سے خالی تھی۔ مقام قدس۔ عالم جبروت یعنی مرتبہ صفات الہیہ۔ فتوح کشائش۔ امنگ، شوق آفاق۔ اطراف عالم نہمت۔ خواہش، حرص

۲ چوں عمر۔ یہ شرط ہے جزاء تیسرے شعر کا دوسرا مصرع ہے مشتہی شائق چابک۔ چالاک۔ درگہی۔ درگاہ میں حاضر۔ ارشاد کا معنی، صلاحیت۔ مرد۔ یعنی اپنی۔ امیر المومنین ایمان والوں کے سردار یعنی حضرت عمرؓ بالا۔ یعنی عالم امر۔ زمین۔ یعنی عالم خلق۔ بے اندازہ۔ روح مادہ پاک ہے۔ لہٰذا اس کو بیمقدار کہا ہے قفس۔ پنجرا، یعنی جسم انسانی فسون افسون۔

۳ قصص۔ قصہ کی جمع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو کلمہ "کُن" ہو جا فرمادیا جواب کا مطلب یہ ہے کہ روح کا عالم خلق میں آنا۔ اس کا اختیاری فعل نہیں ہے۔ عدمہا یعنی معدوم۔ چیزیں معلق وزن۔ قلابازی کھانا اچھلنا کودنا۔ سوال کردن رسول از امیر المومنین۔

باز بر موجود افسونے چو خواند
پھر جب موجود پر اُس نے افسوں پڑھا

زود اُورا در عدم دوا سپہ[1] راند
جلد اُس کو عدم میں تیز دوڑا دیا

گفت با جسم آیتے تا جاں شد اُو
جسم کو کوئی آیت سنا دی تو وہ جان بنگیا

گفت با خورشید تا رخشاں شد اُو
سورج سے کہا، تو وہ چمکدار ہو گیا

باز در گوشش دمد نکتہ مخوف
پھر اس کے کان میں کوئی خوفناک نکتہ پھونک دیا

در رُخ خورشید اُفتد صد کسوف
تو سورج کے رخ میں سو گرہن آ گئے

گفت در گوشِ گل و خندانش کرد
پھول کے کان میں کچھ کہا، اُس کو شگفتہ کر دیا

گفت با لعلِ خوش و تابانش کرد
خوبصورت لعل سے کچھ کہا اور اُس کو چمکدار بنا دیا

تا بگوشِ خاک حق چہ خواندہ است
(معلوم نہیں) زمین کے کان میں کیا پھونک دیا ہے؟

گو مُراقب گشت و خامش ماندہ است
کہ وہ منتظر اور خاموش ہو گئی ہے

تا بگوشِ ابر آں گویا چہ خواند
(نہ معلوم) اس بولنے والے نے بادل کے کان میں کیا کہا ہے؟

گو چو مشک از دیدۂ خود آب راند
کہ اُسے مشک کی طرح اسی آنکھ سے پانی بہا دیا

در تردّد دہر کہ اُو آشفتہ است
جو شخص تردد میں پریشان ہے

حق بگوشِ اُو مُعمّا گفتہ است
اللہ تعالیٰ نے اس کے کان میں کوئی معما کہا ہے

تا کند محبوسش اندر دو گماں
تاکہ اس کو دو گمانوں میں مبتلا کر دے

آں کنم گو گفت یا خود ضدّ آں
وہ کروں جو (فلاں نے) کہا یا اس کی ضد

ہم زحق ترجیح[2] یابد یک طرف
پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جانب کا رجحان پایا ہے

زاں دو یک را برگزیند راں کنف
اُس طرف سے دونوں میں سے ایک کو اختیار کرتا ہے

گر نخواہی در تردد ہوشِ جاں
اگر تو جان کے ہوش کو تردد میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا ہے

کم فشار ایں پنبہ اندر گوشِ جاں
اس روئی کو جان کے کان میں نہ ٹھونس

پنبۂ وسواس بیروں کن زگوش
وسوسہ کی روئی کو کان سے نکال دے

تا بگوشت[3] آید از گردوں خروش
تاکہ آسمان سے آواز تیرے کان میں آئے

تا کنی فہم آں معما ہاش را
تاکہ تو اس کے ان معموں کو سمجھ لے

تا کُنی اِدراک رمز و فاش را؟
تاکہ تو واضح بات اور اشاروں کا ادراک کر سکے

پس محلِ وحی گردد گوشِ جاں
پھر جان کا کان وحی کی جگہ بنجاتا ہے

وحی چہ بُود گفتن از حسِّ نہاں
وحی کیا ہوتی ہے؟ پوشیدہ حس کی گفتگو ہے

---

[1] سپہ۔ تیز رفتار، جو باری باری دو گھوڑوں سے سفر کریگا جلد منزل مقصود پر پہنچ جائیگا۔ جسم جسم۔ جسم کا زندہ ہونا اور سورج کا چمکنا اس کے حکم سے ہے کسوف۔ گرہن، حدیث میں ہے کہ چاند اور سورج کا گرہن کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ اللہ کی آیتیں یعنی علامتیں ہیں جن سے اللہ اپنے بندوں کو تنبیہ کرتا ہے۔ مراقب مراقبہ کرنیوالا، منتظر، گردن جھکانے والا۔ گویا۔ گفتن سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ تراوٗ۔ کسی کام کے کرنے نہ کرنے کا فیصلہ نہ کر سکنا۔ مُعَمّہ۔ اندھا بنایا ہوا، چھپایا ہوا، وہ کلام جس کا مطلب پوشیدہ کر دیا گیا ہو۔ محبوس۔ پابند قید ی۔ گو۔ کہ اُو۔

[2] ترجیح۔ دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنا۔ طرف۔ شق، فریق، جانب۔ کنف۔ کنارہ، طرف ہوش جاں۔ روحانی زندگی۔ وسواس۔ یعنی مشاغل دنیوی۔

[3] تا بگوشت۔ یعنی انسان جب دنیاوی مشاغل چھوڑ دیتا ہے۔ اس کو ملاء اعلیٰ سے مناسبت ہو جاتی ہے۔ وحی۔ اس سے مراد الہام ہے جو غیر نبی کی بھی ہوتا ہے۔

گوشِ جان و چشمِ جاں جز این حس ست
جان کے کان اور آنکھ اس حس کے علاوہ ہیں

گوشِ عقل و چشمِ ظن زاں مفلس ست
عقل کا کان اور گمان کی آنکھ اس سے خالی ہے

لفظِ جبرم عشق را بے صبر کرد
جبر کے لفظ نے میرے عشق کو بے قرار کر دیا

وانکہ عاشق نیست حبسِ جبر کرد
جو عاشق نہیں ہے اس کو جبر کا قیدی بنا دیا

ایں معیت با حق ست و جبر نیست
یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معیت ہے اور جبر نہیں ہے

ایں تجلّی مہ ست ایں ابر نیست
یہ چاند کی تجلی ہے، ابر نہیں ہے

ور بُوَد ایں جبر جبر عامہ نیست
اگر یہ جبر ہے تو عوام کا جبر نہیں ہے

جبر آں امارہ خود کامہ نیست
خود غرض (نفس) امارہ کا جبر نہیں ہے

جبر را ایشاں شناسند اے پسر
اے بیٹا! جبر کو وہی پہچانتے ہیں

کہ خدا بکشاد شاں در دل بصر
جن کے دل کی آنکھ خدا نے کھول دی ہے

غیب و آئندہ بر ایشاں گشت فاش
غیب اور آنیوالی چیزیں ان پر منکشف ہوگئی ہیں

ذکرِ ماضی پیشِ ایشاں گشت لاش
گزشتہ کی یاد تو ان کے لئے کچھ بھی نہیں

اختیار و جبرِ ایشاں دیگر ست ۲
ان کا اختیار اور جبر دوسرا ہی ہے

قطرہا اندر صدفہا گوہر ست
صدفوں میں قطرے گوہر ہیں

ہست بیروں قطرۂ خورد و بزرگ
باہر وہ چھوٹے اور بڑے قطرے ہیں

در صدف دُرہائے خورد ست و سترگ
لیکن صدف میں وہ چھوٹے اور بڑے موتی ہیں

طبعِ ناف آہوست آں قوم را
اس قوم کی طبیعت ہرن کا نافہ ہے

از بروں خوں وز دروں شاں مُشکہا
باہر خون ہے اور ان کے اندر مُشک ہے

تو مگو گیں ۳ نافہ بیروں خوں بُوَد
تو نہ کہہ کہ یہ نافہ باہر خون ہوتا ہے

چوں بُوَد در ناف نا مُشکے چوں شود
جب ناف میں جاتا ہے مُشک کیوں بنجاتا ہے

تو مگو کایں مسِ بروں بُد محتقر
تو نہ کہہ کہ یہ تانبا باہر ناچیز تھا

در دلِ اکسیر چوں گشت ست زر
اکسیر کے دل میں پہنچ کر سونا کیسے بنگیا؟

اختیار و جبر در تو بُد خیال
اختیار اور جبر تجھ میں ایک خیال تھا

چوں در ایشاں رفت شد نورِ جلال
جب ان میں پہنچا تو نورِ جلال بن گیا

نان چوں در سُفرہ است او باشد جماد
روٹی جب تک دسترخوان میں ہے وہ بے روح ہے

در تنِ مردم شود اُو روحِ شاد
انسان کے جسم میں پہنچ کر وہ بشاش روح بنجاتی ہے

۱ گوشِ جاں۔ روح کے کان اور آنکھ جسم کے کان اور آنکھ کے علاوہ ہیں نیز وہ عقل کے کان اور گمان کی آنکھ سے بھی جداگانہ ہیں۔ جبر۔ یعنی جب یہ بات سمجھ میں آگئی کہ مطلق اختیار صرف ذاتِ باری کو حاصل ہے تو میرے عشق میں اور اضافہ ہو گیا جو عبادت اور ریاضت کے اضافہ کا متقاضی ہے۔ جو لوگ عشق سے خالی ہیں وہ جبر کے معنی مجبورِ محض کے لیکر عبادات کو ترک کر بیٹھے ہیں۔ معیت با حق جب ذاتِ باری سے تعلق قائم ہو جاتا ہے تو وہ اس کو ہی متصرف حقیقی سمجھتا ہے لیکن اس کو جبر کہنا غلطی ہے۔ عامہ۔ عام لوگ۔ امارہ یعنی وہ نفس جو برائی پر آمادہ کرتا ہے رہتا ہے۔ خود کامہ۔ خود غرض۔ نیست۔ یعنی اگر کوئی اللہ کے کامل اختیار کو جبر کے ساتھ تعبیر کر دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ آئندہ مستقبل۔ فاش۔ ظاہر۔ لاش۔ لاشی غیر موجود۔

۲ دیگر ست۔ عارفین کا جبر مزید عشق و اطاعت کا سبب ہے عوام کو جو جبر کے معنی لیتے ہیں وہ شرعی احکام کے معطل ہو جانیکا باعث ہے۔ قطرہا۔ جبر محمود اور جبر مذموم کو چند مثالوں سے سمجھایا ہے۔ پہلی مثال پانی کے قطروں کی ہے کہ وہ صدف سے باہر معمولی قطرات ہیں صدف میں پہنچ کر قیمتی موتی بنجاتے ہیں۔ اسی طرح عارفین میں جبر کی کیفیت موجب خیر ہے۔ سترگ موٹا۔

۳ تو مگو۔ دوسری مثال نافہ کی ہے کہ وہ باہر خون ہے ہرن کی ناف میں پہونچ کر شک بنجاتا ہے۔ مس۔ تیسری مثال تانبے کی ہے جو اکسیر میں داخل ہو کر خالص سونا بنجاتا ہے۔ بد خیال۔ عوام میں جبر کے معنی محض ایک خیال ہیں عارفین میں وہ نور بنجاتا ہے۔ نان۔ چوتھی مثال روٹی کی ہے دسترخوان میں وہ ایک بے جان چیز ہے انسانی بدن میں پہنچ کر وہ روح بنجاتی ہے۔

در دِلِ سُفرہ[1] انگشتہ مُستحیل
دستر خوان میں وہ متغیر نہیں ہوتی ہے

مُستحیلش جاں کُند از سلسبیل
روح اُس کو سلسبیل کے ذریعہ متغیر کرتی ہے

قوتِ جان ست ایں اے راست خواں
اے سچی بات پڑھنے والے! یہ روح کی طاقت ہے

تا چہ باشد قوتِ آں جانِ جاں
تو روح کی روح کی کیا طاقت ہوگی؟

نان ست قُوتِ تن ولیکن در نگر
اے بیٹا! روٹی بدن کی غذا ہے، لیکن غور کر

تا چہ قُوتِ جانش باشد اے پسر
اس کی روح کی غذا کیا ہو گی؟

گوشت پارہ آدمی از زورِ جاں
آدمی جو گوشت کا ٹکڑا ہے، جان کے زور سے

می شگافد کوہ را با بحر و کاں
پہاڑ کو مع سمندر اور کان کے پھاڑ دیتا ہے

زورِ جانِ کوہکن شَقَّ الحَجَر
کوہکن کی جان کے زور نے پتھر پھاڑا

زورِ جانِ جاں در اِنشَقَّ القمر
جان کی جان کا زور انشق القمر میں ہے

گر کشاید دِل سَر اَنبان راز
اگر دل راز کے تھیلے کا منہ کھولدے

جاں بسوئے عرش سازد وتر کتاز
جان، عرش کی جانب دوڑ جائے

گر زباں گوید ز اسرارِ نہاں
اگر زبان چھپے راز کہدے

آتش[2] افروزد بسوزد ایں جہاں
آگ لگا دے (اور) اس جہان کو جلا دے

اضافت کردن آدم علیہ السّلام زلّت خود را بجویش کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا

حضرت آدم علیہ السلام کا اپنی لغزش کو اپنی طرف منسوب کرنا کہ اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا

واضافت کردن ابلیس بحق تعالیٰ کہ رَبِّ بِمَا اَغْوَیْتَنِیْ

اور شیطان کا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا کہ اے میرے رب مجھے تو نے کیوں گمراہ کیا

فعلِ حق و فعلِ ماہر دو ببیں
اللہ کے فعل اور ہمارے فعل دونوں کو دیکھ

فعلِ ما را ہست داں پیدا ست ایں
ہمارے فعل کو تو موجود سمجھ، یہ ظاہر ہے

گر نباشد فعلِ خَلق اندر میاں
اگر مخلوق کا فعل موجود نہو

پس مگو کس را چرا کردی چناں
تو کسی کو نہ کہہ کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟

خَلقِ حق اَفعالِ ما را مُوجد ست
اللہ کی آفرینش ہمارے افعال کی موجد ہے

فعلِ ما آثارِ خَلق ایزد ست
ہمارے فعل اللہ کی آفرینش کے نتیجے ہیں

لیک ہست ایں فعلِ ما مختار[3] ما
لیکن ہمارا یہ فعل ہمارے اختیار میں ہے

زو جزا گہ مارِ ما گہ یارِ ما
اس کی جزا کبھی ہمارے سانپ ہے اور کبھی ہماری دوست ہے

---

[1] سُفرہ۔ دستر خوان۔ مُستحیل متغیر ہو جانیوالا۔ جاں۔ روح حیوانی۔ سلسبیل۔ جنت کا چشمہ ہے۔ یہاں بدن کی قوت محللہ مراد ہے جانِ جاں روحِ انسانی، کیونکہ وہ روح حیوانی جسم سے متعلق ہے۔ نان۔ روٹی روحِ حیوانی کی غذا ہے روحِ انسانی کی غذا علوم و معارف ہیں کوہکن۔ پہاڑ کھودنے والا، فرہاد جو شیریں کا عاشق تھا جس نے شیریں سے وصال کے شوق میں پہاڑ کھود ڈالا تھا لیکن نامُراد مَرا۔ اِنشَقَّ القمر۔ چاند پھٹ گیا، آنحضورؐ کے معجزہ شق القمر کی طرف اشارہ ہے کہ روح انسانی کی طاقت یہ کام کر ڈالتی ہے۔ انبان۔ تھیلا۔ ترکتاز۔ لوٹ مار۔

[2] آتش افروز دبسوز۔ پوشیدہ اسرار کے بیان کو عوام نہ سمجھیں گے تو عالم کے فساد کا سبب بنجائے گا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا۔ اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا قرآن پاک میں یہ حضرت آدم کا قول نقل کیا گیا ہے اس میں انہوں نے اپنی خطا کو اپنی طرف منسوب کیا۔ رَبِّ بِمَا اَغْوَیْتَنِیْ اے رب تو نے مجھے کس سبب سے گمراہ کیا یہ قرآن نے شیطان کا قول نقل کیا ہے اس میں شیطان نے گمراہ کرنیکی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی ہے۔

[3] مختار۔ پسند کرنیوالا پسندیدہ۔ مار۔ سانپ یعنی جزا بصورت عذاب ہوگی۔ یار۔ دوست۔ یعنی جزاء ہمارے لئے پسندیدہ ہوگی۔

زانکہ[1] ناطق حرف بیند یا غرض — کے شود یک دم مُحیط دو عَرض
اسلئے کہ بولنے والا یا حرفوں کو دیکھتا ہے، یا مطلب کو — ایکدم دو حالتوں پر کیسے حاوی ہو سکتا ہے؟

گر بمعنیٰ رفت شد غافل ز حرف — پیش و پسِ یکدم نہ بیند ہیچ طرف
اگر معنیٰ کی طرف گیا، حروف سے غافل ہوا — کوئی آنکھ ایکدم آگے اور پیچھے نہیں دیکھ سکتی

آں زماں کہ پیش بینی آں زماں — تو پس خود کے بہ بینی این بداں
جس وقت تو آگے دیکھتا ہے، اس وقت — تو اپنے پیچھے کب دیکھ سکتا ہے، یہ سمجھ لے

چوں محیطِ حرف و معنیٰ نیست جاں — چوں بُوَد جان خالق ایں ہر دو آں
جب ایک جان حروف اور معنیٰ پر حاوی نہیں ہو سکتی ہے — تو جان دونوں کی خالق کیسے ہو سکتی ہے؟

حق محیطِ جملہ آمد اے پسر — واندارد کارش از کارِ دگر
اے بیٹا! اللہ سب پر حاوی ہے — اس کو ایک کام دوسرے کام سے نہیں روکتا ہے

گفتِ ایزد جانِ ما را مست کرد — چوں نداند آنکہ را خود ہست کرد
اللہ کے قول نے ہماری جان کو مست کر دیا — جس کو اس نے پیدا کیا ہے وہ اس کو کیوں نہ جانیگا؟

گفتِ شیطان کہ بِمَا اَغْوَیْتَنِیْ — کرد فعلِ خود نہاں دیو دنی
شیطان نے کہا کہ مجھے کیوں گمراہ کیا؟ — کمینے شیطان نے اپنے فعل کو چھپا لیا

گفت آدم کہ ظَلَمْنَا نَفْسَنَا — او ز فعلِ خود نَبُد غافل چو ما
آدم (علیہ السلام) نے کہا ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا — وہ اپنے فعل سے ہماری طرح غافل نہ تھے

در گنہ اُو از ادب پنہانش کرد — زاں گنہ بر خود زدن اُو بر بخورد
انہوں نے گناہ (کے معاملہ) پر ادب کی وجہ سے اس اللہ کے فعل کو چھپایا — اپنے اوپر گناہ لے لینے سے انہوں نے پھل کھایا

بعدِ توبہ گفتش اے آدم نہ من — آفریدم در تو آں جُرم و محن
توبہ کے بعد انسے کہا اے آدم! کیا میں نے نہیں — پیدا کیا تھا تجھ میں وہ جرم اور مصیبتیں

نے کہ تقدیر و قضائے من[3] بُداں — چوں بوقتِ عذر کردی آں نہاں
کیا وہ میری تقدیر اور قضا نہ تھی؟ — تو نے عذر کے وقت اس کو کیوں چھپایا؟

گفت ترسیدم ادب نگذاشتم — گفت من ہم پاس آنت داشتم
حضرت آدمؑ نے کہا میں ڈرا، ادب کو نہ چھوڑا — (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا میں نے بھی تیرے لئے اس کا لحاظ رکھا

ہر کہ آرد حُرمت اُو حرمت بَرد — ہر کہ آرد قند لوزینہ خورَد
جو شخص تعظیم کرتا ہے عزت پاتا ہے — جو شخص شکر لاتا ہے وہ بادامی حلوہ کھاتا ہے

[1] زانکہ۔ لانا۔ یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ انسان اپنے احوال کا خود خالق نہیں ہے بلکہ انسان کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے اسلئے کہ خالق کا اپنی مخلوق پر علمی احاطہ ضروری ہے ورنہ وہ اس کو کیسے پیدا کر سکیگا اور انسان کو اپنے افعال کا ہر طرح سے علم ہو ایسا نہیں ہے لہٰذا انسان کو اپنے افعال کا خالق قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ ناطق۔ بولنے والا، غرض مطلب مفہوم۔ یکدم۔ ایک آن میں۔ محیط۔ احاطہ کرنے والا، گھیر لینے والا۔ عرض حالت۔ طرف۔ آنکھ ہر دو آں۔ یعنی حروف اور مطلب۔ واندارد "لَا یَشْغَلُہٗ شَانٌ عَنْ شَانٍ" اللہ تعالیٰ کو ایک حالت دوسری حالت سے غافل نہیں بناتی ہے۔ گفت قول یعنی کلمہ کن دیو۔ شیطان۔ دنی۔ کمینہ فعل خود۔ یعنی اپنے کسب کو۔

[2] آدم۔ حضرت آدمؑ نے ظلم کی اپنی طرف نسبت کسب کے اعتبار سے کی ورنہ اس کا خلق اللہ کی طرف منسوب تھا جس کو ادباً ذکر نہیں کیا۔

شعر۔
گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش و گو گناہ من سست
بر خود زدن۔ اپنے اوپر لگا لینا۔ اپنے ذمہ لازم کر لینا۔ بر خوردن۔ پھل پانا۔ نتیجہ حاصل کرنا۔ آفریدم۔ میں نے پیدا کیا۔ محن۔ محنت کی جمع ہے یعنی احکام کی پابندی میں جو مشقتیں ہیں۔

[3] بُداں۔ بود آں۔ یعنی آدمؑ کا گندم کھا لینا۔ نہاں۔ یعنی تو نے عذر کے وقت یہ کیوں نہیں کہا کہ تقدیر کے مطابق میں نے گندم کھایا ہے۔ ترسیدم یعنی بے ادبی سے۔ گفت یعنی خدا نے فرمایا ہے۔ برائے تو کے معنیٰ میں ہے۔ حرمت۔ عزت۔ احترام۔ لوزینہ۔ بادام کا حلوہ۔

طیبات [1] از بہر کہ للطیبین
پاک چیزیں کس کے لئے ہیں پاک لوگوں کے لئے

یار را خوش کُن مرنجاں و ببیں
دوست کو خوش رکھ، رنجیدہ نہ کر اور دیکھ

تمثیل

یک مثال اے دل پئے فرقے بیار
اے دل! ایک مثال فرق کرنے کے لئے لا

تا بدانی جبر را از اختیار
تاکہ تو جبر کو اختیار سے جدا سمجھ سکے

دست کو لرزاں بُوَد از ارتعاش
وہ ہاتھ جو رعشہ سے ہل رہا ہے

وانکہ دستے را تو لرزانی زجاش
اور وہ ہاتھ جس کو تو جگہ سے ہلا رہا ہے

ہر دو جنبش آفریدہ حق شناس
دونوں حرکتوں کو اللہ کی پیدا کردہ سمجھ

لیک نتواں کرد این با آں قیاس
لیکن اس کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے

زاں پشیمانی کہ لرزاینديش
اُس سے تو شرمندہ ہے جس کو تو نے ہلایا ہے

چوں پشیماں نیست مرد مُرتعش
رعشہ والا انسان کیوں شرمندہ نہیں ہے؟

مُرتعش را کے پشیماں دیدۂ
رعشہ والے کو تو نے کب شرمندہ دیکھا ہے؟

بر چُنیں جبرے چہ بر چسپیدۂ
اس قسم کے جبر کو تو کیوں چپٹا ہوا ہے؟

بحث عقل ست ایں چہ عقل آں حیلہ گر
یہ عقلی بحث ہے، عقل کیا ہے، حیلہ گر ہے

تا ضعیفے [2] رہ برد آنجا مگر
شاید کوئی کمزور (اس کے ذریعہ) اُس مقام تک پہنچ جائے

بحثِ عقلی گر دُرو مرجاں بُوَد
عقلی بحث، خواہ موتی اور مونگا ہو

آں دگر باشد کہ بحثِ جاں بُوَد
روحانی بحث دوسری ہی چیز ہے

بحثِ جاں اندر مقامے دیگر ست
روحانی بحث کا مقام دوسرا ہے

بادۂ جاں را قوامے دیگر ست
روحانی شراب کا قوام ہی دوسرا ہے

آں زماں کہ بحثِ عقلِ ساز بُود
جس زمانہ میں عقلی بحث مہیا تھی

ایں عمرؓ با بُو الحکم ہمراز بُود
یہ (حضرت) عمرؓ ابو جہل کے ساتھ ہمراز تھے

چوں عمر از عقل آمد سوئے جاں
عمر جب عقل سے روح کی طرف آئے

بُو [3] الحکم بُو جہل شد در بحثِ آں
انکی بحث میں بو الحکم ابو جہل بن گیا

سوئے عقل و سوئے حس او کامل ست
عقل اور حواس کے اعتبار سے وہ پورا ہے

گرچہ خود نسبت بجان او جاہل ست
اگرچہ روح کے اعتبار سے وہ جاہل ہے

---

[1] طیبات۔ پاک چیزیں پاک عورتیں۔ طیبین۔ پاک لوگ۔ پاکباز۔ یعنی خدائے تعالیٰ۔ فرقے۔ یعنی جبر اور اختیار میں امتیاز کرنے کے لئے۔ ارتعاش۔ لرزہ۔ رعشہ کا مرض۔ از جاش ازجاش۔ از جائے نو۔ ہردو۔ ہاتھ کی دونوں قسم کی حرکت اللہ کی پیدا کردہ ہے۔ لیکن دونوں میں فرق ہے۔ ایک جبری ہے ایک اختیار ہے۔ مرتعش حرکتِ اضطراری کی وجہ سے انسان کبھی شرمندگی محسوس نہیں کرتا، اختیاری ناشائستہ حرکت سے شرمندہ ہوتا ہے۔ بحث یعنی جبر و اختیار کا فرق سمجھانے کے لئے جو ہم نے پہلے تقریر کی یہ عقلی بحث ہے لیکن عقل بیچاری خود کیا چیز ہے جو اس کی بحث قابل قدر ہو۔ یہ تو محض عوام روحانیت سے خالی لوگوں کے لئے ایک راہ نمائی کی تدبیر ہے۔

[2] ضعیف۔ یعنی وہ لوگ جنکو دینی علوم حاصل نہیں ہیں۔ دُر۔ موتی۔ مرجان۔ مونگا۔ یعنی عقلی بحث خواہ کیسی حسین ہو روحانی بحث کا مقام حاصل نہیں کر سکتی۔ مقام۔ روحانی بحث کا مرتبہ وحی الہام۔ کا مرتبہ ہے۔ بادۂ شراب قوام۔ کسی چیز کے تحقیقی اجزاء ساز بُودن۔ سامان ہونا۔

[3] بُو الحکم عمرو بن ہشام کی پہلی کنیت ہے اس کے بعد اس کی کنیت بو جہل مشہور ہو گئی۔ رشتہ میں آنحضور کا چچا تھا لیکن دشمنی میں سب سے آگے تھا جنگ بدر میں مارا گیا سوئے عقل۔ بو جہل کے عقل و حواس میں کوئی کمی نہ تھی لیکن روحانیت سے بالکل خالی تھا۔

بحثِ عقل و حس اثر داں ایا سبب
عقلی اور حسی بحث کو اثر یا سبب سمجھ

بحثِ جانی یا عجب یا بُو العَجَب
روحانی، بحث یا عجیب ہے، یا اس سے بھی بڑھکر ہے

ضوءِ جاں آمد نماند اے مُستَضِی
اے روشنی کے طالب! روح کا نور جب آیا

لازم ۲ و ملزوم و نافی مُقتَضِی
لازم اور ملزوم اور نافی مُقتضی نہ رہے

زانکہ بینا را کہ نورش بازغ ست
اسلئے کہ وہ بینا جس کی روشنی چمک رہی ہے

از عصا و از عصا کش فارغ ست
لاٹھی اور لاٹھی پکڑنے والے سے بے نیاز ہے

تفسیر آیۃ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ و بیانِ آں

"وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو" آیت کی تفسیر اور اُس کا بیان

بارِ دیگر ما بقصّہ آمدیم
ہم پھر قصہ کی طرف لوٹتے ہیں

ما ازیں قصّہ بروں خود کے شدیم
ہم اس قصہ سے باہر ہی کب نکلے ہیں؟

گر بجہل ۳ آئیم آں زندانِ اُوست
اگر ہم جہل میں مبتلا ہیں تو وہ اس کا قید خانہ ہے

وَر بعلم آئیم آں ایوانِ اُوست
اگر علم سے بہرہ ور ہوں، وہ اس کا محل ہے

گر بخواب آئیم مَستانِ وییم
اگر ہم سو جائیں تو ہم اُس کے مست ہیں

وَر بہ بیداری بدستانِ وییم
اگر بیدار ہیں تو اُس کے داستاں گو ہیں

وَر بگرییم ابر پُر زرقِ وییم
اگر ہم روئیں تو اس کا صاف پانی بھرا ابر ہیں

وَر بخندیم آں زماں برقِ وییم
اگر ہم ہنسیں تو اس وقت ہم اس کی بجلی ہیں

وَر بخشم و جنگ عکس قہر اوست
اگر غصہ اور لڑائی میں ہیں تو اس کے قہر کے پرتو ہیں

مَر بصلح و عذر عکس مہرِ اوست
اگر صلح اور معذرت میں ہیں تو اس کی مہر کا پرتو ہیں

ما کہ ایم اندر جہان پیچ پیچ
اس پیچ در پیچ دنیا میں ہم کیا ہیں؟

چوں اَلِف اُو خود کہ دارد ہیچ ہیچ
الف کی طرح ہیں جس کے پاس کچھ نہیں ہے

چوں اَلِف گر تو مجرد می شوی
اگر الف کی طرح تو خالی ہو جائے

اندریں رَہ مردِ مُفرد می شوی
تو اس راستہ میں تو یگانہ انسان بنجائے

جہد کن تا ترکِ غیر حق کنی
کوشش کرتا کہ تو ماسوی اللہ کو ترک کرے

دل ازیں دنیائے فانی برکنی
اس فانی دنیا سے دل کو ہٹا لے

ایں سخن را نیست پایاں اے پسر
اے بیٹا! اس بات کی انتہا نہیں ہے

از رسولِ روم بَر گو وز عمرؓ
روم کے ایلچی اور حضرت عمرؓ کی بات کر

۱ اَثَر۔ یعنی اثر سے موثر پر استدلال جیسے دھویں سے آگ کے وجود پر استدلال جس کو دلیل انی کہتے ہیں۔ سبب۔ یعنی علت سے معلول کے وجود پر استدلال جس کو دلیل لمی کہتے ہیں۔ جیسے سورج کے نکلنے سے دن کے وجود پر استدلال عجب۔ عَجِیب۔ بُو العَجَب۔ عجیب کا باپ یعنی بہت زیادہ تعجب خیز۔ مستضی روشنی حاصل کرنے والا۔

۲ لَازِم وَمَلزُوم۔ یعنی لازم کے وجود سے ملزوم کے وجود پر یا ملزوم کے وجود سے لازم کے وجود۔ استدلال۔ نافی مقتضی یعنی نافی کے وجود سے منفی کے وجود پر یا مقتضی کے وجود سے مقتضا کے وجود پر، استدلال بازغ۔ چمکنے والا۔ فارغ۔ یعنی عقلی بحث اندھے کی لاٹھی ہے جو اس کی رہنمائی کرتی ہے، سما کے کو اس اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۳ جہل۔ نادانی، یہ خدا کا قید خانہ ہے۔ علم۔ ی یعنی قرب الٰہی یہ اس کے دربار میں باریابی کا سب بہے، دستان۔ داستانِ اَبر۔ بادل زَرق۔ صاف پانی۔ بَرق۔ بجلی۔ وَر بخشم۔ غرضیکہ جملہ صفات انسانی اللہ کی شانوں کا مظہر ہیں۔ الف۔ یعنی جو ہر چیز سے خالی ہے نہ اس پر نقطہ ہے نہ حرکت مجرد۔ خالی۔ مرد مفرد یگانہ انسان بے مثال۔

سوال کردنِ رسولِ روم از عمرؓ سبب ابتلائے اَرواح با ایں آب و گلِ جسم

روم کے ایلچی کا حضرت عمرؓ کے روحوں کے اس آب و گل کے جسم میں مبتلا ہونیکا سبب پوچھنا

از عمرؓ چوں آں رسول ایں را شنید[1] — روشنئ درویش آمد پدید

اس ایلچی نے (حضرت) عمرؓ سے جب یہ سنا — اس کے دل میں ایک روشنی پیدا ہو گئی

محو شد پیشش سوال و ہم جواب — گشت فارغ از خطا و از صواب

سوال اور جواب بھی اس کے سامنے مٹ گیا — صحیح اور غلط سے بے نیاز ہو گیا

اصل را دریافت بگذشت از فروغ — بہرِ حکمت کرد در پرسشِ شروع

اُس نے اصل معلوم کر لی فروع کو چھوڑ دیا — حکمت کی بات پوچھنی شروع کر دی

با عمر گفت اُو چہ حکمت بُود و سرِّ — حبس ایں صافی دریں خاکِ کدر

(حضرت) عمرؓ سے بولا کیا حکمت اور کیا راز تھا؟ — اس مصفیٰ چیز کو اس مکدر مٹی میں قید کرنیکا

آبِ صافی در گلے پنہاں شدہ — جانِ صافی بستۂ اَبداں شدہ

صاف پانی، مٹی میں چھپا ہوا ہے — مصفیٰ روح جسموں سے وابستہ ہو گئی

فائدہ فرما کہ ایں حکمت چہ بود — مُرغ را اندر قفس کردن چہ ود

فرمایئے یہ کیا حکمت تھی؟ — پرندہ کو پنجرے میں بند کرنیکا کیا فائدہ ہے

گفت تو بحثے شگرفے می کُنی — معنئے را بندِ حرفے می کُنی

حضرت عمرؓ نے کہا تو عجیب بحث کر رہا ہے — معنیٰ کو لفظوں میں قید کر رہا ہے

حبس[2] کردی معنی آزاد را — بندِ حرفے کردۂ تو بادرا

آزاد معنیٰ کو تو نے قید کر دیا — آواز کو بھی تو نے لفظوں کا پابند کر دیا

از برائے فائدہ ایں کردۂ — تو کہ خود از فائدہ در پردۂ

تو نے فائدہ کے لئے یہ کیا ہے — حالانکہ تو خود فائدہ سے حجاب میں ہے

آنکہ از وے فائدہ زائیدہ شد — چوں نہ بیند آنچہ مارا دیدہ شد

جس ذات سے وہ فائدہ پیدا ہوا ہے — وہ اس کو کیوں نہ دیکھے گا جس کو ہم نے دیکھا ہے

صد ہزاراں فائدہ است و ہر یکے — صد ہزاراں پیش آں یک اندکے

لاکھوں فائدے ہیں — اور ان میں سے ایک کے سامنے لاکھوں فائدے کم ہیں

آں دمِ نُطقش کہ جانِ جانہاست — چوں بُود خالی ز معنیٰ گوئے راست

اس کی گویائی کا افسوں جو جانوں کی جان ہے — معنیٰ سے کب خالی ہو گا؟ سچ کہنا

---

[1] ایں را شنید۔ یعنی حضرت عمرؓ نے روح کے بارے میں جو تقریر کی تھی۔ محو شد۔ یعنی سوال جواب ختم ہو گئے اور اس کو شرح صدر ہو گیا۔ اصل یعنی اس کو معلوم ہو گیا۔ کہ اشیاء کے وجود کا اصل سبب کلمۂ کن ہے۔ فروغ۔ یعنی اشیاء کے وجود کے جزوی اسباب۔ حکمت۔ یعنی اللہ کے افعال کی حکمتیں گفت۔ اس نے دریافت کیا کہ روح کو جو جسم میں مقید کرنے کی کیا حکمت ہے آب صافی یعنی روح گل یعنی انسانی جسم مرغ یعنی روح۔ قفس یعنی انسانی بدن، شگرف۔ شین کے کسرہ اور گاف کے فتحہ کے ساتھ، عجیب، عظیم۔

[2] حبس۔ قید کرنا۔ بادِ ہوا۔ یعنی آواز، انسان معنیٰ اور آواز جیسی آزاد چیز کو لفظوں میں مقید کرتا ہے تو اس میں لامحالہ کوئی نہ کوئی حکمت اور فائدہ پیش نظر ہوتا ہے۔ آنکہ۔ جو ذات فائدوں کی خالق ہے اس کے افعال میں کوئی نہ کوئی فائدہ کیوں مضمر نہوگا۔ صد ہزاراں۔ روح کو مقید کرنے میں لاکھوں فائدے ہیں اور اس میں سے ہر ایک ہمارے لاکھ فائدوں سے بڑھا ہوا ہے۔ دم نطقش یعنی کلمۂ کن۔ جان جانہا۔ تمام جانداروں کی جان کا اصلی سبب ہے۔ معنیٰ۔ یعنی افادیت۔

آں دمِ نطقت[1] کہ جزوِ جزوہاست
تیری گویائی جو جزؤں کا جزو ہے

فائدہ شد کلِّ کُل خالی چراست
مفید ہوئی تو کل کا کل خالی کیوں ہے؟

تو کہ جُزوی کارِ تو با فائدہ است
تو جو کہ ایک جزو ہے، تیرا کام با فائدہ ہے

پس چرا در طعنِ کُل آری تو دست
پھر تو کل پر طعنہ زنی کیلئے کیوں آمادہ ہوتا ہے؟

گفت را گر فائدہ نبُود مگو
بولنے میں اگر فائدہ نہو تو نہ بول

وَر بُوَد ہل اعتراض و شُکر جو
اگر ہو تو اعتراض چھوڑ دے اور شکریہ ادا کر

شُکرِ حق چوں طوق ہر گردن بُوَد
اللہ کا شکر ہو گردن میں طوق کی طرح ہونا چاہئے

نے جدال و رُو ترُش کردن بُوَد
نہ کہ جھگڑا اور منہ بگاڑنا

گر تُرُش رو بودن آمُد شُکر و بس
اگر ترش رو ہونا ہی صرف شکر ہے

ہمچو سرکہ شُکر گوئے نیست کس
تو سرکہ کا سا شکر گذار کوئی نہیں ہے

سرکہ را گر راہ باید در جگر
اگر سرکہ کو جگر میں جانے کا راستہ چاہیے

گو بشو سر کنگبیں اُواز شکر
کہدو، شکر سے ملکر سکنجبین بنے

معنیٰ[2] اندر شعر جُو با خبط نیست
شعر میں معنی بیان کرنا بغیر گڑبڑ (ممکن) نہیں ہے

چوں فلاسنگ ست آنرا ضبط نیست
جنگل کے پتھروں کی طرح ہے ان کا ضبط کرنا ممکن نہیں ہے

در بیان حدیث مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ اَھْلِ التَّصَوُّف

حدیث، جو اللہ کے ساتھ بیٹھنے کا قصد کرے وہ اہلِ تصوف کے ساتھ بیٹھے" کا بیان

آں رسول اینجا رسید و شاہ شد
وہ ایلچی اس جگہ پہنچ کر شاہ بنگیا

والہِ اندر قدرتُ اللہ شد
اللہ کی قدرت کا فریفتہ ہو گیا

آں رسول از خود بشد زیں یکدو جام
وہ ایلچی ان ایک دو جام سے بیخود ہو گیا

نے رسالت یاد ماندش نے پیام
نہ اس کو سفارت یاد رہی نہ پیغام

سیل چوں آمد بدر یا بحر گشت
سیلاب دریا میں پہنچا، دریا بن گیا

دانہ چوں آمد بمزرع کشت گشت
دانہ جب کھیت میں پہنچا، کھیتی بنگیا

سیل چوں آمد بدر یا محو گشت
سیلاب جب دریا میں پہنچا فنا ہو گیا

میغ[3] پیشِ تیغ شمسی ضحو گشت
ابر، سورج کی تلوار کے آگے دھوپ بنگیا

چوں تعلّق یافت ناں با ابوالبشر
روٹی کا تعلق جب (حضرت) آدم سے ہوا

نانِ مردہ زندہ گشت و باخبر
مُردہ روٹی، زندہ اور با خبر ہو گئی

---

[1] دمِ نطقت۔ یعنی انسان کا کلام جو حادث ہے۔ جب وہ فائدے سے خالی نہیں ہے تو کُل کُل۔ یعنی کلام قدیم کلہ کن فائدے سے کیسے خالی ہو سکتا ہے۔ تو کہ جب انسان کا کام فائدہ سے خالی نہیں ہوتا ہے تو کل یعنی ذات باری کے کام پر بے فائدہ ہونیکے طعنہ کا کیا موقع ہے۔ گفت۔ تیرا کلام جو تو نے سوال میں کیا ہے اگر مفید ہے تو مدعی ثابت ہو گیا۔ یعنی کلام باری بھی مفید ہوگا جیسا کہ اوپر کے شعر میں بتلایا گیا اور اگر یہ تیرا کلام غیر مفید ہے تو ایسا کلام ہی نہ کرنا چاہئے لہٰذا تجھے یہ سوال ترک کر دینا چاہئے نیز یہ مطلب بھی ہے کہ غیر مفید سوال کرا دست نہیں ہے مفید سوال بھی بشکل اعتراض نہونا چاہئے بلکہ شکر گذاری کے طریقہ پر ہونا چاہئے۔ شکر حق۔ انسانوں کا شکر گزار ہونا۔ اللہ کا شکر گزار ہونا ہے۔ نے جدال۔ لڑائی اور جھگڑے کے طریقہ پر سوالات کرنا شکر گزاری کا طریقہ نہیں ہے۔ سرکہ۔ اگر ترشروئی، شکریہ ادا کرنیکا طریقہ ہو تو پھر سرکہ سے زیادہ شکر گزار کون ہوگا۔ آر شکر۔ اگر جگر تک مقبولیت کی خواہش ہے تو سرکہ کو شکر میں ملا کر انجبین بنالو

[2] معنیٰ۔ اس موضوع کی وضاحت شعروں کے ذریعہ نہیں ہو سکتی شعر میں معنی توڑ پھوڑ کر سموئے جاتے ہیں۔ معنیٰ ایک وسیع چیز ہے۔ حدیث یعنی اولیاء اللہ کا قول ہے۔ اینجا۔ قدرت الٰہی کی معرفت شاہ یعنی عارف باللہ دنیا سے مستغنی۔ والہ۔ حیران، دنگ۔ سیل۔ فیض صحبت کی ایک مثال ہے یعنی۔ سیلاب کا پانی دریا میں ملکر دریا بنجاتا ہے اسی طرح وہ ایلچی حضرت عمرؓ جیسے عارف باللہ کی صحبت میں عرف باللہ بنگیا۔ دنگ۔ یہ فیض صحبت کی دوسری مثال ہے۔

[3] فیض صحبت کی تیسری مثال ہے۔ باخبر۔ زندہ کا جزو زندہ اور باخبر کا جزو باخبر ہو گیا یہ چوتھی مثال۔

مُوم[1] او ہیزم چوں فدائے نار شد — ذاتِ ظلمانی اُو اَنوار شد
موم اور سوختہ لکڑی جب آگ پر قربان ہوئی — اس کی تاریک ذات انوار بنگئی

سَنگِ سُرمہ چونکہ شد در دیدگاں — سَنگِ بینائی شد اینجا دیدہ باں
سرمہ کا پتھر جب آنکھوں میں پہنچا — بینائی کا پتھر اور آنکھ کا نگہبان بنگیا

اے خُنک آں مرد کز خود رُستہ شُد — درو جودِ زندۂ پیوستہ شُد
بہت ہی قابل مبارکباد ہے وہ شخص جو خودی سے نکل گیا — اور کسی زندہ کے وجود سے وابستہ ہو گیا

وائے آں زندہ کہ با مُردہ نشست — مُردہ گشت و زندگی از وے بجست
افسوس ہے اس زندہ پر جو مردے کا ہم نشین ہوا — مردہ ہو گیا اور زندگی اس سے نکل بھاگی

چوں تو در قرآنِ حق بگریختی — بارَ وانِ اَنبیاء آمیختی
جب تو سچے قرآن کی پناہ میں آ گیا — انبیاء کی روح سے گھل مل گیا

ہست قرآں حالہائے انبیاء — ماہیانِ بحر پاکِ کبریا
قرآن میں انبیاء کے احوال ہیں — جو اللہ کے پاک دریا کی مچھلیاں ہیں

ور نجوانی ونہ قرآن پذیر — اَنبیاء[2] و اولیاء را دیدہ گیر
اگر تو پڑھتا ہے اور تو قرآن پر عمل کرنیوالا نہیں ہے — انبیاء اور اولیاء کا دیدار سمجھ

وَر پذیرائی چو بَر خوانی قصص — مُرغِ جانت تنگ آید در قفص
اگر تو عمل پیرا ہے، جب قصے پڑھے — تو تیری جان کا پرند پنجرے میں تنگ ہو جائے

مُرغ گو اندر قفس زندانی ست — می نجوید رستن از نادانی ست
جو پرند پنجرے میں قیدی ہے — چھٹکارا نہ چاہے تو نادانی ہے

روحہائے کز قفسہا رستہ اند — انبیاء[3] و رہبر شائستہ اند
جو روحیں پنجروں سے آزاد ہو گئی ہیں — انبیاء اور شائستہ مرشد ہیں

از بُروں آواز شاں آید بُریں — کہ رہِ رستن تُرا اینست ایں
باہر سے ان کی آواز اس طرح آتی ہے — کہ تیرے چھٹکارے کا راستہ یہی ہے یہی ہے

ما بدیں رستیم زیں تنگیں قفص — غیر ایں رہ نیست چارہ ایں قفص
ہم اس تنگ پنجرے سے اسی (راستہ) سے چھوٹے ہیں — اس پنجرے سے (چھٹکارے) کی کوئی تدبیر نہیں ہے

خویش را رنجور سازو زار زار — تا ترا بیروں کنند از اشتہار
اپنے آپ کو رنجور و زار و نزار بنا لے — تاکہ تجھے شہرت سے نکال لائیں

---

[1] مُوم۔ یہ بھی فیض صحبت سے تبدیلی کی ایک مثال ہے۔ سنگ سُرمہ۔ یعنی ناقص کامل کی صحبت سے کمال حاصل کر لیتا ہے۔ زندہ یعنی مرد خدا اولی اللہ جو زندہ دل ہے۔ زندہ یعنی وہ شخص جس میں صلاحیت تھی۔ مُردہ۔ یعنی مردہ دل، ناقص پیر۔ گریختن، بھاگنا۔ در گریختن۔ پناہ پکڑنا۔ قرآن۔ یعنی اگر روحی کامل میسر نہ آئے تو قرآن سے فیض حاصل کرنا چاہئے۔ قرآن پذیر۔ یعنی قرآنی احکام کا عامل۔

[2] اَنبیاء اولیاء۔ یعنی انبیاء اور اولیاء کی تعلیمات پر عمل کرنا جس طرح مفید ہے اسی طرح انکی زیارت بھی مفید ہے اسی طرح قرآنی تعلیمات پر عمل کرنا بھی مفید ہے۔ اور محض زبانی تلاوت بھی مفید ہے۔ قفص۔ یعنی دنیا، قرآنی تعلیمات پر عمل آخرت کی طرف متوجہ کر دیگا۔ دنیا سے دل گھبرانے لگیگا۔ مُرغ۔ روح کو آزاد کرنیکی ترکیب قرآن خوانی ہے۔ اگر اس پر کوئی عمل نہ کرے تو نادانی ہے۔

[3] انبیاء اور کامل مرشد کی روحیں قفس سے آزاد ہیں۔ بُروں۔ یعنی عالم بالا، ان بزرگوں کی روحیں عام انسانوں کو درس عبرت دے رہی ہیں اور روح کی آزادی کا طریقہ بتا رہی ہیں۔ قفس۔ سین اور صاد دونوں سے صحیح ہیں۔ رَنجور۔ بیمار۔ منکسر المزاج انسان کا کبر و غرور اس راہ پر چلنے میں رکاوٹ ہے۔

کاشتہارِ[1] خلق بندِ محکم ست — در رہ ایں از بندِ آہن کے کم ست
مخلوق میں شہرت، مضبوط بیڑی ہے — راہ میں یہ لوہے کی بیڑی سے کیا کم ہے

یک حکایت بشنو اے زیبا رفیق — تا بدانی شرطِ ایں بحرِ عمیق
اے اچھے ساتھی ! ایک قصہ سن لے — تاکہ اس گہرے سمندر کی موافق ہوا کو تو سمجھ لے

بشنوا کنوں داستانے در مثال — تا شوی واقف بر اَسرَارِ مقال
اب ایک قصہ بطور مثال کے سن لے — تاکہ بات کے رازوں سے تو باخبر ہو جائے

قصہ باز رگاں کہ بہندوستان بتجارت میرفت و پیغام
ایک سوداگر کا قصہ جو ہندوستان کو تجارت کے لئے جا رہا تھا اور ایک قیدی

دادنِ طوطیِ محبوس بطوطیانِ ہندوستان
طوطی کا ہندوستان کی طوطیوں کو پیغام دینا

بود باز رگانے اُورا طوطے — در قفس محبوس زیبا طوطے
ایک سوداگر کے پاس ایک طوطی تھی — ایک خوبصورت طوطی جو پنجرے میں قیدی تھی

چونکہ باز رگاں سفر را ساز کرد — سوئے ہندوستاں شدن آغاز کرد
جب سوداگر نے سفر کا سامان کیا — اور ہندوستان کی طرف روانگی کا آغاز کیا

ہر غلام و ہر کنیز یک[2] را ز جود — گفت بہر تو چہ آرم گوئے زود
ہر غلام اور لونڈی کو بطور بخشش کے — کہا، جلد بتا، تیرے لئے کیا لاؤں؟

ہر یکے از وے مُرادے خواست کرد — جملہ را وعدہ بداد آں نیک مرد
ہر ایک نے اس سے اپنی ایک خواہش ظاہر کی — اس نیک مرد نے سب سے وعدہ کیا

گفت طوطی را چہ خواہی اَرمغاں — کآرمت از خطہ ہندوستاں
اس نے طوطی سے کہا تو کیا سوغات چاہتی ہے — جو تیرے لئے ہندوستان سے لاؤں؟

گفتش آں طوطی کہ آنجا طوطیاں — چوں بہ بینی گن زحالِ من بیاں
اُس طوطی نے اس سے کہا وہاں طوطیاں ہیں — جب تو دیکھے، میرا حال بیان کر دینا

کہ فلاں طوطی کہ مُشتاقِ شماست — از قضائے آسماں در حبسِ ماست
کہ فلاں طوطی جو تمہاری مشتاق ہے — آسمانی فیصلہ کے مطابق وہ ہماری قید میں ہے

بر شما کرد اُو سلام و داد خواست — وز شما چارہ رہِ ارشاد خواست
اُس نے تمہیں سلام کہا ہے اور انصاف کی درخواست کی ہے — اور تم سے راستہ کی تدبیر اور رہنمائی چاہی ہے

[1] اشتہار۔ مال و دولت کے ذریعہ شہرت طلبی۔ شرطِ سمندر کی ہوا جو جہاز کے موافق ہو۔ بحرِ عمیق۔ گہرا سمندر۔ اَسرَار سِر کی جمع، راز۔ مقال، قول۔ بات، قصہ۔ پہلے سمجھایا گیا ہے کہ واصل بحق ہونیکا طریقہ فنا ہے، شہرت مانع بنتی ہے اس قصہ اور حکایت کا خلاصہ یہی ہے کہ ایک طوطی نے مردہ بنکر دوسری طوطی کو تعلیم اور قفس سے رہائی کا راستہ بتایا، مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کی یہی تفسیر ہے، بازرگان۔ تاجر، سوداگر زیبا۔ خوبصورت۔

[2] کنیزک۔ لونڈی جوڈ۔ سخاوت۔ نیک مرد یعنی سوداگر ارمغاں۔ تحفہ، سوغان۔ خطہ ملک، علاقہ حبس۔ قید۔ داد۔ انصاف۔ چارہ رہ۔ یعنی راہِ نجات کی تدبیر۔ ارشاد رہنمائی۔

گفت یشاید کہ من در اشتیاق
اس نے کہا ہے کیا یہ مناسب ہے کہ میں شوق میں

جاں دہم اینجا بمیرم در فراق
اس جگہ جان دیدوں اور فراق میں مر جاؤں

ایں روا باشد کہ من در بند سخت
کیا یہ جائز ہو گا کہ میں سخت قید میں ہوں

گہ شما بر سبزہ گاہے بر درخت
اور تم کبھی سبزہ پر اور کبھی درخت پر؟

ایں چنیں باشد وفا اے دوستاں
اے دوستو! وفا ایسی ہی ہوتی ہے

من دریں حبس و شما در بوستاں [۱]
میں اس قید میں رہوں اور تم باغ میں؟

یاد آرید اے مہاں زیں مرغ زار
اے صاحبان! اس تباہ حال پرند کو یاد کر لو

یک صبوحے درمیانِ مرغزار
کسی صبح کو سبزہ زار میں

یاد آرید از مجتہائے ما
ہماری محبتوں کو یاد کرو

حقِ مجلسہا و صحبتہائے ما
ہماری ہمنشینیوں اور صحبتوں کے حق کو (یاد کرو)

یاد یاراں یار را میموں [۲] بود
دوستوں کی یاد دوست کے لئے مبارک ہوتی ہے

خاصہ کاں لیلیٰ وایں مجنوں بود
خصوصاً جبکہ وہ لیلیٰ اور یہ مجنوں ہو

اے حریفاں بابتِ موزونِ خود
اے دوستو (تم) اپنے حسین محبوب کے ساتھ جام نوش کر رہے ہو

من قدحہا می خورم از خونِ خود
میں اپنے خون کے پیالے پی رہی ہوں

یک قدح مے نوش کن بر یادِ من
میری یاد میں ایک پیالہ شراب کا پی

گر ہمی خواہی کہ بدہی دادِ من
اگر میرے حق میں انصاف کرنا چاہتا ہے

یا بیادِ ایں فتادہ خاک بیز
یا اس افتادہ خاک چھاننے والے کی یاد میں

چونکہ خوردی جرعہ بر خاک ریز
جب تو پیے، ایک گھونٹ زمین پر بہا دے

اے عجب آں عہد و آں سوگند کو
ہائے تعجب! وہ عہد اور قسمیں کہاں گئیں؟

وعدہ ہائے آں لب چوں قند کو
اس شکر جیسے ہونٹ کے وعدہ کہاں گئے؟

گر فراق بندہ از بد بندگی ست
اگر بندہ سے جدائی اسکی بندگی کی کوتاہی کی وجہ سے ہے

چوں تو با بد بد کنی پس فرق چیست
جب تو برے کیساتھ برا کرے تو فرق کیا ہے؟

اے بدی کہ تو کنی در خشم و جنگ
اے (خدا) تو جو برائی غصہ اور لڑائی میں کرتا ہے

با [۳] طرب تر از سماع بانگ چنگ
سارنگی کی آواز کے سننے سے بھی زیادہ خوشگوار ہے

اے جفائے تو ز دولت خوب تر
اے (خدا) تیرا ظلم دنیا کی دولت سے بہتر ہے

وانتقام تو ز جاں محبوب تر
اور تیرا انتقام جان سے زیادہ پیارا ہے

[۱] بوستاں۔ باغ۔ مہان۔ مہ کی جمع، سردار، صبوح۔ صبح کی شراب۔ مرغزار۔ چمن۔

[۲] میموں۔ مبارک۔ خاصہ۔ یعنی خصوصاً جب عشق و محبت ایسا ہو جیسا لیلیٰ اور مجنوں میں تھا۔ قدح۔ پیالہ جام۔ سوگند قسم جرعہ۔ گھونٹ۔ فرق۔ چیست۔ عمر خیام نے کہا ہے۔ (شعر)

ناکردہ گناہ در جہاں کیست بگو
آنکس کہ گنہ نکرد چوں زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی پس
فرق میان من و تو چیست بگو

[۳] طرب۔ مستی۔ سماع۔ سننا۔ چنگ۔ سارنگی۔ انتقام۔ بدلہ لینا۔

نارِ[1] تو این ست نورت چوں بُوَد — ماتم ایں تا خود کہ سُورت چوں بُوَد
تیری آگ یہ ہے تو تیرا انور کیسا ہو گا؟ — تیرا غم ایسا ہے تو تیری شادی کیسی ہو گی؟

از حلاوتہا کہ دارد جورِ تو — وز لطافت کس نیابد غورِ تو
تیرا ظلم جو شیرینیاں رکھتا ہے — اور لطافت کوئی شخص تیری گہرائی کو نہیں پا سکتا ہے

فی المثل جورت اگر عُریاں شود — گر جہاں گریان بُوَد خنداں شود
بالفرض اگر تیرا ظلم منکشف ہو جائے — عالم اگر رو رہا ہو تو ہنسنے لگے

نالم و ترسم کہ اُو باور کند — وز ترحم جور را کمتر کند
میں روتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ وہ یقین کر لے — اور رحم کھا کر ظلم کو گھٹا دے

عاشقم بر قہر و بر لطفش بجدّ — اے عجب من عاشق ایں ہر دو[2] ضد
میں اس کے قہر اور مہربانی پر واقعۃً عاشق ہوں — تعجب ہے میں ان دو مخالف چیزوں کا عاشق ہوں

عشق من بر مصدر ایں ہر دو شدُ — چوں نباشد عشق کز وے نیست بُد
میرا عشق ان دونوں کے منبع سے ہے — عشق کیوں نہو اس سے چارہ نہیں ہے

واللہ ار زیں خار در بُستاں شوم — ہمچو بلبل زیں سبب نالاں شوم
اللہ اگر اس خار سے (ہٹ کر) باغ میں چلا جاؤں — اس وجہ سے بلبل کی طرح نالہ کروں

ایں عجب بُلبل کہ بکشاید دہاں — تا خورد اُو خار را با گلستاں
یہ عجب بلبل ہے کہ منہ پھیلائی ہے — تاکہ گلستاں کو مع کانٹے کے نگل لے

این نہ بُلبل ایں نہنگ آتش ست — جُملہ ناخوش ہا ز عشق اُو را خوش ست
یہ بلبل نہیں ہے (بلکہ) یہ آگ کا مگرمچھ ہے — عشق کی وجہ سے تمام ناگواریاں اس کو گوارہ ہیں

عاشقِ کُلّ ست و خود کُلّ ست اُو — عاشقِ خویش ست و عشقِ خویش جُو
وہ کل کا عاشق ہے اور وہ خود کل ہے — اپنے آپ کا عاشق ہے اور اپنے عشق کا جویاں ہے

صفتِ اُولیِ اجنحہ[3] طیورِ عقلِ الٰہی
عقول الٰہی کے پردار پرندوں کا ذکر

قصّہ طوطی جاں زینساں بُوَد — کو کسے کو محرم مُرغاں بُوَد
جان کی طوطی کا حال اس طرح کا ہے — وہ کہاں ہے جو ان پرندوں کا محرم ہو

کو یکے مُرغے ضعیفے بے گناہ — واندرونِ اُو سلیماں با سپاہ
جو کہ ایک پرند کمزور بے گناہ ہے — جس کے اندر (حضرت) سلیمانؑ کے سپاہیوں کے ساتھ ہیں

[1] نار۔ یعنی۔ سزا۔ نُور۔ یعنی ثواب۔ ماتم۔ رنج کی مجلس سور۔ شادی کی محفل۔ لطافت۔ باریکی۔ نزاکت غور۔ گہرائی۔ عُریاں۔ منکشف، ننگا، ایک مومن کی تکالیف اس کے لئے کفارۂ سیات ہوتی ہے تو انجام کے اعتبار سے یہ مصائب خوشی کا سبب ہیں۔ باور کند۔ یقین کر لے کہ میرا رونا مصیبت کے ازالہ کے لئے ہے اور رحم کھا کر ستانا چھوڑ دے۔ جدّ۔ جیسم کے کسرہ کے ساتھ کوشش، واقعۃً۔

[2] ضد۔ مخالف۔ متباین مصدر۔ نکلنے کی جگہ۔ یعنی ذات باری تعالیٰ جس سے قہر اور مہر کا صدر ہوتا ہے۔ خار۔ یعنی قہر ترین سبب یعنی قہر کے مہر میں تبدیل ہونیکی وجہ سے عجب بلبل۔ یعنی عاشق صادق کے لئے دوست کی جانب سے قہر اور مہر میں یکساں لذت ہے کل۔ یعنی ذات باری جو جامع الصفات ہے۔ عاشق خویش است۔ ہم اسی کل کے جزو ہیں۔ لہٰذا کل سے عشق گویا بنے سے عشق ہے۔ عراقی نے کہا ہے۔ شعر

ظاہر و باطن توئی
طالب و مطلوب تو
وان دیگر فامیت
اندر ہر زبان اندختہ

[3] اجنحہ۔ جناح کی جمع۔ بازو، طائر کی جمع۔ پرند۔ عقول۔ یعنی مجرد روحیں۔ کو کجا، کہ اُوہ محرم۔ راز دار مرغ۔ یعنی۔ روح جس کا جسم عصری ریاضوں سے کمزور ہو گیا ہے اور معصوم سے اس میں حضرت سلیمانؑ اور ان کی لشکر کی قوت ہے۔

چوں بنالد زار بے شکر و گلہ
جب وہ بغیر شکر اور شکوے کے خوب روتا ہے

افتدا اندر ہفت گردوں غلغلہ
تو ساتوں آسمانوں میں شور مچ جاتا ہے

ہر دمش صد نامہ صد پیک از خدا
اس کے پاس ہر وقت سو پیام اور سو قاصد خدا کی جانب سے آتے ہیں

یارَ بے زو شصت لبیک از خدا
اس کی طرف سے یکبارگی ساٹھ مرتبہ لبیک کہتا ہے

زلت اُو بہ زطاعت پیشِ حق
اس کی لغزش خدا کے نزدیک اطاعت سے بہتر ہے

پیش کفرش ۲ جملہ ایماں ہا خلق
اس کے کفر کے بالمقابل تمام ایمان پرانے ہیں

ہر دمے اُورا یکے معراجِ خاص
اُس کو ہر لحظہ ایک خاص معراج ہوتی ہے

برسرِ تاجش نہد حق تاجِ خاص
اس کے تاج پر اللہ تعالیٰ نے ایک خاص تاج رکھ دیتا ہے

صورتش بر خاک و جاں در لامکاں
اس کا جسم زمین پر ہے اور روح لامکان میں ہے

لا مکانے فوقِ وہمِ سالکاں
وہ لامکاں جو سالکوں کے تصور سے بالا ہے

لا مکانے کہ در وہم آیدت
وہ ایسا لامکاں نہیں ہے جو تیرے تصور میں آئے

ہر دَمے در وے خیالے زایدت
ہر لحظہ اس کے بارے میں تیرا ایک خیال پیدا ہو

بل مکان و لا مکاں در حکم اُو
بلکہ مکان اور لامکان اس کے حکم میں ہیں

ہمچو در حکم بہشتی چار جُو
جیسے بہشتی کے حکم میں چار نہریں

شرح ایں کوتہ کُن و رُخ زیں بتاب
اس بات کی شرح مختصر کردے اور اس سے رخ موڑ لے

دَم مزن و اللہ اعلَم بالصّواب
دم نہ مار، اللہ ہی بہتر جانتا ہے

باز میگردیم ازیں اے دوستاں
اے دوستو! ہم یہاں سے پلٹتے ہیں

سوئے مُرغ و تاجر ہندوستاں
پرندے اور ہندوستان کے تاجر کے قصے کی طرف

دیدنِ خواجہ در دشت طوطیاں راو پیغام رسانیدن

سوداگر کا جنگل میں طوطیوں کا دیکھنا اور پیام پہنچانا

مرد باز رگاں پذیرفت ایں پیام
سوداگر نے یہ پیغام قبول کر لیا

کو رساند سوئے جنس ۳ از وے سلام
کہ وہ اس کے ہم جنس کو اس کا سلام پہنچا دیگا

چونکہ تا اقصائے ہندوستاں رسید
جب وہ ہندوستان کے حدود میں پہنچا

در بیاباں طوطی چندے بدید
اس نے جنگل میں چند طوطیاں دیکھیں

مرکب استانید و پس آواز داد
سواری روکی اور پھر آواز دی

آں سلام و آں امانت باز داد
وہ سلام اور وہ امانت پہنچا دی

۱ نالد۔ یعنی جب ایسی روح درد فراق سے نالاں ہوتی ہے تو ملائکہ متاثر ہوتے ہیں۔ ہر دمش ایسی روح سے اللہ تعالیٰ کے نامہ و پیام جاری رہتے ہیں وہ ایک بار یا رب کہتی ہے تو جناب باری کی طرف سے متعدد بار لبیک کی آواز آتی ہے پیک۔ قاصد۔ شصت۔ ساٹھ۔ لبیک۔ میں حاضر ہوں۔ خدا کی طرف جب اس کی نسبت ہو تو دعا قبول کرنیکی معنی میں ہوگا زلت۔ لغزش توبہ اور استغفار کا سبب بنتی ہے تو مراتب اور بڑھ جاتے ہیں۔ خلق۔ خاء اور لام کے فتحہ کے ساتھ، پرانا،

۲ کفر۔ یعنی خلاف شریعت بات جیسے بعض اولیاء اللہ کا کلمہ سبحانی ما اعظم شانی میری ذات پاک ہے، میری شان کس قدر بڑی ہے، معراج یعنی درجات کی ترقی۔ صورت۔ جسم۔ لامکان وہ جگہ جو مکان و زمان سے منزہ ہے۔ سالکان علماء ظاہر۔ چار جُو۔ چار نہریں جو بہشت میں جنتیوں کے حکم کے تابع ہوں گی۔ پانی کی نہر۔ شہد کی نہر،، دودھ کی نہر۔ شراب کی نہر۔

۳ سوئے جنس یعنی دوسری طوطیوں۔ اقصائے ہند۔ ہندوستان کی سرحد۔ مرکب سواری۔ امانت یعنی طوطی کا پیغام۔

طوطیے از طوطیاں لرزید و پس
طوطیوں میں سے ایک طوطی کانپنے لگی اور پھر

اُوفتادو زود بکستش نفس
گر پڑی اور بہت جلد اس کا دم ٹوٹ گیا

شد پشیماں خواجہ[1] از گفتِ خبر
خبر پہنچانے سے خواجہ پریشان ہوا

گفت رفتم در ہلاکِ جانور
اور بولا میں ایک جاندار کی ہلاکت کے درپے ہوا

ایں مگر خویش ست با آں طوطیک
شاید یہ طوطی اس طوطی کی رشتہ دار ہے

ایں مگر دو جسم بُود دو روح یک
شاید یہ دو جسم اور ایک جان تھے

ایں چرا کردم چرا دادم پیام
میں نے یہ کیوں کیا؟ کیوں پیغام پہنچایا؟

سوختم بیچارہ رازیں گفتِ خام
اس فضول بات سے میں نے بیچاری کو جلا ڈالا

ایں زباں چوسنگ و فم آہن وش ست
یہ زبان پتھر کی طرح ہے اور منہ لوہا جیسا ہے

آنچہ بجہد از زباں چوں آتش ست
جو زبان سے نکلتا ہے آگ کی طرح ہے

سنگ و آہن را مزن بر ہم گزاف
خواہ مخواہ پتھر اور لوہے کو نہ ٹکرا

گہ زروئے نقل و گہ از روئے لاف
کبھی نقل کے طور پر اور کبھی شیخی سے

زانکہ تاریکی ست ہر سُو پنبہ زار
کیونکہ اندھیرا ہے ہر جانب روئی ہے

درمیانِ پُنبہ چوں باشد شرار
شعلہ روئی میں کیسے رک سکتا ہے؟

ظالم آں قومیکہ چشماں دوختند
وہ لوگ ظالم ہیں جنہوں نے آنکھیں سی لیں

وز سخنہا عالمے راسو ختند
اور باتوں سے جہاں کو جلا ڈالا

عالمے را یک سخن ویراں کُند
ایک بات، جہان کو ویران کر دیتی ہے

روبہانِ مردہ را شیراں کُند
مردہ لومڑیوں کو شیر بنا دیتی ہے

جانہا دراصل[2] خود عیسیٰ دم اند
روحیں اپنی اصل میں (حضرت) عیسیٰ کا سا دم رکھتی ہیں

یکزماں زخم اند و دیگر مرہم اند
ایک وقت زخم ہیں اور دوسرے وقت مرہم ہیں

گر حجاب از جانہا بر خاستے
اگر روحوں سے پردہ اٹھ جائے

گفت ہر جانے مسیح آساستے
تو ہر روح کی بات مسیح جیسی ہے

گر سخن خواہی کہ گوئی چوں شکر
اگر تو شکر جیسی بات کہنا چاہتا ہے

صبر کُن زیں حرص و ایں حلوا مخور
(تب بھی) اس حرص سے صبر کر اور یہ حلوا نہ کھا

صبر[3] باشد مُشتہائے زیرکاں
عقلمندوں کو صبر مرغوب ہوتا ہے

ہست حلوا آرزوئے کودکاں
حلوا کھانے کی آرزو تو بچوں کو ہوتی ہے

---

[1] خواجہ۔ یعنی سوداگر۔ سنگ پتھر۔ فم۔ منہ۔ گزاف۔ بیہودہ بات۔ لاف شیخی۔ تاریکی، یعنی دلوں کی تاریکی۔ پنبہ۔ روئی۔ شرار۔ یعنی اسرار توحید تاریک دل عوام کے سامنے بیان کرنا تباہی اور بربادی کا سبب ہے۔ چشماں۔ یعنی وہ لوگ جو دل کے اندھے ہیں۔ اور مدعی ہیں غلط انداز سے اسرار کی باتیں کر کے عالم میں فساد برپا کرتے ہیں۔ روبہان۔ مردہ مردہ لومڑیاں۔ شیراں۔ شیر۔ لوگ جو دین کی باتوں پر اعتراض کرنیکے عادی ہیں۔

[2] اصل۔ فطرت۔ عیسیٰ دم۔ وہ لوگ جنکی پھونک میں وہ اثر ہو جو حضرت عیسیٰ کے دم کر دینے میں تھا کہ بیمار اچھے ہو جاتے تھے گفت۔ گفتار۔ بات آسا۔ مانند۔ گر۔ روح سے جسمانی حجاب رفع کرنیکی ترکیب ہے حلوا۔ یعنی جسمانی لذت کی باتیں۔

[3] صبر۔ صاد کے فتحہ سے ضبط نفس، کسر خواہش اور صاد کے کسرہ سے بمعنی ایلوا جو ایک کڑوی دوا ہے۔ مشتہیٰ وہ چیز جسکو دل چاہے۔

ہر کہ[1] صبر آورد گردوں بر رود
جو صبر اختیار کر لیتا ہے آسمان سے بلند ہو جاتا ہے

ہر کہ حلوا خورد واپس تر رود
جس نے حلوا کھایا وہ لوٹ جاتا ہے

تفسیرِ قولِ شیخ فرید الدین عطّار قُدِّسَ سِرُّہٗ
شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ کے قول کی تفسیر

تو صاحب نفسی اے عاقل میان خاک خوں مینور
اے عقلمند! تو صاحب دل ہے مٹی میں خون نہ پی جا

کہ صاحب دل اگر زہرے خوراں نیمیں باشد
اس لئے کہ صاحب دل اگر زہر کھاتا ہے وہ شہید نہ جاتا ہے

صاحب دل را نداردآں زیاں
صاحب دل کو نقصان نہیں پہنچتا ہے

گر خورد اُو زہر قاتل راعیاں
اگرچہ وہ صاف طور پر قاتل زہر کھائے

زانکہ صحت یافت وز پرہیز رست
اسلئے کہ صحتیاب ہوگیا ہے پرہیز سے نجات پا گیا ہے

طالب مسکیں میان تپ درست
اور مسکین طالب بخار میں مبتلا ہے

گفت پیغمبر کہ اے طالبِ جری
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ (اے گستاخ مرید)

ہاں مکن با ہیچ مطلوبے مَری
کسی مرشد کی کبھی برابری نہ کر

گفت احمد گر نمی خواہی زَلَل
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے اگر تو نقصان کا خواہشمند نہیں ہے

ہیں مکُن با ہیچ مطلوبے[2] جدَل
ہرگز کسی مرشد سے جھگڑا نہ کر

ور تو نمرودی ہست آتش درمرو
اگر تو نمرود ہے تو آگ میں نہ جا

رفت خواہی اوّل ابراہیم شو
اگر جانا چاہتا ہے تو پہلے ابراہیم بن

چوں نئی مسباح[3] نے دریائے
جبکہ تو نہ تیراک ہے نہ دریائی

در میفگنتن خویش از خود رائے
خودسری سے اپنے آپ کو دریا میں نہ ڈال

اُوز قعر بحر گوہر آورد
وہ دریا کی گہرائی سے موتی لاتا ہے

از زیانہا سُود برسَر آورد
نقصانوں سے فائدہ اٹھاتا ہے

کاملے گر خاک گیرد زر شود
کامل انسان اگر خاک لے لے سونا ہو جائے

ناقص ار زر برد خاکستر شود
ناقص اگر سونا لے لے خاک ہو جائے

دستِ ناقص دستِ شیطان وست دیو
ناقص کا ہاتھ، شیطان اور بھوت کا ہاتھ ہے

زانکہ اندر دام تلبیس ست وریو
کیونکہ وہ دھوکے اور مکر کے جال میں ہے

چوں قبول حق بُود آں مرد راست
سچا انسان چونکہ اللہ کا مقبول ہوتا ہے اس لئے

دست اُو در کار ہا دست خداست
کاموں میں اس کا ہاتھ، خدا کا ہاتھ ہے

---

[1] ہر کہ۔ صبر کرنیوالوں کے مراتب بلند ہوتے ہیں اور لذائذ جسمانی سے انسان کے مراتب کا تنزل ہوتا ہے۔ تو صاحب نفسی۔ یعنی ناقص لوگوں کے لئے جو باتیں مضر ہیں درجہ کمال پر پہنچ کر مضر نہیں رہتی ہیں۔ آں۔ یعنی زہر۔ عیاں۔ برملا، کھلم کھلا۔ زانکہ۔ بہت سی چیزیں مریض کے لئے مضر ہوتی ہیں، صحت یاب ہونے پر وہ مضر نہیں رہتیں بلکہ مفید ہوتی ہیں۔ طالب جو علم معرفت کے ابتدائی مراحل طے کر رہا ہے۔ مَری۔ لڑائی جھگڑا۔ مطلوب۔ یعنی مرشد کامل احمد۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کوئی حدیث نہیں ہے مفہوم ایک درجہ میں صحیح ہے۔ زَلَل۔ لغزش۔ جدل جھگڑا، بحث۔

[2] مطلوب۔ یعنی مرشد راہنما۔ نمرود وہی ظالم بادشاہ ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دہکتی آگ میں ڈلوایا تھا اور اللہ کے فضل و کرم سے وہ آگ ان کے لئے گلزار بنگئی تھی یعنی نمرودی صفات ہیں تو آگ، آگ ہے اور اگر تم اپنے اندر ابراہیمی صفات پیدا کر لو تو تمہارے لئے آگ گلزار ہے۔

[3] سباح۔ تیراک۔ یعنی کسی کمالات۔ دریائی۔ دریا کا رہنے والا، یعنی جسمیں وہی کمالات ہوں۔ قعر زیانہا۔ یعنی ناقص جو چیزیں اور باتیں مضر ہیں کامل ان سے نفع اندوز ہوتا ہے۔ ناقص۔ وہ پیر جو معرفت سے خالی ہے۔ تلبیس۔ دھوکہ دنیا۔ ریو۔ مکر و فریب۔ قبول۔ مقبول۔ مرد راست۔ راست مبارز۔

جہل آید پیش اُو دانش شود — جہل شد علمیکہ در ناقص رَود
اس کے سامنے جہل بھی آتا ہے، تو عقل بنجاتا ہے — جو علم ناقص میں چلا جائے وہ جہل بنجاتا ہے

ہر چہ گیرد عِلّتی [۱] عِلّت شود — کفر گیرد کاملے مِلّت شود
بیمار جو لیتا ہے، بیماری بنجاتی ہے — کامل انسان کفر اختیار کرتا ہے دین بنجاتا ہے

اے مِرے کردہ پیادہ باسوار — سر نخواہی بُرد اکنوں پائے دار
اے پیدل! تو سوار سے لڑتا ہے — سنبھل کہ تو اب سر سالم نہ لیجائے گا

تعظیم کردنِ ساحراں موسیٰؑ را کہ اوّل تو عصا بینداز
جادوگروں کا موسیٰ (علیہ السلام) کی تعظیم کرنا کہ پہلے آپ لاٹھی ڈالئے

ساحراں در عہد فرعون لعیں — چوں مرے کردند با موسیٰؑ زکیں
ملعون فرعون کے زمانہ میں جادوگروں نے — کینہ وری کی وجہ سے جب (حضرت) موسیٰ سے جھگڑا کیا

لیک موسیٰؑ را مُقدّم داشتند — ساحراں اُورا مکرّم [۲] داشتند
لیکن (حضرت) موسیٰ کو آگے کیا — جادوگروں نے ان کو معزز مانا

زانکہ گفتندش کہ فرماں آنِ تُست — گر تو میخواہی عَصا بفگن نُخست
اسلئے کہ انہوں نے انسے کہا کہ آپ صاحب فرمان ہیں — اگر آپ چاہیں تو پہلے عصا ڈالیں

گفت نے اوّل شما اے ساحراں — افگنید آں مکر را اندر میاں
انہوں نے فرمایا اے جادوگرو! نہیں پہلے تم — وہ شعبدہ دکھاؤ

ایں قدر تعظیم دیں شاں را خرید — وز مِرے آں دست و پا ہاشاں بُرید
دین کی اسقدر تعظیم نے ہی انہیں خرید لیا — اور مقابلہ بازی میں انکے ہاتھ اور پیر کاٹ دئے

ساحراں چوں قدرِ اُو بشناختند — دست و پا در جُرم آں در باختند
جادوگروں نے جب ان کا مرتبہ پہچان لیا — اس جرم میں ہاتھ اور پیر ہار بیٹھے

لقمہ و نکتہ ست کامل [۳] را حلال — تو نہ کامل مخور، می باش لال
نوالہ اور نکتہ کامل کے لئے حلال ہے — تو کامل نہیں ہے، نہ کھا، گونگا بنجا

تو چو گوشی اُو زباں نے جنس تو — گوشہا را حق بفرمود اَنْصِتُوا
تو کان کی طرح ہے اور وہ زبان جو تیری جنس نہیں ہے — کانوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ خاموشی سے سنو

کودک اوّل چوں بزاید شیر نوش — مُدّتے خامُش بُوَد اُو جملہ گوش
بچہ جب دودھ پیتا پیدا ہوتا ہے — ہمہ تن کان بنکر ایک مدت تک چپ رہتا ہے

---

[۱] عِلّتی۔ بیمار۔ علت۔ بیماری۔ مِلّت۔ دین، شریعت۔ پیادہ پیدل، یعنی مرد ناقص۔ سوار۔ یعنی مرد کامل۔ پائے داشتن۔ ثابت قدم رہنا ساحر۔ جادوگر، شعبہ باز۔ مرے۔ اماہ ہے مراء کا۔ جھگڑا مقابلہ، اختلاف مقدم۔ آگے۔

[۲] مکرم۔ باعزت، معزز۔ آن۔ ملکیت۔ عصا۔ لاٹھی۔ مکر یعنی جادوگری، شعبہ بازی ایں قدر۔ ساحروں نے حضرت موسیٰ کی تعظیم بھی کی اور انسے مقابلہ بھی کیا، تعظیم کے نتیجہ میں تو وہ خود مومن ہو گئے اور مقابلہ کی گستاخی کی وجہ سے انجام کار ان کے ہاتھ پیر گئے۔ ساحراں۔ ساحر جب حضرت موسیٰ کے معتقد ہو گئے تو اپنی گستاخی کی بخوشی سزا بھگتنے پر آمادہ ہو گئے ورنہ کسی حیلہ سے فرعون سے نجات پا سکتے تھے۔

[۳] کامل یعنی تکمیل مراتب کے بعد لذائذ کا استعمال اور تصوف کے باریک مسائل کا بیان جائز ہے۔ سالک کے لئے ترک لذائذ ضروری ہے اور اس کو مسائل تصوف پر کلام کرنیکی اجازت نہیں ہے۔ لال۔ گونگا۔ تو ناقص، کا کام سننا ہے لہٰذا وہ بمنزلہ کان کے ہے کامل کا کام تعلیم دینا ہے لہٰذا وہ بمنزلہ زبان کے ہے۔ اُو یعنی۔ مرد کامل۔ کودک۔ بچہ۔ ایک عرصہ تک سنتا ہے پھر بولتا ہے۔

مُدّتے می بایدش لب دوختن
اس کو ایک مدت تک ہونٹ سینے چاہئیں

از سخن گویاں سخن آموختن
بات کرنیوالوں سے بات سیکھنی چاہئے

تانیا [1] موزد نگوید صد یکے
جب تک سیکھ نہیں لیتا سو میں سے ایک بھی نہیں کہتا ہے

ور بگوید حشو گوید بے شکے
اگر بولتا ہے تو بلاشبہ بیکار بولتا ہے

ورنباشد گوش تی تی می کند
اگر کان نہوں تو تی تی کرتا ہے

خویشتن را کنگ گیتی می کند
اپنے کو تمام عمر کے لئے گونگا بنا لیتا ہے

کرِ اصلی کش نبوّد آغاز گوش
مادر زاد بہرا جس کے شروع سے کان نہوں

لال باشد کے کند در نطق جوش
گونگا ہوتا ہے بولنے کی ہمت کب کرتا ہے

زانکہ اوّل سمع [2] باید نطق را
اس لئے کہ بولنے کے لئے پہلے سننا چاہیے

سوئے منطق از رہِ سمع اندرا
بولنے کی جانب سننے کے راستہ سے اندر آ

اُدْخُلُوا الْاَبْیَاتَ مِنْ اَبْوَابِهَا
گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو

وَاطْلُبُوا الارْزَاقَ مِنْ اَسْبَابِهَا
رزقوں کو ان کے ذرائع سے تلاش کرو

نُطق کاں موقوفِ راہ سمع نیست
وہ گویائی جو سننے کی راہ پر موقوف نہیں ہے

جُز کہ نطقِ خالقِ بے طمع نیست
بے نیاز، اللہ تعالیٰ کی گویائی کے علاوہ نہیں ہے

مُبدِع [3] ست و تابع اُستاد نہ
وہ موجود ہے اور کسی استاد کے تابع نہیں ہے

مُسنِدِ جملہ وُرا اِسناد نہ
سب کو سہارا دینے والا ہے اس کو سہارے کی ضرورت نہیں ہے

باقیاں ہم در حرف ہم و در مقال
باقی سب ہی دستکاریوں اور گفتگو میں

تابعِ اُستاد و محتاجِ مثال
استاد کے تابع اور مثال کے محتاج ہیں

زیں سخن گر نیستی بیگانہ
اگر تو اس بات سے نا آشنا نہیں ہے

دلق واشکے گیر در ویرانہ
کسی ویرانے میں گدڑی اور اشکباری اختیار کر

زانکہ آدمؑ زاں عتاب از اشک دست
اسلئے کہ آدم (علیہ السلام) اس عتاب سے آنسوں سے بچے

اشک تر باشد دمِ توبہ پرست
اشک تر توبہ کرنے والے کیلئے ایک (موثر) تدبیر ہے

بہرِ گریہ آدمؑ آمد بر زمیں
آدم (علیہ السلام) رونے کے لئے زمین پر آئے

تا بوَد گریاں و نالاں و حزیں
تاکہ روئیں اور چائیں اور غمگین ہوں

آدمؑ از فردوس و از بالائے سفت
آدم (علیہ السلام) جنت اور سات آسمانوں پر سے

پائے ماچاں از برائے عذر رفت
ایک پیر پر کن پکڑی کرتے ہوئے عذر کیلئے چلے

---

۱ تانیا مُوزد۔ بچہ جب تک تعلیم مکمل نہیں کر لیتا ہے اس وقت تک خاموشی سے سنتا ہے۔ اور اگر بولتا بھی ہے تو غلط سلط بول جاتا ہے۔ ورنباشد جو مادر زاد بہرا ہوتا ہے۔ وہ گونگا بھی ہوتا ہے اس کو بولنا نہیں آتا۔ تی تی۔ یعنی گونگے کی تتلاہٹ گنگ۔ گونگا۔ گیتی۔ زمانہ۔ مدت العمر۔ کر اصلی۔ مادرزاد بہرا۔ لال گونگا۔

۲ سمع۔ سننا۔ نطق گویائی۔ منطق بولی گفتگو، اندر آ یعنی تقاضائے فطرت یہی ہے کہ پہلے سنو اور جب خوب سیکھ جاؤ تب بولو۔ اُدخلوا۔ یعنی ہر کام کو اس کے طریقہ کے مطابق کرنا چاہئے۔ نطق خدا کی گویائی سننے کی محتاج نہیں ہے، انسان کی گویائی لامحالہ سننے کے بعد ہے۔

۳ مُبدِع۔ ایجاد کرنیوالا تابع۔ پیروی کرنیوالا مُسنِد۔ سہارا دینے والا۔ اسناد، ٹیک، سہارا، حرف۔ حا کے کسرہ اور راء کے فتحہ کے ساتھ حرفہ کی جمع ہے، پیشہ، دستکاری۔ دلق۔ باطن کی تکمیل کا یہ طریقہ ہے کہ گدڑی پہنکر ویرانے میں آہ و زاری کرو۔ عتاب غصہ۔ حضرت آدمؑ کو ان کی آہ و زاری اور اشکباری نے نجات دلائی تھی اور ان کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ ماچاں۔ فقراء میں ایک سزا کی نوعیت ہے جب کسی سے کوئی قصور ہو جاتا ہے تو اس کو ایک پیر جوتیوں میں کھڑا کیا جاتا ہے اور کان پکڑوائے جاتے ہیں۔

گر ز پشتِ آدمی وز صُلب اُو
اگر تو آدم (علیہ السلام) کی پشت اور ان کی کمر سے ہے

در طلب می باش ہم در طُلب[1] اُو
جستجو میں رہ نیز انکی جماعت میں

زآتش دل و آب دیدہ نقل ساز
دل کی آگ اور آنکھ کے پانی سے چبینا تیار کر

بُوستاں از ابر و خورشید ست تاز
باغ ابر اور آفتاب سے تازہ ہے

تو چہ دانی ذوق آب اے شیشہ دل
اے نازک دل! تو آنسوؤں کا ذوق کیا جانے

زانکہ ہمچوں خرشدی تو پا بہ گل
اس لئے کہ تو گدھے کی طرح دھنسا ہوا ہے

تو چہ دانی ذوقِ آب دیدگاں
تو آنکھوں کے آنسوؤں کا ذوق کیا جانے

عاشق نانی تو چوں نادیدگاں
تو نہ یروں کی طرح روٹی کا عاشق ہے

گر تو ایں[2] اَنباں زناں خالی کنی
اگر تو اس تھیلے کو روٹی سے خالی کر لے

پُرز گوہر ہائے اجلالی کنی
انوار کے موتیوں سے پر کرلے

طفلِ جاں از شیر شیطاں باز کن
جان کے بچے کو شیطان کے دودھ سے روک

بعد از آنش با مَلک اَنباز کن
اس کے بعد اس کو فرشتوں کا ساتھی بنا لے

تا تو تاریک و ملول و تیرۂ
جب تک تو تاریک، رنجیدہ اور سیاہ ہے

داں کہ بادیو لعیں ہمشیرۂ
سمجھ لے کہ ملعون شیطان کا دودھ شریک بھائی ہے

لُقمۂ کاں نورِ افزود و کمال
جس لقمہ نے نور اور کمال بڑھایا ہے

آں بُوَد آوردہ از کسب حَلال
وہ حلال کمائی سے حاصل کیا ہوا ہوتا ہے

روغنے کاید چراغ ما کُشد
وہ تیل جو آتے ہی ہمارا چراغ بجھا دے

آب خوانش چوں چراغے را کشد
چونکہ وہ چراغ کو گل کرتا ہے اس کو پانی کہو

علم و حِکمت زاید از لقمہ حلال
حلال لقمہ سے علم اور دانائی پیدا ہوتی ہے

عشق و رقّت[3] زاید از لقمہ حلال
عشق اور دل کی نرمی حلال لقمہ سے پیدا ہوتی ہے

چوں ز لقمہ تو حسد بینی دوام
جب تو دیکھے کہ لقمہ سے ہمیشہ حسد اور مکر

جہل و غفلت زاید آنرا داں حرام
جہل اور غفلت پیدا ہوتی ہے تو اس کو حرام سمجھ

ہیچ گندم کاری و جَو بر دہد
کبھی (ایسا ہوا ہے) کہ تو نے گیہوں بوئے اور جو پیدا ہوئے

دیدۂ اسپے کہ کرّہ خر دہد
تو نے دیکھا ہے کہ گھوڑی نے گدھے کا بچہ جنا ہو؟

لقمہ تخم ست و برش اندیشہا
لقمہ بیج ہے اور اس کا پھل خیالات ہیں

لقمہ بحرو گوہرش اندیشہا
لقمہ سمندر ہے اور اس کے موتی خیالات ہیں

---

[1] طلب۔ جماعت تا کے ساتھ بھی مستعمل ہے صُلب۔ پشت۔ نقل۔ چبینا۔ ابر۔ یعنی جس طرح باغ کا نشو ونما اور تازگی ابر کے پانی اور آفتاب کی گرمی سے ہے اسی طرح انسانی کی تروتازگی آب دیدہ اور عشق کی گرمی سے ہے۔ گل۔ مٹی۔

[2] اَنباں۔ تھیلہ یعنی پیٹ۔ گوہر اجلالی۔ انوار معرفت۔ مَلک۔ فرشتہ انباز۔ شریک۔ کسب حلال۔ جائز کمائی۔ روغنے۔ یعنی جو تیل چراغ بجھائے وہ تیل نہیں بلکہ پانی ہے

[3] رقت۔ یعنی قلب کی نرمی۔ کاری۔ کاشتن۔ بمعنی بونا کا صیغہ واحد مخاطب ہے۔ ابر۔ پھل۔ کرّہ۔ کاف کے ضمہ سے، گھوڑے یا گدھے کا بچہ۔

زاید از لقمہ[1] حلال اندر دہاں — میل خدمت عزم رفتن آں جہاں
منہ میں حلال لقمہ سے پیدا ہوتا ہے — عبادت کا رجحان (اور) اس جہاں (آخرت) میں جانے کا پختہ ارادہ

زاید از لقمہ حلال اے مہ حضور — در دل پاک تو در دیدہ نور
اے سردار! حلال لقمہ سے حضوری پیدا ہوتی ہے — تیرے پاک دل اور آنکھوں میں نور (پیدا ہوتا ہے)

ایں سخن پایاں ندارد اے کیا — بحث باز رگان وطوطی کن بپا
اے بزرگ! اس بات کی کوئی انتہا نہیں ہے — سوداگر اور طوطی کی بحث شروع کر

باز گفتن بازرگاں طوطی آنچہ در ہندوستاں دیدہ بود
سوداگر کا پھر طوطی سے کہنا جو کچھ اس نے ہندوستان میں دیکھا تھا

کرد بازرگاں تجارت را تمام — باز آمد سوئے منزل[2] شاد کام
سوداگر نے تجارت مکمل کر لی — اور وطن کی طرف خوشی سے لوٹا

ہر غلامے را بیاوُرد ارمغاں — ہر کنیزک را بہ بخشید اُو نشاں
ہر غلام کے لئے سوغات لایا — اس نے ہر کنیز کو ایک نشانی دی

گفت طوطی ارمغانِ بندہ کو — آنچہ دیدی آنچہ گفتی باز گو
طوطی بولی بندی کا تحفہ کیا ہے؟ — جو تو نے دیکھا اور جو کہا وہ بھی بیان کر

گفت نے من خود[3] پشیمانم ازاں — دست خود خایاں وانگشتاں گزاں
وہ بولا نہیں میں اس سے خود شرمندہ ہوں — اپنے ہاتھ کو چبا رہا ہوں اور انگلیوں کو کاٹتا ہوں

کہ چرا پیغام خامے از گزاف — بُردم از بیدانشی و از نشاف
کہ کیوں لغویت سے بیکار پیغام — میں لے گیا، بے عقلی اور غلطی سے؟

گفت اے خواجہ پشیمانی زچیست — چیست ایں کیں خشم وغم را مقتضی سیت
اُس نے کہا اے خواجہ! کس بات سے شرمندگی ہے؟ — کونسی بات ہے جو غصہ اور غم کی متقاضی ہے

گفت، گفتم آں شکایتہائے تو — با گروہِ طوطیاں ہمتائے تو
اُس نے کہا میں نے تیری شکایتیں بتائیں — تیری ہم جنس طوطیوں کو

آں یکے طوطی زدردت بوئے بُرد — زہرہ اش بدرید ولرزید و بمُرد
ایک طوطی کو تیرے درد کا احساس ہوا — اس کا پتہ پھٹا کپکپائی اور مر گئی

من پشیماں گشتم ایں گفتن چہ بود — لیک چوں گفتم پشیمانی چہ سود
میں شرمندہ ہوا کہ یہ کیا کہنے کی بات تھی — لیکن جب کہہ چکا تو شرمندگی سے کیا فائدہ؟

[1] لقمہ۔ یعنی انسان جس طرح کی غذا کھائیگا۔ ویسے ہی خیالات پیدا ہوں گے۔ خدمت۔ اطاعت۔ بندگی۔ مہ سردار حضور دل کی توجہ، محویت۔ کیا۔ بزرگ، بڑا،

[2] منزل۔ وطن شاد کام با مقصد خوش۔ ارمغاں۔ تحفہ۔ نشان۔ علامت، نشانی۔

[3] پشیماں۔ شرمندہ خایاں۔ چباتا ہوا۔ گزاں کاٹتا ہوا۔ نشاف، بے عقلی غلطی کیں۔ کہ ایں مقتضی باعث، موجب ہمتا۔ برابر، ہم جنس بوئے بُردن معلوم کر لینا۔ محسوس کرنا، زہرہ۔ زاء کے فتحہ کے ساتھ پتہ جگر۔

نُکتۂ اکاں جَست ناگہ از زباں
جو بات اچانک زبان سے نکل گئی

ہمچو تیرے داں کہ جَست آں از کماں
اس کو اس تیر جیسا سمجھ جو کمان سے نکل جائے

وانگرد داز رہ آں تیر اے پسر
اے بیٹا! وہ تیرا راستہ سے واپس نہیں آ سکتا

بند باید کرد سیلے راز سر
سیلاب کو ابتدا ہی سے بند کرنا چاہیے

چوں گذشت از سَر جہانے را گرفت
جب پانی سر سے گزر گیا اس نے دنیا کو گھیر لیا

گر جہاں ویراں کند نبوُد شگفت
اگر دنیا کو ویران کر دے تو کوئی تعجب نہ ہوگا

فعل را در غیب اثرہا زادنی ست
غیب میں فعل کے آثار پیدا ہونیوالے ہیں

واں مَوالیدش بحکُم خلق نیست
اور اس کے وہ نتیجے مخلوق کے حکم سے نہیں ہیں

بے شریکے جُملہ مخلوق خداست
بغیر شرکت یہ سب خدا کے پیدا کردہ ہیں

آں موالیدا رچہ نسبت شاں بماست
تمام نتیجے اگرچہ انکی نسبت ہماری طرف ہے

زید پرانید تیرے سوئے عمر
زید نے عمرو کی طرف تیر چلایا

عُمر را بگرفت تیرش ہمچو نمر
اور اس کے تیر نے عمرو کو تیندوے کی طرح دبوچ لیا

مُدّتِ سالے ہمی زاید درد
سال بھر درد ہوتا رہا

دَرد ہارا آفرینَد حق نہ مرد
دردوں کو خدا پیدا کرتا ہے، نہ کہ انسان

زیدِ رامی آندم ار مُرداز وَجَل
اگر تیر چلانیوالا زید خوف سے اسی وقت مر گیا

دَرد ہامی زاید آنجا تا ۲ اَجَل
اس جگہ مرنے تک درد پیدا ہوتے رہتے

زاں مَوالید وجع چوں مُرداوُ
جب وہ درد کے ان نتیجوں سے مر گیا

زید را زاوّل سبب قتّال گو
زید کو ابتدائی سبب کی وجہ سے قاتل کہو

آں وجعہا رابد و منسوب دار
ان دردوں کو اس کی طرف منسوب کر

گرچہ ہست آں جملہ صُنع کردگار
اگرچہ وہ سب اللہ کی کار فرمائی ہے

ہمچنیں کسب و دم و دام جماع
اسی طرح کمائی اور تدبیر اور جاں اور ہمبستری

آں موالیدست حق ار مُستطاع
وہ سب کام اللہ کے پیدا کردہ اور مقدور ہیں

بستہ درہائے مَوالید از سبب
سبب سے نتیجوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں

چوں پشیمان شد ولی از دستِ رب
خدا کے ہاتھ سے، جب ولی شرمندہ ہوتا ہے

اولیاء ۳ راہست قدرت از الٰہ
اللہ کی جانب سے اولیاء کو قدرت حاصل ہے

تیر جستہ باز آرندش زراہ
(کہ وہ) چھوٹے ہوئے تیر کو راستہ سے واپس لے آئیں

۱ نُکتہ۔ بات۔ سیل۔ بہاؤ شگفت۔ عجب۔ فعل۔ یعنی ہر انسان کے عمل کا عالم غیب میں اثر و نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ زادنی۔ پیدا ہونے کے لائق موالید۔ مولود کی جمع ہے، نتیجہ۔ اثر بے شریک خدا کی صفت ہے۔ نمر تیندوا، فہد، ان دونوں شعروں میں خدا کے افعال کی بندوں کی طرف مجازاً منسوب کئے جانیکی مثال ذکر کی ہے۔ زامی۔ تیر انداز وجل۔ خوف

۲ تا اَجل۔ یعنی عمرو کے مرنے تک، تو معلوم ہوا کہ درد کا خالق اللہ ہے۔ نہ کہ زید ورنہ زید کے مرنے پر درد ختم ہو جاتا، دم۔ مکر، تدبیر۔ مُستطاع، مقدور۔ ولی۔ یعنی اللہ کا دوست جب کبھی اپنے کسی فعل پر شرمندہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سبب سے پیدا ہونیوالے نتائج کے دروازے بند کر دیتے ہیں اور اس سبب پر نتائج مرتب نہیں ہوتے ہیں۔

۳ اولیاء ولی کی جمع ہے ولی وہ شخص ہے جس میں یہ تین باتیں ہوں اللہ کی ذات و صفات کی معرفت طاعات کی بجا آوری محرمات سے اجتناب تیر جستہ کمان سے چلے ہوئے تیر کو واپس کر سکتے ہیں۔ اولیاء کی کرامت حق ہے۔

گفتہ نا گفتہ کند از فتح باب ۱ تا ازاں نے سیخ سوزد نے کباب
دروازہ کھلا ہوا ہو تیلی جیسے سدھ کئے ہوئے تو نہ ہوا کردے تاکہ اس سے سیخ جلے نہ کباب

از ہمہ دلہا کہ آں نکتہ شنید آں سخن را کرد محونا پدید
ان تمام دلوں سے جنہوں نے وہ بات سنی ہے اس بات کو محو اور نابود کر دے

گرت بُرہاں باید و حُجت مہا از نُبے خواں آیۃ او نُنسِہا
اے بزرگ! اگر تجھے حجت اور دلیل چاہئے قرآن میں سے آیت اونسہا پڑھ لے

آیۃ اَنسَوکُم ذِکرِیْ بخواں قوّتِ نسیان نہادن شاں بداں
انسوم ذکری آیت پڑھ لے اوران میں بھلانیکی قوت پیدا کئے جانیکو سمجھ لے

چوں بہ تذکیر و بہ نسیاں قادرند بر ہمہ دلہائے خلقاں قاہرند
چونکہ وہ یاد دلانے اور بھلانے پر قادر ہیں تمام مخلوق کے دلوں پر حاکم ہیں

چوں بہ نسیاں بست اُو راہ نظر کارنتواں کرد ور باشد ہنر
جب اس نے بھلا دینے کے ذریعہ غور وفکر کی راہ بند کردی کام نہیں کر سکتا ہے خواہ ہنر موجود ہو

خُذتُمُو سُخریتہ اَھلَ السُّمُوْ ازنُبے خوانید تا اَنسَوکُم
مرتبہ والوں کو تم نے مذاق بنایا انسو کم تک قرآن میں پڑھو

صاحبِ دہ بادشاہِ جسمہاست صاحبِ دل شاہ دلہائے شماست
شہر کا حاکم جسموں کا بادشاہ ہے تمہارے دلوں کا بادشاہ اہل دل ہے

فرع ۲ دید آور عمل بے ہیچ شک پس نباشد مردم الّا مردمک
بلاشک عمل دیکھنے کی شاخ ہے تو انسانی پتلی کی سوا کچھ نہوگا

مردمش چوں مردمک دیدند خُرد در بزرگیِ مردمک کس پے نبرد
لوگوں نے اس کو پتلی کی طرح حقیر سمجھا پتلی کی بڑائی کا کسی نے پتہ نہ لگایا

من تمام ایں را نیارم گفت زاں منع می آید ز صاحب مرکزاں
میں ان کو پورا نہیں بتا سکتا کیونکہ مرکز والوں کی طرف سے اس کی ممانعت ہوئی ہے

چوں فراموشیِ خلق و یادِ شاں باوے ست و میرسد فریادِ شاں
چونکہ لوگوں کی بھول اور ان کی یاد اس سے متعلق ہے اور وہ انکی فریاد کو پہنچتا ہے

صد ہزاراں نیک و بد را آں نبی ۳ می کند ہر دم ز دلہا شاں تہی
وہ باکمال لاکھوں اچھے اور برے (خیالات رات کو) انکے دلوں سے ہر دم نکالتا ہے

۱ فتح باب۔ اولیاء پر اللہ کے قرب کا دروازہ کھلا ہوا ہوتا ہے۔ گرت۔ اگر ترا۔ مہا۔ اے مہ، اے سردار۔ نبے۔ قرآن مجید او نہا۔ قرآن پاک میں ہے۔ ما ننسخ مِن آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا نہیں منسوخ کرتے ہیں ہم کسی آیت کو یا بھلاتے ہیں۔ اس کو مگر یہ کہ لاتے ہیں بہتر اس سے خذتمو قرآن پاک میں ہے فاتخذتموھم سخریا حتی انسوکم ذکری یعنی تم نے ان نیک لوگوں کا مذاق اڑایا تو انہوں نے تمہارے دلوں سے میری یاد بھلادی صاحب وہ دنیاوی بادشاہ جسموں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ دلوں پر فرماں روائی کرتے ہیں۔

۲ فرع۔ شاخ یعنی علم کے بعد عمل ہے، اور علم کا ذریعہ آنکھ ہے تو انسان دراصل پتلی کا نام ہے لیکن لوگ اس کو ایک چھوٹی چیز سمجھتے ہیں۔ یہی حال اولیاء اللہ کا ہے بظاہر وہ معمولی انسان ہیں لیکن ان کے کارنامے عظیم الشان ہیں۔ صاحب مرکز۔ یعنی بڑے اولیاء اللہ۔

۳ نبی۔ با، کا فتحہ با کماں یعنی بزرگ رات کے اوقات میں متعلقین کے خیالات پر تصرف کرتے ہیں۔

روز[1] دلہا را ازاں پُر میکند — آں صدفہا را پُراز دُر میکند
دن میں دلوں کو ان (خیالات) سے پر کرتا ہے — ان سیپوں کو موتیوں سے پر کرتا ہے

آں ہمہ اندیشہ پیشا نہا — می شناسند از ہدایت جانہا
تمام گذشتہ خیالات کو — (اولیاء کی) رہنمائی کیجئے سے

پیشۂ و فرہنگِ تو آید بتو — تادرِ اَسباب بکشاید بتو
تیرا پیشہ اور عقل تیرے پاس آجاتے ہیں — تاکہ تجھ پر اسباب کا دروازہ کھول دیں

پیشۂ زرگرباَ ہنگر نشُد — خوئے ایں خوشخو بداں مُنکر نشُد
سنار کا پیشہ، لوہار کے لئے نہیں ہوتا ہے — اس خوش اخلاق کی عادت اس منکر کی طرف نہیں جاتی ہے

پیشہا و خُلقہا[2] ہمچوں جہیز — سوئے خصم آیندروزِ رُستخیز
پیشے اور اخلاق سامان سفر کی طرح — قیامت کے دن مالک کی طرف آئیں گے

صورتے کاں برنہادت غالب ست — ہم براں تصویرِ حشرت واجب ست
وہ صورت جو تیرے وجود پر غالب ہے — اسی صورت پر تیرا حشر ضروری ہے

پیشہا و خُلقہا از بعدِ خواب — واپس آید ہم بخصمِ خود شتاب
پیشے اور اخلاق سونے کے بعد — اپنے مالک کی طرف فوراً لوٹ آتے ہیں

پیشہا[3] واندیشہا در وقتِ صبح — ہم بدانجا شد کہ بُود آں حُسن و قبح
پیشے اور خیالات صبح کے وقت — اسی جگہ پہنچ جاتے ہیں جہاں وہ حسن اور قبح کا سبب تھے

چوں کبوتر ہائے پیک از شہر ہا — سوئے شہرِ خویش آرد بہر ہا
نامہ بری کے کبوتروں کی طرح، شہروں سے — اپنے شہر کی جانب (نامہ و پیام کے) حصے لاتے ہیں

ہر چہ بینی سوئے اصلِ خود رود — جزو سوئے کُل خود راجع شود
تو جس چیز کو دیکھے گا اپنی اصل کی طرف جاتی ہے — جزو اپنے کل کی طرف لوٹتا ہے

شنیدنِ آں طوطی حرکت آں طوطی راو مُردن او ونوحۂ خواجہ براُو
طوطی کا اُس طوطی کی حرکت کو سننا اور اس کا مر جانا اور مالک کا اس پر رونا

چوں شنید آں مرغ کاں طوطی چہ کرد — ہم بلرزید و فتاد و گشت سَرد
جب اس پرندے نے سنا کہ اس طوطی نے کیا کیا — وہ بھی کپکپایا اور گرا اور ٹھنڈا ہو گیا

خواجہ چوں دیدش فتادہ ایں چنیں — بر جہید و زد کُلہ رابرزمیں
مالک نے جب اس کو اس طرح پڑا ہوا دیکھا — تڑپ گیا اور ٹوپی زمین پر پٹخ دی

[1] روز۔ دن میں اپنی توجہ کے ذریعہ دلوں میں بہترین خیالات پیدا کر کے دلوں کے سیپوں کو موتیوں سے پر کرتے ہیں۔ آں ہمہ۔ شیخ اپنی قوتِ باطنی سے مرید کے پہلے خیالات اور وساوس کو جان جاتا ہے۔ ذر اَسباب۔ پیشہ اور ہنر کمائی کا ذریعہ اور سبب ہے

[2] خلق۔ اخلاق۔ جہیز سامانِ سفر۔ خصم۔ یعنی وہ شخص جس کے وہ اخلاق نہیں۔ روزِ رستخیز۔ روز قیامت۔ نہاد۔ طبیعت۔

[3] پیشہا۔ صبح ہوتے ہی وہ پیشے اور خیالات۔ ان اشخالص تک پہنچ جاتے ہیں۔ جن کے لئے وہ اچھائی یا برائی کا سبب ہوتے ہیں۔ بہر۔ حصہ یعنی وہ نامہ بر کبوتر اپنے حصہ کی خبریں لے کر اپنے شہر کو لوٹتے ہیں۔ گشت۔ سرد۔ مر کر ٹھنڈا ہو گیا۔

چوں بدیں رنگ و بدیں حالش بدید
جب اُس کو اس حالت اور اس رنگ میں دیکھا

خواجہ بر جست و گریباں را درید
مالک تڑپا اور گریباں چاک کر لیا

گفت اے طوطیِ خوب خوش جبیں
بولا کہ اے حسین اور اچھی پیشانی والی طوطی

ہے چہ بودت ایں چرا گشتی چنیں
ہائے، تجھے یہ کیا ہوا، تو ایسی کیوں ہو گئی؟

اے دریغا مُرغِ خوش آوازِ من
ہائے افسوس! میرے خوش الحان پرندے

اے دریغا ہمدم و ہمرازِ من
ہائے افسوس! میرے ساتھی اور میرے ہمراز

اے دریغا مُرغِ خوش اِلحانِ من
ہائے افسوس! میرے خوش آواز پرند

راحِ روح و روضۂ رضوانِ من
میری روح کی راحت اور میری جنت

گر سلیمانؑ را چنیں مرغے بُدے
اگر (حضرت) سلیمان کے پاس ایسا پرند ہوتا

کے دگر مشغول آں مُرغاں شدے
وہ پھر کب ان پرندوں میں مصروف ہوتے؟

اے دریغا مُرغ کا رزاں یافتم
ہائے افسوس! پرند جس کو میں نے سستا خریدا

زود رُواز روے اُو برتافتم
بہت جلد میں نے اس کے دیدار سے منہ موڑ لیا

اے زُباں تو بس زیانی مَر مَرا
اے زبان! تو سراسر میرا نقصان ہے

چوں توئی گویا چہ گویم مَر تُرا
تو ہی چونکہ بات کرنیوالی ہے تجھے کیا کہوں؟

اے زُباں ہم[۲] آتش و ہم خرمنی
اے زبان! تو آگ بھی ہے اور خرمن بھی

چند ایں آتش دریں خرمن زنی
کب تک اس خرمن میں تو آگ لگاتی رہے گی؟

در نہاں جاں از تو افغاں میکُند
پوشیدہ طور پر جان تجھے فریاد کرتی ہے

گرچہ ہر چہ گویش آں میکُند
اگرچہ تو اس سے جو کہتی ہے وہ وہی کرتی ہے

اے زُباں ہم گنجِ بے پایاں توئی
اے زبان! بے شمار خزانہ تو ہے

اے زُباں ہم رنجِ بے درماں توئی
اے زبان! لا علاج مرض بھی تو ہے

ہم[۳] صفیر و خُدعۂ مُرغاں توئی
سیٹی بجانیوالی اور پرندوں کے لئے دھوکے کا سبب تو ہے

ہم انیسِ وحشتِ ہجراں توئی
ہجر کی وحشت میں محبت بھری بھی تھی تو ہے

ہم خفیر و رہبرِ یاراں توئی
دوستوں کی رہبر اور قاصد بھی تو ہے

ہم بلیسِ وِ ظلمت کفراں توئی
شیطان اور کفر کی تاریکی بھی تو ہے

چند امانم میدہی اے بے اماں
اے بے امان! تو مجھے کب امن دیگی؟

اے تو زِہ کردہ بکینِ من کماں
اے کہ تو نے میری دشمنی میں کمان پر چلہ چڑھا رکھا ہے

---

۱ رضوان۔ داروغہ جنت کا نام ہے۔ سلیمان۔ حضرت سلیمان پرندوں کی بولی سمجھتے تھے۔ اسی لئے پرندوں سے دلچسپی رکھتے تھے۔ دریغا۔ حسرت، افسوس، اس میں الف ندبہ کا ہے۔ اے زبان، یعنی میری زبان سے مجھے یہ نقصان پہنچا۔ نزہ مرنے والی طوطی کا قصہ سناتی نہ میری طوطی مرتی لیکن میں زبان کا شکوہ کیا کروں، جبکہ یہ شکوہ بھی زبان ہی ادا کر رہی ہے۔

۲ ہم آتش زبان ذخیرہ کرتی ہے اور زبان ہی اس کو تباہ کرتی ہے۔ درنہاں۔ انسان کی تباہی زبان کی بدولت ہوتی ہے، زبان دیے کر انسان کو بسا اوقات خلاف مزاج کام کرنا پڑتا ہے۔ گنج۔ زبان خزانے بھی جمع کرتی ہے اور لا علاج مصائب میں بھی مبتلا کرتی ہے۔

۳ صفیر۔ سیٹی۔ خُدعہ دھوکے کی چیز۔ خفیر۔ رہبر انیس محبت کرنیوالا۔ یعنی زمان ہی سیٹی بجا کر پرندوں کے دھوکے کا سبب بنتی ہے اور وہ اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ کر آ کر جال میں پھنس جاتے ہیں اور یہی زبان تنہائی میں مونس اور غمخوار بنتی ہے۔ خفیر رہنما، نگہبان، قاصد۔ بلیس۔ ابلیس۔ مخفف ہے، شیطان۔

نک پرا نیدۂ مُرغِ [1] مرا
اب تو نے میرے پرندے کو اڑا دیا ہے

در چراگاہِ ستم کم کُن چرا
ظلم کی چراگاہ میں چرنا کم کر دے

یا جوابِ من بگویا دادده
یا میرا جواب دے یا انصاف کر

یا مَرا اَسبابِ شادی یاد ده
یا مجھے خوشی کے اسباب یاد دلا

اے دریغا نور ظلمت سوزِ من
ہائے افسوس! میرے اندھیرے کو ختم کرنیوالے نور

اے دریغا صبحِ روز افروزِ من
ہائے افسوس! میرے دن کو روشن کرنیوالی صبح

اے دریغا مُرغِ خوش پروازِ من
ہائے افسوس! میرے خوش پرواز پرند

زانتہاء پرّیدتا آغازِ من
انتہاء سے میری ابتداء تک تلف ہو گیا

عاشقِ رنج ست ناداں [2] تا ابد
نادان (انسان) ہمیشہ رنج کا خوگر ہے

خیز ولا اُقسم بخوان تا فی کبدَ
اٹھ، اور لا اقسم کوفی کبد تک پڑھ لے

از کبد فارغ شدم با روئے تو
تیرے چہرے کی وجہ سے میں رنج سے خالی ہوا

وز زَبد صافی بُدم در جوئے تو
میں تیری نہر میں میل سے صاف تھا

اے دریغا ہا خیالِ دیدن ست
ہائے افسوس! دیدار کا خیال ہے

وز [3] وجودِ نقدِ خود بیریدن ست
اپنے موجودہ وجود سے جدا ہونا ہے

غیرتِ حق بوُد باحق چارہ نیست
اللہ کی غیرت تھی اور اللہ کے سامنے چارہ نہیں ہے

کودلے کز حُکمِ حق صد پارہ نیست
کونسا دل ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ٹکڑے نہیں ہے؟

غیرت آں باشد کہ اُو غیرِ ہمہ است
غیرت یہ ہے کہ وہ سب سے غیر ہے

آنکہ افزوں از بیان و دمدمہ است
جو کہ بیان اور [illegible] سے بالا تر ہے

اے دریغا اشک من دریا بدے
ہائے افسوس! میرے آنسو دریا ہوتے

تا نُثارِ دلبرِ زیبا شُدے
تاکہ حسین معشوق پر نثار ہوتے

طوطیِ من مُرغِ زیرک سارِ من
میری طوطی بہرے عقلمند پرند

ترجمانِ فکرت و اَسرارِ من
میرے فکر اور رازوں کے ترجمان

ہر چہ روزی دادو نا داد آمدم
اس نے مجھے عطا کیا ہیں نا شکرا ثابت ہوا

اُوز اوّل گفت تا یاد آمدم
پہلے وہ بولی یہانتک کہ مجھے (خدا) یاد آیا

طوطیٔ کاید زوحی آوازِ اُو
وہ طوطی (روح) جس کی آواز وحی سے ہے

پیش ز آغازِ وجود آغازِ اُو
وجود کی ابتداء سے پہلے اس کی ابتداء ہے

[1] مُرغِ مرا۔ یعنی سوداگر کی طوطی۔ شادی خوشی۔ پرید، تلف ہوگیا، زایل ہوگیا، اس کا فاعل لطف وعیش مقدر ہے۔

[2] نادان۔ اں یعنی انسان فی کبد۔ سورۂ لا اُقسم میں فرمایا گیا ہے۔ ''لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ'' ہم نے انسان کو رنج اور سختی میں پیدا کیا ہے۔ از کبد۔ یعنی اے طوطی تجھے دیکھ میرا رنج وغم ہٹ جاتا تھا یا اس شعر سے عالم ارواح اور اس سے جدائی کا تذکرہ شروع کیا ہے اس صورتمیں روئے تو سے مراد دیدار خداوندی ہے۔

[3] وز وجود۔ اب دیدار جب ہی ہو گا۔ جب روح جسد عنصری سے جدا ہو جائیگی۔ غیرت۔ اللہ نے یہ چاہا کہ اس کو پہچانا جائے لہٰذا ہمیں عالم عنصری میں پیدا فرما دیا۔ آنکہ۔ یعنی اس کی غیریت کا بیان ناممکن ہے۔ دلبر۔ یعنی مردہ طوطی اس شعر سے پھر طوطی کا نوحہ شروع کیا ہے۔ زیرک۔ ذہین، سمجھدار۔ سار۔ مثل، مانند، مینا۔ ہر چہ۔ یہ طوطی اللہ کا ایک عطیہ تھی۔ جس کا میں شکر نہ ادا کر سکا وہ صبح اٹھ کر اللہ کی یاد میں لگ جاتی تھی اس کی وجہ سے مجھے بھی خدا کی یاد آجاتی تھی۔ اس طوطی یہاں سے طوطی کے قصے سے روح کا بیان شروع کیا ہے۔ روح کا عالم اور جسم سے پہلے مخلوق ہونا مشہور ہے

اندرونِ تُست آں طوطی نہاں
وہ طوطی تیرے اندر پوشیدہ ہے

عکسِ اُو را دیدہ تو بر این و آں
تو اس پر اور اس پر اُس کا عکس دیکھتا ہے

مُی بَرد شادیت را تو شاد ازُو
وہ (عکس) تیری خوشی برباد کر رہا ہے تو اس سے خوش ہے

می پذیری ظلم را چوں دا دازُو
تو اس کے ظلم کو انصاف کی طرح قبول کر رہا ہے

ایکہ جاں از بہرِ تن می سوختی
اے وہ کہ تو نے جان کو جسم کے لئے جلا دیا ہے

سوختی جاں راوتن افروختی
تو نے جان کو جلا دیا اور جسم کو روشن کیا

سوختم من سوختہ خواہد کسے
میں جل چکا ہوں، کوئی جلنا چاہے

تاز من آتش زند اندر نفسے
تو مجھ سے پھونس میں آگ لگا لے

سوختہ چوں قابلِ آتش بُوَد
جلا ہوا آگ کے قابل کب ہو سکتا ہے؟

سوختہ بستاں کہ آتش کش بُوَد
ایسا جلا ہوا لے جو آگ کو قبول کرنیوالا ہو

اے دریغا اے دریغا اے دریغ
ہائے افسوس، ہائے افسوس، ہائے افسوس

کانچناں ماہے[۲] نہاں شد زیرِ میغ
ایسا چاند ابر کے نیچے چھپ گیا

چوں زنم دم کاتشِ دل تیز شد
کیسے دم ماروں کیونکہ دل کی آگ تیز ہوگئی ہے

شیرِ ہجر آشفتہ و خونریز شد
ہجر کا شیر غضبناک اور خونریز ہو گیا ہے

آنکہ اُو ہشیار خود تُند ست و مست
وہ جو کہ ہوش کی حالت میں تند اور مست ہے

چوں بُوَد چوں اُو قدح گیرد بدست
اس کا کیا حال ہوگا جب وہ ہاتھ میں پیالہ تھام لے

شیرِ[۳] مستے کز صفت بیروں بُوَد
وہ مست شیر جو اپنے آپے سے باہر ہو

از بسیطِ مرغزار افزوں بُوَد
وہ جنگل کے میدان سے بڑھ جاتا ہے

قافیہ اندیشم و دلدارِ من
میں قافیہ کی فکر میں ہوں اور میرا محبوب

گویدم مندیش جُز دیدارِ من
مجھ سے کہتا ہے، سوائے میرے دیدار کے کچھ نہ سوچ

خوش نشیں اے قافیہ اندیشِ من
اے میرے قافیہ سوچنے والے! آرام سے بیٹھ

قافیہ دولت توئی درپیشِ من
تو میرے روبرو خوش نصیبی کے ہم معنی ہے

حرف چہ بُوَد تا تو اندیشی ازاں
حرف کیا ہوتا ہے جو تو اس کی فکر میں ہے

صوت چہ بُوَد خارِ دیوارِ رزاں
آواز کیا ہوتی ہے، انگور کی بیل کا کانٹا

حرف وصوت وگفت را برہم زنم
حرف اور آواز اور بولی کو میں مٹا دیتا ہوں

تا کہ بے ایں ہر سہ با تو دم زنم
تا کہ ان تینوں کے بغیر تجھے بات کروں

---

۱ عکس۔ یعنی تم روح کو نہیں دیکھ سکتے ہو اس کے آثار جو جسم پر طاری ہیں۔ انکو دیکھتے ہو۔ می برد۔ یعنی روح کے عکس میں مشغولیت باعث رنج ہے، روح میں مشغول ہونا چاہئے۔ ایکہ۔ انسان تن پروری میں لگتا ہے اور روح کو فنا کرتا ہے۔ سوختم۔ میں عشق الٰہی میں اپنے جسم کو جلا چکا ہوں اگر کوئی عشق کی آگ میں جلنا چاہے مجھ سے آگ لے لے۔ سوختہ۔ جو شخص روح کو بالکل فنا کر چکا ہو اس میں آتش عشق نہیں لگتی ایسا شخص تلاش کرو جو اس آگ کو قبول کر سکے۔

۲ ماہے۔ یعنی روح۔ میغ۔ یعنی جسم۔ چوں زنم۔ عشق الٰہی کا بیان ممکن نہیں رہا آنکہ۔ یعنی میں صحو کی حالت میں بھی عشق کے بیان پر قادر نہیں مستی کی حالت کیا بیان کر سکوں گا۔

۳ شیر مستے۔ یہ خود مولانا نے اپنی حالت بیان کی ہے۔ قافیہ میں جب شعر کا قافیہ تلاش کرتا ہوں تو محبوب کا تقاضہ ہوتا ہے کہ میرے دیدار کے علاوہ کچھ تلاش نہ کر قافیہ۔ پیچھے آنیوالا، مترادف یعنی قافیہ کی تلاش میں مشاہدہ کی دولت حاصل نہ رہیگی۔ رزاں۔ رز کی جمع۔ انگور۔ دیوار۔ یعنی ٹٹی جس پر انگور کی بیل چڑھتی ہے، حرف اور آواز چونکہ معانی کے حامل ہوتے ہیں تو ان کو انگور کی مٹی قرار دیا ہے، جو انگوروں کو قائم رکھتی ہے۔ حرف۔ یعنی کلام لفظی کو چھوڑ کر کلام نفسی کے ذریعہ ہم کلام ہوتا ہوں۔ جو حروف وغیرہ سے منزہ ہوتا ہے۔

آں دمے[1] اکز آدمش کردم نہاں
باتو گویم اے تو اَسرارِ جہاں
وہ بات جو آدم سے میں نے پوشیدہ رکھی
اے اسرار جہاں! تجھ سے میں کہونگا

آں دمے را کہ نگفتم با خلیلؑ
واں دمے را کہ نداند جبرئیلؑ
وہ بات جو میں نے خلیلؑ سے نہ کہی
اور وہ بات جو جبرئیلؑ (بھی) نہیں جانتا

آں دمے کز وے مسیحاؑ دم نزد
حق ز غیرت نیز بے ما ہم نزد
وہ بات جو مسیحاؑ نے نہ کہی
اللہ نے غیرت کی وجہ سے (بغیر فنا حاصل کئے ہوئے سے) نہ کہی

ماچہ باشد در لغت اثبات و نفی
من نہ اثباتم منم بے ذات و نفی
(لفظ) ما کیا ہے لغت میں اثبات و نفی (کے معنی میں) ہے
میں اثبات نہیں ہوں، میں بے ذات ہوں اور نفی

من کسی[2] و رنا کسی دریافتم
پس کسی و رنا کسی در تافتم
میں نے ہستی فنا میں پائی
اس لئے ہستی کو فنا میں لپیٹ دیا

بند کن چوں سیل سیلانی کند
ورنہ رُسوائی و ویرانی کند
بند باندھ لے جب سیلاب طغیانی پر آئے
ورنہ خرابی اور بربادی کر دے گا

من چہ غم دارم کہ ویرانی بُوَد
زیرِ ویراں گنجِ سلطانی بُوَد
میں کیا غم کروں کہ ویرانی ہو گی
شاہی خزانہ ویرانہ میں ہی ہوتا ہے

غرقِ[3] حق خواہد کہ باشد غرق تر
ہمچوں موجِ بحر جاں زیر و زیر
اللہ میں ڈوبا ہوا چاہتا ہے کہ زیادہ ڈوب جائے
سمندر کی موج کی طرح جان زیر و زبر ہو جائے

زیرِ دریا خوشتر آید زیر
تیر اُو در لکش تیر آید یا سپر
دریا کے نیچے بہتر ہو گا یا دریا کے اوپر
اس کا تیر زیادہ پسندیدہ ہو گا یا ڈھال

پس زبونِ وسوسہ باشی دلا
گر طرب را باز دانی از بلا
اے دل تو وسوسہ کا مارا ہوا ہو گا
اگر تو نے خوشی اور مصیبت میں فرق کیا

گر مُرادت را مذاق شکّر ست
بیمرادی نے مُرادِ دلبر ست
اگر تیری مراد میں شکر کا ذائقہ ہے
کیا بے مرادی محبوب کی مراد نہیں ہے؟

ہر ستارہ اش خونبہائے صد ہلال
خونِ عالم ریختن اُورا حلال
اس کا ہر ستارہ سو چاندوں کا خون بہا ہے
عالم کا خون بہانا اس کے لئے درست ہے

ما بہاو خونبہا را یافتیم
جانبِ جاں باختن بشتافتیم
ہم نے قیمت اور خون بہا پا لیا ہے
ہم جان کی بازی ہارنے کی طرف ڈوڑے ہیں

---

[1] آں دمے۔ قرآن پاک میں ہے۔ فَاَوحٰی اِلٰی عَبدِہٖ مَا اَوحٰی پھر اللہ نے آنحضور کو وحی کی جو بھی کی" اس آیت میں ان اسرار کی طرف اشارہ ہے جو بغیر حضرت جبرئیلؑ کی وساطت کے حضورؐ کو بتائے گئے اور چونکہ وہ اسرار طریقہ محمدیہ سے متعلق تھے دوسرے انبیاء سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا لہٰذا وہ اسرار ان کو نہیں بتائے گئے۔ یا۔ لفظ ما عربی۔ میں دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے ایک نفی جس کو مانافیہ کہتے ہیں۔ دوسرے ما موصلہ جو اثبات کے معنی دیتا ہے لیکن جب میں اپنے لئے لفظ ما بولوں تو نفی کے معنی ہوں گے۔ اس لئے کہ میں اپنی ذات کو فنا کر چکا ہوں اور نفی محض ہوں۔

[2] کسی۔ ہستی۔ نا کسی۔ نیستی، فنا۔ تافتن۔ بٹنا۔ موڑنا۔ سیلان۔ طغیانی۔ ویرانی، بربادی، مراد مولانا اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ تجلی بے حجاب کے سوال سے باز آؤ وہ اس عالم میں بربادی کا سبب ہو گی جیسا کہ کوہ طور کے ساتھ ہوا۔ من چہ غم۔ مولانا فرماتے ہیں مجھے ویرانی کا غم نہیں ہے۔ ویرانہ میں خزانہ ملتا ہے۔

[3] غرق۔ جو شخص مقام شہود تک پہنچ گیا وہ تو اور بھی قرب کا متمنی ہو گا اور چاہیگا کہ جسد عنصری کا حجاب جلد رفع ہو جائے۔ زیر۔ عشق میں فانی مزید فنا چاہیگا کسی طرح اپنی بقا پسند نہ کریگا۔ گر طرب فانی کو عتاب اور لطف میں یکساں لطف آتا ہے۔ گر مُرادت۔ عاشق صادق مراد اور بے مرادی کو منشا۔ باری سمجھ کر دونوں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ ہلال۔ یعنی عاشق خمیدہ کمر۔ بہا۔ قیمت۔ خون۔ بہا خون کی قیمت۔ ہر ستارہ یعنی تجلیات باری

جملہ شاہاں پست اپست خویش را
تمام بادشاہ اپنے آگے جھکنے والے کے سامنے جھکے ہیں

جملہ مستاں مست مست خویش را
اپنے عاشق کے تمام عاشق، عاشق ہوتے ہیں

جملہ شاہاں بردۂ بردہ خوداند
تمام بادشاہ اپنے غلام کے غلام ہیں

جملہ خلقاں مُردۂ مُردہ خوداند
تمام لوگ اپنے مردہ کے لئے مردہ ہیں

می شود صیاد مُرغاں راشکار
شکاری، پرندوں کا شکار بنتا ہے

تا کند ناگاہ ایشاں راشکار
تاکہ اچانک ان کا شکار کرے

دلبراں ۲ بر بیدلاں فتنہ بجاں
معشوق، عاشقوں پر دل سے عاشق ہوتے ہیں

جملہ معشوقاں شکارِ عاشقاں
تمام معشوق، عاشقوں کا شکار ہوتے ہیں

ہر کہ عاشق دیدیش معشوق داں
جس کو تو عاشق دیکھے، اس کو معشوق سمجھ

گو بہ نسبت ہست ہم این وہم آں
کیونکہ نسبت کی وجہ سے وہ یہ بھی ہے اور وہ بھی ہے

تشنگاں گر آب جویند از جہاں
اگرچہ دنیا میں پیاسے پانی تلاش کرتے ہیں

آب ہم جوید بعالم تشنگاں
پانی بھی دنیا میں پیاسوں کو تلاش کرتا ہے

چونکہ عاشق اُوست تو خاموش باش
جبکہ وہ عاشق ہے، تو چپ رہ

اُو چو گوشت میدہد تو گوش باش
جب اس نے تجھے کان دئے ہیں تو ہمہ تن کان بنا

اے حیاتِ عاشقاں در مُردگی
اے (طالب!) عاشقوں کی زندگی مرنے میں ہے

دل نیابی جُز کہ در دلبُردگی
دل گم کئے بغیر، تو دل نہ پائے گا

من دلش جُستہ بصد ناز و ۳ دَلال
میں نے سو ناز و انداز سے اس کی دلجوئی کی

اُو بہانہ کردہ با من از ملال
اس نے ناراضی کی وجہ سے مجھ سے بہانہ کر دیا

مَنَش جُستہ با نیاز و بے ملال
میں نے عاجزی سے کسی ملال کے بغیر اس کی جستجو کی

اُو بہانہ کردہ از ناز و دَلال
اس نے ناز و انداز کی وجہ سے ٹال دیا

گفتم آخر غرقِ تست ایں عقل و جاں
میں نے کہا یہ عقل اور جان آخر تجھ میں غرق ہے

گفت رَو رَو بر من ایں افسوں مخواں
بولا۔ جا جا مجھ پر جادو نہ چلا

من ندانم اُنچہ اندیشیدۂ
مجھے معلوم نہیں تو نے کیا سوچ رکھا ہے؟

اے دو دیدہ دوست را چوں دیدۂ
اے دوئی والے تو نے دوست کو کیا سمجھ رکھا ہے

اے گرانجاں خوار دیدستی مَرا
اے پست ہمت! تو نے مجھے بے قدر سمجھا

زانکہ بس ارزاں خریدستی مَرا
اس لئے کہ تو نے مجھے سستا خریدا ہے

---

۱ پست۔ جھکنے والا۔ مست، عاشق یعنی جب اطاعت کمال کو پہنچ جاتی ہے تو آقا اس کی بات پر سر تسلیم خم کرنے لگتا ہے۔ اور عاشق اپنے عاشقوں سے عشق کرنے لگتا ہے۔ بردہ۔ غلام، مسخر، تابع۔ مردہ۔ بے جان جملہ یعنی بادشاہ اپنے فرمانبرداروں کے فرمانبردار بنجاتے ہیں اور جس غلام نے مولیٰ کی مرضی میں اپنے آپ کو فنا کر دیا، مولیٰ اس کے لئے فنا ہوتا ہے۔ میشود۔ شکاری شوق میں خود شکار بنتا ہے۔ پھر کہیں شکار اس کے ہاتھ لگتا ہے۔

۲ دلبر۔ معشوق۔ فتنہ بجاں۔ کسی پر مرنے والا۔ ہر کہ۔ عاشق صادق، معشوق کے دل میں گھر کر لیتا ہے اس اعتبار سے وہ معشوق بنجاتا ہے۔ آب جویند۔ نہروں اور دریاؤں میں پانی بہ کر پیاسوں کی تلاش کرتا ہے چونکہ عاشق تشنہ جب حضرت حق خود مہربان ہو گئے ہیں اور رؤف و رحیم ہیں تو اب تو ہمہ تن گوش بنجا اور آہ و فریاد چھوڑ دے۔ اے۔ عاشق کی زندگی موت میں مضمر ہے جب تک تو دل کو محبت میں فنا نہ کر دیگا تو وہ حقیقی دل نہ ہوگا۔ دل جستن۔ دل جوئی کرنا۔

۳ ناز و دلال۔ ناز و انداز بہانہ کردن۔ ٹال دینا۔ ملال۔ ناراضی یعنی میں دیدار کا طالب ہوا اس نے فردائے قیامت پر ٹال دیا۔ ایں افسوں۔ یعنی جان و دل کی زاری دکھا کر دیدار کا طالب نہ بن جب تک تجھے جان و دل کا خیال ہے دیدار کا مستحق نہیں ہے۔ دو دیدہ۔ دو دیکھنے والے چونکہ اس نے اپنے جان اور دل کی طرف بھی نظر کی اور محبوب کی طرف بھی۔ گرانجاں۔ کاہل۔ پست ہمت۔ خوار۔ بے قدر

ہر کہ اُو ارزاں[1] خرد ازراں دہد — گوہرے طفلے بقرص ناں دہد
جو سستا خریدتا ہے، سستا دے ڈالتا ہے — ایک بچہ موتی ایک روٹی کی ٹکیا میں دیدیتا ہے

غرقِ عشقے شو کہ غرق ست اندریں — عشقہائے اوّلین و آخریں
عشق میں ڈوب جا کہ اس میں غرق ہیں — اگلے پچھلوں کے عشق

مجملش گفتم نکردم من بیاں — ورنہ ہم افہام سوزد ہم زباں
میں نے اس کو مجملاً بتایا، میں نے تفصیل نہیں کی — ورنہ عقلیں جل جائیں اور زبان بھی

من چو لَب گویم لَب دریا بُوَد — من چو لا گویم مُراد الّا بُوَد
میں جب لب کہا ہوں (مطلب) لب دریا ہوتا ہے — میں جب لا کہتا ہوں تو الا مراد ہوتا ہے

من ز شیرینی[2] نشیم رُو ترُش — من ز بسیاری گفتارم خمش
میں مٹھاس سے ترش رو ہو کر بیٹھ جاتا ہوں — میں اپنی باتوں کی کثرت کی وجہ سے چپ ہو جاتا ہوں

تا کہ شیرینی ما از دو جہاں — در حجابِ رو ترُش باشد نہاں
تاکہ ہماری مٹھاس دونوں جہاں میں — ترشروئی کے پردہ میں پوشیدہ رہے

تا کہ در ہر گوش ناید ایں سخن — یک ہمی گویم ز صد سِرِّ لدُن
تاکہ ہر کان میں یہ بات نہ آئے — "علم لدنی" کے سو رازوں میں سے ایک کہدیتا ہوں

تفسیرِ قول حکیم سنائی رَوَّحَ اللہ رُوحَہٗ

حکیم سنائی کے قول کی تفسیر خدا انکی روح کو راحت دے

بہر چہ از راہ وامانی چہ کفر آں حرف و چہ ایماں
جس چیز کی وجہ سے تو راستہ سے بھٹک جائے وہ کلمۂ کفر ہوا تو کیا اور ایمان ہوا تو کیا

بہر چہ از دوست دورافتی چہ زشت آں نقش و چہ زیبا
جس سے تم دوست سے دور ہو جاؤ وہ نقش بُرا ہو تو کیا اچھا ہو تو کیا

وَفِی مَعْنٰی قَوْلِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَام اِنَّ سَعْدًا[3] اَلْغَیُوْرٌ وَاَنَا اَغْیَرُ مِنْہُ

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے معنی کہ سعدؓ بیشک غیرتمند ہے اور میں اس سے بھی زیادہ غیرتمند ہوں

وَاللّٰہُ اَغْیَرُ مِنِّیْ وَمِنْ غَیْرَتِہٖ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَاظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ

اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرتمند ہے اور اللہ نے اپنی غیرت کی وجہ سے تمام کھلی اور ڈھکی بدکاریوں کو حرام قرار دیا ہے

جملہ عالم زاں غیور آمد کہ حق — بُرد در غیرت بریں عالم سبق
تمام دنیا اس لئے غیرتمند کہ اللہ تعالیٰ — غیرت میں اس دنیا پر سبقت لے گیا ہے

---

[1] اَرزاں۔ چونکہ اس کے دریائے کرم سے دوست اور دشمن سیراب ہو رہے ہیں۔ طفلے۔ بچے کو جب مفت موتی ملجاتا ہے۔ وہ ایک روٹی کے ٹکڑے میں فروخت کر ڈالتا ہے۔ غرق عشقے۔ یہاں سے مولانا کا مقولہ ہے۔

[2] شیرینی۔ یعنی اسرار معرفت کی مٹھاس۔ رو ترش یعنی خاموش، یعنی اسرار معرفت سے واقفیت کے باوجود اپنے آپ کو لاعلم ظاہر کرتا ہوں کیونکہ ہر آدمی کے سامنے وہ مضامین بیان نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ حکیم۔ سنائی۔ غزنین کے رہنے والے تھے ابتداء شاعری کی پھر فقر اور تجرید اختیار کر لی آپکا شمار مشہور اولیاء اللہ میں ہے ۵۴۶ھ میں وفات پائی۔ تصوف میں آپکی "حدیقۃ الحقیقۃ" کتاب بہت مشہور ہے۔ مولانا روم نے اپنی مثنوی میں کئی جگہ اس کتاب سے اقتباس کیا ہے۔ حکیم سنائی کے مقولہ کا خلاصہ یہ ہے کہ طاعت بھی جناب قدس سے دوری کا سبب بنے تو وہ معصیت ہی ہے۔ مثلاً کوئی فرض عین جہاد چھوڑ کر نفلی حج کیلئے جائے۔

[3] سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ حد قذف کے سلسلہ میں انہوں نے عرض کیا تھا کہ اگر بیوی کو زنا کرتے ہوئے دیکھوں گا تو فوراً قتل کر دونگا چار گواہ لانیکی مجھ میں تاب نہ رہیگی اس پر آنحضور نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ مولانا نے اسرار کے بیان کا ترک غیرت خداوندی کی وجہ سے کیا ہے۔ لہٰذا اب غیرت خداوندی کا بیان شروع کر دیا ہے۔ جملہ عالم۔ عالم صفات باری کا مظہر ہے تو مخلوق کی غیرت غیرت حق کا پَرتو ہے۔

اُو اچو جان ست و جہاں چوں کالبد
وہ جان کی طرح ہے اور دنیا جسم کی طرح

کالبد از جان پذیرد نیک و بد
جسم، جان سے نیکی اور بدی قبول کرتا ہے

ہر کہ محرابِ نمازش گشت عین
جس کی نماز کی محراب ذات ہو

سوائے ایماں رفتنش می داں توشین
اس کا ایمان کی طرف جانا تو عیب سمجھ

ہر کہ شد مَر شاہ را اُو جامہ دار
جو بادشاہ کا مہتمم توشہ خانہ ہو

ہست خسراں بہر شاہش اتجار
اس کا بادشاہ کے لئے تجارت کرنا نوٹے کی بات ہے

ہر کہ با سُلطاں شود اُو ہمنشیں
جو بادشاہ کا ہمنشیں ہو

بر درش شستن بود حیف و غبیں
اس کا دروازہ پر بیٹھنا قابل افسوس اور نقصان کی بات ہے

دست[۲] بوسش چوں رسید از بادشاہ
جب اس کو بادشاہ کی دست بوسی حاصل ہو گئی

گر گزیند بوسِ پا باشد گناہ
اگر پابوسی اختیار کرے تو گناہ ہو گا

چوں بیابی دست گرد پا مگرد
جب تو ہاتھ پالے، پیر کے چکر نہ کاٹ

ہست سَر بازی نشانِ مَردِ مَردِ
سر دینا بڑے بہادر کی علامت ہے

گرچہ سَر بر پانہادن خدمت ست
اگرچہ پیروں پر سر رکھ دینا خدمت ہے

پیش آں خدمت خطا و زلّت ست
(لیکن) اس خدمت کے مقابلہ میں غلطی اور لغزش ہے

شاہ را غیرت بوُد بر ہر کہ اُو
بادشاہ کو اس پر غیرت آئے گی جو

بُو گزیند بعد ازاں کہ دید رُو
خوشبو اختیار کرے جبکہ چہرہ دیکھ لیا ہے

غیرتِ حق بر مثل گندم بوُد
اللہ کی غیرت، یہوں جیسی ہے

کاہِ خرمن غیرتِ مَردم بوُد
انسانوں کی غیرت بھوسے کی طرح ہے

اصلِ غیر تہا بدانید از اِلٰہ
غیرتوں کی جڑ خدا سے سمجھو

آنِ خلقاں فرعِ حق بے اشتباہ
بلاشبہ مخلوق کی غیرت خدا کی شاخ ہے

شرح[۳] ایں بگذارم و گیرم گِلہ
اس کی شرح چھوڑتا ہوں، شکوہ شروع کرتا ہوں

از جفائے آں نگارے دہ دلہ
اس دس دل والے محبوب کی جفا کا

نالم ایرانا لہا خوش آیدش
اس لئے روتا ہوں کہ اس کو رونا اچھا لگتا ہے

از دو عالم نالہ و غم بایدش
دونوں جہں کی جانب سے اس کو رونا پسند آتا ہے

چوں ننالم تلخ از دستانِ اُو
اس کے ناز و انداز کی وجہ سے کڑوے آنسو کیوں نہ بہاؤں

چوں نیم در حلقۂ مستانِ اُو
اُس کے عاشقوں کے حلقے میں کیوں نہ داخل ہوں

---

۱ اُو۔ جسم حرکات و سکنات میں روح کے تابع ہے۔ اسی طرح کائنات کے احوال مشیتِ باری کے تابع ہیں۔ محراب نماز۔ مرکز توجہ۔ عین۔ یعنی ذاتِ باری ایمان۔ یعنی مشاہدہ سے تنزل اختیار کر کے دلائل سے یقین حاصل کرنا غیرت رب کا سبب ہے شین۔ عیب۔ جامہ دار۔ بخشی، مہتمم توشہ خانہ ہو کر کپڑے کا تاجر بنے۔ نشستن۔ بیٹھنا کا مخفف ہے۔ حیف۔ ظلم، افسوس۔ غبین۔ زیاں کار، یہ غیرت کی تیسری مثال ہے۔

۲ دست بوسش۔ یعنی اعلیٰ مرتبہ چھوڑ کر ادنیٰ مرتبہ اختیار کرنا بھی غیرت کا سبب ہے۔ پیش آں۔ یعنی دست بوسی کے مقابلہ میں یہ خدمت کا ادنیٰ درجہ ہے شاہ را غیرت۔ یہ بھی غیرت کی بات ہے کہ دیدار کا موقع ہو تو اس کو چھوڑ کر خوشبو سونگھنے پر اکتفاء کر لے۔ غیرت حق۔ یعنی اصل غیرت حق سے اور انسانوں کی غیرت بھوسے کی طرح بے قدر ہے۔

۳ شرح ایں۔ یعنی غیرت حق کی تفصیل۔ گلہ۔ شکوہ، نگار معشوق۔ دہ دلہ۔ چونکہ حضرت حق کی شئون مختلف ہیں لہٰذا اس کو دہ دلہ کہا ہے۔ ایرانا۔ زیر احادیث شریف میں آیا ہے۔ اللہ کو دو قطرے بہت محبوب ہیں ایک وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے آنکھ سے نہ پڑے ایک وہ خون کا قطرہ جو جہاد میں ٹپک جائے۔ تلخ نالیدن۔ نہایت درد سے رونا۔ دستاں۔ مکر و فریب، ناز و انداز۔ مستاں۔ عشاق۔

چوں نباشم ہمچو شب[1] بے روز اُو
بے وصالِ روئے روز افروز اُو

اس کے دن کے بغیر میں رات کی طرح کیوں نہ ہو جاؤں
اس کے دن کو روشن کرنے والے چہرے کے وصال کے بغیر

ناخوش اُو خوش بُود در جانِ من
جاں فدائے یارِ دل رنجانِ من

اس کی جانب سے ناگوار، میری جان کو گوارا ہے
دل دکھانے والے یار پر میری جان قربان ہے

عاشقم بر رنجِ خویش و دردِ خویش
بہرِ خوشنودیِ شاہِ فردِ خویش

میں اپنے رنج اور اپنے درد کا عاشق ہوں
اپنے بے مثال شاہ کی خوشنودی کے لئے

خاکِ غم را سرمہ سازم بہرِ چشم
تا زِ گوہر پُر شود دو بحرِ چشم

میں غم کی خاک کا آنکھوں کے لئے سرمہ بناتا ہوں
تاکہ آنکھوں کے دونوں سمندر موتیوں سے بھر جائیں

اشک کاں از بہرِ اُو بارند خلق
گوہرست و اشک پندارند خلق

لوگ جو آنسو اس کے لئے بہاتے ہیں
موتی ہیں، لوگ ان کو آنسو سمجھتے ہیں

من زِ جانِ جاں شکایت میکنم
من نیم شاکی روایت[2] میکنم

میں جان جاناں کی شکایت کرتا ہوں
میں شاکی نہیں ہوں، بیان کر رہا ہوں

دل ہمی گوید اُز و رنجیدہ ام
وز نفاقِ سُست میخندیدہ ام

دل کہتا ہے میں اس سے رنجیدہ ہوں
کمزور نفاق سے میں ہنستا ہوں

راستی کن[3] اے تو فخرِ راستاں
اے تو صدر و من درت را آستاں

اے وہ ذات کے تو سچوں کا فخر ہے! سیدھا چل
اے وہ کہ تو صدر ہے اور میں تیرے در کی دہلیز ہوں

آستانِ و صدر در معنیٰ کجاست
ما و من گو آں طرف گو یارِ ماست

حقیقتاً آستاں اور صدر کہاں ہے؟
جہاں ہمارا یار ہے وہاں "ما و من" کہاں ہے؟

اے رہیدہ جانِ تو از ما و من
اے لطیفہ روح اندر مرد و زن

اے وہ کہ تیری ذات "ما و من" سے آزاد ہے
اے! مرد اور عورت میں لطیفہ روح

مرد و زن چوں یک شوند آں یک توئی
چونکہ یکہا محو شد آں نک توئی

مرد و زن جب ایک ہو جائیں وہ ایک تو ہی ہے
جب سب مٹ جائیں اب تو وہی ہے

ایں من و ما بہرِ آں بر ساختی
تا تو باخود نردِ خدمت باختی

اس "من و ما" کو تو نے اس لئے بنایا ہے
تاکہ تو خدمت کی بازی کھیلے

تا تو ما و تو زیک جوہر شوی
عاقبت محض چناں دلبر شوی

جب تو "ما و تو" ایک جوہر بنجائے گا
بالآخر اسی طرح خالص دلبر ہو جائے گا

---

[1] شب۔ رات۔ یعنی سیاہ بختی۔ روز۔ یعنی دن کی طرح روشن ہے، نا خوش معشوق، عاشق کے درد سے اس لئے خوش ہے کہ وہ درد تقاضائے عشق ہے۔ لہٰذا اس کی خوشی کی خاطر ہم اپنے درد اور رنج سے خوش ہیں۔ اشک یعنی جو آنسو محبوب کی یاد میں بہے وہ موتی ہے۔

[2] روایت۔ یعنی میں اپنے درد کا جو بیان کرتا ہوں وہ بصورت شکایت ضرور ہے لیکن دراصل وہ شکایت نہیں بلکہ ایک واقعہ کو نقل کرتا ہے۔ دل۔ یعنی دل محبوب سے رنجیدہ ہونے کا اظہار کرتا ہے میں اس کے اس نفاق پر ہنستا ہوں اس لئے کہ وہ دل دراصل خوشی محسوس کر رہا ہے۔

[3] راستی کن۔ یعنی مجھے ناز و کرشمہ نہ دکھا تو صدر مجلس ہے میں آستاں جیسا پامال ہوں لہٰذا مجھ پر ظلم کرنا تیری شایان شان نہیں ہے۔ آستاں۔ چونکہ پہلے شعر میں محبوب کو صدر اور اپنے آپکو آستاں کہا تو اس سے دوئی کی بو آئی جو فنا کے خلاف ہے لہٰذا اب اس کا تدارک کیا ہے۔ اے۔ ذات حق واحد ہے یہ ممکنات اس کے عارضی تعینات ہیں وہی ذات واحد لطیفۂ روح ہے جو مرد و زن کے عارضی جسم کو قائم کئے ہوئے۔ نک۔ انیک کا مخفف ہے، اب یہ ہے خدمت۔ دنیاوی کاروبار۔ من و با۔ یعنی جملہ مخلوقات۔

تا من و تو باہمہ یک جاں شوند
جب "من و تو" سب ایک جان ہو جائینگے

عاقبت[1] مُستغرقِ جاناں شوند
انجام کار جاناں میں فنا ہو جائینگے

ایں ہمہ ہست و بیا اے امر کن
یہ سب کچھ ہے، اور آجا اے حاکم

اے منزّہ از بیان و از سخن
اے وہ (ذات) جو بیان اور کلام سے پاک ہے

چشم[2] جسمانی نتا ند دیدنت
جسمانی آنکھ تجھے نہیں دیکھ سکتی ہے

در خیال آرد غم و خندیدنت
تجھے خیال میں لا سکتا ہے غم اور ہنسا؟

دل کہ اُو بستہ غم و خندیدن ست
وہ دل جو غم اور ہنسی سے وابستہ ہے

تو بگوئے لائق آں دیدن ست
تو بتا وہ دیدار کے قابل ہے؟

آنکہ اُو بستہ غم و خندہ بُوَد
جو غم اور ہنسی سے مقید ہو

اُو بدیں دو عاریت زندہ بُوَد
وہ ان دونوں عارضی چیزوں سے زندہ رہتا ہے

باغ سبزِ عشق کو بے منتہاست
عشق کا سبز باغ جو دائمی ہے

جُز غم و شادی دروبس میوہاست
اس میں غم اور خوشی کے علاوہ بہت سے میوے ہیں

عاشقی زیں ہر دو[3] حالت برترست
عاشق ان دونوں حالتوں سے بلند و بالا ہے

بے بہار و بے خزاں سبز و ترست
(وہ) بے بہار اور بے خزاں سبز اور تر ہے

دہ زکوٰۃِ روئے خود اے خوبرو
اے (محبوب) خوبرو اپنے مکھڑے کی زکوٰۃ عطا کر

شرح جانِ شرحہ شرحہ باز گو
پارہ پارہ جان کی شرح پھر کر دے

کز کرشمہ غمزۂ غمازۂ
چغلخور ناز کے انداز سے

بر دلم بنہاد داغِ تازۂ
اس نے میرے دل پر تازہ داغ لگا دیا ہے

من حلالش کردم از خونم بریخت
میں نے اس کے لئے حلال کر دیا اگر وہ میرا خون بہائے

من ہمی گفتم حلال اُو میگریخت
میں حلال حلال کہتا رہا وہ گریز کرتا رہا

چوں گریزانی زنالہ خاکیاں
خاکساروں کے نالہ سے تو کیوں گریزاں ہے؟

غم چہ ریزی بر دلِ غمناکیاں
غمگینوں کے دل پر کیوں غم پاشی کرتا ہے؟

ایکہ ہر صبحیکہ از مشرق بتافت
اے محبوب! ہر صبح جو مشرق سے نمودار ہوئی

ہمچو چشمہ مشرقت در جوش یافت
اس نے مشرق سے سورج کی طرح تجھے تاباں پایا

چہ بہانہ میدہی شیدات را
اپنے عاشق سے تو کیوں بہانے کرتا ہے

اے بہانہ شکر لبہات را
اے (محبوب) جس کے ہونٹوں کی شکر کی کوئی قیمت نہیں ہے

---

[1] عاقبت۔ یعنی یہ ممکنات کے عارضی تعینات۔ ختم ہو جائیں گے۔ تو وہی ذاتِ واحد قیوم باقی رہ جائیگی۔ امر کن۔ امر کنندہ، حاکم یعنی بیشک ذاتِ واجب الوجود ممکنات کے حجاب میں محجوب ہے لیکن میری تمنا یہی ہے کہ بیان و سخن سے گزر کر اس کی ذات کا مشاہدہ کرلوں۔

[2] چشم جسمانی۔ اب مضمون سابق سے گریز کرتے ہیں کہ یہ تمنا غلط ہے یہ ہماری جسمانی آنکھ کب مشاہدہ کر سکتی ہے اور جب تک ہم غم و شادی کے پابند ہیں ہم پر مادی عوارض طاری ہیں کیسے مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ دل۔ یعنی وہ دل جو طبعی کیفیتوں کا مقید ہے وہ دیدار ہی نہیں کر سکتا۔ عاریت۔ مانگی ہوئی چیز جو چند روز اپنے پاس رہتی ہے۔ یعنی غم و خندہ بے منتہا۔ لافانی یعنی جب انسان میں لافانی صفات پیدا ہو جائیں گی تب وہ دیدارِ الٰہی کے قابل ہوگا۔

[3] ذو حالت یعنی خزاں اور بہار، باغ عشق کی تر و تازگی لافانی ہے۔ شرح جاں۔ یعنی یہ بتا کہ ہماری روح کو کب دیدار میسر آئیگا۔ شرحہ شرحہ۔ ٹکڑے ٹکڑے۔ غمزہ۔ آنکھ کا اشارہ غماز۔ چغلخور۔ غمزہ کو غماز اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ دل کی بات ظاہر کر دیتا ہے۔ داغ تازہ۔ یعنی نئی تجلی حلال۔ یعنی میں یہی سمجھتا رہا کہ میرا خون بہانا حلال ہے مگر وہ۔ خونریزی پر آمادہ ہوا بلکہ گریز کر گیا۔ چشمۂ شرق۔ آفتاب۔ بہانہ۔ قیمت [illegible] ہے۔

اے جہان[1] کہنہ راتو جانِ نو
اے (محبوب) پرانی دنیا کی تو تازہ جان ہے

از تنِ بیجان و دل افغاں شنو
بے جان اور بے دل جسم کی فریاد سن لے

شرح گل بگذار از بہر خدا
(اے دل) خدا کے لئے پھول کی تشریح چھوڑ

شرح بُلبل گو کہ شد از گل جدا
اس بلبل کی تفصیل بتا جو پھول سے جدا ہو گئی ہے

از غم و شادی نباشد جوشِ ما
غم اور خوشی سے ہمارا جوش (وابستہ) نہیں ہے

با خیال و وہم نبوَد ہوشِ ما
ہمارا ہوش خیال اور وہم سے (وابستہ) نہیں ہے

حالتِ دیگر بوَد کاں نادرست
ایک دوسری ہی حالت ہے جو کمیاب ہے

تو مشو منکر کہ حق بس قادرست
تو منکر نہ بن اللہ بہت قدرت والا ہے

تو قیاس از حالت[2] انساں مکُن
تو انسان کی حالت پر قیاس نہ کر

منزل اندر جَو رو در احساں مکُن
ظلم و احسان میں نکاوَ نہ کر

جَور و احساں رنج و شادی حادِث است
ظلم اور احسان، رنج اور خوشی سب نو پیدا ہیں

حادثاں میرند و حق شاں وارِث است
نو پیدا چیزیں فنا ہو جاتی ہیں اور اللہ انکا وارث ہے

صبح شد اے صبح راپشت و پناہ
اے صبح کی پشت و پناہ! صبح ہو گئی

عذر مخدومی حُسام الدین بخواہ
میرے مخدوم حسام الدین سے معذرت کر

عذر خواہِ عقلِ کُل و جانِ توئی
عقل کل اور جان سے معذرت چاہنے والا تو ہی ہے

جان جانِ و تابشِ مرجانِ توئی
جان کی جان اور مونگے کی چمک تو ہی ہے

تافت نورِ صبحِ ما از نورِ تو
ہماری صبح کا نور تیرے نور سے چمک اٹھا

در صبوحی با مئے منصور[3] تو
صبح کی شراب نوشی کے وقت تیری منصور شراب کے ذریعہ

دادۂ حق چوں چنیں دارد مرا
اللہ کی عطا جب مجھے ایسا بنائے رکھتی ہے

بادہ کہ بوَد تا طرب آرد مرا
شراب کیا ہوتی ہے جو مجھے مست کرے؟

بادہ در جوشش گدائے جوشِ ماست
شراب، جوش میں ہمارے جوش کی بھکاری ہے

چرخ در گردش فدائے ہوشِ ماست
آسمان گردش میں ہمارے ہوش پر قربان ہے

بادہ از ما مست شد نے ما ازو
شراب ہم سے مست ہوئی ہے، نہ کہ ہم اس سے

قالَب از ما ہست شد نے ما ازو
جسم ہماری وجہ سے پیدا ہوا ہے نہ کہ ہم اس کی وجہ سے

ما چوز نبوریم و قالب ہا چو موم
ہم شہد کی مکھی کی طرح ہیں اور جسم موم کی طرح

خانہ خانہ کردہ قالب را چو موم
اس نے جسم کو موم کی طرح خانہ خانہ بنا رکھا ہے

[1] جہانِ کہنہ۔ دنیا میں چونکہ تغیرات ہیں اسلئے اس کو کہنہ کہا ہے۔ جانِ نو۔ حضرت حق، قیوم ہے لہٰذا وہ عالم کیلئے بمنزلہ جان ہے اور ہر روز اس کی ایک شان کا ظہور ہوتا ہے۔ شرحِ گل۔ یعنی محبوب کے دیدار کی باتیں ختم کر کے اب عاشق کی مجبوری کا حال سنا۔

[2] حالتِ انسان۔ یعنی عشق مجازی کی لذت اور تکلیف محبوب کے قہر اور مہر پر موقوف ہے۔ عشق حقیقی کو عشقِ مجازی پر قیاس نہ کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ اس کی کیفیات عوارض سے وابستہ ہیں جو فانی ہیں اور عشق حقیقی کا تعلق ذات باری سے ہے جو حی و قیوم ہے۔ صبح شد۔ یعنی تجلیات کی محویت میں سحر ہو گئی اور مثنوی لکھنے میں تاخیر ہوئی لہٰذا اے عشق تجھے حسام الدین سے عذر خواہی کرنی چاہئے۔ جنکی فرمائش اور اصرار پر مثنوی لکھنی شروع کی گئی ہے۔ حسام الدین مولانا کے خاص مرید ہیں جن کا ذکر مولانا بڑی تعظیم سے کرتے ہیں۔ توئی۔ یعنی عشق، عقل، جان، مرجان، یعنی مونگا مراد مولانا حسام الدین، نورِ تو۔ نورِ عشق۔ صبوحی۔ صبح کی شراب۔

[3] منصور۔ یعنی خدائی مدد سے بہرہ یاب۔ دادۂ حق یعنی عشق الٰہی۔ بادہ۔ انگوری شراب یعنی انگوری شراب کا جوش ہماری مستی کے جوش کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ نیز ہمارے وجد اور حال کی گردش آسمان کی گردش سے بڑھی ہوئی ہے۔ ما چوز نبوریم۔ اس شعر میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ اسے مراد انسان اور قالبہائے دیگر مخلوقات مراد ہوں۔ خانہ خانہ کردہ۔ یعنی اپنے تصرف میں لایا۔

بس دراز ست ایں حدیث ایخواجہ گو — تا چہ شد اَحوال آں مَردِ[1] نکو
یہ قصہ دراز ہے اے صاحب! بتایئے — اس نیک مرد کے کیا احوال ہوئے؟

رجوع بحکایت خواجۂ تاجر
خواجہ سوداگر کی حکایت کی طرف رجوع

خواجہ اندر آتش و دردو حنین — صد پراگندہ ہمی گفت ایں چنیں
خواجہ، آگ اور درد اور رونے کی حالت میں — اسی طرح کی سینکڑوں بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا

گہ تناقض گاہ نازو گہ نیاز — گاہ سودائے حقیقت گہ مجاز
کبھی متضاد باتیں، کبھی ناز اور کبھی نیاز — کبھی حقیقی پاگل پن اور کبھی بناوٹی

مردِ غرقہ گشتہ جانے میکند — دست رادر ہر گیا ہے میزند
ڈوبنے والا، جان توڑتا ہے — ہر تنکے پر ہاتھ مارتا ہے

تا کدامیں دست گیرد دِر خطر — دست و پائے میزند از بیم سَر
تاکہ خطرے میں اس کی کوئی دستگیری کرے — سر کے ڈر سے ہاتھ پیر مارتا ہے

دوست دارد دوست ایں آشفتگی — کوششِ بیہودہ بہ از خفتگی
اس پریشان حالی کو دوست پسند کرتا ہے — سونے سے لا حاصل کوشش بہتر ہے

آنکہ اُو شاہ ست او بیکار نیست — نالہ[2] از وئے طرفہ کو بیمار نیست
جو شاہ ہے وہ (بھی) بیکار نہیں ہے — جو بیمار نہیں ہے اس کی آہ وزاری عجیب بات ہے

بہر ایں فرمودہ رحمٰن اے اپسر — کُلَّ یَومٍ ہُوَ فِی شان اے پسر
اے بیٹا! رحمٰن نے اس لئے فرمایا ہے — اے بیٹا! وہ ہر روز کسی کام میں ہے

اندریں رہ می تراش[3] وحیِ خراش — تادم آخر دمے فارغ مباش
اس راستہ میں کانٹ چھانٹ کرتے رہو — آخری سانس تک کسی وقت خالی نہ رہو

تادم آخر دمے آخر بوُدَ — کہ عنایت باتو صاحب سِر بوُدَ
مرتے دم تک کوئی وقت ضرور ہو گا — کہ عنایت (خداوندی) تیری ہمراز ہو گی

ہر کہ میکوشید گر مرد وزن ست — گوش وچشم شاہِ جاں بر روزن ست
جو بھی کوشش کرتا ہے، خواہ مرد ہو یا عورت — جان کے مالک کے کان اور آنکھیں جھروکے پر لگی ہیں

ایں سخن پایاں ندارد اے عَمو — قِصۂ طوطی و خواجہ باز گو
اے چچا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے — طوطی اور خواجہ کا قصہ سنا

---

[1] مردِ نکو۔ یعنی سوداگر
حنین۔ رونے کی آواز۔ گیا ہے، مشہور ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ بیم سر۔ موت کا ڈر۔ دوست۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو کوشش اور سعی پسند ہے اگرچہ نتیجہ اس نے اپنے قبضۂ قدرت میں رکھا ہے۔ شاہ ست۔ یعنی اللہ تعالیٰ باوجود تمام بے نیازیوں اور صمد۔ ت کے مصروف کار ہے۔

[2] نالہ۔ بدون بیماری کے آہ وزاری جس طرح باعث تعجب ہے اسی طرح حضرت حق کی بے نیازی کے باوجود مشغولیت باعث تعجب ہے۔ رحمٰن۔ اللہ کا اسم ہے نیز سورۂ رحمٰن بھی مراد ہو سکتی ہے۔ چونکہ یہ آیت اسی سورہ کی ہے۔ کُلَّ یَومٍ ھُوَ فِی شَانٍ یعنی صفات ذات جن کا وہ اظہار کرتا رہتا ہے۔ کسی کو مارتا ہے کسی کو رزق دیتا ہے کسی کو حیات بخشتا ہے۔

[3] خراش و خراش۔ تراشیدن۔ بمعنی کاٹنا۔ اور خراشیدن بمعنی چھلنا سے امر کے صیغے ہیں یہاں کوشش اور سعی مراد ہے۔ آخر۔ دو جگہ ہے پہلے کے معنی پچھلا اور دوسرے کے معنی یقیناً ہیں۔ ہرکہ۔ قرآن میں ہے "لَا اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی" میں تم میں سے کسی کام کرنیوالے کے کام ضائع نہ کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت گوش۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر شخص کے کام سننے اور دیکھنے والا ہے۔

بیروں انداختن خواجہ طوطی مُردہ را از قفس و پریدنِ آں

خواجہ کا مردہ طوطی کو پنجرے سے باہر پھینکنا اور اس کا اڑ جانا

بعد ازانش از قفس بیروں فگند — طوطیک پرّید تا شاخِ بلند

اُس کے بعد اُس کو پنجرے سے باہر پھینکا — طوطی بلند شاخ پر اڑ گئی

طوطیِ مُردہ چناں پرواز کرد — کافتاب از شرق تُرکی[1] تاز کرد

مردہ طوطی نے اس طرح اڑان بھری — جیسے سورج مشرق سے دوڑ دھوپ کرتا ہے

خواجہ حیراں گشت اندر کارِ مرغ — بے خبر ناگہ بدید اَسرارِ مُرغ

پرندے کے کام سے خواجہ حیران ہو گیا — اچانک، بے خبر اس نے پرندے کے راز دیکھے

روئے بالا کرد و گفت اے عندلیب — از بیان حالِ خود ماں دِہ نصیب

اوپر منہ اٹھایا اور بولا اے بلبل! — اپنے حال کے بیان سے ہمیں حصہ دے

اُو چہ کرد آنجا کہ تو آموختی — چشمِ ما از مکرِ خود برد وختی

اُس نے وہاں کیا کیا جو تو نے سیکھ لیا — اپنی تدبیر سے تو نے ہماری آنکھیں بند کر دیں

ساختی مکرے و مارا سوختی — سوختی مارا او خود افروختی

تو نے مکر کیا اور ہمیں جلا ڈالا — ہمیں جلا دیا اور خود کو روشن کر لیا

گفت طوطی کو بفعلم پند داد — کہ رہا کُن نطق و آواز و گشاد

طوطی نے کہا کہ اُس نے عمل سے مجھے نصیحت کی — کہ بول چال اور خوشی کو ترک کر دے

زانکہ آوازت[2] تُرا در بند کرد — خویش اُو مُردہ پئے ایں پند کرد

کیونکہ تیری آواز نے تجھے قید کرایا — اُس نے اس نصیحت کیلئے اپنے آپ کو مردہ بنا لیا

یعنی اے مُطرب شدہ باعام و خاص — مُردہ شو چوں من کہ تا یابی خلاص

یعنی اے خاص و عام کو مست کرنیوالے — میری طرح مردہ بنجا تاکہ نجات پائے

دانہ باشی مرغگانت برچنند — غنچہ باشی کود کانت بر کنند

دانہ بنے گا تو پرندے تجھے چگ لیں گے — کلی بنے گا تو بچے تجھے نوچ لیں گے

دانہ پنہاں کُن بکلی دام شو — غنچہ پنہاں کُن گیاہِ بام شو

دانے کو چھپا، بالکل جال بنجا — کلی کو چھپا لے محل کا سبزہ بنجا

ہر کہ داد اُو حُسن خود را در مزاد — صد قضائے بد سوئے اُو رُو نہاد

جس نے اپنے حُسن کو بڑھایا — سینکڑوں آفتوں نے اس کا رخ کیا

---

[1] تُرکی تاز۔ ترکتاز یعنی ترکوں کی طرح دوڑ دھوپ کرنا عندلیب۔ بلبل۔ نصیب۔ حصہ۔ بفعل پند دادن۔ عملی طور پر نصیحت کرنا۔ رہا کردن چھوڑنا۔ گشاد۔ انبساط خوشی۔

[2] آوازت۔ طوطی کی خوش الحانی گرفتاری کا سبب بنتی ہے۔ ایں پند۔ پہلے گزرا ہے کہ تاجر کی طوطی نے جنگل کی طوطی سے اپنی نجات کی راہنمائی چاہی تھی تو جنگل کی طوطی نے مر کر اس کو تعلیم دی کہ خاموشی نجات کا سبب ہے۔

[3] یعنی۔ مر کر اس نے یہ سمجھ یا تھا کہ مر کر تیری خوش بیانی ختم ہو گی تو تجھے نجات ملیگی۔ دانہ باشی۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنی انسان کی نمود اس کی تباہی ہے۔ مزاد۔ زیادتی۔ قضا۔ آفت۔ رُو نہادن۔ متوجہ ہونا۔

چشمہا و خشمہا و رشکہا
آنکھیں اور غصے اور رشک

برسرش بارد چو آب از مشکہا
اُس پر اس طرح برس پڑینگے جیسے مشک سے پانی

دشمناں اُو را ز غیرت مَیدرند
دشمن، حسد سے اسے پھاڑ ڈالیں گے

دوستاں ہم روزگارش[1] امیرند
دوست بھی اس کا وقت ضائع کریں گے

آنکہ غافل بُود از کِشتِ بہار
جو موسم بہار کی کھیتی سے غافل ہو

اُو چہ داند قیمت ایں روزگار
وہ اس وقت کی قیمت کیا جانے

در پناہِ لُطفِ حق باید گریخت
اللہ کی مہربانی کی پناہ میں آنا چاہئے

کُو ہزاراں لطف بر اَرواح ریخت
جس نے روحوں پر ہزاروں مہربانیاں برسائی ہیں

تا پناہے یابی آنگہ چہ[2] پناہ
اس وقت تک کہ تو پناہ حاصل کرلے اور پناہ بھی کیسی

آب و آتش مَرترا گردد سپاہ
کہ پانی اور آگ تیرے سپاہی بنجائیں

نوحؑ و موسیٰؑ را نہ دریا یار شد
کیا نوح اور موسیٰ (علیہما السلام) پر دریا مہربان نہیں ہوا؟

نے بر اَعداشاں بکیں قہار شد
کیا ان کے دشمنوں پر اس نے قہر نہیں ڈھایا؟

آتش ابراہیم را نے قلعہ بود
کیا آگ ابراہیم (علیہ السلام) کے لئے قلعہ نہیں بنی؟

تا بر آورُد از دلِ نمرود[3] دُود
یہانتک کہ نمرود کے دل سے دھواں اٹھا دیا

کوہ یحییٰؑ را نہ سوئے خویش خواند
کیا پہاڑ نے (یحییٰ علیہ السلام) کو اپنی طرف نہیں بلایا؟

قاصد انش را بزخم سنگ راند
اور ان کا قصد کرنیوالوں کو پتھر مار کر بھگایا؟

گفت اے یحییٰ بیا در من گریز
اس نے کہا اے یحییٰ! آ مجھ میں بھاگ آ

تا پناہت باشم از شمشیر تیز
تاکہ تیز تلوار سے تیری پناہ بنوں

وداع کردن طوطی خواجہ را و پند دادن و پریدن
طوطی کا خواجہ کو رخصت کرنا اور نصیحت کرنا اور اڑ جانا

یک دو پندش داد طوطی بے نفاق
طوطی نے اس کو مخلصانہ دو ایک نصیحتیں کیں

بعد ازاں گفتش سلام الفراق
اس کے بعد اس نے کہا، سلام ہے، الفراق

اَلوداع اے خواجہ کردی مرحمت
الوداع اے خواجہ! تو نے کرم کیا

کردی آزادم ز قید و مظلمت
مجھے قید اور تاریکی سے آزاد کر دیا

اَلوداع اے خواجہ رفتم تا وطن
اے خواجہ الوداع، میں وطن کو جاتی ہوں

ہم شوی آزاد روزے ہمچو من
تو بھی میری طرح کسی دن آزاد ہو جائے

---

[1] روزگارش می برند۔ اوقات ضائع کرینگے۔ کشت۔ کھیتی۔ بہار۔ موسم بہار۔ اُو چہ داند۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اگر یہاں بیج نہ بوؤ گے تو آخرت میں نکاٹ سکو گے۔ در پناہ حق۔ انسانوں سے خلوت اختیار کر کے اللہ سے دوستی جوڑنی چاہئے۔

[2] چہ پناہ۔ خدا کی پناہ۔ وہ پناہ ہے جس نے ذریعہ کائنات خلام بنجائی ہے۔ شعر
تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ
نوح و موسیٰ طوفان آیا جو حضرت نوح کی نجات اور دشمنوں کی تباہی کا سبب بنا۔ دریائے نیل نے فرعون کو ڈبو دیا حضرت موسیٰ کو نجات دلائی۔ قلعہ۔ یعنی پناہ گاہ۔ ودود از دل برآوردن۔ حسرت زدہ ناامید کرنا۔

[3] نمرود۔ وہی ظالم بادشاہ ہے جس نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈلوایا تھا۔ یحییٰ۔ مشہور ہے کہ حضرت یحییٰ کو قوم نے جب قتل کرنیکا ارادہ کیا تو ایک پہاڑ نے ان کو اپنے اندر پناہ دی اور جب قوم انکے تعاقب میں پہنچی تو اسی پہاڑ کے پتھروں نے اس قوم کو ہلاک کر دیا وداع۔ کردن۔ رخصت کرنا۔ الوداع الفراق۔ یہ دونوں کلمے جدائی کے وقت بولے جاتے ہیں۔ مظلمت۔ اندھیرا آزاد۔ یعنی دنیوی علائق کے پنجرے سے۔

خواجہ گفتش فی اَمانِ اللہ برو
خواجہ نے اس سے کہا فی امان اللہ جا

مَر مَرا اکنوں نمودی راہِ نو
تو نے مجھے اب نئی راہ دکھا دی

سوئے ہندوستانِ اصلی رُو نہاد
اصلی وطن ہندوستان کی طرف اس نے رخ کیا

بعدِ شدّت از فرح دل گشت شاد
سختی کے بعد خوشی سے اس کا دل خوش ہو گیا

خواجہ با خود گفت ایں پندِ من ست
خواجہ نے اپنے آپ سے کہا یہ میرے لئے نصیحت ہے

راہ اُو گیرم کہ ایں رہ روشن ست
اس کا راستہ اختیار کروں گا، یہ راستہ واضح ہے

جانِ من کمتر ز طوطی کے بُوَد
میری جان طوطی سے کیا کم ہے

جاں چنیں باید کہ نیکو پے بُوَد
ایسی جان چاہئے جو نیک قدم ہو

مضرّتِ تعظیم خلق وَ انگشت نما شدن
لوگوں کی تعظیم اور شہرت کی مضرت

تن قفس شکل ست زاں شد خار جاں
جسم پنجرے کی طرح ہے اسی وجہ سے جان کیلئے کانٹا ہے

از فریبِ داخلاں و خار جاں
اندرونی اور بیرونی لوگوں کے مکر کی وجہ سے

اینش گوید من شوم ہمرازِ تو
یہ اس کو کہتا ہے میں تیرا ہمراز ہوں

وانش گوید نے منم اَنبازِ تو
اور وہ اس سے کہتا ہے نہیں میں تمہارا ساتھی ہوں

اینش گوید نیست چوں تو در وجود
یہ اس سے کہتا ہے تجھ جیسا کوئی موجود نہیں ہے

در کمال و فضل و در احسان وجُود
کمال اور فضل اور احسان اور سخاوت میں

آنش گوید ہر دو عالم آنِ تست
وہ اس سے کہتا ہے دونوں جہاں تیری ملکیت ہے

جملہ جانہائے ما طفیلِ جانِ تست
ہم سب کی جانیں تیری جان کی طفیلی ہیں

اینش گوید گاہ عیش و خُرمی
یہ اس سے کہتا ہے دونوں جہاں تیری ملکیت ہے

آنش گوید گاہِ نوش و ہمدمی
وہ اس سے کہتا، پینے پلانے اور یاری دوستی کا وقت ہے

اُو چو بیند خلق را سرمستِ خویش
وہ جب لوگوں کو اپنا شیدائی دیکھتا ہے

از تکبر میرَوَد از دستِ خویش
تکبر کی وجہ سے آپے سے باہر ہو جاتا ہے

اُو نداند کہ ہزاراں راچو اُو
وہ نہیں سمجھتا کہ اس جیسے ہزاروں کو

دیو افگندست اندر آبِ جو
شیطان نے نہر کے پانی میں پھینک دیا ہے

لطف و سالوسِ جہاں خوش لقمہ ایست
دنیا کی مہربانی اور مکاری مزیدار نوالہ ہے

کمترش خور کو پُر آتش لقمہ ایست
اس کو نہ کھا کیونکہ وہ آگ بھرا ہے

۱ فی امان اللہ۔ اللہ کی حفاظت میں یہ کلمہ بھی رخصت کرتے وقت بولا جاتا ہے۔ اصلی۔ وطن محذوف کی صفت ہے۔ فرح۔ خوشی۔ انگشت۔ نُمایشدن۔ مشہور ہونا۔
۲ اینش۔ جلوت کی جو مضرتیں ہیں۔ انکا بیان ہے شعر
دل کے یاروں سے ہوا شوق گناہ
آدمی کا آدمی شیطان ہے
انباز۔ شریک۔ ساتھی۔ جُود سخاوت۔ دیو۔ شیطان۔ سالوس۔ مکر و فریب۔

آتشش اینہاں و ذوقش آشکار — دُودِ اُو ظاہر شود پایان کار
اس کی آگ ڈھکی ہوئی ہے اور مزا کھلا ہوا ہے — اُس کا دھواں آخر میں ظاہر ہوتا ہے

تو مگو تا مدح را من کے خرم — از طمع می گوید اُو من پے بَرم
تو یہ نہ کہہ خوشامد کا میں کب خریدار ہوں؟ — مجھے معلوم ہے وہ لالچ کی وجہ سے کہہ رہا ہے

مادحت گر جُو گوید برملا — روزہا سوزد دلت زاں سوزہا
تیری تعریف کرنیوالا، اگر کھلم کھلا برائی کرے — ان سوزشوں سے تیرا دل عرصہ تک جلیگا

گرچہ دانی کو زحرماں گفت آں — کاں طمع کہ داشت از تو شد زیاں
اگرچہ تو جانتا ہے کہ اس نے تجھ سے محروم ہونے کی وجہ سے یہ کہا ہے — کیونکہ وہ لالچ جو اس کو تجھ سے تھا، نہ ملا

آں اثر میماندت در اندروں ۲ — در مدیح ایں حالتے ہست آزموں
اس کا اثر تجھ میں رہیگا — تعریف میں (بھی) یہ حالت معیار ہے

آں اثر ہم روزہا باقی بوُد — مایۂ کبر و خداع جاں شود
وہ اثر بھی عرصہ تک باقی رہتا ہے — جو جان کے تکبر اور دھوکے کا سرمایہ بنتا ہے

نیک بنماید چو شیریں ست مدح — بد نماید زانکہ تلخ افتاد قدح
تعریف چونکہ میٹھی ہے، اچھی لگتی ہے — برائی چونکہ کڑوی ہے بری لگتی ہے

ہمچو مطبوخ ست و حب کانر اخوری — تا بدیرے شورش و رنج اندری
(وہ برائی) مسہل اور گولی کی طرح ہے جو تو کھاتا ہے — جس کی شورش اور تکلیف دیر تک تجھ میں رہتی ہے

ور خوری حلوہ ابوُد ذوقش دمے — ایں اثر چوں آں نمی پاید ہمے
اگر تو حلوا کھائے اس کا مزا تھوڑی دیر رہتا ہے — اس کا اثر بھی اس کے اثر کی طرح پائیدار نہیں ہے

چوں نمی پاید ہمی ماند نہاں — ہر ضدے ۳ را تو بضدِ آں بداں
چونکہ (حلوے کا) ذائقہ میں انہیں ٹھہرتا ہے چھپا رہتا ہے — ہر ایک ضد کو دوسری ضد سے پہچان لے

چوں شکر ماند نہاں تاثیر اُو — بعد چندے دُمَل آرد نیش جُو
چونکہ شکر کی تاثیر پوشیدہ رہتی ہے — چند دن بعد قابل نشتر چھوٹا پھوڑا پیدا کر دیتی ہے

ور حب و مطبوخ خوردی اے ظریف — اندروں شد پاک زاخلاطِ کثیف
اے خوش مزاج! اگر تو گولی اور مسہل پیے — گندے مواد سے تیرا باطن پاک ہو جائے

نفس از بس مدحہا فرعون شد — کُن ذَلِیلَ النَّفسِ ھُوْنًا لَا تَسُدّ
نفس تعریفوں سے فرعون بنگیا — تو منکسر مزاج خاکسار بنجا، سرداری نہ چاہ

۱ آتشش۔ مدح سرائی۔ سے انسان ابتداً لطف اندوز ہوتا ہے۔ لیکن انجام تباہی ہے۔ تو مگو۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ لوگوں کی غلط مدح سرائی سے ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مولانا اس کی تردید کرتے ہیں کہ ضرور اثر ہوتا ہے جو تمہارے لئے غیر محسوس ہے۔ گرچہ دانی۔ یعنی تم خود سمجھتے ہو کہ چونکہ تم نے اسے محروم کیا ہے اس لئے برائی کر رہا ہے لیکن اس کی برائی سے متاثر ہوتے ہو۔

۲ اندروں۔ باطن، قلب، مدیح۔ مدح، تعریف خداع۔ مکر و فریب۔ قدح، عیب جوئی، طعنہ زنی۔ مطبوخ۔ پکا ہوا یعنی مسہل کی دوا جو پکا کر پلائی جاتی ہے۔ حب۔ گولی۔ تا بدیرے۔ مسہل کا اثر سارے دن رہتا ہے۔ پیٹ میں مروڑ ہوتا رہتا ہے اور دست آتے رہتے ہیں۔ ایں۔ حلوے کا ذائقہ۔ آں۔ مسہل کا اثر

۳ ہر ضدے۔ ایک ضد کو دوسری ضد سے پہچانا جاتا ہے۔ جب لڑوی دوا کا اثر دیر تک رہتا ہے تو شکر کا بھی اثر دیرپا ہوگا۔ چوں شکر۔ شکر کا اندرونی اثر یہ ہوگا کہ اس سے پھوڑے پیدا ہونگے جن پر شگاف لگانے کی ضرورت پڑیگی۔ ظریف۔ خوش مزاج اخلاط۔ خلط کی جمع ہے۔ جسم کا مادہ۔ کثیف۔ گندا گاڑھا۔ ذلیل النفس۔ منکسر مزاج۔ ھون۔ خاکساری۔ لا تسُدّ۔ سردار نہ بن، سیادت کا فعل نہی ہے۔

تا توانی بندہ شو سُلطاں مباش
جب تک ہو سکے خادم بن بادشاہ نہ بن

زخم کش چوں گوئے اشو چوگاں مباش
گیند کی طرح چوٹ برداشت کرنیوالا بن بلا نہ بن

ورنہ چوں لُطفت نماند ویں جمال
ورنہ جب تیری مہربانی اور حسن نہ رہیگا

از تو آید آں حریفاں را ملال
اُن دوستوں کے تجھ سے دل بھر جائینگے

آں جماعت کِت ہمی دادند ریو
وہی لوگ جو تجھے دھوکا دیتے تھے

چوں ببینندت بگویندت کہ دیو
جب تجھے دیکھیں گے تجھے بھوت کہیں گے

جُملہ گویندت چو بینندت بدر
جب تجھے دروازہ پر دیکھیں گے سب تجھے کہیں گے

مُردہ از گورِ خود بر کردہ سر
مردہ اپنی قبر سے نکل آیا ہے

ہمچو۲ امرد کہ خدا نامش کُنند
امرد (لڑکے) کی طرح کہ اس کو خدا کہتے ہیں

تا بداں سالوس در دامش کُنند
تا کہ اس مکاری سے اس کو جال میں پھانس لیں

چوں بہ بدنامی بر آید ریش اُو
جب بدنامی کے ساتھ اُس کی داڑھی نکل آئی

دیو رانگ آید از تفتیش اُو
اُس کے احوال معلوم کرنے سے شیطان کو (بھی) ذلت محسوس ہوتی ہے

دیو سوئے آدمی شد بہرِ شر
شیطان شر پھیلانے آدمی کی طرف آتا ہے

سوئے تو ناید کہ از دیوی بتر
تیری جانب نہیں آتا، کیونکہ تو شیطان سے بدتر ہے

تا تو بُودی آدمی دیو از پئیت
جب تک تو آدمی تھا شیطان تیرے پیچھے

میدوید و میچشانید از مَیت
دوڑتا تھا اور تجھے شراب پلاتا تھا

چوں شُدی در خوئے دیوی اُستوار
جب تو شیطنت میں پختہ کار ہو گیا

میگریزد از تو دیوا ے نابکار
اے نالائق! شیطان تجھ سے بھاگتا ہے

آنکہ اندر دامنت آویخت اُو
جو تیرے دامن سے چمٹا ہوا تھا

چوں چنیں گشتی ز تو بگریخت اُو
جب تو ایسا ہو گیا وہ تجھ سے بھاگ گیا

تفسیر مَاشَآءَ ۳ اللّٰہُ کَانَ وَمَالَم یَشَاْلَم یَکُنْ
جو اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا کی تفسیر

اینہمہ گفتیم لیک اندر بسیج
یہ سب کچھ ہم نے کہا لیکن ارادہ میں

بے عنایات خدا ہیچیم ہیچ
خدا کی عنایتوں کے بغیر ہم ہیچ در ہیچ ہیں

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق
اللہ اور اللہ کے مخصوص بندوں کی عنایتوں کے بغیر

گر ملک باشد سیہ ہستیش ورق
ہر فرشتہ (بھی) ہے تو اس نامۂ اعمال سیاہ ہے

۱ گوی۔ گیند۔ گیند بلے کی چوٹ کھاتی ہے۔ چوگاں۔ بلا۔ گیند پر ضرب لگاتا ہے، ورنہ وہی خوشامدی تجھ سے بھاگیں گے۔ لُست۔ کمترا۔ ریو۔ فریب، دھوکا۔ دیو۔ شیطان۔ بھوت، بدر۔ بردر۔ دروازہ پر۔

۲ مُرد۔ نوخیز لڑکا۔ خدا۔ یعنی اس کے چاہنے والے اس کو دل و جان کا مالک بتاتے تھے۔ بدنامی۔ عاشقوں کی صحبت کی وجہ سے۔ دیوی بتر تو شیطان سے بھی بڑا شیطان ہے۔ از پئیت۔ از پئے تو۔ میت۔ ترا۔ می دشانید۔ آنکہ۔ شعر
بوقت تشنگی آشنا بے گانہ می گردد
صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ می گردد

۳ ماشاء اللہ۔ جو اللہ نے چاہا، اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ کہ خدا کی مشیت اور ارادہ سے اس کی مراد جدا نہیں ہو سکتی جو خدا چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ تسبیح۔ بروزن سریش۔ قصد و ارادہ۔ بسیج۔ ناچیز۔ خاصانِ حق۔ انبیاء اور مرسلین۔ ورق۔ نامۂ اعمال۔

اے خدا اے قادر بیچون او چند
اے خدا! اے قدرت والے کیفیت اور کمیت سے پاک

از تو پیدا شد چنیں قصر بلند
اس قدر بلند محل تجھ سے بنا ہے

واقفی بر حال بیرون و دروں
تو ظاہری اور باطنی حالت سے واقف ہے

بے کم و بے بیش و بے چندی و چوں
تو بلا کمی اور زیادتی کے اور کمیت اور کیفیت کے ہے

اے خدا اے فضل تو حاجت روا
اے خدا! اے وہ ذات کی تیری عنایت حاجت روا ہے

با تو یادِ ہیچ کس نبوَد روا
تیرے سامنے کسی کی یاد درست نہیں ہے

ایں قدر ارشاد تو بخشیدۂ
اسقدر رہنمائی تو نے بخشی ہے

تا بدیں بس عیبہا پوشیدۂ
جس سے تو نے بہت سے عیب ڈھک دئے ہیں

قطرۂ ۲ دانش کہ بخشیدی زپیش
پہلے سے تو نے جو علم کا قطرہ بخشا ہے

متصل گرداں بدریاہائے خویش
اس کو اپنے دریاؤں سے ملا دے

قطرۂ علم ست اندر جانِ من
میری جان میں علم کا ایک قطرہ ہے

وَار ہانش از ہوا و از خاکِ تن
اس کو خواہش اور جسم کی مٹی سے بچا دے

پیش ازیں کیں خاکہا خسفش کند
اس سے پہلے کہ یہ مٹیاں اس کو دھنسا لیں

پیش ازیں کیں بادہا نشفش کند
اس سے پہلے کہ یہ ہوائیں اس کو سکھائیں

گرچہ چوں نشفش کند تو قادری
اگرچہ تو اس پر قادر ہے کہ جب وہ اس کو سکھائیں

کش ازیشاں واستانی وآخری
کہ اس کو تو انسے واپس لے لے

قطرہ کو در ہوا شد یا کہ ریخت
وہ قطرہ جو ہوا میں اڑ گیا یا بہہ گیا

از خزینہ قدرتِ تو کے گریخت
تیری قدرت کے خزانے سے کب بھاگ سکتا ہے

گر درآید در عدم یا صد عدم
اگر وہ عدم یا سو عدموں میں بھی آجائے

چوں بخوانیش او کند از سر قدم
جب تو اسے بلائے وہ سر کے بل آئے

صد ہزاراں ۳ ضد ضد را می کشد
لاکھوں متضاد چیزیں متضاد چیزوں کو فنا کرتی ہیں

باز شاں فضلِ تو بیروں می کشد
پھر تیرا فضل ان کو باہر نکال لاتا ہے

از عدمہا سوئے ہستی ہر زماں
ہر وقت عدموں سے وجود کی طرف

ہست یارب کارواں در کارواں
اے خدا! قافلہ در قافلہ (رواں) ہے

خاصہ ہر شب جملہ افکار و عقول
خصوصاً ہر رات تمام فکریں اور عقلیں

نیست گردو غرق و در بحرِ نغول
نیند کے سمندر میں غرق ہو کر معدوم ہو جاتی ہیں

۱ بیچوں وہ ذات جس کی حقیقت دریافت نہ کیجا سکے چند۔ مقدار۔ قصرِ بلند۔ آسمان۔ زوال۔ برلائے والا، جائز۔ ارشاد، رہنمائی ہدایت۔

۲ قطرۂ دانش۔ انسان کا علم اللہ کے علم کی نسبت سے سمندروں کے اعتبار سے ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ خسف۔ زمین کا کسی چیز کو اپنے اندر دھنسا لینا۔ نشف۔ خشک کرنا۔ کش۔ کہ اور استاندن۔ واپس لینا۔ واخریدن۔ اپنی چیز کو واپس خرید لینا۔

۳ صد ہزاراں۔ دنیا میں تنازع للبقاء کا عمل جاری ہے اشیاء فنا ہو جاتی ہیں۔ قدرت پھر انکو پیدا کرتی ہے۔ خاصہ۔ جس طرح موجودات خارجی معدوم سے موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح خیالات کا بھی حال ہے۔ نغول۔ بفتحتین ژرفہ۔ گہرا۔

باز وقت صبح چوں اللّٰہیاں
پھر صبح کو خدا پرستوں کی طرح

بَرزنند از بحر سَر چوں ماہیاں
مچھلیوں کی طرح سمندر سے سر ابھارتی ہیں

درخزاں[1] ایں صد ہزاراں شاخ و برگ
خزاں (کے موسم) میں لاکھوں شاخیں اور پتے

از ہزیمت رفتہ در دریائے مرگ
شکست کھا کر موت کے دریا میں چلے جاتے ہیں

زاغ پوشیدہ سیہ چوں نوحہ گر
کوے نے نوحہ گر کی طرح سیاہ لباس پہنا ہے

در گلستاں نوحہ کردہ بر خضر
باغ میں سبزہ پر نوحہ کرتا ہے

باز فرماں آید از سالار دہ
پھر رب العالمین کی جانب سے حکم آتا ہے

مرعدم را آنچہ خوردی باز دہ
عدم کیلئے کہ جو کچھ تو نے کھایا ہے واپس دے

آنچہ خوردی وَادہ اے مرگِ سیاہ
اے کالی موت! جو تو نے کھایا ہے، واپس دے

از نبات و وردو از برگ و گیاہ
پودے اور گلاب اور پتے اور گھاس

اے برادر عقل یک دَم باخود آر
اے بھائی! تھوڑی دیر ہوش سنبھال

دَمبدم در تو خزان ست و بہار
تجھ میں (بھی) ہر وقت خزاں اور بہار ہے

اے برادر یک از خود دور شو
اے بھائی! تھوڑی دیر کیلئے خودی چھوڑ دے

باخود آ و غرق بحرِ نور شو
ہوش میں آ اور نور کے سمندر میں ڈوب جا

باغ دل را سبز و تر و تازہ بیں
دل کے باغ کو سبز اور تر و تازہ دیکھ

پُر زغُنچہ و وَرد سَرو و یاسمیں
غنچہ اور گلاب اور سرو اور چنبیلی سے

زانبہی برگ پنہاں گشتہ شاخ
پتوں کی کثرت سے شاخیں ڈھکی ہوئی ہیں

زانبہی گل نہاں صحراو کاخ
پھولوں کی کثرت سے جنگل اور محل ڈھکے ہوئے ہیں

ایں[2] سخنہا نیکہ از عقل کُل ست
یہ باتیں جو عقل کل کی جانب سے ہیں

بوئے آں گلزار سرو و سُنبل ست
سرو اور سنبل کے چمن کی خوشبو ہیں

بوئے گل دیدی کہ آنجا گل نبُود
جس جگہ پھول نہ تھا تو نے پھول کی خوشبو سونگھی ہے

جوشِ مُل دیدی کہ آنجا مل نبُود
تو نے شراب کا نشاں جگہ دیکھا ہے جہاں شراب نہ تھی؟

بو قلا[3] وزست و رہبر مرترا
خوشبو تیری راہنما اور رہبر ہے

مے بردتا خلد و کوثر مرترا
تجھے جنت اور کوثر تک لیجانے کی

بُود وائے چشم باشد نور ساز
خوشبو نور پیدا کرنیوالی آنکھ کی دوا ہے

شد زبوئے دیدۂ یعقوب باز
خوشبو سے (حضرت) یعقوب کی آنکھیں کھل گئیں

[1] درخزاں۔ موسم خزاں میں شاخیں اور پتے فنا ہو جاتے ہیں۔ اور کوے گویا ان پر نوحہ گری کرتے ہیں اور قدرت پھر ان کو پیدا کر دیتی ہے۔ سالارہ رب العالمین۔ نبات۔ زمین سے اگنے والی چیزیں۔ ورد۔ پھول۔ گلاب۔ اے برادر۔ انسان کے نفس میں خزاں یہ ہے کہ تعلقات کونیہ سے وہ متعلق ہو اور بہار یہ ہے کہ معارف وجدانیہ سے سرفراز ہو۔

[2] ایں سخنہائے۔ یہ مضامین جو سمجھائے جا رہے ہیں یہ اسی باطنی گلزار کی مہک ہے عقل کل یعنی ذات باری تعالیٰ۔ مل۔ شراب۔ جوش گل۔ مستی۔ مل نبود۔ یعنی شراب کے بغیر مستی ممکن نہیں اور گل کے بغیر خوشبو ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا ان مضامین میں جوش اور خوشبو لامحالہ باطنی شراب اور باطنی گلزار کا فیض ہے۔

[3] بو۔ خوشبو۔ باطنی گلزار کی خوشبو جنت اور کوثر کی رہنمائی کرتی ہے۔ قلاوز۔ بدرقہ، جو شخص لشکر کے آگے راہنمائی کے لئے چلتا ہے۔ خلد۔ جنت۔ کوثر۔ جنت میں ایک نہر ہے۔ نور ساز نور افزا۔ یعقوب حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں روتے اندھے ہو گئے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے کی خوشبو سے پھر بینا ہو گئے۔

بوئے بد مُردیدہ را تاری کند
بدبو آنکھ کو تاریک کرتی ہے

بوئے یوسف دیدہ را یاری کند
یوسف (علیہ السلام) کی خوشبو آنکھ کی مدد کرتی ہے

تو کہ یوسف نیستی ایعقوب باش
تو جب یوسف نہیں ہے، یعقوب بنا

ہمچو اُو باگریہ و آشوب باش
اس کی طرح رو اور مصیبت میں رہ

چوں تو شیریں نیستی فرہاد باش
جب تو شیریں نہیں ہے فرہاد بن

چوں نہ لیلیٰ تو مجنوں گرد فاش
جب تو لیلیٰ نہیں ہے تو کھلا مجنوں بنا

تفسیر قول حکیم سنائی قدس سرہ

حکیم سنائی قدس سرہ کے قول کی تفسیر

ناز را رُوئے بباید ہمچو ورد
ناز کرنے کے لئے گلاب جیسا چہرہ چاہئے

چوں نداری گرد بد خوئی مگرد
جب تو نہیں رکھتا ہے، بدمزاجی کے قریب نہ جا

عیب ۲ باشد چشم نابینا و باز
عیب ہے، اندھی آنکھ اور کھلی ہوئی

زشت باشد روئے نازیبا و ناز
بری بات ہے بدصورت چہرہ اور ناز

بشنو ایں پند از حکیم غزنوی
حکیم غزنوی سے یہ نصیحت سن لے

تا بیابی در تن کہنہ نوی
تاکہ پرانے جسم میں نیا پن پائے

ایں رُباعی را شنو از جان و دل
جان و دل سے اس رباعی کو سن لے

تا بکلی بیروں شوی از آب و گل
تاکہ تو بالکلیہ آب و گل سے نکل جائے

پند اُورا از دل و جان گوش کن
اس کی نصیحت کو دل و جان سے سن

ہوش را جاں ساز و جاں را ہوش کن
ہوش کو جان بنا اور جان کو ہوش بنا لے

آں حکیم غزنوی شیخ کبیر
اس بڑے شیخ حکیم غزنوی نے

گفتہ است ایں پند نیکو یاد گیر
کہا ہے، اس نصیحت کو اچھی طرح یاد کر لے

پیش ۳ یوسف نازش و خوبی مکن
یوسف کے سامنے ناز اور نخرے نہ

جز نیاز و آہ یعقوبی مکن
سوائے عاجزی اور یعقوبی آہ کے (کچھ) نہ کر

معنی مُردن زطوطی بُد نیاز
طوطی کے مرنے کا مطلب عاجزی تھا

در نیاز و فقر خود را مُردہ سلز
عاجزی اور افتقار میں اپنے آپ کو مردہ جانے

تا دَمِ عیسیٰ ترا زندہ کند
تاکہ (حضرت) عیسیٰ کا دم تجھے زندہ کرے

ہمچو خویشت خوب و فرخندہ کند
اپنی طرح تجھے نیک اور مبارک بنا دے

۱ نیستی۔ یعنی اگر تم مطلوب نہیں ہو تو طالب ہی بنو۔ چوں تو۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ مطلوب نہیں ہو تو طالب ہی بنو۔ ہمچو۔ ورد۔ گلاب کا پھول۔

۲ عیب۔ اندھی آنکھ سے کوئی غمزے کرے تو وہ عیب ہوگا۔ غزنوی۔ یعنی حکیم سنائی۔ آب و گل۔ یعنی جسد عنصری ہوش را۔ یعنی مطالب سمجھنے میں پورے ہوش و حواس سے کام لو۔

۳ پیش یوسف۔ یعنی مطلوب کے سامنے غمزہ و ناز مناسب نہیں ہے عاجزی اور آہ و زاری سے کام لے۔ معنی یعنی طوطی کا مرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نیاز سے کام لے اور مطلوب کے سامنے اپنے آپ کو مردہ بنا لے۔ دم عیسیٰ۔ یعنی مطلوب کا فیض تجھے زندہ کردیگا۔

در بہاراں[1] کے شود سبز سنگ — خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ
پتھر (موسم) بہار میں کب سرسبز ہوتا ہے — مٹی بنجاتا کہ رنگ برنگ کے پھول اگیں
سالہا تو سنگ بودی دلخراش — آزموں رایک زمانے خاک باش
تو سالوں دلخراش پتھر رہا ہے — آزمائش کے طور پر تھوڑ دیر کیلئے خاک بنجا
درمیانِ ایں شنو یک داستاں — تابدانی اعتقادِ راستاں
اس بیان میں ایک داستان سن لے — تاکہ تجھے راست بازوں کا عقیدہ معلوم ہو جائے

داستانِ پیر چنگی کہ در عہد عُمر از بہر خداوند تعالیٰ
سارنگی بجانیوالے بوڑھے کا قصہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں
در گورستاں در روزِ بینوائی چنگ میزد
فاقہ کے روز اللہ واسطے سارنگی بجاتا تھا ہے

ایں شنیدستی کہ در عہدِ عمرؓ — بُود چنگی مُطربے با کروفر
تو نے یہ سنا ہے کہ (حضرت) عمرؓ کے زمانہ میں — ایک سارنگی بجانیوالا کو یا شان و شوکت سے تھا
بُلبل از آوازِ اُو بے خود شدے — یک طرب ز آوازِ خویش صد شدے[2]
بلبل اس کی آواز سے مست ہو جاتی — اس کی حسین آواز سے ایک مستی سو بستیاں بنجائیں
مجلس و مجمع دَمش آراستے — وز نوائے اُو قیامت خاستے
اُس کی آواز مجلس اور مجمع کو آراستہ کر دیتی — اور اس کی آواز سے قیامت برپا ہو جاتی
ہمچو اسرافیلؑ کا وازش بفن — مُردگاں[3] را جاں در آرد در بدن
وہ (حضرت) اسرافیل جیسا تھا کہ اس کی آواز فن کے ذریعہ — مُردوں کے بدن میں جان ڈالدیتی
یار سائل بُود اسرافیل را — کز سماعش پر بُرستی فیل را
کہ اس کے سننے سے ماتھی کے پر نکلجاتے — یا وہ (حضرت) اسرافیل کا ہم آواز تھا
سازد اسرافیل روزے نالہ را — جاں دہد پوسیدۂ صد سالہ را
(حضرت) اسرافیل ایک روز نالہ کا ساز و سامان کرینگے — سو سال کے پرانے (جسم) کو جان عطا کرینگے
اولیاء را در دروں ہم نغمہا ست — طالباں را زاں حیات بے بہاست
اولیاء کے اندر (بھی) نغمے ہیں — اسے طالبوں کو انمول زندگی حاصل ہوتی ہے
نشنود آں نغمہا را گوشِ حس — کز سخنہا گوشِ حس باشد نجس
ان نغموں کو حسی کان نہیں سنتے ہیں — اس لئے کہ (دنیا کی) باتوں سے حسی کان ناپاک ہو جاتے ہیں

[1] در بہاراں۔ موسم بہار میں پتھر پر سبزہ نہیں اگتا مٹی اور خاک پر سبزہ اگتا ہے تو پتھر نہ بن خاکسار بن سالہا۔ تعلقات دنیوی سے تو سنگ بن گیا ہے۔ راستاں راست باز لوگ۔ چنگی۔ چنگ، سارنگی، یا نسبت کی ہے سارنگی بجانیوالا، مطرب۔ مستی پیدا کرنیوالا، گویا۔ کروفر۔ شان و شوکت۔

[2] صد شدے۔ یعنی اس کی آواز سے مستی سو گنا بڑھ جاتی تھی۔ دم۔ آواز، سرود۔ نول۔ آواز، موسیقی کے ایک مقام کا نام ہے اسرافیل۔ ایک فرشتہ کا نام ہے۔ جو قیامت کے قریب صور پھونکے گا جس سے تمام نظام کائنات درہم برہم ہو جائیگا انسان بیہوش ہو جائیں گے۔ پھر چالیس سال کے بعد وہ دوسرا صور پھونکے گا تو تمام کائنات اصلی حالت پر آجائیگی۔ فن۔ تدبیر حیلہ۔

[3] مُردگاں۔ مردے۔ رسائل۔ رسیلہ کی جمع ہمزباں۔ ہم آواز۔ پر رستن۔ پر نکل آنا یعنی مست ہو جانا۔ نالہ۔ یعنی صور پھونکنا۔ دردوں۔ باطن۔ نغمہ۔ نرم اور شیریں آواز جمع بنانے وقت آخری حرف گر جائیگا اور جمع نغمہا آئیگی۔ بے بہا انمول۔ گوش حس۔ کان حس۔ ناپاک

نشنود نغمہ پری را آدمی — کو ابود ز اسرار پریاں اَعجمی
پری کا نغمہ آدمی نہیں سنتا — کیونکہ وہ پریوں کے راز سے نابلد ہے

گرچہ ہم نغمہ پری زیں عالم ست — نغمۂ دل برتر از ہر دو دَم ست
اگرچہ پری کا نغمہ بھی اسی عالم کا ہے — لیکن دل کا نغمہ دونوں نغموں سے بلند ہے

کہ پری و آدمی زندانی اند — ہر دو در زندانِ ایں نادانی اند
اس لئے کہ پری اور آدمی قیدی ہیں — دونوں اسی نادانی کے قید خانہ میں ہیں

سورۂ رحمٰن بخواں اے مُبتدی — تا شوی بر سرِّ پریاں مُہتدی
اے نو آموز! سورۃ الرحمٰن پڑھ — تاکہ تو پریوں کے بھید سے واقف ہو جائے

معشر ۲ الجن سورۂ رحمٰن بخواں — تَسْتَطِیْعُوْا تَنْفُذُوْا را باز داں
سورۃ الرحمٰن کی "معشر الجن" پڑھ — تستطیعوا (اور) تنفذوا کو سمجھ

نغمہائے اندرون اولیاء — اوّلاً گوید کہ اے اَجزاءِ لاَ
اولیاء کے باطن نغمے — پہلے کہتے ہیں اے معدوم کے جزو!

ہیں زلائے نفی سر ہا بر زنید — ایں خیال و وہم بیروں افگنید
خبردار! عدم کے لا سے نکلو — اس خیال اور وہم کو نکال پھینکو

اے ہمہ پوشیدہ در کون و فساد — جان ۳ باقی تاں نروئید و نزاد
اے بالکلیہ کون اور فساد میں ڈوبے ہوو — تمہاری باقی (رہنے والی) روح نہ اُگی نہ پیدا ہوئی

کار ایشاں ست زانسوئے پرے — گر دت روشن چو جوئی رہبرے
ان (اولیاء) کا کام اس سے بھی آگے کا ہے — جب تو رہبر تلاش کریگا تجھ پر کھلیگا

گر بگویم شمّۂ زاں نغمہا — جانہا سر بر زنند از دخمہا
اگر میں ان نغموں کا تھوڑا سا بیان کر دوں — تو روحیں قبروں سے نکل پڑیں

گوش را نزدیک گن کاں دور نیست — لیک نقل آں بتو دستور نیست
کان کو قریب کر وہ دور نہیں ہیں — لیکن ان کو تجھ سے نقل کرنیکا دستور نہیں ہے

ہیں کہ اسرافیل وقتند اولیاء — مُردہ را زیشاں حیات ست و نما
خبردار اولیاء وقت کے اسرافیل ہیں — مردے کی ان سے زندگی اور نشوونما

جانہائے مردہ اندر گورِ تن — بر جہد ز آوازِ شاں اندر کفن
جسم کی قبر میں مردہ جانیں — انکی آواز سے کفن میں تڑپنے لگتی ہیں

---

۱ نو کہ لو۔ عجمی۔ گونگا۔ کسی زبان سے ناواقف۔ دو دم۔ یعنی پری اور گویے کا نغمہ۔ زندانی۔ قیدی، نادانی، غفلت، یعنی تعلقات، دنیوی۔ مبتدی۔ ابجد پڑھنے والا، نو آموز۔ مہتدی ہدایت یافتہ، واقف کار۔

۲ معشر۔ گروہ۔ رحمٰن سورۂ الرحمٰن میں جن اور پری کا ذکر ہے اس میں انسانوں کے ساتھ جنوں کو بھی خطاب کیا گیا ہے اسی سورت میں فرمایا گیا ہے۔ یا معشر الجنّ والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان۔ اے جن اور انسانوں کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ تم آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ (اور ہم سے بچ جاؤ) تو نکل جاؤ۔ نہ نکلو گے مگر زور سے۔

۱۔ نفی کا کلمہ ہے۔ یعنی ظاہری ہستی جو کالعدم ہے۔ ایں خیال۔ یعنی خودی کا خیال۔ کون و فساد۔ بننا اور بگڑنا۔ یعنی عالم دنیا۔

۳ جان باقی۔ روح حقیقی رہبر۔ شیخ۔ کامل۔ سر برزدن۔ نکل پڑنا۔ دخمہ۔ مجوسیوں کا قبرستان۔ دستور۔ یعنی وہ نغمے خود سنوانکے سنانیکا دستور نہیں ہے۔ اولیاء۔ اولیاء اللہ بھی وہی کام کرتے ہیں جو اسرافیل کرینگے۔ انکے صور سے مردے زندہ ہو جائیں گے اولیاء بھی مردہ دلوں کو زندگی عطا کرتے ہیں۔ جانہائے اولیاء اللہ کے نغمے مردہ دلوں کو زندگی عطا کر دیتے ہیں۔

گوید ایں آوازِ آواہا جداست — زندہ کردن کارِ آوازِ خداست
وہ کہتی ہے یہ آواز، آوازوں سے جداگانہ ہے — زندہ کرنا خدا کی آواز کا کام ہے

چوں زصوتِ اولیاء آگاہ شوند — از طرب گویند چوں بارہ شوند
جب وہ اولیاء کی آواز سے واقف ہو جاتی ہیں — جب راستہ پر چل پڑتی ہیں تو خوش ہو کر کہتی ہیں

ما بمُردیم و بکلّی کاستیم — بانگِ حق آمد ہمہ برخاستیم
ہم مر گئے تھے اور بالکل مضمحل ہو گئے تھے — خدا کی آواز آئی، ہم سب اٹھ کھڑے ہوئے

بانگِ حق اندر حجاب و بے حجیب — آں دہد کو داد مریم راز حبیب
اللہ کی آواز پردے میں اور بے پردہ — وہ چیز عطا کرتی ہے جو اس نے جیب سے مریم کو دی

اے فناتاں نیست کردہ زیر پوست — باز گردید از عدم زآوازِ دوست
اے لوگو! تمہیں فنا نے کھال کے اندر نابود کر دیا ہے — دوست کی آواز پر عدم سے واپس آ جاؤ

مطلق آں آواز از شہ بُوَد — گرچہ از حُلقومِ عبداللہ ۲ بُوَد
وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے — اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو

گفت اُورا من زبان و چشم تو — من حواس و من رضا و خشم تو
اس کو خدا نے کہہ دیا ہے میں تیری زبان اور آنکھ ہوں — میں تیرے حواس اور تیری رضا اور ناراضی ہوں

رَو کہ بی یسمعُ وبی یبصرُ توئی — سرّ توئی چہ جائے صاحبِ سرّ توئی
جا! بی یسمع وبی یبصر تو ہے — تو راز چہ جائیکہ تو صاحب راز ہو

بیان حدیث ''مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ''
حدیث ''جو شخص اللہ کے لئے ہو گیا اللہ اس کے لئے ہو گیا'' کا بیان

چون شُدی مَن کانَ للہ از وَلَہ — من تُرا باشم کہ کانَ اللہُ لَہ
جب تو عشق کی وجہ سے من کان للہ بنا — میں تیرا ہو گیا کیونکہ کان اللہ لہ ہے

گہ توئی گویم تُرا گاہے منم — ہر چہ گویم آفتابے روشنم
کبھی تجھے تو ہے کبھی میں ہوں کہتا ہوں — جو کچھ بھی کہتا ہوں میں روشن آفتاب (ہی) ہوں

ہر کجا تابم زمشکاتت دَمے — حل شد آنجا مُشکلاتِ عالمے
جس جگہ تھوڑی دیر کیلئے تیرے طاقچہ سے چمک جاتا ہوں — اس جگہ دنیا کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں

ہر کجا تاریکی آمد ناسزا — از فروغِ ما بُوَد شمس الضحیٰ
جس جگہ نا مناسب تاریکی آتی ہے — ہماری تجلی سے شمس الضحیٰ بنجاتی ہے

---

۱ گوید۔ جبان روحوں اور دلوں کو زندگی ملجاتی ہے تو وہ اولیاء کے نغموں کی آواز کو خدا کی آواز سمجھتے ہیں اسلئے زندہ کر دینا۔ خدا کی آواز کی تاثیر ہے۔ صوت۔ آواز، نغمہ۔ بارہ، روبراہ، راہ پر چلنے والا۔ بکلی۔ بالکل کاستن۔ گھٹنا، مضمحل ہونا، بانگ، آواز۔ یعنی اولیاء کے نغمے۔ حجاب۔ پردہ۔ حجیب، حجاب کالا ہے۔ یعنی وہ آواز جو خدا کی براہ راست ہے بالواسطہ رسولوں کی ہے۔ مریم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا مبارک نام ہے، خدا کی آواز نے تو حضرت عیسیٰ جیسا اولوالعزم پیغمبر عطا فرمادیا۔ فنا۔ یعنی فانی دنیا کے تعلقات۔ مطلق۔ یعنی اس سے قطع نظر کہ وہ کس کے حلقوم سے آرہی ہے۔

۲ عبداللہ۔ یعنی انبیاء اولیاء اولواں۔ حاسہ کی جمع۔ رضا۔ خوشنودی۔ خشم۔ غصہ۔ تلاضی حدیث شریف میں ہے میں جب بندہ سے محبت کرتا ہوں تو اس کا کان بنجاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے اس کا ہاتھ بنجاتا ہوں۔ جس سے وہ پلٹتا ہے۔ بی یسمع۔ میرے ذریعہ سے سنتا ہے بی یبصر۔ میرے ذریعہ سے دیکھتا ہے۔ سر۔ یعنی لب و صرف لطف نہیں ہے بلکہ مجسم ہے من کان۔ حدیث میں آیا ہے جو شخص خدا کا ہو گیا خدا اس کا ہو گیا۔ عشق

۳ گہ۔ یعنی ایسے بندہ کو کہہ کر پکاروں یا میں کہکر پکاروں مقصد میری اپنی ذات ہوتی ہے اب من تو کا قصہ ختم ہو جاتا ہے۔ وہ ذات بارئی سے وحدت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر کجا جب کسی ولی میں تجلی۔ رب ظاہر ہو جاتی ہے اس سے عالم کی مشکلات حل ہو جاتی۔ فروغ۔ روشنی شمس الضحیٰ چاشت کے وقت کا سورج۔

ظلمتے ۱ را کافتابش بر نداشت — از دم ما گردد آں ظلمت چو چاشت
جس تاریکی کو سورج نہ اٹھا سکا — ہمارے دم سے وہ تاریکی چاشت بنجاتی ہے

آدمے را او بخویش اسما نمود — دیگراں راز آدم اسما می کشود
آدم پر اس نے اپنی جانب سے ناموں کا اظہار کیا — دوسروں پر آدم کے ذریعہ نام منکشف ہو گئے

آب خواہ از جو بجو یا از سبو — کیں سبو را ہم مدد باشد ز جو
پانی خواہ نہر سے لے یا مٹکے سے — مٹکے کی مدد بھی تو نہر سے ہے

نور خواہ از مہ طلب خواہی ز خور — نور مہ ہم ز آفتاب ست اے پسر
روشنی چاند سے طلب کر یا سورج سے — اے بیٹا! چاند کی روشنی بھی سورج سے ہے

مقتبس شو زود چوں یابی نجوم — گفت پیغمبر کہ اصحابی ۲ نجوم
جلد روشنی حاصل کر لے جب تو ستارے پالے — پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے صحابہ ستارے ہیں

خواہ ز آدم گیر نورش خواہ ازو — خواہ از خم گیر مے خواہ از کدو
اس کا نور آدم سے لے یا اس سے لے — شراب خواہ مٹکے سے لے یا کدو سے

کیں کدو با خم بہ پیوست ست سخت — نے چو تو شاد آں کدو اے نیک بخت
یہ کدو مٹکے سے سخت جڑا ہوا ہے — اے نیک بخت! تیری طرح وہ کدو بے نیاز نہیں ہے

گفت طوبی ۳ من رانی مصطفی — والذی یبصر لمن وجھی یری
مصطفی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا خوشخبری ہے اس کیلئے جس نے مجھے دیکھا — اور جو اسکو دیکھے جس نے میرا چہرہ دیکھا

چوں چراغے نور شمع را کشید — ہر کہ دید آں را یقیں آں شمع دید
جب چراغ نے شمع کی روشنی حاصل کر لی — جس نے اس کو دیکھا یقیناً اس نے شمع کو دیکھا

ہمچنیں تا صد چراغ ار نقل شد — دیدن آخر لقائے اصل بد
اسی طرح اگر وہ سو چراغوں میں منتقل ہوئی — آخری کا دیکھنا، اصل کی ملاقات تھی

خواہ از نور پسیں بستاں تو آں — ہیچ فرقے نیست خواہ از شمع داں
خواہ آخری روشنی سے تو وہ لے — کوئی فرق نہیں خواہ شمع سے سمجھ لے

خواہ نور از اولیں بستاں بجاں — خواہ از نور پسیں فرقے مداں
خواہ پہلے والے سے تو دل و جان سے روشنی لے — خواہ آخری روشنی سے، کوئی فرق نہ سمجھ

خواہ بیں نور از چراغ آخریں — خواہ بیں نورش ز شمع غابریں
خواہ روشنی آخری چراغ کی دیکھے — خواہ اس کی روشنی گزر سے ہوؤں کی سمجھ

۱ ظلمت۔ تاریکی، چاشت ایک پہر چڑھے دن کا وقت آدمے۔ حضرت آدمؑ کو دنیا کی چیزوں کے نام سکھائے پھر فرمایا دوسروں کو یہ نام بتا دو تو یہ فیض حضرت آدم کے واسطہ سے خدا ہی کام ہے۔ آب۔ چند مثالیں دیکر سمجھایا گیا ہے کہ واسطہ درمیان میں آجانے سے حقیقت نہیں بدلتی ہے پانی نہر ہی کا ہے خواہ مٹکے سے لے کر پیا جائے نور۔ چاند کی روشنی۔ سورج ہی کی روشنی ہے نجوم۔ ستارے۔

۲ اصحابی کنجوم میرے صحابہ ستارے جیسے ہیں جس سے ہدایت حاصل کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ یہ حدیث شریف ہے۔ ایں کدو۔ یعنی اولیاء اللہ کا ذات باری سے اتحاد ہے کدو۔ کدو کو خشک کر کے اس کے اندر سے گود انکال کر اسمیں شراب بھر لیتے تھے۔

۳ من رانی۔ حدیث شریف ہے "طوبی لمن رانی او راء بی من راء نی" خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا یا اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا، صحابہ میں بالواسطہ حضور کا نور تھا چوں چراغے۔ جو چراغ شمع سے روشن ہوا ہے اس چراغ کو دیکھنا گویا کہ شمع کو دیکھنا ہے۔ صد چراغ۔ بیعت میں اگر چند واسطے بھی ہوں تو نور اصل سے ہی حاصل ہوا ہے لہذا شیخ طریقت سے بیعت آنحضور سے بیعت ہے خواہ۔ غرضیکہ جو روشنی منتقل ہوتی چلی آرہی ہے اس سے فیض حاصل کرنا اصل ہی سے فیض حاصل کرنا ہے۔ غابرین۔ غابر کی جمع بمعنی گذشتہ و آئندہ یہاں گذشتہ کے معنی میں ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در معنی حدیث اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِکُمْ نَفَحَاتٌ اَلَا فَتَعَرَّضُوْا

اس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ تمہارے رب کی تمہارے زمانہ میں خوشبو میں ہیں، آگاہ، ان سے وابستہ ہو جاؤ!

گفت پیغمبر کہ نفحہائے حق — **اندریں ایام می آرد سبق**

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ اللہ کی خوشبوئیں — اس زمانہ میں آگے بڑھی ہیں

گوشِ ہُش دارید ایں اوقات را — **در ربائید ایں چنیں نفحات را**

ان اوقات میں ہوش کے کان لگائے رکھو — اس طرح کی خوشبوئیں حاصل کر لو

نفحۂ ۲ آمد شمارا دید و رفت — **ہر کرا می خواست جاں بخشید و رفت**

خوشبو آئی، اس نے تمہیں دیکھا اور چل دی — جس نے چاہا اس نے اس کو جان بخش دی اور چلی گئی

نفحۂ دیگر رسید آگاہ باش — **تا ازیں ہم وا نمانی خواجہ تاش**

خبردار! دوسری خوشبو آئی — اے پیر بھائی! اس سے بھی محروم نہ رہنا

جانِ آتش یافت زاں آتش کشے ۳ — **جانِ مردہ یافت از وئے جنبشے**

جہنمی جان نے اس سے آگ کو بجھانے والا پالیا — مردہ جان نے اس سے زندگی پا لی

جانِ ناری یافت از وے انطفا — **مُردہ پوشید از بقائے اُوقبا**

جہنمی جان نے اس سے بجھاؤ حاصل کر لیا — مُردے نے اس کے وجود سے قبا پہن لی

---

۱ نفحات۔ نفحہ کی جمع، خوشبو۔ مہک، سبق پیش قدمی آگے بڑھنا، ہُش۔ ہوش کا مخفف ہے اوقات، وقت کی جمع وقت صوفیاء کی اصطلاح میں وہ وقت ہے جس میں واردات غیبی کا دل پر نزول ہوتا ہے۔

۲ نفحہ آمد۔ یعنی آنحضورؐ کے دم مبارک کی خوشبو۔ ہر کرا خواست۔ ہر کہ اورا خواست۔ نفحہ دیگر اولیا۔ اللہ کے دم مبارک کی خوشبو۔ واماندن۔ محروم رہنا، خواجہ تاش۔ ایک آقا کے غلاموں میں سے ہر ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلاتا ہے۔ یہاں پیر بھائی مراد ہے۔ جانِ آتش۔ وہ جان جو آگ کے لائق ہو۔

۳ آتش کشے۔ اگر کشے کے کاف پر زبر پڑھا جائے تو معنی ہوں گے آگ کو کھینچنے والا یعنی جلا دینے والا تو پہلے مصرع کا مطلب ہوگا۔ جن بدنصیبوں نے اس خوشبو سے فائدہ نہ اٹھایا وہ مزید تباہی میں مبتلا ہوئے اور اگر کشے کے کاف پر پیش پڑھا جائے تو معنی ہوں گے آگ کو بجھا دینے والا تو مصرع کا مطلب ہوگا کہ ان گنہگاروں نے ایسی چیز حاصل کر لی جس سے ان کے گناہ معاف ہو گئے۔ مردہ۔ یعنی جن کے دل مردہ ہو گئے تھے۔ جنبش۔ حرکت، زندگی، ناری۔ دوزخی۔ انطفا۔ بجھ جانا، بے نور ہو جانا۔ مردہ شمر۔

مردوں کو زندہ بنا زندوں کو مرنے دیا
اس مسیحائی کو تجھ میں ذری ابن مریم

تازگی و جنبش طوبیٰ[1] است ایں
یہ طوبیٰ کی تازگی اور جنبش ہے

ہمچو جنبش ہائے خلقاں نیست ایں
یہ مخلوق کی جنبشوں کی طرح نہیں ہے

گر در افتد در زمین و آسماں
اگر وہ زمین اور آسمان پر آپڑے

زہرۂ شاں آب گردد در زماں
فوراً ان کا پتہ پانی ہو جائے

خود زبیم ایں دم بے منتہا
اس بے انتہا ہوا کے خوف سے

باز خواں فَاَبَیْنَ[2] اَنْ یَّحْمِلْنَهَا
پڑھ فابین ان یحملنھا

ورنہ خود اَشْفَقْنَ مِنْهَا چوں بُدے
ورنہ اشفقن منھا کیوں ہوتا؟

گر نہ از بیمش دل کہ خوں شُدے
اگر اس کے خوف سے پہاڑ کا دل خوں نہ بنتا

دوش دیگر گونہ ایں میدا دست
کل یہ عجیب طرح سے حاصل ہو رہا تھا

لُقمۂ چندے در آمد در بہ بست
چند لقمے آگئے، دروازہ بند ہو گیا

بہر لقمہ گشت لقمانے گرو
لقمہ کی وجہ سے لقمان گروی ہو گیا

وقت لقمان ست اے لقمہ برو
اے لقمے جا! لقمان کا وقت ہے

از ہوائے لقمہ ایں خار خار
لقمہ کی خواہش میں یہ بے قراری

از کف لقماں بروں آرید خار
لقمان کے تلوے سے کانٹا نکال دو

در کف اُو خار و سایش نیز نیست
اس کے تلوے میں کانٹا اور اس کا اثر بھی نہیں ہے

لیک تاں از حرص آں تمیز نیست
لیکن تجھے حرص کی وجہ سے تمیز نہیں ہے

خار واں آں را کہ خُرما دیدۂ
جس کو تو نے چھوارا سمجھا ہے اس کو کانٹا سمجھ

زانکہ بس ناں[3] کور و بس نادیدۂ
کیونکہ تو بہت ناشکرا اور ندیدہ ہے

جانِ لقماں کہ گلستانِ خداست
لقمان کی جان، جو خدا کا باغ ہے

پائے جانش بستۂ خارے چراست
اس کی جان کے پاؤں کانٹے سے کیوں وابستہ ہے

اُشتر آمد ایں وجودِ خار خوار
کانٹے خور وجود اونٹ ہے

مصطفیٰ زادے بریں اُشتر سوار
مصطفیٰ زادہ اس اونٹ پر سوار ہے

اُشترا تنگ گُلے بر پُشت تُست
اے اونٹ! پھولوں کی گٹھری تیری پیٹھ پر ہے

کز نسیمش در تو صد گلزار رُست
جس کی خوشبو سے تجھ میں سو گلزار اگے ہیں

میل تو سوئے مُغیلان ست و ریگ
تیرا میلان ببول اور ریت کی طرف ہے

تا چہ گل چینی زخارا اے مُردہ ریگ
اے حقیر! تو کانٹے سے کیا پھول چنے گا

---

[1] طوبیٰ۔ خوشخبری، جنت کے ایک درخت کا نام ہے میرے نزدیک شعر کا مطلب یہ ہے کہ اولیاء کے فتحات سے جو زندگی اور تازگی میسر آجاتی ہے وہ شجر طوبیٰ کی سی تازگی اور زندگی ہی ممکنات کی سی عارضی تازگی نہیں ہے۔ درافتد۔ یعنی وہ فتحہ اور تجلی زمین اور آسمان برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ دم۔

[2] فتحہ۔ فابین قرآن پاک میں ہے۔ انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا ہم نے امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی۔ انہوں نے انکار کیا کہ وہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے۔ اس یعنی فتحات اور تجلیات۔ لقمہ۔ یعنی نفسانی لذت۔ لقمان۔ مشہور دانا بزرگ گذرے ہیں بعض انکو نبی مانتے ہیں۔ یہاں مراد روح ہے۔ خارخار۔ تردد۔ پریشانی۔ سیاہ یعنی کانٹے کا نشان۔ خرما۔ چھوارا۔ کھجور یعنی لذت نفس کو تو مفید سمجھتا ہے حالانکہ وہ مہلک ہے۔

[3] ناں۔ کور۔ ناشکرا، نادیدہ حریص، بھوکا لقمان۔ روح اور جان پر چونکہ وحی الٰہی کا نزول ہوتا ہے اسلئے اس کو لقمان قرار دیا ہے۔ خدا یعنی نفسانی خواہش۔ اشتر اونٹ یہاں جسم انسانی مراد ہے۔ خارخوار۔ اونٹ ببول وغیرہ کے کانٹے کھا جاتا ہے۔ مصطفیٰ زادہ روح کو شرافت کی وجہ سے مصطفیٰ زادہ کہا ہے۔ تنگ تا کے ضمہ کے ساتھ بوا گٹھری نسیم ہلکی خوشگوار مو اسغیلان کیکر کا درخت اونٹ ریگستان میں خوش رہتا ہے اور کیکر کے کانٹے اسے مرغوب ہیں۔ مردہ ریگ۔ حقیر ناچیز

اے بگشتہ زیں طلب ہر کو بکو
اے اس طلب میں کوچہ بکوچہ گھومنے والے!

چند گوئی آں گلستاں[1] کو بکو
کب تک کہے گا، وہ چمن کہاں ہے کہاں ہے؟

پیش ازاں کیں خار پا بیروں کنی
اس سے پہلے کہ تو پاؤں کے اس کانٹے کو نکالے

چشم تاریک ست جولاں چوں کنی
آنکھیں اندھی ہیں، تو کیونکر دوڑ سکتا ہے؟

آدمی کوئی نگنجد در جہاں
وہ انسان جو دنیا میں نہیں سماتا

در سرِ خارے ہمی گردد نہاں
ایک کانٹے کے پیچھے چھپ جاتا ہے

مصطفیٰ آمد کہ سازد ہمدمی
مصطفیٰ آئے کہ ہم کلامی کریں

کَلِّمِینِی یَا حُمَیرَا کَلِّمِی
اے حمیرا! مجھ سے بات کر، بات کر

اے حمیرا آتش اندر نہ تو نعل[2]
اے حمیرا! نعل آگ میں ڈال

تاز نعلِ تو شود ایں کوہ نعل
تاکہ تیرے نعل کی وجہ سے یہ پہاڑ نعل بنجائے

ایں حمیرا لفظِ مانیست ست وجاں
یہ حمیرا مونث لفظ ہے اور جان

نام تا نیثش نہند ایں تازیاں
اہل عرب اس کا نام مونث رکھتے ہیں

لیک از تانیث جاں را باک نیست
لیکن جان کو مونث ہونے کی کوئی پروا نہیں ہے

روح را با مرد وزن اشراک نیست
روح کی مرد وعورت سے کوئی شرکت نہیں ہے

از مؤنث وزمذکر برتر ست
وہ مذکر اور مونث سے بالا ہے

ایں نہ آں جان ست کز خشک وتر ست
یہ وہ جان نہیں ہے جو خشک اور تر سے ہے

ایں نہ آں جانست کافزاید زناں
یہ وہ جان نہیں ہے جو روٹی سے بڑھتی ہے

یا گہے باشد چنیں گاہے چناں
یا کبھی ایسی اور کبھی ویسی ہوتی ہے

خوش کنندہ است وخوش وعین خوشی
خوش کرنیوالی ہے اور خوش ہے اور مجسم خوشی ہے

بے خوشی نبود خوشی اے مرتشی[3]
اے رشوت خور! خوشی بغیر خوشی کے نہیں ہے

مرتشی راہست از رشوت خوشی
رشوت خور کو رشوت سے خوشی ہوتی ہے

صد خوشی یابی چو دست اندر کشی
تو اگر رشوت سے دست کش ہو جائے سو خوشیاں پائے

چوں تو شیریں از شکر باشی بود
اگر تو شکر کی وجہ سے میٹھا ہے تو ہو سکتا ہے

کاں شکر گاہے زتو غائب شود
کہ وہ شکر بھی تجھ سے غائب ہو جائے

چوں شکر گردی زتاثیرِ وفا
جب وفا کی تاثیر سے تو خود شکر بن جائے

پس شکر کے از شکر گردد جدا
تو شکر، مٹھاس سے کب جدا ہوتی ہے؟

---

[1] گلستاں یعنی علم ومعرفت کا باغیچہ۔ کو۔ کوچہ۔ کو کجا۔ آدمی روح لامکانی چیز ہے دو عالم کی وسعتیں اس کیلئے تنگ ہیں لیکن لذت نفس سے وہ غائب ہو جاتی ہے۔ ہمدمی، ہمکلامی۔ حمیرا، حمراء کی تصغیر ہے بمعنی سرخ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب ہے۔ یہاں مصطفیٰ سے مراد مرد عارف اور حمیرا سے مراد روح ہے۔ یعنی عارف کامل اپنی روح سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اے حمیرا۔ مرد عارف کہتا ہے اے روح عشق الٰہی میں بچین کر دے تاکہ یہ جسم بے قرار ہو جائے۔ نعل

[2] در آتش نہادن۔ یہ کوئی عمل ہے فعل کو کچھ پڑھکر آگ میں ڈالدیا جاتا ہے تو معمول بے چین ہو جاتا ہے لہٰذا اس کی معنی بیقرار کر دینا ہو گئے ہیں۔ کوہ۔ یعنی بدن، حمیرا، مونث کا صیغہ ہے اور عربی میں روح یعنی نفس کو مونث مانا جاتا ہے لہٰذا لفظ حمیرا سے روح مراد لینا مناسب ہے۔ باک۔ خوف، خطرہ اشراک۔ شرکت۔ ایں یعنی اس روح سے روح حیوانی مراد نہیں ہے جسکی پرورش خشک اور تر غذاؤں سے ہوتی ہے۔

[3] مرتشی رشوت خور روح کے مراتب عشق تین ہیں۔ ایک تو یہ کہ روح عشق کو خوش کرنیوالی ہو دوسرے یہ کہ عشق ہی خود خوش ہو تیسرے یہ کہ عین خوشی بنجائے۔ صد خوشی اگر انسان لذت نفس کی رشوت خوری چھوڑ دے تو صدہا مسرتیں حاصل ہوں۔ وفا۔ عشق میں وفا کے ذریعہ عین شکر بنجاؤ گے تو شرینی لازوال ہوگی۔

زہرِ محض ست آں کہ باشد بے وفا[1] — هَبْ لَنَا یَا رَبَّنَا نِعْمَ الْوَرٰی

جو بے وفا ہے، وہ خالص زہر ہے — اے ہمارے پروردگار ہمیں اچھی مخلوق عطا فرما دے

عاشق از حق چوں غذا یابد رحیق — عقل آنجا گم شود گم اے رفیق

عاشق جب اللہ کی جانب سے شراب کی غذا پا لیتا ہے — اے دوست! عقل اس جگہ بالکل بیکار ہو جاتی ہے

عقلِ جزوی عشق را منکر بُوَد — گرچہ بنماید کہ صاحب سِرّ بُوَد

تھوڑی عقل عشق کی منکر ہوتی ہے — اگرچہ (بظاہر) نظر آتا ہے کہ ارزاں ہو گی

زیرک و داناست امّا نیست نیست — تا فرشتہ لا نشد اَہر[2] منے ست

وہ عقلمند اور سمجھدار ہے لیکن (صاحب) فنا نہیں ہے — جب تک فرشتہ نیست نہ ہو جائے شیطان ہے

اُو بقول و فعل یارِ ما بُود — چوں بحکمِ حال آئی لا شود

وہ قول اور فعل میں ہماری دوست ہے — جب تو عالم حال کے ماتحت آ جائیگا معدوم ہو گی

لا بُوَد اُو چوں نشد از ہست نیست — زانکہ طوعاً لا نشد کرہاً بسے ست

وہ کچھ نہیں ہے جبکہ ہست سے نیست نہ ہو — جبکہ وہ خوشی سے نیست نہ بنی تو مجبوریاں بہت ہیں

جاں کمال ست و ندائے اُو کمال — مصطفیٰ گویاں اَرِحْنَا یَا بِلَالُ

جان کمال مال ہے، اور اس کی آواز کمال ہے — مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں اے بلال ہمیں راحت پہنچا

اے بلال اَفراز بانگِ سَلسلت — زاں دَمے کاندم دمیدم در دلت

اے بلال! اپنی حسین آواز بلند کر — اس فیض سے جو میں نے تیرے دل میں پھونکا ہے

اے بلال ایں گُلبنت را جاں سُپار — خیز بُلبل وار جاں می کن نُثار

اے بلال! اپنے اس بوٹے میں جان ڈال — اٹھ، بلبل کی طرح جان نچاور کر

زاں دمے کادم ازو مدہوش شد — ہوشِ اہلِ آسماں بے ہوش شد

اس آواز سے جس سے آدم مدہوش ہو گئے — آسمان والوں کے ہوش بے ہوش ہوئے

مُصطفیٰ بے ہوش شد زاں خوب صوت[3] — شد نمازش از شبِ تعریس فوت

مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس حسین آواز سے مدہوش ہوئے — لیلۃ التعریس میں ان کی نماز فوت ہو گئی

سَر ازاں خواب مبارک برنداشت — تا نمازِ صبحدم آمد بچاشت

بابرکت نیند سے سر نہ اٹھایا — یہانتک کہ صبح کی نماز کے بعد چاشت کا وقت آ گیا

در شبِ تعریس پیشِ آں عَروس — یافت جانِ پاکِ ایشاں دستبوس

شب تعریس میں اس دلہن کے سامنے — آپ کی پاک روح نے دست بوسی کی

---

[1] بے وفا۔ عشق میں بیوفائی زہر ہے۔ نِعْمَ الْوَرٰی۔ اچھی مخلوق جو عشق میں وفا دار ہے۔ رحیق۔ شراب کا نام ہے عقل یعنی عقل فلسفی۔ عقل جزوی ناقص عقل وجود باری پر تو دلائل قائم کر کے واقف اسرار ہونا ظاہر کرتی ہے لیکن عشق کے عجائب کی منکر ہے۔ زیرک دانا، ہوشیار نیست نابود فنا لا نیست۔ اہر

[2] اہر من۔ دیو شیطان۔ یار۔ یعنی بات چیت اور کاموں میں عقل رہنمائی کرتی ہے۔ حال کیفیت باطن ذوق معرفت، طوعاً خوشی سے کرہاً جبراً۔ کمال۔ یعنی عین کمال۔ افراز۔ بلند کر۔ سلسل۔ خوشگوار، شیریں پانی۔ دم۔ آواز۔ دمیدن پھونکنا۔ گلبن، بوٹا، سرخ پھولوں کا درخت زاں دمے وحی الٰہی سے حضرت آدمؑ مدہوش ہو گئے تھے۔

[3] خوبصورت حسین آواز یعنی حضرت بلالؓ کی اذان تعریس آدھی شب میں پڑاؤ کرنا غزوہ بنی المصطلق سے واپسی پر آنحضور کی صبح کی نماز قضا ہو گئی تھی۔ نماز صبح دم نماز صبحدم نماز فجر یعنی آنحضور کی نیند دراصل ایک استغراقی کیفیت تھی جس کی وجہ سے بروقت حضور نماز نہ پڑھ سکے تھے۔ عروس۔ دولہا، دلہن دست بوس۔ ہاتھ چومنا۔

عشق او جاں ہر دو نہاں ند و ستیر
معشوق اور جان دونوں پوشیدہ اور مستور ہیں

گر غروشش خواندہ ام عیبے مگیر
اگر میں نے اس کو دلہن کہہ دیا ہے عیب گیری نہ کر

از ملالِ یار خامش گردمے
یار کے ملال میں چپ ہو جاتا

گر ہم اُو مہلت بدادے یکدمے
اگر تھوڑی دیر کے لئے (بھی) وہ مجھے مہلت دیتا

لیک می گوید بگو ہیں عیب نیست
لیکن وہ کہتا ہے، کہہ خبردار عیب نہیں ہے

جُز تقاضائے قضائے غیب نیست
(یہ کلمات) غیب کے تقاضے کے بغیر نہیں ہیں

عیب باشد کو نہ بیند جُز کہ عیب
(یہ کلمات) عیب ہوتے اس لیئے جو عیب کے سوا کچھ نہیں دیکھتا ہے

عیب کے بیند روانِ پاکِ غیب
عالم غیب کی پاک روح عیب کب دیکھتی ہے!

عیب شد نسبت بمخلوقِ جہول
جاہل مخلوق کے اعتبار سے عیب ہو گا

نے بہ نسبت با خداوندِ قبول
مقبول بارگاہ (شخص) کی نسبت سے عیب نہ ہوگا

کفر[2] ہم نسبت بخالق حکمت ست
اللہ کے اعتبار سے کفر بھی حکمت ہے

چوں بما نسبت کنی کفر آفت ست
جب تو ہمارا اعتبار کرے کفر، مصیبت ہے

ور یکے عیبے بود با صد صفات
اگر سو خوبیوں کے ساتھ ایک عیب ہو

بر مثال چوب باشد در نبات
تو وہ مصری میں لکڑی کی طرح ہو گا

در ترازو ہر دو را یکساں کشند
ترازو میں دونوں کو یکساں رکھتے ہیں

زانکہ آں ہر دو چو جسم و جاں خوشند
اس لئے وہ دونوں جسم اور اچھی جان کی طرح ہیں

پس بزرگاں ایں نہ گفتند از گزاف
تو بزرگوں نے یہ خواہ مخواہ نہیں کہا

جسمِ پاکاں عین جاں افتاد صاف
پاک لوگوں کا جسم جان کی طرح مصفی ہے

گفتِ شان و فعل شان و ذکرِ شاں
ان کا قول اور ان کا فعل اور اُن کا ذکر

جملہ جانِ مطلق آمد بے نشاں
سب بے نشان، مطلق جان ہیں

جانِ دشمن[3] دارِ شاں جسمے ست صرف
ان کے دشمن کی جان صرف جسم ہے

چوں زیاد از نرد اُو اسمے ست صرف
جیسے نرد کا زیاد کہ وہ صرف نام ہے

آں بخاک اندر شد و کُل خاک شد
وہ خاک میں ملا اور پورا خاک ہو گیا

ایں نمک اندر شد و کُل پاک شد
یہ نمک میں گیا اور سب پاک ہو گیا

آں نمک کز وے محمد اُ ملح ست
وہ نمک جس سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ملیح تر ہوئے

زاں حدیث با نمک اُو افصح ست
اس نمکین بات سے وہ فصیح تر ہوئے

---

۱ عشق۔ یعنی معشوق۔ تیر۔ مستور چھپا ہوا۔ غروش جس طرح دلہن پردہ میں ہوتی ہے۔ اسی طرح عشق اور جان بھی پوشیدہ ہے۔ از ملال۔ یعنی میں ذات حق کو عروس کہنے سے باز بھی آجاتا لیکن غلبہ حال کی وجہ سے کہنے پر مجبور ہوں۔ قضائے غیب یعنی یہ کلمات بھی الہام سے میں نے کہے ہیں۔ عیب یعنی کلمات کہنا انبیاء کے نزدیک عیب ہوگا جو عیب کے سوا کچھ نظر نہیں آتا ہے جہول نادان۔ خداوند قبول۔ صاحب قبولیت مقبول یعنی بعض کلمات جاہل نہیں تو عیب شمار ہوگا اور ایسے کلمات صاحب حال کہے تو اس کے اعتبار سے وہ عیب نہیں ہے۔

۲ کفر ہم۔ یعنی نسبت کے بدل جانے سے کلمات اور قول کا حکم بدل جاتا ہے مثلاً کفر ہے اللہ کی طرف اس کے خلق کی نسبت عین حکمت ہے ہماری نسبت سے وہ انتہائی خراب بات اور عیب ہے۔

۳ دشمن دار۔ یعنی میں نے حضرت حق کے بارے میں بہت سی باتوں کا ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے مجھ میں خوبیاں کئی جامینلی اگر ایک لفظ عروس کہہ دیا میرا عیب بھی ہے تو گرفت نہ کر شکر کے ساتھ تلخی بھی اسی بھاؤ تل جاتا ہے۔ پس بزرگاں یعنی جب برائی اور بھلائی نسبتی ہے تو جسم عوام کے اعتبار سے روح سے کم درجہ کی چیز ہے لیکن بزرگوں کے اعتبار سے جسم انکی روح کی طرح پاک و صاف ہے۔ گفت شان۔ پاک لوگوں کے جو افعال جسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ بھی منزہ پاکیزہ ہیں۔

۴ دشمن دار۔ دشمنی رکھنے والا۔ زیاد۔ نردی سات بازیوں میں سے ایک بازی کا نام ہے اس (باقی صفحہ پر) کے ہر نقش میں ایک خال زیادہ کر دیتے ہیں۔ جس کو خال زیادہ کہتے ہیں۔ اس بازی کا کوئی۔ اس

آں نمک باقی ست از میراث[1] اُو — باتو اند آں وارثانِ اُو بجُو
آپ کی میراث کا وہ نمک باقی ہے — آپ کے وہ وارث تیرے ساتھ ہیں، تلاش کر لے

پیشِ تو شستہ ترا خود پیش کو — پیشِ ہستت جانِ پیش اندیش کو
تیرے آگے بیٹھے ہیں خود تجھے آگا کب میسر ہے؟ — تیرے وجود کے ساتھ آگے سوچنے والی جان کہاں ہے؟

گر تو[2] خود را پیش و پس داری گماں — بستۂ جسمی و محرومی ز جاں
اگر تو اپنے لئے آگے پیچھے کا گمان رکھتا ہے — تو تو جسم کا پابند ہے اور جان سے محروم ہے

زیر و بالا پیش و پس صفِ تن ست — بے جہتہا ذات جانِ روشن ست
نیچا اور اونچا، آگاہ اور پیچھا جسم کی صفتیں ہیں — پاک جان، بغیر سمتوں کے ہے

برکشا از نورِ پاکِ شہ نظر — تا نہ پنداری تو چوں کوتہ نظر
شاہ کے پاک نور سے نظر کر — تاکہ کوتاہ نظر کی طرح تو یہ نہ خیال کر

کہ ہمینی در غم و شادی و بس — اے عدم کو مر عدم را پیش و پس
کہ تو صرف غمی اور خوشی کے لئے ہے اور بس — اے معدوم! معدوم کا آگا پیچھا کہاں ہے؟

از وجود و از عدم گر بگذری[3] — از حیاتِ جاودانی برخوری
تو اگر وجود اور عدم سے گزر جائے — تو ابدی زندگی حاصل کر لے

روزِ باران ست میرو تا بہ شب — نے ازیں باراں ازاں بارانِ رب
بارش کا دن ہے، رات تک چلا چل — اس بارش سے نہیں، خدا کی بارش سے

ہست باراں، جز ایں باراں بداں — می نمی بیند وُ را جز چشمِ جاں
سمجھ لے! اس بارش کے علاوہ اور بارش بھی ہے — جس کو صرف جان کی آنکھ دیکھتی ہے

چشمِ جاں را باز کن نیکو نگر — تا ازاں باراں عیاں بینی خضر
جان کی آنکھ کھول، اچھی طرح دیکھ — تاکہ اس بارش کا سبزہ صاب دیکھے

سوال کردن عائشہؓ از پیغمبر علیہ السلام کہ باراں شدو

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، کا پیغمبر علیہ السلام سے سوال کرنا کہ بارش ہوئی اور آپ

جامۂ مُبارک تو تر نگشت و جوابِ آں

کے بابرکت کپڑے نہ بھیگے اور اس کا جواب

مصطفیٰ روزے بگورستاں برفت — با جنازہ یارے از یاراں برفت
مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک روز قبرستان تشریف لے گئے — دوستوں میں سے ایک دوست کے جنازے کیساتھ تشریف لے گئے

نتیجہ برآمد نہیں ہوتا ہے اگرچہ نام زیاد ہے لیکن یہ نام ہی نام ہے۔ آں۔ اولیاء کا دشمن نفس لذتوں کی خاک میں لا جسم خاکہ بن گا۔ ایں۔ یعنی کامل شخص محبت چاشنی میں غرق ہو کر پاک ہو گیا۔ ملخ۔ ملیح تر۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا میرے بھائی یوسف ملیح تھے اور میں فصیح ہوں۔ ایک جگہ فرمایا میں عرب میں سب سے فصیح ہوں علاوہ ازیں میں قریشی ہوں یعنی حضور کے جسم اور زبان میں ملاحت تھی جس سے ملح اور فصح قرار پا گئے

(باقی صفحہ پر)

[1] از میراث اُو۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا علماء انبیاء کے وارث ہیں یعنی آپ کی معرفت کی چاشنی اور ملاحت علماء اور اولیاء میں منتقل ہوئی ہے جو اب بھی دنیا میں موجود ہیں۔ پیش تو۔ وہ وارثان نبی موجود ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے وجود میں روح کو گم کئے ہوئے ہیں انکو احساس نہیں ہے جب تک انسان اپنی ہستی کو فنا نہیں کرتا اس کو پیش بیں روح میسر نہیں آتی۔ گر کو۔ اگر انسان کو اپنے آگے پیچھے کا خیال ہے تو وہ جسمانی صفات میں الجھا ہوا ہے اور روح کی لذتوں سے محروم ہے۔ زیر و بالا۔ یہ سب صفات جسم کی ہیں روح ان سے پاک ہے۔ نور پاک۔ حقیقی معرفت حاصل ہو جانے پر انسان غم اور خوشی وغیرہ جسمانی صفات سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

[2] بگذری۔ دست بردار شوی۔ حیات جاودانی۔ ابدی۔ زندگی۔ برخوری۔ پھل کھائے روز باراں۔ یعنی الٰہی فیوض برس رہے ہیں۔ ایسی حالت میں گھر میں بیٹھا رہنا مناسب نہیں ہے ان سے نفع اندوز ہونا چاہئے چشم جاں۔ فیوض کی بارش کا روح کی آنکھ ادراک کر سکتی ہے۔ خضر سبزہ۔ یار۔ یعنی صحابی۔

خاک را در گورِ او آگندہ کرد
ان کی قبر میں مٹی بھر دی

زیر خاک آں دانہ اش را زندہ کرد
مٹی کے نیچے ان کے دانہ کو زندہ کر دیا

ایں درختانند ہمچوں خاکیاں
مٹی میں دفن کئے ہوؤں کی مانند یہ درخت (بھی) ہیں

دست ہا بر کردہ اندر راز خاکداں
جو مٹی سے ہاتھ باہر نکالے ہوئے ہیں

سوئے خلقاں صد اشارت میکنند
لوگوں کی طرف سو اشارے کر رہے ہیں

وانکہ گوشستش عبارت میکنند
جن کے کان ہیں ان کے لئے تقریر کر رہے ہیں

تیز گوشاں رازِ ایشاں بشنوند
تیز کان والے اُن کا راز سُنتے ہیں

غافلاں آواز ہا را نشنوند
غافل لوگ آوازوں کو نہیں سنتے ہیں

باز بانِ سبز و با دستِ دراز
سبز زبان سے اور لمبے ہاتھ سے

از ضمیرِ خاک میگویند راز
خاک میں چھپے ہوئے راز بتا رہے ہیں

ہمچو۲ بطاں سر فرو بردہ بآب
بطخوں کی طرح پانی میں غوطہ مارے ہوئے

گشتہ طاؤسان و بودہ چوں غراب
مور بن گئے اور کوے کی طرح

ور زمستاں شاں اگر محبوس کرد
جاڑوں میں اگر ان کو قید کیا

آں غراباں را خدا طاؤس کرد
ان کووں کو اللہ تعالیٰ نے مور بنا دیا

در زمستاں شاں اگر چہ داد مرگ
جاڑوں میں اگرچہ ان کو مارا

زندہ شاں کرد از بہار و او برگ
ان کو بہار سے زندہ کر دیا اور پتے دیدیئے

مُنکراں گویند ہست ایں خود قدیم
منکر کہتے ہیں یہ قدیم ہیں

ایں چرا بندیم بر ربِّ کریم
رب کریم سے ان کا تعلق کیوں کریں؟

جملہ پندارند کیں خود دائم ست
سب یقین کرتے ہیں کہ یہ ہمیشہ سے ہے

وز قدیم ایں جملہ عالم قائم ست
اور ہمیشہ سے یہ تمام عالم قائم ہے

کوریِ۳ ایشاں درونِ دوستاں
(یہ عقیدہ) اس کے اندھے پن سے ہے دوستوں کے دل میں

حق بروئانید باغ و بوستاں
اللہ (تعالیٰ) نے باغ اور بوستاں اُگا دیا ہے

ہر گُلے کاندر دروں بویا بُوَد
جو پھول، اپنے اندر سے خوشبو دے رہا ہو

آں گُل از اسرارِ گُل گویا بُوَد
وہ پھول تمام اسرار کا پتہ دیتا ہے

بوئے ایشاں رغم انفِ منکراں
ان کی خوشبو منکروں کی ذلت کے ساتھ

گردِ عالم می رَوَد پردہ دراں
پردہ دری کرتے ہوئے دنیا کا چکر کاٹتی ہے

۱ ذلک اَش۔ یعنی دینوی موت کے بعد اس کو برزخی زندگی نصیب ہو گئی۔ خاکیاں۔ مٹی سے پیدا ہونیوالے اور مر کر مٹی میں مدفون ہونیوالے۔ بر کردن۔ نکالنا۔ خاکداں۔ دنیا۔ عبارت تقریر۔ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کائنات کی ہر چیز خدا کی تسبیح پڑھتی ہے تم نہیں سمجھتے ہو۔ زبان سبز یعنی پتے۔ دست دراز یعنی شاخیں۔ ضمیر۔ دل کی بات۔

۲ ہمچو۔ درختوں کی ۳ حالتوں کو تین پرندوں سے تشبیہ دی ہے درخت موسم خزاں میں ہریالی ختم ہو کر کالے کوے کی طرح ہو جاتے ہیں، رطوبت کو حاصل کرنے میں گویا وہ بطخیں ہیں جو پانی میں غوطہ لگا کر غذا حاصل کرتی ہیں موسم بہار میں پھول پتیاں نکلنے کے بعد وہ مور بن جاتے ہیں۔ منکران۔ یعنی دہریہ جو وجود باری کے منکر ہیں اور فلاسفہ جو خدا کو صانع اور مختار نہیں مانتے ہیں۔ ایں۔ یعنی کائنات قدیم ہے خدا سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

۳ کوری۔ اندھا پن۔ رویانیدن۔ روئیدن کا متعدی مصدر ہے یعنی اولیاء اللہ کے سینے علوم معرفت سے باغ و بہار ہیں۔ اس کے گل اور بوٹے کی خوشبو سے منکر اسطرح پریشان ہوتے ہیں۔ جیسے گوبر کا کیڑا خوشبو سے یا کمزور دماغ والا ڈھول کی آواز سے بویا۔ خوشبو دینے والا۔ گویا۔ بولنے والس

مُنکراں ہمچو جُعل ازاں بوئے گُل
اُس کے پھول کی خوشبو سے مُنکر گبرڈنڈے کیطرح ہیں

یا چو نازک مغز از بانگ دُہل
یا ایسے جیسے ڈھول کی آواز سے نازک داغ

خویشتن مشغول می سازند و غرق
اپنے آپ کو مشغول اور غرق کرتے ہیں

چشم می دوزند از لمعانِ برق
بجلی کی چمک سے آنکھیں سی لیتے ہیں

چشم می دوزند و آنجا چشم۲ نے
آنکھیں سی لیتے ہیں اور اُن کی آنکھیں ہی نہیں ہیں

چشم آں باشد کہ بیند مامنے
آنکھ تو وہ ہے جو جائے پناہ کو دیکھ لے

چوں ز گورستاں پیمبرؐ بازگشت
جب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) قبرستان سے لوٹے

سوئے صدیقہ شد و ہمراز گشت
صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی طرف گئے اور ہمراز بنے

چشمِ صدیقہ چو بر رُویش فتاد
صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی نظر جب آپ کے چہرے پر پڑی

پیش آمد دست بروے می نہاد
آگے بڑھیں اور آپ پر ہاتھ رکھا

بر عمامہ بر رُخ و بر مُوئے اُو
عمامہ پر اور آپ کے چہرے اور بالوں پر

بر گریباں و بر بازوئے اُو
گریبان پر اور جسم پر اور آپ کے بازو پر

گفت پیغمبرؐ چہ می جوئی شتاب
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جلد جلد کیا دیکھتی ہو؟

گفت باراں آمد امروز از سحاب
بولیں آج بادل سے بارش بری ہے

جامہایت می بجویم در طلب
جستجو میں آپ کے کپڑے چھوتی ہوں

ترنمی بیم زباراں اے عجب
تعجب ہے! بارش سے تر نہیں دیکھتی ہوں

گفت چہ بر سر فگندی از ازار
فرمایا سر پر کونسا کپڑا اوڑھا تھا؟

گفت کردم آں ردائے تو خمار۳
بولیں آپ کی چادر کو دوپٹہ بنایا تھا

گفت بہرِ آں نمودے پاک حبیب
فرمایا، اے پاک دل! اسی لئے دکھائی

چشمِ پاکت را خدا بارانِ غیب
خدا نے تیری پاک آنکھ کو غیبی بارش

نیست آں باراں ازیں ابرِ شما
وہ بارش تمہارے اس ابر کی نہیں ہے

ہست ابرِ دیگر و دیگر سما
وہ دوسرا ابر اور دوسرا آسمان ہے

ایں چنیں باراں زابرِ دیگرست
اس طرح کی بارش دوسرے ابر کی ہے

رحمتِ حق در نزُولش مضمرست
جس کے نازل ہونے میں خدا کی رحمت پوشیدہ ہے

بشنو از قولِ سنائی در رُموز
اشارات کے بارے میں سنائی کے قول کے

معنی تا واقف آئی بر کنوز
ایک معنی سن، تا کہ تو خزانوں سے واقف ہو جائے

۱ جعل۔ گبرڈنڈا، گوبر کی گولیاں بنا کر لڑھکانے والا کیڑا۔ دُہل۔ ڈھول۔ مشغول یعنی منکرین جو محض عقلی غلط دلائل میں اپنے آپ کو مصروف کئے ہوئے ہیں۔ اور صحیح دلائل کی روشنی سے آنکھوں کو بند کئے ہوئے ہیں۔

۲ چشم نے دراصل ان کے آنکھ ہی نہیں ہے آنکھ تو وہی ہے جو صحیح دیکھے۔ بازگشت۔ واپس آئے۔ صدیقہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے۔ ہمراز۔ راز کی باتیں کرنے والا۔ عمامہ۔ عین کے کسرہ سے پگڑی، بر۔ پہلو، بغل۔ سحاب۔ ابر ازار۔ تہ بند۔ لنگی۔ ردا، چادر

۳ خمار۔ اوڑھنی جب گریبان سینہ دل سما۔ آسمان۔ مضمر۔ پوشیدہ سنائی۔ مشہور حکیم، شاعر بزرگ ہیں۔ رموز۔ رمز کی جمع اشارہ کنوز کنز کی جمع خزانہ۔

گر تو بکشائی زباطن دیدۂ زود یابی سرمہ بگزیدہ
اگر تو باطن کی آنکھیں کھول لے بہت جلد پسندیدہ سرمہ حاصل کر لے

تفسیر بیتِ حکیم سنائی رَوَّحَ اللّٰہُ رُوْحَہٗ
حکیم سنائی (خدا ان کی روح کو راحت پہنچائے) کے شعر کی تفسیر

آسمانہاست در ولایتِ[1] اِجاں کارفرمائے آسمانِ جہاں
روح کی اقلیم میں آسمان ہیں جو دنیا کے آسمان میں کار فرما ہیں

دررہ روح پست و بالاہاست کوہ ہائے بلند و دریاہاست
روح کے راستہ میں پستی اور بلندیاں ہیں اونچے پہاڑ اور دریا ہیں

پیر دانا اندریں رَمزے کہ گفت در حقیقت زیں صدف دُرّے نُسفت
دانا بزرگ نے اس سلسلہ میں جو اشارہ کیا حقیقتاً اس سیپ کا موتی پرو دیا

غیب را ابرے و آبے دیگرست آسمان و آفت ابے دیگرست
عالم غیب کا ابر اور پانی دوسرا ہے آسمان اور آفتاب دوسرا ہے

ناید آں اِلّا کہ بر خاصاں پدید باقیاں فی لَبسٍ مِنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ
وہ صرف خاصانِ (خدا) پر ظاہر ہوتا ہے باقی لوگ اس نئی مخلوق سے شبہ میں ہیں

ہست باراں از پئے پروردگی ہست باراں از پئے پژمردگی
ایک بارش پرورش کے لئے ہے ایک بارش مرجھانے کے لئے ہے

نفع بارانِ بہاراں بُوالعجب[2] باغ را بارانِ پائیزی چُوتب
موسم بہار کی بارش کا نفع تعجب خیز ہے خزاں کے بارش باغ کے لئے بخار کی طرح ہے

باغ را بارانِ نیسانی طرَب باز بارانِ خرابی ہمچو تَب
نیساں کی بارش باغ کی مستی ہے پھر خزاں کی بارش بخار کی طرح ہے

آں بہاری ناز پروردش کُند ویں خزانی ناخوش و زردش کُند
موسم بہار کی بارش اس کی ناز پروری کرتی ہے یہ خزاں کی بارش اس کو خراب اور زرد کر دیتی ہے

ہمچنیں سرما و بادو آفتاب بر تفاوت داں و سر رشتہ بیاب
اسی طرح جاڑا اور ہوا اور سورج جداگانہ سمجھ، اور اصول کو سمجھ لے

ہمچنیں در غیب اَنواع ست ایں درزیانو سُود و در رنج و غبیں
اسی طرح (عالم غیب میں اس کی قسمیں ہیں نفع اور نقصان، تکلیف اور ٹوٹے میں

[1] ولایتِ جان۔ عالم روح پیر دانا حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ۔ رمز۔ اشارہ۔ صدف۔ سیپ۔ دُر موتی۔ فی لَبس۔ یہ آیت حشر کے منکروں کے بارے میں ہے مولانا نے امور غیبیہ پر شبہ کرنے والوں کے لئے استعمال کر دی ہے۔ ہست باراں۔ یعنی غیبی بارش کی بھی دو قسمیں ہیں، مضر اور مفید

[2] بُوالعجب۔ بہت تعجب خیز۔ پائیز۔ خزاں۔ نیساں۔ وہ دن جب آفتاب برج حمل میں ہوتا ہے۔ ایام بہار، تپ۔ بخار۔ تفاوت۔ فرق سر رشتہ۔ بات کا سرا، کھوج انواع۔ نوع کی جمع، قسم زیاں۔ نقصان سُود۔ نفع غبین۔ فاتر العقل، ٹوٹے میں پڑا ہوا

ایں دمِ[1] ابدال باشد زاں بہار — در دل و جاں روید از وے سبزہ زار
ابدال کا کلام اسی بہار سے ہوتا ہے — اس سے دل و جان میں سبزہ اُگتا ہے

فعلِ بارانِ بہاری با درخت — آید از انفاسِ شاں اے نیک بخت
موسم بہار کی بارش کا درختوں سے جو معاملہ ہے — اے نیک بخت! ان کے سانسوں سے حاصل ہوتا ہے

گر درختِ خشک باشد در مکاں — عیبِ آں زبادِ جاں افزاید آں
اگر کسی جگہ کوئی خشک درخت ہو — اس کا وہ عیب روحانی ہوا سے بڑھ جاتا ہے

باد کارِ خویش کردو بَروزید — آنکہ جانے داشت بر جانش گزید
ہوا نے اپنا کام کیا اور چلی گئی — جسمیں جان تھی اس نے اس کو اپنی جان پر ترجیح دی

وانکہ جامد بود خود واقف نشد — وائے اُو جانے کہ اُو عارف نشد
اور جو پتھر تھا واقف نہ ہوا — اُس جان پر افسوس جو پہچاننے والی نہ بنی

در معنیِ حدیث کہ اِغْتَنِمُوْا بَرْدَ الرَّبِیْعِ[2] فَاِنَّہٗ یَعْمَلُ بِاَبْدَانِکُمْ کَمَا
اس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ موسم ربیع کی سردی کو غنیمت سمجھو وہ تمہارے بدنوں پر
یَعْمَلُ بِاَشْجَارِکُمْ وَاجْتَنِبُوْا بَرْدَ الْخَرِیْفِ فَاِنَّہٗ یَعْمَلُ بِاَبْدَانِکُمْ
وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر اور موسم خریف کی سردی سے بچو وہ تمہارے جسموں پر
کَمَا یَعْمَلُ بِاَشْجَارِکُمْ
وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر

قولِ پیغمبر شنو اے جانِ من — دور کن از خویشتن اِنکار و ظن
اے جانِ من پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات سن — انکار اور گمان اپنے سے دور کر

گفت پیغمبر ز سرمائے بہار — تن مپو شانید یاراں زینہار
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا موسم بہار کے جاڑے سے — یارو! ہرگز بدن نہ ڈھکو

زانکہ باجانِ شما آں می کند — کاں بہاراں با درختاں میکُند
اس لئے کہ وہ تمہاری جان کے ساتھ وہی کرتا ہے — جو موسم بہار درختوں کے ساتھ کرتا ہے

بس غنیمت باشد آں سرمائے[3] اُو — در جہاں بر عارفانِ وقت جُو
اُس کی سردی غنیمت ہوتی ہے — دنیا میں، وقت کے تلاش کرنیوالے عارفوں پر

در بہاراں جامہ از تن بر کنید — تن برہنہ جانبِ گلشن روید
(موسم) بہار میں کپڑے اُتار دو — ننگے بدن، باغ کی طرف چلو

[1] دم۔ سانس۔ کلام۔ اَبدال۔ اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت ہے یعنی اولیاء کے اَنفاس بہار کا کام کرتے ہیں۔ اور دلوں میں سبزہ اگاتے ہیں۔ انفاس۔ نفس کی جمع سانس۔ گر درخت۔ یعنی بزرگوں کے انفاس سے بدبختیوں کی بدبختی میں اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ وہ ان انفاس کے منکر ہو جائیں۔ باد۔ اولیاء کی بادِ بہاری اصلاح عوام کا کام کر جاتی ہے اور جو اس سے مستفید ہوں اولیاء ان پر جان نثار کرتے ہیں۔ جامد۔ جن کے دل پتھر کے ہو گئے ہیں۔ اور نا قابل اصلاح ہیں۔

[2] ربیع۔ موسم بہار خریف۔ موسم خزاں۔ سرمائے بہار یعنی غیبی فیوض و برکات۔ بادر ختاں۔ جس طرح موسم بہار کی بارش سے درخت سرسبز و شاداب ہوتے ہیں۔ فیوض غیبیہ سے روح تازہ ہوتی ہے۔

[3] سرمائے اُو یعنی فیوض و برکات وقت یعنی وہ وقت جس میں غیبی واردات کا قلب پر نزول ہو۔

لیک بگریزید از بادِ خزاں
لیکن باد خزاں سے بچو

کاں کُند کاں کرد با باغ و رزاں[1]
اسلئے کہ وہی کریگی جو اس نے باغ اور انگوروں کیساتھ کیا

راویاں ایں را بظاہر بُردہ اند
روایت کرنیوالوں نے اس کو ظاہری معنی پر محمول کیا

ہم براں صورت قناعت کردہ اند
اور انہوں نے انہی معنی پر قناعت کر لی

بے خبر بودند از سرِّ آں گروہ
یہ جماعت، راز سے بے خبر تھی

کوہ را دیدہ ندیدہ کاں بکوہ
پہاڑی کو دیکھا، پہاڑ میں کان کو نہ دیکھا

آں خزاں نزدِ خدا نفس و ہواست
وہ خزاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک نفس اور خواہش ہے

عقل و جاں عینِ بہار ست و بقاست
عقل اور روح عین بہار اور بقا ہے

گر ترا عقلے ست جُو وی در نہاں
اگر تجھ میں ناقص عقل ہے

کاملُ العقلے بجو اندر جہاں
دنیا میں مکمل عقل والا تلاش کر لے

جزو تو از کُلّ اُو کُلّی شود
تیری ناقص (عقل) اس کی کامل (عقل) سے کامل ہو جائیگی

عقلِ کُل بر نفس چوں غُلّے[2] شود
کامل عقل نفس کے لئے طوق بن جائے گی

پس بتاویل ایں بودُ کانفاسِ پاک
(اس حدیث کے معنی) تاویل کیساتھ یہ ہونگے کہ پاک سانس

چوں بہار ست و حیاتِ برگ و تاک
(موسم) بہار کی طرح ہیں اور پتوں اور انگور کی حیات ہیں

از حدیثِ اولیاء نرم و درشت
اولیاء کی نرم اور سخت بات سے

تن مپوشاں زانکہ دینت راست پشت
پہلو تہی نہ کر کیونکہ وہ تیرے دین کی پشت و پناہ ہیں

گرم گوید سرد گوید خوش بگیر
گرم کہیں سرد کہیں خوشی سے تسلیم کر

تا ز گرم و سرد بجہی وز سَعیر
تا کہ گرم اور سرد اور جہنم سے نجات پالے

گرم و سَرد ش نو بہار[3] زندگی ست
ان کا گرم و سرد (کہنا) زندگی کی نو بہار ہے

مایۂ صدق و یقین و بندگی ست
صدق اور یقین کا بندگی کا سرمایہ ہے

زانکہ زاں بُستانِ جانہا رِ زندہ است
اسلئے کہ ان سے جانوں کا باغ تروتازہ ہے

زاں جواہر بحر دل آگندہ است
ان جواہر سے دل کا سمندر پُر ہے

بر دلِ عاقل ہزاراں غم بود
عقلمند کے دل پر ہزاروں غم چھا جاتے ہیں

گر زباغِ دل خلالے کم بود
اگر دل کے باغ سے ایک تنکا کم ہو جاتا ہے

[1] رَزّاں۔ رز کی جمع، انگور، خزاں کی ہوا سے چیزیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ راویاں۔ راوی کی جمع حدیث نقل کرنے والا یعنی عام طور پر روایت کرنیوالوں نے اس حدیث کے ظاہری معنیٰ لئے ہیں۔ سرِّ راز یہاں پر عالم غیب کی بادو بہار اور خزاں مراد ہے۔ کان۔ معدن ہوا۔ خواہش نفسانی تقا۔ تقویٰ، پرہیزگاری۔ گر ترا۔ یعنی اگر یہ مضامین غیب تیری سمجھ میں نہیں آتے تو کسی شیخ کامل کا دامن پکڑ لے پھر سمجھ میں آجائینگے۔ کل او۔ یعنی شیخ کامل کی مکمل عقل۔

[2] غُل۔ گردن کا طوق یعنی اس کی بیعت تجھے ہوا و حرص سے روک دے گی۔ تاویل۔ کسی عبارت سے ظاہری معنی مراد نہ لینا۔ حیات۔ زندگی۔ تاک۔ انگور، نرم و درشت۔ پیاری اور تلخ نصیحتیں۔ پُشت۔ یعنی پشت پناہ۔ گرم و سَرد گفتن۔ سخت و سست کہنا۔ گرم و سرد مصائب سعیر۔ جہنم۔

[3] نو بہار۔ بارش کی ٹھنڈک اور سورج کی گرمی سبزہ زار پیدا کرتی ہے اسی طرح شیخ کی گرم و سرد نصیحتیں ایمان کی تازگی کا سبب ہیں۔ بُستان جاں۔ روحانی باغ۔ بحر۔ سمندر آگندۂ پُر۔

پُرسیدنِ عائشہ رضی اللہ عنہا از مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنا

کہ سرِّ باران امروز چہ بود

کہ آج کی بارش کا کیا راز تھا؟

پس سُوالش کردہ صدیقہ از صدق
صدیقہ (رضی اللہ عنہا) نے سچائی سے آپ سے سوال کیا

باخشوع و باادب از جوشِ عشق
محبت کے جوش سے عاجزی اور ادب کے ساتھ

کائے خلاصہ ہستی وُ زبدہ وجود
اے ہستی کے خلاصہ اور وجود کے برگزیدہ!

حِکمتِ بارانِ امروزی چہ بود
آج کی بارش میں کیا حکمت تھی؟

ایں زبارانہائے رحمت ہاست یا
یہ رحمتوں کی بارشوں میں سے ہے، یا

بہر تہدیدات وعدلِ کبریا
دھمکیوں اور خدا کے انصاف کے لئے ہے

ایں ازاں لُطف و بہارّیات بُوَد
یہ (بارش) مہربانی اور موسم بہار کی بارشوں میں سے تھی

یاز پائیزِی پُر آفات بُوَد
یا آفتوں بھری خزاں کی بارش تھی

گفت ایں از بہر تسکین غم ست
فرمایا کہ یہ اس غم کی تسکین کے لئے ہے

کز مصیبت برنژادِ آدمؑ ست
جو آدمؑ کی نسل پر مصیبت کی وجہ سے ہے

گر براں آتش بماندے آدمی
اگر آدمی اس آگ میں رہتا

بس خرابی او فتادے و کمی
بہت خرابی اور کمی واقع ہو جاتی

ایں[۲] جہاں ویراں شدے اندر زماں
یہ دنیا فوراً ویران ہو جاتی

حرصہا بیروں شدے از مردماں
انسانوں میں سے حرص نکل جاتی

استنِ ایں عالم اے جاں غفلت ست
اے جان! اس عالم کا ستون غفلت ہے

ہوشیاری ایں جہاں را آفت ست
ہوشیاری اس عالم کی آفت ہے

ہوشیاری زاں جہان ست وچو آں
ہوشیاری اس عالم کی ہے اور جب وہ

غالب آید پست گردد ایں جہاں
غالب آجائے تو یہ عالم پست ہو جاتا ہے

ہوشیاری آفتاب و حرصِ یخ
ہوشیاری سورج ہے اور حرص برف ہے

ہوشیاری آب و ایں عالم وسخ
ہوشیاری پانی ہے اور یہ عالم میل ہے

زاں[۳] جہاں اندک ترشح می رسد
اس عالم سے تھوڑی سی رستی رہتی ہے

تا نہ خیزد زیں جہاں حرص وحسد
تاکہ اس عالم سے حرص اور حسد ختم نہ ہو جائے

---

۱ صدق۔ سچائی خشوع۔ عاجزی خلاصہ ہستی۔ مخلوقات کے کمالات کا جامع ۔ زُبدہ مکھن۔ برگزیدہ چہ تہدید۔ دھمکی۔ عدل۔ انصاف لطف۔ مہربانی بہاریات۔ سامانِ بہار۔ پائیزی۔ خزانی تسکین۔ ساکن کرنا، نژاد، نسل، اولاد، گر ۔یعنی اگر انسان کو غم سے بالکل سکون نہ ملے تو مشاغل زندگی میں بہت خلل پڑ جائے۔

۲ ایں جہاں۔ انسان غم کی مایوسیوں میں پڑا رہتا اور حرص کی وجہ سے جو کوشش ہے وہ ختم ہو جاتی اور دنیا ویران ہو جاتی اُستن۔ ستون۔ غفلت۔ لا پروائی۔ ہوشیاری احساس۔ آفت۔ مشہور مقولہ۔ لَوْلَا الْحُمَقَاءُ لَخَرِبَتْ الدُّنْیَا اگر احمق نہ ہوتے تو دنیا تباہ ہو جاتی۔ ہوشیاری۔ آخرت کا پورا احساس ہو جائے تو پھر دنیا بے حقیقت نظر آنے لگے ہوشیاری کا سورج حرص کے برف کو پگھلا دے اور یہ دنیا جو میل کچیل ہے ہوشیاری کا پانی اس کو دھو ڈالے۔

۳ زاں۔ جہاں۔ عالم آخرت سے اس دنیا میں تھوڑا تھوڑا ترشح ہوتا ہے تاکہ لوگ غفلت میں مبتلا رہ کر حرص و حسد کی بنیاد پر دنیا کا کاروبار کرتے رہیں۔ اگر غفلت زیادہ بڑھ جائے تو ہر انسان سکر میں مبتلا ہو جائے اور دنیا سے اچھی اور بری صفات کا خاتمہ ہو جائے

گر ترا شیخ بیشتر گردد ز غیب
اگر غیب سے یہ رساؤ زیادہ بڑھ جائے
نے ہنر ماند دریں عالم نہ عیب
اس عالم میں نہ ہنر رہے نہ عیب

ایں ندارد حد سوئے آغاز رو
اس کا خاتمہ نہیں ہے شروع کی طرف چل
سوئے قصہ مرو چنگی باز رو
سارنگی بجانے والے کے قصہ کی طرف واپس چل

بقیۂ قصۂ پیر چنگی و بیانِ مخلص آں
سارنگی بجانے والے بوڑھے کے قصہ کا بقیہ اور اس کا خلاصہ

مُطرِبے از کوئے جہاں شد پُر طرب
وہ گویا جس سے، عالم مستی سے بھرا ہوا تھا
رُستہ ز آوازش خیالاتِ عجب
اس کی آواز سے عجیب خیالات پیدا ہوتے تھے

از نوایش مرغ دل پرّاں شدے
اس کی آواز سے مرغ دل اچھلنے لگتا تھا
وز صدایش ہوش جاں حیراں شدے
اس کی صدا سے جان کا ہوش حیران ہو جاتا تھا

چوں برآمد روزگارش پیر شد
جب اس کی عمر ڈھل گئی اور بوڑھا ہو گیا
باز جانش از عجز پشہ گیر شد
اس کی جان کا باز، عاجزی سے مچھر کا شکاری بنگیا

باز چہ[۲] گر پیل باشد بیگماں
باز کیا، اگر ہاتھی بھی ہو تو بلاشبہ
پشہ اش سازد ضعیف و ناتواں
مچر اس کو کمزور اور بے طاقت بنا دے

پُشتِ اُو خم گشت ہمچوں پُشتِ خم
اس کی کمر مٹکے کی طرح ٹیڑھی ہو گئی
ابرواں بر چشم ہمچوں پارِ دُم
آنکھ پر ابرو میں دُمچی کی طرح ہو گئیں

گشت آوازِ لطیف و جانفزاش
اس کی پاکیزہ اور جان کو بڑھانیوالی آواز
ناخوش و مکروہ و زشت و دلخراش
خراب اور مکروہ اور بری اور دلخراش ہو گئی

آں نوا کہ رشک زُہرہ آمدہ
وہ آواز جو زہرہ کے لئے باعث رشک تھی
ہمچوں آوازِ خرِ پیرے شدہ
بوڑھے گدھے کی آواز کی طرح ہو گئی

خود کدامیں خوش کہ آں ناخوش نشد
کونسا خوش ہے جو نا خوش نہ ہوا ہو
یا کدامیں سقف کاں مفرش نشد
یا کونسی چھت ہے جو پامال نہ ہوئی ہو؟

غیرِ آوازِ عزیزاں در صُدور
(اللہ کے) پیاروں کی آواز کے علاوہ جو سینوں میں ہے
کہ بوُد ار عکسِ دَمِ شاں نفخِ صُور[۳]
کہ صور کا پھُکنا بھی ان کی آواز کی گونج ہے

آں درونے کیں درونہا مست از دست
وہ باطن کہ یہ باطن اس سے مست ہیں
نیستے کیں ہستہا مان ہست از دست
وہ فانی کہ ہمارے وجود اس سے (قائم) ہیں

۱ مُطرب اس گوئے کی آواز مستی اور عجیب خیالات پیدا کر دیتی تھی۔ انسانوں کے دل دھڑکنے لگتے تھے۔ اور مدہوشی کا عالم چھا جاتا تھا۔ پشہ گیر۔ مچھر کا شکار کرنے والا۔ یعنی وہ گویا انتہائی کمزور ہو گیا۔

۲ باز چہ۔ یعنی باز ہی نہیں ہاتھی بھی اپنی ناتوانی کے وقت مچھروں سے عاجز آ جاتا ہے

خم۔ مٹکا پار دم دُمچی لطیف نازک، پاکیزہ۔ جانفزا۔ جان کو بڑھانیوالا۔ زشت۔ برا۔ دل خراش۔ دل کو چھیلنے والا۔ زہرہ۔ ایک ستارہ کا نام ہے جس کو اہل نجوم گانے بجانے والی عورت کی ہمشکل تصور کرتے ہیں۔ اور اس کو رقاصہ فلک کہتے ہیں۔ خر۔ گدھا، گدھے کی آواز کو بدترین سمجھا، گیا ہے۔ سقف۔ چھت۔ مفرش۔ پامال۔ نشد۔ مشہور ہے ہر کمالے راز والے۔ عزیزاں۔ یعنی اولیاء اللہ جو اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔ صُدور۔ صدر کی جمع، سینہ

۳ نفخ صور۔ دوسری مرتبہ صور پھونکنے پر مردے زندہ ہو جائینگے آں درونے۔ یعنی اولیاء کے باطن کی وجہ سے بہت سے باطن مست ہیں۔ وہ فنا ہونے والے ضرور ہیں۔ لیکن ہمارے وجود ان کے وجود سے قائم ہیں۔

کہربائے[1] فکرِ دہر آوازِ اُوست — لذّتِ اِلہام و وحی و رازِ اُوست
اُس کی آواز زمانے کی فکر کے لئے کہربا ہے — الہام اور وحی اور راز کی وہ لذت ہے

چونکہ مُطرب پیر تر گشت و ضعیف — شد ز بے کسبی رہینِ یک رغیف
چونکہ گویا بہت بوڑھا اور کمزور ہو گیا — بلا کمائی کے ایک روٹی کا مرہون (منت) ہو گیا

گفت عمرو مہلتم دادی بسے — لُطفہا کردی خدایا با خسے
اُس نے کہا (اے خدا) تو نے مجھے عمر اور بہت مہلت دی — اے خدا! تو نے ایک کمینہ پر مہربانیاں کیں

معصیت ورزیدہ ام ہفتاد سال — باز نگرفتی زمن روزے نوال
میں نے ستر سال گناہ کئے — تو نے مجھ سے ایک دن (بھی) عطا واپس نہ چھینی

نیست کسب امروز مہمانِ توام — چنگ بہر تو زنم کانِ توام
کمائی نہیں ہے اب میں تیرا مہمان ہوں — تیرے لئے سارنگی بجاؤنگا کیونکہ تیرا غلام ہوں

چنگ را برداشت شد اللہ جوئے — سوئے گورستانِ یثرب آہ جوئے
سارنگی اٹھائی، اللہ (تعالیٰ) کی طلب میں روانہ ہوا — مدینہ کے قبرستان کی جانب آہیں بھرتا ہوا

گفت خواہم از حق ابریشم بہا — گو بہ نیکوئی پذیرو قُلب ہا
بولا، اللہ (تعالیٰ) سے سارنگی (بجانیکا) انعام چاہونگا — کیونکہ وہ کھوٹے سکے (بھی) عمدگی کیساتھ قبول کرتا ہے

چنگ زد بسیار و گریاں سر نہاد — چنگ بالیں کرد و بر گورے فتاد
سارنگی بہت بجائی، اور روتے ہوئے سر رکھدیا — سارنگی کا تکیہ بنایا اور ایک قبر پر گر پڑا

خواب بُردش مُرغِ جاں از حبس رستِ — چنگ و چنگی رارہا کرد و بجست
اس کو نیند آ گئی، جان کا پرندہ قید سے چھوٹ گیا — سارنگی اور سارنگی باز کو چھوڑا اور چل دیا

گشت آزاد از تن و رنجِ جہاں — در جہانِ سادہ و صحرائے[2] جاں
جسم سے اور دنیا کی تکلیف سے آزاد ہوا — سادہ عالم میں اور روح کے میدان میں (جا پہنچا)

جانِ اُو آنجا سرایاں ماجرا — کاندریں جا گر بماندندے مرا!
اس کی روح اس جگہ (یہ) قصہ گانے لگی — کہ کاش مجھے اس جگہ رہنے دیتے!

خوش بُدے جانم ازیں باغ و بہار — مستِ ایں صحرا غیب لالہ زار
اس باغ و بہار سے میری جان خوش ہوتی — اس لالہ زار غیبی میدان سے مست (ہوتی)

بے پرو بے پا سفرمی کردمے — بے لَب و دنداں شکر میخوردمے
میں بغیر پر اور پیر کے سفر کرتی — بغیر ہونٹ اور دانتوں کے شکر کھاتی

[1] کہربا۔ ایک پتھر ہے جس میں تنکوں کے لئے کشش ہوتی ہے۔ بے کسی۔ نہ کما سکنا۔ رہین۔ گروی، محتاج، رغیف۔ روٹی۔ گفت۔ یعنی گویئے نے خدا سے یہ دعا کی خسس۔ تنکا، کمینہ، ہفتاد ستر گویئے کی عمر ستر سال کی تھی۔ نوال بخشش۔ کسب۔ کمائی کان کہ آن۔ اللہ جوئے جوئندہ خدا، یثرب۔ مدینہ طیبہ کا پرانا نام ہے۔ ابریشم بہا۔ سارنگی بجانے کا انعام، سارنگی کے تار ریشم سے بھی بنائے جاتے تھے۔ قُلب کھوٹا سکہ۔ فتاد یعنی لیٹ گیا۔ خواب۔ نیند میں اس کی روح آزاد ہوگئی۔

[2] صحرائے جاں۔ عالم ارواح مرا۔ یہ تمام باتیں گویئے کی روح نے کہیں جن میں عالم روح کی کیفیات کا ذکر ہے

ذکر و فکرے فارغ از رنج دماغ
دماغی الجھن سے فارغ ہو کر ذکر و فکر (میں مشغولیت ہوتی)

کرد مے با ساکنانِ چرخ الاغ
آسمان میں بسنے والوں کے ساتھ خوشی مناتی

چشم بستہ عالمے می دیدمے
آنکھیں بند کر کے ہیں عالم کو دیکھتی

وَردو ریحاں بے کفے میچیدمے
ہاتھ لگائے بغیر، گلاب و ریحان چنتی

مُرغ آبی غرقِ دریائے عَسل
پانی کا پرندہ شہد کے دریا میں ڈوبا ہوا

عینِ ایوبی شراب و مغتسل
حضرت ایوب (علیہ السلام) کا چشمہ جو پینے اور نہانے کا تھا

کہ بدو ایوبؑ از پا تا بفرق
کہ جس کے ذریعہ حضرت ایوبؑ پیر سے سر کی مانگ تک

پاک شد از رنجہا چوں نورِ شرق
نور مشرق کی طرح تکلیفوں سے پاک ہونے

گر بودایں چرخ دہ چندے کہ ہست
اگر یہ آسمان موجودہ حالت سے دس گناہ ہو

نیست نزدِ آں جہاں جُز تنگ و پست
اس جہاں کے مقابلہ میں تنگ اور پست کے سوا کچھ نہیں ہے

مثنوی۲ در جسم گر بُودے چو چرخ
مثنوی (معنوی) اگر جسامت میں آسمان کی طرح ہوتی

در نگنجیدے دریں زاں نیم برخ
اس میں اس (عالم کے بیان) کا آدھا ٹکڑا بھی نہ سماتا

کاں زمین و آسمانِ بس فراخ
اس بہت وسیع آسمان اور زمین نے

کرد از تنگی دلم را شاخ شاخ
تنگی کی وجہ سے میرے دل کو پارہ پارہ کر دیا ہے

ویں جہانے کاندریں خوابم نمود
اور یہ عالم جو اس نیند میں مجھے نظر آیا

از کشایش پرّ و بالم را کشود
اس نے وسعت کی وجہ سے میرے بال و پر کھولدئے ہیں

ایں جہان و راہش ار پیدا بُدے
یہ عالم اور اس کا راستہ اگر نظر آتا

کم کسے یک لحظہ اینجا بُدے
کوئی ایک لمحہ کے لئے بھی اس جگہ نہ ہوتا

اَمر می آمد کہ ہیں طامع مشو
حکم ہوتا تھا کہ خبردار، لالچی نہ بن

چوں ز پایت خار بیروں شد برو
جبکہ تیرے پیر سے کانٹا نکل گیا، جا

مول۳ مولے میزد آنجا جانِ اُو
اس کی جان اس جگہ ٹھیر و ٹھیرو کہتی تھی

در فضائے رحمت و احسانِ اُو
اس کے احسان اور رحمت کی فضا میں

در خواب گفتن ہاتف با عمرؓ کہ چندیں زر از بیت المال
غیبی آواز کا نیند میں حضرت عمرؓ سے کہنا کہ اس قدر روپیہ بیت المال سے

بآں مَردِہ کہ در گورستان خُفتہ اَست
اس شخص کو دے دو جو قبرستان میں سویا ہوا ہے

۱ لاغ۔ خوشی و مسرت ہنسی کھیل۔ ورد۔ گلاب کا پھول، پھول۔ ریحان۔ ہر خوشبو دار پودا عسل۔ شہد۔ عَین۔ چشمہ۔ ایوبی۔ حضرت ایوبؑ کا جسم جب گل سڑ گیا اور اس میں کیڑے پڑ گئے تو ان کی دعا سے خدا نے ایک چشمہ پیدا کیا اور ان کو حکم دیا کہ اس کا پانی پیو اور اسی سے نہاؤ چنانچہ چند روز میں ان کا تمام جسم اچھا ہو گیا۔ شراب۔ ہر پینے کی چیز مغتسل۔ نہانے کا پانی۔ فرق۔ سر کے بالوں کی مانگ۔ رنجہا۔ بیماریاں۔

۲ مثنوی۔ یعنی یہ مثنوی جس میں عالم ارواح کی باتیں ذکر کی جا رہی ہیں۔ جسم موٹائی۔ برخ۔ پارہ ٹکڑا۔ بس بہت، بکثرت شاخ شاخ پاش پاش، پارہ پارہ پیدا۔ ظاہر بُدے، بودے۔ کم یعنی نہیں۔ خار یعنی غفلت۔ مُول

۳ میم کے ضمہ کے ساتھ بمعنی باش، تو بہ، ناز و غمزہ، دوسرے مُول میں یا زیادہ ہے، تکرار اصرار کے لئے ہے ہاتف۔ غیبی آواز بیت المال شاہی خزانہ۔

آں زماں حق بر عمرؓ خوابے گماشت
اسوقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ پر نیند طاری کر دی

تا کہ خویش از خواب نتوانست داشت
یہانتک کہ نیند کی وجہ سے اپنے آپ کو نہ سنبھال سکے

در عجب افتاد کیں معہود نیست
تعجب کیا کہ یہ عادت نہیں ہے

ویں ز غیب افتاد بے مقصود نیست
یہ غیب سے آئی ہے بلا مقصد نہیں ہے

سر نہاد و خواب بُردش خواب دید
سر رکھا اور ان کو نیند آ گئی، خواب دیکھا

کامدش از حق ندا جانش شنید
انکو اللہ تعالیٰ کی آواز آئی جو ان کے جان نے سنی

آں ندائے کاصل ہر بانگ و نواست
وہ آواز، جو ہر آواز اور صدا کی اصل ہے

خود ندا آنست و ایں باقی صداست
وہی آواز ہے اور یہ سب گونج ہے

تُرک ۲ و کُرد و پارسی گو و عرب
ترک اور کرد اور فارسی بولنے والے اور عرب

فہم کردہ آں ندا بے گوش و لب
بغیر کان اور ہونٹ کے اس آواز کو سن چکے ہیں

خود چہ جائے تُرک و تاجیک ست و زنگ
ترک اور تاجیک اور حبشی ہی منحصر نہیں ہے

فہم کرد ست ایں ندا را چوب و سنگ
اس آواز کو تو لکڑی اور پتھر نے سنا ہے

ہر دَمے از وے ہمی آید اَلَست
ہر وقت اس کی جانب سے الست (کی آواز) آتی ہے

جوہر و اَعراض ۳ می گردند مست
جس سے جوہر اور عرض مست ہو جاتے ہیں

گر نمی آید بلے زیشاں و لے
اگرچہ انکی جانب سے "بلی" نہیں نکلتا ہے لیکن

آمدن شاں از عدم باشد بلے
ان کا عدم سے آنا "بلی" ہے

آنچہ من گفتم ز فہم چوب و سنگ
وہ جو میں نے لکڑی اور پتھر کے سمجھنے کی بات کہی ہے

در بیانش قصۂ بشنو بے درنگ
اس کے بیان میں فوری طور پر ایک قصہ سن لے

آنچہ گفتم ز اشنائی سنگ و چوب
میں نے پتھر اور لکڑی کی سمجھ بوجھ کی جو بات کہی ہو

در بیانش قصہ ہُشدار خوب
اس کے بیان میں ایک قصہ ہے خوب غور کر

نالیدن ستون ۴ حنانہ از فراق پیغمبر علیہ السلام کہ جماعت انبوہ شدند و

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کی وجہ سے حنانہ ستون کے رونے کا قصہ جبکہ ایک مجمع جمع ہوا اور

گفتند کہ ما روئے مبارک تراچوں بر آں نشستہ نمی بینیم و منبر ساختن و

انہوں نے کہا کہ جب آپ اس پر بیٹھتے ہیں ہم آپ کا چہرہ مبارک نہیں دیکھ پاتے اور منبر کا بنانا اور

شنیدن رسول خدا نالۂ ستون را بصریح و کلمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با آں

رسول خدا کا ستون کا رونا صاف سننا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے گفتگو

---

۱ خویش۔ داشتن اپنے آپ کو قابو میں رکھنا معبود۔ عادت کے مطابق بے مقصود۔ بلا وجہ چاشنی شنید۔ چونکہ وہ غیبی آواز تھی۔ اصل۔ جڑ، ندا۔ آواز۔ ندا آنست چونکہ وہ کلمہ کن کی آواز تھی جس سے تمام کائنات وجود میں آئی ہے۔ صدا گونج، آواز بازگشت ترک

۲ ترکستان کی مشہور جنگجو قوم ہے۔ کرد کردستان کے بسنے والے پارسی گو فارسی بولنے والے بے گوش و لب چونکہ وہ اللہ کی آواز ہے اور وہ لب سے منزہ ہے اس کو دل سنتا ہے کان کی ضرورت نہیں ہے۔ تاجیک۔ ایک قوم کا نام ہے۔ اور وہ عربی النسل جو عجم میں پیدا ہوا ہو۔ زنگ۔ حبشی۔ اَلَست یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں" یہ خدا نے ازل میں روحوں کو خطاب کر کے فرمایا جس پر روحوں نے "بلیٰ" ہاں کہا یہ عہد اَلَست کہلاتا ہے۔ جوہر۔ وہ موجودات جو خود قائم ہیں جیسے انسان فرشتے وغیرہ وغیرہ۔

۳ اعراض۔ غرض کی جمع جو اپنے وجود میں دوسرے موجود کا محتاج ہو جیسے رنگ وغیرہ وغیرہ۔ آمدن۔ یعنی کائنات اگرچہ زبان سے بلیٰ نہیں کہتی لیکن اس کا وجود میں آنا بلیٰ کہنے کے مترادف ہے آنچہ یعنی میں نے یہ بات کہی کہ پتھر اور لکڑی بھی روحانی کلام کو سنتے ہیں اس سلسلہ میں استوانہ حنانہ کا قصہ سن لو

۴ حنانہ۔ بہت رونے والا مسجد نبوی میں شروع میں ایک کھجور کا تنہ گاڑ دیا گیا جس پر آنحضور ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے منبر بنا لیا گیا۔ تو آنحضور کی جدائی پر وہ کھجور کا تنہ رونے لگا۔ حضور نے منبر سے اتر کر اس کو پیار کیا تو وہ چپ ہوا پھر اس کو مسجد کی قبلی دیوار میں چنوا دیا۔

اُستنِ[1] حنّانہ در ہجرِ رسُول
حنانہ ستون رسول کی جدائی میں

نالہ میز و ہمچو اَربابِ عقول
سمجھداروں کی طرح روتا تھا

درمیانِ مجلسِ وعظ آنچناں
وعظ کی مجلس کے دوران اس طرح (رویا)

کز وے آگاہ گشت ہم پیر و جواں
کہ اُس سے بوڑھے اور جوان واقف ہو گئے

درتحیّرؔ ماندا اَصحابِؓ رسولؐ
رسولؐ کے صحابہؓ حیرت میں پڑ گئے

کز چہ می نالد ستوں با عَرض وطول
کہ ستون لمبائی اور چوڑائی کیساتھ کیوں کرتا ہے

گفت پیغمبرؐ چہ خواہی اے سُتوں
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے ستون تو کیا چاہتا ہے

گفت جانم از فراقت گشت خوں
بولا کہ میری جان آپ کے فراق سے خون ہو گئی ہے

از فراقِ تو مرا چوں سوخت جاں
چونکہ میری جان آپ کی جدائی میں جل گئی ہے

چوں ننالم بے تو اے جانِ جہاں
اے جانِ عالم! آپ کے بغیر میں کیوں نہ روؤں

مسندت[2] من بودم از من تاختی
میں آپ کی مسند تھا، آپ مجھ سے دُور ہو گئے

بر سرِ منبر تو مَسند ساختی
اور منبر پر آپ نے مسند بنا لی

پس رسولش گفت کاے نیکو درخت
تو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے بھلے درخت!

اے شدہ باسِرّ تو ہمراز بخت
اے وہ کہ تیرے باطن کو خوش نصیبی حاصل ہے!

گر ہمی خواہی ترا نخلے کنند
اگر تو چاہتا ہے تجھے کھجور بنا دیں

شرقی و غربی ز تو میوہ چُنند
مشرق اور مغرب کے لوگ تیرا میوہ چُنیں

یا دراں عالم حقت سَروے کُند
یا اس جہاں میں اللہ (تعالیٰ) تجھے سرو بنا دے

تا ترو تازہ بمانی تا ابد
تاکہ تو ہمیشہ ترو تازہ رہے

گفت آنخواہم کہ دائم شد بقاش[3]
بولا میں وہ چاہتا ہوں کہ جس کی بقا دائمی ہو

بشنو اے غافل کم از چوبے مباش
اے غافل سن! تو لکڑی سے کم نہ بن

آں سُتوں را دفن کردند زیر میں
اس ستون کو زمین میں دفن کر دیا

کہ چو مَردم حشر گردد یومِ دیں
جو انسانوں کی طرح قیامت میں اٹھایا جائیگا

تا بدانی ہر کرا یزداں بخواند
تاکہ تو سمجھ جائے کہ جس کو خدا نے پکار لیا

از ہمہ کارِ جہاں بیکار ماند
وہ دنیا کے تمام کاموں سے بیکار ہو گیا

ہر کہ را باشد زیزداں کاروبار
جس کا خدا (تعالیٰ) سے کاروبار ہوتا ہے

یافت بار آنجا و بیروں شد ز کار
وہ وہاں باریاب ہو جاتا ہے اور دنیا کے کام کا نہیں رہتا

[1] اُستن۔ ستون۔ اَربابِ عقول۔ عقل والے۔ تحیّر۔ حیرانی۔ عرض۔ چوڑائی۔ طول۔ لمبائی۔

[2] مسند۔ وہ چیزیں جس پر ٹیک لگائی جائے۔ تاختن۔ بھاگنا، گریز کرنا۔ سرّ۔ باطن۔ ہمراز۔ ساتھی، رفیق، نخل۔ کھجور، چنند۔ چیند کا مخفف ہے۔ سرو۔ مشہور درخت ہے۔

[3] بقاش۔ بقائے اُو۔ بشنو یعنی لکڑی نے حیاتِ ابدی کی خواہش کی انسان کو اس سے کم سمجھدار نہ ہونا چاہئے۔ حشر قبر سے اٹھایا جانا۔ یوم دین۔ بدلے کا دن قیامت۔ تابدانی۔ استوانہ حنانہ کو دفن کرنا، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو خدا کا ہو گیا دنیا کے دھندے سے بیکار ہو گیا۔ بار۔ دخل

وانکہ اُورا نبُود از اَسرارا داد
وہ شخص جس کو اسرار کی بخشش نہ ہو

کے کُند تصدیق اُونالہ جماد
وہ بے جان کے رونے کی کب تصدیق کرتا ہے؟

گوید آرے نے ز دل بہر وفاق
موافقت کی خاطر ہاں (زبان سے) کہہ دیگا نہ کہ دل سے

تانگویندش کہ ہست اہل نفاق
تاکہ اُس کو لوگ منافق نہ کہیں

گر نبندے واقفانِ اَمرِ کُن
اگر امر کن کے واقف کار نہ ہوتے

در جہاں رُوگشتہ بودے ایں سخن
تو دنیا میں یہ بات مانی نہ جاتی

صَد ہزاراں ز اہلِ تقلید۲ ونشاں
لاکھوں مقلدوں اور لکیر کے فقیروں کو

افگند شاں نیم و ہمے درگماں
آدھا وہم (پورے) وہم میں مبتلا کر دیتا ہے

کہ بظن تقلید و اِستدلالِ شاں
اس لئے کہ انکی تقلید اور ان کا استدلال ظن پر

قائم ست و جملہ پرّ و بالِ شاں
قائم ہے اور اُن کے سب بال و پر (ظنیات ہیں)

شُبہ می انگیز د آں شیطانِ دُوں
وہ کمینہ شیطان، شبہ پیدا کر دیتا ہے

درفتند ایں جملہ کوراں سرنگوں
جس سے یہ سب اندھے اوندھے گر جاتے ہیں

پائے استدلالیاں چوبیں بُوَد
(تعقلی) دلائل والوں کا پیر لکڑی کا ہوتا ہے

پائے چوبیں سخت بے تمکیں بُوَد
(اور) لکڑی کا پیر بہت کمزور ہوتا ہے

غیر آں قطب۳ زمانِ دیدہ ور
سوائے اس قطب دوراں صاحب بصیرت کے

کز ثباتش کوہ گردد خیرہ سر
کہ اس کے جماؤ سے پہاڑ حیران ہو جاتا ہے

پائے نابینا عصا باشد عَصا
اندھے کا پیر لاٹھی ہوتی ہے لاٹھی

تانیفتد سَرنگوں اُو برحَصا
تاکہ وہ کنکریوں پر سر کے بل نہ گرے

آں سوارے کُو سپہ راشد ظفر
وہ سوار جو سپاہیوں کی فتح (کا باعث) ہے

اہلِ دل راکیست سُلطانِ بصر
دینداروں کے لئے کون ہے؟ فرمانروائے بصیرت ہے

باعَصا کوراں اگر رہ دیدہ اند
اندھوں نے اگر لاٹھی سے راستہ ٹٹول لیا ہے

در پناہِ خَلقِ روشن دیدہ اند
تو روشن چشم مخلوق کی پناہ میں ہیں

گر نہ بینایاں بُدندے دشہاں
اگر آنکھوں والے اور شاہ نہ ہوتے

جُملہ کوراں خود بُمردندے عیاں
تمام اندھے صاف مر جاتے

نے زکوراں کشت۴ آیدنے درود
اندھوں سے نہ بونا آئے نہ کاٹنا

نے عمارت نے تجارتہا وسُود
نہ تعمیر کرنا، نہ تجارت اور نہ نفع

---

۱ اسرار۔ علوم باطن۔ داد۔ حصہ۔ جماد۔ وہ چیز جس میں حس و حرکت نہ ہو۔ آرے۔ ہاں تصدیق کا کلمہ ہے۔ اہل نفاق۔ منافق۔ روگشتہ۔ یعنی یہ بات کوئی تسلیم نہ کرتا۔

۲ اہل تقلید و نشاں۔ یعنی فلاسفہ۔ ظن۔ وہ علم ہے جو شک ڈالنے سے زائل ہو جاتا ہے۔ دوں۔ کمینہ۔ کوراں۔ کور کی جمع، اندھا، استدلال۔ یعنی عقلی دلیل سے کام لینا۔ چوبیں۔ لکڑی کی چیز۔ بے تمکیں۔ کمزور پائے استدلال آن اس کے بعد بعض نسخوں میں یہ شعر بھی ہے ؎

گر باستدلال کاردیں بُدے
فخر رازی راز دار دیں بُدے

یعنی اگر دین کے تمام مسائل کا مدار عقلی دلیل پر ہوتا تو فخر رازی دین کے سب سے بڑے رازداں ہوتے۔

۳ قُطب۔ صاحب۔ ارشاد۔ ولی۔ دیدہ ور۔ صاحب بصیرت۔ ثبات۔ ثابت قدمی۔ خیرہ سر حیران۔ عصا۔ لاٹھی۔ حصات کنکری۔ ظفر فتح، کامیابی۔ سلطان بصر۔ فرمانروائے بصیرت۔ بینایاں صاحب بصیرت یعنی اولیاء اللہ۔ شہاں۔ شاہ کی جمع یعنی ولی اللہ۔ کوران۔ یعنی عوام الناس۔

۴ کشت۔ فعل بونا۔ درود۔ فصل کاٹنا۔ عمارت تعمیر یعنی جس طرح اندھے اپنی ضروریات میں دوسروں کے محتاج ہیں اسی طرح عوام الشیخ کامل کی رہبری کے محتاج ہیں۔

گر نبودے ارحمت وافضال شاں
اگر ان کی مہربانیاں اور شفقت نہ ہوتی

در شکستے چوبِ استدلال شاں
ان کے استدلال کی لاٹھی ٹوٹ جاتی

ایں عصا چہ بُودَ قیاسات و دلیل
یہ لاٹھی کیا ہے، قیاس اور دلیل

آں عصا کہ دادشاں بینا جلیل
یہ وہ لاٹھی ہے جو ان کو (خدا) بصیر وجلیل نے دی ہے

اُو عصا تاں دادتا پیش آمدید
اس نے تمہیں لاٹھی دی تا کہ آگے بڑھو

آں عصا از خشم ہم بروے زدید
غصہ سے وہ لاٹھی تم نے اس پر دے ماری

چوں ۲ عصا شد آلتِ جنگ ونفیر
جب لاٹھی جنگ اور بھگدڑ کا ذریعہ ہو گئی

آں عصارا خورد بشکن اے ضریر
اے اندھے! اس لاٹھی کا چورا چورا کر دے

حلقہ کوراں بچہ کار اندریدِ
تم اندھوں کے حلقہ میں کیوں ہو؟

دیدباں رادر میانہ آوریدِ
کسی صاحب بصیرت کو درمیان میں لاؤ

دامنِ اُو گیر کو دادت عصا
اس کا دامن پکڑ جس نے تجھے لاٹھی دی ہے

در نگر کا دمّ چہا دید از عصیٰ
غور کر آدم (علیہ السلام) نے نافرمانی سے کیا دیکھا؟

چوں عصا شد مار و اُستن باخبر
لاٹھی سانپ کیسے بنی اور ستون کیسے باخبر ہوا؟

معجزہ موسیٰ و احمدؐ در نگر
(حضرت) موسیٰ اور (حضرت) احمد علیہما السلام کے معجزے پر غور کر

از عصا ماری واز اُستن حنیں
لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ستون کا رونا

پنج نوبت میزنند از بہرِ دیں
دین کے لئے پانچ وقت نقارہ پیٹتے ہیں

گر نہ نامعقول ۳ بودے ایں مزہ
اگر یہ مزہ عقل میں نہ آنے والا نہ ہوتا

کے بُدے حاجت بچندیں معجزہ
تو اس قدر معجزوں کی کب ضرورت پڑتی؟

ہر چہ معقول ست عقلت میخرد
جو عقل میں آنیوالی بات ہوتی ہے تیری عقل اس کو قبول کر لیتی ہے

بے بیان معجزہ بے جزر ومد
بغیر معجزہ کے ظہور کے اور بغیر روّ دکد کے

ایں طریقِ نکر نا معقول بیں
اس انوکھے اور عقل میں نہ آنیوالے طریقہ کو دیکھ

در دل ہر مُقبلے مُقبول بیں
ہر با نصیب مقبول (شخص) کے دل میں دیکھ

آں چناں کز بیم آدم دیو ۴ ودد
جس طرح آدمی کے ڈر سے جن اور درندے

در جزائر ور رمید نداز حسد
حسد کی وجہ سے جزیروں میں بھاگ گئے

ہم زبیم معجزاتِ انبیا
نبیوں کے معجزوں کے خوف سے بھی

سر کشیدہ منکراں زیر گیا
منکروں نے گھاس کے نیچے سر چھپ لیا

---

۱ گر نبودے۔ اگر بزرگوں کی توجہ نہ ہو تو محض استدلال سے علوم معرفت حاصل نہیں ہو سکتے ہیں۔ ایں عصا۔ اللہ تعالیٰ نے ان فلاسفہ کو قوت استدلال اسلئے دی تھی کہ انبیاء کو پہچانیں لیکن انہوں نے الٹا کام لیا اور ان دلائل سے انکار کا کام لینا شروع کر دیا۔

۲ چوں عصا۔ جب دلائل مقصد کے خلاف استعمال ہوں تو ان دلائل کو ترک کر دینا چاہیے حلقہ۔ جماعت۔ دیدباں۔ صاحب بصیرت، یعنی شیخ کامل۔ عصی۔ اس نے نافرمانی کی، حضرت آدمؑ کے بارے میں قرآن پاک میں ہے وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو بھٹک گئے۔ ماری۔ مار شدی۔ حنین۔ گریہ وزاری۔ بہر دیں۔ معجزات کے ذریعہ دین کے غلبہ کا اظہار ہوتا ہے۔

۳ نامعقول۔ الٰہیات کی بخشیں محض دلائل عقلیہ سے طے نہیں ہو سکتی ہیں لامحالہ وحی پر اعتماد کرنا ضروری ہے۔ معقول یعنی جو چیز عام انسانوں کی عقل کے مطابق ہو۔ مجرد۔ قبول می کند۔ بیان۔ اظہار۔ جزر سمندر کے پانی کا سمٹاؤ۔ مد۔ سمندر کے پانی کا چڑھاؤ۔ نکر۔ انوکھا۔ مُقبل۔ با نصیب مقبول۔ خدا رسیدہ، یعنی علوم اخروی کا ادراک عام عقلوں سے بالا تر ہے ان کا ادراک کشف اور ذوق سے ہوتا ہے۔

۴ دیو۔ جن شیطان۔ ددد۔ درندے۔ جزیرہ۔ زمین کا وہ ٹکڑا جو چاروں طرف سمندر سے گھرا ہوا ہو۔ زیر گیا۔ یعنی مولانا کے دور کے ملحد اپنے آپ کو ظاہر نہ کرتے تھے بلکہ صوفیاء کے لباس میں چھپے رہتے تھے۔

تا بناموس [1] مسلمانی زیند — در تسلسل تاندانی که کیند
تاکہ مسلمانی کی عزت کے ساتھ زندہ رہیں — مکاری میں تاکہ تو یہ نہ سمجھ سکے کہ وہ کون ہیں

ہمچو قلاّ باں برآں نقدِ تباہ — نقرہ می مالندو نامِ پادشاہ
کھوٹے سکے بنانیوالوں کی طرح اُس خراب سکّے پر — چاندی اور بادشاہ کا نام چڑھاتے ہیں

ظاہراً الفاظِ توحید و شرع — باطنِ آں ہمچو درناں تخمِ ضرع
ظاہر توحید اور شریعت کے الفاظ ہیں — باطن ان کا ایسا ہے جیسے روئی میں ضرع کے بیج

فلسفی رازہرہ نے تادم زند — دم زند دینِ حقش برہم زند
فلسفی کی مجال نہیں کہ دم مارے — دم مارے تو سچا دین اس کو بگاڑ دے

دست و پائے اُو جماد [2] و جانِ اُو — ہر چہ گوید آں دو در فرمانِ اُو
اُسکے ہاتھ اور پیر جماد ہیں اور اس کی روح — جو کچھ کہتی ہے وہ دونوں اس کے حکم میں ہیں

با زباں گرچہ کہ تہمت می نہند — دست و پاہاشاں گواہی می دہند
زبان سے اگرچہ وہ تہمت دھرتے ہیں — ان کے ہاتھ اور پیر گواہی دیتے ہیں

اِظہارِ معجزہ [3] پیغمبر علیہ السلام و بسخن آمدنِ سنگریزہ در دستِ ابوجہل

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معجزہ ظاہر کرنا اور سنگریزوں کا ابوجہل کے ہاتھ میں بات کرنا

وگواہی دادن برسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور گواہی دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر

سنگہا اندر کف بُو جہل بُود — گفت اے احمد بگوایں چیست زُود
سنگ ریزے ابوجہل کی مٹھی میں تھے — بولا اے احمد جلد بتا یہ کیا ہے

گر رسولی [4] چیست در دستم نہاں — چوں خبرداری زرازِ آسماں
اگر تو رسول ہے میرے ہاتھ میں کیا چھپا ہے؟ — جبکہ آسمان کے راز کا تو خبردار ہے

گفت چوں خواہی بگویم کانچہ است — یا بگویند آنکہ ما حقیم و راست
فرمایا تو کیا چاہتا ہے میں بتاؤں کہ وہ کیا ہے؟ — یا وہ کہیں کہ ہم برحق اور سچے ہیں

گفت بُوجہل آں دُوَم نادرتر ست — گفت آرے حق ازاں قادرتر ست
ابوجہل نے کہا دوسری بات یا وہ انوکھی ہے — فرمایا ہاں (اللہ تعالیٰ) اس سے زیادہ پر قادر ہے

گفت شش پارہ حجر در دست تُست — بشنو از ہر یک تو تسبیح دُرست
فرمایا تیرے ہاتھ میں پتھر کے چھ ٹکڑے ہیں — اور ہر ایک سے تو صحیح تسبیح سُن لے

---

[1] ناموس۔ عزت و آبرو۔ قاعدہ قانون۔ تسلسل۔ سانولوں سے بنا ہے مکروفریب۔ کرنا۔ زیند۔ زیستن۔ کا مضارع ہے۔ کیند۔ کدام اند۔ قلاب۔ کھوٹے سکے بنانے والا۔ تباہ۔ کھوٹا خراب ۔ ضرع۔ ایک زہریلی کڑوی گھاس ہے۔

[2] جماد۔ یعنی اُنمیں کوئی عقل اور سمجھ نہیں ہے۔ دو ہاتھ اور پیر۔ بازبان۔ یعنی فلسفی یہ کہتے رہتے ہیں کہ جمادات میں شعور نہیں وہ کیسے کسی کا حکم مان سکتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پیر خود ان کے خلاف گواہی دیتے ہیں۔ کہ ان میں بھی شعور نہیں ہے لیکن روح کے حکم کو مانتے ہیں۔

[3] معجزہ۔ اس معجزہ کا تذکرہ حدیث کی معتبر کتابوں میں نہیں ہے۔ مولانا کا منشا یہ ہے کہ خدا بھی کو جس طرح نباتات سنتی ہیں جس کو استولوہ معنانہ کے واقعہ نے ثابت کیا اسی طرح جمادات بھی سنتی ہیں۔ ابو جہل۔ اسلامی دور سے پہلے اس کو ابوالحکم کہا جاتا تھا۔ آنحضور کی انتہائی دشمنی میں جو حماقتیں کیں اس کی وجہ سے اسلامی دور میں اس کو ابوجہل کہا گیا۔

[4] گر رسولی۔ جب تم آسمانوں کے راز بتاتے ہو تو یہ قریب کی چیز ہے۔ اس کو ضرور بتا دینا چاہئے۔ گفت۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں بتاؤں کہ تیری مٹھی میں کیا ہے یا جو چیز مٹھی میں ہو وہ بتایئے کہ میں کون ہیں۔ دوم۔ یعنی مٹھی کی چیز تمہارے بارے میں شہادت دے۔

از میان مُشتِ اُو ہر پارہ سنگ
اُس کی مٹھی میں ہر سنگریزے نے

در شہادت گفتن آمد بے درنگ
فوراً (کلمہ) شہادت پڑھنا شروع کر دیا

لا اِلٰہ[1] گفت و اِلاّ اللہ گفت
لاالہ کہا اور الا اللہ کہا

گوہر احمد رسول اللہ سُفت
احمد رسول اللہ کا موتی پرو دیا

چوں شنید از سنگہا بُو جہل ایں
ابو جہل نے جب پتھروں سے یہ سُنا

زد ز خشم آں سنگہا را بر زمیں
غصہ سے اُن پتھروں کو زمین پر دے مارا

گفت نبوَد مثلِ تو ساحر دِگر
بولا تجھ جیسا کوئی دوسرا جادو گر نہ ہو گا

ساحراں را سَر توئی و تاجِ سَر
تو ساحروں کا سردار اور سرتاج ہے

چوں بدید آں معجزہ بُو جہل تفت
جب ابو جہل نے وہ معجزہ دیکھا جل گیا

گشت در خشم و بسوئے خانہ رفت
غصہ میں بھر گیا اور گھر کی طرف چلا گیا

رہ گرفت و رفت از پیشِ رسولؐ
راستہ لیا، اور رسولؐ کے سامنے سے چلا گیا

او فتاد اندر چہ آں زشت سفول
وہ بدبخت پست فطرت کنویں میں جا گرا

معجزہ را دید و شد بد بخت و رفت
معجزہ دیکھا اور مزید بدبخت اور سخت ہو گیا

سوئے کفر و زندقہ شد تیز رفت
کفر اور بے دینی کی طرف تیز رو ہو گیا

خاک بر فرقش کہ بُد کور و لعیں
اُس کے سر پر خاک، کیونکہ اندھا اور ملعون تھا

چشم اُو ابلیس آمد خاک[2] بیں
اُس کی آنکھ خاک کو دیکھنے والا شیطان ثابت ہوئی

ایں سخن را نیست پایاں اے عمو
اے چچا! اس بات کا اختتام نہیں ہے

قصۂ آں پیر چنگی باز گو
سارنگی نواز بوڑھے کا قصہ پھر سنا

باز گرد و حالِ مُطرب گوش دار
واپس لوٹ اور گویئے کا حال سن

زانکہ عاجز گشت مُطرب زانتظار
اس لئے کہ گویا انتظار میں عاجز آ گیا

بقیہ قصۂ پیرک چنگی و پیغام رسانیدن باُو
حقیر بوڑھے سارنگی نواز کا بقیہ قصہ اور اس کا پیغام پہنچانا

بانگ آمد مَر عمرؓ را کاے عمرؓ
عمر (رضی اللہ عنہ) کو آواز آئی، اے عمرؓ

بندۂ ماراز حاجت باز خَر
ہمارے ایک بندہ کو ضرورت سے نجات دلا

بندۂ داریم خاص و مُحترم
ہمارا ایک خاص اور محترم بندہ ہے

سوئے گورستاں تو رنجہ گن قدم
قبرستان کی جانب جا

[1] لا الٰہ۔ یعنی خدا کی وحدانیت کی گواہی دی۔ پھر آنحضور کی رسالت کی گواہی دی۔ ساحرہ۔ جادوگر۔ تفت۔ تاء کے فتحہ کے ساتھ۔ گرم غضبناک۔ خشم۔ غصہ۔ زشت۔ بدبخت۔ شقی۔ براسفول۔ پست۔ فطرت، کمینہ۔ زفت۔ زا کے فتحہ کے ساتھ، سخت، درشت۔ زندقہ بے دینی۔ تیز رفت۔ تیز رفتار۔ فرق۔ سر کے بالوں کی مانگ۔ بد۔ بود کا مخفف ہے۔

[2] خاک بیں۔ شیطان نے حضرت آدم کے پتلے کو مٹی کا خیال کیا، باطنی اوصاف کو نہ دیکھا۔ کاے۔ کہ اے باز خریدن۔ نجات دلانا۔ چھڑا لینا۔ محترم۔ معزز۔ قدم۔ رنجہ کن۔ تشریف لے جایئے۔

اے عمرؓ برجہ زبیتُ المالِ[1] اِعام
اے عمرؓ! اٹھو، عام بیت المال سے

ہفتصد دینار- برکف نہ تمام
پورے سات سو دینار ہاتھ میں لے

پیش اُو بَر کائے تو مارا اختیار
اس کے سامنے لیجا کہ اے ہمارے برگزیدہ!

ایں قدر بستاں کنوں معذور وار
اتنا لے لے، اب معذور سمجھ

ایں قدر از بہر ابریشم بہا
یہ مقدار، جو سارنگی کا انعام ہے

خرج کُن چوں خرج شد ایں جا بیا
خرچ کر، جب خرچ ہو جائے اس جگہ آجانا

پس عمرؓ زاں ہیبتِ آواز جست
تو عمر (رضی اللہ عنہ) اس آواز کی ہیبت سے اٹھ کھڑے ہوئے

تا میاں را بہرِ ایں خدمت بہ بست
اور اس خدمت کے لئے کمر بستہ ہو گئے

سوئے گورستاں عمرؓ بنہاد رُو
عمر (رضی اللہ عنہ) نے قبرستان کا رخ کیا

در بغل ہمیاں دَواں در جُستجو
ہمیانی بغل میں تھی جستجو میں دوڑ رہے تھے

گردِ گورستاں دواں شد اُو بسے
قبرستان کے چاروں طرف بہت دوڑے

غیرِ آں پیر اُو ندید آنجا کسے
اس بوڑھے کے علاوہ کسی کو نہ دیکھا

گفت ایں نبُوَد دِگر بارہ دوید
کہا، یہ نہ ہو گا، پھر دوڑے

ماندہ گشت و غیرِ آں پیر اُو ندید
تھک گئے اور اس بوڑھے کے سوا نہ دیکھا

گفت حق فرمود مارا بندہ ایست
کہا، اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے ہمارا ایک بندہ ہے

صافی و شائستہ و فرخندہ ایست
پاک، شائستہ اور با برکت ہے

پیرِ چنگی کے بَود خاصِ خدا
بوڑھا، سارنگی نواز خدا کا خاص کب ہو گا؟

حبذا اے سِرِّ پنہاں حبذا
واہ واہ، اے پوشیدہ راز واہ واہ

بارِ دیگر گردِ گورستاں بگشت
پھر قبرستان کا چکر لگایا

ہمچوں آں شیرِ شکاری گردِ دَشت
جیسے شکاری شیر، جنگل کے گرد (چکر لگاتا ہے)

چوں[2] یقیں گشتش کہ غیر نیست
جب اُسکو یقین ہو گیا کہ بوڑھے کے علاوہ کوئی نہیں ہے

گفت در ظلمت دلِ روشن بے ست
بولے بہت سے روشن دل اندھیرے میں ہوتے ہیں

آمد و با صد ادب آنجا نشست
آئے اور بہت ادب سے وہاں بیٹھے

بر عُمرؓ عَطسہ فتاد و پیر جَست
عمر (رضی اللہ عنہ) کو چھینک آئی اور بوڑھا اٹھ بیٹھا

مَر عُمرؓ را دید ماند اندر شگفت
عمر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا اور حیران ہو گیا

عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت
چل دینے کا ارادہ کیا اور کانپنے لگا

[1] بیتُ المال۔ شاہی خزانہ جو عوام کے لئے ہوتا ہے۔ بَرجہ۔ جہ امر ہے جہیدن کا، کودنا، بر زیادہ ہے۔ تمام۔ مکمل۔ بر۔ برون کا امر ہے۔ اختیار۔ برگزیدہ ابریشم بہا۔ سارنگی بجانے کا انعام میان۔ بستن۔ کمر کسنا۔ کسی کام کے لئے تیار ہو جانا۔ ہمیاں۔ نقد کی تھیلی۔ صافی۔ پاک۔ شائستہ۔ لائق۔ مہذب فرخندہ۔ مبارک۔ حبذا۔ تعریف کا کلمہ ہے واہ واہ سبحان اللہ۔

[2] چوں۔ تلاش کے بعد کو سارنگی نواز کے علاوہ نہ ملا تو سمجھے وہی چھپا ہوا بزرگ ہے۔ انجا۔ یعنی بوڑھے کے پاس۔ عطسہ۔ چھینک۔ جست۔ وہ سویا ہوا تھا چھینک کی آواز سے اٹھ بیٹھا۔ شگفت۔ حیرت، تعجب۔ لرزیدن۔ کانپنا لرزنا۔

گفت در باطن اِ خدایا از تو داد
دل میں بولا اے خدا تیری دُہائی ہے

مُحتسب بر پیر کے چنگی فتاد
ناچیز سارنگی نواز پر محتسب آپڑا

چوں نظر اندر رخِ آں پیر کرد
جب اس بوڑھے کے چہرے پر نظر کی

دید اُورا شرمسار و روئے زرد
اس کو شرمندہ اور زرد رُو دیکھا

پس عُمر گفتش مترس از من مرم
عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس سے کہا خوف نہ کر مجھ سے نہ بھاگ

کِت بشارتہائے حق آوارہ ام
کیونکہ میں تو تیرے لئے خدا کی جانب سے خوشخبریاں لایا ہوں

چند یزداں مدحتِ خوئے تو کرد
اللہ (تعالیٰ) نے تیری خصلت کی اس قدر تعریف کی

تا عمرؓ را عاشقِ رُوئے تو کرد
کہ عمرؓ کو تیرے چہرے کا عاشق بنا دیا

پیشِ من بنشیں و مہجوری مساز
میرے سامنے بیٹھ، اور جدائی نہ کر

تا بگوشَت گویم از اِقبال راز
تاکہ تیرے کان میں تیری اقبالمندی کا راز کہوں

حق سلامت میکند می پُرسدت
اللہ (تعالیٰ) نے تجھے سلام کہا اور تجھ سے دریافت کیا ہے

چونی از رنج و غمانِ بے حدت
کہ بے حد غموں اور تکلیفوں میں تیرا کیا حال ہے؟

نک قُراضہ چند ابریشم بہا
یہ ہے کچھ تھوڑا سا سارنگی بجانے کا انعام!

خرج کُن ایں راو بازایں جا بیا
اس کو خرچ کر اور پھر اس جگہ آجانا

پیر لرزاں گشت چوں ایں را شنید
جب یہ سُنا تو بوڑھا کانپ گیا

دست می[۲] خائید و بر خود می طپید
ہاتھ کاٹتا تھا اور تڑپتا تھا

با نگ می زد کاے خدائے بینظیر
چلاتا تھا کہ اے بے مثال خدا!

بسکہ از شرم آب شد بیچارہ پیر
بیچارہ بوڑھا شرم سے پانی پانی ہو گیا

چوں بسے بگریست وز حد رفت درد
جب بہت رویا اور درد حد سے بڑھ گیا

چنگ را زد بر زمیں و خُرد کرد
سارنگی کو زمین پر دے مارا اور ریزہ ریزہ کر دیا

گفت اے بودہ حجابم از الٰہ
بولا اے (سارنگی) تو ہی خدا سے میرا پردہ تھی

اے مرا تو راہ زن از شاہراہ
اے سارنگی تو ہی میرے لئے شاہراہ سے راہزن تھی

اے بخوردہ خونِ من ہفتاد سال
اے (سارنگی) تو نے ہی ستر سال میرا خون پیا

اے زتو رویم سیہ پیشِ کمال
اے (سارنگی) تیری وجہ سے میرا منہ اہل کمال کے سامنے کالا تھا

اے خدائے با عطائے با وفا
اے خدا تو کی عطا والا اور با وفا ہے

رحم کُن بر عمرِ رفتہ در جفا
اُس زندگی پر رحم کر دے جو ظلم میں بسر ہوئی

اِ باطن۔ دل۔ داد۔ فریاد دہائی۔ محتسب۔ اسلامی دور میں ایک شخص مقرر کیا جاتا تھا جو لوگوں کی نگرانی رکھتا تھا اور بدکاروں کو سزا دیتا تھا۔ مرم۔ رمیدن سے نہی کا صیغہ ہے نہ بھاگ۔ کِت۔ کہ ترا۔ کہ برائے تو۔ بشارت، خوشخبری چندا۔ اسقدر۔ مدحت۔ تعریف خوئے خصلت، عادت مہجوری۔ جدائی۔ اقبال۔ خوش نصیبی۔ سلامت میکند۔ ترا سلام می کند پُرسدت۔ تُرا ہی پُرسد۔ چونی۔ چگونہ۔ ہستی تنگ۔ اینک کا مخفف ہے، اب قُراضہ۔ ریزگاری کترن۔ ابریشم بہا۔ سارنگی بجانے کا انعام۔

۲ خائیدن۔ چبانا۔ برخود طپیدن۔ لوٹنا، مضطرب، ہو جانا۔ آب شدن پسینہ میں ڈوب جانا۔ شرمندہ ہونا خُرد کرد ریزہ ریزہ کر دیا۔ حجاب۔ پردہ، رکاوٹ راہزن۔ ڈاکو شاہراہ۔ آبادراستہ کمال۔ اہل کمال۔ جفا ظلم۔

www.ahlehaq.org

دادِ حق عمرے کہ ہر روزے ازاں
اللہ (تعالیٰ) نے جو عمر دی ہے اس کے ہر دن کی قیمت

کس نداند قیمتِ آں در جہاں
اس کی قیمت دنیا میں کوئی نہیں جانتا ہے

خرج کردم عُمرِ خود راد مبدم
میں نے اپنی عمر کا لحہ لحہ خرچ کر دیا

درد میدم جملہ رادر زیر و بم
اور زیر و بم میں سب کو پھونک دیا

آہ کز یادِ رَہ و پردہ عراق
افسوس! رہ اور پردہ عراق کی یاد میں

رفت از یادم دمِ تلخِ فراق
میں موت کی تلخ وقت کو بھول گیا

وائے کز تَرکیِ زیر[۲] افگندِ خُرد
ہائے! نا چیز زیر افگند خرد کی تری سے

خشک شد کشتِ دلِ من دل بمُرد
میرے دل کی کھیتی خشک ہوگئی میرا دل مُردہ ہوگیا

وائے کز آوازِ ایں بست و چہار
ہائے! اس چوبیں کی آواز کی وجہ سے

کارواں بگذشت بیگہ شد نہار
قافلہ چلا گیا، دن بے وقت ہو گیا

اے خدا فریاد ازیں فریاد خواہ
اے خدا! اسی فریادی سے، فریاد ہے

دادخواہم نے زکس زیں دادخواہ
انصاف چاہتا ہوں اور کسی سے نہیں اسی دادخواہ سے

دادِ خود راچوں ندام در جہاں
چونکہ میں نے خود اپنے آپ سے اس جہان میں انصاف نہ کیا

عمر شد ہفتاد ساں ازمن جہاں
میری ستر سال کی عمر (بیکار) گزر گئی

دادِ خود ازکس نیابم جُز مگر
اپنا انصاف کسی سے نہ حاصل کر سکونگا سوائے

زانکہ اُوازمن بمن نزدیک تر
اُس کے جو خود میری ذات سے زیادہ مجھ سے قریب ہے

کیں منی[۳] ازوے رسد دم دم مرا
اسلئے کہ یہ ہستی لحہ بہ لحہ مجھے اس سے مل رہی ہے

پس وُرا بینم چواں شد گم مرا
جب یہ مجھ سے گم ہوگئی ہے تو میں اس کو دیکھ رہا ہوں

ہمچو آنکو باتو باشد زرشمر
جیسے وہ شخص جو تجھے روپے گن کر دے رہا ہو

سوئے اُو داری نہ سوئے خود نظر
تو اُس کی طرف دیکھتا ہے نہ کہ اپنی جانب

ہمچنیں درگریہ و درنالہ اُو
اسی طرح رو رو کر اور چلّا چلّا کر

می شمردے جُرم چندیں سالہ اُو
وہ اپنے سالہا سال کے گناہ گن رہا تھا

گردانیدن عمر رضی اللہ عنہ نظر اُواز مقامِ گریہ
حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کا اس کو مقام گریہ سے جو کہ ہستی

کہ ہستی ست بمقامِ استغراق
ہے مقام استغراق کی طرف پھیر دینا

---

۱ داد۔ یعنی خدا نے جو عمر عطا کی ہے اس کے دنوں کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا اور انسان انکو ضائع کرتا ہے۔ زیر و بم۔ موسیقی میں آوازوں کے نام ہیں۔ زیر بلکا سر بم۔ بھاری سُر۔ رَہ۔ راہ کا مخفف ہے موسیقی میں سر جمانے کو کہتے ہیں۔ پردہ عراق ایک راگ کا نام ہے۔ دم تلخ فراق۔ موت کا کڑوا وقت۔ تری۔ رونق، راہ کو ضرورتِ شعری کی وجہ سے مشدد کر دیا ہے۔

۲ زیر افگند حرف موسیقی کے مشہور چوبیس راگوں میں سے ایک راگ کا نام ہے۔ بست و چہار۔ یعنی چوبیس راگنیاں بے گے۔ بے وقت۔ نہار۔ دن۔ اے خدا۔ یعنی میں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے اے خدا میں اس کی تجھ سے داد فریاد چاہتا ہوں۔ دادِ خود۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے گناہ اور کفر سے خود انسان اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ نزدیک تر قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ ہم انسان سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

۳ منی۔ خودی، ہستی، صوفیاء کے نزدیک تجدد امثال ہے یعنی انسان کا ہر آن ایک وجود فنا ہوتا ہے اور اللہ کی جانب سے اسی آن میں اس جیسا دوسرا وجود عطا ہوتا ہے گم۔ یعنی جب اپنی ہستی کو فنا کر دونگا۔ تو دیدار میسر آئے گا۔ مقام گریہ جب انسان اپنے گناہوں کا احساس کر کے روتا ہے تو اس کی اپنی طرف نظر ہوتی ہے اس لئے وہ مقام ہستی ہے جسمیں اپنے وجود کا دھیان رہتا ہے۔ اور مقام استغراق میں انسان اپنے اور ماسوائی اللہ کے وجود سے غافل ہو کر صرف بحر وحدت میں غرق ہو جاتا ہے

پس عمرؓ گفتش کہ ایں زاریِ تو
حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس سے فرمایا کہ یہ تیرا رونا

ہست ہم آثارِ ہُشیاریِ تو
بھی تیرے ہوش کی علامت ہے

بعد ازاں اُو را ازاں حالت براند
اس کے بعد اس کو اس حالت سے ہٹایا

زاعتذارش سوئے اِستغراق خواند
اس کو عذر خواہی سے استغراق کی طرف بُلایا

ہست ہُشیاری زیادِ ماضیٰ
گزشتہ کی یاد سے ہوشیاری پیدا ہوتی ہے

ماضی و مستقبلت پردہ خدا
تیرا ماضی اور مستقبل خدا سے پردہ ہے

آتشے برزن بہر دو تا بکے
دونوں کو جلا دے، کب تک

پُرگرہ باشی ازیں ہر دو چونے
تو ان دونوں سے نے کی طرح پُر گرہ رہے گا

تا گرہ بانے بود ہمراز نیست
جب تک بانسری میں گرہ ہے ہمراز نہیں ہے

ہمنشینِ آں لب و آواز نیست
اس لب اور آواز کی ساتھی نہیں ہے

چوں بطوفِ خود بطوفی مُرتدی
جب تک تو خودی کے چکر کے ساتھ طواف کرتا ہے مرتد ہے

چوں نجانہ آمدی ہم باخودی
جب تو خانہ (کعبہ) میں آیا تب بھی خودی میں ہے

اے[۲] خبرہات از خبر دہ بے خبر
اے (مخاطب) تیری خبریں خبر دینے والے سے غیر متعلق ہیں

توبۂ تو از گناہِ تو بتر
تیری توبہ، تیرے گناہ سے بدتر ہے

راہِ فانی گشتہ راہِ دیگرست
فنا شدہ کا راستہ دوسرا ہی راستہ ہے

زانکہ ہُشیاری گناہ دیگرست
اس لئے کہ ہُشیاری ایک دوسرا گناہ ہے

اے تو از حالِ گزشتہ توبہ جُو
اے تو! کہ گزشتہ حالت سے توبہ کرنیوالا ہے

کے کنی توبہ ازیں توبہ بگو
بتا اس توبہ سے کب توبہ کرے گا؟

گاہ بانگِ زیر را قِبلہ کُنی
کبھی تو نرم آواز کو قبلہ بناتا ہے

گاہ گریہ زار را قُبلہ زنی
کبھی پھوٹ پھوٹ کر رونے کو بوسہ لیتا ہے

چونکہ[۳] فاروق آئینہ اَسرار شد
چونکہ (عمر) فاروقؓ اسرار کا آئینہ ہو گئے

جانِ پیر از اندروں بیدار شد
بوڑھے کی جان باطن سے بیدار ہو گئی

ہمچو جاں بے گریہ و بے خندہ شد
وہ (بوڑھا) روح کی طرح گریہ اور خندہ سے آزاد ہو گیا

جانش رفت و جانِ دیگر زندہ شد
اسکی (ایک) جان چلی گئی دوسری جان زندہ ہو گئی

حیرتے آمد درونش آں زماں
اس کے باطن میں اسوقت ایک حیرت پیدا ہوئی

کہ بروں شد از زمین و آسمان
جس سے وہ زمین اور آسمان سے باہر ہو گیا

۱ برائد۔ یعنی مقام ہستی ہے مقام استغراق میں پہنچا دیا۔
۲ اے۔ گزشتہ واقعات کی یاد خودی ہے، گزشتہ اور آئندہ کی فکر خدا سے حجاب ہے۔ آتشے۔ گزشتہ اور آئندہ کی یاد کو بانسری کی گرہوں سے تعبیر کیا ہے جو حجاب ہیں۔ بانسری کی جب گرہیں صاف کر دی جاتی ہیں تب وہ بجانیوالے کی ہمراز بنتی ہے۔ چوں۔ خودی کے ساتھ طواف کعبہ شرک ہے
۲ اے۔ جو اپنے ماضی اور مستقبل کی فکر میں ہے وہ واقعات پیدا کرنے والے غافل ہے۔ ایسے شخص کی اپنے واقعات سے توبہ، گناہ سے بدتر ہے۔ فانی مقام فنا میں انسان سب کچھ فراموش کر دیتا ہے۔ اے تو جسمیں خودی باقی ہے اور اس حالت میں توبہ کرتا ہے اُسکو اس توبہ سے توبہ کرنی چاہئے گاہ۔ گوئیے کو خطاب ہے تو کبھی نغمہ میں مشغول تھا اب گریہ وزاری کی خودی میں مشغول ہے۔
۳ چونکہ۔ حضرت عمرؓ کے رخ انور سے اسرار الٰہی نمایاں تھے انکو دیکھ کر بوڑھے کی روح بیدار ہو گئی۔ ہمچو۔ اب وہ مجسم روح تھا۔ روح گریہ اور خندہ سے منزہ ہے۔ اب بوڑھے کی روح حیوانی فنا ہو چکی تھی اور اس کو روح مجرد حاصل ہو گئی تھی حیرت۔ یہ ایک کیفیت ہے جو استغفراق کا لازمہ ہے۔ وَرُوں۔ باطن۔

جستجوئے ماورائے جستجو
جستجو کے علاوہ ایک جستجو (تھی)

من[1] انمیدانم تو میدانی بگوی
میں نہیں جانتا، تو جانتا ہے تو بتا

جستجوئے از ورائے حال وقال
ایک جستجو (کے ساتھ) جو حال وقال سے ماورا تھی

غرقہ گشتہ در جمالِ ذوالجلال
وہ ذوالجلال کے جمال میں مستغرق ہو گیا

غرقہ نے کہ خلاصی باشدش
وہ مستغرق نہیں کہ جس کو چھٹکارا حاصل ہو

یا بجز دریا کسے بشناسدش
یا دریا کے علاوہ اس کو کوئی پہچان سکے

عقل جزواز کلِ گویا نیستے
جزوی عقل (عقل) کل کے بارے میں نہ بتا سکتی

گر تقاضا بر تقاضا نیستے
اگر تقاضہ پر تقاضہ نہ ہوتا

چوں[2] تقاضا بر تقاضا می رسد
چونکہ تقاضہ پر تقاضہ ہو رہا ہے

موجِ آں دریا بدینجا می رسد
اُس دریا کی موج اس جگہ تک پہنچتی ہے

چونکہ قصہ حالِ پیر اینجا رسید
جبکہ بوڑھے کے حال کا معاملہ یہاں تک پہنچا

پیرو جانش رُوئے در دریا کشید
بوڑھا اور اُس کی جان دریا میں ڈوب گئی

پیر دامن رازِ گفت و گو فشاند
بوڑھے نے گفتگو سے دامن جھاڑا

نیم گفتہ در دہان اُو بماند
آدھی بات کہی (آدھی) اس کے منہ میں رہ گئی

از پئے ایں عیش وعشرت ساختن
اس عیش وعشرت کے حاصل کرنے کیلئے

صد ہزاراں جاں بشاید باختن
لاکھوں جانیں قربان کر دینی چاہئیں

درشکارِ بیشۂ جاں باز باش
روح کی جھاڑی کے شکار میں باز بنجا

ہمچو خورشیدِ جہاں جاں باز باش
دنیا کے سورج کی طرح جانباز بن جا

جاں فشاں[3] اُفتاد خورشیدِ بلند
اونچا آفتاب جان چھڑکنے والا واقع ہوا ہے

ہر دمے تی می شود پُر می کنند
ہر سانس میں خالی ہوتا ہے اور وہ بھر دیتے ہیں

در وجودِ آدمی جان وروان
انسان کے جسم میں جان اور روح

میرسد از غیب چوں آب رواں
جاری پانی کی طرح غیب سے پہنچتی رہتی ہے

ہر زماں از غیب نو نومی رسد
غیب سے ہر وقت نئی نئی پہنچتی رہتی ہے

وز جہانِ تن بروں شومی رسد
اور دنیا سے چل (کی آواز) آتی رہتی ہے

جانفشاں اے آفتابِ معنوی
اے روحانی سورج! جانفشانی کر

مر جہانِ کہنہ را بنما نوی
پرانی دنیا کو تو نئی (دنیا) بنا دے

[1] من۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنی اس کی جستجو کسی نہ تھی بلکہ انجذابی تھی جس کی کیفیت واضح نہیں کیجا سکتی۔ ذوالجلال۔ اللہ تعالیٰ۔ خلاصی۔ نجات۔ دریا۔ یعنی دریائے وحدت۔ عقل جزو۔ انسان عارف۔ کُل یعنی ذات حق۔ گویا۔ بولنے والا۔

[2] چوں۔ یعنی جو کچھ ذات باری کے متعلق کہا گیا ہے تقاضہائے نیچی کی بنا پر کہا گیا ہے۔ بینجا۔ یعنی مقام حیرت دامن فشاندن۔ ترک کر دینا۔ نیم گفتہ۔ آدھی بات عیش و عشرت۔ یعنی جو جان دیکر بوڑھے کو حاصل ہو جائے بیشہ جاں۔ عالم روح۔ باز۔ مشہور شکاری پرندہ ہے۔ جانباز سورج اپنی روشنی ہر وقت دوسروں پر نچھاور کرتا رہتا ہے۔

[3] جاں فشاں۔ جان کو صرف کرنیوالا۔ تی۔ تہی کا مخفف ہے خالی پُر می۔ کنند۔ عالم غیب سے اس کو روشنی عطا ہوتی رہتی ہے۔ آب رواں دریا کی سطح جو آپ کو نظر آتی ہے ہر آن آپ کے سامنے کا پانی گزرتا رہتا ہے اور نیا پانی اس کی جگہ لیتا رہتا ہے۔ یہی حال صوفیاء کے نزدیک روح انسانی کا ہے۔ وز جہانِ۔ تن بروں شو۔ جسم کی دنیا سے نکل جاء یہ غیبی آواز آتی ہے۔ آفتاب معنوی روحانی سورج سے یعنی شیخ کامل۔ نوی۔ نیا۔

تفسیر دعاے آں دو فرشتہ کہ ہر روز بر سر بازار مُنادی کنند کہ اَللّٰھُم

ان دو فرشتوں کی دعاء کی تفسیر جو کہ ہر روز بر سر بازار اعلان کرتے ہیں کہ اے اللہ ہر

اَعْطِ کُلَّ مُنفِقٍ خَلَفًا وَ کُلَّ مُمْسِکٍ تَلَفًا وبیان آنکہ

خرچ کرنیوالوں کو اچھا بدل اور ہر بخیل کو تباہی عطا فرما اور اس کا بیان کہ خرچ

مُنفِقِ مجاہدِ راہ حق ست نہ مُسرفِ راہِ ہوا

کرنے والا اللہ کے راستہ کا مجاہد ہے نہ کہ خواہشات میں اڑنے والا

گفت پیغمبر کہ دائم[1] بہر پند — دو فرشتہ خوش مُنادی می کنند

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ نصیحت کیلئے ہمیشہ — دو فرشتے عمدہ منادی کرتے ہیں

کاے خدایا مُمسکاں را در جہاں — تو مَدہ الّا زیاں اندر زیاں

کہ اے خدا! دنیا میں بخیلوں کو — تو نہ عطا فرما مگر تباہی در تباہی

اے خدایا مُنفقاں را دِہ خَلَف — اے خدایا مُمسکاں را دِہ تلف

اے خدا! خرچ کرنیوالوں کو اچھا بدلہ دے — اے خدا! بخیلوں کو تباہ کر دے

مُنفق و مُمسک محل بیں بہ بُوَد — چوں محل باشد مُؤثّر می شوَد

موقع دیکھکر خرچ کرنیوالے اور خرچ کرنیوالے اچھے ہوتے ہیں — جب موقع ہوتا ہے تو اثر کرتا ہے

اے بسا اِمساک[2] کز اِنفاق بہ — مالِ حق را جز بامرِ حق مَدہ

لے (مخاطب) بہت سی جگہوں پر خرچ نہ کرنا خرچ کرنے سے بہتر ہے — اللہ کے مال کو اللہ کے حکم کے بغیر خرچ نہ کر

تا عوض یابی تو گنجِ بیکراں — تا نباشی از عُدادِ کافراں

تاکہ تو لا تعداد کو خزانہ بدلے میں پالے — تاکہ تو کافروں کی شمار میں نہ آئے

کاشتراں قرباں ہمی کردند تا — چیرہ گردد تیغ شاں بُر مصطفیٰ

جو کہ اونٹوں کی قربانی کرتے تھے تاکہ — انکی تلوار مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر غالب آجائے

امرِ حق را بازداں از واصلے — امرِ حق را در نیابد ہر دلے

اللہ (تعالیٰ) کا حکم کسی پہنچے ہوئے سے معلوم کرلے — ہر دل خدا کے حکم کو معلوم نہیں کر سکتا

چوں غلامے باغی گو عدل کرد — مالِ شہ بر باغیاں اُو بذل کرد

اس باغی غلام کی طرح جس نے انصاف کیا — اُس نے بادشاہ کا مال باغیوں پر خرچ کر دیا

طرفہ تر کانرا ہمی پنداشت عدل — کز سخاوت کردہ ام ایثار و بذل

زیادہ عجیب یہ ہے کہ اسنے اس کو انصاف سمجھا — کہ میں نے سخاوت کے جذبہ سے فائدہ رسانی کی اور خرچ کیا

---

[1] دائم۔ ہمیشہ پند۔ نصیحت مُنادی۔ پکارنیوالا۔ مُمسک۔ بخیل۔ زیاں۔ تباہی نقصان۔ مُنفق۔ خرچ کرنے والا، خَلَف۔ قائم مقام۔ مُنفق و مُمسک یعنی موقع پر خرچ کرنے والا اور بے موقع۔ نہ خرچ کرنے والا بہتر ہوتا ہے۔

[2] اِمساک۔ روکنا۔ بخل کرنا، انفاق۔ خرچ کرنا۔ بیکراں۔ لامحدود عُدد لاشمار۔ چیرہ۔ غالب، واصل۔ یعنی واصل بحق عدل انصاف۔ بذل۔ خرچ کرنا، طرفہ۔ عجیب۔ ایثار۔ کسی فائدہ کے معاملہ میں اپنے اوپر دوسرے کو ترجیح دینا۔

بندہ پندارد کہ اُوخود عدل کرد — مالِ شہ رابر مساکیں بذل کرد
غلام سمجھتا ہے کہ اُس نے انصاف کیا — بادشاہ کا مال مسکینوں پر خرچ کیا

عدل ایں باغی وداد ش پیش شاہ — چہ فزاید دوری وروئے سیاہ
بادشاہ کے روبرو اس باغی کا انصاف اور عطا — کیا بڑھائے گا؟ دوری اور سیاہ روئی

در نبے[1] انذارِ اہل غفلت ست — کاں ہمہ انفاقہا شاں حسرت ست
قرآن میں غافلوں کے لئے دھمکی ہے — کہ ان کی یہ سب فضولخرچیاں حسرت (کا سبب) ہیں

قربانی کردن سردارانِ عرب با مّیدِ قبول افتادن
عرب کے سرداروں کا قبولیت کی امید پر قربانی کرنا

سروران مکہ در حرب رسول — بودشاں قرباں بامّیدِ قبول
رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑائی میں مکہ کے سرداروں کی — قربانی قبولیت کی اُمید پر تھی

بہرِ ایں مُومن ہمی گوید زبیم — در نمازِ اھدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ
اسی سبب سے، مومن خوف سے کہتا ہے — نماز میں (اے خدا) سیدھے راستہ کی رہنمائی کر

آں درم دادن سخی[2] را لائق ست — جاں سپردن خود سخائے عاشق ست
روپیہ خرچ کرنا، سخی کے لئے مناسب ہے — عاشق کی سخاوت، جان سپرد کر دینا ہے

ناں دہی از بہرِ حق نانت دہند — جاں دہی از بہرِ حق جانت دہند
اگر تو خدا کیلئے روٹی دیگا، تجھے روٹی دینگے — تو خدا کے لئے جان دیگا، تو تجھے جان دینگے

گر بریز و برگہائے ایں چُنار — برگ بے برگیش بخشد کردگار
اگر اس چنار کے پتے جھڑ جائیں — خدا اس کی بے سامانی کو سامان سے بدلدیتا ہے

گر نماند[3] از جود در دستِ تو مال — کے کُند فضل الٰہت پائمال
اگر سخاوت کیوجہ سے تیرے ہاتھ میں مال نہ رہا — تو خدا کی مہربانی تجھے برباد کب کریگی؟

ہر کہ کارد گردد انبارش تہی — لیکش اندر مزرعہ باشد بہی
جو بوتا ہے اس کا ڈھیر خالی نہو جاتا ہے — لیکن اس کی کھیتی میں خوبی ہوتی ہے

وانکہ در انبار ماند و صرفہ کرد — اُسپش وموش حوادثہاش خورد
اور جس نے ڈھیر میں رہنے دیا اور بخل کیا — اُس کو حوادث کے گھن اور چوہے نے کھایا

ایں جہاں نفی ست در اثبات جُو — صورتت صفر ست در معنات جُو
یہ جہاں عدم ہے، وجود میں (مقصد) تلاش کی — تیرا جسم صفر ہے، معنی میں (مقصد) ڈھونڈ

---

۱ نبے۔ نون کے ضمہ باکے کسرہ اور یائے مجہول کے ساتھ فارسی لفظ ہے بمعنی قرآن مجید۔ انذار۔ ڈرانا۔ حسرت یعنی یہی فضولخرچی باعث۔ حسرت اور افسوس بنے گی۔ سرور۔ سردار حرب۔ جنگ قرباں۔ قربانی۔ بہرایں یعنی خرچ کے مصرف میں غلطی کے ڈر سے۔

۲ سخی یعنی سخی کا کام اللہ (تعالیٰ) کے دربار میں مال ودولت پیش کرنا ہے اور عاشق کا کام جان پیش کرنا ہے نان۔ روٹی، خیرات کرنے سے رزق کی فراخی ہوگی جان قربان کرنیسے ابدی زندگی ملے گی۔ چنار۔ درخت پت جھڑ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پتے دیتے ہیں۔ تم جان قربان کرو گے تو اللہ جان عطا فرمادینگے۔

۳ گر نماند۔ اللہ کی راہ میں اگر مال خرچ ہوگا تو اللہ کا فضل کبھی ذلیل نہ ہونے دیگا۔ ہرکہ۔ خدا کی راہ میں دینا ایسا ہے جیسے غلہ بونا فی الحال تو اُس سے ڈھیر میں کمی آئے گی لیکن انجام میں کئی گناہ حاصل ہوگا۔ وانکہ۔ اگر کوئی تخم ریزی نہ کریگا اور غلہ کو جمع رکھے گا وہ بجائے بڑھنے کے تباہ ہو جائیگا۔ نفی۔ بُود معدوم۔ صفر۔ خالی معنات معنی تو۔

جانِ [1] شورو تلخ پیشِ تیغ بَر
کھاری اور کڑوی جان کو تلوار کے سامنے کر دے

جان چوں دریائے شیریں را بخر
میٹھے دریا جیسی جان خرید لے

ورنمی تانی شدن زیں آستاں
اگر تو اس آستانہ سے نہیں جا سکتا ہے

گوش کن بارے زمن ایں داستاں
تو ذرا یہ قصہ مجھ سے سن لے

قصۂ آں خلیفہ کہ درکرم از حاتمِ طائی گزشتہ بود

اس خلیفہ کا قصہ جو سخاوت میں حاتم طائی سے بڑھا ہوا تھا

یک خلیفہ بود درایّامِ پیش
پہلے زمانہ میں ایک خلیفہ تھا

کردہ حاتم را گدائے جودِ خویش
جس نے حاتم کو بھی اپنی بخشش کا فقیر بنایا تھا

رایتِ [2] اِکرام وجُود اَفراشتہ
جس نے اکرام اور سخاوت کا جھنڈا بلند کر رکھا تھا

فقر و حاجت از جہاں برداشتہ
افلاس اور احتیاج کو دنیا سے اٹھا دیا تھا

بحروکاں از بخشش صاف آمدہ
سمندر اور کانیں اس کی بخشش کی وجہ سے خالی ہو گئے

دادِ اُو از قاف تا قاف آمدہ
اس کی بخشش قاف سے قاف تک تھی

در جہانِ خاک اَبرو آب بُود
خاکدان (دنیا) میں ابر اور پانی تھا

مَظہرِ بخشائشِ وَہّاب [3] بُود
وہ وہاب (اللہ تعالیٰ) کی بخشش کا مظہر تھا

از عطایش بحروکاں در زلزلہ
اس کی عطا سے سمندر اور کانیں ہلچل میں تھیں

سوئے جودش قافلہ در قافلہ
اس کی عطا کی طرف (انسانوں کے) قافلے قافلے تھے

قبلۂ حاجت درو دروازہ اش
اس کا در اور دروازہ حاجتوں کا قبلہ تھا

رفتہ در عالم بجود آوازہ اش
سخاوت میں اس کا شہرہ عالم میں تھا

ہم عجم ہم روم ہم تُرک وعرب
عجم بھی روم بھی ترک اور عرب بھی

ماندہ از جُود و سخایش در عجب
اس کی بخشش اور عطا سے تعجب میں تھے

آبِ حیواں بُود دریائے کرم
وہ آب حیات اور دریائے کرم تھا

زندہ گشتہ ہم عرب زو ہم عجم
اسکی وجہ سے عرب اور عجم میں بھی جان پڑ گئی تھی

اندر ایام چنیں سلطانِ داد
اس جیسے داود دہش کے بادشاہ کے زمانہ میں

بشنوا کنوں داستانے باکشاد
اب خوشی سے ایک قصہ سن

قصۂ اَعرابیِ درویش و ماجرا کردن زن با اُواز فقرو درویشی

ایک فقیر بدو کا قصہ اور اس کی بیوی کا اس سے جھگڑا کرنا فقر اور افلاس کے بارے میں

---

[1] جان شور۔ یعنی عارضی زندگی کی بجائے حیات ابدی حاصل کر لے تاکی۔ توانی کا مخفف، تو اُستن، سکنا۔ خلیفہ قائم مقام بادشاہ کو رسول کا نائب سمجھا جاتا تھا اس لئے اس کو خلیفہ کہا جاتا تھا۔ حاتم بنو طے قبیلہ کے مشہور سخی سردار کا نام ہے۔ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے قبل وفات پا گیا تھا۔ اس کے صاحبزادے عدی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تھے۔

[2] رَایَت۔ جھنڈا۔ بَحر۔ سمندر کان۔ معدن۔ صاف آمدہ۔ یعنی اس نے سمندر کے موتی اور کانوں کا سارا چاندی سونے سے خالی ہو گئی تھیں قاف۔ ایک پہاڑ ہے جس کے بارے میں یہ تخیل تھا کہ وہ دنیا کے چاروں طرف گھوما ہوا ہے لہٰذا قاف تا قاف کے معنی سارے عالم کے لئے جاتے تھے۔ خاک۔ دنیا۔

[3] وَہّاب۔ بہت زیادہ دینے والا یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے قبلہ۔ کعبہ یعنی مرکز۔ توجہات۔ قبلہ حاجات۔ وہ شخص جس کی طرف لوگ ضروریات میں متوجہ ہوں۔ آب حیواں کوئی چشمہ ہے جس کا پانی پینے سے ابدی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ ایام۔ زمانہ۔ داستان۔ قصہ۔ گشاد فرحت، خوشی

یک شب اَعرابی اَز نے مَر شوئے را — گفت واز حد بُرد گفت و گوئے را
ایک رات، بدو عورت نے، شوہر سے — کہا، اور گفتگو حد سے بڑھا دی

کیں ہمہ فقر و جفا ہامی کشیم — جملہ عالم در خوشی مانا خوشیم
کہ ہم یہ سب محتاجی اور سختیاں جھیلتے ہیں — ساری دنیا خوش ہے اور ہم نا خوش ہیں

نانِ ماں نے، ناں خورش مادر دو رشک — کوزہ ماں نے آبِ ماں از دیدہ اشک
ہمارے لئے روٹی نہیں ہے، ہمارا سالن حد درجہ رشک ہے — ہمارے پاس پیالہ نہیں ہے ہمارا پانی آنکھ کے آنسو ہیں

جامۂ ما روز تابِ آفتاب — شب نہالین ولحاف از ماہتاب
ہمارا لباس دن میں سورج کی دھوپ ہے — رات میں ہمارا بچھونا اور لحاف چاندنی ہے

قُرصِ مہ را قُرصِ ناں پنداشتہ — دست سوئے آسماں برداشتہ
ہم نے چاند کی ٹکیا کو روٹی کی ٹکیا سمجھا ہے — اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں

ننگ درویشاں زدرویشیِ ما — روزشب از روزی اندیشیِ ما
ہماری فقیری فقیروں کیلئے (باعث) ذلت ہے — روزی کی فکر میں ہمارا دن رات ہے

خویش و بیگانہ شدہ از ما رماں ۲ — بر مثالِ سامری از مَردماں
اپنا اور پرایا ہم سے گریزاں ہے — جیسا کہ سامری انسانوں سے

گر بخواہم از کسے یکمشت نسک — مَرمرا گوید خمش کُن مرگ وجسک
اگر میں کسی سے ایک مٹھی مسور مانگوں — (تو وہ) مجھ سے کہتا ہے کہ چپ ہو جا غم کھائے جا اور مرجا

مَرعرب رافخرِ غزوست ۳ و عطا — در عرب ما ہمچو خط اندر خطا
عرب کیلئے خصوصاً جنگ اور بخشش (موجب) فخر ہے — عرب میں ہم ایسے ہیں جیسے خط میں حرف غلط

چہ غزا ما بے غذا خود کشتہ ایم — یا بشمشیر عدم سر گشتہ ایم
کہاں کی جنگ ہم بغیر غذا کے مُردہ ہیں — یا موت کی تلوار سے پریشان ہیں

چہ خطا ما بے خطا در آتشیم — چہ دوا ما در دوغم را مَفرشیم
کیسی خطا، ہم بلا قصور کے، آگ میں ہیں — دوا کیسی؟ ہم تو درد و غم سے پامال ہیں

چہ عطا ما بر گدائی مے تینم — مرمگس رادر ہوا رگ می زنیم
کیسی بخشش ہم بھیک مانگنے پر آمادہ ہیں — ہوا میں مکھی کے نشتر مارتے ہیں

گر کسے مہماں رسد گر من منم — شب بخسپد دلق اُورا بَر کنم
اگر کوئی مہمان پہنچ جائے اگر میں' میں ہوں — رات کو سوئے تو اس کی گدڑی اتار لوں

۱ اعرابی زنے۔ بدوی عورت۔ شوئے۔ شوہر۔ ماں۔ مارا۔ ناں۔ خورش۔ سالن۔ رشک۔ حسد۔ قرص۔ ٹکیا۔ دست۔ یعنی ہم نے جو آسمان کیطرف دعا کیلئے ہاتھ اٹھا رکھے ہیں گویا چاند کو روٹی کی ٹکیا سمجھ رکھا ہے۔ ننگ۔ یعنی ہم اس قدر مفلس ہیں کہ ہمارے اس افلاس سے فقیر بھی شرما جاتے ہیں، روزی کی فکر میں ہمارا دن بھی شب تاریک ہے۔

۲ ماں۔ اسم حالیہ ہے۔ رمیدن سے بمعنی بھاگنا سامری وہ شخص جس نے حضرت موسیٰ کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کو گئوسالہ پرستی میں لگا دیا تھا۔ پھر حضرت موسیٰ نے اس کو بددعا لگی تو اس کا یہ حال ہو گیا کہ اگر اس کو کوئی چھوئے تو دونوں کو بخار چڑھ جاتا تھا اسلئے وہ لوگوں سے بچتا پھرتا تھا۔ خسک۔ نون کا فتحہ اور سین کا سکون، مسور۔ خمش۔ خاموش ہو جا۔ کُن مَرگ۔ مرجا۔ جسک۔ رنج و بلا یعنی جسک بکن۔

۳ غزو۔ جنگ، جہاد، خط اندر۔ اندر خط خطا یعنی غلط حرف سر نوشتہ۔ حیران، پریشان مفرشیم۔ فرش، پامال۔ گدائی۔ بھکاری پن۔ تینم یعنی تاکہ اس سے روزی حاصل کریں۔ من منم۔ یعنی میں اپنی اصلیت پر آجاؤں۔ دلق۔ گدڑی۔

زیں نَمَط[1] زیں ماجراو گفتگو — بُرد از حدِّ عبارت پیشِ شو
اس طور پر یہ قصہ اور گفتگو — بیان سے بڑھی ہوئی، شوہر سے کرتی

کز عَناو فقرما گشتیم خوار — سوختیم از اِضطراب و اضطرار
کہ مشقت اور افلاس سے ہم ذلیل ہو گئے ہیں — پریشانی اور مجبوری سے ہم جل گئے ہیں

تا بکے ما ایں چنیں خواری کشیم — غرقہ اندر بحرِ ژرفِ آتشیم
ہم کب تک اس طرح کی ذلت برداشت کریں؟ — آگ کے گہرے سمندر میں ہم غرق ہیں

تا کہ ار روزے درآید میہماں — شرمساریہا بریم از وے بجاں
اگر کسی روز اچانک کوئی مہمان آجائے — ہمیں انتہائی شرمندگی اٹھانی پڑے

لیک مہماں گرد آید بے ثُبوت — دانکہ کفشِ مہماں سازیم قوت
لیکن اگر کوئی مہمانِ بلا تحقیق آجائے — سمجھ لے کہ ہم مہمان کا جوتہ بیچ کھائیں گے

مغرور[2] شدنِ مریدان محتاج و تشبیہ بمُدّعیانِ مُزوَّر
ضرورت مند مریدوں کا دھوکا کھانا اور بناوٹی مدعیوں سے شبہ میں

وایشانرا شیخ واصِل پنداشتن و نقدرا از
پڑنا اور ان کو پہنچا ہوا بزرگ سمجھنا اور کھرے کو نقلی سے

نقل ندانستن و نیافتن
نہ پہچاننا اور نہ پانا

بہرایں گفتند دانایاں بفن — میہمانِ مُحسناں باید شدن
اسی لئے فن کے سمجھداروں نے کہا ہے — محسنوں کا مہمان بننا چاہیے

تو مریدو میہمانِ آں کسی — کُوستاند حاصِلت را از خَسی
تو ایسے شخص کا مہمان اور مرید ہے — جو تیری کمائی کمینہ پن سے وصول کر لے

نیستِ چیرہ[3] چوں ترا چیرہ کند — نور ندہد مَر تُرا تیرہ کند
وہ قابو پانیوالا نہیں ہے کہ تجھے قابو پانیوالا بنائے — روشنی نہ دے گا، تجھے تاریک بنا دیگا

چوں وُرا نورے نہ بُد اندر قراں — نور کے یابند از وے دیگراں
جبکہ اس کے باطن میں نور نہیں ہے — تو اس سے دوسرے کب روشنی حاصل کر سکتے ہیں؟

ہمچو اعمش کو کُند داروئے چشم — چہ کشد در چشم ہا اِلّا کہ یشم
اس چندھے کی طرح جو آنکھ کا علاج کرے — آنکھوں میں سوئے (سنگ) یشم کے اور کیا لگائیگا

[1] نمط۔ طور، طریقہ شوئے۔ شوہر۔ عنا۔ رنج و مشقت۔ غرقہ۔ ڈوبا ہوا۔ ژرف۔ گہرا بے ثبوت۔ یعنی ہماری حقیقت معلوم کئے بغیر سازیم قوت یعنی ہم اس کے جوتے بیچ کھائیں۔

[2] مغرور۔ دھوکہ میں مبتلا۔ مُدّعی۔ بزرگی کا جھوٹا دعویدار۔ مزوّر۔ دھوکے باز شیخ واصل۔ وہ بزرگ جو اللہ تعالیٰ تک پہنچا ہوا ہو۔ نقل۔ نقلی۔ سکہ۔ مُحسِنا۔ بخشش کرنیوالے حاصلت۔ تیری کمائی۔ حتیٰ کمینہ پن۔

[3] چیرہ۔ غالب یعنی مشکلات پر قابو پانے والا۔ تیرہ۔ تاریک۔ نبد۔ نبود۔ اعمش۔ چندہا، جس کی آنکھیں مریض ہوں، پانی بہتا ہو۔ یشم۔ ایک پتھر ہے۔ بعض نسخوں میں پشم بمعنی اون ہے۔

www.ahlehaq.org

حالِ ما این ست در فقر و عَنا[1] — ہیچ مہمانے مبا مغرورِ ما
افلاس اور مشقت میں ہمارا یہ حال ہے — کوئی مہمان ہم سے دھوکا نہ کھائے

قحطِ دِہ سال ارندیدی در صُوَر — چشمہا بکشا و اندر ما نگر
اگر تو نے مجسم دس سالہ قحط نہ دیکھا ہو — تو آنکھیں کھول اور ہمیں دیکھ لے

ظاہر ما چوں درونِ مُدّعی — درونش ظلمت زبانش شعشعی
ہمارا ظاہر مُدّعی کے باطن کی طرح ہے — اس کے کل میں تاریکی ہے اور اس کی زبان چمکیلی تیز (طرار)

از خدا نے بُوئے اُو را نے اثر — دعوتش افزوں ز شیثؑ و بوالبشر[2]
اُس میں خدا کی نہ بو ہے نہ اثر — اس کی دعوت شیثؑ اور ابوالبشرؑ سے بڑھی ہوئی ہے

دیو ننمودہ وُ را ہم نقشِ خویش — اُو ہمی گوید ز اَبدالیم بیش
شیطان نے (بھی) اس کو اپنی صورت نہیں دکھائی — وہ یہ کہتا ہے کہ میں ابدال سے بھی بڑھا ہوا ہوں

حرفِ درویشاں بُد زدیدہ بسے — تا گماں آید کہ ہست اُو خود کسے
درویشوں کی بہت سی باتیں چُرالی ہیں — تاکہ یہ گمان ہو کہ وہ بھی کچھ ہے

خُردہ گیر و در سخن بر بایزید[3] — ننگ دارو از درونِ اُو یزید
باتوں میں (حضرت) بایزیدؒ کی عیب گیری کرتا ہے — اس کے باطن سے یزید کو (بھی) شرم آتی ہے

ہر کہ داند مر وُ را چوں بایزیدؒ — روزِ محشر حشر گردد با یزید
جو اس کو (حضرت) بایزیدؒ کی طرح سمجھتا ہے — قیامت کے دن اُس کا حشر یزید کے ساتھ ہوگا

بے نوا از نان و خوانِ آسماں — پیشِ اُو نانداخت حق یک اُستخواں
آسمان کی روٹی اور خوان سے بے سروسامان ہے — اللہ (تعالیٰ) نے اس کے سامنے ایک ہڈی (بھی) نہیں ڈالی ہے

اُو ندا کردہ کہ خواں بنہادہ ام — نائبِ قسم خلیفہ زادہ ام
اس نے منادی کی ہے کہ میں نے دسترخوان بچھا رکھا ہے — میں اللہ (تعالیٰ) کا نائب اور خلیفہ زادہ ہوں

الصلا سادہ دلانِ ہیچ ہیچ — تا خورید از خوانِ جُودم ہیچ ہیچ
اے ہیچ در ہیچ احمقو! صلائے عام ہے — میری بخشش کے خوان سے کھاؤ (حالانکہ) ہیچ در ہیچ ہے

سالہا بر وعدۂ فردا کساں — گردِ آں در گشتہ فرو انا رساں
کل کے وعدہ پر لوگ سالوں — اس وعدہ کے گرد چکر کھاتے رہے کل آنے والی نہیں ہے

دیر باید تا کہ سِرِّ آدمی — آشکارا گردد از بیش و کمی
کافی وقت چاہیے کہ انسان کا بھید — کمی اور بیشی میں واضح ہو

[1] عَنا۔ رنج و مشقت۔ مبا۔ مباد کا مخفف ہے۔ در صور۔ یعنی صورتوں میں مجسم۔ شعشعی۔ روشن چمکدار اثر۔ نشان۔ شیثؑ۔ حضرت آدم علیہ السلام۔ کے بیٹے جو نبی تھے۔

[2] بوالبشر۔ انسانوں کے باپ یعنی آدم علیہ السلام دیو۔ شیطان۔ ابدال۔ اولیاء کی ایک جماعت ہے۔ خُردہ' عیب۔ ننگ، ذلت۔ شرم۔ یزید۔ ابن معاویہؓ جس کے دورِ حکومت میں حضرت حسینؓ شہید ہوئے۔

[3] بایزید۔ بسطامی مشہور بزرگ ہیں۔ نانِ خوان آسمان۔ غیبی، روحانی غذائیں۔ اُستخواں۔ یعنی معمولی غذا۔ الصلا کھانا کھانے کے لئے پکارنا سادہ دلان۔ بیوقوف لوگ۔ ہیچ ہیچ۔ یہ مولانا کا قول ہے۔ فردا۔ یعنی کل کا وعدہ۔ سر۔ راز۔ باطنی حالت

زیرِ دیوارِ بدن گنجیست [1] یا — خانۂ مورست و مار و اژدہا
جسم کی دیوار کے نیچے خزانہ ہے یا — چیونٹی اور سانپ اور اژدھے کا بھٹ ہے

چونکہ پیدا گشت کُو چیزے نبُود — عمرِ طالب رفتہ آگاہی چہ سُود
جب معلوم ہوا کہ وہ کچھ نہ تھا — تو مرید کی عمر گزری اب معلوم ہونے سے کیا فائدہ

در بیانِ آنکہ نادر افتد کہ مُریدے در مُدّعیِ مُزوّر اعتقاد
اس بات کا بیان کہ کم ہوتا ہے کہ کوئی مرید جھوٹے مدعی کا سچائی سے معتقد

بصدق بندد کہ اُوکیست وبدیں اعتقاد بمقامے برسد کہ
ہو جائے کہ وہ کچھ ہے اور اس اعتقاد کے ذریعہ وہ ایسے مقام پر پہنچ جائے کہ

شیخش بخواب ندیدہ باشد و آب و آتش اُورا گزند نکند و
اس کے پیر نے خواب میں بھی دیکھا ہو اور پانی اور آگ اس کو نقصان نہ پہنچائے اور

شیخش راگزند کُند و لیکن نادِر [2] نادِر باشد
اس کے پیر کو نقصان پہنچا دے لیکن نادر تو نادر ہی ہوتا ہے

لیک نادِر طالب آید کز فروغ — در حقِ اُو نافع آید آں دروغ
لیکن نادر ہے کہ مرید کو روشنی کیوجہ سے — اس کے حق میں وہ جھوٹ مفید ہو جائے

اُو بقصدِ نیک خود جائے رسد — گرچہ جاں پنداشت آں آمد جسد
وہ اپنے نیک ارادہ کے سبب سے ایک مقام تک پہنچ جاتا ہے — اگرچہ جس کو اس نے جان جانا تھا جسم ثابت ہوا

مَرْ وُرا رُومی نماید حالہا — کہ ندید آں ہیچ شیخش سالہا
اس کے لئے ایسے احوال رونما ہوتے ہیں — کہ اس کے ناچیز پیر نے سالوں (بھی) نہیں دیکھے

چوں تحرّی دردلِ شب قبلہ را — قبلہ نے واں نمازِ اُو رَوا [3]
جیسا کہ آدھی رات میں قبلہ کی انکل کرنا — ادھر قبلہ نہیں ہے (لیکن) اس کی نماز درست ہوگئی

مُدّعی راقحطِ جاں اندر سرست — لیک مارا قحطِ ناں بر ظاہرست
مدعی کے باطن میں روح کا قحط ہے — لیکن ہمارے ظاہر پر روٹی کا قحط ہے

ماچرا چوں مُدّعی پنہاں کُنیم — بہرِ ناموسِ مُزوّر جاں کنیم
مدعی کی طرح ہم کیوں چھپائیں — جھوٹی آبرو کے لئے جان دیں

صبر فرمودنِ اَعرابی زن خود را و فضیلت صبر گفتن
بدو کا اپنی بیوی کو صبر کا حکم دینا اور صبر کی فضیلت بیان کرنا

[1] گنجیست۔ یعنی معارف الٰہیہ کا خزانہ مور۔ چیونٹی مار۔ سانپ یعنی برے اخلاق پیدا ظاہر طالب۔ مرید
[2] نادر کمیاب۔ فروغ۔ روشنی۔ گرچہ۔ یعنی مرید نے پیر کو مجسم روح سمجھا وہ جسم محض نکلا۔ تحری صحیح بات کی جستجو کرنا۔ دلِ شب۔ آدھی رات۔
[3] روا۔ درست یعنی قبلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں اگر انکل سے نماز پڑھی اور وہ قبلہ رو نہ تھا تب بھی نماز درست ہو جائیگی۔ مدعی بناوٹی پیر یعنی بناوٹی پیر کی طرح ہمیں اپنے افلاس کو چھپانے کی ضرورت نہیں ہے اور جھوٹی آبرو کے لئے جان کھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔

شوئے گفتش چند جوئی دخل او کشت
شوہر نے اس سے کہا تو آمدنی اور پیداوار کی کتنک جستجو کریگی؟

خود چہ ماند از عمر افزوں تر گذشت
خود زندگی کتنی رہی ہے زیادہ تو گزر گئی ہے

عاقل اندر بیش و نقصاں ننگرد
سمجھدار کمی بیشی کو نہیں دیکھتا ہے

زانکہ ہر دو ہمچو سیلی بگذرد
اس لئے کہ دونوں بہاؤ کی طرح گزر جاتے ہیں

خواہ صاف و خواہ سیلِ تیرہ رو
خواہ صاف ہو یا بہاؤ کی گدلی رو ہو

چوں نمی پاید دمے از وے مگو
جبکہ وہ ٹھہرنے والی نہیں ہے اس کا کچھ ذکر نہ کر

اندریں عالم ہزاراں جانور
اس دنیا میں ہزاروں جاندار

میزید خوش عیش بے زیر و زبر
بغیر کسی تردد کے آرام سے جی رہے ہیں

شکر می گوید خدا را فاختہ
فاختہ، اللہ (تعالیٰ) کا شکر ادا کرتی ہے

بر درخت و برگِ شب نا ساختہ
درخت پر حالانکہ اسنے رات کا کچھ سامان نہیں کیا ہے

حمد می گوید خدارا عندلیب ۲
بلبل، خدا کی تعریف کرتی ہے

کا عتادِ رزق بر تست اے مجیب
کہ اے قبول کرنے والے! رزق کا تجھ پر بھروسہ ہے

باز دستِ شاہ را کردہ نوید
باز نے، بادشاہ کے ہاتھ کو دعوت نامہ بنا کر

از ہمہ مُردار بُریدہ اُمید
تمام مُرداروں سے اُمید منقطع کر لی

ہمچنیں از پشہ گیری تا بہ پیل
اسی طرح مچھر سے لے کر ہاتھی تک

شد عیال اللہ و حق نِعمَ الْمُعِیل
سب اللہ (تعالیٰ) کا کنبہ ہیں اور اللہ (تعالیٰ) بہترین پرورش کرنیوالا ہے

ایں ۳ ہمہ غمہا کہ اندر سینہ ہاست
یہ سب غم جو سینوں میں ہیں

از غبار و گرد بادِ بُودِ ماست
ہماری ہستی کے غبار اور بگولے ہیں

ایں غمانِ بیخ کن چوں داس ماست
یہ جڑ کھودنے والے غم ہمارے لئے درانتی کی طرح ہیں

ایں چنیں شد و انچناں وسواسِ ماست
اسطرح ہو گیا، اس طرح ہو گیا، ہمارے وسوسے ہیں

دانکہ ہر رنجے ز مُردن پارہ ایست
سمجھ لے کہ ہر غم موت کا ایک ٹکڑا ہے

جُزوِ مرگ از خود براں گر چارہ ایست
اگر کوئی تدبیر ہے تو موت کے حصہ کو اپنے سے دفع کردے

چوں ز جُزوِ مرگ نتوانی گریخت
جب تو موت کے حصہ سے نہیں بھاگ سکتا ہے

دانکہ کلش بر سرت خواہند ریخت
سمجھ لے کہ اس کے کل کو تجھ پر طاری کر دینگے

جُزوِ مرگ ار گشت شیریں مر ترا
اگر موت کا جزو تیرے لئے میٹھا ہو گیا ہے

دانکہ شیریں میکند کُل را خدا
سمجھ لے کہ خدا کل کو میٹھا کر دے گا

۱ دخل۔ آمدنی۔ کشت۔ کھیتی، پیداوار۔ بگذرد۔ دنیا میں نہ راحت کو بقائے نور نج کو خوش عیش آرام کی زندگی زیر و زبر فکر و تردد۔ برگِ شب۔ رات کا سامان۔

۲ عندلیب۔ بلبل۔ ہزار داستاں، مجیب۔ دعا کو قبول کرنیوالا یعنی اللہ تعالیٰ باز۔ باز کو ہاتھ پر بٹھایا جاتا ہے۔ نوید۔ دعوت نامہ، خوشخبری مُردار۔ باز کی اصل خوراک مردوں کی ہڈیاں ہیں۔ پشہ۔ مچھر۔ پیل۔ ہاتھی۔ عیال۔ وہ لوگ جن کے اخراجات ذمہ ہوں مُعیل۔ عیال کو پالنے والا۔

۳ ایں۔ یعنی یہ غم ہماری موہوم ہستی کے اثرات ہیں۔ غماں۔ غم کی جمع ہے۔ داس۔ کھیتی وغیرہ کاٹنے کی درانتی۔ وانکہ رنج و غم موت کے اجزاء ہیں اور موت سے مفر نہیں ہے تو ان سے بھی مفر نہیں ہے

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے نمیوں۔ کُل۔ یعنی موت

دردہا از مرگ می آید رسول[1] — از رسولش رُو مگرداں اے فضول
درد، موت کے قاصد ہیں — اے بیوقوف! قاصد سے منہ نہ موڑ

ہر کہ شیریں می زید اُو تلخ مُرد — ہر کہ اُوتن رپر ستد جاں نبرد
جو شخص خوشگوار زندگی بسر کرتا ہے وہ تلخ موت مرتا ہے — جو شخص تن پروری کرتا ہے جان نہ بچا سکیگا

گوسفنداں راز صحرا می کشند — آنکہ فربہ تر مر اُورا می کُشند
بکری کو جنگل سے لاتے ہیں — جو زیادہ موٹی ہوتی ہے اس کو ذبح کرتے ہیں

شب گذشت و صبح آمد اے قمر — چند گیری ایں فسانہ راز سر[2]
اے چاند! رات گزر گئی اور صبح ہو گئی — تو اس قصہ کو کب تک دُہرائے گی؟

تو جواں بُودی وقانع تر بُدی — زَر طلب گشتی خود اوّل زر بُدی
تو جوان تھی تو زیادہ صابر تھی — تو زر کی طلبگار بن گئی پہلے تو خود زر تھی

رَز بُدی پُر میوہ چوں کاسد شدی — وقت میوہ پختنت فاسد شدی
تو میوے سے بھری انگور کی بیل تھی کیوں خراب ہوگئی — میوہ پکنے کے وقت تو سڑ گئی

میوہ ات باید کہ شیریں تَر شود — چوں[3] رسن تاباں نہ واپس تَر رود
چاہیے تھا کہ تیرا میوہ اور زیادہ میٹھا تھا — نہ کہ بٹی ہوئی رسی کی طرح بل اترنے لگے

جُفتِ مائی جُفت باید ہم صفت — تا بر آید کارہا بر مصلحت
تو میرا جوڑا ہے جوڑے کو یکساں ہونا چاہیے — تاکہ مصلحت کے مطابق کام چلیں

جُفت باید بر مثالِ ہمدگر — دردو جُفت کفش و موزہ درنگر
جوڑے کو ایک دوسرے کی طرح ہونا چاہیے — جوتے اور موزے دونوں کے جوڑے کو دیکھ

گر یکے کفش از دو تنگ آید بپا — ہر دو جُفتش کار ناید مَر ترا
دونوں میں سے اگر ایک جوتہ پیر میں تنگ آئے — تو پورا جوڑا ہی تیرے کام میں نہیں آتا

جُفت در یک خرد و آں دیگر بزرگ — جُفت شیر بیشہ دیدی ہیچ گرگ
جوڑے میں سے ایک پاؤں میں چھوٹا اور دوسرا بڑا — تو نے دیکھا ہی کہ جنگل کے شیر کا جوڑا بھیڑیا ہو

راست ناید بر شُتر جُفتِ جُوال — آں یکے خالی و آں پُر مال مال
بوروں کا جوڑا، اونٹ پر ٹھیک نہیں ہو سکتا — کہ انمیں سے ایک خالی ہو اور دوسرا مال سے بھرا ہوا

من روم سوئے قَناعت دل قوی — تو چرا سوئے شَناعت می روی
میں جرأت سے قناعت کی طرف جاتا ہوں — تو برائی کی طرف کیوں جاتی ہے؟

[1] رسول قاصد پیغامبر ہر کہ جو مصائب جھیلنے کا عادی نہیں ہے موت کے وقت اس کو بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ گوسفند۔ بکری، یعنی موٹی بکری کی موت جلد آتی ہے۔ اے قمر۔ چاند کہہ کر بیوی کو خطاب کیا ہے۔

[2] از سر گفتن۔ تکرار کرنا۔ قانع۔ صابر۔ زربُدی۔ یعنی استغناء کی وجہ سے تو خود مزرعہ سونے کے تھی۔

[3] رز۔ انگور۔ انگور کی بیل۔ کاسد۔ کھوٹا فاسد۔ خراب

چوں رسن۔ جس رسی کو الٹا بل دیا جائے چھوڑنے سے فوراً اس کے بل اتر جاتے ہیں۔ جُفت۔ جوڑا، نر مادہ۔ گر یکے۔ ایک موزہ یا جوتہ اگر پیر میں تنگ ہو تو دوسرا بھی بیکار ہے بیشہ جھاڑی گرگ۔ بھیڑیا یعنی شیر اور بھیڑیئے سے جوڑا نہیں بنتا ہے۔ راست۔ ٹھیک۔ جوال گون، تھیلا، قناعت، تھوڑے پر صبر کرنا شناعت برائی۔

مَرد قانع از سرِ اخلاص و سوز[1] زیں نسق می گفت با زن تا بروز
صابر مرا خلوص اور دل (سوزی) سے دن نکلنے تک اسی طرح پر بیوی سے کہتا رہا

نصیحت کردن زن شوہر را کہ سخن افزوں از قدم
بیوی کا شوہر کو نصیحت کرنا کہ اپنی بساط اور مقام سے بڑھ کر

ومقامِ خود مگو کہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ' کہ
بات کر کیونکہ (فرمایا گیا ہے) جو تم نہیں کرتے ہو وہ کہتے کیوں ہو، اس

ایں سخنہا اگرچہ راست ست امّا مقام توکل ترا
لئے کہ یہ باتیں اگرچہ سچی ہیں لیکن تجھے توکل کا مقام حاصل

نیست وایں سخن گفتن فوق مقام و معاملہ خود
نہیں ہے اور یہ بات کہنا مقام اور معاملہ سے بڑھ کر تیرے نقصان کا

ترا زیاں[2] دارد و کبر مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ باشد
باعث ہے اور اللہ کے نزدیک بڑی موجب عذاب ہے (کا مصداق) ہو گی

زن بروز دبانگ کاے ناموس کیش من فسونِ تو نخواہم خورد بیش
عورت اس پر چیخی کہ اے عزت کے شیدائی اب میں زیادہ تیرے فریب میں نہ آؤں گی

تُرّہات از دعویٰ و دعوت مگو رو سخن از کبر و از نخوت مگو
دعوے اور دعوت کی بکواس نہ کر جا، تکبر اور غرور کی بات نہ کر

چند حرفِ طُمطُراق و کاروبار کارو حالِ خود ببین و شرم دار
دنیا داری اور کروفر کی باتیں کب تک؟ اپنا کام اور حال دیکھ اور شرم کر

نخوت و دعویٰ و کبر و تُرّہات دُور کن از دل کہ تا یابی نجات
تکبر اور دعویٰ اور غرور اور بکواس دل سے نکال دے تاکہ تو نجات پائے

کِبر زِشت و از گدایاں زشت تر روزِ[3] سرد و برف و انگہ جامہ تر
تکبر برا ہے اور مفلسوں سے اور زیادہ برا ہے ٹھنڈا دن اور برف اور پھر کپڑے بھیگے ہوئے

چند آخر دعویٰ و بادِ بروت اے ترا خانہ چو بیتُ العنکبوت
دعویٰ اور مونچھوں کا تاؤ کب تک؟ اے وہ کہ تیرا گھر مکڑی کے جالے کی طرح ہے

از قناعت کے تو جاں افروختی از قناعتہا تو نام آموختی
تو نے قناعت سے کب روح روشن کی ہے؟ تو نے قناعتوں کا نام سیکھ لیا ہے

[1] سوز۔ یعنی سوز دل مقتا قرآن پاک میں ہے کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ ۔ اللہ کے نزدیک یہ بات بڑی موجب عذاب ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں ہو۔

[2] زیاں۔ نقصان۔ ناموس۔ عزت کیش طریقہ فسوں۔ مکر و فریب۔ ترہات جھوٹی بناوٹی باتیں۔ طمطراق۔ شان و شوکت۔ نخوت تکبر زشت۔ برا

[3] روز سرد یعنی مفلسی اور محتاجی اور پھر غرور ایسا ہے جیسے جاڑے کا زمانہ پھر برف باری اور کپڑے بھی گیلے ہوں۔ یعنی مصیبت بالائے مصیبت ہے بادر بروت۔ مونچھ کی ہوا یعنی تکبر بیت العنکبوت مکڑی کا جالا، جو کمزوری میں ضرب المثل ہے۔

گفت[1] پیغمبر قناعت چیست گنج — گنج را تو وا نمیدانی ز رنج
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا قناعت کیا ہیں؟ خزانہ ہے — تو رنج اور گنج میں فرق نہیں سمجھتا ہے

ایں قناعت نیست جز گنجِ رواں — تو مزن لاف اے غم و رنج رواں
یہ قناعت تو گنج رواں ہی ہے — اے چلتے پھرتے رنج و غم تو ڈینگیں نہ مار

تو مخوانم جُفت و کمتر زن بغل[2] — جُفتِ انصافم نیم جُفتِ دغل
تو مجھے بیوی نہ کہہ اور شوہر ہونے کا اظہار نہ کر — میں انصاف کی (بنیاد پر) بیوی ہوں نہ کہ مکاری کی بیوی

چوں قدم با شاہ و با بیگ می زنی — چوں مگس رادر ہوا رگ می زنی
تو بادشاہ اور سردار کے ساتھ کیوں ہمسری کرتا ہے؟ — اُڑتی مکھی کے کیوں نشتر مارتا ہے

با سگاں زیں استخواں در چاشتی — چوں نے اِشکم تہی در ناشتی
تو ہڈی پر کتوں سے چھینا جھپٹی کرتا ہے — تو خالی پیٹ بانسری کی طرح آہ و فریاد کرتا ہے

سوئے ما منگر بخواری سُست سُست — تا نگویم آنچہ در رگ ہائے تُست
میری جانب حقارت اور ذلت کی نگاہ سے نہ دیکھ — تاکہ تیری رگ رگ کا حال نہ کہہ ڈالوں

عقلِ خود را از منِ افزوں دیدۂ — تو منِ کم عقل را چوں[3] دیدۂ
تو نے اپنی عقل کو میری عقل سے بڑا سمجھا ہے — تو نے مجھ کم عقل کو کیوں پسند کیا ہے؟

ہمچو گُرگِ زشت اندر ما مجہ — اے ز ننگِ عقلِ تو بے عقل بہ
بدمزاج، بھیڑیے کی طرح مجھ پر نہ جھپٹ — تیری قابل شرم عقل سے بے عقل ہونا اچھا ہے

چونکہ عقلِ تو عقیلہ مردم ست — آں نہ عقل ست بلکہ مار و کژدم ست
چونکہ تیری عقل انسانوں کے لئے پھندا ہے — یہ عقل نہیں ہے بلکہ سانپ اور بچھو ہے

خصمِ ظلم و مکرِ تو اللہ باد — دستِ عقلِ تو زما کوتاہ باد
تیرے ظلم اور مکر کو اللہ سمجھے — (خدا کرے) تیری عقل کی دست درازی ہم پر نہ ہو

ہم تو ماری ہم فسوں گر اے عجب — مار گیر و ماری اے ننگِ عرب
ہائے تعجب! تو سانپ بھی ہے اور منتر پڑھنے والا بھی — اے عرب کے لئے باعث ذلت تو سانپ بھی ہے اور سپیرا بھی

زاغ اگر زشتی خود بشناختے — ہمچو برف از رنج و غم بگداختے
کوا اگر اپنی بد صورتی کو پہچان لیتا — رنج اور غم سے برف کی طرح پگھل جاتا

مَردِ افسوں گر بخواند چوں عدو — اُو فسوں بر مار و مارا افسوں بَرُد
منتر پڑھنے والا دشمن کی طرح پڑھتا ہے — وہ سانپ پر منتر اور سانپ اس پر منتر (پڑھتا ہے)

---

[1] گفت پیغمبر۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلْقَنَاعَۃُ کَنْزٌ لَّا یَنْفَدُ قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا ہے گنج رواں۔ قارون کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کا نام ہے مخواں۔ نہ بلا

[2] بغل زدن۔ جوڑے پن کو ظاہر کرنا دو کبوتروں کا مل کر پرواز کرنا جوڑا ہونے کی نشانی ہے۔ دغل۔ کھوٹ مکر۔ قدم زدن۔ برابری کرنا۔ بگ بیگ کا مخفف ہے سردار مگس۔ مکھی۔ رگ زدن۔ خون نکالنا۔ چاشت۔ حملہ، چھینا جھپٹی۔ اشکم۔ شکم ہمزہ زیادہ ہے۔ ناشتہ رونا۔ چیخنا، فریاد، خواری۔ ذلت۔ سُست نگریستن۔ ذلت سے دیکھنا۔

[3] چوں دیدۂ جوڑے کے لئے مجھے کیوں پسند کیا ہے۔ عقیلہ۔ ری یعنی تو اپنی عقل کے ذریعہ لوگوں کو پھانستا ہے ہم تو۔ تو انسانوں کو تباہ کرتا ہے تو تو سانپ ہے، لوگوں کو پھنساتا ہے تو تو سپیرا ہے۔ زشتی۔ خود یعنی اپنی بدصورتی۔ مرد سپیرا اگر سانپ پر منتر پڑھتا ہے تو سانپ بھی اسپر منتر پڑھتا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ سپیرا سانپ پکڑنے کے شوق میں مبتلا ہے۔

گر نبودے[1] دامِ اُو افسونِ مار — کے فسونِ مار راگشتے شکار
اگر سانپ کا منتر اس کے لئے جال نہ ہوتا — تو وہ سانپ کے منتر کا شکار کب بنتا؟

مردِ افسوں گر ز حرصِ کسب و کار — در نیا بد آں زماں افسونِ مار
منتر پڑھنے والا، کمائی اور کام کی حرص کیوجہ سے — اسوقت سانپ کے منتر کو محسوس نہیں کرتا ہے

مار گوید اے فسوں گر ہین و ہیں — آنِ خود دیدی فسونِ من ببیں
سانپ کہتا ہے، اے سپیرے! خوب دیکھ لے — تو نے اپنا منتر دیکھا، میرا منتر (بھی) دیکھ لے

تو بنامِ[2] حق فریبی مَر مرا — تا کُنی رُسوائے شور و شر مرا
تو اللہ کے نام کے ذریعہ مجھے پھانستا ہے — تاکہ تو مجھے شور و شر سے رسوا کرے

نامِ حقّم بست نے آں رائے تو — نامِ حق رادام کردی وائے تو
مجھے اللہ کے نام نے باندھا نہ کہ تیری رائے نے — تو نے اللہ کے نام کو جال بنایا، تجھ پر افسوس ہے

نامِ حق بستاند از تو دادِ من — من بنامِ حق سپردم جان و تن
اللہ (تعالیٰ کا نام) سے مجھے انصاف دلائیگا — میں نے اللہ کے نام پر جان اور جسم کا سپرد کردیا ہے

تا بزخمِ من رگِ جانت بُرد — یا تُرا چوں من بزندانے[3] بَرد
تاکہ میرے غم کے بدلے تیری جان کی رگ کاٹ دے — یا تجھے میری طرح قید خانہ میں ڈالدے

زن ازیں گونہ خشن گفتار ہا — خواند بر شوئے خود آں طومار ہا
عورت اس قسم کی سخت باتیں — دفتر در دفتر شوہر کو سُناتی رہی

نصیحت کردنِ مرد زن را کہ در فقیراں بخواری
مرد کا عورت کو نصیحت کرنا کہ فقیروں کو ذلت سے نہ دیکھ اور اللہ

منگر و در کارِ حق بگمانِ کمال نگر و طعنہ مزن در
کے معاملہ کے کمال کے گمان سے نظر کر اور اپنے افلاس کی وجہ

فقر و فقیراں از بے نوائی خویشتن
سے فقر اور فقیروں پر طعنہ زنی نہ کر

مرد چوں ایں طعنہ ہا از زن شنفت — مستمع شد بعد ازیں بیں تا چہ گفت
مرد نے جب یہ طعنے عورت کے سنے — سنتا رہا، اس کے بعد دیکھ کیا کہا؟

گفت اے زن تو زنی یا بوالحزن — فقر فخر آمد مرا طعنہ مزن
بولا، اے بیوی! تو عورت ہے یا مجسم غم — مجھے طعنہ نہ دے فقر (باعث) فخر ہے

[1] گر نبودے۔ سانپ نے جو منتر پڑھا ہے وہ سپیرے کے لئے جال ہے۔ آنِ خود۔ یعنی اپنا منتر۔
[2] نامِ حق۔ منتر میں اللہ کے نام استعمال ہوتے ہیں۔ شور و شر۔ یعنی سانپ کا تماشہ دیکھنے والوں کا۔ نامِ حق۔ چونکہ سپیرے نے اللہ کے ناموں کا غلط کاموں کے لئے استعمال کیا ہے۔
[3] زندانے۔ یعنی جس طرح سپیرے نے قید کیا ہے۔ خشن۔ سخت، ناگوار طومار۔ دفتر۔ مستمع۔ سننے والا۔ بوالحزن۔ غموں کا باپ یعنی بہت غمگین، مالداروں کو حشر میں بہت غم اٹھانے پڑینگے۔

مال وزّ رسَر رابُود ہمچوں کلاہ[1]
مال و زر ایسے ہیں جیسے سر کی ٹوپی

گُل بُوَد آں کز کُلہ سازد پناہ
جو شخص ٹوپی کی پناہ پکڑتا ہے، گنجا ہوتا ہے

آنکہ زُلف و جَعد رعنا باشدش
جس کی زلف حسین، اور گھونگریالے بال ہوں

چوں کُلاہش رفت خوشتر آیدش
جب اس کی ٹوپی نہ ہو تو اور زیادہ حسین ہوتا ہے

مردِ حق باشد بمانندِ بَصر
مردِ خدا بینائی کی طرح ہے

پس برہنہ بہ کہ پوشیدہ بَصر
پس بینائی کھلی اچھی ہے یا ڈھکی ہوئی؟

وقت عُرضہ[2] کردن آں بَردہ فروش
غلام فروش دکھاتے وقت

بر کُند از بندہ جامہ عیب پوش
غلام کے عیب چھپانیوالے کپڑے اتار دیتا ہے

وَر بود عیبے برہنہ اش کے کُند
اگر کوئی عیب ہو، اس کو ننگا کب کریگا؟

بل بجامہ خدعۂ بادے کُند
بلکہ کپڑوں کے ذریعہ اس کو دھوکا دیگا

گوید ایں شرمندہ اَست از نیک و بد
کہے گا، یہ اچھے برے سے شرماتا ہے

از برہنہ کردن اُواز تو رمد
ننگا کرنے سے تیرے پاس سے بھاگ جائیگا

خواجہ در عیب ست عُرقہ تا بگوش
آقا کانوں تک عیب میں ڈوبا ہوا ہے

خواجہ را مال ست و مالش عیب پوش
(لیکن) آقا کے پاس مال ہے اور اس کا مال عیب کو چھپانیوالا ہے

کز طمع عیبش نہ بیند طامعے
لالچی لالچ کی وجہ سے اس کے عیب نہیں دیکھتا ہے

گشت دلہا را طمعہا جامعے
لالچ دلوں کو جوڑنے والا بن گیا ہے

ور گدا گوید سخن چوں زرِّ کاں[3]
اگر فقیر کان کے سونے کی سی بات کہے

رہ نیا بد کالۂ اُو در دُکاں
اس کا سامان دُکان میں راہ یاب نہیں ہوتا ہے

کار درویشی ورائے فہم تُست
درویشی کا معاملہ تیری سمجھ سے اونچا ہے

سُوئے درویشاں تو منگر سُست سُست
تو ذلت سے درویشوں کو نہ دیکھ

زانکہ درویشی ورائے کارہاست
کیونکہ درویشی دنیوی کاموں سے جداگانہ چیز ہے

دَمبدم از حق مر ایشانرا عطاست
ان (درویشوں) کیلئے اللہ کی طرف سے ہر وقت بخشش ہے

بلکہ درویشاں ورائے مُلک و مال
بلکہ درویش ملک اور مال کے علاوہ

روزیِ دارند ژرف از ذوالجلال
اللہ سے ایک بھاری روزی پاتے ہیں

حق تعالیٰ عادِل ست و عادلاں
اللہ تعالیٰ عادل ہے، اور عادل

کے کُنند اِستمگری بر بے دلاں
کمزوروں پر کب ظلم کرتے ہیں؟

[1] کلاہ۔ ٹوپی۔ گل گنجا۔ کُلہ کلاہ کا مخفف ہے۔ جعد۔ گھنگریالے بال۔ رَعنا۔ حسین، خوبصورت۔

[2] عُرضہ کردن پیش کرنا۔ بَردہ۔ غلام، لونڈی۔ خُدعہ۔ دھوکا۔ دے یعنی خریدار۔ خواجہ۔ آقا۔ طامع لالچی۔ دلہا۔ یعنی لالچی اور مالدار کے دل۔ جامع۔ اکٹھا کرنے والا۔

[3] زرِّ کان۔ خالص سونا۔ جو کان سے برآمد ہوا ہے۔ کالہ۔ سامان۔ دُکان، یعنی سننے والے کا کان۔ فہم۔ سمجھ، عقل۔ کارہا۔ دنیا کے معاملے ذوالجلال اللہ تعالیٰ۔ استمگری۔ ستمگری ہمزہ زیادہ ہے۔

آں یکے را نعمت و کالا دہند — ویں دگر را بر سرِ آتش[1] نہند
ایک کو نعمت اور سامان دیں — دوسرے کو آگ پر رکھیں

آتشش سوزد کہ دارد ایں گماں — بر خدائے خالقِ ہر دو جہاں
اس کو آگ جلائے جو یہ گماں کرے — دونوں جہان کے خالق کے بارے میں

"فقر فخری" نز گزاف ست و مجاز — صد ہزاراں عز پنہان ست و ناز
"فقر میرا فخر ہے" نہ گپ ہے نہ مجاز — لاکھوں عزتیں اور ناز پوشیدہ ہیں

از غضب بر من لقبہا راندۂ — مارخوی و مار گیرم خواند
تو نے غصہ سے میرے بہت نام دھرے — تو نے مجھے سانپ جیسی خصلت والا اور سپیرا بتایا

گر بگیرم مار و دندانش کنم — تا کِشَد از سر کوفتن ایمن کنم
اگر میں سانپ پکڑتا ہوں اور اس کے دانت اکھاڑ دیتا ہوں — تو اس لئے کہ اس کو سر کچلنے سے محفوظ کر دوں

زانکہ آں دانداں عدوئے جانِ اوست — من عدو را می کنم زیں علم دوست
چونکہ دانت اس کی جان کے دشمن ہیں — میں دشمن کو اس علم کے ذریعہ دوست بناتا ہوں

از طمع ہرگز نخوانم من فسوں — ایں طمع را کردہ ام من سرنگوں
میں لالچ کی وجہ سے منتر نہیں پڑھتا ہوں — میں نے تو لالچ کو اندھے منہ کر دیا ہے

خاش للہ طمع من از خلق نیست — از قناعت در دلِ من عالمے ست
خدا کی قسم مجھے لوگوں سے لالچ نہیں ہے — میرے دل میں قناعت کا ایک جہان ہے

از سرِ[2] امرود بن بینی چناں — زاں فرود آ تا نماند آں گماں
تو امرود کے درخت سے ایسا دیکھتی ہے — اس سے اترا تاکہ وہ گمان نہ رہے

چونکہ[3] بر گردی و سر گشتہ شوی — خانہ را گردندہ بینی و آں توئی
جب تو گھومے اور سر چکرانے لگے — تو گھر کو گھومتا دیکھے گا حالانکہ گھومنے والا تو ہی ہے

دَر بیانِ آنکہ جُنبیدنِ ہر کسے از ا نجاست کہ ویست
اس بیان میں کہ ہر چیز کا حرکت کرتے نظر آنا اس لئے ہے کہ وہ

ہر کسے را از چُنبرہ وجودِ خود بیند تا بہ کبود آفتاب را
ہر چیز کو اپنے وجود کے حلقہ سے دیکھتا ہے یہاں تک کہ نیلے رنگ کے

کبود نماید سُرخ سُرخ نماید چوں تابہا از رنگ
ذریعہ سورج کو نیلا اور سُرخ کے ذریعہ سُرخ دکھاتا ہے جب چمک رنگ سے

---

[1] آتش۔ یعنی مُفلس کی آگ۔ آتشش سوزد۔ یعنی جو خدا کے بارے میں یہ خیال کرے کہ غنی باعث رحمت اور فقر باعث عذاب ہے خدا اس کو برباد کر دے۔ فقر فخری۔ حدیث صحیح بات ہے اور اپنے حقیقی معنی میں ہے۔ لقبہا۔ یعنی بیوی نے جو سپیرا کہا۔ ایمن۔ مطمئن۔ عدو۔ سانپ کو اس کے دانتوں کی وجہ سے مارا جاتا ہے۔ زیں علم۔ منتر۔ ایں طمع یعنی میں نے لالچ کو دل سے نکالدیا ہے۔ قناعت۔ تھوڑے پر صبر کرنا

[2] سرِ امرود۔ مولانا نے دفتر چہارم میں ایک قصہ نقل کیا ہے کہ ایک بدکار عورت نے اپنے شوہر کیساتھ یہ فریب کیا کہ اس کو باغ میں لے گئی اور ایک امرود کے درخت کے نیچے لیجا کر بولی کہ تو نیچے میں اوپر سے امرودوں کی شوہر نیچے رہا اوپر سے امرود دینے لگی پھر تھوڑی دیر بعد شوہر چلانے لگی کہ تو بدفعلی کیوں کرا رہا ہے عورت حیران ہوا اور انکار کیا تو بولی اچھا تو اوپر چڑھ کر امرود توڑ کر مجھے دے اور خود نیچے اتر آئی۔ جب وہ امرود توڑ کر دے رہا تھا اسنے اپنے ایک یار کو بلالیا اور اس سے زنا میں مصروف ہوگئی۔ شوہر اوپر سے چیخا کہ یہ کیا حرکت ہے تو کہنے لگی کچھ نہیں ہاں یہ اس پیڑ کا اثر ہے کہ جو اسپر چڑھا ہوتا ہے اس کو نیچے کا آدمی بدفعلی کراتا نظر آتا ہے۔ مولانا نے اسی قصہ کیطرف اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔ بن۔ پودا۔ پیڑ۔

[3] چونکہ۔ جس شخص کا سر گھومتا ہے اس کو ہر چیز گھومتی نظر آتی ہے۔ چنبرہ۔ حلقہ۔ کبود۔ نیلا۔ دربیان۔ اس عنوان کا خلاصہ یہ ہے کہ اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ ہر انسان اپنے اوپر دوسرے کو قیاس کرتا ہے برے کو سب برے اور اچھے کو اچھے نظر آتے ہیں۔

بیروں آید و سفید شود از ہمہ تابہائے دیگر راست
صاف ہو جاتی ہے اور سفید ہو جاتی ہے تو تمام دوسری روشنیوں سے زیادہ صحیح
گوتر باشد
دکھانے والی ہوتی ہے

دید احمدؐ را ابو جہل و بگفت — زشت نقشی کز بنی ہاشم شگفت
ابوجہل نے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا اور کہا — تو بدصورت ہے جو بنی ہاشم میں پیدا ہوا ہے
گفت احمدؐ مر ورا کہ راستی — راست گفتی گرچہ کارا افزاستی
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ تو سچا ہے — تو نے سچ کہا ہے اگرچہ بیہودہ گو ہے
دید صدیقؓ نقش بگفت اے آفتاب — اے زِ شرقی نے ز غربی خوش بتاب
حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) نے اس کو دیکھا تو کہا اے آفتاب! — اے وہ کہ جو نہ مشرقی ہے نہ مغربی خوب روشن ہو
گفت احمدؐ راست گفتی اے عزیز — اے رہیدہ توز دنیائے نچیز
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا اے عزیز! تو نے سچ کہا — اے وہ! کہ جو نا چیز دنیا سے آزاد ہے
حاضراں گفتند کاے صدرُ الوَرا — راست گو گفتی تو دو ضد گو راچرا
حاضرین نے کہا، کہ اے سرورِ عالمؐ! — آپ نے دو متضاد باتیں کہنے والوں کو سچا کیوں کہا؟
گفت من آئینہ ام مصقولِ دست — تُرک و ہندو در من آں بیند کہ ہست
فرمایا میں ہاتھ کا منجھا ہوا آئینہ ہوں — تُرک اور ہندوستانی مجھ میں وہی دیکھتا ہے جو وہ خود ہے
ہر کرا آئینہ باشد پیشِ رُو — زشت و خوبِ خویش را بیند درُو
جس کے منہ کے سامنے آئینہ ہو — اپنے اچھے اور برے کو اس میں دیکھے گا
اے زن ار طمّاع می بینی مرا — زیں تحرّیِ زنانہ بَر تَرآ
اے بیوی! اگر تو مجھے لالچی سمجھتی ہے — تو اس زنانہ اٹکل سے باہر نکل
آں طمع را مائدہ و رحمت بُوَد — کُو طمع آنجا کہ آں نعمت بُوَد
وہ (فقر) لالچ کے مشابہ ہے اور رحمت ہوتا ہے — جہاں یہ نعمت ہو وہاں لالچ کہاں؟
امتحاں کُن فقر را روزے دو تو — تا بفقر اندر غِنا بینی دو تو
تو دو دن فقر کو آزمالے — تاکہ فقر کے ذریعے تجھے دوگنی غنا نظر آئے
صبر کُن با فقر و بگذار ایں مَلال — زانکہ در فقرست عزِ ذُوالجلال
فقر پر صبر کرلے اور اس رنج کو ترک کردے — کیونکہ فقر میں خدا داد عزت ہے

۱ کارافزاء ضرورت سے زیادہ کام کرنے والا۔
۲ صدیق۔ حضرت ابوبکرؓ کا لقب ہے۔ نے زعربی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف مشرق والوں کے لئے ہیں۔ نہ مغرب والوں کے لئے بلکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ نچیز۔ ناچیز۔ کائے۔ کہ اے۔ صدر الوریٰ۔ مخلوق کے سردار۔
۳ ضد گو۔ خلاف بولنے والا، مصقول۔ منجھا ہوا۔ تُرک۔ یعنی گورا۔ ہندو یعنی کالا۔ تحرّی۔ اٹکل کرنا۔ آں لوگوں کو مستخر کرنا آں۔ نعمت یعنی رحمت خداوندی۔ دوتو۔ دوگنا۔

سر کہ امفروش و ہزاراں جاں ببین
ترش روئی نہ کر اور دیکھ ہزاروں جانیں

از قناعت غرقِ بحر انگبیں
قناعت کیجیے سے شہد کے سمندروں میں ڈوبی ہوئی ہیں

صد ہزاراں جان تلخی کش نگر
تلخی برداشت کرنیوالی لاکھوں جانوں کو دیکھ

ہمچو گل آغشتہ اندر گل شکر
گلقند میں پھولوں کی طرح لت پت ہیں

اے دریغا مر ترا گنجا بدے
ہائے افسوس! تجھ میں اگر گنجائش ہوتی

تا ز جانم شرحِ دل پیدا شدے
تو میری جان سے دل کی شرح ظاہر ہوتی

ایں سخن شیرست در پستانِ جاں
یہ باتیں جان کے پستان میں دودھ ہیں

بے کشندہ خوش نمیگردد رواں
چوسنے والے کے بغیر اچھی طرح جاری نہیں ہوتی ہیں

مستمع چوں تشنہ و جوینده شد
سننے والا جب پیاسا اور طلبگار ہو

واعظ ار مُردہ۲ بود گوینده شد
وعظ کہنے والا اگر مردہ (بھی) ہو تو بولنے لگتا ہے

مستمع چوں تازہ آید بے ملال
سننے والا جب تازہ دم اور بے تکان ہو

صد زباں گردد بگفتن گنگ و لال
سینکڑوں گونگی زبانیں بولنے لگتی ہیں

چونکہ نا محرم درآید از درم
جب دروازے سے کوئی نا محرم آتا ہے

پردہ در پنہاں شوند اہل حرم
مستورات پردے میں چھپ جاتی ہیں

وردرآید محرمے دور از گزند
اور اگر کوئی محرم آتا ہے خدا اس کو سلامت رکھے

برگشایند آں ستیراں روئے بند
تو مستورات نقاب اٹھا دیتی ہے

ہر چہ۳ را خوب و خوش و زیبا کنند
جس چیز کو اچھا اور عمدہ اور حسین بناتے ہیں

از برائے دیدۂ بینا کنند
دیکھنے والی آنکھ کے لئے بناتے ہیں

کے بود آوازِ چنگ از زیر و بم
سارنگی کی زیر و بم کی آواز کب ہوتی ہے؟

از برائے گوش بے حس اصم
بہرے، بے حس کے کان کے لئے

مشک را حق بیہدہ خوشدم نکرد
اللہ تعالیٰ نے مشک کو خوشبو دار بیکار نہیں بنایا

بہر شم کردو پئے اخشم نکرو
سونگھنے کیلئے بنایا ہے بخس ناک والے کیلئے نہیں بنایا

نائے راحق بیہدہ خوشدم نکرد
اللہ تعالیٰ نے بانسری کو خوش آواز بیکار نہیں بنایا

بہر انس آمد پئے اہرم نکرد
انسان کیلئے بنی ہے شیطان کیلئے نہیں بنی

حق زمین و آسماں برساختہ است
اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بنایا ہے

درمیاں بس نور و نار افروختہ است
درمیان میں نور اور نار کو روشن کیا ہے

۱ سر کہ مفروش۔ ترشروئی نہ کر۔ قناعت۔ تھوڑے پر صبر کرنا۔ انگبین۔ شہد آغشتن۔ آلودہ ہونا۔ گلشکر۔ گلقند۔ گنجا۔ گنجائش کا مخفف ہے۔ ایں۔ سخن۔ یعنی اسرار معرفت شیخ پر اسیوقت وارد ہوتے ہیں۔ جب کوئی طالب صادق ہو۔

۲ مُردہ بود۔ یعنی شیخ کی طبیعت حاضر نہ بھی ہو وواردات شروع ہو جاتی ہیں۔ گنگ۔ گونگا۔ لال۔ گونگا۔ نامحرم۔ اجنبی۔ یعنی وہ شخص جو اسرار سننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ اہل حرم۔ زنانہ خانہ۔ یعنی اسرار معرفت۔ ستیراں۔ مستورات یعنی اسرار معرفت۔ روئے۔ بند۔ نقاب۔

۳ ہر چہ۔ یعنی اسرار اہل معرفت کے لئے ہیں۔ اصم۔ بہر۔ اشم سونگھنا۔ اخشم۔ جس کی نام میں جس نہ ہو۔ خوشدم۔ خوش آواز۔ انس۔ انسان۔ اہرم۔ شیطان۔ دو۔ نور و نار۔ خیر و شر۔

ایں زمیں را از برائے خاکیاں — آسماں را مسکنِ افلاکیاں
اس زمین کو خاک والوں کے لئے — آسمان کو آسمان والوں کے رہنے کی جگہ (بنایا)

مردِ سفلی[1] دشمنِ بالا بُوَد — مُشتری ہر مکاں پیدا بُوَد
نیچے رہنے والا انسان اوپر کا مخالف ہوتا ہے — ہر مکان کا خریدار پیدا ہو جاتا ہے

اے ستیرہ[2] ہیچ تو برخاستی — خویشتن را بہر کورآ راستی
اے پردہ نشین! تجھی تو تیار ہوئی ہے — اپنے آپ کو اندھے کے لئے تو نے آراستہ کیا ہے

گر جہاں را پُر دُرِ مکنوں کنم — روزیِ تو چوں نباشد چوں کنم
اگر میں دنیا کو اچھوتے موتیوں سے بھر دوں — تب بھی تیرا حصہ نہ ہو تو میں کیا کروں؟

ترک جنگ و رہزنی اے زن بگو — ور نمیگوئی بترکِ من بگو
اے بیوی ڈکیتی اور جنگ ترک کر دے — اگر نہیں چھوڑتی ہے تو مجھے چھوڑ دے

مر مرا چہ جائے جنگ نیک و بد — کایں دلم از صُلحہا ہم می رمد
نیک و بد کی لڑائی کا میرے لئے کیا موقع ہے؟ — اس لئے کہ میرا دل تو صلح سے بھی بھاگتا ہے

برسرِ ایں ریشہا نیشم مزن — زخمہا بر جانِ بے خویشم مزن
میرے ان زخموں پر ڈنک نہ مار — میری بے خود جان پر زخم نہ لگا

گر خموش گردی وگرنہ آں کُنم — کہ ہمیں دم ترکِ خان و ماں کُنم
اگر تو چپ ہوتی ہے تو خیر ورنہ میں یہ کرونگا — کہ ابھی گھر بار چھوڑ دوں گا

پا برہنہ گشتن بہ است از کفش[3] تنگ — رنجِ غُربت بہ کہ اندر خانہ جنگ
تنگ جوتے سے پیر کا ننگا ہونا بہتر ہے — خانہ جنگی سے، سفر کی تکلیف بہتر ہے

مُراعات کردن زن شوئے را و استغفار

عورت کا مرد کی رعایت کرنا اور اپنے کہے ہوئے سے

نمودن از گفتہ خود

توبہ کرنا

زن چو دید اُورا کہ تند و توسن ست — گشت گریاں گریہ خود دامِ زنست
جب عورت نے اس کو دیکھا کہ تند اور تیز ہے — رونے لگی، رونا تو خود عورت کا جال ہے

گفت از تو کے چُنیں پنداشتم — از تو من اُمّیدِ دیگر داشتم
بولی میں تمہیں ایسا نہ خیال کرتی تھی — تم سے تو مجھے اور ہی توقع تھی

[1] سفلی۔ نچلے درجہ کا دشمن۔ مخالف۔ مُشتری خریدار۔ ستیرہ۔ مستورہ، پردہ نشین۔ کور اندھا۔

[2] دُرِ مکنوں سیپ میں چھپا ہوا موتی جو نہایت آبدار ہوتا ہے۔ مرا یعنی جنگ وجدل تو درکنار صلح کی بھی میرے دل میں گنجائش نہیں، علائق دنیوی ختم کر چکا ہوں۔ نیش۔ ڈنک۔ بے خویش۔ کمزور، بے طاقت۔ خان و مان۔ گھر بار۔

[3] کفش۔ جوتا۔ غربت۔ مسافرت، بے وطنی مراعات۔ رعایت برتنا۔ استغفار معافی چاہنا۔ توسن۔ سین کے فتحہ کے ساتھ، سرکش گھوڑا۔ دام۔ جال۔ دیگر۔ یعنی جو تو نے کہا اس کے خلاف۔

زن درآمد از طریقِ نیستی ۱ گفت من خاکِ شمایم نے ستی
عورت خاکساری سے پیش آئی بولی میں تمہاری خاک ہوں بیوی نہیں ہوں

جسم و جانم ہر چہ ہستم آنِ تُست حُکم و فرماں جملگی فرمانِ تُست
میرا جسم اور جان جو کچھ بھی ہے تیری ملک ہے حکم اور فرمان سب تیرا (حق) ہے

گر ز درویشی دلم از صبر جَست بہرِ خویشم نیست ایں بہرِ تو است
اگر فقیری سے میرا دل اُکھڑا یہ اپنے لئے نہیں (بلکہ) تیرے لئے ہے

تو مَرا در دردہا بودی دَوا من نمی خواہم کہ باشی بے نَوا
تو میرے دردوں کی دوا رہا ہے میں نہیں چاہتی کہ تو بے سرو سامان رہے

جانِ تو کز بہرِ خویشم نیست ایں از برائے تُست ایں بانگ و حنیں
تیری جان کی قسم! یہ اپنے لئے نہیں ہے یہ رونا اور چیخنا تیرے لئے ہے

خویشِ من واللہ کے بہرِ خویشِ تو ہر نفَس خواہد کہ میرد پیشِ تو
خدا کی قسم میری ہستی تیرے لئے ہے وہ ہر وقت چاہتی ہے کہ تجھ پر قربان ہو جائے

کاش ۲ جانت کش روانِ من فدے از ضمیرِ جانِ من واقف شُدے
کاش تیری وہ جان جس پر میری جان فدا ہے میری جان کے دل کی بات سے واقف ہو جاتی ہے

چوں تو با من ایں چنیں بودی بظن ہم ز جان بیزار گشتم ہم ز تن
جبکہ تیرا گمان میرے ساتھ یہ ہے میں جسم و جان سے بیزار ہو گئی ہوں

خاک را بر سیم و زر کردیم چوں تو چنینی ۳ با من اے جانرا سکوں
میں نے چاندی سونے پر خاک ڈالی جبکہ تیرا میرے ساتھ یہ معاملہ ہے اے سکون دل!

تو کہ در جان و دلم جامی کنی زیں قدر از من تبرّا می کنی
تو جو کہ میرے دل و جان میں جگہ بنائے ہوئے ہے مجھ سے اسقدر (اظہار) بیزاری کر رہا ہے

تو تبرّا کُن کہ ہستت دستگاہ اے تبرّائے تُرا جاں عُذر خواہ
تو بیزار ہو جا، کیونکہ تجھے اختیار ہے اے (وہ کہ) تیری بیزاری سے میری جان معافی چاہتی ہے

یاد می کُن آں زمانے را کہ من چوں صنم بُودم تو بُودی چوں شمن
وہ وقت بھی یاد کر کہ ..... میں بت کی طرح تھی اور تو پجاری کی طرح تھا

بندہ بر وفقِ تو دل افروختست ہر چہ گوئی پختہ گویم سوختست
بندی نے تیری موافقت کیلئے دل منور کر لیا ہے جس کو تو کہے گا پک گیا میں کہونگی جل گیا ہے

۱ نیستی۔ خاکساری۔ ستی۔ نیک عورت آن۔ ملکیت۔ جملگی تمام بہر تو تیرے لئے۔ جان تو تیری جان کی قسم۔ بانگ چیخ و پکار۔ حنین۔ رونا۔ خویش من۔ میری ہستی۔ ہر نفس ہر دم

۲ کاش۔ تو کہ جس پر میری جان قربان ہے میرے دل کی بات سے واقف ہو جاتا اور میرے ظاہر الفاظ سے برا نہ مانتا۔ چوں۔ تو نے بدگمانی سے سمجھا کہ میں محض اپنے آرام کے لئے زر کی طالب ہوں۔ لہٰذا میں جینے سے بیزار ہوں۔

۳ تو چنینی۔ یعنی جب تیرا میرے بارے میں یہ خیال ہے۔ تبرّا۔ اظہار بیزاری۔ دستگاہ۔ قدرت، قابو۔ صنم۔ بت۔ شمن۔ شین اور میم کے فتحہ کے ساتھ، بت پرست ہر چہ یعنی تجھ سے ایک قدم آگے بڑھ کر تائید کرونگی۔

من سپاناخ[1] ا توام ہر چم پزی
میں تیرے لئے پالک کا ساگ ہوں جس چیز میں تو چاہے مجھے پکالے

یا بہ ترشی یا بہ شیریں می سزی
کھٹائی میں یا مٹھائی میں تیرے لئے مناسب ہے

کفر گفتم تک بایماں آمدم
میں نے کفر بکا اب میں ایمان لے آئی ہوں

پیشِ حکمت از سرِ جاں آمدم
تیرے حکم کے سامنے جان سے حاضر ہوں

خوئے شاہانہ ترا نشناختم
تیرے شاہانہ مزاج کو میں نہ پہچانی

پیشِ تو گستاخ خر[2] درتاختم
تیرے سامنے بے باکی سے میں نے سواری ہانکی

چوں زعفو تو چراغے ساختم
اب تیرے عفو کو میں نے چراغ بنا لیا

توبہ کردم اعتراض انداختم
میں نے توبہ کر لی، اعتراض کو چھوڑ دیا

می نہم پیشِ تو شمشیر و کفن
میں تیرے سامنے تلوار اور کفن رکھتی ہوں

می کشم پیش تو گردن رابزن
تیرے سامنے گردن جھکاتی ہوں مجھے مار ڈال

از فراقِ تلخ می گوئی سخن
تو کڑوے فراق کی بات کرتا ہے

ہر چہ خواہی کن ولیکن ایں مکن
جو چاہے کر لیکن یہ نہ کر

در تو از من عذر خواہے ہست سرّ
میرے بارے میں تجھ میں عذر خواہی کرنیوالی ایک پوشیدہ چیز ہے

باتو بے من اُو شفیعے مستمرّ[3]
جو میری عدم موجودگی میں ہمیشہ تجھ سے سفارش کرنیوالی ہے

عذر خواہم در درونت خلقِ تُست
میرا عذر خواہ تیرے اندر ہے، وہ تیرا اخلاق ہے

زاعتمادِ اُو دلِ من جُرم جُست
اس کے بھروسہ پر میرے دل نے جرم کیا ہے

رحم کُن پنہاں زخود اے خشمگیں
اے غضبناک! اپنی طرف سے چپکے سے رحم کردے

اے کہ خُلقت بہ زصد من انگبیں
اے وہ کہ تیرا خلق سو من شہد سے بہتر ہے

زیں نسق می گفت بالُطف و کشاد
اس طور پر نرمی سے اور دل کھولکر وہ کہہ رہی تھی

درمیانِ گریہ بر رُو اوفتاد
روتے روتے منہ کے بل گر پڑی

گریہ چوں از حد گزشت و ہائے ہائے
جب اس کا رونا اور ہائے ہائے کرنا حد سے بڑھ گیا

از حنینش مرد راشُد دل زجائے
اس کے رونے سے مرد کا دل پگھل گیا

چوں قرارش ماند و صبرش بجائے
اس کا صبر و قرار کس طرح باقی رہتا

زانکہ بے گریہ بُد اُو خود دلربائے
اس لئے کہ وہ تو روئے بغیر (ہی) دلربا تھی

ازاں باراں یکے برقے پدید
اُس بارش سے ایک بجلی چمکی

زو شرارے بر دلِ مردے جہید
اور اس کی ایک چنگاری مرد کے دل پر آ گری

---

[1] سپاناخ۔ پالک کا ساگ۔ ہر چم۔ بہر چہ مرا۔ پزی۔ پکتن بمعنی پکانا کا مضارع مخاطب ہے۔ می سزی۔ ترا سزاوار است۔

[2] خر۔ گدھا، سواری ناقص۔ دوڑانا چراغ۔ یعنی مشعل راہ۔ ایں مکن۔ جدائی نہ کر۔ سر۔ باطن۔

[3] مستمرّ۔ ہمیشہ شفیع۔ سفارشی خُلق۔ اخلاق حسنہ۔ انگبیں۔ شہد۔ نسق۔ طرز طریق گشاد۔ گشادش دل حنین۔ رونا۔ دل از جاشدن۔ رحم آنا۔ شرار۔ چنگاری۔

زانکہ بندہ اِ روئے خوبش بُود مَرد
اس لئے کہ مرد اس کے حسین چہرہ کا غلام تھا

چوں بُوَد چوں بندگی آزاد کرد
کیا ہو گا جب آزاد غلامی کرنے لگے؟

آنکہ از کبرش دلت لرزاں بُوَد
وہ جس کے تکبر سے تیرا دل لرزتا ہو

چوں شوی چوں پیشِ تو گریاں شود
تیرا کیا حال ہوگا اگر وہ تیرے سامنے رونے لگے

آنکہ از نازش دل و جان خوں بود
وہ جس کے ناز سے دل اور جان خون ہوں

چونکہ آید در نیاز اُو چوں بُود
جب وہ نیاز مندی کرنے لگے تو کیا ہو گا؟

آنکہ در جَور و جفایش دامِ ماست
وہ جو ظلم و ستم میں ہمارے لئے جال ہے

عُذر ما چہ بُود چو اُو در عُذر خاست
اگر وہ عذر خواہی کرنے لگے تو ہمارا کیا عذر ہوگا؟

آنکہ جز و خونریزیش کارے نبُود
وہ جس کا خونریزی کے علاوہ کوئی کام نہ تھا

چوں نہد گردن زہے سود او سُود
جب وہ گردن جھکا دے تو کتنا اچھا سودا اور نفع ہے

آنکہ جز گردن کشی نایدازو
وہ جس کو تکبر کے سوا کچھ نہ آتا ہو

خوش درآید با تو چوں باشد بگو
تجھ سے اچھی طرح پیش آئے تو بتا کیا ہوگا؟

زُیِّنَ ۲ لِلنَّاسِ حق آراستہ است
''زین للناس'' کو خدا نے آراستہ کیا ہے

زانکہ حق آراست چوں تا نندرست
جسکو خدا نے آراستہ کیا ہے اس سے چھٹکارا کیسے ہو سکتا ہے؟

چوں پے یَسْکُنَ اِلَیْھَا شُ آفرید
جب اس کو یسکن الیھا کیلئے پیدا فرمایا ہے

کے تواند آدمؑ از حوّا برید
تو آدم حوا سے کیسے جدا ہو سکتے ہیں؟

رُستمِ ۳ زال ار بود و زحمزہ بیش
اگر رستم زال ہو اور (حضرت) حمزہؓ سے بھی بڑھا ہوا

ہست در فرماں اسیرِ زالِ خویش
وہ اپنی بوڑھی (بیوی) کے حکم کا قیدی ہے

آنکہ عالم مستِ گفتش آمدے
وہ ذات جس کی گفتگو سے عالم مست ہو جاتا

کَلِّمِینِیْ یَا حُمَیرَا ۴ نیز دے
فرماتی تھی کہ اے حمیرا مجھ سے بات کر

آبِ غالب شد بر آتش از نہیب
بڑائی کی وجہ سے پانی آگ پر غالب ہے

آتشش جوشد چو باشد در حجیب
پردے میں ہو تو وہ آگ سے جوش کھانے لگتا ہے

چونکہ دیگے حائل آمد ہر دورا
جب دیگ دونوں میں حائل ہو گئی

نیست کرد آں آب را کردش ہوا
اس (آگ) نے پانی کو معدوم کر دیا اس کو ہوا بنا دیا

ظاہراً برزن جو آب ار غالبی
اگرچہ بظاہر تو عورت پر پانی کی طرح غالب ہے

باطناً مغلوب وزن راطالبی
در پردہ تو مغلوب اور عورت کا شیدائی ہے

۱ بندہ۔ غلام۔ بندگی غلامی۔ آزاد یعنی محبوب جو آزاد آقا کی طرح ہوتا ہے۔ نیاز۔ عاجزی۔ آنکہ درجور۔ محبوب کا جور و جفا عاشق کا جمال ہے تو معشوق کی عذر خواہی کے بعد عاشق کا کیا حال ہوگا۔ زہے سودا۔ یعنی جب معشوق فرمانبرداری کرنے لگے۔ تو پھر سبحان اللہ۔

۲ زُیِّنَ۔ قرآن پاک کی آیت ہے زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰاتِ مِنَ النِّسَاءِ الخ لوگوں کو مرغوب چیزوں یعنی بیویوں کی دلبستگی بھلی معلوم ہوتی ہے یَسْکُنَ اِلَیْھَا وہ اس سے سکون حاصل کرے حضرت آدم اور حوا کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ حوا کو اس لئے پیدا کیا تا کہ آدم اس سے سکون حاصل کریں۔

۳ رستم زال۔ یعنی زال کا بیٹا رستم۔ زال۔ بوڑھی یہاں بیوی مراد ہے۔ حمزہ۔ ایک مشہور پہلوان بھی ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے چھوٹے چچا کا نام بھی ہے جن کی شجاعت ضرب المثل ہے۔

۴ حمیرا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے۔ نہیب۔ عظمت، رعب، حائل۔ آڑ۔ ہردو۔ آگ پانی باطناً چونکہ تعلق خاطر ہے۔

ایں چنیں خاصیتے[1] از آدمی ست — مہر حیواں را کم ست آں از کمی ست

یہ انسان کی خصوصیت ہے — حیوان میں محبت کم ہے یہ نقصان کیوجہ سے ہے

دَر بیانِ حدیث اِنَّھُنَّ یَغْلِبْنَ الْعَاقِلَ وَیَغْلِبُھُنَّ الْجَاھِلُ

اس حدیث کے بیان میں کہ بیشک وہ عورتیں عقلمند پر غالب ہیں اور جاہل انپر غالب ہے

گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلاں — غالب آید سخت بر صاحبدلاں

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ عورت عقلمندوں — اور صاحب دلوں پر بہت غالب ہے

باز برزن جاہلاں چیرہ شوند — زانکہ ایشاں تُند و بس خیرہ روند

پھر جاہل لوگ عورت پر غالب ہو جاتے ہیں — کیونکہ وہ بدمزاجی اور اکھڑپن سے چلتے ہیں

کم بود شاں رقّت و لُطف و وِداد[2] — زانکہ حیوانی ست غالب بر نہاد

ان میں نرمی، مہربانی اور محبت کم ہوتی ہے — کیونکہ ان کی طبیعت پر حیوانیت غالب ہے

مہر و رقّت وصفِ انسانی بُود — خشم و شہوت وصفِ حیوانی بُود

محبت اور نرمی انسانی وصف ہوتا ہے — غصہ اور شہوت حیوانی وصف ہوتا ہے

پرتوِ حق ست آں معشوق نیست — خالق ست آں گویا مخلوق نیست

وہ اللہ (تعالیٰ) کا عکس ہے، معشوق نہیں ہے — گویا وہ خالق ہے، مخلوق نہیں ہے

تسلیم کردنِ مَرد خود را بآنچہ التماس زن بُوَد از

مرد کا عورت کی درخواست کو قبول کرنا اس روزگار کے بارے میں

طلبِ مَعیشت و آں التماس را اِشارۂ حق دانستن

تھی اور اس التماس کو اللہ کا اشارہ جاننا

بنزدِ عقلِ ہرداندۂ ہست — کہ با گردندہ گرداندۂ ہست

ہر عقلمند کے نزدیک یہ (مسلم) ہے — کہ گھومنے والے کے ساتھ گھمانے والا ہے

ازاں چرخہ کہ گرداند زن پیر — قیاسِ چرخِ[3] گرداں را ہمی گیر

اس چرخ کی طرح جس کو بوڑھی گھما رہی ہے — گھومنے والے آسمان کو قیاس کر لو

مَرد ازاں گفتن پشیماں شد چناں — کز عَوانی ساعتِ مُردن عَوان

مرد اُس گفتگو سے ایسا شرمندہ ہوا — جیسے ظالم مرتے وقت ظلم سے

گفت خصمِ جانِ جاں چوں آمدم — بر سرِ جاں من لگدہا چوں زدم

بولا، جانِ جاں کا میں مدمقابل کیوں بنا؟ — میں نے اپنی جان سے بدسلوکی کیوں کی؟

---

[1] خاصیتے۔ یعنی اُس محبت انسان کا خاصہ ہے۔ از کمی۔ یعنی حیوان کی خلقت انسان سے ناقص ہے۔ حدیث۔ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ حدیث کی مشہور کتابوں میں نہیں ہے۔ تُند۔ بدمزاج۔ خیرہ۔ بیہودہ۔ رقت۔ دل کی نرمی۔

[2] وِداد۔ محبت۔ پرتو۔ روشنی، عکس، شعاع۔ خالق۔ عورت مرد کو جنم دیتی ہے اور تربیت کرتی ہے۔ التماس، درخواست کرنا۔ معیشت۔ روزگار۔

[3] چرخ گرداں۔ آسمان۔ عَوان۔ عین کا فتحہ اور واؤ کا تشدید ہے لیکن یہاں بلاتشدید پڑھا جائے ظالم سخت گیر، عوانی میں یاء مصدری ہے۔ خصم۔ دشمن۔ مخالف۔ جانِ جاں محبوب۔ لگد۔ لاتیں مارنا، بدسلوکی کرنا۔

چوں قضا آید نماند فہم و رائے — کس نمی داند قضا را جُز خدائے
جب قضا آتی ہے عقل اور سمجھ نہیں رہتی ہے — خدا کے علاوہ قضا کو کوئی نہیں جانتا ہے

چوں قضا آید فرو پوشد بَصَر — تا نداند عقلِ ما با رازِ سَر
جب قضا آتی ہے آنکھیں بند کر دیتی ہے — تاکہ ہماری عقل سر پیر کو نہ سمجھ سکے

زاں امام المتقیں[1] ادا دایں خبر — گفت اِذَا جَاءَ الْقَضَاءَ عَمِیَ الْبَصَر
اسی لئے متقیوں کے امام نے یہ خبر دی ہے — فرمایا جب قضا آتی ہے آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں"

چوں قضا بگذشت خود را می خورد — پردہ بدریدہ گریباں می درد
جب قضا گذر جاتی ہے انسان اپنے آپ کو کاٹتا ہے — پردہ چاک کر کے گریبان چاک کرتا ہے

مَرد گفت اے زن پشیماں می شوم — گر بُدم کافر مسلماں می شوم
مرد نے کہا اے بیوی میں شرمندہ ہوں — اگر میں کافر تھا تو مسلمان ہوتا ہوں

من گنہگارم تو اُم رحمے بکُن — بر مکَن یکبار گیم از بیخ و بُن
میں خطا دار ہوں تو مجھ پر رحم کر — ایک بارگی میری بیخ کنی نہ کر

کافرِ پیر ار پشیماں می شود — چونکہ عُذر آرد مسلماں می شود
بوڑھا کافر اگر شرمندہ ہوتا ہے — جب عذر کرتا ہے تو مسلمان ہو جاتا ہے

من گنہگارم تو ام رحمے بکُن — عذر من بپذیر د بشنو این سخن
میں خطاوار ہوں تو مجھ پر رحم کر — میرا عذر قبول کر لے اور یہ بات سن

حضرت[2] پُر رحمت ست و پُر کرم — عاشقِ اُو ہم وجود و ہم عدم
رحمت اور کرم سے بھرا دربار ہے — وجود اور عدم (دونوں) اس کے عاشق ہیں

کفر و ایماں عاشقِ آں کبریا — مِس و نقرہ بندۂ آں کیمیا
کفر اور ایمان اس کبریا کے عاشق ہیں — تانبا اور چاندی اس کیمیا کے غلام ہیں

دَر بیانِ آنکہ موسیٰؑ و فرعون ہر دو مُسخَرِ یک تمشیت انچنانکہ زہر و پا زہر و ظلمت و نور وخلوتِ فرعون باحق تعالیٰ

اس بیان میں کہ موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون دونوں ایک ہی مشیت کے تابع ہیں جیسا کہ زہر اور تریاق اور تاریکی اور روشنی اور فرعون کے اللہ تعالیٰ سے خلوت

[1] امامُ المُتّقین۔ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ می خورد۔ یعنی افسوس میں ہاتھوں کو کاٹتا ہے۔ پردہ۔ یعنی غفلت کا پردہ مکن۔ کندن۔ بمعنی اکھاڑنا سے نہی کا صیغہ ہے۔

[2] حضرت۔ یعنی دربار خداوندی۔ وجود یعنی وجود اور عدم دونوں اس کے حکم کے تابع ہیں۔ مس۔ تانبا۔ مسخر۔ تابع۔ تمشیت۔ مشیت۔ خداوندی پاوزہر۔ تریاق۔

موسیٰؑ و فرعون معنیٰ را رَہی[1] ظاہر آں رہ دارد و ایں بے رہی
موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون ایک حقیقت کے تابع ہیں بظاہر وہ راستہ پر ہے اور یہ بے راہ

روز موسیٰؑ پیشِ حق نالاں شدہ نیم شب فرعون ہم گریاں شدہ
موسیٰ (علیہ السلام) دن میں (بھی) اللہ کے سامنے روتے تھے آدھی رات کو فرعون بھی رویا

کایں چہ غُلّ ست اے خدا بر گردنم ورنہ غُل باشد کہ گوید من منم
کہ اے خدا! میری گردن میں یہ کیسا طوق ہے اگر طوق نہ ہو تو "میں میں ہوں" کون کہے؟

زانکہ موسیٰؑ را تو مہ رُو کردۂ ماہِ جانم را سِیہ رُو کردۂ
جس سے تو نے موسیٰ (علیہ السلام) کو چاند کی شکل کر دیا ہے میری جان کے چاند کو سیہ رو کر دیا ہے

زانکہ موسیٰؑ را مُنَوَّر کردۂ مَر مَر ازاں ہست مُکَدَّر کردۂ
جس سے تو نے موسیٰ (علیہ السلام) کو روشن کر دیا ہے اسی سے مجھے غبار آلود کر دیا ہے

بہتر از ماہے نمود استارہ ام چوں خسوف آمد چہ باشد چارہ ام
میرا ستارہ چاند سے بہتر معلوم ہوتا تھا جب گرہن لگیا میں کیا کروں

نوبتم گر ربّ و سلطاں می زنند مہ گرفت[2] و خَلق پنگاں می زنند
اگر لوگ میرے رب اور سلطان ہونیکا ڈنکا بجاتے ہیں تو چاند گرہن میں ڈگیا، لوگ تھالی بجاتے ہیں

میزنند آں طاس و غوغا می کنند ماہ را زاں زَخمہ رسوا می کنند
لوگ طشت بجاتے ہیں اور شور مچاتے ہیں چاند کو اس ڈنکے سے رسوا کرتے ہیں

من کہ فرعونم[3] ز خلق اے وائے من زخمِ طاس آں ربی الاعلائے من
میں جو کہ فرعون ہوں ہائے افسوس مخلوق کیجانب سے ڈنکے کی چوٹ میرے "ربی الاعلیٰ" پر

خواجہ تاشانیم اَمّا تیشہ ات می شگافد شاخ را در بیشہ ات
ہم ایک آقا کے غلام ہیں لیکن تیرا کلہاڑا تیرے جنگل میں شاخ میں شگاف لگاتا ہے

باز شاخے را مُوَصَّل می کند شاخِ دیگر را مُعَطَّل می کند
پھر ایک شاخ پر پیوند چڑھا دیتا ہے اور دوسری شاخ کو بیکار کر دیتا ہے

شاخ را بر تیشہ دستے ہست نے ہیچ شاخ از دستِ تیشہ رَست نے
شاخ کو کلہاڑے پر قابو ہے نہیں کوئی شاخ کلہاڑے سے بچی نہیں

حَقِّ آں قدرت کہ آں تیشہ تُراست از کرم کُن ایں کژیہا را تو راست
اُس قدرت کے طفیل جو کہ تیرا کلہاڑا ہے کرم کر کے ان کجیوں کو تو سیدھا کر دے

[1] رہی۔ غلام۔ بے رہی۔ گمراہی یعنی نکوکار اور خطا کار دونوں اپنے اختیار کے ساتھ تابع فرمان ہیں۔ کایں۔ کہ ایں۔ مخمل۔ طوق، یعنی اَنانیت کا طوق۔ من منم۔ یعنی انانیت کا دعویٰ۔ مہ رُو۔ چاند کی سی شکل۔ والا مُکَدَّر۔ میلا۔ استارہ۔ ستارہ الف زیادہ ہے۔ خسوف۔ چاند گرہن۔ نوبت۔ زدن۔ نقارہ۔ پیٹنا۔

[2] مہ گرفت۔ چاند گرہن میں ہے۔ پنگاں۔ تھالی، بعض قومیں چاند گرہن کے وقت تھالیاں بجاتی اور ڈھول پیٹتی ہیں تاکہ چاند گرہن سے نکل جائے۔ ملاش طشلا۔ غوغا۔ شور و غل۔ زَخمہ وہ چھلا جو انگلی میں پہن کر ستار بجایا جاتا ہے۔ مضراب

[3] فرعون۔ شاہانِ مصر کا لقب تھا۔ حضرت موسیٰ کے زمانے کے فرعون کا نام مصعب بن ولید تھا لہٰذا فرعون سے مراد شاہ مصر ہے۔ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں۔ یہ فرعون کا مقولہ ہے۔ خواجہ تاش۔ ایک آقا کے دو غلام ہوں۔ تو ہر ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلائیگا۔ تیشہ طبر۔ کلہاڑا۔ بیشہ۔ جنگل مُوصل۔ پیوند نے۔ یعنی شاخ کا کلہاڑے پر کوئی بس نہیں ہے۔ حق یعنی بحق آں قدرت۔ کژی۔ کجی راست۔ سیدھا۔

باز با خود گفتہ فرعون اے عجب
پھر فرعون اپنے دل میں کہتا' ہائے تعجب

من نہ در یا ربنا ۱ ام جملہ شب
کیا میں تمام رات یا ربنا میں نہیں ہوتا ہوں؟

در نہاں خاکی و موزوں می شوم
تنہائی میں متواضع اور معتدل ہو جاتا ہوں

چون بموسیٰؑ می رسم چوں می شوم
جب موسیٰ کے سامنے پہنچتا ہوں، کیسا ہو جاتا ہوں؟

رنگِ زرِّ قلب دہ تو می شود
کھوٹے سونے کا رنگ دس گنا ہوتا ہے

پیشِ آتش چوں سیہ رُومی شود
آگ کے سامنے کیسا کالا منہ ہو جاتا ہے

نے کہ قلب و قالبم در حُکمِ اُوست
کیا ایسا نہیں ہے کہ ہمارا قلب اور جسم اسکے تابع ہیں؟

لحظۂ مغزم کُند یک لحظہ پوست
ایک لحظہ میں ہمیں گودا بنا دیتا ہے ایک لحظہ میں چھلکا

لحظۂ ماہم ۲ کُند لحظہ سیاہ
ایک لحظہ میں ہمیں چاند بنا دیتا ہے ایک لحظہ میں کالا

خود چہ باشد کارِ ایں غیر اِلہ
خدا کے علاوہ یہ کس کا کام ہو سکتا ہے؟

سبز گردم چونکہ گوید کِشت باش
جب وہ کہے کھیتی بن جا میں سبز ہو جاؤں

زرد گردم چونکہ گوید زِشت باش
جب وہ کہے بدصورت بنجا، میں زرد ہو جاؤں

پیشِ چوگانہائے حُکمِ کُن فکان
''کن فکان'' کے حکم کے بلے کے آگے

میدویم اندر مکان و لا مکان
ہم مکان اور لا مکان میں دوڑ رہے ہیں

چونکہ بے رنگے اسیرِ رنگ شد
جب بے رنگ، رنگ کا پابند ہو گیا

مُوسیٰ با مُوسیٰ در جنگ شد
ایک موسیٰ کا دوسرے موسیٰ سے اختلاف ہو گیا

چوں بہ بیرنگی شدی کاں داشتی
جب تو اس بے رنگی میں آ جائے جو تو رکھتا تھا

موسیٰؑ و فرعون دارند ۳ آشتی
(معلوم ہوگا کہ) موسیٰ اور فرعون (باہمی) صلح رکھتے ہیں

گر تُرا آید بریں گفتہ سوال
اگر تو میری اس گفتگو پر سوال کرے

رنگ کے خالی بود از قیل و قال
رنگ قیل و قال سے کب خالی ہو سکتا ہے؟

اے عجب کاریں رنگ از بیرنگ خاست
تعجب ہے، یہ رنگ بے رنگ سے پیدا ہوا

رنگ با بیرنگ چوں در جنگ خاست
رنگ بے رنگ سے کیوں مختلف ہوا؟

اصلِ روغن ز آب افزوں می شود
تیل کا بیج، پانی سے بڑھتا ہے

عاقبت با آب ضد چوں می شود
انجام کار، پانی کے مخالف کیوں ہوتا ہے؟

چونکہ روغن راز آب اسرشتہ اند
جبکہ تیل کو پانی سے تیار کیا ہے

آب با روغن چرا ضد گشتہ اند
تو پانی اور تیل میں کیو تضاد ہے؟

۱ یا ربنا۔ اے ہمارے پروردگار یعنی تمام رات خدا کو پکارتا ہوں۔ خاکی۔ منکسر المزاج ۔ موزوں مرسل۔ رنگ۔ مولانا فرماتے ہیں فرعون کی عادتیں طبع شدہ تھیں حضرت موسیٰ کی آتش کے سامنے انکا سنہرا رنگ سیاہ پڑ جاتا تھا۔ کہ۔ بلکہ۔ قلب۔ روح۔ قالب۔ جسم فرعون کی بات کا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ سب مشیت کے تابع ہیں۔ وہ جس کے ساتھ جو معاملہ چاہتا ہے کرتا ہے۔

۲ ماہم کند۔ مراماہ کند۔ کشت۔ کھیتی۔ زشت۔ برا۔ کن فکان۔ ہو جا، پس ہو گیا قرآن پاک میں ہے۔ جب خدا کسی بات کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو اس کو حکم دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ بے رنگ وجودِ مطلق۔ اسیرِ رنگ یعنی وجودِ مطلق۔ جب تعین کی قید میں آتا ہے اور وہ وجود صفت امکاں کے ساتھ متصف ہو جاتا ہے۔ موسیٰ۔ یہاں مراد مطلقاً نبی ہے۔

۳ دارند آشتی۔ یعنی جو کچھ اختلافات ہیں وہ تعینات کی وجہ سے ہیں وجودِ مطلق کا تقاضہ آشتی اور صلح ہے۔ قیل و قال۔ اختلافات۔ اے عجب۔ یعنی جب وجودِ مطلق ہی کے سب تعینات ہیں تو وجودِ مطلق کے خواص ان میں کیسے بدل گئے۔ اصل۔ اس اشکال کا جواب ہے کہ روغن پانی سے نشوونما پاتا ہے لیکن پانی اور تیل میں بیر ہے۔

چوں[1] گل از خارست و خار از گل چرا — ہر دو در جنگ اند و اندر ماجرا
جب پھول کانٹے سے اور کانٹا پھول سے ہے کیوں؟ — دونوں جنگ میں (مبتلا) ہیں اور بحث و تمحیص میں؟

یا نہ جنگ ست ایں برائے حکمت ست — ہمچو جنگِ خرفروشاں صنعت ست
یا یہ جنگ نہیں ہے، بلکہ مصلحت کیلئے ہے — دلالوں کی جنگ کی طرح مصنوعی ہے

یا نہ این ست و نہ آں حیرانی ست — گنج باید گنج در ویرانی ست
یا نہ یہ ہے اور نہ وہ حیرانی ہے — خزانہ چاہئے اور خزانہ ویرانی میں ہے

آنچہ تو گنجش تو ہم می کنی — زاں تو ہم گنج را گم می کنی
جس کو تو خزانہ سمجھ رہا ہے — اس وہم سے تو خزانہ گم کر رہا ہے

چوں عمارت[2] داں تو وہم و رایہائے — گنج نبود در عمارت جائیہائے
وہم اور تدبیر کو تو آبادی کی طرح سمجھ — آبادیوں میں خزانہ نہیں ہوتا ہے

در عمارت ہستی و جنگے بود — نیست را از ہستہا ننگے بہ بود
عمارت میں ہستی اور اختلاف ہوتا ہے — فانی کو ہستیوں سے نفرت ہوتی ہے

نے کہ ہست از نیستی فریاد کرد — بلکہ نیست آں ہست را واداد کرد
(یہ بات) نہیں ہے کہ ہست نے نیستی سے نفرت کی — بلکہ نیست نے اس ہست کو رد کر دیا ہے

تو مگو کہ من گریزانم زینست — بلکہ اُو از تو گریزانست بایست
تو یہ نہ کہہ کہ میں نیست سے گریز کرتا ہوں — بلکہ وہ تجھ سے گریز کرتا ہے ٹھہر

ظاہراً میخواندت اُو سوئے خود — وز دروں می راندت با چوبِ[3] رد
بظاہر وہ تجھے اپنی طرف بلاتا ہے — لیکن باطن میں تجھے ہکانے کی لکڑی سے بھگاتا ہے

قومے اندر آتشِ سوزاں چو ورد — قومے اندر گلستاں با رنج و درد
ایک قوم جلانیوالی آگ میں پھولوں کی طرح ہے — (اور) ایک قوم باغ میں رنج اور درد میں ہے

نعلہائے باژگونہ است اے سلیم — نفرتِ فرعون را داں از کلیم
اے سلیم! یہ الٹے نعل ہیں — فرعون کی نفرت کو موسیٰ (علیہ السلام) کی جانب سے سمجھ

سببِ حرمانِ اشقیاء از دو جہاں کہ خَسِرُ الدُّنیا والآخرۃ
بدبخت لوگوں کے دو جہاں سے محروم رہنے کا سبب جنہوں نے دنیا اور آخرت میں خسارہ اٹھایا

آں حکیمک اعتقادے کردہ است — کآسماں بیضہ زمیں چوں زردہ است
اس فلسفی نے اعتقاد کیا ہے — کہ آسمان انڈے کی طرح اور زمین زردی کیطرح ہے

[1] چوں گل۔ یہ دوسرا جواب ہے یعنی گل اور خار دونوں کا نشوونما ایک درخت سے ہے پھر بھی دونوں میں تضاد ہے۔ یا نہ جنگ تیسری بات یہ ہے کہ انمیں حقیقی اختلاف نہیں ہے بلکہ مصلحت کی وجہ سے بناوٹی اختلاف ہے۔ حیرانی۔ اور اکب اور احساس کا تعطل۔ گنج۔ خزانہ۔ یہاں استغراق فی الحق مراد ہے۔ ویرانی۔ حیرت۔ مجاہدہ۔ گنجش۔ گنج سے مراد نیوی لذتیں ہیں۔

[2] عمارت۔ آبادی یعنی وہم اور خیالات آبادی کی طرح ہیں خزانہ ویرانہ میں ملتا ہے۔ آبادی میں نہیں ہوتا۔ نیست۔ یعنی فانی فی اللہ ہستہا۔ یعنی دنیادار مدعیانِ ہستی۔ فریاد کردن۔ شاکی ہونا، نفرت کرنا۔ داد و واپس نیست۔ صاحب فنا۔ راندن۔ ہانکنا ہٹانا۔

[3] چوب رد۔ وہ ڈنڈا جو بلی کتے کو بھگانے کے لئے بنا لیا جاتا ہے۔ قومے۔ یعنی اہل اللہ وَرْدُ۔ گلاب کا پھول۔ نعلہائے باژگونہ۔ چور جوتوں میں الٹے نعل جڑوا لیتے ہیں۔ تاکہ کھوجی انکی آمد کو رفت سمجھ لے، یعنی دراصل تو اہل اللہ کو اہل دنیا سے نفرت ہوتی ہے لیکن نظر یہ آتا ہے کہ دنیا دار انکو ذلیل سمجھ رہے ہیں۔ کلیم۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ حکیمک۔ فلسفی کاف تصغیر کا ہے۔ زردہ انڈے کی زردی۔

گفت سائل چوں بماند ایں خاکداں[1] — درمیانِ ایں محیطِ آسماں
سوال کرنیوالے نے کہا کہ یہ زمین کس طرح ٹھہری ہوئی ہے؟ — اس احاطہ کرنے والے آسمان کے درمیان میں

ہمچو قندیلے مُعلّق در ہوا — نے بر اسفل می رود نے بر عُلا
ہوا میں ایک معلق قندیل کی طرح — (جو) نہ نیچے جاتی ہے نہ اوپر

آں حکیمش گفت کز جذبِ سما — از جہاتِ شش بماند اندر ہوا
اُس فلسفی نے کہا کہ آسمان کی کشش ہے — شش جہات سے، ہوا میں ہے

چوں زِ مقناطیس قبّہ ریختہ — درمیان ماند آہنے آویختہ
جیسے مقناطیس سے ڈھلا ہوا قبہ — لٹکا ہوا لوہا (اُس کے) درمیان رہتا ہے

آں دِگر گفت آسمانِ با صفا[2] — کے کشد در خود زمینِ تیرہ را
دوسرے نے کہا مصفّی آسمان — تاریک زمین کو اپنی طرف کب کھینچے گا؟

بلکہ دفعش می کند از شش جہات — تا بماند درمیانِ عاصفات
بلکہ اُس کو چھ جانبوں سے دفع کرتا ہے — تاکہ تیز ہواؤں کے درمیان میں رہے

پس ز دفعِ خاطرِ اہلِ کمال — جانِ فرعوناں بماند اندر ضلال
اہلِ کمال کی طبیعت کے دفع کرنے کی وجہ سے — فرعونوں کی جان گمراہی میں پڑی رہی

پس ز دفعِ ایں جہان و آں جہاں — ماندہ اند ایں بیرہاں بے این و آں
پس اس جہان اور اس جہان کے دفع کرنے کیوجہ سے — یہ گمراہ بغیر اس کے اور بغیر اس کے رہے

سرکشی از بندگانِ ذوالجلال — زانکہ دارند از وجودِ تو مَلال
اللہ کے بندوں سے تو سرکشی اس لئے کرتا ہے — کیونکہ وہ تیرے وجود سے رنجیدہ ہیں

کہربا[3] دارند و چوں پیدا کنند — کاہِ ہستی تُرا شیدا کنند
ان کے پاس کہربا ہے جب وہ اس کو ظاہر کرتے ہیں — تیرے وجود کے تنکے کو عاشق بنا لیتے ہیں

کہربائے خویش چوں پنہاں کنند — زود تسلیمِ تُرا طغیاں کنند
اپنے کہربا کو جب وہ چھپا لیتے ہیں — فوراً تیری اطاعت کو سرکشی بنا دیتے ہیں

آنچناں کہ مرتبہ حیوانی ست — کو اسیر و سَغبۂ انسانی ست
جس طرح حیوانی مرتبہ ہے — کہ وہ انسان کا قیدی اور فرمانبردار ہے

مرتبہ انساں بدستِ اولیا — سَغبہ چوں حیواں شناسش اے کیا
انسان کا مرتبہ اولیاء کے ہاتھ میں ہے — حیوان کی طرح فرمانبردار سمجھ، اے عقلمند!

---

[1] خاکداں۔ زمین۔ محیط۔ احاطہ کرنیوالا۔ معلق۔ لٹکا ہوا۔ اسفل۔ نیچے کی چیز۔ عُلا۔ بلندی۔ جذب۔ کشش۔ سما۔ آسمان۔ شش جہات۔ دایاں بایاں اوپر نیچے۔ آگاہ پیچھا مقناطیس۔ میم اور طاء کا کسرہ ہے۔ ایک پتھر ہے جو لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ قبہ۔ گنبد۔ ریختہ۔ ڈھلا ہوا۔

[2] باصفا۔ صاف و شفاف تیرہ غبارا آلود کورتنگ۔ دفع دور کرنا۔ شش جہات۔ چھ طرفیں۔ عاصفات۔ عاصفہ کی جمع تیز ہوا۔ خاطر۔ قلب۔ اہل کمال یعنی اولیاء اللہ فلال گمراہی۔ ایں جہاں دنیا۔ آں جہاں۔ آخرت۔ بیرہاں۔ گمراہان۔ ذوالجلال اللہ تعالیٰ ملال۔ رنج۔

[3] کہربا۔ کاہ ربا، وہ پتھر جو تنکے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کاہ۔ تنکا۔ تسلیم۔ مان لینا۔ طغیان۔ سرکشی، انکار، اسیر، قید۔ سغبہ۔ سین۔ کے فتح کے ساتھ، مطیع۔ مغلوب۔ فریضہ۔

بندۂ خود خواند احمدؐ در رشاد
قرآن میں احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنا بندہ کہکر پکارا ہے

جملہ عالم را بخواں قُل یَا عِبَادِی[1]
تمام جہان کو "قل یا عبد" پڑھ لے

عقلِ تو ہمچوں شُتر باں توشُتر
تو اونٹ ہے اور عقل شتربان کی طرح ہے

می کشاند ہر طرف در حُکمِ مُر
سخت حکم سے ہر طرف کھینچتی ہے

عقلِ عقلند اولیا و عقلہا
اولیاء حق کی عقل ہیں اور عقلیں

بر مِثالِ اُشتراں تا اِنتہا
آخیر تک اونٹوں کی طرح ہیں

اندرایشاں بنگر آخرز اِعتبار
ان کو عبرت کی نگاہ سے دیکھ

یک قلاوزست وجانِ صد ہزار
ایک رہنما ہے اور لاکھوں جانیں ہیں

چہ قلاوُز چہ اشُتر باں بیاب
رہنما کیا اور شتربان کیا، حاصل کر

دیدۂ کاں دیدہ بیند آفتاب
وہ آنکھ جو آنکھ آفتاب کو دیکھ سکے

نک جہاں درشب بماندہ میخ دوز
یہ دنیا تاریکی میں ہے، بیکار

منتظر موقوفِ خورشیدست وروز
منتظر اور سورج اور دن پر موقوف ہے

اینت خورشیدے نہاں در ذرۂ
حیرت ذرہ میں سورج پوشیدہ ہے

شیرِ نر در پوستین برّہ
بکری کے بچہ کی کھال میں شیرنر ہے

اِینت[2] دریائے نہاں درزیرِ کاہ
حیرت، گھاس کے نیچے چھپا دریا ہے

پابرایں کہ ہیں مَنہ با اِشتباہ
خبردار شبہ میں اس گھاس پر پاؤں نہ رکھنا

اِشتباہے و گمانے دردروں
باطن میں حُسن ظن اور گمان

رحمتِ حق ست بہرِ رہنموں
رہنمائی کے لئے اللہ کی رحمت ہے

ہر پیمبر فرد آمد در جہاں
ہر پیغمبر دنیا میں تنہا آیا

فرد بُوَد وصد جہانش درنہاں
تنہا تھا اور اس میں سو جہان چھپے ہوئے تھے

عالمِ کبریٰ[3] بقدرت سُخرہ کرد
قدرت سے عالم کبریٰ کو مسخر کر لیا

کرد خودرا درکہیں نقشے نورد
معمولی نقش میں اپنے آپ کو لپیٹ دیا

اَبلہانش فَرد دیدند وضعیف
بیوقوفوں نے اس کو اکیلا اور کمزور سمجھا

کے ضعیف ست آنکہ باشہ شد حریف
وہ کمزور کب ہوگا جو شاہ کا مصاحب ہو

اَبلہاں گفتند مردے بیش نیست
بیوقوفوں نے کہا ایک انسان سے زیادہ نہیں ہے

وائے آنکو عاقبت اندیش نیست
اس پر افسوس ہے جو عاقبت اندیش نہیں ہے

[1] قل یا عبادی کہہ دے اے میرے بندو، عام مفسرین یا عبادی کو اللہ کا مقولہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن مولانا نے یہاں جو تفسیر کی ہے اس کے اعتبار سے یا عبادی کو آنحضور کا مقولہ بتایا ہے۔ مر۔ کڑوا۔ سخت، عقل عقلند۔ یعنی اولیاء، لوگوں کی عقل کے لئے بمنزلہ عقل کے ہیں۔ اعتبار۔ عبرت اور سبق حاصل کرنا۔ قلاوز۔ رہبر۔ صد ہزار۔ لاکھ۔ چہ۔ یعنی اولیاء کو قلاوز اور شتربان جیسا سمجھنا غلط ہے بلکہ وہ آفتاب ہیں۔ نک اینک کا مخفف ہے۔ میخ دوز۔ ساکن، بیکار۔ منتظر یعنی اولیاء کے بغیر دنیا میں اندھیرا ہے دنیا اپنی روشنی کے لئے ان کے وجود کی منتظر ہے۔ جس طرح رات اپنے منور ہونے میں سورج کی منتظر رہتی ہے۔

[2] اینت۔ اینک یہ خورشید۔ یعنی روح ذرہ یعنی جسم انسان زیر کاہ جس دریا کی سطح پر گھاس ہو وہاں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان گھاس سمجھ کر قدم دھرتا ہے نیچے گہرا پانی پیتا ہے کہ۔ کاہ۔ اشتباہ ہے۔ فقراء کے ساتھ حسن ظن قائم رکھنے سے رہنما ملجاتا ہے۔ ہر پیمبر یعنی پیغمبر و حاصل پوری ایک امت ہوتا ہے۔

[3] عالم کبری۔ جہاں۔ عالم صغریٰ۔ انسان کو کہا جاتا ہے نقشے۔ یعنی پیغمبر انسان کی صورت میں رونما ہوتا ہے لیکن کائنات پر اس کا تصرف ہوتا ہے۔ ابلہاں ابلہ کی جمع بیوقوف فرد۔ اکیلا۔ حریف۔ مقرب۔ مقابل۔ مردے پیش نیست یعنی ایک انسان سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں ہے عاقبت۔ اندیش انجام کو سوچنے والا۔

عاقبت دیدن بُوَد از کاملی ۱ دور بودن ہر نفس از جاہلی
کامل ہو ناظ انجام پر نظر رکھنا ہے ہر وقت جہالت سے دور رہنا ہے

بشنوا کنوں قصہ صالح رواں بگذر از صورت طلب معنیٰ دراں
اب (حضرت) صالح کا مشہور قصہ سن الفاظ سے گزر جا، ان میں معنیٰ طلب کر

زانکہ صورت بیں نہ بیند عاقبت ۲ عاقبت بینی بیابی عافیت
کیونکہ ظاہر میں انجام کو نہیں دیکھتا ہے تو انجام پر نظر کرے گا تو عافیت کو پالیگا

حقیر دیدنِ خصمانِ صالح ناقہ راچوں حق تعالیٰ خواہد لشکرے
دشمنوں کا حضرت صالح کی اونٹنی کو حقیر سمجھنا جب خدا چاہتا ہے کہ کسی لشکر کو

راہلاک گرداند در نظر ایشاں خصمانِ را حقیر نماید وَیُقَلِّلُکُمْ
ہلاک کرے، ان کی نگاہ میں دشمنوں کو حقیر دکھاتا ہے اور وہ تم کو ان

فِیْ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا
کی نظر میں کم دکھاتا تھا تاکہ اس کام کو پر انجام دے جو کرنا چاہتا ہے

ناقۂ صالح بصورت بُد شتر پے بریدندش بجہل آں قومِ مُر
(حضرت) صالح کی اونٹنی بظاہر ایک اونٹنی تھی اس سخت قوم نے جہالت سے اس کی کونچیں کاٹ دیں

از برائے آبِ جُو خصمش شُدند آب کوروناں کور ایشاں بُدند
وہ نہر کے پانی کی وجہ سے اس کے دشمن ہو گئے وہ پانی اور روٹی کے احسان فراموش ہو گئی

ناقۃ اللہ آب خورد از جوئے میغ آبِ حق را داشتند از حق دریغ
اللہ کی اونٹنی نے ابر کی نہر سے پانی پیا انہوں نے اللہ کا پانی، اللہ سے روکا

ناقۂ ۳ صالح چو جسمِ صالحاں شد کمینے در ہلاکِ طالحاں
(حضرت) صالح کی اونٹنی کی مثال نیکوں کے جسم کی سی ہے (جو) بد بختوں کی ہلاکت کی کمین گاہ بنی

تا براں اُمت زحکمِ مرگ و درد نَاقَةُ اللّٰهِ وَسُقْیَاهَا چہ کرد
دیکھ لو! کہ اس قوم پر موت اور درد کے ذریعہ اللہ کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے نے کیا کیا

شحنۂ قہرِ خدا زایشاں بجُست خونبہائے اُشترے شہرے دُرست
خدا کے قہر کے داروغہ نے ان سے طلب کیا اونٹنی کے خون کے بدلے میں ایک پورا شہر

روحِ صالح بر مثالِ اُشتریست نفسِ گمرہ مَرو را چوں پے بریست
روح جو بمنزلہ (حضرت) صالح کے ہے اونٹ جیسی چیز پر (سوار) ہے اور گمراہ نفس اس کی کونچیں کاٹنے والے کی طرح ہے

۱ کاملی و جاہلی۔ میں یاء مصدری ہے۔ صالح قوم ثمود کے نبی تھے انکے کیلئے بطور معجزہ ایک اونٹنی پتھر سے پیدا کر دیگئی جس کو قوم نے اس ضد میں مار ڈالا کہ وہ تالاب کا بیشتر پانی پی لیتی تھی اس پر قوم ثمود پر زلزلہ کا عذاب آیا۔ اور وہ تباہ ہو گئی۔ رواں۔ جاری مشہور۔ صورت ظاہری حیثیت۔ لفظی پہلو۔

۲ عاقبت۔ انجام کار۔ خصمان۔ خصم کی جمع مخالف وَیُقَلِّلُکُمْ۔ یہ آیت جنگ بدر سے متعلق نازل ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قدرت نے مشرکین کی نظروں میں مسلمانوں کو قلیل کر کے دکھایا تاکہ وہ جنگ پر آمادہ ہوں اور قدرت مسلمانوں کے ہاتھ سے ان کا خاتمہ کرا دے۔ پے بریدن۔ ایڑی کے اوپر سے پیر کے رگ پٹھے کاٹ دینا تاکہ چلنے کے قابل نہ رہے۔ مُر۔ کڑوا۔ آب کور ناں کور۔ احسان فراموش۔ جوئے میغ یعنی اس تالاب اور نہریں قدرتی پانی تھا۔ میغ۔ ابر۔ آب حق۔ قدرتی پانی۔

۳ ناقہ یعنی نیک لوگوں کو ستانا ہلاکت کا باعث ہے حضرت صالح کی اونٹنی کو ستا کر قوم ثمود ہلاک ہوئی۔ نَاقَةُ اللّٰهِ وَسُقْیَاهَا۔ یہ سورۂ شمس کی آیت ہے۔ جسمیں کہا گیا ہے کہ اللہ کے رسول نے انسے کہا کہ اللہ کے اونٹنی کو نہ ستانا اور نہ اس کا پانی بند کرنا لیکن انہوں نے نہ مانا تو خدا نے انکو ہلاک کر دیا شحنہ۔ کوتوال۔ خونبہا۔ خون کا عوض۔ روح صالح یعنی انسان میں روح کو حضرت صالح کی طرح اور جسم کو بمنزلہ انکی اونٹنی کے سمجھو اور نفس انسانی گویا قدار ہے جس نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا تھا۔

روحِ ہمچو صالح و تن ناقہ است
روح بمنزلہ (حضرت) صالح ہے اور جسم اونٹنی ہے

روحِ صالح قابلِ آفات نیست
روح جو بمنزلہ صالح ہے مصائب کو قبول کرنیوالی نہیں ہے

روحِ صالح قابلِ آزار نیست
روح (جو بمنزلہ) صالح ہے تکلیف کو قبول کرنیوالی نہیں ہے

حق ازاں پیوست با جسمے نہاں
اللہ تعالیٰ نے اس کو جسم سے پوشیدہ طور پر پیوست کردیا ہے

بے خبر کآزارِ ایں آزارِ اُوست
(وہ) اس سے بے خبر ہیں کہ اس (روح) کا ستانا اللہ کا ستانا ہے

زاں ۲ تعلق کرد با جسمش الٰہ
اس کو اللہ نے جسم سے اس لئے متعلق کیا

کس نیابد بر دلِ ایشاں ظفر
ان کے دل پر کوئی فتح نہیں پاتا ہے

ناقۂ جسمِ ولی را بندہ باش
ولی کے جسم کی اونٹنی کا غلام بن جا

گفت صالح چونکہ کردید ایں حسد
(حضرت) صالح نے فرمایا کہ چونکہ تم نے یہ حسد برتا

بعد سہ روزِ دگر از جاں ستاں
اگلے تین دن بعد جان لینے والے (اللہ) کیجانب سے

رنگ روئے جملہ تاں گردد دگر
تم سب کے چہروں کا رنگ دگرگوں ہو جائیگا

روزِ اوّل روئے تاں چوں زعفراں
پہلے دن تمہارے چہرے زعفران جیسے ہوں گے

درسوم گردد ہمہ رُو ہا سیاہ
تیسرے دن سب چہرے سیاہ ہو جائیں گے

روح اندر وصل او تن در فاقہ است
روح وصل (کی خوشی) میں ہے اور جسم فاقہ میں ہے

زخم بر ناقہ بُود بر ذات نیست
زخم اونٹنی پر ہو گا ذات پر نہیں ہے

نورِ یزداں سَغبۂ کفار نیست
اللہ کا نور کافروں کا تر لقمہ نہیں ہے

تاش آزارند و بینند امتحاں
تاکہ وہ اس کو ستائیں اور آزمائش میں پڑیں

آبِ ایں خم متّصل با آبِ جُوست
اس مٹکے کا پانی نہر کے پانی سے وابستہ ہے

تا کہ گردد جملہ عالم را پناہ
تاکہ وہ تمام دنیا کے لئے پناہ بنے

برصدف آید ضرر نے بر گہر
ضرر سیپ کو پہنچتا ہے نہ کہ موتی کو

تا شوی با روحِ صالح خواجہ تاش ۳
تاکہ روح صالح کے ساتھ تجھے ہمخواجگی حاصل ہو

بعد سہ روز از خدا قسمت رسد
تین دن کے بعد خدا کا عذاب آئے گا

آتشے آید کہ دارد سہ نشان
ایک آگ آئے گی جس کی تین علامتیں ہیں

رنگ رنگِ مختلف اندر نظر
جو دیکھنے میں مختلف رنگ کے ہوں گے

روز دوم رُو سرخ ہمچوں ارغواں
دوسرے دن چہرے ارغواں کی طرح سرخ ہونگے

بعد ازاں اندر رسد قہرِ الٰہ
اس کے بعد اللہ کا عذاب آجائے گا

۱ وصل۔ یعنی وہ واصل بحق ہے اور مسرور ہے۔ تن۔ یعنی جسم پر مصائب آتے ہیں۔ ذات۔ یعنی روح سغبہ۔ چکنی چیز۔ امتحان یعنی شریر لوگ نیکوں کے جسم کو ستاتے ہیں تو عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں۔
ایں۔ یعنی روح اُو یعنی اللہ تعالیٰ۔
آب۔ یعنی روح کی نسبت اللہ تعالیٰ سے وہی ہے جو مٹکے کے پانی کی نہر کے پانی سے ہے۔
۲ زاں۔ انبیاء اور اولیاء کی روح کو جسموں سے اس لئے بھی متعلق کیا گیا ہے۔ کہ وہ عالم کی پناہ بنیں۔
ظفر فتح۔ صَدف۔ سیپ۔ گہرے موتی جسم یعنی جو بمنزلہ ناقہ کے ہے۔ روح یعنی جو بمنزلہ حضرت صالح کے ہے۔
۳ خواجہ تاش۔ ایک آقا کے دو غلام ہر ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلائیگا۔ حسد۔ یعنی انکو اونٹنی کے پانی پینے سے جلن پیدا ہوئی۔
قسمت۔ عذاب۔ جاں ستاں۔ جان کو لینے والا یعنی اللہ تعالیٰ نشاں۔ علامت۔ تاں۔ جمع مخاطب کی ضمیر ہے۔ ارغواں۔ گل بابونہ جو نہایت سرخ ہوتا ہے۔

www.ahlehaq.org

گر نشاں خواہید از من زیں وعید[1] — کُرّہ ناقہ بسُوئے کُہ دوید

اگر تم مجھ سے اس دھمکی کی علامت چاہتے ہو — اونٹنی کا بچہ پہاڑ کی جانب بھاگا جا رہا ہے

گر توانیدش گرفتن چارہ ہست — ورنہ خود مُرغِ امید از دام جست

اگر اس کو پکڑ سکو تو (یہ) تدبیر ہے — ورنہ امید کا پرندہ جال سے نکل گیا ہے

چوں شنید ندایں از و جملہ بہ تگ — در پئے اُشتر دویدندے چو سگ

جب انہوں نے ان سے یہ سنا سب دوڑ کر — اونٹ (کے بچے) کے پیچھے کتے کی طرح بھاگے

کس نتانست اندراں کرہ رسید — رفت و در کُہسار ہا شُد ناپدید

کوئی شخص اس بچہ تک نہ پہنچ سکا — وہ چلا گیا اور پہاڑوں میں غائب ہو گیا

ہمچو روحِ پاک کو از ننگ[2] تن — میگریزد جانب رَبِّ المِنَن

پاک روح کی طرح جو کہ جسم کی نفرت سے — خدا کی جانب بھاگتی ہے

گفت دیدید ایں قضائے مُبرم شدست — صورتِ اُمید را گردن زدست

فرمایا، تم نے دیکھ لیا یہ فیصلہ قطعی ہو گیا ہے — جس نے امید کی صورت معدوم کر دی ہے

کُرّۂ ناقہ چہ باشد خاطرش — کہ بجا آرید احسان و برش

اونٹنی کا بچہ کس کی مثال ہے اس کے دل کی — کہ جس کے ساتھ احسان اور خدمت بجا لاؤ

گر بجا[3] آید دِلش رَستید ازاں — ورنہ نومید و ساعد ہا گزاں

اگر اس کا دل صاف ہو جائے اس (عذاب) سے چھوٹ گئے — ورنہ نا امید اور حسرت زدہ رہو گے

چوں شنید ند آں وعیدِ مُنکدِرُ[4] — چشم بنہادند آں را مُنتظر

جب انہوں نے ہولناک دھمکی سنی — سراپا انتظار بن کر انتظار کرنے لگے

روزِ اوّل رُوئے خود دیدند زرد — میزدند از نا اُمیدی آہِ سرد

پہلے دن اپنے چہروں کو زرد دیکھا — اور نا امیدی سے ٹھنڈی آہیں بھریں

سرخ شد رُوئے ہمہ روزِ دوم — نوبتِ اُمید و توبہ گشت گم

دوسرے دن سب کے چہرے سرخ ہو گئے — امید اور توبہ کا وقت ختم ہو گیا

شد سیہ روزِ سوم رُوئے ہمہ — حُکمِ صالح راست شد بے مُلحمہ

تیسرے دن سب کے چہرے سیاہ ہو گئے — (حضرت) صالح کو حکم بلا اختلاف صحیح ثابت ہوا

چوں ہمہ در نا اُمیدی سَر زدند — ہمچو اُشتر در دو زانو آمدند

جب سب نا امیدی میں مبتلا ہو گئے — اونٹ کی طرح گھٹنوں کے بل آ گئے

---

[1] وعید۔ بری بات کا وعدہ۔ کُرّہ۔ چوپائے۔ کا بچہ۔ کہ کوہ کا مخفف ہے، پہاڑ چارہ ہست۔ یعنی عذاب سے بچنے کی تدبیر ہے۔ تگ دوڑ دویدندے۔ یاء زیادہ ہے ماضی مطلق کا صیغہ ہے۔ نتانست۔ نتوانست۔ کہسار۔ کوہستان۔

[2] ننگ۔ عیب۔ ذلت۔ مِنَن۔ منت کی جمع ہے، احسان۔ قضا۔ فیصلہ خداوندی مُبرم۔ محکم، قطعی۔ گردن زدن۔ مار ڈالنا۔ کرہ یعنی حضرت صالح کی اونٹنی کے بچہ کی مثال ایک ولی کے دل کو سمجھو جس کی خدمت اور احسانمندی تمہارے لئے ضروری ہے اگر اونٹنی کا بچہ اُسے راضی ہو جاتا تو عذاب الٰہی سے نجات پا جاتے ہیں اسی طرح اگر ولی کے دل کو خوش رکھو گے نجات پا جاؤ گے ورنہ حسرت اور افسوس سے دوچار ہو گے۔

[3] دل بجا آمدن۔ طبیعت کا بحال ہو جانا، مطمئن ہو جانا۔ ساعد۔ کلائی مُنکدِر۔ مکدر۔ چشم نہادن۔ انتظار کرنا۔ حکم۔ فیصلہ۔ ملحمہ۔ معرکہ۔ اختلاف۔

در نبے [1] آورد جبریلِ امیں
قرآں میں جبریل امین لائے ہیں

شرح ایں زانوزدن را جاثمیں
گھٹنوں کے بل بیٹھنے کے کی شرح جاثمین

زانو آں دم زن کہ تعلیمت کنند
تو دوزانو اس وقت بیٹھ جب تجھے پڑھائیں

وز چنیں زانوزدن بیمت کنند
اور اس طرح دوزانوں بیٹھ جائے تجھے ڈرائیں

مُنتظر گشتند زخمِ قہر را
قہر کی چوٹ کے منتظر ہو گئے

قہر آمد نیست کرداں شہر را
قہر ٹوٹا (اور) اُس شہر کو نیست و نابود کر دیا

صالحؑ از خلوت [2] بسوئے شہر رفت
(حضرت) صالحؑ خلوت سے شہر کی جانب گئے

شہر دید اندر میانِ دو دو تفت
شہر کو دھوئیں اور سوختگی میں دیکھا

نالہ از اَجزائے ایشاں می شنید
ان کے اجزاء سے وہ نالہ سنتے تھے

نوحہ پیدا، نوحہ گویاں ناپدید
رونا موجود تھا رونے والے معدوم تھے

زاستخوانہا شاں شنید اُو نالہا
انہوں نے ان کی ہڈیوں سے رونا سُنا

اَشکِ خوں از جانِ شاں چوں ژالہا
انکی جانوں سے خون کے آنسوؤں کی طرح (دیکھے)

گریہ چوں از حد گزشت و ہائے ہائے
رونا اور ہائے ہائے جب حد سے گزر گیا

گریہ ہائے جانفزائے دلربائے
وہ رونا جو جانفزا اور دلربا تھا

صالحؑ آں بشنید و گریہ ساز کرد
(حضرت) صالحؑ نے وہ سنا اور رونا شروع کر دیا

نوحہ بر نوحہ گراں آغاز کرد
رونے والوں پر رونا شروع کر دیا

گفت اے قومِ بباطل زیستہ
فرمایا، اے باطل میں زندگی بسر کرنیوالی قوم!

وز شما من پیشِ حق بگریستہ
اور تم سے میں خدا کے سامنے نالاں رہا ہوں

حق بگفتہ صبر کن بر جورِ شاں
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ان کے ظلم پر صبر کر

پندشاں دہ بس نماند از دورِ شاں
انکو نصیحت کر ان کا دور زیادہ نہیں رہا ہے

من [3] بگفتہ پند شُد بند از جفا
میں نے عرض کیا نصیحت جور و جفا کی وجہ سے بند ہو گئی

شیرِ پند از مہر جوشد وز صفا
نصیحت کا دودھ محبت اور صاف دلی سے جوش میں آتا ہے

بسکہ گردید از جفا برجائے من
میرے بارے میں تم نے بہت ظلم کئے

شیرِ پند افسرد دور رگہائے من
نصیحت کا دودھ میری رگوں میں ٹھہر گیا

حق مرا گفتہ تُرا لُطفے دہم
اللہ (تعالیٰ) نے مجھ سے فرمایا تجھے (صفت) لطف عطا کرونگا

بر سرِ آں زخمہا مرہم نہم
ان زخموں پر مرہم رکھ دوں گا

[1] نبے۔ قرآن پاک۔ جاثمیں۔ سینہ کے بل اوندھے ہو جانیوالے۔ قرآن پاک میں قوم ثمود کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ فاصبحوا في دارهم جاثمين "پس ہو گئے وہ اپنے گھروں میں اوندھے۔ زانو۔ انسان کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے استاد اور پیر کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھنا چاہیے۔ بیم۔ ناامیدی۔

[2] خلوت۔ خاء کے فتح کے ساتھ، تنہائی۔ دود۔ دھواں۔ تفت۔ گرمی جانفزا۔ جان کو بڑھانے والا۔ چونکہ ان کا رونا باعث عبرت تھا جس کی وجہ سے روحانی ترقی ہوتی ہے اس لئے اس کو جانفزا کہا ہے۔ بس۔ بہت دور۔ زمانہ۔

[3] من بگفتہ۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا نصیحت کے جذبات تو محبت سے ابھرتے ہیں۔ بسکہ۔ ان لوگوں نے مجھ پر ظلم کیے تو نصیحت کا دودھ خشک ہو گیا ہے۔ لطفے دہم۔ خدا نے فرمایا ہم تجھ میں اپنی صفت لطف ودیعت کر دینگے۔ آں زخمہا انکی ایذا رسانی کے زخم۔

صاف کردہ حق دلم را چوں سما ۱ — روفتہ از خاطرم جورِ شما
اللہ (تعالیٰ) نے میرے دل کو آسمان کی طرح صاف کر دیا — تمہارے ظلم کو میری طبیعت سے جھاڑ دیا

در نصیحت من شدہ بارِ دگر — گفتہ اَمثال و سخنہا چوں شکر
میں دوبارہ نصیحت میں لگ گیا ہوں — شکر جیسی باتیں اور مثالیں کہنے لگا

شیرِ تازہ از شکر انگیختہ — شیر و شہدے باشکر آمیختہ
شکر سے، تازہ دودھ نکالا — دودھ اور شہد کو شکر سے ملایا

در شما چوں زہر گشتہ ایں سخن — زانکہ زہرستاں بُدید از بیخ و بُن
اس بات نے تم میں زہر کا کام کیا — اس لئے کہ تم جڑ اور بنیاد سے سراپا زہر تھے

چوں شوم غمگیں کہ غم شد سرنگوں — غم شما بودید اے قومِ حروں
میں غمگین کیوں ہوں جبکہ غم اوندھا ہو گیا؟ — اے سرکش قوم! غم تو تم تھے

ہیچ کس بر مرگِ غم نوحہ کُند — ریشِ سر چوں شُد کسے مُو بر کند ۲
غم کے ختم ہو جانے پر کوئی روتا ہے؟ — جب سر کا زخم اچھا ہو جائے کون بال اکھاڑتا ہے؟

رو بخود کرد و بگفت اے نوحہ گر — نوحہ ات رامی نیرزند ایں نفر
اپنی طرف رخ کیا اور کہا اے نوحہ گر! — یہ لوگ تیرے نوحے کے لائق نہیں ہیں

کژ مخواں اے راست خوانندہ مُبین — کَیْفَ اَسٰی خَلْفَ قَوْمٍ کَافِرِیْنَ
اے قرآن مُبین کے صحیح پڑھنے والے! غلط نہ پڑھ — میں کافروں کی قوم پر کس طرح غمخواری کروں؟

باز اندر چشمِ خود اُو گریہ یافت — رحمتِ بے علّتے بروے بتافت
پھر ان (صالح) نے اپنی آنکھ میں رونا محسوس کیا — بے علت رحمت نے ان پر تجلی کی

قطرہ می بارید و حیراں گشتہ بُود — قطرۂ بے علت از دریائے جُود ۳
قطرے ٹپک رہے تھے اور وہ (صالح) حیران تھے — قطرے جو بخشش کے دریا سے کسی وجہ کے بغیر آ رہے تھے

عقل اُو می گفت کہ ایں گریہ ز چیست — بر چُنیں افسوسیاں شاید گریست
ان کی عقل کہتی تھی کہ یہ رونا کس وجہ سے ہے؟ — ایسے ظالموں پر رونا چاہئے؟

بر چہ می گریی بگو بر فعلِ شاں — بر سپاہِ کینہ بد نعلِ شاں
کس چیز پر روتے ہو؟ بتاؤ ان کے کاموں پر — ان کی پر کینہ شریر فوج پر

بر دلِ تاریک پُر زنگارِ شاں — بر زبانِ زہر ہمچوں مارِ شاں
ان کے زنگ آلود تاریک دل پر — ان کی سانپ جیسی زہر آلود زبان پر

۱ سما۔ آسمان کی صفائی ضرب المثل ہے۔ روفتن۔ جھاڑو دینا، صاف کر دینا۔ شیر دودھ یعنی نصیحت۔ شکر۔ یعنی میٹھی باتیں۔ زہرستان۔ زہر کی جگہ۔ بُدید۔ بودید۔ سرنگوں، اوندھا، مغلوب۔ حروں۔ سرکش۔ مرگ غم۔ زوال غم۔ ریش زخم۔

۲ مُو بر کندن۔ بال نوچنا، اظہار غم کرنا۔ رُو بخود کرد۔ یعنی اپنے آپ کو مخاطب کیا۔ نفر۔ جماعت۔ کژ۔ کج۔ ٹیڑھا۔ کَیْف۔ اَی۔ قرآن میں حضرت شعیب کا مقولہ منقول ہے کہ میں کافروں کی ہلاکت پر کیسے غم کروں۔ آیت میں علیٰ قوم سے مولانا نے خلف قوم۔ فرمایا ہے یعنی مجھے اب غم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۳ دریائے جُود۔ یعنی رحمت خداوندی۔ افسوس۔ ظلم۔ افسوسیاں، ظلم کرنیوالے۔ برچہ۔ نیچے کے متعدد شعر عقل کا مقولہ ہیں۔ سپاہ کینہ۔ یعنی قوم کلہر، فرد مجسم کینہ تھا اور پوری قوم کینہ کے سپاہی تھے۔ بد نعل۔ وہ گھوڑا جو نعلبندی کے وقت شرارت کرے۔

بر دَم و دندانِ سگسارانہ شاں
ان کے کتوں جیسے دانتوں اور سانس پر

بر دہان و چشم کژدم[1] خانہ شاں
اُن کے منہ اور آنکھ پر جو بچھوؤں کا گھر تھے

برستیز و تسخر و افسوسِ شاں
ان کی جنگجوئی اور تمسخر اور ظلم پر

شُکر کُن چوں کرد حق محبوس شاں
اللہ (تعالیٰ) کا شکر کرو جبکہ اللہ نے انکو گرفتار کرلیا ہے

دستِ شاں کژ پائے شاں کژ چشم کژ
ان کے ہاتھ کج، ان کے پیر کج، آنکھیں کج

مہرِ شاں کژ صلحِ شاں کژ خشم کژ
ان کی محبت کج ان کی دوستی کج غصہ کج

از پئے تقلید و از آیاتِ نقل
تقلید اور منقول کہانیوں کی وجہ سے

پانہا دہ بر سَرِ ایں پیرِ عقل
اس عاقل شیخ کے سر کو پامال کر رکھا تھا

پیر خرنے[2] جملہ گشتہ پیرِ خر
پیر کے خریدار نہیں تھے سب بوڑھے گدھے ہو گئے تھے

از زبان و چشم و گوشے ہمدگر
ایک دوسرے کی زبان اور آنکھ اور کان کیوجہ سے

از بہشت آورد یزداں بندگاں
اللہ (تعالیٰ) اپنے بندوں کو بہشت سے (اسلئے) باہر لایا

تا نماید شاں سَقَر پوردگاں
تا کہ انہیں دوزخیوں (کے انجام) کو دکھائے

در معنیٔ آیت مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ لَا یَبْغِیَانِ
اس آیت کے معنی کے بیان میں چلائے دو دریا ملکر چلنے والے ان دونوں میں ہے ایک پردہ جو ایکدوسرے پر زیادتی نہ کرے

اہلِ نار و خُلد را بیں ہمدگاں
جہنمیوں اور جنتیوں کہ ہمنشیں دیکھ

درمیانِ شاں برزخ لَّا یَبْغِیَانِ
انکے بیچ میں پردہ ہے ایکدوسرے سے خلط ملط نہیں ہیں

اہلِ نار و اہلِ نُور آمیختہ
ناری اور نوری ملے جلے ہیں

درمیانِ شاں کوہِ قاف انگیختہ
ان کے درمیان کوہ قاف کھڑا ہے

اہلِ نار و نور باہم درمیاں
ناری اور نوری آپس میں متحد ہیں

درمیانِ شاں بحرِ ژرف[3] بیکراں
ان کے درمیان نا پیدا کنار گہرا سمندر ہے

ہمچو درکاں خاک و زر کرد اختلاط
جس طرح معدن میں مٹی اور سونا باہم ملے ہوئے ہیں

درمیانِ شاں صد بیابان و رِباط
ان کے درمیان سینکڑوں جنگل اور سرائے ہیں

ہمچنا نکہ عِقد در دُرّ و شَبہ
جس طرح کہ ہار میں موتی اور پوتھ

مختلط چوں میہمانِ یکشبہ
ایک رات کے مہمان کیطرح ملے جلے ہوئے ہیں

صالح و طالح بصورت مشتبہ
نیک اور بدصورت میں ملے جلے ہیں

دیدہ بکشا بوکہ گردی منتبہ
آنکھ کھول ہو سکتا ہے تو آگاہ ہو جائے

[1] کژدم خانہ۔ بچھو کے سوراخ۔ یعنی انکی آنکھوں اور منہ سے زہر آلود نظریں اور باتیں نکلتی تھیں۔ ستیز۔ جنگ وجدل۔ سخر۔ تمسخر محبوس۔ یعنی گرفتار عذاب۔ دست۔ یعنی انکے جملہ اعضاء میں کجی تھی کوئی عضو صحیح کام نہ کرتا تھا۔ تقلید۔ یعنی آباؤ اجداد کی تبلیغ۔ آیاتِ نقل۔ یعنی جو غلط باتیں اپنے بڑوں سے سنی تھیں۔ پیر عقل۔ حضرت صالحؑ۔

[2] پیر خرنے۔ یعنی وہ پیر کے خریدار نہ تھے۔ پیر خر۔ بوڑھا گدھا جس کی بے عقلی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ از زبان۔ یعنی ایک نے دوسرے کو اپنی زبان اور آنکھ کے ذریعہ اور زیادہ حماقتوں میں مبتلا کردیا تھا۔ سقر۔ دوزخ، انبیاءؑ کی بعثت اسلئے بھی ہوئی ہے کہ وہ کافروں کا حسرتناک انجام دیکھیں۔ مرج۔ یعنی دو سمندروں کی طرح دوزخی اور بہشتی ملے جلے ہیں اور امتیاز اوصاف سے ہے۔ ہمدگاں۔ ہمنشیں، پڑوسی۔ برزخ۔ پردۂ حائل۔ بحر۔ سمندر۔

[3] ژرژ۔ گہرا۔ رباط، سرائے عقد۔ ہار۔ عقدور۔ درعقد۔ شبہ۔ کانچ کا موتی، پوتھ۔ میہمانِ یکشبہ۔ جو صرف ایک رات کا مہمان ہے اور اہلِ خانہ سے ملا جلا ہوا ہے لیکن اگلے روز ہی جدا ہو جائے گا۔ طالح۔ بدبخت۔ بو۔ بودکا مخفف منتبہ آگاہ۔

بحر را نیمیش شیریں چوں شکر
سمندر کا آدھا شکر جیسا میٹھا

طعم شیریں رنگ روشن چوں قمر
میٹھا مزا، رنگ چاند جیسا چمکدار

نیم ۱ دیگر تلخ ہمچوں زہرِ مار
دوسرا آدھا سانپ کے زہر کی طرح کڑوا

طعم تلخ و رنگ مُظلم قیر وار
مزا کڑوا اور رنگ روغن قیر کی طرح کالا

ہر دو برہم میزنند از تحت واوج
دونوں آپس میں اوپر اور نیچے سے ٹکراتے ہیں

بر مثالِ آبِ دریا موج موج
موج در موج دریا کے پانی کی طرح

صورتِ برہم زدن از چشمِ تنگ
تنگ نظری کی وجہ سے ایک دوسرے سے بھڑنا

اختلاطِ جانہا در صلح و جنگ
صلح اور جنگ میں روحوں کا شامل ہونا ہے

مَوجہائے ۲ صلح برہم میزنند
(نوری) صلح کی موجوں کو ابھارتے ہیں

کینہ ہا از سینہ ہا بَرمی کنند
سینوں سے کینوں کو نکالتے ہیں

مَوجہائے جنگ برشکلِ دگر
(ناریوں کی) جنگ کی موجیں (اسکے) برعکس

مہر ہا رامی کُند زیر و زبر
محبتوں کو تہ و بالا کرتی ہیں

مہرِ تلخاں رابشیریں می کشد
محبت کڑووں کو مٹھاس کی طرف کھینچتی ہے

زانکہ اصلِ مہر ہا باشد رَشد
اس لئے کہ محبتوں کی اصل راہ روی ہے

قہرِ شیریں رابہ تلخی می بَرد
عداوت میٹھے کو تلخ بناتی ہے

تلخ باشیریں کجا اندر خورد
کڑوا، میٹھے سے کب مناسبت رکھتا ہے

تلخ وشیریں زیں نظر ناید پدید
کڑوا اور میٹھا اس نگاہ سے نظر نہیں آتا ہے

از دریچہ ۳ عاقبت تانند دید
انجام کے دریچہ سے دیکھ سکتے ہیں

چشمِ آخر بیں تو اندر دید راست
انجام پر نظر رکھنے والی آنکھ صحیح دیکھ سکتی ہے

چشمِ اوّل بیں غرور ست وخطاست
ابتداء کو دیکھنے والی آنکھ دھوکا اور غلط ہے

اے بسا شیریں کہ چوں شکر بود
(اے مخاطب) بہت سی چیزیں شکر جیسی ہوتی ہیں

لیک زہر اندر شکر مُضمر بود
لیکن شکر میں زہر چھپا ہوا ہوتا ہے

آنکہ زیرک تر بود بشناسدش
جو زیادہ سمجھدار ہوتا ہے اس کو پہچانتا ہے

چونکہ دید از دورش اندر کشمکش
جبکہ دور سے اس کو کشمکش میں دیکھتا ہے

وآں دگر در پیش رُو بوئے بُرد
اور وہ (دوسرا) سامنے آنے پر سونگھ لیتا ہے

وآں دگر چوں دست بنہد کر دردد
اور وہ (تیسرا) جب ہاتھ رکھتا ہے رد کر دیتا ہے

۱ نیم۔ آدھا۔ زہر مار۔ سانپ کا زہر۔ قیر۔ ایک کالا روغن ہے۔ ہر دو یعنی ناری اور نوری لوگوں میں ٹکراؤ ہوتا رہتا ہے۔ لیکن دونوں اپنی اپنی حالت پر رہتے ہیں۔ چونکہ یہ کیفیت ازلی ہے۔ بحر۔ یعنی یہ جسموں کی کشمکش دراصل روحوں کی کشمکش ہے۔

۲ موجہائے صلح۔ یعنی نوری یہ کوشش کرتے ہیں کہ حق کیطرف سے ناریوں میں کینہ سے محبت پیدا ہو جائے۔ موجہائے۔ جنگ، ناری اسکے کوشاں رہتے ہیں کہ عداوت پھیلے محبت کا غلبہ نہ ہو سکے۔ تلخاں۔ یعنی ناری۔ اندر خوردن۔ موافقت کرنا، زیں نظر۔ یعنی ظاہر بیں نظر۔ پدید ظاہر

۳ دریچہ عاقبت یعنی انجام کی آنکھ کا دریچہ۔ غرور۔ دھوکا۔ مضمر۔ پوشیدہ۔ آنکہ زیرک۔ یعنی سمجھدار آدمی فوراً ہی اس ملمع سازی کو سمجھ جاتا ہے۔ مدعی فقراء کو پہچاننے میں انسانوں کے مختلف مراتب ہیں۔ جن کو مولانا نے ان اشعار میں سمجھایا ہے۔ بوئے برد یعنی بعض لوگ مصنوعی پیر کو جب سمجھتے ہیں جب بالکل اس کے سامنے پہنچیں اور بعض جب سمجھتے ہیں جب ہاتھ میں ہاتھ پکڑلیں۔

وآں دگر بشناسدش تا بُو کند
اور وہ (چوتھا) اس کو جب پہچانتا ہے جب سونگھتا ہے

وآں دگر چوں بر لب و دنداں نہد
اور (پانچواں) جب ہونٹ اور دانت پر رکھتا ہے (چباتا ہے)

پس لبش ردّش کند پیش از گلو
تو حلق سے پہلے ہی اس کے ہونٹ اس کو رد کر دیتے ہیں

گر چہ نعرہ میزند شیطاں کُلُوا
اگر چہ شیطان نعرہ لگاتا ہے کہ کھا جاؤ

وآں دگر را در گلو پیدا کند
اور وہ (چھٹا) حلق میں پہنچنے پر معلوم کر لیتا ہے

وآں دگر را در بدن رُسوا کند
اور اس (ساتویں) کو بدن میں پہنچ کر شرمندہ کرتا ہے

وآں دگر را در حدث سوزش کند
اور اس (آٹھویں) کے پاخانہ پھرنے میں جلن پیدا کرتا ہے

دَمبدم زخم جگر دوزش دہد
پے در پے اسمیں جگر دوز زخم پیدا کرتا ہے

وآں دگر را بعدِ ایّام و شہور
اور وہ (نواں) دنوں اور مہینوں کے بعد

وآں دگر را بعدِ مرگ اندر قبور
اور اس (دسویں) کو مرنے کے بعد قبر میں

وردہندش مُہلت اندر قعرِ گور۲
اور اگر اس کو قبر کے گڑھے میں مہلت دیدیتے ہیں

لا بُد آں پیدا شود یومَ النُّشُور
لا محالہ وہ حشر کے دن ظاہر ہوتا ہے

ہر نبات و شکرے را در جہاں
ہر مصری اور شکر کے لئے دنیا میں

مُہلتے پیداست از دورِ زماں
رفتار زمانہ سے ایک وقت درکار ہے

سالہا باید کہ تا از آفتاب
سالوں چاہئیں تاکہ سورج سے

لعل یابد رنگ و رخشانی و تاب
لعل رنگ اور چمک اور روشنی حاصل کرے

پنج سال و ہفت باید تا درخت در
پانچ اور سات سال درکار ہیں تاکہ درخت

یابد از میوہ رسانی فرّ و بخت
پھل دینے کی وجہ سے شان و شوکت اور نصیبہ حاصل کرے

باز تر ہ در دو ماہ اندر رسد
پھر سبزی دو مہینے میں تیار ہو جاتی ہے

باز تا سالے گلِ اَحمر رسد
اور گلاب کا پھول ایک سال میں آتا ہے

بہر ایں فرمود حق عزّ و جل
اسی لئے اللہ عزوجل نے ذکر فرمایا ہے

سُوْرَۃُ الْاَنعام در ذکرِ اجل
سورۂ انعام کو مدت کے بارے میں

ایں۳ شنیدی مُو بمویت گوش باد
تو نے یہ سنا خدا کرے تیر اروا روں کان بنجائے

آب حیوانست خوردی نوش باد
جو تو نے پیا آب حیات ہے خدا کرے تریاق ثابت ہو

آبِ حیواں خواں مخواں ایں را سخن
اس کو آب حیات کہہ، بات نہ کہہ

روحِ نو بیں در تنِ حرفِ کہن
پرانے حرفوں کے قالب میں نئی روح دیکھ

---

۱ بُو کُند۔ بعض جب سمجھتے ہیں جب کوئی میل جول ہوتا ہے۔ لب و دنداں۔ بعض جب سمجھتے ہیں۔ جب برت لیتے ہیں۔ پیش۔ از گلو۔ یعنی اس مصنوعی پیر کی تعلیمات کو حلق تک نہیں پہنچنے دیتے ہیں۔ در گلو بعض جب سمجھتے ہیں جب وہ تعلیمات حلق تک پہنچ جاتی ہیں۔ در بدن۔ بعض کو جب احساس ہوتا ہے جب اس کی زہریلی تعلیمات کا بدن پر اثر پڑتا ہے۔ در حدث۔ خراب غذا کا اثر ایسا اوقاد پاخانہ پھرتے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ ایام۔ یعنی زندگی میں بداثرات کو محسوس کر لیتے ہیں۔

۲ قعرِ گور۔ قبر کا گڑھا یعنی بعض اشخاص کو ان بری تعلیمات کا احساس قبر میں جا کر ہوتا ہے۔ یوم النشور۔ حشر کا دن، غرضیکہ بد عقیدہ پیروں کی تعلیمات کا مضر اثر محسوس کریں۔ انسانوں میں بہت تفاوت ہے اور ہر انسان کیلئے انکو محسوس کرنیمیں ایک وقت لگتا ہے۔ اللہ کی جانب سے ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے اس وقت سے پہلے اس کام کی تکمیل نہیں ہوتی۔ ہر نبات۔ اللہ نے ہر چیز کی تکمیل کی ایک میعاد مقرر فرمادی ہے۔ لعل۔ آفتاب لعل کی ہزاروں برس تربیت کرتا ہے۔ تب اس کا رنگ و روپ نکھرتا ہے۔ درخت۔ پھلدار درخت میں پھل۔ پانچ سات سال میں آتا ہے۔ ترہ۔ سبزی اجل۔ سورۂ انعام میں ہے ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰٓی اَجَلًا وہی جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک میعاد ٹھہرادی۔

۳ ایں شنیدی۔ یعنی یہ بات کہ اللہ نے ہر چیز کی ایک میعاد مقرر فرمادی ہے۔ اور یہ کہ اشرار اور ابرار بظاہر مشتبہ ہیں لیکن حقیقت میں نظر میں ممتاز ہیں۔ مو بمو۔ بال بال۔ مراد جسم کا ہر حصہ۔ نوش۔ شہد، تریاق۔ ایں را سخن۔ یعنی یہ بات کہ ہر چیز کے لئے منجانب اللہ ایک میعاد مقرر ہے جسمیں وہ کمال کو پہنچتی ہے کوئی معمولی بات نہیں اگر اس کو اچھی طرح سمجھ کر عمل پیرا ہو تو حیات ابدی مل جاتی ہے۔

نکتۂ دیگر تو بشنواے رفیق — ہمچو جاں اُوسخت پیدا و دقیق
اے دوست! تو ایک دوسرا نکتہ سن — جو روح کی طرح بالکل ظاہر بھی ہے اور باریک بھی ہے

در مقامے ہست ایں ہم زہرِ مار — از تصاریفِ خدائے خوشگوار
ایک جگہ یہ سانپ کا زہر ہے — خدا کے تصرفات سے جو خوشگوار (بنانیوالا) ہے

در مقامے زہر۲ و در جائے دوا — در مقامے کفر و در جائے رَوا
ایک جگہ زہر ہے اور ایک جگہ دوا ہے — ایک جگہ کفر ہے اور ایک جگہ جائز ہے

در مقامے خار و در جائے چو گل — در مقامے سرکہ در جائے چو مُل
ایک جگہ کانٹا ہے اور ایک جگہ پھول جیسا ہے — ایک جگہ سرکہ ہے اور ایک جگہ شراب جیسا ہے

در مقامے خوف و در جائے رجا — در مقامے بخل و در جائے سخا
ایک جگہ خوف ہے اور ایک جگہ امید ہے — ایک جگہ بخل ہے اور ایک جگہ سخاوت ہے

در مقامے فقر و در جائے غنا — در مقامے قہر و در جائے رضا
ایک جگہ فقر ہے اور ایک جگہ غنا ہے — ایک جگہ قہر ہے اور ایک جگہ خوشنودی ہے

در مقامے جور۳ و در جائے وفا — در مقامے منع و در جائے عطا
ایک جگہ ظلم ہے اور ایک جگہ وفا ہے — ایک جگہ منع کرنا ہے اور ایک جگہ بخشش ہے

در مقامے دُرد و در جائے صفا — در مقامے خاک و جائے کیمیا
ایک جگہ تچھٹ ہے اور ایک جگہ صاف ہے — ایک جگہ خاک ہے اور ایک جگہ کیمیا ہے

در مقامے عیب و در جائے ہُنر — در مقامے سنگ و در جائے گہر
ایک جگہ عیب ہے اور جگہ ہنر ہے — ایک جگہ پتھر ہے اور ایک جگہ موتی ہے

در مقامے خذلل و جائے شکر — در مقامے خشک و در جائے مطر
ایک جگہ اندر رائن ہے اور ایک جگہ شکر ہے — ایک جگہ خشکی ہے اور ایک جگہ بارش ہے

در مقامے ظلم و جائے محضِ عدل — در مقامے جہل و جائے عینِ عقل
ایک جگہ ظلم ہے اور ایک جگہ خالص عدل ہے — ایک جگہ جہل ہے اور ایک جگہ پوری عقل ہے

گرچہ ایں جا اُوگزندِ جاں بُود — چوں بدانجا در رسد درماں بُود
اگرچہ اس جگہ وہ جان کا نقصان ہے — جب اس جگہ پہنچے تو علاج ہے

آب در غورہ ترش باشد و لیک — چوں بانگوری رسد شیریں و نیک
رس کچے انگور میں کھٹا ہوتا ہے لیکن — جب پختگی پر آتا ہے تو میٹھا اور عمدہ ہوتا ہے

۱ ہمچو جاں۔ جس طرح روح، ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی اسی طرح یہ نکتہ ہے یعنی اگرچہ منجانب اللہ ہر چیز کیلئے مبعاد کا مقرر ہونا آب حیات ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس مسئلہ کے متضاد پہلو اور اثرات ہیں جن کو مولانا نے نیچے کے تیرہ شعروں میں واضح کیا ہے۔ زہر مار۔ جو لوگ میعاد و قدر کے معاملہ میں اسباب کو مؤثر بالذات اور اللہ کا غیر سمجھتے ہیں۔ وہ ہلاک ہوتے ہیں۔ خوشگوار۔ یہ مسئلہ ان کیلئے خوشگوار ہے جو اسباب کی کثرت میں وحدت حق کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

۲ زہر۔ ان لوگوں کیلئے ہے جو اسباب کی کثرت کو غیر حق سمجھ بیٹھتے ہیں۔ دوا۔ ان لوگوں کیلئے ہیں جو کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ خوف یعنی۔ یہی مسئلہ خوف کا سبب ہے اور اسی سے امید وابستہ ہے نیز دل اس کے سمجھنے میں کبھی بخل سے کام لیتا ہے کبھی سخا سے کام لیتا ہے۔ فقر۔ یعنی دولت ایمان سے کبھی دست بنا دیتا ہے۔ کبھی ایمان سے مال مال کر دیتا ہے کبھی قہر خداوندی کا سبب بنتا ہے کبھی رضائے الٰہی کا سبب بنتا ہے۔

۳ جور۔ جبکہ اس مسئلہ کو غلط طور پر انسان سمجھتے تو یہی ظلم ہے صحیح سمجھے تو اپنے ساتھ وفا داری ہے۔ حصول۔ سعادت سے مانع بھی ہے اور سعادت عطا بھی کرتا ہے۔ درد۔ تچھٹ۔ صفا۔ یعنی صاف شراب۔ خذلل۔ اندرائن۔

ایں جا۔ یعنی جبکہ اس کو صحیح طور پر نہ سمجھے۔ غورہ۔ کچا انگور معنی محل کے بدلنے سے چیزوں کے خواص اور تاثیرات بدل جاتی ہیں۔

باز درخم اُو شود تلخ و حرام [1] — در مقامے سرکگے نعم الادام
پھر مٹکے میں وہ کڑوا اور حرام بن جاتا ہے — سرکہ کے مقام پر وہ بہترین سالن ہے

ایں چنیں باشد تفاوت در امور — مردِ کامل ایں شناسد در ظہور
اسی طرح معاملات میں فرق ہوتا ہے — کامل انسان اس کو خوب پہچانتا ہے

دَر بیانِ آنکہ اُنچہ ولیِ کامل کُند مریداں رانشاید گستاخی
اس بات کے بیان میں جو ولی کامل کرے مریدوں کے لئے گستاخی کرنا اور
کردن وہماں فعل کردن ہماں فعل کردن کہ حلوا طبیب رازیاں ندارد و
وہ کام کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ حلوا طبیب کو مضر نہیں ہے اور
مریض رازیاں دارد وسرما وبرف انگور رسیدہ رازیاں
مریض کو نقصان پہنچاتا ہے اور جاڑا اور برف پکے انگور کو نقصان نہیں پہنچاتا
ندارد امّا غورہ رازیاں دارد کہ در راہ است و نارسیدہ
ہے لیکن کچے انگوروں کو نقصان پہنچا دیتا ہے کیونکہ ابھی راہ میں ہیں اور پختہ نہیں
لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ صَدَقَ اللّٰہُ
ہیں تاکہ اللہ بخشدے تیرے اگلے پچھلے گناہ اللہ نے سچ فرمایا

گر ولی زہرے خورد نوشے شود — ور خورد طالب سیہ ہوشے شود
اگر ولی زہر کھائے تریاق ہو جائے — اگر طالب کھائے تو بے ہوش ہو جائے

رَبِّ ہَبْ [2] اِلیٰ از سلیماں آمدست — کہ مَدہ غیرِ مرا ایں مُلک و دست
"رب ہب لی" (حضرت) سلیمان سے منقول ہے — کہ میرے سوا کسی کو یہ سلطنت اور غلبہ نہ عطا کر

تو مَکُن با غیرِ من ایں لُطف وجود — ایں حسد را مانَد امّا آں نبود
میرے غیر پر تو یہ مہربانی اور عطا نہ فرما — یہ حسد سے مشابہ ہے لیکن یہ حسد نہیں تھا

نکتہ لا یَنْبَغِیْ میخواں بجاں — سرِّ مَنْ بَعْدِیْ زبخلِ اُو مداں
"لا ینبغی" کا نکتہ غور سے پڑھ — "من بعدی" کا راز اُنکے بخل کیوجہ سے نہ سمجھ

بلکہ اندر مُلک دید اُو صد خطر — مُو بمُو [3] مُلک جہاں بُد بیم سر
بلکہ سلطنت میں انہوں نے سو خطرے محسوس کئے — پوری دنیا کی سلطنت جان کا خطرہ تھی

بیمِ سر یا بیمِ سرّ یا بیمِ دیں — امتحانے نیست مارا مثلِ ایں
جان کا خطرہ یا روحانی خوف یا دین کا خوف — ہمارے لئے اس جیسی کوئی آزمائش نہیں ہے

[1] حرام۔ جب شیرہ انگور خم بنجائے۔ تو حرام ہے سرکہ بنجائے تو بہترین سالن ہے۔ لیغفرلک۔ بعض مباحات کاملوں کے لئے مفید ہیں۔ لیکن ناقصوں کیلئے مضر ہوتے ہیں۔ حضور کا وہ مقام تھا جسمیں کسی مباح سے تلمذ اور نفع اندوزی نقصان کا سبب نہیں بن سکتی تھی۔

[2] رَبِّ ہَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ یہ حضرت سلیمان کی دعا ہے جو قرآن میں منقول ہے یعنی اے خدا میری جیسی سلطنت میرے بعد اور کسی کو نہ دینا۔ مولانا اس آیت کا مطلب یہ سمجھا رہے ہیں کہ یہ دعا حسد پر مبنی نہ تھی بلکہ حضرت سلیمان یہ سمجھتے تھے کہ اس عظیم الشان سلطنت کا بار میں تو اٹھا سکتا ہوں۔ کوئی دوسرا نہیں اٹھا سکے گا اس کے لئے اس قسم کی سلطنت مضر ہوگی تو یہ فرمانا دوسروں پر شفقت کی وجہ سے تھا نہ کہ حسد کی وجہ سے۔

[3] مُو بمُو۔ بال بال، یعنی مکمل۔ بیم سر۔ جان کا خوف۔ بیم سر۔ یعنی روح کے لئے خطرہ۔ بیم دیں۔ یعنی دین کے لئے خطرہ۔

پس سلیمانی ہمتے باید کہ او — بگذرد زیں صد ہزاراں رنگ و بُو[1]
پس کوئی سلیمان جیسی ہمت والا چاہئے کہ جو — ان لاکھوں رنگ و بو سے (بگذر) نکل جائے

باچناں قوت کہ اُورا بُود ہم — موجِ آں مُلکش فرومی بست دم
اس قوت کے ہوتے ہوئے جو انکو حاصل تھی — اس سلطنت کی موجیں ان کا سانس گھونٹتی تھیں

خواں وَ اَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِہٖ — چوں بماند از تخت و مُلکِ خود تہی
القینا علی کرسیہ پڑھ — کس طرح اپنے تخت و سلطنت سے خالی ہوگئی

چوں بروبنشست زیں اندوہ گرد — بر ہمہ شاہانِ عالم رحم کرد
جب ان پر اس غم کی گرد بیٹھی — دنیا کے تمام بادشاہوں پر ترس کھایا

شد شفیع و گفت ایں مُلک ولوا[2] — باکمالے دہ کہ دادی مَر مرا
سفارشی بن گئے اور کہا یہ سلطنت اور جھنڈا — اس کمال کے ساتھ عنایت فرما جو تو نے مجھے دیا ہے

ہر کرا بدہی و بکُنی آں کرم — اُو سلیمان ست و آنکس ہم منم
جس کو تو عطا کرے اور وہ کرم کرے — وہ سلیمان ہے اور وہ میں ہی ہوں

او نباشد بعدی اُو باشد معی — خود معی چہ بُود منم بے مُدّعی
وہ میرے بعد نہ ہوگا وہ میرے ساتھ ہوگا — میرے ساتھ ہونا کیا ہوتا ہے وہ میں ہی ہوں بغیر کسی دعویدار تھے

شرح ایں فرض ست گفتن لیک من — باز میگردم بقصہ مرد و زن
اس کی تشریح کرنا ضروری ہے لیکن میں — پھر مرد اور عورت کے قصہ کیطرف لوٹتا ہوں

مخلص ماجرائے عرب و جُفت اُو در فقر و شکایت
اعرابی اور اس کی بیوی کے فقر اور شکایت کے قصہ کا خلاصہ

ماجرائے مرد و زن را مخلصے — باز می جوید روانِ مخلصے
مرد اور عورت کے قصہ کے خلاصے کو — ایک مخلص کی روح تلاش کر رہی ہے

ماجرائے مَرد و زن اُفتاد نقل — ایں مثال[3] نفسِ خود می دان و عقل
مرد اور عورت کا قصہ ایک مثال واقع ہوا ہے — اس کو اپنے نفس اور عقل کی مثال سمجھ

ایں زن و مَردے کہ نفس ست و خرد — نیک بایست ست بہر نیک و بد
یہ عورت اور مرد جو کہ نفس اور عقل ہے — نیک اور بد کے لئے ضروری ہے

ویں دو پابستہ دریں خاکی سرا — روز و شب در جنگ و اندر ماجرا
یہ دونوں اس خاکی سرا کے پابند ہیں — دن رات، جنگ اور بحث میں ہیں

[1] رنگ و بُو۔ یعنی سلطنت کے گونا گوں مسائل۔ اُورا۔ یعنی حضرت سلیمانؑ میں اس عظیم سلطنت کے بار کے حمل کی قوت تھی لیکن پھر بھی وہ خلل انداز ہوئی۔ اَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِہٖ جَسَدًا۔ ہم نے ڈالدیا۔ اس کی کرسی پر ایک جسم، یہ آیت حضرت سلیمانؑ کے قصہ میں مذکور ہے۔ جس کی تفسیر بعض مفسرین نے یہ کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے لاعلمی میں ایک مشرکہ عورت سے نکاح کرلیا جس کی پاداش میں انکی وہ انگوٹھی صخر نامی جن لے گیا جس میں ان کی سلطنت کا راز مضمر تھا اور آپ کے تخت سلطنت پر قابض ہوگیا چند روز بعد وہ انگوٹھی پھر حضرت سلیمانؑ کے ہاتھ آئی تب تخت سلطنت پر دوبارہ قابض ہوئے۔

[2] لوا۔ جھنڈا۔ کمالے۔ تاکہ وہ اس کمال کے ذریعہ غلطی کی تلافی کرسکے۔ بعدی۔ مولانا نے اسکے معنی یہ لئے ہیں کہ وہ مجھ سے کم تر نہ ہو۔ معی۔ میرے ساتھ یعنی کمالات میں مجھ جیسا ہو۔ مخلص۔ میم اور لام کے فتحہ کے ساتھ، خلاصہ۔ میم کے ضمہ اور لام کے کسرہ کے ساتھ خالص محبت والا دوست

[3] ایں مثال یعنی عورت سے مراد نفس اور مرد سے مراد عقل۔ ہے۔ بایستہ۔ مقید۔ خاکی سرا۔ دنیا۔ ماجرا جھگڑا۔

زن ہمی خواہد حوتج[1] خانقاہ
عورت گھر کی ضروریات چاہتی ہے

یعنی آبِ رُو و نان و خوان و جاہ
یعنی آبرو اور روٹی اور خوان اور عزت

نفس ہمچوں زن پئے چارہ گری
نفس عورت کی طرح تدبیر کے درپے ہے

گاہ خاکی گاہ جوید سروری
کبھی عاجزی کرتا ہے کبھی بڑائی چاہتا ہے

عقل خود زیں فکرہا آگاہ نیست
عقل، ان افکار سے واقف نہیں ہے

در دماغش جز غم اللہ نیست
اس کے دماغ میں اللہ کے غم کے سوا کچھ نہیں ہے

گرچہ سرِّ قصّہ ایں دانہ است و دام
اگرچہ قصہ کا راز یہ دانہ ہے اور جال

صورتِ قصہ شنوا کنوں تمام
قصہ کا ظاہر ہے اب پورا قصہ سن

گر بیانِ معنوی کامل شدے
اگر باطن کا بیان مکمل ہو جائے

خلقِ عالم عاطل و باطل بُدے
عالم کی پیدائش بیکار اور باطل ہو جائے

گر محبت فکرت و معنے ستے
اگر محبت، فکر اور باطنی معاملہ ہوتا

صورتِ صوم و نمازت نیستے
تو تیری نماز اور روزے کی صورت معدوم ہو جاتی

ہدیہ[2] ہائے دوستاں باہم دِگر
دوستوں کے ایک دوسرے کو تحفے

نیست اندر دوستی اِلّا صُوَر
دوستی میں محض صورتیں ہیں

تا گواہی دادہ باشد ہدیہ ہا
تاکہ تحفے گواہی دیں

بر محبّت ہائے مُضمَر در خِفا
اندر چھپی ہوئی محبتوں پر

زانکہ احساں ہائے ظاہر شاہدند
کیونکہ ظاہری احسانات گواہ ہیں

بر محبت ہائے سرّ اے اَرجمند
اے گرامی قدر! چھپی ہوئی محبتوں پر

شہادت[3] گہ راست باشد گہ دروغ
تیرا گواہ کبھی سچا ہوتا ہے کبھی جھوٹا

مست گاہے از مے و گاہے ز دوغ
مست کبھی شراب سے اور کبھی چھاچھ سے

دوغ خوردہ میستے پیدا کند
چھاچھ پینے والا مستی ظاہر کرتا ہے

ہائے و ہوئے و سَر گرانیہا کند
ہائے وہو اور نشہ دکھاتا ہے

آں مُرائی در صلوٰۃ و در صیام
ریاکار نماز اور روزے میں

می نماید جد و جہدے بس تمام
پوری جدوجہد ظاہر کرتا ہے

تا گماں آید کہ اُو مستِ وِلاست
تاکہ گمان ہو جائے کہ وہ دوستی سے مست ہے

چوں حقیقت بنگری غرقِ ریاست
جب تو اصلیت دیکھے گا تو وہ ریاکاری میں غرق ہے

[1] حوتج۔ حوائج کا اختصار ہے۔ خانقاہ۔ گھر۔ خاکی۔ عاجزی۔ سروری۔ سرداری گرچہ۔ یعنی اس قصہ کی حقیقت بمنزلہ دانہ کے ہے اور قصہ کی صورت جال ہے۔ معنوی۔ باطنی۔ عاطل۔ بیکار، عبث۔ باطل۔ لغو۔ گر محبت۔ اگر محبتِ خداوندی محض ایک باطنی معاملہ ہوتا تو پھر نماز روزہ کی فرضیت کیضرورت نہ ہوتی، حالانکہ یہ بھی شریعت میں ضروری ہیں۔

[2] ہدیہ ہائے۔ دوستوں میں باہمی تحفوں کا لین دین قلبی محبت کے گواہ ہیں جو دل میں چھپی ہوئی ہے۔ مضمر۔ پوشیدہ۔ خفا۔ باطن۔ احسانہائے۔ ظاہر۔ ظاہری احسانات۔ چھپی ہوئی محبت کے گواہ ہوتے ہیں۔ ارجمند۔ بزرگ۔ نقشبند، صاحب مرتبہ عزیز۔

[3] شہادت۔ لیکن گواہ ہمیشہ سچا ہی نہیں ہوتا جو ظاہری مستی دکھاتا ہے کبھی وہ حقیقتاً مست ہوتا ہے کبھی اس کی مستی بناوٹی ہوتی ہے۔ دوغ۔ مٹھا، چھاچھ۔ مُرائی۔ ریا کار یعنی ریاکار کی نماز اور روزہ جھوٹے گواہ ہیں۔ اس کا دل محبتِ خداوندی سے خالی ہوتا ہے۔ ولا دوستی۔ ریا۔ دکھاوا۔

حاصل افعالِ ابرونی رہبرست
الحاصل ، ظاہری افعال رہبر ہیں

تانشاں باشد برآنچہ مُضمرست
تاکہ اس چیز کی علامت بنیں جو پوشیدہ ہے

راہبر گہ حق بود گاہے غلط
رہبر، کبھی صحیح ہوتا ہے، کبھی غلط ہوتا ہے

گہ گزیدہ باشدو گاہے سَقط
کبھی برگزیدہ ہوتا ہے کبھی ناکارہ ہوتا ہے

یارب آں تمیزدہ مارا نجواست
اے خدا! درخواست پر ہمیں وہ تمیز عطا کر دے

تاشناسیم آں نشانِ کژ زراست
کہ ہم غلط علامت کو صحیح علامت سے جدا سمجھ سکیں

حس راتمیز دانی چوں شود
تجھے معلوم ہے حس کو تمیز کیسے حاصل ہوتی ہے؟

زانکہ حس یَنظُرُ بنورِ اللہ بوَد
جبکہ حس ''وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے'' بنجائے

وراثر نبود سبب ہم مُظہرست
اگر اثر نہ پایا جائے سبب بھی ظاہر کرنیوالا ہے

ہمچو خویشی کز محبت مخبرست
جیسے رشتہ داری' جو محبت کی خبر دینے والی ہے

نبود۲ آنکہ نورِ حقش شد امام
جس شخص کیلئے اللہ کا نور امام بنجائے وہ نہیں رہتا

مَراثرہا یا سبب ہارا غلام
آثار اور اسباب کا غلام

چونکہ نور اللہ درآید درمشام
جب اللہ کا نر دماغ میں سما جاتا ہے

مَراثر رایا سبب رانبود غلام
وہ اثر یا سبب کا غلام نہیں رہتا

تا محبت دردروں شعلہ زند
جب باطن میں محبت شعلہ زن ہوتی ہے

زفت گردو وزاثر فارغ کند
توقوی ہوجاتی ہےاوراثر سے فارغ کردیتی ہے

حاجتش نبوُدبےَ اِعلامِ مہر
محبت کےظاہر کرنے کیلئےاس کوکوئی ضرورت نہیں رہتی ہے

چوں محبت نورِ خود زد برسپہر
جبکہ محبت اپنا نور آسمان پر پہنچا دیتی ہے

ہست تفصیلات تا گردد تمام
بہت تفصیلات ہیں کہ پوری ہو

ایں سخن لیکن بجو تو والسلام
یہ بات، لیکن تو خود تلاش کر لے والسلام

گرچہ۳ شد معنیٰ دریں صورت پدید
اگرچہ معنی اس صورت میں ظاہر ہوئے ہیں

صورت ازمعنیٰ قریب ست وبعید
(لیکن) صورت معنے سے قریب (بھی ہے اور) دور بھی ہے

دردلالت ہمچو آبندو درخت
دلالت کرنے میں پانی اور درخت کیطرح ہیں

چوں بماہیت روی دوراندسخت
تواگرحقیقت پرغورکریگا(ایکدوسرے سے) بہت دور ہیں

دانہ بیں کزآب وخاک وآفتاب
دانہ کو دیکھ پانی اور مٹی اور سورج کیوجہ سے

چوں درختے گشت درعالم شتاب
کیسے بہت جلد دنیا میں درخت بن گیا

---

۱ افعال۔ برونی۔ ظاہری افعال۔ گزیدہ۔ برگزیدہ ، یعنی سچا راہبر۔ سقط۔ بیکارناکارہ۔ بخواست۔ یعنی ہماری درخواست ہے۔ نشان۔ علامت یعنی ظاہری اعمال۔ جس۔ یعنی عمل حقیقی اور ریاکاری میں انسان جب فرق کرسکتا ہے۔ جب اسکواللہ اپنا نور عطا فرمائے۔ وراثر یعنی ظاہری اعمال کے علاوہ اور اسباب بھی محبت کا پتہ دیتے ہیں۔ مثلاً رشتہ داری ہے اگر ظاہری لین دین نہ ہوتو بھی رشتہ داری یہ بتاتی ہے کہ باہمی محبت ہے۔ مظہر۔ ظاہر کرنیوالا۔ مخبر خبر دینے والا۔

۲ نبود۔ یعنی جب نور خداوندی دل میں سما جاتا ہے۔ تو اعمال ظاہری بتقاضائے محبت صادر ہوتے ہیں، ثواب وعذاب یا اظہار عبودیت انکا مقصود نہیں ہوتا ہے۔ تا محبت جب کسی کے باطن میں محبت کی آگ لگی ہوتی ہے اور وہ محبت توانائی حاصل کر لیتی ہے تو بغیر علامتوں کے بھی پہچانی جاتی ہے۔ اعلام۔ بتانا۔ لیکن بجو تو۔ اس مضمون کی تفصیلات بہت ہیں تو خود تلاش کر لے۔

۳ گرچہ یعنی۔ محبت کا ظہور بصورت اعمال ہوتا ہے لیکن محبت اور علامت میں بہت مناسبت بھی ہے اور دونوں ایکدوسرے سے جدا بھی ہیں۔ دردلالت۔ درخت کی سبزی پانی کے وجود کو بتاتی ہے لیکن پانی اور درخت دو۔ جداگانہ تحقیقتیں ہیں۔ دانہ۔ درخت بیج مٹی، پانی اور سورج کی گرمی سے بنتا ہے لیکن ان سب کی حقیقتیں ایکدوسرے سے جدا ہیں۔

ور بما ہیت بگردانی نظر — دور دور اند ایں ہمہ از یک دِگر
اگر تو حقیقت پر نظر ڈالے — ایک دوسرے سے بہت دور ہیں

ترکِ ماہیات و خاصیّات گو — شرح کُن اَقوالِ آں دو رزق جو
ماہیتوں اور خاصیتوں (کے بیان) کو چھوڑ — ان دونوں رزق کے طلبگاروں کی باتوں کی تفصیل بتا

باز گو از ماجرائے مرد و زن — زانکہ انجامے ندارد ایں سخن
مرد اور عورت کا قصہ پھر سنا — اس لئے کہ اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

دل نہادن مرد عرب برالتماس ۱ دلبر خویش و سوگند
اعرابی کا اپنی محبوبہ کی بات پر راضی ہو جانا اور قسم کھانا کہ

خوردن کہ مرا دریں تسلیم حیلتے وامتحانے نیست
اس رضا مندی سے میرا مقصد کوئی حیلہ اور آزمائش نہیں ہے

مَرد گفت اکنوں گذشتم از خِلاف — حُکم داری تیغ بَرکش از غِلاف
مرد نے کہا اب میں خلاف سے باز آیا — تجھے حکم دینے کا حق ہے تلوار نیام سے نکال لے

ہر چہ گوئی مَر تُرا فرماں بَرم — وَر بدو نیک آید آنرا ننگرم
جو تو کہے گی تیرا حکم بجا لاؤں گا — اگر اچھائی برائی آئیگی اس کو نظر انداز کرونگا

در وجودِ تو شوم من مُنعَدِم ۲ — چوں مجمّ حُبّ یُعمِی وَیُصِمّ
میں تیرے وجود میں فنا ہو جاؤں گا — جبکہ میں عاشق ہوں محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے

گفت زن آہنگ بِرّم می کُنی — یا بحیلت کشفِ سِرّم می کُنی
عورت نے کہا تو میرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کر رہا ہے — یا چالاکی سے میرا راز کھول رہا ہے

گفت وَاللّٰہُ عَالِمُ السِّرَّ الْخَفِی — کافرید از خاک آدمؑ را صفیّ
اسنے کہا (اللہ تعالیٰ) چھپے ہوئے بھیدوں کا جاننے والا ہے — جس نے برگزیدہ آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے پیدا ہے

در سہ گز قالب کہ وادش وانمود — آنچہ در اَرواح و در اَلواح ۳ بُود
تین گز کے جسم میں انکو دیا، ظاہر فرما دیں — وہ تمام چیزیں جو روحوں اور تختیوں میں تھیں

یاد دادش لوحِ محفوظِ وجُود — تا بدانست آنچہ در اَلواح بُود
ان کو وجود کی لوح محفوظ یاد کرا دی — یہانتک کے وہ ان تمام باتوں کو جان گئے جو تختیوں میں تھیں

تا ابد ہر چہ کہ از پس بود و پیش — درس کرد از عَلَّمَ الْاَسْمَآءِ خویش
ابد تک جو ماضی اور مستقبل میں تھا — اپنے اسماء کی تعلیم کے ذریعہ ان کو پڑھا دیا

۱ التماس۔ گزارش۔ دلبر۔ معشوق۔ سوگند۔ قسم۔ گذشتم از خلاف میں نے اختلاف چھوڑ دیا حکمداری تجھے حکم دینے کا اختیار ہے۔ تیغ۔ یعنی تلوار چلائے تو گردن حاضر ہے۔

۲ مُنعدم۔ محو، فنا۔ مجمّ۔ محبّ ہستم۔ یُعمی۔ اندھا کر دیتا ہے۔ یُصِمّ۔ بہرا کر دیتا ہے۔ برّ۔ احسان، سلوک۔ حیلت۔ تدبیر کشف۔ سر۔ راز کھولنا۔ آفریدن۔ پیدا کرنا۔ صفی۔ برگزیدہ منتخب قالب۔ یعنی جسم آدمؑ

۳ الواح۔ لوح کی جمع ہے۔ تختی، الواح سے لوح محفوظ مراد ہے یا دیگر لوحیں مراد ہیں۔ ابد۔ ختم نہ ہونے والا مستقبل زمانہ۔

تا مَلک بیخود شد از تدریسِ اُو
اس علم کی تعلیم سے فرشتے مدہوش ہو گئے

قُدسِ دیگر یافت از تقدیسِ[1] اُو
ان فرشتوں نے (اللہ کی) پاکی بیان کر کے پاکیزگی حاصل کر لی

آں کشادِشاں کز آدمؑ رُو نمود
وہ انکشافات جو انکو (حضرت) آدمؑ سے حاصل ہوئے

درکشادِ آسمانہا شاں نبود
وہ آسمانوں کے انکشافات میں انکو حاصل نہ تھے

درفضائے عرصہ آں پاک جاں
اس پاک جان کے میدان کی وسعت (کے مقابلہ) میں

تنگ آمد عرصہ ہفت آسماں
ساتوں کے آسمانوں کا میدان تنگ ہو گیا

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے

من نگنجم ہیچ در بالا و پست
میں اوپر نیچے (کہیں) نہیں سما سکتا ہوں

در زمین و آسمان و عَرش نیز
زمین اور آسمان اور عرش میں بھی

من نگنجم ایں یقیں داں اے عزیز
میں نہیں سما سکتا ہوں اے پیارے! یقین کر

دردلِ مُومن بگنجم اے عجب
تعجب ہے مومن کے دل میں سما جاتا ہوں

گر مرا جوئی دراں دلہا طلب
اگر میری تلاش کرے ان دلوں میں تلاش کر

گفت[2] فَادْخُلْ فِیْ عِبَادِیْ تَلْتَقِیْ
(اللہ تعالیٰ) نے فرمایا میرے بندوں میں داخل ہو جا تو پائیگا

جَنَّةً مِنْ رُؤْیَتِیْ یَامُتَّقِیْ
میرے دیدار کی جنت اے پرہیز گار!

عرش[3] با آں نور و پہنائی خویش
عرش نے باوجود اپنے نور اور وسعت کے

چوں بدید اُو را برفت از جائے خویش
جب اس کو دیکھا، بے قرار ہو گیا

خود بزرگی عرش باشد بس پدید
عرش کی بڑائی بہت واضح ہے

لیک صورت کیست چوں معنیٰ رسید
لیکن صورت کیا چیز ہے جب معنیٰ آ پہنچیں؟

ہر ملک می گفت ما را پیش ازیں
ہر فرشتہ کہتا تھا، ہمیں اس سے پہلے

اُلفتے می بُود بر روئے زمیں
روئے زمین سے محبت تھی

تخم خدمت در زمیں می کاشتیم
ہم نے زمین میں خدمت کے بیج بوئے تھے

زاں تعلق ما عَجَب می داشتیم
اس تعلق سے ہم متعجب تھے

کایں تعلق چیست با ایں خاکداں
کہ اس زمین سے یہ تعلق کیسا ہے؟

چوں سرشتِ مابدست از آسماں
جبکہ ہمارا خمیر آسمان سے ہے

اِلفِ ایں اُنوار با ظلمات چیست
ان نوروں کو تاریکیوں سے محبت کیوں ہے؟

چوں تواند نور با ظلمات زیست
نور تاریکیوں کیساتھ کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟

---

[1] تقدیس۔ یعنی فرشتوں نے کہا سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا "اے خدا تیری ذات پاک ہے ہمیں بجز اسکے کچھ معلوم نہیں جو تو نے ہمیں بتا دیا ہے۔ آں کشاد۔ جو معلومات فرشتوں کو آدمؑ سے حاصل ہوئیں وہ آسمانوں سے حاصل نہ تھیں۔ درفضائے۔ اسماء کی تعلیم کے بعد آدمؑ کی وسعتوں میں آسمانوں میں گنجائش نہ تھی۔ گفت۔ پیغمبر۔ حدیث قدسی ہے۔ "لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنُ" مجھے نہ میری زمین سما سکتی ہے نہ میرا آسمان ہاں میرے مومن بندے کا دل سما سکتا ہے۔

[2] گفت۔ قرآن پاک میں ہے۔ "فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ "پس داخل ہو ہمارے بندوں میں اور داخل ہو جا ہماری جنت میں" مولانا نے اس آیت کا مطلب یہ لیا ہے کہ مومن کے دل میں سما کر دیدار کی جنت میں پہنچ جا، یعنی قلب مومن میں اللہ کی روایت میسر آ سکتی ہیں۔

[3] با۔ باوجود۔ پہنا وسعت۔ از جائش۔ بیقرار ہونا۔ صورت۔ یعنی مادی چیز۔ معنیٰ۔ یعنی روحانی چیز۔ خاکداں۔ زمین۔ الف۔ اُلفت، محبت، یعنی ملائک ظلمات۔ یعنی دنیا کی چیزیں۔

آدما آں اِلف از بُوئے تو بُود
اے آدمؑ! وہ محبت تیری خوشبو کیوجہ سے تھی

زانکہ جسمت راز میں بُد تار و پُود[1]
کیونکہ تیرے جسم کا تانا بانا زمین تھی

جسمِ خاکت را ازیں جا یافتند
تیرے خاکی جسم کو اس جگہ سے حاصل کیا

نورِ پاکت را در آنجا تافتند
تیرے پاک نور کو اس جگہ چمکایا

ایں کہ جانِ ما زروحت یافت ست
یہ جو کچھ ہماری جان نے تیری روح سے حاصل کیا ہے

پیش پیش از خاک آں می تافت ست
پہلے پہلے زمین سے چمکا ہے

در زمیں بُودیم و غافِل از زمیں
ہم زمین پر تھے اور زمین سے غافل تھے

غافِل از گنجے کہ در وے بُد دفیں
اس خزانہ سے غافل تھے جو اسمیں مدفون تھا

چوں سَفر فرمود ما را ازاں مقام
جب ہمیں اس جگہ سے سفر کرنیکا حکم فرمایا

تلخ شُد مارا ازاں تحویل کام
اس تبدیلی سے ہمارا حلق کڑوا ہو گیا

تا کہ جُہتہا ہمی گفتیم ما
یہاں تک کہ ہم نے حجتیں کیں

کہ بجائے ما کہ آید اے خدا
کہ اے خدا! ہماری جگہ کون آئیگا؟

نورِ ایں تسبیح وایں تہلیل را
اس تسبیح اور تہلیل کے نور کو

می فروشی[2] بہرِ قال و قیل را
تو لڑائی، جھگڑے سے تبدیل کرتا ہے

حِلمِ حق گُسترد بہرِ ما بِساط
اللہ (تعالیٰ) کے حلم نے ہمیں موقع دیا

کہ بگوئید از طریقِ اِنبساط
کہ تحمل کر کہو

ہر چہ آید بر زباں تاں بے حدز
بلا خوف، جو تمہاری زبان پر آئے

ہمچو طفلانِ یگانہ با پدر
جیسے بے تکلف بچے اپنے باپ سے

ما ہمی دانیم خود رازِ شما
خود ہم تمہارے راز کو جانتے ہیں

لیک می خواہیم آوازِ شما
لیکن تمہاری آواز (میں) سننا چاہتے ہیں

زانکہ ایں دَمہا[3] چہ گر نالائق ست
اسلئے کہ یہ معمولی باتیں اگرچہ مناسب نہیں ہے

رحمتِ من بر غضب ہم سابق ست
(لیکن) میری رحمت غصہ پر سبقت رکھتی ہے

از پئے اِظہارِ ایں سَبق اے مَلک
اے فرشتو! اس سبقت کے اظہار کیلئے

در تو بنہم داعیہ اشکال و شک
میں تم میں اشکال اور شک کا داعیہ پیدا کر رہا ہوں

تا بگوئی ونگیرم بر تو من
تاکہ تم کہو اور میں تم پر گرفت نہ کروں

منکرِ حِلمم نیارودم زدن
میری بردباری کا منکر دم نہ مار سکے

---

[1] تار و پود۔ تانا، بانا۔ جسم خاکت۔ یعنی آدمؑ کا جسم تو خاکی ہے۔ اس میں نور علم آسمانی ہے۔ ایں کہ یعنی علم کا نور۔ چوں سفر۔ اللہ نے فرشتوں کو زمین سے منتقل ہونیکا حکم دیا تو فرشتوں پر یہ حکم بھاری پڑا کہنے لگے۔ یعنی فرشتوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ تو زمین میں ہماری جگہ انسانوں کو بسانا چاہتا ہے۔ جو زمین میں فتنہ و فساد برپا کرینگے۔

[2] می فروشی۔ یعنی فرشتوں نے کہا کہ ہم تو روئے زمین پر تیری تسبیح و تہلیل کرتے ہیں تو انسانوں کو آباد کریگا تو وہ تسبیح و تہلیل کے بجائے فتنہ و فساد کرینگے۔ حلم۔ بردباری۔ گسترد ان۔ بچھانا۔ بساط بچھونا۔ بسط ستر دن۔ موقع دینا۔ انبساط۔ خوشی۔ کشائش دل۔ بے عذر۔ بلا خوف۔ آواز شما۔ یعنی تمہاری زبان اور آواز سے ہم سننا چاہتے ہیں۔

[3] دمہا۔ چہ تصغیر کیلئے ہے یعنی ادنیٰ باتیں رحمت۔ حدیث قدسی ہے۔ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ میری رحمت میرے غصہ سے آگے ہے۔ سبق سبقت داعیہ۔ جذبہ تا بگوئی یعنی تاکہ فرشتے اعتراض کریں اور میں گرفت نہ کروں اور میرے حلم کا ثبوت ہو جائے۔ اور انکے لئے انکار کا موقع نہ ہے۔

صد پدر[1] صد مادر اندر حلمِ ما — ہر نفس زاید در اُفتد در فنا
سو باپ اور سو مائیں ہمارے حلم میں — ہر لحہ پیدا ہو کر فنا ہو رہی ہیں

حلمِ ایشاں گفت بحرِ حلمِ ماست — کف رَوَد آید و لے دریا بجاست
ان کا حلم ہمارے حلم کے سمندر کا جھاگ ہے — جھاگ تو آتے جاتے ہیں لیکن دریا اپنی جگہ پر ہے

خود چہ گویم پیشِ آں دُرایں صدف — نیست اِلّا کفِ کفِ کفِ کف
میں کیا بتاؤں اس موتی کے سامنے یہ سیپ — جھاگ ہی جھاگ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے

حقِّ آں کف حقِّ آں دریائے صاف — کامتحانی نیست ایں گفت ونہ لاف
اس جھاگ کی قسم اور اس صاف دریا کی قسم — یہ گفتگو نہ آزمایش ہے، نہ بکواس

از سَرِ مہر وصفا ہست و خُضوع — حقِ آنکس کہ بدو دارم رُجوع[2]
محبت اور خلوص اور عاجزی کیجہ سے ہے — اس ذات کی قسم جس کی طرف مجھے لوٹنا ہے

گر بہ پیشت امتحان ست ایں ہوس — اِمتحاں را اِمتحاں کُن یک نفس
اگر تیرے نزدیک یہ خواہش آزمایش کیلئے ہے — تھوڑی دیر کیلئے آزمایش کو آزمالے

سِرِ مپوشاں تا پدید آید سرم — امر کُن تو ہر چہ بروے قادرم
راز کو نہ چھپا، تا کہ میرا راز (بھی) ظاہر ہو جائے — جو میں کر سکتا ہوں اس کا حکم دے

دل مپوشاں تا پدید آید دلم — تا قبول آید ہر انچہ قابلم
دل (کی بات) نہ چھپا تا کہ میرے دل (کی بات) ظاہر ہو جائے — تا کہ جس بات کے میں قابل ہوں اس کو قبول کروں

چہ کنم در دستِ من چہ چارہ است — در نگر تا جانِ من چہ کارہ است
کیا کروں میرے قابو میں کیا تدبیر ہے؟ — غور کر لے، میں کس کام کا ہوں

تعیین کردنِ زن طریق طلب روزی شوئے
عورت کا اپنے شوہر کے لئے روزی طلب کرنے کا راستہ متعین کرنا

خود را او قبول کردنِ اُو
اور اس کا قبول کر لینا

گفت زن نک آفتاب تافت ست — عالمے زو رُو شنائی یافت ست
عورت نے کہا، یہ آفتاب چمکا ہے — (اور) دنیا نے اس سے روشنی پائی ہے

نائبِ رحماں خلیفہ کردگار — شہر[3] بغداد ست اے زو چوں بہار
خدا کا قائم مقام، اللہ کا خلیفہ — بغداد شہر اس کی وجہ سے (موسم) بہار جیسا ہے

[1] صد پدر یعنی سینکڑوں ماں باپ کی بردباری اللہ کی بردباری کے سامنے ہیچ در ہیچ ہے۔ کف۔ جھاگ، سمندر کے مقابلہ میں جھاگ بے حقیقت چیز ہوتی ہے۔ در۔ یعنی حلم بردباری تعالیٰ صدف۔ یعنی ماں باپ کی بردباری۔ گفت۔ گفتگو۔ لاف۔ گپ بکواس حق آں کف۔ یہ مقولہ مدد کا شروع ہوا ہے بیوی نے کہا تھا کہ تیرا اظہار محبت امتحان کے لئے ہے یا حقیقت پر مبنی ہے اسکے جواب میں کہا ہے کہ میری باتیں محبت پر مبنی ہیں۔ امتحانی اور آزمائشی نہیں ہیں۔

[2] رجوع۔ واپسی یعنی مرنے کے بعد۔ صفا۔ خلوص۔ خضوع۔ عاجزی، انکساری، ہوس۔ یعنی صلح کی خواہش، سرراز قادر۔ قدرت والا۔ چہ کنم۔ اب جبکہ تو روزی کمانے کو کہتی ہے تو بتا کس طرح کماؤں نک۔ اینک اب۔ آفتاب۔ یعنی خلیفہ وقت

[3] بغداد۔ عراق کا مشہور شہر ہے اصل میں باغ داد تھا اس باغ میں بیٹھ کر نوشیرواں انصاف کیا کرتا تھا۔

گر بہ پیوندی[1] ایداں شہ، شہ شوی
اگر تو اس بادشاہ سے وابستہ ہو جائیگا بادشاہ بنجائیگا

سوئے ہر ادِ بارتا کے می روی
ہر نحوست کی طرف کب تک چلے گا؟

ہمنشینی مُقبلاں چوں کیمیاست
چوں نظر شاں کیمیائے خود کجاست
نصیبہ ور لوگوں کی مصاحبت کیمیا ہے
ان کی نظر جیسی ، کیمیا (بھی) کب ہے؟

چشم احمدؐ برابو بکرؓے زدہ
اُوز یک تصدیق صِدّیقے شدہ
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نگاہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر پڑی
وہ ایک تصدیق سے صدیق ہو گئے

گفت من شہ را پذیرا چوں شوم
بے بہانہ سُوئے اُو من چوں روم
اس نے کہا بادشاہ کے یہاں میں مقبول کس طرح ہو سکتا ہوں؟
ذریعہ کے بغیر میں اس کے پاس کیسے جاؤں؟

نسبتے باید مرایا حیلتے
ہیچ پیشہ راست شد بے آلتے
مجھے کوئی تعلق یا تدبیر چاہیے
کوئی پیشہ بغیر اوزار کے چلا ہے؟

ہمچو مجنونے کہ بشنید از یکے
کہ مرض آمد بہ لیلےٰ اندکے
مجنوں کی طرح، کہ جب اس نے کسی سے سنا
کہ لیلےٰ کسی قدر بیمار ہے

گفت آوہ بے بہانہ چوں روم
ور بمانم از عیادت چوں شوم
بولا ، افسوس! بغیر بہانہ کے کیسے جاؤں؟
اگر مزاج پرسی سے رہ جاؤنگا تو میرا کیا حال ہوگا؟

لَیْتَنِیْ کُنْتُ طبیبًا حَاذِقًا
کُنْتُ اَمْشِیْ نَحْوَ لَیْلٰی شَائِقًا
کاش میں ماہر طبیب ہوتا
لیلےٰ کے پاس شوق سے جاتا

قُلْ تَعَالَوْا گفت حق مارا بداں
تا بُوَد شرم[2] اِشکنی مارا نشاں
اللہ (تعالیٰ) نے قل تعالوا ہمارے لئے ہی لئے فرمایا ہے
تا کہ ہماری شرم ٹوٹنے کا نشان بن جائے

شب پراں را گر نظر و آلت بُدے
روز شاں جولان و خوش حالت بُدے
چمگادڑوں کے لئے اگر نظر اور ذریعہ ہوتا
دن میں ان کی گردش اور اچھی حالت ہوتی

گفت چوں شاہ کرم میداں رود
عینِ ہر بے آلتی آلت شود
بولی، جب شاہ کرم میدان میں نکلتا ہے
ہر بے سرو سامانی ذریعہ بن جاتی ہے

زانکہ آلت دعویٰ ست و ہستی ست
کار در بے آلتی و پستی ست
کیونکہ سامان تو دعویٰ اور انانیت ہے
(اصل) کام بے سرو سامانی اور ذلت ہے

گفت کے بے[3] آلتی سَودا کنم
تا نہ من بے آلتی پیدا کنم
(شوہر نے) کہا کے بے سروسامانی کا میں کب خیال کر سکتا ہوں؟
جب تک میں بے سروسامانی پیدا نہ کر لوں

[1] پیوندی ۔ پیوستن کا فعل مضارع مخاطب ہے۔ شہ یعنی خلیفہ۔ شہ یعنی مالدار۔ ادبار۔ بدبختی۔ چوں۔ یعنی شاہوں کی نظر کیمیا سے بڑھ کر ہے۔ یک تصدیق۔ یعنی معراج کے واقعہ کی تصدیق۔ صدیق بہت سچ بولنے والا بہت زیادہ تصدیق کرنے والا یہ حضرت ابوبکرؓ کا لقب ہے۔ پذیرا۔ مقبول۔ بہانہ۔ حیلہ۔ مجنوں قیس عامری کا لقب ہے۔ عیادت۔ بیمار کی مزاج پرسی کرنا۔ قُلْ تَعَالَوْا قرآن پاک کی آیت ہے۔ "اے نبی کہدے چلے آؤ"۔

[2] شرم اشکنی۔ شرم کو توڑنا یعنی اللہ تعالیٰ نے چلے آؤ فرما کر بغیر حیلہ جانے میں جو شرم تھی اس کو توڑا ہے۔ شاہ کرم بخشش والا بادشاہ۔ عین بے آلتی یعنی بے سرو سامانی کامیابی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ زانکہ۔ سازو سامان میں انانیت ہے جس سے محرومی ہوتی ہے بے سرو سامانی اور عاجزی سے سوال میں کامیابی ہوتی ہے۔

[3] بے آلتی بے سروسامانی، سودا۔ خیال، شوق یعنی اتنا خلوص ہو جائے کہ تحفہ کی ضرورت نہ ہے۔

پس گواہے[1] بایدم بر مفلسی — تا شہم رحمے کند در مفلسی
مفلسی پر میرا کوئی گواہ ہونا چاہیے — تاکہ بادشاہ مفلسی میں مجھ پر رحم کرے

تو گواہی غیر گفت و گوورنگ — وانما تا رحم آرد شاہِ شنگ
(اے مخاطب) تو (بھی) گفتگو اور وضع کے علاوہ کوئی گواہی — پیش کرتا کہ محبوب بادشاہ تجھ پر رحم کرے

کایں گواہی کش زگفت ورنگ بُد — نزد آں قاضی القضاۃ آں جرح شد
اسلئے کہ گواہی جو گفتگو اور وضع کی تھی — احکم الحاکمین کے سامنے مجروح ہو گئی ہے

پس گواہے[2] ز اندروں می بایدم — نے گواہیِ بروں می بایدم
مجھے کوئی باطنی گواہ درکار ہے — ظاہری گواہی کی مجھے ضرورت نہیں ہے

صدق می باید گواہِ حالِ اُو — تا بتابد نورِ اُو بے قالِ اُو
سچائی اس کے حال کی گواہ ہونی چاہیے — تاکہ اس کا نور اس کی گفتگو کے بغیر چمک جائے

ہدیہ بردن آں عرب سبوئے آبِ باراں از میانِ بادیہ سوئے
اس بدوی کا جنگل سے بارش کے پانی کا مٹکا ہدیہ میں لے جانا خلیفہ بغداد
بغداد بنزدِ خلیفہ و پنداشت کہ آنجا قحط آب ست
کے پاس اور اس نے خیال کیا کہ وہاں پانی کا قحط ہے

گفت زن صدق آں بُود کز بودِ خویش — پاک برخیزی تو از مجہودِ خویش
عورت نے کہا کہ سچائی یہ ہے کہ اپنے وجود سے — اپنی کوشش سے بالکل علیحدہ ہو جا

آبِ باران ست مارا در سبو — مِلکت و سرمایہ و اَسباب تو
ٹھیلا میں ہمارا بارش کا پانی ہے — جو تیری ملکیت اور سرمایہ اور اسباب ہے

ایں سبوئے آب را بردار و رو — ہدیہ سازو پیشِ شاہنشاہ شو
پانی کی یہ ٹھیلیا اٹھا اور جا — تحفہ قرار دے اور بادشاہ کے پاس پہنچ جا

گوکہ مارا غیر زیں اَسباب نیست — در مفازہ[3] ہیچ بہ زیں آب نیست
کہنا ہمارے پاس اس سامان کے علاوہ کچھ نہیں ہے — جنگل میں اس سے اچھا پانی نہیں ہے

گر خزانہ اش پُر ز دُرّ و گوہر ست — ایں چنیں آبش نباشد نادرست
اگرچہ اس کا خزانہ موتیوں اور جواہر سے بھرا ہوا ہے — اس کے پاس ایسا پانی نہ ہوگا (یہ) کمیاب ہے

چیست آں کوزہ تنِ محصورِ ما — اندر اُو آب ایں حواسِ شورِ ما
وہ ٹھیلیا کیا ہے؟ ہمارا گھرا ہوا بدن ہے — اس میں پانی ہمارے نمکین حواس ہیں

---

[1] گواہ۔ صدق اور اخلاص کی کوئی علامت ہونی چاہئے تو گواہی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ خدا کے سامنے جانیکے لئے بھی اخلاص کی گواہی کیضرورت ہے اگر دل میں اخلاص نہ ہوگا محض ظاہری گفتگو سے کام نہ چلیگا۔

[2] پس گواہے۔ شوہر نے کہا باطنی گواہ کی ضرورت ہے۔ صدق آں بود۔ عورت نے شوہر سے کہا اپنی ہستی اور اپنی جدوجہد سے بردار ہو جانا ہی سچائی ہے۔ سبو۔ ٹھلیا۔ ملکت۔ مملوک تو۔

[3] مفازہ۔ جنگل۔ فاخر۔ قیمتی، قابلِ فخر۔ نادر۔ کمیاب۔ چیست آں کوزہ۔ یہاں سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ یعنی جس طرح بدو اپنی ٹھلیا شاہ بغداد کی خدمت میں پیش کرنیکے لئے چلا ہمیں بھی اپنے بدن کی ٹھلیا دربارِ خداوندی میں پیش کرنی ہے۔

اے خداوند ایں خُم و کوزہ مرا — در پذیر از فضلِ اللّٰہُ اِشْتَرٰی
اے خدا! میرے اس مٹکے اور کوزے کو — "اللہ اشتریٰ" کی مہربانی سے قبول فرمالے

کوزۂ با پنج لُولہ پنج حِس — پاک دار ایں آب را از ہر نجس
پانچ ٹونٹیوں کا کوزہ (جو) پانچ حواس ہیں — اس پانی کو ہر قسم کی نجاست سے پاک رکھ

تا شود زیں کوزہ مَنفذ سوئے بحر — تا بگیرد کوزۂ من خُوئے بحر
تاکہ اس کوزہ کا راستہ سمندر کی جانب ہو جائے — تاکہ میرا کوزہ سمندر کی خصلت اختیار کر لے

تا چو ہدیہ پیشِ سلطانش بَری — پاک بیند باشدش شہ مُشتری ۲
تاکہ ہدیہ میں جب تو اس کو بادشاہ کے سامنے لیجائے — اسکو وہ پاک دیکھے ہوسکتا ہے کہ بادشاہ اس کا خریدار بنجائے

بے نہایت گردد آبش بعد ازاں — پُر شود از کوزۂ من صَد جہاں
اس کے بعد اس کا پانی لا انتہا ہو جائے گا — میرے کوزے سے سو جہان بھر جائے گے

لُولہا بر بند و پُر دارش زخم — گفت غُضُّوا عَنْ ھَوٰی اَبْصَارَکُمْ
اس کی ٹونٹیاں بند کردے اور اس کو مٹکے سے بھرا رکھ — فرمایا ہے خواہش نفسانی سے اپنی نگاہیں نیچی رکھ

ریشِ اُو پُر باد کیں ہدیہ کراست — لائقِ چوں تو شہے اینست راست
وہ مغرور تھا کہ یہ تحفہ کس کو میسر ہے؟ — تجھ جیسے بادشاہ کے لائق ہے یہ درست ہے

آں نمی دانست کانجا برگذر — ہست جاری دجلہ ہمچوں شکر
اس کو یہ خبر نہ تھی کہ وہاں راستہ پر — شکر جیسا دجلہ بہہ رہا ہے

درمیانِ شہر چوں دریا رواں — پر ز کشتیہا و شَستِ ۳ ماہیاں
شہر کے درمیان سمندر کی طرح جاری ہے — کشتیوں اور مچھلی پکڑنے کے کانٹوں سے پُر ہے

رَو برِ سُلطان و کاروبار بیں — حُسنِ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھَارُ بیں
بادشاہ کے پاس جا، اور کاروبار دیکھ — "تجری تحتھا الانھار" کا حسن دیکھ

ایں چنیں حسہا وَاِدراکاتِ ما — قطرۂ باشد دراں بحرِ صَفا
اسی طرح ہماری معلومات اور احساسات — اس صاف سمندر میں ایک قطرہ ہیں

باز جوی و باز بیں و باز یاب — از کہ اَزْ مَنْ عِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتٰبْ
طلب کر اور مشاہدہ کر اور حاصل کر — کس سے؟ اس ذات سے جسکے پاس لوح محفوظ ہے

در نمد دوختنِ زن سبوئے آب را و مُہر بروے نہادن
عورت کا ٹھلیا کو نمدہ میں سینا اور اس پر مہر لگانا

۱ اللّٰہُ اشتریٰ۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ "خدا نے مومنین سے ان کی جانیں اور مال خرید لیا ہے بعوض جنت کے" لولہ۔ ٹونٹی، یعنی بدن کی ٹھلیا میں پانچ حواس بمنزلہ پانچ ٹونٹیوں کے ہیں ان حواس کے ذریعہ اندر گندگی نہ پہنچنی چاہئے۔ منفذ۔ سوراخ۔ بحر یعنی وحدت کا سمندر خوئے بحر حدیث شریف میں ہے اللہ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔

۲ مُشتری۔ خریدار۔ ریش او پر باد۔ بدو کو گھمنڈ تھا کہ ایسا تحفہ کسی کو میسر نہ آیا ہوگا۔ اور یہ عجیب تحفہ یقیناً بادشاہ کے لائق ہے۔ گذر۔ گذرگاہ۔ راستہ۔ دجلہ۔ دال کے فتحہ کے ساتھ عراق، کا مشہور دریا ہے جس کے دونوں طرف شہر بغداد آباد ہے۔

۳ شست۔ شین کے فتحہ سے نشتر مچھلی پکڑنیکا کانٹا۔ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھَارُ نہریں اسکے نیچے جاری ہیں۔ قرآن میں یہ جنت کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ بحر صفا علوم الٰہی کا سمندر باز جو۔ علوم الٰہی کا طالب بن وہ تجھے خدا سے حاصل ہونگے۔

مرد گفت آرے سَبُو را سر بِبند
مرد نے کہا، ہاں ٹھلیا کا منہ بند کر دے

ہیں کہ ایں ہدیہ است مارا سُود مند
یقیناً یہ تحفہ ہمارے لئے مفید ہے

درنمد در دوز تو ایں کوزہ را
تو اس کوزہ کو نمدے میں سی دے

تا کُشاید شہ بہدیہ روزہ را
تاکہ بادشاہ تحفہ سے روزہ کشائی کرے

کایں چنیں اندر ہمہ آفاق نیست
اس طرح کا تحفہ دنیا میں نہیں ہے

جُز رحیق و مایہ اَذواق نیست
(یہ) عمدہ شراب اور لذتوں کے سرمایہ کے سوا کچھ نہیں ہے

زانکہ ایشاں زابہائے تلخ و شور
اس لئے کہ یہ لوگ کڑوے اور نمکین پانی کی وجہ سے

دائماً پُر علّت اند و نیم کور
ہمیشہ بیمار اور آدھے اندھے ہیں

مُرغ کاب[۲] شور باشد مسکنش
جس پرندہ کی جائے رہائش کھاری پانی ہو

اُو چہ داند جائے آبِ روشنش
وہ اپنے صاف پانی کی جگہ کیا جانے؟

ایکہ اندر چشمۂ شورست جات
اے وہ کہ تیری جگہ کھاری چشمہ ہے!

تو چہ دانی شطِّ جیحون و فرات
تو بچھوں اور فرات (دریا) کے کنارے کو کیا جانے؟

اے تو نارُستہ ازیں فانی رَباط
اے وہ کہ تو اس فانی سرائے سے نہیں چھوٹا!

تو چہ دانی صحو و سُکر و انبساط
تو صحو اور سکر اور انبساط کو کیا جانے؟

وَر بدانی نقلت از اب وجد ست
اگر تو جانتا (بھی) ہے تو باوا آدم سے سنا سنایا ہے

پیشِ تو ایں نامہا چوں ابجد ست
تیرے سامنے یہ نام حروف تہجی کی طرح ہیں

ابجد[۳] و ہوّز چہ فاش ست و پدید
ابجد اور ہوز کس قدر واضح اور ظاہر ہیں

بر ہمہ طفلان و معنیٰ بس بعید
تمام بچوں پر، اور معنی کس قدر دور ہیں

پس سَبُو برداشت آں مردِ عرب
اس بدو مرد نے ٹھلیا اٹھائی

در سفر شُد می کشیدش روز و شب
سفر میں (روانہ) ہو گیا، دن رات اس کو اٹھاتا تھا

بر سَبُو لرزاں بُد از آفاتِ دہر
زمانے کی آفتوں سے ٹھلیا کے بارے میں خوفزدہ تھا

ہم کشیدش از بیاباں تا بشہر
اس کو جنگل سے شہر کی طرف لئے جاتا تھا

زن مُصلّیٰ باز کردہ از نیاز
عورت نے عاجزی سے مصلّے بچھایا

رَبِّ سَلِّمْ وِرد کردہ در نماز
نماز میں "اے خدا اس کو سلامت رکھ" کی دعا شروع کر دی

کہ نگہدار آبِ مارا از خساں
کہ ہمارے پانی کو کمینوں سے محفوظ رکھ

یارب ایں گوہر بداں دریا رساں
اے خدا! یہ موتی اس دریا تک پہنچا دے

---

۱ سر بہ بند۔ منہ بند کر دے ہیں۔ کلمہ تثنیہ ہے۔ دوز۔ سی دے۔ رَحیق۔ شراب۔ اذواق۔ ذوق کی جمع ہے۔ مزہ، لطف۔ زانک۔ اعرابی (بدوی) کو یہ غلط فہمی اس لئے تھی کہ لوگ جنگل میں عموماً شور اور تلخ پانی پی کر بیمار رہتے ہیں۔ اور کمزور ہو جاتے ہیں۔

۲ آب شور۔ کھارا پانی جات جائے۔ تو شط۔ کنارہ جیحون، ایران کا مشہور دریا۔ فرات۔ عراق کا مشہور دریا۔ جو کوفہ کے قریب سے گزرتا ہے۔ رباط۔ سرائے یعنی دنیا۔ صحو و سکر و انبساط، روحانی کیفیتیں جو سالک کو پیش آتی ہیں۔ اب۔ باپ۔ جد۔ دادا۔

۳ ابجد۔ بچوں کو حروف تہجی کے حقائق کا کوئی علم نہیں وہ صرف رٹ لیتے ہیں نہ انکو یہ معلوم ہے کہ انہی ابجد ہوز کی ترتیب سے اعداد کے ذریعہ تاریخیں۔ نکالی جاتی ہیں نہ یہ معلوم کہ یہی حروف تعویذات اور طلسمات میں کام آتے ہیں نہ یہ معلوم کہ انہی حروف سے اسماء باری بنے ہیں۔ جن کی تاثیرات غیر متناہی ہیں نہ یہ معلوم کہ ان حروف تہجی کو ملا کر جو آٹھ کلمات بنائے گئے ہیں۔ انمیں حضرت آدم کے واقعات کی پوری تاریخ ہے وغیرہ۔ مصلّی۔ جائے نماز۔ رب سلّم۔ اے خدا اس ٹھلیا کو سلامت رکھنا۔ خساں۔ یعنی چور، ڈاکو۔ گوہر۔ یعنی ٹھلیا دریا۔ یعنی خلیفہ۔

گرچہ شُویم آگہ است پُرفن ست
اگرچہ میرا شوہر باخبر اور صاحب تدبیر ہے

لیک گوہر راہزاراں دشمن ست
لیکن موتی کے ہزاروں دشمن ہیں

خود چہ باشد گوہر، آبِ کوثر[1] است
موتی کیا ہو گا (حوض) کوثر کا پانی ہے

قطرۂ زاں آب کاصلِ گوہر ست
اس پانی کا قطرہ ہے جو اصل میں گوہر ہے

از دعا ہائے زن وزاریِ اُو
عورت کی دعاؤں اور اس کی عاجزی سے

وزغمِ مَرد وگرداں باریِ اُو
مرد کے غم اور اس کی جفا کشی سے

سالم از دُزداں واز آسیبِ سنگ
چوروں اور پتھر کے صدمہ سے سالم

بُردتا دَارُالخِلافَہ بے دِرنگ
بلا توقف دارالخلافہ تک لے گیا

دید درگاہے پُراز اِنعامہا
انعاموں سے بھرا ایک دربار دیکھا

اہلِ حاجت گستریدہ دامہا
ضرورت مندوں نے جال بچھا رکھے ہیں

دَمبدم ہر سُوئے صاحب حاجتے
لحہ بہ لحہ ہر جانب ضرورتمند

یافتہ زاں دَر عطا و خِلعتے[2]
اس در سے عطا اور خلعت پا رہے ہیں

بہرِ گبر و مومن و زیبا و زِشت
کافر اور مومن اور اچھے اور برے کیلئے (وہ دربار)

ہمچو خورشید و مَطَر بل چوں بہشت
سورج اور بارش کی طرح بلکہ بہشت کی طرح تھا

دید قومے در نظر آراستہ
ایک قوم کو دیکھا جو سامنے آراستہ تھی

قوم دیگر مُنتظر برخاستہ
دوسری قوم منتظر کھڑی تھی

خاص و عامہ از سلیمانؑ تا بمور
خاص اور عام (حضرت) سلیمان سے لیکر چیونٹی تک

زندہ گشتہ چوں جہاں از نفخ صور
جی اٹھے جیسے کہ دنیا صور پھونکنے سے

اہلِ صورت در جواہر تافتہ
اہل ظاہر جواہر میں لدے ہوئے تھے

اہلِ معنیٰ بحرِ معنیٰ یافتہ
اہل باطن نے حقیقت کا سمندر پایا تھا

آنکہ بے ہمّت چہ باہمّت شُدہ
جو بے ہمت تھا کس قدر باہمت ہو گیا

وانکہ باہمّت چہ بانعمت شُدہ
جو باہمت تھا کس قدر نعمت والا ہو گیا

بانگ می آمد کہ اے طالب بیا
آواز آتی تھی کہ اے طلبگار! آجا

جُود محتاجِ گدایاں چوں گدا
سخاوت کو سائلوں کیلئے ضرورت ہے جیسے کہ سائل کو سخاوت کی

دربیانِ[3] آنکہ چنانکہ گدا عاشقِ کریم ست کریم ہم عاشقِ گدا ست

اس کا بیان کہ جس طرح فقیر سخی کا عاشق ہے سخی بھی فقیر کا عاشق ہے

---

[1] کوثر۔ جنت کا چشمہ ہے۔ اصل گوہر۔ یعنی موتی اسی پانی کی قطرات سے بنتے ہیں۔ گراں باری۔ بوجھ اٹھانا جفاکشی۔ آسیب۔ صدمہ۔ دارالخلافہ۔ خلیفۃ المسلمین کے رہنے کا شہر۔ درنگ۔ تاخیر درگاہ۔ دربار۔ دامہا۔ جال یعنی انعام حاصل کرنے کے وسائل وذرائع۔

[2] خلعت۔ شاہی لباس، گبر۔ آتش پرست، کافر، مطر۔ بارش، مومن۔ درنظر بادشاہ کے سامنے سلیماں۔ یعنی امراء مور یعنی غربا، نفخ صور۔ صور پھونکنا جس سے تمام مردے زندہ ہو جائیں گے جود یعنی اس کی سخاوت بھکاریوں کو اس طرح تلاش کرتی تھی جس طرح بھکاری بخشش اور عطا کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔

[3] دربیان۔ سخیوں کی سخاوت کا وجود اور ظہور فقراء کے وجود سے ہے لہٰذا سخی اپنی سخاوت کیلئے فقراء کے محتاج ہیں جیسا کہ توبہ کا وجود توبہ کرنیوالے سے ہے۔ گدا۔ فقیر۔ بھکاری۔

اگر گدا را صبر پیش بُود کریم بر درِ او آید و اگر کریم را صبر بُود گدا
اگر فقیر کا صبر بڑھا ہوا ہے تو کریم اس کے دروازے پر آجاتا ہے اور سخی کو صبر ہو تو فقیر اس کے
بر درِ او آید اما صبر کمالِ گدا و نقصان کریم ست
دروازے پر آتا ہے لیکن صبر کرنا فقیر کا کمال ہے اور سخی کا عیب ہے

جُود محتاج ست و خواہد طالبے — ہمچنانکہ توبہ خواہد تائبے
سخاوت ضرورتمند ہے اور کوئی طلبگار چاہتی ہے — جس طرح توبہ، توبہ کرنے والے کو چاہتی ہے

جُود می جوید گدایان وضعاف[1] — ہمچو خوباں کآئینہ جویند صاف
سخاوت فقیروں اور کمزوروں کو تلاش کرتی ہے — جیسے حسین صاف آئینہ تلاش کرتے ہیں

رُوئے خوباں ز آئینہ زیبا شود — رُوئے احساں از گدا پیدا شود
حسینوں کا چہرہ، آئینہ سے حسین بنتا ہے — احسان کا چہرہ فقیر سے رونما ہوتا ہے

چوں گدا آئینہ جود ست ہاں — دَم بُود بر رُوئے آئینہ زیاں
جبکہ فقیر، سخاوت کا آئینہ ہے، خبردار — پھونک مارنا، آئینہ کے چہرے کی بربادی ہے

پس ازیں فرمود حق در والضحیٰ[2] — بانگ کم زن اے محمدؐ بر گدا
اسلیئے (اللہ تعالیٰ) نے سورہ والضحیٰ میں فرمایا ہے — اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فقیر کو نہ جھڑک

آں یکے جُودش گدا آرد پدید — ویں دِگر بخشد گدایاں را مزید
ایک وہ ہے جس کی سخاوت کو فقیر رونما کرتا ہے — اور یہ دوسرا وہ ہے جو فقیر کو زیادہ دیتا ہے

پس گدایاں آئینہ جُودِ حق اند — وانکہ باحق اند جُودِ مطلق اند
فقیراء (اللہ تعالیٰ) کی سخاوت کے آئینہ ہیں — اور جو لوگ اللہ سے وابستہ ہیں وہ مجسم سخاوت ہیں

وانکہ[3] جُز ایں دو بُود خود مُردہ است — اُو بریں در نیست نقش پردہ است
اور جو ان دونوں کے علاوہ ہے وہ مُردہ ہے — وہ اس دروازے پر نہیں ہے پردے کا نقش ہے

فرق درمیانِ آنکہ دُرویش ست بخدا و تشنۂ خدا و آنکہ
فرق اس شخص میں جو اللہ کا بھکاری اور اس کا پیاسا ہے اور اس شخص
دَرویش ست از خدا و تشنۂ اُست بغیر
میں جو خدا سے بے پروا اور غیر کا پیاسا ہے

لیک دُرویشے کہ اُو تشنۂ خدا ست — ہست دائم از خدایش کار راست
لیکن وہ فقیر جو اللہ (تعالیٰ) کا پیاسا ہے — اس کا کام ہمیشہ خدا کی جانب سے درست ہے

[1] ضعاف۔ ضعیف کی جمع ہے کمزور، فقیر۔ خوباں۔ خوب کی جمع ہے، حسین، خوبصورت۔ زیبا۔ خوبصورت پیدا، ظہور۔

[2] والضحیٰ۔ سورہ والضحیٰ میں آنحضورؐ کو کہا گیا ہے۔ "وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ" اور سائل کو نہ جھڑک۔ آں یکے۔ ایک سخی کی سخاوت کو بھکاری رونما کرتا ہے۔ دوسری قسم سخی کی یہ ہے کہ سائل کو بغیر مانگے دوگنا دیتا ہے۔ پس گدایا۔ فقیر کی ایک قسم تو وہ ہے جو صبر کرتی ہے اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتی وہ تو اللہ کی صفت جود کی مظہر ہے اور جو فقراء ایسے ہیں کہ اللہ نے ان کے دل غنی کر دیئے ہیں۔ وہ جود مطلق ہیں جو اللہ کی صفت جود اختیار کر چکے ہیں۔

[3] وانکہ۔ تیسری قسم فقیر کی وہ ہے جو دست سوال دراز کرتا ہے وہ اللہ کے در پر نہیں ہے بلکہ دروازہ کے پردے کا نقش ہے جو دروازہ سے باہر ہوتا ہے۔ تشنہ۔ پیاسا۔ دائم۔ ہمیشہ۔

لیک درویشے کہ تشنہ غیر شد
لیکن وہ فقیر جو غیر کا پیاسا ہوا

اُو حقیر وابلہ[1] و بے خیر شد
وہ ذلیل اور بیوقوف ہے اور بھلائی سے خالی ہوا

نقشِ درویش ست اُو نے اہل جاں
وہ صرف فقیر کی تصویر ہے جاندار نہیں ہے

نقشِ سگ را تو مینداز استخواں
کتے کی تصویر کو ہڈی نہ ڈال

فقر لقمہ دارد اُو نے فقر حق
وہ لقمہ کی فقیری رکھتا ہے نہ کہ اللہ (تعالیٰ) کی فقیری

پیشِ نقشِ مُردۂ کم نہ طبق
مردے کی تصویر کے سامنے طبق نہ رکھ

ماہیِ خاکی بُود درویشِ ناں
روٹی کا فقیر، مٹی کی مچھلی ہوتا ہے

شکلِ ماہی لیک از دریا رماں
مچھلی کی شکل ہے لیکن دریا سے بے تعلق ہے

نقشِ ماہی کے بُود درویشِ آب
مچھلی کی تصویر پانی کی فقیر کب ہوتی ہے؟

آں زبے آبی نمیگیر دو خراب
وہ پانی نہ ہونے سے تباہ نہیں ہوتی ہے

مُرغِ خانہ است اُو نہ سیمرغ[2] ہوا
وہ گھریلو پرندہ ہے نہ کہ ہوا کا سیمرغ

لُوت نوشد اُو نہ نوشد از خدا
لذیذ کھانے کھاتا ہے خدا سے فیض حاصل نہیں کرتا ہے

عاشقِ حق ست اُو بہرِ نوال
وہ عطیہ کی خاطر اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے

نیست جانش عاشقِ حُسن و جمال
اس کی جان حسن و جمال کی عاشق نہیں ہے

گر تو ہم می کند اُو عشقِ ذات
اگر وہ ذات (خداوندی) کے عشق کا خیال کرتا ہے

ذات نبوُد وہم اسماء وصفات
اسماء اور صفات کا خیال ذات (خداوندی) نہیں ہوتا ہے

وہم مخلوق[3] ست و مولود آمدست
خیال، مخلوق ہے اور پیدا شدہ ہے

حق نہ زائید ست اُو لم یُولَدست
حق (تعالیٰ) پیدا نہیں ہوا ہے وہ "لم یولد" ہے

عاشقِ تصویرِ وہم خویشتن
اپنے وہم کی تصویر کا عاشق

کے بُود از عاشقانِ ذوالمنن
اللہ (تعالیٰ) کے عاشقوں میں سے کب ہوسکتا ہے؟

عاشقِ آں وہم گر صادق بُود
اس خیال کا عاشق بھی اگر سچا ہو

آں مجازش تا حقیقت می کشد
وہ مجاز اس کو حقیقت تک پہنچا دیتا ہے

شرح میخواہد بیانِ ایں سخن
اس بات کا بیان تفصیل چاہتا ہے

لیک می ترسم زافہام کہن
لیکن میں پرانے خیالات سے ڈرتا ہوں

فہم ہائے کہنۂ کوتہ نظر
کوتاہ نظر لوگوں کی بوسیدہ عقلیں

صد خیالِ بد درآرد در فکر
تخیل میں سینکڑوں برے خیالات لائینگی

[1] ابلہ۔ بیوقوف۔ اہل جان۔ جاندار استخوان۔ یعنی ایسے فقیر کے سامنے معرفت خداوندی کے نکتے بیان کرنا بے سود ہے۔ طبق۔ یعنی معرفت خداوندی کے علوم کا طبق۔

[2] سیمرغ۔ ایک فرضی پرندہ ہے جس میں تیس رنگ کے پر فرض کئے گئے ہیں۔ لوت۔ لذیذ کھانے، نوال۔ عطیہ۔ توہم۔ وہم کرنا۔ اسماء یعنی اسماء الٰہی۔ صفات۔ یعنی صفات خداوندی

[3] مخلوق۔ پیدا کیا ہوا، مولود، جنا ہوا۔ لم یولد۔ وہ جنا نہیں گیا۔ تصویر وہم۔ خیالی صورت۔ ذوالمنن۔ احسانات والا، حق تعالیٰ صادق سچا، مجاز، غیر اصلی۔ حقیقت۔ یعنی اللہ (تعالیٰ) کا عشق۔ افہام۔ فہم کی جمع، سمجھ، عقل۔ کہن پرانا۔

بر سماعِ راست[1] ہر کس چیر نیست
سچی بات سننے پر ہر شخص قادر نہیں ہے

لقمۂ ہر مُرغکے انجیر نیست
ہر پرندے کی خوراک انجیر نہیں ہے

خاصہ مُرغِ مُردۂ بوسیدۂ
خاص طور پر مُردہ سڑا ہوا پرندہ

پُر خیالِ اعمیٔ بے دیدۂ
اندھا، اندھے پن کے خیالات سے بھرا ہوا

نقشِ ماہی راچہ دریا وچہ خاک
مچھلی کی تصویر کے لئے کیا دریا اور کیا خشکی

رنگ ہندو[2] راچہ صابون وچہ زاک
ہندوستانی کے رنگ کیلئے کیا صابون اور کیا پھٹکری

نقش اگر غمگیں نگاری بر وَرق
اگر کاغذ پر تو کوئی غمگین تصویر بنائے

اُو ندارد از غم و شادی سبق
اس کو خوشی اور غم سے کوئی واسطہ نہ ہو گا

صورتش غمگین و اُو فارغ ازاں
اس کی صورت غمگین ہے اور وہ غم سے خالی ہے

صورتش خندان و اُو زاں بے نشاں
اس کی صورت ہنستی ہے اور وہ اس (ہنسی) سے خالی ہے

ویں غم و شادی کہ اندر دل خفی ست
یہ غم اور خوشی جو دل میں چھپی ہوئی ہے

پیشِ آں شادی و غم جز نقش نیست
اس خوشی اور غم کے سامنے سوائے نقش کے کچھ نہیں ہے

صورتِ خندانِ نقش از بہرِ تُست
تصویر کی ہنستی ہوئی صورت تیرے لئے ہے

تا ازاں صورت شود معنیٰ درست
تاکہ اس صورت سے، باطن درست ہو جائے

صورتِ غمگینِ نقش از بہرِ ماست
غمگین تصویر کی صورت ہمارے لئے ہے

تا کہ مارا یاد آید راہِ راست
تاکہ ہمیں سیدھا راستہ یاد آجائے

نقشہائے کاندریں حمّا مہاست
وہ تصویریں جو ان حماموں میں ہیں

از برونِ جامہ[3] کن چوں جامہاست
جامہ کن (حمام کے درجے) سے باہر کپڑوں جیسی ہیں

تا برونی جامہا بینی ویس
جب تک تو (جامہ کن سے) باہر ہے کپڑے دیکھتا ہے

جامہ بیروں کن درآ اے ہمنفس
اے ساتھی! کپڑے اتار، اندر آجا

زانکہ با جامہ در آنسوراہ نیست
اسلئے کہ کپڑوں کے ہوتے ہوئے اس جانب راستہ نہیں ہے

تن ز جان و جاں ز تن آگاہ نیست
جسم کو جان اور جان کو جسم کی خبر نہیں ہے

بازمی گردم سوئے قصہ عرب
میں بدوی کے قصہ کی طرف لوٹتا ہوں

از بیانِ سِرّ و رازِ بُو العجب
سر اور عجیب راز کے بیان سے

---

۱ راست۔ سچی بات۔ چیر۔ غالب۔ طعمہ۔ خوراک۔ مُرغک۔ حقیر پرندہ۔ خاصہ۔ خصوصاً۔ اعمیٰ۔ اندھا۔ بے دیدہ۔ کور چشم نقش ماہی مچھلی کی تصویر کیلئے دریا اور خشکی یکساں ہے چونکہ وہ اصلی نہیں ہے لہٰذا وہ اپنی اصلی حیات کی جویاں نہیں ہے۔ مزورین اور غلط مدعیان تصوف کا یہی حال ہے

۲ ہندو۔ ہندوستان کا رہنے والا جو عموماً کالے ہوتے ہیں۔ ان کیلئے صابون اور پھٹکری یکساں ہے ان کی سیاہی دور نہ ہو گی۔ زاک۔ پھٹکری نقش۔ یعنی تصویر میں جو کیفیات ظاہر کیجاتی ہیں۔ وہ حقیقت سے دور ہوتی ہیں محض صورت رنج و غم کی ہوتی ہے۔ حقیقت غیر موجود ہوتی ہے۔ خفی۔ پوشیدہ نقش۔ تصویر، یعنی اولیاء اللہ پر جو قبض اور بسط کی کیفیت طاری ہوتی ہے اس کے بالمقابل عام انسانوں کا غم اور خوشی ہیچ ہے۔ صورت۔ یعنی یہ ظاہری غم اور خوشی اس لئے ہے کہ تو اہل اللہ کے غم اور خوشی کی طرف رہنمائی حاصل کرے۔ معنیٰ باطن۔ حمامہا۔ غسلخانے۔ یعنی دنیا جسمیں محض نقوش ہیں جو حقیقت سے خالی ہیں۔

۳ جامہ کن۔ حمام کا وہ درجہ کہلاتا ہے۔ جہاں کپڑے اتارے جاتے ہیں۔ ان اشعار میں مولانا تنبیہ کی ہے کہ انسان ظاہر سے نکلکر ہی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے کپڑوں سے مراد بدن کے اثار اور خصوصیات ہیں جبتک انسان انکو ترک نہ کریگا حقیقت تک نہ پہنچ سکیگا۔ جامہ بیروں کن۔ یعنی مقتضیات۔ جسمانی سے معرّیٰ ہو کر حمام حقیقت میں داخل ہو

پیش آمدنِ نقیبان و دربانانِ خلیفہ از بہرِ اکرامِ بدوی

بدوی کے اعزاز کے لئے خلیفہ کے دربانوں اور نقیبوں کا آگے بڑھنا

اعرابی و پذیرفتنِ ہدیہ اورا

اور اس کے ہدیہ کو قبول کر لینا

آں عرابی[1] از بیابانِ بعید — بر درِ دارُالخلافہ چوں رسید

وہ بدوی، دور کے جنگل سے — جب دارالحکومت کے دروازہ پر پہنچا

پس نقیباں پیش اعرابی شدند — بس گلابِ لطف برویش زدند

تو نقیب، بدوی کے پاس آئے — (اور انہوں نے) مہربانی کا گلاب اس کے چہرے پر چھڑکا

حاجت اُو فہمِ شاں شد بے مقال[2] — کارِ ایشاں بُد عطا پیش از سوال

بغیر گفتگو کے اس کی حاجت انکی سمجھ میں آ گئی — ان کا کام سوال سے پہلے عطا کرنا تھا

پس بدو گفتند یا وَجہَ العَرَب — از کجائی چونی از رنج و تعب

انہوں نے اس سے کہا کہ اے عرب کے سردار! — تو کہاں سے آیا ہے تکلیف اور تھکن سے تیرا کیا حال ہے؟

گفت وجہم گر مرا اوجہے دہید — بے وجوہم چوں پسِ پشتم نہید

اسنے کہا میں سردار ہوں اگر مجھے ذریعہ معاش دیدو — (اور) اگر مجھے پس پشت ڈالو تو میں بے حقیقت ہوں

اے کہ در رُوتاں نشانِ مہتری[3] — فرِّتاں خوشتر ز زرِّ جعفری

اے (نقیبو) تمہارے چہروں پر سرداری کا نشان ہے — تمہاری شان و شوکت جعفری سونے سے زیادہ خوشنما ہے

اے کہ یک دیدارِتاں دیدارہا — اے نثارِ دیدتاں دینارہا

اے (نقیبو) تمہارا ایک دیدار بہت سے دیدار ہیں — اے (نقیبو) تمہارے دیدار پر اشرفیاں نچھاور ہیں

اے ہمہ یَنظُرُ بنُورِ اللّٰہ شدہ — از برِحق بہرِ بخشش آمدہ

اے (نقیبو) جو کہ سب کچھ اللہ کے نور سے دیکھنے لگے ہو — اللہ تعالیٰ کے پاس سے انعام دینے کے لئے آئے ہو

تا زنید آں کیمیا ہائے نظر — بر سرِ مسہائے اشخاصِ بشر

تاکہ وہ کیمیا اثر نگاہیں ڈالو — انسانوں کے وجود کے تانبے پر

من غریبم از بیاباں آمدم — بر اُمیدِ لطفِ سُلطاں آمدم

میں مسافر ہوں جنگل سے آیا ہوں — بادشاہ کی مہربانی کی اُمید پر آیا ہوں

بوئے لُطفِ اُو بیابانہا گرفت — ذرّہ ہائے ریگ ہم جانہا گرفت

اسکی مہربانی کی خوشبو جنگلوں میں پھیل گئی ہے — ریت کے ذرّوں میں بھی جانیں پڑ گئی ہیں

---

[1] عرابی۔ اعرابی۔ دارالخلاف، خلیفۃ المسلمین کا شہر نقیبان۔ نقیب کی جمع ہے چوبدار۔

[2] بے مقال۔ بلا گفتگو۔ وجہ العرب۔ عرب کا چہرہ یعنی سردار۔ کجائی۔ از کجا ہستی چونی۔ چوں ہستی تعب۔ تھکن۔ رنج۔ رنج و تکلیف۔ روئے شما۔

[3] مہتری۔ سرداری۔ فر۔ جاہ و اقبال۔ جعفر۔ زرد رنگ کا ایک پھول ہے۔ ایک کیمیا گر کا نام ہے اور جعفر برمکی عباس کا مشہور وزیر تھا۔ ینظر بنور اللہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ حدیث میں ہے۔ اتقوا من فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ مومن کی فراست سے ڈرتے رہو وہ اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھتا ہے۔ مس۔ تانبا۔ اشخاص۔ وجود۔ غریب۔ اجنبی۔ مسافر

تابد [1] اینجا بہرِ دینار آمدم
میں یہاں دینار کے لئے آیا

چوں رسیدم مستِ دیدار آمدم
جب پہنچا تو دیدار سے مست ہو گیا

بہرناں شخصے سوئے نانبا دوید
ایک شخص روٹی کے لئے نانبائی کی جانب دوڑا

دادجاں چوں حُسنِ نانبارا بدید
جب نان بائی کا حُسن دیکھا جان دیدی

بہر فُرجہ شُد یکے تا گلستاں
ایک شخص تفریح کے لئے باغ میں گیا

فُرجہ اُو شد جمالِ باغباں
باغبان کا حُسن اس کی تفریح کا سبب بنگیا

ہمچو اعرابی کہ آب از چہ کشید
اس بدوی کیطرح جس نے کنویں سے پانی کھینچا

آبِ حیواں از رُخِ یوسفؑ چشید
(حضرت) یوسف کے رخ سے آب حیات پی لیا

رفت موسیٰ کاتشے آرد بدست
موسیٰ (علیہ السلام) گئے تاکہ آگ لائیں

آتشے دیداوکہ از آتش برست
انہوں نے آگ دیکھا جسکی جستجو سے آگ سے کندن ہو گئے

جست [2] عیسیٰ تا رہد از دشمناں
(حضرت) عیسیٰ دشمنوں (کے نرغہ) سے کودے تاکہ نجات حاصل کریں

بُردش آں جستن بچارم آسماں
وہ کودنا ان کو چوتھے آسمان پر لے گیا

دامِ آدم خوشۂ گندم شُدہ
(حضرت) آدم کا جال گیہوں کی بال بنی

تاوجودش خوشۂ مردم شُدہ
یہانتک کہ ان کا وجود انسانوں کا گچھا بن گیا

باز آمد سُوئے دام از بہرِ خور
باز، کھانے کے لئے جال کی جانب آیا

ساعدِشہ یافت واقبال وفر
اس کو بادشاہ کی کلائی پر جگہ اور شان وشوکت ملی

طفل شد مکتب پئے کسب ہُنر
بچہ، ہنر حاصل کرنے مکتب میں گیا

بر اُمید [3] مُرغ یا لُطفِ پدر
باپ کی مہربانی یا کسی چڑیا کی امید پر

پس زمکتب آں یکے صدرے شُدہ
پھر مکتب سے وہ صدر ہو گیا

ماہیانہ دادہ و بدرے شدہ
ماہواری (فیس) دی اور چاند ہوگیا

آمدہ عباسؓ حرب از بہرِ دیں
عباس (رضی اللہ عنہ) دین پروری سے جنگ کیلئے آئے

بہرِ قمع احمد وا استیزِ دیں
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیخ کنی اور دین سے لڑنے کیلئے

گشت دیں راتا قیامت پُشت ورُو
قیامت تک کیلئے دین کے پشت و پناہ بن گئے

دَر خلافت اُو و فرزندانِ اُو
خلافت کے معاملہ میں وہ اور ان کی اولاد

آمدہ عمرؓ بقصدِ مصطفیٰ
(حضرت) عمرؓ آنحضورؐ کے قتل کے ارادہ سے آئے

تیغ در کف بستہ بس میثاقہا
تلوار ہاتھ میں لے کر بہت سے عہد کر کے

[1] تابد اینجا۔ مولانا نے اس شعر سے یہ بیان فرمایا ہے کہ بسا اوقات انسان ایک معمولی مقصد کا ارادہ کرتا ہے۔ اور اس کو ایک اعلیٰ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ آئندہ بہت سے اشعار میں مختلف واقعات پیش فرما کر اسی مضمون کو بیان کیا ہے۔ نانبا۔ نانبائی۔ فُرجہ۔ فا کے ضمہ کے کیساتھ، کشادگی، تفریح۔ اعرابی۔ وہ مسافر مراد ہے جس نے چاہ کنعاں میں پانی کیلئے ڈول ڈالا اور وہاں حضرت یوسفؑ کو دیکھ لیا۔ رفت موسیٰ۔ حضرت موسیٰ کوہ طور پر آگ لینے گئے تھے وہاں تجلی رب کا مشاہدہ ہو گیا۔

[2] جست عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ دشمنوں کے نرغے سے نکلنے کے لئے کودے اور وہاں سے چوتھے آسمان پر پہنچ گئے۔ حضرت عیسیٰ کا چوتھے آسمان پر ہونا عوام کا خیال ہے وہ دوسرے آسمان پر ہیں۔ آدم حضرت آدم نے گیہوں کھالیا اور وہیں اس کا سبب بنا کہ انکی نسل سے سینکڑوں انبیاء اور رسول پیدا ہوئے۔

باز۔ باز دانہ خوری کے ارادہ سے جال میں پھنستا ہے اور وہی اس کے عروج کا سبب ہو جاتا ہے۔ کہ اس کو بادشاہ کے ہاتھ پر بیٹھنا نصیب ہوتا ہے۔

[3] بر امید مرغ۔ باپ بچہ کو معمولی چڑیا کا لالچ دیکر مدرسہ بھیجتا ہے اور بچہ اسی کی وجہ سے مکتب سے صدر صدور ہو کر کاتا ہے عباس۔ آنحضور کے چچا مخالفت کیلئے میدان میں آئے وہاں گرفتار ہو کر مسلمان ہوئے اور اپنی نسل کو خلافت ملی۔ پیشت۔ یعنی مددگار۔ رو۔ فرزندان۔ او حضرت عبداللہ بن عباس کی اولاد سات آٹھ سو سال تک بغداد میں خلافت پر متمکن رہی۔ عمر۔ میم پر تشدید ضرورت۔ شعری کیجہ سے ہے۔ میثاقہا۔ میثاق۔ عہد و پیمان۔ حضرت عمرؓ نے ابو جہل وغیرہ سے آنحضورؐ کو قتل کرنے کا عہد کیا تھا۔

گشتہ اندر شرع امیر المؤمنین[1] پیشوا و مُقتدائے اہلِ دیں
شریعت میں امیر المومنین بنے دینداروں کے پیشوا اور مقتدا بنے

آں علَف کش سُوئے ویرانہا شدہ بے خبر برگنج ناگہ پازدہ
وہ گھسیارا جنگلوں کی جانب چلا اچانک بیخبری میں اس کا پاؤں خزانہ پر پڑ گیا

تشنہ آمد سُوئے جوئے آب[2] در دید اندر جُوئے خود عکس قمر
پیاسا، نہر کی طرف آیا، پانی میں نہر کے اندر اس نے چاند کا عکس دیکھ لیا

من بریں در طالبِ چیز آمدم صدر گشتم چوں بدہلیز آمدم
میں اس دروازہ پر ایک چیز کا طالب بنکر آیا جب دہلیز پر پہنچا، صدر بن گیا

آب آوردم بتحفہ بہرِ ناں بُوئے نانم بُرد تا صدرِ[3] جہاں
روٹی کی خاطر میں پانی کا تحفہ لایا روٹی کی تمنا مجھے دنیا کے صدر کے پاس لے آئی

ناں بروں راند آدمی را از بہشت ناں مَرا اندر بہشتے در سَرِشت
روٹی نے انسان کو جنت سے نکالا مجھے روٹی نے جنت سے وابستہ کر دیا

رستم از آب و زناں ہمچوں مَلک بے غرض گردم بریں در چوں فلک
فرشتے کیطرح میں روٹی اور پانی سے نجات پا گیا ہوں میں اس آسمان جیسے در کا بغیر کسی غرض کے طواف کرتا ہوں

در بیانِ آنکہ عاشقِ دنیا بر مثالِ عاشقِ دیواریست کہ برو
اس کا بیان کہ دنیا کے عاشق کی مثال اس دیوار کے عاشق جیسی ہے جس پر

آفتاب تافتہ و جَہد نکردتا فہم کندکہ ایں تاب از دیوار نیست
سورج چمکا ہو اور اسنے یہ سمجھنے کی کوشش نہ کی کہ یہ روشنی دیوار کی نہیں ہے

از آفتاب ہست در آسمانِ چہارم لا جرمَ کُلّی دل بر دیوار
سورج کی ہے جو چوتھے آسمان میں ہے لا محالہ وہ بالکلیہ دیوار پر عاشق ہو گیا

نہاد وچوں پَرتوِ آفتاب بآفتاب پیوست اُو محروم ماند
اور جب سورج کی روشنی سورج سے جا ملی تو وہ محروم رہ گیا

وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ
اور آڑ کر دی گئی ان میں ان کی مراد میں

بے غرض نبود بگردش در جہاں غیرِ جسم و غیرِ جان عاشقاں
دنیا میں گردش بے غرض نہیں ہوتی ہے سوائے عاشقوں کے جسم اور جان کے

[1] امیر المؤمنین۔ حضرت عمرؓ ابتداء خلیفہ خلیفۃ رسول اللہ کہلاتے تھے پھر امیر المومنین لقب پڑ گیا۔ مُقتدا۔ وہ جس کی لوگ پیروی کریں۔ علف کش۔ گھسیارا۔ گنج۔ خزانہ۔

[2] آب در۔ در آب یہاں تک یہی مضمون ہے کہ انسان بسا اوقات معمولی چیز کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو اعلیٰ چیز حاصل ہو جاتی ہے۔

[3] صدر جہاں۔ یعنی بادشاہ۔ نان۔ یعنی یہوں نے حضرت آدمؑ کو جنت سے نکالا۔ سرشت۔ ملا دیا۔ در۔ زیادہ ہے۔ بے غرض۔ مخلصانہ۔ رستم یعنی میں اس دربار میں دنیا طلبی کے لئے آیا تھا اور اب میں دنیا سے بے نیاز ہو گیا ہوں چونکہ میں روحانی دولت سے مالا مال ہو گیا ہوں۔

عاشقانِ کل نہ ایں عُشاقِ جُزو — ماند از کل آنکہ شد مشتاق جزو
کل کے عاشق نہ کہ یہ جزو کے عاشق — جو جزو کا عاشق ہوا وہ کل سے (دور) رہ گیا

چونکہ جُزوے عاشقِ جُزوے شود — زُود معشوقش بکلِ خود رود
جب کوئی جزو کسی جزو کا عاشق ہو — اسکا معشوق بہت جلد اپنے کل کیطرف چلا جاتا ہے

ریش ۲ گاؤ وبندۂ غیر آمد اُو — غرقہ شد کف در ضعیفے در زد اُو
وہ بے وقوف اور غیر کا غلام بنا — وہ ڈوبا، اس نے کمزور پر ہاتھ مارا

نیست حاکم تا کُند تیمارِ اُو — کارِ خواجہ خود کُند یا کارِ اُو
وہ معشوق حاکم نہیں ہے کہ اپنے عقیدے اس عاشق کی دیکھ بھال کرے — وہ (معشوق) آقا کا کام کرے یا اس (عاشق) کا؟

فازنِ بالحُرّہ پئے ایں شد مثل — فاسرقِ لدُرّہ بدیں شد مُنتقل
آزاد عورت سے زنا کر یہ مثل اسی لئے بنی ہے — موتی کی چوری کر، اسی لئے منتقل ہوا ہے

بندہ ۳ سوئے خواجہ شُد اُو ماندزار — بوئے گل شُد سوئے گل اُو ماند خار
غلام اپنے آقا کیطرف روانہ ہوا وہ عاجز رہ گیا — پھول کی خوشبو پھول میں گئی وہ کانٹا رہ گیا

ہمچوں آں ابلہ کہ تابِ آفتاب — دید بر دیوار و حیراں شد شتاب
اس احمق کی طرح جس نے سورج کی روشنی — دیوار پر دیکھی اور فورا حیران ہو گیا

عاشقِ دیوار شد کایں باضیاست — بے خبر کاں عکسِ خورشید سماست
دیوار کا عاشق بن گیا کہ یہ پر نور ہے — یہ معلوم نہیں کہ یہ آسمان کے سورج کا عکس ہے

چوں باصلِ خویش پیوست آں ضیا — دید دیوارِ سیہ ماندہ بجا
جب وہ روشنی اپنی اصل سے جا ملی — دیکھا کالی دیوار اپنی جگہ پر عزی ہے

اُو بماندہ دوراز مطلوبِ خویش — سعیِ ضائع، رنج باطل پائے ریش
وہ اپنے مطلوب سے دور رہ گیا — محنت برباد، تکلیف اکارت، پیر زخمی

ہمچو صیادے کہ گیرد سایۂ — سایہ کے گردد وُرا سرمایۂ
(مجازی عاشق) اس شکاری کیطرح ہے جو سایہ کو پکڑے — سایہ اس کا سرمایہ کب بن سکتا ہے؟

سایہ مُرغے گرفتہ مَرد سخت — مُرغ حیراں گشتہ برشاخ درخت
شکاری نے پرندے کے سایہ کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا — پرندہ درخت کی شاخ پر حیران تھا

کایں مُدَمّغ برکہ می خندد عجب — اینت باطل اینت پوشیدہ سبب
یہ بیہودہ دماغ تعجب ہے کس پر ہنستا ہے؟ — عجب! باطل ہے عجب، سبب پوشیدہ ہے

۱ عاشقاں۔ عاشق محبت سے تقاضے سے کام کرتا ہے اس کی کوئی غرض نہیں ہوتی ہے۔ کل۔ ذات خداوندی، جزو ہو مخلوق۔ عشاق۔ عاشق کی جمع ہے چونکہ۔ یعنی جب مخلوق کسی مخلوق پر عاشق ہو۔ بکل خود یعنی ممکنات فنا ہو کر ذات احدیت میں مل جاتے ہیں۔

۲ ریش گاؤ۔ یعنی احمق۔ غرقہ شد۔ ڈوب گیا۔ کف مثل مشہور ہے ڈوبتا ہوا تنکے کا سہارا پکڑنا چاہتا ہے ازن۔ امر کا صیغہ ہے زنا کر۔ حرہ۔ آزاد عورت۔ اسرق امر کا صیغہ ہے چوری کر۔ لدرہ۔ موتی۔ منتقل۔ منقول یعنی انسان جو بھی کرے بلندہ ہمتی سے کرے

ہر گنا ہے کہ کنی در شب آدینہ بکن تا کہ ازصد نشیناں جہنم باشی

۳ بندہ۔ یعنی معشوق جب اپنے مالک سے جاملیگا تو یہ عاشق عاجز اور محروم رہ جائیگا لہذا مخلوق سے عشق بیوقوفی ہے خالق سے عشق کرنا چاہئے۔ ابلہ۔ بیوقوف۔ تاب۔ روشنی چمک۔ شتاب۔ جلد۔ کایں۔ کہ ایں۔ ضیا۔ روشنی۔ سما۔ آسماں۔ سعی۔ کوشش۔ ریش۔ زخمی۔ مدمغ۔ بدماغ۔ اینت۔ اینک، دیکھ۔ حیرت، عجب۔

ورتو گوئی[1] جزو پیوستہ کل ست — خاری خور خار پیوستہ گل ست
اگر تو کہے جزو کل سے وابستہ ہے — کانٹا کھائے۔ کانٹا پھول سے ملا ہوا ہے

جزو یک رُو نیست پیوستہ بکل — ورنہ خود باطل بُدے بعث رُسل
جزو پوری طرح کل سے جڑا ہوا نہیں ہے — ورنہ رسولوں کی بعثت بیکار ہوتی

چوں رسولاں از پئے پیوستن اند — پس چہ پیوندند شاں چوں یک تن اند
جبکہ رسول ملانے کے لئے ہیں — وہ کس چیز کو ملائیں گے جب ایک ہی ہیں

ایں سخن پایاں ندارد اے غلام[2] — زانکہ جَرّے سخت دارد ایں کلام
اے لڑکے! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے — اس لئے کہ یہ بات بہت کشش رکھتی ہے

شرح کُن حالِ عرب اے بانظام — روز بے گہ شُد حکایت کُن تمام
اے منتظم! بدوی کے حال کی تفصیل بتا — دن بے وقت ہو گیا۔ کہانی ختم کر

سپردنِ عرب ہدیہ خود بغلا مانِ خلیفہ و شرح آں

بدوی کا اپنے تحفہ کو خلیفہ کے نوکروں کے سپرد کرنا اور اس کی تفصیل

بانقیباں حالِ خُود را آں عرب — چوں بگفت اُودید ہنگام طلب
بدوی نے اپنی حالت نقیبوں سے — جب کہی، اور اس نے سوال کا موقع دیکھا

آں سَبوئے آب را در پیش داشت — تخمِ خدمت را در انحضرت بکاشت
وہ پانی کی ٹھلیا پیش کر دی — (اور) اس دربار میں خدمت کا بیج بو دیا

گفت ایں ہدیہ بداں سلطاں برید — سائلِ شہ راز حاجت و اخرید
بولا، یہ تحفہ بادشاہ کے پاس لے جاؤ — بادشاہ کے بھکاری کو حاجت سے نجات دلاؤ

آبِ شیریں و سَبوئے سبز و نو — زآبِ بارانی کہ جمع آمد بہ گو
میٹھا پانی ہے ٹھلیا سبز اور نئی ہے — بارش کا پانی ہے جو گڑھے میں جمع ہو گیا تھا

خندہ می آمد نقیباں را ازاں — لیک پذرفتند آنرا ہمچوں جاں
نقیبوں کو اس پر ہنسی آرہی تھی — لیکن انہوں نے جان کی طرح اس کو قبول کر لیا

زانکہ لُطفِ شاہِ خوبِ باخبر — کردہ بود اندر ہمہ ارکاں[3] اثر
اس لئے کہ اچھے باخبر بادشاہ کی مہربانی — سب کارکنوں میں اثر کئے ہوئے تی

خوئے شاہاں در رعیت جا کند — چرخِ اخضر خاک را خضرا کند
بادشاہوں کی عادت رعایا میں گھر کر لیتی ہے — سبز آسمان زمین کو سر سبز کر دیتا ہے

[1] ورتو گوئی۔ یعنی جزو کل کا عین ہے تو جزو پر عاشق ہونا کل پر عاش ہونا ہے۔ ورنہ اگر جزو کا کل سے بالکلیہ اتصال ہوتا تو رسولوں کو بھیجنا بیکار ہوتا اسلئے کہ رسولوں کی بعثت کا مقصد مخلوق کو خالق سے وابستہ کرنا ہی ہے۔

[2] غلام۔ لڑکا۔ جر۔ کشش۔ طوالت۔ بیگہ۔ بے گاہ۔ بے گام وقت، طلب۔ سوال حضرت دربار۔ حاجت۔ ضرورت مہماتی، داخریدان، چھڑانا نجات دلانا۔ گو۔ زمین کا گڑھا پذرفتند۔ پذیرفتن زانکہ مشہور ہے کہ رعایا بادشاہ کی عادت اختیار کرتی ہے۔

[3] ارکان رکن کی جمع ہے کارکن۔ جا کردن۔ گھر کر لینا۔ انظر ندکر سبز۔ خضرا۔ مونث سبز، آسمان کی ہریزی سے زمین کا سبز ہونا شاعرانہ تخیل ہے۔

شہ چوں حوضے داں خشم[1] اچوں لولہا
بادشاہ کو حوض اور خلاموں کو نلیاں سمجھ

آب از لولہ رود در گولہا
پانی نوٹیوں کے ذریعہ نالیوں میں جاتا ہے

چونکہ آبِ جملہ از حوضے ست پاک
جبکہ سب کا پانی پاک حوض کا ہے

ہر یکے آبے دہد خوش ذوقناک
ہر ایک (نوٹی) خوش ذائقہ پانی دیتی ہے

وردراں حوض آبِ شورست وپلید
اگر اس حوض میں کھارا اور ناپاک پانی ہے

ہر یکے لولہ ہماں آرد پدید
ہر نوٹی سے وہی پانی نکلے گا

زانکہ پیوست ست ہر لولہ بحوض
کیونکہ ہر نوٹی حوض سے وابستہ ہے

خوض کن در معنیٔ ایں حرف خوض
ان حرفوں کے معنی میں خوب غور کرے

لطفِ شاہنشاہ جانِ بے وطن
بے وطن جان کے بادشاہ کی مہربانی نے

چوں اثر کردست اندر کلِ تن
پورے بدن میں کیا اثر کیا ہے!

لطف عقل وخوش نہادِ خوش نسب
پاک طبیعت پاک نسب، عقل کی لطافت

چوں ہمہ تن رادر آرد درادب
کس طرح تمام بدن کو مہذب کر دیتی ہے

عشقِ شنگِ بے قرارِ بے سکوں
شوخ، بے چین، بے قرار عشق

چوں درآرد کلِ تن[2] رادر جنوں
کس طرح سارے بدن کو جنون میں مبتلا کر دیتا ہے

لطف آبِ بحر کو چوں کوثرست
اس دریا کی لطافت کو دیکھ جو کوثر کی طرح ہے

سنگریزش جملہ دُرّ و گوہرست
اسکے سنگریزے سب موتی اور گوہر ہیں

ہر ہنر کا ستاداں معروف شد
جس ہنر میں استاد مشہور ہوتا ہے

جانِ شاگردش بداں موصوف شد
اسکے شاگرد کی جان اسی سے موصوف ہوتی ہے

پیش استادِ اصولی ہم اصول
اصولی استاد کے سامنے اصول

خواند آں شاگردِ چُستِ با وصول
پڑھتا ہے مستعد اور کامیاب شاگرد

پیش اُستادِ فقیہ[3] آں فقہ خواں
فقہ کا پڑھنے والا، فقیہ استاد کے سامنے

فقہ خواند نے اصول و نے بیاں
فقہ پڑھتا ہے نہ (علم) اصول اور نہ (علم) بیان

پیشِ استادے کہ اُنحوی بُوَد
اس استاد کے سامنے جو نحوی ہو

جانِ شاگردش ازونحوی شود
شاگرد کی جان اس سے نحوی بنجاتی ہے

باز اُستادے کہ آں محو رہ ست
پھر وہ استاد جو راہ (خدا) میں محو ہے

جانِ شاگردش از و محوشہ ست
اسکے شاگردوں کی جان شاہ میں محو ہو جاتی ہے

---

[1] خشم۔ حاء اور شین کے فتحہ کیساتھ، نوکر چاکر۔ لولہ۔ ٹونٹی، نل۔ گول۔ نالی، چہ بچہ۔ ذوق۔ ذائقہ آب شور۔ کھاری پانی ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ النَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ یعنی جیسا راجہ ویسی ہی پرجا۔ جان۔ روح، چونکہ وہ تمام بدن پر حکمرانی کرتی ہے اسلئے اس کو شہنشاہ کہا ہے اور چونکہ وہ اس عالم کی چیز نہیں ہے لہٰذا اس کو دنیا کے اعتبار سے بے وطن کہا ہے روح کو بدن کے ساتھ وہی نسبت ہے جو شاہ کی رعایا سے۔

[2] تن۔ جسم۔ اُستا۔ استاد کا مخفف ہے۔ معروف۔ مشہور۔ موصوف۔ متصف۔ اصولی۔ علم اصول کا ماہر، علم اصول وہ کہلاتا ہے جس میں کسی علم کے قواعد کلی بیان کئے گئے ہوں جیسے علم اصول فقہ وغیرہ۔ چست۔ ہوشیار۔ باصول۔ فارغ التحصیل، یعنی جس طرح رعایا بادشاہ کے اوصاف قبول کرتی ہے۔ اور اعضاء روح کے اثرات سے متاثر ہوتے ہیں، اسی طرح شاگرد میں استاد کے اوصاف منتقل ہوتے ہیں۔

[3] فقیہ۔ علم فقہ کا ماہر۔ فقہ۔ دانائی وہ علم جس میں شرع کے عملی احکام بیان کئے گئے ہیں۔ بیان وہ علم ہے جسمیں ایک معنی کو مختلف انداز سے بیان کرنا بتایا جاتا ہے۔ نحوی جو علم نحو کا ماہر ہو۔ رہ طریقت سلوک شہ یعنی اللہ تعالیٰ۔

زیں ہمہ انواعِ ۱ دانش روزِ مرگ
علم کی ان قسموں میں سے مرنے کے دن (آخرت کے)

دانش فقرست سازِ راہ برگ
راستہ کا سازو سامان علم فقر ہی ہے

ماجرائے مرد نحوی در کشتی با کشتیبان و جواب دادن او

ملاح کے ساتھ کشتی میں نحوی کا قصہ اور اس کا جواب دینا

آں یکے نحوی بہ کشتی درنشست
ایک نحوی کشتی میں سوار ہوا

رُو بکشتیباں نہاد آں خودپرست
اس متکبر نے ملاح کا رخ کیا

گفت ہیچ از نحو خواندی گفت لا
بولا، تو نے کچھ نحو پڑھی ہے؟ اسنے کہا نہیں

گفت نیم عمرِ تو شد در فنا
اس نے کہا، تیری آدھی عمر برباد ہوئی

دل شکستہ گشت کشتیباں زتاب
رنج سے ملاح کا دل ٹوٹ گیا

لیک آندم گشت خاموش از جواب
لیکن اس وقت جواب سے خاموش رہا

بادِ کشتی را بگرداب فگند
ہوا نے کشتی کو بھنور میں ڈال دیا

گفت کشتیباں بداں نحوی بلند
ملاح نے بلند آواز سے نحوی سے کہا

ہیچ دانی آشنا کردن بگو
تو کچھ تیرنا جانتا ہے؟ بتا

گفت نے از من تو سَبّاحی مجو
اس نے کہا تو مجھ سے تیراکی کی امید نہ کر

گفت کُلِّ عمرت اے نحوی فناست
اس نے کہا، اے نحوی! تیری ساری عمر برباد ہے

زانکہ کشتی غرقِ ایں گرد۲ ابہاست
اسلئے کہ کشتی ان بھنوروں میں ڈوب رہی ہے

محوی باید نہ نحوایں جابداں
اس جگہ محویت چاہئے نہ کہ نحو، سمجھ لے

گر تو محوی بے خطر در آب راں
اگر تو محو ہے بے خطر سمندر میں کود جا

آبِ دریا مُردہ را بر سَر نہد
دریا کا پانی مردے کو سر پر اٹھا لیتا ہے

ور بود زندہ ز دریا کے رہد
اگر زندہ ہو تو دریا سے کب بچ سکتا ہے؟

گر بمردی تو زاوصافِ بشر
اگر تو بشری خصلتوں سے مُردہ ہو جائے

بحرِ اسرارت نہد بر فرقِ ۳ سَر
اسرار کا سمندر تجھے سر پر اٹھالے گا

اے کہ خَلقا نرا تو خَرمی خواندۂ
اے (وہ) کہ مخلوق کو تو نے گدھا کہا ہے

ایں زماں چوں خر بریں یخ ماندہ
تو اب گدھے کی طرح اس برف میں پھنسا ہے

گر تو علامہ زمانی در جہاں
اگر تو دنیا میں علامہ زماں ہے

ننگ فنائے ایں جہاں بیں ایں زماں
اب دنیا کے فنا ہونے کو دیکھ

۱ انواع دانش۔ علم کی قسمیں۔ دانش فقر۔ علم تصوف۔ ساز۔ سامان۔ برگ۔ توشہ۔ خودپرست۔ متکبر۔ فنا میں، گرداب۔ بھنور۔ آشنا کردن۔ تیرنا۔ سباحی۔ تیراکی۔

۲ گرداب۔ بھنور۔ محو۔ فنا، استغراق، ان اشعار سے مولانا کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح سمندر میں جان بچانے کے لئے تیراکی کی ضرورت ہے اور نحو بیکار ہے اسی طرح بحر طریقت میں صرف فنائیت کام دیگی۔ اپنے جسمانی خصائل کو فنا کردو تب نجات ہوگی۔ محوی۔ محویت۔ راں۔ چل۔ بر سر نہد۔ یعنی مردہ انسان پانی کے اوپر آجاتا ہے۔

۳ فرق۔ سر کے بالوں کی مانگ۔ اسے۔ جو شخص رسمی علوم کی بنیاد پر دوسروں کو گدھا سمجھتا ہے خود بری حالت میں ہوگا۔ علامہ بہت بڑا عالم۔

مَردِ نحوی را ازاں دردو ختیم
نحوی انسان کا قصہ ہم نے اسلئے منسلک کر دیا ہے

تاشما را نحوِ محو آموختیم
تاکہ تمہیں فنا کا طریقہ سکھا دیں

فقہ فقہ و نحو نحود صرفِ صرف
فقہ کا فقہ اور نحو کی نحو اور صرف کی صرف

درگم آمد یابی اے یارِ شگرف
اے بھلے یارا تو فنا میں پائے گا

آں سبوئے آب دانشہائے ماست
وہ پانی کی ٹھلیا، ہمارے علوم ہیں

واں خلیفہ دِجلۂ علمِ خداست
اور وہ خلیفہ خدا کے علم کا دجلہ ہے

ماسبوہا پُر بد جلہ می بریم
ہم ٹھلیاں بھر کر دجلہ کی طرف لیجا رہے ہیں

گرنہ خُردانیم خودرا ما خریم
اگر ہم اپنے آپ کو گدھا نہ سمجھیں تو گدھے ہیں

بارے اَعرابی[۲] بداں معذور بُود
اب سمجھ لے کہ وہ بدوی تو اس بارے میں

کُوزِ دِجلہ غافل و بس دور بُود
کیونکہ وہ دجلہ سے غافل اور بہت دور تھا

گرزِ دِجلہ باخبر بودے چوما
اگر وہ ہماری طرح دجلہ سے باخبر ہوتا

اُنبُردے آں سبورا جا بجا
تو وہ ٹھلیا کو منزل بمنزل نہ لے جاتا

بلکہ از دِجلہ اگر واقف بُدے
بلکہ اگر دجلہ سے واقف ہوتا

آں سبور بر سَرِ سنگے زدے
تو وہ ٹھلیا کو پتھر پر مار دیتا ہے

آں سبوئے تنگ پُر ناموس و ننگ[۳]
وہ مختصر ٹھلیا، شرم اور ذلت سے بھری ہوئی

شُد حجابِ بحر برزن آں بسنگ
وہ سمندر (علم معرفت) کا حجاب بنی اسکو پتھر پر پٹخ دیا

قبول کردنِ خلیفہ ہدیہ راوعطا فرمودن با کمالِ بے نیازی ازاں ہدیہ

خلیفہ کا ہدیہ کو قبول کرنا اور بخشش کرنا اس ہدیہ سے پوری بے نیازی کے باوجود

چوں خلیفہ دیدو اَحوالش شنید
جب خلیفہ نے (اسکو) دیکھا اور اس کے حالات سنے

آں سبو را پُرِ زَر کردو مزید
اس ٹھلیا کو اشرفیوں سے بھر دیا بلکہ اور زیادہ دیا

آں عرب راکرد از فاقہ خلاص
اس بدوی کو فاقہ (بھوک) سے نجات دی

دادبخششہا و خلعتہائے خاص
(اسکو) بخششیں اور خاص شاہی جوڑے دیئے

پس نقیبے رابفرمودآں قُباد
پھر اس عالیجاہ بادشاہ نے نقیب کو حکم دیا

آں جہانِ بخشش و آں بحر داد
اس جہانِ بخشش اور عطا کے سمندر نے

---

۱ دوختیم۔ یعنی میں نے یہاں نحوی کا قصہ ذکر کیا ہے نحو۔ طریقہ۔ فقہ فقہ علم فقہ کا مغز۔ گم آمد۔ فنا شگرف۔ عمدہ پسندیدہ۔ ما۔ یعنی ہم اگر اپنے علوم رسمی پر نازاں ہوں تو ہماری حماقت ہے ہمارے علوم کی علوم خداوندی کے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو ٹھلیا کے پانی کی دجلہ کے اعتبار سے تھی۔

۲ اعرابی۔ بدو دجلہ سے واقف نہ تھا اس لئے ایک گھڑا پانی لیکر بغداد کو چلا۔ اگر وہ دجلہ سے واقف ہوتا تو کبھی بادشاہ کی خدمت میں بغداد جا کر ایک گھڑا پانی پیش نہ کرتا۔ اسی طرح اگر ہم اللہ کے علوم کے دریا سے واقف ہو جائیں تو اپنے مختصر سے علم کا مشکیزہ پیش کرنے کی جرات نہ کریں۔

۳ ناموس و ننگ۔ شرم و عار۔ زن۔ زدن۔ بمعنی مارنا سے صیغہ امر ہے۔ زر۔ سونا، اشرفیاں۔ مزید۔ یعنی مزید برآں۔ خلعت۔ وہ کپڑے جو بادشاہ اپنے اتار کر کسی کو دیدے۔ وہ کپڑے جو بادشاہ کسی کو عطا کرے۔ قباد۔ ایک مشہور بادشاہ کا نام ہے ہر بادشاہ کو بھی کہدیا جاتا ہے۔

کایں سبو پرزر بدست اُو دہید
کہ اس ٹھلیا کو اشرفیوں سے بھر کر اس کو دیدو

چونکہ وَاگرد سوئے دِجلش بَرید
جب واپس لوٹے تو اس کو دجلہ کیجانب لیجاؤ

ازرہ خُشک آمدست وآں سفر
وہ خشکی کے راستہ سے آیا ہے اور سفر

از رہِ دِجلش بودنزدیک تر
دجلہ کے راستہ سے اس کیلئے زیادہ قریب ہو گا

چوں بکشتی در نشیند رنج راہ [1]
جب وہ کشتی میں بیٹھے گا، راستہ کی تکلیف

خود فراموشش شودآں جایگاہ
اس جگہ وہ بھول جائے گا

ہمچناں کردند و دادندش سبو
انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس کو ٹھلیا دیدی

پُر زرو بُردند تا دجلہ دو تو
اشرفیوں سے بھری ہوئی ٹھلیا (لطف کیساتھ) دجلہ کیطرف لیگئے

چوں بکشتی درنشست و دِجلہ دید
جب وہ کشتی میں بیٹھا اور اس نے دجلہ دیکھا

سجدہ می کرواز حیا وی خمید
شرم سے سجدہ کرتا تھا اور جھکتا تھا

کاے عجب لُطف آں شہ وہّاب را
کہ تعجب ہے اس لکھ بخش بادشاہ کی مہربانی پر

واں عجب تر کو ستد آں آب را
اور اس پر زیادہ تعجب ہے کہ وہ پانی (کاہلیہ) قبول کرلیتا ہے

چوں پذیرفت از من آں دریائے جُود
اس دریائے سخا نے کیسے قبول کر لیا؟

آنچناں نقدِ دَغل رازُود زُود
بہت جلد اس جیسے کھوٹے سکے کو

کُلِّ عالَم راسبوداں اے پسر
اے بیٹا! پوری دنیا کو ٹھلیا سمجھ

پُرشدہ از لُطف وخوبی تابسر
جو لطف اور خوبی سے کناروں تک بھری ہوئی ہیں

قطرۂ از دِجلۂ خوبی اُوست
(یہ ٹھلیا) اسکی خوبی کے دجلہ کی ایک بوند ہے

کاں نمی گنجد زپُری زیرِ پوست
جو اپنے پُر ہونے پر پھولا نہیں سماتا ہے

گنجِ مخفی [2] بُدز پُری چاک کرد
چھپا ہوا خزانہ تھا جو فراوانی کی وجہ سے پھٹ پڑا

خاک راتاباں تَراز افلاک کرد
جس نے خاک کو افلاک سے بھی زیادہ روشن کر دیا

گنجِ مخفی بُدز پُری جوش کرد
وہ چھپا ہوا خزانہ تھا فراوانی کیوجہ سے اسنے جوش مارا

خاک راسُلطانِ اطلس پوش کرد
مٹی کو اطلس پوش بادشاہ بنا دیا

وربدیدے قطرہ از دِجلہ خدا
اگر (کوئی) خدا کے دجلہ کا ایک قطرہ دیکھ لیتا

آں سَبورا [3] اُوفنا کر دے فنا
اس ٹھلیا کو وہ بالکل فنا کر دیتا

آنکہ دیدندش ہمیشہ بے خودند
جنہوں نے اس کو دیکھا ہے وہ ہمیشہ بیخود ہیں

بیخودانہ بر سَبو سنگے زدند
انہوں نے بیخودوں کی طرح ٹھلیا پر پتھر مار دیا ہے

[1] رنج۔ راہ۔ راستہ کی مشقت۔
دوتو۔ یعنی دو گنے لطف کیساتھ، دولت بھی ملی اور دجلہ کی سیر بھی ہوئی۔ سجدہ می کرد۔ یعنی حیا سے لوٹ دھا ہوا جا رہا تھا۔ کاے۔ کہ اے۔ وہاب۔ بہت زیادہ عطا کرنیوالا۔ پذیرفتن۔ قبول کرنا۔ حبس۔ دَغل۔ کھوٹا۔ تابسر۔ لبریز۔ یہاں سے پھر اسی مضمون کا اعادہ ہے کہ ہمارے علوم ہیچ ہیں۔ پری۔ راہ پر تشدید ضرورت کیجہ سے ہے۔ زیر پوست۔ نگنجید اور پھولا نہ سمانا۔

[2] گنج مخفی۔ چھپا ہوا خزانہ یہ ایک غیر صحیح حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ کُنتُ کَنزًا مَخفِیًا فَاَحبَبتُ اَن اُعرَف یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں" یعنی کائنات کی پیدائش معرفت خداوندی کیلئے ہے۔ خاک را۔ یعنی انسان کو اللہ نے اپنی صفات سے موصوف بنایا ہے۔

[3] آں سبو۔ یعنی انسانی علوم کا ٹھلیا۔ آنکہ۔ جن لوگوں پر علم باری کی حقیقت منکشف ہو گئی ہے انہوں نے اپنے حقیر علم کو خیر باد کہدیا ہے۔

اے ا زغیرت بر سبو سنگے زدہ
اے وہ جس نے غیرت سے ٹھلیا پر پتھر مارا ہے

آں سبوز اشکست کامل تر شدہ
وہ ٹھلیا ٹوٹنے سے اور مکمل ہو گئی ہے

خم شکستہ آب ازو نا ریختہ
ٹھلیا ٹوٹ گئی اس کا پانی نہیں بہا

صد دُرستی زیں شکست انگیختہ
اس شکستگی سے سینکڑوں درستیاں پیدا ہو گئی ہیں

جُزو جُزو خم برقص ست و بحال
ٹھلیا کا ٹکڑا ٹکڑا رقص اور حال میں ہے

عقلِ جُزوی رانمودہ ایں محال
ناقص عقل کو یہ ناممکن نظر آتا ہے

نے سبو پیدا دریں حالت نہ آب
اس حالت میں اس کے سامنے نہ ٹھلیا ہے نہ پانی

خوش ببیں واللہ اعلم بالصوّاب
اچھی طرح سمجھ لے اور اللہ (تعالیٰ) بہتر جانتا ہے

چوں ۲ درِ معنیٰ زنی بازت کنند
تو جب معنیٰ کا دروازہ کھٹکھٹائیگا تیرے لئے کھولدینگے

پرِ فکرت زن کہ شہبازت کنند
فکر کا پر پھڑ پھڑا تجھے شہباز بنا دیں گے

پر فکرت شد گل آلودو گراں
تیرے فکر کا پر مٹی میں سن گیا ہے اور بھاری ہو گیا ہے

زانکہ گل خواری تُرا گل شد چناں
کیونکہ تو مٹی کھانیوالا ہے تیرے لئے مٹی روٹی کیطرح بنگئی ہے

ناں گلِ ست و گوشت کمتر خوراز یں
روٹی اور گوشت مٹی ہے اس کو کم کھا

تانمانی ہمچو گل اندر زمیں
تاکہ مٹی کی طرح تو زمین میں نہ رہ جائے

خاک می خوردیم عمرے در غذا
ہم غذا میں تمام عمر مٹی کھاتے رہے

خاک مارا خورد آخر در جزا
آخر کار بدلہ میں مٹی نے ہمیں کھا لیا

چوں گُرسنہ می شوی سگ میشوی
جب تو بھوکا ہوتا ہے کتا بن جاتا ہے

تُند وبد پیوند و بدرگ می شوی
تو بدمزاج، بد اخلاق، بد خصلت ہو جاتا ہے

چوں ۳ شدی تو سیر مُردارے شُدی
جب تیرا پیٹ بھر جاتا ہے تو مردہ ہو جاتا ہے

بے خبر چوں نقش دیوارے شُدی
دیوار کی تصویر کی طرح بے خبر ہو جاتا ہے

پس دَمے مُردار دیگر دم سگی
پس ایک وقت تو مردار ہے اور دوسرے وقت تو کتا ہے

چوں کنی در راہِ شیراں خوش تگی
تو شیروں کے راستہ میں کب خوش رفتار ہو سکتا ہے؟

آلتِ اشکارِ خود جُز سگ مداں
اپنے شکار کے ذریعہ کو کتے کے سوا کچھ نہ سمجھ

کمترک انداز سگ را استخواں
کتے کو ہڈی کم ڈال

زانکہ سگ چوں سیر شُد سرکش شود
اسلئے کہ کتے کا جب پیٹ بھر جاتا ہے وہ سرکش ہو جاتا ہے

کے سوئے صید و شکارے خوش دود
پھر صید اور شکار کی طرف اچھی طرح کب دوڑتا ہے

ا اے زغیرت۔ مقام فنا میں پہنچ کر انسان کو کمال حاصل ہوتا ہے خم شکست۔ یعنی مقام فنا میں پہنچکر رگ رگ میں محبت کا نور سرایت کر جاتا ہے اور جزو جزو رقص اور حال میں ہوتا ہے اور کمال ذاتی بھی فنا نہیں ہوتا ہے۔ نے سبو۔ اس مقام پر پہنچ کر اس کو اپنے بدن کا ہوش رہتا ہے نہ اپنے ذاتی کمالات کا۔

۲ چوں در معنیٰ۔ اگر تو علوم الٰہی کا طالب ہے تو کوشش کر کہ خدا تیری مدد کرے گا۔ پر فکرت۔ چونکہ تو نے عالم سفلی کو اپنی خوراک بنالیا ہے لہٰذا تو علوم عالیہ سے محروم ہو گیا ہے۔ نان۔ انسانی خوراک سب مٹی کی پیداوار ہے اس کی کثرت اس کو مٹی میں ملا دیتی ہے۔ چوں۔ انسان جب بھوکا ہوتا ہے تو اس میں درزندگی آجاتی ہے۔

۳ چوں شدی سیر۔ بسیار خوری انسان میں مردنی پیدا کر دیتی ہے۔ پس۔ لہٰذا شکم سیری اور انتہائی بھوک دونوں مضر ہیں۔ راہ شیراں یعنی ایسی دو حالتوں میں راہ سلوک کیسے طے کر سکتے ہو۔ الت۔ ذریعہ۔ اشکار الف یا دہ ہے۔ کمترک۔ کاف تصغیر کا ہے۔ سگ۔ یعنی قوائے حیوانی۔

آں عرب را بے نوائی[1] می کشید
اس بدوی کو بے سرو سامانی کھینچ لائی

تا بداں درگاہ وآں دولت رسید
یہاں تک کہ وہ اس درگاہ اور اس دولت تک پہنچ گیا

در حکایت گفتہ ام احسانِ شاہ
میں نے قصہ میں بادشاہ کے احسان کا ذکر کیا ہے

در حقِ آں بے نوائے بے پناہ
(جو) اس بے نوا اور بے پناہ کے حق میں (کیا گیا)

ہر چہ گوید مردِ عاشق بُوئے عشق
عاشق انسان جو کچھ کہتا ہے، عشق کی خوشبو

از دہانش می جہد در کوئے عشق
عشق کے کوچہ میں اس کے منہ سے مہک جاتی ہے

گر بگوید[2] فقہ فقر آید ہمہ
اگر وہ فقر کی بات کرتا ہے سب فقر ہوتا ہے

بُوئے فقر آید ازاں خوش دمدمہ
اس خوش گفتاری سے فقر کی خوشبو آتی ہے

ور بگوید کفر آید بُوئے دیں
اگر وہ کفر (کی بات) کہتا ہے دین کی خوشبو آتی ہے

آید از گفتِ شکش بُوئے یقیں
اسکے شک کی بات سے بھی یقین کی خوشبو آتی ہے

ور بگوید کژ نماید راستی
اگر ٹیڑھی بات کہے تو سیدھی نظر آئے

اے کجی (تو خوب ہے) کہ تو نے سیدھی بات کو آراستہ کر دیا ہے

کف کژ کز بحرِ صافی خاست ست
ٹیڑھا جھاگ جو صاف دریا سے پیدا ہوتا ہے

اصلِ صاف آں فرع را آراست ست
صاف اصل نے اس فرع کو آراستہ کر دیا ہے

آں کفش را صافی و محقوق داں
اس کے اس جھاگ کو صاف اور صحیح سمجھ

ہمچو دُشنامِ لبِ معشوق داں
معشوق کے منہ کی گالی کی طرح سمجھ

گشت ایں دُشنامِ نامطلوب[3] اُو
اس کی ناپسندیدہ گالی (بھی)

خوش زبہرِ عارضِ محبوب اُو
اس کے محبوب چہرے کی وجہ سے اچھی ہے

از شکر گر شکلِ نانے می پزی
اگر تو شکر سے روٹی پکائے گا

طعمِ قند آید نہ ناں چوں می مزی
جب تو چکھے گا، اسمیں شکر کا مزا آئیگا نہ کہ روٹی کا

ور بُتِ زرّیں بیابد مُومنے
اگر کوئی مومن سونے کا بُت پالے

کے ہلد اُو را پئے سجدہ کُنے
اس کو سجدہ کرنے والے کیلئے کب چھوڑے گا

چوں بیابد مُومنے زرّیں وثن
جب کوئی مومن سونے کا بُت پالے گا

کے ہلد آں را برائے ہر شمن
اس کو پجاری کے لئے کب چھوڑے گا

بلکہ گیرد اندر آتش افگند
بلکہ اس کو لے کر آگ میں ڈال دے گا

صورتِ عاریتش را بشکند
اس کی عارضی ہیئت کو توڑ دے گا

---

[1] بے نوائی۔ بے سرو سامانی۔ درگاہ۔ یعنی خلیفہ کا دربار۔ دولت رسید۔ تو بھی بے نوائی اختیار کریگا تو دربار خداوندی میں جا پہنچے گا۔ بے پناہ یعنی بدو۔ ہر چہ گوید۔ یعنی بدو خلیفہ کے قصہ سے ان احسانات الٰہیہ کیطرف اشارہ ہے جو ہر وقت بندوں پر مبذول ہوتے رہتے ہیں۔ ہر چہ۔ یعنی ہم تو عشق الٰہی میں مبتلا ہیں ہمارے قصے اور کہانیوں سے بھی مضامین عشق کی بو آتی ہے۔

[2] گر بگوید۔ عارف اگر فقہ کا مسئلہ بھی بیان کرتا ہے تو چونکہ مقصد رضائے الٰہی ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ علم فقر و تصوف بنجاتا ہے۔ در بگوید۔ بظاہر اس کا نا مناسب کلام بھی عین دین ہوتا ہے۔ کژ۔ وہ کلام جو عوام کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ بحر صافی صاف دریا۔ فرع۔ شاخ۔ محقوق ٹھیک، درست۔

[3] نا مطلوب۔ ناپسندیدہ۔ عارض۔ رخسار علیا یا اللہ کا جملہ کلام چونکہ عشق پر مبنی ہوتا ہے لہٰذا وہ صحیح ہوتا ہے۔ پزی پختن بمعنی پکانا سے فعل مضارع مخاطب ہے۔ مزی۔ مزیدن بمعنی چکھنا سے فعل مضارع مخاطب ہے۔ گر بت۔ اوپر یہ بیان تھا کہ اہل عرفان کے بظاہر برے کلمات بھی بباطن مفید ہوتے ہیں۔ اور اعتبار باطن کا ہے ظاہر کا نہیں ہے شکر کی روٹی کا ظاہر روٹی ہے لیکن باطن شکر ہے۔ اسی طرح بت کا ظاہر برا ہے لیکن باطن سونا ہے لہٰذا مومن اس کو اٹھالیگا۔ ہلد۔ ہلیدن بمعنی چھوڑنا ہے فعل مضارع ہے۔ وثن۔ بت مورتی۔ شمن۔ بت پرست عاریت مانگی ہوئی۔ عارضی

تا نماند بر ذہب[1] نقشِ وثن
تاکہ سونے پر بت کی صورت نہ باقی رہے

زانکہ صورت مانع ست راہزن
اس لئے کہ صورت مانع اور رہزن بنی ہے

ذاتِ زرش دادِ ربانیت ست
اس کا اصل سونا خدا کی دین ہے

نقشِ بت بر نقدِ زر عاریت ست
نقد سونے پر بت کی تصویر عارضی ہے

بہر کیکے تو گلیمے را مسوز
پسو کی وجہ سے تو گدڑی کو نہ جلا

در صداع ہر مگس مگذار روز
ہر مکھی کی دوسری کی وجہ سے ان کو باہر نکلنا نہ چھوڑ

بت پرستی گر بمانی در صور
اگر تو صورتوں میں (لگا) رہا تو بت پرست ہے

صورتش بگذار و در[2] معنیٰ نگر
صورت سے گزر جا اور معنی کو دیکھ

مردِ حجی ہمرہی حاجی طلب
(اگر) تو حج کا جوانمرد ہے تو حاجی کو اپنا ہمسفر بنا

خواہ ہندو خواہ ترک و یا عرب
خواہ ہندوستانی ہو خواہ ترکی یا عرب ہو

منگر اندر نقش واندر رنگ او
تصویر اور اس کے رنگ کو نہ دیکھ

بنگر اندر عزم و در آہنگِ او
اس کے ارادے اور قصد کو دیکھ

گر سیاہست و ہم آہنگ تو ست
اگر وہ کالا ہے اور تیرا ہم خیال ہے

تو سفیدش خواں کہ ہمرنگِ تو ست
تو اس کو گورا سمجھ کیونکہ وہ تیرا ہمرنگ ہے

ور سپیدست و وُرا آہنگ نیست
اگر وہ سفید ہے اور تیرا ہم خیال نہیں ہے

زو ببر کز دل مر اُورا رنگ نیست
اس سے تعلق نہ رکھ کیونکہ وہ دل سے ہمرنگ نہیں ہے۔

ایں حکایت گفتہ شد زیر و زبر
یہ قصہ بغیر ترتیب کہہ دیا گیا ہے

ہمچو فکرِ عاشقاں بے پاؤ سر
جیسا کہ عاشقوں کا خیال بے سروپا ہوتا ہے

سر ندارد چوں ازل بُود ست پیش
(عاشق کے خیال کا) سر نہیں ہوتا ہے کیونکہ ازل سے بھی پہلے کا ہے

پاندارد با ابد[3] بُود ست خویش
(وہ) انتہا نہیں رکھتا ہے (اسلئے کہ) ابد سے وابستہ ہے

بلکہ چوں آب ست و ہر قطرہ ازاں
بلکہ وہ پانی کی طرح ہے اور اس کا ہر قطرہ

ہم سر ست و پا و ہم بے ہر دواں
سر اور پیر بھی رکھتا ہے اور بغیر سروپا بھی ہے

حاش للہ ایں حکایت نیست ہیں
خدا بچائے، خبردار یہ کہانی نہیں ہے

نقد حالِ ماؤ تُست ایں خوش ببیں
یہ ہمارا اور تیرا موجود حال ہے، غور کر

پیشِ ہر صوفی کہ اُوبا فر بُود
ہر اُس صوفی کے لئے جو شان و شوکت والا ہے

ہر چہ آں ماضی ست لایُذکر بُود
جو گزر گیا ہے وہ نا قابلِ ذکر ہوتا ہے

[1] ذہب۔ سونا۔ داد ربانیت۔ خدا داد کیک۔ کاف کے فتحہ کے ساتھ، پسو گلیم۔ گدڑی۔ صداع۔ دردِ سر۔ مگس۔ مکھی لہٰذا اولیاء اللہ کی بات بظاہر اگر ناگوار بھی ہے تو اس کی وجہ سے حقیقت سے کنارہ کش نہ ہو جانا۔ بت پرستی۔ بت پرست ہستی۔

[2] در معنیٰ۔ لہٰذا بزرگوں کے ظاہر الفاظ سے درگزر کر کے معنی تک پہنچو۔ صور۔ صورت کی جمع ہے۔ مردِ حجی مردِ حج۔ مردِ حج ہستی۔ نقش۔ شکل و صورت۔ رنگ۔ کالا، گورا۔ آہنگ قصد لہٰذا اعتبار باطن کا ہے نہ کہ ظاہر کا۔ حکایت۔ بدو کا قصہ زیر و زبر۔ غیر مرتب۔ سر۔ ابتداء یا انتہا۔ ازل۔ زمانہ ماضی کی ہمیشگی۔

[3] ابد۔ زمانہ مستقبل کی جانب کی ہمیشگی، عاشق کا تعلق چونکہ ذاتِ خداوندی سے ہے جو ازلی اور ابدی ہے لہٰذا اس کے معاملہ کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ قطرہ۔ اگر قطرے کو دریا سے علیحدہ کر لو تو اس کی انتہا اور ابتدا ہے اور اگر علیحدہ نہ کرو تو قطرہ کی اپنی نہ انتہا ہے نہ ابتداء یہی حال عاشق کے احوال کا ہے۔ نقد حال یعنی بدو اور اس کی بیوی کا قصہ۔ اصل خود ہمارا قصہ ہے۔ فر۔ یعنی تصوف کی شان و شوکت۔

چوں بُوَد فکرش ہمہ مشغولِ[1] حال — ناید اندر ذہنِ اُو فکرِ مآں

جبکہ اُس کا فکر پوری طرح حال میں مشغول ہوتا ہے — اُس کے ذہن میں انجام کا فکر (بھی) نہیں آتا ہے

ہم عرب ماہم سبو ماہم مَلک — جُملہ مَا یُوْفَکُ عَنْہُ مَنْ اُفِکْ

بدو بھی ہم ہیں اور نخلیا بھی ہم ہیں اور بادشاہ بھی — سب وہی ہے جس سے باز رہا وہی جو پھیرا گیا

عقل راشوداں وزن ایں نفس وطبع — ایں دو ظلمانی و مُنکرِ عقل شمع

عقل کو شوہر اور نفس اور طبیعت کو عورت (سمجھ) — یہ دونوں تاریک اور منکر ہیں، عقل شمع ہے

بشنوا کنون اصلِ انکار از چہ خاست — زانکہ کُل را گونہ گونہ جزوِ ہاست

اب سن، انکار کی بنیاد کیسے پڑی؟ — اس لئے کہ کل کے مختلف قسم کے اجزا ہیں

جزو کُل[2] نے جزو ہا نسبت بکُل — نے چو بوئے گُل کہ باشد جزوِ گُل

(حقیقی) جزو اور کل نہیں جزو کی کل کیساتھ نسبت (تابع ہوتے ہیں) — (بھی) نہیں ہے جیسے کہ پھول کی خوشبو پھول کا جزو ہوتی ہے

لُطفِ سبزہ جزوِ لُطفِ گُل بُوَد — بانگِ قمری جزوِ آں بُلبل بُوَد

(بلکہ اسطرح سے ہے جیسے) سبزہ کا لطف پھول کے لطف کا جزو ہوتا ہے — (جیسے) قمری کی آواز بلبل کا جزو (تابع ہونے کی حیثیت سے ہوتی ہے

گر شوم مشغولِ اِشکال و جواب — تشنگاں را کے توانم و اد آب

اگر میں اعتراض اور جواب میں مشغول ہو جاؤں — (تو) پیاسوں کو کب سیراب کر سکوں گا؟

گر تو اِشکالی بگُلّی و حرج — صبر کُن کہ الصَّبرُ مِفتَاحُ الفَرَج

اگر تو مجسم اشکال اور تنگی ہے — (تو) صبر کر کشادگی کی کنجی ہے

اِحتماکُن[3] اِحتما زاندیشہا — زانکہ شیر انند درایں بیشہا

وسوسوں سے بہت پرہیز کر — اس لئے کہ ان جھاڑیوں میں شیر چھپے ہیں

اِحتماہا بردواہا سَرورست — زانکہ خاریدن فزونی گرَست

پرہیز دواؤں سے بہتر ہے — اس لئے کہ کھجانا، خارش کی زیادتی (کی علامت) ہے

اِحتما اصلِ دوا آمد یقیں — اِحتماکُن قُوّتِ جانت ببیں

پرہیز یقیناً دوا کی جڑ ہے — پرہیز کر (پھر) اپنی روح کی طاقت دیکھ

اِحتماہا مَرد واہارا سَرست — ہضمِ دارُو علّتِ نَو دیگرست

پرہیز دوا کی اصل ہے — دوا کا ہضم ہو جانا، دوسری نئی بیماری ہے

قابلِ ایں گفتہا شوگوش دار — تا کہ از زَر سازمت من گوشوار

ان باتوں کو قبول کرنے والا بن توجہ سے سن — تاکہ میں تیرے لئے سونے کے آویزے بناؤں

---

[1] مشغولِ حال۔ چونکہ واردات میں مصروف ہوتا ہے۔ فکرِ مآل۔ عاشق رضاو تسلیم کی وجہ سے انجام سے بھی بے فکر ہوتا ہے۔ ہم عرب ماہم۔ یعنی بدو اور نخلیا اور بادشاہ کی عطا کا جو قصہ ہم نے نقل کیا ہے وہ ایک مثال ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ کی ہے۔ ہم وہ عبارتیں اور تحفے پیش کرتے ہیں۔ جنکی اس کے یہاں کی نہیں ہے وہ پھر بھی قبول فرماتا ہے۔ ان باتوں کا وہی انکار کریگا جو راندہ درگاہ ہوگا۔ مختصل راشو۔ عقل کو بمنزلہ شوہر کے سمجھو اور نفس اور طبیعت انسانی کو بمنزلہ عورت کو سمجھو اور دونوں کے مکالمہ کو عقل اور نفس کا مکالمہ سمجھو۔ بشنو۔ دولت۔ باطنی ایک حقیقت ہے۔ لیکن طبائع مختلف ہیں اسلئے کچھ انکار کرتی ہیں کچھ اقرار کرتی ہیں۔

[2] جزو کل۔ یعنی ہم بار بار رب العزت کو کل سے اور انسانوں کو جزو سے تعبیر کرتے آرہے ہیں لیکن اس سے مراد حقیقی جزئیت اور کلیت نہیں ہے۔ اللہ اجزاء سے منزہ ہے نیز وہ نسبت بھی مراد نہیں ہے جو خوشبو اور پھول میں ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ حادث صفات سے پاک ہے بلکہ جزو اور کل سے یہاں مراد تابع اور متبوع ہے۔ گرشوم۔ جو نسبت میں نے بیان کی اسمیں بھی اشکالات ہیں لیکن اگر اسطرح کے اشکال اور جواب کے درپے ہو جاؤنگا تو حقائق بیان نہ کرسکونگا صبر کن۔ صبر سے ذوق اور وجدان پیدا ہوگا۔ جس سے سب اشکالات حل ہو جائینگے

[3] احتماکن۔ وسواس سے بچنا ضروری ہے وساس رہ طریقت کے درندے ہیں۔ اصل دوا سے بھی زیادہ ضروری پرہیز ہوتا ہے۔ گر۔ بکاف فارسی مفتوح کھدائی۔ خارش۔ قوت پھر روح میں ایسی طاقت پیدا ہو جائیگی جو تمام مشکلات کو رفع کردیگی۔ ہضم۔ مثلاً اگر مسہل پیا جائے اور بد پرہیزی کیوجہ سے وہ ہضم ہو جائے تو اور نئے امراض پیدا ہو نگے لفعہا۔ مسائل تصوف سمجھنے کی قابلیت پیدا کرو پھر تمہارا مرتبہ کائنات سے بلند ہو جائیگا۔

گوشوارہ چہ کہ کانِ زر شوی — تا بماہ و تا ثُریّا بَرشوی
آویزہ کیا ہوتا ہے بلکہ سونے کی کان بنجائے گا — یہانتک کہ چاند اور ثریا سے بھی بالا تر ہو جائیگا

اوّلاً [1] بِشنو کہ خَلقِ مختلف — مختلف جانداز یا تا الف
پہلے سن لے کہ مختلف مخلوق — الف سے یا تک مختلف حقیقتیں ہیں

در حروفِ مختلف شور و شکے ست — گرچہ از یک رُوز سر تا پا یکے ست
مختلف حرف (تہجی) میں (اختلاف کا) شور اور شک ہے — اگرچہ ایک اعتبار سے سر سے پیر تک ایک ہیں

از یکے رُو ضدّ و دیگر مُتّحِد — از یکے رُو ہزل واز یکروئے جِدّ
ایک پہلو سے (ایکدوسرے کے) مخالف دوسرے پہلو سے متحد ہیں — (جیسا کہ کوئی جملہ) ایک پہلو سے مذاق اور دوسرے پہلو سے مقصود ہو

پس [2] قیامت روزِ عَرضِ اکبرست — عَرضِ اُو خواہد کہ بازیب و فرست
قیامت (کا دن) بڑی پیشی کا دن ہے — پیشی وہ چاہے گا جو شان و شوکت سے ہے

ہر کہ چوں ہندو بَدو سودائی ست — روزِ عَرضش نوبتِ رسوائی ست
جو کوئی ہندو کی طرح برا اور سودائی ہے — اس کے لئے پیشی کا دن رسوائی کا وقت ہے

چوں ندارد رُوئے ہمچوں آفتاب — اونخواہد جُز شب ہمچوں نقاب
جو شخص آفتاب جیسا چہرہ نہ رکھتا ہو — وہ نقاب کی طرح رات کے سوا کچھ نہ چاہے گا

بَرگِ یک گُل چوں ندارد خارِ اُو — شد بہاراں دشمنِ اَسرارِ اُو
جبکہ اس کا کانٹا پھول کی ایک پتی (بھی) نہ رکھتا ہو — موسم بہار اس کے چھپے ہوئے رازوں کا دشمن ہوگا

وانکہ [3] سر تا پا گُل ست و سوسن ست — پس بہار اُورا دو چشمِ روشن ست
جو شخص سر سے پیر تک گل اور سوسن ہے — موسم بہار اس کے لئے دو روشن آنکھیں ہیں

خارِ بے معنیٰ خزاں خواہد خزاں — تازند پہلوئے خود باگلستاں
بے حقیقت کانٹا، خزاں ہی خزاں چاہتا ہے — تاکہ گلستاں کا مقابلہ کر سکے

تا بپوشد حُسنِ آن و ننگِ ایں — تا نہ بینی ننگ آن و رنگِ ایں
تاکہ وہ (خزاں) اس کا حسن اور اس کا عیب ڈھک دے — تاکہ تو اس کا عیب اور اس کا رنگ نہ دیکھ سکے

پس خزاں اُورا بہار ست و حیات — یک نماید سنگ و یاقوتِ زکات
اس کے لئے خزاں بہار اور زندگی ہے — جو پتھر اور قیمتی یاقوت کو یکساں دکھاتی ہے

باغباں ہم داند آں را در خزاں — لیک دیدِ یک بہ از دیدِ جہاں
باغباں بھی اس کو موسم خزاں میں جانتا ہے — لیکن ایک کا دیکھنا دنیا کے دیکھنے سے بہتر ہے

[1] اولاً بشنو۔ چونکہ انسان باوجود انسان ہونیکے مختلف طبائع رکھتے ہیں اسلئے بعض طبائع میں اشکالات پیدا ہوتے ہیں۔ در حروف۔ انسانوں کے طبائع کا اختلاف ایسا ہی ہے جیسے حروفِ تہجی میں اختلاف ہے حالانکہ سب حروف تہجی ہی ہیں۔ از یکے رو۔ جیسا کہ بعض جملے ہوتے ہیں۔ کہ جملہ ایک ہی ہے اور مذاق میں اس کے کچھ معنیٰ ہیں اور جب حقیقت کے طور پر وہ بولا جائے تو دوسرے معنیٰ ہوتے ہیں۔

[2] پس قیامت۔ اختلاف کے اسباب کو سمجھنے سے زیادہ ضروری ہے کہ اس اختلاف کے نتائج پر غور کیا جائے جو قیامت میں ظاہر ہونگے۔ ہر کہ۔ جو لوگ شکوک و شبہ سے اپنے منہ کالے کئے ہوئے ہیں۔ پیشی کے دن انکی بہت رسوائی ہوگی۔ چوں ندارد۔ معارف الٰہیہ سے جن کے چہرے منور نہ ہونگے وہ منہ چھپائیں گے برگ۔ جس کانٹے میں پھول کی ایک پتی بھی نہ ہو وہ موسم بہار میں اور زیادہ رسوا ہوتا ہے جبکہ دوسرے کانٹے دار درخت پھولوں سے لدھ جاتے ہیں۔

[3] وانکہ۔ جو شخص نیک اعمال سے مزین ہوگا قیامت کے دن وہ نہایت مسرور ہوگا۔ خار۔ بد اعمال دوسروں کو بھی بد اعمال دیکھنے کا خواہشمند ہوگا۔ پس بد اعمال چاہیگا کہ پیشی کا وقت نہ آئے تاکہ اچھے اور برے کی تمیز نہ ہو سکے۔ باغباں۔ یعنی شیخ کامل اس کی بداعمالی کو جانتا ہے بد اعمال کو چاہئے کہ اس شیخ کے سامنے اپنے مخفی احوال بیان کر کے اصلاح کرالے تاکہ قیامت کے دن۔ بیشمار مجمع اسکے عیوب کو نہ دیکھ سکے۔

خود جہاں آں یک کس ست[1] آگہ است
وہ ایک شخص خود جہان ہے اور باخبر ہے

ہر ستارہ بر فلک جزوِ مہ است
آسمان پر ہر ستارہ چاند کا جزو ہے

خود جہاں آں یک کس ست و باقیاں
جہاں وہی ایک شخص ہے اور باقی

جملہ اتباع و طفیل اند اے فلاں
سب تابع اور طفیلی ہیں اے فلاں!

اُو جہانِ کامل ست و مُفرد ست
وہ پورا جہاں ہے اور اکیلا ہے

نسخۂ کُلِّ وجود اُورا بدست
وجود کل کا نسخہ (جو حقیقت انسانیہ ہی) اس کے ہاتھ میں ہے

پس ہمی گویند ہر نقش و نِگار
ہر نقش و نگار یہ کہتا ہے

مُژدہ مُژدہ نک ہمی آید بہار
خوشخبری ہو خوشخبری اب بہار آتی ہے

تا بُوَد تاباں شگوفہ چوں زرہ
تاکہ شگوفے زرہ کی طرح چمکیں

تا کنند آں میوہ ہا پیدا گرہ
تاکہ میوے گچھے پیدا کریں

چوں[2] شگوفہ ریخت میوہ سَر کُند
جب شگوفہ جھڑا میوہ نکلا

چونکہ تن بشکست جاں سَر برزند
جب جسم ختم ہوا روح ظاہر ہوئی

میوہ معنیٰ و شگوفہ صورتش
میوہ معنی ہے اور شگوفہ اس کی صورت ہے

آں شگوفہ مژدہ میوہ نعمتش
شگوفہ خوشخبری ہے میوہ اس کی نعمت ہے

چوں شگوفہ ریخت میوہ شد پدید
جب شگوفہ جھڑا میوہ رونما ہوا

چونکہ آں کم شُد شُد ایں اندر مزید
جب شگوفہ گھٹا تو یہ (میوہ) بڑھا

تا کہ ناں نشکست قوت کے دہد
جب تک روٹی نہ ٹوٹے طاقت کب دیتی ہے؟

ناشکستہ خوشہا کے مے دہد
نہ ٹوٹے ہوئے خوشے شراب کب بناتے ہیں

تا ہلیلہ نشکند با ادویہ
جب تک ہیڑ دواؤں میں نہ کُٹے

کے شود خود صحت افزا دردیہ
پھیپھڑے میں صحت افزا کب ہوتی ہے؟

در صفت[3] پیرو مُطاوعت کردن با اُو

پیر کی تعریف اور اس کی تابعداری کرنے کا بیان

اے ضیاء الحق حُسام الدیں بگیر
اے ضیاء الحق حسام الدین! لے

یک دو کاغذ بر فزاور وصفِ پیر
پیر کے بیان میں ایک دو کاغذ اور بڑھا لے

گرچہ جسمت نازک ست و بس نزار
اگرچہ تیرا جسم نازک اور بہت لاغر ہے

بَر نمی آید جہاں رابے تو کار
(لیکن) دنیا کا کام تیرے بغیر نہیں نکلتا ہے

---

[1] خود۔ شیخ کامل خود ایک عالم ہے۔ ہر ستارہ یعنی دوسرے نیک لوگ اس کے اجزاء ہیں۔ باقیاں۔ باقی کی جمع ہے۔ اتباع۔ تابع کی جمع ہے۔ اُو جہان۔ شیخ کامل اگرچہ ایک شخص ہے لیکن مکمل ایک جہان ہے وہ چاند ہے دوسرے ستارے ہیں۔ نسخہ کل وجود حقیقت انسانیہ کو تندرست دیکھنے کا نسخہ اس کے پاس ہوتا ہے۔ پس۔ کائنات اپنے ذاتی ہونے کی وجہ سے قیامت کا پیغام دے رہی ہے۔ تابود۔ تاکہ جیسے زرہ کے حلقے چمکتے ہیں۔ اسی طرح شگوفے چمک جائیں اور پھل آجائیں۔ یہ پیغام بہار اسی لئے ہے۔

[2] چوں شگوفہ۔ شگوفہ کی پتیاں جھڑ جانے پر اندر سے پھل نمودار ہوتا ہے۔ چوں۔ روح کا جسم سے تعلق منقطع ہونے پر اس کے آثار اور قوی ہو جاتے ہیں۔ تو قیامت میں یہ آثار خوب ظاہر ہوں گے۔ شگوفہ، پھل کی آمد کا پیغام دیتا ہے۔ آں شگوفہ۔ ایں۔ پھل۔ تا کہ۔ روٹی کے ٹوٹ کر جب نوالے بنتے ہیں تو وہ بدن کو قوت پہنچاتی ہے۔ انگور ٹوٹنے کے بعد شراب بنتا ہے۔ اسی طرح ہیڑ کے فائدے جب ہیں جب اس کو کوٹ کر دواؤں میں ملا دیا جائے اسیطرح ریاضت اور مجاہدہ سے بدن کو جبتک پامال نہ کرو گے فائدہ نہ اٹھا سکو گے۔ ریہ۔ پھیپھڑا۔

[3] در صفت۔ اس سے پہلے کہہ چکا تھا۔ کہ ریاضت ضروری ہے اب بتاتے ہیں کہ ریاضت پیر کی رہنمائی میں ہونی چاہئے۔ ضیاء الحق مولانا کے مخصوص مرید میں ہیں جن کی فرمائش پر اس مثنوی کی تکمیل اس طور پر ہوئی کہ مولانا بولتے تھے اور وہ لکھتے تھے بس۔ بہت نزار۔ لاغر، یعنی ریاضت کیجئے سے برنمی آید۔ لیکن تمہارے بغیر کام بھی نہیں چلتا لہٰذا تمہیں تکلیف دینی پڑتی ہے۔

گرچہ جسم نازکت راز ور نیست
اگرچہ تیرے نازک جسم میں طاقت نہیں ہے

لیک بے خورشید مارا نور نیست [1]
لیکن سورج کے بغیر ہمارے لئے روشنی نہیں ہے

گرچہ مصباح و زُجاجہ گشتۂ
اگرچہ تو چراغ، اور قندیل بن گیا ہے

لیک سَرخیلِ دل و سَر رشتۂ
لیکن (اصل) دل کا پیشوا اور آغاز کار ہے

چوں سَرِ رشتہ بدست و کامِ تُست
جبکہ آغاز کا تیرے ہاتھ میں اور منشا کے مطابق ہے

دُرّہائے عقدِ دل ز انعامِ تُست
دل کے ہار کے موتی تیرا انعام ہیں

بر نویس اَحوالِ پیرِ راہ داں
واقفِ راہ پیر کے احوال تحریر کر

پیر را بگزیں و عَین راہ داں
پیر (کا دامن) تھام لے اور حقیقی راستہ پالے

پیر تابستاں و خَلقاں تیر ماہ
پیر، موسم بہار ہے اور مخلوق خزاں ہے

خَلق مانندِ شب اندو پیر ماہ
مخلوق رات جیسی ہے اور پیر چاند ہے

کردہ ام بختِ جواں را نام [2] پیر
میں نے جواں بخت کو پیر کہا ہے

گوز حق پیرست نہ از ایّام پیر
کیونکہ خدا کی جانب سے پیر ہے عمر کی وجہ سے پیر نہیں ہے

اُوچناں پیرست کش آغاز نیست
وہ ایسا پیر ہے جس کی ابتداء نہیں ہے

باچناں دُرِّ یتیم انباز نیست
اور ایسے یکتا موتی کا (کوئی) شریک نہیں

خود قوی تَرمی بُوَد خمرِ کُہن
پرانی شراب خود زیادہ طاقتور ہوتی ہے

خاصہ آں خمریکہ باشد مِن لَدُن
خصوصاً وہ شراب جو علم لدنی کی ہو

خود [3] قوی ترمی شود خمرِ قدیم
پرانی شراب خود زیادہ قوی ہوتی ہے

آں کُہن تَر بہتر اے شیخِ علیم
اے دانا شیخ! جس قدر زیادہ پرانی ہو بہتر ہے

پیر را بگزیں کے بے پیر ایں سفر
پیر (کا توسل) اختیار کر، یہ سفر بغیر پیر کے

ہست بس پُر آفت و خوف و خطر
آفت اور خوف و خطر سے بہت پر ہے

آں رہے کہ بارہا تو رفتۂ
جس راستہ پر تو بارہا چلا ہے

بے قلاوَز اندرآں آشفتۂ
بغیر رہنما کے تو اس میں پریشان ہے

پس رہے راکہ ندیدستی تو ہیچ
پھر وہ راستہ جو تو نے کبھی نہیں دیکھا ہے

ہیں مَرو تنہا زرہبر سَر مپیچ
خبردار! تنہا نہ جا (اور) رہبر سے انحراف نہ کر

ہرکہ اُو بے مُرشدے در راہ شد
جو شخص بغیر پیر کے راستہ پر چلا

اُو زغُولاں گمرہ و در چاہ شد
وہ شیطانوں کیوجہ سے گمراہ اور ہلاک ہوا

[1] مارا نور نیست۔ ضیاء الحق مرید ہیں۔ لیکن مولانا انکی محبت میں ایسے الفاظ ذکر کر جاتے ہیں جو پیر کے لئے بولے جاتے ہیں۔ مصباح۔ چراغ۔ زُجاجہ۔ قندیل۔ سَرخیل۔ افسر، پیشوا۔ سَر رشتہ۔ ڈور کا سرا، باعث۔ کام مقصد۔ عقد، ہار یعنی مثنوی راہ، سلوک۔ تابستان۔ موسم گرما جو موسم بہار ہوتا ہے تیر ماہ موسم خزاں۔

[2] نام پیر۔ بوڑھے کو کہتے ہیں اور بزرگی چونکہ اکثر بڑھاپے میں آتی ہے میں لہٰذا پیر اور شیخ بزرگ کے معنی میں بولا جانے لگا۔ مولانا نے فرمایا کہ ضیاء الحق عمر کے اعتبار سے پیر نہیں ہیں۔ بلکہ جوان ہیں اور بزرگی کے اعتبار سے پیر ہیں۔ آغاز نیست۔ پیری پیغمبری کا پرتو ہے اور حضورؐ نے فرمایا ہے میں اسی وقت پیغمبر تھا جبکہ حضرت آدمؑ کا صرف پُتلا بنا تھا۔ دُرِّ یتیم۔ خُدر یکتا۔ انباز۔ شریک نظیر

[3] خود قوی تر۔ پیر کا بڑھاپا کمزوری کی دلیل نہیں ہے بلکہ کہنہ شراب کی طرح اس کی روحانی قوت اور تیز ہو جاتی ہے۔ مِن لَدُن۔ یعنی من عند اللہ اللہ کی جانب سے علم لدنی۔ گزیں۔ گزیدن بمعنی اختیار کرنا سے صیغہ امر ہے۔ خوف و خطر یعنی وساوس شیطانی کے خطرے قلاوز۔ رہبر۔ آشفتن۔ پریشان ہونا۔ غول۔ چھلاوہ شیطان۔ درچاہ شدن۔ ہلاک ہونا۔

گر نباشد سایہ پیر اے فضول
اے مہمل ! اگر پیر کا سایہ نہ ہو

بس ترا سر گشتہ دارد بانگِ اِغُول [1]
شیطان کی آواز تجھے بہت پریشان کرے گی

غُولت از رہ افگند اندر گزند
شیطان تجھے گمراہ کر کے نقصان پہنچا دیگا

از تو داہی تر دریں رہ بس بُدند
تجھ سے ذیادہ چالاک اس راستہ میں بہت سے (گمراہ) ہوئے ہیں

از بنے بشنو ضلالِ رہرواں
راستہ چلنے والوں کی گمراہی قرآن سے سن

کہ چہ شاں کرد آں ابلیس بَدْ رواں
کہ ان کے ساتھ بدذات شیطان نے کیا کیا ہے؟

صد ہزاراں سالہ رہ از جادہ دور
سیدھے راستہ سے لاکھوں سال کی مسافت پر دور

بُردشانِ و کردشاں زادبار عُور
انہیں لے گیا اور بدبختی کی وجہ سے انکو ننگا کر دیا

اُستخوانہا شاں ببین وموئے شاں
ان کی ہڈیاں اور بال دیکھ لے

عبرتے گیرو مَراں خَر سوئے شاں
عبرت حاصل کر، اور ان کا راستہ نہ اختیار کر

گردنِ خَر گیرو سوئے راہ کش
گدھے کی گردن پکڑ لے اور (اسکو) راست کی طرف کھینچ

سُوئے رہبانان درہ دانانِ خوش
(سیدھے) راہوں اور راستہ کو خوب جاننے والوں کی طرف

ہیں مہل خَر راو دست از ہ ے مدار
خبردار ! گدھے کو نہ چھوڑ اور اس کو آزاد نہ کر

زانکہ عشق اُوست سوئے سبزہ زار
اس لئے کہ اس کا عشق سبزہ زار سے ہے

گر یکے دم تو بغفلت وَ اہلیش [2]
اگر تو غفلت سے اس کو تھوڑی دیر کیلئے بھی آزاد چھوڑ دیگا

اُورود فرسنگہا سوئے حشیش
وہ میلوں گاس کی جانب چلا جائے گا

دشمنِ راہ است خَرمست علف
گھاس کا عاشق گدھا، راستہ کا دشمن ہے

اے بسا خربندہ راکردہ تلف
بہت سے اناڑیوں کو اس نے ہلاک کیا ہے

گر ندانی رہِ ہرانچہ خَر بخواست
اگر تو راستہ نہیں جانتا ہے تو جو گدھا چاہے

عکسِ آں کُن خود بُوَد آں راہ راست
اس کے بر خلاف کر وہی سیدھا راستہ ہو گا

شَاوِرُوْھُنَّ پس آنگہ خَالِفُوْا
ان (عورتوں) سے مشورہ کرو پھر خلاف کرو

اِنَّ مَنْ لَمْ یَعْصِھِنَّ تَالِفُ [3]
جو شخص انکے خلاف نہیں کرتا ہے ہلاک ہو جانیوالا ہے

بلہواو آرزوکم باش دوست
خواہش نفسانی اور آرزو سے دوستی نہ کر

چوں یُضِلُّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہ اوست
کیونکہ وہی ہے جو تجھے (اللہ تعالیٰ) کے راستہ سے گمراہ کرتی ہے

ایں ہوا رانشکند اندر جہاں
دنیا میں خواہش نفسانی کو پامال نہیں کرتی

ہیچ چیزے ہمچو سایہ ہمرہاں
کوئی چیز جیسا کہ ساتھیوں کا سایہ

---

[1] بانگ۔ شیطانی وساوس کی آواز۔ داہی۔ چالاک، یعنی تجھ سے زیادہ عقلمند بغیر پیر کے گمراہ ہوئے ہیں۔ بے۔ قرآن مجید، یعنی قرآن مجید میں بہت سی قوموں کے قصے مذکور ہیں جنکو شیطان نے گمراہ کر دیا۔ ادبار۔ بدبختی، نحوست، عور۔ ننگا، یعنی نیک اعمال سے خالی۔ خرسوئے کے راندن۔ کسی کی طرف مائل ہونا، اس کے راستہ پر چلنا، یعنی ان ہلاک شدگان سے عبرت حاصل کرو انکا راستہ نہ اختیار کرو۔ خرگدھا یعنی نفس۔ رہبانان۔ جمع ہے رہبان کی، بان علامت ہے اسم فاعل کی، جیسے فیلبان، راہگیر، راہ داں، راستہ سے واقف، ہل۔ نہ چھوڑ، ہلیدن سے نہی کا صیغہ ہے۔

[2] واہلیش۔ شین مفعول کی ضمیر ہے۔ وا معنی کشادہ ہی۔ ہلیدن کا فعل مضارع ہے۔ فرسنگ۔ فرسخ جو تین میل کا ہوتا ہے۔ حشیش۔ گھاس۔ علف۔ گھاس، چارہ۔ خربندہ۔ اناڑی سوار جو سواری کے تابع ہوتا ہے۔ حر۔ یعنی نفس انسانی۔ شاوروہن۔ ان عورتوں سے مشورہ کرو یہ حدیث ثابت نہیں ہے البتہ "طاعۃ النساء ندامۃ" عورت کی اطاعت ندامت کا باعث ہے حدیث صحیح ہے۔

[3] تالف اسم فاعل ہے ہلاک ہونیوالا۔ چوں۔ قرآن میں ہے وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور نہ اتباع کر خواہش نفسانی کا ورنہ وہ تجھے اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیگی۔ ہمرہاں۔ ساتھ چلنے والے یعنی مرشد کامل مرشد کامل مرید کا راہنما ہوتا ہے پیر کی رہنمائی لا محالہ ضروری ہے بصورت مجبوری نفس کی خواہش کے خلاف عمل کرتے رہنا چاہیے۔

وصیت کردنِ رسولِ خدا مر علیؓ را کہ چوں ہر کسے نبوع طاعتے

رسول خدا کا (حضرت) علیؓ کو وصیت کرنا کہ جب ہر شخص اللہ کا تقرب کسی قسم کی اطاعت

تقرب بحق جوید تو تقرب جو بصحبتِ عاقل و بندۂ خاص تا از

کے ذریعہ ڈھونڈتا ہے تو عقلمند اور خاص بندے کی صحبت کے ذریعہ تقرب چاہ تاکہ ان

ایشاں ہمہ پیش قدم باشی قال ۱؎ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے آگے بڑھ جائے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ

اِذَا تَقَرَّبَ النَّاسُ اِلٰی خَالِقِهِمْ بِاَنْوَاعِ الْبِرِّ فَتَقَرَّبْ اِلَی اللّٰهِ

اپنے خالق کا تقرب مختلف نیکیوں کے ذریعہ چاہیں تو اللہ کا عقل، اور اسرار الٰہی

بِالْعَقْلِ وَالسِّرِّ تَسْبِقْهُمْ بِالدَّرَجَاتِ وَالزُّلْفٰی عِنْدَ النَّاسِ

کے ذریعہ تقرب چاہ، درجوں میں سب سے بڑھ جاؤ گے دنیا میں

فِی الدُّنْیَا وَعِنْدَ اللّٰهِ فِی الْاٰخِرَةِ

خلوقوں کے نزدیک اور آخرت میں اللہ کے نزدیک

گفت پیغمبر علیؓ را کاے علیؓ شیرِ حقی پہلوانی پُردلی

(حضرت) علیؓ سے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے علیؓ تو اللہ کا شیر ہے بہادر ہے دلیر ہے

لیک بر شیری مکن ہم اعتمید اندر آ در سایہ نخلِ اُمید

لیکن تو شیری پر بھروسہ نہ کر نخل امید کے سایہ میں آجا

ہر کسے گر طاعتے پیش آورند بہرِ قربِ حضرتِ بیچون و چند

ہر شخص اگر عبادت پیش کرے بے مثال اور بے نظیر کے دربار کی قربت کیلئے

تو تقرب جو بعقل و سِرِ خویش نے چو ایشاں بر کمال و بر خویش

تو اپنی عقل اور محبت کے ذریعہ سے نزدیکی حاصل کر نہ کہ ان کی طرح اپنے کمال اور نیکی (کی بنیاد) پر

تو درآ در سایہ آں عاقلے ۲؎ کش نتاند بُرد از راہ ناقلے

تو اس عقلمند کے سایہ میں آجا جس کو راستہ سے کوئی ہٹانے والا نہ ہٹا سکے

پس تقرب جو بُدو سوئے آلہ سر مپیچ از طاعتِ او ہیچ گاہ

اس کے ذریعہ اللہ کا قرب طلب کر کسی وقت (بھی) اسکی فرمان برداری سے منہ نہ موڑ

زانکہ اُو ہر خار را گلشن کند دیدۂ ہر کور را روشن کند

اس لئے کہ وہ ہر کانٹے کو پھول بنا دیتا ہے ہر اندھی آنکھ کو روشنی عطا کر دیتا ہے

۱؎ قال النبی ۔ یہ حدیث ان الفاظ سے حدیث کے ذخیرے میں نہیں ہے مضمون صحیح ہے۔ شیر حقی۔ حضرت علیؓ کا لقب اسد اللہ ہے۔ پہلواں۔ بہادر افسر۔ پُر دل۔ مضبوط دل والا۔ اعتمید۔ اعتماد کا امالہ ہے بھروسہ نخل اُمید۔ یعنی مرشد۔ تقرب۔ قریب ہونا، عقل یعنی معرفت الٰہی سر یعنی محبت بر نیک عمل۔

۲؎ عاقل۔ یعنی مرد عارف نتاند۔ نتواند کا مخفف ہے۔ ناقل نقل کرنے والا۔ زانکہ شیخ کامل اس انسان کو جو اعمال حسنہ سے خالی ہے نیک عمل بنا دیتا ہے۔ روشن کند یعنی قلبی بصیرت عطا کر دیتا ہے۔

ظلِّ اُو اندر زمیں چوں کوہِ قاف[1]
اس کا سایہ زمین پر کوہ قاف کی طرح ہے

روحِ اُو سیمرغ بس عالی طواف
اُس کی روح اونچا چکر لگانے والا سیمرغ ہے

دست گیرد بندۂ خاصِ اِلٰہ
اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ دستگیری کرتا ہے

طالباں را می بردتا پیشگاہ
(وہ) طالبوں کو (اللہ تعالیٰ کی) درگاہ تک لیجاتا ہے

گر بگویم تا قیامت مت نعتِ اُو
اگر میں قیامت تک اُس کی تعریف کروں

ہیچ آں را غایت و مقطع مجُو
اُس کی انتہا اور خاتمہ کی امید نہ کر

آفتابِ رُوح نے آنِ فلک
(وہ) روح کا سورج ہے آسمان کیطرف منسوب نہیں ہے

کہ زنورش زندہ اندانس و ملک
اس کے نور سے انسان اور فرشتے زندہ ہیں

در بشر رُوپوش گشت ست آفتاب
سورج انسان (کے جسم) میں رُوپوش ہے

فہم کن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابُ
سمجھ لے، اور اللہ (تعالیٰ) بہتر جانتا ہے

یا علیؓ از جُملۂ طاعاتِ راہ
اے علیؓ! راہِ (حق) کی تمام اطاعتوں میں سے

برگزیں تو سایۂ خاصِ اِلٰہ
(اللہ تعالیٰ) کے مخصوص (بندہ) کے سایہ کو اختیار کر

ہر کسے در طاعتے بگریختند
ہر شخص ایک اطاعت کی پناہ لے رہا ہے

خویشتن را مخلصے انگیختند
(اور) اپنے لئے نجات کی جگہ نکال رہا ہے

تو برو در سایۂ عاقل گریز
تو جا عقل مند کے سایہ کی پناہ لے

تا رہی زاں دشمنِ پنہاں ستیز
تاکہ چھپ کر لڑنے والے دشمن سے نجات پالے

از ہمہ طاعات اینت لائق ست
تیرے لئے یہ تمام اطاعتوں سے زیادہ مناسب ہے

سَبْق یابی بَر ہر آں کو سابق ست
ہر آگے بڑھنے والے سے تو سبقت لے جائیگا

چوں گرفتی پیر ہیں تسلیم شَو
جب پیر بنا لے خبردار! سر اطاعت رکھدے

ہمچو[2] موسیٰؑ زیرِ حکمِ خضرؑ رُو
موسیٰ (علیہ السلام) کیطرح حضرت خضرؑ کے حکم کے تحت چل

صبر کن بر کارِ خضرؑ اے بے نفاق
اے مخلص! خضرؑ کے کام پر صبر کر

تا نہ گوید خضرؑ روا ہٰذا فراق
تاکہ خضرؑ یہ نہ کہہ دے کہ جا یہ جدائی ہے

گرچہ کشتی بشکند تو دَم مزن
خواہ وہ (خضرؑ) کشتی توڑ دے تو اعتراض نہ کر

گر بہ طفلے[3] را کُشد تو مُمکن
خواہ وہ بچے کو مار ڈالے تو رنج نہ کر

دستِ اُو را حق چو دست خویش خواند
جب خدا نے اس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے

تایَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ براند
یہانتک کہ "اللہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ پر ہے" فرمایا ہے

---

[1] کوہ قاف۔ شاعرانہ تخیل کے اعتبار سے کوہ قاف پوری دنیا کو گھیرے ہوئے ہے یعنی شیخ کامل کا سایہ پورے عالم پر ہوتا ہے۔ سیمرغ۔ فرضی پرندہ ہے جس کے پروں میں تیس خوشنما رنگ ہیں دستگیری۔ مرد عارف دستگیری کرتا ہے پیشگاہ یعنی دربار خداوندی غایت۔ انتہا۔ مقطع۔ خاتمہ آن۔ ملکیت۔ آفتاب۔ یعنی شیخ کامل کی روح خاص۔ اللہ کا مخصوص بندہ مخلص۔ نجات کی جگہ۔ پناہ۔ ستیز۔ شیطان چھپا ہوا دشمن ہے۔ اینت۔ ایں برائے تو۔

[2] ہمچو موسیٰ۔ حضرت موسیٰ جب خضرؑ سے تعلیم حاصل کرنے لگے تو بالکلیہ ان کے حکم کے تابع بنگئے تھے۔ لہٰذا فراق جب حضرت موسیٰ سے صبر نہ ہوا تو حضرت خضرؑ نے انسے کہدیا اب جدا ہو جاؤ۔ کشتی۔ حضرت خضرؑ نے اُس کشتی میں سوراخ کردیا جسمیں سوار ہوئے تھے۔

[3] طفلے۔ حضرت خضرؑ نے معصوم بچہ کو مار ڈالا تھا۔ مُوکندن۔ بال نوچنا، رنجیدہ ہونا، یَدُ اللہ۔ تجرہ رضوان کے نیچے جب آنحضورؐ نے صحابہؓ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت لی تھی اس کے بارے میں قرآن نے کہا ہے کہ وہ نبی کا ہاتھ نہ تھا بلکہ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر تھا۔

دستِ حق میراندش از زندش کند
اللہ (تعالیٰ) کا ہاتھ کو اس کو مارتا ہے تو اس کو زندہ کرتا ہے

زنده چه بود جانِ پایندش کند
زندہ کیا ہوتا ہے، اس کو ابدی زندگی عطا کرتا ہے

یار باید راه راتنها مرو
کوئی راستہ کا یار چاہئے تنہا نہ جا

از سرِ خود اندریں صحرا مشو
اس جنگل میں تنہا نہ جا

هر که تنها نادرایں راه رُبید
(ایسا) کم ہے کہ تنا کسی نے یہ راستہ طے کیا ہو

هم بعونِ همّتِ مرداں رسید
وہ بھی بزرگوں کی باطنی توجہ کی وجہ سے پہنچا ہوگا

دستِ پیر از غائباں کوتاه نیست
پیر کا ہاتھ غیر حاضر لوگوں سے (بھی) کوتاہ نہیں ہے

دستِ اُو جز قبضهٔ الله نیست
اس کا ہاتھ اللہ (تعالیٰ) ہی کا ہاتھ ہے

غائباں راچوں چنیں خلعت دهند
جب وہ غیر حاضر لوگوں کو ایسا انعام دیتے ہیں

حاضراں از غائباں لاشک بهند
تو لامحالہ حاضر لوگ، غیر حاضروں سے بہتر ہیں

غائباں[۲] راچوں نواله می دهند
جب وہ غیر حاضر لوگوں کو لقمہ دیتے ہیں

پیشِ مهماں تا چه نعمتها نهند
تو مہمان کے سامنے کیا کیا نعمتیں رکھتے ہونگے؟

گو کسے گو پیشِ شه بندد کمر
کجا وہ شخص جو بادشاہ کے سامنے کمر کسے ہوئے ہو

با کسے گو هست از بیرونِ در
اس شخص کے مقابلہ میں جو دروازہ سے باہر ہو

فرق بسیارست ناید در حساب
بہت فرق ہے جو حساب میں نہیں آتا ہے

آں زِاهلِ کشف دایں زاهلِ حجاب
اہل کشف میں سے ہے اور اہل حجاب میں سے ہے

جهد آں کن تا رہے یابی دروں
وہ کوشش کرتا کہ اندر کا راستہ پالے

ورنه مانی حلقه واراز در بروں
ورنہ زنجیر کی طرح دروازہ سے باہر رہ جائے گا

چوں گزیدی پیر نازک[۳] دل مباش
جب تو نے پیر بنا لیا تو نازک دل نہ بن

سُست در یزنده چو آب گل مباش
گارے کی طرح سست اور بکھرنے والا نہ بن

نرم گوید سخت گوید خوش بگیر
(پیر) نرم بات کہے (یا) سخت کہے خوشی سے قبول کر

تا گند بر جمله میرانت امیر
تاکہ تجھے تمام سرداروں کا سردار بنا دے

ور بهر زخمے تو پُر کینه شوی
اگر ہر تکلیف پر تو غصہ سے بھرے گا

پس کجا بے صیقل آئینه شوی
تو بغیر مانجھے کس طرح صاف ہو گا؟

قصهٔ کبودی زدن قزوینی بر شانه گاه و پشیمان شدنِ اُو بر زخم سوزن
ایک قزوینی کا کندھے پر گدوانا اور زخم سوزن کی وجہ سے شرمندہ ہونے کا قصہ

---

۱ میراندش۔ حضرت خضرؑ نے جس بچہ کو مارا وہ اس کی موت نہ تھی بلکہ اس کی حیات جاودانی تھی۔ ہر کہ تنہا۔ بغیر شیخ کامل کے کسی کو شاذ و نادر کوئی مرتبہ حاصل ہوا ہے تو وہ بھی دراصل کسی بزرگ کی روح کا تصرف ہے۔ دستِ پیر شیخ کا ہاتھ دراصل اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔

۲ غائبانرا..... شیخ کا فیض اگرچہ غائبانہ بھی پہنچتا ہے لیکن جن کو قرب حاصل ہوتا ہے۔ وہ یقیناً بہتر ہیں۔ کوکسے۔ جو لوگ شاہی دربار کے حاضر باش ہوتے ہیں۔ وہ یقیناً ان سے افضل ہوتے ہیں۔ جو دربار تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اہل کشف حکو شیخ کی صحبت نصیب ہوتی ہے وہ اہل کشف ہوتے ہیں۔ اہل حجاب۔ جو لوگ مجلس سے غیر حاضر ہیں ان کو علوم الٰہی کا کشف حاصل نہیں ہوتا ہے۔ حلقہ۔ زنجیر، زنجیر مکان سے باہر رہتی ہے۔

۳ نازک دل۔ وہ شخص جو معمولی سی بات پر رنجیدہ ہو جائے نرم۔ شیخ کی ہر بات کو تسلیم کرنا ضروری ہے خواہ ناگوار ہو یا گوارا۔ زخم۔ یعنی مجاہدہ کی تکالیف برداشت کئے بغیر آئینہ دل پر صیقل نہیں چڑھتی ہے۔ کبودی زدن، بدن کو گدوانا، قزوینی۔ قزوین کا رہنے والا جو عراق کا ایک شہر ہے۔

ایں حکایت بشنو از صاحب بیاں
بیان کرنے والے سے یہ قصہ سن

در طریق و عادتِ قزوینیاں
جو قزوینیوں کی عادت اور رسم کے بارے میں ہے

بر تن و دست و کتفہائے بے درنگ
جسم، ہاتھ اور کاندھے پر بلا تردد

میزنند از صورتِ شیر و پلنگ
شیر اور تیندوے کی تصویر گدواتے ہیں

بُرچناں صورت پیاپے بے گزند
اس طرح کی تصویر پر پے در پے بلا تکلف

از سَرِ سوزن کبود یہا زنند
سوئی کی نوک سے گودتے ہیں

سوئے دَلّاکے بشُد قزوینیے
ایک قزوینی، نائی کے پاس گیا

کہ کبودم زن ستاں شیرِ نیے
کہ میرے گود دے (اور) شیر نی لے لے

گفت چہ صورتِ زنم اے پہلواں
اُس نے کہا اے پہلوان! کیا تصویر بناؤں؟

گفت برزن صورتِ شیرِ ژیاں
کہا، غضبناک شیر کی تصویر بنا دے

طالعم۲ شیرست و نقشِ شیر زن
میرا طالع اسد ہے، شیر کی تصویر بنا دے

جہد کُن رنگ کبودی سیر زن
کوشش کر، دل بھر کے گود دے

گفت بر چہ موضعت صورت زنم
اس نے کہا، تیرے کس جگہ تصویر بناؤں؟

گفت برشانہ گہم زن آں رقم
کہا میرے کندھے پر نقش کر دے

تا شود پشتم قوی در رزم۳ و بزم
تاکہ رزم اور بزم میں میری کمر مضبوط ہو جائے

با چنیں شیرِ ژیاں در عزم و حزم
ایسے خوفناک شیر کی وجہ سے پختہ کاری اور پختہ ارادہ میں

چونکہ اُو سوزن فرد بُردن گرفت
اُس نے جب سوئیاں چبھانی شروع کیں

در دِ آں در شانہ گہ مسکن گرفت
اس کی تکلیف کندھے میں ہونے لگی

پہلواں در نالہ آمد کائے سنی
پہلوان نے رونا شروع کر دیا کہ اے بھلے مانس!

مَر مَرا کشتی چہ صورت می زنی
تو نے تو مجھے مار ڈالا، کیا تصویر بنا رہا ہے؟

گفت آخر شیر فرمودی مرا
اس نے کہا، تو نے شیر بنانے کے لئے کہا ہے

گفت از چہ عضو کردی اِبتدا
کہا، کس عضو سے تو نے شروع کیا ہے؟

گفت از دُمگاہ آغازیدہ ام
اس نے کہا میں دم کی طرف سے شروع کیا ہے

گفت دُم بگذار اے دو دیدہ ام
کہا، اے نور چشم! دم بنانی چھوڑ دے

از دُم و دُمگاہِ شیرم دَم گرفت
دُم اور دم کی جگہ سے شیر نے میرا سانس گھونٹ دیا

دُم گہ اُو دم گہم محکم گرفت
اُس کی دم کی جگہ نے میرے سانس لینے کی جگہ کو دبا دیا

۱ دلاک۔ حجام۔ نائی، شیرینی، یعنی گود نے اجرت، پہلواں۔ جوانمرد، سپاہی، شیر ژیاں۔ غضبناک شیر، بر زن۔ برز زیادہ ہے۔

۲ طالع۔ پچھتر، کسی کی پیدائش کے وقت بارہ برجوں میں سے جو برج مشرق سے نمودار ہو وہ پیدا ہونے والے کا طالع کہلاتا ہے۔ شیر۔ یعنی برج اسد۔ سیر زن۔ یعنی پوری طرح گود۔ موضع۔ مقام۔ شانہ۔ کندھا۔ رقم۔ نشان۔

۳ رزم۔ جنگ، بزم مجلس نشاط۔ عزم، پختہ ارادہ حزم۔ ہوشیاری، فرو بردن۔ گاڑنا۔ مسکن۔ جگہ، سنی۔ اچھا روشن، دمگاہ۔ دم کی جگہ، دم گرفت، سانس رک گیا۔ دم گہ۔ سانس کی جگہ۔ محکم، مضبوط

شیر بے دُم باش گو اے شیر ساز
بے دُم کا شیر سہی، اے شیر بنانے والے!
کہ دلم سُستی گرفت از زخم گازِ[1]
اوزار کے زخم نے میرا دل نڈھال کر دیا ہے

جانب دیگر گرفت آں شخص زخم
وہ شخص دوسری جانب زخم کرنے لگا
بے محابا و موساتے ورحم
بے دھڑک اور بغیر ہمدردی اور رحم کے

بانگ زد اُو کایں چہ اندام ست ازو
وہ چیخا، یہ اُس کا کونسا عضو ہے؟
گفت اُو گوش ست اے مردِ نکو
اُس نے کہا، اے نیک مرد! یہ کان ہے

گفت تا گوشش نباشد اے ہُمام
اس نے کہا، اے سردار! اس کا کان نہ ہو
گوش را بگذار و کوتہ کُن کلام
کان کو چھوڑ دے، اور قصہ مختصر کر

جانبِ دیگر خلش آغاز کرد
اس نے دوسری جانب چبھانا شروع کیا
باز قزوینی فغاں را ساز کرد
پھر قزوینی نے شور کرنا شروع کر دیا

کایں سُوم جانب چہ اندام ست نیز
کہ یہ تیسری جانب کونسا عضو ہے؟
گفت اینست اِشکمِ[2] شیر اے عزیز
اُس نے کہا، اے پیارے! یہ شیر کا پیٹ ہے

گفت تا اِشکم نباشد شیر را
اُس نے کہا، شیر کا پیٹ بھی نہو
خود چہ اِشکم می بباید شیر را
شیر کو پیٹ کی کیا ضرورت ہے

گشت افزوں درد کم زن زخمہا
درد بہت بڑھ گیا، زخم کم کر
اِشکمے چہ شیر را بہرِ خدا
شیر کے لئے پیٹ کی کیا ضرورت ہے؟ خدا کے لئے

خیرہ شد دُلّاک بس حیراں بماند
نائی متعجب ہوا اور حیران رہ گیا
تا بدیر انگشت دردنداں بماند
دیر تک انگلی دانتوں میں دبائے رہا

بر زمیں زد سوزن آندم اوستاد
اس وقت استاد نے سوئی زمین پر پھینکدی
گفت در عالم کسے را ایں فتاد
بولا، دنیا میں کسی کو ایسا بھی پیش آیا ہو گا؟

شیرِ بے دُم و سر و اِشکم کہ دید
بے دم، سر اور پیٹ کا شیر کس نے دیکھا ہے؟
ایں چنیں شیرے خدا خود نافرید
ایسا شیر تو خدا نے کوئی پیدا ہی نہیں کیا ہے

چوں نداری طاقتِ سوزن زدن
جب تو سوئی چبھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے
از چنیں شیرِ[3] ژیاں بس دَم مزن
ایسے خوفناک شیر کے بارے میں بات نہ کر

اے برادر صبر کُن بر دردِ نیش
اے بھائی! سوئی کے درد پر صبر کر
تا رہی از نیشِ نفسِ گبر خویش
تاکہ تو اپنے بےدین نفس کے ڈنک سے نجات پائے

[1] گاز۔ قینچی، جراحی کا اوزار۔ محابا۔ مروت، لحاظ، مواسات۔ غمخواری، معاونت۔ اندام۔ عضو۔ ہُمام۔ سردار، بزرگ۔ خلش۔ چبھن۔ فغاں۔ فریاد۔

[2] اِشکم۔ شکم الف زائد ہے۔ خیرہ حیران۔ سرگشتہ۔ پریشان، نافرید۔ نہ آفرید۔ سوزن زدن یعنی گودنے کے لئے سوئی چبھانا۔

[3] شیر ژیاں۔ غضبناک شیر۔ رہی۔ تو نجات پائے، رہیدن سے واحد مخاطب مضارع ہے۔ گبر۔ آتش پرست، یہاں مطلقاً کافر مراد ہے۔ یہ مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنی انسان اگر مجاہدوں اور ریاضتوں کی تکلیف برداشت کر لیتا ہے۔ تو پھر نفس امارہ سے بچ جاتا ہے ورنہ اسی طرح محروم رہتا ہے۔ جیسا کہ قزوینی محروم رہا۔

کاں گروہیکہ رہید ند از وجود
اسلئے کہ جو لوگ اپنے وجود سے آزاد ہو گئے ہیں

چرخ و مہر و ماہ شاں آرد سجود
آسمان اور سورج، چاند ان کو سجدہ کرتا ہے

ہر کہ مُرد اندر تنِ اُو نفسِ گبر
جس کے بدن میں بے دین نفس مر گیا ہے

مر ورا[1] فرماں بَرد خور شید و ابر
سورج اور ابر ان کا حکم مانتا ہے

چوں دلش آموخت صبر افروختن
جب اس کا دل صبر کو روشن کرنا سیکھ جاتا ہے

آفتاب اُورا نیارد سوختن
سورج اس کو نہیں جلا سکتا

گفت حق در آفتاب منتجم
روشن سورج کے بارے میں اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے

ذکر تزاور کذا عن کہفہم
اُن کے غار سے بچ کر نکل جاتا ہے

خفتگانے[2] کز خدا بُد کارِ شاں
وہ سونے والے جن کا معاملہ خدا سے تھا

مَیل کردے آفتاب از غارِ شاں
سورج ان کے غار سے کترا جاتا تھا

خار جُملہ لُطف چوں گُل می شود
کانٹا پھول کی طرح پُر لطف ہو جاتا ہے

پیشِ جزوے کو سوئے کُل می شود
اُس جزو کے سامنے جو کل سے وابستہ ہوتا ہے

چیست تعظیم خدا اَفراشتن
خدا کی عظمت کو ظاہر کرنا کیا ہے؟

خویشتن را خوار و خاکی داشتن
اپنے آپ کو ذلیل اور مٹی بنا لینا ہے

چیست توحید خدا آموختن
اللہ (تعالیٰ) کی وحدانیت سیکھنا کیا ہے؟

خویشتن را پیشِ واحد سوختن
اپنے آپ کو "واحد" کے سامنے فنا کر دینا ہے

گر ہمی[3] خواہی کہ بفروزی چو روز
اگر تو چاہتا ہے کہ دن کی طرح منور ہو جائے

ہستیِ ہمچوں شبِ خود را بسوز
(تو) اپنی رات جیسی ہستی کو جلا ڈال

ہستیت در ہستِ آں ہستی نواز
وجود عطا کرنے والے کے وجود میں اپنے وجود کو

ہمچو مس در کیمیا اندر گداز
تانبے کی طرح کیمیا میں پگھلا دے

در من و ما سخت کردستی تو دست
"من و ما" کو تو نے مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے

ہست ایں جُملہ خرابی از دو ہست
دو وجودوں کی وجہ سے یہ ساری خرابی ہے

رفتنِ گرگ و روباہ در خدمت شیر بشکار

بھیڑیے اور لومڑی کا شیر کے ساتھ شکار کو جانا

شیر و گرگ و رُوبہے بہر شکار
شیر اور بھیڑیا اور لومڑی شکار کے لئے

رفتہ بودند از طلب در کوہسار
جستجو کرتے ہوئے پہاڑ میں پہنچ گئے تھے

---

[1] مرورا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ "اللہ نے تمہارے تابع فرمان بنا دیا ہے ان چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں" تزاور۔ قرآن پاک میں اصحاب کہف کے قصہ میں فرمایا گیا ہے۔ "جب آفتاب نکلتا ہے تو داہنی جانب سے بچکر نکل جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں جانب سے کترا جاتا ہے۔ یعنی سورج کی تپش ان کو نہیں پہنچتی ہے۔ نجم، روشن۔ کہف۔ غار۔

[2] خفتگانے۔ یعنی اصحاب کہف جو غار میں سوئے ہوئے تھے۔ خار۔ یعنی جو لوگ ذاتِ واحد میں اپنے آپ کو فنا کر دیتے ہیں انکے لئے کانٹے پھول بن جاتے ہیں چیست۔ یعنی توحید یہی ہے کہ ذات احد میں اپنے آپ کو فنا کر دے۔

[3] گر۔ اگر تو منور ہونا چاہتا ہے تو اپنی ذات کو فنا کر دے ہستیت۔ اپنی ہستی کو خدا کی ہستی میں پگھلا دے۔ دو ہست۔ دو ہستیاں۔ رفتن گرگ۔ اس قصہ سے مقصود یہی ہے کہ بھیڑیئے نے شیر کے مقابلہ میں انانیت اختیار کی اور دوئی کو ختم نہ کیا تو خود فنا ہو گیا لہٰذا انسان کی بھی دوئی مٹانے میں ہی نجات ہے۔

ہر سہ باہم اندراں صحرائے ژرف[1] صیدہا گیرند بسیار شگرف
(تاکہ) تینوں مل کر گھنے جنگل میں بہت، اور عمدہ (قسم کا) شکار کریں

تا بہ پُشتِ ہمدِ گر بر صیدہا سخت بربندند بارو قیدہا
تاکہ ایک دوسرے کی مدد سے شکاروں پر سخت دباؤ ڈالیں، اور گرفت میں لائیں

گرچہ زایشاں شیر نر را ننگ بُود لیک کرد اکرام و ہمراہی نمود
اگرچہ وہ بہادر شیر کے لئے موجب عار تھے لیکن اس نے عزت افزائی کی اور ساتھ ہو گیا

ایں چنیں شہ راز لشکر زحمت ست لیک ہمرہ شد جماعت رحمت ست
اس جیسے بادشاہ کو لشکر سے تکلیف ہوتی ہے لیکن ساتھ ہو گیا، (اس لئے کہ) جماعت رحمت ہے

ایں چنیں مہ راز اختر ننگہاست اُو میانِ اختراں بہرِ سخاست
اسی طرح چاند کو ستاروں سے شرم آتی ہے (لیکن) وہ از راہ کرم ستاروں کے درمیان ہے

امرِ[2] شاوِرھُم پیمبر را رسید گرچہ رائے نیست رایش را مزید
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان سے مشورہ کر" کا حکم ملا ہے اگرچہ کوئی رائے اس کی رائے سے بڑھ کر نہیں ہے

در ترازو جو رفیقِ زر شدست نے از انکہ جَو چو زر جوہر شدست
ترازو میں جو سونے کا ساتھی بن گیا ہے اس لئے نہیں کہ جو سونے کی طرح جوہر بنگیا ہے

رُوح قالب را کنوں ہمرہ شدست مُدّتے سگ حارسِ[3] درگہ شدست
اب روح جسم کے ساتھ ہو گئی ہے مدت تک کتا دربار کا محافظ رہا ہے

چونکہ رفتند ایں جماعت سوئے کوہ در رکابِ شیر بافَر و شکوہ
جب یہ جماعت پہاڑ پر گئی شان و شوکت سے شیر کے ساتھ

گاوِ کوہی و بزو خرگوش زفت یافتند و کارِ ایشاں پیش رفت
پہاڑی گائے اور بکرا اور موٹا خرگوش انہوں نے پکڑ لیا اور ان کا کام چل گیا

ہر کہ باشد در پئے شیرِ حراب کم نیابد روز و شب اُورا کباب
جو کوئی جنگجو شیر کے ساتھ ہو اُس کے لئے دن رات میں کباب کی کمی نہوگی

چوں زکہ در بیشہ آوردند شاں کُشتہ و مجروح اندر خوں کشاں
جب پہاڑ سے انہیں جنگل میں لائے مُردہ اور زخمی، خون میں لتھڑے ہوئے

گرگ و روبہ را طمع بود اندراں کہ رَود قسمت بعدلِ خُسرواں
اُن میں بھیڑیے اور لومڑی کی خواہش تھی کہ شاہی اِنصاف سے تقسیم ہو

---

[1] ژرف۔ گہرا۔ شگرف۔ اچھا۔ پُشت۔ مدد۔ بارو قید۔ دباؤ اور گرفت۔ ننگ، شرم وعار۔ اکرام۔ عزت کرنا جماعت "یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ" جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ ایں چنیں۔ ان مثالوں کا مقصد یہ ہے کہ کاملین اگر ناقصین کو ساتھ لگا لیتے ہیں۔ تو اس سے ناقصین کو مغرور نہ ہونا چاہیئے بلکہ ناقصین کو شکر گزار ہونا چاہئے کہ وہ اپنا نقصان کر کے ان کا بھلا کر رہے ہیں۔

[2] امر۔ قرآن پاک میں ہے اے پیغمبر جنگ کے بارے میں ان سے مشورہ لیجئے پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو خدا پر بھروسہ کریں۔ در ترازو۔ جو کہ یہ شرافت سونے کے ساتھ ہونے کی وجہ سے حاصل ہو گئی ہے۔ روح۔ جسم کو روح کے ساتھ رہنے سے یا جو کو سونے کے ساتھ تل جانے سے یہ نہ سمجھنا چاہیے۔ کہ جسم اور جو کو ذاتی فضیلت حاصل ہو گئی ہے۔ جسم کو روح کی معیت سے فائدہ پہنچا۔

[3] حارس۔ نگہبان۔ گاؤ کوہی نیل گائے۔ بز۔ بکری۔ زفت۔ موٹا فربہ ہرکہ۔ اسی طرح اولیاء کیساتھ رہنے سے نعمتیں حاصل ہوتی ہیں، حراب۔ جنگ۔ کُہ کا مخفف ہے۔ پیشہ۔ جھاڑی جنگل خسرو۔ بادشاہ، خاء کا ضمہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں۔ کسرہ اولیٰ ہے۔

عکسِ طمعِ ہر دو شاں بر شیر زد
شیر پر اُن دونوں کے لالچ کا عکس پڑا

شیر دانست آں طمع ہا را سند[1]
شیر ان لالچوں کے ثبوت کو جان گیا

ہر کہ باشد شیرِ اَسرار و امیر
جو شخص اسرار (کے میدان) کا شیر اور سردار ہو

اُو بداند ہر چہ اندیشد ضمیر
وہ جان جاتا ہے جو کچھ دل سوچتا ہے

ہیں نگہدار اے دلِ اندیشہ خُو
خبردار! اے وسوسوں کے عادی دل! محفوظ رکھ

دل زاندیشہ بدی در پیشِ اُو
دل کو اس کے سامنے برے خیال ہے

داند[2] اُوخر راہمی راند خموش
وہ جانتا ہے (پھر بھی) کام چلاتا ہے

درُرُخت خندد برائے رُوئے پوش
پردہ پوشی کے لئے تیرے سامنے مُسکراتا ہے

شیر چوں دانست آں وسواسِ شاں
شیر کو جب ان کے وسوسے معلوم ہو گئے

وانگفت وداشت آندم پاسِ شاں
کھل کر نہ بتایا اور اُن سے رعایت برتی

لیک باخود گفت بنمایم سزا
لیکن اس نے دل میں کہا (ابھی) سزا دیتا ہوں

مر شمارا اے خسیسانِ گدا
تمہیں اے کمینے فقیرو!

مر شمارا بس نیا مد رائے من
تمہارے لئے میری رائے کافی نہ ہوئی

ظنّ تاں اینست دراعطائے من
میری بخشش میں تمہارا یہ خیال ہے

اے وجودِ رائے تاں از رائے من[3]
خبردار! تمہاری رائے کا وجود میری رائے سے ہے

از عطا ہائے جہاں آرائے من
میری دنیا کو سجانے والی عطاؤں کی وجہ سے ہے

نقش با نقّاش چہ اسگالد دِگر
نقش، نقاش کو کیا سوجھائے

چوں سگالش اُوش بخشید و نظر
جبکہ اس کی سوچ و نگاہ اسی کی بخشی ہوئی ہے

ایں چنیں ظنِّ خسیسانہ بمن
مجھ پر ایسے کمینہ پن کا گمان ہے

مر شمارا بود ننگانِ زمن
تمہارا تھا، تم زمانے کیلئے (باعث) عار ہو

ظَانِّیْنَ بِاللّٰہِ ظَنَّ السَّوْءِ را
خدا کے ساتھ بدگمانی کرنیوالوں کا

گر نہ بُرّم سَر بود عینِ خطا
اگر میں سر نہ قلم کروں تو غلطی ہے

وَارہانم چرخ را از ننگِ تاں
تمہارے (وجود کی) ذلت سے آسمان کو نجات دلاؤنگا

تا بماند در جہاں ایں داستاں
تاکہ یہ قصہ دنیا میں (مثال بنا) رہے

شیر با ایں فکر میز دخندہ فاش
شیر اس خیال میں بظاہر ہنستا تھا

بر تبسم ہائے شیر ایمن مباش
شیر کی مسکراہٹوں پر مطمئن نہ ہو جانا

---

[1] سند۔ ثبوت۔ ضمیر۔ دل لہٰذا مرید کو شیخ کے متعلق دل میں وسوسے نہ لانے چاہئیں ورنہ شیخ انکے جان لیگا ہیں۔ شیخ اپنے مرید کے چھپے ہوئے خیالات کو سمجھ جاتا ہے لہٰذا اس کی مجلس میں برے خیالات دل میں نہ لانے چاہیں۔

[2] داند اُو۔ یعنی وہ جانتا ہے لیکن ظاہر نہیں کرتا ہے۔ خر راندن خموش۔ سوار کا گدھے کی خواہش کے مطابق سفر کرنا، کام چلانا، دوسرے کی خواہش کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لینا۔ درُرُخت۔ تیرے سامنے مسکراتا ہے تاکہ تو کچھ نہ سمجھ سکے۔ خسیس۔ کمینہ۔ رائیمن۔ میری رائے پر تمہیں اعتماد نہیں ہے۔ بلکہ تم اپنے آپ کو حصہ دار سمجھتے ہو۔

[3] رائے من۔ تمہارے رائے اور تمہارا وجود میری رائے کے تابع ہے۔ نقش۔ نقش، نقاش کی دین ہے نقش نقاش کو کیا بتائے گا۔ ننگانِ زمن۔ تمہارا وجود دنیا کے لئے عار کا سبب ہے۔ تا بماند۔ تاکہ تمہاری سزا دوسروں کے لئے عبرت کا سبب بنے۔ خندہ ہنسی۔ فاش۔ ظاہر، کھلا ہوا۔

مالِ دنیا شد تبسّم[1] ہائے حق — کرد مارا مست و مغرور و خلق
دنیا کی دولت اللہ (تعالیٰ) کی مسکراہٹیں ہیں — جنہوں نے ہمیں مست اور مغرور اور بوسیدہ بنا دیا ہے

فقر و رنجوری بہشت ست اے سَنَد — کاں تبسم دام خود را بر کَنَد
اے سردار! فقیری اور بیماری بہشت ہے — کیونکہ اس کی وجہ سے مسکراہٹ اپنا جال اکھاڑ لیتی ہے

اِمتحان کردنِ شیر گرگ را و گفتن کہ ایں صَید ہا را قسمت کن
شیر کا بھیڑیے کو آزمانا، اور کہنا کہ ان شکاروں کو تقسیم کر دے

گفت شیر اے گرگ ایں را بخش کن — معدلت را نو کن اے گرگِ کہن
شیر نے کہا، اے بھیڑیے! اس کو تقسیم کر دے — اے پرانے بھیڑیے! انصاف (کی رسم) تازہ کر

نائب[2] من باش در قسمت گری — تا پدید آید کہ تو چہ گوہری
تقسیم کرنے میں میرا قائم مقام بن جا — تاکہ معلوم ہو جائے کہ تجھ میں کیا جوہر ہے؟

گفت اے شہ گاوِ وحشی بخش تُست — آں بزرگ و تو بزرگ و رُفت و چُست
(بھیڑیا) بولا اے شاہ! نیل گائے تیرا حصہ ہے — یہ بھی بڑی ہے اور تو بھی بڑا، اور عظیم اور شہ زور ہے

بُز مَرا کہ بُز میانہ است و وسط — روبہا! خرگوش بستاں بے غلط
بکری میری ہے کیونکہ بکری درمیانی اور متوسط (چیز) ہے — اور لومڑی! تو خرگوش کے لئے بلا غلطی کے

شیر گفت اے گرگ چوں گفتی بگو — چونکہ من باشم تو گوئی ماوتو
شیر نے کہا، او بھڑیے! تو کیا بکتا ہے بتا؟ — جبکہ میں موجود ہوں تو میرے تیرے کی کیا بات کرتا ہے؟

گرگ خود چہ سگ بُود کہ خویش دید — پیشِ چوں من شیرِ بے مثل و ندید
بھیڑیا کیا کتا ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے — مجھ جیسے بے مثل اور انوکھے شیر کے ہوتے ہوئے

گفت پیش آ اے خرے کو خود خرید[3] — پیشش آمد پنجہ زد اُو را درید
اس نے کہا، او خود پسند گدھے! آگے آ — وہ آگے آیا، اس نے پنجہ مارا، اس کو پھاڑ ڈالا

چوں ندیدش مغز و تدبیرش رشید — در سیاست پوستش از سَر کشید
جب (شیر نے) اس میں مغز اور بھلی تدبیر نہ دیکھی — سزا میں اس کی کھال کھینچ لی

گفت چوں دید منت از خود نُبرد — ایں چنیں جاں را بباید زار مُرد
(شیر نے) کہا، جب میرا دیدار تیری خودی نہ مٹا سکا — ایسی جان کو ذلیل ہو کر مر جانا چاہئے

چوں نگشتی فانی اندر پیشِ من — فرض آمد مر ترا گردن زدن
تو جب میرے سامنے فانی نہ ہوا — تجھے قتل کر دینا ضروری ہوا

[1] تبسّم۔ مسکراہٹ۔ ایمن۔ مطمئن۔ مالِ دنیا۔ یعنی دنیا کی دولت بظاہر تو نعمت ہے لیکن مصائب کا سبب ہے لہٰذا اس کو اللہ تعالیٰ کا زہر خند سمجھو، خلق۔ بوسیدہ سَند۔ سردار۔ دام۔ یعنی اگر فقر اختیار کر لو گے تو اس زہر خند سے بچ جاؤ گے۔ قسمت۔ تقسیم۔ بخش کن تقسیم کر دے۔ مَعدلت۔ انصاف۔ گرگِ کہن۔ پرانا بھیڑیا تجربہ کار۔

[2] نائب۔ قائم مقام۔ گوہر۔ اصل و نسل۔ وَسط۔ درمیانہ، بستاں۔ ستاندن بمعنی لینا کا صیغہ امر ہے۔ ماوتو، تو تو، میں میں خویش دید۔ خود بینی۔ ندید۔ جس کی مثال نہ دیکھی گئی ہو۔ یعنی احمق۔

[3] خود خرید۔ یعنی اپنی قدر و قیمت لگاتا ہے۔ مغز۔ قابلیت جوہر۔ رشید۔ ٹھیک، درست سیاست۔ سزا۔ پوست از سَر کشیدن۔ کھال کھینچ لینا، مار ڈالنا۔ دید منت۔ یعنی دیدار من ترا از خود بردن۔ بے خود کر دینا۔ زار مُردن۔ ذلیل موت مرنا۔

گرچہ غالب دارم اندر بذل فضل[1] — گاہ گاہے ہم کنم از عدل فضل

اگرچہ عنایت فرمائی کو میں غالب رکھتا ہوں — (لیکن) کبھی کبھی انصاف کو ترجیح دیدیتا ہوں

کُلُّ شَیٍٔ ھَالِکٌ جز وجہ اُو — چوں نہ در وجہ اُو ہستی مجو

سوائے اس کی ذات کے ہر چیز فنا ہو جانیوالی ہے — جب تو اس کی ذات میں نہیں (سمایا) ہے ہستی کی امید نہ رکھ

ہر کہ اندر وجہ ما باشد فنا — کُلُّ شَیٍٔ ھَالِکٌ نبود جزا

جو ہماری ذات میں فنا ہو جائے — اس کی سزا کل شی ، ھالک نہیں ہوتی ہے

زانکہ در[2] الّا ست اُو از لا گذشت — ہر کہ در الّا ست اُو فانی نگشت

اس لئے کہ وہ الا میں ہے، لا سے گزر گیا — جو شخص ''الا'' میں داخل ہے فانی نہ ہوا

ہر کہ بر در اُو من و ما می زند — رَدِّ باب ست اُو و بر لا می تند

جو دروازے پر ''میں اور'' تو کا اعلان کرے — وہ دروازے سے مردود ہے اور لا (کے درجہ) میں مقیم ہے

قصہ آں کس کہ در یارے بکوفت اُو از دروں گفت تو کیستی

اس شخص کا قصہ کو جس نے دوست کے دروازے پر دستک دی، اس نے اندر سے پوچھا کہ کون

گفت منم گفت چوں توئی در نمی کشایم کہ ہیچ کس را از

ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں ہوں، اس نے جواب دیا کہ تو ہے میں دروازہ نہیں کھولوں گا

یاراں نمی شناسم کہ ''اُو من'' گوید برد

کیونکہ میں اس کو دوست نہیں سمجھتا جو اپنے آپ کو میں کہے واپس ہو جا

آں یکے آمد در یارے بزد — گفت یارش کیستی کیں در مزد

ایک شخص آیا، دوست کا دروازہ کھٹکھٹایا — اس کے دوست نے کہا تو کون ہے اس دروازہ کو نہ کھٹکھٹا

گفت من گفتش برو ہنگام نیست — بر چنیں خوانے مقام خام[3] نیست

اسنے کہا میں اسنے اس سے کہا جاؤ (ملاقات کا) وقت نہیں ہے — ایسے خوان پر کچے کی جگہ نہیں ہے

خام را جز آتش ہجر و فراق — کہ پزد کہ وا رہاند از نفاق

کچے کو سوائے ہجر اور جدائی کی آگ کے — کون پختہ بنا سکتا ہے تا کہ اس کو نفاق سے نجات دے

چوں توئی تو ہنوز از تو نرفت — سوختن باید ترا در نار تفت

جبکہ تیری خودی ابھی تک تجھ میں سے نہیں گئی ہے — تجھے دہکتی آگ میں جلا دینا چاہیے

پشیمان شدن آں گوینده کہ منم و غربت و ریاضت و

اس ''میں'' کہنے والے کا شرمندہ ہونا اور ایک سال تک بے وطنی

---

[1] بذل فضل یعنی رحم و کرم سے کام لیتا ہوں۔ گاہ۔ کبھی رحم و کرم پر انصاف کو ترجیح دیتا ہوں اور جو انصاف کا تقاضہ ہوتا ہے وہی کرتا ہوں کُلُّ شَیٍٔ۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ در وجہ او۔ جو شخص اپنی ذات کو ذات باری میں فنا کر دے گا وہی بچے گا ورنہ ہلاک ہو جائیگا کیونکہ صرف اس کی ذات فنا سے بچے گی۔

[2] در الّا۔ یعنی اس کی ذات ہلاکت سے مستثنیٰ رہنے والی چیز میں داخل ہے۔ از لا، یعنی ہلاک ہونیوالی چیز نہ رہی۔ فانی۔ یعنی وہ ذات احد میں داخل ہو گیا جس کے لئے فنا نہیں ہے من و ما۔ یعنی اس کے دروازے پر دوئی ختم ہونی چاہیے۔ ورنہ مردود بارگاہ ہو گا اور ہلاک ہو جائے گا۔ قصہ۔ جب تک دو دوستوں میں ''میں'' اور ''تو'' کا معاملہ ہے امیں یکتائی نہیں ہے اور نہ حقیقی دوستی ہے۔ من۔ یعنی اسنے اپنے وجود کو دوست کے وجود سے جدا سمجھا۔

[3] خام۔ یعنی جو دوئی کا قائل ہے اور دوستی میں کچا ہے۔ نفاق۔ یعنی دوئی، تو کی تو۔ یعنی تیرا ''تو'' ہونا۔ تفت۔ تند و تیز یعنی تا کہ دوستی میں پختہ ہو جائے۔ پشیمان۔ یعنی وہ دوست شرمندہ ہوا اور ریاضت اور مجاہدوں سے اس نے دوئی کو ختم کیا پھر دروازہ پر واپس آیا۔

غرامتِ یک ساں کشیدن و باز گشتنِ مُستَغفر بر

اور محنت اور مشقت برداشت کرنا اور معافی کے لئے دروازے پر واپس آنا

درِ خانہ و پُرسیدنِ صاحب خانہ کہ کیست بر دَر و جواب

اور صاحبِ خانہ کا دریافت کرنا دروازے پر کون ہے؟ اور اس کا جواب

گفتن آں کہ توئی بَر در و نَفیِ منیِ خود

میں کہنا کہ دروازے پر تو ہی ہے اور اپنے وجود کا انکار کرنا

رفت آں مسکین و سالے در سفر — در فراقِ دوست سوزید از شرار[1]

وہ بیچارا چلا گیا اور ایک سال تک سفر میں — دوست کے فراق میں چنگاریوں سے جلتا رہا

پُختہ گشت آں سوختہ پس باز گشت — باز گردِ خانہ اَنباز گشت

وہ (آتش فراق سے) جلا ہوا پختہ ہو گیا پھر لوٹا — دوبارہ دوست کے گھر کی طرف روانہ ہوا

حلقہ زد بَر در بصد تَرس و ادب — تا نہ بجہد بے ادب لفظے زلب

نہایت خوف اور ادب سے دروازہ کھٹکھٹایا — تاکہ منہ سے کوئی بے ادبی کا لفظ نہ نکلے

بانگ زد یارش کہ بر در کیست آں — گفت بر دَر ہم توئی اے دِلستاں

اسکے دوست نے آواز دی، دروازہ پر کون ہے؟ — اس نے کہا اے دوست! دروازہ پر بھی تو ہی ہے

گفت اکنوں چوں منی اے من درآ — نیست گنجائے دو من در یک سرا

اس نے کہا اب "تو" "میں" ہے تو اے "میں" اندر آجا — ایک گھر میں دو "میں" کی گنجائش نہیں ہے

چوں یکے باشد ہمہ بُود دوئی — ہم منی بر خیزد آنجا ہم توئی

جب سب ایک ہو جائیں دوئی نہیں رہتی ہے — وہاں "میں" اور "تو" ختم ہو جاتا ہے

نیست سوزن راسَرِ رشتہ دوتا[2] — چونکہ یکتائی دریں سوزن درآ

سوئی میں دو دھاگے نہیں ہوتے — جب تو ایک بن گیا ہے، سوئی میں آجا

رِشتہ را باشد بسوزن ارتباط — نیست درخور با جمل سَمُّ الخِیاط

دھاگے اور سوئی میں مناسبت ہے — سوئی کا نکوا، اونٹ کے مناسب نہیں ہے

کے شود[3] باریک ہستیِ جمل — جز بمقراض ریاضیات و عمل

اونٹ کا وجود باریک نہیں ہو سکتا ہے — عمل اور ریاضتوں کی قینچی کے بغیر

دستِ حق باید مَر آں را اے فلاں — کاں بُود بر ہر مُحالے کُن فَکاں

اے فلاں! اس کام کے لئے خدا کا ہاتھ چاہیے — کیونکہ وہ ہر ناممکن پر "کن فکاں" ہوتا ہے

---

[1] شرر۔ چنگاری یعنی جدائی کی آگ۔ انباز۔ شریک، دوست ترس۔ خوف ہم توئی۔ یعنی دروازہ پر تو ہی ہے میں اپنے وجود کو ختم کر چکا ہوں اور دوئی مٹا چکا ہوں۔ چوں منی۔ یعنی اب جبکہ "تو" "میں" بن گیا ہے اور دوئی ختم ہوگئی ہے۔ گنجائش۔

[2] دوتا۔ دوسروں کا دھاگا سوئی کے نکوے میں نہیں آتا ہے۔ خ یکتائی۔ جب دونوں کو ملا کر ایک کر دیا جائے تو سوئیں کے نکوے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ارتباط تعلق درخور۔ لائق۔ جمل اونٹ، سم الخیاط۔ سوئی کا سوراخ قرآن پاک میں ہے کافر جنت میں نہ جائیں گے جب تک اونٹ سوئی کے نکوئے میں نہ داخل ہو جائے۔

[3] کے شود۔ موٹا نفس ریاضتوں کی ذریعہ ہی سے دبلا بنایا جا سکتا ہے۔ تب ہی وہ سلوک کے تنگ مقامات سے گزر سکتا ہے۔ مقراض۔ قینچی۔ دست خود یعنی نفس انسان کو کسی قابل نہ بنانے کیے لئے دست قدرت ہی کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے ہر ناممکن بھی ممکن ہے۔ کُن فکان۔ یعنی حضرتِ حق کا "کُن" کا حکم ہر محال اور ناممکن کو موجود کر دیتا ہے۔

ہر مُحال از دستِ اُو ممکن شود
ہر نا ممکن اس کے ہاتھ سے ممکن ہو جاتا ہے

ہر حَرُوں از بیمِ اُو ساکن شود
اس کے خوف سے ہر سرکش ساکن ہو جاتا ہے

اکمہ[1] او ابرص چہ باشد مُردہ نیز
نابینا اور کوڑھی کیا ہوتا ہے، مردہ بھی

زندہ گردد از فسونِ آں عزیز
اس غالب کے منتر سے زندہ ہو جاتا ہے

واں عدم کز مُردہ مُردہ تر بُوَد
وہ عدم جو مردے سے بھی زیادہ مردہ ہوتا ہے

در کفِ ایجادِ اُو مُضطر بُوَد
اس کے ایجاد کے ہاتھ میں بے اختیار ہوتا ہے

کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَانٍ بخواں
"کل یوم ھو فی شان" کو پڑھ

مَرْوُ را بے کار و بے فعلے مداں
اس کو بیکار اور بغیر کام کے نہ سمجھ

کمتریں کارش ہر روز ست آں
اس کا معمولی کام ہر روز یہ ہوتا ہے

گوسہ لشکر را گُنَدْ ایں سُو رواں
کہ وہ تین لشکر اس طرف روانہ کرتا ہے

لشکرے زِ اَصلاب[2] سوئے اُمہات
ایک لشکر (باپوں کی) پشت سے ماؤں کیجانب

بہر آں تا در رحم روید نبات
تاکہ وہ رحم میں اُگے

لشکرے زِ ارحام سوئے خاکداں
ایک لشکر ماؤں کے رحموں سے دنیا کیطرف

تا زنر و مادہ پُر گردد جہاں
تاکہ دنیا نر اور مادہ سے بھری رہے

لشکرے از خاکداں سوئے اجل
ایک لشکر دنیا سے موت کی جانب

تا بہ بیند ہر کسے حسنِ عمل
تاکہ ہر شخص اچھے عمل کو دیکھے

باز بیشک پیش از انہا می رسد
پھر بیشک ان (تینوں لشکروں سے) پہلے پہنچتی ہے

اُنچہ از حق سوئے جانہا می رسد
وہ چیز (شہوت جماع) جو اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے دلوں میں آتی ہے

وانچہ از جانہا بدلہا می رسد
وہ چیز (شہوت جماع) جو دلوں سے دلوں میں پہنچتی ہے

وانچہ از دلہا بگلہا می رسد
اور وہ جو دلوں سے جسموں میں پہنچتی ہے

اینست لشکر ہائے حق بیحد و مَرُ
دیکھو! اللہ (تعالیٰ) کے لشکر بیحد و حساب ہیں

از پئے ایں گفت ذکری[3] لِلبَشَرْ
اسی لئے فرمایا ہے "ذکری للبشر"

ایں سخن پایاں ندارد ہیں بتاز
ہاں، اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، چل

سوئے آں دو یار پاک و پاکباز
ان دو پاکباز اور پاک دوستوں کے قصہ کیجانب

خواندنِ آں یارْ یارِ خود را پس از تربیت یافتن
اس دوست کا دوست کو تربیت پانے کے بعد بلانا

---

[1] اکمہ۔ پیدائشی اندھا۔ ابرص۔ کوڑھی۔ فسوں۔ منتر، یہاں کلمہ کن مراد ہے۔ عزیز۔ اللہ تعالیٰ۔ عدم۔ معدوم چیز مردے سے بھی زیادہ مردہ ہے لیکن کلمہ کن سے موجود ہو جاتی ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَانٍ ہر دن وہ کسی کام میں ہے۔

[2] اصلاب۔ صلب کی جمع ہے، کمر کی ہڈی۔ اُمہات۔ ام کی جمع ہے، ماں۔ رحم۔ بچہ دان۔ نبات۔ زمین سے اگنے والی چیزیں۔ خاکداں۔ زمین۔ اجل موت۔ باز۔ یعنی ان تین لشکروں کے علاوہ ایک طاقت ہے جو اللہ کی جانب سے بدن انسانی میں پیدا کی جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان جماع پر قادر ہو جاتا ہے۔

[3] ذِکْرٰی لِلْبَشَرْ۔ سورہ مدثر میں ہے۔ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ وَمَا هِیَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْبَشَرْ یعنی پروردگار کے لشکروں کو سوائے پروردگار کے اور کوئی نہیں جانتا ہے اور یہ انسان کے لئے عبرت ہیں۔

گفت یارش کاندر آ اے جملہ من! ۱ — نے مخالف چوں گل و خارِ چمن

دوست نے اس سے کہا اے میرے سب کچھ اندر آ جا — (اب ہم) چمن کے پھول اور کانٹے کی طرح مخالف نہیں ہیں

رشتہ یکتا شد غلط گم شد کنوں — گر دو تا بینی حروفِ کاف و نوں

دھاگا اکہرا ہو گیا، اب (دوئی کی) غلطی ختم ہو گئی ہے — اگرچہ تو حرف کاف اور نون کے دو عدد دیکھتا ہے

کاف و نوں ہمچوں کمند آمد جذوب — تا کشاند مر عدم را در خطوب

کاف اور نون (ملکر) کمند کیطرح کھینچنے والے بنگئے ہیں — تاکہ عدم کو بڑے کاموں کی طرف کھینچ کر لائیں

پس دو تا باید کمند اندر صور ۲ — گرچہ یکتا باشد آں دو در اثر

بظاہر کمند دوہری ہونی چاہیے — اگرچہ نتیجہ میں دونوں مل کر کھرے ہو جائیں

گر دو پا گر چار پارہ را برد — ہمچو مقراض دو پا یک تا برد

خواہ دو پایہ ہو یا چار پایہ جب راستہ چلتا ہے — دو پاؤں والی قینچی کی طرح ایک راستہ قطع کرتا ہے

آں دو انباز انِ گازر رابیں — ہست در ظاہر خلافِ آن و ایں

ان دو شریک دھوبیوں کو دیکھ — بظاہر یہ اور وہ مخالف ہیں

آں یکے کرپاس در جُوی می زند — واں دگر انباز خُشکش می کند

ایک کپڑے کو نہر میں ڈالتا ہے — دوسرا شریک اس کو خشک کرتا ہے

باز اُو آں خشک را تَر می کند — گویا ز استیزہ ضد بَر می تند

پھر وہ اس خشک کو تر کر دیتا ہے — گویا جھگڑے کی وجہ سے مخالف کام کرتا ہے

لیک آں دو ۳ ضدِ استیزہ نما — یکدل و یک کار باشد اے فتا

لیکن دونوں مخالف بظاہر جھگڑا کرنے والے — اے نوجوان! ایک دل اور ایک کام میں ہیں

ہر نبی و ہر ولی را مسلکے ست — لیک تا حق می بَرد جُملہ یکے ست

ہر نبی اور ہر ولی کا ایک (الگ) راستہ ہے — لیکن اللہ (تعالیٰ) تک پہنچانے میں سب ایک ہیں

روئے درہم کشیدن از سخن بہ سببِ ملالتِ مُستمعان

سننے والوں کی بے توجہی کی وجہ سے بات کرنے سے روگردانی کرنا

چونکہ جمعِ مستمع را خواب بُرد — سنگہائے آسیارا آب بُرد

چونکہ سننے والوں کی مجمع کو نیند آ گئی ہے — (اللہ تعالیٰ نے) چکی کے پاٹوں کو چلانیوالا پانی بند کر دیا

رفتنِ ایں آب فوقِ آسیاست — رفتنش در آسیا بہرِ شماست

اس پانی (یعنی سرور) کی آمد چکی (ہونٹ) سے اوپر (دل میں) ہے — چکی (ہونٹوں) میں جاری ہونا تمہارے لئے ہے

---

۱ جملہ من۔ یعنی تو میرا مجموعہ ہے غلط۔ یعنی دوئی۔ کاف و نون۔ یعنی کلمہ کن کے کاف اور نون۔ جذوب۔ جذب کرنیوالا۔ کشاند۔ کشاندن بمعنی، کشیدن سے مضارع ہے۔ خطوب۔ خاء کے فتحہ کے ساتھ خطب بمعنی امر عظیم کی جمع ہے۔ پس دوتا۔ پہلے اشعار میں یکتائی کا بیان تھا اب سمجھاتے ہیں۔ کہ یکتائی سے دو وجودوں کا ایک ہونا مراد نہیں ہے بلکہ عمل کی یکسانیت مراد ہے۔ جانور کے پیر متعدد ہیں کام ایک ہے قینچی کے پر دو ہیں۔ عمل ایک ہے۔ دو دھوبی کام کرتے ہیں کام ایک ہے۔

۲ صور۔ صورت کی جمع ہے اثر۔ نتیجہ، مقراض۔ قینچی۔ گازر۔ دھوبی، انباز، شریک۔ کرپاس۔ سوتی کپڑا۔ جوئہر۔ استیزہ۔ جنگ۔

۳ دو ضد۔ دونوں دھوبی جو ایک دوسرے کے مخالف کام کرتے ہیں۔ مسلک۔ مذہب مشرب۔ ملالت، تنگدلی۔ مستمعان سننے والے۔ مولانا کو مثنوی کا املا، کرانے میں کچھ انقباض ہوا جس کی وجہ سننے والوں کی غفلت تھی۔ آسیا۔ چکی۔ فق آسیا۔ یعنی دل آسیا۔ یعنی ہونٹ۔

چوں شمارا حاجتِ طاحوں[1] نماند
جب تمہیں چکی ہونٹوں کے کلام کی ضرورت نہ رہی

آب را در جُوئے اصلی باز راند
پانی کو اصل نہر (دل) کی جانب پھر جاری کر دیا

ناطقہ سوئے دہاں تعلیم راست
(قوتِ گویائی) منہ میں تمہاری تعلیم کے لئے ہے

ورنہ خود آں آب را جُوئے جُداست
ورنہ اس پانی کی نہر علیحدہ (دل میں) ہے

می رود بے بانگ و بے تکرار ہا
وہ (پانی) جاری ہے بغیر شور اور نزاع کے

تَحْتَهَا الْاَنْهَارُ تا گلزار ہا
ان چمنوں تک جن کے نیچے نہریں ہیں

اے خدا جاں را تو بنما آں مقام
اے خدا! روح کو وہ مقام دکھا دے

کاندرو بے حرف می روید کلام
جس میں بغیر حروف کے کلام پیدا ہوتا ہے

تا کہ سازد جانِ پاک از سَر قدم
تاکہ پاک روح سر کے بل جائے

سوئے عرصہ دُور پہنائے عدم
اس میدان کی جانب جو وسیع اور معدوم ہے

عرصۂ بس باکشاد و بافضا
وہ میدان (عالم غیب) جو وسیع اور پُر فضا ہے

ویں خیال[2] وہست یابد زو نوا
یہ عالم (مثال) اور (عالم) شہود اس سے ساز و سامان پاتا ہے

تنگ تر آمد خیالات از عدم
(عالم) مثال عدم (عالم غیب) سے چھوٹا ہے

زاں سبب باشد خیال اَسبابِ غم
اسی وجہ سے (عالم) مثال غم کا سبب بنتا ہے

باز[3] ہستیِ تنگ تر بود از خیال
پھر (عالم) شہود (عالم) مثال سے چھوٹا ہے

زاں شود در وے قمر ہمچوں ہلال
اسی وجہ سے اُس میں قمر ہلال جیسا بن جاتا ہے

باز ہستی جہانِ حِس و رنگ
پھر حس و رنگ کے جہاں کا وجود

تنگ تر آمد کہ زندانے ست تنگ
بہت تنگ ہے بلکہ وہ تو تنگ قید خانہ ہے

عِلّتِ تنگی ست ترکیب و عَدد
مرکب اور معدود ہونا تنگی کا سبب ہے

جانب ترکیب حِس ہا می کشد
حواس مرکب کی جانب کشش کرتے ہیں

زانسوئے حسِ عالمِ توحید داں
عالم توحید حس سے پرے سمجھ

گر یکے خواہی بداں جانب براں
اگر تو (عالم) توحید کی خواہش رکھتا ہے اس جانب قدم بڑھا

امرِ کُن یک فعل بُود دو نون کاف و
''کُن'' کا امر ایک فعل تھا اور نون اور کاف

در سخن افتاد و معنیٔ بود و صاف
لفظوں میں آیا ورنہ مدلول اور (لفظوں) سے پاک تھا

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
اس بات کا آخر نہیں ہے واپس لوٹ

تا چہ شُد اَحوالِ گرگ اندر نبرد
معرکے میں بھیڑیئے کا کیا حال ہوا؟

---

[1] طاحون۔ چکی۔ جوئے اصلی۔ یعنی دل۔ ناطقہ قوت گویائی۔ ورنہ یعنی اسرار خداوندی کی اصل جگہ قلب ہے۔ بانگ۔ آواز۔ تکرار۔ بحث۔ انہار۔ نہر کی جمع ہے۔ اے خدا یعنی وہ مقام عطا فرما دے جہاں الہام ہو۔ عرصہ۔ میدان دور۔ وسیع۔ عدم یعنی عالم غیب۔

[2] خیال۔ یعنی عالم مثال۔ ہست یعنی عالم شہادت۔ نوا۔ سامان خیالات یعنی عالم مثال۔ عدم یعنی عالم غیب۔ غم عموماً غم کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ واقعہ کی پوری حکمت منکشف نہ ہو، عالم مثال میں عالم غیب کے اعتبار سے روح کو انکشاف تام حاصل نہیں ہوتا ہے اسلئے اس کو غم پہنچتا ہے۔

[3] باز ہستی۔ یعنی عالم شہود عالم مثال کے اعتبار سے تنگ ہے اسی لئے غم میں چاند جیسے چہرے ہلال جیسے ہو جاتے ہیں۔ علت تنگی یعنی عالم ناسوت کی تنگی اس کے مادی ہونے کی وجہ سے ہے مادی ہونے کی وجہ سے وہ معدود اور مرکب بن گیا ہے۔ حس۔ یعنی عالم مثال اور عالم شہادت عالم توحید۔ عالم غیب جس میں پہنچ کر توحید کا پورا انکشاف ہو جاتا ہے۔ کن یعنی لفظ کن پہلے عالم نفسی تھا جو حروف اور آواز سے منزہ تھا پھر کلام لفظی بن گیا۔ نبرد۔ جنگ۔

ادب کردن شیر گرگ را بجہت بے ادبی او
شیر کا بھیڑیے کو اس کی بے ادبی پر سزا دینا

گرگ را بر کند سر آں سرفراز — تا نماند دوسری و امتیاز
اس معزز (شیر) نے بھیڑیے کا سر توڑ ڈالا — تاکہ دوہری سرداری اور امتیاز نہ رہے

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ست اے گرگِ پیر — چوں نبود مُردہ۲ در پیشِ امیر
اے بوڑھے بھیڑیے! "ہم نے ان سے بدلہ لے لیا" ہے — جبکہ تو حاکم کے سامنے مُردہ نہ بنا

بعد ازاں رُو شیر با رُو باہ کرد — گفت ایں را بخش کُن از بہرِ خورد
اس کے بعد شیر نے لومڑی کا رخ کیا — بولا، اس کو کھانے کے لئے تقسیم کر دے

سجدہ کرد و گفت کایں گاوِ سمین — چاشت خوردت باشد اے شاہِ مہین
(لومڑی نے) سجدہ کیا اور کہا یہ موٹی نیل گائے — اے بڑے بادشاہ! تیرا ناشتہ ہے

واں بُزاز بہرِ میانہ روز را — یخنیے باشد شہِ فیروز را
اور وہ بکری دوپہر کے لئے — فیروز مند بادشاہ کے لئے یخنی ہو گی

واں دِگر خرگوش بہرِ شام ہم — شنجرہ اے شاہ با لُطف و کرم
اور وہ دوسرا خرگوش شام کے لئے — نقل ہے، اے مہربان خوش مزاج بادشاہ!

گفت اے رُوبہ تو عدل فروختی — ایں چُنیں قسمت زِ کہ آموختی
(شیر نے) کہا اے لومڑی! تو نے انصاف کو روشن کر دیا — اس طرح کی تقسیم تو نے کس سے سیکھی ہے؟

از کجا آموختی ایں اے بزرگ — گفت اے شاہِ جہاں از حالِ گرگ
اے بزرگ! تو نے یہ (انصاف) کہاں سے سیکھا ہے؟ — اُس نے کہا اے دنیا کے بادشاہ بھیڑیے کے حال سے

گفت چوں در عشقِ ما گشتی گرو — ہر سہ را بر گیر و بستان دیر رو
(شیر نے) کہا جب تو ہماری محبت میں رہن ہے — تینوں کو لے لے اور قبضہ کر اور چل دے

رُو بہا چوں جملگی ما را شدی — چونت آزاریم چوں تو ما شدی
اے لومڑی! جب تو مجسم ہمارے لئے ہو گئی ہے — جبکہ تو "ہم" ہو گئی ہے، تجھے ہم کیسے ستا سکتے ہیں؟

ما تُرا و جُملہ اشکاراں۳ تُرا — پائے بر گردونِ ہفتم نہ برآ
ہم تیرے ہیں، اور سب شکار تیرے ہیں — ساتویں آسمان پر پیر رکھ، جلوہ گر ہو

چوں گرفتی عبرت از گرگِ دَنی — پس تو رُوبہ نیستی شیرِ منی
جبکہ تو نے کمینہ بھیڑیے سے عبرت حاصل کر لی ہے — تو لومڑی نہیں ہے بلکہ میرا شیر ہے

۱ سر فراز۔ سردار دوسری۔ دوسرداروں کی رقابت۔ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پھر ہم نے ان سے بدلہ لے لیا، یہ قوم فرعون کے بارے میں قرآن میں فرمایا گیا ہے۔
۲ مُردہ۔ فانی۔ امیر۔ حاکم۔ سمین۔ موٹا۔ چاشت خورد۔ ناشتہ۔ مہین۔ بزرگ۔ میانہ روز۔ دوپہر۔ فیروز۔ تحمند شب چرہ۔ رات کا کھانا۔ افروختن۔ روشن کرنا کسی کام کو عمدگی سے کرنا حالِ گرگ۔ بھیڑیے کا انجام
۳ اشکار۔ شکار۔ پائے بر گردوں نہادن۔ خ عالی مرتبہ بن جانا۔ برآمدن۔ جلوہ گر ہونا۔ غیرت دوسرے کے انجام کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرنا۔ دنی۔ کمینہ۔ شیرِ منی۔ شیر من ہستی۔

عاقِل آں باشد کہ عبرت گیرد از — مرگِ یاراں و زبلائے مُحترَز
عقلمند وہ ہے جو عبرت حاصل کر لے — دوستوں کی موت اور قابل احتراز مصیبت سے

رُوبہ آندم برزباں صد شکر راند — کہ مرا شیر از پسِ آں گرگ خواند
اس وقت لومڑی نے زبان سے سینکڑوں شکر ادا کئے — کہ شیر نے مجھے بھیڑیئے کے بعد بُلایا

گر مَرا اوّل بفرمودے کہ تو — بخش کُن ایں را کہ جاں بردے ازو
اگر مجھے شروع میں کہہ دیتا کہ تو — اس کو تقسیم کر دے تو اس سے کون جان بچاتا؟

مقصودِ حکایت در فضیلت آخر زمانیاں
آخری زمانہ میں پیدا ہونے والوں کی فضیلت کا بیان اس حکایت کا مقصد ہے

پس سپاس اُورا کہ مارا در جہاں — کرد پیدا از پسِ پیشینیاں
اس (خدا) کا شکر ہے کہ اُس نے دنیا میں ہمیں — اگلوں کے بعد پیدا فرمایا ہے

تا شنیدیم آں سیاستہائے حق — بر قُرونِ ۲ ماضیہ اندر سبق
یہانتک کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی ان سزاؤں کو سن لیا — جو گزشتہ زمانوں میں اگلے لوگوں کو دی گئیں

تا کہ ما از حالِ آں گرگانِ پیش — ہمچو رُوبہ پاسِ خود داریم بیش
تاکہ اگلے زمانہ کے بھیڑیوں کے حال سے — لومڑی کی طرح ہم خوب اپنی حفاظت کر لیں

اُمّتِ مرحومہ زیں رُو خواند ماں — آں رسولِ حق وصادق در بیاں
اسی وجہ سے ہمیں امت مرحومہ فرمایا ہے — احادیث میں سچے برحق رسولؐ نے

اُستخواں و پشم آں گرگاں عیاں — بنگرید و پند گیرید اے مہاں
ان بھیڑیوں کی ہڈیاں اور بال خوب — دیکھو اور اے بزرگو! نصیحت حاصل کرو

عاقِل از سَر بنہد مستی و باد — چوں شنید انجام فرعونان ۳ و عاد
عقلمند انسان تکبر اور مستی کو دماغ سے نکال دیتا ہے — جب وہ فرعونوں اور قوم عاد کا قصہ سنتا ہے

ورنہ بنہد دیگراں از حالِ اُو — عبرتے گیرند واز اِضلالِ اُو
اور اگر انسانیت دفتر دہر سے نہ نکالے گا تو دوسرے لوگ اس کے حال سے — اور اُس کی گمراہی سے عبرت حاصل کریں گے

تہدید کردنِ نوح علیہ السلام مَرقوم را کہ بامَن مپیچید کہ
حضرت نوحؑ کا قوم کو ڈرانا کہ مجھ سے نہ اُلجھو میں تو خدا

من روئے پوشم خدارا پس باخدامی پیچید نہ بامن
کا نقاب ہوں، تو تم خدا سے الجھ رہے ہو نہ کہ مجھ سے

۱ عاقل آں باشد۔ اس قصہ کا منشا یہ ہے کہ جو اپنے آپ کو ذات حق میں فنا کر دیگا نجات پا جائیگا اور انسان کو چاہیے کہ دوسروں سے عبرت حاصل کرے۔ مُحترز۔ بچنے کی چیز۔ رُوبہ۔ لومڑی اس بات پر شکر گزار ہوئی کہ شیر نے اس کو پہلے نہ طلب کیا تھا ورنہ وہ بھیڑیئے کے انجام سے عبرت نہ حاصل کر سکتی۔ سپاس۔ شکر۔ پیشینیاں پہلے لوگ سیاست سزا۔

۲ قرون۔ قرن کی جمع ہے زمانہ کی صدی سبق۔ درس یعنی قرآن کا درس، عرگان۔ یعنی بھیڑیا صفت انسان اُمت مرحومہ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ایسی امت قرار دیا ہے جس پر خدا کی رحمت ہے اور اس نے ہمیں دوسری امتوں کے بعد پیدا کیا ہے۔ تاکہ عبرت حاصل کریں۔ استخواں۔ قرآن نے بار بار فرمایا ہے کہ پہلی قوموں کے منکرین سے عبرت حاصل کرو۔ مہاں۔ مہ کی جمع ہے۔ سردار۔

۳ فرعونان۔ شاہان مصر۔ عاد مشہور قوم ہے جو اللہ کے عذاب سے ہلاک ہوئی، لہٰذا انسان کو چاہیے کہ ان قوموں کے انجام سے سبق حاصل کرے۔ اضلال۔ بہکانا، گمراہ کرنا۔ تہدید کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ فنائیت کے بعد ذات احد کے ساتھ افعال میں اسقدر وحدت ہو جاتی ہے کہ انسانی فعل اللہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

گفت نوحؑ اندر نصیحت قوم را — در پذیرید از خدا آخر عطا
(حضرت) نوحؑ نے نصیحت میں قوم سے کہا — خدا کی عطا کو قبول کر لو

بنگرید اے سرکشاں من من نیم — من زجاں[1] مُردم بجاناں می زیم
اے سرکشو! غور کرو میں میں نہیں ہوں — میں (اپنی) جان (کے اعتبار) سے مردہ ہوں محبوب کے ذریعہ زندہ ہوں

چوں زجاں مُردم بجاناں زندہ ام — نیست مَرگم تا ابد پایندہ ام
جبکہ (اپنی) جان (کے اعتبار) سے مردہ ہوں محبوب کے ذریعہ زندہ ہوں — میرے لئے موت نہیں ہے میں ابد تک زندہ ہوں

چوں بمردم از حواساتِ بَشر — حق مرا شد سمع و اِدراک و بصَر
چونکہ میں بشری حواس (کے اعتبار) سے مُردہ ہوں — اللہ (تعالیٰ) میرا کان اور احساس اور بینائی بنگیا ہے

چونکہ من من نیستم ایں دَم زہوست[2] — پیش ایں دَم ہر کہ دَم زد کافر اوست
چونکہ میں میں نہیں ہوں یہ کلام اس کی جانب سے ہے — اس گفتگو کے مقابلہ میں جو بات کریگا وہ کافر ہے

ہست اندر نقشِ ایں رُوباہ شیر — سوئے ایں رُوبہ نشاید شد دلیر
لومڑی کی اس صورت (نوح) میں شیر (ذات احد ہے) — اس لومڑی (نوح) کے مقابلہ میں دلیر نہ ہونا چاہئے

گر ز روئے صورتش می نگروی — غُرّشِ شیراں ازو می نشنوی
اگر تو اس کی صورت کے اعتبار گرویدہ نہیں ہوتا ہے — تو کیا شروں جیسی گرج بھی اس سے نہیں سن رہا ہے؟

گر نبودے نوحؑ را از حق یدے — پس جہانے را چساں برہم زدے
اگر (حضرت) نوحؑ کی مدد اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے نہ ہوتی — تو وہ (طوفان کے ذریعہ) دنیا کو کیسے درہم برہم کر دیتے؟

صَد ہزاراں شیر بُود اندر تنے — ہر دو عالم را ہمی دید ارزنے[3]
(حضرت نوحؑ کے) ایک جسم میں لاکھوں شیر تھے — دونوں عالم کو وہ چینا کا ایک دانہ سمجھتے تھے

اُو بروں رفتہ بُد از ما و منے — اُو چو آتش بود عالم خرمنے
وہ ما اور من سے کنارہ کش ہو گئے تھے — وہ آگ کی طرح اور دنیا کھلیان کی طرح تھی

چونکہ خرمن پاسِ عُشرِ او نداشت — اُو چناں شعلہ براں خرمن گماشت
چونکہ کھلیان نے انکے وسوانس کی رعایت نہ کی — انہوں نے اس کھلیان پر آگ کا شعلہ مسلط کر دیا

ہر کہ اُو در پیشِ ایں شیرِ نہاں — بے ادب چوں گرگ بکشاید دہاں
جو شخص اس چھپے ہوئے شیر کے سامنے — بھیڑیے کی طرح بے ادبی سے زبان کھولیگا

ہمچو گرگ آں شیر بر دراندش — فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ برخواندش
وہ شیر بھیڑیے کی طرح اس کو پھاڑ ڈالے گا — "ہم نے ان سے بدلہ لے لیا" اس پر پڑھ دیگا

[1] زجاں مردم یعنی میں فنا ہو چکا ہوں۔ اب میری بقاء اللہ کے ذریعہ ہے۔ جاناں یعنی اللہ تعالیٰ۔ تا ابد۔ اب مجھے ابدی زندگی مل گئی ہے۔ حواسات۔ حواس کی جمع ہے۔ دَم۔ یعنی کلام۔ دَم زدن۔ اعتراض کرنا، سمع۔ قوت سماعت۔ ادراک۔ معلوم کرنا۔ بصر۔ قوت بینائی۔

[2] ھو۔ اللہ کا اسم ذات ہے۔ غرش۔ آواز کی گرج۔ ید۔ ہاتھ، طاقت برہم زدن۔ تہ و بالا کر دینا۔

[3] ارزن۔ ایک اناج ہے جس کا دانہ بہت چھوٹا ہوتا ہے جس کو چینا کہتے ہیں۔ ما و من۔ یعنی غرور اور خودی۔ خرمن۔ غلہ کا کھلیان۔ پاس۔ لحاظ، رعایت۔ عُشر۔ دسواں، حصہ، اناج کی پیداوار کا دسواں۔ جو بطور زکوٰۃ ادا کیا جاتا ہے۔ دریدن و درانیدن۔ پھاڑ ڈالنا۔ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ۔ قرآن پاک میں ایک معذب قوم کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ جب انہوں نے نافرمانی کی تو ہم نے ان سے بدلہ لے لیا۔

زخم یابد ہمچو گرگ از دستِ شیر
وہ بھیڑیے کی طرح شیر کے ہاتھ سے زخم کھائے گا

پیشِ شیر ابلہ[1] ابُود گو شُد دلیر
احمق ہے جو شیر کے سامنے دلیر بنے

کاشکے آں زخم بر جسم آمدے
کاش وہ زخم جسم پر آتا

تا دل و ایماں سلامت ماندے
تا کہ دل اور ایمان سالم رہتے

قُوّتم بگسست چوں اینجا رسید
یہاں پہنچ کر میری طاقت نے جواب دیدیا

چوں توانم کردن ایں سِرّ را پدید
میں اس راز کو کس طرح ظاہر کروں؟

لیک ہم رمزے بگویم باشما
لیکن تمہیں ایک اشارہ کرتا ہوں

بُو کہ دریابید و گردید آشنا
شاید تم سمجھ جاؤ اور واقف ہو جاؤ

ہمچوآں رُو باہ کم[2] اِشکم کُنید
اس لومڑی کی طرح کم کھاؤ

پیشِ اُو رُو باہ بازی کم کنید
اس کے سامنے حیلہ بازی نہ کرو

جملہ ماومن بہ پیشِ اُو نہید
ما اور ''من'' کو تمامتر اس کے سامنے چھوڑ دو

مالک اُوست مُلک اُو را دہید
مُلک کا مالک وہ ہے، سلطنت اس کے سپرد کر دو

چوں فقیر آئید اندر راہِ راست
سیدھے راستہ میں فقیر بن کر آجاؤ

شیر و صیدِ شیر خود آنِ شماست
شیر اور شیر کا شکار تمہارا مال ہے

زانکہ اُو پاک ست و سُبحاں وصف اوست
اس لئے کہ وہ یکتا ہے اور پاک ہونا اس کی صفت ہے

بے نیاز ست اُو ز مغز نغز و پوست
وہ اچھے مغز اور چھلکے سے بے نیاز ہے

ہر شکار و[3] ہر کراماتے کہ ہست
ہر شکار اور ہر نعمت جو بھی ہے

از برائے بندگانِ آں شہ است
اس شاہ کے غلاموں کے لیے ہے

گفت اَلَیسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبدَہٗ
اسنے فرمایا ہے، کیا خدا اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں ہے؟

تا نہ گردد بندہ ہر سُو حِیلہ جُو
تا کہ بندہ ہر جانب بھٹکتا نہ پھرے

ہر کہ اُو بر حق توکل می کند
جو اللہ (تعالیٰ) بھروسہ کرتا ہے

او بجائے خود تفضّل می کند
وہ خود اپنے ساتھ بھلائی کرتا ہے

نیست شہ را مع بہرِ خلق ساخت
اللہ (تعالیٰ) کوئی لالچ نہیں ہے مخلوق کیلئے بنائی ہے

ایں ہمہ دولت خُنک آں گو شناخت
یہ سب دولت، خوش قسمت ہے وہ جو یہ سمجھا

آنکہ دولت آفرید و دوسرا
جس نے دولت اور دونوں جہاں پیدا کئے ہیں

مُلک و دولتہا چہ کار آید وُرا
مُلک اور دولتیں اس کے کس کام آئیں گی؟

---

[1] ابلہ بے وقوف۔ دلیر۔ بہادر، گستاخ، قوتم یعنی ایک انسان کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے اس کی وضاحت نازک مسئلہ ہے۔ رمز ہے جبکہ ایک بندہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ تو وہ صفات رب کا حامل بن جاتا ہے۔

[2] کم اشکم۔ فنائیت حاصل کرنے کا طریقہ ریاضت اور مجاہدہ ہے جس میں قلت خوراک بھی داخل ہے۔ روباہ بازی۔ چالاکی، حیلہ بازی۔ ماومن۔ یعنی خودی۔ چوں۔ جب تم صفات نفسانیہ سے پاک ہو جاؤ گے تو تمہیں معیت حاصل ہو جائے گی۔ نغز۔ اچھا۔ پوست۔ چھلکا۔ نغز۔ اچھا۔

[3] شکار۔ یعنی ظاہری نعمت رلمات یعنی باطنی نعمت۔ می آید چونکہ توکل کے ذریعہ نعمتوں کا مستحق بن جاتا ہے۔ شہ یعنی اللہ تعالیٰ۔ پیغمبر۔ قرآن پاک میں ہے۔ "خَلَقَ لَکُمْ مَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا" "انسانوں تمہارے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ سب کچھ جو زمین میں ہے۔ دوسرا۔ دونوں جہاں۔

پیشِ سُبحاں[1] پس نگہدارید دل — نانگر دید از گمانِ بد خجل
(اللہ) پاک ذات کے سامنے، دل کی حفاظت رکھو — تاکہ بدگمانی کر کے شرمندہ نہ ہونا پڑے

گو بہ بیند سر و فکر جستجو — ہمچو اندر شیرِ خالص تارِ مُو
وہ راز اور فکر اور طلب کو اسطرح دیکھ لیتا ہے — جس طرح خالص دودھ میں بال

آنکہ اُو بے نقش و سادہ سینہ شُد — نقشہائے غیب را آئینہ شُد
جو شخص بے نقش اور صاف سینہ والا ہو جاتا ہے — وہ غیب کے نقوش کا آئینہ ہو جاتا ہے

سِرِ مارا بیگماں مُوقن شود — زانکہ مُومن آئینہ مُومن شود
بلا شبہ وہ ہمارے راز کا یقین کرنیوالا ہو جائے گا — اس لئے کہ مومن، مومن کا آئینہ بن جاتا ہے

مومنے اُو مومنی تو بیگماں — درمیانِ ہر دو فرقے بیکراں
بلا شبہ وہ بھی مومن ہے تو بھی مومن ہے — (لیکن) دونوں میں بے انتہا فرق ہے

چوں زند اُو نقدِ ما را بر محک[2] — پس یقیں را باز داند اُو ز شک
جب وہ ہمارے نقد کو کسوٹی پر رگڑتا ہے — تو وہ یقین کو شک سے جدا کر لیتا ہے

چوں شود جانش محکِ نقدہا — پس بہ بیند نقد راو قلب را
جب اس کی جان نقدوں کی کسوٹی بنجاتی ہے — تو وہ کھرے اور کھوٹے کو سمجھ جاتا ہے

نشاندن پادشاہاں صوفیاں را پیش روئے خود تا چشم شاں روشن شود
بادشاہوں کا صوفیوں کو اپنے سامنے بٹھانا تاکہ ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں

پادشاہاں را چنیں عادت بُود — ایں شنیدہ باشی ار یادت بُود
بادشاہوں کی یہ عادت ہوتی ہے — تو نے یہ سنا ہو گا، اگر تجھے یاد ہو

دستِ چپ شاں پہلواناں ایستند — زانکہ دلِ پہلوئے چپ باشد بہ بند
ان کے بائیں ہاتھ پر پہلوان کھڑے ہوتے ہیں — کیونکہ دل بائیں جانب رکھا ہوتا ہے

مشرف و اہل قلم بر دست راست — زانکہ علم ثبت و خط آں دست راست
محاسب اور اہل قلم دائیں ہاتھ پر (ہوتے ہیں) — کیونکہ درج کرنے اور لکھنے کا علم دائیں ہاتھ کا ہے

صوفیاں را پیش رُو موضع دہند — کآئینہ جانند وز آئینہ[3] بہند
صوفیوں کو سامنے جگہ دیتے ہیں — کیونکہ وہ روح کا آئینہ ہیں اور ظاہری آئینہ سے بہتر ہیں

حاجباں ایں صوفیانند اے پسر — سادہ و آزادہ و افگندہ سر
اے بیٹا! یہ صوفی دربان ہیں — سادہ ہیں، آزاد ہیں اور سر جھکائے ہوئے ہیں

[1] سُبحاں۔ یعنی شیخ کامل۔ خجل۔ شرمندہ۔ مُو۔ بال۔ آنکہ۔ جو شخص ما سوا اللہ اور وساوس کے نقش سے دل کو صاف کر لیتا ہے۔ اس کے دل پر اسرار غیبی کا نزول ہونے لگتا ہے لہٰذا وہ دوسرے کے دل کے وساوس کو جان لیتا ہے زانکہ۔ حدیث شریف میں ہے "اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ" "ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔ یعنی مومن کامل کے قلب پر دوسرے مومن کے وسوسوں کا عکس پڑتا ہے۔ نقد۔ چاندی، سونا یعنی دل کے وسوسے۔

[2] محک۔ کسوٹی۔ پس وہ اچھے اور برے خیالات میں فرق کر لیتا ہے۔ قلب۔ کھوٹا، پہلواناں۔ یعنی فوجی افسر۔ دل۔ انسان کا دل سینہ میں بائیں جانب ہے۔ مشرف۔ محاسب اعلیٰ۔ ثبت۔ درج کرنا لکھنا۔

[3] وز آئینہ۔ یعنی صوفیا عام آئینوں سے بہت افضل ہیں، آئینہ سامنے رکھا جاتا ہے۔ اس لئے صوفیا کو سامنے بٹھایا جاتا ہے۔ حاجب۔ دربان یعنی صوفیاء اللہ کے دربار کے دربان ہیں۔ سادہ یعنی انکے دل علائق دنیوی سے آزاد ہیں۔

سینہ ہا[1] صیقل زدہ از ذکر و فکر
(ان کے) سینے ذکر و فکر ..... سے منجھے ہوئے ہیں

تا پذیرد آئینہ دل نقش بکر
تاکہ دل کا آئینہ نئے نقش قبول کر لے

ہر کہ اُو از اصلِ فطرت خوب زاد
جو شخص اصل پیدائش سے حسین پیدا ہوا ہے

آئینہ در پیش اُو باید نہاد
آئینہ اس کے سامنے رکھنا چاہیے

عاشقِ آئینہ باشد رُوئے خوب
خوبصورت ہی آئینہ کا عاشق ہوتا ہے

صیقلِ جاں آمد از تقوی القلوب
روح کی صیقل دلوں کی تقوے سے حاصل ہوتی ہے

ہر کہ دارد رُوئے خوب بانظام[2]
جو شخص خوبصورت اور موزوں چہرہ رکھتا ہے

طالبِ آئینہ باشد والسّلام
وہ آئینہ کا طالب ہوتا ہے والسلام

بشنوا کنوں یک مثالِ معنوی
اب ایک با معنی مثال سن لے

تا تو دیگر قولِ صورت نشنوی
تاکہ تو پھر ظاہری بات نہ سنے

آمدن آشنائے از سفر بدیدن حضرت یوسف علیہ السّلام

ایک دوست کا حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار کے لئے سفر سے آنا

آمد از آفاق یارے مہرباں
ایک مہربان دوست دور سے آیا

یوسفِ صدیق راشد میہماں
(حضرت) یوسف صدیق کا مہمان بنا

کاشنا بُودند وقتِ کودکی
کیونکہ بچپن سے آپس میں آشنا تھے

بر وسادہ آشنائی متکی
(اور) دوستی کے تکیہ پر تکیہ لگائے ہوئے تھے

یاد دادش جورِا خوان وحسد
اسنے (حضرت) یوسف کو بھائیوں کا ظلم اور حسد یاد دلایا

گفت آں زنجیر بود و ما اسد
فرمایا وہ زنجیر تھی اور ہم شیر ہیں

عار[3] نبُود شیر را از سلسلہ
شیر کو زنجیر سے کوئی عار نہیں ہوتی ہے

نیست مارا از قضائے حق گلہ
ہمیں اللہ (تعالی) کے فیصلہ کا کوئی گلہ نہیں ہے

شیر را بر گردن ار زنجیر بُود
اگرچہ شیر کی گردن میں زنجیر تھی

بر ہمہ زنجیر ساراں میر بُود
(لیکن) وہ تمام قیدیوں کا سردار تھا

گفت چوں بودی تو در زندان وچاہ
اسنے کہا قید خانہ اور کنویں میں آپ کا کیا حال تھا؟

گفت ہمچوں در مُحاق وکاست ماہ
انہوں نے کہا جیسا کہ چاند (کا وصال) زوال اور گھٹاؤ میں

در مُحاق ار ماہِ نو گردو دوتا
اگر چہ نیا چاند (ہلال) گھٹاؤ میں دوہرا ہو جاتا ہے

نے در آخر بدر گردو برسما
کیا آخر میں وہ آسمان پر بدر (کامل) نہیں بنجاتا ہے؟

---

[1] سینہ ہا۔ ابتدا میں چیز کو مانجھتے ہیں پھر عمدہ نقش و نگار بنائے جاتے ہیں۔ صوفیاء نے دل کو مانج لیا ہے لہٰذا ان کے قلوب پر علوم الٰہی منکشف ہوتے ہیں۔ بکر۔ تازہ، غیر مستعمل ہر کہ لو یعنی اولیاء اللہ کی صحبت سے پاک فطرت مستفید ہوتے ہیں۔

[2] تقوی القلوب جو دل سے متقی ہیں۔ انکی روح کی صیقل ہو جاتی ہے۔

[2] بانظام۔ یعنی جنکے چہرے موزوں خدو خال کے ہیں۔ معنوی حقیقی قول صورت و بات جو حقیقت پر مبنی نہو آمدن۔ پہلے یہ بتا چکے ہیں کہ اولیاء اللہ کی مثال آئینہ کی ہے اور آئینہ وہی پسند کرتا ہے جو خوبصورت ہو اور اپنے حسن کو سنوارنا چاہتا ہو۔ اسی بات کو واضح کرنے کیلئے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ حضرت یوسف چونکہ حسین و جمیل تھے اس لئے ان کے دست نے انکو آئینہ پیش کیا۔ وسادہ۔ تکیہ۔ متکی۔ تکیہ لگانے والا۔ یاد داشت۔ حضرت یوسف کو انکے بھائیوں نے رشک و حسد کیوجہ سے کنویں میں گرا دیا تھا یہ بات اسنے انکو یاد دلائی اخوان۔ اخ کی جمع بمعنی بھائی۔

[3] عار۔ ذلت، یعنی شیر بہر حال شیر رہتا ہے۔ زنجیر سار۔ زنجیر والا۔ میر۔ امیر، حاکم۔ محاق۔ چاند کے گھٹاؤ کا زمانہ کاست۔ گھٹاؤ۔ دوتا۔ دوہرا، چاند شروع ماہ میں دوہری کمر کا ہوتا ہے۔ بدر چودھویں کا چاند یعنی بزرگوں کا اتلاء مزید بزرگی کا سبب بنجاتا ہے۔ سما۔ آسمان۔

گر چہ دُر دانہ[1] بہاوں کو فتند — نور چشم و دل از وافر وختند
موتی کو اگرچہ ہاون میں کوٹا — (لیکن) اس سے آنکھوں اور دل کیلئے نور کا سامان کیا

گندمے را زیر خاک انداختند — پس ز خاکش خوشہا برساختند
گیہوں کو مٹی کے نیچے ڈالا — پھر اس زمین سے گیہوں کے خوشے پیدا

بارِ دیگر کو فتندش زآسیا — قیمتش افزود و ناں شد جانفزا
پھر اس کو چکی میں پیسا — تو اس کی قیمت بڑھ گئی اور وہ جان کو بڑھانے والی روٹی بن گئی

بازناں را زیر دنداں کو فتند — گشت عقل و فہم جانِ ہوشمند
پھر روٹی کو دانتوں میں دبایا — تو وہ عقلمند کی عقل و فہم اور جان بن گئی

بازآں جاں چونکہ محو[2] عشق گشت — یُعجبُ الزُّرّاع آمد بعد کشت
پھر وہ جان جب حق میں فنا ہوئی — تو وہ کاشت کے بعد کسانوں کو حیرت میں ڈالنے والی بنی

بازآں جاں چوں بحق اُو محو شد — باز ماند از سُکر و سُوئے صحو شد
پھر وہ جان جب (اللہ) تعالیٰ میں فنا ہوئی — تو مستی سے ہٹ کر ہوش کی جانب آ گئی

عالمے را زاں صلاح[3] آمد ثمر — قومِ دیگر را فلاحِ مُنتظر
ایک عالم کو اس سے نیکی کا پھل ملا — دوسری قوم کو متوقع فلاح حاصل ہوئی

ایں سخن پایاں نہ وارد باز گرد — تا کہ با یوسف چہ کرد آں نیک مرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ — کہ اس نیک انسان نے (حضرت) یوسف کیساتھ کیا کیا

طلب کردنِ یوسف علیہ السّلام ارمُغان از اں مرد بعد از مقالات

(حضرت) یوسف علیہ السلام کا اس مرد سے گفتگو سے بعد سوغات طلب کرنا

بعد قصہ گفتنش گفت اے فلاں — ہیں چہ آوری تو مارا ارمُغاں
اس کو قصہ سنانے کے بعد (حضرت یوسف نے) فرمایا اے فلاں! — ہاں، تو ہمارے لئے کیا سوغات لایا ہے

دیدنِ یاراں تہیدست اے کیا — ہست بے گندم شدن در آسیا
اے عقلمند! دوستوں کی زیارت خالی ہاتھ — بغیر گیہوں کے آٹے کی چکی پر جانا ہے

بر درِ یاراں تہیدست آمدن — ہست بے گندم سوئے طاحول شدن
دوستوں کے دروازے پر خالی ہاتھ آنا — بغیر گیہوں کے چکی کی طرف جانا ہے

حق تعالیٰ خلق را گوید بحشر — ارمغاں کو از برائے روزِ نشر
اللہ تعالیٰ حشر میں مخلوق سے فرمائے گا — نشر کے دن کے لئے تحفہ کہاں ہے؟

[1] دُردانہ۔ موتی۔ ہاون۔ اوکھلی۔ گزند۔ نقصان۔ آسیا۔ چکی۔ جانفزا۔ جان کو بڑھانے والا۔ ہوشمند۔ عقلمند

[2] محو۔ فنا۔ یعجب۔ تعجب میں ڈالتی ہے۔ زُرّاع۔ زارع کی جمع ہے کاشتکار، کشت۔ کھیتی۔ سُکر۔ نشہ بیہوشی۔ صحو۔ ہوش میں آنا۔

[3] صلاح۔ بہتری۔ ثمر۔ پھل۔ فلاح نجات، بہبودی۔ منتظر۔ متوقع۔ ارمغان۔ تحفہ، سوغات۔ طاحون۔ چکی۔ حشر نشر۔ قیامت۔

جئتمونا وفرادیٰ[1] بے نوا
تم ہمارے پاس تنہا بے سازو سامان کے آئے

ہم بدانساں کہ خلقناکم کذا
ویسے ہی جیسے کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا

ہیں چہ آوردید دستاویز را
خبردار! کیا سندلائے ہو

ار مُغانِ روزِ رُستاخیز را
قیامت کے دن کے لئے تحفہ

یا اُمیدِ باز گشتن تاں نبُود
یا تمہیں واپس لوٹنے کی امید نہ تھی

وعدۂ امروز تاں باطل نمُود
(اور) آج کا وعدہ تمہیں غلط نظر آیا تھا

وعدۂ مہمانیش رُا مُنکری
اس کی مہمانی کے وعدہ کا تو منکر ہے

پس ز مطبخ خاک وخاکستر خوری
(اسلئے اس کے) باورچیخانہ سے تو خاک اور راکھ کھائیگا

ورنہ مُنکر چنیں دست تہی
اور اگر تو منکر نہیں ہے تو اس طرح خالی ہاتھ

بر درآں دوست چوں پامی نہی
اس دوست کے دروازہ پر قدم کیوں رکھتا ہے؟

اندکے صرفہ بکُن از خواب[2] وخور
سونے اور کھانے میں تھوڑی سی کمی کر

اَر مُغاں بہرِ ملاقاتش ببُر
اس کی ملاقات کے لئے سوغات لے جا

شوقلِیلُ النَّومِ مِمَّا یَهجَعُونَ
سونے میں کم نیند والا بن جا

باش در اسحار از یَستَغفِرُونَ
صبح کے وقت توبہ کرنے والوں میں سے ہو جا

اندکے جُنبش بکن ہمچو جنیں
ماں کے پیٹ کے بچہ کی طرح تھوڑی سی حرکت کر

تا بہ بخشندت حواسِ نور بیں
تاکہ تجھے نور دیکھنے والے حواس عطا کر دیں

چوں بیابی آں حواسِ دُور بیں
جب تو وہ دور دیکھنے والے حواس حاصل کرلے گا

پا نہی بالائے چرخ ہفتمیں
ساتویں آسماں پر قدم رکھے گا

وز جہاں[3] چوں رحم بیروں می روی
جب دنیا سے جو (ماں کے) رحم کیطرح ہے تو باہر جائیگا

از زمیں در عَرصہ واسع شوی
(اور) زمین سے ایک وسیع میدان میں پہنچے گا

آنکہ اَرضُ اللہ واسع گفتہ اند
وہ (میدان) جس کو اللہ کی وسیع زمین کہا گیا ہے

عَرصہ داں کانبیا در رفتہ اند
وہ وہ میدان ہے جہاں انبیاء گئے ہیں

دل نگردد تنگ زاں عَرصہ فراخ
اس وسیع میدان سے دل کبھی نہیں گھبراتا ہے

نخلِ تر آنجا نہ گردد خشک شاخ
تر کھجور وہاں کبھی خشک شاخ نہیں بنی ہے

حاملی تو مَر احواست را کنوں
اب کہ تو اپنے حواس کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے

کندو ماندہ می شوی وسَرنگوں
سست اور تھکا ہوا اور اوندھا ہو جاتا ہے

[1] فُرادیٰ۔ فردہ کی جمع ہے، تنہا، اکیلا جانیوالا، دستاویز، سند۔ رستاخیز۔ قیامت۔ وعدۂ امروز۔ یعنی قیامت۔ منکر انکار کرنے والا۔ خاکستر۔ راکھ۔ تہی۔ خالی۔ صرف۔ کفایت شعاری، کمی۔

[2] خواب۔ خور، سونا اور کھانا مِمَّا یَهجَعُونَ۔ قرآن پاک میں مومنین کی حالت بیان کی ہے وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے اور صبح کو استغفار کرتے ہیں۔ اندکے اب اللہ کے دربار میں تحفہ لے جانے کی تدبیر بتاتے ہیں۔ جنین۔ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہو، بچہ ماں کے پیٹ سے حرکت کی وجہ سے باہر آتا ہے تو اس کو حواس عطا ہوتے ہیں۔ چوں جب تو بھی ریاضت کرے گا تو تجھے باطنی حواس مل جائینگے۔

[3] وز جہاں۔ یہ دنیا ماں کے رحم کی طرح تنگ ہے اور عالم ارواح وسیع تر ہے۔ عرصہ یعنی عالم ارواح یا عالم مثال۔ حاملی۔ بیداری میں انسان پر اس کے حواس مسلط ہوتے ہیں۔ اور انسان انکی سواری بنتا ہے، سواری تھکتی ہے سوار آرام سے رہتا ہے۔

چونکہ محمولی اِنہ حامل وقتِ خواب — ماندگی رفت وشُدی بے پیچ وتاب
نیند کے وقت تو سوار ہوتا ہے نہ کہ سواری — تھکن جاتی رہتی ہے اور تو آرام سے ہو جاتا ہے

چاشنیٔ داں تو حالِ خواب را — پیشِ محمولیِ حالِ اولیاءؒ
نیند کی حالت کو تو ایک نمونہ سمجھ — اولیاء کے سوار ہونے کی حالت کا

اولیاءؒ۲ اَصحابِ کہف اندائے عنود — در قیام و در تقلّب ھُم رُقُود
اے سرکش! اولیاء اصحاب کہف ہیں — جو قیام اور چلنے پھرنے کی حالت میں بھی سوئے ہوئے ہیں

می کشد شاں بے تکلّف در فعال — بے خبر ذات الیمین ذات الشمال
انکو (اللہ تعالیٰ) افعال میں بلا تکلف کھینچتا ہے — دائیں بائیں جانب جبکہ وہ بے خبر ہیں

چیست آں ذاتُ الیمین فعلِ حسن — چیست آں ذاتُ الشمال اشغالِ تن
ذات الیمین کیا ہے؟ اچھے کام — ذات الشمال کیا ہے؟ جسمانی مصروفیت

گر تو۳ بینی شاں بدشواری دروں — نیست شاں خوفے ولا ھُم یحزنُوں
اگر تو ان کو کسی دشواری میں دیکھے — تو ان کو کوئی خوف نہیں ہے نہ وہ غمگین ہوتے ہیں

می رود ایں ہر دو از مَردم پدید — بے خبر زیں ہر دو ایشاں در مزید
یہ دونوں کام انسانوں سے ظاہر ہوتے ہیں — جبکہ وہ ان سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں

می رود ایں ہر دو کا راز انبیاء — بے خبر زیں ہر دو ایشاں چوں صَدا
یہ دونوں کام (بیداری میں) انبیاء سے ظاہر ہوتے ہیں — وہ صدائے بازگشت کیطرح دونوں سے بیخبر ہوتے ہیں

گر صدایت بشنوانَد خیر و شر — ذاتِ کہ باشد زہر دو بے خبر
اگر پہاڑ کی آواز بازگشت تجھے بُری بھلی آواز سنائے — پہاڑ دونوں سے بے خبر ہے

گفتنِ مہمان یوسف علیہ السلام را کہ اَرمُغاں بہرِ تو آئینہ

مہمان کا یوسف علیہ السلام سے کہنا کہ تمہارے لئے سوغات میں آئینہ

آوردہ ام تا چوں در آں نگری مَرا یاد آری

لایا ہوں تاکہ جب آپ اس میں دیکھیں مجھے یاد کریں

گفت یوسفؑ ہیں بیاور اَرمُغاں — اُوز شرم ایں تقاضا در فُغاں
(حضرت) یوسف نے فرمایا ہاں تحفہ لا — وہ اس تقاضہ کی شرم سے آہیں بھرنے لگا

گفت من چند اَرمُغاں جستم تُرا — اَرمُغانے در نظر نامد مَرا
بولا میں نے آپ کے لیے چند تحفے ڈھونڈے — کوئی تحفہ میری نگاہ میں نہ جچا

۱ محمولی جس وقت انسان سویا ہوا ہوتا ہے حواس پر سوار ہوتا ہے اور حواس اسکو لئے پھرتے ہیں۔ تو انسان کو تھکن نہیں ہوتی ہے۔ چاشنی۔ نمونہ اولیاء اللہ بھی حواس کے محمول ہوتے ہیں۔ اختیار اور ارادہ کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور یہ حالت ان کی مستقل ہوتی ہے۔

۲ اولیاء اولیاء کی مثال بالکل اصحاب کہف کی سی ہے جو غار میں بے خود لیٹے تھے اور قدرت انکو کروٹیں دلاتی تھی می کشد۔ اصحاب کہف کے ارادے کے بغیر اللہ تعالیٰ ان سے افعال صادر کراتا تھا۔ ذات الیمین۔ قرآن پاک میں اصحاب کہف کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ ونقلبھم ذات الیمین وذات الشمال "ہم ان کو دائیں بائیں پلٹ رہے ہیں۔ اس آیت میں ذات الیمین سے روحانی مشغولیت اور ذات الشمال سے جسمانی مشغولیت مراد ہے۔

۳ گر تو بینی۔ اولیاء پر تکلیف ظاہری ہوتی ہیں۔ نفس الامر میں ان پر نہ خوف طاری ہوتا ہے۔ نہ غم می رود اولیاء سے افعال کا صدور بغیر ارادہ ہونے لگتا ہے۔ ہر دو کار۔ یعنی روحانی اور جسمانی مشغولیت، گر صدایت اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسا کہ صدائے بازگشت پہاڑ سے صادر ہوتی ہے۔ اور اس میں پہاڑ کے کسی ارادہ کو دخل نہیں ہوتا۔

حبۂ[1] را جانب کاں چوں بَرم
ایک حبہ کو کان کی طرف کیسے لے جاؤں؟

قطرۂ را سوئے عُمّاں چوں بَرم
ایک قطرہ کو عمان (دریا) کی طرف کیسے لے جاؤں؟

زیرہ را من سوئے کرماں آوَرم
(گویا) میں زیرے کو کرمان لے جاؤں

گر بہ پیش تو دل و جاں آوَرم
اگر آپ کے سامنے دل و جان (بھی) رکھ دوں

نیست تخمے کاندریں[2] انبار نیست
کوئی بیج نہیں ہے جو اس ڈھیر میں نہ ہو

غیرِ حُسنِ تو کہ اُورا یار نیست
آپ کے حُسن کے سوا کہ اس کا ثانی نہیں ہے

لائق آں دیدم کہ من آئینہ
میں نے یہ مناسب سمجھا کہ ایک آئینہ

پیشِ تو آرم چو نُورِ سینہ
آپ کو پیش کروں جو سینہ کے نور کی طرح ہو

تا بہ بینی رُوئے خوبِ خود دراں
تاکہ آپ اپنا حسین چہرہ اس میں دیکھیں

اے تو چوں خورشید و شمعِ آسماں
آپ کہ آسمان کے سورج اور شمع (چاند) کیطرح ہیں

آئینہ آوَردمت اے روشنی
اے نور! میں آپ کے لئے آئینہ لایا ہوں

تا چو بینی رُوئے خود یادم کنی
تاکہ جب آپ اپنا چہرہ دیکھیں تو مجھے یاد کرلیا کریں

آئینہ بیروں کشید اُواز بغل
اُس نے بغل سے آئینہ نکالا

خوب را آئینہ باشد مُشتغل
خوبصورت کے لئے آئینہ ایک مشغلہ ہوتا ہے

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی
ہستی کا آئینہ کیا ہوتا ہے؟ فنا

نیستی بگزیں گر اَبلہ نیستی
فنا اختیار کر اگر تو بے وقوف نہیں ہے

ہستی اندر نیستی بتواں نُمود
ہستی کو فنا میں دیکھا جا سکتا ہے

مالداراں بر فقیر آرند جُود
مالدار، فقیر پر سخاوت کرتے ہیں

آئینہ صافی ناں خود گرسنہ است
بھوکا خود روٹی کا صاف آئینہ ہے

سوختہ ہم آئینہ آتش زنہ است
سوختہ چقماق کا آئینہ ہے

نیستی و نقص ہر جائیکہ خاست
فنا اور نقص جس جگہ پیدا ہوا

آئینہ[3] خوبی جملہ بیشہاست
تمام خوبیوں کے حسن کا مظہر ہے

بہر آنکہ نیستی پالودگی ست
اس لئے کہ فنا، صفائی ہے

وانچہ ایں ہستی ہمہ آلودگی ست
اور یہ ہستی جو کچھ ہے سراسر آلودگی ہے

چونکہ جامہ چُست دوزیدہ بُود
جبکہ کپڑا (پہلے سے) صحیح سلام ہوا ہو

مَظہرِ فرہنگِ درزی کے شَود
وہ درزی کی عقلمندی کا مظہر کب بنے گا؟

[1] حبہ۔ ایک دانہ کے برابر وزن۔
عُمان۔ یمن میں سمندر کے کنارے ایک شہر کا نام ہے۔ اس شہر کی نسبت سے اس سمندر کو عمان کہدیا جاتا ہے۔ زیرہ۔ گرم مصالحوں میں جو زیرہ پڑتا ہے وہ کرمان کا مشہور ہے جو کہ فارس کا ایک شہر ہے اس کو زیرہ کرمانی کہا جاتا ہے۔

[2] انبار۔ ڈھیر۔ یار۔ دوست، مثال۔ اسے تو حضرت یوسف کا حسن مشہور ہے۔ اسی لئے ان کو آسمان کی شمع اور سورج کہا ہے۔ خوب را۔ یعنی حسین چہرے والا آئینہ میں مشغول ہوجاتا ہے۔ آئینہ ہستی یعنی فنا فی اللہ ہونے سے بقا باللہ حاصل ہوتا ہے۔ ہستی۔ یعنی وجود، بقا باللہ، نیستی۔ فناء یعنی ما سوا اللہ سے انقطاع۔ جود۔ سخاوت۔ یعنی غیر اللہ سے تہیدست ہوجاؤ گے۔ تو عطا ملے گی۔

[3] آئینہ۔ یعنی مظہر۔ سوختہ۔ وہ چیز جس کو سلگا کر لکڑیوں میں رکھتے ہیں۔ تاکہ لکڑیاں آگ پکڑ لیں۔ گرسنہ۔ بھوکا۔ آتش زنہ چقماق جس کو رگڑ کر آگ نکالی جاتی ہے۔ نیستی۔ نقص۔ یعنی غیر اللہ کے تعلقات کی فنا اور کمی۔ پالودگی۔ صفائی آلودگی۔ صفائی۔ آلودگی۔ آلائش۔ جامہ چست۔ بدن کے مطابق کپڑا۔ فرہنگ۔ عقل، دانش، دوزیدہ، سلا ہوا

ناتراشیدہ ہمی باید جُذوع [1]
درختوں کے تنے بغیر کٹے ہوئے ہونے چاہئیں

تا دَرُوگر اصل سازد یا فُروع
تاکہ بڑھئی چھوٹی بڑی چیزیں بنا سکے

خواجۂ اشکستہ بند آنجا رَوَد
ہڈی جوڑنے کا ماہر اس جگہ جائے گا

کہ دَر آنجا پائے اِشکستہ بُوَد
جس جگہ کوئی ٹوٹے ہوئے پیر والا ہوگا

کے شود چوں نیست رنجور و نزار
جب کوئی مریض اور بیمار نہ ہو، کب ہو سکتا ہے

آں جمال و صنعت طب آشکار
طب کی کاریگری اور حسن کا اظہار؟

خواریٔ و دونیِ مسہابر مُلا
تانبے کی ذلت اور کم درجہ ہونا کھلا ہوا

گر نباشاد کے نماید کیمیا
اگر نہ ہو تو کیمیا کیا دکھائے گی؟

نقصہا [2] آئینہ وصفِ کمال
واں حقارت آئینہ عزّ و جلال

ہر قسم کا نقص، وصف کمال کا آئینہ ہے
اور ذلت، عزت اور جلال کا آئینہ ہے

زانکہ ضد را ضد کند پیدا یقیں
زانکہ باسر کہ یدست انگبیں

ضد، ضد کو خوب واضح کرتی ہے
سرکہ کے مقابلہ میں شہد بہت واضح ہو جاتا ہے

ہر کہ نقصِ خویش را دید و شناخت
اندر استکمالِ خود دو اسپہ تاخت

جس نے اپنے نقص کو دیکھ لیا اور پہچان لیا
وہ اپنی تکمیل میں تیز دوڑا ہے

زاں نمی پَرّد بسُوئے ذُوالجَلال
کُو گمانے می بَرد خود را کمال

اسی وجہ سے وہ شخص ذوالجلال کی طرف پرواز نہیں کرتا
جو اپنے کمال کا گمان رکھتا ہے

عِلّتے بدتر زپندارِ [3] کمال
نیست اندر جانت اے مغرورِ ضال

کمال کے گھمنڈ سے زیادہ بدتر بیماری
تیری روح میں اور کوئی نہیں ہے اے گمراہ مغرور!

از دل و از دیدہ ات بس خوں رَوَد
تاز تو ایں معجبی بیروں رَوَد

تیرے دل اور آنکھ سے بہت خون بہے
تاکہ یہ تکبر تجھ سے نکلے

عِلّتِ ابلیس اَنَا خَیرٌ بدُست
ویں مرض در نفس ہر مخلوق ہست

شیطان کی بیماری "میں بہتر ہوں" تھی
یہ مرض ہر مخلوق کے نفس میں موجود ہے

گر چہ خود را بس شکستہ بیند اُو
آب صافی داں دسرگیں زیر جُو

اگر چہ وہ اپنے آپ کو بہت متواضع خیال کرتا ہے
صاف پانی سمجھ اور نہر کی تہ میں گوبر ہے

چوں بشورانی وُرا در امتحاں
آب سرگیں رنگ گردد زماں

جب تو اس کو بطور امتحان ہلائے گا
فوراً پانی، گوبر کے رنگ کا ہو جائے گا

[1] جُذوع۔ جذع کی جمع ہے، تنہ درخت، درودگر، درودگر، بڑھئی۔ اصل۔ جڑ، بڑی چیز، فرع، شاخ، چھوٹی چیز، اشکستہ، بند ٹوٹی ہڈی جوڑنے والا، رنجور۔ بیمار۔ نزار۔ لاغر، کمزور خواری ذلت، ناچیز ہونا، دونی۔ ادنیٰ درجہ کا ہونا۔

[2] نقصہائے۔ نقائص کمال حاصل کرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ یعنی نیستی اور فنا سے بقائے دوام حاصل ہو جاتا ہے۔ ضدٌ مشہور مقولہ ہے اَلْاَشْیَاءُ تَعْرِفُ بِاَضْدَادِھَا یعنی کسی چیز کی شناخت اس کی ضد کے ذریعہ ہوتی ہے۔ استکمال۔ پورا کرنا۔ ذواسپہ۔ بہت تیز۔ ذوالجلال، اللہ تعالیٰ۔ علّت بیماری۔

[3] پندار۔ غرور، گھمنڈ ضال۔ گمراہ معجبی۔ غرور، تکبیر خود پسندی، انا خیر۔ میں بہتر ہوں، یہ دعویٰ شیطان نے حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں کیا تھا۔ شکست۔ متواضع سرگیں۔ گوبر، جُو۔ نہر شورانیدن۔ ہلانا حرکت دینا۔

در تگِ[1] جُو ہست سرگین اے فتیٰ — گرچہ جُو صافی نماید مَر تُرا
اے نوجوان! نہر کی تہ میں گوبر ہے — اگرچہ تجھے نہر صاف نظر آرہی ہے

ہست پیر راہ دانِ پُر فَطَن — باغہائے نفس و تن را جوئے کن
سمجھدار راہ (طریقت) سے واقف پیر — جسم اور نفس کے باغوں کی نہر کو صاف کرنیوالا ہے

جوئے خود را کے تواند پاک کرد — نافع از عِلمِ خدا شد عِلمِ مَرد
نہر اپنے آپ کو خود کب پاک کر سکتی ہے؟ — پیر کا علم خداوندی علم کی وجہ سے مفید بنگیا ہے

آبِ جُو سرگیں نتاند[2] پاک کرد — جہلِ نفسش را نروبد عِلمِ مَرد
نہر کا پانی گوبر کو صاف نہیں کر سکتا ہے — انسان کا علم اس کے نفس کے جہل کو صاف نہیں کر سکتا ہے

کے تراشد تیغ دستہ خویش را — رو بجرّاحے سپار ایں ریش را
تلوار اپنے دستہ کو کب تراش سکتی ہے؟ — جا، اس زخم کو جراح کے سپرد کر

بر سرِ ہر ریش جمع آمد مگس — تا نہ بیند قیحِ ریش خویش کس
ہر زخم پر مکھیاں جمع ہو گئی ہیں — تاکہ کوئی شخص اپنے زخم کی پیپ کو نہ دیکھ سکے

واں مگس اندیشہا و آمالِ تو — ریشِ تو آں ظُلمتِ احوالِ تو
وہ مکھیاں تیرے خیالات اور امیدیں ہیں — تیرے احوال کی تاریکی تیرا زخم ہے

ور نہد مرہم بر آں ریشِ تو پیر — آں زماں ساکن شود درد و نفیر
اگر تیرے اس زخم پر پیر مرہم لگا دے — اس وقت تیرے درد اور آہوں کو سکون ہو جائیگا

تا نہ[3] پنداری کہ صحت یافت ست — پرتوِ مرہم درانجا تافت ست
ہرگز نہ سمجھ لینا کہ صحت حاصل ہو گئی ہے — (ابھی) مرہم کا سایہ اس پر پڑا ہے

ہیں ز مرہم سر مکش اے پُشت ریش — واں ز پرتو داں مداں از اصلِ خویش
اے زخمی کمر والے! خبردار مرہم سے منہ نہ موڑ — اس (آرام) کو (عارضی) اثر سمجھ اصل (صحت) نہ جان

ایں سخن پایاں ندارد اے جواں — بشنوا کنوں قصّہ در ضمنِ آں
اے جوان! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے — اس کے ضمن میں ایک قصہ سن لے

مُرتَد شدنِ کاتبِ وحی بسبب آنکہ پرتوِ وحی بروے زد
وحی کے کاتب کا مرتد ہو جانا اس لئے کہ وحی کا پرتو اس پر پڑا

آں آیہ را پیش پیغمبرؐ خواند و گفت من محلِّ وحیم
اس نے آیت پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے پڑھی اور بولا مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے

[1] تگ، کنویں کی گہرائی۔ ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنے معائب کا علاج خود نہیں کر سکتا ہے کسی شیخ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ فتی، جوان۔ فطن۔ فا اور طا، کا فتحہ، دانائی جوئے کن نہر کھودنے والا۔

[2] نتاند۔ نتواند، نروبد، پاک نہیں کرتا۔ روفتن کا فعل مضارع منفی ہے۔ اندیشہائے، خیالات، آمال۔ امل کی جمع، امید، ور نہد، شیخ کامل کے معالجہ سے ہی مرض دور ہو سکیگا۔

[3] تا نہ پنداری شیخ کی صحبت سے اگر کچھ سکون ملے تو اپنی صحت کی غلط فہمی کی بنا پر اس کی صحبت کو ترک نہ کرے۔ ہیں۔ عارضی سکون کو مرہم کا اثر سمجھو، زخم باقی ہے۔ کاتب وحی۔ یہ عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح کا قصہ ہے۔ اس قصہ سے یہ سمجھایا ہے کہ بغیر کمال کمال کے دھوکے سے کیا نقصان ہوتا ہے۔

پیش از عثمانؓ یکے نساخ[1] بود
حضرت عثمانؓ سے پہلے ایک کاتب وحی تھا

گو بہ نسخ وحی جدّے می نمود
جو وحی کے لکھنے میں سرگرم رہتا تھا

چوں نبی از وحی فرمودے سبق
جب نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) وحی کا سبق پڑھاتے

اُو ہماں راوا نوشتے درورق
وہ اس کو ورق پر لکھ لیتا

پرتوِ آں وحی بروے تافتے
وحی کا پرتو اس پر پڑا

ایودرونِ خویش حکمت یافتے
(اور) اس نے اپنے اندر دانائی محسوس کی

عینِ آں حکمت بفرمودے رسُولِ
بعینہٖ اس دلائل کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (لکھنے کا) حکم فرمایا

زیں قدر گمراہ شد آں بُو الفُضُول
(لیکن) وہ نالائق اس کے باوجود گمراہ ہو گیا

کانچہ می گوید رسولِ مستنیر[2]
کہ روشن (ضمیر) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں

مُر مرا ہست آں حقیقت در ضمیر
وہ حقیقت تو میرے دل میں ہے

پرتوِ اندیشہ اش زد بر رُسول
اس کے خیال کا عکس رسول پر پڑا

قہرِ حق آورد بر جانش نُزول
اللہ (تعالیٰ) کا قہر اس کی جان پر نازل ہوا

پرتو اُو ناگہش در دل بتافت
اس کا عکس اس کے دل پر نمودار ہوا

در درونِ خویشتن حرفے نیافت
اس نے اپنے دل میں (حکمت کا) ایک حرف بھی نہ پایا

ہم زنسّاخی برآمد ہم زدیں
کتابت سے بھی برطرف ہوا اور دین سے بھی

شد عدوّے مصطفیٰؐ و دیں بکیں
کینہ وری سے مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دین کا دشمن بنگیا

مُصطفیٰ فرمود کاے گبرِ عنود[3]
مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے سرکش گمراہ!

چوں سیہ گشتی اگر نورِ از تو بود
تو کیسے سیاہ (دل) ہو گیا اگر نور تیرے (دل کا) تھا

گر تو یَنبُوعِ الٰہی بُودۂ
اگر تو اللہ (کے نور) کا چشمہ ہوتا

ایں چنیں آبِ سیہ نکشودۂ
تو ایسا سیاہ پانی تجھ سے نہ بہتا

اندروں می سوختش ہم زیں سبب
اس وجہ سے اس کا دل جلتا تھا

او نیارد توبہ کردن اے عجب
(لیکن) تعجب ہے وہ توبہ نہ کر سکتا تھا

تا کہ ناموش بہ پیشِ ایں و آں
تاکہ اس کے اور اس کے سامنے اس کی آبرو

نشکند بربست ایں اُو را دہاں
خراب نہ ہو اس نے اس کا منہ بند کر دیا

آہ می کرد و نبودش آہ سُود
آہ کرتا تھا اور آہ کرنا اس کو مفید نہ تھا

چوں در آمد تیغ سَر را در ربود
جب (قضا کی) تلوار آئی اس نے سر قلم کر دیا

---

[1] نساخ لکھنے والا۔ جد۔ کوشش۔ گمراہ۔ سورۂ مومنون کی آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ الخ کا نزول ہوا اس کے آخر میں فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو لکھوا رہے تھے تو اس کی زبان پر آنحضورؐ کے بولنے سے پہلے ہی فتبارک اللہ احسن الخالقین جاری ہو گیا۔ آنحضورؐ نے فرمایا ٹھیک ہے یہ لکھ لو، اس سے اس کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے حالانکہ یہ حضورؐ کے پرتو کا اثر تھا۔

[2] مستنیر۔ روشن ضمیر۔ دل۔ بُو الفُضُول۔ بیکار اور لغو انسان۔ پرتو۔ آنحضور کو جب اس کی حالت منکشف ہو گئی تو خدا کا قہر اس پر نازل ہو گیا۔ پرتو آں۔ یعنی قہر الٰہی کا عکس حرفے نیافت۔ یعنی وحی کے آثار اس کے دل سے فنا ہو گئے۔ نساخی۔ کتابت۔ کیں۔ کینہ۔

[3] عنود۔ جھگڑالو۔ یَنبُوع۔ چشمہ۔ نیارَست۔ نتوانست۔ دہان بربستن۔ خاموش ہو جانا، اس شعر کے بعد سے بعض شارحین کا خیال ہے کہ یہ کاتب وحی جو مرتد ہو گیا تھا۔ وہ مسلیمہ کذاب ہے اسلئے کہ عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح فتح مکہ میں مسلمان ہو گیا ہے اور مسلیمہ حالت کفر میں حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں مارا گیا ہے۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ مسلیمہ کسی زمانہ میں کاتب وحی رہا ہو۔

کردہ[1] حق ناموس را صد من حدید
اللہ (تعالیٰ) نے آبرو (کے خیال) کو من کا لوہا بنا دیا ہے

اے بسا بستہ بہ بندِ نا پدید
اے مخاطب! بہت سے انسان اس چھپی ہوئی بیڑی میں بندھے ہوئے ہیں

کبر و کفر آنساں بہ بست آں راہ را
اس طرح تکبر اور کفر نے اس راستہ کو بند کر دیا ہے

کو نیارد کرد ظاہر آہ را
کہ وہ افسوس (بھی) ظاہر نہیں کر سکتا ہے

گفت اَغْلَالًا فَهُمْ بِهِ مُقْمَحُوْنَ
اللہ (تعالیٰ نے) فرمایا طوق ہیں پس وہ انکی وجہ سے منہ کو اونچا کئے ہوئے ہیں

نیست آں اَغلال ما را از بروں
ہمارے وہ طوق بیرونی نہیں ہیں

خَلْفَهُمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنَاهُمْ
انکے پیچھے ایک دیوار ہے پھر ہم نے انکو ڈھانپ دیا ہے

می نہ بیند بند را پیش و پس اُو
وہ اس دیوار کو نہیں دیکھتا ہے جو اس کے آگے اور پیچھے ہے

رنگِ[2] صحرا دارد آں سدّ یکہ خاست
وہ دیوار جو پیدا ہوئی ہے صحرا جیسی ہے

اُو نمیداند کہ آں سدِّ قضاست
وہ نہیں جانتا کہ وہ قضاء (الٰہی) کی دیوار ہے

شاہدِ تو سدِّ رُوئے شاہدست
تیرا معشوق، معشوق کے چہرے کی دیوار ہے

مُرشدِ تو سد گفتِ مُرشدست
تیرا مرشد، مرشد کی گفتگو کے لئے دیوار ہے

اے بسا کفار را سودائے دیں
اے (مخاطب) بہت سے کافر ہیں جن کو دین کی لگن ہے

بندِ شاں ناموس و کبر و آن و ایں
ان کی بیڑی شرم اور تکبر اور یہ اور وہ ہے

بندِ پنہاں لیک از آہن بتر
(یہ) بند پوشیدہ ہے لیکن لوہے سے بھی بدتر ہے

بند آہن را کُند پارہ تبر
لوہے کے بند کو کدال توڑ دیتی ہے

بندِ آہن را تواں کردن جُدا
لوہے کے بند کو جدا کیا جا سکتا ہے

بندِ غیبی را نداند کس دَوا
غیبی بند کی کوئی دوا نہیں جانتا ہے

مَرد راز نبور گر نیشے زند
اگر انسان کے بھڑ ڈنک مارتی ہے

طبع اُو آں لحظہ بر دفعے تند
اس کی طبیعت اسی وقت اس کو دفع کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے

زخم[3] نیش اما چو از ہستی تُست
لیکن اگر تیرے تکبر کے ڈنک کا زخم ہے

غم قوی باشد نگردد درد سُست
(تو) غم زیادہ ہو گا درد کم نہ ہو گا

شرح ایں از سینہ بیروں می جہد
اس کی تفصیل سینہ سے باہر آ رہی ہے

لیک می ترسم کہ نومیدی دہد
لیکن میں ڈرتا ہوں کہ مایوسی پیدا نہ کر دے

نے مشو نومید خود را شاد کُن
نہیں نا اُمید نہ ہو اپنے آپ کو خوش رکھ

پیشِ آں فریادرس فریاد کُن
اس فریاد سننے والے کے سامنے فریاد کر

---

[1] کردہ حق۔ انسان بسا اوقات اپنے گناہ کے اعتراف اور توبہ سے اسلئے رکتا ہے کہ وہ اس کی بے آبروئی کا سبب بنتی ہے۔ اور یہ ایک ایسی بیڑی اور بند ہے جو اس کو نظر بھی نہیں آتا ہے۔ آں راہ۔ یعنی توبہ کا راستہ۔

اَغْلَالًا۔ سورہ یٰسین میں ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ "بیشک ہم نے کر دیئے ہیں انکی گردنوں میں طوق تو وہ منہ اٹھائے ہوئے ہیں اور کر دی ہے ہم نے ان کے سامنے دیوار اور انکے پیچھے دیوار پھر ہم نے انکو اوپر سے ڈھانپ دیا ہے پس وہ نہیں دیکھتے ہیں۔"

[2] رنگ۔ یعنی جس طرح صحرا میں کوئی ابھار نہیں ہوتا اور نہ وہاں کوئی آڑ ہوتی ہے وہ دیوار بھی ایسی ہی ہے۔ شاہدِ تو۔ دنیا کی محبوب چیزیں انسان کو محبوب حقیقی کے دیدار سے مانع آتی ہیں۔ مُرشدِ تو۔ یعنی تو نے جس باطل چیز کو رہنما سمجھ لیا ہے۔ بند نہاں۔ یعنی دیوار سے یہ مخفی دیوار مراد ہے جو لوہے کی دیوار سے بھی زیادہ سخت ہے مرد را۔ یعنی نظر آنیوالی مضر چیز کی فوراً طبیعت مدافعت کرتی ہے

[3] زخم۔ بیرونی دشمن کا مقابلہ آسان ہوتا ہے۔ اندرونی دشمن زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ شرح ایں۔ یعنی اس کی تفصیل کی کہ کبر اور ناموس غیبی بند ہیں جس کی علت قضائے الٰہی ہے اس کی تفصیل مایوسی پیدا کر دیگی۔

کائے مُحِبِّ! عَفو از ما عفو کُن
اے معافی کو پسند کرنیوالے! ہمیں معاف فرمادے

اے طبیبِ رنجِ نا سور گہن
اے پرانے ناسور کی تکلیف کے طبیب

عکسِ حکمت آں شقی را یاوہ کرد
حکمت کے عکس نے اس بدبخت کو گمراہ کر دیا

خود مبیں تا بر نیارد از تو گرد
خود پسند نہ بن، تاکہ تو برباد نہ ہو

اے برادر بر تو حکمت جاریہ است
اے بھائی! تیرے (دل) پر جو حکمت جاری ہے

آں زابدال ست و بر تو عاریہ است
وہ ابدال کی ہے اور تیرے پاس عارضی ہے

گر چہ در خود خانہ نورے یافت ست
گھر، اپنے اندر اگر چہ روشنی محسوس کر رہا ہے

آں خو ہمسایہ منوّر تافت ست
(لیکن) وہ روشن پڑوسی کی وجہ سے چمک رہا ہے

شکر کُن غرّہ مشو بینی مکُن
شکر کر، گھمنڈ نہ کر، انکار نہ کر

گوش دار و ہیچ خود بینی مکُن
سن، اور کبھی تکبر نہ کر

صد دریغ و درد کایں عاریتے [۲]
افسوس، صد افسوس کہ اس عارضی چیز نے

مُعجباں را دور کرد از اُمّتے
متکبروں کو امت سے دور کر دیا

من غلامِ آنکہ اُو در ہر رَباط
میں اس شخص کا غلام ہوں جو ہر منزل میں

خویش را واصل نداند بر بساط
اپنے آپ کو دستر خوان پر پہنچ جانیوالا نہ سمجھے

بس رَباطے کہ بباید تَرک کرد
بہت سی منزلوں سے گزرنا ہو گا

تا بمسکن در رسد یک روز مرد
پھر کسی دن انسان مسکن تک پہنچے گا

گر چہ آہن سُرخ شد اُو سُرخ نیست
اگر چہ لوہا سرخ ہو گیا (لیکن) وہ سرخ نہیں ہے

پرتوِ عاریت آتش زنے ست
(وہ) آتش زن کا مانگا ہوا عکس ہے

گر شود [۳] پُر نُور روزن یا سَرا
اگر روشن دان یا گھر نور سے بھر جائے

تو مداں روشن مگر خورشید را
تو صرف سورج کو روشن سمجھ

در در و دیوار گوید روشنم
اگر دروازہ و دیوار کہے کہ میں روشن ہوں

پرتوِ غیرے ندارم ایں منم
مجھ پر غیر کا کوئی عکس نہیں ہے میں خود (روشن) ہوں

پس بگوید آفتاب اے نارشید
تو سورج کہے گا کہ اے گمراہ!

چونکہ من غائب شوم آید پدید
جب میں غائب ہو جاؤں گا تو یہ چھپ جائے گا

سبز ہا گویند ما سبز از خودیم
(اور) سبزے کہیں ہم خود بخود سبز ہیں

شاد و خندانیم و بس زیبا خدیم
شاد اور خنداں ہیں اور بہت خوبصورت ہیں

---

۱ مُحِبّ۔ دوست۔ رنج۔ مرض۔ عکسِ حکمت۔ یعنی مرشد کے کمالات کا پرتو جو مرید پر پڑے۔ شقی۔ کوئی خاص شخص مراد نہیں ہے۔ جاریہ۔ رواں۔ ابدال۔ اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت ہے۔ غرّہ۔ مغرور۔ بینی مکُن۔ انکار کرنا گوش داشتن۔ توجہ سے سننا۔

۲ عاریہ۔ عارضی علم و کمال۔ مُعجبان۔ معجب کی جمع ہے متکبر۔ اُمّت یعنی امت محمدیہ من۔ میں اس شخص کا معتقد ہوں جو کسی مقام کو بھی مقام کمال نہ سمجھے رباط۔ سرائے، منزل بساط دستر خوان۔ بس۔ سالک بہت سی منزلیں طے کر کے مقام قرب تک پہنچتا ہے۔ گر چہ۔ مقصد یہ ہے کہ بہت سی چیزوں کے اوصاف اپنے نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ دوسرے کے عکس اور پرتو ہوتے ہیں۔ اس کی ایک مثال گر چہ در خانہ نور سے دی گئی دوسری مثال یہ ہے کہ لوہے کی سرخی اپنی نہیں ہے بلکہ آگ کا پرتو ہے۔

۳ گر شود۔ یہ تیسری مثال ہے کہ گھر میں نور اپنا نہیں ہوتا ہے بلکہ سورج کا پرتو ہوتا ہے۔ سبز ہا۔ یہ چوتھی مثال ہے کہ سبزہ کی تری و تازگی اپنی نہیں ہے بلکہ موسم بہار کی عطا کردہ ہے۔

فصلِ تابستاں بگوید کائے اُمم
(تو) موسم بہار کہے گا اے مخلوق!

خویش را بینید چوں من بگذرم
اپنے آپ کو اس وقت دیکھنا جب میں گذر جاؤں

تن[1] ہمی نازد بخوبیؔ و جمال
حسن اور جمال پر جسم ناز کرتا ہے

روح پنہاں کردہ فرّ و پرّ و بال
روح نے اپنی شان و شوکت اور بال و پر چھپا رکھے ہیں

گویدش کائے مزبلہ تو کیستی
وہ (روح) اس (بدن) کو کہتی ہے اے کوڑی تو کیا ہے؟

یک دو روز از پرتوِ من زیستی
کچھ دن تو میرے عکس سے جی لیا ہے

غنج و نازت می نگنجد در جہاں
عالم میں تیرا کرشمہ اور ناز نہیں سماتا ہے

باش تا کہ من شوم از تو جہاں
ٹھہر جا، یہانتک کہ میں تجھ سے رخصت ہو جاؤں

گرم دارانت تُرا گورے کنند[2]
تیرے دوست تیرے لئے قبر کھودیں گے

کش کشانت در نگِ گورافگنند
کشاں کشاں تجھے قبر کے گڑھے میں پھینکیں گے

تا کہ چوں در گور یارانت کنند
جب تیرے دوست تجھے قبر میں دفن کر دینگے

طُعمۂ مُوران و مارانت کنند
تجھے چیونٹیوں اور سانپوں کی خوراک بنا دینگے

بینی از گندِ تو گیرد آں کسے
تیری بدبو سے (وہ بھی) ناک بند کرے گا

کہ بہ بیشِ تو ہمی مُردے بسے
جو اکثر تجھ پر جان قربان کرتا تھا

پرتوِ آتش بُود در آب جوش
پانی میں جوش آنا آگ کا اثر ہوتا ہے

پرتوِ روح ست نُطق و چشم و گوش
گویائی اور آنکھ، کان، روح کا اثر ہے

آں چنانکہ پرتوِ جاں برتن ست
جس طرح روح کا پرتو جسم پر ہے

پرتو ابدال بر جانِ من ست
ابدال کا پرتو میری روح پر ہے

جانِ جاں چوں واکشد[3] پا از جاں
جان جاں جب جان سے اپنا قدم پیچھے ہٹا لے

جاں چناں گردد کہ بیجاں تن بداں
تو سمجھ لے کہ جان، بے جان جسم کی طرح ہو جائیگی

سر ازاں رُو می نہم من بر زمیں
میں اسی وجہ سے زمین پر چہرہ رکھتا ہوں

تا گواہ من بُود در یوم دیں
تا کہ وہ قیامت کے دن میری گواہ ہو

یوم دیں کہ زُلزِلت زِلزالَھا
قیامت کے دن جبکہ زمین کو زلزلہ آجائیگا

ایں زماں باشد گواہ حالہا
اس وقت وہ حالتوں کی گواہ ہو گی

کُو تُحَدِّثُ جھرتاً اَخبارَھا
کیونکہ وہ علی الاعلان اپنی خبریں سنائے گی

در سخن آید زمین و خارہا
زمین اور اس کا خار و خس بولنے لگے گا

[1] تن - یہ پانچویں مثال ہے بدن کی تمام خوبیاں روح کی وجہ سے ہیں۔ زیبا۔ خوبصورت۔ خد۔ رخسار۔ فر۔ شان و شوکت۔ پر و بال۔ ساز و سامان۔ مزبلہ۔ کوڑی۔ ناز۔ نازو ادا۔ جہان۔ عالم۔ جہاں۔ کودنے والا۔ دستن سے اسم فاعل ہے۔ گرم داراں۔ محبت کی گرم جوشی دکھانے والے۔ ترا۔ برائے تو۔

[2] کنند۔ کھودینگے، کندن کا فعل مضارع۔ کش کشاں۔ کھینچتے کھینچتے تنگ۔ تہ۔ گہرائی۔ طعمہ۔ خوراک۔ موران۔ مور کی جمع ہے چیونٹی ماران۔ مار کی جمع ہے۔ سانپ بینی گرفتن۔ ناک بند کرنا۔ گند۔ بدبو۔ برکسے مردن۔ کی پر قربان ہونا۔ جانِ جاں۔ یعنی مرشد کامل۔

[3] پاکشیدن پیچھے ہٹنا۔ بداں۔ تو جان۔ واکشد سے امر کا صیغہ ہے۔ یوم دیں۔ یوم قیامت۔ زلزلت سورۃ الزلزال میں کہا گیا ہے جب زمین بڑے زور سے ہلائی جائے گی اور زمین اپنے خزانے نکال کر پھینک دے گی اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔ تمام خبریں بتا دے گی۔

فلسفی[1] اگوید ز معقولاتِ دُوں — عقل از دہلیزمی ماند بروں
فلسفی کمتر درجہ کی معقولات کی باتیں کرتا ہے — (اُس کی) عقل چوکھٹ سے باہر رہتی ہے

فلسفی مُنکرِ شود در فکر و ظن — گوبرو سر را بداں دیوار زن
فکر اور ظن میں (رہ کر) فلسفی منکر ہوتا ہے — کہدے کہ جا، اس دیوار سے سر پھوڑ

نُطقِ آب و نُطقِ خاک و نُطقِ گل — ہست محسوسِ حواسِ اہلِ دل
پانی کا بولنا اور مٹی کا بولنا اور گارے کا بولنا — اہلِ دل کے حواس کا محسوس ہے

فلسفی گو مُنکرِ حَنّانہ است — از حواسِ انبیا بیگانہ است
فلسفی جو (اسطوانہ) حنانہ (کے رونے کا منکر) ہے — وہ نبیوں کے حواس سے بے خبر ہے

گوید[2] اُو کہ پرتوِ سودائے خَلق — بس خیالات آوَرَد در رائے خَلق
وہ (فلسفی) کہتا ہے کہ انسانوں کی سوداویت کا اثر — لوگوں کی رائے میں بہت سے خیالات (فاسد) پیدا کردیتا ہے

بلکہ عکسِ آں فساد و کفرِ اُو — آں خیالِ مُنکرے رازد بُرو
اس کے فساد اور کفر کا پرتو ہے — جس نے یہ برا خیال اس پر مسلط کردیا ہے

فلسفی مَر دیورا مُنکر شَوَد — در ہُماندم سخرہ دیوے بُوَد
فلسفی، شیطان کا منکر بنتا ہے — (اور) اسی وقت شیطان کا محکوم ہو جاتا ہے

گر ندیدی دیورا خود را ببیں — بے جنوں نبُوَد کبودی بر جبیں
اگر تو نے شیطان کو نہیں دیکھا ہے اپنے آپ کو دیکھ لے — جنون کے بغیر پیشانی پر نیلاہٹ نہیں ہوتی ہے

ہر کرا[3] در دل شک و پیچانی ست — در جہاں اُو فلسفی پنہانی ست
جس کے دل میں شک اور کجی ہے — وہ دنیا میں چھپا فلسفی ہے

مینماید اعتقاد اُو گاہ گاہ — آں رگِ فلسف کُند رویش تباہ
وہ کبھی کبھی اعتقاد کو ظاہر کرتا ہے — فلسفہ کی وہ رگ اس کا روسیاہ کرتی ہے

اُلحَذَر رائے مُومناں گو در رشماست — در رشما بس عالَمِ بے منتہاست
دوڑو، اے مومنو! کہ وہ تمہارے اندر ہے — تم میں (فاسد خیالات کا) بے انتہا جہان ہے

جملہ ہفتاد و دو ملت در توست — وہ کہ آں روزے برآرد از تو دست
سب بہتر فرقے تجھ میں ہیں — افسوس! کہ کسی دن وہ ہاتھ پیر نکالیں

ہر کہ اُورا برگِ ایں ایماں بُوَد — ہمچو برگ از بیمِ اُو لرزاں بُوَد
جس شخص کے پاس اس ایمان کا ساز و سامان ہوگا — وہ پتے کی طرح اس کے ڈر سے لرزاں ہوگا

[1] فلسفی۔ فلاسفہ جمادات کے کلام کے منکر ہیں۔ لہٰذا مولانا ان کی تردید کر رہے ہیں۔ نُطق۔ جمادات اور نباتات کا کلام اہل دل سنتے ہیں۔ حَنّانہ۔ رونے والا، وہ ستون کہلاتا ہے۔ جس کے سہارے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے خطبہ دیا کرتے تھے منبر بنجانے پر جب آپ نے اس کا سہارا لینا چھوڑا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا بیگانہ نا آشنا۔

[2] گوید۔ فلسفی جمادات اور نباتات کے کلام کے اعتقاد کو مجنونانہ خیال سے تعبیر کرتا ہے۔ دیورا۔ فلسفی شیطان کا انکار کرتا ہے۔ حالانکہ اسی شیطان کی اطاعت میں حقائق کا انکار کرتا ہے۔ گر ندیدی۔ فلسفی نے اگر شیطان کو نہیں دیکھا ہے۔ تو خود اپنے آپ کو دیکھ لے انمیں شیطان کے اثرات موجود ہیں۔ جنوں کو بھی اس کے اثرات سے پہچانا جاتا ہے۔

[3] ہر کرا۔ فلسفی کسی گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر کج فہم فلسفی ہی ہوتا ہے۔ اے مومنان۔ ایک شخص جو مومنین کے زمرے میں داخل ہے۔ وہ بھی فلسفی ہوسکتا ہے۔ ایک مومن کے دل میں فاسد خیالات آسکتے ہیں۔ لہٰذا بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ جملہ۔ بہتر گمراہ فرقوں کے اعتقادات انسان کے دل میں چھپے ہوئے ہیں، مومن کا کام یہ ہے کہ انکا نشوونما نہ ہونے دے۔ ہر کہ او۔ ایماندار کا کام ہے کہ وہ بد خیالات کے خوف سے ہمیشہ لرزتا ہے۔

بر بلیس [1] دیوزاں خندیدۂ — کہ تو خود را نیک مردم دیدۂ
ابلیس اور شیطان پر تو اس لئے ہنستا ہے کہ تو نے اپنے آپ کو نیک انسان سمجھا ہے

چوں کند جاں باز گونہ پوستیں — چند واویلا برآید زاہل دیں
جب چھپے ہوئے احوال ظاہر ہوں گے دیندار لوگ کس قدر واویلا کریں گے

بر دُکاں ہر زَرنما خنداں شدست — زانکہ سنگِ امتحاں پنہاں شدست
دُکان پر ہر سونا دکھانے والا ہنس رہا ہے اس لئے کہ کسوٹی غائب ہو گئی ہے

پردہ [2] اے ستار از ما بر مگیر — باش اندر امتحاں مارا مجیر
اے پردہ پوش! ہمارا پردہ نہ اٹھا امتحان میں ہمیں پناہ دینے والا بن جا

قلب پہلومی زند باز رُبہ شب — انتظارِ روزمی دارد ذہب
رات میں کھوٹا سونا (کھرے) سونے کی برابری کرتا ہے (کھرا) سونا دن کا انتظار کرتا ہے

باز بانِ حال زَر گوید کہ باش — اے مُزوِّر تابر آید روزِ فاش
زبان حال سے (کھرا) سونا کہتا ہے ٹھہر اے دھوکہ باز! جب تک کہ دن چڑھے

صد ہزاراں سال ابلیس لعیں — بُود زابدال و امیر المومنین
ابلیس لعین لاکھوں سال ابدال میں سے، اور مومنین (فرشتوں) کا سردار رہا

پنجہ زد با آدم از نازیکہ داشت — گشتہ سا ہمچوں سرگیں وقت چاشت
تکبر کی وجہ سے حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں آ گیا اس طرح رسوا ہوا جیسے دن چڑھے گوبر

پنجہ با مرداں مزن اے بُوالہوس — برتراز سُلطاں چہ می رانی فرس
اے بوالہوس! مردانِ خدا کا مقابلہ نہ کر بادشاہ سے آگے گھوڑا کیوں دوڑاتا ہے؟

دعا کر دن بلعم [3] با عور کہ موسیٰ علیہ السلام راقومش را

بلعم با عور کا دعا کرنا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اس شہر

ازیں شہر کہ حصار دادہ اند بے مُراد باز گرداں و مُستجاب

سے جس کا انہوں نے محاصرہ کر رکھا ہے نا کام واپس کر دے اور اس کی

شدن دُعایش

دعا کا مقبول ہونا

بلعم با عور را خلقِ جہاں — سغبہ شد مانند عیسیٰ زماں

بلعم با عور پر دنیا کی مخلوق فریفتہ ہوگئی جس طرح عیسیٰ علیہ السلام پر ان کے زمانہ میں

---

۱ بر بلیس۔ شیطان کا مذاق وہ اڑاتا ہے جو اپنے آپ کو بڑا پارسا سمجھتا ہے۔ چوں کند لیکن انسان کے جب مخفی احوال کھلتے ہیں تو اس کے معتقد واویلا کرنے لگتے ہیں۔ پوستین باز گونہ کردن۔ پوستین کو الٹ دینا یعنی مخفی احوال کا ظاہر ہو جانا اور ظاہری حالت کا مخفی ہو جانا۔ بزد کاں۔ جب تک کسوٹی پر نہیں گیا جاتا کھرا کھوٹا یکساں معلوم ہوتا ہے۔

۲ پردہ۔ جملہ یہ ثابت ہو گیا کہ ہر انسان میں مخفی عیوب ہیں تو اب مولانا دعا کرتے ہیں۔ با کسے پہلو زدن۔ مقابلہ کرنا صد ہزاراں۔ شیطان۔ مردود ہونے سے قبل بڑا ولی اللہ اور فرشتوں کا سردار تھا۔ پنجہ زدن۔ مقابلہ کرنا، مخالف ہو جانا، دیرتر۔ بادشاہ کی سواری سے اپنی سواری آگے بڑھانا حد سے تجاوز کرنا ہے۔

۳ بلعم باعور۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ کا ایک مشہور عابد زاہد تھا جو کنعان یا شہر جبارین کا رہنے والا تھا۔ حضرت موسیٰ نے جب کنعان پر چڑھائی کی تو اہل شہر نے اس سے اصرار کیا کہ وہ موسیٰ کی پسپائی کی دعا کرے اصرار کے بعد وہ راضی ہو گیا اسپر اس کا دین و ایمان بھی گیا اور حضرت موسیٰ کا کچھ نہ بگڑا تب اس نے سازش کر کے موسیٰ کی قوم میں زنا کی رسم جاری کر دی، شمعون نامی سردار زنا کر بیٹھا جس سے طاعون کی وبا پھیلی اور ہزاروں آدمی ہلاک ہو گئے۔ اشعار بالا میں بزرگوں سے مقابلہ کرنے کی نصیحت کی بلعم کے قصہ کے ذریعہ سے اس کے انجام بد سے ڈرانا مقصود ہے۔ سغبہ۔ فریفتہ، گرویدہ۔

سجدہ ناوردند کس رادونِ اُو
وہ اس کے علاوہ کسی کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرتے

صحتِ [1] رنجور بود افسونِ اُو
اس کا دم کرنا بیمار کی صحت تھی

پنجہ زد با موسیٰ از کبر و کمال
کمال اور غرور کی وجہ سے اس نے (حضرت) موسیٰ کا مقابلہ کیا

آنچناں شدکہ شنیدستی تو حال
اس کا وہ حال ہوا جو تو نے سنا

صد ہزار ابلیس و بلعم در جہاں
لاکھوں شیطان اور بلعم دنیا میں

ہمچنیں بُودست پیداو نہاں
ایسے ہی ہوئے ہیں جو مشہور اور غیر مشہور ہیں

ایں دو را مشہور گردانید الٰہ
ان دو کو خدا نے مشہور کر دیا

تاکہ باشندایں دو بر باقی گواہ
تاکہ یہ دونوں باقی کے لئے گواہ بنیں

رہزناں رادر بیاباں چوں کُشند
ڈاکوؤں کو جب جنگل میں قتل کر دیتے ہیں

یکدوتن راسوئے دِہ زایشاں کشند
اُنمیں سے ایک دو (کی نعش) گاؤں میں کھینچکر لاتے ہیں

تابینند اہلِ دِہ گیر ندپند
تاکہ گاؤں والے دیکھیں، نصیحت پکڑیں

رُویت ایشاں بُود شاں ہمچو۲ بند
ان کا دیکھنا ان کے لئے بندش بنتا ہے

ایں دو دُزد آویخت برادرِ بُلند
ان دو چوروں کو (اللہ تعالیٰ نے) اونچی سولی پر لٹکا دیا

ورنہ اندر دہر بس دُزداں بُدند
ورنہ دنیا میں بہت سے چور تھے

ایں دورا پرچم بسُوئے شہر بُرد
ان دونوں کو پرچم شہر کی طرف لایا ہے

کُشتگانِ قہر رانتواں شمرد
(ورنہ) قہر (خدا) کے مارے ہوئے شمار نہیں کئے جا سکتے

نازنینی تووَلے در حدِّ خویش
تو نازنینی لیکن اپنی حد میں (رہ)

اللہ اللہ پامنہ از حد تو بیش
خدا کے لئے حد سے آگے قدم نہ رکھ

گرزنی برنازنیں تَرّاز خودت
اگر تو اپنے سے زیادہ نازنین پر حملہ کرے گا

درتگِ ہفتم زمیں زیر آردت
وہ تجھے ساتویں زمین کے نیچے گہرائی میں اتار دیگا

قصّۂ عاد و ثمود از بہر چیست
عاد اور ثمود کا قصہ (قرآن میں) کس لئے ہے؟

تابدانی انبیاء را نازیست
(اسلئے ہے) تاکہ تو جان لے انبیاء کا کس پر ناز ہے

ایں نشانِ خسف۳ و قذف و صاعقہ
یہ دھنسنے اور سنگباری اور بجلی کی علامت

شُد بیانِ عزِّ نفسِ ناطقہ
نفس ناطقہ کی عزت کے اظہار کے لئے ہے

جُملہ حیواں راپئے انساں بکش
تمام حیوانات انسان کے لئے مارے جا سکتے ہیں

جُملہ انساں رابکش از بہر ہُش
ہوشمند (انسانِ کامل) کیلئے سب انسان مارے جا سکتے ہیں

[1] صحت۔ بلعم باعور کے دم کرنے سے بیمار اچھے ہو جاتے تھے۔ حال۔ بلعم کی زبان کتے کی طرح باہر نکلی رہتی تھی۔ ایں دو۔ یعنی شیطان اور بلعم باعور۔ تاکہ لوگ ان کے حالات کو دیکھ کر اور فکر عبرت حاصل کریں۔

[2] ہمچو بند۔ گانو ؤں والے ڈاکوؤں کی نعشیں دیکھ کر جرائم سے باز رہتے ہیں۔ پرچم۔ بانوں کا گچھا جو جھنڈے کے سر پر باندھا جاتا تھا۔ گرزنی۔ اپنے سے بڑے سے مقابلہ ہلاکت کا باعث ہے۔ ناز کیست۔ یعنی انبیاء کو خدا پر ناز ہوتا ہے۔

[3] خسف۔ زمین میں دھنسنا۔ قارون زمین میں دھنسایا گیا۔ قذف۔ سنگباری قوم لوط کو سنگسار کر دیا گیا تھا۔ صاعقہ۔ بجلی کی کڑک قوم ثمود پر بجلی گری تھی۔ نفس ناطقہ۔ یعنی انبیاء کرام۔ جملہ حیواں۔ جس طرح حیوانات کو انسانوں کے لئے ذبح کیا جا سکتا ہے اسی طرح انبیاء کی خاطر نافرمانوں کو قتل کرا دیا جاتا ہے۔

هُش چه باشد عقلِ کل[1] اے ہوشمند — عقلِ جزوی ہُش بود امّا نژند

اے عقلمند! ہوش کیا ہے؟ عقلِ کامل! — جزوی عقل رکھنے والا بھی (صاحب) ہوش ہوتا ہے لیکن افسردہ

جملہ حیواناتِ وحشی زِ آدمی — باشد از حیوانِ اُنسی در کمی

آدمی سے وحشت کرنے والے سب حیوان — مانوس جانوروں سے کم درجہ میں ہوتے ہیں

خونِ آنہا خلق را باشد سبیل — زانکہ واحشی انداز عقل جلیل

ان کا خون لوگوں کے لئے حلال ہے — کیونکہ وہ بڑی عقل (انسان) سے وحشی ہیں

خونِ ایشاں خلق را باشد روا — زانکہ انساں را نیند ایشاں سزا

ان کا خون لوگوں کے لئے روا ہے — کیونکہ انسان سے ان کو مناسبت نہیں ہے

عزّتِ وحشی بداں ساقط شدست — کہ مَر انساں را مخالف آمدست

وحشی (جانور) کی عزت اسی وجہ سے جاتی رہی — کہ وہ انسان کا مخالف ہے

پس چہ عزت باشدت اے نادرہ[2] — چوں شدی تو حمر مُستَنفِرہ

اے احمق! تیری عزت کیا رہے گی؟ — جب تو بھڑکنے والے گدھوں (میں سے) بنگیا

خَر نشاید کُشت از بہرِ صَلاح — چوں شود وحشی شود خونش مُباح

مصلحت کیوجہ سے گدھے کو ذبح نہیں کیا جاتا ہے — جب وحشی (گورخر) ہوجاتا ہے تو اس کا خون حلال ہوجاتا ہے

گرچہ خر را دانشِ زاجر نبُود — ہیچ معذورش نمیدارد و دُود

اگرچہ گدھے میں روکنے والی عقل نہیں ہے — پھر بھی خدا اس کو معذور نہیں رکھتا ہے

پس چو وحشی شد ازاں دَم آدمی — کے بود معذور اے یار سمی[3]

پھر جب انسان اس (انبیاء کی) گفتگو سے وحشی ہوجائے — اے عالی قدر دوست! وہ کب معذور ہو گا؟

لا جَرَمَ کُفّار را شد خوں مباح — ہمچو وحشی پیش نشّاب و رِماح

لا محالہ کفار کا خون مباح ہو گیا — وحشی (جانور) کی طرح تیروں اور نیزوں کے سامنے

جفت و فرزندانِ شاں جملہ سبیل — زانکہ بے عقل اند و مردود و ذلیل

ان کی بیویاں اور اولاد سب مباح ہو گئے — اس لئے کہ وہ (دین سے) بے عقل ہیں اور مردود اور ذلیل ہیں

باز عقلے کُو رَمَد از عقلِ عقل — گرد داز عقلی بحیوانات نقل

پھر وہ عقل جو (انبیاء کی) عقل کل سے وحشت کرتی ہے — عقلمندی سے حیوانات کی طرف منتقل ہو جاتی ہے

بشنوا کنوں در بیانِ ایں سخن — قصّہ از جان و نیکو گوش کُن

اب اس سلسلہ میں ایک قصہ سن — دل و جان سے اور اچھی طرح سن

[1] عقل کل۔ مکمل عقل، یعنی انبیاء عقل جزوی ناقص عقل والا عوام، نژند۔ ضعیف، کمزور حیوانات حیوانات وحشی۔ جنگلی جانور، حیوان انسی۔ پالتو جانور، سبیل۔ حلال یعنی شکاری ان کا شکار کر لیتے ہیں عقل جلیل بڑی عقل یعنی انسان۔ سزا۔ مناسبت، لائق

[2] نادرہ۔ احمق۔ حمر مستنفرہ۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔ "وہ کفار حق سے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح گورنر شیر سے" صلاح۔ گدھے سے بار برداری کا فائدہ ہے۔ مباح۔ جائز زاجر۔ منع کرنے والا، بے ودود۔ دوست رکھنے والا، اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ دم۔ سانس، انبیاء کا کلام

[3] سمی۔ بلند، عالی قدر، نشاب۔ نشابہ کی جمع ہے، تیر، رماح۔ رمح کی جمع ہے نیزہ۔ جفت۔ بیوی، جوڑا۔ سبیل۔ مباح۔ عقل عقل یعنی انبیاء عقلی عقلمندی۔ نقل منتقل

اعتماد کردنِ ہاروت[1] و ماروت بر عصمتِ خویش و
ہاروت اور ماروت کا اپنی پاکدامنی پر گھمنڈ کرنا اور دنیا کی
امیریِ دنیا خواستن و در فتنہ اُفتادن
سرداری چاہنا اور فتنہ میں پھنس جان

ہمچو ہاروت و چو ماروتِ شہیر[2] — از بطر خوردند زہر آلود تیر
مشہور ہاروت اور ماروت جیسوں نے — تکبر کی وجہ سے زہر آلود تیر کھایا ہے

اعتماد بے بودشاں بر قُدسِ خویش — چیست بر شیر اعتمادِ گاؤ میش
ان کو اپنے تقدس پر گھمنڈ تھا — شیر (قضائے الٰہی) پر بھینس (انسان) کو کیا اطمینان ہو سکتا ہے

گرچہ اُو باشیر صد چارہ کُند — شیخ شاخش شیر نر پارہ کُند
اگرچہ وہ شیر کے مقابلہ میں سو تدبیریں کرے — نر شیر اس کے جوڑ جوڑ کے ٹکڑے کر دے گا

گر شود پُر شاخ ہمچو خار پُشت — شیر خواہد گاؤ رانا چار کُشت
خواہ وہ سینگوں سے ساہی کی طرح بھری ہو — لا محالہ شیر گائے کو مار ڈالے گا

گرچہ صَرصَر[3] بس درختاں می کَند — باگیاہ پست احساں می کُند
اگرچہ آندھی بہت سے درختوں کو اکھاڑ دیتی ہے — (لیکن) چھوٹی گھاس پر احسان کرتی ہے

بر ضعیفیِّ گیاہ آں بادِ تُند — رحم کرد اے دل تو از قوّت مُلند
گھاس کی کمزوری پر، تیز ہوا نے — رحم کیا اے دل! تو قوت کے بارے میں نہ غرا

تیشہ را زانبوہیِ شاخِ درخت — کے ہراس آید ببُرّد لخت لخت
درخت کی شاخ کے گھنے پن سے کلہاڑا — کب ڈرتا ہے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے

لیک بر برگے نکوبد خویش را — جُز کہ بر نیشے نکوبد نیش را
لیکن پتے پر اپنے آپ کو نہیں مارتا ہے — سوائے سخت کی اپنی دھار نہیں چلاتا ہے

شُعلہ را زانبوہیِ ہیزُم چہ غم — کے رَمَد قصّاب زانبوہے غَنَم
سوختے کے گٹھڑے گھنے پن سے آگ کو کیا ڈر ہے — بکریوں کے ریوڑ سے قصاب کب بھاگتا ہے؟

پیشِ معنی چیست صورت بس زبوں — چرخ را مغیش می دارد نگوں
معنی (مؤثر) کے سامنے صورت (متاثر) کی کیا حقیقت ہے بہت عاجز — آسماں کو اس کا معنی (مؤثر) اوندھ رکھتا ہے

تو قیاس از چرخِ دولابی بگیر — گردشش از چیست از عقلِ مُنیر
تو (کنویں کی) گھری پر قیاس کر لے — اس کی گردش کس کی وجہ سے ہے؟ روشن عقل کی وجہ سے

[1] ہاروت و ماروت۔ مشہور ہے کہ یہ دو فرشتے تھے جن کو اپنی عبادت پر بڑا گھمنڈ پیدا ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ قہر خداوندی میں مبتلا ہو تھے۔ یہ قصہ محض ایک افسانہ ہے جس کو مولانا نے عبرت کے لئے نقل کر دیا ہے۔ جس کا خلاصہ خود اعتمادی اور گھمنڈ کے انجام بد کو واضح کرتا ہے۔

[2] شہیر۔ مشہور۔ بطر۔ تکبر و غرور۔ اعتماد، بھروسہ۔ قُدس۔ پاکبازی۔ گاؤمیش۔ بھینس۔ شاخ شا۔ ایک ایک عضو۔ پارہ۔ ٹکڑا۔ شاخ سینگ خار پشت۔ بلی کی برابر ایک جنگلی جانور ہے جس کے تمام بدن پر تیروں جیسے کانٹے ہوتے ہیں جن کو وہ اپنی مدافعت میں کھڑا کر لیتا ہے۔ گاؤ یعنی بھینس۔ گرچہ۔ قضا سے صرف زاری اور دعا کے ذریعہ بچا جا سکتا ہے۔

[3] صرصر۔ آندھی۔ مَلَند۔ نہی کا صیغہ ہے۔ لندیدن بوزن۔ جنبیدن۔ غرانا، بکارنا۔ تیشہ۔ کلہاڑا۔ ہراس۔ خوف لخت لخت۔ ریزہ ریزہ۔ نیش۔ سخت، دھار، ڈنک انوی۔ کثرت۔ ہیزم۔ ایندھن قصاب۔ قصائی۔ غنم۔ بکریاں۔ معنی یعنی مؤثر جو کائنات میں تصرف کر رہا ہے۔ صورت یعنی کائنات چرخ و دولابی گھڑی جس پر رسی ڈالکر ڈول کھینچا جاتا ہے۔ عقل منیر یعنی انسانی عقل۔

گردشِ ایں قالب[1] ہمچوں سپر — ہست از روحِ مُستر اے پسر
ڈھال جیسے اس جسم کی گردش — اے صاحبزادے! چھپی ہوئی روح کی وجہ سے ہے

گردشِ ایں باد از معنیٔ اُوست — ہمچوں چرخے کو اُسیرِ آبِ جُوست
اس ہوا کی گردش اس (اللہ تعالیٰ) کے اثر سے ہے — اس پن چکی کی طرح جو نہر کے پانی کی پابند ہے

جزر و مدّ و دخل و خرجِ ایں نفس — از کہ باشد جُز ز جانِ پُر ہوس
اس سانس کا اتار اور چڑھاؤ، اندر جانا اور باہر نکلنا — سوائے پُر ہوس روح کے کس کی وجہ سے ہے؟

گاہ جیمش می کند گہ حاؤ دال — گاہ صلحش می کند گاہے جدال
وہ (روح) اس (سانس) کو کبھی جیم بناتی ہے کبھی حا اور دال — کبھی اس کو (باہمی) صلح بنا دیتی ہے کبھی لڑائی کا (سبب)

گہ یمینش می بَرَد گاہے یسار — گہ گلستاں[2] می کند گاہش خار
کبھی اس کو داہنی طرف لیجاتی ہے کبھی بائیں طرف — کبھی اس کو چمن بنا دیتی ہے کبھی کانٹا

ہمچناں ایں آب را یزدانِ پاک — کرد بر فرعون خونِ سہمناک
اسی طرح اللہ پاک نے پانی کو — فرعون پر خوفناک خون بنا دیا

ہمچنیں ایں باد را یزدانِ ما — کردہ بُد بر عاد ہمچوں اژدہا
اسی طرح ہمارے اللہ نے اس ہوا کو — قوم عاد پر اژدھے کی طرح بنا دیا تھا

باز ہم ایں باد رابر مُومناں — کردہ بُد صلح و مراعات و اماں
پھر اسی ہوا کو مومنوں پر — صلح اور رعایت اور امن بنا دیا تھا

گفت اَمَنیٔ ہُوَ اللہ شیخِ دیں — بحرِ معنیہاست رَبُّ العالمین
دین کے شیخ نے فرمایا ہے معنی وہ اللہ ہی ہے — معانی کا سمندر رب العالمین ہے

جملہ اَطباقِ زمین و آسماں — ہمچو خاشا کے دراں بحرِ رواں[3]
زمین اور آسمان کے سارے طبقے — اس جاری سمندر میں تنکے کی طرح ہیں

حملہا ورقصِ خاشاک اندراب — ہم زآب آمد بوقتِ اضطراب
پانی کے اندر تنکے کے حملے اور رقص — پانی کے موجزن ہونے کیوقت پانی کیوجہ سے ہوتے ہیں

چونکہ ساکن خواہدش کرد از مِرا — سُوئے ساحل افگند خاشاک را
چونکہ کشمکش سے اس کو سکون دینا چاہتا ہے — (اسلئے) تنکے کو ساحل پر پھینک دیتا ہے

چوں گشد از ساحلش در موجگاہ — آں کُند آں موج کاتش با گیاہ
پھر جب اس کو ساحل سے موجوں کی جگہ لائیگا — وہ موج اس کیساتھ وہ کریگی جو آگ گھاس سے کرتی ہے

---

[1] قالب۔ جسم مستر۔ مستور چرخ یعنی پن چکی۔ پُر ہوس۔ ہوسناک، گاہ۔ روح انسان کے سانس کے مختلف حرفوں کی آواز میں منہ سے خارج کرتی ہے۔ گاہ شین بھی ایسا چھے الفاظ نکالتی ہے جو باہمی دوستی اور صلح کا سبب بنتے ہیں اور کبھی ایسے الفاظ نکالتی ہے جن سے دشمنی پیدا ہوتی ہے۔

[2] گلستاں یعنی وہ کلام جو باغ کیطرح باعثِ تفریح ہو۔ خار۔ یعنی ایسا کلام جو کانٹے کی طرح چبھے۔ فرعون۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کیلئے پانی کو ہلاکت کا سبب بنا دیا تھا۔ قوم عاد پر ہوا مسلط کردی جس نے اژدہوں کی طرح ان کو تباہ کردیا۔ پر مومناں۔ غزوہ احزاب میں ہوا ہی مسلمانوں کی سربلندی کا سبب بنی تھی۔ شیخ دین۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ۔

[3] معنیٔ ہو اللہ یعنی موثر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہی اور تمام اسباب کا وہی مرجع ہے۔

[3] جملہ۔ اس بحر رواں یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے آسمانوں اور زمینوں کی حقیقت تنکے سے زیادہ نہیں ہے۔ جس طرح ایک سمندر تنکے پر اثر انداز ہے اسی طرح حضرت حق زمینوں اور آسمانوں پر اثر انداز ہے۔ اطباق۔ طبقات۔ آں کند۔ یعنی جب قیامت میں کائنات کو دوبارہ وجود میں لائیگا اسقدر جلد اُس میں تاثیر کریگا جیسا کہ آگ پھونس میں تاثیر کرتی ہے۔

ایں حدیث آخر ندارد بازراں
اس بات کا آخر نہیں ہے پھر چل

جانب ہاروت و ماروت اے جواں
اے جوان! ہاروت و ماروت (کے قصہ) کی جانب

بقیّہ قصّہ ہاروت و ماروت و نکال [1] و عقوبتِ ایشاں
ہاروت اور ماروت اور ان کی سزا اور عذاب کے قصہ کا بقیہ

چوں گناہ و فسقِ خلقانِ جہاں
جب دنیا کی مخلوق کی بدکاری اور گناہ

می شُدے روشن بایشاں آں زماں
ان پر واضح ہوتا، اس وقت

دست خائیدن گرفتندے زخشم
وہ غصہ سے ہاتھ چبانا شروع کر دیتے

لیک عیبِ خود ندیدندے بچشم
لیکن آنکھوں سے اپنا عیب نہ دیکھتے

خویش در آئینہ دید آں زشت مَرد
بدصورت نے اپنے آپ کو آئینہ میں دیکھا

رُو بگردانید ازان و خشم کرد
اس سے منہ پھیر لیا اور اس پر غصہ کیا

خویش بیں چوں از کسے جُرمے بدید
خود بیں جب کسی کا کوئی گناہ دیکھتا ہے

آتشے دروے زدوزخ شد پدید
اس میں دوزخ کی آگ نمودار ہو جاتی ہے

حمیتِ [2] دیں خواند اُو آں کِبر را
اس تکبر کو وہ دین کی حفاظت بتاتا ہے

ننگرد درخویش نفسِ گبر را
اپنے اندر بے دین نفس کو نہیں دیکھتا ہے

حمیتِ دیں رانشانے دیگرست
دینی حمیت کی علامت تو دوسری ہے

کہ ازاں آتش جہانے اخضرست
کہ اس آگ سے تو دنیا سرسبز ہوتی ہے

گفت حق شاں گر شمارو شنگرید [3]
اللہ (تعالیٰ) نے ان (ہلدت وملدت) سے فرمایا اگر تم نورانی ہو

درسیہ کاراں مُغفّل منگرید
سیاہ کاروں کو غفلت سے نہ دیکھو

شُکر گوئید اے سپاہ و چاکراں
اے سپاہیو اور خادمو! شکر ادا کرو

رستہ اید از شہوت و از مثل آں
کہ شہوت اور اس جیسی چیز سے بچے ہوئے ہو

گر ازاں معنیٰ نہم من برشما
اگر وہ معنی (شہوت) میں تم میں رکھدوں

مَر شمارا پیش نپذیرد سَما
تمہیں آسمان نہ قبول کرے

عِصمتے کہ مَر شمارا درتن ست
وہ پاکدامنی جو تمہارے جسم میں ہے

آں زعکسِ عِصمت وحفظِ من ست
وہ میرے بچانے اور حفاظت کرنیکا اثر ہے

آں زمن بینید نز خود ہین وہیں
اس (عصمت) کو میری جانب سے سمجھو نہ کہ اپنی جانب سے خبردار و خبردار

تا نچر بَد برشما دیو لعیں
تاکہ تم پر لعین شیطان غالب نہ آجائے

---

[1] نکال۔ عذاب۔ عقوبت۔ سزا۔ دست خائیدن۔ ہاتھ چبانا۔ یعنی افسوس کرنا۔ خشم۔ غصہ۔ زشت مرد۔ بدصورت آدمی خویش بیں۔ خود پسند، متکبر۔

[2] حمیت۔ بوزن خدمت۔ حفاظت کرنا پرہیز کرنا اور اگر حاء کا فتحہ میم کا کسرہ اور یا کو مشدد پڑھا جائے تو غیرت مندی کے معنی میں ہوگا۔ گبر بے دین، سرکش۔ اخضر۔ سرسبز یعنی دین کی غیرت سے جو غصہ آتا ہے وہ دنیا کی سرسبزی کا باعث ہوتا ہے۔

[3] رو شنگر۔ نورانی۔ سیکار۔ گنہگار۔ مغفل۔ غافل۔ سپاہ و چاکراں۔ فرشتے اللہ کے سپاہی اور خدام دربار میں مثل آں۔ بعض نسخوں میں اس کی بجائے چاک راں ہے راں کا شگاف یعنی عورت کی شرم گاہ معنی۔ یعنی شہوت سما۔ آسمان۔ عصمت پاکدامنی بچاؤ زمن۔ ازمن۔ چربد۔ چربیدن، غالب آجانا۔

آنچنانکہ[1] کاتبِ وحیِ رسول — دید در خود حکمت و نورِ وصول
جیسا کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وحی کے کاتب نے — اپنے اندر حکمت اور وصول (الی اللہ) کے روشنی دیکھی

خویش را ہم لحنِ مُرغانِ خدا — می شمرد آں بُد صفیرے چوں صدا
اپنے آپ کو طائرانِ قدس کا ہم نوا — سمجھا (حالانکہ) وہ صدائے بازگشت کی طرح کی آواز تھی

لحنِ مُرغاں را اگر واصف[2] شوی — بر ضمیرِ مُرغ کے واقف شوی
اگر تو پرندوں کی بولی بولے — پرندہ کے دل سے تو کب واقف ہو سکتا ہے؟

گر بیاموزی صفیرے بُلبلے — تو چہ دانی کُو چہ گوید با گُلے
اگر تو بلبل کی چہچہاہٹ سیکھ لے — تو کیا جانے کہ وہ پھول سے کیا کہتی ہے؟

وَر بدانی از قیاس واز گماں — باشد آں برعکسِ آں اے ناتواں
اگر تو قیاس اور گمان سے سمجھ بھی لے — (تو) اے ناتواں! وہ اس کے برعکس ہو گا

باشد آں بے شک و بے شبہ گماں — چوں ز لبِ جُنباں گمانہائے کراں
وہ یقیناً (محض) گمان ہو گا — جیسا کہ بہرے کا گمان ہونٹ ہلانیوالوں کے بارے میں

بعیادت رفتنِ کر بخانۂ ہمسایۂ بیمار و رنجیدنِ بیمار
ایک بہرے کا بیمار پڑوسی کے گھر مزاج پرسی کے لئے جانا اور بیمار کا رنجیدہ ہونا

آں کرے را گفت افزوں[3] مایۂ — کہ تُرا رنجور شد ہمسایۂ
ایک دی حیثیت آدمی نے بہرے سے کہا — کہ تیرا پڑوسی بیمار ہو گیا ہے

گفت با خود کر کہ با گوشِ گراں — من چہ دریابم ز گفتِ آں جواں
بہرے نے اپنے دل میں کہا کہ بہرے کانوں سے — میں اس نوجوان کی گفتگو کیا سمجھوں گا

خاصہ رنجور و ضعیف آواز شُد — لیک باید رفت آنجا نیست بُد
خصوصاً (جبکہ وہ) بیمار اور کمزور آواز والا ہو گیا ہے — لیکن وہاں جانا ہی چاہیئے، کوئی چارہ نہیں ہے

چوں بہ بینم کاں لبش جُنباں شود — من قیاسے گیرم آنرا ہم ز خود
جب میں دیکھونگا کہ اس کے ہونٹ ہلتے ہیں — میں خود بخود اس سے قیاس کر لوں گا

چونکہ گویم چونی اے محنت کشم — او بخواہد گفت نیکم یا خوشم
جب میں کہوں گا اے میرے مصیبت زدہ دوست تو کیسا ہے؟ — وہ کہے گا اچھا ہوں یا خوش ہوں

من بگویم شُکر چہ خوردی اَبا — اُو بگوید شُربتے یا ماش با
میں کہوں گا (اللہ کا) شکر ہے، بابا کیا کھایا ہے؟ — وہ یا شوربا کہے گا یا اڑد کا شوربا

[1] آنچنانکہ۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنی پرتو کو اپنی ذاتی صفت سمجھنا غلط ہے کاتب۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ وصول۔ یعنی خدا رسیدہ لحن، آواز مرغانِ خدا۔ انبیاء جن کا طائر روحِ قدس باری کے قریب رہتا ہے۔ صفیر۔ سیٹی، پرندہ کی آواز۔ صدا گونج۔

[2] واصف۔ صاحبِ وصف۔ ضمیر۔ باطن، دل ور بدانی۔ اگر اٹکل سے کچھ سمجھو گے تو وہ حقیقت کے خلاف ہو گا کراں۔ کر کی جمع، بہرا بہرے دوسروں کے ہونٹوں کی حرکات سے کچھ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جو عموماً صحیح نہیں ہوتا ہے۔ اسی مضمون کو اس قصہ سے واضح کیا ہے۔

[3] افزوں مایہ۔ معزز آدمی، متمول۔ رنجور۔ بیمار۔ کر۔ بہرا۔ گوشِ گراں۔ اونچا سننے والا کان۔ خاصہ۔ خصوصاً نیست بُد۔ کوئی چارہ نہیں ہے۔ ابا۔ ہم نے اب بمعنی باپ سمجھ کر ترجمہ کیا ہے۔ شُربتے۔ شوربا۔ ماش با۔ اڑد کی دال کا شوربا۔

من بگویم صحّ نوشت[1] کیست آں — از طبیباں پیشِ تو گوید فلاں

میں کہونگا تیرا پینا مناسب ہوا، وہ کون ہے؟ — طبیبوں میں سے تیرا معالج وہ کہے گا فلاں

من بگویم بس مبارک پاست اُو — چونکہ اُو آید شود کارت نکو

میں کہوں گا وہ بہت مبارک قدم ہے — چونکہ وہ آتا ہے تیرا کام اچھا ہو جائے گا

پائے اُورا آزمودستیم ما — ہر کجا شدمی شود حاجت رَوا

ہم نے اس کا قدم آزمایا ہے — جہاں پہنچتا ہے حاجت روا بن جاتا ہے

ایں جوابات قیاسی راست کرد — پیشِ آں رنجور شد آں نیک مرد

ان قیاسی جوابوں کو اس نے ٹھیک کر لیا — (پھر) وہ نیک انسان، بیمار کے پاس گیا

گوئیا رنجو را خاطِر[2] زگرد — اندکے رنجیدہ بُود اے پُرہُنر

گویا بیمار کا دل بھرے سے — کچھ رنجیدہ تھا، اے ہنر مند!

کرد رآمد پیشِ رنجور نشست — برسرِ اُو خوش ہمی مالید دست

بھرا بیمار کے پاس پہنچا اور بیٹھ گیا — اس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرنے لگا

گفت چونی؟ گفت مردم گفت شکر — شد ازو رنجور پُر آزار و نکر

اسنے کہا تو کیسا ہے؟ (بیمار نے) کہا میں تو مر گیا اسنے کہا شکر ہے — اس سے بیمار، تکلیف اور ناگواری سے بھر گیا

کایں چہ شکرست اُو عدوِ ما شدست — کرقیا سے کرد و آں کژ آمدست

کہ یہ کیسا شکر ہے وہ ہمارا دشمن ہوا ہے — بھرے نے انگل لگائی اور وہ ٹیڑھی لگی

بعد ازاں گفتش چہ خوردی گفت زہر — گفت نوشت[3] باد افزوں گشت قہر

اسکے بعد اس سے کہا تو نے کیا کھایا ہے اسنے کہا زہر! — اس نے کہا مبارک ہو، اس کا غصہ اور بڑھا

بعد ازاں گفت از طبیباں کیست اُو — کہ بیابد اُو بچارہ پیشِ تُو

اسکے بعد اس نے کہا، طبیبوں میں سے کون ہے — جو تیرے پاس علاج کے لئے آتا ہے؟

گفت عزرائیل می آید برو — گفت پایش بس مبارک شاد شو

(بیمار نے) کہا، ملک الموت آتا ہے جا — اس نے کہا اس کے قدم بہت مبارک ہیں، خوش ہو جا

ایں زماں از نزد اورا یم برت — گفتم اُورا تا کہ گردد غمخورت

میں تیرے پاس ابھی اس کے پاس سے آیا ہوں — میں نے اس کو کہا ہے کہ تیری خبر گیری کرے

گر بروں آمد از انجا شاد ماں — شُکر کش کردم مراعات ایں زماں

بھرا اس جگہ سے خوش خوش لوٹا — (اللہ کا) شکر ہے کہ میں نے اس وقت اس کا حق ادا کر دیا ہے

---

[1] صحّ نوشت۔ تیرا پینا درست ہوا۔ مبارک پا۔ مبارک قدم۔ حاجت روا۔ ضرورت کو پورا کرنے والا۔ راست کردن۔ صحیح کر لینا۔

[2] خاطر۔ دل مزاج چونی۔ چساں ہستی شکر یعنی اللہ کا شکر ہے نکر۔ ناگواری، بدست بودہ است۔ کژ کج، ٹیڑھا۔

[3] نوشت باد۔ تجھے مبارک ہو۔ قہر یعنی بیمار کا غصہ چارہ علاج، تدبیر عزرائیل۔ موت کے فرشتے کا نام ہے برت۔ یعنی تیرے پاس۔ کش کہ آں۔ مراعات لحاظ مروت۔

خود گمانش از کری[1] معکوس بود
بہرے پن کی وجہ سے اس کا گمان الٹا تھا

کہ زیانِ محض راپنداشت سُود
کہ خالص نقصان کو وہ نفع سمجھا

رُد برہ می گفت با خود از عما
وہ راستہ میں اندھے پن سے اپنے دل میں سوچ رہا تھا

شکر کہ کردم عیادت جار را
(خدا) کا شکر ہے کہ میں نے پڑوسی کی عیادت کر لی

گفت رنجور ایں عدُوِّ جانِ ماست
(لیکن) مریض نے کہا یہ تو ہماری جان کا دشمن ہے

ماندانستیم کُو کانِ جفاست
ہم نہ سمجھے تھے کہ وہ تو ظلم کی کان ہے

خاطرِ رنجور جویاں صد سَقَط
مریض کا دل سینکڑوں بری باتیں سوچ رہا تھا

تاکہ پیغامش کُند از ہر نمَط
تاکہ اس کو ہر طرح کا پیغام بھیجے

چوں کسے کُو خوردہ باشد آشِ[2] بد
اس شخص کی طرح جس نے خراب حریرہ پیا ہو

می بشوراند دلش تا قے کُند
اس کا دل متلا رہا ہو، تاکہ قے کرڈالے

نظمِ غیظ اینست آنراقے مکن
غصہ کو گھونٹنا یہی ہے کہ اس کو نہ اگل

تابیابی در جزا شیریں سخن
تاکہ بدلے میں میٹھی بات حاصل ہو

چوں نبُودش صبرِ می پیچید اُو
چونکہ اسمیں صبر (کا مادہ) نہ تھا وہ بل کھا رہا تھا

کایں سگِ ملعون کژ گفتار کُو
کہ یہ ملعون کتا، بکواس کرنے والا کہاں ہے؟

تا بریزم بروے آنچہ گفتہ بُود
تاکہ اس پر پلٹ دوں جو اس نے کہا ہے

کاں زمان شیرِ ضمیرم خفتہ بود
کیونکہ اس وقت میرے اندر کا شر سو رہا تھا

چوں عیادت بہرِ دل آرامی ست
جبکہ بیمار پرسی دل کو آرام پہنچانے کے لئے ہے

ایں عیادت نیست دشمن کامی ست
یہ تو بیمار پرسی نہیں ہے، عداوت ہے

تابہ بیند دشمنِ خود رانزار[3]
تاکہ اپنے دشمن کو بد حال دیکھے

تا بگیرد خاطرِ زشتش قرار
تاکہ اس کی بری طبیعت کو سکون ہو

بس کساں کایشاں عبادتہا کنند
بہت انسان ہیں جو عبادت کرتے ہیں

دل برضواں و ثواب آں نہند
اور (اللہ تعالیٰ کی) خوشنودی اور اس کے ثواب کی امید کرتے ہیں

خود حقیقت معصیت باشد خفی
(لیکن) وہ چھپی ہوئی گنہگاری ہوتی ہے

بس کدر کانرا تو پنداری صفی
بہت سے مکدر پانی ہوتے ہیں جنکو تو صاف پانی سمجھتا ہے

ہمچوں آں کر کُو ہمی پنداشت ست
اس بہرے کی طرح جس نے یقین کیا ہے

کونکوئی کرد و آں خود بد بُدست
کہ اس نے بھلائی کی (حالانکہ) وہ برائی تھی

---

[1] از کری۔ بہرے پن کی وجہ سے اس کے سب قیاس الٹے ہوئے اور مضر پڑے۔ رو برہ۔ روئے خود براہ آوردو تما۔ اندھا پن۔ کان۔ معدن جفا۔ ظلم۔ سقط۔ بری بھلی باتیں نمط۔ طرز طریقہ۔

[2] آش، حریرہ۔ بد۔ بدبودار شورا نیدان۔ بے چین ہونا۔ نظم، غصہ کو پی جانا۔ غیظ۔ غصہ، غضب۔ کو۔ کہاں۔ دشمن کام۔ دشمن کے مقصد کے مطابق، یعنی تباہ و برباد۔

[3] نزار۔ بدحال۔ خاطر زشت بد باطنی، بس کساں۔ یہاں سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ انسان اپنے بہت سے اعمال کو صحیح سمجھتا ہے۔ حالانکہ وہ غلط ہوتے ہیں۔ رضوان۔ رضامندی دل بر چیزے نہادن۔ کسی چیز کا امیدوار ہونا۔ کر۔ بہرا گو۔ کہ او۔

اُونشستہ خوش کہ خدمت کردہ ام
وہ خوش ہو بیٹھا کہ میں نے خدمت کی ہے

حقِ ہمسایہ[1] بجا آوردہ ام
(اور) پڑوسی کا حق ادا کیا ہے

بہرِ خود اُو آتشے افروخت ست
اس نے (تو) اپنے لئے آگ بھڑکا دی ہے

دردلِ رنجور و خود راسوخت ست
بیمار کے دل میں، اور اپنے آپ کو پھونک دیا ہے

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ اَوْقَدْتُمُوْ
اُس آگ سے بچو جو تم نے بھڑکائی

اِنَّکُمْ فِی الْمَعْصِیَۃِ اِذْ دَنْتُمُوْ
تم نے تو گنہگاری میں ترقی کی ہے

گفت پیغمبر بیک صاحب ریا
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک ریا کار سے فرمایا

صلِّ اِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ یَافَتٰی
اے نوجوان! نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی ہے

از برائے چارہ ایں خوفہا
ان ہی اندیشوں کے علاج کے لئے

آمداندر ہر نمازے اِھْدِنَا[2]
ہر نماز میں "اے اللہ ہماری رہنمائی فرما" آیا ہے

کیں نمازم رامیا میز اے خدا
کہ اے اللہ! میری اس نماز کو نہ ملا

با نمازِ ضَالِّین و اہلِ ریا
گمراہوں اور ریا کاروں کی نماز کے ساتھ

ازقیاسے کہ بکردآں گرچنیں
اس اٹکل کی وجہ سے جو اس بہرے نے کی

صحبتِ[3] دہ سال باطل شدبدیں
اس سال کی دوستی ٹوٹ گئی

خواجہ پندارد کہ طاعت می کند
جناب سمجھ رہے ہیں کہ عبادت کرتے ہیں

بیخبر کز معصیت جاں می کند
اس سے بیخبر ہیں کہ گناہ کی وجہ سے جان کو ہلاک کر رہے ہیں۔

روقیاسِ خویشتن را ترک کن
جاہ اپنا قیاس چھوڑ

کز قیاست تو شودریش کہن
کیونکہ تیرے قیاس کی وجہ سے زخم پرانا بن جائیگا

خاصہ اے خواجہ قیاسِ حسِ دوں
اے صاحب خصوصاً وہ قیاس جو ناقص حس کے ذریعہ ہو

اندرآں وحی کہ ہست از حدفزوں
اس وحی میں جو (تیری) حد سے آگے ہے

گوشِ حسِ تو بحرف اَر درخورست
تیرے جس کا کان اگر حرفوں کے لائق ہے (بھی)

داں کہ گوشِ غیب گیر تو کرست
(تو) سمجھ لے کہ تیرا غیب کو سننے والا کان بہرا ہے

دَر بیاں آنکہ اوّل کسی کہ در مقابلِ نصِ صریح قیاس آورد ابلیس بود

اس بیان میں کہ جس نے سب سے پہلے صریح نص کے مقابلہ میں قیاس کیا وہ شیطان تھا

اوّل آں کس کیں قیاسکہا نمود
سب سے پہلا شخص، جس نے یہ بیہودہ قیاس کے

پیشِ انوارِ خدا ابلیس بود
خدائی انوار کے مقابلہ میں وہ شیطان تھا

---

[1] ہمسایہ۔ پڑوسی۔ فاتقوا۔ پس۔ بچو۔ النار۔ آگ۔ التی۔ جس کو۔ اوقدتم۔ تم نے بھڑکایا۔ انکم، بیشک تم۔ فی المعصیۃ۔ گناہ میں۔ اذدتم۔ تم بڑھ گئے۔ گفت پیغمبر۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور اس نے رکوع سجدہ ٹھیک کئے بغیر نماز پڑھی اور پھر آنحضور کو سلام کیا۔ آنحضور نے فرمایا جاؤ تم نے نماز نہیں پڑھی دوبارہ پڑھو تین بار ایسا ہی ہوا پھر آنحضور نے اس کو صحیح نماز کا طریقہ بتلایا۔ یہ روایت اس شخص کے بارے میں ہے جس نے تعدیل ارکان نہیں کی تھی، اس کو ریاکار فرمانا ثابت نہیں ہے۔

[2] اھدنا۔ اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ سورہ فاتحہ میں ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ ضالین، ضال کی جمع ہے گمراہ اہل ریا۔ ریاکار۔

[3] صحبت دہ سال۔ بہرے اور بیمار پڑوسی کی دس سالہ ملاقات۔ ریش کہن۔ پرانا زخم، ناسور۔ حس دوں۔ کمتر درجہ کے حواس از حد فزوں۔ وحی الٰہی کا حقیقی ادراک ظاہری حواس سے نہیں ہو سکتا ہے۔ در خور۔ لائق۔ قیاسک۔ کاف تحقیر کے لئے ہے چونکہ یہ قیاس نص کے مقابلہ میں ہے

گفت نار از خاک بیشک بہتر ست
اس نے کہا کہ یقیناً آگ مٹی سے بہتر ہے

من زنا ر و اُو ز خاکِ اکدر ست
میں آگ سے اور وہ (آدم) تاریک مٹی سے بنا ہے

پس قیاسِ فرع بر اصلش کنیم
ہم فرع کو اصل پر قیاس کریں گے

اُو ز ظلمت ماز نورِ روشنیم
وہ تاریکی سے، میں روشن نور سے (بنا) ہوں

گفت حق نے بلکہ لا انساب شُد
اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں بلکہ نسبت کچھ نہیں طے ہو گیا ہے

زہد و تقویٰ فضل را محراب شُد
پرہیز گاری، اور تقویٰ بزرگی کا مقام بنگیا ہے

ایں نہ میراثِ جہانِ فانی ست
یہ فانی دنیا کی وراثت نہیں ہے

کہ بہ انسابش بیابی جانی ست
جسکو نسب کی بنیاد پر حاصل کرلے (بلکہ) وہ عالی (وراثت) ہے

بلکہ ایں میراثہائے انبیا ست
بلکہ یہ انبیاء کا ورثہ ہے

وارثِ ایں جانہائے اتقیاء ست
اس کی وارث، متقیوں کی جانیں ہیں

پورِ آں بوجہل شد مُومن عیاں
ابو جہل کا بیٹا علی الاعلان مومن بنا

پورِ آں ۲ نوحِ نبی از گمرہاں
نوح نبی کا بیٹا گمراہوں میں سے (بنا)

زادہ خاکی مُنوّر شُد چو ماہ
خاک سے پیدا شدہ چاند کی طرح منور ہوا

زادہ آتش توئی اے رُو سیاہ
اے روسیا! تو آگ سے پیدا شدہ ہے

ایں قیاسات و تحری روزِ اَبر
یہ اٹکل اور قیاس ابر کے دن

یا بشب مر قبلہ را کردست جبر
یا رات میں قبلہ کا بدل ہیں

لیک باخورشید و کعبہ پیشِ رُو
لیکن سورج اور کعبہ کے سامنے ہوتے ہوئے

ایں قیاس وایں تحری را مجو
یہ قیاس اور یہ اٹکل کام میں نہ لا

کعبہ نادیدہ مکن رُوز رو متاب
کعبہ کو ان دیکھا نہ بنا، اس سے منہ نہ موڑ

از قیاس اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابُ
قیاس کر کے، (اور) اللہ بہتر جانتا ہے

چوں صفیرے بشنوی از مُرغِ حق ۳
جب تو طائر قدس کی آواز سن لیتا ہے

ظاہرش رایاد گیری چوں سبق
اس کو ظاہر کو سبق کی طرح رٹ لیتا ہے

وانگہے از خود قیاساتے کُنی
پھر اپنی جانب سے قیاسات کرتا ہے

مَر خیالِ محض را ذاتے کُنی
محض خیال کو تو ذات بنا لیتا ہے

اصطلاحاتے ست مَر اَبدال را
ابدال کی خاص اصطلاحیں ہیں

کہ نباشد زاں خبر اَقوال را
(صاحب) اقوال کو ان کا علم نہیں ہوتا ہے

۱ من زنار۔ شیطان کا مادہ ناری ہے اور آدم علیہ السلام کا خاکی ہے۔ اکدر۔ زیادہ میلا۔ تاریک۔ فرع۔ شاخ کلیم۔ قیاس میں کسی جزوی مسئلہ کو کسی کلیہ سے مستنبط کیا جاتا ہے تو فرع سے مراد وہ جزوی مسئلہ ہے اور اصل سے کلیہ مراد ہے لا انساب۔ انسانی نسب کا روحانی معاملوں میں اعتبار نہیں ہے۔ محراب۔ صدر مقام۔ پور۔ بیٹا۔ ابو جہل کا بیٹا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ آخر میں مسلمان ہوئے اور بڑے کارنامے کے جنگ یرموک میں شہید ہوئے

۲ پور نوح۔ نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان ایمان نہ لایا اور طوفان میں غرق ہوا زادہ خاکی۔ حضرت آدم علیہ السلام۔ زادہ آتش۔ شیطان۔ تحری۔ اٹکل لگانا ابر کے دن یا رات میں اگر سمت قبلہ معلوم نہ ہو تو جسطرف بھی قبلہ ہونیکا زیادہ گمان ہو نماز پڑھ لی جاتی ہے اور وہ نماز درست ہوتی ہے خواہ قبلہ کی مخالف سمت کو پڑھی گئی ہو۔ کعبہ نادیدہ۔ اگر کعبہ سامنے ہو تو اس کو ان دیکھا بنا کر تحری کرنا غلط ہوگا۔

۳ مرغ۔ حق انبیاء و اولیاء خطیر قدس کے طائر کہلاتے ہیں۔ چوں سبق۔ یعنی صرف حروف رٹ لینا۔ خیال۔ یعنی غیر موجود چیز۔ ذات۔ یعنی حقیقت اقوال۔ یعنی وہ لوگ جو الفاظ رٹے ہوئے ہیں اور معانی سے بہت دور ہیں بعض نسخوں میں عقال ہے جو عاقل کی جمع ہے۔

مَنطق ۱ الطیر ی بصوت آموختی — صد قیاس و صد ہوس افروختی
تو نے پرندوں کی بولی، آواز سے سیکھ لی — (اور) سینکڑوں قیاس اور سینکڑوں ہوسیں روشن کر دیں

ہمچوں آں رنجور دلہا از تو خست — کر بہ پندارِ اِصابت گشت مست
اس بیمار کی طرح، تجھ سے بہت سے دل شکستہ ہو گئے — بہرا درستگی کے گھمنڈ سے مست ہو گیا

کاتبِ آں وحی زاں آوازِ مُرغ — بُردہ ظَنّے کُو بُوَد اَنبازِ مُرغ
اس وحی کا کاتب طائر قدس کی آواز سے — گمان کرنے لگا کہ وہ طائر قدس کا شریک ہے

مُرغ پرّے زد مَرْ اُورا کور کرد — نگ فروبردش بقَعرِ مرگ و دَرد
طائر قدس نے ایک پر مارا (اور) اس کو اندھا کر دیا — اس کو موت اور عذاب کے گڑھے میں اتار دیا

ہیں ۲ بعکسے یا بظنّے ہم شما — در میفتید از مقامات سما
خبردار! تم بھی پر تو یا گمان کیوجہ سے — آسمانی مراتب سے نہ گر پڑنا

گرچہ ہاروتید و ماروت و فزوں — از ہمہ بربامِ نَحْنُ الصَّافُوْن
اگرچہ تم ہاروت اور ماروت ہو اور بڑھ کر — سب سے ہم صف بندی کرنیوالے ہیں کے ایوان پر

بربَد یہائے بَداں رحمت کُنید — بر مَنی و خویش بینی کم تَنید
بروں کی برائی پر رحم کرو — خودی اور خود پسندی پر نہ اکڑو

ہیں مبادا غیرت آید از کمیں — سَرنگوں افتید در قعر زمیں
خبردار! غیرتِ (خداوندی) گھات سے نہ نکل آئے — (اور) زمین کے گڑھے میں اوندھے گرو

ہر دو گفتند اے خدا فرماں تراست — بے امانِ تو اَمانے خود کجاست
(ہاروت ماروت) دونوں نے کہا اے خدا! حکم تیرا ہی ہے — تیری امان کے بغیر امان کہاں ہے؟

ایں ہمی گفتند دل ۳ شاں می طپید — بد کجا آید زما نعمِ العَبِید
یہ وہ کہہ رہے تھے (اور) ان کا دل بے چین تھا — ہم بہترین غلاموں سے برائی کیسے سرزد ہو سکتی ہے؟

خار خارِ دو فرشتہ ہم نہشت — تا کہ تخمِ خویش بینی را نکشت
ان دونوں فرشتوں کے وسوسوں نے نہ چھوڑا — جب تک کہ خود بینی کا بیج نہ بو دیا

بس ہمی گفتند کاے ارکانیاں — بے خبر از پاکی رُوحانیاں
وہ کہتے تھے اے عناصر سے بنے ہوؤ! — روحانی مخلوق کی پاکیزگی سے بے خبر

ما کہ بر گردوں تتقہا می تنیم — برزمیں آئیم و شادُر واں زنیم
ہم جو کہ آسمان پر (عبادت کے) خیمے تانتے ہیں — ہم زمین پر آئیں گے اور (کارناموں کے) شامیانے لگائیں گے

منطق الطیر۔ پرندوں کی بولی، اس سے مولانا نے اولیاء کے مقابلہ میں قیاس آرائی کی برائی ظاہر کی ہے رنجور۔ جس طرح بہرے سے وہ مریض دل شکستہ ہوا۔ بزرگوں کے دل تجھ سے خستہ ہوں گے۔ آواز مرغ۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آیات کی تلاوت یعنی آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ یعنی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو یہ خیال ہو گیا کہ میں وحی میں شریک ہوں۔ مجھ پر بھی وحی آتی ہے۔

۲ ہیں۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے اور خطاب ہاروت و ماروت کو ہے۔ نَحْنُ الصَّافُوْن۔ ہم صف بستہ ہیں یہ فرشتوں کا مقولہ ہے۔ منی۔ امانیت، خودی، تنیدن۔ تننا، اکڑنا غیرت۔ یعنی خدائی غیرت۔ کمیں۔ گھات۔ قعر۔ گہرائی فرماں تراست تجھے حکم دینے کا حق ہے۔

۳ دل شاں می طپید۔ ان کے دل بے چین تھے چونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ان سے بدی کا صدور ممکن نہیں ہے نعم العبید۔ اچھے غلام خار خار۔ وسوسے جو دل میں کانٹے کی طرح چبھتے ہیں۔ ارکانیاں۔ وہ جو ارکان اربعہ یعنی چار عنصروں سے بنے ہیں۔ تتق بڑا خیمہ۔ شادُرواں۔ سائبان، بڑا فرش۔ کنگرہ۔

ہر دو شاں گفتند مارا باک نیست — کہ سرشت ما ز آب و خاک نیست
ان دونوں نے کہا ہمیں کوئی پروا نہیں ہے — اس لئے کہ ہمارا خمیر پانی اور مٹی کا نہیں ہے

عدل ور زیم و عبادت آوریم — باز ہر شب سوئے گردوں بر پریم
ہم انصاف کریں گے اور عبادت بجا لائینگے — پھر ہر رات کو آسمان پر اڑ جائیں گے

تا شویم اُعجوبۂ [1] دورِ زماں — تا نہیم اندر زمیں اَمن و اماں
یہاں تک کہ ہم دور زمانہ کے انوکھے بنجائینگے — (کیونکہ) ہم زمین پر امن و امان قائم کرینگے

آں قیاس حال گردون بر زمیں — راست ناید فرق دارد در کمیں
آسمان کے حال کو زمین پر قیاس کرنا — درست نہ ہوگا، گہرا فرق ہے

دَربیانِ آنکہ حالِ خود و مستیِ خود پنہاں باید داشت

اسکا بیان کہ اپنی حالت اور اپنی مستی کو چھپانا چاہئے

بشنو الفاظِ حکیم پردۂ — سر ہم آنجا نہ کہ بادہ خوردۂ
رازداں حکیم کے الفاظ سن — جس جگہ تو نے شراب پی ہے وہیں سر رکھدے

مستے از میخانۂ چوں ضال شُد — تسخر و [2] بازیچۂ اَطفال شُد
کوئی مست جب کسی میخانہ سے بھٹک گیا — وہ بچوں کے لئے مسخرہ اور کھلونا بن گیا

می فتد اُو سو بسو بر بر رہے — در گل و می خندش ہر اَبلہے
وہ ادھر ادھر ہر راستہ پر گرتا ہے — کیچڑ میں اور اس پر ہر احمق ہنستا ہے

او چنین و کود کاں اندر پَیَش — بے خبر از مستی و ذوقِ مَیَش
وہ اس حال میں اور بچے اس کے پیچھے — بے خبر اس کی شراب اور مستی کے ذوق سے

خَلق اَطفال اند جُز مستِ خدا — نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا
مخلوق بچے ہیں، خدا کے مست کے علاوہ — بالغ کوئی نہیں ہے اس کے علاوہ جو نفسانی خواہش سے نجات پا گیا

گفت [3] دنیا لعب ولہوست وشما — کود کیدو راست فرماید خدا
(اللہ نے) فرمایا ہے دنیا کھیل کود ہے اور تم — بچے ہو اور خدا درست فرماتا ہے

از لَعب بیروں نرفتی کودکی — بے زکاتِ روح کے باشد زکی
تو کھیل کود سے باہر نہیں نکلا، تو بچہ ہے — روح کی پاکیزگی کے بغیر تو پاک کب ہو سکتا ہے؟

چوں جماعِ طفل داں ایں شہوتے — کہ ہمی رانند ایں جا اے فتے
تو اس شہوت کو بچہ کے جماع کی طرح سمجھ — جسکو وہ یہاں پورا کر رہے ہیں، اے نوجوان!

[1] اُعجوبہ۔ تعجب کی چیز۔ دربیان۔ ان اشعار کا مقصد یہ ہے کہ اہل باطن کو اسرار کا اظہار نہ کرنا چاہیے تا کہ عوام غلط قیاس آرائی کر کے تباہ نہ ہوں۔ حکیم۔ اس سے حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ سر نہادن۔ پڑ رہنا۔ ضال۔ راستہ بھول جانے والا مسافر۔

[2] تسخر۔ تمسخر۔ بازیچہ۔ کھلونا۔ پیش۔ او۔ مست خدا۔ عاشق خدا۔ رہیدہ آزاد

[3] گفت۔ قرآن پاک میں ہے۔ وما ھذہ الحیوۃ الدنیا الا لھو ولعب۔ "دنیا کی زندگی تو محض جی کا بہلاوا اور کھیل ہے۔ لہٰذا دنیادار بچے ہیں جو دنیا کے کھلونے سے کھیلتے ہیں۔ زکات۔ پاکیزگی۔ زکی۔ پاکیزہ۔

ایں جماعِ طفل چہ بُود بازے
بچہ کا جماع کیا ہوتا ہے؟ محض تمسخر

با جماعِ رُستمے و غازئے
رستم اور غازی کے جماع کے سامنے

جنگِ خلقاں ہمچو جنگِ کودکاں
لوگوں کی لڑائی بچوں کی لڑائی جیسی ہے

جملہ بے معنیٰ و بے مغز و مُہاں
سب بے معنی اور بے مغز اور حقیر

جملہ با شمشیرِ چوبیں جنگِ شاں
ان کی لڑائی لکڑی کی تلواروں سے ہے

جملہ در لَا یَنْبَغِیْ آہنگِ شاں
ان کا قصد و ارادہ سب "غیر مناسب" میں داخل ہے

جملہ شاں گشتہ سوارہ بر نَے
سب لکڑی کے سوار بنے ہوئے ہیں

کایں بُراقِ ماست یا دُلدُل؟ بپے
کہ یہ ہمارا براق ہے یا دلدل قدم ہے

حامل اندو خود ز جہل افراشتہ
وہ لدے ہوئے ہیں اور جہالت سے اپنے آپ کو بلند کئے ہوئے

راکب و محمولِ رہ پنداشتہ
راستہ کا سوار اور چڑھا ہوا سمجھتے ہیں

باش تا روزے کہ محمولانِ حق
ٹھہر، جب تک حق کے سوار کسی دن

اسپ تازاں بگذرند از نہ طبق
گھوڑے دوڑاتے ہوئے نو آسمانوں سے گزر جائیں

یَعْرُجُ الرُّوْحُ اِلَیْہِ وَالْمَلَکْ
مِنْ عُرُوْجِ الرُّوْحِ یَھْتَزُّ الْفَلَکْ
فرشتے اور روح اس (اللہ تعالیٰ) کیطرف چڑھیں گے
روح کے چڑھنے سے آسمان جھومے گا

ہمچو طفلاں جملہ تاں دامن سوار
گوشۂ دامن گرفتہ اسپ وار
بچوں کی طرح تم سب دامن پر سوار ہو
گھوڑے کی طرح دامن کو پکڑے ہوئے ہو

از حق اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ رسید
مرکبِ ظن بر فلکہا کے دوید
اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے گمان فائدہ نہیں دیتا ہے طے ہوا ہے
گمان کا گھوڑا آسمانوں پر کب دوڑا ہے؟

اَغْلَبُ ۳ الظَّنِّیْنَ فِی تَرْجِیْحِ ذَا
لَا تُمَارِ الشَّمْسَ فِی تَوْضِیْحِھَا
دو گمانوں میں سے زیادہ غالب اس کی ترجیح کیلئے ہے
سورج کی وضاحت میں نہ جھگڑ

آفتابِ حق چو گردد مُستوِی
در قیامت پر رشید و برغوِی
حق کا سورج جب سر پر آجائے گا
قیامت میں رلو یاب اور گمراہ پر

آنگہے بینند مرکبہائے خویش
مرکبے سازیدہ انداز پائے خویش
اس وقت اپنی سواریوں کو دیکھیں گے
کہ انہوں نے اپنے پیر کو سواری بنایا ہے

وہم و حِس و فکر و ادراکِ شما
ہمچو نے داں مرکبِ کودک ہلا
تمہارا وہم اور حس اور فکر اور معلومات
آگاہ! ان کو بچہ کی بانس کی سواری کی طرح سمجھ

---

۱ جماعِ طفل۔ نابالغ بچہ کے جماع کا کوئی نتیجہ نہیں ہے اسیطرح اہل دنیا حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ رُستم۔ فتی کا لالہ ہے۔ نوجوان۔ خلقاں۔ خلق کی جمع مخلوق لایَنبغی۔ غیر مناسب چیزیں۔

۲ بانس، عموماً بچے بانس پر سوار ہو کر اس کو گھوڑا سمجھ کر کھیلتے ہیں۔ ایسے ہی اہل ظاہر غیر حقیقی دلائل پر سوار ہیں۔ بُراق۔ وہ سواری جو آنحضور کو معراج میں ملی تھی۔

۲ دُلدُل۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خچر جو حاکم اسکندریہ نے بطور تحفہ دیا تھا۔ حامل اٹھانیوالا، سواری راکب۔ سوار محمول۔ سوار۔ محمولانِ حق۔ خدائی سوار۔ نہ طبق۔ نو آسمان۔ یَعْرُجُ۔ چڑھیگا۔ بہتر، جھومیگا۔ ہمچو۔ بچے یہ بھی کرتے ہیں کہ اپنے دامن کو ہی ٹانگوں درمیان کر کے اس کو گھوڑا تصور کر لیتے ہیں۔ یہی حال اہل ظاہر کا ہے جو غلط دلائل پر سوار ہیں اِنَّ الظَّنَّ۔ قرآن پاک میں ہے "وہ لوگ صرف گمان کا اتباع کرتے ہیں اور گمان حق بات کے مقابل کچھ مفید نہیں ہے۔ لہٰذا حقائق باطنہ کا محض ظن کی بنیاد پر انکار درست نہیں ہے۔

۳ اَغْلَبُ۔ یعنی ظن غالب پر تو جب عمل ہوتا ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں بھی ظن ہی ہو۔ یقین کے بالمقابل ظن بالکل باطل ہے جب سورج سامنے ہو تو اس کے انکار کے ظنی دلائل بالکل بیکار ہیں۔ مستوی۔ یعنی نصف النہار میں آئیگے۔ جو ظنی علوم پر عامل ہیں انہیں انکے باطل ہو جانے کا یقین آجائیگا۔ وہم۔ یعنی عقلی دلائل کی وہی حقیقت ہے جیسے بچوں کے بانس کی جس کو انہوں نے گھوڑا سمجھ رکھا تھا۔

عِلمہائے ۱ اہلِ دل حَمّالِ شاں — عِلمہائے اہلِ تن اَحمالِ شاں
اہل دل کے علوم ان کی سواری ہیں — تن پروروں کے علم ان کا بوجھ ہے

عِلم چوں بردل زند یارے شود — عِلم چوں برتن زند بارے سود
علم جب دل پر اثر کرے مدد گار ہو گا — علم جب بدن پر اثر کرے بوجھ ہو گا

گفت ایزد یَحمِلُ اَسفارَہٗ ۲ — بار باشد عِلم کاں نبود زھُو
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اپنی کتابیں لادے ہوئے ہے — وہ علم بوجھ ہوتا ہے جو اللہ کی جانب سے نہ ہو

عِلم کاں نبود زھو بے واسِطہ — آں نپاید ہمچو رنگ ماشِطہ
جو علم اللہ تعالیٰ کی جانب سے بلا واسطہ نہ ہو — وہ پائیدار نہیں ہوتا ہے مشاطہ کے (لگائے ہوئے) رنگ کی طرح

لیک چوں ایں بار رانیکو کشی — بار برگیرند و بخشندت خوشی
لیکن جب تو اس بوجھ کو اچھی طرح کھینچے گا — بوجھ اتار لیں گے اور تجھے خوشی بخشیں گے

ہیں بکش بہرِ خدا ایں بارِ عِلم — تا بہ بینی دردروں اَنبارِ عِلم
خبردار! علم کے اس بوجھ کو اللہ کے لئے اٹھا — یہانتک کہ تو (اپنے) اندر علم کے انبار دیکھے

ہیں مکش [illegible] ہوا ایں بارِ عِلم — تا شوی راکِب تو بر رہوارِ عِلم
خبردار! علم [illegible] (خواہش نفسانی کیلئے نہ اٹھا) — تاکہ تو علم کے گھوڑے پر سوار ہو جائے

چونکہ بر رہوارِ عِلم آئی سوار — بعدازاں افتدُ ترا از دوش بار
جب تو علم کے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے گا — اس کے بعد تیرے کندھے سے بوجھ ہلکا ہو گا

از ہوا ہا کے رہی بے جامِ ھو — اے زھو قانع شدہ با نامِ ہُو
محبتِ الٰہی کے جام کے بغیر تو خواہشات سے کب چھوٹ سکتا ہے — اے وہ کہ جو اللہ کی ذات کی بجائے نام پر قانع ہو گیا ہے

از صفت ۳ وز نام چہ زاید خیال — واں خیالش ہست دلّالِ وصال
(اللہ کی) صفت اور نام سے کیا پیدا ہوتا ہے؟ خیال (پیدا ہوتا ہے) — اور وہ اس کا خیال، وصال کا راہنما ہے

دیدہ دلال بے مدلول ہیچ — تا نباشد جادہ نبُوَد غُول ہیچ
کبھی تو نے کوئی راہنما بغیر مقصود کے دیکھا ہے — جب تک راستہ نہ ہو، کبھی چھلاوا نہیں ہوتا ہے

ہیچ نامے بے حقیقت دیدۂ — یا زگاف ولامِ گُل گُل چیدہ
تو نے کبھی کوئی نام بغیر مسمّیٰ کے دیکھا ہے — یا (لفظ) گل کے گاف اور لام سے تو نے پھول چنے ہیں

اِسم خواندی رَو مسمّیٰ را بجُو — مِہ ببالاداں نہ اندر آبِ جو
تو نے نام پڑھ لیا، جا نام والے کو ڈھونڈ — چاند کو اوپر سمجھ، نہ کہ نہر کے پانی میں

۱ عِلمہائے۔ یقینی علوم [illegible] رساں ہیں، ظنی علوم وبال جان ہیں۔ حمّال۔ بوجھ اٹھانے والا۔ اَحمال۔ حمل کی جمع ہے۔ بوجھ، بردل۔ یعنی وہ علم جو بطریقہ الہام اور وحی حاصل ہو۔ برتن۔ یعنی وہ علم جو بدن کے حواس کے ذریعہ حاصل ہو۔ تحمل قرآن پاک میں ہے جن لوگوں پر تورات پر عمل کرنے کا بار ڈالا گیا پھر وہ اس پر کاربند نہ ہوئے انکی مثال اس گدھے کی سی ہے جسپر کتابیں لدی ہوئی ہوں"

۲ اَسفار۔ سفر کی جمع ہے کتاب۔ ہُو۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ بے واسطہ کسبی علوم کے بعد دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے جو وہبی ہے۔ یہاں علم سے وہی کیفیت مراد ہے۔ مشاطہ۔ مشاطہ نائن جو دلہن کو بناؤ سنگھار کراتی ہے۔ ایں بار۔ یعنی کسبی علوم کو بیکار نہیں ہیں انکو اللہ کیلئے حاصل کیا جائے تو نور عطا ہو جاتا ہے۔ بار یعنی کسبی علوم کی کثافت اور بوجھ ہلکا ہو جائیگا۔ زھو قانع شدہ۔ مومن کو اللہ کی ذات کا طالب بننا چاہیے۔ محض اللہ کے ناموں پر اکتفا نہ کرنا چاہیئے۔

۳ از صفت۔ یعنی اللہ کے اسماء اور صفات کا درد ذات تک پہنچنے میں رہنمائی کرتا ہے۔ دیدہ۔ دلالت کرنیوالے کا وجود اس چیز کے وجود کی علامت ہے جس پر وہ دلالت کرتا ہے عوام کا خیال ہے کہ راستوں پر چھلاوے ہوتے ہیں۔ جو راستہ سے بھٹکا دیتے ہیں۔ اگر چھلاوہ ہے تو وہاں راستہ ضرور ہے۔ ہیچ نام۔ ہر اسم کا مسمّیٰ ضروری ہے۔ خواہ اس کا وجود خارج میں ہو یا ذہن میں دراصل منفعت مسمّیٰ سے متعلق ہے نام سے نہیں جیسا کہ گل اس کے گاف اور لام میں کوئی خوشبو نہیں

گر زنام[1] و حرف خواہی بگذری — پاک کُن خود راز خود ہیں یکسری
تو اگر نام اور حرفوں سے آگے بڑھنا چاہتا ہے — تو خبردار! اپنے آپ کو خودی سے بالکل پاک کر لے

ہمچو آہن زآنی بیرنگ شو — در ریاضت آئینہ بے زنگ شو
لوہے کی طرح لوہے پن سے بے تعلق ہو جا — ریاضت کر کے بغیر زنگ کا آئینہ بن جا

خویش راصافی کُن ازاوصافِ خود — تابہ بینی ذاتِ پاکِ صافِ خود
اپنے آپ کو اپنے اوصاف سے صاف کر لے — تاکہ تو اپنی پاک، صاف ذات کو (اس حالت میں) دیکھے

بینی اندر دل علومِ انبیا — بے کتاب و بے مُعید و اُوستا
(کہ) تو دل میں انبیاء کے علوم دیکھے — بغیر کتاب اور بغیر دہرانے والے کے اور بغیر استاد کے

گفت پیغمبر[2] کہ ہست ازامتم — کو بود ہم گوہرو ہم ہمتم
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میری امت میں ایک وہ ہے — جو میرے جوہر اور میری ہمت میں میرا شریک ہوگا

مَرمرازاں نور بیند جانِ شاں — کہ من ایشاں راہمی بینم بداں
ان کی جان مجھے اس نور سے دیکھے گی — جس سے میں ان کو دیکھتا ہوں

بے صحیحین و احادیث وروٰات — بلکہ اندر مشرَبِ آبِ حیات
(مجھے میرے نور سے دیکھے گا) بغیر صحیحین اور احادیث اور راویوں کے — بلکہ مشرب (عشق) میں آبِ حیات سے (دیکھے گا)

سِرِّ اَمسَینَا[3] لَکُردِیًّا بداں — رازِ اَصبَحنَا عَرَابِیًّا بخواں
"ہم نے کردی ہو کر شام گزاری کے راز کو سمجھ — "ہم نے عربی ہو کر صبح کی" کے راز کو پڑھ

سِرِّ اَمسَینَا وَ اَصبَحنَا ترا — می رساند جانبِ راہِ خدا
تجھے امسینا اور اصبحنا کا راز — راہِ خدا کی جانب پہنچا دے گا

ور مثالے خواہی از عِلمِ نہاں — قصہ گواز رومیان و چینیاں
اگر تو علم لدنی کی مثال چاہتا ہے — تو رومیوں اور چینیوں کا قصہ دہرا

قصۂ مرے کردن رومیان و چینیاں در عِلمِ نقاشی و صورتگری

نقاشی اور مصوری کے علم میں رومیوں اور چینیوں کے مقابلہ کا قصہ

چینیاں گفتند مانقاش تر — رومیاں گفتند مارا کرّ و فر
چینیوں نے کہا کہ ہم بڑے نقاش ہیں — رومیوں نے کہا کہ ہم شان و شوکت والے ہیں

گفت سُلطان امتحاں خواہم دریں — کز شما خود کیست در دعویٰ گزیں
بادشاہ نے کہا میں اس معاملہ میں امتحان لونگا — کہ دعوے میں تم میں سے کون بہتر ہے؟

---

[1] گر زنام۔ اسماء الٰہی سے ذات الٰہی تک اسوقت پہنچو گے جب خودی سے اپنے آپ کو پاک کرلو گے۔ ہمچو آہن۔ آئینہ لوہے سے بنایا جاتا تھا۔ اس کو زنگ سے صاف کرکے صیقل کر دیا جاتا تھا جس میں عکس نظر آنے لگتا تھا۔ لوہے میں اس کا اپنا رنگ ہے تو اسمیں عکس نمودار نہ ہوگا۔ خویش را۔ دل کے زنگ کو دور کردو گے تو اسمیں انبیاء کے علوم کا عکس نظر آسکیگا۔ مُعید۔ سبق دہرانیوالا، تکرار کرانیوالا۔

[2] گفت پیغمبر۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ امت میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جو میرے جوہر علم و ہمت میں میرے شریک ہونگے ایک روایت میں ہے "میری امت میں وہ لوگ ہونگے جنکو اللہ کیطرف سے الہام ہو گا۔" صحیحین۔ دو صحیح کتابیں یعنی امام بخاری کی صحیح اور امام مسلم کی صحیح بلکہ۔ مشاہدہ کی یہ صورت مشرب عشق سے حاصل ہوتی ہے جو روح کے لئے آبِ حیات ہے۔

[3] سرِ امسینا۔ حضرت ابوالدوزا کرہ قوم میں سے تھے جو عربی سے ناواقف تھے حضرت حق نے انکو ایک شب میں علوم عربیہ عطا فرمادیئے۔ صبح کو جب انہوں نے وعظ فرمایا تو کہا شام کو میں کردی تھا اور عربی سے ناواقف تھا اللہ کا کرم ہے کہ اسنے رات میں عربی علوم عطا فرمادیئے اور میں صبح کو عربی ہو گیا ہوں صور تگری۔ مصوری، علم باطن نے صول کی صورت اس قصہ سے سمجھائی ہے۔ کرّ و فر۔ خ شان و شوکت۔ گزین۔ پسندیدہ۔

اہل چین و روم چوں حاضر شدند
چینی اور رومی جب آئے

رومیاں در علم واقف تر بُدند
(تو) رومی باعتبار علم زیادہ ماہر تھے

چینیاں گفتند خدمتہا[1] کُنیم
چینیوں نے کہا ہم محنت کریں گے

رومیاں گفتند برحکمت تنیم
رومیوں نے کہا ہم حکمت و دانائی دکھائیں گے

چینیاں گفتند یک خانہ بما
چینیوں نے کہا ایک گھر

خاص بسپارید و یک آن شما
خاص تم پر ہمارے سپرد کرو اور ایک تم لیلو

بُود دو[2] خانہ مُقابل دربدر
آمنے سامنے کے دو گھر بالمقابل تھے

زاں یکے رومی ستد چینی دگر
ان میں سے ایک رومیوں نے دوسرا چینیوں نے لے لیا

چینیاں صد رنگ از شہ خواستند
چینیوں نے بادشاہ سے سو قسم کے رنگ مانگے

پس خزینہ باز کرد آں ارجمند
اس اقبال مند (بادشاہ) نے خزانہ کھول دیا

ہر صباحے از خزینہ رنگہا
ہر صبح کو خزانے سے رنگوں کے لئے

چینیاں راراتبہ بودو عطا
چینیوں کو مقرر رقم بلکہ اور کچھ زیادہ مل جاتا

رومیاں گفتند نے نقش و نہ رنگ
رومیوں نے کہا نہ نقش اور نہ رنگ

در خور آید کار راجز دفع زنگ[2]
کام میں آئے گا سوائے زنگ صاف کرنے کے

در فروبستند و صیقل می زدند
ان (رومیوں) نے دروازہ بند کیا اور مانجھنے لگے

ہمچوں گردوں سادہ و صافی شدند
(وہ دیواریں) آسمان کیطرح سادہ اور صاف ہو گئے

از دو صد[3] رنگی بہ بیرنگی رہے ست
رنگارنگی (عالم کثرت) سے (بے رنگی) عالم وحدت کیطرف راستہ ہے

رنگ چوں ابر ست و بیرنگی مہے ست
رنگ ابر کیطرح ہے رنگی چاند کی طرح ہے

ہرچہ اندر ابر صنوبینی و تاب
تو ابر میں جو کچھ روشنی اور چمک دیکھتا ہے

آں زاختر دان و ماہ و آفتاب
وہ ستاروں اور چاند اور سورج کی وجہ سے سمجھ

چینیاں چوں از عمل فارغ شدند
جب چینی کام سے فارغ ہوئے

از پئے شادی دُہلہا می زدند
انہوں نے خوشی میں ڈھول بجائے

شہ در آمد دید آنجا نقشہا
بادشاہ آیا اس نے اس جگہ نقش دیکھے

می ربود آں عقل را و فہم را
جو عقل اور سمجھ کو دنگ کر رہے تھے

بعد ازاں آمد بسوئے رومیاں
اس کے بعد (بادشاہ) رومیوں کی طرف آیا

پردہ را بالا کشید نداز میاں
انہوں نے درمیان سے پردے کو اوپر کھینچ دیا

---

[1] خدمتہا۔ یعنی قوت عمل سے کام لیں گے۔ تنیم۔ مشغول ہونگے۔ آن۔ ملکیت۔ در بند۔ یعنی دونوں کے دروازے سے آمنے سامنے تھے۔ راتبہ۔ دونوں کا مقرر عطیہ۔ عطا بخشش جو مقرر نہ ہو۔

[2] دفع زنگ۔ یعنی ہمیں رنگ و روغن مفید نہ ہوگا۔ بلکہ دیواروں کو صاف کرنا اور مانجھنا مفید ہوگا۔ ہمچو گردوں مکان کو آسمان کی طرح صاف ستھرا کردیا۔

[3] از دو صد۔ یعنی عالم کثرت عالم وحدت کا راہنما ہے۔ یہاں سے مولانا کا ذہن چینیوں کی رنگارنگی اور رومیوں کی بے رنگی سے کثرت کی رنگا رنگی اور وحدت کی بے رنگی کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ ہر چہ۔ ابر میں چمک اور روشنی ان ستاروں یا چاند اور سورج کی وجہ سے ہوتی ہے جو اس کے پیچھے ہوتے ہیں اسی طرح عالم امکان میں ہر کمال ذات واحد سے آیا ہے۔ دہلہا۔ دہل کی جمع ہے، ڈھول، پردہ را۔ یعنی رومیوں نے اپنے مکان پر جو پردہ ڈال رکھا تھا۔

عکسِ آں تصویر و آں کردار ہا — زد بریں صافی شدہ دیوار ہا
(تو) ان تصویروں اور دستکاریوں کا عکس — ان صاف دیواروں پر پڑا

ہر چہ آنجا دید ایں جا بہ نمود — دیدہ را از دیدہ خانہ می ربود
(بادشاہ نے) جو وہاں دیکھا یہاں اس سے اچھا دیکھا — (اور یہ منظر آنکھوں کو حلقۂ چشم سے اچک رہا تھا

رومیاں آں صوفیا نند اے پدر — بے تکرار و کتاب و بے ہنر
اے بابا! رومی وہ صوفی ہیں — بغیر تکرار اور کتاب اور ہنر (آموزی) کے

لیک صیقل کردہ اند آں سینہا — پاک ز آز و حرص و بخل و کینہا
لیکن انہوں نے سینوں کو مانجھ لیا ہے — لالچ اور حرص اور بخل اور کینوں سے پاک (کرلیا ہے)

آں صفائے آئینہ وصف دل ست — صورتِ بے منتہا را قابل ست
آئینہ کی صفائی ان کے دل کی صفت ہے — (جو) لا انتہا صورتوں کو قبول کرنے والا ہے

صورتِ بے صورتے بیحد و عیب — زآئینہ دل تافت بر موسیٰ ۲ ز جیب
صورت، بغیر صورت کے جو بیحد اور بے عیب تھی — جو گریبان میں سے طور کے آئینہ سے حضرت موسیٰ پر چمکی تھی

گرچہ آں صورت نہ گنجد در فلک — نے بعرش و فرش و دریا و سمک
اگرچہ وہ صورت آسمان میں نہیں سماتی ہے — نہ عرش میں اور نہ زمین اور نہ دریا میں اور نہ مچھلی میں

زانکہ محدود ست و معدود ست آں — آئینہ دل را نباشد حد بداں
اس لئے کہ یہ چیزیں محدود اور شمار میں آنیوالی ہیں — سمجھ لے دل کی آئینہ کی کوئی حد نہیں ہے

عقل ۳ اینجا ساکت آید یا مُصِل — زانکہ دل با اوست یا خود دوست دل
عقل اس جگہ خاموش رہتی ہے یا گمراہ کرتی ہے — اسلئے کہ دل اس سے ملا ہوا ہے یا خود وہی دل ہے

عکسِ ہر نقشے نتابد تا ابد — جز ز دل ہم باعد و ہم بے عدد
قیامت تک کے ہر نقش کا عکس نہیں چمکتا ہے — دل کے علاوہ (کسی اور چیز پر) خواہ وہ شمار میں آنیوالے ہوں یا ان گنت ہوں

تا ابد ہر نقشِ نو کاید برو — می نماید بے حجابے اندرو
قیامت تک کا ہر نیا نقش جو اس دل پر پڑتا ہے — کسی حجاب کے بغیر اس میں نظر آتا ہے

اہلِ صیقل رستہ انداز بود رنگ — ہر دمے بینند خوبی بے درنگ
صیقل کرنیوالے ہو اور رنگ سے نجات پا گئے ہیں — وہ اچھائی کو بلا توقف ہر وقت دیکھ لیتے ہیں

نقش و قشرِ علم را بگذاشتند — رایت عَیْنُ الْیَقِیْن افراشتند
انہوں نے نقش اور علم کے چھلکے کو چھوڑ دیا ہے — عین الیقین کا جھنڈا بلند کر دیا ہے

۱ ہر دمے۔ ہر وقت۔ بے۔ بہتر۔ دیدہ خانہ۔ آنکھوں کے حلقے۔ رومیاں آں صوفیاں۔ یعنی جس طرح رومیوں نے خود نقش و نگار نہیں بنائے بلکہ چینیوں کے نقش و نگار کو منعکس کر لیا اسی طرح صوفیا اپنی لوح دل پر علوم الٰہیہ کو منعکس کر لیتے ہیں۔ دل۔ دل ایسا آئینہ ہے کہ جب وہ صاف ہو جاتا ہے تو لا انتہا صورتوں کو اپنے اندر منعکس کر لیتا ہے۔

۲ بر موسیٰ حضرت موسیٰ کو علم لدنی حاصل ہوا تھا۔ جو لا انتہا تھا اور بے صورت تھا چونکہ وہ علم حصولی نہ تھا۔ جو اشیاء کی صور ذہنیہ کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے۔ گرچہ وہ علم لدنی زمین و آسمان اور دریا اور دریائی حیوانات میں نہیں سما سکتا چونکہ یہ سب چیزیں محدود ہیں اور وہ غیر محدود ہے لیکن آئینہ دل میں غیر محدود کو قبول کر لینے کی صلاحیت ہے۔

۳ اینجا۔ یعنی اس معاملہ میں کہ قلب میں علم لدنی سما سکتے ہیں۔ زانکہ۔ کیونکہ یہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ قلب اور صورت میں اقتران ہے یا دونوں میں عینیت ہے۔ تا ابد۔ قیامت تک۔ جس قدر نقوش ہیں خواہ محدود ہوں یا غیر محدود، دل کے سوا کسی آئینہ میں منعکس نہیں ہو سکتے ہیں۔ خوبی۔ علوم محمودہ عَیْنَ الْیَقِیْن یقین کا آخری درجہ ہے۔

ذوق و فکر و روشنائی [1] یافتند — بحر بہرِ آشنائی یافتند
ان کو ذوق اور فکر اور روشنی حاصل ہو گئی ہے — انہوں نے تیراکی کے لئے سمندر پا لیا ہے

مرگ کز وے جملہ اندر وحشت اند — می کنند ایں قوم بروے ریشخند
موت جس سے سب خوف زدہ ہیں — یہ قوم اس کی ہنسی اڑاتی ہے

کس نیابد بر دلِ ایشاں ظفر — بر صدف آید ضرر نے بر گہر
(کیونکہ) ان کے دل پر کوئی قابو نہیں پا سکتا ہے — ضرر سیپ کو پہنچتا ہے نہ کہ موتی کو

گرچہ نحو و فقہ را بگذاشتند — لیک محو و فقر را برداشتند
اگرچہ انہوں نے نحو اور فقہ کو ترک کر دیا ہے — لیکن وہ فنا اور فقر کے حامل ہو گئے ہیں

تا نقوشِ ہشت جنت تافت ست — لوحِ دل شانرا پذیرا یافت ست
جب سے آٹھوں، بہشتوں کے نقوش ابھرے ہیں — انکی لوحِ دل کو (عکس کی) قبول کرنیوالی پایا ہے

برتر انداز عرش و کرسی و خلا — ساکنانِ مقعدِ صدقِ [2] خدا
وہ عرش اور کرسی اور خلا سے بھی بہتر ہیں — (وہ) خدا کی سچائی کی نشستگاہ کے ساکن ہیں

صد نشاں دارند و محوِ مطلق اند — چہ نشاں بل عین دیدارِ حق اند
وہ سینکڑوں نشان رکھتے ہیں اور مطلق فنا ہیں — نشان کیا، بلکہ وہ اللہ کا بعینہ دیدار ہیں

پرسیدن پیغمبر زیدرا صلی اللہ علیہ وسلم امروز چونی وچوں با مداد کردی
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حضرت زید (رضی اللہ عنہ) سے دریافت فرمانا کہ آج تم کیسے ہو اور تم نے
وبرخاستی و جواب گفتنِ او کہ اصبحت مؤمنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کس حالت میں صبح کی (بستر سے) کس حال میں اٹھے اور اس کا جواب دینا کہ یا رسول اللہ میں نے مومن ہونے کی حالت میں صبح کی ہے

گفت پیغمبر صباحے زیدرا — کیف [3] اصبحت اے رفیق باصفا
ایک صبح کو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے زیدؓ سے فرمایا — اے مخلص رفیق! تم نے صبح کس حالت میں کی ہے؟

گفت عبدًا مؤمنًا باز اوش گفت — گر نشاں از باغِ ایماں گر شگفت
انہوں نے کہا مومن بندہ ہونے کی حالت میں پھر انہوں (حضورؐ) نے فرمایا — اگر ایمان کا چمن کھلا ہے تو اس کی علامت بتاؤ

گفت تشنہ بودہ ام من روزہا — شب نخفتستم زعشق وسوزہا
انہوں نے کہا میں (روزہ کی وجہ سے) دنوں پیاسا رہا ہوں — عشق اور سوز کی وجہ سے راتوں نہیں سویا ہوں

تاز روز و شب گذر کردم چناں — کہ زاسپر بگذرد نوکِ سناں
یہاں تک کہ روز و شب سے میں اس طرح گزر گیا — جس طرح نیزے کی نوک ڈھال سے گزر جاتی ہے

[1] روشنائی۔ یعنی نورِ قلب بحر۔ یعنی علوم دینیہ کا سمندر آشنائی۔ تیراکی ۔ وحشت۔ خوف۔ ریشخند۔ ہنسی اڑانا۔ ظفر۔ فتح۔ صدف یعنی جسم۔ گہر۔ یعنی روح بخوفنا۔ خلاء وہ فضا جو عرش سے اوپر ہے۔

[2] مقعد صدق۔ قرآن پاک میں ہے پرہیزگار سچائی کی نشستگاہ میں ہیں "صدنشاں۔ جو بقاء باللہ کے ہیں۔ محو مطلق یعنی فنا فی اللہ کی وجہ سے۔ زید یعنی ابن حارثہ رضی اللہ عنہ جن کو زید الخیر بھی کہا جاتا ہے۔ احادیث میں آنحضورؐ کا اس طرح کا مکالمہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے تو ملتا ہے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں صرف اس قدر ملتا ہے کہ حضورؐ نے ان سے دریافت کیا تھا کہ تم نے صبح کس حالت میں کی۔ اس قصہ کا مقصد یہ ہے کہ مجاہدہ سے مشاہدہ پیدا ہو جاتا ہے۔

[3] کیف۔ کیسے اصبحت تو نے صبح کی۔ باصفا۔ مخلص۔ فوش۔ اور۔ گفت۔ دن میں روزے رکھتا تھا اور رات کو یاد خدا میں مصروف رہتا تھا۔ تاز روز۔ یعنی زبانی اشیاء سے مجھے تعلق نہ رہا اور معیت حق جو غیر زمانی ہے وہ حاصل ہو گئی۔

کہ ازاں اُسو جملہ ملت یکے ست — صد ہزاراں سال و یک ساعت یکے ست
کیونکہ وہاں تمام ملتیں ایک ہیں — لاکھوں سال اور ایک گھنٹہ یکساں ہے

ہست ازل را و ابد را اتحاد — عقل را رہ نیست زاں سوز افتقاد
(وہاں) ازل اور ابد میں وحدت ہے — گم ہو جانے کیوجہ سے وہاں عقل کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے

گفت ازاں رہ کو رہ آوردی بیار — در خورِ فہم و عقولِ ایں دیار
(آنحضورؐ نے) فرمایا اس راستہ کا تحفہ کہاں ہے لا — جو ان ملکوں (دنیا کے رہنے والوں) کی فہم اور عقلوں کے مناسب ہو

گفت خلقاں چون بہ بینند آسماں — من ببینم عرش را با عرشیاں
(زیدؓ نے) کہا جب لوگ آسمان کو دیکھتے ہیں — میں عرش کو مع عرش کے باشندوں کے دیکھتا ہوں

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من — ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن
آٹھوں جنتیں اور ساتوں دوزخیں میرے سامنے — اس طرح نمایاں ہیں جس طرح پجاری کے سامنے بت

یک بیک وامی شناسم خلق را — ہمچو گندم من زجو در آسیا
میں لوگوں کو ایک ایک کر کے جدا جدا پہچانتا ہوں — جسطرح میں چکی میں جو اور گندم (کو پہچانتا ہوں)

کہ بہشتی کیست و بیگانہ کے ست — پیش من پیدا چو مار و ماہی ست
کہ بہشتی کون ہے اور (جنت سے) بیگانہ کون ہے؟ — میرے سامنے اس طرح نمایاں ہے جسطرح سانپ اور مچھلی

ایں ۲ زماں پیدا شدہ برایں گروہ — یَوْمَ تَبْیَضُّ وَتَسْوَدُّ وُجُوْہ
اس گروہ پر اسی وقت روشن ہے — وہ دن جبکہ چہرے منور اور کالے ہو جائینگے

پیش ازیں ہر چند جاں پُر عیب بود — در رحم بود وز خلقاں غیب بود
اس (روز قیامت) سے پہلے ہی یقیناً روح عیبوں سے بھری تھی — رحم مادر میں (بچہ کی طرح) تھی اور مخلوق کی نظروں سے غائب تھی

اَلشَّقِیُّ ۳ مَنْ شَقِیَ فِیْ بَطْنِ اُمٍّ — مِنْ سِمَاتِ الْجِسْمِ یُعْرَفُ حَالُھُمْ
بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے بدبخت بنا — جسم کی علامتوں سے ان کا حال جانا جاتا ہے

تن چوں مادر طفلِ جاں را حاملہ — مرگ در وِزادن ست و زلزلہ
بدن ماں کی طرح روح سے حاملہ ہے — موت، جننے کا درد اور ہلچل ہے

جملہ جانہائے گزشتہ منتظر — تا چگونہ زاید آں طفل بطر
پہلی تمام روحیں منتظر ہیں — کہ یہ خود پسند بچہ کس حالت میں پیدا ہوتا ہے

زنگیاں گویند خود از ماست او — رومیاں گویند بس زیباست او

۱ ک۔ ذاتِ حق۔ وحدت تامہ ہے اور وہ غیر زمانی ہے۔ حضرت زیدؓ مقام وحدت ذات اور فنائے کثرت تعینات میں پہنچ گئے تھے۔ ازل و ابد۔ چونکہ زمانی ہے لہٰذا غیر زمانی ذات کیلئے وہ یکساں ہے۔ رہ آورد۔ سوغات، تحفہ۔ درخور۔ لائق چونکہ حضرت زیدؓ نے ایسے مقام کی باتیں شروع کر دیں تھیں جو عوام کی عقلوں سے بالاتر تھیں لہٰذا آنحضورؐ نے انکو تنبیہ کی اور پھر انہوں نے دوزخ اور جنت وغیرہ سے متعلق باتیں بیان کرنا شروع کر دیں۔ جنت یعنی جنت اور دوزخ کے تمام طبقے میرے لئے روشن ہو گئی ہیں۔

۲ ایں زماں۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے کہ وام تو جنتی اور جہنمی کو قیامت میں پہچانیں گے لیکن اولیاء اللہ انکو اسی دنیا میں پہچان لیتے ہیں۔ یوم۔ قرآن پاک میں ہے۔ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ جس روز بعض چہرے نورانی ہونگے اور بعض چہرے کالے ایں زماں۔ یعنی جسطرح حضرت زیدؓ کو مشاہدہ حاصل تھا اولیاء اللہ کو بھی مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ پیش ازیں یعنی قیامت سے پہلے روح نظروں سے چھپی ہوئی تھی اور اس کے عیب نظر نہیں آرہے تھے جسطرح بچہ ماں کے پیٹ میں چھپا ہوتا ہے اور اس کے اوصاف معلوم نہیں ہوتے۔

۳ الشقی۔ بدبخت یعنی بچہ کا دوزخی یا جنتی ہونا ماں کے پیٹ میں رہتے ہوئے ہی طے ہو جاتا ہے البتہ عوام اس کے پیدا ہونیکے بعد اس کی جسمانی حرکات سے کسی فیصلہ پر پہنچتے ہیں۔ من شقی جو بدبخت ہو۔ سمات جمع سمہ کی ہے علامت تن۔ جسم روح کو اس طرح چھپائے ہوئے ہے جیسے حاملہ عورت بچہ کو اور موت گویا جننے کا وقت ہے جانہائے گزشتہ۔ ان لوگوں کی روحیں جو مر چکے ہیں۔ بطر۔ خود پسندی شادمانی۔ زنگیاں۔ حبشہ کے رہنے والے مراد جہنمی ہیں۔

چوں بزاید[1] در جہاں جانِ وجود — پس نماند اختلافِ بیض و سُود
جب روح کا وجود دنیا میں پیدا ہو جاتا ہے — کالوں اور گوروں کا امتیاز نہیں رہتا ہے

گر بُود زنگی برندش زنگیاں — روم راروی برد ہم ازمیاں
اگر وہ کالا ہوتا ہے تو اس کو کالے لے جاتے ہیں — گورے کو درمیان میں سے گورے لیجاتے ہیں

تانزاد اُو مُشکلات عالم ست — آنکہ اُو نا زادہ بشناسد کم ست
جبتک وہ پیدا نہیں ہوتا عالم کیلئے مشکلات (کا سبب ہے) — جو نہ جنے ہوئے کو پہچان لیں کم ہیں

او مگر یَنظُرُ بِنُورِ اللہ بُود — کاندرونِ پوست اُو رارہ بُود
اگر وہ اللہ کے نور سے دیکھنے والا ہو — کہ چھلکے کے اندر اس کے لئے راستہ ہوتا ہے

اصل[2] آبِ نطفہ اسپید ست وخوش — لیک عکسِ جانِ رومی و حبش
نطفہ کا پانی اصل میں سفید اور خوشنما ہے — لیکن گورے اور کالے کی روح کا اثر

میدہد رنگ احسن التقویم را — تا بہ اسفل می برند ایں نیم را
بہترین ساخت والے کو رنگ بخشتا ہے — یہاں تک آدھوں کو گہرائی میں لے جاتا ہے

یَومَ تَبیَضُّ وَ تَسوَدُّ وجوہ — تُرک و ہندو شہرہ گرد دزاں گروہ
جس روز چہرے سفید اور سیاہ ہونگے — اس گروہ میں سے گورے اور کالے مشہور ہو جائینگے

فاش[3] گردد کہ تو کاہی یا کہ کوہ — ہندوی یا تُرک پیشِ ہر گروہ
واضح ہو جائے گا کہ تو تنکا ہے یا پہاڑ — تو کالا ہے یا گورا ہر گروہ پر

در رحم پیدانبا شد ہندو تُرک — چونکہ زاید بیندش خوردو بزرگ
رحم (مادر) میں کالا گورا واضح نہیں ہوتا ہے — جب پیدا ہوتا ہے اس کو ہر چھوٹا بڑا دیکھ لیتا ہے

ایں سخن پایاں نہ دار دبازراں — تا نمانیم از قطارِ کارواں
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ — تاکہ ہم قافلہ کی قطار سے (پیچھے) نہ رہ جائیں

جواب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ احوالِ خلق بر من پوشیدہ و پنہاں نیست
حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینا کہ لوگوں کے احوال مجھ سے چھپے ہوئے نہیں ہیں

جُملہ راچوں روزِ ستاخیز من — فاش می بینم عیاں از مرد وزن
میں سب کو قیامت کے دن کی طرح — کھلا ہوا دیکھتا ہوں خواہ مرد ہو یا عورت

ہیں بگویم یا فرو بندم نفس — لَب گزیدش مصطفےٰ یعنی کہ بس
ہاں میں بتادوں یا سانس گھونٹ لوں — مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انکے لئے ہونٹ دبایا کہ بس

[1] چوں بزاید۔ اوپر کا قصہ تو عالم برزخ کا ہے کہ وہاں جہنمی اور جنتی کو جنتی پہچانیں گے لیکن جب دنیا میں بچہ پیدا ہوتا ہے وہاں جہنمی اور جنتی کا فرق محسوس نہیں ہوتا ہے۔ بیض۔ ابیض کی جمع ہے۔ گورا سود۔ اسود کی جمع ہے۔ کالا۔ تانزاد اُو۔ یعنی جب تک عالم برزخ میں پیدائش نہیں ہوتی۔

[2] اصل۔ یعنی جہنمی اور جنتی جس نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور جس سے جسم کی ساخت ہوتی ہے انمیں یکسانیت ہے فرق جو پیدا ہوتا ہے وہ روح کا عکس ہے۔ اَحسَنُ التَّقوِیم، بہترین ساخت یعنی انسان۔ اسفل۔ نچلا حصہ یعنی جہنم کا نچلا حصہ۔ یوم۔ یعنی قیامت کے روز جہنمی اور جنتی گروہ بالکل علیحدہ علیحدہ ہو جائینگے۔

[3] فاش۔ واضح۔ کاہی۔ تو تنکا ہے۔ کوہ پہاڑ یعنی عمل کے اعتبار سے بھاری ہے یا ہلکا۔ ہندو ترک یعنی جہنمی اور جنتی۔ رستاخیز۔ قیامت۔ لب گزیدن۔ ہونٹ دانتوں میں دبانا، یہ کام سے روکنے کا اشارہ ہوتا ہے۔

یا رسول اللہ بگویم سرِّ حشر [1] در جہاں پیدا کنم امروز نشر

یا رسول اللہ میں قیامت کا راز کہہ ڈالوں دنیا میں آج ہی قیامت برپا کر دوں

ہَل مرا تا پردہ ہا را بردرم تا چو خورشیدے بتابد گوہرم

مجھے اجازت دیجئے کہ پردے چاک کر دوں تاکہ میرا جوہر آفتاب کی طرح چمکے

تا کسوف آید زمن خورشید را تا نمایم نخل را و بیدرا

تاکہ میری وجہ سے سورج گرہن میں آجائے تاکہ میں کھجور اور بید کو (جدا کر کے) دکھا دوں

وا نمایم روزِ رستاخیز را نقد راو نقدِ قلب [2] آمیزرا

قیامت کے دن کو کھول کر دکھا دوں کھرے اور کھوٹے کو (دکھا دوں)

دست ہا ببریدہ اصحابِ شمال وَانمایم رنگ کفرو رنگِ آل

ہاتھ کٹے ہوئے، بائیں جانب والوں کو تاریکی اور سرخ رنگ کو واضح کر دوں

وَاکشایم ہفت سوراخِ نفاق درضیائے ماہ بے خسف و مُحاق

نفاق کے ساتھ سوراخ واضح کر دوں اس چاند کی روشنی میں جس کیلئے گرہن اور گھٹاؤ نہیں ہے

وَانمایم من پلاسِ اشقیا بشنوانم طبل [3] و کوسِ انبیا

میں بدبختوں کا ٹاٹ کا لباس کھولکر دکھا دوں انبیاء کا نقارہ سنا دوں

دوزخ و جنّات و برزخِ درمیاں پیشِ چشمِ کافراں آرم عیاں

دوزخ اور جنتیں اور درمیان میں برزخ کافروں کی نظروں میں لے آؤں

وانمایم حوضِ کوثر را بجوش کاب بر رُوشاں زند بانگش بگوش

حوضِ کوثر کو ٹھاٹھیں مارتا ہوا دکھا دوں کہ وہ ان کے چہروں پر پانی چھڑکے کانوں میں آواز پہنچائے

وانکہ تشنہ گرد کوثر می دوند یک بیک راوَانمایم تا کیند

وہ لوگ جو کوثر کے گرد پیاسے بھاگے پھر رہے ہیں ایک ایک کو دکھا دوں کہ وہ کون ہیں؟

واں کساں کہ تشنہ برگردش دواں گشتہ اندایندم نمایم من عیاں

وہ لوگ جو اس کے چاروں طرف پیاسے بھاگے پھر رہے ہیں، ان کو ابھی کھلم کھلا دکھا دوں

می بساید دوشِ شاں بر دوشِ من نعرہاشاں می رسد در گوشِ من

ان کا کندھا میرے کندھے سے چھل رہا ہے ان کے نعرے میرے کان میں پہنچ رہے ہیں

اہلِ جنّت پیشِ چشم زاختیار در کشیدہ یک دگر را درکنار

میری آنکھوں کے سامنے جنتی خوشی سے ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہیں

---

[1] حشر و نشر۔ قیامت۔ ہل۔ ہلیدن سے امر کا صیغہ ہے، تو چھوڑ، گوہرم میرا کمال۔ نخل۔ کھجور یعنی وہ لوگ جو اپنے اعمال کے ثمرات پائیں گے۔ بید۔ مشہور درخت ہے جس پر کوئی پھل نہیں آتا ہے یعنی وہ لوگ جو نیک اعمال کے پھلوں سے محروم ہوں گے۔

[2] قلب۔ کھوٹا۔ اصحابِ شمال۔ بائیں جانب والے دوزخی۔ کفر۔ سیاہی۔ آل۔ سرخی مفت۔ اس سے وہ سات کبیرہ گناہ مراد ہیں جن کو احادیث میں "سبع المُوبقات" سات ہلاکت میں ڈالنے والی چیزیں کہا گیا ہے۔ خسف۔ چاند گرہن محاق۔ چاند کا گھٹاؤ پلاس۔ ٹاٹ کا لباس۔ ذلت کا لباس۔

[3] طبل و کوس۔ نقارہ۔ برزخ، جنت اور دوزخ کا درمیانی مقام۔ آب یعنی اس کا پانی ان کے چہروں پر پڑے اور اس کے پانی کے جاری ہونے کی آواز ان کے کانوں آئے۔ کہ تشنہ۔ کافروں کو حوضِ کوثر سے سیراب نہ کیا جائیگا۔ ہل۔ چھت۔ جنتی باہم مصافحے کریں گے اور بغل گیر ہوں گے۔

دست یکدیگر زیارت می کنند
ایک دوسرے کی دست بوسی کرتے ہوئے ملاقات کر رہے ہیں

وز لباں ہم بوسہ غارت می کنند
اور ہونٹوں سے بوسے (کے مزے) لوٹ رہے ہیں

گر شدایں گوشم زبانگِ[1] آہ آہ
آہ آہ کی آواز سے میرے یہ کان بہرے ہو گئے

از خسان و نعرۂ وا حسرتاہ
بدبختوں کی وجہ سے، اور واحسرتا کے نعروں سے

ایں اشارتہاست گویم از نفول
یہ تو اشارے ہیں، گہری بات (بھی) کہتا ہوں

لیک می ترسم ز آزارِ رسول
لیکن (رسول) صلی اللہ علیہ وسلم) کے ملال سے ڈرتا ہوں

ہمچنیں می گفت سَرمست وخراب
وہ (زید) مستی اور مدہوشی میں یہ کہہ رہے تھے

داد پیغمبر گر یبانش بتاب
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کا گریبان اینٹھا

گفت دَم درکش کہ اسپت گرم شد
آنحضورؐ نے فرمایا خاموش رہ کہ تیرا گھوڑا تیز ہو گیا ہے

عکسِ حق لَا یَستَحیِ زد شرم شد
تجھ پر لفظ نہیں شرماتے کا عکس پڑ گیا ہے تجھ پر بھی شرم آ رہی ہے

آئینہ[2] تو جست بیروں از غلاف
تیرا آئینہ غلاف سے باہر آ گیا ہے

آئینہ و میزاں کجا گوید خلاف
آئینہ اور ترازو خلاف (واقعہ) کب بتاتے ہیں؟

آئینہ و میزاں کجا بندد نفس
آئینہ اور ترازو کب چپ ہوئے ہیں

بہرِ آزار وحیائے ہیچ کس
کسی کی شرم اور تکلیف کی وجہ سے

آئینہ و میزاں محکہائے سَنی
آئینہ اور ترازو روشن کسوٹیاں ہیں

گر دو صد سالش تو خدمتہا کُنی
اگر تو دو سو سال خدمت کرے

کز برائے من بپوشاں راستی
کہ میری وجہ سے سچائی کو چھپا لے

بل فزوں بنماو منما کاستی
بلکہ زیادہ دکھاوے، کمی نہ دکھا

اوت گوید ریش وسَبلت برمخند
وہ تجھ سے کہے گا کہ اپنا مذاق نہ اڑا

آئینہ و میزاں وانگہ ریو وبند
آئینہ اور ترازو، اور پھر فریب اور حیلہ

چوں خدا مارا برائے آں فراخت[3]
جبکہ خدا نے ہمیں اس لئے بلند کیا ہے

کہ بما بتواں حقیقت راشناخت
ہمارے ذریعہ سے حقیقت پہچانی جائے

ایں نہ باشد ماچہ ارزیم اے جواں
اے جوان! اگر یہ نہ ہو (تو) ہم کس لائق ہیں

کے شویم آئین روئے نیلواں
ہم نیلوں کے چہرے کا آئینہ کب ہو سکتے ہیں؟

لیک درکش در بغل آئینہ را
لیکن آئینے کو بغل میں دبا لے

کز تجلی کرد سینا سینہ را
اس لئے کہ اس نے سینہ کو تجلی سے (کوہ) سینا بنا دیا ہے

---

[1] زبانگ آہ آہ۔ جہنمی ہائے افسوس کے نعرے لگائینگے۔ ایں۔ یعنی، قیامت کے واقعات کے بارے میں کچھ اشارے کر رہا ہوں۔ تفصیل بیان کرنے سے ڈرتا ہوں۔ نغول۔ گہری بات۔ آزار، ملال، تابیدن، تافتن۔ اینٹھنا، بل دینا، اسپت یعنی تیرے کام کا گھوڑا لا یَستَحیِ۔ قرآن پاک میں ہے ان اللہ لا یَستَحیِ من الحق "خدا سچی بات کہنے سے دریغ نہیں کرتا۔"

[2] آئینہ۔ یعنی صاف گوئی کا آئینہ۔ غلاف۔ یعنی اعتدال، آئینہ و میزان۔ یہ دونوں حقیقت واضح کر دیتے ہیں۔ خواہ کسی کو رنج ہو یا خوشی محک۔ کسوٹی۔ سَنی۔ روشن۔ فزوں۔ زیادہ کاستی۔ کمی ریش وسَبلت برمخند۔ برریش وسبلت خود مخند۔ "اپنی داڑھی اور مونچھ کا مذاق نہ بنا" ریو۔ فریب۔ بند۔ حیلہ۔

[3] فراخت۔ افراخت، بلند کیا، پیدا کیا۔ ارزیم۔ ارزیدن، قیمت پانا آئین روئے نیلواں شویم بھلے لوگوں کے چہرے کے لائق ہوں یعنی انکے روبرو ہونے کی جرات کر سکیں۔ تجلی۔ جلوہ گر ہونا۔ سینا۔ وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ کی تجلی حاصل ہوئی تھی۔

گفت آخر ہیچ گنجد در بغل — آفتابِ حق و خورشیدِ ازل

(حضرت زیدؓ نے) کہا بغل میں کبھی سمایا ہے — حق کا ورج اور ازل کا آفتاب؟

ہم دغل ۱ راہم بغل رابرد رد — نے جنوں ماند بہ پیشش نے خرد

وہ کھوٹ اور بغل کو بھی پھاڑ ڈالتا ہے — اس کے سامنے نہ جنون ٹکتا ہے نہ عقل (ٹکتی ہے)

گفت یک اصبع چو بر چشمے نہی — بینی از خورشید عالم راتہی

آنحضورؐ نے فرمایا اگر تو آنکھوں پر ایک انگلی رکھدے — دنیا کو سورج سے خالی پائے گا

یک سرِ انگشت پردہ ماہ شد — ویں نشانِ ساتریِ شاہ شد

ایک سرا انگشت چاند کا پردہ بن گیا — یہ شاہ (اللہ) کی پردہ پوشی کی مثال ہوئی

تا بپوشاند جہاں را نقطۂ — مہر گردو منخسف از سُقطۂ

ایک نقطہ (آنکھ کا پھولا) دنیا کو چھپا دیتا ہے — بادل کے ایک ٹکڑے سے سورج چھپ جاتا ہے

لب بہ بندو غور دریائے نگر — بحر راحق کرد محکوم ۲ بشر

خاموش رہ اور دریا کی گہرائی پر نظر کر — سمندر کو اللہ (تعالیٰ) نے انسان کا محکوم بنا دیا ہے

ہمچو چشمہ زنجبیل و سلسبیل — ہست در حکمِ بہشتیِ جلیل

جیسا کہ زنجبیل و سلسبیل — بزرگ بہشتی کے حکم میں ہیں

چار ۳ جوئے جنت اندر حکم ماست — ایں نہ زورِ ما بفرمانِ خداست

جنت کی چار نہریں ہمارے حکم میں ہیں — یہ ہماری طاقت نہیں ہے خدا کے حکم کیوجہ سے ہے

ہر کجا خواہیم داریمش رواں — ہمچو سحر اندر مرادِ ساحراں

ہم جس طرف چاہتے ہیں انکو جاری کر دیتے ہیں — جیسا کہ جادو، جادو گر کے قابو میں ہوتا ہے

ہمچو ایں دو چشمۂ چشمِ رواں — ہست در حکمِ دل و فرمانِ جاں

جس طرح آنکھ کے دو رواں چشمے — جان کے فرمان اور دل کے حکم کے تابع ہیں

گر بخواہد رفت سوئے زہر مار — ور بخواہد رفت سوئے اعتبار

اگر وہ چاہے سانپ کے زہر کیطرف (بصلت) چلی جائے — اگر وہ چاہے عبرت پکڑنے کیطرف چلی جائے

گر بخواہد سوئے محسوساں رفت — ور بخواہد سوئے ملبوسات رفت

اگر وہ چاہے تو لطف محسوسات کی طرف چلی جائے — اگر وہ چاہے چھپی ہوئی چیزوں کی طرف چلی جائے

گر بخواہد سوئے کلّیات راند — ور بخواہد حبسِ جزویات ماند

اگر وہ چاہے (بصیرت) کلیات کی جانب چلی جائے — اگر وہ چاہے جزئیات میں گھری رہے

۱ دغل۔ کھوٹ۔ دردغل۔ مضارع ہے دریدن پھاڑنا۔ اصبع۔ انگلی۔ ویں۔ کسی چیز کے پوشیدہ ہونیکی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس چیز کو چھپا دیا جائے دوسری یہ کہ اپنی آنکھ بند کرلی جائے اللہ تعالیٰ کا پوشیدہ ہونا دوسری قسم کا ہے۔ نقطہ۔ یعنی پتلی میں سفید نقطہ۔ مہر۔ سورج۔ منخسف۔ مجوب۔ سقطہ۔ سین کے ضمہ کیساتھ، بادل کا ٹکڑا۔

۲ محکوم۔ انسان نے دریا کو مسخر کر لیا ہے۔ جس طرح چاہتا ہے۔ اسپر جہاز رانی کرتا ہے تو جب دریا مسخر ہے تو خیالات کے دریا کو بھی قابو میں رکھنا چاہیے۔ لب بہ بند۔ یعنی دل پر قابو حاصل کر اور اس کے مکشوفات کو ظاہر نہ کر اور غور کر کہ جب اللہ نے سمندر کو انسان کا محکوم بنالیا ہے تو دل بھی محکوم بن سکتا ہے۔ زنجبیل و سلسبیل۔ جنت کی دو نہروں کے نام ہیں۔ یعنی یہ بھی انسان کی محکوم ہیں۔

۳ چار جوے، چار نہریں جو کہ پانی دودھ، شہد اور شراب کی ہیں ہر کجا۔ یہ نہریں۔ ہر اسطرف کو جاری ہونگی جسطرح چاہیگا یہ بھی انسان کی محکوم ہیں۔ دو چشمہ دونوں آنکھیں دل کی محکوم ہیں۔ زہر مار۔ سانپ کا زہر یعنی گناہ۔ محسوسات۔ وہ چیزیں جو حواس کے ذریعہ معلوم کیجا ئیں۔ ملبوسات چھپی ہوئی چیزیں جنکا حواس کے ذریعہ ادراک نہ ہو سکے۔ کلیات۔ اور جزئیات کا ادراک بصیرت سے ہوتا ہے۔

ہمچنیں ہر پنج ۱ حِسّ چوں نائزہ — بر مرادِ امرِ دل شد جائزہ
اسی طرح پانچوں حواس ٹونٹی کی طرح — دل کی مراد کے مطابق چلنے والے بن گئے ہیں

ہر طرفکہ دل اشارت کردشاں — میرود ہر پنج حِس دامن کشاں
جس طرف دل نے ان کو اشارہ کیا — پانچوں حواس نازو انداز سے روانہ ہو جاتے ہیں

دست و پا در امرِ دل اندر بلا — ہمچو اندر دستِ موسیٰ آں عصا
ہاتھ اور پانوں دل کے حکم میں پھنسے ہوئے ہیں — جس طرح لاٹھی (حضرت) موسیٰ کے ہاتھ میں

دل بخواہد پا در آید زو برقص — یا گریزد سُوے افزونی ز نقص
دل چاہے تو پانوں اس کی وجہ سے رقص میں آجائیں — یا نقصان سے نفع کی طرف بھاگیں

دل بخواہد دست آید در حساب — با اصابع تا نویسد اُو کتاب
دل اگر چاہے ہاتھ کام میں لگ جائیں — مع انگلیوں کے تاکہ وہ کتاب لکھے

دست در دستِ ۲ نہانی ماندہ است — اُو دروں تن را بروں بنشاندہ است
ہاتھ، پوشیدہ ہاتھ (دل) کے قبضہ میں ہے — وہ (دل) اندر ہے جسم کو باہر بٹھا رکھا ہے

گر بخواہد بر عدُو مارے شود — ور بخواہد بر ولی یارے شود
اگر وہ چاہے (ہاتھ) دشمن کیلئے سانپ بنجائے — اگر وہ چاہے دوست کا یار بن جائے

گر بخواہد کفچۂ در خوردنی — ور بخواہد ہمچو گرزِ دہ منی
اگر وہ چاہے کھانے میں چمچہ بن جائے — اگر وہ چاہے دس من کا گرز بن جائے

دل چہ می گوید بدیشاں اے عجب — طُرفہ وصلت طُرفہ پنہانی سبب
تعجب ہے دل ان سے کیا کہدیتا ہے — عجیب تعلق ہے عجیب مخفی سبب ہے

دل مگر مُہرِ سلیمانؑ یافتہ است — کُو مُہارِ پنج حس برتافتہ است
دل کو شاید مہر سلیمانی مل گئی ہے — جس نے پانچوں حواس کی مہار موڑ رکھی ہے

پنج ۳ حِسّے از بروں میسورِ اُو — پنج حِسّے از دروں مامورِ اُو
باہر کے پانچوں حواس اس کے تابع ہیں — اندر کے پانچوں حواس اُس کے محکوم ہیں

دہ حس ست وہفت اندامِ دگر — آنچہ اندر گفت نایدمی شمر
دس حواس ہیں اور سات دوسرے اعضاء ہیں — جو ذکر میں نہیں آئے تو ان کو گن لے

چوں سلیمانی دلاور مہتری — بر پری و دیوزن انگشتری
جبکہ تو سلیمانؑ (جیسا) ہے (اور) بہادر سردار ہے — پری اور دیو پر حکومت کر

۱ پنج حس۔ حواس خمسہ بھی دل کے محکوم ہیں۔ نائزہ۔ ٹونٹی نل۔ جائزہ گزرنے والی۔ دامن کشیدن۔ ناز سے چلنا۔ عصا۔ حضرت موسیٰ کی لاٹھی انکی محکوم تھی افزونی۔ زیادتی۔ حساب۔ کام۔ اصابع۔ اصبع کی جمع ہے انگلی۔

۲ دست نہانی۔ خفیہ ہاتھ، دل یعنی ہاتھ بھی دل کا محکوم ہے۔ دل چہ می گوید۔ یہاں سے مولانا نے دل کی حاکمیت پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ مہر سلیماں۔ حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی جس کی تاثیر سے وہ انسانوں اور جنوں پر حکومت کرتے تھے۔

۳ پنج حسے از بروں۔ ظاہری پانچ حواس، باصرہ ۱۔ دیکھنے کی طاقت۔ سامعہ ۲۔ سننے کی طاقت۔ شامہ ۳۔ سونگھنے کی طاقت۔ ذائقہ ۴۔ چکھنے کی طاقت۔ لامسہ ۵۔ چھونے کی طاقت۔

پنج حسے از دروں۔ پانچ باطنی حواس حس ۱ مشترک۔ خیال ۲۔ وہم ۳۔ حافظہ ۴۔ متصرفہ ۵۔ ہفت اندام۔ سات اعضاء سر ۱ سینہ ۲ پشت ۳ دونوں ۴ ہاتھ ۵ دونوں پانوں ۶ ظاہری ہفت اندام ہیں باطنی ہفت اندام ہیں ہیں۔ دماغ۔ پھیپھڑا۔ دل جگر۔ تلی۔ پتہ۔ گردہ چوں لیمانی۔ جبکہ انسان کو توب سلیمانی حاصل ہے تو اس کو اپنے قویٰ پر حکمراں ہونا چاہیے۔ دلو و پری یعنی قوت نفسانیہ دور روحانیہ۔

گر دریں مُلکت بَری باشی ز ریو۱ خاتم از دست تو نستاند سدیو
اگر تو اپنی اس سلطنت میں فریب سے بچا رہے تو سدیو تجھ سے انگوٹھی نہیں چھین سکتا ہے

بعد ازاں عالم بگیرد اسمِ تو دو جہاں محکومِ تو چوں جسمِ تو
اس کے بعد دنیا تیرا نام (یاد) کرے گی تیرے جسم کی طرح دونوں جہاں تیرے محکوم ہونگے

وَر ز دستت دیو خاتم را ببُرد بادشاہی فوت شد بختت بمرد
اگر تیرے ہاتھ سے جن انگوٹھی لے اڑا تو تیری بادشاہی ختم ہوئی اور تیرا نصیبہ مردہ ہو گیا

بعد ازاں یَا حَسْرَتَا شُد لِلْعِبَادْ برشما مختوم تا یَوْمُ التَّنَادْ
اس کے بعد "بندوں پر افسوس ہے" ہوگیا وہ تمہارے لئے قیامت تک مہر بن گیا

وَرتو دیوِ خویشتن را مُنکری چوں رَوی آنجا تو روشن بنگری
اگر تو اپنے شیطان (کے وجود) کا منکر ہے جب وہاں (حشر میں) پہنچے گا تو خوب دیکھ لیگا

مکر خودرا گر تو اِنکار آوری از ترازو۲ و آئینہ کے جاں بری
اگر تو اپنے فریب (کھانے کا) منکر ہے ترازو اور آئینہ سے کیسے جان بچائے گا؟

ایں سخن پایاں ندارد چوں کنم بعد ازیں بر قصۂ لقمانؑ تنم
کیا کروں اس بات کا خاتمہ نہیں ہے اس کے بعد میں (حضرت) لقمان کے قصہ میں لگتا ہوں

متہم کردنِ غلامان و خواجہ تا شاں مَر لقمانؑ راکہ آں
غلاموں اور ساتھیوں کا (حضرت) لقمان کو متہم کرنا کہ ہم عمدہ اور

میوہائے پروریدہ و گزیدہ آوردیم اُو خورد و اَست
اچھے میوے لائے اور وہ اس نے کھا لئے ہیں

بُود لقمانؑ پیش خواجہ خویشتن درمیانِ بند گانش خوار تن
(حضرت) لقمان اپنے آقا کے سامنے اس کے غلاموں میں حقیر تھے

می فرستاد اُو غلاماں را بباغ تا کہ میوہ آیدش بہرِ فراغ
وہ غلاموں کو میوہ لانے کیلئے باغ میں بھیجتا تھا تاکہ اس کے لئے بفراغت میوہ آئے

بُود لقمانؑ در غلاماں چوں طفیل۳ پُر معانی تیرہ صورت ہمچو لیل
غلاموں میں (حضرت) لقمان طفیل کی طرح تھے حکمتوں سے پُر تھے رات کی طرح کالی صورت تھے

آں غلاماں میوہ ہائے جمع را خوش بخوردند از نہیبِ طمع را
ان غلاموں نے جمع شدہ میووں کو لالچ کی لوٹ مار سے خوب کھایا

۱ ریو۔ مکر و فریب۔ سدیو۔ اس جن کا نام ہے جس نے حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی چرالی تھی۔ یا حسرتا قرآن پاک میں ہے۔ یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن۔ "بندوں کے حال پر افسوس ہے۔ کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی انہوں نے ہنسی نہ اڑائی ہو" مختوم۔ مہر زدہ۔ یوم التناد۔ قیامت کا دن۔ دیو خویشتن۔ یعنی نفس امارہ۔ یعنی میدان حشر۔

۲ ترازو۔ یعنی میزان العدل جس سے قیامت میں اعمال تولے جائینگے۔ آئینہ۔ یعنی صحیفہ اعمال جو قیامت میں ہر شخص کو دیا جائیگا۔ لقمان ایک بڑے دانشور اور صاحب حکمت شخص کا نام ہے انکو بعض لوگ نبی بھی مانتے ہیں مترجم۔ تہمت زدہ خوار تن۔ حقیر، یعنی لقمانؑ کی دوسرے غلاموں کے مقابلہ میں آقا کے یہاں کوئی عزت نہ تھی۔

۳ طفیل۔ ایک شخص کا نام ہے جو بلا بلائے دعوتوں میں شرکت کرتا تھا اور ذلیل ہوتا تھا۔ تیرہ صورت۔ سیاہ فام۔ لیل۔ رات۔ جمع۔ یعنی جمع شدہ خوش۔ بہت، خوب، نہیب، لوٹ

خواجہ را گفتند لقمانؑ خورد آں ۱ / خواجہ بر لقمانؑ ترش گشت و گراں

انہوں نے آقا سے کہا وہ لقمان نے کھائے ہیں / آقا (حضرت) لقمانؑ پر بگڑا اور ناراض ہوا

چوں تفحص کرد از لقمانؑ سبب / در عتابِ خواجہ اش بکشاد لب

جب اس نے (حضرت) لقمانؑ سے وجہ دریافت کی / اپنے آقا کی ناراضی کے سلسلہ میں انہوں نے لب کشائی کی

گفت لقمانؑ سیّدا پیشِ خدا / بندۂ خائن نباشد مُرتضٰی

(حضرت) لقمانؑ نے کہا اے آقا! خدا کے سامنے / خیانت کرنیوالا غلام پسندیدہ نہیں ہو سکتا

اِمتحاں را کار فرما اے کیا / شربتِ رانش بدہ بہرِ نما

اے سردار! امتحان لے لیجئے / (اصلیت) دکھانے کے لئے مسہل کا شربت پلا دیجئے

اِمتحاں کُن جُملہ مارا اے کریم / سیر ماں دردہ تو از آبِ حمیم

اے داتا! ہم سب کا امتحان لے لیجئے / ہمیں گرم پانی پیٹ بھر کر پلا دیجئے

بعد ازاں مارا بصحرائے بِراں / تو سوارو ما پیادہ می دواں

اس کے بعد ہمیں جنگل میں نکال دیجئے / آپ سوار اور ہم پیدل دوڑیں

آنگہاں بنگر تو بد کردار را / صُنعہائے کاشف ۲ لا سرار را

تب تو بدکردار کو دیکھ لینا / رازوں کو کھولنے والے کی حکمتوں کیجہ سے

گشت ساقی خواجہ از آبِ حمیم / مَر غلاماں راو خوردند آں زبیم

آقا گرم پانی کا ساقی بن گیا / غلاموں کیلئے اور انہوں نے خوف کیجہ سے پی لیا

بعدازاں میراندشاں درد شتہا / می دویدند آں نفر تحت ۳ و علا

اُس کے بعد ان کو جنگلوں میں نکال دیا / وہ لوگ اونچی نیچی جگہ دوڑے

قے در افتادند ایشاں از عَنا / آب می آورد زیشاں میوہا

مشقت کی وجہ سے وہ قے میں مبتلا ہو گئے / پانی نے ان (کے پیٹ) سے میوے نکالڈالے

چونکہ لقمانؑ را در آمد قے زناف / می برآمد از درونش آب صاف

جب (حضرت) لقمانؑ کی ناف سے قے آئی / ان (کے پیٹ) میں سے صاف پانی نکلتا تھا

حِکمتِ لقماں چو تا ندایں نمود / پس چہ باشد حِکمتِ رَبُّ الوجود

جب (حضرت) لقمانؑ کی دانائی (کرشمہ) کو کھا سکتی ہے / تو رب الوجود کی حکمت کیا ہو گی؟

یَوْمَ تُبْلَی السَّرَائِرُ کُلُّهَا / بَانَ مِنکُمْ کَانَ لَایُشْتَهٰی

جس دن سب رازوں کی آزمائش کی جائیگی / تم میں سے وہ باتیں ظاہر ہونگی جو ناپسندیدہ ہیں

---

۱ آں۔ آں را۔ ترش۔ ناراض۔ گراں۔ خفا۔ تفحص۔ جستجو کرنا۔ لب کشادن۔ بولنا۔ سیدا اے آقا خائن خیانت کرنے والا۔ مُرتضٰی۔ پسندیدہ کار فرما۔ عمل میں لا۔ کیا۔ سردار۔ رانش۔ راندن سے بنا ہے مسہل۔ کریم۔ بزرگ۔ سخی۔ آب حمیم۔ گرم پانی صنعہائے۔ حکمتیں۔

۲ کاشف لا سرار۔ رازوں کو کھولنے والا۔ را۔ پہلے مصرع میں علامت مفعول ہے۔ دوسرے مصرع میں سبب کے لئے ہے۔ ساقی۔ پلانے۔ والا۔ بیم۔ ڈر خوف، دشت۔ جنگل۔ نفر۔ گروہ، جماعت۔

۳ تحت۔ نیچا۔ عُلا۔ بلندی عنا۔ محنت۔ زیشاں۔ یعنی غلام تاند تواند رَبُّ الوجود۔ وجود کا پالنے والا، اللہ تعالٰی۔ یوم۔ دن۔ تُبلی۔ آزمائے جائیں گے۔ السرائر سریرۃ کی جمع ہے چھپی ہوئی چیز، بان۔ ظاہر ہوا کامن۔ پوشیدہ۔ لایشتہی۔ ناپسندیدہ۔

چوں سُقُوا اِ مَاءً حَمِیْمًا قُطِّعَتْ جُمْلَةُ الْاَسْتَارِ مِمَّا فُضِحَتْ

جب ان کو گرم پانی پلایا گیا پارہ پارہ کر دیئے گئے تمام پردے ان کارناموں سے جنہوں نے رسوا کیا

نار زاں آمد عذابِ کافراں کہ حجر را نار باشد اِمتحاں

کافروں کی سزا آگ اسی وجہ سے بنی ہے کہ پتھر کی آزمائش آگ سے ہوتی ہے

ایں دلِ چوں سنگ را تا چند چند پند گفتیم و نمی پذرفت پند

اس دل کو جو پتھر جیسے ہے کتنی ہی ہم نے نصیحت کی اس نے نصیحت قبول نہ کی

ریشِ بدرا داروئے بدیافت رگ مر سرِ ۲ خررا سزد دندانِ سگ

خراب زخم کو خراب دوا ہی قابو میں لائی ہے گدھے کے سر کیلئے کتے ہی کے دانت مناسب ہیں

لِلْخَبِیْثَاتِ الْخَبِیْثُوْنَ حِکمت ست زشت را ہم زشت جفت و بابت ست

خبیثات کے لئے خبیثوں کا ہونا ہی دانائی ہے برے کا برا ہی جوڑا اور لائق ہے

پس تو ہر جُفتے کہ میخواہی بگیر محو اُو باش و صفاتش راپذیر

پس تو جو جوڑا چاہے بنا لے اسمیں فنا ہو جا اور صفات کو قبول کر لے

پس تو ہر راہے کہ میخواہی برو محوہ ہمشکلِ صفاتِ دوست شو

پس تو جس راستہ پر چلنا چاہے چل دوست کی صفات میں فنا اور ہمشکل بن جا

نور خواہی مستعدِ نور شو دور خواہی خویش بین و دور شو

نور چاہتا ہے تو نور کے لئے مستعد بن دور ہونا چاہتا ہے تو متکبر اور دور ہو جا

ور رَہے خواہی ازیں سجنِ ۳ خرب سَر مکش از دوست وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ

اگر اس برہان، قید خانے سے رہائی چاہتا ہے دوست (اللہ تعالیٰ) سے سرکشی نہ کر اور سجدہ کر اور قریب ہو جا

سَر کشانرا بیں سراسر در عذاب سَر بنہ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابْ

سرکشوں کو سراسر عذاب میں سمجھ سر (تسلیم) خم کردے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد خیز زیدؓ بر بُراقِ ناطقہ بربند قید

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے اے زیدؓ! اٹھ گویائی کے براق کو باندھ دے

بقیہ قصہ زیدؓ در جواب حضرتِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں (حضرت) زیدؓ کا بقیہ قصہ

ناطقہ چوں فاصح آمد عیب را مید راند پردہائے غیب را

جبکہ بولنا، عیب کی پردہ دری کرنیوالا ہے وہ غیب کے پردوں کو چاک کر دیتا ہے

۱ سُقُوا پلائے گئے۔ مَاءً حَمِیْمًا۔ گرم پانی۔ قُطِّعَتْ۔ پارہ پارہ کردیئے گئے۔ اَلْاَستار ستر کی جمع ہے، پردہ۔ مِمَّا۔ وہ چیزیں۔ فُضِحَتْ۔ جس نے رسوا کیا۔ حجر۔ پتھر کو آتش گیر مادہ سے توڑا جاتا ہے۔ اس دل کافروں کے دل کو قرآن نے پتھر سے تعبیر کیا ہے۔ رگ۔ یافتن۔ حقیقت کو پہنچ جانا۔

۲ مر سر خر۔ مشہور ہے گوشت خر و دندان سگ۔ زشت۔ بدصورت، جُفت۔ شوہر، بیوی، بابت، لائق، سزاوار، مناسب۔ پس۔ حدیث شریف ہے۔ اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُخَالِلُ " انسان اپنے دوست کا مذہب اختیار کر لیتا ہے تو غور کر لے کس سے دوستی کر رہا ہے۔

۳ سجن۔ قید خانہ۔ خرب۔ ویرانہ۔ اُسْجُدْ۔ تو سجدہ کر۔ اِقْتَرِبْ۔ قریب ہو جا۔ ایں سخن۔ یہ آنحضور کا مقولہ ہے۔ بُراق۔ وہ سواری جو حضور کو معراج میں ملی تھی۔ ناطقہ۔ قوتِ گویائی یہاں سے مولانا نے اسرار کے اخفاء کی حکمتیں بتائی ہیں فاصح رسوا کرنے والا۔

غَیب[1] مطلوبِ حق آمد چند گاہ — ایں دُہل زن رابراں بر بند راہ
ہر چند کہ اللہ (تعالیٰ) کو غیب مطلوب ہے — اس ڈھول پیٹنے والے کو نکالدے راستہ کر دے

تنگ مراں دَر کش عناں مستور بہ — ہر کس از پندارِ خود مسرور بہ
تیز نہ دوڑ، باگ کھینچ (راز کا) چھپا ہوا ہونا بہتر ہے — ہر انسان کا اپنے خیال کے مطابق خوش رہنا بہتر ہے

حق ہمی خواہد کہ نو میدانِ[2] اُو — زیں عبادت ہم نگردو انند رُو
اللہ (تعالیٰ) چاہتا ہے کہ اس سے نا امید — بھی اس عبادت سے منہ نہ موڑیں

ہم مُشَرَّف در عبادتہائے اُو — مُشتغِل گشتہ بطاعتہائے اُو
جو لوگ اس کی عبادتوں سے مشرف ہیں — اس کی فرمانبرداریوں میں مشغول ہیں

ہم بامیدے مُشَرَّف می شوند — چند روزے در رکابش می دَوند
وہ بھی امید سے مشرف ہوں — (کیونکہ) چند روز وہ بھی ہمرکاب رہے ہیں

خواہدآں رحمت بتابد بَرہمہ — بَربدو نیک از عمومِ مَرحمہ
رحمت چاہتی ہے کہ وہ سب پر نازل ہو — برے اور بھلے پر رحمت کے عام ہونے کیوجہ سے

حق ہمی خواہد کہ ہر میرو اسیر — بار جاوخوف باشند وَ حذیر[3]
اللہ (تعالیٰ) چاہتا ہے کہ ہر حاکم اور محکوم — امید بیم میں رہیں اور ڈرتے رہیں

ایں رجا و خوف در پَردہ بُود — تاپسِ ایں پردہ پَرُورَ وَ شُود
یہ امید بیم پردہ (پوشی کی صورت) میں ہوسکتی ہے — تاکہ پس پردہ وہ پرورش پاتے رہیں

چوں دریدی پردہ گو خوف ورجا — غیب راشد کرّو فراندر مَلا
جب تو نے پردہ چاک کر دیا امید بیم کہاں رہی؟ — غیب کی شان و شوکت بر ملا ہو گئی

حکایت

برلَبِ جُو بُروظنّے یک تتی — کہ سلیمانؑ ست ماہی گیرِ ما
ایک تو جوان نے دریا کے کنارے پر خیال کیا — کہ ہمارا مچھیرا سلیمان (علیہ السلام) ہے

گر ویستایں ازچہ فرست وخفیست — ورنہ سیمائے سلیمانیش چیست
یہ اگر وہی ہے تو یہ تنہائی اور چھپاؤں کیوں ہے؟ — ورنہ اس کا سلیمانؑ جیسا چہرہ مہرہ کیوں ہے؟

اندریں اندیشہ می بود اُو دودل — تا سلیمانؑ گشت شاہِ مستقل
اس خیال میں وہ دو دل ہو رہا تھا — یہانتک کہ (حضرت) سلیمانؑ مستقل بادشاہ بنگئے

دیو رفت از مُلک وتختِ اُو گریخت — تیغ جَستش خونِ آں شیطاں بریخت
دیو چلا گیا، ان کے ملک اور تخت سے بھاگ گیا — انکے نصیبہ کی تلوار نے اس شیطان کا خون بہا دیا

---

[1] غیب۔ پردہ پوشی۔ دُہل زن۔ ڈھول پیٹنے والا اعلان کرنے والا۔ تنگ دوڑ، مراں۔ رندان۔ سے نہی ہے نہ چلا۔ عنان۔ باگ۔ مستور چھپا ہوا۔ پندار۔ عقیدہ خیال۔

[2] نومیداں۔ وہ لوگ جو غلط عقیدہ کی وجہ سے نفس الامر میں مایوس ہیں، یعنی اخفا اسرار میں یہ بھی حکمت ہے کہ یہ لوگ بھی مایوس نہ ہوں۔ عبادتہائے۔ یعنی ناقص عبادتیں۔ رکاب۔ سواری، جلو۔ میر۔ سردار۔ اسیر۔ یعنی محکوم۔ رجا۔ امید۔

[3] حذیر۔ ڈرنے والا۔ ایں رجا۔ یعنی جب تک انسان کے اعمال پردے میں ہیں۔ امید و خوف ہے ورنہ یکسو جا جائیگا۔ اندر ملا۔ بر ملا۔ حکایت۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انکشاف حقیقت کے بعد خوف ورجا ختم ہو جاتا ہے۔ گرویست۔ اگر مچھیرا واقعی سلیمانؑ ہیں تو تنہا اور اس حالت میں کیوں ہیں۔ سیما۔ علامت چہرہ مہرہ۔ دو دل۔ متردد مستقل۔ خود مختار۔ دیو۔ وہ جن جس نے انگوٹھی چرائی تھی۔

کرد در انگشت خود انگشتری — جمع[1] آمد لشکرِ دیو و پری
انہوں نے اپنی انگلی میں انگوٹھی پہنی — دیو اور پریوں کا لشکر جمع ہو گیا

آمد نداز بہرِ نظّارہ رِجال — درمیانِ شاں آنکہ بُد صاحب خیال
لوگ دیکھنے کے لئے آئے — ان میں وہ گمان کرنے والا (بھی) تھا

چوں در انگشتش بدید انگشتری — رفت اندیشہ و گمانش یکسری
جب اس نے ان کی انگلی میں انگوٹھی دیکھی — اس کا گمان اور خیال ختم ہو گیا

وہم[2] آنگاہ ہست کاں پوشیدہ است — ایں تحرّی از پئے نا دیدہ است
وہم اسوقت تک رہتا ہے جبتک کہ وہ پوشیدہ ہے — انکل بغیر دیکھی چیز کے لئے ہے

شد خیالِ غائب اندر سینہ زفت — چونکہ حاضر شد خیالِ اُو بر فت
غائب (چیز) کا خیال سینہ میں استوار ہوا — جب وہ حاضر ہو گئی خیال ختم ہوا

گر سمائے نور بے باریدنی ست — ہم زمین تاریک بالیدنی ست
اگر منور آسمان نہ برسنے والا ہے — تاریک زمین بھی بغیر نشوونما کے ہے

یُؤمِنُونَ بالغَیبِ می باید مرا — زاں بہ بستم روزنِ فانی سرا
(اللہ نے فرمایا) ہمیں غیب پر ایمان لانیوالا درکار ہیں — اس لئے میں نے دنیا کے سوراخ بند کر دیئے ہیں

گرچہ ہست اظہار کردن خود کمال — می رہاند جانہا را از خیال
اگرچہ ظاہر کرنا خود کمال ہے — (کیونکہ) جانوں کو وہم سے رہائی دیدیتا ہے

لیک یک در صد بُود ایمان لغیب — نیک دان وبگذر از تزویر و ریب
لیکن سو میں سے ایک کو ایمان بالغیب ہوتا ہے — خوب سمجھ لے اور مکر اور شک سے در گزر کر

چوں[3] شگافم آسماں را در ظہور — چوں بگویم ھَل تَرٰی فِیھَا فُطُور
اگر اظہار کے لئے میں آسمان میں شگاف لگا دوں — تو کیا تم ایسیں شگاف دیکھتے ہو" کیسے کہوں؟

تا دریں ظُلمت تحرّی گسترند — ہر کسے رُو جانبے می آورند
تاکہ اس اندھیرے میں انکل لگاتے رہیں — ہر آدمی الگ الگ جانب کو رخ کرے

مُدّتے معکوس باشد کارہا — شحنہ را دُزد آوَرد بردارہا
(تاکہ) ایک عرصہ تک کام الٹے رہیں — چور، کوتوال کو سولی پر چڑھا دے

تا کہ بس سُلطانِ عالی ہمتے — بندۂ بندہ خود آید مُدّتے
تاکہ عالی ہمت بادشاہ — ایک عرصہ تک غلام کا غلام رہے

[1] جمع آمد۔ حضرت سلیمان کی سلطنت دوبارہ جم گئی۔ رجال۔ رجل کی جمع ہے مرد۔ صاحب خیال۔ یعنی وہ شخص جس نے حضرت سلیمانؑ کو مچھلیاں پکڑتے دیکھا تھا جبکہ وہ سلطنت سے محروم ہو کر ایک مچھیرے کے گھر میں روپوش ہو گئے تھے۔ چوں۔ ایک روز حضرت سلیمانؑ کے جال میں وہ مچھلی آ گئی جس نے وہ انگشتری نگل لی تھی جو دیو سے دریا میں گر پڑی تھی اور جس کے بل پر حضرت سلیمان حکومت کرتے تھے اور اس مچھلی کے پیٹ سے وہ انگشتری نکال کر حضرت سلیمانؑ نے اپنی انگلی میں پہن لی۔

[2] وہم۔ جو چیز پوشیدہ اور مخفی ہو وہاں وہم کارفرما ہوتا ہے۔ گر سمائے نور عالم کی شادابی کیلئے بارش ہونا ضروری ہے جو کہ ابر کے حجاب کیساتھ نازل ہوتی ہے ورنہ زمین میں بالیدگی نہ ہو۔ اسی طرح اخفاء غیب میں بھی مصلحت ہے۔ فانی سرا۔ یعنی دنیا۔ لیک۔ وصد۔ تمام عالم کا مومن ہو جانا مصلحتِ باری کے خلاف ہے۔

[3] چوں۔ اگر میں غیب کے مشاہدہ کیلئے آسمانوں کو شق کر دیتا تو ھَل تَرٰی مِن فُطُور کی دعوت نہ دیتا۔ قرآن میں اللہ کی حکمت پر استدلال میں یہ آیت ہے فَارجِعِ البَصَرَ ھَل تَرٰی مِن فُطُور "اے انسان تو اپنی نظر آسمان پر دوڑا کیا ایسیں تجھے کوئی شگاف نظر آتا ہے۔" تا دریں۔ غیب میں یہ حکمت بھی ہے کہ کچھ دن کام الٹ پلٹ چلتے رہیں معکوس۔ الٹا۔ شحنہ۔ کوتوال۔ دار سولی۔

بندگی[1] در غیب آمد خوب و کش
غیب کی صورت میں عبادت خوب اور بہتر ہے

حفظِ غیب آمد در استعبادَ خوش
عبادت کرانے میں غیب کی حفاظت اچھی ہے

گو کہ مدح شاہ گوید پیشِ او
کہاں ہے وہ جو بادشاہ کے سامنے بادشاہ کی تعریف کرے

باکہ در غَیبت بُود او شرم رُو
اس کے مقابلہ میں جو غائبانہ شرمائے

قلعہ دارے کز کنارِ مملکت
وہ قلعہ دار جو مملکت کے کنارے پر

دوراز سلطان و سایہ سلطنت
بادشاہ اور سلطنت کے سایہ سے دور

قلعہ نہ فروشد بمالِ بیکراں
لا تعداد مال کے لئے قلعہ کو نہ فروخت کرے

پاس دارد قلعہ را از دشمناں
دشمنوں سے قلعہ کی حفاظت کرے

غائب از شہ در کنارِ ثغرہا
غاروں کے کنارے پر بادشاہ سے غائب

ہمچو حاضرِ او نگہدارد وفا
حاضر کی طرح وفا کی نگہداشت کرے

پیش شہ او بہ بُوَد از دیگراں
بادشاہ کے نزدیک وہ دوسروں سے بہتر ہو گا

کہ بخدمت حاضر اندو جانفشاں
جو دربار میں حضار ہیں اور جانفشانی کر رہے ہیں

پس بغیبت نیم ذرّہ حفظِ کار
غیبت میں کام کی تھوڑی بھی نگہداشت

بہ کہ اندر حاضری زاں صد ہزار
موجودگی کی لاکھ کار گزاری سے بہتر ہے

طاعت[2] وایماں کنوں محمود شُد
فرمانبرداری اور ایمان اب قابل تعریف ہے

بعدِ اندر عیاں مردود شُد
مرنے کے بعد مشاہدہ کی صورت میں نامقبول ہے

چونکہ غَیب و غائب و رُو پوش بہ
چونکہ غیب اور غائب اور چھپا ہوا بہتر ہے

پس دہاں بر بند و لب خاموش بہ
تو منہ کو بند کر لے خاموش رہنا بہتر ہے

اے برادر دست وَادا راز سخن
اے بھائی ! بات کہنے سے دستبردار ہو جا

خود خدا پیدا کند عِلم لَدُن
وہ (اللہ تعالیٰ) علم و ہی خود پیدا کر دیگا

بس بُوَد خورشید را رویش گواہ
سورج کے لئے اس کا چہرہ کافی گواہ ہے

اَیُّ شَیءٍ اَعظم اَلشَّاھِدُ اِلٰہ
سب سے بڑا گواہ کون ہے؟ خدا ہے

نے بگویم[3] چوں قریں شُد در بیاں
نہیں میں تو شہادت دونگا جیسا کہ بیان میں ساتھ ہیں

ہم خداو ہم مَلک ہم عالماں
اللہ بھی اور فرشتے بھی اور علماء بھی

یَشْھَدُ اللّٰہُ وَالْمَلٰئِکُ وَاُولُوا الْعِلْمِ
اللہ گواہی دیتا ہے اور فرشتے اور علماء

اَنَّہٗ لَا رَبَّ اِلَّا مَنْ یَدُوْم
کہ رب نہیں ہے مگر وہ جو ہمیشہ رہے

---

[1] بندگی۔ یہاں سے بھی اخفاء احوال کی حکمت بیان کرنا شروع کی ہے۔ کش۔ خوب۔ حفظ۔ محفوظ۔ استعباد۔ عبادت کرانا۔ حفظ غیب۔ غائبانہ اطاعت کا بڑا اجر ہے۔ کو۔ کجا یعنی دونوں میں بہت فرق ہے۔ ثغر۔ سرحد۔

[2] طاعت وایماں۔ آیاتِ الٰہیہ کے مشاہدہ کے بعد ایمان معتبر نہ ہو گا۔ علم لدن۔ خدا جس کو چاہیگا۔ خود علم وہبی عطا فرمادیگا اور وہ غیب پر مطلع ہو جائیگا تو خاموش ہو جا۔ بس۔ جب مشاہدہ ہو جائیگا۔ تو پھر کسی گواہ کی ضرورت نہ رہے گی۔

[3] نے بگویم۔ اوپر کا مضمون تھا کہ صرف اللہ کی گواہی ہی کافی ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب اب اس مضمون سے گریز ہے کہ ہاں اللہ کی گواہی کافی ضرور ہے لیکن چونکہ اللہ نے اپنی گواہی میں فرشتوں اور اہل علم کو شریک کیا ہے تو میں بھی گواہی دیتا ہوں یشہد۔ قرآن پاک میں ہے "شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ" "اللہ اس پر گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور اہل علم گواہی دیتے ہیں۔"

چوں[1] گواہی داد حق کہ بُود مَلک — تا شود اندر گواہی مشترک

جب اللہ (تعالیٰ) نے گواہی دیدی تو فرشتے کیا ہوتے ہیں — کہ وہ گواہی دینے میں شریک ہوں

زانکہ شعشاع و حضورِ آفتاب — نَرنتابد چشم و دلہائے خراب

یہ اس لئے کہ کرنوں اور سورج کی موجودگی کی — کمزور آنکھیں اور دل، طاقت نہیں رکھتے ہیں

چوں خُفاش[2] شے گوتفِ خورشید را — برنتابد بگسلد اُمید را

جبکہ چمگادڑ جو سورج کی چمک کی — تاب نہیں لاتی ہے امید توڑ بیٹھی ہے

پس ملائک راچو ماہاں بازداں — جلوہ گر خورشید رابَر آسماں

تو فرشتوں کو ان چاندوں کی طرح سمجھ — جو آسمان پر سورج کو جلوہ دیتے ہیں

کایں ضیا مازِ آفتابے یا نعیم — چوں خلیفہ بر ضعیفاں تا نعیم

(وہ کہتے ہیں) کہ روشنی ہم نے سورج سے حاصل کی ہے — قائم مقام بن کر ہم کمزوروں پر چمکے ہیں

چوں[3] مہِ نو یا سہ روزہ یا کہ بَدر — مرتبہ ہریک بُود در نورو قدر

نئے چاند یا تین روزہ چاند یا چودھویں کے چاند کی طرح — ہر ایک (فرشتہ) کا نور اور قدر میں رتبہ ہے

زاںجہ نورِ ثُلاث اَو رُباع — بر مراتب ہر مَلک را آں شعاع

نور کے تین تین یا چار چار بازوؤں کی وجہ سے — مرتبہ کے اعتبار سے ہر فرشتہ کو وہ نور حاصل ہے

ہمچو پر ہائے عقولِ اِنسیاں — کہ بسے فرق ست شاں اندر میاں

جیسے انسانوں کے عقلی بازو — کہ ان کے درمیان بہت بڑا فرق ہے

پس قرین ہر بشر در نیک و بَد — آں مَلک باشد کہ مانندش بُوَد

ہر انسان کا نیکی اور بدی کے اعتبار سے ساتھی — وہ فرشتہ ہو گا جو اس کے مناسب ہو گا

چشمِ اَعمش نورِ خور رابر نتافت — اختر اُورا شمعِ شد تارہ بیافت

چندھے کی آنکھ میں سورج کی روشنی کی تاب نہیں ہے — ستارہ اس کی شمع بن گیا یہانتک کہ اس کو راستہ مل گیا

گفتنِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مَر زید رضی اللہ عنہ را

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زید رضی اللہ عنہ سے فرمانا کہ

کہ ایں سِرّ را فاش تر زیں مگو و مُتابعت نگہدار

اس راز کو اس سے زیادہ کھل کر نہ کہہ اور فرمانبرداری کا لحاظ رکھ

گفت پیغمبر کہ اصحابی[4] نجوم — رہرواں راشمع و شیطاں راجوم

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے صحابہ ستارے ہیں — جو مسافروں کی شمع اور شیطان کیلئے گرز ہیں

---

[1] چوں گواہی۔ اب یہ سمجھانا ہے کہ خدا کی گواہی کے بعد فرشتوں اور علماء کی گواہی کی کیا ضرورت تھی۔ شعشاع۔ شعاع۔ برنتابد۔ تاب نیارد۔

[2] خفاش۔ چمگادڑ۔ تف۔ چمک، گرمی۔ پس ملائک۔ یعنی جسطرح سورج کے ہوتے ہوئے چاند اور ستاروں کے وجود میں مصلحت کارفرما ہے اسیطرح اللہ کی گواہی کے بعد فرشتوں کی گواہی میں مصلحت کار فرما ہے۔ ماہاں۔ مختلف دنوں کے چاند۔

[3] چوں۔ جس طرح مختلف تاریخوں کے چاند کے نور میں فرق ہے اسیطرح فرشتوں کے مراتب میں فرق ہے۔ اتجہ۔ جناح کی جمع ہے بازو۔ ثلاث۔ تین تین۔ رباع۔ چار چار۔ عقول۔ انسانوں کی عقلوں میں فرق ہے۔ اعمش۔ چندھا۔ کمزور نگاہ والا۔ خور۔ خورشید۔

[4] اصحابی۔ حدیث شریف ہے۔ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ "میرے صحابہ ستاروں کیطرح ہیں تم جس کی بھی پیروی کرلو گے کامیاب ہو جاؤ گے۔"

ستاروں کے دو فائدے ہیں ایک راہنمائی دوسرے یہ کہ وہ شیطانوں کیلئے گرز بھی ہیں جو شیاطین آسمانی باتیں چرانے کی کوشش کرتے ہیں ان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ اسیطرح صحابہ جو اہل العلوم ہیں وہ منکروں کی ہلاکت کا سبب ہیں۔

ہر کسے را گر بُدے آں چشم وزور — گو گرفتے زافتابِ چرخ[1] نُور
اگر ہر شخص کے لئے وہ آنکھ اور طاقت ہوتی — کہ جس سے آسمان کے سورج سے نور حاصل کر سکتا

کے ستارہ حاجتستے اے ذلیل — کے بُدے برنورِ خورشید آں دلیل
اے ذلیل! ستارے کی پھر کیا ضرورت تھی؟ — وہ سورج کی روشنی کا راہنما کب ہوتا؟

ہیچ ماہ واخترے حاجت نبُوُد — گو بُوَد بر آفتابِ حق شہُود
(اسکو) کسی چاند اور ستارے کی ضرورت نہ تھی — جو حق کے سورج کا گواہ ہوتا

ماہ[2] می گوید بابر و خاک و فے — مَن بشرِ من مِثلِکُم یُوحیٰ اِلیٰ
چاند، ابر اور خاک اور سایہ سے کہتا ہے — میں تم جیسا انسان ہوں، مجھ پر وحی آتی ہے

چوں شما تاریک بودم درنہاد — وحی خورشید چُتیں نورے بداد
دراصل تمہاری طرح میں بھی بے نور تھا — وحی کے سورج نے مجھے یہ نور عطا کیا ہے

ظلمتے دارم بہ نسبت با شمُوس — نُور دارم بہرِ ظلماتِ نُفوس
سورجوں کی بہ نسبت، میں تاریک ہوں — انسانوں کی تاریکیوں کیلئے میرے پاس نور ہے

زاں ضعیفم تاتو تابے آوری — کہ نہ مَردِ آفتابِ انوری
میں اس لئے ضعیف ہوں کہ تو برداشت کر سکے — کیونکہ تو زیادہ چمکدار سورج کا مرد (میدان) نہیں ہے

ہمچو شہدو[3] سرکہ درہم بافتم — تابہ بیماری جگر رہ یافتم
میں شہد اور سرکہ کی طرح باہم مل گیا ہوں — یہاں تک کہ جگر کی بیماری تک پہنچ گیا ہوں

چوں زعلّت وارہیدی اے رہیں — سرکہ رابگذاری خورانگبیں
اے گرفتار (مرض) جب تو بیماری سے نجات پا جائے — سرکہ کو چھوڑ دے شہد چاٹ

تختِ دل معمور شد پاک از ہوا — بر وے الرَّحمٰنُ عَلَی العَرشِ استوٰی
جب دل کا تخت خواہشات سے پاک و آراستہ ہو گیا — تو الرحمن علی العرش استوی کا مصداق ہو گیا

حُکم بر دل بعد ازیں بے واسطہ — حق کُند چوں یافت دل ایں رابطہ
اس کے بعد بلاواسطہ دل پر حکم — اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے جب دل کو یہ رابطہ حاصل ہو گیا

ایں سخن پایاں ندارد زیدؓ کو — تا دہم بندش کہ رسوائی مجو
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے (حضرت) زیدؓ کہاں ہیں؟ — تاکہ میں ان کو روکوں کہ رسوائی نہ کر

نسبت حکمت گفتن ایں اَسرار را — چوں قیامت می رسد اظہار را
ان رازوں کے کہنے میں دانائی نہیں ہے — اظہار کے لئے قیامت آرہی ہے

---

۱ چرخ۔ آسمان۔ دلیل۔ رہنما۔ شہود۔ شاہد گواہ۔ فے۔ سایہ

۲ ماہ۔ یعنی نبی کریم۔ یوحیٰ۔ وحی بھیجی جاتی ہے۔ الیٰ۔ میری جانب۔ قرآن میں ہے۔ قُل اِنّما اَنا بَشَرٌ مِثلُکُم یُوحیٰ اِلیّ۔ "اے نبی! تم لوگوں سے کہدو میں تم جیسا انسان ہوں مجھ پر وحی آتی ہے" چوں شاہ آنحضور کو خطاب کر کے اللہ نے فرمایا ہے۔" اسی طرح سے ہم نے اپنے حکم سے دین کی جان یعنی قرآن تمہاری طرف وحی کے ذریعہ بھیجی ہے تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ جانتے تھے کہ ایمان کسکو کہتے ہیں۔ شموس۔ یعنی شئون باری اور صفاتِ الٰہی۔ کہ نہ مرد۔ براہ راست منجانب اللہ افاضہ عوام کے لئے مناسب نہیں اسلئے رسول واسطہ بنتے ہیں۔

۳ شہد۔ یعنی فیض۔ حق۔ سرکہ یعنی قولی تعلیمات۔ جگر۔ یعنی مخلوقات۔ درہم بافتن۔ مل جلجانا۔ رہ یافتن۔ داخل ہو جانا، رہ یافتن۔ دا۔ل ہو جانا، سرایت کرنا۔ علّت۔ یعنی روحانی امراض۔ سرکہ را بگذار اب قالی اور قولی تعلیمات کی ضرورت نہیں ہے۔ اسرار الٰہی کی معرفت بذریعہ علم لدنی حاصل ہونے لگیگی۔ تخت۔ دل۔ یعنی جب دل ہوا و ہوس سے پاک ہو جائیگا اللہ کی تجلیات اسپر اسکی ہو ہونگی۔ جیسی کہ عرش پر۔ حکم جب اللہ سے رابطہ پیدا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ دل پر براہ راست الہام فرماتا ہے۔ اور اس کو علوم لدنیہ حاصل ہو جاتے ہیں۔ رسوائی۔ اسرار کا کھولنا رسوائی کا سبب ہے۔ قیامت۔ قیامت کے دن سب چھپے ہوئے راز کھل جائیں گے۔

رجوع بحکایت زید رضی اللہ عنہ

(حضرت) زید رضی اللہ عنہ کی حکایت کی طرف واپسی

زیدرا اکنوں نیابی گو گریخت — جست از صفِ نعال و نعل ریخت[1]

(اے مخاطب) اب تو زید کو نہ پائیگا کیونکہ اب وہ چلدیئے — (مجلس کی) آخری صف سے روانہ ہو گئے اور تیزی سے روانہ ہوئے

تو کہ باشی زید ہم خود را نیافت — ہمچو اختر کہ برو خورشید تافت

تو کیا ہے زید خود اپنے آپ کو نہیں پا سکتے ہیں — اس ستارے کی طرح جس پر سورج روشنی ڈالدے

نے ازو نقشے بیابی نے نشاں — نے کہے یابی براہِ کہکشاں

نہ تو اس (ستارے) کا نقش پائے گا نہ نشان — نہ کہکشاں کے راستہ میں تو ٹکا پائے گا

شد[2] حواس و نُطق بے پایانِ ما — محوِ نورِ دانشِ سُلطانِ ما

ہمارے لا محدود حواس اور قوتِ گویائی — ہمارے شہنشاہ کی دانش کے نور میں فنا ہو گئی

حسہا و عقلہا شاں در درون — موجِ در موج لَدَیْنَا مُحْضَرُوْن

ان (روحوں) کے حواس اور عقلیں اس عالم میں — "لدینا محضرون" (کے مقام) میں موجزن تھے

چوں شب آمد باز وقتِ بارشد — انجمِ پنہاں شدہ برکارشد

جب رات آئی پھر کام کا وقت آ گیا — چھپے ہوئے ستارے کام میں لگ گئے

خلق[3] عالم جملگی بیہش شوند — پردہا بُررو گشند و بغنوند

دنیا کی تمام مخلوق بے ہوش ہو جاتی ہے — چہرے ڈھانپ لیتے ہیں اور اونگھنے لگتے ہیں

صبح چوں دَم زد علَم افراشت خَور — ہر فتیٰ از خوابگہ برداشت سَر

صبح نے جب سانس لیا، سورج نے جھنڈا بلند کیا — ہر نوجوان نے خواب گاہ سے سر اٹھایا

بیہُشاں راوا دہد حق ہوشہا — حلقہ حلقہ حلقہا در گوشہا

اللہ بے ہوشوں کو ہوش دے دیتا ہے — جماعت در جماعت تابع فرمان ہو جاتے ہیں

پائے کوباں دَست افشاں در ثنا — نازنازاں ربَّنا احْیَیْتَنا

تعریف میں ناچتے ہوئے رقص کرتے ہوئے — ناز کرتے ہوئے کہ اے ہمارے رب تو نے ہمیں زندہ کر دیا

آں جلوز وآں عظام ریختہ — فارساں گشتہ غُبار انگیختہ

ریزہ ریزہ کھا لیں اور ہڈیا — شہسوار بنے ہوئے ، غبار اڑاتے ہوئے

حملہ آرنداز عدم سُوئے وجود — در قیامت ہم شکورو ہم عنود

عدم سے وجود کی طرف تیزی سے چلیں گے — قیامت میں شکر گزار بھی اور سرکش بھی

---

[1] نعل ریختن۔ تیز بھاگنا۔ تو کہ۔ زید اب فنا کے اُس مقام پر پہنچ گئے ہیں خود انکو اپنی خبر نہیں ہے۔ کہکشاں۔ اصل میں کاہ کشاں۔ یہ باریک ستاروں کا لمبا مجموعہ ہے۔ اور ایسا ہے جیسا کہ گھاس کا گٹھر زمین پر ڈالکر کھینچا جائے تو زمین پر نشانات ہو جاتے ہیں یا آسمان پر رات کی تاریکی میں جنوب شمال ایک سڑک کی صورت میں نظر آتا ہے۔ جب سورج نکلتا ہے نہ ستارے نظر آتے ہیں۔ نہ کہکشاں۔

[2] شد۔ عالم ارواح میں ہمارے تمام حواس خدائی نور میں اسی طرح محو تھے جیسی کہ حضرت زیدؓ پر محویت طاری ہوئی۔ لدینا۔ سورۂ یٰسین میں مذکور ہے۔ اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ "قیامت بس ایک زور کی آواز ہو گی تو بس لوگ ہمارے حضور میں حاضر کئے جائیں گے چوں شب آمد۔ جسطرح ستارے دن میں چھپ جاتے ہیں اور رات آتے ہی مصروف عمل ہو جاتے ہیں اسیطرح جب انسان پر شب یعنی موت طاری ہوتی ہے اور روح عالم ارواح میں پہنچ جاتی ہے تو ملائکہ اس میں تصرف شروع کر دیتے ہیں۔

[3] خلق عالم۔ یعنی سکرات الموت سے بیہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ اور عالم برزخ میں روحوں پر غنودگی طاری ہوتی ہو جاتی ہے۔ صبحدم۔ صبح ہوتے ہی تمام انسان نیند سے بیدار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح صبح قیامت آئیگی تو سب ہوش میں آجائینگے۔ بیہشاں۔ قیامت کے میدان میں سب بیہوش ہوش میں آکر جناب باری تعالیٰ میں پہنچ جائینگے۔ ربَّنا۔ حدیث میں ہوکر شکر کی دعا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔

سرچہ[1] می پیچی چرانا دیدہ
ایسا بھولا بن کر تو کیوں انکار کرتا ہے؟

در عدم اوّل نہ سر پیچیدہ
کیا پہلے عدم میں تو نے منہ نہ موڑا تھا؟

در عدم افشردہ بودی پائے خویش
تو نے عدم میں اپنا پیر سکوڑ رکھا تھا

کہ مرا کہ برکند از جائے خویش
کہ مجھے میری جگہ سے کون اکھاڑ سکتا ہے؟

می نہ بینی صُنعِ ربّانیت را
کیا تو خدا کی کاریگری کو نہیں دیکھتا ہے

کہ کشد اُو موئے پیشانیت را
کہ اُس نے تیری پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچ لیا

تاکشیدت اندریں انواعِ حال
یہاں تک کہ تجھے ان احوال میں مبتلا کر دیا

کہ نبُودت در گمان ودر خیال
جو تیرے گمان اور خیال میں بھی نہ تھے

آں عدم اُورا ہمارہ[2] بندہ است
عدم ہمیشہ اس کے فرمان کے تابع ہے

کارکُن دیوا! سلیمانؑ زندہ است
اے دیوا! کام میں لگ جا سلیمانؑ زندہ ہے

دیومی سازد جفان کا لجواب
(یو) تالابوں جیسے لگن بنا رہا ہے

زہرہ نے تادفع گوید یا جواب
طاقت نہیں ہے کہ انکار کرے یا جواب دیدے

خویش رابیں چوں ہمی لرزی زبیم
تو اپنے آپ کو دیکھ خوف سے کیسا کانپ رہا ہے

مَرْ عدم رانیز لرزاں داں مقیم
عدم کو بھی ہمیشہ لرزاں سمجھ

وَر تو دست اندر مناصبِ میزنی
اگر تو بڑے عہدوں پر دست درازی کر رہا ہے

ہم زترس ست آنکہ جانے میکنی
یہ بھی ڈر ہی کی وجہ سے ہے کہ تو مشقت اٹھاتا ہے

ہرچہ جُز عشقِ خدائے احسن ست
خدائے خوب تر کے عشق کے علاوہ جو کچھ ہے

گرشکر خائیست آں جاں کندن ست
اگر شکر خوری بھی ہے وہ جاں کنی ہے

چیست جاں[3] کندن سوئے مرگ آمدن
جان کنی کیا ہے؟ موت کی جانب چلنا ہے

دست را آب حیاتے نازدن
آب حیات کو حاصل نہ کرنا ہے

خلق رادو دیدہ در خاکِ ممات
مخلوق کی نگاہیں موت کی مٹی کیطرف ہیں

صد گماں دارند در آبِ حیات
آب حیات میں سینکڑوں شک کرتے ہیں

جُہد کُن تاصد گماں گردد نُود
کوشش کر کہ سو گمان نوے بن جائیں

شب برودر تو بخسپی شب رَود
رات کو سفر کر اگر سو گیا رات چلی جائے گی

در شبِ تاریک جوآں روز را
اندھیری رات میں اس دن کی تلاش کر لے

پیش کُن آں عقلِ ظُلمت سوز را
تاریکی کو ختم کر دینے والی عقل کو رہنما بنا

[1] سرچہ۔ روح نے حضرت آدمؑ کے جسم میں آنے سے پہلے بھی انکار کیا تھا۔ درعدم۔ ازل میں روح جسم میں آنے کو آمادہ نہ تھی۔ تاکشیدت۔ مجبوراً روح کو جسد عنصری اختیار کرنا پڑا اور احوالِ دنیا میں مبتلا ہونا پڑا۔

[2] ہمارہ۔ ہموارہ، ہمیشہ۔ دیوا۔ اے دیو۔ جفان۔ جفن کی جمع ہے لگن جواب۔ اصل میں جوابی ہے۔ جوابیہ کی جمع ہے بڑا حوض۔ زہرہ۔ پتہ، حوصلہ۔ مَناصِب۔ منصب کی جمع، بڑا عہدہ بڑے عہدوں کی کاوش انسان مال حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے جس کی وجہ افلاس کا خوف ہوتا ہے جو بقدر اللہ ہے تو گویا انسان کا عہدے حاصل کرنا اللہ سے لڑتا ہے

[3] جان کندن۔ مصیبت برداشت کرنا۔ مرگ یعنی دنیا۔ آبِ حیات۔ یعنی عشقِ الٰہی دیدارِ الٰہی۔ نود۔ نوے شب رفتن۔ رات کو چلنا، یعنی رات کو عبادت کرنا۔ آں روز۔ یعنی نورِ الٰہی۔

در شبِ بد رنگ بس نیکی بُود — آبِ حیواں ۱ ظلمتِ تاریکی بُود
کالی رات میں بہت نیکیاں ہوتی ہیں — آبِ حیات اندھیرے میں ہوتا ہے

سَر زخفتن کے تواں برداشتن — با چُنیں صد تخمِ غفلت کاشتن
سونے سے سر کب اٹھایا جا سکتا ہے؟ — غفلت کے ایسے سو بیج بو کر

خوابِ مُردہ لُقمہ مُردہ یارشد — خواجہ خُفت و دُزدِ شب برکارشد
مردے کی سی نیند، حرام لقمے پیارے بن گئے — جناب سو گئے، اور رات کا چور کام میں لگ گیا

تو نمیدانی کہ خصمانت کیند — ناریاں ۲ خصمِ وجودِ خاکیند
تو نہیں جانتا کہ تیرے دشمن کون ہیں؟ — ناری، خاکیوں کے وجود کے دشمن ہیں

نار خصمِ آب و فرزندانِ اوست — ہمچنانکہ آب خصمِ جانِ اوست
آگ، پانی اور اس کی پیداوار کی دشمن ہے — جس طرح پانی اس کی جان کا دشمن ہے

آب آتش راکُشد زیرا کہ اُو — خصمِ فرزندانِ آبست وعدُو
پانی، آگ کو بجھا دیتا ہے کیونکہ وہ (آگ) — پانی کی پیداوار کی مخالف اور دشمن ہے

بعدازاں ایں نار نارِ شہوست ست — کاندر واصلِ گناہ وزلّت ست
اس آگ کے علاوہ ایک شہوت کی آگ ہے — جس کے اندر گناہ اور لغزش کی جڑ ہے

نارِ بیرونی بآبے ۔ بےفسرد — نارِ شہوت تابد و زَخ می بَرد
بیرونی آگ پانی سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے — شہوت کی آگ جہنم تک لے جاتی ہے

نارِ شہوت می نیارامد بآب — زانکہ دارد طبعِ دوزخ در عذاب
شہوت کی آگ، پانی سے نہیں بجھتی ہے — اس لئے کہ عذاب میں وہ دوزخ کا مزاج رکھتی ہے

نارِ شہوت راچہ چارہ ۳ نورِ دیں — نُورُ کُم اِطفاءُ نَارُ الکَافِرِین
شہوت کی آگ کا کیا علاج ہے دین کا نور (علاج) ہے — (جسطرح) تمہارا نور (ایمان) کافروں کی آگ کا بجھا دینا ہے

چہ کُشد ایں نار را نورِ خدا — نُورِ ابراہیم را ساز اُوستا
اس آگ کو کیا چیز بجھا سکتی ہے؟ خدا کا نور (بجھا سکتا ہے) — (حضرت) ابراہیم کے نور کو استاد بنالے

تازِ نارِ نفس چوں نمرودِ تو — وارہدایں جسم ہمچوں عُودِ تو
تاکہ تیرے نمرود جیسے نفس کی آگ سے — تیرا لکڑی جیسا جسم نجات پا جائے

شہوتِ نارے براندن کم نشدُ — اُو بماندن کم شود بے ہیچ بُد
شہوت وہ آگ ہے جو پورا کرنے سے کم نہیں ہوتی ہے — وہ روکنے سے کم ہو جاتی ہے بغیر کسی چیز کے

۱ آبِ حیواں۔ مشہور ہے کہ آبِ حیات تک پہنچنے میں بہت سی تاریکیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ یعنی رات کے اندھیرے میں آبِ حیات تلاش کر۔ لقمہ مُردہ۔ حرام غذا دزدِ شب۔ یعنی شیطان۔ خصم۔ دشمن۔ مخالف۔

۲ ناریاں۔ شیاطین۔ فرزندانِ آب۔ یعنی انسان جو لطفہ سے پیدا ہوتا ہے۔ بعدازاں۔ یعنی ناری مخلوق کے علاوہ شہوت کی آگ بھی آدمی کی دشمن ہے۔ نارِ بیرونی۔ یعنی یہ عنصری آگ۔ نارِ شہوت۔ جس طرح دوزخ کی آگ پانی سے نہ بجھے گی اسی طرح شہوت کی آگ پانی سے نہیں بجھ سکتی ہے۔ بلکہ دین کے نور کے ذریعہ بجھے گی۔

۳ چارہ۔ علاج۔ اطفاء۔ بجھا دینا۔ استا۔ اُستاد۔ نمرود۔ اس بادشاہ کا نام ہے جس سے حضرت ابراہیم کو دہکتی ہوئی آگ میں پھینکوادیا تھا اور وہ آگ ان پر گلزار بن گئی تھی۔ حضرت ابراہیم کا نور آگ کے بجھ جانے کا سبب بنا تھا۔ شہوت رانی۔ خواہش نفسانی کو پورا کرنا۔ بماندن۔ یعنی شہوت کو روکو گے تو زور کے گی۔

تا کہ ہُیزم می نہی بر آتشے — کے بمیرد آتش از ہیزم کشے
تو آگ پر ایندھن کب تک رکھے گا؟ — ایندھن ڈالنے والے سے آگ کب بجھ سکتی ہے؟

چونکہ ہُیزم باز گیری نار مُرد — زانکہ تقویٰ آب سوئے نار بُرد
جب تو ایندھن ہٹا لے گا آگ مردہ ہو جائیگی — اس لئے کہ پرہیز گاری نے آگ پر پانی ڈالدیا ہے

کے سیہ گردد ز آتش رُوئے خوب — کُونہد گلگونہ از تقویٰ القلوب ۲
خوبصورت چہرہ آگ سے کب سیاہ ہوتا ہے؟ — اسلئے کہ اس نے دلوں کی پرہیز گاری کا غازہ لگالیا ہے

نار پاکاں راندارد خود زیاں — کے زخاشا کے شود دریا نہاں
آگ، پاک لوگوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے — کوڑے کرکٹ سے دریا کب چھپ سکتا ہے؟

ہرکہ تریاکِ خدائے رابخورد — گر خورد زہرے مگویش کُو بمُرد
جس نے خدائی تریاق کھا لیا — اگر وہ زہر بھی کھا لے تو اس کو مردہ نہ کہہ

گر طبیبت گرید اے رنجورِ زار — از عَسل پرہیز کن ہیں ہوش دار
اگر تجھ سے طبیب کہے کہ اے کمزور مریض! — شہد سے پرہیز کر، خبردار اے ہوشیار!

گر جوابش گوئی از جہل اے سقیم — کہ چراتو میخوری بے ترس و بیم
اے بیمار! اگر تو نادانی سے اس کو جواب دے — کہ تو بلا خوف و خطر کیوں کھا رہا ہے

گویدت دردل حکیم مہرباں — کژ قیاسے کردہ چوں ابلہاں
مہربان طبیب، دل دل میں تجھے کہے گا — تو نے بیوقوفوں کی طرح غلط قیاس کیا ہے

آب ۳ چشمہ بیں زریزش شد فزوں — آب خُم بیں خود زخوردن شُد نگوں
چشمہ کے پانی کو دیکھ بہاؤ سے اور بڑھ گیا — مٹکے کے پانی کو دیکھ پینے سے (مٹکا) اوندھا ہو گیا

خورکند رنجور را رنجور تر — وانکہ معمورست خود معمور تر
کھانا بیمار کو زیادہ بیمار بنا دیتا ہے — جو صحت مند ہے اس کو زیادہ صحت مند بنا دیتا ہے

در تو عِلّت می فروزد ہمچو نار — ہیں مکن با نار ہیزُم راتو یار
(کھانا) تجھ میں آگ کیطرح بیماری بڑھا دے گا — خبردار! ایندھن کو آگ کا یار نہ بنا

زیں دو آتش خانہ ات ویراں شود — قالبِ زندہ ازو بے جاں شود
ان دونوں آگوں سے تیرا گھر برباد ہو جائیگا — زندہ جسم اُسے مردہ ہو جائے گا

در من ار ناریست ہست آں ہمچو نور — نارِ صحت درتن افزاید سرور
مجھ میں اگر آگ ہے تو وہ نور جیسی ہے — صحت کی آگ جسم میں سرور بڑھاتی ہے

۱ تا کہ۔ شہوت اور اُس کے تقاضے کو پورا کرنے کی مثال آگ اور ایندھن کی ہے۔ جس قدر شہوت کا تقاضہ پورا کروگے شہوت میں اضافہ ہوگا۔ تقویٰ۔ یعنی خواہشات نفسانی سے بچنا۔ گلگونہ۔ غازہ۔

۲ تقویٰ القلوب۔ دلوں کی پرہیز گاری۔ نار پاکاں را۔ حضرت ابراہیمؑ کو آگ نہیں جلا سکی، اسی طرح آتش نفس سے پاک لوگ محفوظ رہتے ہیں۔ ہرکہ۔ جو کامل ہو گئے ہیں ان کو جائز لذتیں مضر نہیں ہوتی ہیں، ابتدائی مجاہدوں میں ان کا ترک مناسب ہے۔ گر طبیب۔ مریض کو شہد مضر ہو سکتا ہے۔ طبیب کو مضر نہیں ہے، اسی طرح شیخ کامل گزائندہ نیوی کا استعمال کر سکتا ہے۔ مبتدی کے لئے مناسب نہیں ہے۔

۳ آب چشمہ۔ شیخ کامل کی مثال جاری چشمہ کی سی ہے اور مبتدی خم جیسا ہے۔ خورد۔ اگر بیمار غذا کھائے گا بیماری میں اضافہ ہوگا صحت مند کھائیگا تو قوت بڑھے گی۔ دو آتش۔ عنصری آگ اور بیماری کی آگ، نارِ صحت۔ حرارتِ غریزی۔

نارِ صحت چوں فزاید در وجود
صحت کی آگ جب جسم میں بڑھتی ہے

بے زیانِ تن شود صد گو نہ سود
جسم کے نقصان کے بغیر سو گونہ مفید ہوتی ہے

آتش افتادن در شہر در زمانِ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شہر میں آگ لگنا

آتشے اُفتاد در عہدِ [1] عمرؓ
(حضرت) عمرؓ کے زمانے میں آگ لگ گئی

ہمچو چوبِ خُشک میخورد اُو حجر
جو پتھروں کو سوکھی لکڑیوں کیطرح جلا رہی تھی

در فتاد اندر بناؤ خانہا
تعمیرات اور گھروں میں لگ گئی

تازد اندر پرِّ مُرغ ولا نہا
یہاتک کہ پرندوں کے پروں گھونسلوں میں جا لگی

نیمِ شہر از شعلہا آتش گرفت
آدھے شہر کو آگ کے شعلوں نے گرفت میں لے لیا

آب می سرسیدازان وی شگفت
پانی اس سے خوفزدہ تھا اور تعجب کر رہا تھا

مَشکہائے آب و[2] سرکہ می زدند
پانی اور سرکہ کی مشکیں ڈال رہے تھے

بر سرِّ آتش کسان ہوشمند
ہوشمند انسان آگ پر

آتش از استیزہ افزو دے لَہب
آگ، دشمنی سے لپٹیں بڑھاتی تھی

می رسد اورا مدد از صُنعِ رَب
اس کو اللہ (تعالیٰ) کی قدرت سے مدد پہنچ رہی تھی

آتش از استیزہ افزوں می شدے
آگ جوش سے بڑھ رہی تھ

می رسید اُورا مدد از بے حدے
اس کو بے پایاں (قدرت) سے مدد پہنچ رہی تھی

خَلق آمد جانبِ عمر [3] شتاب
لوگ جلدی سے حضرت عمرؓ کے پاس آئے

کآتشِ ماخود نمی میرد زآب
کہ ہماری آگ پانی سے نہیں بجھ رہی ہے

گفت آں آتش زآیاتِ خداست
انہوں نے فرمایا آگ خدا (کے قہر) کی نشانیوں میں سے ہے

شُعلۂ از آتشِ بخل شماست
تمہارے بخل کی آگ کا شعلہ ہے

آب بگذاریو ناں قسمت کنید
پانی کو چھوڑو، اور روٹیاں تقسیم کرو

بخل بگذارید اگر آنِ منید
بخل سے توبہ کرو، اگر تم میرے ہو

خَلق گفتندش کہ در بکشودہ ایم
لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو دروازے کھولدیئے ہیں

ما سخی واہلِ فُتوّت بودہ ایم
ہم تو سخی اور جوانمرد چلے آتے ہیں

گفت ناں در رسم و عادت دادہ اید
انہوں نے فرمایا تم نے روٹی دینا رسم و عادت کی بنا پر کی ہے

دست از بہرِ خدا نکشادہ اید
خدا کے لئے ہاتھ نہیں کھولا ہے

[1] عہد زمانہ۔ حجر پہاڑوں کے پتھر کو لکڑی کی طرح جلا رہی تھی۔ لانہ۔ گھونسلا، بھڑوں کا چھتہ۔ آب۔ پانی خوفزدہ تھا اور تعجب کر رہا تھا کہ اس سے آگ کیوں نہیں بجھ رہی ہے۔

[2] آب و سرکہ۔ عرب میں گھروں میں پانی اور سرکہ کے مشکے ہوتے تھے۔ استیزہ۔ جھگڑا، خصومت۔ لہب۔ شعلہ بے حد ہے۔ یعنی قدرتِ الٰہی جو لامحدود ہے۔

[3] عُمر۔ میم۔ پر تشدید ضرورت شعری کی وجہ سے ہے۔ آیات۔ آیۃ کی جمع ہے عذاب، علامت یعنی یہ تمہارے بخل کے گناہ کی سزا ہے۔ دربکشودہ ایم۔ غریبوں اور مسافروں کے لئے ہمارے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ فتوت۔ جوانمردی، مروت، عادت یعنی تمہاری مہمان نوازی بطور عادت ہے۔ بطور عبادت نہیں ہے۔

بہرِ فخر و بہرِ بوش[1] و بہرِ ناز — نز برائے ترس و تقویٰ و نیاز
فخر اور شان و شوکت اور خود نمائی کیلئے (دیا ہے) — نہ کہ خوف خدا اور پرہیزگاری اور نیاز مندی کیوجہ سے

مال تخم ست و بہر شورہ مَنِہ — تیغ را در دست ہر رہزن مدہ
مال، بیج ہے ہر شور زمین میں نہ ڈال — تلوار کو کسی ڈاکو کے ہاتھ میں نہ دے

اہلِ دیں را باز داں از اہلِ[2] کیں — ہمنشینِ حق بجو با اُو نشیں
دینداروں اور دشمنوں میں فرق کر — اللہ (تعالیٰ) کا مقرب تلاش کر، اس کا ہمنشین بن

ہر کسے بر قوم خود ایثار کرد — خواجہ پندارد کہ اُو خود کار کرد
ہر شخص نے اپنی قوم پر ایثار کیا ہے — جناب سمجھتے ہیں کہ آپ نے (بڑا) کام کیا ہے

قصہ خیو انداختن خصم در روئے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ
امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ پر ایک دشمن کے تھوک دین

وانداختن امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ شمشیر از دست
کا قصہ اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ سے تلوار پھینک دینا

از علیؓ آموز اخلاص عمل — شیرِ حق را داں مُطہّر از وَغَل
(حضرت) علیؓ سے عمل کا اخلاص سیکھ — اسد اللہ کو کھوٹ سے پاک سمجھ

در غزا بر[3] پہلوانے دست یافت — زود شمشیرے برآور و شتافت
جہاد میں (حضرت علی نے) ایک پہلوان پر قابو پالیا — جلد تلوار نکالی اور لپکے

اُو خیو انداخت بروئے علیؓ — افتخارِ ہر نبیؐ و ہر ولی
اسنے (حضرت) علیؓ کے منہ پر تھوک دیا — جو ہر نبی اور ولی کے لئے باعث فخر ہیں

او خیو زد بر رُخے کہ روئے ماہ — سجدہ آرد پیش اُو در سجدہ گاہ
اس نے اس چہرے پر تھوکا کہ چاند — اس کے سامنے سجدہ گاہ میں سجدہ کرتا ہے

افتخارِ ہر ولی و ہر صفی — کرد نارِ غیظ بر خود منطفی
ہر ولی اور ہر برگزیدہ کے لئے باعثِ فخر (علیؓ) نے — اپنے غصہ کی آگ کو بجھا دیا

در زماں انداخت شمشیر آں علیؓ — کرد اُو اندر غزایش کاہلی
(حضرت) علیؓ نے فوراً تلوار ڈالدی — (اور) اس سے لڑنے میں سستی برتی

گشت حیراں آں مبارز زیں عمل — وز نمودن عفو و رحمت بے محل
وہ جنگجو اس عمل سے حیران ہو گیا — اور بے موقع عفو اور شفقت کرنے سے (حیران ہو گیا)

[1] بوش۔ باء کے فتحہ اور شین معجمہ کے ساتھ۔ کر و فر۔ نز۔ زار۔
[2] اہل کیں۔ یعنی خدا کے دشمن، بدکار، ایثار۔ اپنی ضرورت پر دوسرے کو ترجیح دینا۔ خیو۔ بفتح۔ اول و ضم تحتانی و واو معروف تھوک۔ شیر حق۔ اسد اللہ، حضرت علی رضی اللہ علیہ مطہر، پاک، دغل۔ کھوٹ فساد
[3] غزا۔ جہاد، مذہبی جنگ، افتخار اچھے، چھوٹے بڑوں کے لئے باعث فخر ہوتے ہیں۔ روئے ماہ حضرت علیؓ کا چہرہ چاند کے لئے بھی باعث تعظیم ہے لیکن اس نے یہ گستاخی کی۔ منطفی بجھ جانے والا۔ کاہلی۔ سستی مبارز۔ میدانِ جنگ میں مقابلہ کرنے والا، نگجو۔ بے محل۔ لڑائی میں شفقت بے محل ہے۔

گفت برمن تیغ تیزاَ فراشتی
اس نے کہا، آپ نے مجھ پر تیز تلوار اٹھائی

ازچہ افگندی بمرا بگذاشتی
(پھر) کس وجہ سے آپ نے پھینکدی، مجھے چھوڑ دیا؟

آنچہ دیدی بہتر از پیکارِ من
آپ نے وہ کیا دیکھا جو مجھ سے لڑنے سے بہتر تھا؟

تاشدی تو سُست در اِشکارِ من
یہانتک کہ آپ میرا شکار کرنے میں سُست ہو گئے

آنچہ دیدی کہ چنیں خشمت نشست
آپ نے وہ کیا دیکھا کہ اسطرح آپ کا غصہ فرد ہو گیا؟

تاچنیں برقے۱ نمود و باز جست
یہانتک کہ وہ بجلی چمکی اور واپس ہو گئی

آنچہ دیدی کہ مرا زاں عکسِ دید
آپ نے کیا دیکھا کہ اس کے دیکھنے کے عکس سے میرے

دردل و جاں شعلہ آمد پدید
دل اور جان میں شعلہ نمودار ہو گیا

آنچہ دیدی برتر از کون و مکاں
آپ نے وہ کیا دیکھا؟ جو کون و مکان سے برتر تھا

گوبہ از جاں بُود و بخشیدیم جاں
جو جان سے بھی پیارا تھا، آپ نے میری جان بخشی کر دی

در شجاعت شیرِ ربّا نیستی
بہادری میں آپ شیرِ خدا ہیں

در مُرّوت خود کہ داند کیستی
مروت میں کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ آپ کیا ہیں؟

در مُرّوت ابرِ مُوسائی بہ تیہ۲
مروت میں آپ موسائی ابر ہیں (میدان) تیہ میں

کامدازوے خوانِ نانِ بے شبیہ
جس کی وجہ سے بے نظیر روٹی کا خوان آیا

اَبر ہا گندم دہد کا نرا بجہد
ابر گیہوں عطا کرتے ہیں جس کو محنت سے

پختہ و شیریں کند مردم چوشہد
لوگ پکاتے ہیں اور شہد کیطرح میٹھا کر لیتے ہیں

ابر موسیٰ پر رحمت برکشاد
(حضرت) موسیٰ کے ابر نے رحمت کا پر کھولا

پختہ و شیریں و بے زحمت بداد
پکا پکایا اور میٹھا (کھانا) بغیر محنت کے عطا کیا

از برائے پختہ۳ خوارانِ کرم
کرم (خداوندی) سے پختہ (کھانا) کھانیوالوں کیلئے

رحمتش افراخت در عالم علم
اس کی رحمت نے عالم میں جھنڈا بلند کر دیا

تاچہل سال آں وظیفہ واں عطا
چالیس سال تک وہ وظیفہ اور وہ عطا

کم نشد یک روز زاں اہلِ رجا
امیدواروں سے ایک روز (بھی) کم نہ ہوا

تاہم ایشاں از حسیسی خاستند
پھر بھی وہ کمینہ پن سے اٹھ کھڑے ہوئے

گندنا و ترّہ وخس خواستند
گندنا اور کاہو اور ساگ کی خواہش کرنے لگے

جملگی گفتند با موسیٰ زآز
حرص کی وجہ سے سب نے (حضرت) موسیٰ سے کہا

بقل و قِثّا وعدس سیرو پیاز
سبزی اور ککڑی اور مسور اور لہسن اور پیاز چاہیے

۱ برق۔ یعنی غصہ کی بجلی۔ زاں عکس دید۔ اس چیز کے اثر سے میرے دل میں بجلی کوند گئی ہے۔ شیر ربانی خدائی شیر، حضرت علیؓ کا لقب اسداللہ ہے۔

۲ تیہ۔ وہ جنگل بیابان تھا جس میں حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل پر آسمان سے ابر بھی آیا اور من وسلویٰ بھی اترا تھا۔ ابر ہا۔ یعنی معمولی ابر تو بارش برسا کر گیہوں پیدا کر دیتا ہے جس سے محنت اور مشقت کر کے انسان نفع اندوز ہوتا ہے موسیٰؑ کے ابر کے ساتھ بغیر محنت کے من وسلویٰ اترا تھا۔

۳ پختہ خواراں۔ یعنی جو پکا ہوا کھانا کھانے کے عادی تھے۔ آں عطا یعنی من وسلویٰ۔ رجا۔ امید۔ حسیسی۔ کمینہ پن۔ گندنا۔ ایک سبزی ہے۔ جو پکا کر کھائی جاتی ہے جس میں لہسن کی سی بو ہوتی ہے۔ ترّہ۔ ساگ۔ خس۔ کاہو۔ آز۔ لالچ، بقل۔ سبزی۔ قِثّا۔ ککڑی۔ عدس۔ مسور۔ سیر لہسن۔

زیں گدا روئی[1] و حرص و آزشاں
ان کی اس گداگری اور حرص اور طمع کی وجہ سے

منقطع شد من و سلوی ز آسماں
آسمان سے من اور سلوی بند ہو گیا

اُمّتِ احمد کہ ہستند از کرام
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت جو شرفاء میں سے ہے

ہست باقی تا قیامت آں طعام
(ان کے لئے) وہ کھانا قیامت تک باقی ہے

چوں اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ فاش شُد
جبکہ میں اپنے پروردگار کے پاس رات گزارتا ہوں صاف آیا ہے

یُطْعِمُ وَیَسْقِی کنایت زاں[2] شُد
وہ کھلاتا ہے اور پلاتا ہے، حریرہ سے کنایہ ہے

ہیچ بے تاویل ایں را در پذیر
اس کو بغیر کسی تاویل کے مان لے

تا در آید در گلو چوں شہد و شیر
تاکہ تیرے حلق میں شہد اور دودھ کی طرح آئے

زانکہ تاویل ست وَا دادِ عطا
اسلئے کہ تاویل کرنا خدا کی بخشش کو رد کرنا ہے

چونکہ بیند آں حقیقت را خطا
کیونکہ وہ حقیقت کو غلط سمجھ رہا ہے

آں خطا دیدن ز ضعفِ عقل اوست
وہ غلط سمجھنا، اس کی عقل کی کمزوری کی وجہ سے ہے

عقلِ کُل مغز ست و عقلِ جزو پوست
عقل کل مغز ہے اور عقل جزو چھلکا ہے

خویش را تاویل کن نہ اخبار[3] را
اپنی تاویل کر، حدیثوں کی تاویل نہ کر

مغز را بد گوئی نے گلزار را
دماغ کو برا کہہ نہ کہ باغ کو

اے علیؓ کہ جملہ عقل و دیدۂ
اے علیؓ! جو تم کہ مجسم عقل و نظر ہو

شمّہ، وَاگو از انچہ دیدۂ
جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس میں سے کچھ بتا دو

تیغِ حِلمت جانِ مارا چاک کرد
آپ کی بردباری کی تلوار نے ہمیں قتل کر ڈالا

آبِ عِلمت خاکِ مارا پاک کرد
آپ کے علم کے پانی نے ہماری مٹی کو پاک کر دیا

باز گو دانم کہ ایں اسرارِ ہُوست
بتایئے! میں سمجھا کہ یہ خدائی رازوں میں سے ہے

زانکہ بے شمشیر کشتن کارِ اوست
اسلئے کہ بغیر تلوار کے قتل کرنا اسی کا کام ہے

صانع بے آلت و بے جارحہ
وہ بغیر اوزار اور ہاتھ کے صانع ہے

واہب ایں ہدیہ ہائے رائحہ
وہ ان قیمتی تحفوں کا عطا کرنے والا ہے

صد ہزاراں روح بخشد ہوش را
ہوش و حواس کو لاکھوں روحیں عطا کر دیتا ہے

کہ خبر نبود دو چشم و گوش را
(اسطرح) کہ دونوں آنکھوں اور کانوں کو خبر بھی نہیں ہوتی ہے

صد ہزاراں مے چشاند روح را
روح کو لاکھوں شرابیں پلا دیتا ہے

کہ خبر نبود دہاں را اے فتیٰ
(اس طور پر) کہ اے نوجوان! منہ کو خبر بھی نہیں ہوتی ہے

[1] گدا روئی۔ گداگری۔ کرام۔ کریم کی جمع ہے شریف۔ ابیت۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی "میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے۔"

[2] آش۔ ہر رقیق، غذا جو پی جائے۔ تاویل۔ کسی کلام کے ظاہری معنی چھوڑ کر کوئی دوسرے معنی مراد لینا۔ واداد۔ واپس لینا۔ عقل کل۔ یعنی وہ عقل جو آخرت کی باتیں سمجھے عقل جزو دنیاوی معاملات کی عقل۔

[3] اخبار۔ خبر کی جمع ہے، حدیث، اے علی۔ یہ اسی پہلوان کا قول ہے شمہ۔ پارہ۔ حلم۔ بردباری۔ صو۔ اللہ تعالیٰ۔ صانع۔ کام کرنے والا، بنانے والا، کاریگر۔ آلت۔ اوزار۔ جارحہ۔ ہاتھ رائحہ۔ خوشبودار، قیمتی

بازگو اے بازِ عرش و خوش[1] شکار
اے عرش کے باز، بہترین شکار کرنیوالے! بتایئے

تاچہ دیدی ایں زماں از کردگار
آپ نے اس وقت خدا کی جانب سے کیا دیکھا؟

چشم تو ادراکِ غیب آموختہ
آپ کی نگاہ غیب کا ادراک سیکھے ہوئے ہے

چشمہائے حاضراں بردوختہ
حاضرین (مجلس) کی آنکھیں سلی ہوئی ہیں

آں یکے ماہے ہمی بیند عیاں
ایک وہ ہے جو چاند کو صاف دیکھ رہا ہے

واں یکے تاریک می بیند جہاں
ایک وہ ہے جو دنیا کو تاریک دیکھ رہا ہے

واں یکے سہ ماہ می بیند بہم
ایک وہ ہے جو تین چاند یکجا دیکھتا ہے

ایں سہ کس بنشستہ یک موضع بغم
یہ تینوں شخص ایک جگہ مستغرق ہوئے بیٹھے ہیں

چشم ہر سہ بازوگوشِ ہر سہ تیز
تینوں کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور تینوں کے کان تیز ہیں

درتو آویزان[2] و از من در گریز
تجھ سے متعلق ہیں اور مجھ سے متنفر ہیں

سحرِ غیب ست ایں عجب لطفِ خفی ست
یہ غیبی جادو ہے عجیب مخفی معاملہ ہے

برتو نقشِ گرگ و برمن یوسفی ست
تیرے لئے بھیڑیے کا نقش ہے اور میرے لئے یوسفی (نقش) ہے

عالم ار ہجدہ ہزار ست و فزوں
عالم اٹھارہ ہزار ہیں بلکہ اور زیادہ

ہر نظر رانیست ایں ہجدہ زبوں
یہ اٹھارہ ہزار ہر نظر کے قابو میں نہیں ہیں

راز بکشا اے علیؑ مرتضیٰؓ
اے علی مرتضیٰ! راز کھول دیجئے

اے پسِ سوءُ القضا حُسنُ[3] القضا
اے وہ (ذات) جو بدقسمتی کے بعد خوش نصیبی بنائی ہے

یا تو واگو اُنچہ عقلت یافت ست
یا تو آپ بتایئے جو کچھ آپ کی عقل نے سمجھا ہے

یا بگویم اُنچہ برمن تافت ست
یا میں بتاتا ہوں جو مجھ پر منکشف ہوا ہے

از تو برمن تافت چوں داری نہاں
آپ کی ذات سے مجھ پر منکشف ہوگیا ہے چھپاتے کیوں ہیں؟

میفشانی نور چوں مہ بے زباں
آپ تو بغیر کہے چاند کی طرح نور پاشی کرتے ہیں

از تو برمن تافت پنہاں چوں کنی
آپ چھپاتے کیوں ہیں آپ ہی سے مجھ پر واضح ہوگیا ہے

بے زباں چوں ماہ پرتو می زنی
آپ تو چاند کی طرح بغیر بات کہے روشنی پھیلاتے ہیں

لیک اگر در گفت آید قُرصِ ماہ
لیکن اگر چاند کی ٹکیا بول پڑے

شبرواں رازو د ترآرد براہ
تو مسافروں کو جلد راستہ پر لے آئے

از غلط ایمن شوند و از ذہول
غلطی اور بھول سے وہ محفوظ ہو جائیں

بانگِ مہ غالب شود بر بانگ غول
چاند کی آواز چھلاوے کی آواز پر غالب آجائے

---

[1] خوش شکار۔ اچھا شکاری کردگار۔ اللہ تعالیٰ۔ ادراک۔ پالینا، حاصل کر لینا۔ ماہے۔ چاند، یعنی ذات حق سائل نے یہاں مشاہدۂ حق کے مختلف مرتبوں کا ذکر کیا ہے۔ سہ ماہہ۔ ایک مشاہدہ حق جس کو جمع بھی کہتے ہیں دوسرے مشاہدہ خلق جسکو فرق کہتے ہیں تیسرے حق اور خلق کے مجموعہ کا مشاہدہ جس کو جمع الجمع کہتے ہیں۔ بغم۔ یعنی متفکر، خیال میں مستغرق۔

[2] درتو آویزاں۔ یعنی مشاہدہ حق کرنیوالا، صاحب جمع الجمع سے قریب اور صاحب فرق سے متنفر ہے۔ برتو۔ یعنی خلق کا مشاہدہ صاحب فرق کے لئے مہلک اور صاحب جمع الجمع کیلئے عین ایمان ہے۔ عالم۔ یعنی عوالم کی کثرت کا ہر شخص مشاہدہ نہیں کرسکتا ہے۔ مرتضیٰ پسندیدہ، یہ حضرت علیؓ کا لقب ہے۔ سوءُ القضا۔ بدقسمتی یعنی قتل کرنیکا ارادہ۔

[3] حسنُ القضا۔ خوش قسمتی یعنی معاف کرنیکا معاملہ اور ایمان کا سبب۔ تافت۔ ست۔ یعنی وہ نور جو آپ پر منکشف ہوا ہے اسکا عکس مجھ پر بھی پڑا ہے۔ بے زبان۔ یعنی بغیر کہے۔ پرتو می زنی۔ تم مظہر حقیقت ہو۔ شب رواں۔ رات کا مسافر جو چاند سے رہنمائی حاصل کرتا ہے۔ غول۔ چھلاوہ مشہور ہے کہ وہ راستہ سے بھٹکا دیتا ہے۔

ماہ[1] بے گفتن چو باشد رہنما
جب چاند بغیر بولے رہنما ہوتا ہے

چوں بگوید شد ضیا اندر ضیا
اگر بولے تو نور علیٰ نور بن جائے

چوں تو بابی آں مدینۂ علم را
جبکہ آپ علم کے شہر کا دروازہ ہیں

چوں شعاعی آفتابِ حلم را
جبکہ آپ بردباری کے سورج کی شعاع ہیں

باز باش اے باب بر جویائے باب
اے دروازے! دروازے کی جستجو کرنیوالے کیلئے کھلا رہ

تا رسد از تو قشور اندر لباب
تاکہ تیری وجہ سے چھلکے مغز کے مرتبہ میں پہنچ جائیں

باز باش اے بابِ رحمت تا ابد
اے رحمت کے دروازے! قیامت تک کھلا رہ

بارگاہِ مالَہٗ کُفُواً[2] اَحَدْ
اس ذات کی بارگاہ جس کا کوئی ہمسر نہیں ہے

ہر ہوا و ذرہ خود منظرے ست
ہر ہوا اور ہر ذرہ ایک دریچہ ہے

ناکشودہ کے بُود کانجا درے ست
جس جگہ دروازہ ہوتا ہے وہ بند کب رہتا ہے؟

تا نہ بکشاید درے رادید باں
نگراں، جب تک دروازہ نہ کھولدے

دردروں ہرگز نہ گنجد ایں گماں
یہ خیال دل میں نہیں جمتا ہے

چوں کشادہ[3] شد درے حیراں شود
جب دروازہ کھلتا ہے حیران ہو جاتا ہے

مُرغِ امید و طمع پراں شود
امید اور طمع کا پرندہ پرواز کرنے لگتا ہے

غافلے ناگہ بویراں گنج یافت
ایک ناواقف کو اچانک ویرانہ میں خزانہ مل گیا

سوئے ہر ویرانہ زاں پس می شتافت
اس کے بعد وہ ہر ویرانے کیطرف دوڑتا ہے

تاز دُرویشے نیابی تو گہر
جب تک ایک درویش سے تجھے موتی نہ ملجائے

کے گُہر جوئی ز دُرویشِ دگر
تو دوسرے درویش سے موتی کب ڈھونڈیگا؟

سالہا گر ظن دَوَد با پائے خویش
(تیرا) خیال سالوں بھی اپنے پیر سے دوڑیگا

نگذرد اشگافِ بینیہائے خویش
تو اپنی ناک کے نتھنوں سے آگے نہ بڑھے گا

تا بہ بینی نایدت از غیب بُو
جبتک تیری ناک میں غیب کی خوشبو نہ آئے

غیرِ بینی ہیچ می بینی بگو
بتا، ناک کے علاوہ تجھے کچھ نظر آئے گا

سوال کردن از امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ چوں بُود کہ برخونِ
امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کرنا کہ یہ کیا ہوا کہ مجھ جیسے

ہمچومنی مُظفر شدی و شمشیر از دست انداختی و مرا نکُشتی
کے قتل پر آپ قابو پاگئے اور آپ نے ہاتھ سے تلوار پھینکدی اور مجھے قتل نہ کیا

[1] ماہ۔ چاند بغیر بولے رہنمائی کرتا ہے۔ اگر بولنے لگے تو مزید رہنمائی کرنے لگے۔ بابی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔" قشور۔ قشر کی جمع ہے چھلکا، یعنی بے علم۔ لباب مغز یعنی علم۔

[2] کفو۔ ہمسر، شریک۔ احد۔ کوئی۔ ہر ہوا، یعنی مشاہدہ حق کیلئے دروازہ کا کھلنا ہی ضروری نہیں ہے کائنات کے ہر ہر ذرہ میں اس کا مشاہدہ ہو سکتا ہے لیکن پھر بھی دیدبان کی ضرورت ہے جیسا کہ اگلے شعر میں فرمایا ہے۔ دریست۔ یعنی جو دروازہ اسی لئے بنایا گیا ہے کہ آنیوالے اس سے داخل ہوں وہ بند نہیں کیا جاتا ہے۔ دید باں۔ محافظ یعنی شیخ کامل کے ذریعہ سے اطمینان حاصل ہوگا، کہ ہر ذرہ کے ذریعہ مشاہدہ ہو سکتا ہے۔

[3] چوں کشادہ شد۔ مشاہد کی کیفیت حیرت لاحق ہوتی ہے اور وہ مزید انکشاف کیلئے کوشش کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی کو ایک خزانہ مل جائے تو وہ شوق میں جنگلوں میں مزید خزانوں کی تلاش کرتا ہے۔ سالہا۔ شیخ کامل کے بغیر محض ذاتی جدوجہد سے کمال حاصل نہیں ہوتا ہے۔ تا بہ بینی غیب سے مناسبت شیخ کامل کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔

پس بگفت آں نو مسلمانِ[1] اولی
اس نو مسلم ولی نے کہا

از سرِ مستی و لذّت با علیؓ
حضرت علیؓ سے لذت اور سرمستی کی حالت میں

کہ بفرمایا امیر المومنیں
کہ اے امیر المومنین! فرمایئے

تا بجُنبد جاں بہ تن ہمچو جنیں
تاکہ روح جسم میں وجد کرے پیٹ کے بچہ کیطرح

ہفت اختر مر جنیں را مُدّتے
ساتوں ستارے ایک مدت تک پیٹ کے بچہ کی

میکُنند اے جاں نوبت[2] خدمتے
باری باری خدمت کرتے ہیں، اے جان!

چونکہ وقت آید کہ جاں گیرد جنیں
جب یہ وقت آتا ہے کہ پیٹ کے بچہ میں روح آجائے

آفتابش آں زماں گردو مُعیں
اس وقت سورج اس کا مدد گار بنتا ہے

چوں جنیں رانوبتِ تدبیر رُو
جب پیٹ کے بچہ کی پیدائش کا وقت آجاتا ہے

از ستارہ سُوئے خورشید آید اُو
تو وہ ستارے سے سورج کی جانب آجاتا ہے

ایں جنیں در جنبش آید زافتاب
یہ پیٹ کا بچہ سورج کی وجہ سے حرکت میں آتا ہے

کافتابش جاں ہمی بخشد شتاب
چونکہ آفتاب جلد اس کو روح بخشتا ہے

از دِگر انجم بجز نقشے نیافت
(اس پیٹ کے بچے نے) اور ستاروں سے صورت کے علاوہ کچھ نہ پایا

ایں جنیں تا آفتابش برنتافت
اس طرح جب تک کہ اس پر سورج نہیں چمکا

از کدامیں رہ تعلّق یافت اُو
کس راستہ سے اس کو تعلق پیدا ہوا؟

در رحم با آفتاب خوبرُو
رحم میں رہتے ہوئے خوبصورت آفتاب سے

از رہِ پنہاں کہ دورا از حسِ ماست
اس مخفی راستہ سے جو ہمارے ادراک سے دور ہے

آفتابِ چرخ رابس راہ[3] ہاست
آسمان کے سورج کے بہت سے راستے ہیں

آں رہے کہ زرّ بیا بدقُوت ازو
وہ راستہ ہے کہ سونا اس سے غذا حاصل کرتا ہے

واں رہے کہ سنگ شُد یاقوت ازو
وہ راستہ ہے کہ اس سے پتھر یاقوت بنجاتا ہے

آں رہے کہ سُرخ سازد لعل را
وہ راستہ ہے کہ لعل کو سرخ بناتا ہے

واں رہے کہ برق بخشد نعل را
وہ راستہ ہے جو نعل کو برق عطا کرتا ہے

آں رہے کہ پختہ سازد میوہ را
وہ راستہ ہے کہ میووں کو پکاتا ہے

واں رہے کہ دل دہد کالیوہ را
وہ راستہ ہے کہ حیران کو دل عطا کرتا ہے

بازگو اے بازِ پرا فروختہ
بتایئے، اے پر کھولے ہوئے باز!

باشہ و با سا عدش آموختہ
جو بادشاہ اور اس کی کلائی پر سدھایا ہوا ہے

---

[1] نو مسلم۔ وہ شخص جو کافر کے گھر پیدا ہوا ہو اور پھر مسلمان ہوا ہو۔ جنین وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہے۔ ہفت اختر ماں کے پیٹ میں بچہ کی تدبیر اور نشوونما میں مختلف ستاروں کا دخل ہوتا رہتا ہے روح پڑنے کی وقت سورج مدبر بنتا ہے جس کی وجہ سے بچہ میں روح حیوانی آجاتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سورج قرار دے کر جنین ایمان میں روح پیدا کر دینے کی تمنا کا اظہار ہے۔

[2] نوبت۔ باری۔ معین مددگار۔ شتاب۔ جلد۔ بجز نقشے۔ سورج کے علاوہ دوسرے ستارے صرف جسمانی نشوونما کی تدبیر کرتے ہیں۔ او۔ یعنی اس کے پیٹ کا بچہ جنین۔

[3] راہہا۔ سورج کائنات میں بہت سی راہوں سے اثر انداز ہے یہ مخفی راہ جس سے وہ ماں کے پیٹ کے بچہ پر اثر انداز ہے ہم حواس کے ذریعہ اس کا ادراک نہیں کر سکتے ہیں۔ یہی وہ راہ ہے کہ سورج کان میں سونے کی پرورش کرتا ہے اسی راہ سے اس کے ذریعہ پتھر یاقوت بنجاتا ہے لعل میں سرخی اسی راہ سے آتی ہے گھوڑے کے نعل میں رگڑ کے وقت اسی راہ سے سورج کی تاثیر ہوتی ہے جس سے آگ پیدا ہو جاتی ہے۔ میوہ را میووں کی پختگی سورج کی تاثیر سے ہے۔ دل دہد حوصلہ بڑھاتا ہے۔ کالیوہ۔ حیران احمق۔ باشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قریب الٰہی کیطرف اشارہ ہے۔

باز گو اے بازِ عنقا گیرِ شاہ — اے سپاہِ اشکن نجود نے باسپاہ
بتایئے، اے عنقاء کو شکار کرنے والے شاہی باز! — اے بغیر سپاہیوں کے تنہا لشکر کو شکست دینے والے!

اُمّتِ وحدی[1] یکے و صد ہزار — باز گو اے بندہ بازت راشکار
آپ تنہا ایک امت ہیں، ایک ہیں اور لاکھوں ہیں — بتایئے اے وہ کہ غلام آپ کے باز کا شکار ہے!

در محلِّ قہر ایں رحمت زچیست — اژدہارا راہ دادن راہِ کیست
قہر کی جگہ یہ مہر کس وجہ سے ہے؟ — اژدھے کو چھوڑ دینا کس کا طریقہ ہے؟

جواب دادنِ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ سببِ افگندنِ شمشیر از دست چہ بُود در آنحالت
امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب دینا کہ اس وقت تلوار کو ہاتھ سے پھینک دینے کا سبب کیا تھا

گفت من تیغ ازپئے[2] حق میزنم — بندۂ حقم نہ مامورِ تنم
فرمایا، میں اللہ تعالیٰ کے لئے تلوار چلاتا ہوں — میں خدا کا بندہ ہوں، اپنے جسم کا غلام نہیں ہوں

شیرِ حقم، نیستم شیرِ ہوا — فعلِ من بردینِ من باشد گوا
میں اسد اللہ ہوں، خواہشِ نفسانی کا شیر نہیں ہوں — میرا فعل میرے دین پر گواہی دے گا

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ در حراب — من چو تیغم واں زننده آفتاب
جنگ میں کنکریاں تو نے نہیں پھینکیں جبکہ پھینکیں — میں تلوار کی طرح ہوں اور چلانے والا سورج ہے

رختِ خود را من زرہ برداشتم — غیرِ حق را من عدم انگاشتم
راستہ سے میں نے اپنا سامان ہٹ لیا — خدا کے غیر کو میں نے معدوم سمجھ لیا ہے

سایہ[3] ام من کے جُدا ام زآفتاب — حاجبم من نیستم اُو را حجاب
میں سایہ ہوں، سورج سے کب جدا ہوں؟ — میں (دربار کا) دربان ہوں اس کے لئے پردہ نہیں ہوں

من چو تیغم پُر گہر ہائے وصال — زندہ گردانم نہ کشتہ در قتال
جبکہ میں وصال کے موتیوں سے جڑی ہوئی تلوار ہوں — میں جنگ میں زندگی دیتا ہوں، قتل نہیں کرتا ہوں

خوں نپوشد گوہرِ تیغِ مرا — باد از جا کے برد میغِ مرا
میری تلوار کے جوہر کو خون نہیں چھپا سکتا ہے — میرے ابر (کرم) کو ہوا جگہ سے کب ہلا سکتی ہے

کہ نیم کوہم زصبر و حلم و داد — کوہ را کے در رباید تند باد
میں تنکا نہیں ہوں، صبر اور علم اور انصاف کا پہاڑ ہوں — تیز ہوا، پہاڑ کو کب ہلا سکتی ہے؟

[1] اُمّتِ وحدی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ ابراہیم تنہا ایک قوم تھے۔ اژدہا۔ سانپ کو تو مارڈالنا چاہئے اس کو بھاگنے کا راستہ نہ دینا چاہیے تو آپ کو چاہیے تھا کہ مجھ جیسے دشمن کو قتل کرڈالتے۔

[2] پئے حق۔ یعنی میرا جہاد صرف اللہ کیلئے ہے۔ مَا رَمَیْتَ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں کفار کیطرف ایک مٹھی کنکریاں پھینکیں جس سے کفار سراسیمہ ہو گئے۔ قرآن میں فرمایا گیا کہ وہ تمہارا پھینکنا نہ تھا تمہارا کام تھا جس کی یہ تاثیر ہوئی۔ آفتاب یعنی اللہ تعالیٰ جب بندہ کوئی کام اللہ کی عین مرضی کے مطابق کرتا ہے تو اس کام کو اللہ کیطرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔ رخت۔ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔

[3] سایہ ام۔ خدا کی مرضیات میں بالکل خدا کے تابع ہوں جس طرح سایہ سورج کے تابع ہے۔ حاجب۔ دربان جس کا کام دربار تک پہنچانا ہے۔ وصال۔ بادشاہوں کی تلواروں میں موتی جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ میری تلوار کا زیور خدا کا وصال ہے۔ زندہ گردانم۔ میرے جہاد کا مقصد اصلی قتل کرنا نہیں ہے بلکہ راہ حق دکھا کر جاوید زندگی دینا ہے۔ کہ نیم میں لحاص کا تنکا نہیں ہوں۔

آنکہ از بادے رود از جا سست — زانکہ بادِ ناموافقِ خود بسے ست

جو ہوا سے جگہ سے ہل جائے وہ تنکا ہے — اس لئے کہ نا موافق ہوائیں تو بہت ہیں

بادِ خشم و بادِ شہوت بادِ آز — بَرد اُورا گو نبود اہلِ نماز

غصہ کی ہوا، اور شہوت کی ہوا، حرص کی ہوا — اس شخص کو جنبش دیتی ہے جو دیندار نہ ہو

بادِ حرص و بادِ کینہ بادِ آز — بَرد اُورا کو نبود اہلِ نیاز

حرص کی ہوا اور کینہ کی ہوا، ہوس کی ہوا — اس کو اڑا لے گئی جو نیاز مند نہ تھا

بادِ کبرو بادِ عُجب و بادِ خلم — بَرد اُورا کہ نبُود از اہلِ علم

تکبر کی ہوا اور غرور کی ہوا اور سبک سری کی ہوا — اس کو اڑا لے گئی اسلئے کہ وہ اہل علم میں سے نہ تھا

کوہم و ہستیِ من بنیادِ اُوست — وَر شوم چوں کاہ بادم بادِ اوست

میں پہاڑ ہوں اور میرا وجود اس کی بنیاد ہے — اگر میں تنکا ہوں تو میرے لئے ہوا اس کی جانب سے ہے

جُز ببادِ اُو نجنبد میلِ من — نیست جُز عشقِ اَحد سر خیلِ من

اس کی ہوا کے بغیر میرا جھکاؤ نہیں ہوتا ہے — عشقِ الٰہی کے علاوہ میرا کوئی پیشرو نہیں ہے

خشم ۲ برشاہاں شہ و مارا غلام — خشم رامن بستہ ام زین و لگام

غصہ، بادشاہوں پر حکمراں ہے اور ہمارا غلام ہے — میں نے غصہ پر زین اور لگام کس دیا ہے

تیغِ حلمم گردنِ خشم زدست — خشمِ حق برمن ہمہ رحمت شدست

میری بردباری کی تلوار نے میرے غصہ کی گردن کاٹ دی ہے — مجھ پر اللہ کا غصہ مجسم رحمت بن گیا ہے

غرقِ نورم گرچہ سقفم شُد خراب — روضہ گشتم گرچہ ہستم بُو تراب

میں نور میں غرق ہوں، اگرچہ میرا جسم تباہ ہے — میں باغ بن گیا ہوں اگرچہ میں ابو تراب ہوں

چوں درآمد عِلّتے اندر غزا — تیغ را دیدم میاں کردن سزا

جہاد میں جب ایک علت پیدا ہو گئی — میں نے مناسب سمجھا کہ تلوار کو میان میں کرلوں

تا اَحبَّ ۳ لِلّٰہ آید نام من — تا کہ اَبغَض لِلّٰہ آید کام من

تاکہ میرا نام احب للہ میں ہو جائے — تاکہ میرا مقصد بغض للہ ہو جائے

تا کہ اَعطیٰ لِلّٰہ آید جُود من — تا کہ اَمسک لِلّٰہ آید بود من

تاکہ میرا بخشش اعطی للہ ہو جائے — تاکہ میرا وجود امسک للہ ہو جائے

بخلِ من لِلّٰہ عطا لِلّٰہ و بس — جملہ لِلّٰہ ام نیم من آنِ کس

میرا بخل للہ کے لئے ہے اور میرا دینا اللہ کے لیے ہے — میں مجسم اللہ کیلئے ہوں میں کسی کا غلام نہیں ہوں

---

۱ زانکہ۔ تنکا ہر نا موافق ہوا کے ساتھ اڑ جاتا ہے۔ آنکہ۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ خلم۔ بجائے جثہ، سبک سری آپ بیتی۔ بنیاد اوست۔ یعنی میں حلم اور بردباری کا پہاڑ ہوں اور میرا وجود اس حلم کی جڑ اور بنیاد ہے۔ بادِ اوست۔ یعنی اللہ کی ہوا کیلئے میں بمنزلہ تنکے کے ہوں۔

۲ خشم۔ غصہ۔ بادشاہوں پر حکمراں ہے میں نے اس کو قابو میں کر لیا ہے۔ سقف۔ چھت، اس جگہ بدن مراد ہے۔ بو تراب۔ مٹی والا، ایکبار حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رنجیدہ ہو کر مسجد نبوی کے کچے فرش پر جا لیٹے پسینہ آیا تو زمین کی مٹی آپ کے بدن پر لگ گئی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آنحضور نے مسجد میں پہنچ کر آپ کی کمر سے مٹی صاف کرنی شروع کی اور محبت سے فرمایا قم یا ابا تراب "اے مٹی میں سنے ہوئے کھڑا ہو جا" اس روز سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب ابو تراب پڑ گیا۔

۳ احب۔ حدیث شریف ہے مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ جس شخص نے کسی سے محض اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کیلئے بغض کیا اور کسی کو محض اللہ کے لئے دیا اور محض اللہ کیلئے نہ دیا اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا یعنی ان کاموں میں اس کی ذاتی غرض شامل نہ ہو تو وہ خاصان خدا میں سے ہے۔

لله اُنچه می کنم تقلید[1] نیست — نیست تخییل و گماں جُز دید نیست

میں جو کچھ کرتا ہوں اللہ کے لئے ہے تقلید نہیں ہے — خیال و گمان نہیں ہے آنکھوں دیکھی بات ہے

زاجتہاد واز تحرّی رَستہ ام — آستیں بردامنِ حق بستہ ام

میں غور و فکر اور اٹکل سے آزاد ہوں — میں نے آستین اللہ کے دامن سے وابستہ کر دی ہے

گر ہمی پرّم ہمی بینم مَطار — وَر ہمی گردم ہمی بینم مَدار

اگر میں پرواز کرتا ہوں تو مجھے اڑنے کی جگہ نظر آتی ہے — اگر میں گردش کرتا ہوں تو مجھے گھومنے کی جگہ نظر آتی ہے

ور کشم بارے بدانم تا کجا — ماہم و خورشید پیشم پیشوا

اگر میں بوجھ اٹھاتا ہوں تو جانتا ہوں کہاں تک (اٹھانا ہے) — میں چاند ہوں اور میرے آگے سورج راہنما ہے

بیش[2] ازیں با خلق گفتن روے نیست — بحر را گنجائے اندر جوئے نیست

مخلوق سے اس سے زیادہ کہنا مناسب نہیں ہے — نہر میں سمندر کی گنجائش نہیں ہے

پست می گویم باندازہ عقول — عیب نبُود ایں بُوَد کارِ رسول

عقلوں کے اندازہ سے گر کر میں بات کہتا ہوں — عیب نہیں، یہی رسول کا (طریقہ) کار ہے

از غرض[3] حُرّم گواہی حُر شنو — کہ گواہی بندگاں نر زد بجو

میں غرض سے آزاد ہوں، آزاد کی گواہی سنو — اسلئے کہ غلاموں کی گواہی ایک جو کے بھی برابر نہیں

در شریعت مُر گواہی بندہ را — نیست قدرے وقتِ دعویٰ و قضا

غلام کی گواہی کی شریعت میں — دعوی اور فیصلہ کے وقت کوئی قدر نہیں ہے

گر ہزاراں بندہ باشندت گواہ — برنسنجد شرع ایشا نرا بکاہ

اگر ہزاروں غلام تیرے گواہ ہوں — شریعت انکو تنکے کا (بھی) ہموزن نہیں سمجھتی

بندۂ شہوت بتر نزدیکِ حق — از غلام و بندگانِ مُسترق

اللہ کے نزدیک نفسانی خواہش کا غلام زیادہ برا ہے — رقیق بنائے ہوئے غلاموں سے

کایں بیک لفظے شود از خواجہ حُر — واں زید شیریں و میرد سخت مُر

اس لئے کہ وہ (غلام) ایک لفظ سے آقا سے آزاد ہو جاتا ہے — اور وہ (نفس کا غلام) لذت میں جی کر سختی سے مرتا ہے

بندۂ شہوت ندارد خود خلاص — جُز بفضلِ ایزد و انعامِ خاص

شہوت کے غلام کے خلاصی نہیں ہے — بجز اللہ تعالیٰ کے فضل اور خاص انعام کے

در چہے افتاد کورا غور نیست — واں گناہِ اُوست جبر و جور نیست

وہ ایسے کنویں میں گرا ہے جس کی تہہ نہیں ہے — وہ اس کی خطا ظلم و زبردستی نہیں ہے

---

[1] تقلید نیست۔ یعنی عمل کا یہ اخلاص لوگوں کی دیکھا دیکھی نہیں ہے بلکہ یہ میرا عین الیقین ہے۔ گرہمی پرّم۔ قرب الٰہی کے نور کی وجہ سے میرا ہر کام علی وجہ البصیرت ہے۔ ماہم۔ میں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے نور کا سب کریتا رہتا ہوں۔

[2] بیش ازیں۔ یعنی جس قدر میں اپنے بارے میں کہہ چکا ہوں اس سے زیادہ کہنے کا موقع نہیں ہے بخاری شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے۔ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا یَعْرِفُوْنَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ یُّکَذَّبَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ لوگوں سے وہی باتیں کہو جو وہ سمجھ سکیں۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلا دیا جائے' یعنی عوام کے لئے ناقابل فہم باتیں کرو گے تو وہ ان باتوں کی تکذیب کر دینگے۔

[3] از غرض۔ یعنی میں اپنی ان باتوں پر دلائل تو قائم نہیں کرتا ہوں کیونکہ یہ ذوقی باتیں ہیں خود گواہی دیتا ہوں اور چونکہ میں آزاد ہوں' آزاد شخص کی گواہی شریعت میں معتبر ہوتی ہے جو خود اپنی جگہ دلیل ہوتی ہے۔ مسترق۔ رقیق یعنی غلام بنایا ہوا۔ کایں۔ یعنی غلام اور رقیق کو اگر اس کا آقا فوراً حُر کہدے تو فوراً آزاد ہو جاتا ہے لیکن شہوت کا غلام موت تک غلام رہتا ہے۔ چہ۔ یعنی گمراہی کا کنواں۔

درچہے انداخت اُوخود راکہ من
اسنے اپنے آپ کو ایسے کنویں میں گرادیا ہے کہ مجھے

درخورِ قعرش نمی یابم رسن[1]
اس کی گہرائی کے بقدر رسی نہیں ملتی ہے

چوں گناہ اُوست اے جاں چوں کنم
جب اس کی خطا ہے اے پیارے! میں کیا کروں؟

کہ وُرا از قعرِ چہ بیروں کنم
کہ اس کو کنویں کی گہرائی سے باہر نکالوں

بس کنم گراین سخن افزوں شود
بس کرتا ہوں، اگر یہ بات بڑھی

خود جگر چہ بود کہ خاراخوں شود
تو جگر کیا ہوتا ہے سنگ خارا بھی خون بنجائے گا

ایں جگر ہاخوں نشداز سختی ست
یہ جگر خون نہ بنے اس کی وجہ سختی ہے

غفلت و مشغولی و بدبختی ست
غفلت اور مصروفیت اور بد بختی ہے

خوں[2] شود روز یکہ خونش سُود نیست
خوں شوایں وقتیکہ خوں مردود نیست

اس دن خون بنے گا جبکہ خون بننا مفید نہیں ہے
اب اس وقت خون بن جبکہ خون بننا مقبول نہیں ہے

چوں گواہی بندگاں مقبُول نیست
عدل آں باشد کہ بندہ غُول نیست

جبکہ غلاموں کی گواہی مقبول نہیں ہے
عدل وہ ہوگا جو شیطان کا غلام نہیں ہے

گفت اَرسَلنَاکَ شَاھِدْ درنُذُر
زانکہ بُود از کون اُو حُر بن حُر

قرآن میں ارسلناک شاھدا فرمایا ہے
کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش سے حر بن حر تھے

چونکہ حُرم خشم کے بندو مرا
نیست اینجا جُز[3] صفاتِ حق درآ

جبکہ میں حر ہوں تو غصہ مجھے قیدی کب بنا سکتا ہے؟
یہاں تو اللہ تعالیٰ کی صفات کے علاوہ کچھ نہیں ہے اندر آ

اندر آ کا زاد کردت فضلِ حق
زانکہ رحمت داشت بر خشمش سَبق

اندر آجا، اللہ تعالیٰ کی مہربانی نے تجھے آزاد کردیا ہے
کیونکہ اس کی رحمت اس کے غصہ پر سبقت لیگئی ہے

اندرآ اکنوں کہ رستی از خطر
سَنگ بودی کیمیا کردت گہر

اندر آجا، اب تو خطرے سے نجات پا گیا ہے
تو پتھر تھا، تجھے کیمیا نے موتی بنا دیا ہے

رَستہ از کُفر و خارستانِ اُو
چوں گُلے بشگفتۂ دربُستان اُو

تو کفر اور اس کے خارستان سے نجات پا گیا ہے
اس کے باغ میں تو پھول کی طرح کھل گیا ہے

تو مَنی و من تو ام اے محتشم
تو علیؓ بودی علیؓ راچوں کشم

تو میں اور میں تو ہے اے معزز!
تو علیؓ تھا، علیؓ کو میں کیسے قتل کروں؟

معصیت کردی بہ ازہر طاعتے
آسماں پیمودہ در ساعتے

تو نے وہ گناہ کیا جو ہر طاعت سے بہتر ہے
تو نے ایک گھڑی میں آسمان، ناپ ڈالا

[1] رسن۔ کنویں کی رسی۔ چوں کنم۔ میں کیا کروں۔ خود کردہ را علاجے نیست۔ قعرچہ۔ کنویں کی گہرائی۔ اس سخن یعنی گناہوں کی بناء پر قساوت قلبی کا بیان۔ خارا۔ پتھر کی ایک سخت قسم ہے۔ اس جگر ہا۔ قرآن نے قساوت قلبی کا بیان کیا اور کفار کے دل خون نہ ہوئے اس کی وجہ ان کی قساوت قلبی کی انتہا تھی۔

[2] خوں شود۔ ان قسی القلب لوگوں کے جگر بھی خون ہونگے لیکن وہ قیامت میں ہونگے جبکہ ندامت اور خونِ جگر بہانے سے کوئی نفع نہ ہوگا۔ عدل۔ گواہی کیلئے عدالت شرط ہے جس کیلئے حریت ضروری ہے تو شیطان کا غلام عدل نہ کہلائے گا اور اس کیگواہی معتبر نہ ہوگی۔ گفت۔ قرآن پاک میں ہے "قَالُوْا سَلٰنَاکَ شَاھِدٌ" اے سول! ہم نے تمہیں گواہ بنا کر بھیجا ہے۔ حر بن۔ حر۔ آزاد، آزاد کا بیٹا

[3] جز صفاتِ حق یعنی اب میں خدائی اخلاق اور صفات کا حامل ہوں۔ سبق۔ سبقت حدیث قدسی ہے اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ ۔ بیشک میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔ خطر یعنی کفر اور قتل کے خطرات کیمیا یعنی فضل خداوندی۔ بُستان۔ باغ یعنی بندگانِ خاص۔ تو منی۔ یعنی اب تو اور میں ہم مشرب اور ہم مذہب ہو گئے ہیں۔ معصیت قتل کا ارادہ جو مسلمان ہونیکا سبب بن گیا آسمان۔ یعنی انتہائی عروج میں حاصل ہوگیا۔

بس خجستہ[1] معصیت کاں مرد کرد
وہ معصیت بہت مبارک تھی جو اس مرد نے کی

نے زخارے بَرد مَد اوراقِ وَرد
کیا گلاب کی پھول پتیاں کانٹے سے نہیں نکلتی ہیں؟

نے عُمر را قصدِ آزارِ رسول
کیا عمر (رضی اللہ عنہ) کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ستانے کے ارادے

می کشیدش تابدر گاہِ قبول
قبولیت کے دربار کی طرف نہیں کھینچا

نے بسحرِ ساحراں فرعونِ شاں
کیا فرعون نے جادوگروں کو ان کے جادو کیجہ سے

می کشید و گشت دولت عونِ[2] شاں
نہیں بلایا، اور خوش نصیبی ان کی مدد گار نہ بنی

گر نبودے سحرِ شان و آں جحود
اگر ان کا جادو اور ان کی سرکشی نہ ہوتی

کے کشیدے شاں بفرعونِ عنود
منادی فرعون انہیں کب بلاتا؟

کے بدیدندے عصاو معجزات
وہ عصا اور معجزے کب دیکھ سکتے؟

معصیت طاعت شدلے قوم عصات[3]
اے بفرمانو! معصیت، طاعت بنگئی

نا اُمیدی راخداگردن زدست
نا امیدی کو خدا نے فنا کر دیا ہے

چوں گناہ و معصیت طاعت شدست
جبکہ گناہ اور معصیت طاعت بن گئی ہے

چوں مُبدّل می کند اُو سیّئات
جب وہ گناہوں کو تبدیل کر دینا چاہتا ہے

عینِ طاعت می کُند رغمِ وُشات
تو (انکو) مخالفوں کے علی الرغم عین اطاعت بنادیتا ہے

زیں شود مرجوم شیطانِ رجیم
اس سے شیطان رجیم مزید سنگسار ہو جاتا ہے

وز حسد اُو بطرِ قد گردو دو نیم
اور حسد سے وہ شق ہو جاتا ہے، دو ٹکڑے بنجاتا ہے

اُو بکوشد تا گنا ہے آورد
وہ کوشش کرتا ہے تاکہ کوئی گناہ کرا دے

زاں گنہ مارا بچا ہے آورد
اس گناہ کی وجہ سے ہمیں کنویں میں گرا دے

چوں بہ بیند کاں گنہ شد طاعتے
جب دیکھتا ہے کہ وہ گناہ طاعت بن گیا

گردو اُورا نا مُبارک ساعتے
اس کے لئے بڑا منحوس وقت ہوتا ہے

اندرآ من در کشادم مَرْ ترا
اندر آجا، میں نے تیرے لئے دروازہ کھلدیا ہے

تُف زدی و تحفہ دادم مَرْ ترا
تو نے تھوکا، میں نے تجھے تحفہ دیا

من جفاگر راچنیں ہامی دہم
(جب) میں ظالم کو اس طرح عطا کرتا ہوں

پیش پائے حُب چساں سَر می نہم
(اندازہ لر) محبت کے قدموں پر کسطرح جھکوں گا

پس وفا گر راچہا بخشم بداں
پس وفادار کو کیا کچھ عطا کروں گا، سمجھ لو

گنجہا و مُلکہائے جاوداں
خزانے اور لازوال ملک (دونگا)

[1] خجستہ۔ بابرکت۔ اوراق۔ ورد۔ گلاب کے پھول کی پتیاں۔ نے وہ مثالیں بیان کی گئی ہیں جن میں گناہ نجات کا سبب بنا ہے عمر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضور کو ایذا پہنچانے چلے تھے اور مسلمان ہو گئے۔ فرعون کے جادو کو حضرت موسیٰ کے مقابلہ کیلئے آئے اور مسلمان ہو گئے۔

[2] عون۔ مددگار۔ جحود۔ انکار کفر۔ عنود۔ سرکش۔ عصا۔ حضرت موسیٰ کا عصا۔

[3] عصات۔ عاصی کی جمع ہے بمعنی گنہگار چوں گناہ جب اللہ کے کرم سے سیئات بھی حسنات بن جاتے ہیں تو گنہگاروں کو مایوس نہ ہونا چاہیے۔ سیئات۔ سیئہ کی جمع ہے گناہ۔ وشات۔ واشی کی جمع ہے وشاۃ یعنی مخالف۔ رغم۔ خاک آلود ہونا یعنی کسی کی منشاء کے خلاف کام کا ہونا۔ زیں۔ شود۔ شیطان کا مقصد گناہ کرا کر تباہ کرنا ہے جب گناہ طاعت بن جاتا ہے تو اس کو انتہائی صدمہ ہوتا ہے۔ تف۔ تھوک۔ پس۔ یعنی جب مخالفوں سے یہ برتاؤ ہے تو دوستوں کے ساتھ کیا کچھ نہیں کرونگا۔

جاودانہ بادشاہی بخشمش — آنچہ اندر وہم ناید بدہمش
اس کو لا زوال بادشاہی بخشوں گا — جس کا تصور بھی نہ ہو سکے اس کو وہ دونگا

من چُناں مَردم کہ برخونی[1] خویش — نوشِ لُطفِ من نشد و در قہر نیش
میں ایسا مرد ہوں کہ اپنے قاتل پر بھی — میری مہربانی کا شہد، قہر کا ڈنک نہیں بنا

گفتنِ حضرتِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بگوشِ رکا بدارِ[2]
امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے خادم سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کان میں کہنا کہ

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ کُشتنِ علی رضی اللہ عنہ
علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تیرے ہاتھ سے ہو گی میں نے

بردست تو خواہد بُود خبرت کردم
تجھے بتادیا ہے

گفت پیغمبر بگوشِ چاکرم — کو برد روزے زگردن ایں سَرم
میرے خادم کے کان میں (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا — کہ وہ ایک روز اس گردن سے سر قلم کرے گا

کردآ گہ آں رسول از وحیِ دوست — کہ ہلاکم عاقبت بردست اُوست
رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وحی کے ذریعہ آگاہ کردیا — کہ میری ہلاکت انجام کار اس کے ہاتھ سے ہوگی

او ہمی گوید بکش پیشیں مرا — تانیا یدازمن ایں مُنکر خطا
وہ (مجھ سے) کہتا ہے کہ پہلے ہی مجھے مار ڈالئے — تاکہ ایسی بری خطا مجھ سے نہ ہو

من ہمی گویم چو مرگِ من زتست — باقضا من چوں من چوں توانم حیلہ جُست
میں (اس سے) کہتا ہوں جبکہ میری موت تیرے ہاتھ سے ہے — قضائے (خداوندی) کے مقابلہ میں کیا تدبیر کرسکتا ہوں؟

اوہمی اُفتد بہ پیشم کاے کریم — مَرمرا کُن از برائے حق دو نیم
وہ میرے قدموں پر گرتا ہے کہ اے آقا! — خدا کے لئے میرے دو ٹکڑے کر دیجئے

تانیاید بر من ایں انجام بَد — تانسوزد جانِ من بر جانِ خُود
تاکہ میرا یہ برا انجام نہ ہو — تاکہ میں اپنے لوح نہ جلوں

من ہمی گویم برو بھف[3] القلم — زاں قلم بس سَرنگوں گرد دعلم
میں کہتا ہوں، جا قلم خشک ہو چکا ہے — اس قلم سے بہت سے جھنڈے سرنگوں ہوئے ہیں

ہیچ بُغضے نیست در جانم زتو — زانکہ ایں رامن نمیدانم زتو
میرے دل میں تیری طرف سے کوئی بغض نہیں ہے — اس لئے کہ میں اس بات کو تیری طرف سے نہیں سمجھتا ہوں

[1] خونی۔ قاتل۔ نوش۔ شہد، تریاق۔ نیش۔ بچھو۔ ڈنک۔

[2] رکابدار۔ خادم۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ابن ملجم خارجی کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ جو کہ صحابی نہ تھا اس صورت میں اسی قصہ کی تصدیق صحیح روایات سے نہیں ہوتی ہے۔ چالر۔ خادم دوست۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ تو۔ یعنی وہی خادم۔ منکر خطا۔ بڑی خطا یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قتل حیلہ۔ تدبیر۔

[3] بھف القلم۔ حدیث شریف میں ہے "جف القلم بما ھو لاق" جو تیرے ساتھ ہونے والا ہے اس کو لکھ کر قلم قدرت خشک ہو چکا ہے" یعنی تقدیر کا لکھا اب نہیں مٹ سکتا ہے۔ سرنگوں۔ یعنی اقبال مندی، ادبار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ علم۔ جھنڈا۔

آلتِ حق را تو فاعل دست حق
(تو اللہ تعالیٰ کا آلہ کار ہے اور کرنیوالا خدا ہے

چوں زنم بر آلت حق طعن و دق
میں اللہ تعالیٰ کے آلہ پر نیز وزنی اور کرزرانی کیسے کروں؟

گفت اُو پس آں قصاص از بہر چیست
اس نے کہا "تو پھر خون کا بدلہ کیوں ہے؟

گفت ہم از حق وآں سرِّ خفیست
کہا وہ بھی اللہ تعالیٰ کیجانب سے ہے اور وہ مخفی راز ہے

گر کند بر فعلِ خود حق اعتراض ۲
اگر اللہ (تعالیٰ) اپنے فعل پر اعتراض کرتا ہے

زاعتراضِ خود برویا ند ریاض
اپنے اعتراض سے وہ باغ اگا دیتا ہے

اعتراض اُورا رسد بر فعلِ خود
اس کو اپنے کام پر اعتراض کا حق ہے

زانکہ در قہرست و در لُطف اُو احد
کیونکہ وہ قہر اور مہر میں یگانہ ہے

اندریں شہرِ حوادث میر اُوست
حوادث کی اس دنیا میں وہی حکمراں ہے

در ممالک مالکِ تدبیر اُوست
ملکوں میں وہی تدبیر کا مالک ہے

آلتِ خود را اگر خود بشکند
اگر وہ اپنے آلہ کو خود توڑ دیتا ہے

آں شکستہ گشتہ را نیکو کند
اس ٹوٹے ہوئے کو خوب جوڑ دیتا ہے

رمزِ نَنْسَخْ آیَۃً اَوْ نُنْسِھَا
ما نسخ من آیۃ او ننسہا کے اشارے

نَاْتِ خَیْرًا درعقب می داں مہا!
کے بعد نات بخیر منہا کو سمجھ لے اے بزرگ!

ہر شریعت راکہ حق منسوخ کرد
جس شریعت کو خدا نے منسوخ کیا ہے

اُوگیا بُرد و عوض آوُرد و ورد
اُس نے گھاس کو ختم کیا ہے اور بدلے میں گلاب لایا ہے

شب کند منسوخ نور روز را
رات، دن کی روشنی کو منسوخ کر دیتی ہے

چوں جمادے داں خرد افروز را
عقلمند کو پتھر کی طرح سمجھ

باز شب منسوخ شد از نورِ روز
پھر دن کی روشنی سے رات منسوخ ہوئی

تا جمادی سوخت زاں آتش فروز
یہانتک کہ اس حرارت پیدا کرنے والے کیجہ سے پتھر یا پن ختم ہوگیا

گرچہ ۳ ظُلمت آمد آں نوم وسُبات
اگرچہ نیند اور رات، سکون تاریکی ہے

نے دروں ظُلمت ست آبِ حیات
(تو) کیا آب حیات تاریکی میں نہیں ہے؟

نے دراں ظُلمت خردہا تازہ شُد
کیا اُس تاریکی میں عقلیں تازہ نہیں ہوگئیں

سکتہ سَرمایۂ آوازہ شُد
کیا خاموشی، شہرت کا سرمایہ نہیں بنی؟

کہ زضدہا ضدہا آید پدید
کیونکہ اضداد سے اضداد پیدا ہوتے ہیں

در سویدا روشنائی آفرید
دل کے کالے نقطہ میں نور پیدا فرمایا ہے

---

۱ آلت۔ اوزار آلۂ کار۔ قصاص خون بدلہ۔ یعنی جبکہ قاتل خود نہیں قتل کرتا بلکہ قاتل سے بدلہ کیوں لیا جاتا ہے آلہ۔ قاتل کو صدور قتل سے قبل قتل کرنا اضطراراً محض پر قتل کر دیتا ہے اور جب اس کا قتل صادر ہو چکا تو اس کا اختیار بھی کار فرما ہوا لہٰذا اب اس کا قتل عین حکمت ہے۔ یہی یہ بات ہے کہ بہر حال وہ ایک آلہ صدور قتل سے قبل بھی اور بعد میں بھی اور اللہ نے اب قصاصاً اس کو قتل کرنے کا حکم فرمادیا تو اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے ایک آلہ کو خود توڑ ڈالے۔

۲ اعتراض۔ یعنی اپنے کسی کو اب خلاف مصلحت قرار دیدے اور اس کی بجائے دوسرا حکم دیدے تو وہ اس دوسرے حکم پر مصلحتوں کے باغ کھلا دیتا ہے۔ نسخ۔ تشریع میں جو تبدیلی ہوتی ہے وہ مصلحتوں سے پر ہوتی ہے۔ خود فرمایا ہے۔ مَانَنْسَخْ مِنْ آیَۃٍ اَوْ نُنْسِھَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَا "ہم جب کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر لے آتے ہیں" شب کند۔ تکوینیات میں بھی جب اللہ کوئی تغیر فرماتا ہے تو اسمیں مصلحت ہوتی ہے۔ چوں۔ عقل انسانی بیکار پتھر جیسی ہو جاتی ہے۔

۳ گرچہ ظلمت۔ بظاہر نور کی تبدیلی کے بعد ظلمت کی آمد کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتی لیکن جانداروں کو حقیقتاً اسی سے آب حیات حاصل ہوتا ہے۔ اور تمام قوی از سر نو تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ سکتہ۔ رات میں انسان خاموش رہا عقل خرد تازہ ہوئی جو اس کی شہرت کا سبب بنتی ہے کہ زضدہا۔ یہاں سے مولانا نے دیگر تغیرات کا ذکر فرمایا ہے جو چیزیں باہمی مقابل میں ہیں۔ ایک چیز جانی ہے تو اس کے مقابلہ کی دوسری چیز نمودار ہو جاتی ہے۔ سویدا۔ کالا نقطہ۔ اس سے قلب کا کالا نقطہ اور نور سے نور عقل مراد ہے۔ یا سیاہ پتلی اور نور سے نور نظر مراد ہے۔

جنگ [1] پیغمبر مدارِ صلح شُد
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جنگ صلح کا دارومدار ہوئی

صلح ایں آخر زماں زاں جنگ بُد
اس اخیر زمانہ کی صلح، اسی جنگ کی وجہ سے تھی

صد ہزاراں سَر بُرید آں لسان
اس محبوب نے لاکھوں سر قلم کر دیئے

تا اماں یابد سَرِ اہلِ جہاں
تاکہ دنیا والوں کے سروں کو امن حاصل ہو

باغباں زاں می بُرد شاخِ خضر
باغبان سبز شاخ اس لئے کاٹ دیتا ہے

تا بیابد نخل قامتہا و بَر
تاکہ کھجور قد اور پھل حاصل کرے

می کُند از باغ آں دانا حشیش
وہ سمجھدار باغ میں سے گھاس اکھاڑ ڈالتا ہے

تا نماید باغ و میوہ خرّمیش
تاکہ باغ اور پھل اپنی تروتازگی نمایاں کر سکے

می کند دندانِ بدرا آں طبیب
مریض دانت کو ڈاکٹر اکھاڑ دیتا ہے

تا رہد از دردو بیماری حبیب
تاکہ درست درد اور بیماری سے نجات پا جائے

پس زیاد تہا درونِ تقصہا ست
پس نقصانوں میں ترقیاں (مضمر) ہیں

مَر شہیداں راحیات اندر فناست
شہیدوں کی زندگی، فنا ہو جانے میں ہے

چوں بُریدہ گشت حلقِ رزق خوار
جب رزق کھانے والا حلق کٹ گیا

یُرزَقُونَ یَفرَحُونَ آید گوار [2]
تو یرزقون یفرحون خوشگوار ہو کر آجاتا ہے

حلقِ حیواں چوں بُریدہ شد بعدل
جانور کا گلا جب انصاف سے کاٹا گیا

حلقِ انساں رُست و افزائید فضل
انسان کے حلق نے نشوونما پائی اور اس کی فضیلت بڑھ گئی

حلقِ انساں چوں بُریدہ شد ببیں
جب انسان کا گلا کٹا، غور کر

تا چہ زاید گُن قیاس آں را بدیں
وہ کیا اضافہ کرے گا، اس کو اسپر قیاس کرلے

حلقِ [3] ثالث زاید و تیمارِ اُو
تیسرا حلقوم پیدا کرے گا اور اس کی تیمار داری

شربتِ حق باشد و انوارِ اُو
اللہ (تعالیٰ) کے شربت اور اس کے انوار سے ہوگی

حلقِ ببریدہ خورد شربت ولے
کٹا ہوا حلقوم شربت پیتا ہے لیکن

حلقِ از لا رُستہ مُردہ در بلے
وہ حلق جو لا سے آزاد ہو گیا ہو اور بلی میں فنا ہو گیا ہو

بس کُن اے دوں ہمتِ کوتہ بنان
اے کوتاہ ہمت اور کوتاہ دست! بس کر

تا کیت باشد حیاتِ جاں بنان
روٹی کے ذریعہ تیری جان کی زندگی کتنک رہیگی؟

زاں ندارد میوۂ مانندِ بید
بید کی طرح تو بے ثمر اسی وجہ سے ہے

کا برو بُردی پئے نانِ سپید
کہ تو نے سفید روٹی کے لئے آبرو ختم کر دی ہے

---

[1] جنگ پیغمبر۔ آنحضورؐ کے جس قدر غزوات ہیں ان میں بظاہر تخریب ہے لیکن دراصل تعمیر ہے۔ باغباں۔ مالی شاخیں تراشتا ہے۔ اور گھاس۔ اکھاڑ ڈالتا ہے۔ اس کی وجہ سے باغ میں پھل اور پھول کی کثرت ہوتی ہے۔ می کند۔ طبیب دانت اکھاڑتا ہے لیکن مصلحت یہ ہوتی ہے کہ بیمار کو آرام ملے۔ حبیب۔ یعنی محبوب بیمار پس۔ بہت سی چیزوں میں جو نقصان نظر آتے ہیں وہی انسانوں کا سبب ہیں انسان شہید ہو کر بقاء دوام حاصل کرلیتا ہے

[2] گوارا۔ شہیدوں کے بارے میں آیت یرزقون فرحین نازل ہوئی ہے۔ یعنی ان شہیدوں کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں۔ حلق حیوان۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر جانور ذبح ہوتا ہے اور انسان اس کو کھاتا ہے تو اس کو یہ فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ کہ وہ اشرف المخلوقات کا جزو بدن بنجاتا ہے۔ انسان کا حلق اگر اللہ تعالیٰ کے نام پر کٹے تو اسپر قیاس کرلو اس کو کیا فضیلتیں حاصل ہونگی۔ بدیں۔ بایں۔

[3] حلقِ ثالث۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان کا حلقوم اللہ کے نام پر کٹے گا تو انسان کو ایک ایسا حلقوم عنایت ہو جائیگا جو اللہ کے انوار اور شربت پینے کا لا۔ یعنی غیر اللہ کی نف۔ بلے یعنی اس نے اللہ کی بوبیت کا بولا اقرار کیا ہو۔ بنان۔ سرانگشت یعنی ہاتھ۔ بید۔ بے ثمر درخت ہے۔

گر نَدارد صبر زیں ناں جانِ حِس
اگر حس کی جان اس روٹی سے صبر نہیں کرتی ہے

کیمیا[1] را گیر و زَر گرداں تو مِس
کیمیا حاصل کر، اور تو تانبے کو سونا بنا دے

جامہ شوئی کرد خواہی اے فلاں
اے فلاں! اگر تو کپڑے صاف کرنا چاہتا ہے

رُو مگرداں از محلّہ گاز راں
تو دھوبیوں کے محلّہ سے روگردانی نہ کر

گرچہ ناں بشکست مَر روزہ ترا
اگرچہ روٹی نے تیرا روزہ توڑ دیا ہے

در شکستہ بند پیچ و بَر ترآ
ٹوٹے ہوئے کو جوڑنیوالے سے لپٹ جا اور آگے بڑھ

چوں شکستہ بند آمد ستِ اُو
جب اس کا ہاتھ، ٹوٹے ہوئے کو جوڑنیوالا ہے

پس رفو آید یقیں زا شکستِ اُو
تو اس کا توڑنا یقیناً ، جوڑنا ہو گا

گر تو آں را شکنی گوید بیا
اگر تو خود اس کو توڑے گا تو کہے گا، آجا

تو درستش کن نداری دَست و پا
تو اس کو درست کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے

پس شکستن حق اُو باشد کہ اُو
توڑنا اس کے لئے مناسب ہے جو

مَر شکستہ گشتہ را داند[2] رفو
ٹوٹے ہوئے کو جوڑنا جانتا

آنکہ داند دوختن اُو دا ند درید
جو سینا جانتا ہے وہ کاٹنا بھی جانتا ہے

ہر چہ اُو بفروخت نیکو تَر خرید
جو بیچتا ہے وہ عمدہ طریقہ پر خریدتا ہے

خانہ را کند وچو جنت ساخت او
گھر کو اجاڑا اور اس کو جنت بنا دیا

پست کردو بر فلک افراخت اُو
اس کو ڈھلیا اور آسمان تک بلند کر دیا

خانہ راویراں کُند زیرو زبر
گھر کو ویران اور زیرو زبر کرتا ہے

پس بیک ساعت کند معمور تر
پھر ایک گھڑی میں اور زیادہ آباد کر دیتا ہے

گر یکے راسر ببرد از بدن
اگر کسی کے جسم سے سر کاٹتا ہے

صَد ہزاراں سَر بر آرد در زمن
فوراً لاکھوں سر پیدا کر دیتا ہے

گر نفرمودے قصاصے بر جُنات
اگر وہ مجرموں پر قصاص کا حکم نہ فرماتا

خود[3] نگفتے فی القصاص آمد حیات
(اور) یہ نہ فرماتا کہ قصاص میں زندگی ہے

خود کرا زہرہ بُدے تا اُوز خود
کس کی طاقت ہو گی کہ وہ از خود

بر اسیرِ حُکمِ حق تیغے زند
اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند پر تلوار چلائے

زانکہ داند ہر کہ چشمش راکشود
اسلئے کہ ہر وہ شخص جانتا ہے جس نے آنکھ کھولی ہے

کاں کُشندہ سُخرۂ تقدیر بُود
کہ وہ قاتل تقدیر کے تابع تھا

---

[1] کیمیا۔ یعنی اگر تو خود ترک دنیا نہیں کر سکتا تو کسی شیخ کا ہاتھ پکڑ لے وہ تیرے تانبے کو سونا بنا دیگا۔ جامہ شوئی یعنی گناہوں سے اپنا دامن پاک کر لے۔ گازراں۔ گازر کی جمع ہے، دھوبی یعنی وہ شیخ کامل جو تجھے گناہوں سے پاک کر دے۔ نان۔ روٹی یعنی دنیاوی لذتیں روزہ یعنی پرہیزگاری۔ شکستہ بند۔ ٹوٹے ہوئے کو جوڑنیوالا یعنی شیخ۔ کامل گر تو اگر تو خود تقویٰ حاصل کرنیکی کوشش کریگا تو کوئی کوئی شیخ کامل تجھے اپنی طرف کھینچ لیگا۔ پس شکستن۔ اصلاح باطن کرنا شیخ کامل ہی کا کام ہے۔

[2] رفو۔ سینا یعنی جوڑنا۔ خانہ۔ ایک ماہر کاریگر گھر کھود ڈالتا ہے تو پھر اس کو جنت نشان بنا دیتا ہے۔ برادر۔ پیدا کند یعنی ایک بری عادت چھڑا کر لاکھوں بھلی عادتیں پیدا کر دیتا ہے۔ در زمن فوراً جنات۔ جانی کی جمع ہے۔ مجرم۔ خود نگفتے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ تمہارے لئے قاص میں زندگانی ہے۔ اس شعر سے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقولہ شروع ہوا ہے خونکرا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا قاتل جو تقدیر کا اسیر ہے اس کو بغیر حکم خداوندی کون مار سکتا تھا۔ زہرہ۔ ہمت، حوصلہ۔ چشم نشود زا۔ غور کرنا، کشندہ۔ قاتل۔ سخرہ۔ مجبور۔

ہر کرا آں حُکم[1] بر سر آمدے — برسرِ فرزندِ خود تیغے زدے
جس کے لئے یہ حکم صادر ہوتا — (وہ) اپنے لڑکے کے سر پر تلوار مارتا

رَو بترس وطعنہ کم زن بر بداں — پیشِ دامِ حُکم عجزِ خود بداں
جا ڈرتا رہ اور بروں پر طعنہ زنی نہ کر — اللہ (تعالیٰ) کے حکم کے جال کے سامنے اپنا عجز سمجھ

پیشِ حُکمِ حق بنہ گردن زجاں — تسخر و طعنہ مزن بر دیگراں
دل سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے گردن جھکادے — دوسروں پر مذاق اور طعنہ زنی نہ کر

تعجب کردنِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام از ضلالت ابلیس

ابلیس لعین کی گمراہی پر حضرت آدم علیہ السلام کا تعجب کرنا

لعین وعُجب آوردنِ اُو

اور ان کا غرور کرنا

روزے آدم بر بلیسے[2] گوشتی سبت — از حقارت وز زیافت بنگریست
ایک روز آدم (علیہ السلام) نے ابلیس کو جو بدبخت ہے — حقارت اور کھوٹے پن کی نگاہ سے دیکھا

خویش بینی کردو آمد خودگزیں — خندہ زد بر کارِ ابلیسِ لعیں
(انہوں نے) خود بینی کی اور خود پسند بنے — ابلیس لعین کے کام کی ہنسی اڑائی

بانگ بر زد غیرتِ حق کائے صفی — تو نمیدانی زاسرارِ خفی
غیرتِ حق نے پکارا کہ اے برگزیدہ! — تمہیں چھپے ہوئے رازوں کا علم نہیں ہے

پوستیں را باژ گونہ گر کنم — کوہ را از بیخ و از بن بر کنم
اگر میں پوستین کو الٹ دوں — (تو) پہاڑ کو جڑ اور بنیاد سے اکھاڑ ڈالوں

پردۂ صد آدم آندم بر دَرم — صد بلیسِ نو مسلماں[3] آدرم
فوراً سینکڑوں آدموں کی پردہ دری کردوں — سینکڑوں شیطانوں کو نو مسلم کردوں

گفت آدم توبہ کردم زیں نظر — ایں چنیں گستاخ نندیشم دگر
(حضرت) آدم نے کہا میں نے اس نظر سے توبہ کی — پھر کبھی ایسی گستاخی کو خیال میں بھی نہ لاؤں گا

یا رب ایں جرأت زبندہ عفو کن — توبہ کردم می نگریم زیں سخن
اے خدا! بندہ کی اس جرأت کو معاف کردے — میں نے توبہ کی میری اس بات پر نظر نہ کر

یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اِهْدِنَا — لَا اِفْتِخَارَ بِالْعُلُوْمِ وَالْغِنَا
اے فریادیوں کے فریاد رس! ہم کو ہدایت دے — علوم اور مالداری پر کوئی فخر نہیں ہے

[1] حُکم۔ یعنی تقدیر الٰہی کا حکم، یعنی اگر بیٹے کا قتل باپ کے ہاتھ سے مقدر ہو چکا ہے تو شفقت پدری اس کو نہیں روک سکتی ہے۔ دامِ حُکم۔ یعنی تقدیر خداوندی کا جال یعنی بروں کا مذاق اڑانا بڑا خطرناک ہے۔ توجیہ کردن۔ اس قصہ کا مقصد بھی یہی ہے کہ کسی کے گناہ پر مذاق نہ اڑانا چاہیے اور اپنے اوپر گھمنڈ نہ کرنا چاہیے۔

[2] بلیس۔ ابلیس، شیطان شقی۔ بدبخت۔ زیافت کھوٹا پن۔ خویش بینی۔ غرور، تکبر خودگزیں۔ خود پسند۔ صفی۔ منتخا صفی اللہ حضرت آدمؑ کا لقب ہے خفی۔ پوشیدہ باژگونہ۔ الٹا پوستیں باژگونہ کردن۔ حالات کو الٹ دینا باطن کو ظاہر کردینا۔ ان۔ جز

[3] نومسلماں وہ شخص جو کافر کے گھر میں پیدا ہونے کے بعد اسلام لایا ہو۔ نظر یعنی خود بینی۔ غیاث۔ فریادرس۔ مستغیثین۔ مستغیث کی جمع ہے فریادی۔ افتخار۔ فخر کرنا۔ غنا۔ مالداری۔

لَا تُزِغْ[1] قُلْبًا هَدَيْتَ بِالْكَرَمْ — وَاصْرِفِ السُّوءَ الَّذِي خَطَّ الْقَلَمْ

کرم کر کے جس دل کو تو نے ہدایت دیدی ہے اس کو کج نہ کر — اور اس برائی کو پھیر دے جو قلم نے لکھدی ہے

بگذراں از جانِ ما سُوءُ الْقَضَا — وَامبر ما را زا خوانِ الصَّفا

بری تقدیر کو ہماری جان سے ٹالدے — ہمیں اہل اللہ سے جدا نہ کر

تلخ تر از فرقتِ تو ہیچ نیست — بے پناہت غیر پیچا پیچ نیست

تیری جدائی سے زیادہ کڑوی چیز کوئی نہیں ہے — تیری پناہ کے بغیر سوائے الجھن کے کچھ نہیں ہے

رختِ ما ہم رَخت مارا راہزن — جسمِ ما مَرْ جانِ مارا جامہ کن

ہمارا سامان بھی ہمارا راہزن ہے — ہمارا جسم ہی ہماری جان کیلئے نقصان رساں ہے

دستِ[2] ما چوں پائے مارا می خورد — بے امانِ تو کسے چوں جاں برد

جب ہمارا ہاتھ ہی ہمارے پاؤں کو کھاتا ہے — تیری اماں کے بغیر کوئی کسطرح جان بچا سکتا ہے؟

در بَرد جاں زیں خطر ہائے عظیم — بُردہ باشد مایہ اِدبار و بیم

اگر ان بڑے خطروں سے جان بھی بچالی — تو بدبختی اور خوف کا سرمایہ حاصل کیا

زانکہ جاں چوں واصلِ جاناں نبُوَد — تا ابد با خویش کو رست و کبود

اسلئے کہ جان کا جب تک محبوب سے وصال نہ ہو — قیامت تک وہ خود اندھی اور بے نور ہے

چوں تو ندہی راہ جاں خود بُردہ گیر — جاں کہ بے تو زندہ باشد مُردہ گیر

جب تو راستہ نہ دے جان کا بچنا فرضی بات ہے — وہ جان جو تیرے بغیر زندہ ہو، اس کو مردہ سمجھنا چاہیے

گر تو طَعنہ می زنی بر بندگاں — مَر ترا آں می[3] رسد اے کامراں

اگر تو بندوں پر طعنہ زنی کرے — اے مختار! یہ تیرا حق ہے

ور تو ماہ و مہر را گوئی خِفا — وَر تو قدِّ سرو را گوئی دوتا

اگر تو چاند اور سورج کو مخفی کہے — اگر تو سرو کے قد کو جھکا ہوا کہے

در تو چرخ و عرش را خوانی حقیر — دَر تو کان و بحر را گوئی فقیر

اگر تو آسمان اور عرش کو حقیر کہے — اگر تو کان اور سمندر کو فقیر کہے

آں بہ نسبت با کمالِ تو رواست — ملکِ اِکمال و فناہا مَرْ تُراست

یہ بات تیرے کمال کے پیش نظر درست ہے — مکمل کرنے اور فنا کرنے کی ملکیت تیری ہی ہے

کہ تو پاکی از خطر وز نیستی — نیستاں را مُوجِد و مُفنیستی

کیونکہ تو عدم اور نیستی سے پاک ہے — معدوم کو موجود کرنیوالا ہے اور فنا کرنیوالا ہے

[1] لا تزغ۔ کج نہ کر سوء۔ برائی قلم یعنی قلم تقدیر۔ بگذراں۔ ٹال دے۔ وامبر۔ جدا نہ کر اخوان الصفاء صاف دل لوگ، اہل اللہ رخت، سامان، یعنی دنیاوی لذتیں جامہ کن کپڑے اتارنیوالا۔

[2] دست ما۔ یعنی ہماری مصروفیت راہ سلوک میں نہیں چلنے دیتی۔ ادبار۔ نحوست۔ بیم۔ خوف، یعنی وہ جان جو محبت الٰہی سے خالی ہے اگر بچا بھی لی تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ ایسی جان تو ادبار اور خوف کا سرمایہ ہے۔ کور و کبود۔ بے نور و تاریک راہ۔ راہ نجات، یعنی جب اللہ تعالیٰ نجات کا راستہ نہ دے تو جان کا بچنا فرضی اور غیر واقعی ہے کیونکہ ایسی جان تو خود مردہ ہے۔

[3] ترا می رسد۔ تجھے حق حاصل ہے۔ کامراں۔ کامیاب خفا۔ مخفی، پوشیدہ دوتا۔ دہرا، کبڑا۔ پاکی۔ تو پاک ہے۔ خطر۔ احتمال عدم نیستاں نیست ہا۔ مفنی فنا کرنیوالا۔

آنکہ رویا نید[1] داند سوختن — وانکہ بدریدست داند دوختن
جس نے اگایا ہے وہ جلانا جانتا ہے — جس نے پھاڑا ہے وہ سینا جانتا ہے

می بسوزد ہر خزاں مر باغ را — باز رویاند گل صباغ را
ہر خزاں میں باغ کو جلا ڈالتا ہے — پھر رنگ آمیز پھول اگا دیتا ہے

کاے بسوزیدہ بروں آ تازہ شو — بارِ دیگر خوب و خوش آوزہ شو
کہ اے جلے ہوئے باہر آ، تر و تازہ ہو جا — دوبارہ خوبصورت بن اور مشہور ہو جا

چشم نرگس کورشد بازش بساخت — حلق نے ببریدو بازش خودنواخت
نرگس کی آنکھ اندھی ہوئی اس کو پھر بنا دیا — بانسری کا حلق پھاڑ دیا پھر اس کو بجا دیا

ماچو مصنوعیم[2] و صانع نیستیم — جُز زبون و جُز کہ قانع نیستیم
ہم چونکہ بنائے ہوئے ہیں اور بنانیوالے نہیں ہیں — سوائے ناچیز اور سوائے اونی وجہ پر قانع ہونیکے کچھ نہیں ہیں

ماہمہ نفسی و نفسی می زنیم — گر نخواہی ماہمہ آہرمنیم
ہم سب نفسی نفسی پکارتے ہیں — اگر تو نہ چاہے ہم سب شیطان ہیں

زاں زآہرمن رہیدستیم ما — کہ خریدی جانِ ما را از عمی[3]
ہم نے شیطان سے رہائی اسلئے پائی ہے — کہ تو نے ہماری جان کو اندھے پن سے بچالیا ہے

تو عصا کش ہر کرا کہ زندگیست — بے عصاو بے عصا کش کور چیست
جس کی زندگی ہے تو اس کیلئے لاٹھی پکڑنیوالا ہے — لاٹھی اور لاٹھی پکڑنے والے کے بغیر اندھا کیا ہوتا ہے؟

غیرِ تو ہر چہ خوش ست و ناخوش ست — آدمی سوزست و عین آتش ست
تیرے سوا جو کچھ بھی ہے خواہ اچھا ہے یا برا ہے — آدمی کو جلانے والا ہے اور مجسم آگ ہے

ہر کرا آتش پناہ و پشت شُد — ہم مجوسی گشت و ہم زردشت شُد
جس کسی کے لئے آگ پشت و پناہ بن گئی — وہ آتش پرست اور آتش پرستوں کا پیشوا بنگیا

کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ — اِنَّ فَضْلَ اللّٰہِ غَیْثٌ ھَاطِلٌ
اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے — بیشک اللہ کا فضل بارش برسانے والا ہے

بازگشتن بحکایت امیر المومنین حضرتِ علی رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قصہ کی طرف واپسی

ومُسا محت کردنِ اُو با خونی درکابدارِ خویش
اور ان کا اپنے قاتل اور اپنے خادم سے چشم پوشی برتنا

---

[1] رویانیدن۔ اگانا۔ صباغ۔ رنگریز گل صباغ۔ وہ پھول جو اپنی خوشرنگی کی وجہ سے باغ کی زینت ہو۔ آوازہ۔ شہرت۔ بازش۔ اس کی جگہ دوسرا پھول کھلا دیا۔

[2] مصنوع۔ بنایا ہوا۔ مخلوق۔ صانع۔ بنانے والا، خالق زبوں۔ کمزور، ناچیز۔ نفسی نفسی زون۔ حاجت کا اظہار کرنا۔ اہرمن۔ اہر من۔ شیطان۔

[3] عمی۔ اندھاپن۔ عصا کش۔ اندھے کی لاٹھی پکڑ کر چلنے والا کور چیست۔ اندھا بالکل بیکار ہے چل پھر نہیں سکتا ہے۔ ما خلا۔ علاوہ غیمم۔ ابر۔ باطل۔ برسنے والا۔ مسامحت۔ چشم پوشی۔ رکابدار۔ خادم

باز رو سوئے علیؓ و خونیش
(حضرت علیؓ کو اپنے قاتل کے (قصاص) کی طرف پھر چل

واں کرم با خونی و افزونیش
اور قاتل پر اپنے کرم اور کرم میں اضافہ کی طرف (چل)

گفت [1] دشمن را ہمی بینم بچشم
کہا میں دشمن کو آنکھ سے دیکھتا ہوں

روز و شب بر دے ندارم ہیچ خشم
شب و روز، اس پر کوئی غصہ نہیں کرتا ہوں

زانکہ مرگم ہمچو جاں خوش آمدست
کیونکہ مجھے موت زندگی کی طرح اچھی لگتی ہے

مرگ من در بعث چنگ اندر زدست
میری موت نے زندگی کو مضبوطی سے پکڑ لیا ہے

مرگِ بے مرگی بود مارا حلال
بغیر موت کے موت، ہمارے لئے حلال ہے

برگِ بے برگی بود مارا نوال
بے نوائی کا سامان ہمارے لئے عطیہ ہے

برگِ بے برگی تراچوں برگ شد
بے نوائی کا سامان جب تیرے لئے سامان بنگیا

جان باقی یافتی و مرگ شد
تو تو نے حیات جاودانی پالی اور موت ختم ہو گئی

آنچہ خوفِ دیگراں آں امن تست
جو دوسروں کیلئے خوف کا سبب ہے وہ تیرے لئے امن بنگیا

بط قوی در بحر مرغِ خانہ سست
دریا میں بط قوی ہوتی ہے اور پالتو مرغ سست ہوتا ہے

ظاہرش مرگ و بباطن زندگی
اس کا ظاہر موت ہے اور باطن زندگی ہے

طاہرش ابتر نہاں پایندگی
بظاہر وہ تباہی ہے بباطن وہ بقا ہے

از رحم [2] زادن جنیں رارفتن ست
بچہ کا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا (اسکا) سفر ہے

در جہاں اُورا زنو بشگفتن ست
اس کا دنیا میں از سر نو کھلنا ہے

چوں مراسوئے اجل عشق وہواست
چونکہ موت سے مجھے عشق اور محبت ہے

نہی لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ مراست
اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کی ممانعت میرے لئے ہے

آنکہ مُردن پیشِ جانش تہلکہ است
جس کی جان کے لئے مرنا ہلاکت ہے

امر لَا تُلْقُوْا نگیرد اُو بدست
وہ لا تلقوا کے حکم پر عامل نہیں ہے

آنکہ [3] مُردن پیش اُوشد فتحِ باب
جس کے لئے مرنا کامیابی بن گیا ہے

سَارِعُوْا آمد مر اُو رادر خطاب
اس کے لئے "جلدی کرو" کا خطاب آیا ہے

زانکہ نہی از دانۂ شیریں بُوَد
اس لئے کہ ممانعت تو میٹھے دانہ سے ہوتی ہے

تلخ را خود نہی حاجت کے شَوَد
کڑوے کے لئے ممانعت کی کیا ضرورت ہے؟

دانہ کش تلخ باشد مغز و پوست
جس دانہ کا چھوا اور چھلکا کڑوا ہو

تلخی و مکروہیش خود نہی اُوست
اس کی تلخی اور کڑواہٹ خود ممانعت ہے

[1] گفت یعنی حضرت علیؓ نے اپنے مقابل سے کہا خشم یعنی اپنے قاتل معاملہ میں مرگ بے مرگی۔ حدیث شریف میں ہے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا "مرجاؤ قبل اس کے مرو۔ بیرگی۔ بے نوائی بے سروسامانی یہ مولانا کا مقولہ ہے آنچہ موت کافروں کے لئے باعث خوف اور مومن کیلئے باعث امن ہے جیسا کہ دریا بط کیلئے قوت کا سبب اور پالتو مرغ کیلئے کمزوری کا سبب ہے۔

[2] از رحم بچہ کا ماں کے پیٹ سے باہر آنا اس کا انتقال ہے اور اسی سے اس کا نشوونما ہوتا ہے۔ نہی۔ قرآن پاک میں ہے وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّہْلُکَۃِ تم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو مولانا نے ہلاکت سے معنی موت کے لئے ہیں جبکہ ایک حدیث صحیح میں اس سے معنی ترک جہاد کے بتائے گئے ہیں۔ یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ نہی ان چیزوں کیلئے ہوتی ہے۔ جنکی طرف انسان کو رغبت ہوتا پسندیدہ چیز سے روکنے کے کوئی معنی نہیں ہیں اب دونوں شعروں کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ موت چونکہ میرے لئے مرغوب ہو چکی ہے اسلئے لَا تُلْقُوْا کا خطاب میرے اور مجھ جیسوں کیلئے ہے جو لوگ موت کو خود ہی پسند نہیں کرتے وہ دراصل اس نہی کے مخاطب نہیں بن سکتے اور نہ وہ اس نہی پر عامل سمجھے جائینگے۔

[3] آنکہ جو عشق الٰہی میں مبتلا ہیں اور وصال کے جویاں ہیں ان کے لئے موت ہی ذریعہ وصال ہے وہ سارِعُوْا کا اپنے آپ کو مخاطب سمجھتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں۔ اور لَا تُلْقُوْا کی نہی پر عمل کرنے میں معذور ہیں۔ سارِعُوْا۔ جلدی کرو یعنی موت کے طالب ہو۔ زانکہ یہ اوپر کے دوسرے اور تیسرے شعر کی دلیل اور وضاحت ہے یعنی مرغوب چیز سے ممانعت ہوا کرتی ہے مکروہ کیلئے ممانعت کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

دانۂ[1] مُردن مرا شیریں شدست — بَلْ هُمْ اَحْیَاءٌ پَے من آمدست
موت کا دانہ میرے لئے میٹھا ہو گیا ہے — "بلکہ وہ زندہ ہیں" میرے لئے وارد ہوا ہے

اُقْتُلُوْنِیْ یَا ثِقَاتِیْ لَائِمًا — اِنَّ فِیْ قَتْلِیْ حَیَاتِیْ دَائِمًا
اے میرے معتمدلوگو! مجھے ملامت کرتے ہوئے قتل کر ڈالو — بیشک میرے مرنے میں میری ابدی زندگی ہے

اِنَّ فِیْ مَوْتِیْ حَیَاتِیْ یَا فَتٰی — کَمْ اُفَارِقُ مَوْطِنِیْ حَتّٰی مَتٰی
اے نوجوان! میری موت میں میری زندگی ہے — میں اپنے وطن سے کب تک اور کتنا جدا رہوں؟

فُرْقَتِیْ لَوْلَمْ یَکُنْ فِیْ ذَا السُّکُوْنِ[2] — لَمْ یَقُلْ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ
اگر اس سکونت میں میری جدائی نہ ہوتی — تو (اللہ تعالیٰ) نے فرماتا ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں

راجعِ آں باشد کہ باز آید بشہر — سوئے وحدت آید از تفریق دہر
لوٹنے والا تو وہی ہوتا ہے جو اپنے شہر میں واپس آئے — زمانہ کے فراق سے وصال کی طرف آئے

ایں سخن پایاں ندارد چاکرم — چوں شنید ایں سِرّ زسیّد گشت خم
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، میرے خادم نے — آنحضور سے جب یہ راز سنا (شرم سے) جھک گیا

افتادن رکابدار ہر بار در پائے امیر المومنین علیؓ کہ اے
ہر دفعہ خادم کا امیر المومنین کے پاؤں پڑنا کہ اے

امیر المومنین مرا بکش وازیں قضا باز رہاں
امیر المومنین مجھے مار ڈالیے اور اس قضائے خداوندی سے چھڑا دیجئے

آمد و در خاک پیشم اوفتاد — دمبدم[3] در پائے من سر می نہاد
وہ (خادم) آیا اور میرے آگے زمین پر گر پڑا — اس نے بار بار میرے پیروں پر سر رکھا

باز آمد کاے علیؓ زودم بکش — تا نہ بینم آں دم و وقت تُرش
پھر آیا کہ اے علیؓ مجھے جلد قتل کر دیجئے — تاکہ وہ برا وقت نہ دیکھوں

من حلالت می کنم خونم بریز — تا نہ بیند چشم من آں رستخیز
میں معاف کرتا ہوں، میرا خون بہا دیجئے — تاکہ میری آنکھ وہ قیامت میں نہ دیکھے

گفت ار ہر ذرہ خونی شود — خنجر اندر کف بقصد تو بود
(حضرت علیؓ نے) فرمایا اگر ہر ذرہ قاتل بن جائے — تیرے لئے اس کے ہاتھ میں خنجر ہو

یک سرِ مُو از تو نتواند بُرید — چوں قلم بر تو چناں خطے کشید
تیرا ایک بال بھی نہیں کاٹ سکتا ہے — جبکہ قلم (تقدیر) نے تیرے لئے ایسا لکھ دیا ہے

[1] دانہ مردن۔ یہ حضرت علیؓ کا مقولہ ہے۔ بل۔ شہداء کے بارے میں قرآن میں کہا گیا ہے "لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء" "نہ گمان کرو تم ان لوگوں کو جو اللہ کے راستہ میں قتل کئے گئے ہیں مردہ، بلکہ وہ زندہ ہیں" ثقات۔ ثقہ کی جمع ہے معتمد علیہ۔ لائم۔ ملامت کرنیوالا۔ اُقْتُلُوْنِیْ۔ یہ شعر حضرت منصور حلاجؒ کے شعر سے ماخوذ ہے۔ انہوں نے فرمایا تھا
اُقْتُلُوْنِیْ یَا ثِقَاتِیْ
میرے معتمدو مجھے قتل کر دو
اِنَّ فِیْ قَتْلِیْ حَیَاتِیْ
بیشک قتل میں میری زندگی ہے
موطن۔ وطن،

[2] السُّکُوْن۔ یعنی دنیاوی زندگی۔ وحدت۔ دوست کے ساتھ اتحاد، وحدت تفریق۔ جدا کرنا۔ دہر۔ زمانہ۔ سید۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ گشت۔ خم۔ ندامت سے جھک گیا۔

[3] دم بدم۔ لمحہ بہ لمحہ، ہر آن، ترش۔ کھٹا، ناگوار حالات۔ حلال برائے تو۔ خون ریختن۔ مار ڈالنا۔ رستخیز۔ قیامت ہولناک واقعہ، قلم۔ قلم تقدیر

لیک بے غم شو شفیع[1] تو منم — خواجۂ روحم نہ مملوکِ تنم
لیکن بے فکر ہو جا میں تیرا سفارشی ہوں — میں روح کا مالک ہوں جسم کا غلام نہیں ہوں

پیشِ من ایں تن ندارد قیمتے — بے تنِ خویشم فتے ابن الفتے
میرے نزدیک اس جسم کی کوئی قیمت نہیں ہے — بغیر جسم (کے واسطہ) کے میں جوانمرد جوانمرد کا بیٹا ہوں

خنجر و شمشیر شد ریحانِ من — مرگِ تن شد بزم و نرگستانِ من
خنجر اور تلوار میرے لئے خوشبو اور پھول بن گئے ہیں — جسم کی موت میری بزم (نشاط) اور باغیچہ ہے

آنکہ اُو تن را بدینساں پے کند — حرصِ میری و خلافت کے کند
جو جسم کو اس طرح مغلوب کر دے — وہ امیری اور خلافت کی حرص کب کر سکتا ہے؟

زاں بظاہر کوشد اندر جاہ و حکم — تا امیراں رانماید راہِ حکم
بظاہر وہ جو حکومت اور مرتبہ کیلئے کوشاں ہے — (تو اس لئے ہوا) تا امیروں کیلئے حکومت کرنیکی راہنمائی کریں

تا بیاراید بہرتن[2] جامۂ — تا نویسد اُو بہر کس نامہ
تاکہ ہر (حکومت) کے جسم کیلئے جامہ تیار کر دیں — تاکہ ہر شخص (حاکم) کیلئے قانون نامہ تحریر کریں

تا امیری رادہد جان دگر — تا دہد نخلِ خلافت را ثمر
تاکہ امارت میں نئی روح ڈال دیں — تاکہ نخل خلافت کو پھل عطا کر دیں

میری اُو بینی اندرآں جہاں — فکرت پنہانیت گردو عیاں
اس عالم (آخرت) میں تو انکی سرداری دیکھے گا — تیرے چھپے ہوئے خیالات ظاہر ہو جائینگے

ہیں گمانِ بد مبر اے ذُولُباب[3] — با خود آ وَاللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّوَاب
اے عقلمند! خبردار برا گمان نہ کر — ہوش میں آ اور اللہ بہتر جانتا ہے

بیانِ آنکہ فتح طلبیدن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مکہ وغیر

اس کا بیان کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ وغیرہ کی فتح طلب کرنا

مکہ راجہت دوستیِ مُلک دنیا نبود — چونکہ فرمود الدُّنیا
ملک دنیا کی محبت کی وجہ سے نہ تھا چونکہ خود فرمایا ہے دنیا مردار ہے

جیفۃٌ وَطَالِبُھَا کَلَّاب بلکہ بامرِ بود
اور اس کے طلبگار کتے ہیں بلکہ خدا کے حکم سے تھا

جہدِ پیغمبرؐ بفتحِ مکہ ہم — کے بود درحبِّ دنیا متہم
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مکہ کی کوشش — دنیا کی محبت سے متہم کب ہو سکتی ہے؟

[1] شفیع۔ سفارشی خواجۂ روح، صاحب دل۔ مملوک تن۔ جسم کا غلام، قیمت۔ قدر، قیمتی۔ جوانمرد، ابن۔ بیٹا۔ ریحان۔ ہر خوشبو دار گھاس۔ نرگستان۔ باغ، پے کردن۔ کاٹ ڈالنا میری امیری، سرداری جاہ، رتبہ۔ حکم۔ حکومت۔ راہِ حکم حکومت کا قاعدہ۔

[2] تن۔ جسم یعنی حکومت۔ جامہ۔ کپڑا یعنی طرز، مثل نامہ۔ یعنی قانون نامہ امیری۔ حکومت۔ جاں دادن۔ تازہ کر دینا، مضبوط کر دینا نخل کھجور کا درخت، ثمر پھل۔

[3] لُباب۔ اُب، عقل۔ با خود آ ہوش میں آ جا۔ جہد طاقت، کوشش۔ حب محبت، متہم۔ تہمت زدہ۔

آنکہ اُواز مخزنِ ہفت آسماں — چشمِ دل بربست روزِ[1] امتحاں
جس ذات نے سات آسمانوں کے خزانہ سے — دل کی آنکھ بند کر دی آزمائش کے دن

ازپئے نظّارۂ اُو حور و جاں — پُرشدہ آفاق ہر ہفت آسماں
جس کے دیدار کے لئے حوریں اور روحیں — ساتوں آسمانوں کے اطراف میں جمع تھیں

قُدسیاں افتادہ بر خاکِ رہش — صَد چو یوسف اوفتادہ در چہش
مقدس فرشتے اُنکے راستہ کی خاک پر گرے پڑتے تھے — یوسف (علیہ السلام) جیسے سینکڑوں ان کے مشتاق تھے

خویشتن آراستہ از بہرِ اُو — خود وُرا پروائے غیرت دوست کُو
ان کے لئے سب نے اپنے آپ کو سنوارا تھا — خود ان کو دوست کے علاوہ کسی کی پروا کب تھی؟

آنچناں پُر گشتہ ازا جلالِ حق — کاندر وہم رہ نیا بدآلِ حق
اللہ کے جلال سے آپ اس قدر بھرے ہوئے تھے — کہ ان میں انبیاء کو بھی دخل نہ تھا

لَا یَسَعُ[2] فِیْنَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ — وَالْمَلَکُ وَالرُّوْحُ اَیْضًا فَاعْقِلُوْا
ہمارے اندر گنجائش نہیں پاتا کوئی مرسل نبی — اور فرشتے اور روح بھی پس سمجھ لو

گفت مازاغیم وہمچوں زاغِ نے — مَستِ صباغیم ومستِ باغِ نے
فرمایا ہم مازاغ ہیں، کوے کی طرح نہیں ہیں — ہم صباغ کے متوالی ہیں، باغ کے شیدائی نہیں ہیں

چونکہ مخزنہائے افلاک وعقول[3] — چوں خسے آمد برچشمِ رسولؐ
جبکہ آسمانوں اور عقول کے خزانے — رسولؐ کی نگاہ میں ایک تنکے کے برابر ثابت ہوئے

پس چہ باشد مکّہ و شام و عراق — کہ نماید اُو نبرد و اشتیاق
تو مکہ اور شام اور عراق کیا ہوتا ہے — اور وہ کوشش اور اشتیاق ظاہر کرے

آں گمان وظنِ منافق را بُود — کُو قیاس از جہل وحرصِ خود کُند
یہ گمان اور خیال تو منافق کا ہو سکتا ہے — کیونکہ وہ اپنے جہل اور حرص پر قیاس کرتا ہے

آبگینہ زرد چوں سازی نقاب — زرد بینی جُملہ نورِ آفتاب
تو جب زرد آئینہ کا نقاب بنائے گا — سورج کی تمام روشنی کو زرد دیکھے گا

بِشکن آں شیشہ کبود و زرد را — تا شناسی گرد راو مَرد را
اس اندھے اور زرد شیشہ کو توڑ ڈال — تاکہ تو گرد اور مرد کی شناخت کر سکے

گِردِ فارِس گرد سرا فراشتہ — گرد راتو مردِ حق پنداشتہ
شہسوار کے چاروں طرف غبار اڑ رہا ہے — تو نے غبار کو مردِ حق سمجھ لیا ہے

[1] روزِ امتحاں۔ معراج کے وقت۔ آفاق۔ افق کی جمع ہے۔ آسمان کا کنارہ۔ قُدسیاں۔ عالمِ قدس کے فرشتے درچہ افتادن، مشتاق ہونا، دوست۔ اللہ تعالیٰ۔ اجلال۔ جلال، بزرگی۔ آلِ حق۔ اہل اللہ انبیاء۔

[2] لا یسع۔ گنجائش نہیں پاتا ہے۔ نبی مرسل۔ رسول پیغمبر روح۔ حضرت جبرئیل۔ فاعقلوا۔ سمجھ لو لا یسعنی۔ حدیث شریف ہے لی وقت لا یسعنی فیہ غیر ربی میرے لئے ایک ایسا وقت آتا ہے اس میں میرے اندر سوائے میرے رب کے کسی کی گنجائش نہیں ہے۔ مازاغیم۔ مازاغ۔ ایم۔ ہم مازاغ کے مصداق ہیں سورۂ نجم میں ہے "مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی" یعنی دیدارِ الٰہی کے وقت آنحضور کی نظر ادھر ادھر نہ ہوئی نہ اچٹی۔ زاغ۔ کوا، یعنی دنیا کا دلدادہ۔ صباغ۔ رنگنے والا، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ "خدا کا رنگ اور خدا سے بہتر رنگنے والا کون ہے۔ مخزن۔ خزانہ جائے اجتماع۔

[3] عقول۔ عقل کی جمع، فرشتہ، نبرد۔ جنگ۔ زآبگینہ۔ اگر کوئی زرد چشمہ لگالے تو ہر چیز زرد نظر آئے گی یہی حال اچھوں کیساتھ بدگمانی کرنے کا ہے۔ فارس۔ گھوڑ مسوار۔ مردِ حق۔ اہل اللہ

گرد و اید ابلیس و گفت ایں فرع طیں
شیطان نے (آدم کی) اولاد یعنی اور بولا مٹی کا بنا ہوا ہے

چوں فزاید بر منِ آتش جبیں
مجھ آتش پیشانی والے سے کیسے بڑھ جائے گا؟

تا تو می بینی عزیزاں را بشر
جب تک تو معززین (بارگاہ الٰہی) کو بشر سمجھتا ہے

واں کہ میراثِ بلیس ست آں نظر
سمجھ لے یہ نگاہ، شیطان کی میراث ہے

گر نہ فرزند بلیسی اے عنید
اے سرکش! اگر تو شیطان کی اولاد نہیں ہے

پس بتو میراثِ آں سگ چوں رسید
تو تجھے اس کتے کی میراث کیسے ملی ہے؟

من نیم سگ شیرِ قہم حق پرست
میں کتا نہیں ہوں، حق پرست اسد اللہ ہوں

شیرِ حق آنست کز صورت برست
اللہ کا شیر وہ ہے جو صورت (پرستی) سے چھوٹ جائے

شیرِ دنیا جوید اشکارے و برگ
دنیا کا شیر شکار اور سامان تلاش کرتا ہے

شیرِ مولیٰ جوید آزادی و مرگ
اللہ کا شیر آزادی اور موت کی جستجو کرتا ہے

چونکہ اندر مرگ بیند صد وجود
چونکہ وہ موت میں سینکڑوں وجود سمجھتا ہے

ہمچو پروانہ بسو زاند وجود
پروانہ کی طرح (اپنے) وجود کو جلا دیتا ہے

شد ہوائے مرگ[2] طوقِ صادقاں
موت کی تمنا، سچوں کے گلے کا طوق ہے

کہ جہوداں را بداں بُد امتحاں
اس لئے کہ یہود کا اسی سے امتحان ہوا تھا

در نبے فرمود کاے قوم یہود
(اللہ تعالیٰ نے) قرآن میں فرمایا کہ اے یہودیو!

صادقاں را مرگ باشد فتح و سُود
سچوں کے لئے موت کامیابی اور نفع ہے

ہمچنانکہ آرزوئے سُود ہست
جس طرح کہ نفع کی تمنا ہوتی ہے

آرزوئے مرگ بردن زاں بہ است
موت کی آرزو کرنا اس سے (بھی) بہتر ہے

اے[3] جہوداں بہر ناموس کساں
اے یہودیو! لوگوں میں آبرو کی خاطر

بگذرانید ایں تمنا بر زباں
اس تمنا کو زبان پر لے آؤ

یک جہودے ایں قدر زہرہ نداشت
ایک یہودی میں بھی اس قدر ہمت نہ ہوئی

چوں محمد ایں علم رابر فراشت
جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ جھنڈا بلند کیا

گفت اگر گویند ایں را بر زباں
آنحضورؐ نے) فرمایا اگر یہودی زبان سے یہ کہہ دیں

یک جہودے خود نماند در جہاں
تو ایک یہودی بھی دنیا میں نہ بچے

پس یہوداں مال بُردند و خراج
یہودی مال اور خراج آنحضورؐ سے پاتے

کہ ملن رسوا تو مارا اے سراج
کہ اے چراغ (ہدایت) ہمیں رسوا نہ

---

۱ گرد و۔ یعنی مٹی۔ فرع شاخ۔ طین مٹی۔ فرع طین۔ مٹی سے بنے ہوئے آدم علیہ السلام۔ آتش۔ شیطان آگ سے بنا ہے۔ عزیزاں۔ اہل اللہ بشر یعنی صرف صفات بشری سے متصف جیسا کہ قرآن میں کفار کا مقولہ منقول ہے ان انتم الا بشر مثلنا یعنی تم صرف ہم جیسے انسان ہو۔ آں نظر یعنی محض ظاہر کو دیکھنا اور باطنی فضائل پر نظر نہ کرنا۔ فرزند بلیس یعنی تو فرزند ابلیس ہستی۔ عنید۔ سرکش۔ اشکار۔ شکار۔ برگ۔ ساز و سامان۔ شیر مولیٰ۔ اسد اللہ

۲ ہوائے مرگ۔ موت کا شوق۔ صادق سچی محبت والا۔ جہوداں۔ یہود۔ امتحان۔ آزمائش۔ نبے۔ قرآن پاک۔ سود۔ نفع۔

۳ اے جہوداں۔ قرآن میں ہے "یا ایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین" اے یہودیو! اگر تم خیال کرتے ہو کہ تم اللہ کے دوست ہو اور لوگوں کے علاوہ تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔ کساں۔ لوگ۔ زہرہ۔ ہمت۔ خراج۔ مال یعنی جزیہ جو غیر مسلموں کو فوجی خدمات کے عوض بصورت مال ادا کرنا پڑتا تھا۔ خراج غیر مسلم مالکان زمین سے جو ٹیکس وصول کیا جاتا ہے سراج۔ چراغ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

جزیہ پذرفتند می بودند شاد ہمچناں واللہ اعلم بالرشاد
انہوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا اور خوش تھے اسی حالت میں اور خدا ان کی ہدایت کا حال زیادہ جانتا ہے

ایں سخن را نیست پایانے[1] پدید دست با من دہ چو چشمت دوست دید
اس بات کا تو خاتمہ نظر نہیں آتا (اپنا) ہاتھ مجھے پکڑا جبکہ تیری آنکھوں نے دوست (خدا) کو دیکھ لیا ہے

اندر آ در گلستاں از مزبلہ چونکہ در ظلمت بدیدی مشعلہ
کوڑی سے باغ کے اندر آجا جبکہ تو نے تاریکی میں نور دیکھ لیا ہے

بے توقف زود تر در نہ قدم زیں چہ بے بن سوئے باغ ارم
بلاتا خیر، بہت جلد قدم رکھ اس اٹھاہ کنویں سے بہشت میں

ہم نبردش گفت از بہر خدا شرح کن ایں را و بپذیرم بلا
ان کے (حضرت علی) مقابل نے کہا خدا کے لئے اس کی تفصیل بتا دیجئے اور مجھے ضرور (غلامی میں) قبول کر لیجئے

گفتن امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ با قرین خود کہ چوں
امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مقابل سے فرمایا کہ جب

تو خیو[2] انداختی بر روئے من خشم من بجنبید و اخلاص عمل
تو نے میرے منہ پر تھوکا، میرا غصہ بھڑکا اور عمل کا اخلاص

نماند مانع کشتن تو آں بود و مسلماں شدن او
نہ رہا تیرے قتل کا مانع یہ تھا اور اس کا مسلمان ہو جانا

گفت امیر المومنین با آں[3] جواں کہ بہنگام نبرد اے پہلواں
امیر المومنین نے اس جوان سے فرمایا کہ اے پہلوان! مقابلہ کے وقت

چوں تو خیو انداختی بر روئے من نفس جنبید و تبہ شد خوئے من
جب تو نے میرے منہ پر تھوکا نفس میں اشتعال پیدا ہوا اور میری عادت بگڑی

نیم بہر حق شدد نیمے ہوا شرکت اندر کار حق نبود روا
آدھا (جہاد) اللہ کیلئے اور آدھا خواہش نفسانی کیلئے ہو گیا اللہ کے کام میں شرکت درست نہیں ہے

تو نگاریدہ کف مولیستی آن حقی کردہ من نیستی
تو مولیٰ کے ہاتھ کا بنایا ہوا ہے تو اللہ کا مملوک ہے میرا مخلوق نہیں ہے

نقش حق را ہم بامر حق شکن بر زجاجہ دوست سنگ دوست زن
اللہ کے نقش کو اللہ ہی کے حکم سے توڑ دوست کے شیشہ پر دوست کا پتھر مار

[1] پایان۔ آخر، خاتمہ، دست با من دہ۔ یعنی مسلمان ہونے کے لئے۔ گلستاں۔ یعنی باغ اسلام۔ مزبلہ۔ کوڑی یعنی کفر کی نجاست۔ چہ۔ چاہ کا مخفف ہے بے بن۔ بے تھاہ۔ باغ ارم۔ بہشت۔ ہم نبرد۔ شریک جنگ۔

[2] خیو۔ خا، کو فتح یا پر ضمہ واو معروف لعاب دہن تھوک۔

[3] آں جواں۔ یعنی مقابل ہنگام وقت نبرد۔ جنگ نفس جنبیدن۔ نفس کا جوش میں آنا۔ خوئے۔ عادت نیم۔ آدھا روا درست نگاریدہ۔ منقش کیا ہوا، آفریدہ۔ کف مولیٰ۔ دست قدرت۔ آن مملوک کردہ۔ مخلوق نقش حق یعنی مخلوق خدا۔ شکستن۔ یعنی کشتن۔ زجاجہ۔ کانچ کی بنی ہوئی چیز بوتل۔

گبر ایں بشنید و نورے اشد پدید — در دل او تا کہ زنارش برید
اس کافر نے یہ بات سنی اور ایک نور ظاہر ہوا — اس کے دل میں یہاں تک کہ اس نے اپنا زنار کاٹ پھینکا

گفت من تخم جفا می کاشتم — من ترا نوعے دگر پنداشتم
اس نے کہا میں نے ظلم کا بیج بویا تھا — میں نے آپ کو کچھ اور ہی خیال کیا تھا

تو ترازوئے احد خو بودۂ — بل زبانہ ہر ترازو بودۂ
آپ تو خدائی اخلاق والی ترازو تھے — بلکہ آپ تو ہر ترازو کا کانٹا تھے

تو تبار و اصل خویشم بودۂ — تو فروغ شمع کیشم بودۂ
آپ تو میری اصل اور خاندان تھے — آپ میرے مذہب کی شمع کا نور تھے

من غلام آں چراغ شمع ۲ خو — کہ چراغت روشنی پذرفت ازو
میں اس شمع خو چراغ کا غلام ہوں — کہ جس سے اب کے چراغ نے نور حاصل کیا ہے

من غلام موج آں دریائے نور — گو چنیں گوہر بر آرد در ظہور
میں اس دریائے نور کی موج کا غلام ہوں — جو ایسے موتی نکالتی ہے

عرض کن بر من شہادت درا کہ من — مر ترا دیدم سرا فراز زمن
مجھ پر (کلمہ) شہادت پیش کیجئے کیونکہ میں — آپ کو خصوصاً زمانہ میں برتر سمجھتا ہوں

قرب ۳ پنجہ کس ز خویش و قوم او — عاشقانہ سوئے دیں کردند رو
اسکے رشتہ داروں اور قوم میں سے تقریباً پچاس آدمیوں نے — والہانہ (طور پر) دین کا رخ کیا

او بہ تیغ حلم چندیں خلق را — واخرید از تیغ چندیں حلق را
ان (علیؓ) نے بردباری کی تلوار کے ذریعہ اتنے لوگوں کو — تلوار سے بچا دیا اس قدر حلقوم کو

تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر — بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر
بردباری کی تلوار لوہے کی تلوار سے زیادہ تیز ہے — بلکہ سینکڑوں لشکروں سے زیادہ فتح دلوانے والی ہے

خاتمہ

اے دریغا لقمہ دو خوردہ شد — جرشش فکرت ازاں افسردہ شد
ہائے افسوس! دو چار لقمے کھا لئے گئے — فکر کا جوش اس سے ٹھنڈا پڑ گیا

گندم خورشید آدم را کسوف — چوں ذنب شعشاع بدر ہے افسوف
گیہوں کا ایک دانہ آدم کے سورج کیلئے گرہن بنا — جیسا کہ (نقطہ) ذنب میں آتا چاند کے نور کا گرہن ہے

۱ نور۔ یعنی نور ایمان۔ زنار بریدن۔ مسلمان ہو جانا، کفر سے توبہ کرنا۔ احد خو خدائی اخلاق والا۔ زبانہ۔ ترازو کا کانٹا۔ تو ترازو۔ یعنی آپ تو برکت کا معیار اور انصاف کا حامل نکلے۔ تبار۔ یعنی میں آپ اپنے خاندان اور مذہب سے نکل کر آپ کی نیائی اور مذہب اختیار کرتا ہوں۔ آں چراغ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جن سے حضرت علیؓ نے نور حاصل کیا۔

۲ شمع خو۔ شمع کی روشنی چاروں طرف یکساں ہوتی ہے۔ آنحضور کا فیض بھی عام ہے۔ چنیں گوہر یعنی حضرت علیؓ جیسے گوہر نایاب۔ عرض کردن۔ پیش کرنا، تلقین کرنا، شہادت کلمہ شہادت مراد ہے۔ مرا ترا۔ مجھ پر۔

۳ قرب۔ تقریباً۔ خلاصہ پچاس آدمی مراد ہیں۔ آخر میں مولانا نے دفتر اول ختم کرنے بعد کافی دن بعد دفتر دوم شروع کیا تھا۔ دفتر اول کو ختم کر دینے کی دو وجہیں بیان فرمائی ہیں ایک تو سامعین کا قصص اور حکایات میں لگنا اور انکے بیان سے جو اصلی مقصد عبرت اور نصیحت ہے اس کی طرف توجہ کم کر دینا ہے دوسرے کلام کی طوالت جو سامعین میں ملال پیدا کر دیتی ہے اور کلام زیادہ مفید نہیں رہتا ہے لقمہ دو۔ یعنی حکایتوں اور قصوں کو لوگوں نے جسمانی خوراک بنا لیا۔ جو شش۔ سامعین کی غلطات مقرر کا جوش ختم کر دیتی ہے۔ گندم۔ حضرت آدمؑ نے گیہوں کھا لیا تو جنت سے نکلنا پڑا۔ ذنب۔ مدار شمس اور مدار قمر کے باہمی تقاطع سے دو نقطے پیدا ہوتے ہیں انمیں سے ایک کا نام راس اور دوسرے کا ذنب جس وقت سورج نقطہ راس پر ہو اور چاند نقطہ ذنب پر تو دونوں کے درمیان زمین حائل ہو جاتی ہے اور چاند گرہن میں آ جاتا ہے۔

اینتِ[1] اُلطفِ دل کہ از یکمشتِ گل — ماہِ اُو چوں می شود پردیں کسل
دل کی لطافت عجیب ہے کہ ایک مٹھی خاک سے — اس کا چاند ثریا کی طرح پراگندہ ہو جاتا ہے

ناں چو معنیٰ بُود خوردش سُود بُود — چونکہ صورت گشت انگیزد جحُود
روٹی جب تک معنیٰ تھی اس کا کھانا مفید تھا — چونکہ وہ صورت بنی (اسلئے) انکار کا باعث بنی

ہمچو خارِ سبز کاشتر می خورد — زاں خورش صد نفع و لذّت می برد
سبز کانٹوں کی طرح جو کہ اونٹ کھاتا ہے — اس خوراک سے سینکڑوں نفع اور لذتیں حاصل کرتا ہے

چونکہ آں سبزیش رفت و خشک گشت — چوں ہما نرمی خورد اُشتر بدشت
جب ان کی سبزی جاتی رہے اور خشک ہو جائیں — پھر اونٹ ان کو جنگل میں چرے

می دراند کام و نجش[2] اے دریغ — کانچناں وردِ مربّا گشت تیغ
اس کا تالو اور ہونٹ پھاڑ دینگے ہائے افسوس — کہ ایسا گلقند تموار بن گیا

ناں چو معنیٰ بُود بُودآں خار سبز — چونکہ صورت شد کنوں خشک ست و گبز
روٹی جب تک معنیٰ تھی وہ سبز کانٹا تھی — جب صورت بن گئی ، خشک اور سخت ہے

تو بداں عادت کہ اُورا پیش ازیں — خوردہ بُودی اے وجودِ نازنیں
تو اسی عادت سے کہ اس سے پہلے اس کو — تو نے کھایا، اے نازنیں وجود والے!

برہماں بُومی خوری ایں خُشک را — بعدازاں کامیخت معنیٰ با ثریٰ
اسی بو پر تو اس خشک کو کھاتا ہے — اس کے بعد جبکہ معنیٰ مٹی میں مل گئے ہیں

گشت خاک آمیز و خُشک و گوشت[3] بُر — زاں گیاہ اکنوں پرہیز اے شتر
جو مٹی میں مل گئی اور خشک ہوگئی اور گوشت کو کاٹنے والی ہے — اے اونٹ ! اب اس گھاس سے پرہیز کر

سخت خاک آلودہ می آید سخن — آب تیرہ شُد سَرِ چہ بند کن
بات بہت خاک آلود نکلتی ہے — پانی گدلا ہو گیا کنویں کا منہ بند کر دے

تاخدایش باز صاف و خوش کُند — اُو کہ تیرہ کرد ہم صافش کُند
جب تک خدا اس کو پھر اچھا اور صاف کرے — جس نے اس کو گدلا کیا ہے اس کو صاف بھی کر دے گا

صبر آرد آرزو رائے شتاب — صبر کُن واللّٰہ اعلم بالصّواب
صبر آرزو پوری کرتا ہے نہ کہ جلد بازی — صبر کر اور خدا بہتر جانتا ہے

[1] اینت۔ ہمزہ پر سرہ یائے معروف نون ساکن غنہ کلمہ تحسین و تعجب ہے بمعنی زہے۔ یکمشت گل۔ یعنی سا معین کی بے توجہی۔ پروین۔ ستاروں کا مجموعہ ہے جو جاڑوں میں شروع رات سے نمودار ہو جاتا ہے۔ ناں۔ یعنی جب تک قصوں اور حکایتوں سے امر اور حکمتیں اخذ کی جائیں تو مفید ہونگے لیکن جب وہ محض قصہ گول ہو جائے تو قابل ساعت نہیں ہیں۔ ہمچو خار۔ کانٹے جب تک سبز ہیں اونٹ کے لئے مفید ہیں خشک ہو جانے کے بعد انتہائی مضر ہیں۔ کام۔ تالو

[2] نج۔ ہونٹ۔ لام کے ضمہ کے ساتھ ہونٹ، لام کے فتحہ کے ساتھ خرام ناز۔ وردِ مربا۔ گلقند گبز۔ سخت، قوی۔ تو بداں۔ عادت۔ یعنی پہلے حکایات کو نتیجہ خیز بنا کر سن رہا تھا اب جبکہ وہ بے نتیجہ ہو گئی ہیں تو پرانی عادت کے مطابق ان کو سنے جا رہا ہے اب جبکہ وہ بے معنیٰ ہو گئی ہیں تو ان سے پرہیز ضروری ہے۔

[3] گوشت۔ بر۔ گوشت کو کاٹنے والا۔ سخت خاک آلود۔ یہاں سے مولانا نے اپنے آپ کو مخاطب بنایا ہے۔ تیرہ گدلا۔ سرچہ۔ کنویں کا منہ۔ صبر آرد۔ یعنی تمنائیں صبر سے پوری ہوتی ہیں جلد بازی بے فائدہ ہے۔

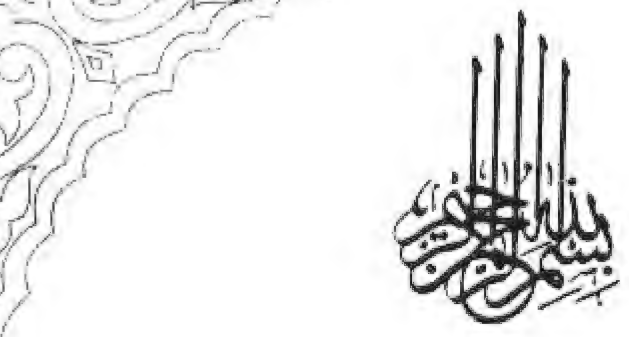

دفتر دوم

اسلامی کُتب خانہ
فضل الٰہی مارکیٹ چوک اُردو بازار لاہور
فون: ۷۲۲۳۵۰۶

فہرست عنوانات مثنوی مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ دفتر دوم

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ	۵	۲۲	ملامت کردن مردم شخصے را کہ مادر را کشت بہ تہمت	۸۸
۲	مدتے ایں مثنوی تاخیر شد	۱۹	۲۳	امتحان بادشاہ آں دو غلام کہ نو خریدہ بود	۹۳
۳	ہلال پنداشتن آں شخص خیال را بعہد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ	۲۹	۲۴	رواں کردن بادشاہ یکی را از آں دو غلام	۹۵
۴	دزدیدن مار گیرے مارے را از مار گیرے دیگر	۳۱	۲۵	قسم غلام در صدق و وفائی یار خود	۹۹
۵	التماس کردن ہمراہ عیسیٰ زندہ کردن استخوانہا از عیسیٰ	۳۲	۲۶	باز پرسیدن حال آں غلام	۱۰۹
۶	اندرز کردن صوفی خادم را در تیمار داشت بہیمہ	۳۳	۲۷	حسد کردن حشم بر غلام خاص	۱۱۳
۷	مشورت کردن خدا تعالیٰ با فرشتگان در ایجاد خلق	۳۴	۲۸	گرفتار شدن باز میان چغداں بویرانہ	۱۲۱
۸	بستہ شدن تقریر معنی حکایت بسبب میل مسمع باستماع صورت ظاہر حکایت	۳۷	۲۹	کلوخ انداختن تشنہ از سر دیوار در جوئے آب	۱۲۶
۹	التزام کردن خادم تعہد بہیمہ را و تخلف نمودن	۳۸	۳۰	فرمودن والی مر شخص را کہ خار بن کہ نشاندہ از سر راہ مردماں برکن	۱۳۰
۱۰	گمان بردن کاروانیاں کہ بہیمہ صوفی رنجور ست	۴۱	۳۱	آفت تاخیر خیرات بفردا	۱۳۴
۱۱	یافتن بادشاہ باز گم کردہ را بخانہ پیر زن	۴۸	۳۲	مثل خواندن آب آلودگاں را بپاکی	۱۴۲
۱۲	حلوا خریدن شیخ احمد خضرویہ از جہت غریماں	۵۳	۳۳	آمدن دوستاں بہ بیمارستان جہت پرسش ذوالنون مصری	۱۴۴
۱۳	ترسانیدن شخصے زاہدے را کہ کم گریی	۵۹	۳۴	فہم کردن مریداں کہ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ دیوانہ نشدہ	۱۴۷
۱۴	تمامی قصہ زندہ شدن استخوانہا بدعائے عیسیٰ علیہ السلام	۶۰	۳۵	رجوع کردن بحکایت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۹
۱۵	خاریدن روستائی در تاریکی شیر را بظن آنکہ گاو ہست	۶۴	۳۶	امتحان کردن خواجہ لقمان زیرکی لقمان را	۱۵۱
۱۶	فروختن صوفیان بہیمہ صوفی مسافر را جہت سماع	۶۵	۳۷	ظاہر شدن فضل و زیرکی لقمان پیش امتحان کنندگان	۱۵۵
۱۷	تعریف کردن منادیان قاضی مفلس را گرد شہر	۷۱	۳۸	حسد آں چشم بر آں غلام خاص سلطان	۱۶۰
۱۸	شکایت کردن اہل زندان پیش وکیل قاضی از دست آں مفلس	۷۳	۳۹	عکس تعظیم پیغمبر سلیمان علیہ السلام در دل بلقیس از صورت حقیر ہدہد	۱۶۴
۱۹	تتمہ قصہ آں مفلس	۷۶	۴۰	انکار فلسفی بر قرآن ان اصبح ماؤکم غورا	۱۶۶
۲۰	فی المناجات	۸۰	۴۱	انکار کردن موسیٰ علیہ السلام بر مناجات شباں	۱۷۴
۲۱	حکایت در معنی ایں بیت کہ اگر را با بگرم جفت کردند۔ از ایشاں بچہ آمد کاشلے نام	۸۴	۴۲	عتاب کردن حق تعالیٰ با موسیٰ علیہ السلام از بہر شباں	۱۷۷
۴۳	وحی آمدن بموسیٰ علیہ السلام در عذر خواستن آں شباں	۱۷۹	۶۳	حملہ کردن سگ بر گور	۲۳۰
۴۴	پرسیدن موسیٰ علیہ السلام از حق تعالیٰ از سر غلبہ ظالماں	۱۸۳	۶۴	خواندن محتسب مست خراب افتادہ را بسوی زنداں	۲۳۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	نمبر
۴۵	رنجانیدن امیرے آں خفتہ را کہ مار در دہانش رفتہ بود	۱۸۸	۶۵	دوم بارے در سخن آوردن سائل شیخ را تا حال باقی معلوم تر گردد	۲۳۴
۴۶	اعتماد کردن شخصے بر تملق و وفائے خرس	۱۹۳	۶۶	تتمہ نصیحت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آں بیمار را	۲۳۹
۴۷	گفتن نابینائی سائل با مردم کہ من دو کوری دارم	۱۹۸	۶۷	ذکر دشواری عذاب آخرت و سختی آں	۲۴۰
۴۸	تتمہ حکایت خرس و آں ابلہ کہ بر وفای خرس اعتماد کردہ بود	۲۰۰	۶۸	ذکر قوم موسیٰ علیہ السلام و پشیمانی ایشاں	۲۴۲
۴۹	گفتن موسیٰ گوسالہ پرست را کہ آں خیال اندیشی و خرم تو کجا رفت	۲۰۲	۶۹	مثال در معنی ان تؤمن بالقدر خیرہ و شرہ	۲۴۶
۵۰	ترک کردن آں مرد ناصح بعد از مبالغہ پند مغرور خرس را	۲۰۴	۷۰	وصیت کردن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بیمار را و دعا آموزیدن	۲۴۸
۵۱	تملق کردن دیوانہ جالینوس را و ترسیدن جالینوس از وے	۲۰۷	۷۱	بیدار کردن ابلیس حضرت امیر المومنین معاویہؓ	۲۵۲
۵۲	سبب پریدن و چریدن مرغے با مرغ دیگر کہ جنس او نبود	۲۰۸	۷۲	جواب گفتن مر حضرت امیر المومنین معاویہؓ	۲۵۳
۵۳	تتمہ قصہ اعتماد آں مغرور بر تملق خرس	۲۱۰	۷۳	جواب گفتن ابلیس لعین بار دوم حضرت امیر المومنین معاویہؓ	۲۵۳
۵۴	بعیادت رفتن حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بر صحابی رنجور و فائدہ عیادت	۲۱۱	۷۴	باز تقریر کردن امیر المومنین حضرت معاویہؓ ابلیس را	۲۵۶
۵۵	وحی آمدن از حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام کہ چرا بعیادت من نیامدی	۲۱۲	۷۵	جواب گفتن ابلیس لعین امیر المومنین حضرت معاویہؓ را	۲۵۸
۵۶	جدا کردن باغبان صوفی و فقیہ علوی را از یکدیگر و ادب کردن	۲۱۳	۷۶	عنف کردن امیر المومنین حضرت معاویہ با ابلیس علیہ اللعنہ	۲۶۱
۵۷	رجعت بقصہ مریض و بعیادت رفتن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۱۷	۷۷	نالیدن امیر المومنین حضرت معاویہؓ	۲۶۱
۵۸	گفتن شیخے مر بایزیدؒ را کہ کعبہ منم گرد من طواف کن	۲۱۸	۷۸	باز تقریر ابلیس تلبیس خود را با امیر المومنین	۲۶۲
۵۹	حکایت خانہ ساختن مریدی و امتحان پیر مرید را	۲۱۹	۷۹	باز جستن حضرت معاویہ حقیقت غرض را از ابلیس	۲۶۴
۶۰	دانستن پیغمبر کہ سبب رنجوری آں شخص گستاخی بودہ است در دعا	۲۲۱	۸۰ ۸۱	شکایت قاضی از آفت قضا و جواب نائب او را باقرار آوردن حضرت معاویہؓ ابلیس لعین را	۲۶۵ ۲۶۶
۶۱	عذر گفتن دلقک با سید کہ چرا قحبہ را نکاح کردی	۲۲۸	۸۲	راست گفتن ابلیس ضمیر خود را با حضرت معاویہؓ	۲۶۷
۶۲	حیلت در سخن آوردن سائل آں بزرگ را کہ خود دیوانہ ساختہ بود	۲۲۹			
۸۳	فضیلت حسرت خوردن آں شخص بر فوت نماز جماعت	۲۶۷	۱۰۰	قصہ کودکی کہ در پیش تابوت پدری نالید و سخن جوئی	۲۹۸
۸۴	تتمہ اقرار ابلیس با حضرت معاویہؓ مکر و فریب خود را	۲۶۸	۱۰۱	ترسیدن کودکی از آں شخص صاحب جثہ	۳۰۱
۸۵	جواب گفتن امیر المومنین حضرت معاویہؓ ابلیس را	۲۶۹	۱۰۲	قصہ تیر اندازی و ترسیدن او از سواریکہ در بیشہ می رفت	۳۰۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۶	فوت شدن دزد بآواز دادن آں شخص صاحب خانہ را کہ نزدیک شدہ بود	۲۶۹	۱۰۳	قصہ اعرابی و ریگ در جوال کردن	۳۰۳
۸۷	حکایت وزیر یکہ بادشاہ او را از وزارت معزول کردہ	۲۷۱	۱۰۴	کرامات سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ بر لب دریا	۳۰۶
۸۸	قصہ منافقان و مسجد ضرار ساختن ایشاں	۲۷۲	۱۰۵	آغاز منور شدن حواس عارف بنور غیب بیں	۳۰۹
۸۹	فریفتن منافقاں پیغمبر علیہ السلام را کہ تا بمسجد ضرار برند	۲۷۴	۱۰۶	طعنہ زدن بیگانہ بر شیخے و جواب گفتن مرید شیخ آں بیگانہ را	۳۱۴
۹۰	اندیشیدن یکی از اصحاب بانکار کہ حضرت رسالت چرا ستاری نمیکند	۲۷۷	۱۰۷	بقیہ قصہ ابراہیم ادہم قدس سرہ بر لب دریا	۳۱۸
۹۱	قصہ آں شخص کہ اشتر ضالہ خود را می جست و نشان می پرسید	۲۸۰	۱۰۸	دعویٰ کردن آں شخص کہ حق تعالیٰ مرا نمیگیرد بگناہ	۳۲۰
۹۲	متردد شدن درمیان مذاہب مختلفہ و بیروں شدن و مخلص یافتن	۲۸۱	۱۰۹	بقیہ قصہ طعنہ زدن آں مرد و بیگانہ بر شیخ و جواب مرید او را	۳۲۳
۹۳	امتحان کردن ہر چیزے تا ظاہر شود خیرے و شرے کہ در ویست	۲۸۳	۱۱۰	گفتن عائشہ رسول اللہ را کہ تو بے مصلی بہر جا کہ بری نماز می کنی	۳۲۵
۹۴	شرح فائدہ حکایت آں شخص تتر جوئندہ	۲۸۵	۱۱۱	کشیدن موش مہار شتر را و عجب شدن موش در خود	۳۲۶
۹۵	در بیان آنکہ در ہر نفسے فتنہ مسجد ضرار است	۲۸۸	۱۱۲	کرامات آں درویش کہ بر کشتی بدزدیش متہم کردند	۳۳۰
۹۶	حکایت ہندو کہ با یاران خود جنگ میکرد کہ بدکارید	۲۸۹	۱۱۳	تشنیع صوفیاں پیش شیخ بر آں صوفی کہ بسیاری گوید و می خورد	۳۳۳
۹۷	قصد کردن غزاں بکشتن یک مردے	۲۹۱	۱۱۴	عذر گفتن فقیر بآں شیخ خانقاہ	۳۳۴
۹۸	بیان حال خود پرستاں و ناشکراں در نعمت وجود انبیا و اولیا	۲۹۲	۱۱۵	در بیان صدق دعویٰ کہ محض معنی بود نزدیک صاحب حال و دوری بیگانگاں	۳۳۹
۹۹	شکایت کردن پیر پیش طبیب از رنجوری و جواب طبیب او را	۲۹۵	۱۱۶	سجدہ کردن یحییٰ و مسیح در شکم مادر یکدیگر را	۳۴۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۱۷	اشکال آذوردن ناوان برین قصہ	۳۴۲	۱۲۲	شرح کردن شیخ ستر آں درخت را بآں طالب مقلد	۳۴۶
۱۱۸	جواب اشکال و بیان مقصود از قصہ	۳۴۲	۱۲۳	بیان منازعت کردن چہار کس جہت انگور با ہمدگر	۳۴۸
۱۱۹	در بیان ماجرائے شمع و پروانہ گل و بلبل وغیرہ	۳۴۳	۱۲۴	برخاستن مخالفت و عداوت از میان انصار ببرکت وجود پیغمبر الصلوٰۃ والسلام	۳۵۱
۱۲۰	پذیرا آمدن سخن باطل در دل باطلاں	۳۴۴	۱۲۵	قصہ بطہ بچگان کہ مرغ خانگی پرورد شاں	۳۵۶
۱۲۱	جستن آں درخت کہ ہر کہ میوہ آں رد ہرگز نمیرد	۳۴۵	۱۲۶	حیران شدن حاجیاں در کرامات آں زاہد کہ در بادیہ بر یک کرم نشست	۳۵۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

دفتر اوّل کی اِشاعت:

جس وقت میں نے مثنوی کی اشاعت کا ارادہ کیا تھا۔ خود بھی مذبذب تھا اور احباب بھی مختلف الرائے تھے۔ کچھ احباب ہمت بندھاتے تھے تو کچھ احباب مخلصانہ طور پر اس اقدام کی مخالفت کرتے تھے۔ لیکن میں نے خدا پر بھروسہ کر کے عواقب وانجام سے قطع نظر کی اور اشاعت کے کاموں میں لگ گیا۔ جب دفتر اوّل مکمل ہوا تو سوچا کہ اس کا اجراء کسی جلسہ میں کرایا جائے۔ میں اس فکر میں لگا ہوا تھا کہ بعض احباب نے توجہ دلائی کہ اس سال جبکہ مولانائے رومؒ کی سات سو سالہ یادگار منائی جارہی ہے اور دیگر ممالک میں اس سلسلہ میں بہت سے اجتماعات ہورہے ہیں۔ ہندوستان میں بھی اس طرح کی تقریب منانی چاہیے اور اسی میں دفتر اول کے اجراء کی رسم ادا کی جائے۔ میں نے یہ خیال جناب پروفیسر سید نورالحسن صاحب وزیر تعلیم حکومت ہند کے سامنے ظاہر کیا تو موصوف نے اس کو پسند فرمایا اور اپنے ہاتھوں، دفتر اول کا اجراء کرنا منظور کرلیا۔ چنانچہ ۲۸ مارچ ۱۹۷۵ء کو غالب اکیڈمی بستی نظام الدین میں جناب حکیم عبدالحمید صاحب صدر غالب اکیڈمی کی زیر صدارت جشن ۷۰۰ سو سالہ مولانائے رومؒ کے عنوان سے ایک کامیاب اجتماع ہوا جس میں جناب کوکب ذری زادلطفہ کا مجھے بھرپور تعاون حاصل رہا اور جناب مسعود حسن خاں صاحب وائس چانسلر جامعہ ملیہ نے ایک علمی مقالہ پڑھا۔ جناب فتح اللہ صاحب مجتبائی کلچرل کونسلر ایرانی ایجی دہلی نے مولانا رومؒ اور مثنوی پر ایک فاضلانہ تقریر کی اور جناب محمد اعظم کامران نے اپنے دلنواز نغمہ سے مولانا رومؒ کی ایک غزل سنائی۔ دہلی کے اکثر علم دوست احباب اس میں شریک ہوئے، بقول بعض احباب کے یہ اجتماع دہلی کے دانشوروں اور اہل علم کا ایک قابل ذکر اجتماع تھا۔ دہلی کے انگریزی ہندی اور اردو اخبارات نیز آل انڈیا ریڈیو دہلی اور ٹیلی ویژن نے اس اجتماع اور مثنوی کے دفتر اوّل کے اجراء اور اس کی پسندیدگی پر خوب خوب خبریں شائع کیں۔ محکمہ ٹیلی ویژن نے تو صرف اسی اجتماع کو رونما کرنے پر بس نہ کی بلکہ میری اور مثنوی کی مستقل فلم تیار کر کے اس کو مختلف اسٹیشنوں سے مختلف اوقات میں دکھایا۔ اس کے بعد سے آج تک شاید ہی اردو کا کوئی موقر اخبار یا رسالہ ایسا ہوگا۔ جس نے دفتر اول پر سیر حاصل تبصرہ نہ کیا ہو اور مثنوی شریف کے پورے دفتروں کی تکمیل کا اصرار نہ کیا ہو۔ میں منعم وہاب کا کس طرح شکریہ ادا کروں کہ اس کی رحمت بے پایاں ہے اس کی قبولیت وہم وگمان سے بھی زیادہ ہوئی۔ ملک کے اہل علم نے بذریعہ خطوط اس کی تعریف وتوصیف کی اور ملک کے ہر ہر گوشہ سے اس

کی مانگ شروع ہوگئی۔ میں نے اس کی اشاعت کے بعد فوراً ہی دفتر دوم پر کام شروع کر دیا، آج جبکہ میں یہ مقدمہ سپرد قلم کر رہا ہوں یہ دفتر دوم اس قابل ہو گیا ہے کہ اس کی طباعت شروع کر سکوں اور قریبی عرصہ میں اہل علم کی خدمت میں پیش کر سکوں۔ دفتر اوّل کی اشاعت کے بعد سے بقیہ دفتروں کی اشاعت و تکمیل کے لئے جو سہولتیں میسر آ رہی ہیں۔ ان کی تفصیلی ذکر تو طویل ہے البتہ اس سلسلہ میں اگر میں پروفیسر سید نور الحسن صاحب وزیر تعلیم اور وزارت تعلیم ہند کا ذکر نہ کروں تو بڑی ناسپاس گذاری ہوگی میں موصوف اور ان کی وزارت کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ موصوف نے دفتر اول کی بڑی تعداد میں خریداری کرا کر دیگر دفاتر کی اشاعت کو آسان بنا دیا اور صرف یہی نہیں بلکہ بقیہ دفتروں کی اشاعت کے لئے ایک گراں قدر مالی اعانت کرنا بھی منظور کر لیا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے دفتر دوم تو عنقریب ہی سامنے آ جائیگا۔ اب میں نے تیسرے دفتر پر کام شروع کر دیا ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ اس کو نصف کے قریب لکھ چکا ہوں اب جبکہ بقیہ دفتروں کی اشاعت کی مالی مشکلات سے میں بے نیاز ہو چکا ہوں ناظرین سے استدعا ہے وہ دعا فرمائیں رب العزت مجھے وہ طاقت بھی عطا فرما دے کہ میں قلمی اعتبار سے اس خدمت کی جلد از جلد تکمیل کر سکوں گو سن قمالہ میں پہنچ گیا ہوں اور اپنی عمر کی ۶۵ ویں منزل طے کر رہا ہوں، قوائے جسمانی بھی انحطاط پذیر ہیں لیکن مولائے کریم سے پرامید ہوں کہ وہ اس ناکارہ کو وہ طاقت عطا فرما دے گا جس سے میں اپنی اس تمنا کو پورا کر سکوں گا۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْز۔

مولانائے رومؒ اور مثنوی:

دفتر اوّل کے مقدمہ میں مولانا کے حالات اور مثنوی کے بارے میں کچھ معروضات کی گئی ہیں اس کی اشاعت کے بعد ماہ مئی، جون، جولائی ۱۹۷۵ء کے رسالہ ''جامعہ'' کے شماروں میں اسی موضوع پر مسز انیماریا شمیل پروفیسر بارورڈ یونیورسٹی کے مقالہ کا ترجمہ از سید ضیاء الحسن صاحب ندوی نظروں سے گذرا اس میں بعض جدید معلومات تھیں۔ موصوفہ وہ مستشرق خاتون ہیں جو مولانائے رومؒ پر ایک سند تسلیم کی جاتی ہیں۔ وہ امسال ماہ ستمبر میں ہندوستان بھی آئیں اور مجھے بھی ان سے ملنے اور اس موضوع پر معلومات حاصل کرنے کا موقع ملا۔ مناسب سمجھا گیا کہ اس کی تلخیص و اقتباس دفتر دوم کے اس مقدمہ میں بشکریہ رسالہ جامعہ ہدیۂ ناظرین کروں، اب مطالعہ کرنے والوں سے گذارش ہے کہ اس تلخیص اور غیر مرتب اقتباس کو دفتر اوّل کے مقدمہ کے مضمون کے ساتھ ملا کر مطالعہ کریں تا کہ پوری افادیت حاصل ہو سکے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ ۱۲۰۷ء میں بلخ میں پیدا ہوئے جو آج کل مملکت افغانستان کے زیر نگین ہے۔ اس تاریخ ولادت پر مورخین نا اتفاق ہے۔ لیکن مولانا کی کتاب ''فیہ مافیہ'' کی ایک عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا خوارزم شاہ کے سمرقند کے محاصرہ کے جو ۱۲۰۷ء میں ہوا تھا چشم دید واقعات بیان کر رہے ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی پیدائش یقیناً اس سے کم از کم دس بارہ سال قبل ہو چکی تھی۔ بلخ اس دور میں علمی و دینی

مرکز تھا، قدیم زمانے میں یہ شہر بودہ مذہب کا بھی مرکز رہ چکا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ تصوف کے قدیم رجحانات میں جھلکنے والے بعض بودھ انکار اسی شہر کی دین ہوں۔ حضرت ابراہیم بن ادھم اسی شہر کی پیداوار ہیں۔ دنیا سے اُن کی بیزاری گوتم بودھ کے زہد اور ترک دنیا سے بہت ملتی جلتی ہے۔ مولانائے رومؒ کے بچپن میں فلسفی مفکر امام فخر الدین رازی کا زمانہ بھی پایا تھا، امام رازی کو سلطان خوارزم کے دربار میں بہت رسوخ تھا اور سلطان کو صوفیوں کے خلاف کردینے میں ان کا بہت بڑا حصہ تھا ۱۲۰۹ء میں صوفی مجد الدین بغدادی کے نہر جیحون میں ڈوب کر جان دیدینے کا سبب بھی یہی بنے تھے۔ مولانائے رومؒ کے والد شیخ بہاؤ الدین ولد سے بھی امام کے تعلقات اچھے نہ تھے۔ مولانائے رومؒ بھی دینی معاملات میں عقل وفلسفہ کی مداخلت کو ناپسند کرتے تھے۔ ان کے دوست اور شیخ شمس الدین تبریزی تو امام فخر الدین رازی کو ''الکافر الاحمر'' سرخ کافر کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ مولانائے رومی کا یہ شعر

گر باستدلال کارِ دیں بُدے — فخر رازی راز دارِ دیں بُدے

اگر دین کا معاملہ دلیل بازی پر موقوف ہوتا — تو فخر الدین رازی دین کے راز دار ہوئے

بھی ان حالات کی غمازی کرتا ہے۔

شیخ بہاؤ الدین کے بلخ، چھوڑنے کی بنیاد امام رازی کی عداوت کو قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ امام رازی کی وفات ۱۲۱۰ء میں ہوگئی تھی جبکہ شیخ بہاؤ الدین نے بلخ ۱۹ ۱۲۱۸ء میں چھوڑا ہے۔

شیخ بہاؤ الدین ۱۲۲۰ء میں وسط روم میں پہنچے۔ یہاں سے مولانا جلال الدینؒ کے نام کے ساتھ رومی کی نسبت شروع ہوئی۔ ایک عرصہ تک شیخ بہاؤ الدین ''لارندا'' میں مقیم رہے۔ مولانائے رومؒ کی والدہ کی یہاں ہی وفات ہوئی۔ لوگ آج بھی اس قبر اور مسجد کی زیارت کو جاتے ہیں جو مولاناؒ نے ان کی یادگار میں بنائی تھی مولانائے رومؒ نے یہاں ہی جوہر نامی ایک سمرقندی دوشیزہ سے شادی کی جس سے اُن کے عزیز ترین بیٹے سلطان ولد پیدا ہوئے جو آگے چل کر مولانائے رومؒ کے خلیفہ دوم اور مولانا کے بہترین سوانح نگار اور ان کی کتابوں کے شارح بنے۔ سلطان علاؤ الدین کیقباد نے شیخ بہاؤ الدین ولد کو قرمان (لارندا) میں بُلوالیا تھا۔ قرمان، قونیہ سے سوکلومیٹر جنوب مشرق میں واقع ہے۔ سلطان علاؤ الدین نے قلعہ کے قریب ایک ٹیلر پر ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی، قونیہ اس دور میں پر رونق مدرسوں اور مسجدوں سے آباد تھا۔ شیخ بہاؤ الدین ولد اور ان کے خاندان کے آجانے سے اس کی رونق دوبالا ہوگئی۔ ۲۲ جنوری ۱۲۳۱ء کو شیخ بہاؤ الدین اس دارِ فانی سے رخصت ہوگئے۔

شیخ بہاؤ الدین کی وفات کے چند سال بعد ان کے شاگرد رشید برہان الدین محقق ترمذی بھی قونیہ پہنچ گئے۔ مولانا رومؒ نے انہی سے علوم لدنی، حکمتِ الہامی اور صوفیانہ زندگی کے رموز واسرار کی معرفت حاصل کی اور پھر

انہی کے حکم کی تعمیل میں آپ شام تشریف لے گئے اور وہاں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، شیخ سعد الدین حموی، شیخ اوحد الدین کرمانی کے حلقے کے بڑے بڑے صوفیوں سے آپ نے ملاقاتیں کیں ہوسکتا ہے کہ ممتاز از صوفی شمس الدین تبریزی سے پہلی ملاقات آپ کی یہاں ہی ہوئی ہو۔

برہان الدین محقق ۱۲۴۰ء میں قونیہ چھوڑ کر قیصریہ چلے گئے اور وہاں ہی ان کی وفات ہوئی اور آج بھی ان کی قبر کی زیارت کے لئے لوگ دور دراز علاقوں سے آتے ہیں۔

منگول نے ۱۲۴۲ء میں روم کے علاقہ پر قبضہ کرلیا، اناطولیہ بھی ان کے قبضہ میں آ گیا قیصریہ بھی جلد ہی منگول کی لوٹ مار کی نذر ہوگیا، انہی حالات میں قونیہ پر منگول کا تسلط ہو چکا تھا، اس پر اسی تاریکی کے باوجود مولانائے رومؒ نے شمس دوام کو اپنے سامنے درخشاں دیکھ لیا تھا۔ جنوری ۱۲۴۴ء کے اواخر میں مولاناؒ کی شمس الدین تبریزی سے ملاقات قونیہ میں ہوئی۔ مولانائے رومؒ اور شمس الدین تبریزی کی پہلی ملاقات کے بارے میں بہت سی روایتیں ہیں ان میں سب سے زیادہ قرین قیاس وہی روایت ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بایزید بسطامی کے فرق مراتب کے سلسلہ میں باہمی گفتگو کی ہے، اس ملاقات کے بعد دونوں بزرگ ایک دوسرے سے ایسے وابستہ ہوئے کہ چھ ماہ تک ایک دوسرے جدا نہ ہوئے۔ صلاح الدین زرکوب کی دوکان تھی اور اس پر ان دونوں کی مجلس اس طور پر ہوتی تھی کہ نہ کھانے پینے کی فکر ہوتی نہ ضروریاتِ زندگی کی خبر، پورے چھ ماہ اسی عالم میں گزر گئے، یہ شمس الدین تبریزی کون تھے جو مولانائے رومؒ کی زندگی میں اس قدر انقلاب کا سبب بنے ان کے صحیح واقعات تو پردہ خفا میں ہیں لیکن اس قدر ضرور معلوم ہے کہ ان کی سخت تنقید سے اس دور کے صوفیاء میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا۔ شام و عراق کے بڑے بڑے مشائخ سے شمس الدین نے ملاقاتیں کیں۔ ان کی ملاقاتوں کا سب سے زیادہ دلچسپ قصہ وہ ہے جو اوحد الدین کرمانی کی ملاقات کے دوران پیش آیا۔ اوحد الدین کرمانی ان صوفیوں میں سے تھے جو مخلوق کی صورتوں میں خالق کا جمال دیکھتے اور اس کی پرستش کرتے تھے، انسانی شباب میں انہیں جمال خداوندی نظر آتا تھا۔ ایک مرتبہ اوحد الدین نے شمس الدین سے کہا کہ میں چاند کو اس وقت دیکھتا ہوں جبکہ وہ پانی کے پیالے میں عکس ریز ہوتا ہے، شمس الدینؒ نے فوراً ٹوکا اور کہا کہ اگر تمہاری گردن میں کبھی نہیں ہے تو تم اس کو آسمان پر ہی کیوں نہیں دیکھتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شمس الدین کی ملاقات محی الدین ابن عربی سے بھی ہوئی ہے۔ شیخ اکبر کے تصنیفی اور علمی شہ پارے اور ان کے خیالات و افکار بھی شمس الدین کی نگاہ تنقید سے نہیں بچ سکے ہیں۔ شمس الدین، ابن عربی کو نوآموز و خام کار سمجھتے تھے۔ وہ مولانائے روم کو موتی سے تشبیہ دیتے تھے تو شیخ محی الدین عربی کو کنکریوں سے شمس الدین صوفیا کے کس سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ ابھی تک واضح نہیں ہو سکا ہے۔ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ انہیں خواب میں براہ

راست آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خرقہ تصوف حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ہمیں ترک عالم عبدالباقی کی اس رائے سے اتفاق ہے کہ وہ عملاً قلندر اور ایک جہاں گشت درویش تھے۔ شمس الدین کے بعض جملے اور عبارتیں بھی اس کی تصدیق کرتی ہیں جن میں وہ قلندریت کی مدح سرائی کرتے ہیں۔ ان کا اپنے بارے میں دعویٰ تھا کہ وہ عاشقیت ہی سے نہیں بلکہ معشوقیت کے مقام سے بھی آگے نکل گئے تھے۔ وہ تمام مراحل طے کر کے قطب الدین المعشوقین کے مقام پر سرفراز تھے۔

سخت حیرت ہے کہ شمس الدین کی چند ماہ کی صحبت سے مولانائے رومؒ نے تمام سماجی ذمہ داریوں بلکہ فرائض اور واجبات کو بھی بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ اسی بنیاد پر مولانا کے متعلقین میں غیض وغضب کی وہ آگ بھڑکی کہ شمس الدین کو قونیہ چھوڑنا پڑا، اس جدائی کا مولانائے رومؒ پر یہ اثر پڑا کہ ان کو اپنا غم ہلکا کرنے کے لئے رقص وسرود اور نغمۂ موسیقی کی پناہ لینی پڑی۔ ایک عرصہ کے بعد مولانا کو پتہ چلا کہ شمس الدین شام کے مرغزاروں میں فروکش ہیں تو مولاناؒ نے اپنے بیٹے سلطان ولد کو ان کو واپس لانے کے لئے روانہ کیا شمس الدین واپس آئے تو مولاناؒ پر سرور وانبساط کا عالم طاری ہوا، دونوں کی ملاقات ہوئی تو یہ تمیز کرنا مشکل تھا کہ ان میں طالب کون ہے اور مطلوب کون ہے۔ مولاناؒ نے ان کو قونیہ کا پابند کرنے کے لئے کیمیا نامی ایک دوشیزہ سے ان کی شادی کرادی اور پھر دونوں میں ہفتوں بلکہ کئی کئی ماہ مسلسل روحانی اور وجدانی گفتگو میں گزرنے لگے۔ یہ بات پھر مولانا کے عقیدت مندوں پر گراں گزرنے لگی جس سے انکے اندر پھر شمس الدین کے خلاف غم وغصہ کے جذبات بھڑک اٹھے۔ اسی دوران ۱۲۴۸ء میں ''کیمیا'' کا انتقال ہوگیا تو پھر شمس الدین قونیہ سے ایسے غائب ہوئے کہ ڈھونڈنے سے بھی کبھی نہ ملے۔ شمس الدین کی اس روپوشی کے بارے میں متضاد کہانیاں ملتی ہیں۔ بعض روایات بتاتی ہیں کہ شمس الدین قونیہ سے نامعلوم مقام کی طرف رخصت ہوئے ''افلاکی'' صراحت کرتے ہیں کہ ان کو مولاناؒ کے صاحبزادے فخر العلماء علاؤ الدین ولد کی دشمنی کی وجہ سے قتل کردیا گیا لیکن یہ بات بھی بعید از قیاس ہے کہ ایسے محترم خانوادے کا کوئی فرد قتل عمد جیسے معیوب اور ذلیل جرم کا ارتکاب کرے یا کرائے۔

بہرحال کہا جاتا ہے کہ ۵ دسمبر ۱۲۴۸ء کی رات تھی دونوں بزرگ شب کے آخری حصہ تک باہمی گفتگو میں محو تھے کہ کوئی شخص شمس الدین کو باہر بلا کر ان پر پے در پے قاتلانہ حملے کرنے لگا اور ان کو قتل کر کے قریب کے ایک اندھے کنویں میں ڈال دیا۔ یہ کنواں آج تک موجود ہے جس کی نشاندہی کی جاتی ہے صبح کو مولاناؒ کے بڑے صاحبزادے سلطان ولد کو خبر ملی تو انہوں نے ان کی نعش کو کنویں سے نکال کر ایک قبر میں دفن کردیا۔ اب یہی شمس الدین کی آخری آرامگاہ ہے جس پر ایک یادگاری تختی لگادی گئی ہے۔ حال ہی میں جو کھدائی کی گئی ہے۔ اس سے ایک بڑی قبر کا سراغ ملتا ہے۔ جس کا تعلق عہد سلجوقی سے معلوم ہوتا ہے۔ مولاناؒ میوزیم کے ڈائرکٹر سید محمد اورند،

افلاکی کے اس بیان کی تائید کرتے ہیں۔ مولانائے رومؒ سے اس جانگسل واقعہ کو پوشیدہ رکھا گیا لیکن پھر بھی مولاناؒ کے بعض اشعار بتاتے ہیں کہ ان کو اس سانحہ کا علم ہو گیا تھا۔ بعض لوگوں نے ان سے کہا کہ شمس الدین دیارِ شام میں مقیم ہیں تو مولانا وہاں پہنچ گئے اور کہتے تھے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس نے شمس الدین کو دیکھا ہے تو اس سے پوچھو کہ اس فردوس بریں کا راستہ کدھر ہے؟ اس کے بعد مولانا کے اشعار میں شمس الدین کی ایسی چھاپ نظر آتی ہے کہ ان کو ہر طرف شمس الدین ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ ایک غزل میں کہتے ہیں۔

تنہا ہیں شمس الدین شمس الدین نہیں گاتا رہتا ہوں بلکہ ادھر بطخیں اور سارس تالابوں میں اور نیلوں پر بلبلیں چمن زاروں میں وارفتگی کے عالم میں نغمہ سرا ہیں، ادھر میں سرِ شام گنگناتا ہوں۔

شمس الدین کان (جواہر) شمس الدین روز و شب، شمس الدین شام و سحر شمس الدین جامِ جم، شمس الدین، بحر بیکراں، شمس الدین دمِ عیسیٰ، شمس الدین ید بیضا، شمس الدین جمالِ یوسف۔

مولانا کو اگرچہ جلد ہی شمس الدین کی وفات کا علم ہو گیا تھا لیکن اس کا اعتراض و اقرار ان پر سخت گراں تھا۔

اس کے بعد بھی شمس الدین تبریزی کی شخصیت کے بارے میں بہت سے حالات معرضِ خفاء میں ہیں حتیٰ کہ بعض محققین ان کے بارے میں اس درجہ مشکوک ہیں کہ وہ سرے سے اس جیسی شخصیت کے وجود ہی کا انکار کرتے ہیں لیکن وہ عظیم کلاہ درویشی جو قونیہ میوزیم میں آج بھی موجود ہے اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اس جیسی شخصیت ایک زمانہ میں موجود تھی، آنکھوں نے اس کو دیکھا ہے اور اس کے نقوش آج بھی تازہ ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں مولانائے روم اور شمس تبریزی کی باہمی انوکھی ملاقاتیں، باہمی شیفتگی اور یہ ربط صوفیائے اسلام میں کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتا ہے۔

بعض لوگ شمس الدین تبریزی کو سقراط سے تشبیہ دیتے ہیں جس نے اپنے پیچھے تحریری شکل میں کچھ نہ چھوڑا لیکن افلاطون جیسا شاگرد چھوڑا جو اس کی عظمت کا سبب بنا۔ اسی طرح مولاناؒ ایک چراغ کے مانند تھے اور شمس الدین وہ چنگاری تھے جو اُس چراغ کو روشن کر گئی۔

شمس الدین تبریزی کی جدائی کے بعد مولاناؒ کی روح، الہام و کشف کے ایک نئے سرچشمہ سے مانوس ہونے لگی۔ وہ ایک روز قونیہ میں صرافہ کے بازار سے گذر رہے تھے وہاں صلاح الدین زرکوب کی دکان پر زرکوبی کی کھٹ کھٹ کی آواز ایک دلکش نغمہ کی طرح مولاناؒ کے کان میں پڑی اور مولاناؒ بے اختیار رقص کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد صلاح الدین زرکوب بھی اس رقصِ مستانہ میں شریک ہو گئے۔ اس طرح کچھ دیر دونوں سر بازار، رقص کرتے رہے پھر صلاح الدین تو اپنی دکان کے کاموں میں لگ گئے اور مولانا گھنٹوں اسی عالم میں رقصاں رہے صلاح الدین زرکوب مولانا برہان الدین محقق سے فیض یافتہ تھے، زہد و تقشف میں شیخ و مرشد کی

بولتی تصویر تھے۔ اسی بناء پر شیخ محقق نے باوجود ان کی ناخواندگی کے ان کو اپنا روحانی وارث اور اکلوتا خلیفہ قرار دیا تھا۔ شمس الدین تبریزی کے بعد مولاناؒ کو پھر صلاح الدین زرکوب کی صحبتوں میں وہی پرانا کیف و سرور حاصل ہونے لگا، صحبتوں کا سلسلہ طویل ہونے لگا، بالآخر اس اتحاد و شیفتگی کا یہ نتیجہ ہوا کہ مولاناؒ نے اپنے صاحبزادے سلطان ولد کی شادی صلاح الدین زرکوب کی بیٹی فاطمہ سے کر دی۔ ایک وقت آیا کہ صلاح الدین بیمار ہوئے۔ مولاناؒ ان کی تیمارداری میں اس قدر منہمک اور مصروف ہوئے کہ اپنے معمولات سے بھی غافل رہے اور بہت ہی کم صلاح الدین سے جدا ہوتے تھے۔ جب وہ وقت آیا کہ صلاح الدین زرکوب اس دنیا سے رخصت ہوئے اور ان کی روح عالم ارواح کے تصرفات سے لطف اندوز ہونے لگی تو مولانا تدفین سے فارغ ہو کر گھر واپس آئے مولاناؒ نے ان کا جو مرثیہ لکھا انہیں تحریر فرمایا۔

''اے وہ شخص جو زمین و آسمان کو چھوڑ جانے والے پر کبھی روتا تھا تیرے عہد زریں کی یاد میں ہوش و حواس اشکبار ہیں اور روح کرب زدہ اور غمگسار ہے، اب کوئی نہیں جو تیری جگہ لے سکے، مکان و لامکان تیرا ماتم کر رہے ہیں۔ جبرائیل امین کے پر تیرے غم میں پیلے پڑ گئے ہیں۔ اولیاء و انبیاء سب کی آنکھیں نم ہیں۔ اے صلاح الدین تم ایک بلند پرواز برق رفتار طائر تھے تم کیا اڑے کہ وہ شاخ بھی اڑ گئی جس سے کبھی تم تیر کی مانند اڑتے تھے۔''

یہ بتا دینا بھی مناسب ہے کہ مولاناؒ صوفیانہ جذب و کیف اور رقص و سرود میں منہمک رہنے کے باوجود عین اسی وجدانی کیفیت کے دوران بھی صحیح شرعی رائے یا فتویٰ دینے سے کبھی قاصر نہ رہے۔ سپہ سالار نے جنہیں برسوں مولاناؒ کی خدمت کا موقع ملا ہے۔ نماز اور اس کے آداب سے ان کے شغف اور ان کی طویل روزہ کشی کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔

مولاناؒ کا حسن سلوک حسن معاشرت اور شریعت کی غیر معمولی پابندی ہی لوگوں کو ان کے در تک کھینچتی تھی۔ مولاناؒ کے دروازے خواص اور مالداروں سے زیادہ عوام اور غریبوں کے لئے کھلے رہتے تھے۔ مولاناؒ کے معتقدین میں جہاں مردوں کے انبوہ در انبوہ نظر آتے ہیں وہاں معتقد عورتوں کی بھی ایک بڑی تعداد ہے۔ سلطان غیاث الدین کی بیگم جو قونیہ سے قیصریہ چلی گئی تھیں۔ جب مولاناؒ کی جدائی برداشت نہ کر سکیں تو انہوں نے ایک باذوق مصور آرٹسٹ سے مولاناؒ کی تصویر بنوائی جس کو وہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتی تھیں۔ خود مولاناؒ کی پوتی سلطان ولد کی صاحبزادی ایک عرصہ تک کامیابی کے ساتھ طریق مولویت کی نشر و اشاعت کرتی رہیں۔ مولانا کی دوسری بیوی کرا خاتون کو بھی وہ روحانی مقام حاصل تھا کہ مولانا ان کو ''سارہ'' ثانی اور ''مریم زمانہ'' کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

تیسری شخصیت جو مولاناؒ کے جذب و کشش کا محور بنی وہ حسام الدین چلپی کی شخصیت ہے۔ حسام الدین بن حسن اتی ترک قونیہ کی سوسائٹی میں درمیانی طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حسام الدین مولاناؒ کی زندگی میں اچانک نمایاں نہیں ہوئے تھے بلکہ وہ برسوں پہلے سے ان کی صحبت میں رہتے آئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ شمس الدین تبریزی نے ان کو ہونہاری کی حالت میں دیکھا تھا تو ان پر اپنی پوری توجہ مبذول کی تھی۔ حسام الدین اس قدر روشن ضمیر تھے کہ وہ دوستوں اور محبت کرنیوالوں کی تکلیف کو خود بخود اس طرح محسوس کرلیا کرتے تھے جیسے کہ وہ تکلیفیں خود ان کے روح اور جسم میں پائی جاتی ہوں۔ وہ تصوف اور سلوک کے اعلیٰ مدارج پر فائز تھے۔ مولاناؒ نے ان کو اپنے بعض خطوط میں "جنید عصر" سے تعبیر فرمایا ہے اور کہتے تھے کہ وہ مجھ سے باپ اور بیٹے کی مانند قریب ہیں اور مجھے وہ نورعین کی طرح عزیز ہیں۔ مولاناؒ کے الہامی افکار اور ان کی حکمت و تعلیمات کی تشریح اور تفسیر کا سہرا حسام الدین کے سر پر ہے جنہوں نے مولاناؒ کے صوفیانہ فلسفہ اور حکمت کو اصل صورت میں محفوظ کر دیا اور مولاناؒ کی تحریروں کو ان کے عقیدت مندوں اور مریدوں نے یکجا کر دیا۔ مولاناؒ نے انہی کی فرمائش پر اپنا روحانی سرمایہ جس کو مثنوی معنوی کہا جاتا ہے ان کو املاء کرایا۔ چند برس تک حسام الدین مولاناؒ کے ساتھ رہے۔ مولانا کی زبان سے جو شعر نکلتا وہ اس کو قلمبند کر لیتے سڑک ہو یا گھر، حمام ہو یا بازار محفل سماع ہو یا خلوت خانہ سایہ کی طرح مولاناؒ کے ساتھ رہتے تھے۔

مثنوی کی ابتداء کی تاریخ متعین کرنا تو دشوار ہے لیکن عبدالباقی کے دفتر اول کی بعض حکایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت تک بغداد میں عباسی حکومت قائم تھی۔ ۱۲۵۸ء میں جب تاتاریوں نے معتصم باللہ عباسی خلیفہ کو قتل کیا اس وقت دفتر اول کا املا مکمل ہوا تھا۔ دفتر اول کی تکمیل کے بعد حسام الدین کی بیوی کا انتقال ہو گیا تو مولاناؒ کے اشعار کا الہامی سلسلہ جاری نہ رہ سکا اور کافی تاخیر سے دفتر دوم شروع کیا۔ مولاناؒ جب مرض الموت میں مبتلا ہو گئے تب ہی مثنوی کے املاء کا سلسلہ ختم ہوا۔

۱۲۷۳ء کے موسم خزاں میں مولاناؒ کی نقاہت بڑھ گئی۔ طبیب مرض کی تشخیص میں ناکام ہو گئے۔ طبیبوں نے بہر حال یہ محسوس کرلیا کہ مولاناؒ کے پھیپھڑے میں پانی اتر آیا ہے۔ ۱۷ دسمبر ۱۲۷۳ء کی شام ایک پرملال شام تھی جس میں مولانا ہمیشہ کے لئے اس دار فانی سے رخصت ہو کر اپنے حقیقی محبوب سے جا ملے۔ ان کی وفات سے صرف انسان ہی نہیں بلکہ حیوانات بھی متاثر ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ مولانا کی بلی نے بھی ان کی وفات کے بعد کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور ٹھیک ساتھ کے بعد وہ اپنی زندگی کی بساط لپیٹ کر چل دی جس کو مولاناؒ کی اہلیہ نے مولاناؒ کے پہلو میں دفن کرا دیا۔

مولانائے رومؒ کی احادیث و تفسیر اور سیر صحابہ:

اس موضوع پر میں دفتر اول کے مقدمہ میں کچھ باتیں لکھ چکا ہوں اس سلسلہ میں آیات کی تفسیر سے متعلق حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ "غایۃ المقال" میں تحریر فرمایا ہے کہ صرف صوفیہ بعض آیات کی ایسی تفسیر کرتے ہیں جس پر کوئی نقل شاہد نہیں ہوتی ہے۔ اس پر بعض جہلاء اس کو حضور کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں۔ لیکن یہ درست نہیں ہے کیونکہ ان کی مراد حقیقی تفسیر نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ صرف ایک اشارہ مقصود ہوتا ہے۔ امام

غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الفرقہ بین الاسلام والزندقہ'' میں تحریر فرمایا ہے کہ بعض اصحاب غلبۂ ظن سے بلا دلیل کسی آیت کی تاویل کرنے لگتے ہیں۔ ان پر کفر کا فتویٰ صادر کرنے میں عجلت سے کام نہ لینا چاہیئے بلکہ غور کرنا چاہیے اگر ان کی یہ تفسیر و تاویل اصولی عقائد سے متعلق نہیں ہے۔ تو ان کی کسی طرح سے تکفیر جائز نہ ہوگی ایسی تاویل کے قائل کو مبتدع اور کافر نہیں کہا جا سکتا ہے۔ جہاں تک احادیث اور سیر انبیاء وصحابہ کی بحث ہے اس کے متعلق بھی میں دفتر اول کے مقدمہ میں کچھ عرض کر چکا ہوں۔ مولاناؒ نے دفتر دوم میں سجدہ کردنِ یحییٰ و مسیح در شکمِ مادر یک دگر را'' کے ماتحت جو کلام فرمایا ہے اس میں حضرت مسیح اور حضرت یحییٰ کے ماؤں کے پیٹ میں ایک دوسرے کو سجدہ کرنے پر معترضین کے اعتراضات نقل کئے ہیں اور پھر فرمایا ہے:۔

ایں بداند آنکہ اہلِ خاطر ست	غائب از آفاق اورا حاضر ست
اس بات کو وہی سمجھ سکتا ہے جو صاحب دل سے	آفاق سے غائب چیز اس کے لئے حاضر ہے
پیش مریم حاضر آمد در نظر	مادرِ یحییٰ کہ دور ست از بصر
حضرت مریم کی نگاہوں کے سامنے آ گئی	حضرت یحییٰ کی ماں جو نگاہ سے دور تھی

اور پھر فرمایا:۔

در ندیدیش نزبرون و نز دروں	از حکایت گیر معنیٰ اے زبوں
اور اگر مریم نے انکو ظاہری اور باطنی طور پر نہ بھی دیکھا ہو	اے ناقص! اس حکایت سے معنیٰ اخذ کر لے
نے چناں افسانہا بشنیدۂ	ہمچوشیں بر نقشِ آں چسپیدۂ
کیا تو نے ایسے افسانے نہیں سنے ہیں	تو ان کے نقش پر شین کی طرح چپکا ہوا ہے

اور پھر فرمایا کہ کلیلہ دومنہ اور گل و بلبل کے افسانے تم سنتے ہو اور ایسے نتائج اخذ کرتے ہو۔ اسی طرح مثنوی کے قصص اور حکایات کو سمجھ لو اور ان سے صحیح نتائج اخذ کر لو۔

مولانا کا یہ فرمانا بالکل صحیح کہ بعض بزرگوں نے افسانوی قصوں سے بہترین نتائج نکالے ہیں۔ شیخ فرید الدین عطار نے ''منطق الطیر'' لکھی اور پرندوں کی زبانی مسائل کو سمجھایا، کلیلہ دومنہ بھی حکمت و دانائی سے لبریز بہترین بکتاب سمجھی گئی ہے لیکن اس فرق کو بہر حال نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ انسانوں کو حدیث اور سیر صحابہ کر کے پیش کرنے کی جو مضرتیں ہیں وہ ان کی افادیت سے زیادہ ہیں۔ اس سلسلہ میں میں نے دفتر اول کے مقدمہ میں جو معروضات پیش کی ہیں وہ بہر حال مثنوی شریف کے مطالعہ میں پیشِ نظر رہنی چاہئیں۔

دفتر دوم کی تصوّف کی چند اصطلاحیں:

فتوح عبادات و مکاشفات اور علم و معارف کا دروازہ کھل جانا۔ فتح۔ بندہ پر ذاتِ احدیت کی تجلیات کا نزول شروع ہو جانا۔ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ میں اس مقام کی طرف بھی اشارہ ہے۔ حس خفاش انسان کے مادّی حواس ظاہرہ اور حواس باطنہ۔ حس دُر پاش۔ روحانی حواس۔ مراقبہ۔ غیر اللہ سے توجہ ہٹا کر حضور دل کے ساتھ خدا کی

طرف متوجہ ہونا۔ حضور یار۔ معیت حق تعالیٰ۔ ظاہر۔ صوفیہ کی اصطلاح میں حقیقت کو کہتے ہیں۔ مظہر۔ صورت اور مراۃ کو کہتے ہیں مثلاً کوئی شخص آئینہ میں اپنی صورت دیکھتا ہے۔ تو وہ شخص ظاہر ہے۔ اور صورت و آئینہ مظہر ہے۔ رُوح۔ صوفیہ کی اصطلاح میں صورتِ نوعیہ کو کہتے ہیں۔ روحِ اعظم۔ انواع کی صورِ نوعیہ کے علاوہ جن کو ارواح کہا جاتا ہے۔ صوفیہ ایک اور روح مانتے ہیں، جو ذاتِ باری سے سب سے پہلے صدر میں آئی ہے اور وہ تمام ارواح کی مربی ہے اس کو روح اعظم کہا جاتا ہے اور یہی روحِ اعظم روحِ محمدی ہے جیسا کہ حدیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا ہے) میں مذکور ہے۔ لاہوت۔ ذاتِ باری بلا لحاظ اسماء وصفات۔ جبروت۔ مرتبہ صفاتِ باری تعالیٰ۔ ملکوت۔ مرتبہ اسمائے باری تعالیٰ۔ حظیرہ قدس۔ وہ مقام ہے جسمیں ملاء اعلیٰ اور روحِ اعظم کے انوار کا باہمی تداخل ہوتا ہے۔ ملاء اعلیٰ۔ افضل ملائکہ کی جماعت۔ علم الیقین۔ وہ علم ہے۔ جو کسی سچے خبر دینے والے کی خبر سے حاصل ہو جیسے کسی سچے انسان کے کہنے سے آگ کے جلانے کا علم عین الیقین وہ علم ہے جو خود اپنی آنکھ کے دیکھنے سے حاصل ہو۔ مثلاً آگ کے جلانے کا علم جبکہ آگ سے کسی چیز کو جلتے ہوئے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ حق الیقین۔ وہ علم ہے جو اپنی ذات پر تجربہ کرنے سے حاصل ہو جیسا کہ آگ کے جلانے کا علم جبکہ خود آگ نے اس کو جلایا ہو۔ قطب الاقطاب غوثِ اعظم۔ وہ ولی ہوتا ہے جو تمام عوالم پر فرمانروا ہوتا ہے اور بقائے عالم کا سلسلہ اس کی بقا سے قائم رہتا ہے اور دوسرے تمام اولیاء اس کے تابع ہوتے ہیں۔ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات مکیہ میں فرمایا ہے کہ ان قطبوں میں سے بعض کو خلافتِ باطنہ کے ساتھ خلافتِ ظاہری بھی حاصل ہوتی ہے جیسے کہ خلفائے اربعہ، امام حسن، حضرت امیر معاویہ حضرت عمر بن عبدالعزیز، اور بعض کو محض خلافتِ باطنی حاصل ہوتی ہے جیسے شیخ احمد شعبی، حضرت بایزید بسطامی وغیرہ۔ مولانا بحر العلوم نے فرمایا ہے قطب حقیقی اور غوثِ ازلی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارک ہے۔ دنیا کے دیگر اقطاب اس روحِ پاک کے خلیفہ ہیں اور ان اقطاب میں سے بعض کو مقام عظیم حاصل ہے اور یہ مقام شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھا۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ''کلیدِ مثنوی'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مالک پر ابتداء حق تعالیٰ کے افعال کا ظہور ہوتا ہے اس کو تجلی افعال کہتے ہیں۔ پھر صفات کا ظہور ہوتا ہے اس کو تجلی صفات کہتے ہیں۔ پھر ذاتِ بحت کا اس کو تجلی ذات کہا جاتا ہے۔

شخصیتیں:

واصل بن عطا۔ یہ معتزلہ کے فرقہ کا بانی ہے۔ بہت ذہین شخص تھا لیکن اس کے عقائد فلسفہ یونان سے متاثر تھے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اُس کے بحث شروع کی اور دعویٰ کیا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ مومن ہے نہ کافر بلکہ بین بین ہے اس پر حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اِعْتَزَلَ عَنَّا یعنی وہ ہم (اہل سنت والجماعت) سے کنارہ کش ہو گیا۔ اس وقت سے اس کو اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کو معتزلی کہا جانے لگا۔

سکندر ذوالقرنین:

یہ ایک خدا پرست اور برگزیدہ بادشاہ تھا۔ جس کا قصہ قرآن پاک میں مذکور ہے آب حیات کی جستجو اور اس

سے محرومی کا قصہ بھی اسی کی طرف منسوب ہے۔ یہ سکندر اعظم (جس کو سکندر رومی بھی کہتے ہیں) کے علاوہ شخصیت ہے، سکندر رومی شاہ یونان تھا جس نے دارا شاہ ایران کو شکست دی تھی۔ یہ سکندر ذوالقرنین سے صدیوں بعد گذرا ہے۔

نمرود: یہ کافر بادشاہ تھا جو خدائی کا مدعی بنا تھا جس کی سزا میں قدرت نے ایک مچھر اس پر مسلط کر دیا تھا جو اس کے دماغ میں گھس گیا تھا جس کی کلبلاہٹ اور اذیت رسانی اس وقت تک ختم نہ ہوتی تھی جب تک کہ نمرود کے سر پر جوتے کی دس پندرہ ضربیں نہ پڑیں۔

خضر: حضرت خضرؑ کے نسب اور خاندان اور حالات سے متعلق مستند روایات ہمیں کم ملتی ہیں، بہر حال اس قدر ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ نے ان سے ملاقات کی تھی اور وہ علم لدنی اور تکوینیات کے بہت بڑے عالم تھے تفسیر خازن میں مذکور ہے کہ اکثر علماء اس بات کے قائل ہیں کہ وہ زندہ جاوید شخصیت ہیں اور اہل معرفت اور صوفیاء اس عقیدہ پر متفق ہیں۔

جرجیس: یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری کے شاگرد تھے۔ فلسطین میں رہتے تھے۔ اس دور میں موصل کا بادشاہ بہت بڑا ظالم تھا جو لوگوں کو بت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ انہوں نے اس کو نصیحت کی تو اس نے ان کے قتل کے احکام جاری کر دیئے۔ یہ متعدد بار قتل کئے گئے لیکن قدرت الٰہی ہر بار ان کو زندہ کر دیتی تھی۔ اس معجزے سے بہت سے لوگ ان کے پیرو ہو گئے۔ لیکن سرکشوں کی سرکشی ختم نہیں ہوئی اور بالآخر وہ انہی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

سامری: بنی اسرائیل میں ایک شخص گذرا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس وقت کوہ طور پر گئے تو اس نے قوم میں شرارت پیدا کر دی۔ ایک گئو سالہ بنا کر قوم کو اس کی پرستش پر لگا دیا۔ جس سے حضرت موسیٰ بہت برہم ہوئے اور اس کو بددعائیں دیں جس سے وہ تباہ و برباد ہو گیا۔

برصیصاء: بنی اسرائیل میں سے ایک عیسائی راہب کا نام ہے جو بہت بڑا عبادت گذار تھا۔ ستر سال تک عبادت الٰہی میں مصروف رہا۔ لیکن شیطان نے اس پر غلبہ حاصل کیا اس کو ابتداً عملیات سکھائے جس سے اس کی بہت شہرت ہوئی۔ شاہ وقت کی ایک لڑکی اس کے پاس دعا کرانے آئی تو اس سے زنا کر بیٹھا، شہزادی حاملہ ہو گئی تو اس کو قتل کر ڈالا، اس کی پاداشت میں وہ کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔

امام محمد بن عسکری رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ اور یہ اثنا عشری شیعہ صاحبان کے بارھویں امام ہیں اور ان کے عقیدے کے مطابق ان کو حضرت خضرؑ کی طرح عمر جاوید دی گئی ہے۔ اور وہ اس وقت سرمن رای مقام کے ایک غار میں روپوش ہیں۔ قیامت کے قریب ان کا ظہور ہوگا اور ان صاحبان کے نزدیک وہی مہدی موجود ہیں۔ جو قیامت کے قریب ظاہر ہو کر دنیا سے ظلم و فساد کو مٹائیں گے۔ اہل سنت ان کی وفات کے قائل ہیں اور مہدی موعود بھی ان کو نہیں کہتے ہیں بلکہ مہدی موعود محمد بن عبداللہ کو مانتے ہیں جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہوں گے اور قیامت کے قریب ان کا ظہور ہوگا۔

بلعم بن باعور: بنی اسرائیل یا قوم عمالقہ میں سے ایک بہت بڑا زاہد و عابد اور مستجاب الدعوات شخص تھا۔

شیطان نے اس کا اغوا کیا تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مخالف ہو گیا جس کی پاداش میں اس کی تمام برکتیں مسلوب ہو گئیں اور کفر کی حالت میں اس کی موت ہوئی۔

عوج بن عنق: قوم عمالقہ میں سے ایک کافر شخص کا نام ہے۔ جس کے قد اور عمر کے بارے میں مبالغہ آمیز قصے منقول ہیں۔ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں اس کے حالات نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ اس کی حالات بغوی نے بہت مبالغہ آمیز لکھے ہیں جن کو کسی طرح عقل قبول نہیں کرتی ہے اور محدثین بھی ان کا انکار کرتے ہیں۔ ہاں وہ قوم جابرہ میں سے ایک بڑے قد اور بڑی طاقت کا آدمی تھا اور قوم بہت قد آور ہیبت ناک تھی۔

ابو عامر راہب: یہ مدینہ کا رہنے والا تھا اس نے آنحضور کی ہجرت سے قبل مسیحیت اختیار کر لی تھی اور توریت و انجیل کا کافی مطالعہ کر لیا تھا۔ آنحضور کی ہجرت سے قبل بنی اخر الزماں کی بشارتیں لوگوں کو سناتا تھا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد اس کو حسد و رشک پیدا ہو گیا اور آنحضور کی مخالفت کرنے لگا۔ آنحضورؐ نے اس کو فہمائش کی مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ جنگ بدر کی فتح کے بعد یہ مدینہ طیبہ سے بھاگ کر مکہ معظمہ میں جا بسا اور قریش کو آنحضورؐ کے خلاف بھڑکاتا رہا۔ جنگ احد میں قریش مکہ کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوا اور اسی نے مسلمانوں پر سب سے پہلا تیر چلایا۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا تو یہ بھاگ کر ہرقل شہنشاہ روم کے دربار میں پہنچ گیا اور وہاں بیٹھ کر مسلمانوں اور آنحضورؐ کے خلاف سازشیں کرنے لگا۔ منافقوں نے قبا میں مسجد ضرار اسی کے مشورے سے بنائی تھی اور ان کا ارادہ تھا کہ اس کو بلا کر اس مسجد میں بٹھائیں اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر دیں۔ آنحضورؐ نے اس سازش کو کامیاب نہ ہونے دیا اور یہ منافقانہ حالت میں مدینہ پہنچ سکا اور اسی حالت میں روم میں مرا۔

جعفر طرار: یہ ایک بہت حیلہ ساز اور چالاک شخص تھا۔ جیب تراشی میں بھی ماہر تھا۔ اس نے دو مصنوعی پر بھی بنوائے تھے جن کے ذریعہ یہ پرندوں کی طرح اچھل کود کر لیتا تھا۔

مذہبی فرقے: مشبہ وہ فرقہ ہے۔ جو خدا کو مخلوقات اور ممکنات سے تشبیہ دیتا ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلید مثنوی میں فرمایا ہے کہ بعض کامل مشبہ ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ممکنات کی مخصوص صفات کو بھی حضرت حق تعالیٰ کیلئے ثابت کرتے ہیں جیسے شکل وصورت اور مکان اور جسم وغیرہ۔ پھر ان کامل مشبہ میں باہمی اختلاف ہے۔ حق تعالیٰ کے لئے کوئی ایک شکل ثابت کرتا ہے تو دوسرا کوئی دوسری شکل ثابت کرتا ہے۔

منزھہ: یہ وہ فرقہ ہے جو حضرت حق تعالیٰ کو ممکنات کی صفات سے پاک و خالی مانتا ہے۔ اس میں بھی ایک کامل منزہ ہیں۔ یہ لوگ وہ ہیں جو ممکنات کے ساتھ مختص اور غیر مختص جملہ صفات سے حضرت حق کو پاک مانتے ہیں حتیٰ کہ صفت علم سے بھی۔ جامعۃ بین التشبیہ والتنزیہ: یہ وہ جماعت ہے جو اللہ تعالیٰ سے ان صفات کی تو نفی کرتی ہے جو ممکن کے لئے مخصوص ہیں لیکن وہ صفات جو ممکن کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں ان کو اللہ کے لئے ثابت کرتی ہے پھر ان میں بھی دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ وہ ہے جو نفس صفات کی نفی کرتا ہے مگر صفات کے آثار اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرتا ہے اور ان آثار کا منشاء ذات باری تعالیٰ کو بتاتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ خدا علیم ہے لیکن صفت علم اس کے لئے ثابت نہیں ہے بلکہ انکشاف کا منشا اس کی ذات ہے۔ اسی طرح وہ قدیر ہے لیکن صفت قدرت اس کے لئے ثابت نہیں۔ قدرت کے جو آثار ہیں ان کا منشا بھی اس کی ذات ہے۔ یہ

گروہ معتزلہ کا ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو صفات کو بھی ثابت کرتا ہے۔ پھر اس دوسرے گروہ میں بھی دو گروہ ہو گئے ہیں۔ ایک تو وہ گروہ ہیں جو ان نصوص کی تاویل کرتا ہے۔ جن میں اللہ کے لئے صفتِ استواء صفت بطش ۔صفت ضمک ، ید۔ وجہ وغیرہ آیا ہے۔ یہ گروہ متکلمین کا ہے۔ دوسرا وہ گروہ ہے جو ان آیتوں کوئی تاویل نہیں کرتا لیکن یہ ضرور کہتا ہے کہ ان صفات کے وہ معنی نہیں جن معنی کے اعتبار سے ممکنات کے لئے بولی جاتی ہیں اور ان صفات کی حقیقت کو اللہ کے علم کی طرف مفوض کرتا ہے۔ یہ گروہ محدثین کا ہے۔

معتزلہ: یہ فرقہ واصل ابن عطا کا پیرو ہے۔ اس کی بہت سی شاخیں ہیں جن کے عقائد یہ ہیں۔ قرآن مخلوق ہے۔ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے۔ تقدیر کا عقیدہ غلط ہے۔ کبیرہ گناہ کرنے والا مومن نہیں ہے۔ خدا کی صفات نہیں ہیں۔

دہریہ: وہ فرقہ ہے جو خدا کو نہیں مانتا ہے اور کہتا ہے کہ عالم کا کاروبار بغیر کسی متصرف کے خود چل رہا ہے۔ اور اسی طرح قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ چونکہ یہ خود دہر اور زمانے کو متصرف مانتا ہے اس لئے ان کو دہریہ کہا گیا ہے۔

ثنویہ: یہ فرقہ دو خداؤں کا قائل ہے۔ ایک کو یزداں کہتا ہے جو خالق خیر ہے۔ دوسرے کو اہرمن کہتا ہے جو خالق شر ہے۔

فرقہ اباحیہ: یہ فرقہ اس بات کا قائل ہے کہ اگر انسانی قلب کا تصفیہ ہو جائے تو پھر اس کے لئے ہر کام جائز ہے۔ پھر اس کے لئے شریعت کے اوامر اور نواہی یکساں ہیں۔ اس سے کسی کبیرہ گناہ کا بھی مواخذہ نہ ہوگا۔

جبریہ: اس فرقے کے عقائد ہیں کہ بندہ اپنے افعال میں مجبورِ محض ہے۔ اس فرقہ کے انتہا پسند بندے کی طرف افعال کی نسبت کرنے کو ایسا ہی مانتے ہیں جیسا کہ جمادات کی طرف کسی فعل کی نسبت کی جائے۔

قدریہ: یہ فرقہ تقدیر کا منکر ہے اور وہ بندہ کو اپنے افعال پر قادرِ مطلق مانتا ہے۔

سوفسطائیہ: یہ فرقہ توہم پرست فلاسفہ کے ایک گروہ کا پیرو ہے۔ یہ فلاسفہ اشیاء کی حقیقت کے منکر ہیں ان کی کئی شاخیں ہیں۔

عنادیہ: یہ فرقہ اشیاء کی حقیقت کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ جن کو حقیقتیں سمجھا جاتا ہے وہ محض اوہام اور خیالات ہیں۔

عندیہ: یہ فرقہ بھی اشیاء کی حقیقت واقعیہ کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ جس چیز کی جو حقیقت فرض کر لی جائے وہی اس کی حقیقت ہے۔ جوہر کو اگر جوہر فرض کر لیا جائے تو وہ جوہر ہے اگر اس کو عرض فرض کر لیا جائے تو وہ عرض ہے۔

لا ادریہ: اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ کسی چیز کے وجود کا علم ممکن ہے نہ عدم کا۔ بلکہ ہر چیز کا عدم و وجود مشکوک ہے اور یہ شکوک بھی مشکوک ہی ہے۔

سجاد حسین
۲۹ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ
یکم فروری ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُدّتے [1] ایں مثنوی تاخیر شُد
ایک مدت کی اس مثنوی میں تاخیر ہوئی

مُہلتے بایست تا خوں شیر شُد
مہلت درکار ہے تاکہ خون، دودھ بنے

تا نزاید بختِ تو فرزندِ نو
جب تک تیرا نصیب نیا بچہ نہ جنے

خوں نگردد شیرِ شیریں خوش شنو
خون، شیریں دودھ نہیں بنتا، خوب سُن لے

چوں ضیاء الحق حُسام الدّیں عِناں
جب ضیاء الحق حسام الدین نے باگ

باز گردانید زاوجِ آسماں
آسمان کی بلندی سے موڑی

چوں بمعراجِ حقائق رفتہ بُود
چونکہ وہ حقائق کی معراج میں پہنچے ہوئے تھے

بے بہارش غُنچہا نشگفتہ بُود
ان کی بہار کے بغیر غنچے نہ کھلے تھے

چوں زدریا سوئے ساحل بازگشت
جب وہ دریا سے کنارے کی طرف واپس آئے

چنگِ شعرِ مثنوی با ساز گشت
مثنوی کے اشعار کی سارنگی باساز بن گئی

مثنوی کہ صیقل [2] ارواح بُود
وہ مثنوی جو روحوں کے لئے صیقل تھی

باز گشتش روزِ استفتاح بُود
ان کی واپسی، (مثنوی کیلئے) روز استفتاح ہوئی

مَطلع تاریخ ایں سودا وسُود
اس سودے اور نفع کی تاریخ کا مطلع

سالِ ہجرت ششصد و شصت و دو بُود
چھ سو باسٹھ ہجری کا سال تھا

---

[1] مدتے۔ مثنوی کا دوسرا تاخیر سے شروع ہوا اس کی کئی وجہیں ہوئیں۔ مولانا حسام الدین جو مثنوی کی تحریر کا باعث تھے انکو اپنی اہلیہ کے انتقال سے پریشانیاں لاحق ہوئیں۔ (۲) سامعین کی بے التفاتی کو شوق سے بدلنا تھا۔ (۳) مولانا نے دفتر دوم کے مضامین کو ذہن میں جمع کیا۔ بخت۔ نصیب، خون بچہ پیدا ہونے پر خون دودھ بنکر پستان میں آتا ہے۔ عنان۔ باگ۔ اوج۔ بلندی، معراج۔ سیڑھی۔ آسمانوں وغیرہ کی سیر جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرائی گئی تھی۔ بہکد۔ یعنی روحانی فیض پہنچنا۔ یعنی وہ مضامین عالیہ جن کا دوسرے دفتر میں بیان ہے۔ دریا۔ یعنی عالم ملکوت۔ ساحل۔ دریا کا کنارا یعنی عالم ناسوت۔ چنگ سارنگی۔ باشد۔ باسامان۔

[2] صیقل۔ قلعی۔ استفتاح، کھولنا یعنی علوم و معارف کا جو دروازہ بند ہو گیا تھا اس کا کھولنا رجب کی پندرہ تاریخ جسمیں رحمت خداوندی کے دروازے کھلتے ہیں اور خانہ کعبہ کا دروازہ زائرین کے لئے کھول دیا جاتا ہے۔ مطلع تاریخ وہ شعر یا عبارت جس کے حروف سے ابجدی حساب سے تاریخ نکلتی ہے۔ سودا۔ سامان تجارت۔ سود۔ نفع۔

بُلبلے [1] زینجا برفت و بازگشت — بہرِ صید ایں معانی بازگشت
بلبل اس جگہ سے گئی اور واپس لوٹی — ان معانی کے شکار کے لئے باز بن گئی

سَبا عدلِ شہ مسکنِ ایں باز باد — تا لَبَد بر خلق ایں در باز باد
خدا کرے اس باز کا ٹھکانا شاہ کی کلائی ہو — قیمت تک مخلوق پر یہ دروازہ کھلا رہے

آفتِ ایں در ہوا و شہوت ست — ورنہ اینجا شربت اندر شربت ست
اس دروازہ کی آفت خواہش نفسانی اور شہوت ہے — ورنہ یہاں پر شربت ہی شربت ہے

ایں دہاں بر بند تا بینی عیاں — چشم بندِ آں جہاں حلق و دہاں
اس منہ کو بند رکھنا کہ تو (اسرار و معارف) کو آنکھ سے دیکھ لے — اس جہان (معرفت) کیلئے منہ اور حلق آنکھوں کی پٹی ہیں

اے [2] دہاں تو خود دہانہ دوزخی — دے جہاں تو بر مثالِ برزخی
اے منہ ! تو دوزخ کا دہانہ ہے — اور اے دنیا ! تو برزخ جیسی ہے

نورِ باقی پہلوئے دنیائے دوں — شیرِ صافی پہلوئے جوہائے خوں
ناچیز دنیا کے پہلو میں باقی (رہنے والا) نور ہے — خون کی نہروں کے پہلو میں صاف دودھ ہے

چوں دروگامے زنی بے احتیاط — شیرِ تو خوں می شود از اختلاط
اگر تو اس میں ایک قدم بغیر احتیاط کے رکھے گا — خلط، ملط ہو کر تیرا دودھ خون بن جائیگا

یک قدم زد آدم اندر ذوقِ نفس — شد فراقِ صدرِ جنّت طوقِ نفس
نفس کی خوشی میں آدم نے ایک قدم رکھا — (تو) جنت کے صدر (مقام) کی جدائی گلے کا ہار بنگئی

ہمچو دیو از وے فرشتہ می گریخت — بہرِ نانِ چند آبِ چشم ریخت
فرشتہ ان سے ایسا بھاگتا تھا جیسا کہ شیطان — چند روٹیوں کی وجہ سے کس قدر آنسو بہائے

گرچہ [3] یک موبُد گنہ کو جُستہ بُود — لیک آں مو در دو دیدہ رُستہ بُود
اگرچہ وہ گناہ جو انہوں نے کیا بال برابر تھا — لیکن وہ بال (گویا) دونوں آنکھوں میں اگا تھا

بود آدم دیدۂ نورِ قدیم — موئے در دیدہ بُود کوہِ عظیم
آدم تو قدیم نور کی آنکھ تھے — (لیکن) آنکھ میں بال، بڑا پہاڑ ہوتا ہے

[1] بُلبلے ۔ یعنی مولانا حسام الدین مضامین عالیہ کا شکار نہیں کرتے تھے۔ زینجا۔ یعنی عالم ناسوت، بدست۔ یعنی عالم ملکوت میں گئے۔ بازگشت۔ واپس ہوئے۔ باز۔ شاہین یعنی مولانا حسام الدین مضامین عالیہ کا شکار کرنے کے قابل ہو گئے۔ این در یعنی مضامین عالیہ کے فیضان کا دروازہ جو مثنوی کے ذریعہ کھلا ہے۔ آفت۔ اس فیض سے وہ بہر بند ہوگا جو خود مست اور شہوت نفس سے بچے گا۔ ایں دہاں یعنی خلق اور زبان کی لذتوں سے دست کش ہو جا۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

اندروں از طعام خالی دار ماہ و نورِ معرفت۔ بنی عیان۔ کھلا ہوا۔ چشم آنکھوں کی پٹی یعنی حلقوم اور منہ کی لذتیں اسرار معرفت سے مانع ہیں۔

[2] اے دہاں۔ اگر انسان حرام لقمہ کھاتا ہے تو دوزخ میں پہنچ جاتا ہے۔ برزخ۔ دو متغایر چیزوں کے درمیان آڑ دنیاوی زندگی، قبر کی اور دوزخی زندگی کے درمیان ہے اس میں جنت اور جہنم دونوں کے آثار ہیں۔ نور باقی۔ ابدی روشنی، ہدایت۔ شیر نفسانی، یعنی اعمال صالحہ جو ہائے خوں، یعنی معاصی گام۔ قدم۔ احتیاط بجاؤ شیر نو یعنی نیکی برائی سے بدل جائیگی ذوق نفس خلود کے شوق میں ممنوعہ درخت سے کھا لیا فراق۔ یعنی جنت سے جدائی ہوگئی۔ دیو۔ آدم سے شیطان متنفر تھا اب فرشتے بھاگنے لگے۔ بہر نان۔ یعنی گیہوں کے لئے۔

[3] گرچہ۔ حضرت آدم کی خطا معمولی تھی لیکن "نزدیکاں را بیش بود حیرانی" کی رو سے ان پر عتاب ہو گیا بود آدم۔ معمولی خطا حضرت آدم کے اعتبار سے بڑی سمجھی گئی جیسا کہ آنکھ جیسی شفاف چیز میں معمولی بال بھی بڑا پہاڑ بن جاتا ہے۔

گر دراں[1] اِدم اُو بکر دے مشورت
اگر وہ اس وقت مشورہ کر لیتے

در پشیمانی نگفتے مَعذرت
(تو) شرمندگی میں معذرت نہ کرتے

زانکہ با عقلے چو عقلے جُفت شُد
اِسلئے کہ ایک عقل جب دوسری عقل کی شریک بنی

مانع بد فعلی و بد گفت شُد
تو برے کام اور بری بات سے مانع ہوئی

نفس با نفسِ دگر چوں یار شُد
ایک نفس جب دوسرے نفس کا یار بنا

عقلِ جزوی عاطل و بیکار شُد
ناقص عقل معطل اور بے کار ہوئی

گرز تنہائی چونا ہیدے شوی
اگر تو تنہائی میں زہرہ جیسا بنے گا

زیرِ ظلِ یار خورشیدے شوی
یار (پیر) کے سایہ میں آفتاب بنے گا

رَو بجو یارِ خدائے راتو زُود
جا خدا کے دوست کی جلد تلاش کر لے

چوں چُناں کر دی خدا یارِ تو بُود
جب تو نے ایسا کر لیا تو خدا تیرا دوست ہے

آنکہ در خلوت نظر بَر دوخت ست
جس نے خلوت کو مطمحِ نظر بنا لیا ہے

آخر آں راہم زیار آموخت ست
آخر اس (خلوت پسندی) کو بھی یار سے سیکھا ہے

خلوت از اغیار باید نے زیار
گوشہ نشینی غیروں سے چاہیے نہ کہ یار سے

پوستیں بہر دے آمد نے[2] بہار
پوستین ماگھ کے مہینہ کیلئے ہے نہ کہ موسم بہار کیلئے

عقل با عقلِ دگر دو تا شود
عقل دوسری عقل کے ساتھ مل کر دوگنی ہو جاتی ہے

نورافزوں گشت وَرہ پیدا شود
روشنی بڑھ جاتی ہے اور راستہ نمایاں ہو جاتا ہے

نفس با نفسِ دگر دو تا شود
نفس نفس کے ساتھ مل کر دوگنا ہو جاتا ہے

ظلمت افزوں گشت وَرہ پنہاں شود
اندھیرا بڑھ جاتا ہے اور راستہ چھپ جاتا ہے

یار چشم تست اے مَردِ شکار
اے شکاری ! یار تیری آنکھ ہے

از خس و خاشاک اُورا پاک دار
کوڑے کرکٹ سے اس کو محفوظ رکھ

ہیں بجا روبِ زباں گردے مکُن
خبردار ! زبان کی جھاڑو سے گرد نہ اڑا

چشم را از خس رہ آوردے مکُن
آنکھ کو تنکے کا تحفہ نہ دے

چونکہ مومن[3] آئینہ مومن بُود
جبکہ مومن ، مومن کا آئینہ ہوتا ہے

روئے آو ز آلودگی ایمن بُود
اس کا چہرہ آلودگی سے محفوظ رہنا چاہیئے

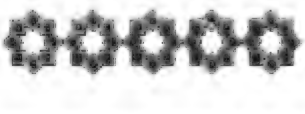

[1] گرداں۔ گناہ سے بچ جانے کی ترکیب یہ ہے کہ اہل علم سے مشورہ کر لیا جائے۔ عقلے۔ یعنی مشورہ کرنیوالے کی عقل اور صاحب معرفت کی عقل۔ نفس یعنی امارہ نفس۔ عقلِ جزوی۔ ناقص عقل لہٰذا بری صحبت سے بچنا ضروری ہے۔ ناہید۔ زہرہ ستارہ یار۔ پیر کی صحبت، تنہائی کی عبادت سے زیادہ فیض رساں ہے۔ رو۔ اہل اللہ کی صحبت اللہ کے قرب کا سبب ہے۔ خلوت، تنہائی۔ نظر بر دوختن۔ کسی کو مطمحِ نظر بنا لینا۔ یار۔ یعنی خلوت پسندی کے فوائد کسی شیخ کی صحبت میں ہی سیکھے ہے لہٰذا صحبت مفید ہوئی۔ اغیار بیگانے پوستین۔ بال دار کھال کا لباس دے۔ ماگھ کا مہینہ جس میں سخت سردی پڑتی ہے۔

[2] بہار۔ یعنی پھاگن کا مہینہ، ہر خلوت میں فضیلت نہیں ہے۔ اغیار سے خلوت مفید ہے یار کے ساتھ صحبت مفید ہے۔ دوتا۔ دوگونہ۔ نور افزوں گشت۔ شیخ کی صحبت نور افزا ہے اس سے خلوت اختیار کرنا مفید نہیں ہے۔ نفس۔ برے ساتھی سے خلوت مفید ہے۔ یار۔ جبکہ صحبت شیخ ضروری ہے تو اس کے آداب کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ مرد شکار شکاری ہیں۔ شیخ کی شان میں بدگوئی نہ ہونی چاہیے۔ پاک دار۔ شیخ راہ ہدایت دکھاتا ہے۔ لہٰذا وہ آنکھ کا کام لیتا ہے۔

[3] مومن۔ حدیث شریف میں ہے۔ اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ یعنی جس طرح آئینہ عیب دکھا دیتا ہے۔ اور اس کو مشہور کرتا نہیں پھرتا ہے اسطرح ایک مومن کو دوسرے مومن کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیئے۔ ایمن۔ محفوظ

یار آئینہ ست جاں رادر حزن[1] — در رُخِ آئینہ اے جاں دم مزن
غم میں، یار جان کا آئینہ ہے — اے پیارے! آئینہ پر پھونک نہ مار

تانپوشد رُوئے خود را از دَمت — دم فرو بُردن بباید ہر دَمت
تاکہ تیری پھونک سے وہ اپنا منہ نہ چھپا لے — ہر وقت تجھے سانس گھونٹے رہنا چاہیے

کم زخاکی! چونکہ خاکے یار یافت — از بہارے صد ہزار انوار یافت
کیا تو مٹی سے بھی کم ہے؟ جب مٹی نے یار کو پالیا — ایک بہار سے لاکھوں کلیاں حاصل کر لیں

آں[2] درختے کُو شود با یار جُفت — از ہوائے خوش زسر تا پا شگفت
وہ درخت جو یار کا ساتھی بنا — عمدہ ہوا سے سر سے پیر تک کھل گیا

درخزاں چوں دید اُو یارِ خلاف — در کشید او زود سر زیر لحاف
خزاں کے موسم میں جب اس نے مخالف ساتھی دیکھا — اس نے فوراً سر لحاف کے نیچے کر لیا

گفت یارِ بَد بلا آشفتن ست — چونکہ او آمد طریقم خفتن ست
اس نے کہا، برا ساتھی مصیبت ہے — جب وہ آگیا تو میرا شیوہ سو جانا ہے

پس بخسپم باشم از اصحاب کہف — بہ زد قیانوس باشد خوابِ کہف
پس میں سو جاتا ہوں اصحاب کہف میں سے ہو جاتا ہوں — غار میں سونا، دقیانوس (کی صحبت) سے بہتر ہے

یقظِ[3] شاں مصروفِ دقیانوس بُود — خوابِ شاں سَر مایۂ ناموس بُود
انکی بیداری دقیانوس پر صرف ہوتی تھی — ان کا سو جانا عزت کا سرمایہ تھا

خواب بیداریست چوں باداںش ست — وائے بیدارے کہ با نادان نشست
جو نیند عقلمندی سے ہے وہ بیداری ہے — اس بیدار پر افسوس ہے جو نادان کے ساتھ بیٹھا

چونکہ زاغاں خیمہ بر گلشن زدند — بُلبلاں پنہاں شدند و تن زدند
چونکہ کوؤں نے باغ میں ڈیرے ڈال دیئے — بلبلیں چھپ گئیں اور چپ ہو گئیں

زانکہ بے گلزار بُلبل خامش ست — غیبتِ خورشید بیداری کُش ست
جس طرح کہ بغیر چمن کے بلبل چپ ہے — سورج کا غروب بیداری ختم کر دینے والا ہے

---

[1] حزن۔ غم یعنی حالت افتقار۔
دم زدن۔ پھونک مارنا، پھونک سے آئینہ دھندلا ہو جاتا ہے۔ ہر وقت۔ یعنی کسی وقت بھی شیخ کے سامنے لاف زنی نہ کرنی چاہیے۔ خاک۔ جب زمین اپنے یار (موسم بہار) سے ہم صحبت ہوتی ہے تو طرح طرح کے پھول اگا دیتی ہے۔ مرید کو بھی شیخ کی صحبت سے اسی طرح کا استفادہ کرنا چاہیے۔ انوار۔ جمع نور بمعنی غنچہ و کلی۔

[2] آں۔ موسم بہار درخت کیلئے یار موافق ہے اس کی صحبت سے درخت شگفتہ ہو جاتا ہے اسی طرح پیر کی صحبت باعث شگفتگی ہوتی ہے۔ در خزاں۔ موسم خزاں درختوں کے لئے یار نا موافق ہے درخت اس کی صحبت پسند نہیں کرتے ہیں۔ لہٰذا سو جاتے ہیں یعنی بد صحبت سے خلوت میں سو جانا بہتر ہے۔ اصحاب کہف۔ ان کا پورا قصہ دفتر اول میں گزر چکا ہے۔ ان کے دور میں دقیانوس ظالم بادشاہ تھا یہ بزرگ لوگ اس سے جدا ہو کر غار کی تنہائی میں جا کر سو گئے تھے۔

[3] یقظ۔ بیداری مصروف۔ زیر استعمال۔ ناموس۔ عزت۔ خواب۔ وہ سونا جو بہتر مقصد کے پیش نظر ہو اس بیداری سے بہتر ہے جس میں بروں کی صحبت ملے۔ دانش۔ عقل۔ وائے۔ کلمۂ افسوس ہے۔ نادان۔ عرفانِ حق سے خالی۔ زاغاں۔ زاغ کی جمع ہے کوا یعنی نااہل لوگ۔ خیمہ زدن۔ مقیم ہو جانا۔ محبتوں۔ یعنی اہل حق۔ تن زدن۔ خاموش ہو جانا۔ گلزار، گلشن، یعنی حق کے طالب لوگ۔ غیبت خورشید۔ سورج کے غروب کر جانے سے بیداری کے چرچے ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح طالبین کے غائب ہو جانے سے شیخ پر خاموشی طاری ہو جاتی ہے۔

آفتاب[1] ار ترک ایں گلشن کند
سورج اگر اس چمن کو چھوڑتا ہے

تا کہ تحت الارض را روشن کند
تو اس لئے کہ زمین کے نچلے حصہ کو روشن کرے

آفتابِ معرفت را نقل نیست
معرفت (خداوندی) کے سورج (پیر) کیلئے منتقل ہونا نہیں ہے

مشرقِ اُو غیر جان و عقل نیست
اس کی مشرق صرف روح اور عقل ہے

خاصہ خورشید کمالِ کاں سَریست
خصوصاً وہ آفتاب کمال جو اُس جانب کا ہے

روز و شب کردارِ اُو روشنگریست
اُس کا کام دن رات روشن کرنا ہے

مَطلع شمس آئی گر اسکندری
اگر تو سکندر ہے تو سورج کے طلوع ہونیکی جگہ پر آ

بعدازاں ہر جا روی نیکو فری
اس کے بعد جہاں جائے گا نیک بخت ہو گا

بعدازاں ہر جا روی مشرق بود
اس کے بعد تو جہاں جائے گا مشرق ہو گی

شرقہا بر مغربت عاشق شود
مشرقیں تیری مغرب پر عاشق ہونگی

حسِ[2] دُر پاشت سوئے مغرب دواں
تیری موتی برسانے والی حس مشرق کی جانب رواں ہے

حسِ خفاشت سوئے مشرق رواں
تیری چمکاڈر والی حس مغرب کی طرف روز نے والی ہے

اے خراں راتو مزاحِم شرم دار
تو گدھوں سے بھڑتا ہے شرم کر

راہِ حس راہِ خراں ست اے سوار
اے سوار! حس کا راستہ گدھوں کا راستہ ہے

آں چو زرِ سُرخ وایں حسّہا چو مس
وہ سرخ سونے کی طرح ہیں اور یہ حواس تانبے کیطرح ہیں

پنج حسے ہست جُز ایں پنج حسّ
ان پانچ حواس کے علاوہ پانچ حس اور ہیں

حسِ مس را چوں حسِ زر کے خرند
تانبے کے حس کو سونے کے حس کی طرح کب خریدتے ہیں؟

اندراں بازار کاہلِ محشر اند
جس بازار میں اہلِ محشر ہیں

حسِ جاں از آفتابے می چرد
روح کی حس آفتاب سے غذا حاصل کرتی ہے

حسِ ابداں قوتِ ظلمت می خورد
بدنوں کی حس ظلمت سے روزی حاصل کرتی ہے

دست چوں موسیٰ بروں آور ز جیب
موسیٰ کی طرح ہاتھ کو گریبان سے باہر نکال

اے[3] ببردہ رختِ حسّہا سُوئے غیب
اے (ذات) جو حس کے سامان کو غیب کیطرف لے گئی ہے

و آفتاب چرخ بندِ یک صفت
اور آسمان کا سورج ایک صفت کا پابند ہے

اے صفاتت آفتابِ معرفت
اے وہ کہ تیری صفات پہچان کے لئے سورج ہیں

---

[1] آفتاب۔ سورج کو فیض رسانی کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا پڑتا ہے۔ زمین کی فوقانی سطح سے منتقل ہو کر زمین کی تحتانی سطح کے باشندوں کو نور پہنچاتا ہے لیکن شیخ اپنی جگہ رہتا ہے اور زمین کے ہر حصہ کے باشندوں کو فیض پہنچاتا ہے۔ آفتاب معرفت۔ شیخ کامل۔ مشرق۔ سورج کے طلوع کرنے کی جگہ، جان۔ شیخ کی توجہ سے روح اور عقل روشنی حاصل کرتی ہے۔ خورشید کمال۔ اللہ تعالیٰ۔ آں سر۔ اس جانب یعنی ذاتِ باری عالم امکان سے وراء ہے۔ روشنگری۔ روشنی پہنچانا۔ اسکندری سکندر ذوالقرنین کا واقعہ قرآن پاک میں مذکور ہے یہ نیک بادشاہ تھا اور اس نے مشرق سے مغرب تک اپنی سلطنت کو وسیع کر دیا تھا۔ مطلع۔ شمس۔ اہل اللہ نیکفر۔ با اقبال۔ مشرق۔ یعنی مطلع انوار۔ مغربت یعنی تیرے وہ حالات جن میں انوار کی کمی ہو گی اس پر مشرقیں قربان ہوں گی۔

[2] حسِ خفاشت۔ حواس خمسہ ظاہرہ مادی چیزوں کا ادراک کرتے ہیں اور وہ ظلمت کے طالب ہیں۔ حسِ دُر پاش۔ انسان کے لطائف ستہ قلب روح نفس۔ ستر۔ خفی۔ اخفی۔ مراد ہیں۔ جنکے انکشافات پر معرفت حق مبنی ہے۔ آں چو زر۔ مادی حواس لطائف کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ بازار۔ آخرت کے بدار میں لطائف ستہ کی قیمت اٹھے گی۔ قوت۔ روزی۔ حسِ جاں۔ لطائف۔ آفتاب۔ یعنی ذات باری [3] اے۔ یہاں سے مولانا نے مناجات شروع کر دی ہے۔ دست چوں موسیٰ حضرت موسیٰ کا ید بیضاء تاریکی کو دور کر دیتا تھا۔ بروں آور۔ تا کہ تیری تجلی نور ہمارے جہل کی تاریکی کو دور کر دے۔ صفاتت۔ صفات خداوندی ذات کی معرفت کا ذریعہ ہیں۔ آفتاب چرخ۔ سورج بھی صفات باری کا مظہر ہے۔

گاہ[1] خورشید و گہے دریا شوی
(تو) کبھی سورج اور کبھی دریا (میں متجلی) ہوتا ہے

گاہ کوہِ قاف و گہ عنقا شوی
کبھی کوہ قاف (میں) اور کبھی عنقا (بیشمار بے نشان) ہو جاتا ہے

تو نہ ایں باشی نہ آں در ذاتِ خویش
اپنی ذات میں تو نہ یہ ہے نہ وہ ہے

اے فزوں از و ہمہ او زبیش بیش
اے وہ ذات جو ہموں سے آگے ہے اور آگے سے بھی آگے ہے

رُوح[2] با علم ست و با عقل ست یار
روح علم اور عقل کی ساتھی ہے

رُوح را با تازی و تُرکی چہ کار
روح کو ترکی یا عربی سے کیا واسطہ؟

از تو اے بے نقش با چندیں صُوَر
اے بے نقش! اتنے مظاہر کے ہوتے ہوئے تیری چہ سے

ہم مُشبّہ ہم مُوَحِّد خیرہ سَر
اہل تشبیہ بھی اور اہل توحید بھی حیران ہیں

گہ مُشبّہ را مُوَحِّد می کُنی
تو کبھی اہل تشبیہ کو اہل توحید بنا دیتا ہے

گہ مُوَحِّد را بصورت رہزنی
کبھی اہل توحید کا صورت کی وجہ سے رہزن ہوتا ہے

گہ ترا گوید ز مستی بُوالحسن
کبھی مستی میں ابوالحسن تجھے کہتا ہے

یا صَغِیرَ السِّنِّ یا رَطْبَ الْبَدَنْ
اے کم عمر! اے نازک بدن!

گاہ[3] نقشِ خویش ویراں می کُند
کبھی وہ اپنے نقش کو مٹاتا ہے

از پئے تنزیہ جاناں می کُند
تنزیہ کے لئے اپنی جان کھتا ہے

چشمِ حس را ہست مذہب اعتزال
حس کی آنکھ کا مذہب اعتزال ہے

دیدۂ عقل ست سُنّی در وصال
وصال کے معاملہ میں عقل کی آنکھ سنی ہے

سُخرۂ حِسّ اند اہلِ اعتزال
حس کے پابند معتزلی ہیں

خویش را سُنّی نمایند از ضلال
غلطی سے اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتے ہیں

ہر کہ در حِسّ ماند او معتزلی ست
جو حس میں (پھنسا) رہا وہ معتزلی ہے

گرچہ گوید سُنّیم از جاہلی ست
اگرچہ وہ کہے "میں سنی ہوں" نادانی ہے

ہر کہ از حِسِّ خدا دید آیتے
جس نے حس خداوندی کے ذریعہ کوئی نشانی دیکھ لی

در برحق ہست بہر طاعتے
وہ اطاعت کیلئے اللہ (تعالیٰ) کی جناب میں ہے

ہر کہ بیروں شد ز حس سُنّی و بست
جو شخص حس سے باہر ہو گیا وہ سنی ہے

اہلِ بینش چشمِ عقلِ خویش بست
اہل نظر نے اپنی عقل کی آنکھ بند کر لی ہے

[1] گاہ خورشید۔ یہ تمام چیزیں مظاہر قدرت ہیں۔ تو نہ مظاہر قدرت میں نہ ذات باری تعالیٰ میں ہیں اس کی ذات وہم سے بھی ورا الورا ہے۔

[2] روح۔ روح اگرچہ مادی بدن میں متصرف ہے۔ لیکن مادی اثر سے منزہ ہے۔ مشبہ۔ وہ لوگ جو خدا کو مخلوقات سے تشبیہ دیتے ہیں۔ موحد وہ لوگ جو خدا کو ذات وصفات میں یکتا مانتے ہیں۔ خیرہ سر۔ حیران، یعنی دونوں گروہوں میں سے اس کی حقیقت تک کوئی نہیں پہنچ سکا۔ کہ مشبہ مشبہ حیران ہو کر تنزیہ کا قائل ہو جاتا ہے اور موحد بچاتا ہے۔ کبھی موحد حیران ہو کر تشبیہ کا قائل ہو جاتا ہے۔ ابوالحسن۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت سے مراد عارف کامل ہے جو کسی بچہ میں جلوہ دیکھ کر مشبہ کے الفاظ بول جاتا ہے۔ صغیر السن۔ کم عمر۔ رطب البدن۔ نازک بدن۔

[3] گاہ۔ موحد غلبہ تنزیہ میں اپنے وجود کو ہی معدوم سمجھنے لگتا ہے۔ اور صرف ذات واحد کا وجود مانتا ہے۔ چشم حس۔ ظاہری آنکھ۔ مذہب اعتزال۔ معتزلہ کا عقیدہ کہ حشر میں بھی دیدار خدا ناممکن ہے۔ دیدہ عقل۔ باطنی بصیرت کا تقاضہ ہے کہ دیدار حق ہو گا یہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ سخرہ حس۔ جو سنی محض حس ظاہری رکھتے ہیں۔ وہ بھی حقیقتاً معتزلی ہیں انکو بھی دیدار حق میسر نہ آئیگا سنی وہ حقیقتاً وہ ہے جو باطنی بصیرت پیدا کر لے اور دیدار حق کر سکے حس خدا حس باطن۔ آیت۔ نشانی۔ بر۔ پیش جناب۔ بہر طاعتے۔ اللہ کی کسی نشانی میں اللہ کے جمال کا مشاہدہ کرنا مستقل عبادت ہے۔ اہل بینش۔ صاحب نظر عقل وحواس سے کام نہیں لیتا ہے وہ بصیرت قلبی سے کام لیتا ہے۔

گر بدیدے حسِّ[1] حیواں شاہ را
اگر حیوانی حس ، شاہ کو دیکھ سکتی

پس بدیدے گاؤ و خر اللہ را
تو گاؤ اور خر (بھی) اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتے

گر نبودے حسِّ دیگر مر ترا
اگر دوسری حس تیرے لئے مخصوص نہ ہوتی

جز حسِ حیوانِ بیروں از ہوا
حیوانی حس کے علاوہ، خواہش نفسانی سے باہر

پس نبی آدمؑ مکرّم کے بُدے
تو نبی آدم مکرم کب ہوتے؟

کے بہ حسِ مشترک محرم شدے
مشترک حس کی وجہ سے محرم (راز) کب ہوتے؟

نامُصوّر[2] یا مُصوّر گفتنت
بیجا (خدا کو) با صورت یا بے صورت کہنا

باطل آمد بے زصورت رفتنت
بے کار ہے جب تک کہ تو صورت سے نہ گزر جائے

نامُصوّر یا مُصوّر پیشِ اوست
با صورت یا بے صورت تو اس کے سامنے ہے

گو ہمہ مغزست بیروں شد ز پوست
جو مجسم مغز ہے چھلکے سے بالا ہے

گر تو کوری نیست بر اعمی حرج
اگر تو اندھا ہے، تو اندھے پر کوئی گناہ نہیں

ورنہ رَو کَالصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَج
ورنہ جا "صبر کرنا کشادگی کی کنجی ہے"

پردہائے دیدہ را داروئے صبر
(ظاہری) آنکھ کے پردوں کو داروئے صبر

ہم بسوزد ہم بسازد شرحِ صدر
جلا بھی دیتی ہے اور شرح صدر بھی کر دیتی ہے

آئینہ[3] دل چوں شود صافی و پاک
دل کا آئینہ جب صاف و پاک ہو جائے گا

نقشہا بینی بُروں از آب و خاک
تو آب و خاک سے بالا تر نقش دیکھے گا

ہم بہ بینی نقش و ہم نقاش را
نقش بھی دیکھے گا اور نقاش کو بھی

فرشِ دولت را و ہم فرّاش را
دولت کے فرش کو اور نیز فرش کرنیوالے کو

چوں خلیلؑ آمد خیالِ یارِ من
میرے یار کا خیال خلیل (اللہ) کی طرح ثابت ہوا

صورتش بُت معنی اُو بُت شکن
اس کا ظاہر بت اور اس کی حقیقت بت شکن ہے

شکر یزداں را کہ چوں اُو شد پدید
خدا کا شکر ہے کہ وہ جب ظاہر ہوا

در خیالِ اُو خیالِ حق رسید
اس کے تصور میں اللہ تعالیٰ کا تصور حاصل ہوا

شکر معطی را کہ چوں اُو در رسید
داتا کا شکر ہے کہ جب وہ خیال میں آیا

در خیالش جاں خیالِ خود بدید
اس کے خیال میں جان نے اپنا خیال دیکھا

---

[1] حسِ حیواں۔ ظاہری حس۔ شاہ اللہ تعالیٰ۔ حس دیگر۔ حس باطنی۔ بیروں از ہوا۔ ہوا و ہوس سے بالا تر مکرم۔ قرآن میں ہے لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ "اور البتہ ہم نے بنی آدم کو عزت دی۔" حس مشترک یعنی وہ حواس جو حیوان اور انسان میں مشترک ہیں۔ محرم۔ رازداں۔

[2] نامصوّر۔ یعنی خدا کا باصورت ہونا یا صورت سے منزہ ہونا اس شخص کیلئے متحقق ہے جو مجاہدے کر کے سراپا مغز بنگیا ہو۔ کوری۔ کور باستی۔ اعمی۔ نابینا۔ حرج۔ تنگی، گناہ، ورنہ۔ اگر استعداد ہی مفقود ہے تو مجبوری ہے ورنہ صبر سے مجاہدات کرو گے تو یہ مقام حاصل ہو جائے گا۔ سوزد۔ یعنی صبر آنکھوں کے پردے ہٹا دے گا۔

[3] آئینہ دل۔ بغیر اضافت کے پڑھا جائے۔ آب و خاک۔ عالم ناسوت نقش یعنی مخلوق نقاش، یعنی خالق۔ فرش دولت در بار۔ فراش۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ خلیل۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ خیال یار۔ تصور شیخ، حضرت ابراہیم نے ستارے کو دیکھ کر هٰذَا رَبِّیْ "یہ میرا رب ہے" کہا یہ ایک مدتی تھا جو بظاہر بت پرستی تھی لیکن دراصل اس کا اثبات اس کے ابطال کیلئے تھا جو بت شکنی تھی اسی طرح تصور شیخ بظاہر بت پرستی ہے لیکن چونکہ وہ اللہ تک پہنچاتا ہے اسلئے حقیقتاً وہ بت شکنی ہے۔ شکر یزداں۔ تصور شیخ نے اللہ تعالیٰ کے تصور تک پہنچا دیا۔ چوں او۔ تصور شیخ۔ یعنی شیخ کے تصور کے ذریعہ ہمیں اپنے نفس کی حقیقت معلوم ہوگئی اور اس کے ذریعہ معرفت خداوندی حاصل ہوئی۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ "جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا۔"

خاکِ درگاہت دلم را می فریفت[1] — خاک بروے کوز خاکت می شگیفت
تیری درگاہ کی خاک نے میرے دل کو فریفتہ کر دیا — اس پر خاک جس نے تیری خاک سے بے نیازی برتی

گفتم ار خوبم پذیرد ایں ازو — ورنہ خود خندید بر من زشت رُو
میں نے کہا کہ میں اچھا ہوں تو وہ اللہ اس (خوبی) کو اس دل یعنی مجھ سے قبول کرے گا — ورنہ مجھ بدصورت پر ہنس دے گا

چارہ آں باشد کہ خود را بنگریم — در خورِ آنیم و یا نادر خوریم
تدبیر یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو دیکھیں — ہم اس کے لائق ہیں یا نالائق ہیں

اُو جمیل ست و یُحِبُّ لِلجَمال — کے جوانِ نوگزیند پیرہ زال
وہ حسین ہے اور حُسن کو پسند کرتا ہے — بوڑھی عورت کو نوجوان کب قبول کرتا ہے؟

طَیِّبَات از بہرِ کہ لِلطَّیِّبین — خوب خوبی را کند جذب ایں یقیں
پاکیزہ عورتیں کس کے لئے ہیں، پاک مردوں کے لئے — اچھا، اچھائی کو جذب کرتا ہے یہ یقینی بات ہے

خوب خوبی را کند جذب[2] ایں بداں — طیّبات و طیّبین بروے بخواں
اچھا، اچھائی کو جذب کرتا ہے سمجھ لے — طیبات اور طیبین اس پر پڑھ دے

در ہر آں چیزے کہ تو ناظر شوی — می کُند با جنس سیر اے معنوی
تو جس چیز کو بھی دیکھے گا — اے معنی شناس! وہ اپنی ہم جنس کیساتھ چلتی ہے

در جہاں ہر چیز چیزے جذب کرد — گرم گرمی را کشید و سَرد سَرد
دنیا میں ہر ایک چیز نے ایک چیز کو جذب کیا ہے — گرم نے گرمی کو کھینچا اور سرد نے سردی کو

قسمِ[3] باطل باطلاں را می کشند — باقیاں از باقیاں ہم سَر خوشند
باطل قسم باطلوں کو کھینچتی ہے — باقی رہنے والے باقی رہنے والوں سے خوش ہیں

ناریاں مر ناریاں را جاذِب اند — نوریاں مر نوریاں را طالِب اند
جہنمی جہنمیوں کو کھینچنے والے ہیں — نوری، نوریوں کے طالب ہیں

صَافِ را ہم صافیاں راغِب شوند — دُرد را ہم تیرگاں جاذِب بُوَند
صاف لوگ، صاف کی طرف راغب ہوتے ہیں — بد باطن، تلچھٹ کو حاصل کرتے ہیں

زنگ را ہم زنگیاں باشند یار — روم را با رومیاں افتاد کار
حبشی کے حبشی دوست ہوتے ہیں — رومی کا، رومیوں سے واسطہ ہے

چشم چوں بستی ترا جاں کند نیست — چشم را از نورِ روزن صبر نیست
تو نے جب آنکھ بند کی، تجھے بیقراری ہے — آنکھ روزن کے نور سے صبر نہیں کر سکتی ہے

[1] فریفتن ۔ عاشق بنانا۔ شگیفتن۔ بے نیاز ہونا۔ ارزو۔ از دل۔ زشت رو۔ بدصورت۔ چارہ۔ تدبیر۔ در خور۔ لائق۔ پیرہ زال۔ بوڑھی عورت ایں۔ یقیں۔ یہ یقینی بات ہے۔

[2] جذب کشش۔ طیبات۔ قرآن پاک میں ہے۔ الطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ "پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں" ناظر دیکھنے والا۔ اے معنوی اے حقیقت میں۔

[3] قسم۔ فرقہ گروہ باقیان اہل ہدایت ناریاں۔ جہنمی۔ نوریاں۔ جنتی۔ صافیاں صاف باطن تیرگا۔ سیاہ باطن ۔ زنگ۔ حبشی۔ روم۔ رومی۔ جاں کندنی گھبراہٹ۔ روزن۔ روشندان

چشم چوں بستی ترا تاسہ[1] گرفت
جب تو نے آنکھ بند کی، تجھے گھبراہٹ نے پکڑا

نورِ چشم از نورِ روزن می شگفت
آنکھ کا نور روزن کے نور سے کھلتا ہے

تاسہ تو جذبِ نورِ چشم بُود
تیری بیقراری آنکھ کے نور کا جذبہ تھی

تا بہ پیوندد بہ نورِ روز زُود
تاکہ جلد دن کی روشنی سے وابستہ ہو جائے

چشم باز ار تاسہ گیرد مر تُرا
کھلی ہوئی آنکھ، اگر تجھے بیقرار کرے

دانکہ چشم دل بہ بستی بر گشا
سمجھ لے کہ تو نے دل کی آنکھ بند کی ہے کھول لے

آں[2] تقاضائے دو چشمِ دل شناس
سمجھ لے یہ دل کی دونوں آنکھوں کا تقاضا تھا

کو ہمی جوید ضیائے بیقیاس
کیونکہ وہ بے اندازہ روشنی چاہتی ہیں

چوں فراقِ آں دو نُورِ بے ثبات
جبکہ دو ناپائدار نوروں کی جدائی نے

تاسہ آوردت کشادی چشمہات
تجھے بیقرار کر دیا، تو نے اپنی آنکھیں کھولدیں

چوں فراقِ آں دو نورِ پائدار
تو دو پائدار نوروں کی جدائی

تاسہ چوں آرد مر آں را پاس دار
کیسی بے قراری پیدا کرے گی، اس کا خیال رکھ

اُو چو می خواند مرا من بنگرم
وہ جب مجھے بُلاتا ہے میں غور کرتا ہوں

لائقِ جذبم ویا بد پیکرم
میں کشش کے قابل ہوں یا بد صورت ہوں

گر لطیفے زشت را در پے کند
اگر کوئی خوبصورت، بد صورت کا پیچھا کرے

تسخرُے باشد کہ اُو بروے کُند
یہ ایک مذاق ہوتا ہے جو وہ اس سے کرتا ہے

کے بہینم رُوئے خود را اے[3] عجب
تعجب ہے میں اپنا چہرہ کب دیکھتا ہوں؟

تا چہ رنگم ہمچو روزم یا چو شب
جو یہ کہوں کہ میں کس رنگ کا ہوں میں دن کیطرح ہوں یا رات کی مانند

نقشِ جانِ خویش می جستم بسے
میں نے اپنی جان کا نقش بہت تلاش کیا

ہیچ می ننمود نقشم از کسے
(لیکن) میرا نقش کسی سے رونما نہ ہوا

گفتم آخر آئینہ از بہرِ چیست
میں نے کہا آخر آئینہ کس لئے ہوتا ہے

تا بداند ہر کسے کہ جنسِ کیست
(اسی لئے) کہ ہر شخص یہ جان لے کہ وہ کس جنس کا ہے

آئینہ آہن برائے پوستہاست
لوہے کا آئینہ جسموں کے لئے ہے

آئینہ سیمائے جاں سنگیں بہاست
جان کے چہرے کا آئینہ بہت قیمتی ہے

آئینہ جاں نیست اِلا روئے یار
جان کا آئینہ یار کے چہرے کے علاوہ نہیں ہے

روئے آں یارے کہ باشد زاں دیار
اس یار کا چہرہ جو اس دیار (عالم ملکوت) کا ہو

---

[1] تاسہ۔ بیقراری۔ نورِ چشم۔ آنکھ کا نور بیرونی نور کا طالب ہے اور نہ گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ چشم باز۔ آنکھ کھلی ہوئی ہونے پر اگر گھبراہٹ طاری ہو تو سمجھ لے کہ یہ اضطراب دل کی آنکھ بند ہونے کی وجہ سے ہے۔

[2] آں تقاضائے۔ دل کی گھبراہٹ دل کی آنکھیں بند ہونے کی وجہ سے ہوئی جو لا انتہا نور کا مشاہدہ چاہتی ہیں۔ دو نور۔ یعنی دل کی آنکھ کا نور اور لا محدود نور۔ بد پیکر۔ بد صورت گر لطیفے۔ جب یہ طے ہے کہ ہم جنس ہم جنس کا طالب ہوتا ہے تو اگر حسین کسی بدصورت کا طالب بنتا ہے تو وہ محض مذاق کے لئے ہوتا ہے۔

[3] اے عجب اس کا تعلق اگلے شعر کے دوسرے مصرع سے ہے۔ ہمچو روز۔ یعنی منور چو شب۔ یعنی سیاہ باطن نقش جان۔ شیخ کے ذریعہ مرید کی حقیقی تصویر سامنے آجاتی ہے یعنی میں نے ایسا شیخ تلاش کیا جس کی وجہ سے مجھ پر اپنی حقیقت واضح ہو جائے۔ تفہیم۔ آئینہ میں دیکھ کر اپنی خوبصورتی و بدصورتی پہچان لی جاتی ہے۔ آئینہ سیمائے جاں جس آئینہ میں باطن کی خوبصورتی و بدصورتی نظر آتی ہے وہ مرشد شیخ ہے جو بہت قیمتی چیز ہے۔ روئے یار۔ شیخ۔ کی صحبت میں اپنے نقائص نظر آجاتے ہیں۔ آں دیار یعنی وہ شیخ جس کا تعلق عالم ملکوت سے ہو۔

گفتم اے دل آئینہ[1] کُلّی نجُو — رو بدریا کار برنایدز جُو
میں نے کہا اے دل! مکمل آئینہ تلاش کر — دریا پر جا، نہر سے کام نہ چلے گا

زیں طلب بندہ بکوئے تو رسید — درد مریم را بخُرما بُن کشید
اس طلب کی وجہ سے خادم تیرے کوچہ میں پہنچا — مریم کو درد کھجور کے درخت کی طرف لے گیا

دیدۂ تو چوں دلم را دیدہ شد — صد دلِ نادیدہ غرقِ دیدہ شد
تیرا نور جب میرے دل کا نور بن گیا — سینکڑوں نہ دیکھے ہوئے دل دیکھے ہوئے میں سما گئے

آئینہ کُلّی بر آوردم زدود — دیدم اندر آئینہ نقشِ تو بود
میں نے دھویں سے مکمل آئینہ نکالا — میں نے دیکھا آئینہ میں تیرا نقش تھا

آئینہ کُلّی تُرا دیدم اَبَد — دیدم اندر چشمِ تو من نقشِ خود
میں نے تجھے ہمیشہ مکمل آئینہ سمجھا — میں نے تیری آنکھوں میں اپنا نقش دیکھا

گفتم[2] آخر خویش را من یافتم — در دو چشمش راہِ روشن یافتم
میں نے کہا بالآخر میں نے اپنے آپ کو پا لیا — اس کی دونوں آنکھوں میں روشن راستہ پا لیا

گفت وہمم کاں خیالِ تست ہاں — ذاتِ خود را از خیالِ خود بداں
میرے وہم نے کہا کہ یہ تیرا خیال ہے خبردار! — اپنی ذات کو اپنا خیال سمجھ

نقشِ من از چشمِ تو آواز داد — کہ منم تو تو منی در اتّحاد
میرے نقش نے تیری آنکھ میں سے آواز دی — کہ میں تو ہوں تو میں ہے، یگانگت میں

کاندریں[3] چشمِ مُنیر بے زوال — از حقائق راہ کے یابد خیال
اس روشن، حقائق سے بے زوال آنکھ میں — خیال راستہ کب پا سکتا ہے؟

در دو چشمِ غیرِ من تو نقشِ خود — گر ببینی آں خیالے دان وَرَدّ
میرے علاوہ کسی کی دونوں آنکھوں میں اپنا نقش — اگر تو دیکھے تو اس کو (محض) خیال اور (قابل) رد سمجھ

زانکہ سرمہ نیستی در می کشد — بادہ از تصویرِ شیطاں می چَشد
اس لئے کہ وہ نیستی کا سرمہ لگاتا ہے — (اور) شیطان کی تصویر سے شراب پیتا ہے

چشمِ او خانہ خیالست و عَدَم — نیستہا را ہست بیند لَا جَرَم
اس کی آنکھ عدم اور خیال کا گھر ہے — لا محالہ وہ معدوم کو موجود دیکھتا ہے

[1] آئینہ کلی۔ یعنی شیخ کامل دریا۔ یعنی شیخ کامل۔ جُو۔ نہر یعنی ناقص۔ پیر۔ مریم حضرت عیسیٰ کی والدہ۔ خرمابن۔ کھجور کا درخت حضرت مریم کے دروازہ کا اضطراب کھجور کے سائے۔ پھل، اور ٹھنڈے پانی اور بچہ کے دیدار سے رفع ہوا تھا۔ صد دل۔ نادیدہ۔ میرا دل جو بے معرفت ہونے میں سو دلوں کی برابر تھا۔ بر آوردم زدود۔ یعنی میں نے نور مطلق کو تعینات کے دھویں سے جدا کیا تو اس میں تیرا نقش محسوس کیا۔ آئینہ کلی۔ مکمل آئینہ۔ اَبَد۔ ہمیشہ چشم تو۔ دل کا دیدۂ بصیرت۔

[2] گفتم۔ شیخ کے آئینہ دل میں اپنی صورت دیکھ کر اطمینان ہو گیا۔ اور اس کی وجہ سے مجھے راہ ہدایت حاصل ہوئی۔ خیال۔ خیالی بات۔ ہاں۔ تنبیہ کا کلمہ ہے۔ ذات۔ نفس الامری صورت۔ نقش۔ میری صورت نے بتایا کہ یہ صورت واقعی ہے محض خیالی نہیں ہے۔

[3] کاندریں چشم۔ یعنی میرے نقش نے یہ بھی کہا کہ شیخ کی چشم دل میں جو کہ ہمیشہ حقائق سے وابستہ ہے کوئی غیر واقعی خیالی چیز نہیں سما سکتی۔ در دو چشم غیر۔ ناقص کی چشم دل میں غیر حقیقی چیز نمودار ہو سکتی ہے نیستی۔ عالم فانی۔ بادہ شراب۔ تصویر۔ تخیل۔ می چشد۔ چونکہ وہ ناقص ہے اور اس کی چشم بصیرت عالم سفلی میں پھنسی ہوئی ہے وہاں شیطانی تصور پہنچ جاتا ہے۔ خانہ خیال۔ یعنی اس کی آنکھ میں غیر حقیقی چیزیں گھر کئے ہوئے ہیں۔

چشم من چوں سُرمہ دید از ذوالجلال[1] — خانہ ہستی ست نے خانہ خیال

میری آنکھ نے جبکہ جلال والے (اللہ) کا سرمہ دیکھا ہے — وہ موجود کا خانہ ہے نہ کہ خیال کا

تا یکے مُو باشد از ہستیِ تو — در خیالت گم شود مستیِ تو

جب تک تیری ہستی کا ایک بال بھی رہے گا — تیری مستی تیرے خیال میں گم ہو جائے گی

تا یکے مُو باشد از تو پیشِ چشم — در خیالت گوہرے باشد چو یشم

جب تک تیرا ایک بال بھی آنکھ کے سامنے ہو گا — تیرے خیال میں موتی، سنگِ یشم ہو گا

یشم را آنگہ شناسی از گہر — کز خیالِ خود کنی کلّی گذر

تو یشم (پتھر) اور موتی میں اسوقت تمیز کر سکیگا — جب اپنے خیال سے بالکلیہ گزر جائے گا

یک حکایت بشنو اے گوہر شناس — تا بدانی تو عیاں را از قیاس

اے موتی کو پہچاننے والے! ایک حکایت سن لے — تاکہ تو مشاہدہ کو قیاس سے (جدا) جان لے

ہلال پنداشتنِ آں شخص خیال را در عہدِ امیر المومنین عمرؓ

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص کا خیال کو چاند سمجھ لینا

ماہِ[2] روزہ گشت در عہدِ عمرؓ — بر سرِ کوہے دوید ندآں نفر

(حضرت) عمرؓ کے زمانے میں رمضان آیا — سب پہاڑ کی چوٹی پر گئے

تا ہلالِ روزہ را گیرند فال — آں یکے گفت اے عمرؓ اینک ہلال

تاکہ روزے کے چاند سے (نیک) فال لیں — ایک شخص بولا، اے عمرؓ! چاند یہ ہے

چوں عمرؓ بر آسماں مہ را ندید — گفت کایں مہ از خیالِ تو دمید

جب (حضرت) عمرؓ نے آسمان پر چاند نہ دیکھا — فرمایا یہ چاند تیرے خیال سے چمکا ہے

ورنہ من بینا[3] ترم افلاک را — چوں نمی بینم ہلالِ پاک را

ورنہ میں تو آسمانوں کو زیادہ دیکھنے والا ہوں — پاک چاند کو کیوں نہ دیکھ لوں گا؟

گفت تر کن دست و برابرو بمال — آنگہاں تو بر نگر سُوئے ہلال

فرمایا ہاتھ تر کر اور ابرو پر مل — پھر تو چاند کی طرف دیکھ

چونکہ اُو تر کرد ابرو مہ ندید — گفت اے شہ نیست مہ شد ناپدید

جب اس نے ابرو تر کی چاند کو نہ دیکھا، — بولا، اے شاہ! چاند نہیں ہے، وہ غائب ہو گیا

گفت آرے مُوئے ابرو شد کماں — سُوئے تو افگند تیرے از گماں

فرمایا ہاں ابرو کا بال کمان بن گیا — اس نے تیری جانب گمان کا تیر چلا دیا

---

[1] ذوالجلال۔ اللہ تعالیٰ کے تصور کے ساتھ باطل جمع نہیں ہو سکتا۔ تا یکے۔ مو۔ یعنی جب تک عالم ناسوت سے ادنیٰ تعلق رہے گا۔ ہستی۔ تو۔ عالم وجد۔ یشم۔ ایک کم قیمت پتھر ہے۔ کلی گزر فنا کے بعد حقائق منکشف ہوں گے۔ عیاں۔ مشاہدہ قیاس۔ تخمینی بات۔

[2] ماہِ روزہ۔ رمضان شریف۔ نفر۔ جماعت۔ فال۔ نیک شگون۔ از خیال تو یعنی تیرا چاند محض خیالی ہے۔

[3] بینا تر۔ حضرت عمرؓ کی نگاہ اس سے زیادہ تیز تھی یا حضرت عمرؓ کا اپنے کشف کی طرف اشارہ تھا۔

چوں یکے مُوکژ شد از ابروئے اُو
جب اس کی ابرو کا ایک بال ٹیڑھا ہوا

شکلِ ماہے نو نمود آں موئے اُو
اس کے بال نے نئے چاند کی شکل نمودار کر دی

چوں یکے مُوکژ شد اورا راہ۱ زد
جب ایک بال ٹیڑھا ہوا اس نے گمراہ کر دیا

تا بدعویٰ لافِ دید ماہ زد
یہاں تک کہ دعوے کیساتھ چاند دیکھنے کی ڈینگ ماری

موئے کژ چوں پردہ گردوں بُود
ٹیڑھا بال جب آسمان کا پردہ بن گیا

چوں ہمہ اَجزات کژ شد چوں بُود
جب تیرے تمام اجزاء ٹیڑھے ہو جائیں تو کیا ہوگا؟

راست کُن اَجزات را از راستاں
پنوں کے ذریعہ اپنے اجزا سیدھے کر لے

سَر مکش اے راست روزاں آستاں
اے سیدھا چلنے والے اس چوکھٹ سے سر نہ ہٹا

ہم ترا زورا ترا زوراست کرد
ترازو ہی ترازو کو برابر کرتی ہے

ہم ترا زورا ترازو کاست کرد
ترازو ہی ترازو کو کم کر دیتی ہے

ہر کہ بانا راستاں ہم سنگ شد
جو گمراہوں کے ساتھ تلا

در کمی اُفتاد و عقلش دنگ شد
کمی میں مبتلا ہوا اور اس کی عقل ماری گئی

رَو اَشِدَّاء ۲ عَلَی الکُفَّار باش
جا، کفار پر بھاری پڑ

خاک بر دلداریِ اغیار پاش
بیگانوں کی دلداری پر خاک ڈال

بر سَرِ اغیار چوں شمشیر باش
بیگانوں کے سر پر تلوار بن

ہیں مکُن روباہ بازی شیر باش
خبردار! مکاری نہ کر، شیر بن

تاز غیرت از تو یاراں نگسلند
تاکہ غیرت کی وجہ سے تجھ سے یار نہ کٹ جائیں

زانکہ آں خاراں عدوے ایں گلند
اسلئے کہ کانٹے (اغیار) اس گلستان (وحدت) کے دشمن ہیں

آتش ۳ اندر زن بگرگاں چوں سپند
کالے دانے کی طرح ان بھیڑیوں (اغیار) میں آگ لگا دے

زانکہ ایں گرگاں عدوے یوسف اند
کیونکہ یہ بھیڑیے یوسف (محبوب حقیقی) کے دشمن ہیں

جانِ بابا گوید ت ابلیس ہیں
خبردار! شیطان تجھے جان پدر کہے گا

تا بہ دَم بفریبدت دیوِ لعیں
تاکہ لعین شیطان تجھے فریب میں پھنسا لے

ایں چنیں تلبیس بابا بات کرو
شیطان نے تیرے بابا (حضرت آدم) سے ایسی ہی مکاری کی

آدمےؑ را ایں سیہ رُخ مات کرد
(حضرت) آدم کو اس سیاہ رو نے ہرا دیا

بر سَرِ شطرنج چُست ست ایں غراب
یہ کوا شطرنج پر چست (ہو کر بیٹھا) ہے

تو مبیں بازی بچشمِ نیم خواب
تو بازی کو ادھ کھلی آنکھ سے نہ دیکھ

---

۱ راہ زد۔ گمراہ کر دیا۔ لاف۔ بیہودہ دعویٰ۔ اجزات۔ اجزائے تو۔ راستاں۔ عارفین۔ سر مکش۔ رو گردانی۔ نہ کر۔ ترازو۔ یعنی ترازو کا باٹ۔ کاست۔ کم ہم سنگ شدن۔ برابر تلنا۔ دنگ۔ شدن۔ حیران ہونا۔

۲ اشداء۔ شدید کی جمع ہے سخت۔ اغیار۔ غیر کی جمع ہے پاش۔ چھڑک۔ روباہ بازی۔ مکاری۔ تاز غیرت۔ غیروں سے جڑنا، اپنوں سے ٹوٹنا ہے۔ خداں۔ یعنی اللہ سے بیگانے کل۔ ذاتِ خداوندی

۳ آتش زدن۔ برباد کرنا۔ گرگاں۔ یعنی اللہ کے دشمن۔ سپند۔ کالا دانہ۔ جو بہت جلد آگ پکڑ لیتا ہے۔ اور نظر بد کے دفع کرنے کیلئے اس کو جلایا جاتا ہے۔ یوسف یعنی محبوب حقیقی، حضرت یوسف کے بھائیوں نے اپنے باپ حضرت یعقوب سے کہا تھا کہ یوسف کو بھیڑیے نے کھالیا، اگرچہ یہ غلط تھا مولانا نے ان کے قول کے مطابق بھیڑیے اور حضرت یوسف کی دشمنی کو ذکر کر دیا ہے۔ جانِ بابا۔ نورِ نظر لاڈلا بیٹا، دَم۔ فریب۔ بابا بات۔ بابا بائے تو۔ مات۔ شاہ شطرنج کو مقید کر دینا۔ جس شطرنجی کا شاہ مقید ہو جائے وہ ہار جاتا ہے لہٰذا "مات کردن" مطلقاً ہرا دینے کے معنی میں مستعمل ہو جاتا ہے۔

زانکہ فرزیں بندہا داند بسے — کہ بگیرد در گلویت چوں خسے
اس لئے کہ وہ فرزین کے بہت سے گھر لو جانتا ہے — تاکہ تیرے گلے میں تنکے کی طرح پھنس جائے

در گلو ماند خسِ او سالہا — چیست آں خس مہرِ جاہ و مالہا
اس (شیطان) کا تنکا گلے میں سالہا رہتا ہے — وہ تنکا کیا ہے؟ رتبہ اور مال کی محبت

مال حسن باشد چو ہست آں بے ثبات — در گلویت مانعِ آبِ حیات
مال چونکہ فانی ہے وہ تنکا ہے — تیرے گلے میں وہ آبِ حیات سے مانع ہے

گر بَرَد مالت عدوّے پُرفنے — رہزنے را بُردہ باشد رہزنے
اگر کوئی چالاک دشمن تیرا مال لے جائے — ایک ڈاکو، دوسرے ڈاکو کا مال لے گیا

وزریدنِ مار گیرے مارے را از مار گیرے دیگر
ایک سپیرے کا دوسرے سپیرے کے سانپ کو چُرانا

دُزدے[۲] کے از مارگیرے مار بُرد — زابلہی آں را غنیمت می شمرد
ایک چور، ایک سپیرے کا سانپ لے گیا — بیوقوفی سے اس کو (مال) غنیمت سمجھ رہا تھا

وار ہید آں مار گیر از زخمِ مار — مار کشت آں دز درابس زار زار
وہ سپیرا، سانپ کے زخم سے بچ گیا — سانپ نے اس چور کو بری طرح مار ڈالا

مار گیرش دید بشناخت — گفت از جاں مارِ من پرداخت
سپیرے نے اس کو دیکھا تو پہچان گیا — بولا، اس کو میرے سانپ نے بے جان کیا ہے

در دُعا می خواست جانم ازو — کِش بیابم، مار بستانم ازو
دعا میں میری جان اس کو طلب کرتی تھی — کہ میں اس کو پکڑ لوں، سانپ اس سے لے لوں

شکر حق را کاں دُعا مردود[۳] شد — من زیاں پنداشتم آں سود شد
اللہ (تعالیٰ) کا شکر ہے کہ وہ دعا مردود ہو گئی — میں نے نقصان سمجھا تھا وہ نفع ہوئی

بس دعا ہا کاں زیانست ہلاک — از کرم می نشنو دیزدانِ پاک
بہت سی دعائیں جو نقصان اور [illegible] — اللہ پاک ان کو کرم کی وجہ سے قبول نہیں کرتا ہے

مصلح ست او مصلحت را داند او — کاں دعا را بازمی گرد اند او
وہ مُصلح ہے اور مصلحت کو جانتا ہے — کہ اس دعا کو وہ لوٹا دیتا ہے

واں دعا گوینده شاکی می شود — مے بَرد ظن بد و بد بُود
دعا کرنے والا شاکی ہوتا ہے — برا گمان کرتا ہے اور یہ بدگمانی بری ہوتی ہے

۱ فرزیں۔ شطرنج کے مہروں میں بمنزلہ وزیر کے ہوتا ہے جو دور کی چال چل سکتا ہے اس کے گھر جانے سے مات دیدینا آسان ہو جاتا ہے۔ فرزیں بندہ ایسی چال کو کہا جاتا ہے جس میں فرزین گھر جائے۔ خس۔ گھاس کا تنکا۔ مہر۔ محبت جاہ مرتبہ۔ بے ثبات۔ ناپائیدار۔ آبِ حیات۔ وہ پانی جس سے ابدی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ پُرفن۔ مکار۔ رہزنے۔ مال بھی راہزن ہی کمر توڑ کر دیتا ہے۔

۲ دُزدک۔ کمینہ چور۔ مارگیر۔ سپیرا۔ وار ہید۔ نجات پا گیا۔ زخمِ مار۔ سانپ کا ڈسنا۔ زار۔ بری حالت۔ پرداخت۔ خالی کر دیا۔ مردعا۔ یعنی سانپ کے مل جانے کی دعا کرتا تھا۔ کِش۔ کہ اس۔

۳ مردود۔ نامقبول۔ زیاں۔ نقصان۔ سود۔ فائدہ۔ مصلح۔ بہتری کرنے والا۔ بازگردانیدن۔ لوٹا دینا۔ شاکی۔ شکوہ کرنے والا۔ بدبُود۔ یعنی بدگمانی بری ہوتی ہے۔

نمی نداند کہ بلائے خویش خواست — وز کرم حق آں بدونا[1] ورد راست
وہ نہیں سمجھتا کہ اس نے اپنی مصیبت کی دعا کی ہے — اور خدا نے کرم کر کے اس کو قبول نہیں کیا ہے

اِلتماس کردنِ ہمراہِ عیسیٰ علیہ السلام بزندہ کردنِ استخوانہا از عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کا ان سے ہڈیوں کو زندہ کر دینے کی درخواست کرنا

گشت با عیسیٰ یکے اَبلہ رفیق — استخوانہا دید در گورے عمیق
ایک بیوقوف (حضرت) عیسیٰ کا سفر کا ساتھی بنگیا — اس نے ایک گہری قبر میں ہڈیاں دیکھیں

گفت اے ہمراہ نامِ آں سنی[2] — کہ بداں تو مُردہ زندہ می کُنی
کہنے لگا کہ اے ساتھی! اس بلند ذات کا نام — جس کے ذریعہ تم مردے کو زندہ کرتے ہو

مَر مرا آموز تا احساں کُنم — استخوانہا را بداں با جاں کُنم
مجھے سکھا دو، تاکہ میں اچھا کام کروں — اس کے ذریعہ ہڈیوں کو جاندار بنا دوں

گفت خَامُش کُن کہ آں کارِ تو نیست — لائقِ اَنفاس و گفتارِ تو نیست
فرمایا چپ رہ کہ وہ تیرا کام نہیں ہے — تیرے سانسوں اور گفتار کے لائق نہیں ہے

کاں نَفَس خواہد زباراں پاک تر — وز فرشتہ در روش چالاک تر
وہ (نام) ایسا سانس چاہتا ہے جو بارش سے زیادہ پاک ہو — اور رفتار میں فرشتہ سے زیادہ تیز ہو

عمر ہا بایست تادم پاک شُد — تا امینِ مخزنِ افلاک شُد
عمریں چاہئیں تاکہ سانس پاک ہو — اور آسمانوں کے خزانے کا امین بنے

خود گرفتی ایں عصا دَر دستِ راست — دست را دستانِ موسیٰ از کجاست
یہ لاٹھی تو نے داہنے ہاتھ میں پکڑی لی ہے — ہاتھ میں موسوی اعجاز کہاں ہے؟

گفت گر من نیستم اَسرار خواں — ہم تو بر خواں نام را بر استخوان
وہ بولا، اگر میں اسرار کے پڑھنے کے قابل نہیں ہوں — (تو) آپ ہی ہڈیوں پر نام پڑھ دیجئے

گفت عیسیٰ یارب ایں اَسرار[3] چیست — میلِ ایں اَبلہ دریں گفتار چیست
(حضرت) عیسیٰ نے کہا اے خدا یہ کیا راز ہے؟ — اس بیوقوف کا میلان اس گفتگو کیطرف کیوں ہے؟

چوں غمِ خود نیست ایں بیمار را — چوں غمِ جاں نیست ایں مُردار را
اس بیمار کو اپنا غم کیوں نہیں ہے؟ — اس مُردے کو (اپنی) جان کا غم کیوں نہیں ہے؟

[1] بدو۔ باؤ۔ نادر دنیا درد۔ راست۔ مقبول۔ لہٰذا راضی برضاء الٰہی رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول بھی نہ کرے تو۔ یہی سمجھنا چاہیے۔ کہ بھلائی اسی میں تھی۔ التماس کردن۔ اس حکایت کا منشا بھی یہی ہے کہ انسان ایک بات کی خواہش کرتا ہے لیکن اس کی بھلائی اس میں نہیں ہوتی ہے۔ ابلہ۔ بیوقوف۔ گور۔ قبر، بعض نسخوں میں گوئے ہے جو گڑھے کے معنی میں ہے۔

[2] سنی۔ بلند۔ احسان۔ اچھا کام کرنا۔ باجان۔ جاندار۔ خامش کن۔ چپ ہو جا۔ انفاس۔ نفس کی جمع، سانس، عصا۔ لاٹھی۔ راست۔ دایاں۔ دستاں۔ افسوں، اعجاز

[3] اسرار۔ راز۔ نام۔ اسم اعظم۔ چوں۔ دوسرے کے لئے اسم اعظم کا خواہاں ہے۔

مُردہ ۱ خودرا رہا کرد ست اُو
اس نے اپنے مردے کو چھوڑا ہے

مُردۂ بیگانہ را جوید رَفُو
غیر کے مُردے کی بھلائی چاہتا ہے

گفت حق اِدباراگراد بار جوست
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا بدبخت ہے اگر بدبختی کا جویاں ہے

خار روئیدن جزائے کشت اوست
اس کی کھیتی کا نتیجہ کانٹوں کا اُگنا ہے

آنکہ تخمِ خار را کارد در جہاں
جس شخص نے دنیا میں کانٹے کا بیج بویا

ہاں وہاں اورا مجودر گلستاں
خبردار، خبردار! اس کو گلستاں میں نہ تلاش کر

گر گلے گیرد بکف خارے شود
اگر وہ ہاتھ میں پھول لے گا تو وہ کانٹا بنجائیگا

ورسُوئے یارے رود مارے شود
اگر دوست کی طرف جائیگا تو سانپ بنجائیگا

کیمیائے زہرِ مارست آں شقی
وہ بدبخت سانپ کے زہر (کی طرح) کی کیمیا ہے

بر خلافِ کیمیائے متقی
متقی کی کیمیا کے بر خلاف

ہیں مکن برقول وفعلش اعتمید ۲
خبردار! اس کے قول و فعل پر بھروسہ نہ کر

کو ندارد میوۂ مانند بید
وہ (درخت) بید کی طرح پھل نہیں لاتا ہے

اَندر زکردنِ صوفی خادم را در تیمار داشت
صوفی کا خادم کو جانور کی خبر گیری کرنے کی نصیحت کرنا

بہیمہ وَلاَحَوْلَ گفتنِ آں خادم
اور اس خادم کا لاحول پڑھنا

صوفیئے می گشت در دَورِا اُفق
ایک صوفی دنیا کے اطراف میں گشت کرتا تھا

تاشبے در خانقا ہے شد قُنق
ایک رات ایک خانقاہ میں مہمان ہو گیا

یک بہیمہ داشت در آخُر بہ بست
اس کا ایک چوپایہ (سواری کا) تھا جس کو اصطبل میں باندھ دیا

اُو بصدرِ صُفّہ بایاراں نشست
وہ دوستوں کے ساتھ چبوترے کے صدر مقام پر بیٹھ گیا

پس مُراقِب گشت بایارانِ خویش
پھر اپنے دوستوں کے ساتھ مراقبہ کرنے لگا

دفترے باشد حضورِ یار بیش
یار کی صحبت بہت بڑا دفتر ہوتی ہے

دفترِ صوفی ۳ سوا دو حرف نیست
صوفی کا دفتر، سیاہی اور حرف نہیں ہے

جُز دلِ اسپید ہمچوں برف نیست
برف کی طرح سفید دل کے سوا کچھ نہیں ہے

زادِ دانشمند آثارِ قلم
عقلمند کا توشہ قلم کے نشانات ہیں

زادِ صوفی چیست انوارِ قِدم
صوفی کا توشہ کیا ہے (اللہ تعالیٰ) کے انوار

۱ مُردہ خود یعنی اپنی مردہ روح۔ کہ رفو۔ سلائی، اصلاح۔ ادبار۔ بدبختی مبالغہ۔ بدبخت کے معنی میں بولا گیا ہے کشت۔ کھیتی۔ کارد۔ کاشتن بمعنی بونا کا مضارع ہے۔ مارے شود۔ دوست کی صحبت ہلاکت کا سبب بنجائیگی۔ کیمیا۔ وہ فن ہے جس کے ذریعہ چیزوں کی ماہیت بدلتے ہیں تانبے کو سونا بنا دیتے ہیں۔ شقی۔ یعنی شقی سانپ کے زہر کی طرح کی کیمیا ہے جو زندہ کو مردہ کر دیتا ہے۔ متقی۔ یعنی متقی شخص بروں کی ماہیت تبدیل کر کے ان کو بھلا دیتا ہے۔

۲ اعتمید۔ اعتماد کا لام ہے بھروسہ۔ بید۔ بے ثمر درخت ہے اندرز۔ نصیحت، بہنمیہ۔ چوپایہ یعنی سواری کا جانور۔ دور افق۔ اطراف عالم۔ قنق۔ ترکی لفظ ہے بمعنی مہمان۔ آخر۔ اصطبل۔ صدر۔ صدر مقام۔ صفہ چبوترہ مراقب۔ مراقبہ کرنے والا یعنی ماسوا اللہ سے توجہ ہٹا کر خدا کی طرف متوجہ ہونے والا۔ حضور یار معیت حق۔ بیش۔ اکثر و بیشتر

۳ سواد۔ سیاہی۔ اسپید۔ سفید۔ زاد۔ توشہ۔ آثار قلم۔ یعنی نوشتہ قلم۔ انوار قدم۔ انوار الٰہی۔

همچو صیادے اِسُوئے اِشکار شُد — گام آہو دید و بر آثار شد
اس شکاری کی طرح جو شکار کے پیچھے لگا — ہرن کے قدم دیکھے اور نشانِ قدم پر چل پڑا

چند گاہش گام آہو در خورست — بعد ازاں خود نافِ آہو رہبرست
اس کو کچھ دیر ہرن کے قدموں کی ضرورت ہے — اس کے بعد خود ہرن کا نافہ اس کا رہنما ہے

چونکہ شُکر گام کردو رہ بُرید — لَا جرم زاں گام در کامے رسید
چونکہ اس نے نشانِ قدم کی قدر کی اور راستہ طے کیا — لا محالہ اس قدم سے مقصد تک پہنچ گیا

رفتنِ یک منزلے بر بُوئے ناف — بہتر از صد منزلِ گام و طواف
نافہ کی خوشبو پر ایک منزل چلنا — چکر کی سو منزلوں سے بہتر ہے

آں ۲ دِلے کو مَطلعِ مہتابہاست — بہر عارف فُتِحَتْ اَبوَابُہَا ست
وہ دل جو بہت سے سورجوں کا مشرق ہے — عارف کے لئے فتحت ابوابہا (کا مصداق ہے)

باتو دیوارست و با ایشاں درست — با تو سنگ و با غریزاں گوہرست
(وہ دل) تیرے لئے دیوار اور ان کیلئے دروازہ ہے — تیرے لئے پتھر اور پیاروں کے لئے موتی ہے

انچہ تو در آئینہ بینی عیاں — پیر اندر خشت بیند پیش ازاں
تو جو کچھ آئینہ میں مشاہدہ کرتا ہے — پیر، لوہے کے ٹکڑے میں اس سے پہلے دیکھ لیتا ہے

پیر ایشاں نند کایں ۳ عالم نبود — جانِ ایشاں بود در دریائے جود
وہ اس وقت سے پیر ہیں جبکہ یہ جہان نہ تھا — ان کی روحیں دریائے حق میں تھیں

پیش ازیں تن عمر ہا بگذاشتند — پیشتر از کِشت بَر برداشتند
اس جسم سے پہلے انہوں نے عمریں گزاری ہیں — انہوں نے کھیتی سے پہلے ہی پھل چنے ہیں

پیشتر از نقشِ جاں پذرفتہ اند — پیشتر از بحر دُرہا سُفتہ اند
وہ جسم سے پہلے جان حاصل کر چکے ہیں — دریا سے پہلے ہی وہ موتی پرو چکے ہیں

مشورت کردن خدائے تعالیٰ بافرشتگان در ایجادِ خلق
مخلوق کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے مشورہ کرنا

---

۱ صیاد۔ شکاری۔ اشکار۔ شکار۔ گام۔ یعنی نشانِ قدم۔ آثار۔ اثر کی جمع ہے۔ نشانِ قدم چندگاہ، کچھ دیر، سالک ابتداء تجلیات افعال کا مشاہدہ کرتا ہے۔ پھر فرطِ شوق میں مطلوب حقیقی کے منازلِ قرب طے کرنے لگتا ہے پھر منجانب اللہ جذب و کشش ہوتی ہے تو منازل کی دشواریاں کم ہونے لگتی ہیں اور تجلی صفاتی اور تجلی ذاتی ہو جاتی ہے۔ سلوک کا تعلق سالک کی ذاتی سعی اور کوشش سے ہے اور اس میں غلطی کا امکان ہے۔ جذب منجانب اللہ ہے لہٰذا ہمیں شیطانی مداخلت ممکن نہیں ہے۔ اسی وجہ سے مجرد سالک سے مجذوب سالک بدرجہا افضل ہے۔ بوئے ناف۔ نافہ ہرن کی خوشبو یعنی منجانب اللہ جذب۔ بہتر۔ کسی بزرگ نے کہا ہے۔ خَلْوَۃٌ رَدِیَّۃٌ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ کی جانب سے ایک کشش جن و انس کی عبادت سے بڑھ کر ہے

۲ آں دِلے۔ پہلے کہا تھا صوفی کیلئے اس کا دل فکر ہے۔ اب کہتے ہیں کہ اس دل کے ذریعہ معارف کے دروازے کھلتے ہیں۔ فُتِحَتْ اَبوَابُہَا۔ قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ جنتیوں کے لئے جنت کے دروازے پہلے سے کھولدیئے جائینگے۔ شعر میں صورت کی وجہ سے فتحت کی پہلی تا کو مشدد اور ابو بہا کی دوسری با کو ساکن پڑھنا پڑیگا۔ باتو۔ عامی انسان فکرِ دل سے کچھ نہیں پڑھ سکتا۔ لہٰذا اس کے لئے بمنزلہ دیوار کے ہے۔ عزیزاں۔ گرامی قدر لوگ۔ خشت۔ مراد وہ لوہے کا ٹکڑا ہے جس کو پگھل کر کے آئینہ بنایا جاتا تھا۔

۳ ایں عالم۔ عالم ناسوت، اولیاء کی روحیں عالم ارواح میں وہ سب کچھ حاصل کرتی ہیں جو عوام کو عالم ناسوت میں آنے کے بعد حاصل ہوگا۔ کشت۔ عالم ناسوت کے اعمالِ صالحہ۔ بر۔ پھل یعنی اجر۔ نقش۔ یعنی جسم عنصری۔ بحر۔ یعنی عالم ناسوت۔ در۔ یعنی اعمالِ صالحہ کے نتائج

مشورت می رفت ۱ در ایجادِ خلق
مخلوق کے پیدا کرنے میں مشورہ ہو رہا تھا

جانِ شاں در بحرِ قدرت تا بحلق
انکی روح گلے گلے تک قدرت کے سمندر میں ڈوبی ہوئی تھی

چوں ملائک مانعِ آں می شدند
جب فرشتے اس کے لئے مانع بنے

بر ملائک خفیہ خُنبک می زدند
انہیں نے فرشتوں پر چپکے سے تالی پیٹی

مطلع بر نقشِ ہر چہ ہست شد
وہ ہر اس چیز سے باخبر تھے جو وجود میں آئی

پیش ازاں کیں نقش گل پابست شد
اس سے پہلے کہ یہ صورت مٹی کی پابند ہو

پیشتر ز افلاک کیواں دیدہ اند
انہوں نے آسمانوں سے پہلے زحل کو دیکھا ہے

پیشتر از دانہا ناں دیدہ اند
انہوں نے دانوں سے پہلے روٹی دیکھی ہے

بے دماغ و دل پُر از فکرت بُدند
وہ دماغ اور دل کے بغیر غور و فکر سے پُر تھے

بے سپاہ و جنگ بر نُصرت زدند
انہوں نے بغیر لشکر اور جنگ کے (شیطان پر) فتح حاصل کر لی تھی

آں ہمیں نسبت بدیشاں فکرت ست
وہ مشاہدہ ان کے اعتبار سے (بمنزلہ) فکر کے ہے

ورنہ خود نسبت بدوراں رویت ست
ورنہ دوراں کے اعتبار سے (جو وجود کے بعد مشاہدہ ہوگا) رویت ہے

فکرت از ماضی و مستقبل بود
فکر (کا تعلق) ماضی اور مستقبل سے ہوتا ہے

چوں ازیں دو رست مُشکل حل شود
جبکہ ان کا فکر ای (ماضی و مستقبل) سے متعلق نہیں مسئلہ حل ہو گیا

دیدہ چوں لے کیف ہر با کیف را
چونکہ انہوں نے ہر با کیف کو بے کیف دیکھ لیا ہے

دیدہ پیش از کاں صحیح وزیف را
انہوں نے کان (کے وجود) سے پہلے ہی کھرے کھوٹے کو دیکھ لیا ہے

پیشتر ۳ از خلقتِ انگورہا
انگوروں کی پیدائش سے پہلے ہی

خوردہ میہا ۰ و نمودہ شورہا
انہوں نے شرابیں پی لی ہیں اور مستیاں دکھائی ہیں

در تموزِ گرم می بینند دے
وہ سا دن میں، ماگھ کو دیکھتے ہیں

در شعاعِ شمس می بینند فے
وہ سورج کی شعاع میں، سایہ دیکھتے ہیں

در دلِ انگورے رادیدہ اند
انہوں نے انگور کے دل میں شراب کو دیکھا ہے

در فنائے محض شیٔ رادیدہ اند
انہوں نے عدمِ محض میں وجود کو دیکھا ہے

رُوح از انگورے رادیدہ است
روح نے انگور کے اندر شراب کو دیکھا ہے

رُوح از معدوم شیٔ رادیدہ است
روح نے معدوم سے موجود دیکھا ہے

۱ می رفت۔ می آمد۔ ایجاد۔ آفرینش۔ تا بحلق۔ یعنی غریق۔ مانع۔ فرشتوں نے ایجاد انسان اور اس کی خلافت کے خلاف مشورہ دیا تھا۔ خنبک زدن۔ تالی بجانا، چونکہ اولیاء کی ارواح کو مصالح کا علم تھا لہٰذا فرشتوں کی رائے پر از راہ بیتکلفی ہنسی اڑائی۔ نقش۔ جسم عنصری۔ کیواں۔ زحل ستارہ بلندی میں مشہور ہے۔ پیشتر۔ یعنی اعمال کے نتائج کا ان کو علم تھا۔ بے دماغ۔ ان کو ازل میں قوتِ عالمیہ حاصل تھی۔ بے سپاہ۔ ان کو ازل میں نصرت حاصل تھی۔

۲ آں ہمیں۔ عالم ناسوت کی خلق سے قبل جو کچھ اس کی چیزوں کا مشاہدہ اولیاء کو ہوا وہ ان کے علوم میں بمنزلہ فکر کے ہے۔ جس کے ذریعہ اونی وجہ کا علم حاصل ہوتا ہے۔ عوام کو یہی مشاہدہ اگر حاصل ہوگا تو بمنزلہ رویت کہلاتا ہے۔ جس کے ذریعہ اعلیٰ وجہ کا علم حاصل ہوتا ہے اسلئے کہ عوام کے علوم میں اس سے زیادہ اعلیٰ کوئی علم نہیں ہے۔ دوراں۔ وہ لوگ جو تجلی حق سے دور ہیں۔ فکرت۔ فکر کا تعلق ماضی اور مستقبل سے ہوتا ہے۔ حل شود۔ چونکہ اولیاء کے سامنے سب حاضر ہے۔ اولیاء کے سامنے سب حاضر ہے لہٰذا ان کا فکر فکر نہیں ہے بلکہ مشاہدہ ہے۔ بے کیف۔ وہ حقائق جو مادی نہیں ہیں ذات باری زیف۔ کھوٹا۔

۳ پیشتر۔ ممکنات کے وجود سے پہلے ہی وہ ان کی کیفیات حاصل کر چکے تھے۔ تموز ماگھ ساون کے بعد آتا ہے۔ شعاع۔ سورج ڈھلے سایہ نمودار ہوتا ہے۔

آسماں دردورِ ایشاں جُرعہ نوش
آسمان ان کے دور (جام) میں شراب نوش ہے

آفتاب از جودِشاں زر بفت پوش
سورج ان کی سخاوت سے زر بفت پوش ہے

چوں ازایشاں مجتمع بینی دویار
جب تو ان میں سے دو یاروں کو اکٹھا دیکھے

ہم یکے باشند وہم شش صد ہزار
وہ ایک ہوں گے اور چھ لاکھ (بھی)

بر مثالِ مو جہا اَعدادِ شاں
ان کے شمار موجوں جیسی ہے

در عدد آوردہ باشد بادشاں
جن کو ہوا گنتی میں لے آئی ہے

مُفترِق شد آفتابِ جانہا
روحوں کا سورج جدا جدا ہو گیا ہے

در درونِ روزنِ ابدانہا
جسموں کے سوراخوں میں

چوں نظر در قُرص داری خود یکیست
جب تو سورج کی ٹکیہ کو دیکھے تو وہ ایک ہے

آنکہ شد محجوبِ ابداں در شکیست
جو بدنوں کے حجاب میں ہے وہ شک میں ہے

تفرقہ در رُوحِ ۲ حیوانی بُوَد
تعدد حیوانی روح میں ہوتا ہے

نفسِ واحد رُوحِ انسانی بود
انسانی روح ایک جان ہوتی ہے

روحِ انسانی کنفسِ واحدست
انسانی روح ایک نفس کی طرح ہے

روحِ حیوانی سفالِ جامدست
حیوانی روح جامد ٹھیکرا ہے

گفت حق رَشَّ عَلَیْھِمْ نُورَہ
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ان پر اپنا نور چھڑک دیا ہے

مُفترِق ہرگز نہ گردد نورِ اُو
اس کا نور متعدد نہیں ہو سکتا ہے

عقلِ ۳ جزواز رمزایں آگاہ نیست
ناقص عقل اس راز سے آشنا نہیں ہے

واقفِ ایں سر بجز اللہ نیست
اس راز سے اللہ کے علاوہ کوئی واقف نہیں ہے

عقل را اندر چنیں سوداچہ کار
اس معاملے میں عقل کا کیا کام؟

کرّ مادر زادرا سَر ناچہ کار
پیدائشی بہرے کو شہنائی سے کیا واسطہ؟

یک زماں بگذارائے ہمرہ ملال
اے ساتھی تھوڑی دیر کیلئے ملال کو چھوڑ دے

تا بگویم وصفِ خالے زاں جمال
تاکہ میں تجھ سے اس حسن کے ایک تل کی تعریف کروں

دربیاں ناید جمالِ حالِ اُو
اس کی خوبی کا حسن بیان نہیں کیا جا سکتا

ہر دو عالم چیست عکسِ خالِ اُو
دونوں جہان کیا ہیں؟ اس کے تل کا عکس

چونکہ من از خالِ خوبش دم زنم
جب میں اس کے حسین تل کا بیان کرتا ہوں

نطق می خواہد کہ بشگافد تنم
گویائی چاہتی ہے کہ میرے جسم کو پھاڑ ڈالے

---

۱ جرعہ۔ گھونٹ۔ زربفت۔ ایک قسم کا ریشمین سنہرا کپڑا۔ چون از ایشان۔ روح اعظم میں سب کا اشتراک ہے لہٰذا تمام اولیاء حقیقت میں متحد اور ایک ہیں۔ ہم ششصد ہزار۔ تشخص کے اعتبار سے ان میں دوئی ہے اور باطنی قوت کے اعتبار سے وہ دو قائم مقام چھ لاکھ کے ہیں۔ بر مثال۔ موج۔ موجوں کا تعدد ہوا کی وجہ سے ہے ورنہ حقیقت میں سب سمندر ہیں۔ مفترق۔ سورج کا تعدد مختلف روزنوں کی وجہ سے ہے ورنہ حقیقت میں وہ ایک ہے۔

۲ روح حیوانی۔ اس کا خاصہ درندگی اور شہوت ہی جو تفرقہ کا سبب ہے۔ روح انسانی۔ تعدد کے باوجود حقیقت میں متحد ہے۔ نور او۔ خدا کے نور میں تفرقہ ممکن نہیں ہے۔

۳ عقل جزو۔ ناقص عقل عام انسانی عقل۔ رمز۔ اشارہ بھید کی بات کر۔ بہرا۔ مادرزاد پیدائش۔ سرنا۔ شہنائی۔ خال۔ تل، مراد روح اعظم ہے۔ بشگافد تنم جوش کے اظہار کے لئے صرف زبان کافی نہیں ہوتی بدن پھٹ پڑنا چاہتا ہے۔

چون کنم لب را کشادن نیست راہ
میں کیا کروں لب کشائی کا موقع نہیں ہے

فکر تے کن تا نماید رہ الٰہ
تدبیر کر، تاکہ خدا رہنمائی کردے

ہمچو مورے[1] اندریں خرمن خوشم
اس ڈھیر میں میں چیونٹی کی طرح خوش ہوں

تافزوں از خویش بارے میکشم
اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھا رہا ہوں

بستہ شدنِ تقریرِ معنیِ حکای بسببِ میلِ مستمع باستماعِ
حکایت کے معنی کی تقریر کا بند ہو جانا چونکہ سننے والے کا رجحان

صورتِ ظاہر حکایت وغیر آں
حکایت کے ظاہر کی طرف ہے وغیرہ

کے گذارد آنکہ رشکِ روشنی ست
(امر کی) مضاحت پر رشک (کرنے والی ذات) کب موقع دیتی ہے؟

تا بگویم آنچہ فرض و گفتنی ست
کہ میں فرض اور کہنے کی بات کہوں

بحر کف پیش آرد سدے کند
سمندر سامنے جھاگ لے آتا ہے اور بندش کردیتا ہے

جرّ کند وز بعد جرّ مدّے کند
کھینچ کرتا ہے اور کھینچ کے بعد ڈھیل دیدیتا ہے

ایں زماں بشنو چہ مانع شد مگر
اب سن کہ مانع کیا پیش آیا، شاید

مستمع رارفت دل جائے دگر
سننے والے کا دل دوسری جگہ پہنچ گیا

خاطرش[2] شد سوئے صوفیِ قنق
اس کا دل مہمان صوفی کی طرف چلا گیا

اندراں سودا فروشد تا عُنُق
اس معاملہ میں وہ گردن تک ڈوب گیا

لازم آمد باز رفتن زیں مقال
اس گفتگو سے پلٹنا ضروری ہو گیا

سُوئے آں افسانہ بہر وصف حال
اس افسانہ کی طرف، حال بیان کرنے کیلئے

صوفیِ صورت مپندار اے عزیز
اے عزیز! ظاہری صوفی نہ سمجھنا

طفلاں تا کے از جوزو مویز
بچوں کی طرح اخروٹ اور منقی سے کبتک دلچسپی؟

جسمِ ماجوزَ و مویز ست اے پسر
اے بیٹا! ہمارا جسم اخروٹ اور منقی ہے

گر تو مَردی زیں دو چیز اندر گزر
اگر تو مرد ہے تو ان دونوں چیزوں سے گزر جا

ورتو[3] اندر نگذری اِکرامِ حق
اگر تو خود نہ گزر سکے گا تو اللہ (تعالیٰ) کا کرم

بگذراند مر ترا از نہ طَبق
تجھے نو آسمانوں سے گزار دے گا

بشنوا کنوں صورتِ افسانہ را
اب افسانہ کی صورت سن لے

لیک ہیں از کہ جدا کن دانہ را
لیکن خبردار! بھس سے غلہ کو جدا کر لینا

[1] مور۔ چیونٹی۔ خرمن۔ انبار۔ فزوں۔ زیادہ بار۔ بوجھ۔ رشک۔ روشنی اللہ تعالیٰ جو اسرار کے افشاء سے روکتا ہے۔ بحر سمندر کف۔ جھاگ سد۔ روک۔ جر۔ کھینچنا۔ مدّ۔ پھیلانا۔ مستمع۔ سننے والا۔

[2] خاطر طبیعت۔ دل قنق۔ ترکی لفظ ہے مہمان عُنُق۔ گردن۔ مقال بات چیت۔ صوفی صورتِ ظاہری صوفی، جوز۔ اخروٹ مویز۔ منقی جسم۔ مادی جسم کی مشغولیت طفلانہ حرکت ہے۔

[3] ورتو۔ اگر انسان ذاتی کوشش سے روح کے منازل طے نہیں کر پاتا ہے تو خدا کی مدد شاملِ حال ہو جاتی ہے۔ نہ طبق۔ نو آسمان یعنی ملاء علیٰ۔ دانہ۔ یعنی قصہ کی روح کو سمجھ لے۔

اِلتزام کردنِ خادم تعہدِ بہیمہ راو تخلف نمودن

خادم کا - چوپائے کی نگرانی اپنے ذمہ لینا اور وعدہ خلاف کرنا

حلقۂ آں صوفیانِ مُستفید[1] — چونکہ دروجد وطرب آخر رسید
استفادہ کرنے والے صوفیوں کا حلقہ — جب وجد اور طرب میں ختم ہوا

خواں بیاور دند بہر میہماں — از بہیمہ یاد آور دآں زماں
وہ مہمان کے لئے خوان لائے — تب اس نے چوپائے کو یاد کیا

گفت خادم راکہ در آخُر برو — راست کُن بہرِ بہیمہ کاہ وجَو
خادم سے کہا اصطبل میں جا — چوپائے کے لئے گھاس اور جو تیار کر

گفت لاحول ایں چہ افزوں گفتن ست — از قدیم ایں کارہا کارِ من ست
اس نے کہا لا حول یہ کیا زیادہ کہنے کی بات ہے — یہ کام تو میرے ہمیشہ کے کام ہیں

گفت ترکُن آں جَوش را از نخست[2] — کاں خرک پیرست ودانداں ہاش سُست
اس نے کہا اس کے جو کو پہلے بھگو لینا — کیونکہ گدھا بوڑھا ہے اور اس کے دانت کمزور ہیں

گفت لاحول ایں چہ می گوئی مہا — از من آموزند ایں ترتیب ہا
اس نے کہا لا حول یہ جناب کیا فرماتے ہیں؟ — یہ باتیں لوگ مجھ سے سیکھتے ہیں

گفت پالانش فرونہ پیش پیش — داروئے منبل بنہ بر پُشتِ ریش
اس نے کہا اس کا فوراً پالان اتار دے — زخمی کمر پر منبل دوا مل دینا

گفت لاحول آخرایں حکمت گذار — جنسِ تو مہمانم آمد صد ہزار
اس نے کہا لا حول اس حکمت کو رہنے دے — تجھ جیسے ہزاروں مہمان میرے یہاں آئے ہیں

جملہ راضی[3] رفتہ انداز پیشِ ما — ہست مہماں جانِ مادوخویشِ ما
ہمارے پاس سے سب خوش ہو گئے ہیں — مہمان تو ہمارا اپنا اور جان ہے

گفت آبش دہ ولیکن شیر گرم — گفت لاحول از توام بگرفت شرم
اس نے کہا اس کو پانی پلا دے لیکن نیم گرم — اس نے کہا لاحول میں تو تجھ سے شرمندہ ہو رہا ہوں

گفت اندر جو تو کمتر کاہ کُن — گفت لاحول ایں سخن کوتاہ کن
اس نے کہا جو میں گھاس کم ملانا — اس نے کہا لاحول، بات مختصر کر

گفت جایش راروب از سنگ وپُشک — ور بود تر ریز بروے خاکِ خُشک
اس نے کہا اس کا تھان کنکر اور لید سے صاف کر دینا — اگر گیلا ہو خشک مٹی ڈال دینا

---

[1] مُستفید۔ فائدہ حاصل کرنے والا۔ وجد۔ کیفیت وجد یہ جو صوفیا پر طاری ہوتی ہے۔ خوان۔ کھانے کی سینی۔ بہیمہ۔ چوپایہ یعنی صوفی کا گدھا۔ آخر۔ اصطبل چراگاہ۔ کاہ۔ گھاس۔ افزوں گفتن۔ زیادہ کہنا۔

[2] نخست۔ ابتدا خرک۔ معمولی گدھا۔ مہا۔ بزرگ۔ بزا۔ پالاں۔ گدھے کا چارا جامہ۔ منبل۔ ایک دوا کا نام ہے۔ جو زخموں پر لگائی جاتی ہے۔ ریش۔ زخم، زخمی۔ صد ہزار لاکھ۔

[3] راضی۔ چونکہ میں نے اچھی خدمات انجام دی ہیں۔ شیر گرم۔ نیم گرم۔ شرم۔ آپ کی غیر ضروری باتوں سے شرمندہ ہو رہا ہوں۔ پُشک۔ مینگنی۔ لید۔

گفت لاحول اے پدر لاحول کُن — با رسولِ ۱؎ اہل کمتر کُن سخن
اس نے کہا لا حول ، اے باوا ، لا حول پڑھ — لائق قاصد سے بات کم کر

گفت بُستاں شانہ پُشت خَر بخار — گفت لاحول اے پدر شرمے بدار
اس نے کہا گھر پرالے گدھے کی کمر پر پھیر دے — اس نے کہا لا حول اے باوا، شرم کر

گفت دُم افسار راکوتہ بہ بند — تاز غلطیدن نیفتد اُو بہ بند
اس نے کہا پچھاڑی چھوٹی کر کے باندھ — تاکہ لوٹنے میں اس میں نہ پھنس جائے

گفت لاحول اے پد چندیں منال — بہرِ خر چندیں مَرَو اندر جُوال
اس نے کہا لا حول ، اے باوا اس قدر نہ رو — گدھے کے لئے اس قدر پریشان نہ ہو

گفت بر پشتش فگن جُل ۲؎ زودتر — زانکہ شب سرماست اے کانِ ہُنر
اس نے کہا کہ اس کی کمر پر جلد جول ڈالدے — اے ہنر مند ! چونکہ سردی کی رات ہے

گفت لاحول اے پدر چندیں مگو — استخواں در شیر چوں نبود مجو
اس نے کہا لا حول ، اے باوا! اس قدر باتیں نہ کر — دودھ میں ہڈی نہیں ہوتی ہے تلاش نہ کر

من زتو اُستاترم در فنِّ خود — میہماں آید مرا از نیک و بد
میں اپنے فن میں تجھ سے زیادہ استاد ہوں — میرے پاس اچھے اور برے مہمان آتے رہتے ہیں

لائقِ ہر میہماں خدمت کُنم — من زخدمت چوں گل وچوں سوسنم
میں مہمان کے مناسب خدمت کرتا ہوں — میں خدمت ہی کی وجہ سے پھول اور سوسن کی طرح ہوں

خادم ایں گفت ومیان رابست چُست — گفت رفتم کاہ وجو آرم نخُست
خادم نے یہ کہا اور کس کر کمر باندھی — بولا، جاتا ہوں پہلے گھاس اور جو لاؤں

رفت وز آخُر نکرد اُو ہیچ یاد — خوابِ خرگوشے بداں صوفی فتاد
وہ چلا گیا اور اصطبل کی کوئی بات یاد نہ رکھی — اس صوفی کو غفلت کی نیند آگئی

رفت خادم جانبِ اوباش ۳؎ چند — کرد براَندَر زِ صوفی رِیشخند
خادم چند آواروں کے پاس پہنچا — صوفی کی نصیحت کی مذاق اڑائی

صوفی از رَہ ماندہ بودو شدد راز — خوابہامی دید با چشمِ فراز
صوفی راستہ کا تھکا ہوا تھا، لیٹ گیا — بند آنکھوں سے خوابیں دیکھ رہا تھا

کاں خرش در چنگ گرگے ماندہ بود — پارہا از پشت و رانش می ربود
کہ وہ گدھا ایک بھیڑیئے کے پنجے میں ہے — وہ اس کی کمر اور ان کے ٹکڑے اڑا رہا ہے

۱؎ رسولِ اہل۔ سمجھدار قاصد۔ شانہ۔ یعنی کھریرا۔ دم افسار۔ پچھاڑی۔ غلطیدن۔ لوٹنا۔ منال۔ نہ رو۔ جُوال۔ صاحب غیاث نے بمعنی بورا جس میں غلہ یا گھاس بھر کر گھوڑے گدھے پر لادا جاتا ہے نیز بمعنی جسم لکھا ہے۔ بعض شارحین نے در جوال رفتن کے معنی دھوکا کھانا اور پریشان ہونا لکھا ہے۔ ہم نے اسی اعتبار سے ترجمہ کردیا ہے۔

۲؎ جُل۔ جھول۔ استخوان۔ دودھ میں ہڈی ڈھونڈنا۔ نافضول کام ہے۔ اُستا۔ استاد۔ سوسن۔ آسمانی رنگ کا ایک خوشبو دار پھول ہے۔ خواب خرگوش۔ کچھوے اور خرگوش کی دوڑ کی بازی کے مشہور قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی خواب غفلت۔

۳؎ اوباش۔ فارسی میں مفرد سمجھا جاتا ہے کمینہ، آوارہ، ریشخند۔ مذاق، دل لگی۔ شددراز۔ لمبے پیر کر کے سوگیا۔ بعض نسخوں میں شب دراز ہے یعنی شب دراز بود۔

گفت لاحول ایں چہ مالیخولیاست
بولا، لاحول، یہ کیا دیوانگی ہے؟

اے عجب آں خادمِ مُشفق کجاست
ہائے تعجب ! وہ مہربان نوکر کہاں ہے؟

باز میدید آں خرش در راہرو
پھر اس نے دیکھا کہ اس کا وہ گدھا راستہ چلتے ہیں

گہ بچاہے می فتاد و گہ بہ گو
کبھی کنویں میں گرتا تھا کبھی گڑھے میں

گونا گوں می دیدنا خوش واقعہ
قسم قسم کے نا خوشگوار واقعات دیکھتا تھا

فاتحہ می خواند با اَلْقَارِعَہ
سورہ الحمد مع سورہ القارعہ کے پڑھتا تھا

گفت چارہ چیست یاراں خستہ اند
اس نے کہا تدبیر کیا ہو دوست تھکے ہوئے ہیں

رفتہ اندو جملہا دَر بستہ اند
سب چلے گئے ہیں اور دروازہ بند کر لیا ہے؟

بازمی گفت اے عجب آں خادمک
پھر کہتا ہائے تعجب ، وہ نالائق نوکر

نے کہ باماگشت ہم نان و نمک
کیا ہمارا ہم پیالہ و ہم نوالہ نہیں بنا ہے

من نکردم باوے اِلّا لُطف و لین
میں نے تو اس کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی برتی

او چرا با من کُند برعکس کین
وہ کیوں برعکس کینہ کرتا ہے؟

مر عداوت را سبب باید سَند
دشمنی کی بنا کے لئے کوئی سبب ہونا چاہیے

ورنہ جنسیت وفا تلقیں کُند
ورنہ ہم جنس ہونا، وفا داری سکھاتا ہے

بازمی[۲] گفت آدم با لُطف و جُود
پھر کہتا مہربانی اور کرم کرنیوالے آدم نے

کے براں ابلیس جور کے کردہ بُود
کب اس شیطان پر ظلم کیا تھا؟

آدمی مر مارو کژدم راچہ کرد
آدمی نے سانپ اور بچھو کے ساتھ کیا کیا ہے؟

کو ہمیخواہند اُورا مرگ و دَرد
کہ وہ اس کی تکلیف اور موت کے خواہاں ہیں

گرگ راخود خاصیّت بدریدنست
بھڑیئے کی اپنی خاصیت پھاڑ ڈالنا ہے

ایں حَسد در خلق آخر روشن ست
مخلوق میں یہ حسد کرنا کھلا ہوا ہے

باز میگفت این گمانِ بد خطاست
پھر کہتا یہ بدگمانی بری ہے

بر برادر ایں چنیں ظنم چراست
بھائی کے بارے میں یہ میرا گمان کیوں ہے؟

باز گفتے حزم سوء الظنِ تُست
پھر کہتا بدگمانی تیری پختہ کاری ہے

ہر کہ بدظن نیست کے ماند درست
جو بدظن نہیں ہے وہ کب بچتا ہے؟

صوفی اندر وسوسہ وآں خرچناں
صوفی وسوسوں میں اور وہ گدھا اس حال میں

کہ چُناں[۳] باداجزائے دشمناں
کہ دشمنوں کی یہ سزا ہو

---

۱ مالیخولیا۔ جنون کی ایک قسم ہے۔ گو۔ گڑھا۔ گونا گوں۔ قسم قسم فاتحہ سورۂ الحمد، القارعۃ۔ یہ دونوں سورتیں مصیبت کے دفع کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہیں۔ خستہ۔ تھکا ماندہ خادمک۔ کاف تحقیر کا ہے۔ لُطف۔ مہربانی۔ لین۔ نرمی۔ کین۔ کینہ دری۔ سند۔ ٹیک۔ بنیاد جنسیت۔ ہم جنس ہونا۔ تلقین۔ پڑھانا، سکھانا۔

۲ بازمی گفت۔ پہلے سوچا کہ بدی کرنے کا کوئی سبب ہوتا ہے پھر خیال آیا کہ برائی کرنے والے بلاوجہ بھی برائی کرتے ہیں۔ جور ظلم۔ کژدم۔ بچھو۔ شعر

نیش عقرب نہ از پئے کینست
مقتضائے طبیعتش اینست

حسد اپنے ذاتی حسد کی وجہ سے انسان دوسرے کے ساتھ بلاوجہ برائی کرتا ہے۔ برادر۔ یعنی غلام۔ سوء الظن۔ بدگمانی حزم۔ پختہ کاری، احتیاط۔

۳ کہ چناں۔ گدھا ایسی مصیبت میں مبتلا تھا کہ دشمن کو نصیب ہو۔

آں خرِ مسکیں میانِ خاک و سنگ
وہ بیچارہ گدھا پتھر اور مٹی میں

گشتہ پالاں دریدہ پالہنگ[1]
پالان ٹیڑھا اور باگ ڈور شکستہ

خستہ از رہ جملہ شب بے علف
راستہ کا تھکا ماندہ، تمام رات بغیر گھاس کے

گاہ در جاں کندن و گہ در تلف
کبھی جاں کنی میں اور کبھی ہلاکت میں

خر ہمہ شب ذکر می کرد اے الٰہ
گدھا تمام رات کہتا تھا، اے خدا!

جو رہا کردم کم از یکمشت کاہ
میں نے جو چھوڑے ایک مٹھی گھاس ہی مل جائے

بار زبانِ حال می گفت اے شیوخ
زبان حال سے کہتا تھا، اے بزرگو!

رحمتے کُن سوختم زیں خامِ شوخ
رحم کرو میں اس ناتجربہ کار بے شرم نے ہاتھوں جل گیا

انچہ آں خر دید از رنج و عذاب
جو رنج اور عذاب اس گدھے نے دیکھا

مُرغِ خاکی بیند اندر سیل آب
خشکی کا پرند پانی کے بہاؤ میں دیکھتا ہے

بس بہ پہلو گشت آں شب تا سحر
رات سے صبح تک بہت پہلو بدلتا رہا

آں خرِ بیچارہ از جوع[2] البقر
وہ بیچارہ گدھا، بھوک کی شدت سے

نالہ می کرد از فراق کاہ و جو
گھاس اور جو کی جدائی میں روتا تھا

مُستمند از اشتیاق کاہ و جو
گھاس اور جو کے شوق میں غمزدہ تھا

ہمچنیں در محنت و در درد و سوز
درد سوزش اور تکلیف میں اسی طرح

نالہامی کرد آں شب تا بروز
اس رات (میں) دن تک روتا رہا

روز شد خادم بیامد با مداد[3]
دن ہوا، خادم صبح کو آیا

زود پالاں چُست بر پشتش نہاد
بہت جلد اس کی کمر پر پالان کس دیا

خر فرو شانہ دو سہ زخمش بزد
گدھے بیچنے والوں کی طرح دو تین چونیں لگائیں

کرد با خر انچہ زاں سگ می سزد
گدھے سے وہ کیا جو کتے سے لائق ہوتا ہے

خر جہندہ گشت از تیزیِ نیش
چوٹ کی تیزی سے گدھا کودنے لگا

کو زباں تا خر بگوید حالِ خویش
زبان کہاں تھی کہ گدھا اپنی حالت بتاتا!

گمان بُردنِ کاروانیاں کہ بہیمۂ صوفی رنجور ست

قافلہ والوں کا گمان کرنا صوفی کا گدھا بیمار ہے

چونکہ صوفی برنشست و شد رواں
جب صوفی بیٹھا اور روانہ ہوا

خر برو افتادن آمد در زماں
اس وقت گدھا منہ کے بل کرنے لگا

[1] پالہنگ۔ باگ ڈور۔ علف۔ گھاس، چارہ، جاں کندن۔ نزع۔ جان نکلنا، تلف، ہلاکت۔ ذکر، یعنی گدھا دعا کرتا تھا کہ جو نہ سہی ایک مٹھی گھاس ہی مل جائے خامِ یعنی ناتجربہ کار مالک جس نے خام پر بھروسہ کر لیا تھا۔ شوخ شریر، مرغ خاکی خشکی۔ کا پرندہ سیل۔ بہاؤ۔

[2] جوع البقر۔ بیل کی سی بھوک، ایک مرض ہے جب انسان اس میں مبتلا ہو جاتا ہے ہر وقت کھاتا ہے۔ کسی وقت بھوک بند نہیں ہوتی۔ مستمند۔ رنجیدہ

[3] بامداد۔ صبح۔ زخم۔ چوٹ۔ بزد۔ تا کہ وہ تیز چلنے لگے۔ آنچہ۔ یعنی مارنا، ڈانٹنا۔ جہندہ کودنے والا۔ نیش۔ یعنی ڈنڈے کی چوٹ۔ بہیمہ یعنی گدھا۔ رنجور۔ بیمار بروا افتادن۔ منہ کے بل گرنا۔

ہر زمانش خلق لا می برداشتند
ہر موقع پر لوگ اس کو اٹھا دیتے

جملہ رنجورش ہمی پنداشتند
سب ہی نے اس کو بیمار سمجھا

آن یکے گوشش ہمی پیچید سخت
کوئی اس کا کان سخت مروڑتا

واں دگر در زیر گامش جست لخت
کوئی دوسرا اس کے قدم سے نیچے ٹکڑ تلاش کرتا

واں دگر در نعل اُو می جست سنگ
کوئی اس کے کھر میں پتھر ڈھونڈتا

واں دگر در چشم اُو می دید رنگ
کوئی اس کی آنکھوں کی رنگت دیکھتا

بازمی گفتند اے شیخ ایں زچیست
پھر کہتے اے شیخ! اس کو کیا ہوا ہے؟

دی ہمی گفتی کہ شکر ایں خرقولیست
کل تو کہتا تھا کہ (خدا کا) شکر ہے یہ گدھا مضبوط ہے

گفت آں خر گو بشب لاحول خورد
اس نے کہا وہ گدھا جس نے رات کو لاحول کھائی ہے

جو بدیں شیوہ نداند رہ برد
اس طریقہ کے علاوہ راستہ طے نہیں کر سکتا ہے

چونکہ قوت خر بشب لا حول بود
چونکہ رات کو گدھے کی خوراک لاحول تھی

شب مسبح بود در وزاندر سجود
شب کو تسبیح خواں تھا اور دن میں سجدہ میں ہے

چوں ندارد کس غم تو ممتحن ۲
اے مبتلا! جب کسی کو تیری فکر نہ ہو

خویش کار خویش باید ساختن
اپنا کام خود بنانا چاہیے

آدمی خوارند اغلب مردماں
اکثر لوگ مردم خور ہیں

از سلام علیک شاں کم جو لماں
ان کو سلام علیک سے مطمئن نہ ہو

خانۂ دیوست دلہائے ہمہ
سب کے دل شیطان کا مسکن ہیں

کم پذیر از دیو مردم دمدمہ
انسانی شیطان سے فریب نہ کھا

از دم دیو آنکہ اُولا حول خورد
جو شیطان کے افسوں سے دھوکا کھا گیا

ہمچوں آں خر در سر آید در نبرد
معرکہ میں وہ گدھے کی طرح سر کے بل گریگا

ہر کہ در دنیا خورد تلبیس ۳ دیو
جو دنیا میں شیطان کا دھوکا کھاتا ہے

وز عدوے دوست رُو تعظیم و ریو
اور دوست نما دشمن سے تعظیم (پر پھولتا) اور فریب کھاتا ہے

در رہِ اسلام بر پولِ صراط
اسلامی طریقہ کے مطابق پل صراط پر

در سر آید ہمچوں آں خراز خباط
حماقت کی وجہ سے اس گدھے کی طرح کے سر بل گریگا

عشوہ ہائے یارِ بدمنیوش ہیں
خبردار! شریر دوست کے نخرے نہ سہہ

دام بیں ایمن مرو تو بر زمیں
جال کو دیکھ، زمین پر بے پروا ہو کر نہ چل

---

۱ خلق۔ لوگ۔ پنداشتند۔ اس کے کرنے سے اس کو بیمار سمجھنے لگے۔ گام۔ قدم۔ لخت۔ یعنی کوئی سخت ٹکڑا۔ در چشم او۔ جانور کی آنکھوں کے رنگ سے بیماری کی شناخت کی جاتی ہے۔ زچیست۔ کرنے کا کیا سبب ہے۔ دی۔ کل گزشتہ۔ کو کہ لاولا حول خورد۔ یعنی اس گدھے نے چارے کے بجائے خام کی ناحوالی کھائی ہے۔ شیوہ۔ طریقہ۔ رہ بردن۔ چلنا۔ مسبح۔ تسبیح۔ پڑھنے والا۔ سجود۔ منہ کے بل گرنے کو سجدہ سے تعبیر کیا ہے۔ ممتحن۔

۲ ممتحن۔ مبتلائے آزمائش۔ آدمی خوار۔ مردم خور۔ غلب۔ اکثر۔ کم نفی کے معنی میں ہے۔ دیو۔ شیطان دیو مردم شیطان سیرت انسان۔ دمدمہ۔ فریب۔ ناحول خوردن۔ دھوکے میں آجانا۔ در سر آمدن۔ سر کے بل گرنا۔

۳ تلبیس۔ فریب۔ ریو۔ مکر۔ پول۔ پل۔ خباط دیوانگی۔ بیوقوفی۔ عشوہ۔ ناز و انداز فریب۔ مینوش۔ نہ سن۔ دام۔ جال۔ ایمن۔ مطمئن۔

صد ہزار ابلیس لاحول[1] آر بیں
لاحول پڑھنے والے لاکھوں شیطانوں کو مدنظر رکھ

آدما ابلیس را در مار بیں
اے آدم! شیطان کو سانپ میں دیکھ

دم دہد گوید ترا اے جانِ دوست
دھوکا دے گا، تجھے اے جانِ دوست کہے گا

تا چو قصاب بکشد از گوشت پوست
تاکہ قصاب کی طرح گوشت سے کھال کھینچ دے

دم دہدتا پوستت بیروں کشد
وہ فریب دے گا تیری کھال کھینچ لے

وائے آں کز دشمناں افیوں چشد
اس پر افسوس ہے جو دشمنوں سے افیون کھائے

سَر نہد بر پائے تو قصاب وار
قصائی کی طرح تیرے پیر پر سر رکھتا ہے

دم دہدتا ریزدت خوں زار زار
فریب دیتا ہے تاکہ خوب ذلت سے تیرا خون بہادے

ہمچو شیراں صید خود را خویش کُن
شیر کی طرح اپنے لئے خود شکار کر

ترکِ عشوہ اجنبی و خویش کُن
اپنے اور غیر کے مکر سے بچ

ہمچو خادم داں مراعاتِ خَساں
کمینوں کی رعایت خادم جیسی سمجھ

بیکسی بہتر زعشوہ ناکساں
نالائقوں کی ناز برداری کرنے سے بیکسی بہتر ہے

در زمینِ مَردماں خانہ مکُن
دوسروں کی زمین میں گھر نہ بنا

کارِ[2] خود کُن کارِ بیگانہ مکُن
اپنے کام میں لگ جا بیگانے کے کام کو چھوڑ

کیست بیگانہ تنِ خاکی تو
بیگانہ کون ہے تیرا خاکی جسم ہے

کز برائے اوست غمناکی تو
جس کے لئے تو فکر مند ہے

تا تو تن را چرب و شیریں می دہی
جب تک تو جسم کو تر اور میٹھے (لقمے) دیتا ہے

جوہرِ جاں رانہ بینی فربہی
روح کے جوہر میں تو مٹاپا نہ پائے گا

گرمیانِ مُشک تن را جا شود
اگر جسم کی جگہ مشک میں (بھی) ہو گی

روزِ مُردن گند او پیدا شود
موت کے دن اس میں بدبو پیدا ہو جائیگی

مُشک[3] را بر تن مزن بر دل بمال
مشک کو جسم پر نہ مل، دل پر مل

مُشک[3] چہ بود نام پاکِ ذوالجلال
مشک کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ہے

آں منافق مُشک بر تن می نہد
منافق جسم پر مشک ملتا ہے

روح را در قعرِ گلخن می نہد
روح کو بھٹی میں جھونکتا ہے

بر زباں نام حق و در جانِ اُو
زبان پر اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کی روح میں

گند ہا از کفر بے ایمانِ اُو
بے ایمان کفر کی گندگیاں ہیں

---

[1] لاحول۔ آر۔ یعنی لاحول پڑھنے والے۔ آدما۔ اے آدم ابلیس در مار مشہور ہے کہ جنت میں حضرت آدم کو دھوکا دینے کیلئے شیطان سانپ کے پیٹ میں چھپ کر گیا تھا۔ جان دوست۔ دھوکا دینے کے لئے جان من کہتا ہے اور محبت کا اظہار کرتا ہے۔ دم دہد۔ دھوکا دیتا ہے۔ افیون۔ چشیدن۔ کسی کی باتوں سے دھوکا کھا جانا۔ زار زار۔ بری طرح، عشوہ۔ ناز و انداز۔ خادم، یعنی خانقاہ والا خادم مراعات۔ رعایتیں۔ خساں۔ کمینے لوگ، ناکس۔ نالائق۔

[2] کارِ خود۔ تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو" کیست۔ لوگ بیگانہ صرف غیر آدمی کو سمجھتے ہیں لیکن جسم خاکی بھی بیگانہ ہے جو ساتھ نہ دیگا۔ تا تو تن۔ تن پروری بھی بیگانے کے کام میں لگتا ہے جوہر جاں۔ تن پروری سے روح کمزور ہوتی ہے۔ گرمیان۔ گل سڑ جانے والی چیز کی نگہداشت زیادہ مناسب نہیں ہے۔

[3] مُشک۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روح معطر ہوتی ہے قعر۔ گہرائی۔ گلخن۔ بھٹی دوزخ، ہر زباں منافق بظاہر خدا کا نام لیتا ہے۔ لیکن اس کے دل میں گندگی ہے۔

ذکر[1] او ہمچو سبزہ گلخن ست — بر سرِ مبرز گلست و سوسن ست
اس کا ذکر (وفکر) کوڑی کے سبزہ کی طرح ہے — پاخانہ پر پھول اور سوسن ہے

آں نبات آنجا یقین عاریت ست — جائے آں گل مجلس ست و عشرت ست
وہ سبزہ اس جگہ پر یقیناً عارضی ہے — اس پھول کی جگہ مجلس اور مقام عشرت ہے

طیبات آمد برائے طیبین — لِلْخَبِیْثٰتُ الْخَبِیْثِیْن ست ہیں
اچھی چیزیں اچھوں کے لئے ہیں — ہاں، برائیاں بروں کے لئے ہیں

کیں مدار آنہا کہ از کیں گمر ہند — گورشاں پہلوئے کیں داران نہند
کینہ مری نہ کر، وہ لوگ جو کینہ کی وجہ سے گمراہ ہیں — ان کی قبر کینہ مروں کے پہلو میں بنائینگے

اصلِ کینہ دوزخست[2] و کین تو — جزوِ آں کلست و خصم دین تو
کینہ کی اصل دوزخ ہے اور تیرا کینہ — اس کل کا جز ہے اور تیرے دین کا دشمن ہے

چوں تو جزوِ دوزخی پس ہوش دار — جزو سوئے کل خود گیرد قرار
چونکہ تو دوزخ کا جز ہے لہذا سمجھ لے — جز اپنے کل کی جانب ہی قرار پکڑتا ہے

ور تو جزوِ جنتی اے نامدار — عیش تو باشد ز جنت پائدار
اے نامور! اگر تو جنت کا جز ہے — تیری زندگی جنت کی وجہ سے پائیدار ہوگی

تلخ با تلخاں یقیں ملحق شود — کے دمِ باطل قرینِ حق شود
یقیناً کڑوا، کڑووں کے ساتھ مل جاتا ہے — باطل بات، حق (بات) کیساتھ کب مل سکتی ہے؟

اے[3] برادر تو ہمیں اندیشۂ — باقی تو استخوان و ریشۂ
اے بھائی! تو فقط فکر (وفکر) ہے — باقی تو ہڈیاں اور رگیں ہیں

گر گل ست اندیشہ تو گلشنی — ور بود خارے تو ہیمہ گلخنی
اگر تیرا فکر پھول ہے تو تو گلزار ہے — اور اگر کانٹا ہے تو تو بھی کا ایندھن ہے

گر گلابی بر سر و جیبت زنند — ور تو چوں بولی برونت افگنند
اگر تو گلاب ہے تو سر اور گریبان پر ملینگے — اگر تو پیشاب ہے تو تجھے باہر پھینک دینگے

طبلہا در پیشِ عطاران بہ بیں — جنسِ را با جنسِ خود کردہ قریں
عطار کے سامنے ڈبیوں کو دیکھ — جنس کو جنس کے ساتھ ملا رکھا ہے

جنسہا با جنسہا آمیختہ — زیں تجانس زینتے انگیختہ
ہم جنسوں کو ہم جنسوں میں ملائے ہوئے ہے — اس جنسی مناسبت سے رونق بڑھائی ہے

---

[1] ذکر۔ ذکر خداوندی کا مقام منافق ہمقس ہے۔ گلخن۔ یعنی کوڑی۔ مبرز۔ بیت الخلاء۔ سوسن۔ مشہور خوشبو دار۔ پھول ہے۔ نبات۔ اگنے والی چیز، عاریت، مانگی ہوئی چیز۔ عشرت عیش وراحت، کین مدار، کینہ وری نہ کرنا۔ پاکیزہ بننے کی ترکیب ہے۔

[2] دوزخ شعر۔
کینہ دل کا اک بڑا آزار ہے
کینہ کیا ہے اک عذاب النار ہے
خصم۔ دشمن، حدیث شریف میں ہے کینہ ور جنت میں نہ جائیگا۔ جو دوزخی، جبکہ کینہ کی اصل دوزخ ہے تو کینہ ور دوزخ کا جزو ہے۔

[3] اے برادر۔ جنتی اور دوزخی ہونے کا مدار خیالات اور اعتقادات ہے اور یہی انسان کی خصوصیت ہے ورنہ گوشت و پوست تو دیگر حیوانات میں بھی ہے۔ گل۔ اعمال صالحہ۔ خار، یعنی برے اعمال۔ گلابی۔ نیک۔ کاموں کی وجہ سے اگر تو بمنزلہ گلاب کے لئے ہے۔ بول۔ پیشاب۔ طبلہ۔ ڈبیہ۔ ڈبے، عطار، عطر فروش۔ قرین۔ ساتھی۔ تجانس۔ دو چیزوں کا ہم جنس ہونا۔

تو رہائی جو زنا جنساں بجد[1] — صحبت ناجنس گورست و لحد

تو کوشش کر کے ناجنسوں سے رہائی حاصل کرلے — ناجنس کی صحبت قبر اور لحد ہے

گردر آمیز ند عودو شکرش — بر گزینند یک بیک از دیگرش

اگر اس کی شکر اور عود گڑ بڑ ہو جائیں — ایک کو دوسرے سے چھانٹ لے گا

طبلہا بشکست و جانہا ریختند — نیک و بد در ہمدگر آمیختند

ڈبیاں ٹوٹیں اور روحیں بہہ پڑیں — اچھی اور بری آپس میں مل گئیں

حق فرستاد انبیاء را باورق — تا گزید ایں دانہا رابر طبق

اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء کو کتابیں دیکر بھیجا — یہاںتک کہ ان دانوں کو (مختلف) طبق پر چن دیا

حق فرستاد انبیاء رابہر دیں — تاجُدا گردد ز ایشاں کفرودیں

اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء کو اسلئے بھیجا ہے — تاکہ ان کی وجہ سے کفر اور دین جدا ہو جائے

مُومن و کافر مسلمان و جہود — پیش از ایشاں جُملہ یکساں می نمود

مومن اور کافر، مسلمان اور یہودی — ان سے پہلے سب یکساں نظر آتے تھے

پیش ازایشاں ماہمہ یکساں بُدیم — کس ندانستہ کہ مانیک و بدیم

ان سے پہلے ہم سب یکساں تھے — کوئی نہیں جانتا تھا کہ ہم نیک ہیں یا برے

قلب[2] ونیکودر جہاں بودے رواں — چوں جہاں شب بودو ماچوں شبرواں

کھوٹا اور کھرا دنیا میں چالو تھا — چونکہ دنیا رات تھی اور ہم رات کے مسافروں کیطرح تھے

تا بر آمد آفتابِ انبیاء — گفت اے غشّ دور شو صافی بیا

یہاںتک کہ نبیوں کا آفتاب طلوع ہوا — اس نے کہا اے کھوٹ تو دور ہو اور اے صاف تو آ

چشم داند فرق کر دن رنگ را — چشم داند لعل راوسنگ را

آنکھ رنگ میں فرق کرنا جانتی ہے — آنکھ لعل اور پتھر کو جانتی ہے

چشم داند گوہر و خاشاک را — چشم را زاں می خلد خاشا کہا

آنکھ موتی اور تنکے کو جانتی ہے — اسی لئے آنکھ میں تنکا کھٹکتا ہے

دشمنِ روزندایں قلّا بگاں[3] — عاشق روزندآں زرہائے کاں

یہ کھوٹے سکے ڈھالنے والے دن کے دشمن ہیں — کان کے سونے، دن کے عاشق ہیں

زانکہ رو زست آئینہ تعریف را — تابہ بینداشرفی تشریف را

اس لئے کہ دن پہچاننے کا آئینہ ہے — تاکہ اشرف بلند رتبے کو دیکھ لے

[1] جد۔ کوشش۔ صحبت۔ ناجنس شعر۔
یار سارا بس ایں قدر زنداں کہ بود ہم طویلۂ رنداں غود۔ اگر طبلہا۔ یعنی عالم ارواح میں نیک و بد روحیں جداگانہ تھیں۔ عالم ناسوت میں نیک و بد مل جل گئے۔ ورق۔ یعنی آسمانی صحیفے۔ طبق۔ بعض شارحین۔ نے بمعنی مطابقت لکھا ہے۔ بعض نے طباق کے معنی میں لیا ہے۔ ایشاں۔ انبیا ہمومن۔ یہ تقسیم انبیاء کی بعثت کے بعد ہوئی ہے۔

[2] قلب۔ کھوٹا۔ سکہ۔ رواں۔ رانج۔ شب رواں۔ رات کے مسافروں میں باہمی امتیاز نہیں ہوتا ہے۔ غش۔ کھوٹ، صافی، خالص چشم۔ داند، انبیاء بمنزلہ آنکھ کے ہیں جو اچھے برے کو پہچان لیتے ہیں، می۔ خلد۔ آنکھ کو تنکا اسی لئے ستاتا ہے کہ وہ اس کی قدر گھٹا دیتی ہے۔

[3] قلا بگاں۔ کھوٹا سکہ بنانے والے یہ لوگ اندھیرے سے اپنا کام چلاتے ہیں۔ زرہائے۔ چونکہ وہ خالص ہے اور دن میں اس کی قدر بڑھتی ہے۔ اشرفی۔ زیادہ شریف، بعض نسخوں میں اشرفی ہے جو کہ ایک سونے کا سکہ ہے۔ تشریف۔ اعلیٰ منزلت، بلند مرتبہ۔

حق قیامت را لقب زاں روز کرد
روز بنماید جمالِ سُرخ وزرد

اللہ (تعالیٰ) نے قیامت کا لقب اسی وجہ سے دن بتایا ہے کہ
دن سرخ اور زرد کا حسن دکھا دیتا ہے

پس حقیقت روز سرِّ اولیاست
روزِ پیش مہرِ شاں چوں سایہاست

پس (اس) روز (قیامت) کی حقیقت اولیا کا باطن ہے
انکے چاند کے مقابلہ میں دن سایوں کی طرح ہے

عکس رازِ مردِ ۲ حق دانید روز
عکس ستاریش شامِ چشم دوز

دن کو مرد حق کے باطن کا عکس سمجھو
آنکھ کو بند کر دینے والی شام اس کی ستاری کا عکس ہے

زاں سبب فرمود یزداں والضحیٰ
والضحیٰ نورِ ضمیرِ مصطفیٰ

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے (قسم ہے) ضحیٰ کی فرمایا ہے
اور ضحیٰ مصطفیٰ کے دل کا نور ہے

قولِ دیگر کایں ضحیٰ را خواست دوست
ہم برائے آنکہ ۶ ہم عکس اوست

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ چاشت کا وقت دوست (خدا) نے چاہا ہے
وہ بھی اسلئے کہ یہ (چاشت کا وقت) اس کے دل کے نور کا عکس ہے

ورنہ بر فانی قسم گفتن خطاست
خود فناچہ لائق گفت خداست

ورنہ فانی چیز پر قسم کھانے کو کہنا غلطی ہے
کیا فنا (کا ذکر) اللہ تعالیٰ کے قول کے مناسب ہے؟

از خلیلے لا اُحِبُّ الآفلین گفت آں خلیل
کے فناچوں خواست ربُّ العالمین

خلیل (اللہ) نے فرمایا میں غروب کر جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا ہوں
تو فانی کو رب العالمین نے کیسے پسند فرما لیا؟

لا احب الآفلیں گفت آں خلیل
کے فنا خواہد ازیں ربِّ جلیل

میں غروب کر جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا خلیل نے فرمایا
رب جلیل فنا کو کب پسند کرے گا؟

باز واللیل ست ستاریِ اُو
واں تنِ خاکیِ زنگاریِ اُو

پھر "واللیل" آنحضورؐ کی ستاری ہے
اور آپ کا زنگاری، خاکی جسم ہے

آفتابش ۲ چوں برآمد زاں فلک
باشب تن گفت ہیں ما وَدَّعک

ان (آنحضور) کا آفتاب (اللہ تعالیٰ) جب فلک الوہیت سے برآمد ہوا
جسم کی رات کو فرمایا خبردار اسنے تمہیں چھوڑا نہیں ہے

وصل پیدا گشت از عینِ بلا
زاں حلاوت شد عبارت ما قلیٰ

خود ابتلاء سے وصل پیدا ہو گیا
"اس نے کینہ وری نہیں کی" کی تعبیر شیرینی ہوئی

انشاءاللہ کہنا بھول گئے۔ اس پر بطور تنبیہ کچھ دن کیلئے وحی منقطع ہو گئی اور پھر سورہ والضحیٰ نازل ہوئی جسمیں فرمایا گیا خدا نے تمہیں چھوڑا نہیں ہے یعنی تمہیں وصل حاصل ہے لہٰذا نہیں ابتلاء سے وصل کی بشارت ملی

---

۱ قیامت۔ قرآن میں قیامت کو دن بتایا گیا ہے۔ حقیقت صوفیاء کی اصطلاح میں ظاہر کو حقیقت اور مظاہر کو صورت کہا جاتا ہے۔ تمام کائنات اسماءالٰہی کا مظہر ہے اور اسماءالٰہی ظاہر و حقیقت ہیں اور تمام کائنات میں انسان مظہر اتم ہے قیامت کے دن کی حقیقت اولیا کا باطن ہے چونکہ وہ اسم مقسط کا مظہر ہے تو کھوٹے کھرے کو جدا کرنے کا مظہر قیامت کا دن ہے اور اس کی حقیقت اولیا کا باطن ہے۔

۲ مرد حق۔ اولیاء کے قلوب میں کھرے کھوٹے کو جدا کر دینے کی صلاحیت ہے اور پردہ پوشی کی بھی۔ لہٰذا دن اور رات ان کے قلوب کا عکس ہیں۔ والضحیٰ مولانا فرماتے ہیں کہ اس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کا نور مراد ہے۔ جس کی قسم خدا نے کھائی ہے۔ اگر دوسرے مفسرین کے قول کے مطابق ضحیٰ کے معنی چاشت کے وقت کے لئے جائیں تب بھی اس کی قسم اسی بنیاد پر ہے کہ وہ نور مصطفوی کا مظہر ہے ورنہ محض چاشت کا وقت ایک فانی چیز ہے۔ جو خدا کی قسم کی لائق نہیں ہے واللیل۔ خدا نے جو رات کی قسم کھائی ہے اس سے آنحضور کی ستاری اور جسد عنصری مراد ہے۔ جس میں نور پنہاں ہے۔

۳ آفتاب۔ ذات خداوندی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ فلک۔ یعنی آسمان الوہیت۔ شب تن۔ رات کی طرح جسم بھی نور کے لئے ساتر ہے۔ ماودعک۔ اس خدا نے تجھے چھوڑا نہیں ہے۔ عین بلا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہود نے روح کی حقیقت کا سوال کیا آنحضور نے بتانے کا وعدہ کیا لیکن

ہر عبارت[1] خود نشانِ حالتیست — حال چوں دست و عبارت آلتیست

ہر عبارت ایک حالت کی علامت ہے — حال بمنزلہ ہاتھ کے اور عبارت بمنزلہ آلہ کے ہے

آلتِ زرگر بدستِ کفش گر — ہمچو دانہ کشت کردہ ریگ در

سنار کا اوزار موچی کے ہاتھ میں — ایسا ہی ہے جیسے ریت میں بویا ہوا دانہ

وآلت اسکاف پیشِ بزرگر — پیشِ سگ کہ استخواں در پیشِ خر

اور موچی کا اوزار کاشتکار کے سامنے — کتے کے سامنے گھاس اور گدھے کے سامنے ہڈی ڈالتا ہے

بود اَنَا الْحَقّ در لبِ منصور نور — بود اَنا اللہ در لبِ فرعون زور

"میں خدا ہوں" فرعون کے سب پر جھوٹ تھا — ان الحق منصور کے لب پر نور تھا

شُد عصا[2] اندر کفِ موسیٰ گوا — شُد عَصا اندر کفِ ساحر سَبا

لاٹھی ہو موسیٰ کے ہاتھ میں گواہ بنی — جادو گر کے ہاتھ میں لاٹھی بیکار ہوئی

زیں سبب عیسیٰ بداں ہمراہِ خود — دَرنیا موزید آں اسمِ اَحد

اسی وجہ سے (حضرت) عیسیٰ نے اپنے ساتھی کو — اللہ کا نام (اسم اعظم) نہ سکھایا

کونداند نقص برآلت نہد — سنگ بر گل زن تو آتش کے جہد

کیونکہ وہ اپنا نقص سمجھے گا آلہ پر (الزام) دھرے گا — تو چقماق کو مٹی پر رگڑ شعلہ کب دے گا؟

دَست و آلت ہمچو سنگ و آہن ست — جُفت باید جُفت شرط زادن ست

ہاتھ اور آلہ چقماق اور لوہے کی طرح ہے — جوڑا چاہیے جننے کے لئے جوڑا شرط ہے

آنکہ[3] بے جُفتست و بے آلت یکیست — صد شک ست آں یک بے شکیست

(جو ذات خدا) بے جوڑے کے اور بے آلے کے ہے وہ ایک ہی ہے — (اسکے) چند ہونے میں شک ہے اور اس کا ایک ہونا بیشک ہے

آنکہ دو گفت و سہ گفت بیش ازیں — متفق باشند در واحد یقیں

جنہوں نے (اس کو) دو کہا اور تین کہا اس سے زیادہ کہا — یقیناً وہ ایک کے (وجود) میں متفق ہیں

احولی چوں دفع شد یکساں شوند — آں دو سہ گویاں یکے گویاں شوند

بھینگا پن جب جاتا رہا یکساں ہو جائیں گے — وہ تین کہنے والے ایک کہنے والے ہو جائیں گے

گر یکے گوئی تو در میدانِ او — گرد بر میگر داز چوگان اُو

اگر تو (خدا کو) ایک کہتا ہے تو اس کے میدان میں — اس کے پتے پر گرد نہ اڑا

---

[1] ہر عبارت۔ عبارت کے ذریعہ کسی حالت کو بیان کیا جاتا ہے اور ان دونوں کی وہی نسبت ہے جو ہاتھ اور کاریگر کے اوزار کی ہے۔ اگر ہاتھ اور اوزار میں مناسبت ہے تو کام ٹھیک ہو گا ورنہ غلط۔ اسی طرح عبارت اگر حال کے مطابق ہوگی تو صحیح ہے ورنہ غلط ہے۔ آلتِ زرگر۔ ہر آلہ ہر ہاتھ میں کام کرتا ہے ہاتھ اور آلہ میں تناسب ضروری ہے۔ پیش سگ۔ کتا گھاس نہیں کھا سکتا نہ گدھا ہڈی چبا سکتا ہے۔ خر۔ گدھا گھاس کھا سکتا ہے۔ نہ کہ ہڈی۔ منصور۔ حلاج نے اپنے آپ کو فنا کر کے قا الحق کہا تھا۔ عبارت اور حال میں مطابقت تھی۔ فرعون۔ خدائی کی نفی کے لئے کہا جو جھوٹ تھا۔ عبارت اور حال میں مطابقت نہ تھی۔

[2] عصا۔ حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ کی لکڑی اژدہا بنی جو معجزہ ہونے کی وجہ سے رسالت کی گواہی۔ آلہ اور ہاتھ میں مناسبت تھی۔ ساحر۔ ہار گئے اور انکی لاٹھیاں بیکار ہو گئیں۔

[3] زیں۔ سبب۔ جب ہاتھ کام کا نہ تو اوزار کام نہ کریگا۔ کو۔ اپنا قصور نہ سمجھے گا اسم اعظم کو غلط کہے گا۔ سنگ یعنی چقماق۔ جُفت۔ جوڑے سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

[3] آنکہ صحیح نتیجہ کیلئے جوڑا اور صحیح آلہ ہونا ضروری ہے لیکن یہ انسانوں کیلئے ہے خدا جوڑے اور آلہ سے پاک ہے۔ دو عدد۔ چند خدا ہونا ثابت نہیں ہیں۔ دو گفت۔ چند خداؤں کے ماننے والے بھی ایک خدا کے تو لامحالہ قائل ہوئے۔ احولی۔ بھینگا پن جس کی وجہ سے ایک کے چند نظر آتے ہیں۔ کریٹے۔ سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا تابع فرمان بنے۔

گوی[1] آنگہ راست و بے نقصاں شود — کوز زخمِ دستِ شہ رقصاں شود
گیند اس وقت صحیح اور بے عیب ہوتی ہے — جبکہ وہ بادشاہ کے ہاتھ کی ضرب سے ناچے

گوش دار اے احول اینہا را بہوش — داروئے دیدہ بکش از راہِ گوش
اے بھینگے! اس کو ہوش سے سن لے — کان کے راستہ سے آنکھ کی دوا لگا لے

بس کلام پاک در دلہائے کور — می نپاید می رود تا اصلِ نور
بہت سے پاک کلام ہیں جو اندھے دلوں میں — نہیں ٹھہرتے ہیں، اصل نور کی طرف چلے جاتے ہیں

واں فسونِ دیو در دلہائے کژ — می رود چوں کفش کژ در پائے کژ
شیطان کے منتر ٹیڑھے دلوں میں — اتر جاتے ہیں جیسے ٹیڑھی جوتی ٹیڑھے پیر میں

گرچہ حکمت را بہ تکرار آوری — چوں تا نا اہلی شود از تو بری
اگرچہ دانائی کی باتوں کو تو دہرائے — جبکہ تو نا اہل ہے، وہ تجھ سے علیحدہ رہیگی

ورچہ[2] بنویسی نشانش می کنی — ورچہ می لافی بیانش می کنی
اگرچہ تو لکھ لے اس کی پہچان بنا لے — اگرچہ تو ڈینگے مارے اس کو بیان کرے

اُوز تو رُو در کشد اے پُر ستیز — بند ہارا بگسلد بہرِ گریز
اے جھگڑالو! وہ باتیں تجھ سے منہ پھیر لیں گی — بھاگنے کے لئے پھندے توڑیں گی

ورنہ خوانی و ببیند سوزِ تو — علم باشد مُرغِ دست آموزِ تو
اگر تو علم ظاہری نہ پڑھے اور وہ خدا تیرے شوق کو دیکھتا ہے — علم، تیرے ہاتھ کا پلا ہوا پرند ہو گا

اُو نپاید پیشِ ہر نا اوستا — ہمچو بازِ شہ بخانہ رُوستا
وہ بے استاد کے پاس نہیں ٹھہرتا ہے — جیسے کہ شاہی باز دیہاتی کے گھر میں

یافتن بادشاہ باز گم کردہ را بخانہ پیر زن
بادشاہ کا گم شدہ باز کو بوڑھی عورت کے گھر میں پا لینا

علم آں بازیست کو از شہ گریخت — گندہ[3] پیر از جہل پیشش کاہ ریخت
علم، وہ باز ہے جو بادشاہ سے بھاگا — بوڑھی نے نادانی سے اسکے سامنے گھاس ڈالی

علم بازے داں کہ او از شہ گریخت — سوئے آں کمپیر کو می آرد بخت
علم کو وہ باز سمجھ جو بادشاہ سے بھاگا — اس بوڑھی کے پاس جو آٹا چھاتی تھی

تا کہ تتماجے بزد اولاد را — دید آں بازِ خوش خوش زاد را
تاکہ بچوں کے لئے چریرہ پکائے — اس نے خوبصورت اچھی نسل کے باز کو دیکھا

[1] گوی۔ صحیح گیند وہی ہے جو بلے کی مار کے مطابق حرکت کرے۔ موحد کو بھی چوگان قضا کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ راہ گوش۔ نصیحت سن کر صحیح عقیدہ قائم کر لے۔ پس نصیحت اسی پر اثر کرتی ہے جو دل کا اندھا نہ ہو۔ فسون۔ شیطانی باتوں کو بھی دل قبول کرتا ہے چونکہ وہ باتیں بھی ٹیڑھی ہیں۔ گرچہ حکمت۔ علم سیکھنے کے لئے مناسبت شرط ہے۔

[2] ورچہ۔ علم حاصل کرنے کی سب تدبیریں کرے۔ لافی۔ لافیدن۔ شیخی بگھارنا۔ رُو کشیدن۔ منہ موڑنا۔ پُر ستیز۔ جھگڑالو۔ ورنہ خوانی۔ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا معارف کا سرچشمہ ہے۔ نپاید۔ پائیدار نہیں ہوتا۔ رُوستا۔ دیہاتی۔

[3] گندہ۔ پیر بوڑھی۔ جہل یعنی باز کی خوراک سے ناواقیت کمپیر۔ بوڑھی۔ بھی آورد بخت۔ آردی۔ سخت۔ تتماج۔ حریرہ۔ خوش۔ خوبصورت۔ خوش زاد۔ اعلیٰ نسل والا

پایکش[1] ببست و پرش کوتاه کرد
اس کے نازک پیر باندھے اور اس کے پر کاٹے

نا خنش ببرید و قوتش کاه کرد
اس کے ناخن چھانٹے اور اس کو گھاس کا چارہ دیا

گفت نا اہلاں نکروندت بساز
بولی، نا اہلوں نے تجھے درست نہ کیا

پر فزود از حد و ناخن شد دراز
پر حد سے بڑھ گئے، اور ناخن لمبے ہو گئے

دستِ ہر نا اہل بیمارت کند
ہر نا اہل کا ہاتھ تجھے بیمار کر دے گا

سوئے مادر آ کہ تیمارت کند
ماں کے پاس آ، تاکہ تیری خبر گیری کرے

مہرِ جاہل را چنیں داں اے رفیق
اے دوست! جاہل کی محبت کو ایسا ہی سمجھ

کژ رود جاہل ہمیشہ در طریق
جاہل راستہ میں ہمیشہ ٹیڑھا چلتا ہے

جاہل اَر با تو نماید ہمدلی
جاہل اگر تجھ سے ہمدردی ظاہر کرے

عاقبت زخمت زند از جاہلی
نادانی سے آخر کار تجھے زخمی کر دے گا

روزِ شہ در جستجو[2] بیگاہ شد
بادشاہ کا دن تلاش میں بیکار گیا

سوئے آں کمپیر و آں خرگاہ شد
(بالآخر) اس بڑھیا اور اس کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا

دید ناگہ باز را در دو دو گرد
اچانک باز کو دھویں اور غبار میں دیکھا

شہ برو بگریست زار و نوحہ کرد
بادشاہ اس پر رو پڑا اور نوحہ کرنے لگا

گفت ہر چند ایں جزائے کارِ تست
بولا، درحقیقت تیرے کام کی یہی سزا ہے

کہ نباشی در وفائے ما درست
کیونکہ تو ہماری وفا داری پر قائم نہ رہا

چوں کُنی از خُلد در دوزخ فرار
تو جنت سے دوزخ میں ٹھکانا کیوں کرتا ہے؟

غافل از لَا یَسْتَوِیْ اَصْحَابُ النَّار
اے لا یستوی اصحاب النار سے غافل

ایں سزائے آنکہ از شاہِ خبیر[3]
یہی اس کی سزا ہے جو جانکار بادشاہ سے

خیرہ بگریز د بخانہ گندہ پیر
شوخی سے بھاگ کر بوڑھی عورت کے گھر جائے

گندہ پیرِ جاہل ایں دنیا دنی ست
جاہل بوڑھی یہ کمینی دنیا ہے

ہر کہ مائل شد بد و خوار و غمی ست
جو اس کی طرف جھکا، ذلیل اور بیوقوف ہے

ہست دنیا جاہل و جاہل پرست
دنیا جاہل اور جاہل پرست ہے

عاقل آں باشد کزیں جاہل برست
عقلمند وہ ہے جو اس جاہل سے نجات پالے

ہر کہ با جاہل بود ہمراز باز
جو جاہل کا ہمراز ہو گا بالآخر

آں رسد با او کہ با آں شاہ باز
اس کو وہ ملے گا جو اس شاہباز کو

---

[1] پایکش۔ پا یک اش کاف تصغیر کے لے سے کوتاہ کرد۔ کاٹ کر چھوٹے کر دیے۔ قوت۔ خوراک۔ کاہ۔ گھاس۔ ساز ساخت پرداخت۔ دست۔ نااہل کے ہاتھوں بری گت بنتی ہے۔ مادر۔ بڑھیا نے نسبت میں اپنے آپ کو باز کی ماں کہا ہے۔ مہر۔ شعر۔ بود محبت ناداں بنا کہ یوسف را طرب سرائے زلیخا تمام زندان ست۔

[2] در جستجو۔ باز کے ڈھونڈنے میں۔ بیگاہ۔ ضائع، بیکار۔ خرگاہ۔ خیمہ۔ دود۔ بڑھیا کے چولھے کا دھواں۔ کار۔ یعنی بے وفائی۔ لا یستوی۔ قرآن پاک میں ہے دوزخی اور بہشتی برابر نہیں ہو سکتے ہیں۔ بہشتی۔ نجات پانیوالے۔ ہیں۔"

[3] خبیر۔ باخبر حق شناس۔ گندہ پیر۔ بوڑھی عورت۔ دنی۔ کمینہ۔ بد۔ بباؤ۔ جبی۔ گندذہن۔ جاہل پرست۔ دنیا جاہلوں کی زیادہ قدر داں ہے۔ باز۔ پھر بالآخر۔

بازمی مالید پر بردستِ شاہ
باز، بادشاہ کے ہاتھ پر بازو ملتا تھا

بیزباں[1] می گفت من کردم گناہ
بغیر زبان کے کہتا تھا کہ میں نے خطا کی

پس کجا زارد کجا نالد لئیم
کمینہ کہاں زاری کرے کہاں روئے؟

گر تو نپذیری بجز نیک اے کریم
اے کریم اگر تو نیک کے علاوہ کسی کی (دعا) قبول نہیں کرتا ہے

سَر کجا بنہد ظلوم شرمسار
ظالم، شرمندہ سر کہاں جھکائے؟

جُز بدر گاہِ تو اے آمُرزگار
تیری درگاہ کے سوا، اے بخشنے والے!

لُطفِ شہ جاں را جنایت جُو کند
شاہ کی مہربانی، جان کو گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے

زانکہ شہ ہر زشت را نیکو کُند
کیونکہ شاہ ہر برائی کو بھلائی کر دیتا ہے

رو مکن زشتی کہ نیکیہائے ما
گناہ کا رخ نہ کر، کیونکہ ہماری نیکیاں (بھی)

زشت آید پیشِ آں زیبائے ما
اس ہمارے محبوب کے سامنے بری نظر آتی ہیں

خدمت[2] خود را سَزا پنداشتی
تو نے اپنی عبادت کو اچھا سمجھا

تو لوائے جُرم ازاں اَفراشتی
اسلئے تو نے خطا کاری کا جھنڈا بلند کر دیا

چوں ترا ذکرو دُعا دستور شُد
چونکہ تجھے ذکر اور دعا کی عادت ہو گئی ہے

زاں دعا کردن دلت مغرور شد
اس دعا سے تیرا دل مغرور ہو گیا ہے

ہم سخن دیدی تو خود را باخدا
تو نے اپنے آپ کو خدا سے ہمکلام سمجھا

اے بسا کوزیں گماں اُفتد جُدا
بہت سے لوگ اسی گمان کی وجہ سے دور جا پڑے ہیں

گرچہ[3] با تو شہ نشیند بر زمیں
اگرچہ بادشاہ تیرے ساتھ زمین پر بیٹھ جائے

خویشتن بشناس و نیکو تر نشیں
اپنے آپ کو پہچان، اور سلیقے سے بیٹھ

باز گفت اے شہ پشیماں می شوم
باز نے کہا، اے شاہا میں شرمندہ ہوں

توبہ کردم نو مسلماں می شوم
میں نے توبہ کی، از سر نو مسلمان ہوتا ہوں

آنکہ تو مستش کنی و شیر گیر
جس کو تو مست اور نیم مست کرے

گر ز مستی کژ رود عذرش پذیر
اگر مستی کی وجہ سے ٹیڑھا چلے تو اس کا عذر قبول فرما

گرچہ ناخن رفت چوں باشی مرا
اگرچہ ناخن جاتے رہے (لیکن) جب تو میرا ہو گا

برکنم من پرچم خورشید را
میں سورج کا جھنڈا اکھاڑ دوں گا۔

ورچہ پرّم رفت چوں بنوازیم
اگرچہ میرے پر جاتے رہے (لیکن) جب تو مجھے نوازے

چرخ بازی کم کند در بازیم
آسمان مجھ سے گردش میں بازی نہیں جیت سکتا

---

[1] بے زباں۔ یعنی حال۔ زارد۔ زاریدن کا فعل ماضی ہے۔ لئیم۔ کمینہ، گنہگار، ظلوم۔ بہت ظلم کرنے والا، جنایت۔ جُو۔ خطا کار۔ نیکو کند۔ برائیوں کو بھلائیوں میں بدل دیتا ہے۔ رُو مکن۔ خدا کی رحمت کے بھروسہ سے پر گناہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ نیکیہائے ما۔ ہماری نیکیاں ہی اس کے شایانِ شان نہیں ہیں۔

[2] خدمت۔ یعنی عبادت۔ سزا۔ یعنی خدا تعالیٰ کے لائق۔ لوا۔ جھنڈا۔ جُرم۔ گناہ۔ مغرور شد۔ ہماری دعا قبولیت کے لائق کہاں ہے۔ زیں۔ گمان۔ عبادت کا گھمنڈ ہلاکت کا سبب ہے۔

[3] گرچہ۔ بڑے کی بے تکلفی سے انسان کو گستاخ نہ ہونا چاہیے۔ باز۔ یہاں سے پھر باز کی گفتگو ہے۔ نو مسلماں۔ نو از سر نو فرمانبردار۔ شیر گیر۔ وہ مست جو اپنی گفتار و رفتار پر قابو رکھتا ہو۔ کژ۔ ج۔ ناخن رفت۔ بوڑھی نے ناخون ترش دیئے تھے۔

گر کمر بخشیم کہ رابر کنم
اگر تو میرے پٹکا باندھ دے پہاڑ کو اکھاڑ دوں

گر دہی کلکم علمہا بشکنم
اگر تو مجھے (قلم کا) پورا دیدے میں جھنڈے گرادوں

آخراز پشہ نہ کم باشد تنم
آخر میرا جسم مچھر سے کم نہ ہو گا

ملکِ نمرودی پر برہم زنم
نمرودی سلطنت کو پر سے زیرو زبر کر دوں

در ضعیفی تو مرا بل گیر
کمزوری میں مجھے بلا بیل سمجھ

ہر یکے خصم مرا چوں پیل گیر
میرے ہر مقابل کو ہاتھی جیسا سمجھ

قدرِ فندق افگنم بندق خریق
فندق کی بقدر پھاڑنے والا غلہ پھینکوں گا

بند قم در فعلِ صد چوں منجنیق
میرا غلہ کام میں سو کو پھنوں کی طرح ہو گا

گرچہ سنگم ہست مقدارِ نخود
اگرچہ میرا پتھر چنے کی بقدر ہے

لیک در ہیجانہ سر ماندنہ خود
لیکن جنگ میں نہ سر بچے گا نہ خود

رفت موسیٰ[۲] در وغا با یک عصاش
موسیٰ جنگ میں ایک لاٹھی لے کر گئے

زد بر اں فرعون و بر شمشیر ہاش
اس کو فرعون اور اس کی تلواروں پر چلایا

ہر رسولے یک تنہ کاں در زدست
ہر پیغمبر تنہا جو اس جنگ میں داخل ہوا ہے

برہمہ آفاق تنہا بر زدست
تمام جہان پر تنہا غالب آیا ہے

نوحؑ چوں شمشیر در خواہید ازو
نوح نے جب اس (اللہ) سے تلوار چاہی

موجِ طوفاں کرد حق شمشیرِ او
اللہ تعالیٰ نے طوفان کی موج کو انکی تلوار بنا دیا

احمدا خود کیستِ اسپاہِ زمیں
اے احمدؐ یہ زمین کے سپاہی کیا ہیں؟

ماہ بیں بر چرخ و بشگافش جبیں
آسمان پر چاند کو دیکھ اور اس کی پیشانی چیر دے

تا بداند سعد و نحسِ بے خبر
تاکہ نیک بخت اور جاہل بد بخت جان لے

دور دورِ تُست نے دورِ قمر
یہ تیرا دور دورہ ہے نہ کہ قمر کا

دورِ تُست ایرا کہ موسیٰ کلیم
یہ تیرا دور ہے اسی لئے موسیٰ کلیم (اللہ)

آرزومی بُردزیں دورت مقیم[۳]
تیرے اس دور میں مقیم ہونے کی آرزو کرتے تھے

چونکہ موسیٰ رونقِ دورِ تو دید
چونکہ موسیٰ تیرے دور کی رونق دیکھی

کاندرو صبح تجلی می دمید
کہ اس میں تجلی کی صبح چمکتی ہے

گفت یا رب ایں چہ دورِ رحمت
کہا، اے خدا یہ کیسا رحمت کا دور ہے؟

آں گذشت از رحمت اینجا رویت ست
وہ تو رحمت سے بھی بڑھ گیا اس جگہ تو دیدار ہے

---

۱ کمر۔ پٹکا۔ بخشیم۔ بخشی مرا۔ کلک۔ قلم کا پورا۔ علم۔ جھنڈا۔ پشہ۔ مچھر، نمرود ایک ظالم بادشاہ تھا جو خدائی کا مدعی تھا، ایک مچھر اس کی ناک میں گھس گیا جو اس کی ہلاکت کا سبب بنا۔ بابیل۔ ابرہہ نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے ہاتھیوں کے لشکر سے حملہ کیا، چھوٹے چھوٹے پرندوں کے جھرمٹ نے اس لشکر پر حملہ کیا۔ اور معمولی کنکریاں اپنے پنجوں کے ذریعہ ان پر گرا کر ان کو ہلاک کر دیا۔ خصم۔ مقابل دشمن۔ پیل۔ ہاتھی۔ فندق۔ عناب کی وضع کا ایک پھل ہے چھوٹی گینہ۔ بندق۔ غلہ خریق۔ پھاڑنے والا۔ نخود۔ چنا۔ ہیجا۔ جنگ۔ خود لوہے کی ٹوپی جو جنگ میں اوڑھی جاتی ہے۔

۲ موسیٰ۔ ساحروں کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ عصا لیکر گئے تھے۔ وغا۔ جنگ یک تنہ۔ تنہا۔ در دروازہ۔ زد۔ داخل ہوا، تاراج کیا نوح حضرت نوح کے طوفان کی موجوں نے وہ کام کیا جو تلواریں کرتی ہیں۔ احمدا۔ یا اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اسپاہ۔ سپاہ۔ ماہ۔ آنحضورؐ سے شق القمر کا معجزہ ظاہر ہوا نے۔ دورِ قمر۔ ستاروں اور چاند کی پرستش کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔

۳ مقیم۔ ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں ایک حدیث نقل کی ہے جسمیں حضرت موسیٰ کی اس تمنا کا اظہار ہے کہ مجھے آنحضورؐ کا زمانہ ملجائے۔

غوطۂ خور موسیا اندر بحار — وزمیانِ دورِ احمد سر برآر
اے موسیٰ! سمندروں کے اندر غوطہ لگا — اور احمدؐ کے دور کے درمیان سر نکال دے

گفت یا موسیٰ بداں بنمودمت — راہِ آں خلوت بداں بکشودمت
(اللہ نے) فرمایا اے موسیٰ اسی لئے میں نے تمہیں دکھایا ہے — اس خلوت کا راستہ تم پر اسی لئے کھولا ہے

گر تو ازاں دوری دریں دور اے کلیم — پا بکش زیرا درازاست ایں گلیم
اے کلیم! اگرچہ تو اس دور سے دور ہے (لیکن) اسی میں ہے — پیر پھیلا دے اس لئے کہ یہ کملی دراز ہے

من کریمم ناں نمایم بندہ را — تا بگریاند طمع آں زندہ را
میں کریم ہوں، بندہ کو روٹی دکھا دیتا ہوں — تاکہ اس زندہ کو لالچ رلا دے

بنی طفلے بمالد مادرے — تا شود بیدارو اجوید خورے
ماں بچے کی ناک ملتی ہے — تاکہ جاگ جائے، اور کھانا مانگے

کو گرسنہ خفتہ باشد بے خبر — واں دو پستاں می چکداز مہر در
کہ وہ بھوکا بے خبر سویا ہوا ہوتا ہے — اور دونوں پستان، محبت سے دودھ ٹپکاتے ہیں

کُنتُ ۲ کَنزًا رَحمَۃً مَّخفِیَّۃً — فَانبَعَثتُ اُمَّۃً مَّھدِیَّۃً
میں رحمت کا ایک چھپا ہوا خزانہ تھا — تو میں نے ایک ہدایت یافتہ امت پیدا کی

ہر کرامتے کہ میجوئی بجاں — اُو نمودت تا طمع کردی دراں
جن عطاؤں کو تو جان (و دل) سے چاہتا ہے — اس نے وہ تجھے دکھا دیں تاکہ تو ان کا لالچ کرے

چند بُت بشکست احمدؐ در جہاں — تا کہ یا رَبُّ گوی گشتند اُمتاں
احمدؐ نے دنیا میں چند بت توڑے — تو امتیں یا رب کہنے والی بن گئیں

گر نبودے کوششِ احمدؐ تو ہم — می پرستیدی چو اجدادت صنم
اگر احمدؐ کی کوشش نہ ہوتی، تو بھی (اے مخاطب) — اپنے باوا دادا کی طرح بت پوجتا

ایں سرت وارست ۳ از سجدہ صنم — تابدانی حقِ اُدرابر اُمم
تیرا یہ سر بت کو سجدہ کرنے سے بچ گیا — خبردار، امتوں پر ان کے حق کو سمجھ لے

گر بگوئی شکر این رستن بگو — کز بت باطن ہمت برہاند اُو
اگر تو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے تو کر — تاکہ اندرونی بت سے بھی تجھے چھٹکارا دلا دے

مر سرت راچوں رہانیداز بُتاں — ہم بداں قوت تو دل راوارہاں
جس طرح اس نے تیرے سر کو بتوں سے آزاد کر دیا — اسی طاقت کے ذریعہ سے تو دل کو بت پرستی سے آزاد کر

۱ گرتو۔ اگرچہ تیرا زمانہ دور احمدیؐ سے دور ہے۔ لیکن تو اس سے متمتع اور نفع اندوز ہے۔ کلیم۔ چادر۔ یعنی آنحضورؐ کا زمانہ۔ من کریم۔ میں دنیا چاہتا ہوں اور بندوں کو اپنی نعمتوں کی جھلک دکھا دیتا ہوں تاکہ وہ انکی خواہش میں گریہ وزاری کریں۔ اور میرا دریائے رحمت جوش میں آجائے۔ حضرت موسیٰؑ کو دور احمدیؐ کی جھلک اسی لئے دکھائی گئی۔ مادر۔ ماں سوئے ہوئے۔ بچہ کو بیدار کرتی ہے تاکہ وہ روئے اور پستان سے دودھ جوش مار کر نکلے اور وہ اس کو پلائے۔

۲ کُنتُ۔ حدیث شریف ہے۔ کُنتُ کَنزًا و مَخفِیًّا فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ "میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔" اُمَّۃً مَّھدِیَّۃً ہدایت یافتہ امت یعنی امت محمدیؐ جس کو معرفتِ ذات وصفات کا پورا علم عطا کیا گیا ہے۔ احمدؐ۔ آنحضورؐ کی بعثت بھی انہی عطیات میں سے ہے جس کی نمائش کی وجہ سے اشرف المخلوقات نے اپنا مقام پالیا ورنہ اپنے سے ادنیٰ کے سامنے سر بسجود تھا۔

۳ وارست۔ چھوٹ گیا۔ بچ گیا۔ اس کا شکریہ۔ مزید نعمت کا سبب بنے گا اور انسان باطنی بت سے بھی نجات پالیگا۔ قوت۔ یعنی آنحضورؐ کے اتباع کی قوت۔

سر[1] ز شکرِ دیں ازاں برتافتی — کز پدر میراثِ ار زاں یافتی
دین کے شکریہ سے تو نے اس لئے منہ موڑا ہے — کہ تو نے باپ سے سستی میراث پا لی ہے

مردِ میراثی چہ داند قدرِ مال — رُستمے جاں کند مُجاں یافت زال
وراثت پانے والا، انسان مال کی قدر کیا جانے؟ — رستم نے جان کھپائی بوڑھی نے مفت حاصل کر لیا

چوں بگریانم بجوشد رحمتم — آں خرو شندہ نیوشد نعمتم
جب میں رُلاتا ہوں میری رحمت جوش مارتی ہے — وہ رونے والا سن لیتا ہے "میں نعمت ہوں"

گر نخواہم داد خود نمایمش — چونش کردم بستہ دل بکشایمش
اگر میں دینا نہ چاہوں تو اس کو نہ دکھاؤں — جب میں اس کو شکستہ دل بناتا ہوں تو اس دل کو کشادہ کر دیتا ہوں

رحمتم موقوفِ آں خوش گریہ ہاست — بعد ازاں از بحرِ رحمت موج خاست
میری رحمت خوب رو[2] پر موقوف ہے — اس کے بعد رحمت کے دریا سے موج اٹھتی ہے

تا نگرید[2] طفل کے جوشد لبن — تا نگرید ابر کے خندد چمن
جب تک بچہ نہ روئے دودھ کب جوش مارتا ہے؟ — جب تک ابر نہ روئے چمن کب ہنستا ہے؟

حلوا خریدنِ شیخ احمد خضرویہ از جہتِ غریماں بالہام حق تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے الہام سے شیخ احمد خضرویہ کا قرض خواہوں کے لئے حلوا خریدنا

بود شیخے دائماً اُو وام دار — از جوانمردیکہ بود اُو نامدار
ایک شیخ ہمیشہ قرض دار رہتے تھے — اس سخاوت کی وجہ سے جس میں وہ مشہور تھے

دہ ہزاراں وام کردے از مہاں — خرچ کردے بر فقیرانِ جہاں
(وہ مالداروں سے ہزاروں قرض لیتے تھے) — دنیا بھر کے فقیروں پر خرچ کر دیتے تھے

ہم بوام اُو خانقا ہے ساختہ — جان و مال و خانقہ درباختہ
انہوں نے قرض ہی سے خانقاہ بنائی تھی — گھر بار اور خانقاہ (قرض میں) کھو چکے تھے

احمدِ خضرویہؒ بودے نامِ اُو — خدمتِ عشاق بودے کامِ اُو
ان کا نام احمد خضرویہؒ تھا — (خدا کے) عاشقوں کی خدمت ان کا کام تھا

وام اوراحق زہر جامی گزارو — کردحق بہرِ خلیلؑ از ریگ[3] آرد
اللہ تعالیٰ ان کے قرض کہیں نہ کہیں سے اتار دیتا تھا — خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کیلئے ریت سے آٹا کر دیا

[1] سر۔ نسلی مسلمان کو نعمت اسلام کی قدر نہیں ہے۔ انسان جس قدر ذاتی کمائی کی قدر کرتا ہے میراثِ پدر کی اتنی قدر نہیں کرتا میراثی۔ جس کو ورثہ میں مال مل گیا ہو رستم۔ یعنی کمانے والا بہادری اور محنت سے مال کماتا ہے وارث اس کو اڑا ڈالتے ہیں۔ زال۔ یعنی وارث۔ چوں۔ بہاں۔ سے پھر پہلے مضمون کو شروع کیا ہے کہ گریہ و زاری سے میری رحمت کو جوش آتا ہے نعمتم۔ یعنی نعمت خداوندی پکارتی ہے کہ میں موجود ہوں۔ گر نخواہم جس کو دینا مقصود نہیں ہوتا ہے اس کو نعمت کی جھلک بھی نہیں دکھاتا ہوں۔ چونش۔ جب وہ شوق کی وجہ سے دل گرفتہ ہوتا ہے تو اس کو دیکر خوش کر دیتا ہوں۔

[2] تا نگرید۔ اس سنت اللہ کا مشاہدہ کائنات میں کر لو۔ بچہ کے رونے سے ماں کے پستان میں دودھ جوش مارتا ہے ابر کے رونے اور پانی برسانے سے باغ شگفتہ ہوتا ہے حلوا خریدن۔ اس قصہ کا مقصد بھی گریہ کی فضیلت اور اس پر نعمتوں کے نزول کا بیان ہے خضرویہ۔ فارسی والے یاء پر زبر ہاء کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔ وام۔ قرض۔ جوانمردی۔ سخاوت۔

[3] ریگ آرد۔ مشہور ہے کہ حضرت ابراہیم نے خادم کو مہمانوں کی خاطر گیہوں قرض لینے بھیجا وہاں اس کو قرض نہ ملا تو واپسی پر شرمندگی سے بچنے کے لئے اس نے اونٹ پر ریت لاد لیا۔ جب گھر واپس آیا تو حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ گیہوں کی بجائے آٹا لائے ہو۔ اب اس خادم نے دیکھا تو وہ ریت نہ تھا بلکہ آٹا تھا۔

گفت پیغمبرؐ کہ در بازار ہا
دو فرشتہ می کنند از دل دُعا[1]

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ بازاروں میں
دو فرشتے دل سے دعا کرتے ہیں

کاے خدا تو مُنفِقاں رادہ خَلَف
وے خدا تو مُمسِکاں رادہ تلف

کہ اے خدا تو خرچ کرنے والوں کو عوض دیدے
اے خدا تو بخیلوں کو ہلاکت دیدے

خلصہ آں مُنفِق کہ جاں اِنفاق کرد
حَلقِ خود قربانیِ خَلّاق کرد

خصوصاً وہ خرچ کرنیوالا جس نے جان خرچ کی
اپنے گلے کو اللہ (تعالیٰ) کی قربانی بنایا

حَلق پیش آورد اسماعیلؑ وار
کارد بَر حَلقش نیارد کردگار

(حضرت) اسماعیل کی طرح اس نے گلا پیش کردیا
خدا اس کے گلے پر چھری نہ چلائے گا

پس شہیداں زندہ زیں روبندو خوش
توبداں قالب بمنگر گبروش

پس شہید اسی لئے زندہ اور خوش ہیں
تو انکے (خاکی) قالب کو کافر کی طرح نہ دیکھ

چوں خَلَف دادست شاں جانِ بقا
جانِ ایمن از غم و رنج و شقا

چونکہ انکو (اللہ تعالیٰ نے) باقی رہنےوالی جان عوض میں دیدی ہے
وہ جان جو غم اور رنج اور بدبختی سے محفوظ ہے

شیخ وامی[2] سالہا ایں کارکرد
می ستدمی داد ہمچوں پائمرد

قرض لینے والے شیخ نے سالوں یہ کام کیا
مستقل مزاج کی طرح لیتے دیتے رہے

تخمہامی کاشت تا روزِ اَجَل
تا بُود روزِ اجل میرا جَل

مرنے کے دن تک نیکیوں کی تخم ریزی کرتے رہے
تاکہ موت کے دن بڑے سردار بنی

چونکہ عمر شیخ در آخر رسید
وروجودِ خود نشانِ مرگ دید

جب شیخ کی آخری عمر آگئی
انہوں نے اپنے جسم میں موت کے آثار دیکھے

وام خواہاں گردِ اُو بنشستہ جمع
شیخ بر خود خوش گدازاں ہمچو شمع

قرض خواہ ان کے گرد جمع ہو کر بیٹھ گئے
شیخ شمع کی طرح اپنے آپ میں پگھل رہے تھے

وام خواہاں گشتہ نو میدو ترش
دردِ دلہا یارشد بادردِ شش

قرض خواہ نا امید اور ناراض تھے
دلوں کا درد پھیپھڑے کے درد کا ساتھی ہو گیا تھا

شیخ گفت ایں بدگماناں[3] رانگر
نیست حق راچار صد دینارِ زر

شیخ نے فرمایا ان بدگمانوں کو دیکھ
(کیا) اللہ کے پاس سونے کی چار سو اشرفیاں نہیں ہیں

کود کے حلوا زبیروں بانگ زد
لافِ حلوا بر اُمیدِ دانگ زد

ایک لڑکے نے باہر سے حلوے کی آواز لگائی
پیسے کی امید پر حلوے کی تعریف کی

---

[1] دعا۔ یعنی فرشتے مدد دیتے ہیں۔ مُنفِق۔ یعنی اللہ کے لئے خرچ کرنے والا۔ خلف۔ یعنی خرچ کا بدلہ۔ مُمسک۔ بخیل۔ تلف۔ ہلاکت۔ حلق۔ حلقوم۔ خَلّاق۔ اللہ تعالیٰ۔ اسماعیل حضرت ابراہیم کی خواب کے مطابق حضرت اسماعیل اپنے آپ کو ذبح کرانے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ قالب۔ شہداء کو اخروی حیات ابدی ملی ہے۔ ان کے جسم خاکی کو دیکھ کر کافر اس کا منکر بنتا ہے۔ جانِ بقا۔ باقی رہنےوالی جان

[2] وامی۔ قرض لینے کا عادی پائمرد۔ مستقل مزاج۔ اجل۔ موت کا وقت، اجل۔ بزرگ۔ نشان۔ علامت، شمع، شیخ شمع کی طرح پگھل رہے تھے۔ ترش۔ بدمزاج۔ شش۔ پھیپھڑا یعنی دلوں کی درد کے ساتھ پھیپھڑے کے درد کا بھی اضافہ ہو گیا۔

[3] بدگماناں۔ قرض خواہ جو قرض کی ادائیگی میں بدگمان تھے۔ چار صد۔ شیخ کے ذمہ چار سو اشرفیوں کا قرض تھا۔ دینار۔ سونے کا ایک سکہ ہے جس کا وزن مثقال کی برابر یعنی ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے۔ لاف۔ شیخی بگھارنا۔ دانگ۔ چھوٹی کا ہوتا ہے۔

شیخ اشارت کرد خادم را بسر[1] — کہ بروآں جُملہ حلوا رابخر
شیخ نے خادم کو سر سے اشارہ کیا — کہ جا تمام حلوا خرید لے

تا غریماں چونکہ آں حلوا خورند — یک زمانے تلخ درمن ننگرند
کیونکہ قرض خواہ جب وہ حلوہ کھا لیں گے — تھوڑی دیر تیکھی نظر سے مجھے نہ دیکھیں گے

در[2] زماں خادم بُروں آمد زدر — تاخردآں جُملہ حلوا زاں پسر
فوراً خادم دروازے سے باہر آیا — تاکہ سارا حلوا لڑکے سے خرید لے

گفت اُورا جملہ حلوا چند — گفت کودک نیم دیناراست واند
(خادم نے) اس سے پوچھا سب حلوا کتنے کا ہے؟ — لڑکے نے کہا کہ آدھے دینار سے کچھ زائد کا ہے

گفت نے از صوفیاں افزوں مجو — نیم دینارت دہم افزوں مگو
اس نے کہا صوفیوں سے زیادہ نہ مانگ — تجھے آدھا دینار دوں گا زیادہ نہ بول

اُو طبق بنہاد اندر پیشِ شیخ — توبہیں اَسرار سر اندیشِ شیخ
اس نے اندر جا کر طبق شیخ کے سامنے رکھ دیا — (اب) تو راز کو سوچنے والے شیخ کے اسرار کو دیکھ

کرد اشارت باغریماں کیں نوال[3] — نِک تبرّک خوش خوریداِیں راحلال
(شیخ نے) قرضخواہوں کو اشارہ کیا کہ یہ عطا ہے — یہ تبرک ہے اس کو حلال سمجھ کر خوب کھاؤ

بہرِ فرماں جملگی حلقہ زدند — خوش ہمی در ند حلوائے چوقند
حکم کے مطابق سب نے حلقہ باندھ لیا — قند جیسے حلوے کو خوب کھایا

چوں طبق خالی شدآں کودک ستد — گفت دینارم بدہ اے پر خرد
جب طبق خالی ہو گیا اس لڑکے نے اٹھا لیا — بولا اے باشعور میرا دینار دے

شیخ گفتار از کجا آرم درم — وام دارم میروم سوئے عدم
شیخ نے فرمایا، درہم کہاں سے لاؤں؟ — میں مقروض ہوں۔ (ملک) عدم کی طرف جا رہا ہوں

کودک از غم زد طبق رابرزمیں — نالہ و گریہ بر آور دو حنین
لڑکے نے غم کے مارے طبق زمین پر پٹخ دیا — رونا اور چیخنا شروع کر دیا

بانگ می کردو فغان و ہائے ہائے — کاے مرا اشکستہ بودے ہردو پائے
شور کرتا اور روتا اور ہائے ہائے کرتا تھا — کہ میرے دونوں پاؤں ٹوٹ گئے ہوتے

کاشکے من گردِ گلخن گشتمے — بردر ایں خانقاہ ننگذشتمے
کاش میں بھٹی کے گرد ہی چکر لگاتا — اس خانقاہ کے دروازے سے نہ گزرتا

[1] بسر۔ سر سے اشارہ کیا، بولنے کی طاقت نہ رہی تھی۔ غریما۔ غریم کی جمع ہے قرضخواہ۔ تلخ۔ یعنی غصہ

[2] در زماں۔ فوراً۔ چند۔ کس قیمت کا ہے۔ اند۔ مبہم عدد کے لئے بولا جاتا ہے جس کا اطلاق ایک سے نو تک ہوتا ہے۔ افزوں۔ علو۔ زیادہ نہ بول۔ اسرار۔ سر کی جمع ہے۔ راز۔ سر اندیش راز کو سوچنے والا۔

[3] نوال۔ عطیہ۔ نک۔ ایک کی تخفیف ہے بمعنی لیست واکنوں۔ درم۔ درہم ایک سکہ ہے جس کا وزن ساڑھے تین ماشے کا ہوتا ہے۔ حنین۔ رونا چلانا۔ گلخن۔ بھٹی، یعنی حلوا پکانے کی بھٹی۔

صوفیانِ طبل[1] خوارِ لقمہ جُو
پیٹو صوفی، لقمہ ڈھونڈنے والے

سگ دلانِ ہمچو گربہ روئے شو
کتوں کا دل رکھنے والے بلی کی طرح منہ دھونے والے

از غریو کودک آنجا خیر و شر
لڑکے کے شور و غل سے اس جگہ بھلے اور برے

گرد آمد گشت بر کودک حشر
جمع ہو گئے، لڑکے پر بھیڑ لگ گئی

پیشِ شیخ آمد کہ اے شیخ درشت[2]
شیخ کے سامنے آیا، کہ اے سنگدل شیخ!

تو یقیں داں کہ مرا اُستاد کُشت
تو یقین کر لے کہ اُستاد نے مجھے مار ہی ڈالا

گر رَوم من پیشِ اُو دستِ تہی
اگر میں اس کے سامنے خالی ہاتھ جاؤں

اُو مرا بکُشد اجازت میدہی
وہ مجھے مار ڈالے گا، تو روا رکھتا ہے؟

واں غریماں ہم بانکا رو بجود
قرضخواہ بھی تردید اور انکار کے ساتھ

رُو بشیخ آوردہ کایں بازی چہ بود
شیخ کی طرف متوجہ ہوئے کہ یہ کیا تماشہ تھا؟

مالِ ما خوردی مَظالِم می بَری
ہمارا مال مارا، حقوق لے جا رہا ہے

از چہ بودایں ظلم دیگر برسری
علاوہ ازیں یہ کیا ظلم تھا؟

تا نمازِ دیگر آں کودک گریست
عصر کی نماز تک وہ لڑکا روتا رہا

شیخ دیدہ بست و دروے ننگریست
شیخ نے آنکھیں بند کر لیں اور اس کی طرف دیکھا (بھی) نہیں

شیخ فارغ از جفاؤ از خلاف
شیخ ظلم اور جھگڑے سے فارغ البال تھے

در کشیدہ روی چوں مہ در لحاف
چاند جیسا چہرہ لحاف میں چھپائے ہوئے تھے

با اَزل خوش با ابد خوش شاد کام
ازل (مقدر) سے خوش ابد (آخرت) سے خوش اور مسرور!

فارغ از تشنیع و طعن خاص و عام
خاص و عام کے لعن طعن سے بے نیاز تھے

آنکہ[3] جاں در روئے اُو خندد چو قند
جس کی جاناں کے سامنے قند کی طرح (میٹھی) مسکراہٹ ہو

از ترشروئیِ خلقش چہ گزند
اس کو مخلوق کی بد مزاجی سے کیا نقصان؟

آنکہ جاں بوسہ دہد بر چشمِ اُو
جس کی آنکھوں پر جان بوسہ دے

کے خورد غم از فلک و زخشمِ اُو
وہ آسمان اور اس کے غصہ کا غم کب کرتا ہے؟

در شبِ مہتاب مہ رابر سماک
چاندنی رات میں چاند کو سماک پر

از سگاں وعوعو ایشاں چہ باک
کتوں اور ان کے بھونکنے سے کیا خوف ہے؟

سگ وظیفہ خود بجامی آورد
کتا اپنا کام کر رہا ہے

مہ وظیفہ خود برخ می گسترد
چاند اپنا کام (روشنی) رخ پر ڈال رہا ہے

[1] طبل خوار۔ طبل۔ ڈھول یعنی کھا کر ڈھول سا پیٹ پھلانے والے۔ گربہ۔ بلی اپنا زہد دکھانے کے لئے اپنا منہ اپنے لعاب سے صاف کرتی رہتی ہے۔ غریو۔ شور و غل۔ خیر و شر۔ بھلے برے لوگ۔ حشر۔ مجمع۔

[2] درشت۔ یعنی سنگدل۔ نستا۔ استاد۔ کُشت۔ مارتے ہوئے مار ڈالے گا۔ دست تہی۔ خالی ہاتھ۔ بجود۔ دیدہ و دانستہ انکار۔ بازی تماشہ۔ مظالم۔ حقوق، مطالبا۔ برسری۔ علاوہ نماز دیگر۔ نماز اول ظہر، دوسری نماز عصر۔ دیدہ۔ آنکھ۔ فارغ خالی۔ جفا۔ ظلم۔ خلاف۔ لڑائی جھگڑا۔ ازل۔ یعنی مقدر۔ ابد۔ یعنی انجام۔ تشنیع۔ لغت ملامت کرنا۔

[3] آنکہ۔ جس کی روح اس کے سامنے مسکرائے کسی کا منہ بنانا اس کے لئے مضر نہیں ہے شب مہتاب۔ چاندنی رات۔ سماک۔ قمر کی منزلوں میں سے چودھویں منزل ہے۔ عوعو۔ کتوں کے بھونکنے کی آواز۔ وظیفہ۔ معمول۔

کارکِ [1] خودمی گزارد ہر کسے — آب نگذارد صفا بہرِ خسے

ہر شخص اپنا کام کرتا ہے — تنکے کی وجہ سے پانی اپنی صفائی نہیں چھوڑتا ہے

خَس خَسانہ می رَود بر روئے آب — آبِ صافی می رود بے اضطراب

تنکا کمینوں کی طرح پانی کے اوپر جا رہا ہے — صاف پانی بغیر پریشانی کے بہہ رہا ہے

مُصطفیٰ مہ می شگافد نیم شب — ژاژمی خاید زکینہ بُو لہب

(حضرت) مصطفیٰ آدھی رات چاند کو شق کر رہے ہیں — کینہ کی وجہ سے ابو لہب بکواس کر رہا ہے

آں مسیحا مردہ زندہ می کُند — واں جہود از خشم سُبلت می کَند

(حضرت) عیسیٰ مردے کو زندہ کر رہے ہیں — یہودی غصہ میں اپنی مونچھیں نوچ رہے ہیں

بانگ سگ ہرگز رسد در گوشِ ماہ — خاصہ ماہے کو بوَد خاصِ اِلٰہ

کتوں کی آواز کبھی چاند کے کان میں پہنچی ہے؟ — خصوصاً وہ چاند جو اللہ (تعالیٰ) کا مخصوص ہو

مے خورد شہ برلبِ جُوتا سحر — در سماع از بانگ چُغراں بیخبر

بادشاہ نہر کے کنارے صبح تک مے نوشی کرتا ہے — گانے میں مینڈکوں کی آواز سے بے خبر

ہم شدے توزیع [2] کودک دانگ چند — ہمّتِ شیخ آں سخارا کرد بند

لڑکے کے چند پیسے چندہ بھی ہو سکتے ہیں — شیخ کی باطنی توجہ نے اس سخاوت کو روکدیا

تا کسے ندہد بکودک ہیچ چیز — قوتِ پیراں ازیں بیش ست نیز

تاکہ کوئی شخص لڑکے کو کچھ نہ دے — بزرگوں کی قوت اس سے بھی بڑھ کر ہے

شد نمازِ [3] دیگر آمد خادمے — یک طبق برکف زپیشِ حاتمے

عصر کی نماز ختم ہوئی تو ایک خادم آیا — ایک طباق ہاتھوں پر دھرے کسی سخی کے پاس سے

صاحبِ مالے و حالے پیشِ پیر — ہدیہ بفرستاد کزوے بُد خبیر

ایک صاحب مال و حال نے پیر کی خدمت میں — ہدیہ بھیجا کیونکہ وہ اس کی حالت سے باخبر تھا

چار صد دینار بر گوشہ طبق — نیم دینارِ دگر اندر ورق

طباق کے کنارے پر چار سو دینار — آدھا دینار اور، کاغذ میں

خادم آمد شیخ را اِکرام کرد — واں طبق بنہاد پیشِ شیخِ فرد

خادم آیا، شیخ کی تعظیم کی — اور اس طبق کو یگانہ (زمانہ) شیخ کے سامنے رکھدیا

چوں طبق را از عطا بکشود زود — خَلق دیدند آں کرامت بے جحود

جب فوراً عطیہ کے طباق کو کھولا — لوگوں نے وہ کرامت اقرار کے ساتھ دیکھی

---

[1] کارک۔ معمولی کام خس۔ تنکا۔ خسانہ۔ کمینہ پن۔ اضطراب۔ پریشانی دریا کا جوش۔ مصطفیٰ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر کی طرف اشارہ ہے۔ ژاژ خائیدن۔ بکواس کرنا۔ ابو لہب۔ آنحضور کا چچا جو آپکی دشمنی میں مشہور ہے۔ مسیحا۔ حضرت عیسیٰ جن کا معجزہ مردے کو زندہ کرنا تھا۔ جہود۔ یہودی لوگ۔ سُبلت۔ مونچھ۔ مے خورد۔ شراب می نوشد۔ برلب۔ جو دریا کے کنارے شراب نوشی مزید لطف کا سبب ہوتی ہے۔

[2] توزیع۔ تقسیم چندہ مراد ہے۔ آں سخا۔ لوگوں کے چندہ دینے میں شیخ کی باطنی توجہ مانع بنی۔ کودک۔ یعنی حلوا بیچنے والا لڑکا۔ ہمت۔ باوجود دوسرے قرضخواہوں کے لڑکے کے قرض کی ادائیگی دوسروں سے پسند نہ کی اسلئے کہ بزرگوں کی قوتِ باطنی کے مقابلہ میں یہ سب قرض ہیچ تھا۔

[3] نماز دیگر۔ عصر کی نماز، اوّل نماز ظہر کی کہلاتی ہے چونکہ فرضیت نماز کے بعد امامت جبرئیل میں پہلی نماز ظہر کی ادا ہوئی ہے حاتم۔ یعنی سخی۔ بد خبیر۔ وہ سخی شیخ کے مقروض ہونے سے واقف تھا۔ نیم دینار۔ جس کا حلوہ خریدا تھا۔ فرد۔ یکتائے زمانہ کرامت۔ بزرگوں سے جو بات عجیبی نظام کے ماتحت عام سنت اللہ کے خلاف ظاہر ہو وہ کرامت کہلاتی ہے۔

آہ و افغاں از ہمہ برخاست زُود
فوراً سب کی آہ وفغاں بلند ہوئی

کاے سَرِ شیخاں شاہاں ایں چہ بود
کہ اے بزرگوں اور بادشاہوں کے سردار یہ کیا تھا؟

ایں چہ سر ہست اینچہ سلطانیست باز
یہ کیا راز ہے؟ اور یہ کیسی شہنشاہی ہے؟

اے خداوندِ خداوندانِ راز
اے راز داروں کے آقا!

ماندا ستیم مارا عفو کن
ہم نہ سمجھے ہمیں معاف کر دیجئے

بَس پراگندہ کہ رفت از ما سخن
وہ بہت بیہودہ باتیں جو ہم سے ہوئیں

ما کہ کورانہ عصا ہامی زنیم
ہم جو اندھا دھند لاٹھی گھماتے ہیں

لا جَرم قند یلہا را بشکنیم
یقیناً قندیلوں کو توڑ دیتے ہیں

ماچو کرّاں ناشنیدہ یک خطاب
ہم بہروں کی طرح ہیں، ایک بات سنے بغیر

ہر زہ گویاں از قیاسِ خود جواب
اپنے اندازے سے بیہودہ جواب دیتے ہیں

ماز موسیٰ پندگر قسیم کو
ہم نے (حضرت) موسیٰ (کے واقعہ) سے نصیحت حاصل نہ کی جو

گشت از انکار خضرؑ بے زَر دُرُو
(حضرت) خضرؑ پر اعتراض کر کے شرمندہ ہوئے

باچناں[۳] چشمے کہ بالامی شتافت
ایسی آنکھوں کے ذریعہ جو عالم (بالا) کی طرف جاتی تھیں

نورِ چشمش آسماں رامی شگافت
انکی آنکھوں کا نور آسمان کو چاک کرتا تھا

کردہ با چشمت تعصب موسیا
اے موسیٰ (شیخ خضریہ) تیری آنکھوں کے ساتھ تعصب برتا

از حماقت چشم موشِ آسیا
حماقت کیجیے ہماری چکی کے چوہے (جیسی) آنکھ نے

شیخ فرمود آں ہمہ انکار و قال
شیخ نے فرمایا وہ سب انکار اور گفتگو

من بحلِ کردم شمارا آں جدال
وہ لڑائی جھگڑا میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے

سِرّ آں ایں بود کز حق خواستم
اس کا راز یہ تھا کہ میں نے اللہ (تعالیٰ) سے خواست کی

لا جَرم بنمود راہِ راستم
لا محالہ اس نے سیدھا راستہ مجھے دکھا دیا

گفت[۳] ایں دینار اگرچہ اندک است
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا کہ یہ اگرچہ تھوڑے سے دینار ہیں

لیک موقوفِ غریوِ کودک است
لیکن بچے کے رونے پر موقوف ہیں

تا نگرید کودکِ حلوا فروش
جب تک حلوہ فروش کا لڑکا نہ روئے

بحرِ بخشش در نمی آید بجوش
بخشش کا دریا جوش میں نہ آئے گا

اے برادر طفلِ طفلِ چشم تُست
اے بھائی! بچہ تیری آنکھ ہے

کامِ خود موقوفِ زاری داں نخست
پہلے اپنے مقصد کو رونے پر موقوف سمجھ لے

۱ سر۔ سرور۔ سرّ۔ راز۔ خداوند۔ آقا۔ قندیلہا، یعنی بزرگوں کے روشن دل۔ ماچوکراں۔ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ عوام بزرگوں کی بات کی تہہ تک نہیں پہنچتے ہیں اور اپنے قیاس سے اٹکل پچو باتیں بنانے لگتے ہیں۔ موسیٰ۔ حضرت موسیٰ حضرت خضرؑ کے کاموں کی تہہ تک نہ پہنچے تھے اور اعتراضات کر کے شرمندہ ہوئے تھے۔

۲ باچناں۔ چشمے۔ اولیاء کی چشم بصیرت آسمانوں کو پار کر جاتی ہے۔ تعصب۔ بیجا حمایت۔ موسیا۔ یعنی شیخ خضریہ۔ موش چوہا۔ آسیا۔ چکی۔ انکار۔ یعنی وہ تمام بیہودہ باتیں جو ان لوگوں نے کی تھیں۔ بحل کردم۔ میں نے معاف کر دیں۔ جدال لڑائی۔ جھگڑا۔

۳ گفت۔ یعنی میری دعا پر اللہ نے فرمایا۔ غریو۔ شور و غل اے برادر۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ جس طرح بخشش کا دروازہ حلوا فروش بچے کے رونے سے کھلا اسی طرح تو بھی اپنے معاملہ کو سمجھ۔

کام خود موقوفِ زاریِ دل ست — بے تضرّع[1] کامیابی مشکل ست
اپنا مقصد دل کے رونے پر موقوف ہے — گڑ گڑائے بغیر کامیابی مشکل ہے

گر ہمی خواہی کہ مشکل حل شود — خارِ محرومی بگل مبدل شود
اگر تو چاہتا ہے کہ مشکل حل ہو جائے — محرومی کا کانٹا پھول میں بدل جائے

گر ہمی خواہی کہ آں خلعت رسد — پس بگریاں طفلِ دیدہ برجسد
اگر تو چاہتا ہے کہ وہ پوشاک تجھے مل جائے — تو آنکھ کے بچے کو جسم (کی ضرورت) پر رُلا

ترسانیدنِ شخصے زاہدے راکہ کم گریی تا کورنہ شوی
ایک شخص کا ایک زاہد کو ڈرانا کہ کم رویا کر، تاکہ تو اندھا نہ ہو جائے

زاہدے راگفت یارے در عمل — کم گری تا چشم رانا ید خلل
عمل (تصوف) کے ایک ساتھی نے ایک زاہد سے کہا — کم رویا کر تاکہ آنکھ کو نقصان نہ پہنچے

گفت زاہد از دو بیروں نیست حال — چشم بیند یا نہ بیند آں جمالِ
زاہد نے کہا حال دو صورتوں سے خالی نہیں ہے — اس حُسن کو آنکھیں دیکھیں گی یا نہ دیکھیں گی

گر بہ بیند نور حق خود چہ[2] غم ست — در وصالِ حق دو دیدہ کے کم ست
اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نور کو دیکھ لیں گی تو پھر کیا غم ہے؟ — اللہ (تعالیٰ) کے وصال میں دو آنکھیں کیا کم ہیں

ورنہ خواہد دید از حق نُور وضو — ایں چنیں چشمِ شقی گو کورشو
اللہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نور اور روشنی کو نہ دیکھ سکینگی — تو کہہ دو ایسی آنکھیں اندھی ہو جائیں

غم مخورا زدیدہ کاں عیسیٰ تُراست — چپ مرو تا بخشدت او چشم راست
آنکھوں کی فکر نہ کر، عیسیٰ (خدا) تیرا ہے — ٹیڑھا نہ چل تاکہ وہ تجھے صحیح آنکھیں بخش دے

عیسی روح تو با تو حاضرست — نصرت از وے خواہ کو خوش ناصرست
تیری روح کا عیسیٰ (خدا) تیرے پاس موجود ہے — مدد اس سے مانگ وہ بہترین مدد گار ہے

لیک بیگارِ تنِ پر اِستخواں — بردلِ عیسیٰ مَنہ تو ہر زماں
لیکن ہڈیوں بھرے جسم کی بیگار — کسی وقت (بھی) عیسیٰ (خدا) کے دل پر نہ رکھ

ہمچو آں[3] ابلہ کہ اندر داستاں — ذکر اُو کردیم بہر راستاں
اس بیوقوف کی طرح جس کا قصہ میں — اہل حق کے لئے ہم نے اس کا ذکر کیا ہے

زندگی تن مجواز عیسیت — کام فرعونی مخواہ از موسیت
اپنے عیسیٰ (خدا) سے جسم کی زندگی کا طالب نہ بن — اپنے موسیٰ (خدا) سے فرعونی مقصد نہ چاہ

[1] تضرع۔ عاجزی گڑگڑانا۔ خار محرومی۔ یعنی مصیبتیں، نعمتوں میں تبدیل ہو جائیں۔ خلعت۔ شاہی لباس۔ یارے در عمل۔ یار طریقت، ہم مشرب، گری۔ گریستن۔ سے صیغہ امر ہے۔ خلل نقصان۔ گفت۔ یعنی زاہد نے جواب میں کہا اللہ کی یاد میں رو کر آنکھیں خراب کر رہا ہوں تو اب دو صورتیں ہیں یا تو اس رونے کے نتیجہ میں میری آنکھیں برباد ہونگی اور مجھے دیدار حق میسر آ جائیگا۔ تو پھر مجھے ان جسمانی آنکھوں کی بربادی کی کوئی پروا نہیں اور اگر دیدار حق میسر نہ آئے تو پھر ایسی آنکھوں کا برباد ہو جانا ہی بہتر ہے جو دیدار حق سے محروم ہوں۔

[2] چہ غم۔ یعنی جسمانی آنکھوں کی بربادی کا کوئی رنج نہیں ہے۔ دو دیدہ۔ جو آنکھیں دیدار حق کیلئے ملیں گی۔ عیسیٰ۔ یعنی وہ خدا جو مردوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ چپ مرو۔ کجروی نہ اختیار کر۔ راست۔ درست۔ عیسیٰ روح۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو روحوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ نصرت۔ مدد۔ بیگار۔ بے مزدوری کا کام۔ بردل عیسیٰ یعنی اللہ تعالیٰ سے روح کی زندگی چاہو۔

[3] ابلہ۔ حضرت عیسیٰ۔ کا وہ بیوقوف ساتھی جس نے ہڈیوں کو زندہ کرنے پر اصرار کیا۔ کام فرعونی۔ یعنی تن پروری لذات۔ جسمانی۔ موسیٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔

بر دلِ خود کم نہ اندیشہ امعاش[1] عیش کم ناید تو بردرگاہ باش
اپنے دل پر معاش کی فکر کم کر معاش کم نہ رہے گی تو دربار میں حاضر رہ

ایں بدن خرگاہ آمد رُوح را یا مثالِ کشتی مر نوحؑ را
یہ جسم روح کا خیمہ ہے یا کشتی جیسا ہے نوح کے لئے

تُرک چوں باشد بیابد خرگہے خاصہ چوں باشد عزیزِ درگہے
سپاہی جب ملازم ہوتا ہے اس کو خیمہ ملجاتا ہے خصوصاً جبکہ وہ دربار میں با عزت ہو

تمامی قصہ زندہ شدنِ استخوا نہا بُد عائے عیسیٰ علیہ السّلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہڈیوں کے زندہ ہو جانے کے قصہ کی تکمیل

چونکہ عیسیٰ دید آں ابلہ رفیق جزکہ اِستیزہ نمیداند طریق
جب (حضرت) عیسیٰ نے اس بیوقوف ساتھی کو دیکھا کہ جھگڑے کے سوا کوئی طریقہ نہیں جانتا ہے

می نگیرد پندرا از ابلہی بخل می پندارد اُواز گمرہی
بیوقوفی کی وجہ سے نصیحت قبول نہیں کرتا ہے نادانی کی وجہ سے (اسم اعظم نہ پڑھنے کو) بخل سمجھتا ہے

خواند عیسیٰ نام[2] حق براستخواں از برائے اِلتماس آں جواں
(حضرت) عیسیٰ نے ہڈیوں پر اسم اعظم پڑھ دیا اس جوان کے اصرار کی وجہ سے

حُکمِ یزداں ازپئے انجام مَرد صورتِ آں استخواں را زندہ کرد
اللہ (تعالیٰ) کے حکم نے (اُس) انسان کے انجام کیلئے ان ہڈیوں کے ڈھانچہ کو زندہ کر دیا

ازمیاں بر جَست یک شیر سیاہ پنجۂ زد کرد نقشش راتباہ
درمیان سے ایک کالا شیر کودا اس (شیر) نے پنجہ مارا اور اس کے نقش کو ہٹا دیا

کلّہ اش برکند ومغزش ریخت زود ہمچو جوزے کاندرے مغزے نبود
اسکی کھوپڑی اکھاڑ دی اور جلد اس کا بھیجا بکھیر دیا اس اخروٹ کی طرح جس میں گری نہ تھی

گرو را مغزے بُدے زاشکستنش خود نبودے نقص الا برتنش
اگر اس میں گودا ہوتا، اس کے ٹوٹنے سے محض اس کے جسم کو نقصان پہنچتا

گفت عیسیٰ[3] چوں شتابش کوفتی گفت زاں رُوکہ توزو آشوفیت
حضرت عیسیٰ نے اس شیر سے فرمایا تو نے اسقدر جلد اس کو کیوں کیا؟ اس نے کہا اس لئے کہ تم اس سے پریشان ہوئے

گفت عیسیٰ چوں نخوردی خونِ مرد گفت در قسمت نبودم رزقِ خود
حضرت عیسیٰ نے فرمایا تو نے اس کا خون کیوں نہ پیا؟ اس نے کہا میری قسمت میں اپنی روزی نہ تھی

[1] معاش۔ یعنی جسمانی زندگی گذارا درگاہ۔ یعنی بارگاہ خداوندی۔ خرگاہ۔ خیمہ یعنی اصل روح ہے اور جسم محض اس کی قیامگاہ ہے۔ کشتی۔ اصل حضرت نوح کی ذات تھی اور کشتی محض اسی نشست گاہ تھی۔ تُرک یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے وفادار سپاہی بنو گے تو وہ خود تمہارا بندوبست فرمادے گا۔ عزیز۔ باعزت۔ استیزہ۔ لڑائی جھگڑا۔ طریق۔ راستہ۔ پند۔ یعنی حضرت عیسیٰ کی نصیحت بخل۔ حضرت عیسیٰ کی نصیحت۔ بخل۔ حضرت عیسیٰ کے اسم اعظم نہ پڑھنے کو ان کے بخل پر محمول کر رہا تھا۔

[2] خواند حق۔ یعنی اسم اعظم جواں۔ یعنی حضرت عیسیٰ کا بیوقوف ساتھی ازمیاں۔ یعنی گڑھے کے اندر سے یا فوراً شیر سیاہ۔ کالا شیر، خوفناک، شیر نقش۔ یعنی ہستی۔ ہمچو۔ یعنی کھوپڑی خالی اخروٹ کی طرح رہ گئی۔ مغزے بُدے۔ یعنی عقل ہوتی۔

[3] گفت عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ نے شیر سے کہا آشوفتی۔ اس نے بے ا سوال کر کے حضرت عیسیٰ کو پریشان کیا تھا۔ زقسمت۔ شیر اپنی مقدر روزی کھا کر طبعی موت مرا تھا۔

اے بسا[1] کس ہمچوں آں شیر ژیاں
اے (مخاطب) بہت سے لوگ اس غضبناک شیر کی طرح

صیدِ خود نا خوردہ رفتہ از جہاں
دنیا سے اپنا شکار بغیر کھائے چلے گئے

قسمتش کاہے نہ وحرصش چوکوہ
اسکی قسمت میں ایک تنکا نہیں اور اس کی حرص پہاڑ جیسی ہے

جُستہ بے وجہے وجوہ از ہر گروہ
ہر گروہ سے بے طریقہ آمدنیوں کا جویاں ہے

جمع کردہ مال ورفتہ سوئے گور
مال کو جمع کیا اور قبر میں چلا گیا

دشمناں در ماتم او کردہ سُور
دشمنوں نے اس کے ماتم میں جشن منایا

اے میسّر کردہ برمادر جہاں
اے (ذات) تو نے دنیا کو ہمارے لئے آسان کردیا ہے

سخرہَ و بیگار مارا وارہاں
فرمانبرداری اور بیگار سے ہمیں نجات دے

طُعمہ بنمودہ بما وآں بودہ شست
ہمیں چارہ نظر آیا، اور وہ مچھلی کا کانٹا تھا

آنچناں بنما بما آں راکہ ہست
ہمیں اسی طرح دکھا دے جس طرح سے وہ ہے

گفت آں شیر اے مسیحا ایں شکار
اس شیر نے کہا، اے مسیحا! یہ شکار

بود خالص از برائے اعتبار
محض عبرت کے لئے تھا

گر مرا روزی بُدے اندر جہاں
اگر دنیا میں میرا رزق ہوتا

خودچہ کارستے مرا با مُردگاں[2]
میرا مردوں سے کیا واسطہ ہوتا؟

ایں سزائے آنکہ یابد آب صاف
یہ اس کی سزا ہے جو صاف پانی پائے

ہمچو خَر در جُو بمیزد از گزاف
بیہودگی سے گدھے کی طرح اسمیں پیشاب کردے

گر بداند قیمتِ آں جوئے خَر
اگر گدھا اس نہر کی (قدر و) قیمت جانتا

اُو بجائے پانہد در جوئے سَر
وہ نہر میں پیر کی جگہ سر رکھتا

اوبیا بد آنچناں پیغمبرے
وہ ایسا پیغمبر پائے

میرِ آبِ زندگانی پَرورے
جو زندگی کے پرورش کرنیوالے پانی آب حیات کا سردار ہے

چوں نمیرد پیشِ اُوازا[3] مرکُن
(لفظ) کن کے حکم سے اس کے سامنے جان کیوں نہ دیدے؟

اے امیرِ آبِ مارا زندہ کُن
اے آب حیات کے سردار ہمیں زندہ کردے

ہیں سگِ ایں نفس رازندہ مخواہ
خبردار! اپنے نفس کتے کی زندگی نہ چاہ

کُو عدوِّ جانِ تُست از دیر گاہ
کیونکہ وہ مدت سے تیری جان کا دشمن ہے

خاک برسَر استخوانے راکہ آں
ان ہڈیوں پر خاک، جو کہ

مانع ایں سگ بُود از صیدِ جاں
اس کتے کو جان کا شکار کرنے سے روکیں

---

[1] اے بسا کس۔ یہاں سے مولانا نے نصیحت شروع کی ہے۔ کاہ۔ تنکا، معمولی مال۔ کوہ۔ پہاڑ، بڑی چیز بے وجہ۔ ناموزوں وجوہ۔ آمدنیاں۔ ماتم۔ سوگ۔ سُور۔ محفلِ نشاط جشن مسرت سخرہ۔ بیگار، بغیر اجرت کی مزدوری طعمہ۔ خوراک شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ خالص۔ محض۔ اعتبار عبرت پکڑنا یعنی تاکہ وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو بزرگوں کو لاحاصل سوال کر کے پریشان کرتے ہیں۔

[2] مُردگاں۔ یعنی میں مرکر مردوں میں شامل نہ ہوتا۔ بمیزد۔ میزیدن۔ بمعنی پیشاب کرنا یہ فعل مضارع ہے۔ گزاف۔ بیہودگی۔ اس بیوقوف کو حضرت عیسیٰ کی ذات گرامی میسر آئی جو بمنزلہ صاف پانی کے تھے، ان کے ذریعہ اس کو اپنی روح کی پاکیزگی کرنی چاہئے تھی لیکن اس نے گدھے کی طرح ان کا غلط استعمال کیا۔

[3] امرکن۔ یعنی خدائی حکم۔ امیر آب۔ یعنی آب حیات کے سردار۔ عدو۔ حدیث میں آیا ہے تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا وہ نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان میں ہے۔ استخواں۔ یعنی جسم انسانی۔ جاں۔ یعنی روحانی کمالات۔

سگ[1] نہ بر استخواں چوں عاشقی — دیوچہ وار از چہ بر خوں عاشقی
تو کتا نہیں ہے ہڈیوں پر کیوں عاشق ہے؟ — جونک کی طرح خون پر تو کس وجہ سے عاشق ہے؟

آں چہ چشمت آنکہ بینائیش نیست — زامتحانہا جُز کہ رسوائیش نیست
وہ بھی کیا آنکھ ہے جس میں بینائی نہیں ہے — امتحانوں میں رسوائی کے سوا اس کیلئے کچھ نہیں ہے

سہو باشد ظنّہارا گاہ گاہ — اینچہ ظن ست اینکہ کور آمد براہ
گمانوں میں کبھی کبھی بھول ہوتی ہے — یہ کیا گمان ہے جو راستہ سے اندھا ہو!

کردۂ بر دیگراں نوحہ گری — مدتے بنشیں و بر خود می گری
تو دوسروں پر رویا ہے — کچھ عرصہ بیٹھ اور اپنے اوپر رو

زابرِ گریاں شاخ سبزو تر شود — زانکہ شمع از گریہ روشن تر شود
رونے والے ابر سے شاخ سبز و تازہ بنتی ہے — جیسا کہ شمع، رونے سے اور زیادہ روشن ہو جاتی ہے

ہر کجا نوحہ کنند آنجا نشیں — زانکہ تو اولیٰ تری اندر حنیں
جہاں نوحہ کریں وہاں بیٹھ — کیونکہ رونا تیرے لئے زیادہ بہتر ہے

زانکہ ایشاں[2] در فراقِ فانی اند — غافل از لعلِ بقائے کانی اند
کیونکہ وہ فنا ہونے والے (مردے) کے فراق میں (مبتلا) ہیں — بقا کی کان کے لعل سے غافل ہیں

زانکہ بر دل نقشِ تقلیدست بند — رَو بآب چشم بندش را برند
کیونکہ دل پر تقلید کا نقش رکاوٹ ہے — جا، آنسوؤں سے اس رکاوٹ کو صاف کر دے

زانکہ تقلید آفت ہر نیکویست — کہ بودِ تقلید گر کوہِ قوی ست
کیونکہ تقلید ہر نیکی کی تباہی ہے — تقلید اگر مضبوط پہاڑ (بھی) ہے تو وہ تنکا ہے

گر ضریرے[3] لمتر ست و تیز خشم — گوشت پارہ اش داں کہ اُورا نیست چشم
اگر کوئی اندھا موٹا اور غصیلی ہے — اسکو گوشت کا ٹکڑا سمجھ کیونکہ اس کے آنکھ نہیں ہے

گر سخن گوید زمو باریک تر — آں سَرش رازاں سخن نبود خبر
اگر وہ بال سے زیادہ باریک بات کہے — اس کے دماغ کو اس بات کا پتہ نہیں ہے

مستی دارد زگفتِ خود ولیک — از بروے تا بمے راہست نیک
اپنی گفتگو سے مست ہے لیکن — اس سے شراب تک بڑا لمبا راستہ ہے

[1] سگ۔ انسانی جسم ہڈیوں اور خون کا مجموعہ ہے۔ ہڈی کتے کی خوراک ہے اور خون جونک کی خوراک ہے۔ دیوچہ جونک، دیمک۔ آں چہ۔ اگر تمہاری نگاہ میں چھلکے اور مغز میں کوئی فرق نہیں تو تمہاری آنکھیں بیکار ہیں امتحان کے وقت رسوا ہوں گی۔ سہو۔ اگر انسان لذائذ جسمانی اور اخروی نعمتوں میں فرق نہیں کر سکتا ہے تو قابل معافی بھول نہیں ہے یہ تو اندھا پن ہے۔ بر دیگراں۔ یعنی دوسروں کے عیب۔ بر خود۔ یعنی اپنے مصائب پر رونا چاہیے۔ زابر گریاں جس طرح بارش سے نباتات کا فروغ ہے اسی طرح اپنے مصائب پر رونے سے روح کا فروغ ہوتا ہے۔ از گریہ۔ موم پگھل آنسوؤں کی صورت میں ٹپکتا ہے۔ نوحہ۔ مُردے پر رونا۔ حنین۔ رونا چلانا۔

[2] ایشاں۔ مردے پر رونے والے۔ فانی۔ یعنی مرنے والا انسان لعل کانی۔ معدنی لعل یعنی ابدی زندگی۔ زانکہ نوحہ اسلئے ممنوع ہے کہ وہ دیکھا دیکھی کا رونا ہے اس ممانعت کو پرخلوص رونے سے ختم کر دو۔ برند۔ صاف کر دے۔ رندیدن۔ بمعنی ستردن سے امر کا صیغہ ہے تقلید۔ یعنی اندھا دھند کسی کی پیروی کرنا۔ کہ بود۔ تقلیدی کام خواہ بڑا ہو اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔

[3] ضریر۔ ناقص، اندھا لمتر۔ فربہ موٹا۔ تیز خشم۔ غضبناک۔ سخن۔ یعنی باریک نکتے۔ سرش۔ جب تک حال نہ ہو۔ قال۔ بیکار ہے۔ از بروے میں نے لفظ بر کو زیادہ مان کو ترجمہ کیا ہے۔ مے۔ یعنی عشق خداوندی کا نشہ۔

همچو جویست اُونه آبے میخورد
اس کی مثال نہر کی سی ہے جو پانی نہیں پیتی

آب ازو برآب خواراں بگذرد
اس کا پانی، پانی پینے والوں تک چلا جاتا ہے

آب در جُوزاں نمی گیرد قرار
پانی اس وجہ سے نہر میں نہیں ٹھہرتا

زانکہ آں جُو نیست تشنہ و آب خوار
کہ وہ نہر پیاسی اور پانی پینے نہیں ہے

همچو نائے نالہ و زاری کند
جیسا کہ بانسری نالہ و زاری کرتی ہے

لیک بیگارِ خریدارے کند
لیکن وہ خریدار کی بیگار کرتی ہے

نوحہ۲ گر باشد مُقلّدِ در حدیث
نوحہ گر بات میں مقلد ہوتا ہے

جُز طمع نبود مرا دِآں خبیث
اس خبیث کا لالچ کے علاوہ کوئی مقصد نہیں ہے

نوحہ گر گوید حدیثِ سوزناک
نوحہ گر دردناک بات کہتا ہے

لیک کو سوزِ دل و دامانِ چاک
لیکن دل کی جلن اور پھٹا ہوا دامن کہاں ہے؟

از مقلد تا محقق فرقہاست
مقلد اور محقق میں بہت فرق ہے

کیں چو داؤد ست دآں دیگر صداست
یہ داؤدؑ کی طرح ہے اور وہ صدائے بازگشت ہے

منبع گفتار ایں سوزے بُوَد
اسکی بات کا سرچشمہ سوز ہوتا ہے

واں مقلّد کُہنہ آموزے بُوَد
اور وہ مقلد کہنہ آموز ہوتا ہے

ہیں مشو غرہ۳ بداں گفتِ حزین
اس غمناک بات سے دھوکے میں نہ پڑتا

بار برگاوست بر گردوں حنیں
بوجھ بیلوں پر ہے گاڑی میں چلوں چلوں ہے

ہم مُقلّد نیست محروم از ثواب
مقلد بھی ثواب سے محروم نہیں ہے

نوحہ گر را مُزد باشد در حساب
نوحہ گر کی مزدوری بھی حساب میں لگتی ہے

کافر و مومن خدا گویند و لیک
کافر اور مومن یاخدا کہتے ہیں، لیکن

درمیانِ ہر دو فرقے ہست نیک
دونوں میں بہت فرق ہے

آں گدا گوید خدا از بہرناں
بھکاری یا خدا روی کے لئے کہتا ہے

متقی گوید خدا از عینِ جاں
متقی (دل و) جان سے خدا کہتا ہے

اَللّٰہ اَللّٰہ می زنی از بہرِناں
تو روٹی کے لئے اللہ اللہ کی نعریں لگاتا ہے

بے طمع پیش آو اللہ رانجواں
لالچ کے بغیر آگے بڑھ اور اللہ کہہ

گر بدانستے گدا از گفتِ خویش
اگر بھکاری اپنی بات کی قدر جانتا

پیشِ چشم اونہ کم ماند نہ بیش
اس کی نظر میں (دنیا کا) کم و بیش نہ رہتا

۱ ہمچو۔ یعنی واعظِ بے عمل اور مقلد بے بصر کی مثال نہر اور بانسری کی سی ہے نہر خود نفع نہیں اٹھاتی بانسری کے دل میں سوز نہیں ہے۔

۲ نوحہ گر۔ وہ عورت یا مرد جو اجرت پر رونے کا پیشہ کرے۔ مقلد۔ نوحہ گروں میں سے ایک کچھ کہتا ہے دوسرے اسی کو دہراتے ہیں۔ خبیث یعنی نوحہ گر۔ محقق وہ شخص جو اپنی تحقیق سے بات کی تہہ تک پہنچے۔ داؤدؑ۔ مشہور نبی ہیں جن کا حسن و لہجہ بڑا پراثر تھا انسانوں کے علاوہ حیوانات تک وجد کرنے لگتے تھے۔ صدا۔ آواز بازگشت۔

۳ غرہ۔ مغرور، دھوکے میں پڑا ہوا۔ حزیں۔ غمناک۔ گردوں۔ گاڑی، چھکڑا۔ مقلد۔ اچھے کام کی تقلید بھی باعث ثواب ہے۔ مزد۔ مزدوری و حساب طے شدہ۔ خدا گویند۔ خدا کا نام لیتے ہیں یا خدا کے قائل ہیں۔ بہرناں۔ روٹی کمانے کے لئے۔ عینِ جان۔ یعنی تہ دل گفتِ خویش۔ یعنی اللہ کا نام۔

سالہا گوید خدا آں نانِ[1] خواہ — ہمچو خر مُصحف کشد از بہرِ کاہ
روٹی مانگنے والا سالوں (یا) خدا کہتا ہے — گدھے کی طرح گھاس کے لئے قرآن اٹھاتا ہے

گر بدل درتا فتے گفتِ لبش — ذرّہ ذرّہ گشتہ بودے قالبش
اگر اس کے ہونٹ کی بات دل پر چمکتی — تو اس کا جسم ذرہ ذرہ ہو جاتا

نامِ دیوے رہ برد در ساحری — تو بنامِ حق پشیزے می بری
جادو گری میں شیطان کا نام کام کرتا ہے — تو اللہ کے نام کے ذریعہ مزی حاصل کرتا ہے

خاریدنِ روستائی درتاریکی شیر را بہ ظنِ آنکہ گاؤست
ایک دیہاتی کا شیر کو سہلانا اس خیال سے کہ وہ گائے ہے

روستائی[2] گاؤ در آخُر بہ بست — شیر گاؤش خوردو بر جایش نشست
ایک دیہاتی گائے کو سال میں باندھ دیا — شیر نے اس کی گائے کھالی اور اس کی جگہ بیٹھ گیا

روستائی شد در آخُر سوئے گاؤ — گاؤ رامی جُست شب آں کنجکاؤ
دیہاتی سال میں گائے کے پاس گیا — وہ تلاش کنندہ رات میں گائے کو ڈھونڈتا تھا

دست می مالید بر اعضائے شیر — پشت و پہلو گاہ بالا گاہ زیر
شیر کے اعضاء پر ہاتھ پھیرتا تھا — کمر اور کروٹ پر کبھی اوپر، کبھی نیچے

گفت شیر ار روشنی افزوں[3] بُدے — بردریدے زہرہ اش دل خوں شدے
شیر نے کہا، اگر روشنی تیز ہوتی — اس کا پتا پھاڑ دیتا، اس کا دل خون ہوجاتا

ایں چنیں گستاخ زاں می خارِدم — کو دریں شب گاؤ می پندارِدم
اس طرح نڈر ہو کر مجھے سہلا رہا ہے — کیونکہ وہ رات میں مجھے گائے سمجھ رہا ہے

حق ہمی گوید کہ اے مغرورِ کور — نے زنا مم پارہ پارہ گشت طور
اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے اے دھوکے میں مبتلا اندھے! — کیا میرے نام سے (کوہ) طور ریزہ ریزہ نہیں ہوا؟

کہ لَوْ اَنْزَلْنَا کِتٰبًا لِلْجَبَلْ — لَاَنْصَدَعْ ثُمَّ انْقَطَعْ ثُمَّ ارْتَحَلْ
کہ اگر ہم (اپنی) کتاب پہاڑ پر اتارتے — تو وہ پھٹ جاتا پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا پھر جگہ سے ٹل جاتا

ازمن ار کوہِ اُحد واقف بُدے — پارہ گشتے ودلش پُر خوں شدے
اگر احد پہاڑ مجھ سے واقف ہوتا — ٹکڑے ہو جاتا اور اس کا دل پر خون ہو جاتا

از پدرو زما درایں بشنیدۂ — لا جرم غافل ازیں پیچیدۂ
تو نے ماں باپ سے یہ سنا ہے — لا محالہ تو غفلت سے اس میں لگا ہوا ہے

[1] نان خواہ۔ روٹی کا بھکاری۔ ہمچو خر۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے ان لوگوں کی مثال جو تورات کے حامل بنائے گئے اور پھر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ قالبش۔ اس کا جسم اللہ کے نام کی تجلی سے..... پارہ پارہ ہو جاتا۔ نام دیو۔ سفلیات میں جادوگر شیطان کے نام سے کام لیتے ہیں۔ پشیز۔ مزی۔

[2] روستائی۔ دیہاتی۔ آخُر۔ مویشیوں کے باندھنے کی جگہ۔ کنجکاؤ۔ کونے کونے کو کھودنے والا، کنج گوشہ کاو کا دیدن سے بنا ہے، کھودنے والا۔

[3] افزوں۔ رات کی تاریکی کی وجہ سے وہ شیر کو گائے سمجھ کر اس پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ زُہرہ۔ پتہ۔ گستاخ۔ نڈر۔ حق ہمی گوید۔ جس طرح سے ناواقفیت کی وجہ سے شیر پر ہاتھ پھیرنے کے باوجود اس دیہاتی کا دل شق نہ ہوا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی کما حقہٗ معرفت نہ ہونے سے اس کے نام کا عمل ہو جاتا ہے ورنہ کوہ طور کی طرح جسم انسانی پارہ پارہ ہو جائے۔ کہ قرآن پاک میں ہے کہ اگر ہم اس قرآن کو ایک پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ وہ خدا کے خوف سے جھک جاتا اور پھٹ جاتا۔ اُحد۔ مدینہ منورہ کا مشہور پہاڑ ہے۔ از پدر۔ ماں باپ سے جو ملتا ہے انسان اس کی زیادہ قدر نہیں کرتا ہے۔ لاجرم۔ لامحالہ۔

گر تو بے تقلید ازیں واقف شوی
اگر بغیر تقلید کے تو اس سے واقف ہو جائے

بے نشاں از لُطف چوں ہاتف[1] شوی
ہاتف کی طرح لطافت کی وجہ سے بے نشان ہو جائے

بشنواِیں قصہ پئے تہدیدرا
تنبیہ کے لئے یہ قصہ سن لے

تا بدانی آفتِ تقلید را
تاکہ تو تقلید کی ہلاکت کو سمجھ لے

فروختن صوفیاں بہیمۂ صوفی مسافر راجہت سماع

سماع کی خاطر صوفیوں کا ایک مسافر صوفی کی سواری کو بیچ ڈالنا

صوفی در خانقاہ از رہ رسید
ایک صوفی (سفر کے) راستہ سے ایک خانقاہ میں پہنچا

مرکب خود بُرد و در آخُر کشید
اپنی سواری کو لے گیا اور اصطبل میں باندھ دیا

آبکش دادو علف از دستِ خویش
اپنے ہاتھ سے اس کو تھوڑا سا پانی، اور چارا دیا

نے چو آں صوفی کہ ما گفتیم پیش
اس صوفی کی طرح نہیں جس کا ہم نے پہلے ذکر کیا ہے

احتیاطش کرد از سہو و خُباط
اس (صوفی) نے اس (سواری) کی بھول اور بیوقوفی سے احتیاط کی

چوں قضا آید چہ سود استِ احتیاط
جب قضا آتی ہے تو احتیاط سے کیا فائدہ؟

صوفیاں درویش بود ند و فقیر
صوفی درویش اور فقیر تھے

کادفقرٌ اَنْ یَّکُنْ کفراً کبیر
قریب ہے کہ فقر بڑا کفر بن جائے

اے تو نگر تو کہ سیری[2] ہیں مخند
اے مالدار تو گو کہ پیٹ بھرا ہے نہ ہنس

بر کژیِ آں فقیر دردمند
اس دکھی فقیر کی کج روی پر

از سرِ تقصیر آں صوفی رمہ
اس صوفی گروہ نے غلط کاری سے

خُر فروشی در گرفتند آں ہمہ
سب نے خر فروشی شروع کر دی

کز ضرورت ہست مُردارے مباح
کیونکہ ضرورت کی وجہ سے مردار جائز ہے

بس فسادے کز ضرورت شد صلاح
بہت سی خرابیاں ہیں جو ضرورت میں جائز ہو جاتی ہیں

ہمدراں دم آں خرک[3] بفروختند
فوراً ہی انہوں نے وہ گدھیا بیچ دی

لُوت آوردند و شمع افروختند
مزیدار کھانا لائے اور شمع روشن کی

ولولہ افتاد اندر خانقہ
خانقاہ میں غل مچ گیا

کامشباں لوت و سماع ست و ولہ
کہ آج رات لذیذ کھانا ہے سماع ہے مستی ہے

چند ازیں صبر و ازیں سہ روزہ چند
کب تک یہ صبر اور کب تک یہ تین دن کا فاقہ!

چند ازیں زنبیل و زیں دریوزہ چند
کہاں تک یہ کشکول اور کہاں تک بھیک!

---

[1] ہاتف۔ وہ فرشتہ جس کی آواز سنائی دے اور نظر نہ آئے۔ تہدید۔ دھمکی، تنبیہ۔ فروختن۔ اس قصہ کا مقصد یہ ہے کہ کسی سنائی بات کو جھٹ لینا اور حقیقت پر غور نہ کرنا بہت مضر ہوتا ہے۔ مرکب۔ یعنی گدھا۔ آبکش۔ تھوڑا پانی۔ نے۔ پہلے جس صوفی کا ذکر گزرا ہے اس نے خود اپنے گدھے کو چارہ، پانی نہ دیا تھا خادم پر بھروسہ کر لیا تھا۔ سہو۔ بھول۔ خباط۔ خبط، دیوانگی، کا ذفقر۔ حدیث میں ہے قریب ہے کہ افلاس کفر بن جائے یعنی مفلس کا ایمان ڈگمگا جاتا ہے۔

[2] سیر۔ پیٹ بھرا۔ لژی۔ کجروی۔ رمہ۔ بکریوں کا ریوڑ، یہاں صوفیوں کا گروہ مراد ہے۔ خر فروشی۔ یعنی انہوں نے اس مسافر کے گدھے کے بیچنے کا معاملہ کر ڈالا۔ کز ضرورت۔ شرعی اصول ہے مجبوریاں۔ ممنوعات کو جائز کر دیتی ہیں۔ بس۔ ضرورت کے وقت مردار کھانا جائز ہے۔

[3] خرک۔ معمولی گدھا۔ لوت۔ لذیذ کھانا۔ سماع۔ سننا یعنی قوالی سننا۔ ولہ۔ مستی جوشِ عشق سہ روزہ۔ اسمیں ہا نسبت کی ہے اور اس کا موصوف محذوف ہے یعنی فاقہ۔ زنبیل۔ چمڑے کا تھیلا جس میں فقراء اپنے کھانے کی چیزیں رکھتے ہیں۔ دریوزہ۔ بھیک مانگنا۔

ماہم از خلقیم جاں داریم ما — دولت امشب میہماں داریم ما
ہم بھی مخلوق ہیں، ہم بھی جان رکھتے ہیں — آج رات دولت ہماری مہمان ہے

تخم[1] باطل را ازاں می کاشتند — کانکہ آں جاں نیست جاں پنداشتند
باطل کا بیج انہوں نے اس لئے بویا — کہ جو جان نہیں ہے اس کو انہوں نے جان سمجھا

واں مسافر نیز از راہِ دراز — خستہ بُود و دید آں اِقبال و ناز
وہ (صوفی) مسافر، طویل راستہ کی وجہ سے — تھکا ہوا تھا اور اس نے توجہ اور مہربانی دیکھی

صوفیانش یک بیک بنو اختند — نَردِ خدمتہاش خوش می باختند
ایک ایک صوفی نے اس کو نوازا — اس کی خدمت گزاری کی اچھی چالیں چل رہے تھے

آں یکے پایش ہمی مالید و دست — واں یکے پرسیدش از جائے نشست
ایک اس کے ہاتھ پیر دبا رہا تھا — ایک اس کی نشست گاہ کو دریافت کرتا تھا

واں یکے افشاند گرد از رَختِ اُو — واں یکے بوسید دستش راو رُو
ایک اس کے سامان کی گرد کو جھاڑتا تھا — دوسرا اس کے ہاتھ اور منہ کو چومتا تھا

گفت چوں می دید میلانِ شاں بوے — گر طرب امشب نخواہم کرد کے
جب اس نے ان کو جھکاؤ اپنی طرف دیکھا تو کہا — اگر آج (عیش و) طرب نہ کرونگا تو کب کرونگا؟

لُوت خوردند و سماع آغاز کرد — خانقہ تا سَقف شُد پر دُود و[2] گرد
سب نے کھانا کھایا اور سماع شروع ہوا — خانقاہ، چھت تک دھویں اور گرد سے بھر گئی

دودِ مطبخ، گردِ آں پا کوفتن — زاشتیاق و وجد جاں آشوفتن
دھواں مطبخ کا، گرد رقص کی — شوق اور وجد کی وجہ سے جان کا پریشان ہونا

گاہ دست افشاں قدم می کوفتند — گہ بسجدہ صُفّہ رامی روفتند
کبھی بھاؤ دکھاتے ہوئے رقص کرتے تھے — کبھی سجدوں سے چبوترہ پر جھاڑ دیتے تھے

دیر یابد صوفی آزاز روزگار — زاں سبب صوفی بود بسیار خوار
صوفی زمانہ سے مراد دیر میں پاتا ہے — اسی لئے صوفی پر خور ہوتا ہے

جُز[3] مگر آں صوفیِ کز نُورِ حق — سَیر خورد و فارغ ست از ننگ و دَق
مگر سوائے اس صوفی کے جو اللہ کے نور سے — پیٹ بھرا ہو اور ذلت اور (دروازہ) پیٹنے سے بے نیاز ہو

از ہزاراں اندکے زیں صوفی اند — باقیاں در دولتِ آں می زیند
ہزاروں میں بہت تھوڑے ایسے صوفی ہیں — باقی ان کی بدولت جیتے ہیں

[1] تخم۔ باطل۔ یعنی برے اعمال۔ کانکہ۔ انہوں نے نفس امارہ کو روح سمجھ کر اس کی پرورش شروع کر دی۔ اقبال۔ متوجہ ہونا۔ ناز۔ مہربانی۔ یک بیک۔ بااتصال کے لئے ہے۔ جیسے در بدر۔ نواختن۔ نوازنا۔ نَرد باختن۔ چال چلنا، دھوکا دینا۔ پرسید۔ یعنی کھانے کیلئے جائے نشست کے بارے میں پوچھتا تھا یا قیامگاہ کو پوچھتا تھا۔ رَخت۔ سامان۔ گفت۔ یعنی مسافر صوفی نے دل میں کہا میلان۔ توجہ۔ طرب۔ مستی۔ وجد میں رقص کرنا۔

[2] دُود۔ دھواں یعنی مطبخ کا دھواں۔ گرد۔ یعنی رقص کی، پاکوفتن۔ رقص کرنا۔ دست افشاندن۔ ہاتھ نچاتے ہوئے۔ یعنی بھاؤ دکھاتے ہوئے۔ گہ بسجدہ۔ کبھی سجدہ رو ہو کر چبوترے پر پیشانی گھستے تھے گویا کہ پیشانیوں سے چبوترے پر جھاڑو دے رہے ہیں۔ آز۔ حرص، مقصد۔ زاں۔ سبب۔ بھوکا زیادہ کھاتا ہے۔

[3] جُز۔ یعنی حقیقی صوفی کسی حالت میں بھی بسیار خور نہیں ہوتا ہے۔ ننگ۔ یعنی بھیک مانگنے کی ذلت۔ دَق۔ کوٹنا یعنی دروازہ کھٹکھٹانا۔ در دولت۔ بناوٹی صوفی بھی حقیقی صوفیوں کے بدولت کھا کما لیتے ہیں۔

چوں سماع آمد زاوّل تا کراں[1]
جب سماع، کا سمان، اوّل تا آخر ہو گیا

مُطرب آغاز ید یک ضربِ گراں
گویئے نے ایک موہ گت شروع کی

خَر برفت خَر برفت آغاز کرد
گدھا چلا گیا گدھا چلا گیا (کی دھن) کو شروع کیا

زیں حرارہ جملہ را انباز کرد
اس گرمی نے سب کو (دھن میں) شریک کر دیا

زیں حرارہ پائے کوباں تا سحر
اس گرم جوشی میں صبح تک رقص کرتے ہوئے

کف زناں خَر رفت وخر رفت اے پسر
تالیاں بجاتے ہوئے کہ گدھا چلا گیا گدھا چلا گیا گاتے رہے

ازرہِ تقلید آں صوفی ہمیں
بطور تقلید کے (مسافر) صوفی نے (بھی) یہی

خَر برفت آغاز کرد اندر حنیں
روتے ہوئے گدھا چلا گیا (گانا) شروع کر دیا

چوں گزشت آں نوش وجوش وآں سماع
جب وہ کھانا پینا اور جوش اور سماع ختم ہوا

روز گشت و جُملہ گفتند الوداع
دن نکل آیا اور سب رخصت ہو گئے

خانقہ خالی شدو صوفی بماند
خانقاہ خالی ہو گئی اور (مسافر) صوفی رہ گیا

گرد از رَخت آں مسافر می فشاند
وہ (صوفی) مسافر سامان سے گرد جھاڑنے لگا

رَخت از حُجرہ بروں آورد اُو
اس نے حجرے سے سامان باہر نکالا

تا بخر بند ند آں ہمراہ جو
تاکہ ساتھیوں کو تلاش کرنے والے (صوفی) گدھے پر لاد دیں

تا رسد در ہمرہاں[2] خویش می شتافت
بہت جلدی کر رہا تھا تاکہ ساتھیوں سے جا ملے

رفت در آخُر خَرِ خودرا نیافت
اصطبل میں گیا (تو) اپنا گدھا نہ پایا

گفت آں خادم بآبش بردہ است
دل میں کہا کہ خادم اس کو پانی پلانے لے گیا ہے

زانکہ خَر دوش آب کمتر خوردہ است
اس لئے کہ گدھے نے کل رات پانی کم پیا تھا

خادم آمد گفت صوفی خر کجاست
خادم آیا (تو) صوفی نے کہا گدھا کہاں ہے؟

گفت خادم ریش[3] جنگے بخاست
خادم نے کہا اپنی داڑھی کا خیال کر (اسپر دونوں میں) جھگڑا شروع ہو گیا

گفت من خَر را بتو بسپردہ ام
(صوفی نے) کہا میں نے گدھا تیرے سپرد کیا ہے

من ترا بر خَر مُوکّل کردہ ام
میں نے تجھے گدھے کا محافظ بنایا ہے

بحث با توجیہ کن حجت میار
مدلل بات کر، حجت بازی نہ کر

وانچہ من بسپرد مت واپس سپار
جو میں نے تیرے سپرد کیا ہے واپس دے

از تو خواہم انچہ من دادم بہ تو
جو میں نے تجھے دیا ہے تجھ سے (لینا) چاہتا ہوں

بازدہ اُنچہ کہ بسپردم بہ تو
جو میں نے تیرے سپرد کیا ہے واپس کر

---

[1] کراں۔ کنارہ آخری حد۔ مطرب۔ گویا۔ قول۔ ضرب گراں۔ بھاری چوٹ، ایسی گت۔ جو بے چین کردے۔ حرارت۔ گرمی۔ انباز۔ شریک کار۔ پاکوبیدن۔ رقص کرنا، کف زناں۔ تالیاں بجاتے ہوئے۔ تقلید۔ دیکھا دیکھی۔ حنین۔ آہ وبکا۔ الوداع۔ رخصت کرنا۔

[2] ہمراہاں۔ یعنی سفر کے وہ ساتھی جو پہلے روانہ ہو گئے تھے۔ دوش۔ گزشتہ رات گزشتہ دن کے معنی صحیح نہیں ہیں۔

[3] ریش بیں۔ یعنی اپنی داڑھی کا خیال کر اور مجھ سے غلط سوال نہ کر موکل۔ وکیل۔ محافظ، بحث۔ گفتگو، توجیہ۔ دلیل پیش کرنا۔ حُجّت۔ دلیل۔

گفت[1] پیغمبر کہ دستت ہر چہ بُرد — بایدش در عاقبت واپس سپرد
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ ہاتھ جو کچھ لے — اس کو آخر میں واپس کرنا چاہیے

ورنہ از سرکشی راضی بدیں — نیک من و تو خانۂ قاضیِ دیں
اور اگر سرکشی سے تو اس پر راضی نہیں ہے — ابھی میں ہوں اور تو ہے اور شریعت کے قاضی کا گھر ہے

گفت من مغلوب بودم صوفیاں — حملہ آور شد و بودم بیمِ جاں
(خادم نے) کہا میں مجبور تھا، صوفیوں نے — حملہ کر دیا اور مجھے جان کا خوف تھا

تو جگر[2] بندے میانِ گربگاں — اندر اندازیّ وجوئی زاں نشاں
تو کلیجہ کو بلیوں میں — پھینکتا ہے اور اس کا نشان ڈھونڈتا ہے

درمیان صدگر سنہ گردۂ — پیش صد سگ گربۂ پژ مردۂ
سو (۱۰۰) بھوکوں میں ایک روٹی — مری بلی سو ۱۰۰ کتوں کے سامنے

گفت گیرم کز تو ظلماً بستدند — قاصدِ خونِ منِ مسکیں شدند
(صوفی نے) کہا مانتا ہوں تجھ سے وہ ظلماً چھین کر لیتے — مجھ غریب کے خون کے درپے ہوئے

تو نیائی و نگوئی مُر مرا — کاں خرت رامی برند اے بینوا
تو نہیں آتا اور مجھ سے نہیں کہتا ہے — کہ اے مفلس! وہ تیرا گدھا لے جا رہے ہیں

تا خراز ہرکہ بُردمن وا خرم — ورنہ تو زیبے کنند ایشاں زرم
تاکہ جس نے گدھا لیا میں اس سے واپس لے لیتا — ورنہ وہ چندہ کر کے میری قیمت دیدیتے

صد تدارک بود چوں حاضر بُدند — ایں زماں ہریک با قلیمے شدند
جب وہ تھے تو سو بندوبست ہو سکتے تھے — اب تو ہر ایک، ایک ملک کو روانہ ہو گیا

من کرا گیرم کرا قاضی برم — ایں قضا خوداز تو برآمد سرم
میں کس کو پکڑوں؟ کس کو قاضی کے پاس لیجاؤں؟ — یہ مصیبت تیری وجہ سے میرے سر پر آئی ہے

چوں نیائی ونگوئی کاے غریب — پیش آمد ایں چنیں ظلمِ مُہیب
تو کیوں نہ آیا اور نہیں کہا کہ اے بے وطن — ایسا خوفناک ظلم پیش آیا ہے

گفت واللہ آمدم من بارہا — تا ترا واقف کنم زیں کارہا
(خادم نے) کہا خدائی کی قسم میں کئی بار آیا — تاکہ تجھے ان کاناموں سے واقف کر دوں

تو ہمی گفتی کہ خر رفت اے پسر — از ہمہ گویندگاں باذوق تر
تو کہتا تھا، اے بیٹا! گدھا چلا گیا — سب کہنے والوں سے زیادہ ذوق سے

---

[1] گفت۔ حدیث میں ہے۔ علی الیدما اخذت "ہاتھ جو کچھ لے اس کا ادا کرنا ضروری ہے ورنہ یعنی ورنہ راضی۔ مغلوب۔ عاجز۔ بیم۔ جان۔ جان کا خوف

[2] جگر بند۔ جگر، پھیپھڑے اور دل کا مجموعہ۔ گربہ گان۔ گربہ کی جمع یعنی بھوکے صوفی گرسنہ۔ بھوکا۔ گردہ۔ روٹی۔ پہیلی، خیمہ۔ گیرم ہیں مانتا ہوں۔

[3] واخرم۔ میں لوٹا لیتا۔ توزیع۔ تقسیم، چندہ۔ زر یعنی گدھے کی قیمت۔ تدارک۔ فوت شدہ چیز کو حاصل کر لینا۔ اقلیم۔ ملک ولایت قضا۔ مصیبت یعنی گدھے کا بک جانا۔ غریب۔ مسافر، بے وطن۔ مُہیب۔ خولناک۔ کارہا۔ یعنی صوفیوں کے کارنامے۔ باذوق۔ تر یعنی دوسرے صوفیوں سے بھی زیادہ ذوق سے کہتا تھا۔

بازمی گشتم کہ اُو خود واقف ست
میں واپس ہو جاتا تھا کہ وہ تو واقف ہے

زیں قضا راضیست مرد عارفست
اس مصیبت پر راضی ہے عارف انسان ہے

گفت آنرا جُملہ می گفتند خوش
صوفی نے کہا وہ سب اس کو ذوق سے گا رہے تھے

مَرْ مرا ہم ذوق آمد گفتنش
ان کے کہنے سے میرے اندر بھی ذوق پیدا ہو گیا

مر مرا تقلیدِ شاں بَرباد داد
مجھے ان کی تقلید نے برباد کیا

کہ دو صد لعنت برآں تقلید باد
ایسی تقلید پر دو سو لعنتیں ہوں

خاصہ تقلیدِ چنیں بے حاصلاں
خصوصاً ایسے بیہودہ لوگوں کی تقلید

کابر ورا ریختند از بہرِتاں
جنہوں نے روٹی کی خاطر آبرو لٹا دی

عکسِ ذَوقِ آں جماعت میزدے
اس جماعت کے ذوق کا عکس پڑ رہا تھا

دیں دلم از عکس ذوقیں می شدے
میرا دل عکس سے صاحب ذوق بن رہا تھا

عکس چنداں بایداز یارانِ خوش
اچھے دوستوں کا عکس اس قدر درکار ہے

کہ شوی از بحرِ بے عکس ۲ آب کش
کہ تو بے عکس سمندر سے سیراب ہو

عکس کاوّل زد تو آں تقلید داں
شروع میں جو عکس پڑے تو اس کو تقلید سمجھ

چوں پیاپے شد بُود تحقیق آں
جب پے در پے ہو تو وہ تحقیق ہو گی

تانشد تحقیق از یاراں مَبُر
جبتک تحقیق (کا درجہ حاصل) نہ ہو دوستوں سے نہ کٹ

از صدف مگسل نکشتہ قطرہ دُر
جب تک قطرہ موتی نہ بنے سیپ سے جدا نہ ہو

صَاف خواہی چشمِ عقل و سَمع را
اگر تو عقل کی آنکھ اور کان کو صاف رکھنا چاہتا ہے

بَردراں تو پردہائے طمع را
تو لالچ کے پردوں کو چاک کر دے

زانکہ ۳ آں تقلیدِ صوفی از طمع
اسلئے کہ لالچ کی وجہ سے اس صوفی کی تقلید نے

عقلِ اُو بَر بست از نورو لمع
اس کی عقل کو نور اور چمک سے روکدیا

زانکہ صوفی راطمع بُردش زِراہ
کیونکہ صوفی کو لالچ نے گمراہ کیا

ماند در خُسران و شد کارش تباہ
ٹوٹے میں پڑا اور اس کا کام برباد ہو گیا

طمع لُوت و طمعِ آں ذوقِ سماع
مزیدار کھانے کا لالچ اور سماع کے ذوق کا لالچ

مانع آمد عقلِ اُو رازِ اطّلاع
اس کی عقل کے لئے باخبر ہونے سے مانع بنگیا

گر طمع در آئینہ بر خاستے
لالچ، اگر آئینہ میں پیدا ہو جائے

در نفاق آں آئینہ چوں ماستے
نفاق میں وہ آئینہ بھی ہم جیسا ہو جائے

۱ مرد عارف۔ باخدا انسان۔ تقلید۔ یعنی اندھا دھند بغیر سوچے سمجھے پیروی کرنا۔ بہران۔ یعنی شکم پری کے لئے ان صوفیوں نے خیانت۔ کی۔ عکس۔ یعنی ان لوگوں کے ذوق نے میرے اندر بھی ذوق پیدا کر دیا۔ یارانِ خوش۔ اچھے دوست۔ یعنی مرشدین کاملین، یہ اچھی تقلید کا بیان ہے۔

۲ بحرِ بے عکس ذاتِ ہستا، اللہ تعالیٰ۔ عکس کا دل سالک ابتداء مرشد کامل کی تقلید کرتا ہے اور کمال حاصل ہو جانے پر یہ مقلد محقق بن جاتا ہے۔ مُبر۔ منقطع نہ ہوتا کہ وہ شیخ کامل تربیت کرتا رہے۔ صَدَف۔ سیپ، یعنی شیخ۔ دُر۔ موتی۔ صاف خواہی۔ شیخ سے مستفیض ہونے کے لئے برے اخلاق کا ترک ضروری ہے۔

۳ زانکہ۔ اس لئے کہ طمع۔ لالچ۔ لمع۔ چمک۔ زاطلاع۔ یعنی صوفیوں کی سازش کی خبر۔ آئینہ۔ آئینہ حقیقتِ حال کا صحیح طور پر واضح کر دیتا ہے۔ لہٰذا وہ صاف گوئی میں ضرب المثل ہے۔

گر ترازو را طمع بودے بمال
اگر ترازو کو مال کا لالچ ہوتا

راست کے گفتے ترازو وصفِ حال
(تو) ترازو سچی حالت کب بتاتی؟

گفت گیرم از طمع قاروں شوی
(ترازو نے) کہا میں مانتی ہوں لالچ سے قارون بنجائیگا

آخرِ لامر اندریں ہاموں شوی
انجام کار اسی جنگل (قبرستان) میں پہنچے گا

ہر نبی می گفت با قوم از صفا
ہر نبی اپنی قوم سے اخلاص سے کہتا تھا

من نخواہم مزد پیغام از شما
میں تم سے پیغام (بری) کی مزدوری نہیں چاہتا ہوں

من دلیلم حق شمارا مُشتری
میں راہ نما ہوں اور تمہارا خریدار اللہ (تعالیٰ) ہے

دادحق ولّالیم ہر دوسری
اللہ (تعالیٰ) نے مجھے دونوں طرف کی دلالی دیدی ہے

ہست مُزدِ کار مَرد لاّل را
ہر دلال کی اجرت ہوتی ہے

مُزد باید داد تا گوید سَزا
اجرت دینی چاہئے تاکہ وہ ٹھیک بات کہے

چیست مُزدِ کارِ من ۲ دیدارِ یار
میرے کام کی اجرت کیا ہے؟ یار کا دیدار

گرچہ خود بو بکر بخشد چل ہزار
اگرچہ ابو بکرؓ خود چالیس ہزار دے دیں

چل ہزارِ اُو نباشد مُزدِ من
ان کے چالیس ہزار میری مزدوری نہیں ہو سکتے

کے بود شبہ شبہِ دُرِ عدن
پوتھ، عدن کے موتی کی طرح کب ہوتا ہے؟

یک حکایت گویمت بشنو بہوش
میں تجھے ایک قصہ سناتا ہوں ہوش سے سن لے

تابدانی کیں طمع شد بندِ ۳ گوش
تاکہ تو سمجھ جائے کہ یہ لالچ کان کی ڈاٹ ہے

ہر کرا باشد طمع الکُن شود
جس میں لالچ ہوتا ہے وہ گونگا ہو جاتا ہے

باطمع کے چشمِ دل روشن شود
لالچ کے ہوتے ہوئے دل کی آنکھ کب روشن ہوتی ہے

پیشِ چشمِ اُو خیالِ جاہ وزَر
اس کی آنکھ کے سامنے رتبے اور مال کا خیال

ہمچناں باشد کہ مُوی اندر بَصَر
ایسا ہوتا ہے کہ جیسا کہ آنکھ میں بال

جز مگر مستے کہ از حق پُر بود
ہاں سوائے اس مست کے جو حق سے بھرا ہو

گرچہ بدہی گنجہا اُو حُر بود
اگرچہ تو اس کو خزانے بخشدے وہ آزاد ہوتا ہے

ہر کہ از دیدار بر خوردار شد
جو دیدار خداوندی سے بہرہ ور ہو گیا

ایں جہاں در چشمِ اُو مُردار شد
یہ دنیا اس کی نظر میں مردار ہو گئی

لیک آں صوفی ز مستی دور بود
لیکن وہ صوفی مستی سے دور تھا

لاجَرم از حرصِ خود بے نور بُود
لا محالہ اپنے لالچ کی وجہ سے بے نور تھا

---

۱ ترازو۔ ترازو بھی کم وبیش کو صحیح صحیح بتا دیتی ہے۔ قارون۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ کا مشہور مالدار بخیل ہے۔ ہاموں جنگل یعنی قبرستان۔ جہاں مالدار اور فقیر یکساں ہیں۔ ہر نبی۔ حضرت نوحؑ حضرت ہودؑ وغیرہ سب نے قوم سے یہی کہا تھا۔ دلیل۔ راستہ بتانے والا، دلال۔ مُشتری۔ خریدار۔ ہر دوسرا دونوں جانب سے دلالی وصول کرتا ہے سزا مناسب دلال کو دلالی دلائی ہے تو ٹھکانے کی بات کرتا ہے۔

۲ من۔ یعنی یہ آنحضورؐ نے فرمایا۔ ابو بکرؓ۔ حضرت ابو بکرؓ نے آنحضور پر اپنی تمام دولت صرف کر ڈالی۔ بعض روایات میں ہے کہ جس وقت وہ مسلمان ہوئے ان کی ملکیت میں چالیس ہزار دینار تھے۔ شبہ۔ شین کے زیر کے ساتھ بمعنی مثل اور شین کے زبر کے ساتھ بمعنی پوتھ۔

۳ بندِ گوش۔ یعنی لالچ میں پڑ کر انسان کسی نصیحت کو قبول نہیں کرتا ہے۔ الکُن۔ ہکلا۔ یعنی لالچی آدمی صحیح بات کہنے پر قادر نہیں رہتا۔ پیش۔ چشم۔ مال و جاہ کا لالچ انسان کو بے بصیرت بنا دیتا ہے۔ حر بود۔ جو مئے حق کا مست ہے وہ آزاد ہوتا ہے کسی کا بے جا دباؤ قبول نہیں کرتا ہے۔ ایں جہاں۔ دنیا۔ مردار۔ حدیث شریف میں ہے دنیا مردار ہے اس کے طلبگار کتے ہیں۔ صوفی۔ وہ بے نور صوفی کھانے اور سماع کے لالچ میں گدھا کھو بیٹھا

صد حکایت بشنود مد ہوشِ حرص — در نیاید نکتہ در گوشِ حرص
حرص سے مدہوش سو قصے سنتا ہے — لیکن حرص کے کان میں ایک نکتہ بھی نہیں آتا ہے

تعریف [1] کردنِ منادیانِ قاضی مفلس را گردِ شہر
قاضی کے اعلانچیوں کی شہر کے چاروں طرف ایک مفلس کی تشہیر کرنا

بود شخصے مفلسے بے خان و ماں — ماند در زندان و بندِ بے اماں
ایک شخص مفلس اور خانہ خراب تھا — جو قید خانہ اور بے اماں قید میں تھا

لقمہ زندانیاں خوردے گزاف — بر دلِ خلق از طمع چوں کوہِ قاف
خواہ مخواہ قیدیوں کا کھانا کھا جاتا — لالچ کیوجہ سے وہ لوگوں کے دلوں پر کوہ قاف کیطرح بھاری تھا

زہرہ نے کس را کہ او لقمہ خورد — زانکہ آں لقمہ رُبا چابک بَرد
کسی کا پتہ نہ تھا کہ وہ لقمہ کھائے — کیونکہ وہ لقمہ اچک لینے والا فوراً (اڑا) لے جائیگا

ہر کہ دور از رحمتِ رحماں بُود — او گدا چشم ست گر سُلطاں بود
جو رحمان کی رحمت سے دور ہو — اگرچہ وہ بادشاہ ہو اسکی آنکھ بھکاری کی ہے

مر مروّت را نہادہ زیرِ پا — گشت زنداں دوزخے زاں ناں رُبا
اس نے مروت کو پامال کر رکھا تھا — اس روٹی اچکے سے قید خانہ دوزخ بن گیا تھا

گر گریزی بر اُمیدِ راحتے — زاں طرف ہم پیشت آید کوفتے
اگر تو راحت کی تمنا میں بھاگے گا — اس طرف سے بھی تیرے سامنے کوئی مصیبت آئیگی

ہیچ گنجے بے دو[2] و بے دام نیست — جُز بخلوتگاہِ حق آرام نیست
کوئی گوشہ رندے اور چرندے کے بغیر نہیں ہے — حق کی خلوت گاہ کے سوا کہیں راحت نہیں ہے

کنجِ زندانِ جہانِ نا گزیر — نیست بے پامزد و بے دَقِ الحصیر
دنیا کے جبری قید خانہ کا گوشہ — محنت اور بھاگ دوڑ سے خالی نہیں ہے

واللہ ار سوراخِ موشے در روی — مبتلائے گربہ چنگالے شوی
خدا کی قسم اگر تو کسی چوہے کے سوراخ میں جائیگا — کسی بلی کے پنجے میں پھنسے گا

آدمی [3] را فربہی ہست از خیال — گر خیالاتش بود صاحب جمال
خیالات کی وجہ سے آدمی کی فربہی ہے — اگر اس کے تصورات حسین ہوں

ور خیالاتش نماید نا خوشے — می گُدازد ہمچو موم آتشے
اگر اس کے خیالات نا خوشگواری ظاہر کریں — آگ (پر) کے موم کی طرح پگھل جائے گا

[1] تعریف کردن۔ تشہیر کرنا۔ خان و مان۔ خان، خانہ مان، گھر سامان، یعنی بے گھر و بے در۔ گزاف۔ بیہودہ۔ کوہ قاف۔ ایران کا مشہور پہاڑ ہے۔ زہر۔ پتا۔ چابک۔ تیزی، جلدی۔ گدا چشم۔ فقیر کی آنکھ والا، لالچی۔

[2] دو۔ دندہ دام۔ چرندہ زندانِ جہاں۔ پہلے رمی قید خانہ کے مصائب کا ذکر تھا اب دنیا جو ایک مومن کا قید خانہ ہے۔ اسکے مصائب کا ذکر ہے۔ ناگزیر۔ دنیوی زندگی میں اس جہان سے چھٹکارا نہیں ہے۔ پامزد۔ محنت، مزدوری۔ دق الحصیر۔ دق۔ کونا۔ حصیر۔ بوریا، جم کر بیٹھنے اور مشقت کا کام کرنے سے نیچے کا بوریا جلد ٹوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا اس کے معنی محنت و مشقت کے آتے ہیں۔

[3] آدمی۔ پہلے اشعار میں انسان کی خارجی مصائب میں مبتلا ہونے کا بیان تھا۔ اب ان اشعار میں ان مصائب کا ذکر ہے جن کے اسباب خود انسان کے اندر ہیں۔ صاحب جمال۔ اچھے خیالات انسان کی تروتازگی کا سبب ہیں۔ ناخوشے۔ اگر انسانی خیالات کوئی۔ ناخوشگوار تصور بندھا دیتے ہیں۔ تو انسان موم کی طرح پگھل جاتا ہے۔

درمیانِ [1] مارو کژدم گر تُرا
اگر تجھے سانپ اور بچھوؤں کے درمیان

با خیالاتِ خوشاں دارد خدا
عمدہ تصورات کے ساتھ خدا رکھے

مارو کژدم مر ترا مُونِس شود
سانپ بچھو تیرے غم خوار ہو جائیں گے

کاں خیالت کیمیائے مِس شود
کیونکہ تیرے وہ خیالات تانبے کیلئے کیمیا ہو جائینگے

صبر شیریں از خیالِ خوش شدست
اچھے خیال سے صبر، شیریں بنا ہے

کاں خیالاتِ فرح پیش آمدست
کیونکہ وہ خوشی کے خیالات پیش آئے ہیں

آں فرح آید ز ایماں در ضمیر
دل میں خوشی، ایمان سے آتی ہے

ضعفِ ایماں نا امیدی وزحیر
ایمان کی کمزوری نا امیدی اور نا خوشی ہے

صبر از ایماں بیابد سر کُلہ
صبر نے ایمان کا تاج پہنا ہے

حیث لَا صَبْرَ فَلَا اِیْمَانَ لَہٗ
جس کو صبر (نصیب) نہیں اس کا ایمان نہیں ہے

گفت پیغمبرؐ خداش ایماں نداد
پیغمبرؐ نے فرمایا خدا نے اس کو ایمان عطا نہیں کیا ہے

ہرکہ اصبرے نباشد در نہاد
جس کی فطرت میں صبر (کرنا) نہ ہو

آں [2] یکے در چشمِ تو باشد چومار
ایک شخص تیری نظر میں سانپ ہوتا ہے

ہم وے اندر چشمِ آں دیگر نگار
وہی دوسرے کی نظر میں محبوب ہوتا ہے

زانکہ در چشمت خیالِ کفر اوست
اس لئے کہ تیری نظر میں اس کے کفر کا خیال ہے

واں خیال مُومنی در چشمِ دوست
دوست کی نگاہ میں اس کے مومن ہونے کا خیال ہے

کاندریں [3] یک شخص فعلے ہر دو ہست
ایک شخص میں دونوں کے کارنامے ہیں

گاہ ماہی باشد او گاہست شَشت
کبھی وہ مچھلی ہوتا ہے کبھی مچھلی پکڑنے کا کانٹا

نیم اُو مومن بود نیمش گبر
اس کا نصف مومن ہوتا ہے نصف کافر

نیم اُو حرص آوری نیمش صبر
اس کا نصف حرص پسند نصف صبر ہوتا ہے

گفت یزدانت فَمِنْکُمْ مُؤْمِنٌ
تیرے خدا نے فرمایا ہے پس تم میں سے مومن ہیں

باز مِنْکُمْ کَافِرٌ گبر کہن
پھر فرمایا تم میں سے کافر ہیں پرانے کافر

ہمچو گاوے نیمۂ جلدش سیاہ
اس بیل کی طرح جس کی آدھی کھال کالی ہے

نیمۂ دیگر سپید و ہمچو ماہ
اور دوسری آدھی چاند کی طرح سفید ہے

ہرکہ ایں نیمہ بہ بیند رد کند
جو اس آدھے کو دیکھتا ہے اس کو لوٹا دیتا ہے

ہرکہ آں نیمہ بہ بیند کد کند
جو اس آدھے کو دیکھتا ہے خریداری کی کوشش کرتا ہے

---

[1] درمیانِ مار۔ انسان اچھے خیالات کی بنا پر دشمنوں میں بھی راحت سے زندگی گزار لیتا ہے۔ حس۔ یعنی اچھے خیالات۔ دشمنوں کو دوست بنا دیتے ہیں۔ خیالِ خوش۔ یعنی صبر کے ثواب کا خیال۔ فرح۔ خوشی۔ زایماں۔ مومن کا ایمان ہوتا ہے کہ صبر کا ثواب ملے گا۔ کلہ۔ کلاہ سر۔ نداد۔ حدیث شریف میں ہے صبر ایمان کا ایک حصہ ہے۔ ضمیر۔ دل۔ زحیر۔ پیچش، ناخوشی۔

[2] آں یکے۔ خیالات جس طرح اثرات کے اعتبار سے مختلف ہیں اسی طرح اپنی ذات کے اعتبار سے بھی مختلف ہیں، ایک ہی انسان کے بارے میں ایک انسان کا خیال ہوتا ہے کہ وہ ڈسنے والا سانپ ہے دوسرا اس کو اپنا دوست خیال کرتا ہے۔
زانکہ۔ سانپ سمجھنے والے کی نظر میں اس کی برائیاں ہیں۔ دوست سمجھنے والے کے خیال میں اس کی بھلائیاں ہیں۔

[3] کاندریں۔ ہر شخص میں نفس الامر میں برے اور بھلے اخلاق ہوتے ہیں۔ شَشت۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ نیم او۔ ہر انسان میں کافرانہ صفات بھی ہوتی ہیں۔ مومنانہ صفات بھی ہمچو گاوے۔ انسان کی مثال چتکبرے بیل کی طرح سمجھو۔ ایں نیمہ۔ یعنی کالا حصہ۔ آں۔ خیمہ یعنی سفید حصہ۔

از جمالِ یوسفؑ[1] اخواں بس نفور — لیک اندر دیدۂ یعقوبؑ نور
یوسف (علیہ السلام) کے حسن سے بھائی سخت متنفر — لیکن وہ یعقوب (علیہ السلام) کے نور چشم تھے

از خیالِ بد مر اُورازِشت دید — چشمِ فرع و چشمِ اصلی نا پدید
(بھائیوں نے) برے خیال کی وجہ سے انکو بدشکل دیکھا — انکی فروعی آنکھ تھی اور اصلی آنکھ ناپید تھی

چشمِ ظاہر سایہ آں چشم داں — ہر کہ آں بیند بگرد دایں بداں
ظاہری آنکھ کو اس آنکھ کا پرتو سمجھ — جو وہ (دل کی آنکھ) دیکھے گی یہ اسی طرف گھوم جائیگی

سایہ اصل ست فرع آمّا کجا — سایہ با خورشید دارد پابجا
فرع، اصل کا سایہ ہے لیکن کہاں — ٹھہرتا ہے سایہ سورج کے سامنے؟

تو مکانی[2] اصلِ تو در لا مکاں — ایں دُکاں بر بند و بکشا آں دُکاں
تو مکانی ہے تیری اصل لا مکان میں ہے — یہ دُکان بند کر دے وہ دکان کھول لے

شش جہت مگریز زیرا در جہات — ششدرست و ششدرہ مات ست مات
چاروں طرف نہ بھاگ اس لئے کہ تمام جانبوں میں — پھنساؤ کی جگہ ہے اور پھنساؤ والے کیلئے ہار ہی ہار ہے

ایں سخن رانیست حد زندانیاں — مُضطر اندازِ دستِ آں خر قلتباں
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے قیدی — اس دیوث، گدھے سے پریشان ہیں

شکایت کردنِ اہلِ زنداں پیشِ وکیلِ قاضی از دستِ آں مفلس
قیدیوں کا اس مفلس کی قاضی کے وکیل سے شکایت کرنا

باوکیلِ قاضی اِدراک مند — اہلِ زنداں در شکایت آمدند
عقلمند قاضی کے وکیل سے — قیدی شکایت کرنے لگے

کہ سلامِ ما بقاضی بر[3] کنوں — باز گو آزارِ مازیں مَردِ دوں
کہ اب ہمارا سلام قاضی کو پہنچا — پھر اس کمینہ انسان سے جو تکلیف ہمیں پہنچ رہی ہے وہ بیان کرنا

کاندریں زنداں بماند او مُستمرِ — یا وَہ تاز و طبل خوارست و مُضرِ
وہ ہمیشہ اس قید خانہ میں رہتا ہے — فضول گشت کرنے والا، پرخور اور تکلیف دہ ہے

مردِ زندانی نیابد لُقمۂ — ور بصد حیات کشاید طُعمۂ
قیدی کو (اوّل تو) روٹی ملتی نہیں ہے — اگر سو تدبیروں سے وہ کھانا کھولتا ہے

در زماں پیش آید آں دوزخ گلو — حُجّتش اینکہ خدا گفتہ کُلُو
وہ جہنم جسے خلق والا فوراً آجاتا ہے — اس کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کھاؤ

[1] یوسف۔ اپنے باپ حضرت یعقوبؑ کے نور نظر تھے اور انکو ان کے بھائی برا سمجھتے تھے۔ از خیال۔ چونکہ ان کے بھائیوں کے خیالات برے تھے ان کو یوسف برے نظر آئے چشم۔ اصلی۔ دل کی آنکھ چشم ظاہر۔ جسم کی آنکھ۔ آں چشم۔ دل کی آنکھ۔ ہر کہ۔ جسمانی آنکھ دل کی آنکھ کے تابع ہے۔ اصل یعنی دل کی آنکھ فرع۔ یعنی جسمانی آنکھ

[2] تو مکانی۔ انسان میں اصل روح ہے اور اس کا مسکن عالم بالا ہے لہٰذا انسان کو عالم ارواح کے کاروبار میں لگنا چاہیے۔ شش جہت۔ چھ جانبیں، دائیں بائیں، آگے پیچھے اوپر نیچے ششدر وہ جگہ جس سے رہائی مشکل ہو وہ چھ خانے جس میں نرد کا مہرہ پھنس کر مشکل سے بچتا ہے۔ ششدرہ۔ نرد کا مہرہ جو ششدر میں پھنس جائے۔ مات۔ شاہ شطرنج کا گرفتار ہو جانا جس کی وجہ سے بازی میں ہار ہو جاتی ہے۔

[3] بر۔ بردن۔ سے امر کا صیغہ ہے۔ آزار۔ تکلیف۔ دوں۔ کمینہ۔ مستمر۔ ہمیشہ۔ یاوہ تاز۔ بیکار پھرنے والا، آوارہ گرد۔ طبل۔ خوار۔ کھا کر پیٹ کو ڈھول کی طرح بنا لینے والا، طعمہ خوراک دوزخ گلو وہ شخص جس کا گلا ہر وقت کھانا مانگے۔ کُلُوا۔ تم کھاؤ یہ کئی جگہ قرآن میں آیا ہے۔

چوں مگس حاضر شود بر ہر طعام
ہر کھانے پر مکھی کی طرح گرتا ہے

از وَقاحت بے صلاح و بے سلام
بے شرمی سے بغیر بلائے اور بغیر سلام کے

پیشِ اُو ہیچست لُوتِ شصت کس
اس کے لئے ساٹھ آدمیوں کا کھانا کچھ بھی نہیں ہے

کر کند خود را اگر گویَش بس
اگر اس کو "بس" کہو تو اپنے آپ کو بہرا بنا لیتا ہے

زیں چنیں قحطِ سہ سالہ داد داد
اس تین سالہ قحط سے فریاد ہے فریاد ہے

ظلِّ مولانا اَبد پایندہ باد
جناب کا سایہ ہمیشہ قائم رہے

گوز زنداں تار وداریں گاؤ میش
حکم دیدیجئے کہ یہ بھینسا قید خانہ سے چلا جائے

یا وظیفہ کن زوقفے لُقمہ ایش
یا اس کے کھانے کا کسی وقف سے وظیفہ مقرر کر دیجئے

اے زتو خوش ہم ذکور و ہم[۲] اناث
اے وہ کہ تجھ سے سب مرد و زن راضی ہیں؟

داد کُن اَلْمُسْتَغَاثُ اَلْمُسْتَغَاثُ
انصاف کیجئے المدد المدد

سُوئے قاضی شد وکیلِ با نمک
خوش مزاج وکیل، قاضی کے پاس گیا

گفت با قاضی شکایت یک بیک
ایک ایک کر کے قاضی سے شکایتیں کر دیں

خواند از زنداں وُ را قاضی بہ پیش
قاضی نے اس کو قید خانہ سے (اپنے) سامنے بلایا

پس تفحّص کرد از اعیانِ خویش
اور اپنے لوگوں سے تحقیق کی

گشت ثابت پیشِ قاضی آں ہمہ
وہ سب کچھ قاضی کے سامنے ثابت ہو گیا

کہ نمودند از شکایت آں رَمہ
جو شکایت میں اس جماعت نے ظاہر کیا تھا

گفت قاضی خیز زیں زنداں برو
قاضی نے کہا، اٹھ اس قید خانہ سے چلا جا

سُوئے خانہ مردہ[۳] ریگِ خویش شو
اپنے مہوٹی گھر کی جانب (روانہ) ہو

گفت خان و مانِ من احسانِ تُست
اس نے کہا میرا گھر بار تو تیرا احسان ہے

ہمچو کافر جنتم زندانِ تُست
کافر کی طرح میری جنت تیرا قید خانہ ہے

گرز زندانم برانی تو برَو
اگر تو دھکے دے کر مجھے قید خانہ سے نکال دیگا

خود بمیرم من ز درویشی وکد
میں مفلسی اور مشقت سے مر جاؤں گا

ہمچو ابلیسے کہ می گفت اے سلام
شیطان کی طرح کہ کہتا تھا اے خدا

رَبِّ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ
مجھے قیامت تک مہلت دیدے

کاندریں زندانِ دنیا من خوشم
کہ اس دنیا کے قید خانہ میں میں خوش ہوں

تا کہ دشمن زادگاں رامی کُشم
تاکہ دشمن کی اولاد کو ہلاک کروں

۱ وقاحت۔ بے شرمی۔ صلاح۔ نیکی، کھانے کیلئے بلانا، کر کند یعنی اگر اسے کھانا کھانے سے روکو تو بہرا بن جاتا ہے۔ قحط سہ سالہ۔ وہ پیڑ شاید تین سال سے جیل خانہ میں تھا۔ گاؤ میش۔ بھینس۔

۲ ذکور۔ ذکر کی جمع، مرد، اناث۔ اُنثیٰ کی جمع، عورت۔ اَلْمُستغاث۔ وہ شخص جس سے مدد مانگی جائے۔ با نمک۔ خوش مزاج، یا خلاق، یک بیک۔ ایک ایک۔ تفحص۔ جستجو، اعیان۔ سردار۔ رمہ۔ جماعت، گروہ

۳ مُردہ ریگ۔ مہوٹی چیز۔ ہمچو۔ حدیث میں ہے "دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے" کد محنت، مشقت، رب۔ قرآن پاک میں شیطان کا مقولہ مذکور ہے۔ "اے میرے پروردگار۔ مجھے روز قیامت تک مہلت دے۔ دشمن۔ زادگان۔ بنی آدم حضرت آدم سے شیطان کی دشمنی ہے۔

ہر کہ اُورا قُوتِ[1] ایمانے بود — وز برائے زادِ رہ نانے بود
جس کے پاس ایمان کی روزی ہو — اور توشہ کے لئے روٹی ہو

می ستانم گہ بمکر و گہ بریو — تا برآرند از پشیمانی غریو
(اس سے) کبھی مکر سے کبھی دھوکے سے چھین لونگا — تاکہ شرمندگی سے چیخنے لگے

گہ بدرویشی کنم تہدیدِ شاں — گہ بزلف و خال بندم دیدِ شاں
کبھی ان کو افلاس سے ڈراؤں — کبھی ان کی نگاہ زلف اور تل میں پھنساؤں

قُوت[2] ایمانی دریں زنداں کم ست — وانکہ ہست از قصدِ ایں سگ درخم ست
اس قید خانہ میں ایمان کی روزی کم ہے — جو ہے وہ اس کتے کی وجہ سے پیچ و خم میں ہے

از نماز و صوم و صد بیچارگی — قُوتِ ذوق آید بَرد یکبارگی
نماز اور روزہ اور سو قسم کے عجز سے — ذوق میسر آتا ہے جس کو وہ ایکدم لے بھاگتا ہے

اَسْتَعِیْذُ اللّٰہَ مِنْ شَیْطَانِہٖ — قَدْ ھَلَکْنَا آہِ مِنْ طُغْیَانِہٖ
میں اللہ سے اس کے شیطان سے پناہ چاہتا ہوں — آہ ہم اس کی سرکشی سے ہلاک ہو گئے ہیں

یک سگ ست و در ہزاراں می رود — ہر کہ دروے رفت اُو آں می شود
ایک کتا ہے اور ہزاروں میں گھس جاتا ہے — جس میں وہ گھستا ہے وہ وہی بن جاتا ہے

ہر کہ[3] سردت کرد میداں کو دروست — دیو پنہاں گشت اندر زیرِ پوست
جو تجھے (اللہ کی عبادت میں) سست بنائے سمجھ لے وہ ابلیس گھسا ہے — کھال کے اندر شیطان چھپا ہے

چوں نیاید صورت آید در خیال — تا کشاند آں خیالت در وبال
جب (اپنی) صورت میں نہ آئے تو تصور میں آجائیگا — تاکہ وہ تصور تجھے وبال میں ڈال دے

از خیالاتِ تو می آید بَلا — چوں خیالت فاسد آمد جا بجا
تیرے خیالات سے مصیبت آتی ہے — چونکہ تیرا خیال ہر جگہ فاسد ہوتا ہے

گہ خیالِ فرجہ و گاہے دُکاں — گہ خیالِ علم و گاہے خان و ماں
کبھی کشادگی کا خیال اور کبھی دُکان (کا خیال) — کبھی علم کا خیال اور کبھی گھر (کا خیال)

گہ خیالِ مَکسب و سوداگری — گہ خیالِ تاجری و داوری
کبھی پیشے اور سوداگری کا خیال — کبھی تاجر ہونے اور عہدہ کا خیال

گہ خیالِ نقرہ و فرزند و زن — گہ خیالِ بُو الْفُضُول و بُوالْحَزَنَ
کبھی زر اور اولاد اور بیوی کا خیال — کبھی بکواسی اور غمزدہ کا خیال

[1] قوت۔ خوراک۔ راہ۔ یعنی راہ آخرت۔ نانے۔ یعنی کوئی نیک عمل۔ می ستانم۔ یعنی میں اس کی زاد راہ چھین لیتا ہوں۔ ریو۔ مکر و فریب۔ عریو۔ شور و غل۔ گہ بدرویشی۔ قرآن پاک میں ہے "شیطان تمہیں افلاس کے احتمال میں مبتلا کر دیتا ہے اور تم کو بے حیائی کی ترغیب دیتا ہے۔"

[2] قوت۔ اس دنیا کے قید خانہ میں مومن اور شیطان کی وہی صورت ہے جو دو سپاہی قیدیوں کی تھی اور اس پیٹ منفلس کی تھی۔ از نماز عبادات سے جو روزی حاصل ہوتی ہے۔ اس کو شیطان اڑا دیتا ہے۔ یک سگ۔ ابلیس ایک ہے اس کی ذریت بہت ہے شیاطین ہیں۔ شیطانی اثر سے انسان بھی شیطان بن جاتا ہے۔

[3] ہر کہ۔ ہر وہ چیز جو انسان کی عبادت کی سرگرمیوں کو سرد کر دے اس میں شیطانی اثر سمجھو۔ چوں۔ شیطان کی تباہ کاری کے لئے اس کا مجسم ہو کر سامنے آنا ضروری نہیں ہے وہ انسانی خیالات میں شیطنت ملا دیتا ہے جو تباہی سبب بنجاتے ہے از خیالات انسان کی تباہی اس کے فاسد خیالات سے ہوتی ہے۔ گہ خیال۔ ان تمام چیزوں میں فاسد خیالات کی آمیزش ملاحت کا سبب ہے بو الفضول۔ بیہودہ انسان۔ بوالحزن۔ غمگین۔

گہ خیالِ آسیا[1] دباغ وراغ
کبھی چکی اور باغ اور جنگل کا خیال

گہ خیالِ میغ دماغ و لیغ و لاغ
کبھی ابر اور کبر اور بد دلی اور شوخی کا خیال

گہ خیالِ آشتی و جنگہا
کبھی صلح اور لڑائیوں کا خیال

گہ خیالِ نا مہاو ننگہا
کبھی نام آوریوں اور ذلتوں کا خیال

گہ خیالِ کالہ و گاہے قماش
کبھی سامان کا خیال کبھی عمدہ چیزوں کا

گہ خیالِ مفرش و گاہے فراش
کبھی فرش بچھانے کی جگہ کا خیال اور کبھی فرش کا

ہیں بروں کن از سرایں خیلیہا
خبردار! ان خیالات کو سر سے نکال دے

ہیں بروب از دل چنیں بد حیلہا
خبردار! ان بری تدبیروں کو دل سے نکال دے

ہاں[2] بگولا حولہا در ہر زماں
خبردار! ہر وقت لا حول پڑھ

از زباں تنہا نہ بل از عینِ جاں
صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ دل سے

تتمہ قصۂ آں مفلس
اس مفلس کے قصہ کا بقیہ

گفت قاضی مفلسی راوانما
قاضی نے کہا، مفلسی کو ثابت کر

گفت اینک اہلِ زندانت گواہ
اس نے کہا یہ قیدی آپ کے سامنے گواہ ہیں

گفت ایشاں متہم[3] باشند چوں
قاضی نے کہا وہ متہم ہوں گے کیونکہ

می گریزنداز تومی گریند خوں
وہ تجھ سے گریزاں ہیں تیری وجہ سے خون کے آنسو بہہ رہے ہیں

وز تومی خواہند تاہم وارہند
وہ چاہتے ہیں کہ تجھ سے چھٹکارا حاصل کرلیں

زیں غرض باطلِ گواہی می دہند
اس وجہ سے غلط گواہی دیں گے

جملہ اہلِ محکمہ گفتند ما
محکمہ کے سب لوگوں نے کہا ہم

ہم برادِ بار و برا فلاسش گوا
بھی اس کی نحوست اور مفلسی کے گواہ ہیں

ہرکرا پُرسید قاضی حالِ اُو
قاضی نے جس سے بھی اس کا حال پوچھا

گفت مولادست زیں مفلس بشو
اس نے کہا جناب اس سے دستبردار ہو جائیں

گفت قاضی کش بگر دانید فاش
قاضی نے کہا اس کو علی الاعلان گھماؤ

گردِ شہرایں مفلس ست وہم قلاش
شہر کے چاروں طرف کہ یہ مفلس اور کنگال ہے

کو بکو اُورا منادیہا کنید
کوچہ بکوچہ اس کے بارے میں اعلانات کردو

طبلِ افلاسش عیاں ہر جا زنید
علی الاعلان اس کے افلاس کا ہر جگہ ڈھول پیٹ دو

---

[1] آسیا۔ چکی۔ راغ۔ جنگل میغ، بادل۔ ماغ۔ کبر، غبار، لیغ، بددل۔ لاغ۔ شوخی۔ کالہ۔ سامان۔ قماش۔ ریشمین کپڑا گھر کا ساز و سامان۔ مفرش۔ فرش بچھانے کی جگہ۔

[2] ہاں۔ ان فاسد خیالات کے دفعیہ کی یہی صورت ہے کہ انسان دل وجان سے لاحول پڑھتا رہے۔ دانما۔

[3] متہم۔ اگر گواہی میں گواہ کی غرض ثابت ہو جاتی ہے۔ تو اس کی گواہی معتبر نہیں رہتی ہے۔ غرض۔ صاحب غرض کی گواہی معتبر نہیں ہوتی۔ کش۔ تاکہ ش۔ قلاش۔ مفلس کنگال۔

اگر مفلس کا افلاس ثابت ہو جاتا ہے تو اس کو قید نہیں رکھا جا سکتا ہے۔ گولہ یعنی قیدی افلاس ثابت کر دینگے۔

تا کسے نِسیہ[1] نبفروشد بَدُو — قرض ندہد ہیچکس اُورا تَسُو
تاکہ کوئی اس کے ہاتھ اُدھار نہ بیچے — کوئی اس کو آدھا حبہ (بھی) قرض نہ دے

ہرکہ دعویٰ آردش اینجا بفن — پیشِ زندانش نخواہم کرد من
جو کوئی اس پر اس جگہ چالاکی سے دعویٰ کریگا — اس کو میں قید میں نہ ڈالوں گا

پیشِ من اِفلاس اُو ثابت شدست — نقد و کالا[2] نیستش چیزے بدست
میرے روبرو اس کا افلاس ثابت ہو گیا ہے — نقد اور جنس کچھ اس کے پاس کہیں ہے

آدمی در حبسِ دنیا زاں بُوَد — تابود کا فلاسِ اُو ثابت شَود
انسان دنیا کے قید خانہ میں اسیوجہ سے ہوتا ہے — تاکہ اس کا افلاس ثابت ہو جائے

مفلسیِّ دیورا یزدانِ ما — ہم منادی کرد در قرآنِ ما
ہمارے خدا نے شیطان کی مفلسی کا — بھی ہمارے قرآن میں اعلان کر دیا ہے

کو دغا و مُفلس ست و بَدسخن — ہیچ با اُو شرکت و سودا مکن
کہ وہ (مجسم) دغا اور مفلس اور بد کلام ہے — تو کبھی اس کے ساتھ شرکت اور معاملہ نہ کر

ور کُنی اورا بہانہ آوری — مُفلس ست اُو صَرفہ از وے کم بَری
اگر تو کرے گا تو اس کے لئے بہانہ مہیا کرے گا — (وہ) مفلس ہے اس سے ڈگری وصول نہ کر سکیگا

حاضر[3] آوردند چوں فتنہ فروخت — اُشترے کُردی کہ ہیزم می فروخت
جب فتنہ روشن ہو گیا (لوگ) لائے — ایک کردی کا اونٹ جو ایندھن بیچتا تھا

کُرد بے چارہ بسے فریاد کرد — ہم مُوکّل را بدانگے شاد کرد
بیچارے کردی نے بہت فریاد کی — سپاہی کو بھی ایک دانگ دے کر خوش کیا

اُسترش بُردند از ہنگامِ چاشت — تا شب و افغانِ اُو سودے نداشت
چاشت کے وقت سے اس کا اونٹ لے گئے — رات تک کے لئے اور اس کا رونا دھونا مفید نہوا

بر شُتر بنشست آں قحطِ گراں — صاحبِ اُشترپئے اُشتر دَواں
وہ بھاری قحط اونٹ پر بیٹھ گیا — اونٹ والا، اونٹ کے پیچھے دوڑ رہا تھا

سُو بسُود کُو بکُو می تاختند — تا ہمہ شہرش عیاں بشناختند
ہر ہر جانب اور کوچہ بکوچہ دوڑتے تھے — یہانتک کہ تمام شہر نے اس کو نمایاں طور پر پہچان لیا

پیشِ ہر حَمّام و ہر بازارگہ — کردہ مردم جملہ در شکلش نگہ
ہر حمام اور ہر بازار کے سامنے — سب لوگوں نے اسکی صورت پر نگاہ ڈال لی

[1] نِسیہ۔ ادھار۔ تسو۔ چار جو کا وزن۔ ہرکہ ۔ نادہند کی سزا قید ہے لیکن جبکہ اس کا افلاس ثابت ہو جائے تو پھر قید نہیں کیا جاسکتا۔

[2] کالا۔ سامان۔ آدمی۔ انسان کو دنیا کی قید میں قدرت نے اسی لئے مقید کیا ہے تاکہ عمل صالح سے اس کا افلاس یا مالداری ثابت ہو سکے۔ مفلسی۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی مفلسی کا اسی لئے اعلان کیا ہے تاکہ کوئی اس سے کسی قسم کا معاملہ نہ کرے جیسا کہ قاضی نے اس مفلس کے بارے میں کرلیا تھا۔ صرف۔ یعنی زردگری۔

[3] حاضر آوردند۔ چونکہ اس مفلس کا اعلان اور تشہیر کرنی تھی اور مفلس کو سارے شہر میں گھمانا تھا۔ کرد۔ یک صحرا نورد قوم ہے۔ ہیزم۔ ایندھن۔ مُوکّل۔ کارندہ۔ دانگ۔ چھ رتی کے وزن کا سہ ہے۔ شاد کرد۔ یعنی سپاہی کو یک دانگ دے کر خوش کرنا چاہا تاکہ اس کا اونٹ چھوڑ دے قحطِ گراں۔ یعنی وہ مُفلس قیدی چونکہ وہ سب کو بھوکا مارتا تھا نگہ۔ اس کو شناخت کرنے کے لئے سب نے اس کو دیکھا۔

دہ[1] منا دیگر بُلند آوازیاں — تُرک و کُردو رُومیان و تازیاں
دس بلند آواز منادی کرنے والے — ترک، اور کرد اور رومی اور عرب

جُملگاں آوازہا برداشتہ — کایں ہمہ تخمِ جفاہا کاشتہ
سب چیختے تھے — کہ اس نے سب بد معاملگیوں کا بیج بویا ہے

مُفلس ست و ایں ندارد ہیچ چیز — تا کس اُورا قرض ندہد یک پشیز
یہ مُفلس ہے اس کے پاس کچھ نہیں ہے — ہرگز اس کو کوئی ایک دمڑی قرض نہ دے

ظاہر و باطن ندارو حبّہ — مُفلسے قُلبے دغائے دِبّہ
کھلا ڈھپا اس کے پاس ایک حبّہ نہیں ہے — مفلس ہے کھوٹا ہے دغا باز ہے مٹی کا ڈھیر ہے

بینوائے بَدادائے[2] بے وفا — ناں رُبائے نَر گدائے بے حیا
مُفلس ہے نا دہند ہے بے وفا ہے — روٹی کا اچکا ہے پکا بھکاری ہے بے شرم ہے

ہاں وہاں با اُو حریفی کم کنید — چونکہ گاز آرد گرہ محکم زنید
خبردار! خبردار! اس کے ساتھ معاملہ نہ کرنا — چونکہ قینچی رکھتا ہے اسلئے مضبوط گرہ لگا لو

ور بحکم آرید ایں پژمردہ را — من نخواہم کرد زنداں مُردہ را
اس موئے کو اگر تم عدالت میں لاؤ گے — میں مردے کو قید نہ کروں گا

خوش دم ست و آں گلویش بس فراخ — با شِعارِ نَودِ ثارِ شاخ شاخ
بت بنا (باتونی) ہے اس کا حلق بہت پھیلا ہوا ہے — اوپر کا لباس نیا ہے اندرونی تار تار ہے

گر بپوسد[3] شد بہرِ مکر آں جلّہ را — عاریہ است آں تا فریبد عامہ را
اگر مکاری کے لئے وہ کوئی کپڑا پہنے — وہ مانگا ہوا ہے تاکہ عوام کو فریب دے

حرفِ حکمت بر زبانِ نا حکیم — حُلہائے عاریت داں اے سلیم
نادان کی زبان پر دانائی کی بات — اے عزیز! مانگی ہوئی پوشاک سمجھ

گرچہ دُزدے حُلّہ پوشیدہ است — دستِ تو چوں گیرد آں ببریدہ دست
اگرچہ ایک چور نے پوشاک پہن لی ہے — (مصافحہ میں) وہ تیرا ہاتھ کیسے پکڑے گا اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہے

چوں شبانگہ از شُتر آمد بزیر — کُرد گفتش منزلم دور ست و دیر
رات کو جب وہ مفلس اونٹ سے نیچے اترا — کردی نے اس سے کہا میرا مکان دور ہے اور دیر ہوگئی ہے

بر نشستی اُشترم را از نگاہ — جَو رہا کردم کم از اخراجِ کاہ
تو صبح سے میرے اونٹ پر بیٹھا ہے — جو میں نے چھوڑے کم از کم گھاس کا خرچہ دے)

[1] دہ۔ دس آدمی مختلف زبانوں میں منادی کر رہے تھے۔ پشیز۔ تانبے کا سکہ، پیسہ، دھیلا۔ حبّہ۔ دانہ، رتی بھر چاندی کا سکہ۔ قلب۔ کھوٹا۔ دُبہ۔ دال کے زیر کے ساتھ، مٹی کا ڈھیر دال کے ضمہ کے ساتھ۔ بچھنی۔

[2] بَدادا۔ نادہند، بد معاملہ۔ نر۔ بڑا۔ حریفی۔ معاملہ۔ چونکہ۔ یہ گرہ کٹ ہے، جیب کی حفاظت رکھو۔ حکم۔ یعنی محکمۂ قضا۔ خوش۔ دم چرب زبان یا تونی شعار۔ اوپری لباس۔ وثار۔ اندرونی۔ لباس، یعنی بظاہر بھلا معلوم ہوتا ہے لیکن بباطن برا شخص ہے۔

[3] گر بپوشد۔ مانگ کر اچھا لباس پہن کر لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔ حرف حکمت بیوقوف شخص دانائی کی بات کہتا ہے تو وہ بھی کسی اور کی کہی ہوئی ہوتی ہے۔ گرچہ، چور کا عموماً ہاتھ کٹا ہوا ہوتا ہے اگر وہ چھپانے کے لئے دراز آستین قمیص بھی پہن لے تو مصافحہ کے وقت راز کھل جاتا ہے۔ یہی بیوقوف کا حال ہے۔ شبانگہ۔ رات کے وقت۔ آمد، یعنی وہ مفلس اترا۔ بگاہ۔ صبح۔ رہا کردم۔ میں نے جو معاف کئے۔

گفت تا اکنوں چہ میکردیم پس
مفلس نے کہا ہم نے اب تک کیا کیا ہے؟

ہوشِ تو کو انیست اندر خانہ کس
تیرے ہوش کہاں ہیں؟ بے وقوف!

چرخِ اِفلاسم شنید اے پُر طَمَع
اے لالچی! میرے افلاس (کی بات) آسمان نے سن لی

تو نہ بشنیدی بگوشِ بے لُمَع
پھوٹے کان سے تو نے نہ سنی

طَبلِ ۲ اِفلاسم بچرخ سابِعَہ
میرے افلاس کا ڈھنڈورا ساتویں آسمان تک

رفت و تو نشنیدۂ ایں واقِعَہ
پہنچ گیا اور تو نے یہ واقعہ نہ سنا

گوشِ تو پُر بودہ است از طمعِ خام
تیرا کان بیہودہ لالچ سے پر ہے

پس طَمَع کَرمی کند گوش اے غلام
اے لڑکے! لالچ کان کو بہرا بنا دیتا ہے

تا کلوخ و سنگ بشنید ایں بیاں
یہ بیان اینٹ اور پتھر تک نے سن لیا

مُفلس ست و مُفلس ست ایں قلتباں
(کہ) یہ دیوث مفلس ہے مفلس ہے

تا بشب گفتند و در صاحب شتر
وہ منادی کرنیوالے رات تک کہتے رہے اور اونٹ والے

بر نزد کو از طمع پُر بود و پُر
پر اثر نہ کیا کیونکہ وہ لالچ سے بھرپور تھا

ہست بر سَمع و بَصَر مُہرِ خدا
کان اور آنکھ پر خدا کی مہر ہے

ور حُجُب بس صورت ست و بس صدا
بہت سی صورتیں اور بہت سی آوازیں پردوں میں ہیں

اُنچہ ۳ اُو خواہد رسا ندآں بہ چشم
جس کو وہ چاہتا ہے آنکھ تک پہنچا دیتا ہے

از جمال واز کمال واز کرشم
(یعنی) حسن اور کمال اور کرشمہ (کو)

وانچہ اُو خواہد رسا ندآں بگوش
جس کو وہ چاہتا ہے کان تک پہنچا دیتا ہے

از سماع واز بشارت وز خروش
(یعنی) قوالی اور خوشخبری اور شور (کو)

گرچہ تو ہستی کنوں غافل ازاں
اگرچہ تو اب ان سے غافل ہے

وقتِ حاجت حق کند آنرا عیاں
ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ انکو ظاہر کر دیگا

گفت پیغمبرؐ کہ یزدانِ مجیدؒ
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

از پئے ہر درد دَرماں آفرید
ہر درد کا علاج پیدا فرمایا ہے

گرچہ درماں جوئی و گوئی بجاں
اگرچہ تو علاج تلاش کریں اور دل سے کہے

کاے خدا درمانِ کارِ من رساں
کہ اے خدا میرے کام کا علاج کر دے

لیک زاں درماں نہ بینی رنگ و بو
لیکن تو اس علاج کا رنگ و بو نہیں دیکھے گا

بہر دردِ خویش بے فرمانِ اُو
اس کے حکم کے بغیر اپنے درد کے لئے

۱ کو۔ کجا۔ نیست اندر خانہ کس۔ گھر میں کوئی لائق آدمی نہیں ہے یہ محاورہ اس شخص کے لئے بولا جاتا ہے جس پر کوئی نصیحت اثر نہ کرے۔
چرخ۔ آسمان۔ لُمَع۔ نور، روشنی، قوت سماعت مراد ہے۔

۲ طَبل۔ ڈھول۔ سابِعَہ۔ ساتواں۔ طمع۔ خام۔ بیہودہ لالچ۔ کر۔ بہرا قلتبان۔ دیوث۔ بھڑوا۔ حُجُب۔ حجاب کی جمع ہے پردہ۔ بس۔ بہت۔

۳ انچہ۔ تمام تاثیرات اللہ تعالیٰ کی اجازت پر موقوف ہیں۔ کرشم۔ ناز و انداز۔ بگوش۔ آنکھ، کان وغیرہ اپنا کام جب کرتے ہیں۔ جب خدا چاہتا ہے۔ وقت، قیامت کے روز سب باتیں عیاں ہو جائیں گی۔ درمان آفرید۔ حدیث شریف میں ہے "خدا نے جو بیماری پیدا کی ہے اس کی دوا بھی پیدا کی ہے" لہٰذا حق و باطل میں امتیاز نہ کر سکے۔ کے مرض کی بھی دوا ضرور ہے۔ لیک۔ اس مرض کی دوا بھی بتلید خداوندی حاصل ہو سکے گی۔

چشم را اے چارہ جو در لامکاں[1] ہیں بنہ چوں چشم کشتہ سوئے جاں
اے علاج کی جستجو کرنیوالے آنکھ کو لامکان میں لگائے رکھ جس طرح مقتول کی آنکھ جان کی طرف (لگی رہتی ہے)

کون پُر چارہ است و ہیچت چارہ نے تا کہ نکشاید خدایت روزنے
دنیا علاج سے پر ہے اور تیرا کوئی علاج نہیں ہے جب تک خدا تیرے لئے راہ نہ کھول دے

ایں جہاں از بے جہت پیدا شدست کہ ز بے جائے جہاں را جا شدست
یہ جہان، بے جہت (خدا) سے پیدا ہوا ہے لامکاں (خدا کی قدرت) سے دنیا کو (عالم وجود میں) جگہ ملی ہے

باز گرد از ہست سوئے نیستی گر تو از جاں طالب مولیستی
ہستی سے نیستی کی طرف لوٹ اگر تو (دل و) جان سے مولا کا طالب ہے

جائے دخل ست ایں عدم از وے مرم جائے خرج ست ایں وجودِ بیش و کم
یہ نیستی آمدنی کی جگہ ہے اس سے گریز نہ کر یہ گھٹنے بڑھنے والا وجود خرچ کی جگہ ہے

کارگاہِ صنع حق چوں نیستی ست جز معطل در جہانِ ہست کیست
اللہ تعالیٰ کی کاریگری کا محل نیستی ہے عالم ہستی میں بیکار کے علاوہ کچھ نہیں ہے

فی المناجات

اے خدائے پاک بے انبار[2] و یار دست گیر و جرمِ ما را در گذار
اے خدائے پاک جو لاشریک و مددگار سے مستغنی ہے دستگیری فرما اور ہماری خطا سے در گذر فرما

یاد دہ ما را سخنہائے رقیق کہ ترا رحم آورد آں اے رفیق
ہمیں رقت آمیز باتیں سکھا دے اے مہربان! جو تیرے رحم کا سبب بنیں

ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو ایمنی از تو مہابت ہم ز تو
دعا (کی توفیق) بھی تیری جانب سے ہے اور قبولیت بھی اطمینان تیری طرف سے ہے ڈر بھی تجھی سے ہے

گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن مصلحی تو اے تو سلطانِ سخن
اگر ہم غلط بات کہیں تو اس کی اصلاح کر دے اے کہ تو کلام کا بادشاہ ہے تو ہی اصلاح کرنیوالا ہے

کیمیا[3] داری کہ تبدیلش کنی گرچہ جوئے خوں بود نیلش کنی
تیرے پاس کیمیا ہے تو اس کو تبدیل کر سکتا ہے اگر خون کی نہر ہو تو اس کو دریائے نیل بنا دیتا ہے

ایں چنیں مینا گریہا کارِ تست ایں چنیں اکسیر ہا اسرارِ تست
ایسی مینا کاری تیرے کام ہے ایسی کیمیائیں تیرے بھید ہیں

[1] لامکاں۔ عالم ملکوت۔ چوں چشم۔ کشتہ۔ مقتول کی آنکھیں عموماً پھیل رہ جاتی ہیں تو گویا وہ اپنی جان کو دیکھ رہا ہے تو بھی درد کے علاج کے لئے عالم ملکوت پر نظر رکھ۔ ایں جہاں۔ اس عالم کون و مکان کو ذات بے جہت اور لامکان نے پیدا کیا ہے تو اسی کی طرف نظر رکھ اور جہت و مکان سے نگاہ ہٹا لیے۔ عدم۔ یعنی لامکان عالم ملکوت۔ مرم۔ رمیدن سے نہی کا صیغہ ہے۔ کارگاہ اللہ تعالیٰ نیست سے ہست کرتا ہے تو اس کی ایجاد کا تعلق نیستی سے ہے لہٰذا اپنے آپ کو نیست بنا لے

[2] انباز۔ شریک، ساتھی، یار۔ مددگار۔ ہم دعا۔ خدا ہی ایسی دعا کی توفیق عطا فرماتا ہے جس کو وہ قبول کر لے۔ ایمنی۔ خدا کی غفاریت سے اطمینان ہے اور اس کی قہاریت سے ڈر ہے گر خطا۔ دعا میں اگر کوئی غلط بات نکلے تو اس کی اصلاح فرما دے۔

[3] کیمیا۔ جس طرح کیمیا تانبے کو سونا بنا دیتی ہے اللہ تعالیٰ بھی سیات کو حسنات میں تبدیل بنا دیتا ہے۔ مینا گری۔ کسی میں آبگینے جڑنا یعنی خطا کو صواب بنا دینا۔ اکسیر ہا۔ یعنی گناہوں کو نیکیاں بنا دینا۔

آب [1] راوخاک رابر ہم زدی
تو نے پانی اور مٹی کو ملایا

زآب و گل نقش تنِ آدمؑ زدی
پانی اور مٹی سے آدمؑ کے جسم کی صورت بنا دی

نسبتش دادی بجفت و خال وعم
پھر تو نے اس کے ساتھ شوہر اور ماموں اور چچا ہونے کی نسبت قائم کر دی

با ہزار اندیشہ شادی و غم
مع ہزاروں شادی اور غمی کے خیالات کے

باز بعضے را رہائی دادۂ
پھر تو نے بعض کو چھٹکارا دے دیا

زیں غم و شادی جُدائی دادۂ
اس غم اور خوشی سے جدا کر دیا

بردہ از خویش و پیوند و سرشت
اس کو اپنے دوستوں عزیزوں اور سرشت سے نکال لیا

کردہ در چشمِ اُو ہر خوب زشت
اس کی نظر میں ہر لبھانے والی چیز کو برا بنا دیا

ہرچہ محسوس ست اُو ردی کند
وہ ہر محسوس چیز کو رد کر دیتا ہے

وانچہ نا پیداست مسند می کند
جو غیر محسوس ہے اس کو سہارا بناتا ہے

عشق اُو پیداو معشوقش نہاں
اس کا عشق ظاہر ہے اور کا معشوق پوشیدہ ہے

یار بیروں فتنۂ اُو در جہاں
یار (کائنات سے) باہر ہے جہان میں اس کا فتنہ ہے

ہیں [2] رہا کُن عشقہائے صورتی
خبردار! صورت کے عشقوں کو چھوڑو

نیست برصورت نہ بر روئے ستی
وہ (عشق) بیوی کے چہرہ اور صورت پر نہیں ہے

آنچہ معشوقست صورت نیست آں
جس سے عشق ہے وہ صورت نہیں ہے

خواہِ عشق اینجہاں خواہ آنجہاں
خواہ اس جہان (عالم ناسوت) کا عشق ہو یا اس جہان عالم ملکوت کا

آنچہ بر صورت تو عاشق گشتۂ
جس کی صورت پر تو عاشق ہو رہا ہے

چوں بروں شُد جاں چرایش ہشتۂ
جب (اسکی) جان نکل گئی تو اس کو کیوں چھوڑا ہے

صورتش برجاست ایں سیری زچیست
اس کی صورت موجود ہے یہ دل بھرنا کیوں ہے؟

عاشقا وا جوکہ معشوقِ تو کیست
اے عاشق! ڈھونڈ کہ تیرا معشوق کون ہے؟

آنچہ محسوس [3] ست گر معشوقہ است
اگر محسوس چیز ہی معشوق ہے

عاشقستے ہرکہ اورا حس ہست
تو جس میں بھی حس ہے وہ عاشق ہوتا ہے

چوں وفا آں عشق افزوں می کند
جب وفاداری عشق کو بڑھاتی ہے

کے وفا صورت دگرگوں می کند
(تو) وفا صورت میں کب تغیر کرتی ہے؟

---

[1] آب۔ جب اللہ تعالیٰ پانی اور مٹی سے اشرف المخلوقات بنا دیتا ہے تو برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کرنا معمولی بات ہے۔ نسبتش۔ معمولی آب وگل میں یہ نسبتیں بھی پیدا فرما دیں اور اس کو ایسا ذی حس بنا دیا کہ اس میں غم وشادی کے جذبات ہیں۔ باز۔ پھر انہی انسانوں میں سے بعض کو تمام دنیا سے بے نیاز کر کے اپنا بنا لیا۔ پیوند۔ تعلقات۔ سرشت۔ بناوٹ، خمیر، ہر خوب۔ یعنی وہ چیزیں جو خدا سے غافل بنائیں۔ محسوس۔ یعنی دنیاوی چیزیں۔ ناپید۔ یعنی حواس ظاہر سے غیر محسوس، اللہ تعالیٰ۔ مسند۔ بھروسہ کی چیز، معتمد علیہ۔ بیروں۔ یعنی دنیا و عصمتی سے باہر۔ فتنہ۔ یعنی اس کے عشق میں جہان مبتلا ہے۔

[2] ہیں۔ پہلے اشعار میں عشق حقیقی کا ذکر تھا اب عشق مجازی سے پرہیز کرنے کی ہدایت ہے۔ اینجہاں۔ یعنی عالم ناسوت کا عشق۔ آنجہاں۔ یعنی عالم ملکوت کا عشق۔ آنچہ۔ اگر معشوق اور اصل صورت ہے تو مر جانے کے بعد بھی تو یوں وہ صورت باقی ہے اب اس سے عشق کیوں نہیں ہے یہ صورت کے معشوق نہ ہونے کی پہلی دلیل ہے۔

[3] محسوس۔ صورت کے معشوق نہ ہونے کی دوسری دلیل ہے۔ یعنی صورت جس کا حواس سے ادراک ہوتا ہے اگر وہی معشوق ہے تو جانوروں کو بھی اس سے عشق ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ صورت کو تو وہ بھی دیکھتے ہیں۔ چوں وفا۔ یہ صورت کے معشوق نہ ہونے کی تیسری دلیل ہے معشوق کی وفا سے عشق میں اضافہ ہوتا ہے حالانکہ صورت وہی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ عشق کا تعلق صورت سے نہیں ہے۔

پرتوِ خورشید[1] بر دیوار تافت
آفتاب کا عکس دیوار پر پڑا

تابش عاریتے دیوار یافت
(تو) عارضی چمک دیوار نے حاصل کر لی

بر کلوخے دل چہ بندی اے سلیم
اے سادہ لوح! ڈھیلے سے کیا دل لگاتا ہے

وَ اطلُبِ اصلی کہ اُو تابد مُقیم
اصلی کو طلب کر جو ہمیشہ چمکتا ہے

اے کہ تو ہم عاشقی بر اصل خویش
اے وہ کہ تو بھی (اپنے زعم میں) اصلی پر عاشق ہے

خویش بر صورت پرستاں دیدہ بیش
اپنے آپ کو صورت پرستوں سے زیادہ افضل سمجھتا ہے

پرتوِ عقل ست آں بر حس تو
تیرے (اس) احساس پر عقل کا سایہ پڑ گیا ہے

عاریت میداں ذہب بر مس تو
اپنے تانبے پر سونے کو عارضی سمجھ

چوں زرا ندود[2] ست خوبی در بشر
انسان کا حسن ملمع کی طرح کا ہے

ورنہ چوں شُد شاہد تو پیرِ خر
ورنہ تیرا معشوق بوڑھے گدھے کی طرح کیوں ہوا؟

چوں فرشتہ بود ہمچوں دیو شُد
فرشتہ جیسا تھا، بھوت جیسا بن گیا

کاں ملاحت اندرو عاریہ بُد
کیونکہ اس میں حسن عارضی تھا

اندک اندک می ستاند آں جمال
اللہ تعالیٰ اس حسن کو تھوڑا تھوڑا واپس لیتا رہتا ہے

اندک اندک خُشک می گردو نہال
آہستہ آہستہ (ہرا بھرا) پودا خشک ہو جاتا ہے

رو نَعمّرہٗ[3] نُنَکِّسہٗ بخواں
جا نعمرہ ننکسہ کو پڑھ

دل طلب کُن دل مَنہ ابر ستخواں
دل کی طلب کر، ہڈی سے دل نہ لگا

کاں جمالِ دل جمالِ باقی ست
کیونکہ دل کا حسن باقی رہنے والا حسن ہے

دو لبش از آب حیواں ساقی ست
اس کے دونوں ہونٹ، آبِ حیات کے ساقی ہیں

خود ہم اُو آب ست و ہم ساقی و مست
خود وہی پانی ہے وہی پلانے والا ہے اور مست ہے

ہر سہ یک شد چوں طلسمِ تو شکست
جب تیرا طلسم ٹوٹا تینوں ایک ہوئے

آں یکے را تو ندانی از قیاس
تو اکیلے (خدا) کو عقل سے نہ سمجھے گا

بندگی کُن ژاژ کم خا نا شناس
اے جاہل! عبادت کر، بکواس نہ کر

معنی تو صورت ست و عاریہ
تیری اصل (بھی) صورت (ہی) اور عارضی ہے

بر مناسب شادی و بر قافیہ
متناسب (اعضا) اور موزونیت پر تو خوش ہے

سمجھ کر عاشق ہوا ہے وہ بھی محض صورت سے ہے۔ اور تیرا عشق محض معشوق پر مناسب اور موزوں اعضا کی وجہ سے ہے۔
عاریہ۔ عارضی قافیہ۔ موزونیت

---

[1] خورشید۔ یعنی اللہ تعالیٰ اصل جمال، جمالِ حق ہے اور ممکنات پر اس کا پرتو ہے لہٰذا اس سے عشق کا تعلق ہے۔ جب یہ حال ہے تو پھر عشق اصل ہی سے کرنا چاہئے۔ کلوخ یعنی جس پر اصل جمال کا پرتو پڑا ہے۔ ے کہ تو۔ بعض لوگ مجازی معشوق کو معشوق حقیقی کا مظہر قرار دے کر اس سے عشق کرتے ہیں اور اپنے آپ کو صورت پرستوں سے افضل سمجھتے ہیں یہ محض ان کے عقلی دھکوسلے ہیں اور یہ ان کی ملمع سازی ہے عقلی دلائل کے زور سے حقیقت نہیں بدلتی ہے۔

[2] زراندود۔ ملمع کیا ہوا۔ شاہد معشوق یعنی حسین معشوق بھی بڑھاپے میں بوڑھے گدھے جیسا نظر آنے لگتا ہے۔ اندک اندک۔ اللہ تعالیٰ اپنے جمال کو انسان سے واپس لے لیتا ہے اور سرسبز شاداب چیز جھاڑ بن جاتی ہے۔

[3] نُعَمِّرہٗ۔ قرآن پاک میں ہے۔ "وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ" اور جس کو ہم بڑی عمر دیتے ہیں اس کو بناوٹ میں الٹا گھماتے ہیں" دل۔ یعنی اللہ تعالیٰ استخواں۔ یعنی ممکنات۔ جمالِ دل۔ اللہ تعالیٰ کا حسن دو لبش۔ اس کے دونوں ہونٹ بعض نسخوں میں دو لبش ہے یعنی اس کا عشق خود ہم نو۔ جب انسان کی خودی مٹ جاتی ہے تو تمام ممکنات میں اس کو وجود واحد ہی نظر آتا ہے۔ یکے یعنی ذات احد۔ قیاس۔ یعنی عقلی دلائل۔ بندگی۔ یعنی ذات خداوندی کو مجاہدات کے ذریعہ پہچانا جا سکتا ہے۔ ژاژ۔ ایک کڑوی اور خار گھاس ہے جسکو اونٹ بھی نہیں کھا سکتا ہے اسی سے ژاژ خائیدن یعنی بکواس کرنا بنا ہے۔ معنی تو یعنی جس کو تو حقیقت

آں بود اے معنیٔ کہ بستاند تُرا
اصل تو وہ ہوتی ہے جو تیری خودی کو ختم کر دے

بے نیاز از نقش گرداند تُرا
تجھے صورت سے بے نیاز بنا دے

بنود آں معنیٔ کہ کورو کر کُند
اصل وہ نہیں ہے جو اندھا اور بہرا بنائے

مر تُرا بر نقش عاشق تر کُند
تجھے صورت پر زیادہ عاشق کر دے

کور را قسمت خیالِ غم فزاست
اندھے کا حصہ غم بڑھانے والے خیالات ہیں

بہرۂ چشم ایں خیالاتِ فناست
(ظاہری) آنکھ کا حصہ فانی خیالات ہیں

حرفِ قرآں را ضریراں[2] معدنند
اندھے قرآن کے حروف کی کان ہیں

خر نہ بینند و بپالاں بر زنند
گدھے کو نہیں دیکھتے ہیں اور پالان کو لوٹتے ہیں

چوں تو بینائی پے خر رو کہ جست
اگر تو بینا ہے گدھے کا پیچھا کر جو کہ کھو گیا

چند ازیں پالاں گری اے تن برست
اے تن پرست یہ پالان گری کب تک؟

خر چو ہست آید یقیں پالاں ترا
جب گدھا ہے تو تجھے پالان یقیناً مل جائے گا

کم نگردد ناں چو باشد جاں تُرا
جب تک تیری جان ہے رزق نا پید نہ ہو گا

خر چو باشد کم نیاید اے عمو
اے چچا! جب گدھا ہو گا (پالان کی) کمی نہ ہو گی

خود بہ پُشتش رُو نہد پالانِ او
خود بخود اس کی کمر پر اس کا پالان آجائے گا

پُشت خرُ کانِ مال و مکسب ست
گدھے کی کمر، مال اور کمائی کی جگہ ہے

جانِ تو سرمایۂ صد قالب ست
تیری جان سو قالبوں کا سرمایہ ہے

خر برہنہ[3] بر نشین اے بُو الفضول
اے ہوا سی! ننگی پشت والے گدھے پر چڑھ جا

خر برہنہ نے کہ راکب شد رسول
کیا ننگی پشت والے گدھے پر رسول سوار نہیں ہوئے؟

اَلنَّبِیُّ قَدْ رَکِبَ مَعْرُوْرِیًا
نبیؐ ننگے پشت (گدھے) پر سوار ہوئے

وَالنَّبِیُّ قِیْلَ سَافَرَ مَاشِیًا
کہا گیا ہے نبیؐ نے پیدل سفر کیا

بلکہ آں شہ ہم پیادہ رفتہ است
بلکہ وہ شاہؐ پیدل بھی چلے ہیں

بارِ ایں و آں بسے پذرفتہ است
اس کا اور اس کا بوجھ بہت اٹھایا ہے

شد خرِ نفسِ تو بر میخش بہ بند
تیرا خرِ نفس (قبضہ سے) نکل گیا اس کو کھونٹے سے باندھ

چند بگریز د ز کاروبارِ چند
تو کاروبار سے کب تک گریز کرے گا؟

بارِ صبر و شکر اُورا بُرد نیست
صبر اور شکر کا بوجھ اس کو اٹھانا ہے

خواہ در صد سال خواہی سی و بیست
خواہ سو سال میں خواہ تیس اور بیس سال میں

---

[1] آں بود حقیقت کا عشق انسان کی خودی مٹاتا ہے اور صورت پرستی سے بے نیاز بنا دیتا ہے۔ کورو کر۔ یعنی حقیقت سے کورا۔ یعنی حقیقت ہی سے محروم مخلص

[2] ضریر۔ اندھا کمان۔ کان۔ خرنہ بینند چشم۔ بصیرت کے اندھے حقیقت کو چھوڑ کر مجاز پر فریفتہ ہیں۔ چوں تو بینائی۔ صاحب بصیرت کو اصلی مقصود کے درپے ہونا چاہیے فروعات میں نہ پھنسنا چاہئے۔ خر چو ہست۔ جب مقصود حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے لوازم بھی مہیا ہو جاتے ہیں۔ پُشتِ۔ خر۔ ایک چیز، ایک چیز کے اعتبار سے مقصود بالذات ہوتی ہے اور دوسری چیز کے اعتبار سے وہ اصلی مقصد نہیں ہوتی ہے گدھا، پالان کے اعتبار سے مقصود ہے لیکن کمائی کے اعتبار سے اصلی مقصد نہیں ہے بلکہ گدھے سے کما کر کھانا اصلی مقصد ہے۔

[3] خر برہنہ۔ اصل مقصد سے سروکار رکھنا چاہیے۔ خواہ فروع نہ حاصل ہوں۔ اگر پالان نہ بھی ہو تو گدھے پر سوار ہو جانا چاہئے اور اگر گدھا بھی نہ ہو تو منزل تک پیدل ہی چلنا چاہیے۔ کلہ خر۔ نفس۔ نفس امارہ کو قابو میں رکھنا چاہیے۔ اور اس کی حیلہ جوئی کی وجہ سے مجاہدات سے باز نہ رہنا چاہئے۔ بار صبر۔ انسان کو اپنے فرائض ناگوار ہوتے ہیں۔

هیچ وازر وزرِ غیرے برنداشت
کسی بوجھ اٹھانے والے نے دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھایا

هیچکس ندرود تا چیزے نکاشت
کسی نے نہ کاٹا جب تک کہ کچھ نہ بویا

طمعِ خام ست آں مخور خام اے پسر
خام لالچ ہے اے صاحبزادے! تو کچا نہ کھا

خام خوردن علّت آرد در بشر
کچا کھانا انسان میں بیماری پیدا کر دیتا ہے

کاں فلانے یافت گنجے ناگہاں
کہ فلانے نے اچانک خزانہ پا لیا

من ہم آں خواہم چرا جویم دکاں
میں بھی ایسا ہی چاہتا ہوں دکان کی جستجو کیوں کروں؟

کارِ بخت ست آن و آنہم نادرست
یہ مقدر کی بات ہے اور وہ بھی بہت نادر ہے

کسب باید کرد تا تن قادرست
جب تک بدن میں جان ہے کمائی کرنی چاہیے

کسب[2] کردن زنج را مانعِ کے ست
کمائی خزانہ کے لئے کب رکاوٹ ہے؟

پا مکش از کار آں خود در پے ست
کام سے قدم نہ ہٹا وہ (تیرے) پیچھے ہے

تا نگردی تو گرفتارِ اگر
تو اگر مگر میں ہرگز نہ پھنس

کہ اگر ایں کردمے یا آں دگر
کہ اگر میں یہ کرتا یا وہ کرتا

کز اگر گفتن رسولِ با وفاق
با توفیق رسولؐ نے اگر کہنے سے

منع کرد و گفت ہست آں از نفاق
منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ وہ نفاق ہے

کاں منافق در اگر گفتن بمُرد
کیونکہ منافق اگر مگر میں ہی مر گیا

وز اگر گفتن بجز حسرت نبُرد
اور اگر مگر کہنے سے سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہ کیا

اے بسا کس مُردہ در بُوک[3] و مگر
بہت سے انسان "شاید کہ ہو اور "اگر" میں مر گئے

از نہالِ عاقبت نا خوردہ بَر
آخرت کے درخت کا پھل چکھے بغیر

ور نمی یابی تو نقصانِ اگر
اگر تو "اگر مگر" کے نقصان کو نہیں سمجھ

ایں مثل بشنو کہ دریابی مگر
تو یہ قصہ سن لے شاید تو سمجھ جائے

حکایت در معنیٔ ایں بیت اگر رابا مگر ہم جفت کرد ند
اس شعر کے معنیٔ سے متعلق قصہ انہوں نے اگر اور مگر کی شادی کر دی ان سے

ازیشاں بچہ آمد کا شکے نام
"کا شکے" نامی بچہ پیدا ہوا

یک غریبے خانہ می جُست از شتاب
ایک مسافر جلدی میں گھر تلاش کر رہا تھا

دوستے بُردش سوئے خانہ خراب
ایک دوست اس کو گرے ہوئے گھر کے پاس لے گیا

---

[1] وازر بوجھ اٹھانے والا۔ وزر۔ بوجھ۔ ہیچکس۔ بغیر عمل کے کوئی پھل نہیں ملتا ہے۔ طمع خام۔ بے بنیاد لالچ۔ خام۔ کچا۔ علت۔ بیماری۔ کاں فلانے۔ یہ بے بنیاد لالچ ہے۔ کسب۔ باید۔ شیخ چلی کی باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے جب تک انسان میں طاقت ہے کام کرنا چاہیے۔

[2] کسب کردن۔ انسان جس غیبی خزانے کے لالچ میں پڑا ہے کما کر کھانا اس کیلئے کب مانع ہے اگر ملنا ہے تو وہ بھی خود مل جائیگا۔ تا نگردی۔ اگر مگر میں پھنسنا، کسب اور عمل سے مانع بنتا ہے اور اس سے سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کز۔ اگر مگر میں پھنسنا یقین کے منافی ہے اور یقین عین ایمان ہے لہٰذا اگر مگر میں پھنسا ہوا انسان مومن نہیں ہے۔ منع کرد۔ آنحضورؐ نے فرمایا اِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطَانِ۔ اگر مگر کا خیال شیطانی کام کا دروازہ کھولتا ہے۔

[3] بُوک۔ یہ "بود کہ" کا مخفف ہے یعنی شاید کہ یہ جملہ بھی شکی انسان بولتا ہے اگر یعنی لفظ اگر کہنے کا نقصان۔ اگر را۔ با مگر "اگر" اور "مگر" کا نکاح کیا اس سے "کاشکے" بچہ پیدا ہوا۔ خانہ خراب۔ ڈھیا ہوا گھر

گفت اُو ایں را اگر سَقفے بُدے — پہلوئے من مَر تُرا مَسکن شُدے
اس دوست نے کہا کہ اگر اس گھر پر چھت ہوتی — میرے پڑوس میں تیرے رہنے کی جگہ ہوتی

ہم عیالِ[1] تو بیا سودے اگر — درمیانہ داشتے حُجرہ دگر
تیرے بال بچوں کو بھی آرام ملتا، اگر — دوسرا حجرہ درمیان میں ہوتا

ور رسیدے میہماں روزے تُرا — ہم بیا سودے اگر بودیت جا
اگر کسی روز تیرا مہمان آ جاتا — وہ بھی آرام پاتا اگر تجھے جگہ مل جاتی

کاشکے معمور بودے ایں سرا — خانۂ تو بودے ایں معمُورِ ما
کاش یہ مکان آباد ہوتا — تو ہمارا یہ آباد گھر تیرا گھر ہوتا

گفت آرے پہلوئے یاراں خوش است — لیک اے جاں در اگر نتواں نشست
(مسافر نے) کہا بیشک دوستوں کا پڑوس اچھا ہے — لیکن اے جانِ (من) اگر میں سکونت نہیں ہو سکتی ہے

ایں ہمہ عالم طلبگارِ خوش اند — وز خوتزویر اندر آتِش اند
یہ تما جہان اچھائی کا طلبگار ہے — لیکن بناوٹی اچھائی سے آگ میں ہیں

طالب زر گشتہ جُملہ پیرو خام — لیک قُلب از زر ندا ند چشمِ عام
تمام بوڑھے اور نوجوان سونے کے طلبگار ہیں — لیکن عام آنکھ (کھرے) سونے کو کھوٹے سے نہیں پہچانتی ہے

پرتوئے[2] بر قُلب زد خالص ببیں — بے محک زر را مکن از ظن گزیں
دیکھ خالص نے کھوٹے کو چمکا دیا ہے — بغیر کسوٹی کے (محض) اندازے سے سونا نہ لے

گر محک داری گزیں کُن ورنہ رَو — نزدِ دانا خویشتن را کُن گرو
اگر تو کسوٹی رکھتا ہے لے ورنہ جا — اپنے آپ کو کسی دانا کے سپرد کر دے

پس محک[3] باید میانِ جانِ خویش — ورنداری رَہ مرو تنہا بہ پیش
کسوٹی اپنے اندر ہونی چاہیے — اگر تیرے پاس نہیں ہے تو تنہا آگے نہ بڑھ

بانگِ غولاں ہست بانگِ آشنا — آشنائے کو کشد سوئے فنا
چھلاووں کی آواز دوست کی آواز ہے — (لیکن) ایسا دوست جو ہلاکت کیطرف کھینچتا ہے

بانگ می دارد کہ ہان اے کارواں — سوئے من آئید نکِ راہ و نشاں
وہ (چھلاوا) پکارتا ہے کہ خبردار اے قافلے! — میری جانب آؤ یہ راستہ اور نشان (منزل) ہے

نامِ ہر یک می برد غول اے فلاں — تا کُند آں خواجہ را از آفِلاں
چھلاو ہر ایک کا نام پکارتا ہے اے فلانے! — تا کہ ان صاحب کو ہلاک شدگان میں (شامل) کر دے

[1] عیال۔ بال بچے۔ معمور۔ آباد۔ ارے۔ ہاں۔ در اگر۔ اگر مگر کا جو خیالی مکان ہے اس میں رہائش نہیں ہو سکتی ہے ایں ہمہ عالم۔ سب یہ چاہتے ہیں کہ آخرت کی کامیابی حاصل ہو لیکن شیطان ان کو گمراہ کر دیتا ہے اور وہ آتشِ حسرت میں جلتے ہیں جیسا کہ اس مسافر کے ساتھ اس دوست نے کیا۔ طالب زر۔ ہر انسان نیک عمل چاہتا ہے لیکن شیطان نے جو ملمع سازی کی وہ نہیں پہچان سکتا ہے۔

[2] پرتوے۔ شیطان برے اعمال کو مزین کر کے دکھا دیتا ہے اگر کوئی ایسا صاحب باطن ہو کہ خود اس فریب کو سمجھ سکے تو امتیاز کر کے عمل کرے ورنہ اپنے آپ کو کسی شیخ کامل کے سپرد کر دے تا کہ وہ شیطانی اور رحمانی عمل میں امتیاز کر دے

[3] محک۔ کسوٹی، یعنی برے بھلے میں تمیز کرنے کا نورِ فراست۔ غولاں۔ چھلاوے جو مسافر کو راستہ سے بھٹکا دیتے ہیں۔ آشنا۔ دوست۔ نک۔ اینک۔ اینست۔ نشان۔ یعنی نشانِ منزل، آفلاں۔ آفل کی جمع ہے غائب ہونے والا۔

چوں رسد آنجا بہ بیند گرگ و شیر
وہ جب اس جگہ پہنچتا ہے بھیڑیا اور شیر دیکھتا ہے

عمر ضائع راہ وور دروز دیر
عمر برباد (ہوئی) راستہ دور رہ گیا اور دن بے وقت ہو گیا

چیست بُود آں بانگ غُول اے نیکخو
اے نیک مزاج! چھلاوے کی آواز کیا ہوتی ہے؟

مال خواہم جاہ خواہم آبرو
مال چاہتا ہوں رُتبہ چاہتا ہوں آبرو (چاہتا ہوں)

از درونِ خویش ایں آوازہا
اپنے اندر سے ان آوازوں کو

منع کُن تا کشف گردو راز ہا
روک دے تاکہ راز کھلیں

ذکرِ حق کُن بانگِ غُولاں رابسوز
اللہ کا ذکر کر چھلاووں کی آواز کو پھونک دے

چشم چوں نرگس ازیں کرگس بدوز
نرگس جیسی آنکھ اس گدھ سے بند کر لے

صبحِ کاذب راز صادق و اشناس
صبح صادق کو صبح کاذب سے پہچان

رنگِ مے رابا زداں از رنگِ کاس
شراب کے رنگ کو پیالہ کے رنگ سے علیحدہ کر

تا بُود کز دید گانِ [۲] ہفت رنگ
ہو سکتا ہے کہ ساتھ پردوں والی آنکھوں کی بجائے

دیدۂ پیدا کند صبرو درنگ
صبر اور استقلال ایک آنکھ پیدا کر دے

رنگہا بینی بجز ایں رنگہا
ان رنگوں کے علاوہ تو اور رنگ دیکھے

گوہراں بینی بجائے سنگہا
سنگریزوں کی بجائے تو موتی دیکھے

گوہرے چہ بلکہ دریائے شوی
موتی کیا بلکہ تو دریا بن جائے

آفتابِ چرخ پیمائی شوی
آسمان کو طے کرنے والا، سورج بن جائے

کارکُن در کار گاہ باشد نہاں
کاریگر، کارخانہ میں چھپا ہوتا ہے

تو برَو در کار گہ بینش عیاں
تو جا، کارخانہ میں اس کا مشاہدہ کر لے

کارچوں [۳] بر کارکُن پردہ تنید
کام نے جبکہ کارکن پر پردہ ڈال رکھا ہے

کارکُن برکار گہ باشد پدید
کاریگر کارخانہ میں رونما ہو گا

خارجِ ایں کار نتوانیش دید
کام سے علیحدہ تو اس کو نہ دیکھ سکے گا

مُنتظر درکارگہ آید پدید
جس کا انتظار ہے وہ کارخانہ میں ظاہر ہو گا

کارگہ چوں جائے باش عاملِ ست
جبکہ کارخانہ کاریگر کا ٹھکانا ہے

آں کہ بیرون است ازو غافل ست
جو اس (کارخانہ) سے باہر ہے وہ اس سے غافل ہے

---

۱ چغوہ۔ چھلاوے کی آواز انسان کے اپنے اندر والی جذبات ہیں جو مال اور جاہ اور آبرو سے متعلق ہیں۔ راز ہا۔ یعنی حقیقت کے اسرار۔ چشم چوں۔ نرگس۔ نرگس کی آنکھ بے نور اور حسین ہونے میں ضرب المثل ہے یہاں دونوں معنی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ کرگس۔ گدھ مردہ خوری میں مشہور ہے۔ صبح آسمان کے مشرق کنارے پر پہلے سفیدی آتی ہے وہ صبح کاذب کہلاتی ہے اس سے کہ اس کے بعد پھر تاریکی آجاتی ہے اس تاریکی کے بعد کی سفیدی کو صبح صادق کہا جاتا ہے جو در اصل صبح ہے یعنی اصل کو عارضی چیز سے جدا کر لینے کی استعداد پیدا کر۔

۲ دیدگانِ ہفت رنگ۔ انسان کی آنکھ میں سات پردے ہیں جن کو ہفت رنگ کہا ہے دیدہ۔ یعنی صبر و استقلال دل کی آنکھ کھول دے گا۔ رنگہا۔ جب قلب کی آنکھ کھل جائیگی تو اصل حقیقت واضح ہو جائیگی۔ گوہرے۔ یعنی صرف گوہر کو دیکھنا ہی نہیں بلکہ تو ایسا سمندر بن جائیگا جس میں موتی پیدا ہوتے ہیں اور عالم بالا کی سیر کرنے لگے گا۔ کارکن۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی مصنوعات و مخلوقات میں دیکھا جا سکتا ہے مصنوع سے صانع کے وجود پر استدلال کیا جاتا ہے۔

۳ کار۔ اللہ کی صنعت اس کے لئے پردہ پوش ہے تو اب اس کو کارگاہ عالم ہی میں دیکھا جا سکتا ہے۔ کار گہ۔ کاریگر کارخانہ میں ہوتا ہے۔ اس کو باہر تلاش کرنا بے وقوفی ہے۔

پس در آ در کارگہ یعنی عدم[1]
لہٰذا کارخانہ یعنی عدم میں آ

تا بہ بینی صُنع و صانع را بہم
تاکہ تو کام اور کاریگر کو اکٹھا دیکھے

کارگہ چوں جائے روشن دیدگیست
کارخانہ چونکہ کھلے طور پر دیکھنے کی جگہ ہے

پس برونِ کارگہ پوشیدگیست
پس کارخانہ کے باہر پوشیدگی ہے

رُو بہ ہستی داشت فرعونِ[2] عنود
سرکش فرعون (اپنے) وجود کی طرف متوجہ ہوا

لا جَرم از کار گاہش کور بود
لا محالہ اس کے کارخانہ سے اندھا تھا

لا جَرم میخواست تبدیلِ قدر
یقیناً وہ تقدیر کو بدلنا چاہتا تھا

تا قضا را باز گرداند زدَر
تاکہ اللہ (تعالیٰ) کے فیصلہ کو دروازہ سے واپس لوٹا دے

خود قضا بر سُبلتِ آں حیلہ مند
فیصلہ (خداوندی) اس حیلہ گر کی مونچھوں پر

زیر لب می کرد ہر دم ریشخند
ہر وقت زیر لب مسکرا رہا تھا

صَد ہزاراں طفل کُشت اُو بے گناہ
اس نے لاکھوں معصوم بچے قتل کر ڈالے

تا بگردد حُکم و تقدیرِ اِلٰہ
تاکہ (اللہ تعالیٰ) کا فیصلہ اور تقدیر ٹل جائے

تا کہ موسیٰ نبی ناید بروں
تاکہ موسیٰ نبی ظاہر نہ ہوں

کرد در گردن ہزاراں ظلم و خوں
اس نے (اپنی) گردن پر ہزاروں ظلم اور خون لے لئے

آں ہمہ خوں کرد و موسیٰ زادہ شُد
اس نے بہت (کشت و) خون کیا اور موسیٰ پیدا ہو گئے

وز برائے قہرِ اُو آمادہ شُد
اور اس کو سرکوبی کے لئے آمادہ ہو گئے

گر بدیدے کار گاہِ لا یَزال
اگر وہ (خدائے) لا یزال کا کارخانہ دیکھ لیتا

دست و پایش خُشک گشتے زاحتیال
حیلہ گری سے اس کے ہاتھ پیر خشک ہو جاتے

اندرونِ خانہ اش موسیٰؑ معاف
اس کے گھر میں موسیٰ آرام سے تھے

وز بروں می کُشت طفلاں راگزاف
وہ باہر خواہ مخواہ بچوں کو قتل کر رہا تھا

ہمچو[3] صاحب نفس کو تن پَرورد
اس نفسانی (انسان) کی طرح جو تن پروری کرے

بردِ گر کس ظن حِقدے می بَرد
دوسرے پر دشمنی کا گمان کرے

کایں عَدُوّ و آں حَسود و دشمن ست
کہ یہ دشمن اور وہ حاسد اور مخالف ہے

خود حسود و دشمنِ اُو آں تن ست
(حالانکہ) اس کا حاسد اور دشمن خود وہ جسم ہے

[1] یعنی عدم۔ اپنے وجود اور ہستی کو فنا کرنے کے بعد ہی وجود واحد کا مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ کارگہ۔ کارخانہ عالم۔ ہستی کو ختم کر کے مشاہدہ حق کرنے کا مقام ہے۔ جب تک انسان اپنی ہستی کا قائل ہے وہ مشاہدہ سے محروم ہے۔

[2] فرعون۔ فرعون اپنی ہستی کی طرف متوجہ تھا لہٰذا وہ کارگاہ عدم سے اندھا تھا۔ تبدیل قدر۔ مقدر یہ ہو چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اس کی سلطنت کو زیر و زبر کر دینگے۔ سُبلت۔ مونچھ۔ ریشخند سبلت کے خندیدن کے معنی ہیں کسی کو بنظر حقارت دیکھنا۔ ریشخند۔ مذاق اڑانا۔ طفل۔ بنی اسرائیل کے نومولود لڑکوں کو قتل کرا دیتا تھا۔ تاکہ موسیٰ۔ فرعون کو اس کی ایک خواب کی تعبیر میں بتایا گیا تھا کہ بنی اسرائیل کا کوئی لڑکا اس کی سلطنت کے زوال کا سبب بنے گا۔ کارگاہ لا یزال۔ اللہ تعالیٰ کا کارخانہ قدرت۔ احتیال۔ قضاء الٰہی سے بچنے کے لئے بنی اسرائیل کے لڑکوں کا قتل۔ اندرون خانہ۔ حضرت موسیٰ کی پرورش فرعون کے گھر میں ہو رہی تھی اور باہر اس نے قتل عام کا بازار گرم کر رکھا تھا۔

[3] ہمچو صاحب نفس۔ جو انسان تن پروری کر رہا ہے اور دوسروں پر دشمنی کا گمان کر رہا ہے اس کی مثال فرعون کی سی ہے کہ اصل دشمن موسیٰ کو پال رہا تھا اور بے قصور بچوں کو قتل کرا رہا تھا۔ آں تن ست۔ تن پروری روح کی موت کا سبب ہے تو اصل دشمن انسان کا تن ہے۔

اُوچو موسیٰ و تنش فرعونِ اُو — اُو بہ بروں می دود کہ کو عَدُوّ؟
وہ موسیٰ کی طرح ہے اور اس کا جسم اس کا فرعون ہے — وہ باہر بھاگا پھرتا ہے کہ دشمن کہاں ہے؟

نفس اندر خانہ تن ناز نیں — بر دِ گرگس دست می خاید بکیں
نفس جسم کے گھر میں نازوں میں پل رہا ہے — وہ دوسروں پر کینہ سے ہاتھ چبا رہا ہے

ملامت کردنِ مردم شخصے را کہ مادر را کُشت بہ تہمت
لوگوں کا ایک شخص کو ملامت کرنا جس نے ماں کو تہمت کی وجہ سے قتل کر ڈالا

آں یکے از خشم مادر را بکُشت — ہم بزخمِ خنجر و ہم زخمِ مُشت
ایک شخص نے غصہ میں ماں کو مار ڈالا — خنجر کے زخم اور مکوں کی مار سے

آں یکے گفتش کہ از بَد گوہری — یادنا وردی تو حق مادری
ایک شخص نے اس سے کہا کہ بدذاتی کی وجہ سے — تو نے ماں کا حق یاد نہ کیا

ہے چرا کشتی ورا اے زشت رُو — می نگوئی اُوچہ کرد آخر بتو
افسوس! اے بدرو تو نے اس کو کیوں مار ڈالا؟ — کیوں نہیں بولتا؟ آخر اس نے تیرے ساتھ کیا کیا تھا؟

ہیچ کس کشت ست مادر اے عَنود — می نگوئی کوچہ کرد آخرچہ بُود
اے سرکش! کسی نے ماں کو (بھی) قتل کیا ہے؟ — کیوں نہیں بولتا کہ اس نے کیا کیا؟ آخر کیا بات تھی؟

گفت کارے[2] کردکان عارِ ویست — کشتمش کاں خاکِ ستارِ ویست
اس نے کہا، اس نے وہ کام کیا جو اس کے لئے عار تھا — میں نے اس کو قتل کر دیا کیونکہ مٹی ہی اس کی پردہ پوشی کرنے والی ہے

متہم شد بایکے زاں کشتمش — غرقِ خوں در خاکِ گور آ کشتمش
وہ ایک کے ساتھ متہم ہوئی اسلئے میں نے اس کو قتل کر دیا — خون میں نہلا کر میں نے قبر کی مٹی میں اس کو ملا دیا

گفت آں کس را بکش اے محتشم — گفت بس ہر روز مردے را کشم
اس نے کہا، ارے بھلے اس شخص کو قتل کر — اس نے کہا تو پھر ہر روز ایک مرد کو قتل کروں

کشتم اُورا رستم از خونہائے خلق — نائے اورّم بہ است از نائے خلق
میں نے اس کو قتل کر دیا، لوگوں کے خون سے چھٹکارا پا لیا — اس کا گلا کاٹوں یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں کا گلا

نفسِ[3] تُست آں مادرِ بدر خاصیت — کہ فسادِ اُوست در ہر ناحیت
وہ بُری عادت ماں تیرا نفس ہے — کہ ہر جانب اسی کا فساد ہے

ہیں بکُش اورا کہ بہرِ آں دَنی — ہر دمے قصدِ عزیزے می کُنی
آگاہ! اسی کو قتل کر اس کمینے کی وجہ سے — تو ہر وقت کسی عزیز کی جان لینے کا قصد کرتا ہے

---

۱ اُو۔ یعنی اس کی روح۔ نفسِ غدّار تن۔ یعنی نفس امارہ۔ نازنین۔ نازوں سے پلا ہوا۔ ملامت کردن۔ اس حکایت کا منشاء یہ ہے کہ برائی کی جڑ کو ختم کرنا چاہئے نفس امارہ ہی سب برائیوں کی جڑ ہے۔ زخم مُشت۔ گھونسوں کی چوٹ۔ بدگوہری۔ اس میں یاء کو مصدری اور خطاب کے لئے ماں کر دو طرح ترجمہ کیا جا سکتا ہے۔ عنود۔ سرکش۔

۲ کارے۔ یعنی وہ ایک اجنبی سے ملوث تھی۔ خاک۔ یعنی قبر کی مٹی ہی اس کی پردہ پوش ہے۔ آں کس۔ یعنی جس کے ساتھ وہ متہم ہوئی تھی۔ خونہائے خلق۔ یعنی آج جس سے متہم ہے اس کو قتل کر دوں کل کو کسی دوسرے سے متہم ہو تو اس کو قتل کروں۔

۳ نفس۔ انسان کی تمام برائیاں نفس امارہ کی وجہ سے ہے۔ ناحیت۔ گوشہ جانب۔ آں دنی۔ کمینہ نفس۔

ازوے[1] ایں دنیائے خوش بر تُست تنگ
اسی کی وجہ سے یہ بھلی دنیا تجھ پر تنگ ہے

ازپئے اُو باحق و با خلق جنگ
اسی کے لئے اللہ (تعالیٰ) اور مخلوق سے جنگ ہے

نفس کُشتی باز رَستی زا عتذار
اگر تو نے نفس کو مار ڈالا عذر خواہی سے چھوٹ جائیگا

کس تُرا دشمن نہ ماند در دیار
دنیا میں تیرا کوئی دشمن نہ رہے گا

گر شکال آرد کسے برگفتِ ما
اگر ہماری بات پر کوئی اشکال (اعتراض) کرے

از برائے انبیا و اولیا
انبیاء اور اولیاء کی وجہ سے

کانبیا رانے کہ نفسِ کُشتہ بُود
کہ نبیوں کا نفس کیا مرا ہوا نہ تھا

پس چراشاں دشمناں بُود و حَسُود
تو ان کے حاسد اور دشمن کیوں تھے؟

گوش نہ تو اے طلبگارِ صواب
اے بھلی بات کے طالب! کان دھر

بشنوایں اشکال وشُبہت را جواب
اس اشکال اور شبہ کا جواب سن لے

دشمن[2] خود بودہ اندآں مُنکراں
وہ منکر خود اپنے دشمن تھے

زخم بر خودمی زد ند ایشاں چناں
اس طرح وہ اپنے ہی کو زخمی کر رہے تھے

دشمن آں باشد کہ قصدِ جاں کُند
دشمن تو وہ ہوتا ہے جو جان (لینے) کا ارادہ کرے

دشمن آں نبُود کہ خود جاں می کُند
دشمن وہ نہیں ہوتا جو خود دم توڑ دے

نیست خُفّا شک عدُوّ آفتاب
چمگادڑ، سورج کی دشمن نہیں ہے

اُو عدُوِّ خویش آمد در حجاب
وہ در پردہ اپنی ہی دشمن ہے

تابش خورشید اُورامی کُشد
سورج کا نور اس کو مارے ڈالتا ہے

رنج ایو خورشید ہرگز کے کشد
اس کی تکلیف سورج کب برداشت کرتا ہے؟

دشمن آں باشد کزو آید عذاب
دشمن وہ ہوتا ہے جس سے تکلیف پہنچے

مانع آید لعل را از آفتاب
لعل کے لئے آفتاب سے مانع بنے

مانعِ خویشند جُملہ کافراں
تمام کافر اپنے لئے روک ہیں

از شُعاعِ جوہرِ پیغمبراں
پیغمبروں کے گوہر کی شعاع سے

کے حجاب[3] چشم آں فرزند خلق
لوگ اس یکتا کی آنکھ کا حجاب کب ہیں؟

چشمِ خود را کورو کژ کردند خلق
لوگوں نے اپنی آنکھ کو اندھا اور اپنے آپ کو بہرا بنالیا ہے

چوں غلامِ ہندوی کو کیں کشد
ہندوستانی غلام کی طرح کہ وہ کینہ رکھتا ہے

از ستیزِ خواجہ خود رامی کُشد
آقا کی دشمنی میں اپنے آپ کو مار ڈالتا ہے

---

[1] ازوے۔ اس نفس کی وجہ سے اعتذار۔ عذر خواہی ایک دوسرے سے دشمنی کرتا ہے اور پھر اس کو معذرت بھی کرنی پڑتی ہے جب دشمنی ختم ہو جائیگی۔ تو معذرت کی ضرورت نہ رہے گی۔ کانبیا۔ یہ اشکال کی وضاحت ہے کہ انبیاء اور اولیا نے تو اپنے نفس امارہ کو مار دیا تھا پھر انسے دشمنی اور حسد کیوں تھا۔

[2] دشمن خود۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء اولیاء کے دشمن انکے دشمن نہ تھے بلکہ اپنے دشمن تھے کیونکہ دشمنی کے نقصانات خود ان کو پہنچتے تھے۔ قصد جاں۔ یعنی روح اور اس کے مراتب کو نقصان پہنچائے۔ می کند۔ خود مخالفوں کی روح تباہ ہوئی۔ خفا شک۔ ذلیل چمگادڑ خود ہی آفتاب کے نور سے محروم ہے اس کے نور میں خلل انداز نہیں ہے۔ عذاب یعنی دشمن تو وہ ہے جس کی دشمنی سے منافع کو نقصان پہنچے۔ لعل۔ لعل آفتاب سے فیض حاصل کرتا ہے۔

[3] کے حجاب۔ اپنے زمانہ کے یکتا کے ساتھ دشمنوں کی دشمنی انکی آنکھ کا حجاب نہیں بن سکتی ہے بلکہ دشمن خود اپنے آپ کو اندھا اور بہرہ بنا لیتے ہیں کیں۔ کینہ۔ ستیز۔ لڑائی جھگڑا۔

سَرنگوں می افتاد بامِ سَرا — تازیانے کردہ باشد خواجہ[1] را
کوٹھے پر سے اوندھا گر جاتا ہے — تاکہ آقا کو نقصان پہنچائے

گر شود بیمار دشمن با طبیب — ورکند کودک عداوت با ادیب
اگر بیمار طبیب کا دشمن ہو جائے — اگر بچہ استاد سے عداوت کرے

در حقیقت دشمنِ جانِ خودند — راہِ عقل و جانِ خود را خود زنند
در حقیقت وہ خود اپنی جان کے دشمن ہیں — اپنی عقل اور جان کا راستہ خود کاٹتے ہیں

گاز رے[2] گر خشم گیرد ز آفتاب — ماهیے گر خشم می گیرد ز آب
دھوبی اگر سورج پر غصہ کرے — مچھلی اگر پانی سے دشمنی کرتی ہے

تو نکو بنگر کرا دارو زیاں — عاقبت کہ بُود سیاہ اختر ازاں
تو غور کر، نقصان کس کا ہے — آخر کار اس سے زیادہ بد نصیب کون ہو گا؟

گر تُرا حق افرید زِشت رُو — ہاں مشو ہم زشت رو ہم زشت خُو
اگر تجھے اللہ (تعالیٰ) نے بدصورت پیدا کیا ہے — خبردار، بد صورت اور بد عادت نہ بن

وَر بود کفشت مَرو در سنگلاخ — ور دو شاخستت مشو تو چار شاخ
اگر تیرے پاس جوتا ہے تو پتھریلی زمین میں نہ چل — اگر تیرے دو شاخیں ہیں چار شاخوں والا نہ بن

تو حَسودی[3] کز فلاں من کمترم — می فزاید کمتری در اخترم
تو اس پر حاسد ہے کہ میں فلاں سے کم ہوں — وہ میرے نصیب میں کمتری بڑھا رہا ہے

خود حَسد نقصان وعیبِ دیگرست — بلکہ از جُملہ بد یہا بد ترست
خود حسد ایک دوسرا عیب اور نقصان ہے — بلکہ تمام برائیوں سے برا ہے

آں بلیس از ننگ و عارِ کمتری — خویشتن افگند در صدا بتری
شیطان نے کمتری کی ذلت اور عار سے — اپنے آپ کو سینکڑوں تباہیوں میں پھنسا دیا

از حَسد می خواست تا بالا بُوَد — خودچہ بالا بلکہ خوں پالا بُوَد
اس نے حسد کی وجہ سے چاہا کہ اونچا بنے — اونچا تو کیا بنتا، بلکہ خون آلود ہو گیا

آں ابو جہل از محمدؐ ننگ داشت — وز حَسدِ خود را ببالامی فراشت
ابو جہل کو محمدؐ سے ذلت محسوس ہوئی — اور حسد کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو اونچا کرتا

بُو الحکم نامش بُدو بُو جہل شد — اے بسا اہل از حَسد نااہل شد
اس کا نام بو الحکم تھا، بو جہل ہو گیا — بہت سے لوگ حسد کی وجہ سے نا اہل بنے

[1] خواجہ را۔ خواجہ کو نقصان کیا پہنچتا دشمنی میں خود اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا۔ راہِ عقل۔ نہ عقل کی تکمیل ہو گی نہ جان پالیدگی ہو گی۔

[2] گاز۔ دھوبی کو کپڑے سکھانے کیلئے دھوپ کی ضرورت ہے۔ ماهیے۔ مچھلی کو اپنی زندگی کے لئے پانی کی ضرورت ہے۔ سیاہ اختر۔ بد نصیب۔ گر تُرا۔ ایک عیب ہے تو اسمیں اضافہ نہ کرنا چاہیے۔ انبیا اور اولیا، کے دشمنوں میں جہل تو تھا ہی دشمنی کر کے اور اپنے آپ کو تباہ کر لیا۔ وَرَوَد۔ پیادہ یا جوتے پہن کر چلنا ایک مصیبت ہے۔ اس کو پتھریلی زمین میں چل کر دوگنا نہ کر۔ شاخ۔ سینگ، تہمی۔ نکرا۔ مشو۔ یعنی اپنی مصیبت میں اضافہ نہ کر۔

[3] تو حسودی۔ حسد کی بنیاد دوسرے کے مال وجاہ کی زیادتی ہے حاسد کا مال تو کم ہی ہوتا ہے۔ حسد کر کے اور مصائب میں اضافہ کرتا ہے۔ ابلیس شیطان نے حضرت آدمؑ پر حسد کیا اور سو مصیبتوں میں اپنے آپ کو پھنسا دیا۔ ز حسد۔ حسد کی وجہ سے بلندی تو کیا ملتی تباہ ہو گیا۔ ابو جہل۔ آنحضورؐ کے چچا عمر بن ہشام کو ابو الحکم کہا جاتا تھا وہ سب کے فیصلے کرتا تھا۔ حسد میں مبتلا ہوا تو ابو جہل یعنی نادان لقب پڑا۔

من ندیدم در جہان جُستجو — ہیچ اہلیّت بہ از خُوئے[1] نکو
میں نے تگ و دو کی دنیا میں نہیں دیکھی — کوئی اہلیت نیک عادت سے بہتر

انبیا را واسطہ زاں کرد حق — تا پدید آید حَسَدہا در فلق
اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء کا واسطہ اسی سے بنایا ہے — تاکہ حسد روشنی میں نمایاں ہو جائے

در گزر از فضل وز چُستی وفن — کار خدمت دارو و خُلق حَسن
بڑائی اور چالاکی اور ہنر سے در گزر کر — خدمت اور اچھے اخلاق کام کے ہیں

زانکہ[2] کس را از خدا عارے نبود — حاسدِ حق ہیچ دیّارے نبود
اس لئے کہ خدا سے تو کسی کو عار نہ تھی — کوئی باشندہ اللہ (تعالیٰ) کا حاسد نہ تھا

آں کسے کِش مثلِ خود پنداشتے — زاں سبب با اُو حَسَد برداشتے
جس شخص کو تو اپنا جیسا سمجھتا ہے — اس سے اسی وجہ سے تو حسد کرتا ہے

چوں مقرّر شد بزرگی رسولؐ — پس حَسَد ناید کسے را از قبول
جب رسولؐ کی بڑائی طے ہو گئی — تو کسی (مومن) کو ماننے میں حسد نہیں آتا

پس[3] بہر دَورے ولی قائم ست — تا قیامت آزمائش دائم ست
ہر زمانے میں ایک ولی قائم ہے — قیامت تک دائمی آزمائش ہے

ہر کِرا خوئے نکو باشد بَرَست — ہر کسے کو شیشہ دل باشد شُکَست
جس کی اچھے عادت ہو گی وہ نجات پا گیا — جس کا دل شیشے کا ہو گا وہ ٹوٹ گیا

پس امامِ حیّ و قائمِ آں ولی ست — خواہ از نسلِ عُمر خواہ از علیؓ ست
زندہ اور قائم امام وہ ولی ہے — خواہ (حضرت) عمرؓ کی نسل سے ہو یا (حضرت) علیؓ کی

مہدیّ و ہادی ولیست اے نیکخو — ہم نہان وہم نشستہ پیشِ رُو
اے نیک بخت! مہدی اور ہادی وہی ہے — چھپا ہوا بھی ہے اور سامنے بیٹھا ہوا بھی ہے

اُو چو نورست و خِرد جبرئیلِ اُو — آں ولیِ کم از و قندیلِ اُو
وہ نور کی طرح ہے اور عقل اس کا جبرئیل ہے — اس سے کم (درجہ کا) ولی اس کا قندیل ہے

[1] خوئے نیکو۔ نیک خصت ہونا سب سے بڑی خوبی یہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے اور بندوں کے درمیان انبیا کو واسطہ اسی لئے بنایا ہے تاکہ حاسدوں کا مخلصوں سے امتیاز ہو جائے کار۔ خدمت گزاری اور خوش خلقی ہی کام کی چیزیں ہیں۔

[2] زانکہ۔ اگر اللہ تعالیٰ رسولوں کا واسطہ نہ بناتا تو حاسدوں کا حسد ظاہر نہ ہوتا اللہ کو کوئی بھی اپنے برابر کا تصور کر کے حسد نہ کرتا۔ آں۔ کسے۔ انسان کے حسد کی بنیاد یہی ہے کہ وہ دوسرے کو اپنے برابر کا سمجھتا ہے پھر اس بڑائی پر حسد کرتا ہے۔

[3] پس۔ رسولوں کا سلسلہ ختم ہو جانے سے حاسدوں کے حسد کے اظہار کا موقع ختم نہیں ہوا۔ اب اولیاء اللہ کی ذات بھی حاسدوں کو پرکھنے کی کسوٹی ہے۔ ولی قائم۔ قطب الاقطاب جو تمام عوام پر فرمانروا ہوتا ہے اور بقا عالم اس کی بقا سے ہے۔ ہر کہ۔ اچھی عادت والے اس کا اتباع کر کے نجات حاصل کر لیں گے تنگ مزاج محروم رہیں گے امام حی و قائم۔ شیعہ حضرات بارھویں امام محمد مہدیؑ کو زندہ اور قائم مانتے ہیں چونکہ ان کے نزدیک امام صرف اہل بیت میں سے ہی ہو سکتا ہے مولانا فرماتے ہیں کہ امام کے لئے نسلی کوئی خصوصیت نہیں ہے ہر دور کا قطب الاقطاب امام حی و قائم ہے مہدی بھی وہی ہے اور ہادی بھی وہی ہے اس کی یہ خوبیاں مخفی ہوتی ہیں اور وہ لوگوں کی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے شیعہ صاحبان کے عقیدہ کے مطابق وہ لوگوں کی نگاہوں سے سُرّ مَن رای کے غار میں پوشیدہ ہیں۔ خرد جبرئیل۔ او۔ اس کی عقل اس کے لئے منجانب اللہ پیغام رساں ہے۔ قندیل او۔ دوسرے اولیاء اس کے ہی نور سے فیض پہنچاتے ہیں۔

وانکہ ازیں قندیل کم مشکوٰۃِ ماست
اور جو اس قندیل سے کم (درجہ کا) ہے وہ ہمارا طاقچہ ہے

نور رادر مرتبہ تر تیہبات
مرتبہ میں نور کی تر تیبیں ہیں

زانکہ ہفصد پردہ دارد نورِ حق
اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا نور سات سو پردے رکھتا ہے

پر دہائے نور داں چندیں طبق
تو ان مراتب کو نور کے پردے سمجھ

از پسِ ہر پردہ قومے را مقام
ہر پردے کے پیچھے ایک جماعت کا مقام ہے

صف صف اندایں پردہا شاں تاامام
ان کے یہ پردے امام تک صف بہ صف ہیں

اہلِ صفِ آخریں از ضعف خویش
آخری صف والے اپنی کمزوری کی وجہ سے

چشم شاں طاقت ندارد نورِ بیش
انکی آنکھ زیادہ چمک کی طاقت نہیں رکھتی ہے

واں صفِ پیش از ضعیفیِ بصر
اگلی صف نگاہ کی کمزوری کی وجہ سے

تاب ناردِ از شعاعِ بیش تر
زیادہ چمک کی طاقت نہیں رکھتی ہے

روشنی کُو حیاتِ اوّل ست
وہ روشنی جو پہلی (صف) کی زندگی ہے

رنجِ جان وفتنۂ ایں اَحول ست
اس کمزور آنکھ والے کی جان کیلئے مصیبت و آفت ہے

اَحولیہا اندک اندک کم شود
اس کی کمزوری تھوڑی تھوڑی کم ہوتی ہے

چوں زہفصد بگذرد او یم شود
جب سات سو پردوں سے گزر جاتا ہے تو نور ہو جاتا ہے

آتشے[۳] کا صلاحِ آہن یا زرست
وہ آنچ جو لوہے یا سونے کی (باعث) اصلاح ہے

کے صلاحِ آبی وسیبِ ترست
تازہ سیب اور بہی کی (باعث) اصلاح کب ہے؟

سیب و آبی خامیِ دارد خفیف
سیب اور بہی تھوڑا سا کچا پن رکھتے ہیں

نے چو آہن تا بشے خواہد لطیف
لوہے جیسا نہیں، اسلئے ہلکی گرمی چاہتے ہیں

لیکن آہن را لطیف آں شعلہاست
لیکن لوہے کے لئے وہ شعلے ہلکے ہیں

کو جذوبِ تابشِ آں اژدہاست
کیونکہ وہ گرمی کے ان اژدہوں کو خوب چوسنے والا ہے

ہست آں آہن فقیرِ سخت کش
سختی کو برداشت کرنے والا درویش وہ لوہا ہے

زیرِ تک و آتش ست اُو سُرخ و خوش
بھٹوے اور آگ کے نیچے وہ اور سرخ اور خوش ہے

حاجبِ آتش بود بے واسطہ
وہ بلا واسطہ آگ کی روک بنتا ہے

دردلِ آتش رَوَد بے رابطہ
بغیر کسی ذریعہ کے آگ کے درمیان گھس جاتا ہے

۱ وانکہ۔ قطب الاقطاب۔ نور ہے جو اولیاء اس سے مستفید ہیں وہ بمنزلہ قندیلوں کے ہیں دیگر بزرگ جو ان اولیاء سے منور ہیں ان کی مثال طاقچہ کی سی ہے جو قندیل سے منور ہوتا ہے۔ ہفصد۔ یعنی بہت سے طبق۔ یعنی اولیاء کے طبقات از پس اولیاء کے مختلف طبقات ہیں جو قطب الاقطاب پر جا کر ختم ہو جاتے ہیں۔

۲ اہلِ صف۔ آخری صف والے زیادہ تجلی کے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں۔ صفِ پیش۔ یعنی آخری صف سے اگلی صف والے۔ شعاع۔ یعنی نور خداوندی حیاتِ اول۔ یعنی وہ تجلی جو صفِ اول کے لئے باعث حیات ہے۔ احول بھینگا، کمزور نگاہ والا۔ احولیہا۔ دوسرے تیسرے درجہ کے اولیاء بھی مجاہدات کے ذریعہ ترقی کر کے درجابات طے کر کے عارف کامل بن جاتے ہیں۔ اویم۔ ہیں وہ ہوں، وحدت کی طرف اشارہ ہے۔

۳ آتشے۔ یعنی جس طرح محسوسات میں ہر آگ کو ہر چیز برداشت نہیں کر سکتی اسی طرح ہر تجلی کا ہر شخص متحمل نہیں ہو سکتا ہے۔ آنچ وہ آنچ جو لوہے کیلئے مفید ہے سبزی پر ڈال دی جائے تو وہ جل کر خاک ہو جائیگی۔ آبی بہی کے شعلہا۔ جو سخت آنچ لوہے کیلئے درکار ہے لوہے کے لئے وہی لطیف ہے۔ اژدہا۔ یعنی شعلے۔ فقیر سخت کش۔ وہ درویش جو مجاہدات کی بھٹی میں تپتا ہے اس کی حالت لوہے کی طرح ہے۔ حاجب۔ وہ اس آگ کو براہ راست بدن پر لے لیتا ہے۔

بے حجابے آب و فرزندانِ[1] آب — پختگی زآتش نیا بندو خطاب
پانی اور پانی کی پیداوار بغیر آڑ کے — آگ سے نہیں پکتی ہے اور نام نہیں پاتی ہے

واسطہ دیگے بُود یا تابہ — ہمچو پارا در روِش پاتابہ
دیگ کا واسطہ ہو یا توے کا — جس طرح چلنے میں پیر کے لئے جوتا

یا مکانے درمیاں تا آں ہوا — میشود سوزاں وی آرد نما
یا درمیان میں الگ ہو، تاکہ وہ ہوا — گرم ہو، اور بڑھائے

پس فقیر آنست کو بے واسطہ ست — شُعاہا رابا وجودش رابطہ ست
درویش وہ ہے جو بغیر واسطہ کے ہے — شعلوں کو اس کی وجود سے تعلق ہے

پس دلِ عالم ویست ایرا کہ تن — می راسداز واسطہ ایں دل بفن
وہ درویش عالم کیلئے (بمنزلہ) دل ہے کیونکہ جسم — اسی دل کے واسطے سے فن (ہنر) تک پہنچتا ہے

دل نبا شد تن چہ داند گفتگو — دل نہ جوید تن چہ داند جُستجو
اگر دل نہ ہو جسم گفتگو کیا جانے؟ — دل جستجو نہ کرے تو جسم جستجو کرنا کیا جانے؟

پس نظرگاہِ شُعاع آں آہن ست — پس نظرگاہِ خدا دل نے تن ست
لہٰذا شعلے کا منظور نظر، لوہا ہے — خدا کا منظور نظر دل ہے نہ کہ جسم

بازایں دلہائے جزوی چوں تن ست — بادلِ صاحبدلے کو مُعدن ست
پھر یہ جزوی دل جسم کی طرح ہیں — صاحب دل کے دل کے مقابلہ میں جو کان ہے

بس مثال وشرح خواہد ایں[2] کلام — لیک ترسم تانہ لغزد فہم عام
یہ کلام بہت سی مثالیں اور شرح چاہتا ہے — لیکن میں ڈرتا ہوں کہ عوام کی سمجھ لغزش نہ کھا جائے

تانہ گردو نیکوئی ما بدی — ایں کہ گفتم ہم نہ بُد جُز بیخودی
تاکہ ہماری نیکی، بدی نہ بن جائے — یہ بھی جو کچھ میں نے کہہ دیا سوائے بیخودی کے کچھ نہ تھا

پائے کژرا کفشِ کژ بہتر بود — مَرْ گدا را دستگہ بَرْ در بود
ٹیڑھے پیر کے لئے ٹیڑھا جوتا بہتر ہوتا ہے — گدا کی جگہ دروازے پر ہوتی ہے

امتحانِ[3] بادشاہ بآں دو غلام کہ نو خریدہ بُود

بادشاہ کا ان دو غلاموں کا امتحان کرنا جن کو نیا خریدا تھا

بادشاہے دو غلام ار زاں خرید — تا یکے زاں دو سخن گفت و شنید
ایک بادشاہ نے دو سستے غلام خریدے — ان دونوں میں سے ایک سے بات کہی اور سنی

---

[1] فرزندان۔ آب سے پانی کی پیداوار۔ خطاب۔ یعنی ان کو مثلاً روٹی۔ پلاؤ وغیرہ نہیں کہا جاتا۔ تاہ۔ توا آٹا جب توے کے واسطے سے آگ پر پکے گا تب اس کو روٹی کہا جائیگا۔ پا تاب۔ جوتا۔ نما۔ گرم ہوا سے درخت وغیرہ نشوونما پاتے ہیں۔ پس فقیر۔ عارف کامل براہ راست کسب فیض کرتا ہے۔ ویست۔ قطب الاقطاب عالم کے لئے بمنزلہ دل کے ہے۔ دل نباشد۔ جسم کے سارے کمالات دل کی وجہ سے ہیں۔ نظرگاہ خدا دل خدا کا منظور نظر قطب الاقطاب ہوتا ہے۔ دلہائے جزوی یعنی اس دور کے دیگر اولیاء بادل صاحب دلے۔ قطب الاقطاب دیگر اولیاء کو فیض پہنچاتا ہے۔

[2] ایں کلام۔ اولیاء کے مراتب کی وضاحت کے لئے مفصل کلام درکار ہے جس کا تعلق وحدت الوجود کا مسئلہ ہے جو عوام کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ تانہ گردو نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق نہ ہو جائے پائے کژ۔ عوام کے ذہن کے مطابق عوام سے بات کرنی چاہیے۔ باریک مسائل ان کے سامنے بیان کرنا مناسب نہیں ہے۔ مرگدا را۔ فقیر دروازے پر سے بھیک مانگے گا تو کچھ مل جائیگا۔ گھر میں گھسے گا تو گت بن جائے گی۔

[3] امتحان پہلے کہا گیا تھا کہ ہر شخص کے مناسب حال اس سے بات کرنی چاہیے اسی ذیل میں یہ حکایت ہے۔ ارزاں۔ سستی چیز کو خریدتے وقت زیادہ نہیں پرکھا جاتا ہے اسلئے بادشاہ نے خریدنے کے بعد انکو آزمایا۔

یافتش زیرک دل و شیریں جواب
اس نے اس کو ذہین اور شیریں جواب پایا

از لبِ شکر چہ زاید شکّر آب
حسین ہونٹوں سے کیا ٹپکتا ہے؟ شربت

آدمی مخفیست در زیرِ زباں
انسان زبان میں پوشیدہ ہے

ایں زباں پردہ است بر درگاہِ جاں
یہ زبان جان کے دربار کا پردہ ہے

چونکہ بادے پردہ را درہم کشید
جب ہوا نے پردہ ہٹا دیا

سرِّ صحنِ خانہ شُد برما پدید
گھر کے صحن کا راز ہم پر کھل گیا

کاندراں خانہ گہر یا ۲ گندم ست
کہ اس گھر میں موتی ہیں، یا گیہوں

گنجِ زر یا جُملہ مار و کژدم ست
سونے کا خزانہ ہے یا سب سانپ اور بچھو ہیں

یا درو گنجست و مارے بر کراں
یا اس میں خزانہ ہے اور کنارے پر سانپ ہے

زانکہ نبود گنجِ زر بے پاسباں
اسلئے کہ سونے کا خزانہ محافظ کے بغیر نہیں ہوتا ہے

بے تامل او سخن گفتے چناں
وہ بے تامل ایسی باتیں کرتا

کز پسِ پا نصد تامّل دیگراں
جو دوسرے پانچ سو بار غور کر کے (کرتے)

گفتے دربا طنش دریا ستے
گویا اس کے اندر ایک دریا ہے

جملہ دُر یا گوہر گویا ستے
جو موتی ہی موتی ہے یا وہ (غلام) بولتا موتی ہے

نورِ ہر گوہر کزو تاباں شدُے
ہر موتی (بات) کا نور جو اس سے چمکتا

حق و باطل را ازاں فرقاں شُدے
حق اور باطل اس سے الگ الگ ہو جاتا

نُورِ فرقاں ۳ فرق کر دے بہرِ ما
قرآن کا نور ہمارے لئے جدا کر دیتا

ذرّہ ذرّہ حق و باطل را جُدا
حق اور باطل کے ذرے ذرے کو علیحدہ

نُورِ گوہر نُورِ چشمے ما شُدے
موتی کا نور ہماری آنکھ کا نور ہو جاتا

ہم سوال و ہم جوابِ ما بُدے
ہمارا سوال بھی ہمارا جواب بھی ہو جاتا

چشم کژ کردی دو دیدی قرص ماہ
تو نے آنکھ کو ٹیڑھا کر لیا، چاند کی تین دو دیکھا

چوں سوال ست ایں نظر در اشتباہ
اشتباہ کے معاملہ میں یہ ٹیڑھی نظر سوال (اعتراض) جیسی ہے

راست گرداں چشم رادر ماہتاب
چاند (کو دیکھنے) میں اپنی آنکھ سیدھی کر لے

تا یکے بینی تو مہ را نیک جواب
تاکہ تو چاند کو ایک دیکھے یہ جواب ہے

---

۱ لب شکر۔ شیریں دہن۔ زیر زباں۔ عربی کا مشہور محاورہ ہے۔ اَلْمَرْءُ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِہٖ آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے چونکہ۔ جب آدمی بول پڑا تو زبان کا پردہ ہٹ گیا۔ صحن خانہ یعنی انسان کا باطن۔

۲ گہر۔ یعنی اچھی خصلتیں۔ گندم۔ یعنی معمولی خصلتیں۔ مار و کژدم یعنی بری خصلتیں۔ یا درو۔ یعنی اس میں اچھی اور بری دونوں خصلتیں ہیں۔ زانکہ۔ عموماً اچھوں میں بھی کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہی ہے۔ بے تامل۔ وہ برجستہ ایسی بات کہتا تھا کہ دوسرا سینکڑوں بار سوچ کر بھی نہ کہہ سکے۔ تاباں۔ چمکنے والا۔ فرقان۔ الگ الگ۔ نظر آتا۔

۳ نورِ فرقان۔ پہلے اشعار میں مولانا نے اس غلام کی باتوں کے بارے میں فرمایا کہ اس سے حق و باطل میں امتیاز ہو جاتا تھا اس پر شبہ ہوا کہ یہ صفت تو قرآن میں بھی نہیں ہے ورنہ دنیا میں کوئی گمراہ نہ رہتا ان اشعار میں مولانا نے اس شبہ کا جواب دیا ہے کہ بیشک قرآن میں اپنی جگہ یہی خوبی ہے لیکن دیکھنے والے کی آنکھ کی جی اس میں آڑے آجاتی ہے فرقان۔ کلام اللہ کا نام ہے چونکہ وہ حق و باطل میں امتیاز پیدا کر دیتا ہے۔ گوہر۔ یعنی قرآن کی آیتیں۔ ہم سوال۔ جو شبہ پیدا ہوتا اس کا جواب بھی قرآن میں مل جاتا۔ چشم کژ۔ بھینگے کو صحیح حقیقت نظر نہیں آتی ہے۔ تک جواب۔ جواب یہی ہے کہ تو اپنی نظر کو صحیح کر لے قرآن کی فرقانیت واضح ہو جائے گی۔

فِکرتت را راست کُن نیکو نگر — هست[1] ہم نور و شعاعِ آں گہر
اپنی فکر کو سیدھا کر لے اچھی طرح دیکھ — وہ بھی اسی مولیٰ کا نور اور شعاع ہے

ہر جوابے کاں زگوش آید بدل — چشم گفت از من شنو آں را بہل
جو جواب کان کے ذریعہ سے دل میں پہنچتا ہے — چشم (بصیرت) کہتی ہے مجھ سے سن، اس کو چھوڑ

گوش دلّالست و چشم اہلِ وصال — چشم صاحب حال و گوش اصحابِ قال
کان (تو) دلال ہے اور چشم (بصیرت خود) صاحب وصل ہے — چشم (بصیرت) صاحب حال ہے اور کان زبانی بات کرنیوالوں میں سے ہے

در شنیدِ گوش تبدیلِ صفات — در عیانِ دیدہا تبدیلِ ذات
کان سے سننے میں صفات کی تبدیلی ہے — مشاہدوں سے ذات کی تبدیلی ہے

زآتش ار علمت یقیں شد بے سخن — پختگی جُو در یقیں منزل مکُن
بلا شبہ اگر آگ کا تجھے علم الیقین ہو گیا ہے — یقین میں پختگی طلب کر نکاؤ نہ کر

تا نسوزی نیست آں عینُ الیقیں — ایں یقیں خواہی در آتش نشیں
جب تک آگ تجھے جلا نہ دے عین الیقین نہیں ہے — تو یہ یقین چاہتا ہے تو آگ میں بیٹھ

گوش چوں ناقد بود دیدہ شود — ورنہ قُل در گوش پیچیدہ شود
کان اگر پرکھنے والا ہو تو چشم (بصیرت) بنجاتا ہے — ورنہ بات کان میں لپٹ (کر رہ) جاتی ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد — تا کہ شہ با آں غلامانش چہ کرد
یہ بات انتہا نہیں رکھتی ہے واپس لوٹ — دیکھ بادشاہ نے اپنے غلاموں سے کیا کیا؟

رواں کردنِ بادشاہ یکے را ازاں دو غلام وازیں دیگر حال پرسیدن

بادشاہ کا ان دو غلاموں میں سے ایک کو روانہ کر دینا اور دوسرے سے حالات دریافت کرنا

آں غلامک[3] راچو دید اہلِ ذکا — آں دگر را کرد اشارت کہ بیا
جب اس (شاہ) نے اس پیارے غلام کو ذہین سمجھا — دوسرے کو اشارہ کیا کہ آ جا

کافِ رحمت گفتمش تصغیر نیست — جُز چو گوید طفلکم تحقیر نیست
میں نے (غلامک میں) کاف محبت کیلئے کہا ہے تحقیر کا نہیں ہے — دادا جب میرا بچونگڑا کہتا ہے تو تحقیر نہیں ہے

چوں بیا مد آں دوم در پیشِ شاہ — بود اُو گندہ دہاں دنداں سیاہ
جب وہ دوسرا بادشاہ کے سامنے آیا — وہ گندہ دہن اور کالے دانتوں والا تھا

[1] ہست۔ صحیح فکر خدا کی دین ہے۔ گہر۔ یعنی ذات باری ہر جواب۔ کسی شبہ کا حقیقی جواب صحیح فکر سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسروں کا جواب سن لینے سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ گوش۔ سنی سنائی بات اور صحیح فکر سے حاصل شدہ بات میں وہی نسبت ہے جو ایک دلالہ اور محبوبہ میں ہے۔ صاحب حال جو کسی کیفیت میں خود مبتلا ہوا صاحب قال۔ وہ لوگ جنہوں نے اس کیفیت کو لوگوں سے سنا ہو۔

[2] ورشنید۔ کسی بری بات کے نتیجہ کو سن کر انسان اس سے پرہیز کرتا ہے۔ جس میں یہ ممکن ہوتا ہے کہ اس برائی کو پھر کر بیٹھے لیکن انجام بد میں پھنس کر ایسی نصیحت حاصل ہوتی ہے کہ اس برائی کا ارتکاب ممکن نہیں رہتا ہے۔ یقین۔ آگ کے جلا دینے کی اگر کوئی مخبر صادق خبر دے اس سے جو یقین آگ کے جلانے پر حاصل ہوا وہ علم الیقین ہے کسی کو آگ میں جلتے دیکھ کر جو اس کے جلانے پر یقین حاصل ہوا وہ عین الیقین ہے۔ خود اپنا ہاتھ آگ میں جلنے سے جو آگ کے جلانے پر یقین حاصل ہوا وہ حق الیقین ہے۔ گوش۔ کان کو اگر کمال حاصل ہو جاتا ہے تو وہ بھی آنکھ کا کام کرنے لگتا ہے۔ اور سننا بھی دیکھنے کے قائم مقام بن جاتا ہے۔

[3] غلامک۔ اس میں کاف تصغیر کا ہے یعنی جس میں یہ لگایا جاتا ہے اس کو چھوٹا کر کے ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ اب یہ چھوٹا ظاہر کرنا کبھی اس چیز کی ذلت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ بندے اور پیار کے اظہار کے لئے

گرچہ شہ نا خوش شُد از گفتارِ اُو
بادشاہ اگرچہ اس کی گفتگو سے (منکی بدبو سے) ناخوش ہوا

جستجوئے کرد ہم ز اَسرار[1] اُو
(تاہم) اس کے بھیدوں کی جستجو کی

گفت با ایں شکل و گندہ دہاں
اس (بادشاہ) نے کہا اس شکل اور منکی بدبو کے ہوتے ہوئے

دور بنشیں مرکب ایں سو تر مراں
پرے ہو کر بیٹھ، سواری اس جانب زیادہ نہ بڑھا

کہ تو زاہلِ نامہ وُ رُقعہ بُدی
کیونکہ تو نامہ و پیام کے لائق ہے

نے جلیس و یار ہم بُقعہ بُدی
نہ کہ ہم نشین اور ہم مجلس دوست ہونے کے

تا علاجِ آں دہانِ تو کُنیم
جبتک کہ ہم تیرے منہ کا علاج کریں

تو حبیب و ما طبیبِ پُر فنیم
تو پیارا ہے اور ہم ہنر مند طبیب ہیں

بہرِ کیکے نو گلیمے سو ختن
ایک پسو کی وجہ سے نئی گدڑی کو جلانا (مناسب نہیں)

نیست لائق از تو دیدہ دو ختن
(اسی طرح) تجھ سے آنکھیں بند کر لینا مناسب نہیں ہے

لیک قابل تر بُدی زاں یارِ خود
لیکن تو اپنے دوست سے زیادہ قابل ہے

نزدِ ما آ کہ تو بہ زاں یارِ بد
ہمارے پاس آجا کیونکہ تو اس برے دوست سے بہتر ہے

باہمہ بنشیں دُو سہ دستاں بگو
سب کچھ ہوتے ہوئے بیٹھ جا دو تین قصے سنا

تا بہ بینم صورتِ عقلت نِکو
تاکہ میں تیری عقل کی حالت اچھی طرح دیکھ لوں

آں ذکی[2] را پس فرستاد اُو بکار
پھر اس ذہین کو اس نے کام کیلئے بھیج دیا

سُوئے حمامے کہ رو خود را نجار
حمام کی جانب، کہ جا اپنے آپ کو مل دل

دیں دِگر را گفت تو چہ زیرکی
اس دوسرے سے کہا تو کتنا سمجھدار ہے

صد غلامی در حقیقت نے یکی
درحقیقت تو سو غلام (کی برابر) ہے نہ کہ ایک کے

آں نہ کاں خواجہ تاشِ تو نمود
تو ایسا نہیں ہے جیسا کہ تیرے ساتھی نے ظاہر کیا ہے

از تو مارا سَرد کرد آں مَسود
اس حاسد نے ہمیں تجھ سے برگشتہ کیا ہے

گفت کو دُز دو کژ ست و کژ نشیں
اس نے کہا ہے کہ وہ تو چور اور بدچلن ہے اور بدصحبت ہے

چیزو نا مردو چنانست و چنیں
کم ہمت (ہے) اور نامراد ہے اور ایسا ہے اور ویسا ہے

گفت[3] پیوستہ بُد ست او راست گو
اس نے کہا، وہ ہمیشہ سے سچا ہے

راست گوئے من ندیدستم چو اُو
اس جیسا سچا میں نے نہیں دیکھا

راستی و نیک خوئی و حیا
سیدھا پن، اور نیک خصلتی اور شرم

حِلم و دینداری و اِحسان و سخا
بردباری، اور دینداری اور احسان اور سخاوت

[1] اَسرار۔ بھید۔ مرکب۔ یعنی دور تو بیٹھ لیکن اس قدر دور نہیں کہ بات ہی نہ سن سکے۔ کہ تو۔ چونکہ تو گندہ دہن ہے اس لئے تو ہم مجلس تو بنے گا لیکن تجھ سے نامہ پیام کا کام لیا جائیگا یا تجھ سے آمنے سامنے بات نہ کی جائیگی بلکہ نامہ و پیام کے ذریعہ تجھ سے کام لیا جائیگا۔ بہر کیک۔ جس طرح ایک پسو کی وجہ سے گدڑی جلا دینا حماقت ہے اسی طرح محض گندہ دہنی کی وجہ سے تجھ سے جدائی مناسب نہیں ہے لیک۔ چونکہ راز معلوم کرنا تھا اس لئے اس طرح کی گفتگو شروع کی۔ یار بد۔ یعنی دوسرا غلام۔ باہمہ۔ یعنی گندہ دہنی وغیرہ کے ہوتے ہوئے۔ دستاں۔ داستاں۔

[2] ذکی۔ ذہین، روشن طبع بخار۔ یعنی بدن ملکر غسل کر لے۔ زیرکی۔ زیرک ہستی۔ غلام۔ غلام ہستی۔ یکی۔ یک ہستی۔ خواجہ تاش۔ آقا شریک سرد کردن۔ برگشتہ۔ بنانا۔ کژ۔ ٹیڑھا بدچلن۔ کژنشین۔ آوارۂ بدصحبت۔ چیز۔ شخشت نامرد

[3] گفت۔ یعنی مخاطب بدصورت غلام نے جواب میں کہا۔ بُد ست۔ بودہ است۔ راستی۔ سچائی۔ حیا۔ شرم۔ حِلم بردباری۔

راست[1] گوئی در نہادش خلقتست
(اور) سچائی اس کے مزاج میں پیدائش ہے

ہر چہ گوید من نگویم تہمت ست
وہ جو کچھ کہتا ہے میں نہیں کہتا ہوں کہ (وہ) تہمت ہے

کژ نہ دانم آں نکو اندیش را
میں اس نیک خیال کو ٹیڑھا نہیں سمجھتا ہوں

متہم دارم و جودِ خویش را
اپنے آپ کو ملزم ٹھہراتا ہوں

باشد او در من بہ بیند عیبہا
ہو سکتا ہے کہ وہ مجھ سے عیبوں کو دیکھتا ہو

من نہ بینم در وجودِ خود شہا
اے بادشاہ! میں اپنے اندر نہیں دیکھتا ہوں

ہر کسے گر عیب خود دیدے ز پیش
ہر شخص اگر پیشگی، اپنا عیب دیکھ لیتا

کے بدی فارغ ز اصلاحِ خویش
اپنی اصلاح سے کب فارغ ہوتا؟

غافل اند ایں خلق از خود اے پدر
اے باوا! یہ لوگ اپنے آپ سے غافل ہیں

لا جرم گویند عیب ہمدگر
لا محالہ ایک دوسرے کے عیب بیان کرتے ہیں

من نہ بینم روئے خود را اے صنم[2]
اے صورت پرست! میں اپنا چہرہ نہیں دیکھتا ہوں

من بہ بینم روئے تو تو در روئے من
میں تیرا چہرہ دیکھتا ہوں، تو میرا چہرہ

آں کسے کہ او بہ بیند روئے خویش
جو شخص اپنا چہرہ دیکھتا ہے

نورِ ایو او نورِ خلقان ست بیش
اس کا نور لوگوں کے نور سے بڑھا ہوا ہے

گر بمیرد نورِ او باقی بود
اگر وہ مر (بھی) جائے اس کا نور باقی رہتا ہے

زاں کہ دیدش دید خلاقی بود
کیونکہ اس کی نظر خدائی نظر ہوتی ہے

نورِ حسی نبود آں نورے کہ او
وہ نور حسی نہیں ہوتا جو کہ وہ

روئے خود محسوس بیند پیش رو
اپنے چہرے کو آمنے سامنے محسوس کرے

گفت[3] تو ہم عیب او گو مو بمو
(اس نے کہا تو بھی اس کے عیب ایک ایک کر کے کہدے

آنچناں کہ گفت او از عیبِ تو
جس طرح اس نے تیرے عیب کہے ہیں

تا بدانم کہ تو غم خوارِ منی
تاکہ میں سمجھ جاؤں کہ تو میرا غمخوار ہے

کد خدائے مملکت یارِ منی
سلطنت کا منتظم (اور) میرا دوست ہے

گفت اے شہ من بگویم عیبہاش
اس (غلام) نے کہا اے شاہ! میں اس کے عیب بتاتا ہوں

گر چہ ہست او مر مرا خوش خواجہ تاش
اگرچہ وہ میرا اچھا ساتھی ہے

عیبِ او مہر و وفا و مردمی
اس کا عیب محبت اور وفا داری اور انسانیت ہے

خوئے او صدق و ذکا و ہمدمی
اسکی خصلت سچائی اور ذہانت اور ہمدردی ہے

---

[1] راست گوئی۔ سچ بولنا۔ نہاد۔ طبیعت۔ ہر چہ گوید۔ وہ جو کچھ بھی میرے بارے میں کہتا ہے متہم۔ تہمت زدہ بدنام۔ باشد۔ ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے۔ شہا۔ اے شاہ۔ ہر کسے۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ بد۔ برا۔ لا جرم۔ لا محالہ۔

[2] صنم۔ بت پرست، عابد۔ روی۔ منہ، یعنی عیب۔ خلقان۔ مخلوق، باقی لوگ۔ خدائی نور۔ باقی رہنے والا۔ بہ روئے خود۔ اپنے عیوب اس کو ایسے صاف نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے کے۔

[3] گفت۔ یعنی بادشاہ نے اسے ابھارا کہ دوسرے غلام کی بابت پوچھا۔ کد خدا۔ مہتمم، منتظم مملکت۔ سلطنت۔ عیب۔ اور یہ اس طریقہ پر تعریف ہے جو بظاہر عیب جوئی ہے۔ مردمی۔ انسانیت۔ ذکا۔ ذہانت۔ ہمدمی۔ غمخواری

کمترین عیبش جوانمردی[1] وداد
اس کا سب سے چھوٹا عیب، سخاوت اور بخشش ہے

آں جوانمردی کہ جاں راہم بداد
ایسی سخاوت جو جان بھی بخش دے

صد ہزاراں جاں خدا کردہ پدید
خدا نے لاکھوں جانیں پیدا فرمائی ہیں

چہ جوانمردی بود کاں را ندید
جس نے انکو نہ دیکھا اس سے (جان کی) سخاوت کیا ہوگی؟

در بدیدے[2] کے بجاں بخلش بدے
اگر (ان جانوں کو) دیکھ لیتا (اپنی) جان پر کب بخل کرتا؟

بہرِ یک جاں کے چُنیں غمگیں شدے
اپنی ایک جان کی وجہ سے کب ایسا غمگین ہوتا؟

بر لبِ جُو بخل آب آں را بود
نہر کے کنارے پر پانی کا بخل اس میں ہوگا

گو زجُوئے آب نا بینا بود
جو نہر کے پانی سے اندھا ہو گا

گفت پیغمبر کہ ہر کس از یقیں
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یقینی طور پر

داند اُو پاداشِ خود دریومِ دیں
قیامت کے دن کے اپنے بدلے کو جان لے گا

ہر یکے رادہ عوض می آیدش
کہ اس کو ایک کے بدلے میں دس ملیں گے

ہر زماں جودے دگر گوں زادیدش
اس سے ہر وقت نئی قسم کی سخاوت صادر ہو گی

جُودِ جُملہ از عِوضہا دیدن ست
سب کی سخاوت بدلوں کو دیکھ لینے کی وجہ سے ہے

پس عوض دیدن ضدِ ترسیدن ست
بدلے کو دیکھ لینا (فقر سے) ڈرنے کی ضد ہے

بخل[3] نادیدنِ بُود اعواض را
بدلوں کو نہ دیکھنا بخل (کا سبب) ہوتا ہے

شاد دار د دیدِ دُر غوّاص را
موتی کی دید، غوطہ خور کو خوش رکھتی ہے

پس بعالم ہیچکس نبُود بخیل
(اگر بدلے کی دید ہر شخص کو حاصل ہو جائے تو) دنیا میں کوئی شخص بخیل نہ ہو

زانکہ کس چیزے نیارد بے بدیل
اس لئے کہ بدلے کے بغیر کوئی کچھ نہیں دیتا ہے

پس سخا از چشم آمد نے زدست
تو سخاوت کا تعلق آنکھ سے ہوا نہ کہ ہاتھ سے

دیدد ارد کار جُز بینا نرست
معاملہ دیکھنے پر ختم ہو کیونکہ لینے والے (بخل سے) انجانا حاصل نہ کر

عیبِ دیگر آنکہ خود بیں نیست اُو
(اس غلام میں) دوسرا عیب یہ ہے کہ وہ خود بیں نہیں ہے

ہست در ہستی خود او عیب جُو
وہ اپنے اندر عیوب کو تلاش کرنے والا ہے

عیب گوی و عیب جوئی خود بُدست
وہ خود اپنا عیب گو اور عیب جو ہے

باہمہ نیکو و با خود بد بُدست
سب کیساتھ بھلا اور اپنے لئے برا ہے

[1] جوانمردی شجاعت، سخاوت۔ داد۔ بخشش۔ آں۔ جوانمردی۔ سخاوت کا انتہائی درجہ ہے کہ اپنی جان بھی ضرورت مند کو دیدے۔ صد ہزاراں۔ اس شعر کا ایک مطلب تو وہ ہے جو ترجمہ سے ظاہر ہے کہ جان دینے اور شہادت کا شوق اس شخص کو ہو گا جس کے مدنظر وہ جانیں ہوں گی جو اس ایک جان کو اللہ کے راستہ میں لٹا دینے سے حاصل ہونگی دوسرا مطلب بعض صاحبان نے یہ لکھا ہے کہ بدلے میں جو جانیں ملیں گی وہ مدنظر نہ ہوں بلکہ صرف مولیٰ کی رضا مدنظر ہو تو اس صورت میں دوسرے مصرع کا ترجمہ یہ ہوگا۔ وہ سخاوت کیا ہی اعلیٰ ہے جس میں بدلے کی جانیں پیش نظر نہ ہوں۔ ان دونوں مطلبوں کے اعتبار سے آئندہ چند شعروں کا مطلب بیان کرنا ہوگا۔

[2] در بدیدے۔ اگر ایک جان کے بدلے میں بہت سی ابدی جانیں مل جانے کا یقین ہو تو جان دینے میں کوئی بھی بخل نہ کرے۔ بر لب جو۔ نہر کے کنارے پر پانی پر وہی بخل کرے گا جو نہر کا پانی نہ دیکھ رہا ہو۔ پاداش۔ بدلہ۔ یوم دین۔ بدلہ کا دن، روز قیامت۔ ہر یکے۔ حدیث شریف ہے کُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ بِعَشْرَۃِ اَمْثَالِھَا۔ "انسانوں کو ہر عمل کا بدلا دس گناہ ملیگا" ترسیدن۔ شیطان فقر سے ڈرا کر سخاوت سے روکتا ہے۔

[3] بخل۔ انسان بخل جب ہی کرتا ہے جبکہ آخرت کے بدلوں پر اس کو یقین نہ ہو۔ اعواض۔ عوض کی جمع بدلہ۔ غواص۔ غوطہ خور۔ از چشم۔ بدلہ کا عین الیقین سخاوت کا سبب ہے کہ دست۔ ہاتھ محض آلہ کار ہے۔ نرست۔ بخل سے وہی چھٹکارا پائیگا۔ جسکو بدلہ نظر آرہا ہو۔ بُدست۔ بودہ است۔ باہمہ سب کی نیکیاں پیش نظر رکھتا ہے۔ باخود۔ اپنے لئے عیب جو ہے۔

گفت شہ جلدی مکن در مدحِ یار
بادشاہ نے کہا دوست کی تعریف میں جلدی نہ کر

مدحِ[1] خود در ضمنِ مدحِ اُومیار
اس کی تعریف کے ضمن میں خود ستائی نہ کر

زانکہ من در امتحاں آرم وُرا
اس لئے کہ میں اس کو آزماؤں گا

شرمساری آیدت درما جرا
(اس) قصہ میں تجھے شرمندگی ہو گی

قسم غلام در صدق ووفائے یارِ خود از طہارتِ ظنِ خودنزدیکِ شاہ
بادشاہ کے سامنے غلام کا اپنے دوست کی سچائی اور وفا داری کی اپنے گمان اور پاکیزگی کی وجہ سے قسم کھانا

گفت لے[2] وَاللّٰہِ باللّٰہِ العَظِیم
اس غلام نے کہا تمہیں خدا کی قسم اس خدا کی قسم جو بزرگ ہے

مَلِکِ المُلکِ وَرَحمٰنِ وَرَحِیم
سلطنت کا مالک ہے اور مہربان ہے اور رحم والا ہے

آں خدائے کہ فرستاد انبیا
وہ خدا جس نے نبی بھیجے

نے بحاجت بل بفضل و کبریا
مجبوری سے نہیں بلکہ (اپنی) بڑائی اور فضل سے

آں خداوندیکہ از خاکِ ذلیل
وہ خدا جس نے حقیر مٹی سے

آفرید اُو شہسواراں جلیل
بڑے بڑے (روحانی) شہسوار پیدا فرمائے

پاک شاں کرد از مزاجِ خاکیاں
ان کو خاکیوں کے مزاج سے پاک کر دیا

بگذرانید از تگِ افلاکیاں
آسمان والوں کی دوڑ سے آگے کر دیا

برگرفت از نار و نورِ صاف ساخت
آگ سے ان کو علیحدہ کر دیا اور صاف نور بنایا

وانگہ اوبر جملہ انوار تاخت
تب وہ (نور) تمام نوروں سے بازی لے گیا

آں سَنا[3] برقے کہ بر ارواح تافت
وہ روشن برق جو روحوں پر چمکی

تا کہ آدمؑ معرفت زاں نور یافت
یہانتک کہ (حضرت) آدمؑ نے اس نور سے معرفت حاصل کرلی

آں کز آدمؑ رُست و دست شیث چید
وہ نور کہ حضرت آدمؑ سے چھوٹا اور اس کو حضرت شیثؑ کے ہاتھ نے چنا

پس خلیفہ اش کرد آدمؑ کاں بدید
جب اس نور کو حضرت آدمؑ نے دیکھا تو ان حضرت شیثؑ کو خلیفہ بنایا

نوحؑ ازاں گوہر چو بر خور دار شد
جب حضرت نوحؑ اس موتی نور سے نفع اندوز ہوئے

دَر ہوائے بحرِ جاں دُر بار شد
جان کے سمندر کے تموج سے موتی برسانے لگے

جانِ ابراہیمؑ ازاں انوارِ زفت
انہی عالی قدر نوروں کی وجہ سے (حضرت) ابراہیمؑ کی جان

بے حذر در شعلہائے نار رفت
بلا جھجک آگ کے شعلوں میں گھس گئی

[1] مدحِ خود۔ انسان بسا اوقات دوسروں کی تعریف اس لئے کرتا ہے کہ لوگ اس کی نیکی کے قائل ہو جائیں۔ ماجری۔ جو ہوا واقعہ۔

[2] لے۔ یعنی جو میں تعریف کر رہا ہوں۔ غلط نہیں ہے۔ واللہ۔ یہاں سے قسم شروع ہوتی ہے اور سینتالیس شعروں تک قسم کا ہی مضمون ہے اور اڑتالیسویں شعر "کہ در صفات خواجہ تاش" جواب قسم ہے۔ نے بحاجت یعنی خدا انبیاء کو بھیجنے میں مجبور نہ تھا۔ بلکہ انبیاء کی رسالت بھی اس کا کرم ہے۔ شہسواراں۔ یعنی انبیاء اور اولیاء۔ خاکیاں۔ عنصری مخلوق تک۔ رفتار۔ افلاکیاں۔ آسمانی مخلوق۔ نار۔ آگ، برے اخلاق تاخت۔ چڑھ دوڑا۔

[3] سنا۔ روشنی۔ حدیث شریف میں ہے کہ ازل میں اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو جمع کر کے ان پر نور برسایا جس پر وہ نور پڑ گیا وہ ہدایت پا گیا جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہو گیا۔ معرفت۔ خدائی عرفان۔ شیث۔ حضرت آدمؑ کے صاحبزادے ہیں جو حضرت آدمؑ کے بعد نبی ہوئے اور حضرت آدمؑ نے اپنی زندگی میں ان کو اپنا جانشین بنایا نوحؑ۔ حضرت آدمؑ کی وفات کے ایکسو چالیس سال بعد حضرت نوحؑ کی ولادت ہوئی جوان ہوتے ہی رسول بنا دیے گئے۔ ابراہیمؑ۔ نمرود کا زمانہ تھا، جس وقت حضرت ابراہیمؑ ستائیس سال کے تھے انکو نمرود نے آگ میں جلا دینا چاہا۔

چونکہ اسماعیل[1] در جویش فتاد — پیشِ دشنہ آبدارش سر نہاد
چونکہ (حضرت) اسماعیل اس (نور) کی نہر میں گھسے — اور اس کے تیز خنجر کے سامنے سر رکھ دیا

جانِ داودؑ از شعاعش گرم شد — آہن اندر دست بافش نرم شد
(حضرت) داودؑ کی جان اس نور کی شعاع سے گرم ہوئی — لوہا ان کے بننے والے ہاتھ میں نرم ہو گیا

چوں سلیمانؑ بدو صالش رار ضیع — دیو گشتش بندہ فرمان و مطیع
چونکہ (حضرت) سلیمان اس (نور) کے وصال سے شیر خوار تھے — دیو (اور پری) ان کے حکم کے غلام اور فرمانبردار ہو گئے

در قضا یعقوبؑ چوں بنہاد سر — چشم روشن کرد از بوئے پسر
(حضرت) یعقوبؑ نے جب نور کے اثر سے خدائی حکم کے آگے سر رضا

یوسف[2] مہ رو چو دید آں آفتاب — شد چناں بیدار در تعبیرِ خواب
چاند سے مکھڑے والے (حضرت) یوسفؑ نے جب اس نور کا آفتاب دیکھا — تو خواب کی تعبیر (دینے میں بہت بیدار مغز) ہو گئے

چوں عصا از دستِ موسیٰ آب خورد — مُلکتِ فرعون رایک لُقمہ کرد
جب لاٹھی (حضرت) موسیٰ کے ہاتھ سے سیراب ہوئی — فرعون کی سلطنت کو ایک لقمہ بنا لیا

جانِ جرجیسؑ از فرش چوں راز یافت — ہفت نوبت جاں فشاند و باز یافت
(حضرت) جرجیس کی جان نے جب اس نور کی عظمت کا راز پالیا — سات مرتبہ جان نثار کی اور پھر پا لی

چونکہ زکریاؑ ز عشقش دم زدے — کرد در جوفِ درختش جاں فدے
(حضرت) زکریا نے (اس نور کیوجہ سے) اس کے عشق کا دم بھرا — اس کے درخت کے بیچ میں جان قربان کر دی

چونکہ یونس[3] جُرعہ زاں جام یافت — در درونِ ماہی او آرام یافت
چونکہ (حضرت) یونسؑ نے اس نور کے جام سے ایک گھونٹ پیا — مچھلی کے (پیٹ کے) اندر انہوں نے آرام کیا

چونکہ یحییٰ مست گشت از ذوقِ اُو — سَر بطشتِ زر نہاد از شوقِ اُو
چونکہ (حضرت) یحییٰ اس (نور) کے ذوق سے مست ہوئے — اس کے عشق میں سونے کے طشت میں سر دیدیا

چوں شعیبؑ آگاہ شد زیں ارتقا — چشم را در باخت از بہرِ لقا
جب (حضرت) شعیبؑ اس (نور کی وجہ سے) عروج سے واقف ہوئے — ملاقات کے لئے آنکھیں بار دیں

---

[1] اسماعیلؑ۔ حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں حکم ہوا کہ اپنے بیٹے اسماعیلؑ کی قربانی دو۔ چنانچہ حضرت اسماعیلؑ قربان ہونے کیلئے فوراً تیار ہو گئے۔ داودؑ۔ حضرت شمویلؑ اور اس دور کے بادشاہ طالوت کے بعد بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے۔ رسول بنائے گئے اور زبور ان پر نازل ہوئی ان کا معجزہ تھا کہ لوہا ان کے ہاتھ میں موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا جس سے وہ زرہیں بناتے تھے۔ سلیمانؑ۔ حضرت داودؑ کے فرزند ہیں۔ اور اپنے والد کی طرح سلطنت اور نبوت کے جامع تھے۔ آپکی سلطنت جن اور انس پر تھی۔ رضیع۔ شیر خوار۔ دیو جن بھی فرمانبردار تھے۔ یعقوبؑ اپنے بیٹے یوسفؑ کے فراق میں اس قدر روئے کہ بینائی جاتی رہی پھر حضرت یوسفؑ کی قمیض کی خوشبو سے بینائی لوٹی۔

[2] یوسفؑ حسن اور خواب کی تعبیر میں عدیم النظیر تھے۔ جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ عصا۔ نباتات میں پانی زندگی کا سبب ہے خشک لکڑی حضرت موسیٰ کے ہاتھ کی وجہ سے زندہ ہو کر سانپ بنی تو گویا اسنے حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے پانی حاصل کیا۔ ملکت۔ مُلک۔ لقمہ کرد۔ حضرت موسیٰ کا معجزہ سلطنت کے زوال کا سبب بنا۔ جرجیس حضرت عیسیٰ کے حواری کے صاحبزادے اور پیغمبر ہیں۔ ان کی قوم نے ان کو کئی مرتبہ ہلاک کیا لیکن وہ زندہ ہو گئے۔ زکریا۔ یہ خدا کے پیغمبر حضرت سلیمانؑ کی اولاد میں ہیں قوم نے ستایا تو انہوں نے ایک درخت میں پناہ لی جس کو قوم نے آرے سے چیر کر ان کو شہید کر دیا۔

[3] یونس۔ آپ نینوا میں مبعوث ہوئے۔ قوم کو سمجھایا انکی نافرمانی سے ناراض ہو کر اس خیال سے کہ اب ان پر عذاب نازل ہوگا مع اہل وعیال کے اس بستی سے نکل کر چلے گئے عذاب نازل نہوا تو شرمندگی کیوجہ سے کسی اور طرف چلدیئے اسپر عتاب ہوا جس کشتی میں سوار ہوئے وہ نہ چلی تو دریا میں پھینکے گئے اور مچھلی نے نگل لیا۔ توبہ کی تو مچھلی کے پیٹ سے زندہ برآمد ہوئے۔ یحییٰ مردوں نامی بادشاہ کے دور میں مبعوث ہوئے اسنے ایک عورت کی سازش سے قتل کر دیا اور سونے کے طشت میں انکا سر رکھ کر اس عورت کو پیش کر دیا۔ شعیبؑ اہل مدین اور اصحاب ایکہ کیلئے مبعوث ہوئے لیکن نافرمانی کیوجہ سے وہ لوگ صاعقہ اور زلزلہ سے ہلاک ہو گئے۔

شُکر کرد ایوبؑ ۱ صابر ہفت سال — دَر بلا چوں دید آثارِ وصال
حضرت ایوبؑ صابر نے (اس نور کی بدولت) سات سال شکر ادا کیا — مصیبت میں جب کہ وصال کے آثار دیکھے

خضرؑ والیاسؑ از میش چوں دم زدند — آبِ حیواں یافتند و کم زدند
(حضرت) خضرؑ اور الیاسؑ نے جب اس نور کی شراب کا گھونٹ پیا — انہوں نے آبِ حیات پا لیا اور پروا نہ کی

نَرد بانش عیسیٰؑ مریمؑ چو یافت — بر فرازِ گنبد چارم شتافت
(حضرت) عیسیٰؑ ابن مریم نے جب اس (نور) کی سیڑھی پالی — چرخ چہارم کی بلندی پر چڑھ گئے

چوں محمدؐ یافت آں مُلک و نعیم — قُرصِ مَہ را کرد اندردم دو نیم
جب حضرت محمدؐ نے نور کی وہ دولت اور اور نعمت پالی — فوراً چاند کی ٹکیا کے دو ٹکڑے کر دیئے

چوں ابوبکرؓ آیتِ توفیق شد — باچناں شہ صاحب و صدّیق شد
جب حضرت ابوبکرؓ (نور کی بدولت) توفیق (خداوندی) کے نشان بنے — ایسے بادشاہ کے ساتھی اور تصدیق کرنیوالے ہوئے

چوں عمرؓ شیدائے آں معشوق شد — حق و باطل راز دل فاروق شد
جب (حضرت) عمرؓ اس معشوق (نور) کے شیدا بنے — دل سے حق اور باطل میں امتیاز کرنیوالے ہو گئے

چونکہ عثمانؓ آں عیاں را عین گشت — نور فائض بودہ ذوالنُورین ۲ گشت
چونکہ (حضرت) عثمانؓ اس نور مشاہدہ کی آنکھ بنے — نور فیضان رساں تھا وہ ذوالنورین بن گئے

چوں زنورش مرتضیٰؓ شد دَر فشاں — گشت اُو شیرِ خدا در مَرجِ جاں
جب اس کے نور سے (حضرت علی) مرتضیٰ موتی برسانیوالے بنے — تو وہ جان کے جنگل میں شیرِ خدا ہو گئے

روشن از نورش چو سبطینؓ آمدند — عرش را دُرّیں و قُرطین آمدند
چونکہ حسنینؓ اس کے نور سے روشن پیدا ہوئے — عرش کے لئے دو موتی اور دو بالے بن گئے

آں یکے ۳ از زہر جاں کردہ نُثار — واں سَر افگندہ براہش مست وار
اس ایک نے زہر سے جان نثار کر دی — اور اس (دوسرے) نے مستانہ وار اس کی راہ میں سر دیدیا

چونکہ سبطینؓ از سِرش واقف بُدند — گوشوارِ عرشِ زبّانی شدند
چونکہ حسنینؓ اس (نور) کے راز سے واقف تھے — خدا کے عرش کے گوشوارے بن گئے

سبطِ پاکش ہم حُسینؓ و ہم حَسنؓ — گوشوارِ عرشِ حی ذوالمِنَن
ان کی پاک اولاد حسینؓ بھی اور حسنؓ بھی — حی ذوالمنن کے عرش کے گوشوارے ہیں

چوں جنیدؒ از جُندِ او دید آں مدد — خود مقاتش فزوں شد از عَدد
جب (حضرت) جنیدؒ نے اس (نور) کے لشکر کی مدد دیکھی — ان کے مرتبے شمار سے (آگے) بڑھ گئے

۱ ایوبؑ۔ انکی طرح طرح سی آزمائش ہوئی مال و اولاد تباہ ہوئی جسم پھوٹنے لگا لیکن ان کے صبر و شکر میں فرق نہ آیا۔ خضر و الیاسؑ۔ حضرت الیاسؑ بنی اسرائیل میں نبی بنا کر بھیجے گئے لیکن قوم نے ان کا کہنا نہ مانا تو حضرت الیسعؑ کو قائم مقام بنا کر روپوش ہو گئے ان کو اور حضرت خضرؑ کو روئے زمین پر زندہ مانا جاتا ہے۔ عیسیٰ۔ صحیح یہ ہے کہ وہ دوسرے آسمان پر زندہ ہیں، ان کا چوتھے آسمان پر ہونا عوام میں مشہور ہے۔ قرص مہ۔ شق القمر کا معجزہ آنحضورؐ سے مکہ میں ظاہر ہوا۔ صاحب۔ ساتھی۔ صدّیق۔ راست گو، تصدیق کنندہ۔ فاروق۔ جدا کرنے والا۔

۲ ذوالنورین۔ دو نوروں والا، حضرت عثمانؓ کی شادی حضور کی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ سے یکے بعد دیگرے ہوئی۔ اسلئے ان کا یہ لقب پڑا۔ مرتضیٰ۔ حضرت علیؓ، رفشاں۔ موتی برسانے والا۔ مرج۔ چراگاہ، جنگل سبطین۔ دو بیٹے، حسن حسین رضی اللہ عنہما۔ دُرّین۔ دو موتی۔ قرطین۔ دو گوشوارے۔

۳ آں یکے۔ حضرت حسنؓ کو زہر دیدیا گیا جس سے انکی شہادت ہو گئی۔ واں۔ حضرت حسینؓ کو دشت کربلا میں شہید کر دیا گیا۔ جُنید مشہور بزرگ ہیں تصوف میں صاحب تصانیف ہیں شریعت و طریقت کے جامع مزار مبارک بغداد میں ہے۔ جند لشکر مقاماتش۔ حضرت جنیدؒ سید الطائفہ کہلاتے ہیں۔

با یزیدؒ[1] اندر مزیدش راہ دید
(حضرت) بایزیدؒ نے اس نور کی زیادتی میں راستہ پایا

نام قطب العارفیں از حق شنید
خدا سے قطب العارفین کا لقب سُنا

چونکہ کرخیؒ کرخ اوراشد حرس
چونکہ حضرت کرخیؒ اس کے کرخ کے محافظ بنے

شد خلیفہ حقؒ وربانی نفس
خدا کے خلیفہ اور خدائی سانس والے بن گئے

پور[2] اوہمؒ مرکب آں سوراند شاد
اوہمؒ کے بیٹے نے خوشی سے اسطرف سواری ہانکی

گشت او سلطانِ سلطانانِ راد
تو انصاف کے بادشاہوں کے بادشاہ بن گئے

واں شقیقؒ از شق آں راہِ شگرف
(حضرت) شقیقؒ اس عجب راستہ کو طے کرنیکی وجہ سے

گشت او خورشید رای و تیز طرف
آفتاب جیسی رائے والے اور تیز نگاہ بن گئے

شد فضیلؒ از رہزنی رہ پیر راہ
(حضرت) فضیلؒ راستہ کی رہزنی سے (طریقت) کے شیخ ہو گئے

چوں بلحظِ لُطف شد ملحوظِ شاہ
جب شاہ کی مہربانی سے منظور نظر بنے

بشر حافی را مُبشّر شد اَدب
بشر حافیؒ کے لئے ادب بشارت دینے والا بنا

سَر نہاد اندر بیابانِ طلب
تو وہ طلب کے بیابان میں چل پڑے

چونکہ ذوالنونؒ[3] از غمش دیوانہ شد
چونکہ (حضرت) ذوالنونؒ اس کے غم میں دیوانہ بنے

مصرِ جاں راہمچو شکر خانہ شد
روح کی بہتری کے لئے شکر خانہ جیسا بنگئے

چوں سَریؒ بے سر شد اندر راہِ اُو
جب سریؒ اس کے راستہ میں فنا ہو گئے

بر سَریرِ سروراں شُد جاہِ اُو
شاہوں کے تخت پر ان کی جگہ ہو گئی

رحمت ورضوانِ حق در ہر زماں
ہر زمانہ میں اللہ (تعالیٰ) کی رضا مندی اور رحمت

بادبر جان و روانِ پاکِ شاں
ان کی پاک جان اور روح پر ہے

صد ہزاراں بادشاہانِ مہاں
لاکھوں بڑے بڑے شاہ (طریقت)

سَر فراز انند زاں سوئے جہاں
جو اس عالم کی جانب سے سرفراز ہیں

نامِ شاں از رشکِ حق پنہاں بماند
ان کا نام اللہ (تعالیٰ) کے رشک کی وجہ سے پوشیدہ رہا

ہر گدائے نامِ شاں رابر نخواند
کسی درویش نے بھی ان کا نام ظاہر نہ کیا

---

[1] بایزیدؒ۔ بسطامی کہلاتے ہیں ان کا لقب قطب والعارفین ہے۔ کرخی کرخ کا رہنے والا کرخ بغداد یا بلخ کا ایک گاؤں ہے۔ یہ حضرت معروفؒ کا لقب ہے۔ حرس۔ نگہبان، چوں کہ حضرت معروفؒ مقام کرخ میں رات بھر بیداری اور گریہ زاری میں مصروف رہتے اسلئے ان کو کرخ کا نگہبان کہا ہے۔

[2] پور اوہمؒ۔ اوہم بیٹا، یعنی حضرت ابراہیمؒ۔ شاہی خاندان سے تھے، بلخ کی سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کرلی تھی۔ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد اور جامع طریقت و شریعت تھے۔ شقیقؒ بلخ کے رہنے والے مشہور تاجر تھے پھر سب کچھ خیرات کر کے فقیری اختیار کر لی تھی امام ابو یوسفؒ کے شاگرد تھے۔ فضیلؒ۔ ابتدائی زندگی میں ڈاکو تھے لیکن بھیس صوفیا کا بنائے رکھتے تھے نماز باجماعت کے پابند تھے بالآخر ہدایت ملی اور اولیاء کاملین میں سے ہو گئے۔ بشر حافیؒ ننگے پیر رہنے والے بشر یہ بڑے عالم تھے اور پھر بہت بڑے ولی ہوئے مُبشّر شد ادب۔ بشر نے ایک کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہوئی پڑی پائی، ادب سے اس کو اٹھایا اور اسپر خوشبو لگا کر ایک طاق میں رکھدیا ان کا یہ ادب ان کے روحانی عروج کا سبب بنا اور اولیا کاملین میں شمار ہوئے۔

[3] ذوالنونؒ مصر کے مشہور بزرگ ہیں۔ ملامتیہ فرقہ میں آپ کا شمار ہے۔ سَری۔ بوزرن۔ علی مشہور بزرگ ہیں۔ آپکے نام کے ساتھ سقطی بھی لگایا جاتا ہے کیونکہ آپ کپڑا فروشی بھی کرتے تھے، معروف کرخیؒ کے خلیفہ اور حضرت جنید بغدادیؒ کے ماموں ہیں۔ بے سر شد۔ یعنی خود کو فنا کر دیا

اپنے سر سے انانیت کو نکال دیا۔ صد ہزاراں۔ لاکھوں اولیا اللہ کو ایسے محجوب ہیں کہ خدا رشک کی وجہ سے ان کو مخفی رکھتا ہے اور اس کو گوارا نہیں کرتا ہے کہ دوسرے انکو پہچانیں۔

حق آں نورو حقِ نورانیاں — کاندراں بحر اند ہمچو[1] ماہیاں
قسم ہے اس نور کی اور قسم ہے ان نور والوں کی — جو اس (نور کے) سمندر میں مچھلیوں کی طرح ہیں

بحرِ جان و جانِ بحرار گویمش — نیست لائق نام نومی جویمش
اگر میں اس نور کے سمندر کو جان کا سمندر اور سمندر کی جان کہوں — مناسب نہیں ہے اسکے لئے نیا نام تلاش کرونگا

حق آں آنے کہ این و آں از دست — مغز ہا نسبت بدو با شند پوست
اس ملکیت کی قسم کہ یہ اور وہ اسی سے ہے — اسکے اعتبار سے مغز (بمنزلہ) چھلکے کے ہیں

کہ صفات[2] خواجہ تاش و یارِ من — ہست صد چنداں کہ ایں گفتارِ من
کہ ساتھی اور میرے یار کی خوبیاں — میرے اس بیان سے سو گنا ہیں

آنچہ می دانم زوصفِ آں ندیم — باورت ناید چہ گویم اے کریم
اس دوست کی خوبی جو میں جانتا ہوں — اے صاحب کرم میں کیا بتاؤں آپ یقین نہیں کرتے ہیں

شاہ گفت اکنوں از آنِ خود بگو — چند گوئی آنِ این و آنِ اُو
شاہ نے کہا اب اپنی بات کہہ — اس کی اور اس کی کب تک کہے گا؟

نوچہ داری وچہ حاصل کردۂ — از تگِ دُریاچہ دُر آوردۂ
تیرے پاس کیا ہے؟ اور تو نے کیا حاصل کیا ہے؟ — دریا کی تہہ سے کیا موتی لایا ہے؟

روزِ مرگ ایں حسِ تو باطل شود — نورِ جاں داری کہ یارِ دل شود
مرتے وقت تیری یہ حس تو بیکار ہو جائے گی — تیرے پاس روح کا نور (بھی) ہے جو دل کا رفیق بنے

درلحد[3] کیں چشم را خاک آگند — ہست آنچہ گور را روشن کند
قبر میں اس آنکھ کو مٹی بھر دے کی — وہ کچھ بھی ہے جو قبر کو روشن کرے

نورِ دل از جاں بود اے یارِ غار — مُستعار آں رامداں اے مستِ عار
اے جگری دوست! دل کا نور روح سے ہوتا ہے — اے مغرور! اس کو مانگی ہوئی چیز نہ سمجھ

آں زماں کیں دست و پایت بر درد — پرّ و بالت ہست تا جاں بر پرد
جس وقت تیرے یہ ہاتھ پیر ریزہ ریزہ ہو جائینگے — بال و پر ہیں کہ روح پرواز کرے

آں زماں کیں جانِ حیوانی نماند — جان باقی بایدت بر جا نشاند
جس وقت یہ حیوانی روح نہ رہے گی — اس کی جگہ باقی رہنے والی جان بٹھانی چاہیے

شرطِ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَ بے کردن ست — بل حسن را سوئے حضرت بردن ست
"جو شخص نیکی لایا" کی شرط نیکی کرنا نہیں ہے — بلکہ نیکی کو دربار میں لے جانا ہے

---

[1] ہمچو ماہیاں۔ اولیاء کاملین کی تشبیہ مچھلیوں سے دیجاتی ہے۔ کیونکہ جس طرح مچھلی بغیر پانی زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح وہ لوگ تقرب الٰہی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ نیست لائق۔ خدا کی پوری صفات اس کا کوئی نام ظاہر نہیں کرسکتا۔ مغز۔ ہا۔ اور ملکیتیں خواہ کتنی ہی مضبوط ہوں وہ ملکیت خداوندی کی بہ نسبت ہیچ ہیں۔

[2] کہ صفات۔ یہ شعر اوپر کی قسموں کا جواب ہے۔ ندیم۔ ہم مجلس، ہم پیالہ۔ باور۔ یقین۔ کریم۔ سخی، بزرگ۔ آن۔ طرز و انداز۔ تگ۔ تہ۔ ایں حس۔ قوائے ظاہری۔ نورجاں۔ یعنی قوائے باطنی۔

[3] لحد۔ قبر میں روشنی نیک اعمال سے ہوگی۔ پرو بال۔ یعنی روحانی کمالات۔ جانِ حیوانی۔ حیوانی روح موت پر فنا ہو جاتی ہے۔ جان۔ باقی۔ روح انسان مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَ۔ قرآن پاک میں ہے۔ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ "جو ایک نیکی لایا تو اس کے لئے دس گنا اجر ہے" مولانا فرماتے ہیں کہ اس شرطیہ جملہ میں مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ کا مطلب محض نیکی کرنا نہیں ہے بلکہ نیکی کو خدا کے دربار میں پیش کرنا ہے۔

جوہرے ۱ داری زانساں یا خری
تو انسانیت کا جوہر رکھتا ہے یا گدھا (گدھا) ہے

ایں عرضہا کہ فنا شد چوں بری
یہ اعراض جبکہ فنا ہو گئے (انکو) کیسے لیجائیگا؟

ایں عرضہائے نماز و روزہ را
نماز ، روزہ عرض

چونکہ لَا یَبْقٰی زَمَانَیْنِ اِنْتَفَا
جبکہ دو زمانوں میں باقی نہیں رہتے ہیں، ناپید ہو گئے

نقل نتواں کرد مرأ عراض را
اعراض کو منتقل نہیں کیا جا سکتا

لیک از جوہر برند اَمراض را
ہاں (یہ اعراض) جوہر سے امراض خارج کر دیتے ہیں

تا مبدّل گشت جوہر زیں عَرَض
ان اعراض سے جوہر میں تبدیلی ہو جاتی ہے

چوں زپرہیزے کہ زائل شد مرض
جیسا کہ پرہیز سے مرض جاتا رہتا ہے

گشت پرہیز عَرَض جوہر بجہد
کوشش سے پرہیز (عرض) جوہر کو مکمل کرنیوالا بنگیا

شد دہانِ تلخ از پرہیز شہد
کڑوا منہ پرہیز سے میٹھا بنگیا

از زراعت ۲ خاکہا شد سُنبلہ
کھیتی کرنے سے مٹی بال بن گئی

دارو ئے مُو کرد مُورا سلسلہ
بالوں کی دوا نے بالوں کو بڑھا دیا

آں نکاحِ زن عَرَض بُد شد فنا
عورت سے نکاح کرنا عرض تھا جو فنا ہو گیا

جوہرِ فرزند حاصل شد زما
فرزند جو ہر ہم سے برآمد ہو گیا

جفت کردن اسپ و اشتر را عَرَض
گھوڑے اور اونٹ کی جفتی کرانا عرض ہے

جوہر کُرّہ بزائیدن غرض
مقصود بچہ جوہر جننا ہے

ہست ۳ آں بستاں نشاندن ہم عَرَض
باغ لگانا بھی عرض ہے

گشت جوہر میوہ اش اینک عَرَض
اس کا پھل جوہر بن گیا یہ مقصود ہے

ہم عَرَض داں کیمیا بُردن بکار
کیمیا کری کو بھی عرض سمجھ

جوہرے زاں کیمیا گر شد بیار
کیمیا گر کے پاس ۔ جوہر دوست کے پاس آ گیا

صیقلی کردن عَرَض باشد شہا
اے شاہ ! صیقل کرنا عرض ہوتا ہے

زیں عَرَض جوہر ہمی زاید صفا
یہ عرض جوہر میں صفائی پیدا کر دیتا ہے

پس مگو کہ من عملہا کردہ ام
تو یہ نہ کہہ میں نے عمل کیے ہیں

دخلِ آں اَعراض را نما مَرم
ان اعراض کی پیداوار دکھاؤ بھاگ نہیں

---

۱ جوہر۔ موتی۔ بنز اصطلاح میں وہ چیز جوہر کہلاتی ہے جو اپنے وجود میں کسی دوسری چیز کی محتاج نہ ہو بلکہ بالذات قائم ہو خری۔ خرمستی۔ عرض۔ وہ چیز جو خود قائم نہ ہو بلکہ اپنے وجود میں کسی دوسری چیز کی محتاج ہو جیسے رنگ وغیرہ۔ نماز و روزہ۔ حرکات۔ اور اقوال۔ کا مجموعہ ہے جن کا وجود آنی ہے زمانہ وجود کے بعد دوسرے زمانہ میں ان کا وجود نہیں رہتا ہے۔ امراض۔ عرض کی جمع ہے عرض ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جوہر۔ روح۔ امراض۔ یعنی برے اخلاق۔ پرہیز۔ عرض ہے اس کے ذریعہ امراض دور ہو جاتے ہیں۔ اور انسان میں تبدیل آجاتی ہے۔ وہاں۔ صفراوی مریض پرہیز کرتا ہے تو منہ کی کڑواہٹ چلی جاتی ہے اور مٹھاس پیدا ہو جاتی ہے۔

۲ زراعت۔ کھیتی کرنا عرض ہے خاکہا۔ زمین کی مٹی جو جوہر ہے تبدیل ہو کر اناج کی بال بن جاتی ہے۔ دارو۔ دوا کرنا عرض ہے۔ مو۔ بال جوہر ہے۔ جس میں درازی آئی۔ نکاح۔ عرض ہے۔ جس سے بچہ جو جوہر ہے پیدا ہو جفت کردن۔ گھوڑے۔ یا اونٹ کی جفتی کرانا عرض ہے۔ بچہ۔ جوہر ہے۔

۳ ہست۔ باغ کا لگانا عرض ہے اس کا پھل جوہر ہے جو مقصود ہے۔ ہم عرض داں۔ کیمیا گری ایک عرض ہے اس سے جو سونا بنتا ہے وہ جوہر اور مقصود ہے۔ صیقلی۔ صیقل کرنا، عرض ہے اس سے جو چیز صاف ہو جاتی ہے وہ جوہر اور مقصود ہے۔ پس تو۔ بادشاہ کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کی عبادات وغیرہ سب اعراض ہیں۔ ہونا قابل انتقال ہیں اور دربار خداوندی میں پیش نہیں کیجائینگی بلکہ روح پیش ہوگی۔ جو جوہری ہیں اور عبادات وغیرہ سے اس کی نشوونما مقصود ہے۔

ایں صفت کردن[1] اَعرض باشد خمش
اسی طرح "کرنا" عرض ہو گا، چپ رہ

سایۂ بُز را پئے قرباں مکُش
قربانی کے لئے بکری کے سایہ کو ذبح نکر

گفت شاہا بے قنوط عقل نیست
اس غلام نے کہا اے شاہ عقل کیلئے مایوسی کے سوا کچھ نہیں ہے

گر تو فرمائی عَرض را نقل نیست
اگر آپ یہ کہیں کہ عرض منتقل نہیں ہوتا ہے

بادشاہ ہا جُز کہ یاسِ بندہ نیست
اے شاہو! (یہ بات) بندہ کی مایوسی کے سوا کچھ نہیں ہے

ہر عَرض کاں رفت و باز آئندہ نیست
(کہ) جو عرض چلا گیا واپس آنے والا نہیں ہے

گر نبودے مر عَرض را نقل و حشر
اگر عرض کیلئے نقل ہونا اور جمع ہونا نہیں ہے

فعل بودے باطل و اقوال قشر
"کرنا" باطل ہو گا اور "کہنا" چھلکا ہوگا

ایں عَرضہا نقل شد لَونِ دگر
یہ اعراض دوسری طرح منتقل ہوں گے

حشرِ ہر فانی بُوَد کونِ دگر
ہر فانی کا حشر دوسری ہستی میں ہو گا

نقل ہر چیزے بود ہم لائقش
ہر چیز کا منتقل ہونا اس کے مناسب ہو گا

لائقِ[2] گلّہ بُود ہم سائقش
گلہ بان، گلہ کے مناسب ہوتا ہے

وقتِ محشر ہر عرض را صورتیست
حشر کے وقت ہر عرض کی ایک صورت ہو گی

صورتِ ہر یک عرض را نوبتیست
ہر عرض کی صورت کیلئے ایک نوبت (معین) ہے

بنگر اندر خود کہ تو بودی عَرض
تو خود اپنے اندر غور کر، تو عرض تھا

جنبشِ جُفتے بہ جُفتے با غَرض
ایک جوڑے کی جوڑے کیساتھ حرکت خواہش کیساتھ تھی

بنگر اندر خانہ و کاشانہا
محلوں اور گھر کو دیکھ

در مُہندس بود چوں افسانہا
انجینئر (کے ذہن) میں خیالات کی طرح تھے

کاں فلاں خانہ کہ مادیدیم خوش
کہ فلاں گھر جو ہم نے دیکھا ہے بہت خوبصورت تھا

بود موزوں[3] صُفّہ و سقف و درش
اسکا دالان اور چھت اور دروازہ بہت موزوں تھا

از مُہندس آں عرض واندیشہا
انجینئر کا وہ عرض اور خیالات

آلت آور دوستوں از بیشہا
آلہ اور جنگلوں سے ستون لائے

چیست اصل و مایہ ہر پیشہ
ہر پیشہ کی اصل اور سرمایہ کیا ہے؟

جُز خیال و جُز عرض و اندیشہ
سوائے خیال اور عرض اور سوچ کے

جملہ اَجزائے جہاں را بے غرض
دنیا کے تمام اجزاء کو بے غرض (ہو کر)

درنگر حاصل نشد جُز از عَرض
دیکھ سوائے عرض کے اور کچھ حاصل نہیں ہے

[1] کردن۔ یعنی انسان کا فعل بز۔ بکری جو ہر ہے اس کا سایہ عرض ہے بکری کی قربانی تقرب کا سبب بنے گی نہ کہ سایہ کی قربانی۔ گفت۔ غلام کی تقریر کا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر عبادات کو اعراض کہہ کر نا قابل انتقال کہا جائیگا تو عبادات کی اہمیت ختم ہو جائے گی اور عابدوں میں مایوسی پیدا ہو گی اور یہ کہنا کہ عبادات اعراض ہیں انکو دربار خداوندی میں دنیا سے کیسے منتقل کیا جا سکتا ہے۔ جب صحیح ہے کہ یہ اعراض اعراض رہیں لیکن اگر ان اعراض کی تبدیل بصورت جواہر کر دیجائے تو پھر ان کے منتقل ہونے میں کوئی عقلی اشکال نہیں ہے اور شریعت نے بتایا ہے کہ انسان کی ہر عبادت اور عمل ایک خاص جوہری شکل اختیار کر لیگا اور دربار خداوندی میں پیش ہوگا۔

[2] لائق گلّہ۔ اونٹوں کا چرواہا اور ہوتا ہے اور بکریوں کا چرواہا۔ اور ہوتا ہے۔ نوبتیست، عرض مختلف جواہر کی صورت اختیار کر لیگا جس کے لئے وقت مقرر ہے۔ بنگر۔ یہ ایسی مثالیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عرض جوہری صورت اختیار کر لیتا ہے۔ خمش۔ ماں باپ کی ہمبستری عرض ہے اسی نے بچہ کی جوہری صورت اختیار کر لی۔ مُہندس انجینئر کا ذہنی خاکہ عرض ہے جو مکان کی جوہری صورت اختیار کر لیتا ہے۔

[3] صُفّہ۔ ایسا مسقف حصہ جس پر چہار دیواری نہ ہو۔ سقف۔ چھت۔ بیشہا۔ جنگلات۔ ہر پیشہ۔ صرف انجینئر میں ہی نہیں بلکہ ہر پیشہ میں کاریگر ایک تصور قائم کرتا ہے جو عرض ہے اور پھر وہ تصور جوہری صورت اختیار کر لیتا ہے۔

اوّل [1] فکر آمد آخر در عمل — بنیتِ عالم چناں داں در ازل
پہلے فکر آیا پھر عمل — ایسے ہی عالم کی بنا ازل میں (سمجھ)

میوہا در فکرِ دل اوّل بُوَد — در عمل ظاہر بآخری می شوَد
پھل ، اول دل کے خیال میں ہوتے ہیں — آخر میں عملی طور پر ظاہر ہوتے ہیں

چوں عمل کردی شجر بنشاندیَ — اندر آخر حرفِ اوّل خواندیَ
جب تو نے عمل کیا، شجر کاری کی — (گویا) آخر میں پہلا حرف پڑھا

گرچہ شاخ و برگ و بخشش اوّل ست — آں ہمہ از بہرِ میوہ مُرسَل ست
اگرچہ اس (درخت) کی شاخ اور پتے اور جڑ پہلے ہے — وہ سب میوے کے لئے بھیجے ہوئے ہیں

پس سَرے کہ مغزیاں افلاک بود — اندر آخر خولجہ [2] لولاک بود
پس وہ سردار جو ان آسمانوں کا مغز تھا — آخر میں صاحب لولاک ہوا

نقلِ اَعراض ست ایں [3] بحثِ مقال — نقلِ اَعراض ست ایں شیر و شگال
یہ بحث اور گفتگو اعراض کی نقل ہے — یہ شیر اور گیدڑ اعراض کی نقل ہے

جُملہ عالم خود عرض بودند تا — اندریں معنیٰ بیامد ھَلْ اَتیٰ
تمام عالم خود عرض تھا یہاں تک — کہ اسی مقصد کے لئے ھل اتی (قرآن میں) آیا ہے

ایں عَرَضہا از چہ زائید از صُوَر — وین عَرَض ہم از چہ زائید از فکر
یہ اعراض دنیا کس چیز سے پیدا ہوئے صور (مثالی سے) — اور یہ عرض (صور مثالی) کس چیز سے پیدا ہوا، فکر صور علمیہ سے

ایں جہاں یک فکرتست از عقلِ کُل — عقل چوں شاہ است و فکر تہا رُسُل
یہ دنیا ایک عقل کل (اللہ) کا ایک علم ہے — عقل (اللہ) گویا بادشاہ ہے اور فکر (صور علمیہ) قاصد ہیں

عالمِ اوّل جہانِ امتحان — عالم ثانی جزائے این و آں
پہلا عالم امتحان کی دنیا ہے — دوسرا عالم اس اور اس کا بدلہ ہے

چاکرت شاہا خیانت می کُند — آں عَرَض زنجیر و زنداں می شوَد
اے شاہ ! آپ کا نوکر بد دیانتی کرتا ہے — وہ عرض زنجیر اور قید خانہ بن جاتا ہے

[1] اوّل فکر۔ مشہور مقولہ ہے۔ اَوَّلُ الفِکرِ آخِرُ العَمَلِ یعنی پہلے تجویز پر عمل۔ در ازل۔ جملہ اجزائے عالم ازل میں صور علمیہ تھے پھر ان کا وجود خارج میں ہوا۔ میوہا۔ باغ لگانے کا نقشہ ذہنی ہوتا ہے اور اس کے پھل پھول سب تصوراتی ہوتے ہیں۔ آخر میں عملی صورت وجود میں آتی ہے۔ اور آخر تصور کا ابتدائی نقشہ گل کے آخر میں وجود میں آتا ہے۔ گرچہ شاخ و برگ اصلی مقصد نہیں ہے مقصود پھل ہے جو آخر میں وجود میں آتا ہے۔

[2] خولجہ لولاک۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، ایک حدیث قدسی ہے۔ لَولاکَ لَمَا خَلَقتُ لَا فَلَاکَ۔ یعنی اے محمد اگر تمہارا وجود پیش نظر نہ ہوتا تو میں عالم کو نہ پیدا کرتا، عالم کی پیدائش سے اصل مقصد حضور کی ذات گرامی ہے اسی لئے سب سے آخر میں ظہور پذیر ہوئے محدثین کے نزدیک مضمون تو صحیح ہے لیکن یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

[3] ایں بحث۔ اعراض کے منتقل ہونے نہ ہونے کی یہ بحث بھی عرض ہی کو منتقل کرنا ہے۔ ابتداءً تصورات تھی بعد کو بصورت جوہر وجود میں آئے شیر و شگال۔ شیر گیدڑ وغیرہ کے افسانے پہلے ان کا تصور کیا جاتا ہے پھر لکھے جاتے ہیں شگال شغال، گیدڑ ھَلْ اَتیٰ۔ قرآن مجید میں ہے "بیشک انسان پر ایسا وقت آیا جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا" اس سے معلوم ہوا کہ عالم عدم کے بعد وجود میں آیا ہے۔ از صور۔ یعنی مثالی صورتیں جو عالم شہود سے پہلے عالم مثال میں تھیں۔ وین عرض۔ یعنی یہ مثالی صورتیں اللہ تعالیٰ کی صور علمیہ سے پیدا ہوئی ہیں۔

عقل کل۔ ذات باری تعالیٰ۔ عالم اول۔ دنیا۔ عالم ثانی۔ آخرت خیانت نوکر کی چوری ایک عرض ہے وہ بصورت زنجیر قید خانہ ظہور میں آجاتی ہے۔

بندہ اَت چوں خدمتِ[1] اِشائستہ کرد
آپ کے غلام نے جب اچھی خدمت کی

آں عَرَض نے خلعتے شد ورنبرد
وہ عرض کیا معرکہ میں خلعت نہیں بنی؟

ایں عَرَض با جوہر آں بیضہ است وطیر
اس عرض (کی نسبت) جوہر کیساتھ انڈے اور پرندکی ہے

ایں ازاں وآں ازیں زاید بہ سیر
یہ اس سے اور وہ اس سے مسلسل پیدا ہوتا ہے

گفت[2] شاہنشہ چتیں گیر الْمُرُ او
شاہنشاہ نے فرمایا، مطلب یہی سمجھو

ایں عَرَضہائے تو یک جوہر نزاد
تیرے ان اعراض نے ایک جوہر نہ بنایا

گفت مخفی داشت ہست آں راخرد
اس (غلام) نے کہا عقل (اللہ) نے اس کو پوشیدہ رکھا ہے

تا لُوَد غیب ایں جہانِ نیک و بد
تاکہ یہ جہا نیک و بد، پوشیدہ رہے

زانکہ گر پیدا شدے اَشکالِ فکر
اس لئے کہ اگر خیالات کی شکلیں ظاہر ہو جاتیں

کافرو مومن نگفتے جُز کہ ذکر
(تو) کافر اور مومن سوائے ذکر (خداوندی) کے زبان پر نہ لاتا

پس عیاں بودے نہ غیب اے شاہِ دیں
اے دین کے بادشاہ! مشاہدہ ہو جاتا نہ کہ غیب

نقشِ دین و کفر بودے بر جبیں
پیشانی پر دین اور کفر کا نشان ہو جاتا

کے دریں عالم بُت و بتگر بُدے
اس عالم میں بت اور بتگر کب ہوتے؟

چوں کسے راز زہرہ تسخُر بُدے
کس طرح کسی کو مذاق اڑانے کا حوصلہ ہوتا؟

پس قیامت بودے ایں دنیائے ما
ہماری یہ دنیا حشر بن جاتی

در قیامت[3] کے کُند جُرم و خطا
(اور) حشر میں جرم و خطا (کوئی) کب کرسکتا ہے؟

گفت شہ پوشید حق پاداشِ بد
بادشاہ نے فرمایا اللہ (تعالیٰ) نے برائی کی سزا پوشیدہ رکھی ہے

لیک از عامہ نہ از خاصانِ خود
لیکن عام انسانوں سے نہ کہ اپنے خواص سے

گر بدامے افگنم من یک امیر
اگر میں (سزا کے) جال میں کسی ایک سردار کو ڈالوں

ازامیراں خفیہ دارم نز وزیر
سرداروں سے مخفی رکھوں گا نہ کہ وزیر سے

حق بمن بنمود بس پاداشِ کار
اللہ (تعالیٰ) نے عملوں کا بدلہ میرے لئے نمودار کردیا ہے

وز صُوَر ہائے عَملہا صد ہزار
لاکھوں عملوں کی صورتوں کے ذریعہ

تو نشانے دِہ کہ من دانم تمام
تو اپنے اعمال کی نشاندہی کر میں سب جان جاؤنگا

ماہ رابر من نمی پوشد غمام
ابر چاند کو میرے سامنے نہیں چھپا سکتا

---

[1] خدمت۔ خدمت کرنا عرض ہے وہ بصورت خلوت ظاہر ہوتا ہے جو جوہر ہے۔ ایں عرض۔ عرض اور جوہر کی وہی نسبت ہے جو انڈے اور مرغی کی ہے انڈے سے مرغی مرغی سے انڈا بنتا رہتا ہے اسی طرح عرض سے جوہر اور جوہر سے عرض صادر ہوتا رہتا ہے لہٰذا یہ کہنا کہ عرض نا قابلِ انتقال ہے یا عرض کا جوہر میں تبدیل ہونا ممکن نہیں ہے غلط بات ہے۔

[2] گفت۔ شاہنشہ۔ بادشاہ نے کہا کہ چلو یہی صحیح کہ عرض جوہر بن جاتا ہے تو تمہارا کوئی عمل جوہر بنا۔ گفت۔ غلام نے کہا کہ عرض بصورت جوہر دنیا میں نمایاں نہیں کیا جاتا ہے قدرت کو یہی منظور ہے ورنہ دنیا آزمائش کی جگہ نہ رہے گی۔ اشکالِ فکر۔ یعنی اعراض بہ شکل جواہر نمودار ہو جائیں۔ پس۔ مومن کے اعمال اچھی صورتوں میں اور کافر کے اعمال بری صورتوں میں نمایاں ہو جاتے۔ کے۔ نہ کوئی کافر ہوتا اور نہ دین کا مذاق اڑانے والا۔ پس قیامت۔ تو یہ دنیا محشر بن جاتا جس میں اعمال اپنی شکلوں میں ظاہر ہونگے۔

[3] در قیامت۔ محشر میں سب مطیع و فرمانبردار ہوں گے۔ گفت شہ۔ بیشک عمل کی جزا پوشیدہ ہے لیکن عوام کے لئے خاصانِ خدا کی نظروں کے سامنے ہے۔ یک امیر۔ امراء کی مثال عوام کی اور وزیر کی مثال خاصانِ خدا کی ہے۔ حق بمن بنمود۔ شاہ، عارف کامل تھا اور خاصانِ خدا میں سے تھا۔ تو نشانے دہ۔ تو اپنے عمل کی صورت بتا میں سمجھ لوں گا کہ وہ اچھا ہے یا برا۔

گفت پس از گفت من مقصود چیست
اس (غلام) نے کہا پھر میرے کہنے کا کیا فائدہ ہے؟

چوں تو میدانی کہ آں چہ بود چیست
جبکہ آپ جانتے ہیں کہ جو (عمل) تھا وہ کیسا ہے

گفت شہ حکمت در اظہارِ جہاں
شاہ نے فرمایا دنیا کو پیدا کرنے کی حکمت

آنکہ دانستہ بروں آید عیاں
یہ ہے کہ (اللہ کا) جانا ہوا مشاہدہ میں آجائے

آنچہ می دانست تا پیدا نکرد
جبتک (اللہ تعالیٰ نے) اسکو پیدا نہ کردیا جس کو وہ جانتا تھا

بر جہاں ننہاد رنج طلق و درد
دنیا پر دروازہ اور تکلیف کو مسلط نہیں کیا

یک زماں بیکار نتوانی نشست
تو تھوڑی دیر (بھی) بیکار نہیں بیٹھ سکتا ہے

تا بدی با نیکی از تو نجست
جب تک کہ کوئی بدی یا نیکی تجھ سے سرزد نہو

ایں ۲ تقاضا ہائے کار از بہر آں
کام کے یہ تقاضے اس لئے

شد مُوکل تا شود سرّت عیاں
مسلط ہوئے تاکہ تیرا بھید کھل جائے

ورنہ کے گیرد کلابہ تن قرار
ورنہ (یہ کیوں ہے کہ) بدن کا چرخہ کب قرار پکڑتا ہے؟

چوں ضمیرت می کشد اورا بکار
چونکہ تیرا دل اس کو کام کی طرف کھینچتا ہے

پس کلابہ تن کجا ساکن شود
جسم کا چرخہ کہاں ٹھہرتا ہے؟

چوں سر رشتہ ضمیرش می کشد
جبکہ دل کا دھاگا اس کو چلاتا ہے

تا سہ ۳ تو شد نشان آں کشش
اس کشش کی علامت تیری بے چینی ہے

بر تو بیکاری بود چوں جاں کنش
بیکاری تیرے لئے جان کنی ہے

تا سۂ تو آں کشش را شد نشاں
تیری بے قراری اس کشش کی علامت ہے

ہست بیکاری چو جاں کندن عیاں
ظاہر ہے کہ بیکاری جان کنی کی طرح ہے

ایں جہان و آں جہاں زاید ابد
یہ جہاں اور وہ جہاں ہمیشہ (نتائج) پیدا کرتا ہے

ہر سبب مادر اثر ازوے ولد
ہر سبب ماں ہے مسبب اس کا بچہ ہے

چوں اثر زائید آں ہم شد سبب
جب مسبب پیدا ہوا وہ بھی سبب بن گیا

تا بزاید زد اثر ہائے عجب
یہاں تک کہ اس نے عجب مسببات پیدا کئے

ایں سببہا نسل بر نسل ست لیک
یہ اسباب نسل در نسل ہیں لیکن

دیدۂ باید منوّر نیک نیک
بہت روشن آنکھ چاہئے

۱ گفت۔ غلام نے کہا کہ جب آپ کا کشف اس قدر بڑھا ہوا ہے تو مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں۔ گفت شہ۔ سنت اللہ یہی ہے کہ وہ زبان سے کہلواتا ہے۔ ورنہ اس کے علم میں سب کچھ ہے اسی لئے اس نے عالم کو بنایا ہے پھر اس کو عالم تکلیف قرار دیا ہے۔ یک زماں۔ انسان بیکار نہیں بیٹھ سکتا لامحالہ اچھا یا برا کام کرتا ہے۔

۲ ایں تقاضائے کار۔ انسان کو کام پر اسی لئے مجبور کیا ہے تاکہ اس کی پوشیدہ نیکی اور بدی وجود اور مشاہدہ میں آجائے ورنہ۔ یعنی اگر تجھے یہ تسلیم نہیں ہے کہ پوشیدہ برائی بھلائی کو عالم وجود میں لاتا تھا تو یہ بتا کہ انسانی بدن کا چرخہ ہر وقت کیوں گھومتا ہے اور اس کو قرار کیوں نہیں ہے۔ کلابہ۔ چرخہ، آلہ۔

۳ تا سہ۔ بے چینی، بیکاری میں انسان کی بے چینی اس کی دلیل ہے کہ اس کا قلبی تقاضا ہے کہ وہ عمل کرے۔ جاں کنش۔ جاں کنی۔ ایں جہاں۔ دنیا کو عالم اسباب بنایا اور ہر سبب کا ایک نتیجہ اور اثر متعین کیا جو اس سے وجود میں آجاتا ہے یہ سب اسی لئے ہے کہ اللہ کو اپنی معلومات کا خارجی وجود پیدا کرنا تھا۔ چوں۔ اثر۔ ایک سبب کی وجہ سے ایک مسبب وجود میں آتا ہے۔ پھر وہ مسبب سبب بن کر کسی دوسرے مسبب کو موجود کردیتا ہے۔ باپ سبب بنا بیٹے کے وجود کا اور بیٹا مسبب ہوا۔ پھر یہ بیٹا سبب بن گیا پوتے کے وجود کا یہی سلسلہ نسل در نسل چلتا ہے۔

شاہ با او[1] در سخن اینجا رسید
بادشاہ اس کے ساتھ گفتگو میں یہاں تک پہنچا

تابدید از وے نشانے یا ندید
(یہ معلوم) اس (غلام کے عمل) کا کوئی نشان دیکھا یا نہیں دیکھا

گر بدید آں شاہِ جو یا دُور نیست
اگر میں جستجو کرنیوالے بادشاہ نے دیکھ لیا ہو تو بعید نہیں

لیک ما را ذکر آں دستور نیست
لیکن اس کا ذکر کرنا ہمارا شیوہ نہیں ہے

چوں زگرمابہ بیامد آں غلام
جب وہ غلام حمام سے آیا

سوئے خویشش خواند آں شاہِ ہمام
تو ملک معظم نے اس کو اپنی طرف بلایا

بازپرسیدن حالِ آں غلام
پھر اس غلام کی حالت پوچھنا

گفت صحا[2] لک نعیم دائم
اس (بادشاہ) نے کہا خدا کرے تندرست رہے (اور تیرے لئے) ہمیشگی نعمت ہو

بس لطیفی و ظریف و خوبُرو
تو بہت پاکیزہ اور خوش طبع اور خوبصورت ہے

پس سوئے کارے فرستاد آں دگر
پھر اس دوسرے (غلام) کو ایک کام کیلئے بھیج دیا

تا ازیں دیگر شودا و با خبر
تاکہ اس دوسرے سے وہ باخبر بنے

پیش بنشاندش بصد لُطف و کرم
بڑی مہربانی اور کرم سے اس کو سامنے بٹھایا

بعد ازاں گفت اے چو ماہ اندر ظلم
اس کے بعد کہا، اے تاریکی کے چاند جیسے!

ماہ روئی جعد مُوئی مُشکبُو
تیرا چاند جیسا چہرہ ہے تو گھنگھریالے بال والا ہے مشک کی خوشبو والا ہے

نیک خُوئی نیک خُوئی نیک خُو
تو نیک خو ہے، تو نیک خو ہے نیک خو ہے

اے دریغا گر نبودے در تو آں
ہائے افسوس! اگر تجھ میں وہ باتیں نہ ہوتیں

کہ ہمی گوید برائے تو فلاں
جو فلاں نے تیرے بارے میں کہی ہیں

شاد گشتے ہر کہ رویت دیدیئے
جو بھی تیرا چہرہ دیکھتا خوش ہوتا

دیدنت مُلکِ جہاں ار زیدیئے
تیرا دیکھنا دنیا کی سلطنت کی قیمت کا ہوتا

گفت رمزے[3] ازاں بگوائے بادشاہ
اس (غلام) نے کہا اے شاہ! اسمیں سے کچھ بتایئے

کز برائے من چہ گفت آں دیں تباہ
اس بے ایمان نے میرے بارے میں کیا کہا ہے؟

گفت اوّل وصفِ دو رویئت کرد
اس شاہ نے کہا پہلے تو اسنے تیرے دو رخ ہونے کی بات کی

کا شکارا تو دوائی خفیہ درد
کہ بظاہر تو دوا ہے باطن درد ہے

چُست یارش راچو از شہ گوش کرد
جب اسنے بادشاہ سے اپنے دوست کی خباثت سنی

در زماں دریائے خشمش جوش کرد
فوراً ہی اس کے غصہ کا دریا جوش میں آ گیا

[1] شاہ با او۔ غلام اور بادشاہ کی گفتگو یہاں تک ہوئی کہ بادشاہ نے غلام کے اعمال کی صورتیں دیکھنے کا ذکر کیا اسنے صورتیں دیکھیں یا نہیں دیکھیں یہ بات ضرورت سے زیادہ ہے لہٰذا ہم اس کا ذکر مناسب نہیں سمجھتے ہیں۔ دور نیست۔ چونکہ بادشاہ عارف کامل تھا لہٰذا وہ بذریعہ کشف دیکھ بھی سکتا تھا۔ گرمابہ۔ حمام۔ ہمام۔ معظم۔

[2] صحا۔ اصح صحی جملہ دعائیہ ہے خدا تجھے تندرست رکھے۔ لک نعیم دائم۔ یہ بھی جملہ دعائیہ ہے خدا کرے تجھے باقی رہنے والی نعمت حاصل ہو۔ لطیف۔ پاکیزہ۔ ظریف۔ خوش مزاج آں دگر۔ گندہ دہن غلام ازیں۔ وہ غلام جو ابھی کر آیا تھا۔ ماہ قد رظلم۔ چاند کا حسن رات کی تاریکی میں ہی نمایاں ہوتا ہے دن میں اس کی قدر و قیمت نہیں ہے۔ جعد مو۔ گھنگریالے بال۔ فلاں۔ یعنی گندہ دہن۔ غلام۔ دیدے۔ دیدے ماضی تمنائی ہے اس میں ایک یا زیادہ لگا دی گئی ہے۔

[3] رمزے۔ اشارہ۔ دیں۔ تباہ۔ بے دین، فاسق۔ دو۔ دوئی۔ دوغلہ پن، منافقت۔ کا شکارا۔ کہ آشکارا دوائی۔ دوا ہستی۔ خبث۔ بد باطنی۔ گوش کرد۔ سنا۔ در زماں۔ فوراً

کف ایرآورد آں غلام و سرخ گشت
وہ غلام منہ میں جھاگ بھر لایا اور سرخ ہو گیا

تا کہ موجِ ہجو اواز حد گذشت
یہاں تک کہ مذمت کرنے کا جذبہ سے حد سے گزر گیا

کوز اوّل دم کہ با من یار بود
کہ وہ شروع ہی سے جب سے کہ میرا دوست تھا

ہمچو سگ در قحط سرگیں خوار بود
قحط میں کتے کی طرح گوبر کھانے والا تھا

چوں دما دم کرد ہجوش چوں جرس
جب اس نے اس کی گھنٹے کی طرح دما دم مذمت کی

دست بر لب زد شہنشاہش کہ بس
شہنشاہ نے اس کے ہونٹ پر ہاتھ رکھ دیا کہ بس

گفت دانستم ترا ازوے بداں
اس (بادشاہ) نے فرمایا میں تجھے اور اسے سمجھ گیا، سمجھ لے

از تو جاں گندست از یارت دہاں
تیری روح گندی ہے اور اس کا منہ گندہ ہے

پس نشیں اے گندہ۲ جاں از دور تو
بس اے گندہ روح! تو دور بیٹھ

تا امیر اُو باشد و مامور تو
تاکہ وہ حاکم بنے اور تو محکوم (بنے)

بہرِ ایں گفتند اکابر در جہاں
اسی لئے دنیا بھر کے بزرگوں نے کہا ہے

رَاحَۃُ الْاِنْسَانُ فِیْ حِفْظِ اللِّسَانُ
انسان کی راحت زبان کی حفاظت میں ہے

در حدیث آمد کہ تسبیح از ریا
حدیث (شریف) میں آیا ہے کہ ریا کاری کیساتھ تسبیح

ہمچو سبزہ گولخن داں اے کیا
اے عقلمند! کوڑی کا سبزہ سمجھ

پس بداں کہ صورتِ خوب نکو
پس سمجھ لے بھلی، اچھی صورت

با خصالِ بد نیرزد یک تسوُ
بری عادتوں کے ہوتے ہوئے چار جو کے لائق نہیں ہے

ور بُوَد۳ صورت حقیر و نا پذیر
اگر صورت حقیر اور نہ بھانے والی ہو

چوں بود خلقش نکو در پاش میر
جب اس کے اخلاق اچھے ہوں تو سکندروں میں جان دیدے

صورتِ ظاہر فنا گردد بداں
سمجھ لے ظاہری صورت فنا ہو جائے گی

عالمِ معنیٰ بماند جاوداں
باطن کا عالم ہمیشہ (باقی) رہے گا

چند باشی عاشقِ صورت بگو
بتا، صورت کا عاشق کب تک (بنا) رہے گا؟

طالبِ معنیٰ شود معنیٰ بجو
سیرت کا طلبگار بن اور باطن کی تلاش کر

چند بازی عشق با نقشِ سبُو
ٹھلیا کے نقش سے عشق بازی کب تک؟

بگذراز نقش سبوو آبِ جُو
ٹھلیا کے نقش (و نگار) کو چھوڑ اور پانی تلاش کر

صورتش دیدی ز معنیٰ غافلی
تونے اس کی صورت دیکھی اس کی سیرت سے غافل ہے

از صدف دُر را گزیں گر عاقلی
سیپ میں سے موتی چن اگر تو عقلمند کا ہے

---

۱ کف۔ جھاگ۔ ہجو۔ مذمت۔ ہجو۔ کتا خود ذلیل جانور ہے اور اس کی خاصیت ہے کہ بھوک میں نہ کھانے کی چیز کھا جاتا ہے۔ دما دم۔ دم بدم۔ جرس۔ گھنٹا، اس کی آواز مسلسل ہوتی ہے۔ لب۔ ہونٹ، یعنی خود اپنے ہونٹ پر یا غلام کے ہونٹ پر۔ دانستم۔ یعنی میں تیرے اور اس کے فرق کو جان گیا۔ بداں۔ دانستن۔ کا صیغۂ امر ہے۔ دہان۔ وہ گندہ نہ دہن تھا۔

۲ گندہ جاں۔ گندی روح والے۔ از دور۔ از زیادہ ہے۔ رحمۃ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے۔ مَنْ سَکَتَ نَجَی وَرَاحَۃُ الْاِنْسَانِ فِیْ حِفْظِ لِلِّسَانِ جو خاموش رہا۔ بچا اور انسان کی راحت زبان کی نگہداشت میں ہے۔" در حدیث۔ خلاصہ یہ ہے کہ اصل خوبی باطن کی ہے جس کی صورت معتبر نہیں ہے۔ گو خس۔ خس۔ آگ کی بھنی، کوڑی۔ پس۔ خوبصورت پونگ۔ بد سیرت تھا لہٰذا اس کی کوئی قیمت نہ تھی۔

۳ ور بود۔ صورت کی نہیں جو سیرت کی قدر دانی ہونی چاہیے۔ در پاش۔ دریائے نو۔ سورت۔ جسم خاک میں مل جاتا ہے۔ اچھے اخلاق دنیا میں باقی رہتے ہیں۔ معنی سیرت اخلاق حقیقت۔ نقش سبو۔ یعنی ظاہر آب۔ یعنی سیرت اور باطن از صدف در۔ سیپ ظاہر ہے۔ موتی باطن ہے۔

این صدفہائے قوالب در جہاں
جسموں کے یہ سیپ ، دنیا میں

گرچہ جملہ زندہ انداز بحرِ[1] جاں
اگرچہ سب جان کے سمندر (اللہ تعالیٰ) سے زندہ ہیں

لیک اندر ہر صدف نبود گہر
لیکن ہر سیپ میں موتی نہیں ہوتا ہے

چشم بکشا در دلِ ہر یک نگر
آنکھ کھول اور ہر ایک کے اندر دیکھ لے

کانچہ دارد ویں چہ دارد می گزیں
اس میں کیا ہے ، اس میں کیا ہے چن

زانکہ کم یاب ست آں در ثمیں
کیونکہ قیمتی موتی نایاب ہے

گر بصورت می روی کو ہے بشکل
اگر تو صورت پر جاتا ہے تو پہاڑ شکل میں

در بزرگی ہست صد چنداں کہ لعل
بڑائی میں لعل سے کئی سو گنا زیادہ ہے

ہم بصور دست و پا وچشم تو
نیز تیرے ہاتھ اور پیر اور بال

ہست صد چنداں کہ نقشِ چشمِ تو
تیری آنکھوں کے وجود سے کئی سو گنا بڑے ہیں

لیک پوشیدہ نباشد بر تو ایں
لیکن یہ تجھ سے پوشیدہ نہ رہے

کز ہمہ اعضا دو چشم آمد گزیں
کہ تمام اعضاء میں دو آنکھیں فائق ہیں

از یک اندیشہ[2] کہ آید در دروں
ایک خیال جو دل میں آتا ہے اس سے

صد جہاں گردد بیک دم سرنگوں
سو جہان فوراً اوندھے ہو جاتے ہیں

جسمِ سلطاں گر بصورت یک بود
بادشاہ کا جسم اگرچہ بظاہر ایک ہوتا ہے

صد ہزاراں لشکرش درپے دود
لیکن اس کے پیچھے ہزاروں کا لشکر دوڑتا ہے

باز شکل و صورتِ شاہِ صفی
پھر (اسی) منتخب بادشاہ کی صورت

ہست محکوم یکے فکرِ خفی
ایک مخفی خیال کے تابع ہے

خلقِ بے پایاں ز یک اندیشہ[3] بیں
دیکھ (اللہ تعالیٰ) ایک رائے سے لا انتہا مخلوق

گشتہ چوں سیلے روانہ بر زمیں
زمین پر بہاؤ کی طرح روانہ ہو گئی ہے

ہست آں اندیشہ پیشِ خلق خرد
اگرچہ وہ ارادہ لوگوں کی رائے میں چھوٹا ہے

لیک چوں سیلے جہانرا خوردو برد
لیکن بہاؤ کی طرح اس نے دنیا کو خورد برد کر دیا

خلقِ عالم چوں رمہ ست وحق شباں
دنیا والے ریوڑ کی طرح ہیں اور اللہ تعالیٰ چرواہا

میدواند جملہ را روز و شباں
شب و روز سب کو ہوڑا رہا ہے

[1] بحرِ جاں۔ جان کا سمندر یعنی ذات حق تعالیٰ بعض نسخوں میں از بہر جاں ہے تو ترجمہ ہوگا جان کی حفاظت کیلئے لیک۔ ہر انسان میں روح ہے لیکن ہر روح پاکیزہ نہیں ہے۔ کانچہ۔ ہر روح میں خوبیاں نہیں ہیں جسمیں خوبیاں ہوں اس کو پسند کرو۔ دُرِ ثمین۔ قیمتی موتی۔ گر بصورت۔ جسم کی بڑائی اور خوبی کوئی چیز نہیں ورنہ پہاڑ لعل سے افضل ہوتا۔ ہم بصورت انسان کا باقی بدن اس کی آنکھوں سے چند گنا ہے لیکن شرافت آنکھوں کو حاصل ہے۔ گزیں۔ برگزیدہ۔

[2] اندیشہ۔ فکر و خیال بھی ایک معنوی چیز ہے جو صد جہاں (ظاہر) کو زیر و زبر کر ڈالتا ہے ایک شاہی ارادہ خیال سے سینکڑوں ملک تباہ ہو جاتے ہیں۔ جسم سلطان۔ بادشاہ کا ایک جسم لشکریوں کے ہزاروں جسموں پر حکمران محض اپنی باطنی خوبیوں کی وجہ سے ہے۔ باز۔ پھر یہی حکمراں کا جسم اس کے خیال اور فکر کا فرمانبردار ہے۔ تو فضیلت کا مدار معنی اور باطن پر ہے

[3] اندیشہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا ارادہ قرآن پاک میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بات کا ارادہ فرماتے ہیں تو کلمہ کن سے وہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اندیشہ۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو تباہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو فوراً تباہ ہو جاتی ہے۔ رمہ۔ ریوڑ۔ شباں۔ چرواہا۔ شباں۔ خلاف قیاس شب کی جمع ہے۔

پس [1] چو می بینی کہ از اندیشہ قائم ست اندر جہاں ہر پیشہ

پس جب تو دیکھے کہ ایک ارادہ سے ہر چیز دنیا میں قائم ہے

خانہاؤ قصر ہاؤ شہر ہا کوہہاؤ د شتہاؤ نہرہا

مکانات ، محلات اور شہر پہاڑ اور جنگل اور نہریں

ہم زمین و بحر ہم مہر و فلک زندہ از وے ہمچو از دریا سمک

زمین اور دریا بھی، سورج اور آسمان بھی اسی کی وجہ سے زندہ ہیں جیسا کہ مچھلی دریا سے

پس چرا از ابلہی پیش تو کور تن سلیمان ست و اندیشہ چو مور

تو تجھ اندھے کے سامنے حماقت سے جسم سلیمان ہے اور ارادہ چیونٹی جیسا

می نماید پیش چشمت کہ بزرگ ہست اندیشہ چو میش و کوہ گرگ

تیری نگاہ کے سامنے پہاڑ بڑا ہے ارادہ بھیڑ کی مانند ہے اور پہاڑ بھیڑیا

عالم [2] اندر چشم تو ہول و عظیم زابر و برق و رعد داری لرز و بیم

جہاں تیری نظر میں خوفناک اور بڑا ہے ابر، بجلی اور کڑک سے تو لرزتا اور ڈرتا ہے

وز جہانِ فکرتی اے کم ز خر ایمن و غافل چو سنگ بے خبر

اور اے گدھے سے کم (عقل)! تو عالم فکر سے بے علم، پتھر کی طرح غافل اور مطمئن ہے

زانکہ نقشی وز خرد بے بہرہ آدمی خونیستی خر کرہ

کیونکہ تو ایک تصویر ہے اور عقل سے بیگانہ ہے تو آدمی خصلت نہیں ہے، گدھے کا بچہ ہے

جہلِ محضی وز خرد بیگانہ بو نداری از خداوِ یگانہ

تو خالص جہل ہے اور عقل سے بیگانہ ہے خدا کی تجھ میں بو بھی نہیں ہے تو پاگل ہے

سایہ را تو شخص می بینی ز جہل شخص ازاں شد نزدِ تو بازی و سہل

نادانی سے تو سایہ کو وجود سمجھتا ہے اسی لئے وجود تیرے نزدیک کھیل اور بے وقعت ہے

نک ز غیبت [3] یک نمودہ آتش ست کز لطافت چوں ہوائے دلکش ست

دیکھ آگ عالم غیب کا ایک نمونہ ہے جو لطافت میں دلکش ہوا کی طرح ہے

تا بجسمے در نمی پیچیدہ کثیف آگہی نبود بصر را زاں لطیف

جب تک کسی کثیف جسم میں نہ لگے اس لطیف کا آنکھ کو پتہ نہیں چلتا ہے

[1] پس چو می بینی۔ تو غور کریگا تو دنیا کی تمام کائنات اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے قائم ہے اور تمام چیزوں کی بقا اللہ کے ارادے سے وابستہ ہے جس طرح مچھلی کی زندگی دریا سے وابستہ ہے۔ پس چرا۔ جبکہ اتنی مثالوں سے یہ سمجھا دیا گیا کہ اصل خوبی باطن کی ہے نہ کہ ظاہر کی تو جسم کو حضرت سلیمانؑ جیسا اور فکر و خیال کو چیونٹی جیسا سمجھنا حماقت اور بے وقوفی ہے۔ کوہ کا مخفف ہے یعنی جسم کی بڑائی کی وجہ سے پہاڑ کی عظمت کا خیال حماقت ہے۔ اندیشہ۔ خیال اور ارادہ کو بکری اور پہاڑ کو بھیڑیا سمجھنا غلطی ہے۔

[2] عالم۔ تو اجسام سے ڈرتا ہے ابر بجلی اور کڑک کی تباہی سے خوفزدہ ہے۔ وز جہانِ فکر فکر اور خیال سے جو تباہیاں آتی ہیں اس سے بے خبر اور مطمئن ہے۔ نقشی۔ تو تصویر ہے جو عقل سے کوری ہوتی ہے آدمی خو۔ انسان کی فضیلت عقل و خرد اور فکر کی وجہ سے ہے جو معرفت حق پیدا کرتی ہے۔ سایہ۔ تو نے غیر مقصود کو مقصود اور مقصود کو غیر مقصود بنا رکھا ہے۔

[3] زغیبت۔ انسان غیر مقصود کو مقصود اسلئے بناتا ہے۔ کہ حقیقت میں نظر سے محروم ہوتا ہے لیکن ایک وقت وہ آئے گا جب صحیح حقیقت سامنے آجائیگی غائب از نظر حقیقت کو آگ کی مثال سے سمجھایا ہے۔ آگ ایک لطیف عنصر ہے جو نظروں سے غائب ہے نظر جب آتی ہے جب وہ کسی کثیف جسم میں لگ جاتی ہے۔

بازا فزون ست ہنگام اثر — از ہزاراں[1] تیشہ و تیغ و تبر
پھر تاخیر کے وقت وہ بڑھی ہوئی ہے — ہزاروں تیشوں اور تلواروں اور تبر سے

باش تا روز یکہ آں فکر و خیال — بر کشاید بے حجابے پرّ و بال
اس دن تک ٹھہر جبکہ وہ فکر اور خیال — کھلم کھلا بال و پر نکالے

کوہہا[2] بینی شدہ چوں پشم نرم — نیست گشتہ ایں زمین سرد و گرم
تو پہاڑوں کو نرم اون کی طرح دیکھے گا — یہ سرد و نرم زمین نابود ہو جائے گی

نے سما بینی نے اختر نے وجود — جز خدائے واحد حی و وُدود
تو نہ آسمان دیکھے گا نہ ستارے نہ وجود — ایک خدا حی اور وُدود کے علاوہ

یک فسانہ راست آید یا دروغ — تا دہد مر راستہیارا فروغ
ایک قصہ خواہ سچا ہو یا جھوٹا (ذکر کیا جاتا ہے) — تاکہ وہ سچائیوں کو فروغ دے

حسد کردن حشم بر غلام خاص
غلاموں کا مخصوص غلام پر حسد کرنا

پادشا ہے بندۂ را از کرم — بر گزیدہ بود بر جملہ حشم
ایک بادشاہ نے کرم کر کے ایک غلام کو — تمام غلاموں میں سے پسند کر لیا تھا

جا گکی او وظیفہ چل امیر — وہ یکے قدرش ندیدہ صد وزیر
اس کی تنخواہ چالیس سرداروں کی تنخواہ (کی برابر) تھی — سو وزیروں نے بھی اس کے مرتبہ کا دسواں حصہ نہ دیکھا تھا

از کمالِ طالع[3] و اقبال و بخت — اُوایازے بود شہ محمودِ وقت
بخت اور اقبال اور نصیب کے کمال کی وجہ سے — وہ ایاز تھا اور بادشاہ محمود دوراں (تھا)

روحِ اُو با روحِ شہ در اصل خویش — پیش ازیں تن بودہ ہم پیوند و خویش
اس کی روح شاہ کی روح کے ساتھ اپنی اصل میں — اس جسم سے پہلے جڑی ہوئی اور یگانہ تھی

کار آں دارد کہ پیش از تن بدست — بگذر از انہا کہ نو حادث شد ست
(اصل) معاملہ وہی ہے جو جسم سے پہلے ہوا ہے — ان (تعلقات) کو رہنے دے کہ یہ نئے پیدا ہوئے ہیں

چشم عارف راست گونے احول ست — چشم او بر کشتہائے اوّل ست
عارف کی آنکھ ٹھیک دکھانے والی ہے نہ کہ بھینگی — اس کی نظر پہلی کھیتیوں پر ہے

---

[1] از ہزاراں۔ آگ جنگلوں کو اس وجہ تباہ کر دیتی ہے کہ ہزاروں تیغ و تبر بھی اس کو اس قدر تباہ نہیں کر سکتے ہیں۔ باش۔ ارادۂ الٰہی جو نظروں سے مخفی ہے اس کی تاثیرات بھی ایک دن ظاہر ہو گی۔

[2] کوہہا۔ ارادۂ الٰہی سے قیامت کے دن بڑے سے بڑا وجود حقیر اور ہیچ ہو جائیگا۔ پشم۔ اون۔ سما۔ آسمان۔ حی۔ زندہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے ودود۔ محبت کرنے والا، اللہ تعالیٰ کا نام ہے فسانہ۔ انسان اللہ تعالیٰ کے بھی ارادہ سے غافل ہے اس قصہ کے ضمن میں بھی اسی امر کو واضح کیا ہے کہ دوسرے غلام شاہ کے فکر اور ارادہ سے غافل تھے۔ یہی حسد کی وجہ ہوئی ہے۔ جا گکی۔ وظیفہ تنخواہ۔ راتب۔ وظیفہ۔ روزینہ۔ چل۔ چہل، چالیس۔ دہ یک۔ ایک بنا دس، ہوا حصہ۔

[3] طالع۔ ستارہ قسمت۔ بخت۔ نصیب۔ آیاز سلطان محمود غزنوی کا محبوب غلام تھا۔ دونوں کا باہمی تعلق ضرب المثل ہے۔ سلطان محمود کی وفات ۴۲۱ھ میں ہوئی اور غزنی میں دفن ہوئے۔ اصل۔ یعنی علم الٰہی یا عالم روح کا راں دارد۔ اہمیت انہی باتوں کی ہے جو عالم عنصری کے قبل پیش آئی ہیں۔ انہا۔ جو معاملات عالم اجسام میں پیش آتے ہیں۔ تو حادث۔ تازہ وقوع میں آنے والا۔ عارف۔ وہ جس کو معرفت خداوندی حاصل ہو گئی ہے۔ چشم راست گو۔ صحیح دکھانے والی آنکھ۔ احول۔ بھینگا جس کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ کشتہائے اول۔ تقدیر ازلی۔

انچہ گندم[1] کاشتندش وانچہ جو
جو انہوں نے گیہوں بویا ہے اور جو

چشم اُو آنجاست روز و شب گرو
اس کی نظر شب و روز اس طرف لگی ہے

آنچہ آبستست شب جُز آں نزاد
رات جس سے حاملہ بنی ہے اس کے سوا اسنے نہیں جنا

حیلہا و مکر ہا جملہ ست باد
حیلے اور تدبیریں سب بیکار ہیں

کے شود دل خوش بحیلتہائے گش
چالو حیلوں سے وہ شخص کب دل خوش ہوتا ہے

آنکہ بیند حیلہ حق بر سرش
جو اللہ تعالیٰ کی تدبیر کو اپنے سر پر (مسلط) دیکھتا ہے

او درونِ دام[2] و دامے می نہد
وہ جال میں ہے اور ایک جال اور بچھاتا ہے

جانِ تو نے آں جہد نے ایں جہد
تیری جان کی قسم نہ اس سے نکلتا ہے نہ اس سے نکلتا ہے

گر بروید ور بریزد صد گیاہ
اگر سینکڑوں گھاسیں اگیں یا اگائے

عاقبت بر رویدآں کشتہ الٰہ
انجام کار اللہ (تعالیٰ) کا بویا ہوا اُگے گا

کشت نو کارید بر کشتِ نخست
پرانی کھیتی پر تو نے نئی کھیتی بو دی

ایں دوم فانیست وآں اوّل درست
دوسری فنا ہونے والی ہے پہلی ٹھیک ہے

تخمِ اوّل کامل و بگزیدہ است
پہلا بیج مکمل اور منتخب ہے

تخمِ ثانی فاسد و بوسیدہ است
دوسرا بیج خراب اور سڑا ہوا ہے

فکن[3] ایں تدبیرِ خود را پیشِ دوست
اپنی اس تدبیر کو دوست کے سامنے ڈالدے

گرچہ تدبیرت ہم از تدبیرِ اوست
اگرچہ تیری تدبیر بھی اسی کی تدبیر کی وجہ سے ہے

کارآں دارد کہ حق افراشت ست
اہم کام وہی ہے جو خدا نے قائم کیا ہے

آخرآں روید کہ اوّل کاشت ست
آخر میں وہی اُگے گا جو پہلے بویا ہے

ہرچہ کاری از برائے اُو بکار
جو بوئے اس کے لئے بو

چوں اسیرِ دوستی اے دوستدار
اے دوست! جبکہ تو دوست کا پابند ہے

گردِ نفس دُزدو کارِ اُو مپیچ
چور نفس کے گرد اور اس کے کام میں نہ لگ

ہرچہ آں نے کارِ حق ہیچست و ہیچ
جو اللہ (تعالیٰ) کا کام نہیں ہے وہ ہیچ در ہیچ ہے

پیش ازاں کہ روزِ دیں پیدا شود
اس سے قبل کہ قیامت کا دن ظاہر ہو

نزدِ مالک دُز دِشب رُسوا شود
مالک کے سامنے رات کا چور رسوا ہو

زحتِ دُزدیدہ بتدبیر و فنش
تدبیر اور اس کے ہنر سے چرایا ہوا مال

ماندہ روزِ داوری در گردنش
انصاف کے دن اس کی گردن پر ہو گا

---

[1] گندم۔ یعنی اعلیٰ افعال۔ کاشتند۔ کارکنان قضاوقدر نے جو لکھ دیا ہے۔ جو۔ یعنی گھٹیا اعمال۔ شب۔ یعنی جو مقدر میں مکتوب ہے وہی سامنے آئیگا۔ گش۔ خوب۔ حیلہ حق۔ اللہ کی قدرت۔

[2] دام۔ یعنی تقدیر الٰہی کا جال دانے۔ یعنی اپنی تدبیر کا جال۔ صد گیاہ۔ یعنی سینکڑوں تدبیریں۔ کشتہ الٰہ۔ یعنی جو خدا نے مقدر کر دیا ہے۔ کشت۔ نو۔ یعنی تدبیر کشت۔ نخست۔ یعنی تقدیر ایں دوم۔ یعنی تدبیر تخم۔ اوّل۔ تقدیر کے تدبیر پر غلبہ کی توجیہ ہے۔

[3] افکن۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ تقدیر تدبیر پر غالب ہے تو معاملہ تقدیر کے سپرد کر دینا چاہیے۔ ہرچہ کاری۔ جب خدا سے دوستی کا دعویٰ ہے تو اس کی شریعت پر عمل کرنا چاہئے۔ اور اس کے لئے مخلصانہ عمل کرنا چاہیے۔ نفس۔ یعنی امارہ۔ نفس امارہ کے کام اللہ کی مرضی کے مطابق نہیں ہیں۔ پیش ازاں۔ قیامت کے دن شیطانی کاموں سے علیحدگی بے معنی بات ہوگی۔ داوری۔ دادوری، منصفی۔

صد ہزاراں[1] عقل باہم بر جہند
لاکھوں عقلیں مل کر کوشش کرتی ہیں

تا بغیر دامِ اُو دامے نہند
تاکہ اس کے (تقدیر کے) جال کے سوا کوئی (تدبیر کا) جال بچھائیں

دامِ خود را سخت تر یا بند بس
اپنی (تقدیر کے) جال کو اور سخت پاتے ہیں اور بس

کے نماید قُوتے با بادِ خس
تنکا، آندھی کے مقابلے میں کیا طاقت دکھائے؟

ور نداری باور از من رَو ببیں
اگر میری بات کا تجھے یقین نہیں ہے جا دیکھ

در نبے وَاللّٰہُ خَیرُ الْماکِرِین
قرآن میں ہے اور اللہ سب سے اچھا داؤ کرنیوالا ہے

گر تو گوئی[2] فائدہ ہستی چہ بُود
اگر تو کہے ہستی (عالم) تدبیر کا کیا فائدہ تھا

در سوالت فائدہ ہست اے عنود
اے سرکش! کیا تیرے (اس) سوال میں فائدہ ہے؟

گر نداردایں سوالت فائدہ
اگر تیرے اس سوال میں فائدہ نہیں ہے

چہ شنوم ایں راعبث بے عائدہ
(تو) میں اس کو بیکار بے نتیجہ کیوں سنوں؟

در سوالت فائدہ داردیقیں
اگر تیرے سوال میں یقیناً فائدہ ہے

پس جہاں بے فائدہ نُبود بیں
تو غور کر عالم (تدبیر) بے فائدہ نہ ہو گا

از سوالت ار بود بس فائدہ
اگر تیرے سوال سے بہت سے فائدے ہیں

چوں نجوید در جہاں کس فائدہ
تو عالم (تدبیروں میں کوئی شخص فائدہ کیوں نہ تلاش کریگا؟

درسوالت رابسے فائید ہاست
اگر تیرے سوال میں بہت سے فائدے ہیں

پس جہاں بے فائدہ آخر چراست
تو عالم (تدبیر) آخر بے فائدہ کیوں ہے؟

درجہاں[3] از یک جہت بے فائدہ است
اگر عالم (تدبیر) ایک اعتبار سے بے فائدہ ہے

از جہت ہائے دگر پر عائدہ است
دوسری جہتوں سے فائدہ سے پر ہے

فائدہ تو گر مرا فائیدہ نیست
اگر تیرا فائدہ میرا فائدہ نہیں ہے

مرترا چوں فائدہ است ازوے مایست
چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اس سے باز نہ رہ

فائدہ تو گر مرا نُبود مُفید
اگر تیرا فائدہ میرے لئے مفید نہیں ہے

چوں تُرا شد فائدہ گیر اے مُرید
چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اے مرید! تو اسے اختیار کر

ورمنم زاں فائدہ حُر ابن حُر
اگر میں اس فائدہ سے آزاد ہوں

مرتُرا چوں فائدہ اَست ازوے مَبُر
چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اس سے نہ کٹ

حُسنِ یوسف عالمے را فائدہ
یوسف کے حسن میں عالم کا فائدہ تھا

گرچہ براخواں عبث بُد زائدہ
اگرچہ وہ بھائیوں کے لئے بیکار عبث تھا

[1] صد ہزاراں۔ تقدیر کے خلاف عقلاء کی تدبیریں بالکل بیکار ہیں۔ باد و خس۔ باد تقدیر الٰہی ہے اور خس تدبیر عقلاء واللہ۔ تو اچھے داؤ کے بالمقابل ناقص داؤ کیا کرسکتا ہے۔

[2] گر تو کوئی۔ اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تقدیر کے مقابلہ میں تدبیر بیکار ہے تو خدا کا عالم تدبیر کو پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔ در سوالت۔ الزامی جواب ہے کہ تیرے اس اعتراض میں کوئی فائدہ ہے یا نہیں اگر بے فائدہ ہے تو بے فائدہ سوال کے جواب کی ضرورت نہیں ہے اور اگر تیرا سوال مفید ہے اور عبث نہیں تو اللہ کا عالم تدبیر کو پیدا کرنا کیسے بے فائدہ ہو سکتا ہے۔ در سوالت۔ جب ایک انسان کا فعل عبث نہیں تو حکیم وعلیم کا فعل کیسے عبث ہو سکتا ہے۔

[3] در جہاں۔ ہر چیز کا ہر حیثیت سے مفید ہونا ضروری نہیں ہے اگر عالم تدبیر بمقابلہ تقدیر بے فائدہ ہے تو اس میں دوسری حیثیت سے بہت سے فائدے ہیں۔ فائدہ تو۔ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ہر چیز ہر شخص کے لئے مفید ہو ایک چیز ایک کے لئے بیکار ہے تو دوسرے کے لئے مفید ہوتی ہے۔ حسن یوسف۔ حضرت یوسف۔ کے حسن کی افادیت سب کے لئے تھی لیکن بھائیوں کے لئے نہ تھی۔

لحنِ [1] داؤدی چناں محبوب بود
داؤدی نغمہ کس قدر محبوب تھا

لیک بر محروم نا مطلوب بود
لیکن محروم (منکر) کے نا پسندیدہ تھا

آبِ نیل از آبِ حیواں بُد فزوں
نیل کا پانی آبِ حیات سے بھی بڑھا ہوا تھا

لیک بر قبطی مُنکر بود خوں
لیکن منکر قبطی (فرعون) پر خون تھا

ہست بر مومن شہیدی زندگی
مومن کے لئے شہادت زندگی ہے

بر مُنافق مُرد نست وزندگی
منافق کے لئے موت اور تباہی ہے

چیست [2] در عالم بگو یک نعمتے
بتا دینا میں کوئی نعمت ہے؟

کہ نہ محروم اندازوے اُمّتے
کہ اس سے کچھ لوگ محروم نہیں ہیں

گاؤ خر را فائدہ چہ در شکر
گدھے اور بیل کے لیے شکر میں کیا فائدہ ہے؟

ہست ہر جاں را یکے قُوتے دگر
ہر جاندار کی جدا گانہ غذا ہے

لیک گر آں قوت بروے عارضیت
لیکن اگر وہ اس کی عارضی غذا ہے

پس نصیحت کردن اورا نُقصی ست
تو نصیحت کرنا، اس کو سدھانا ہے

چوں [3] کسے کو از مرض گِل داشت دوست
جب کوئی کسی مرض کی وجہ سے مٹی (کھانا) پسند کرے

گرچہ پندارد کہ آں گِل قُوتِ اوست
اگرچہ وہ سمجھ رہا ہو کہ مٹی اس کی (اصل) غذا ہے

قوت اصلی را فرامش کردہ است
(لیکن) اس نے اصلی غذا کو بھلا دیا ہے

روئے در قوتِ مرض آوردہ است
بیماری کی غذا کی طرف رخ کر لیا ہے

نوش را بگذاشتہ سم خوردہ است
شہد کو چھوڑ کر زہر کھایا ہے

قوت علت ہمچو چوبش کردہ است
بیماری کی غذا نے اس کو لکڑی جیسا بنا دیا ہے

قوت اصلی بشر نورِ خداست
انسان کی اصل غذا خدا کا نور ہے

قُوتِ حیوانی مر اُو رانا سزاست
حیوانی غذا اس کے لئے مناسب نہیں ہے

لیک از علت دریں افتاد دل
لیکن بیماری کی وجہ سے (اس کا) دل اسمیں پڑا ہے

کہ خورد او روز و شب از آب و گل
کہ شب و روز وہ پانی مٹی (کی پیداوار) کھائے

روئے زردو پائے سُست و دل سُبک
چہرہ زرد، پیر سُست، اور دل کمزور

کو غذائے وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُک
کہاں راستوں والے آسمان کی غذا؟

---

[1] لحنِ داؤدی۔ حضرت داؤدؑ کا نغمہ پرندوں تک کے لئے مفید تھا لیکن کافروں کے لئے مفید نہ تھا۔ آب نیل۔ دریائے نیل کا پانی مخلوق خدا کیلئے مفید تھا فرعون کے لیئے مہلک بنا۔ شہیدی۔ شہادت مومن کیلئے مفید ہے۔ کافر کیلئے مضر ہے۔

[2] چیست۔ دنیا کی ہر نعمت کا یہی حال ہے کہ کچھ انسانوں کیلئے وہ مفید ہے اور محروم انسانوں کے لئے مفید نہیں ہے۔ در شکر۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت ہر ایک کیلئے نہیں پیدا فرمائی ہے شکر انسانوں کے لئے نعمت اور غذا ہے حیوانوں کیلئے نہیں ہے۔ لیک۔ بعض اصلی غذا کو چھوڑ کر دوسری غذا کے عادی ہو جاتے ہیں۔ تو نصیحت ان کیلئے کارگر ہوتی ہے اور وہ اصل غذا حاصل کرنے لگتے ہیں۔ رانقصی۔ گھوڑے کو سدھانا۔

[3] چوں کسے۔ بعض لوگ مرض کی حالت میں مٹی کو غذا بنا لیتے ہیں۔ اور اس کو اپنی غذا سمجھتے ہیں۔ نوش۔ اصلی غذا شہد کی طرح مفید ہوتی ہے اور بیماری کی وجہ سے جس چیز کو اس نے غذا سمجھ لیا ہے وہ اس کے لئے مضر اور زہر ہوتی ہے جو اس کو فربہ کرنے کی بجائے لکڑی جیسا خشک بنا دیتی ہے۔ نور خدا نور معرفت خداوندی۔ قوت حیوانی۔ جسمانی لذتیں اور نفسانی شہوتیں۔ از آب و گل۔ یعنی مٹی پانی کی پیداوار، گوشت۔ ترکاریاں پھل وغیرہ۔ روئے زرد۔ یہ غذائیں اس کی روح میں کمزوری علامتیں۔ پیدا کر دیتی ہیں۔ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُک۔ سورہ والذاریات کی یہ آیت ہے یعنی قسم ہے راستوں والے آسمان کی۔"

آں غذائے خاصگانِ دوست است
وہ دربار کے مخصوص لوگوں کی غذا ہے

خوردنِ آں بے گلو و آلت است
اس کا کھانا بغیر حلق اور برتنوں کے ہے

شد غذائے ذفتاب از نورِ عرش
آفتاب کی غذا عرش کا نور ہے

مر حسود و دیورا از دودِ فرش
حاسد اور شیطان کی (غذا) زمین کا دھواں ہے

در شہیداں یُرْزَقُوْنَ فرمود حق
اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کے بارے میں یرزقون فرمایا ہے

آں غذا رانے دہاں بُد نے طبق
اس غذا کے لئے نہ منہ ہے نہ طباق

دل زہر یارے غذائے می خورد
دل ہر محبوب (چیز) سے غذا حاصل کرتا ہے

دل زہر علمے صفائے می برد
دل ہر علم سے صفائی حاصل کرتا ہے

صورت۲ ہر آدمی چوں کاسہ ایست
ہر آدمی کی صورت پیالے کی طرح ہے

چشم از معنی او حسّاسہ ایست
آنکھ اس کے باطن کا ادراک کرنے والی ہے

از لقائے ہر کسے چیزے خوری
تو ہر شخص کی ملاقات سے کچھ حاصل کریگا

وز قرانِ ہر قریں چیزے بری
تو ہر ساتھی کے ملنے سے کچھ حاصل کرے گا

چوں ستارہ با ستارہ شد قریں
جب ایک ستارہ دوسرے ستارہ سے ملتا ہے

لائق ہر دو اثر زاید یقیں
یقیناً دونوں کے مناسب اثر بڑھتا ہے

از قرانِ مردوزن زاید بشر
مرد اور عورت کے ملنے سے انسان پیدا ہوتا ہے

وز قرانِ سنگ و آہن ہم شرر
اور پتھر اور لوہے کے ملنے سے چنگاریاں (نکلتی ہیں)

وز قرانِ خاک با با رانہا
میوہا و سبزہا ریحانہا
مٹی اور بارشوں کے ملنے سے
میوے سبزے (اور) خوشبودار گھاسیں (پیدا ہوتی ہیں)

وز قران سبز ہا با آدمی ۳
دل خوشی و بے غمی و خُرمی
انسان کے ساتھ سبزوں کے جمع ہونے سے
دل خوشی اور بے غمی اور سرور (پیدا ہوتا ہے)

وز قرانِ خُرمی با جانِ ما
می بزاید خوبی و احسانِ ما
ہماری جان کے ساتھ خوشی کے ملنے سے
خوبی اور کمالات پیدا ہوتے ہیں

قابلِ خوردن شود اجسامِ ما
چوں برآید از تفرج کامِ ما
ہمارے جسم (کھانا) کھانے کے قابل ہو جاتے ہیں
جبکہ تفریح سے ہمارا مقصد پورا ہوتا ہے

۱ آں غذا۔ آسمانی غذا اللہ (تعالیٰ) کے مخصوص بندوں کی غذا ہے جس کے کھانے کے لئے عالم ناسوت کے وسائل اور ذرائع کی ضرورت نہیں ہے۔ دود فرش۔ عالم ناسوت کی غذا۔ یُرْزَقُوْنَ۔ قرآن پاک میں شہیدوں کیلئے فرمایا گیا ہے بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ "بلکہ وہ اپنے خدا کے پاس زندہ ہیں جن کو غذا دیجاتی ہے" آں غذا۔ جنت کی یہ غذا بغیر مادی ذرائع اور وسائل کے کھائی جاتی ہے دل۔ اس طرح دنیا داروں اور اہل اللہ کی غذا میں اور دنیا اور آخرت کی غذا میں فرق ہے اسی طرح انسان کے مختلف اعضا کی مختلف غذائیں ہیں دل کی غذا، دوست کی ملاقات اور حصول علم ہے۔

۲ صورت۔ چشم۔ بصیرت کی غذا انسان کے باطنی اوصاف ہیں۔ از لقائے۔ ہر چیز ایک دوسرے سے ملکر کچھ نہ کچھ غذا اور قوت حاصل کرتی ہے۔ چوں ستارہ۔ اب مولانا نے چند مثالیں پیش فرمائی ہیں جن سے ثابت کیا ہے کہ۔ ہر چیز دوسری چیز سے مل کر کوئی غذا اور طاقت حاصل کر لیتی ہے قرآن السعدین اور قران النحسین سے ہر ستارہ ایک دوسرے سے تقویت اور غذا حاصل کر لیتا ہے اور تاثیر بڑھ جاتی ہے۔ از قران مردوزن۔ میاں بیوی کی ہمبستری سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وز قران۔ پتھر اور لوہے کو ملا کر لڑا جائے تو چنگاریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ریحان۔ ہر خوشبودار گھاس۔

۳ آدمی۔ انسان چمنوں کی سیر کرتا ہے تو سرور حاصل ہوتا ہے۔ خرم۔ انسان کو خوشی میسر آتی ہے تو قوائے باطنی میں اضافہ ہوتا ہے اور بھوک لگتی ہے جو صحت کو بڑھاتی ہے۔ تفرج۔ سیر و تفریح۔ کام۔ مقصد

سُرخروئی ۱ از قِران خوں بُود — خوں زخورشیدِ خوشی گلگوں بُود
خون کے ملنے سے سرخروئی حاصل ہوتی ہے — خوشی کے آفتاب سے خون سرخ ہوتا ہے

بہترینِ رنگہا سُرخی بود — واں زخورشید ست از وے میرسد
رنگوں میں بہترین رنگ سرخی ہوتی ہے — وہ سورج کی وجہ سے ہے اور اس سے حاصل ہوتی ہے

ہر زمینے کو قریں شُد باز حل — شورہ گشت و کشت را نبود محل
جو زمین زحل (ستارہ) کی متعلق ہوئی — وہ شوریلی بنی اور کھیتی کی جگہ نہیں رہتی

قُوت اندر فعل آیدز اتفاق — چوں قِرانِ دیوبا اہلِ ۲ نفاق
متفق ہو جانے سے کام میں قوت آجاتی ہے — جیسا کہ شیطان کا منافقوں سے مل جانا

ایں معانی راست از چرخِ نہم — بے ہمہ طاق و طُرم طاقِ طرم
ان معانی کے لئے نویں آسمان — بغیر شان و شوکت والے سے شان و شوکت ہے

خَلق ۳ را طاق وطُرم عاریت است — اَمر را طاق و طُرم ماہیّت است
عالم کی شان و شوکت عارضی ہے — (عالم) امر کی شان و شوکت ذاتی ہے

ازپئے طاق و طرم خواری کشند — بر اُمید عزّ در خواری خوشند
شان و شوکت کے لئے ذلت برداشت کرتے ہیں — عزت کی امید پر ذلت میں خوش ہیں

بر امیدِ عزّ دہ روزہ خُدوک — گردنِ خود کردہ اندازغم چو دوک
دس روزہ عزت کی امید پر — پریشان ہیں فکر میں اپنی گردن کو تکلا جیسا بنائے ہوئے ہیں

چوں نمی آیند ایں جا کہ منم — کاندریں عزّ آفتابِ روشنم
اس جگہ کیوں نہیں آتے جہاں میں ہوں — کہ میں اس عزت میں روشن سورج ہوں

مَشرقِ خورشید بُرجِ قیر گوں — آفتابِ ماز مشرقہا بُروں
سورج کی مشرق سیاہ برج ہے — ہمارا سورج مشرقوں سے بالا ہے

مَشرقِ اونسبت ذراتِ اُو — نے برآمدنے فروشد ذات اُو
اس کی مشرق ذروں کے ساتھ اس کی نسبت ہے — نہ اس کی ذات طلوع کرتی ہے نہ غروب کرتی ہے

ماکہ واپس ماندہ ذرّاتِ و ئیم — دردو عالم آفتابِ بے فئیم
ہم جو کہ اس کے ذرات میں سے پسماندہ ہیں — دونوں جہانوں میں بغیر سایہ کا سورج ہیں

۱ سُرخروئی۔ رخساروں میں خون دوڑتا ہے۔ تو چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ گلگوں۔ خوشی سے خون میں سرخی پیدا ہوتی ہے۔ واں۔ سرخی۔ سورج کی تاثیر سے پیدا ہوتی ہے۔ زُحل۔ ایک ستارہ ہے۔ جس کو نحس اکبر بھی کہا جاتا ہے اس کی یہ تاثیر ہے کہ جس زمین کی طرف اس کا رخ ہو وہاں قحط اور جس طرف اس کی پشت ہو وہاں وبا پھیل جاتی ہے۔

۲ اہلِ نفاق۔ منافقوں کا شیطان سے ملاپ انکے شر میں اضافہ کر دیتا ہے۔ چرخ نہم۔ شرع میں اسی کو عرش کہا جاتا ہے اور حکما ماسکو فلک لا فلاک اور فلک اطلس کہتے ہیں۔ جو بالکل سادہ ہے اسمیں کوئی ستارہ نہیں ہے صوفیاء کے نزدیک علوم و معارف ربانی کا نزول اسی فلک سے ہوتا ہے چونکہ باہمی میل جول سے کوئی نہ کوئی چیز حاصل ہوتی ہے لہٰذا انسان کو علوم و معارف سے وابستہ ہونا چاہیے۔ جن میں بڑی شان و شوکت ہے۔

۳ خلق۔ عالم مادیات۔ امر۔ عالم مجردات۔ جس میں علوم و معارف الٰہی بھی داخل ہیں۔ عز۔ یعنی دنیا کی عزت۔ خدوک۔ غصہ پریشانی دوک۔ تکلا۔ ایضاً۔ یعنی مقام معرفت خداوندی۔ قیر گوں۔ سیاہ۔ آفتاب ما۔ ہم جس سے نور حاصل کرتے ہیں وہ ذات باری ہے جو مشرقوں سے وراء الورا ہے مشرق ہو ذات باری کیلئے جب ہم لفظ شرق بولتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ذرات یعنی اولیاء اللہ اسوقت اس سے کسب نور کر رہے ہیں۔ جو دائمی نہیں ہے بلکہ بسا اوقات کسب نور میں حجابات حائل ہو جاتے ہیں۔ ورنہ اللہ کیلئے نہ مشرق ہے نہ مغرب اس کی ذات ہر وقت نور فشاں ہے۔ واپس ماندہ۔ ذرات یعنی ہم اس کے اولیاء میں بہت کم درجہ کے ہیں۔ فئیم۔ سایہ۔

باز گردِ شمس میگردم عجب
تعجب ہے میں پھر بھی سورج کے چاروں طرف گردش کرتا ہوں

ہم زفرِ شمس باشد ایں سبب
یہ سبب بھی سورج کی شان و شوکت کی جانب سے ہے

شمس باشد بر سببہا مطلعِ
اسباب سے سورج با خبر ہوتا ہے

ہم ازو حبلِ سببہا منقطعِ
اسباب کی رسی کا ٹوٹنا بھی اسی کی جانب سے ہے

صد ہزاراں [۲] بار ببریدم امید
میں نے لاکھوں بار امید منقطع کی

از کہ از شمس ایں شما باور کنید
کس سے ؟ سورج سے اس کا تم یقین کرو

تو مرا باور مکن کز آفتاب
تو میرا یقین نہ کر، کہ سورج سے

صبر دارم من و یا ماہی زآب
میں صبر کرسکتا ہوں اور یا مچھلی پانی سے (صبر کرسکتی ہے)

ور شوم نو مید نو میدیِ من
اگر میں نا امید ہوں، میری نا امیدی

عینِ صنعِ آفتاب ست اے حسن
بالکل سورج کا کام ہے اے پیارے!

عینِ صنع از نفسِ صانع چوں بُرد
بعینہ کام کرنے والے کی ذات سے کیسے جدا آسکتا ہے؟

عینِ ہست از غیرِ ہستی چوں چرد
خود موجود غیر موجود سے کیسے غذا (وجود) حاصل کرسکتا ہے؟

جملہ [۳] ہستیہا ازیں روضہ چرند
تمام وجودات اسی باغ سے غذا (وجود) حاصل کرتے ہیں

گر بُراق و تازیاں ور خود خرند
خواہ براق اور عربی گھوڑے ہوں یا خود گدھے ہوں

لیک اسپِ کور کورانہ چرد
لیکن اندھا گھوڑا، اندھے پن سے چرتا ہے

می نہ بیند روضہ را ازانست رد
وہ باغ کو نہیں دیکھتا ہے اس لئے مردود ہے

وانکہ گردشہا ازاں دریا ندید
اور جس نے گردشوں کو اس دریا سے نہ سمجھا

ہر دم آرد رُو بجر اب جدید
ہر آن منہ نئی محراب کی طرف کرتا ہے

اُوز بحرِ عذب آبِ شور خورد
اس نے شیریں دریا سے کھارا پانی پیا

تا کہ آبِ شور اورا کور کرد
یہاں تک کہ کھارے پانی نے اس کو اندھا کر دیا

بحری گوید بدستِ راست خور
دریا کہتا ہے کہ داہنے ہاتھ سے پی

زآبِ من اے کور تا یابی بصر
میرا پانی اے اندھے! تا کہ تو بینائی حاصل کرے

ہست دستِ راست ایں ظن راست
داہنے ہاتھ (سے مراد) یہاں صحیح عقیدہ ہے

کو بداند نیک و بد را کز کجاست
تا کہ وہ جان لے کہ نیک و بد کہاں سے ہے

۱ باز۔ یعنی میں باوجود الکتاب ہو جانے کے پھر بھی مزید تقرب حاصل کرنے کیلئے اس شمس کو لپٹا ہوا ہوں اور یہ میرا لپٹنا اور چکر جو تقرب کا سبب ہے یہ بھی اسی شمس کا عطا کردہ ہے۔ ایں سبب۔ ہم شعر شمس باشد۔ یعنی میری گردش جو کہ تقرب کا سبب ہے اس کی ہی پیدا کردہ ہے۔ جس طرح نتائج قبضہ قدرت میں ہیں اسی طرح ان کے اسباب بھی قبضہ قدرت میں ہیں۔ شمس۔ اسباب کا مہیا ہونا اور نہ ہونا قدرت خداوندی کے تابع ہے۔

۲ صد ہزاراں۔ بصول الی اللہ کی سعی میں لاکھوں بار مایوسیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تو مرا۔ لیکن مایوسی ترک سعی کا سبب نہیں بنتی۔ صبر دارم۔ مایوس ہو کر صبر کر کے بیٹھ جاؤں یہ ممکن نہیں ہے۔ ماہی۔ مچھلی پانی سے صبر کر کے نہیں بیٹھ سکتی تڑپ تڑپ کر جان دے دیتی ہے۔ ور شوم۔ مایوس کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ عین صنع جبکہ مایوس کرنا بھی اللہ کا فعل ہے تو وہ اللہ کے ساتھ مزید تعلق پیدا کر دیتا ہے۔ عینِ ہست۔ مایوسی جو موجود ہے وہ غیر موجود کا فعل کب ہو سکتی ہے لا موجود الا اللہ لہٰذا مایوسی بھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے

۳ جملہ ستیہا۔ اچھے ہوں یا برے سب نے وجود اسی ذات سے حاصل کیا ہے۔ اسپ کور۔ جن کو بصیرت حاصل نہیں ہوتی وہ اس طرف دھیان نہیں دیتے ہیں اور مردود بارگاہ ہو جاتے ہیں۔ گردشہا۔ جو لوگ اسباب کو منجانب اللہ نہیں سمجھتے وہ اسباب کو قبلہ گاہ بنا لیتے ہیں۔ دریا۔ بحر حقیقت، اللہ تعالیٰ۔ اوز بحر۔ منکرین کی کج فطرتی ان کو تباہ کر دیتی ہے۔ بحر عذب۔ شیریں پانی کا دریا۔ بدست راست۔ یعنی حقائق کو صحیح طور پر دیکھ۔ ظن راست۔ یعنی تمام تصرفات کو وہ سمجھنا۔

نیزہ[1] گردانے ست اے نیزہ کہ تو — راست می گردی گہ و گاہے دو تو

اے نیزے! کوئی نیزے کو گھمانے والا ہے کہ تو — کبھی سیدھا ہو جاتا ہے اور کبھی دوہرا

ماز عشق شمسِ دیں بے ناخنیم — ورنہ مآں کور را بینا کنیم

ہم دین کے شمس کے عشق کی وجہ سے معذور ہیں — ورنہ ہم اس اندھے کو بینا کر دیتے

ہاں ضیاء[2] الحق حُسام الدّیں تو زود — دارویش کُن کوری چشمِ حسُود

ہاں ضیاء الحق حسام الدین تو جلد — اسکا علاج کر دینے کا حاسد کے اندر کے باوجود

جُملہ کوراں رادَو اکُن اے قَمر — اے نہالِ میوہ دارافشاں ثمر

اے چاند! سب اندھوں کا علاج کر دے — اے پھلدار درخت! پھل گرا

تو تیائے کبریائی تیز فعل — داروئے ظلمت کُش استیز فعل

زود اثر خدائی سرمہ — تاریکی کو دور کرنے والی دوا، اکھاڑ کرنیوالی

آنکہ گر بر چشمِ اعمیٰ بَر زند — ظلمتِ صد سالہ رازو بر کَند

وہ کہ اگر اندھے کی آنکھ میں ڈال دیں — سو سالہ تاریکی کو اس سے دور کر دے

جُملہ کوراں رادو اکُن جُز حسوُد — کز حَسودی بر تومی آرد جُحود

حاسد کے علاوہ سب اندھوں کا علاج کر — جو حسد کی وجہ سے تیرا انکار کرتا ہے

مر حسودت[3] را اگرچہ آں منم — جاں مدہ تا ہمچنیں جاں میکنم

اپنے حاسد کو خواہ وہ میں ہی ہوں — جان عطا نہ کرتا کہ اسی طرح جان توڑتا ہوں

آنکہ اُو باشد حسودِ آفتاب — کورمی گردو ز بُودِ آفتاب

جو کہ سورج کا حاسد ہوتا ہے — سورج کے وجود سے اندھا ہو جاتا ہے

اِینت دردِ بے دَوا کو راست آہ — اینت افتادہ ابد در قعرِ چاہ

عجب اس کا لا علاج مرض ہے! افسوس — عجب، یہ ہمیشہ کے لئے کنویں کی گہرائی میں گرا ہوا ہے

نفی خورشید ازل بایستِ اُو — کے بر آید ایں مُرادِ اُو بگو

اس کے ازلی سورج کا عدم چاہا — بتا اس کی یہ تمنا کیسے پوری ہو؟

باز آں باشد کہ باز آید بشاہ — بازِ کورست آنکہ شد گم کردہ راہ

باز وہی ہے جو شاہ کے پاس نہ واپس آجائے — جو راستہ سے بھٹک گیا وہ اندھا باز ہے

۱ نیزہ گرداں۔ برچھی گھمانے والا۔ نیزہ۔ یعنی انسانی قد۔ دوتو۔ دوہرا۔ شمس دیں۔ یعنی شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ۔ بے ناخن۔ مجبور، معذور، مولانا کی تصرفات سے معذوری یا فنائیت کی بنا پر تھی یا تصرف سے محجوب تھے یا ماذون تو تھی لیکن تشبہ بالانبیاء کی بنا پر تصرف کرنا پسند نہ کرتے تھے۔ کور را۔ بسا اوقات اولیاء اللہ ایسا تصرف کر دیتے ہیں کہ منکر قدموں پر آ کرتا ہے۔

۲ ضیاء الحق مولانا کے خلیفہ ہے جن سے مولانا فرماتے ہیں کہ تو گمراہوں پر تصرف کر کے راہ راست پر لا۔ اے قمر۔ ضیاء الحق۔ جن کا دل چاند کی طرح روشن ہے۔ توتیا۔ سرمہ۔ استیز فعل۔ جس کا کام مرض کو دفع کرنا ہے۔ اعمیٰ۔ یعنی جو عرصہ سے منکر ہے۔ جز حسود۔ حسد کی بنا پر منکر کی شفا ناممکن ہے۔

۳ مر حسود۔ حاسد کسی طرح فیضیاب نہیں ہو سکتا ہے۔ کوری گردد۔ آفتاب کا کام روشنی پہنچانا ہے لیکن حاسد آنکھیں بند کر لینے کی وجہ سے اور اندھا بنتا ہے۔ اینست۔ زہے۔ درد۔ حسد کا کوئی علاج نہیں ہے۔ خورشید ازل۔ اولیاء اللہ یا ذات خداوندی۔ باز آں باشد۔ یعنی طالب تو وہ ہے کہ اگر کسی وقت فیض حاصل بھی نہ ہو تو منکر نہ بنے بلکہ کوشش جاری رکھے پھر مناسبت پیدا ہوگی اور فیض حاصل ہونے لگے گا منکر بن گیا تو تباہی ہے۔

گرفتار شدن[1] باز میانِ چُغداں بویرانہ

ویرانہ میں باز کا چغدوں میں پھنس جانا

باز در ویراں بر چُغداں فتاد — راہ راگم کرد و در ویراں فتاد

باز ویرانے میں الوؤں میں جا گرا — راستہ بھول گیا اور ویرانے میں جا اترا

اُو ہمہ نورست از نورِ رضا — لیک کورش کرد سَر ہنگِ قضا

وہ خوشنودی (حق) کے نور سے سراپا نور ہے — لیکن اس کو قضا (خداوندی) کے سپاہی نے اندھا کر دیا

خاک در چشمش زد واز راہ بُرد — درمیانِ چُغدو ویرانش سپرد

(قضا نے) اس کی آنکھوں میں دھول جھونک دی اور راستہ سے ہٹا دیا — اس کو الوؤں اور ویرانے میں ڈال دیا

بر سَری چُغدانش بر سَری زنند — پرّ و بالِ ناز نینش می کَنند

علاوہ ازیں الوؤں اس کے سر پر (ٹھونگیں) مارتے تھے — اس کے ناز پروردہ پر و بال اکھاڑتے تھے

ولولہ[2] افتادہ در چُغداں کہ ہا — باز آمد تا بگیرد جائے ما

الوؤں میں شور مچا کہ خبردار! — باز آیا ہے تاکہ ہماری جگہ پر قبضہ کرلے

چوں سگانِ کوئی پُرخشم و مہیب — اندرافتادند در دَلقِ غریب

گلی کے ہیبت ناک اور غضبناک کتوں کی طرح — مسافر کی گدڑی کو لپٹ گئے

باز گوید من چہ در خوردم بُچغد — صد چنیں ویراں رہا کردم بُچغد

باز کہتا ہے مجھے الوؤں سے کیا لگاؤ؟ — ایسے سو ویرانے میں نے الوؤں کیلئے چھوڑ دیئے ہیں

من[3] نخواہم بود اینجا می رَوَم — سُوئے شاہنشاہ راجع می شوم

میں اس جگہ نہیں رہنا چاہتا میں جاتا ہوں — شاہ کی طرف واپس جاتا ہوں

خویشتن مکشید اے چغداں کہ من — نے مقیمم می روم سوئے وطن

اے الوؤ! اپنے آپ کو نہ مارے ڈالو کیونکہ میں — میں مقیم نہیں ہوں وطن کی طرف جاتا ہوں

ایں خراب آباد در چشمِ شماست — ورنہ ما را ساعدِ شہ باز جاست

یہ ویرانہ تمہاری نظر میں آباد ہے — ورنہ ہمارے لئے تو شاہ کی کمائی واپسی کی جگہ ہے

چُغد گفتا باز حیالت می کُند — تاز خان و ماں شمارا بر کَند

ایک الو بولا، باز مکاری کرتا ہے — تاکہ تمہیں گھر باز سے اکھاڑ دے

خانہائے ما بگیرد اُو بہ مکر — بر کند ما را زسالوسی زوَکر

مکاری سے ہمارے گھروں پر قبضہ کر لے — چالاکی سے ہمارے گھونسلوں سے ہمکو اجاڑ دے

---

[1] گرفتار شدن۔ اس حکایت کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ باز شاہ کی کمائی سے محروم ہو گیا تھا لیکن برابر طلب میں لگا رہا اور کامیاب ہوا۔ باز۔ اس سے مراد نبی و عارف ہے۔ چغداں۔ الوؤں سے مراد منکرین اور محجوبین ہیں اور اس حکایت میں شاہ سے ذات حق اور زنداں سے دنیاوی لذتیں مراد ہیں۔ اُو ہمچُو۔ عارفین کی بھی کبھی آزمائش ہو جاتی ہے اور وہ قضائے الٰہی سے راہ گم کر بیٹھتے ہیں۔ بر سری۔ علاوہ ازیں۔ می زنند۔ یعنی باز کے سر پر ٹھونگیں مارتے تھے۔ ناز نین۔ ناز پروردہ۔

[2] ولولہ۔ واویلا کرنا جوش و خروش۔ تا بگیرد انبیا کے بارے میں منکرین یہ بھی کہتے تھے۔ یُرِیدُ اَن یَّخرُجَکُم مِّن اَرضِکُم۔ یعنی وہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہاری سرزمین سے نکالکر اسپر قبضہ جمائے۔ دلق۔ گدڑی غریب۔ اجنبی، مسافر۔ باز گوید۔ انبیاء اور اولیاء نے منکرین سے اکثر یہی کہا ہے۔

[3] من نخواہم۔ شعر

خرم آں روز کزیں منزل ویران بروم — راحت جاں طلبم وزپے جاناں بروم

نذر کردم کہ گر آید بسرایں غم روزے تا — در میکدہ شاداں و غزل خواں بروم

شاہنشاہ۔ ذات حق۔ وطن یعنی دار آخرت۔ ساعد شہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب۔ حیلت۔ حیلہ بازی۔ خان و مان۔ گھر بار۔ سالوسی۔ فریب، مکاری۔ زکر۔ گھونسلا۔

مینماید سیری ۱ ایں حیلت پرست
یہ مکار سیر چشمی دکھاتا ہے

وَاللہ از جملہ حریصاں بدترست
خدا کی قسم تمام لالچیوں سے بدتر ہے

اُو خورد از حرص طیں را ہمچو دِبس
وہ لالچ میں مٹی انگور نے شیرے کی طرح چاٹتا ہے

دُنبہ مسپارید اے یاراں بخرس
اے دوستو! دنبہ ریچھ کے سپرد نہ کرو

لاف از شہ می زند و زدستِ شاہ
بادشاہ، اور بادشاہ کی کلائی کی ڈینگیں مارتا ہے

تابرد اما سلیماں رازِ راہ
تاکہ ہم بھولوں کو گمراہ کر دے

خود چہ جنس ۲ شاہ باشد مُرغکے
ذلیل پرند بادشاہ کی کیا مناسب ہو گا؟

مشنوش گر عقل داری اند کے
اگر تم تھوڑی سی بھی عقل رکھتے ہو، اس کی نہ سنو

جنسِ شاہ است اُو و یا جنسِ وزیر
وہ بادشاہ کے لائق ہے یا وزیر کے لائق ہے؟

ہیچ باشد لائق لوزینہ سیر
کبھی لہسن، بادام کے حلوے کے لائق ہوتا ہے؟

آنچہ می گوید ز مکرو فعل دفن
وہ جو مکاری اور فریب کاری اور چالاکی سے یہ کہتا ہے

ہست سلطان با حشم جویائے من
(کہ) بادشاہ مع فوج کے میری تلاش میں ہے

لیئت ما لیخو لیائے نا پذیر
عجب! نا قابل قبول پاگل پن ہے

لیئت لاف خام و دامِ گول گیر
عجب! بے بنیاد شیخی اور بھولوں کو پھانسنے کا جال ہے

ہرکہ ایں باور کند اُوابلہ است
جو یہ یقین کرے وہ احمق ہے

مُرغکِ لاغر چہ در خور دِشہ است
کمزور ذلیل پرند، بادشاہ کے کیا لائق ہے؟

کمترین ۳ چغدار زند بر مغزِ اُو
چھوٹے سے چھنالوں اگر اس کے بھیجے پر (ٹھونگ) مارے

مَرو را یاری گری از شاہ کُو
اس کی بادشاہ سے دوستی کہاں ہے؟

گفت باز اریک پَرِ من بشکنید
باز نے کہا، اگر میرا ایک پر (بھی) تم توڑو

یازغم برگِ گلے بر من زنید
یا غصہ سے ایک پھول کی پنکھڑی میرے مارو

بیخِ بُغدستاں شہنشہ بر کند
بادشاہ بوستان کی بیخ کنی کر دے گا

جانہاں تاں جملگی بر سر زند
تم سب کے گھونسلے اجاڑ دے گا

چغد خود چہ بُود اگر بازے مرا
الو کیا ہوتا ہے؟ اگر کوئی باز (بھی) میرا

دل بر نجاند کُند بر من جفا
دل رنجیدہ کرے اور مجھ پر ظلم کرے

شہ کُند تو دہ بہرِ شیب و فراز
بادشاہ ہر نشیب و فراز میں ڈھیر لگا دے

صد ہزاراں خرمن از سرہائے باز
بازوں کے سروں کے لاکھوں کھلیان

۱ سیری۔ پیٹ بھرا پن۔ طین۔ مٹی۔ دبس۔ انگور کا شیرہ۔ خرس۔ ریچھ۔ لاف۔ یعنی یہ اس کی بکواس ہے کہ اس کی شاہ سے دوستی ہے۔ اور وہ اس کی کلائی پر بیٹھتا ہے۔ سلیماں سلیم کی جمع ہے، بھولا انسان از راہ ور دن۔ دھوکا دینا، گمراہ کرنا۔

۲ جنس۔ ہم جنس، مناسب۔ مرغک۔ حقیر۔ پرند۔ لوزینہ۔ بادام کا حلوا۔ سیر۔ لہسن۔ لیئت۔ زہے عجب۔ مالیخولیا۔ جنون کی ایک قسم ہے۔ نا پذیرا۔ نا قابل قبول۔ لاف خام۔ بے بنیاد شیخی گول۔ بالضم وہ وہ مجہول، احمق، ابلہ۔

۳ کمترین۔ اکثر منکروں نے بھی اس طرح دھمکیاں دی ہیں۔ گفت۔ انبیاء اور اولیاء کو ستانے پر بستیاں ویران کر دی گئی ہیں۔ اگر باز۔ اولیاء کو ستانے سے عوام تو درکنار بڑے بڑے لوگ صاحب علم و ہنر برباد ہوئے ہیں۔ شیب۔ نشیب کا مخفف ہے۔ پست زمین۔

پاسبانِ[1] من عنایاتِ وے ست
اس کی مہربانیاں میری نگہبان ہیں

ہر کُجا کہ می روم شہ در پے ست
میں جہاں جاتا ہوں بادشاہ پیچھے ہوتا ہے

در دلِ سلطاں خیالِ من مُقیم
بادشاہ کے دل میں میرا خیال جما ہوا ہے

بے خیالِ من دلِ سلطان سقیم
میرے خیال کے بغیر بادشاہ کا دل رنجیدہ ہے

چوں پرّ اند مرا شہ در رَوِش
جب بادشاہ مجھے کسی روش میں اڑاتا ہے

یابم اندر اَوجِ جاں خوش پرورش
میں جان کی بلندی میں اچھی بالیدگی محسوس کرتا ہوں

ہمچو ماہ و آفتابے می پرم
میں چاند اور سورج کی طرح اڑتا ہوں

پردہائے آسما را بر درم
آسمان کے پردے چاک کر دیتا ہوں

روشنی عقلہا از فکرتم
عقول کی روشنی میرے فکر (کے نور) سے ہے

اِنفطارِ آسماں از فطرتم
آسمانوں کا شق ہونا میری پیدائش کی وجہ سے ہے

باز دمم و حیراں شود در من ہما
میں باز ہوں اور میرے معاملہ میں ہما حیران ہوتا ہے

چُغد کہ بُوَد تا بداند سرِّ ما
الو کیا ہوتا ہے کہ ہمارا راز سمجھے ؟

شہ برائے من ززنداں یاد کرد
شاہ نے میری وجہ سے قید خانہ کو یاد کیا

صد ہزاراں بستہ را آزاد کرد
لاکھوں قیدیوں کو آزاد کر دیا

یک دمم با چُغد ہا دمساز کرد
(مجھے) تھوڑی دیر کے لئے الوؤں کا ساتھی بنایا

از دمِ من چُغد ہا را باز کرد
میرے دم بدم سے الوؤں کو باز بنا دیا

اے خنک[3] چُغدے کہ در پروازِ من
وہ الو خوش قسمت ہے جو کہ میری پرواز میں

فہم کرداز نیک بختی رازِ من
نیک بختی سے میرا راز سمجھ گیا

در من آویزید تا بازاں شوید
مجھ سے متعلق ہو جاؤ تاکہ باز بن جاؤ

گرچہ چُغدانید شہبازاں شوید
اگرچہ تم الو ہو باز بن جاؤ

آنکہ باشد باچُنیں شاہے حبیب
جو ایسے بادشاہ کا محبوب ہو

ہر کجا افتد چرا باشد غریب
جہاں بھی جا پڑے اجنبی کیوں ہو؟

ہر کہ باشد شاہ دَرد ش را دَوا
بادشاہ جس کے درد کی دوا ہو

گر چو نے نالد نبا شد بینوا
اگرچہ وہ بانسری کی طرح نالہ کرے بے ساز و سامان نہیں ہوتا

---

[1] پاسبان۔ خدا نے انبیاء کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ مقیم۔ جا گزیں۔ سقیم۔ بیمار۔ یابم۔ یعنی جب خدا مجھے روحانی عروج عطا فرماتا ہے تو مجھے روح کی ترقی میں اچھی پرورش حاصل ہوتی ہے۔ می پرم۔ انبیاء کو معراج جسمانی اور اولیاء کو معراج روحانی حاصل ہو جاتی ہے۔

[2] روشنی عقلہا۔ یعنی فرشتوں کو نور میری وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ انفطار۔ آسمانوں میں شگاف ہونا۔ فطرتم۔ میری پیدائش کی وجہ سے ہے۔ آسمانوں کا انفطار انبیاء کی معراجوں یا بارشوں کے نزول کے لئے ہے۔ ہما۔ یعنی ملائکہ افضل بشر ہا فضل ملائکہ سے افضل ہے۔ صد ہزاراں۔ بداں رابہ نیکاں۔ بہ بخشد کریم۔ یک دم۔ کنار، انبیاء کی صحبت سے اور محبوبین اولیاء کی صحبت سے کامل بن جاتے ہیں۔

[3] خنک۔ ٹھنڈا، خوش نصیب۔ پرواز۔ یعنی مرتبہ کمال۔ نیک بختی۔ سعادتِ ازلی۔ راز من۔ یعنی حسن عقیدت رکھے۔ آویزید۔ یعنی تعلق پیدا کرو۔ شہباز۔ ایک بڑی قسم کا باز ہے۔ شوید۔ انبیاء اور اولیاء کے اتباع سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ حبیب۔ محبوب غریب۔ مسافر، اجنبی۔ ہر کہ۔ مقربین کا رونا عشق کی وجہ سے جو مراتب کی بلندی پیدا کرتا ہے۔

مالکِ[1] مُلکم نیم من طَبل خوار
میں سلطنت کا مالک ہوں پیٹو نہیں ہوں

طَبلِ بازم می زند شہ از کنار
کنارے سے بادشاہ میری واپسی کا طبل بجاتا ہے

طبلِ بازِ من ندائے اِرجعی
میری واپسی کا طبل "واپس آجا" کی آواز ہے

حق گواہِ من بر غمِ مُدّعی
مخالف کی ذلت کے ساتھ اللہ تعالیٰ میرا گواہ ہے

من نیم جنسِ شہنشہ دُورا زو
میں بادشاہ کا ہم جنس نہیں ہوں اس سے جدا ہوں

لیک دارم در تجلّیٔ نور ازو
لیکن تجلی میں اس کا نور رکھتا ہوں

نیست جنسیت زروئے شکل وذات
ہم جنس ہونا صورت اور ذات (ہی) کی وجہ سے نہیں ہے

آب جنسِ خاک آمد در نبات
زمین کی پیداوار میں پانی مٹی کی جنس ہو گیا

باد[2] جنسِ آتش آمد در قِوام
بناوٹ میں ہوا آگ کی جنس ہو گئی

طبع را جنس آمد ست آخر مُدام
شراب (آدمی کی) طبیعت کی جنس ہو گئی ہے

جنسِ ماچوں نیست جنسِ شاہِ ما
ہماری جنس چونکہ ہمارے شاہ کی جنس نہیں ہے

مائے ماشد بہر مائے اُو فنا
ہماری ہستی اس کی ہستی میں فنا ہو گئی ہے

چوں فنا شد مائے ما اُو ماند فرد
جب ہماری ہستی فنا ہو گئی وہ اکیلا رہ گیا

پیش پائے اسپ اُو گردم چو گرد
اس کے گھوڑے کے پیر کے سامنے میں گرد کیطرح ہو گیا

خاک شد جان و نشانیہائے او
ہماری جان خاک ہو گئی اور اس کی نشانیاں

ہست بر خاکش نشانِ پائے اُو
اس (جان) کی خاک پر اس کے پاؤں کے نشان ہو گئے

خاکِ پایش شو برائے ایں نشاں
اس نشان کے لئے اس کے پاؤں کی خاک بن جا

تا شوی تاجِ سرِ گردن کشاں
تاکہ تو عالیشان لوگوں کے سر کا تاج بن جائے

تاکہ نفریبد شمارا شکلِ من
ہرگز میری (ظاہری) صورت تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے

نُقلِ[3] من نوشید پیش از نقلِ من
میرے مرنے سے پہلے میرا نقل چکھ لو

اے بسا کس را کہ صورت راہ زد
اے (مخاطب) بہت سے لوگوں کو صورت نے گمراہ کیا

قصد صُورت کرد بر اللہ زد
اسنے صورت کو ستانے کا ارادہ کیا اور اللہ پر حملہ کیا

ظاہری پر نظر کر کے تحقیر نہ کرنی چاہئے اور استفادہ سے محروم نہ رہنا چاہیے۔ بساکس۔ کافر انبیاء کو صورتاً اپنا جیسا دیکھ کر منکر بنتے تھے اور مخالفت کرتے تھے جو دراصل اللہ کی مخالفت ہوتی تھی۔

---

[1] مالک۔ الملک۔ بادشاہی کا مالک۔ طبل خوار۔ حریص۔ طبل باز۔ واپسی کا نقارہ، باز جب شکار کر چکتا ہے اس کو واپس بلانے کیلئے نقارہ بجایا جاتا ہے۔ کنار۔ کنارہ۔ ارجعی۔ تو واپس آجا، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پاک روحوں کو واپس بلانے کے لیے فرماتا ہے، اللہ کا یہ فرمانا طبل باز ہے۔ غم مدعی۔ مخالف کی ذلت۔ من نیم۔ الوں نے اعتراض کیا تھا کہ بازشاہ اور وزیر کی جنس نہیں ہے لہٰذا انسے کیا تعلق، اس کا جواب ہے کہ میں ہم جنس تو نہیں ہوں لیکن اسکے نور کی تجلی مجھ پر پڑ گئی ہے۔ جنسیت۔ یعنی جنسیت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم شکل وصورت ہو بلکہ تعلق اور مناسبت کی وجہ سے ہم جنس بنجاتا ہے۔ آب۔ زمین کی پیداوار میں پانی اور مٹی کا باہم تعلق ہے حالانکہ دونوں کی شکل وصورت جدا جدا ہے۔

[2] باد۔ چند مثالیں دیکر سمجھایا ہے کہ باہمی تعلق شکل وصورت کے اتحاد پر موقوف نہیں ہے ہوا آگ کی حقیقت میں داخل ہے اور اس سے متعلق ہے اگر ہوا نہ ہو تو آگ فوراً بجھ جاتی ہے طبیعت انسانی اور شراب میں تعلق ہے۔ شراب پی کر طبیعت میں چستی آجاتی ہے۔ مائے۔ مانیت، ہستی۔ فنا۔ یعنی ہم اللہ کے ہم جنس تو نہیں ہیں لیکن ہم نے اپنی ہستی کو اس کیلئے فنا کر دیا ہے۔ خاک۔ ہم نے اپنے آپ کو مٹی میں ملا دیا اور اس مٹی پر اس کے نقش قدم ہیں۔ گردن کشاں۔ ۔ ۔ بڑے لوگ۔

[3] نقل۔ شیرینی، میوہ وغیرہ جو شراب کے ساتھ کھایا جائے باب نقل مکانی، انتقال یعنی مختص صورت

آخر[1] جاں بابدن پیوستہ است — ہیچ ایں جاں بابدن مانستہ است
آخر یہ جان، بدن کے ساتھ ملی ہوئی ہے — کہیں یہ جان، بدن سے مشابہ ہے؟

تاب نورِ چشم باپیہ است جُفت — نُورِ دل در قطرۂ خونے نہفت
آنکھ کے نور کی چمک آنکھ کی چربی سے ملی ہوئی ہے — دل کا نور، خون کے ایک قطرے میں چھپا ہوا ہے

شادی اندر گُردہ و غم در جگر — عقل چوں شمعے درونِ مَغزِ سَر
خوشی گردے میں اور غم جگر میں (ہے) — عقل شمع کی طرح سر کے مغز میں (ہے)

رائحہ درا انف و منطق در لسان — لہو در نفس و شجاعت دَرِ جنان
خوشبو ناک میں، اور گویائی زبان میں (ہے) — کھیل کود نفس میں اور بہادری قلب میں (ہے)

ایں تعلّقہا نہ بے کیف ست وُچوں — عقلہا در دانش چونی زبُوں
کیا یہ تعلقات ناقابل بیان اور ناقابل مثال نہیں ہیں؟ — عقلیں (ان کی) کیفیت کے سمجھنے سے قاصر ہیں

جانِ[2] کُل با جانِ جُزو آسیب کرد — جاں ازو دُرّے ستد در جیب کرد
جان کل نے جان جزو پر اثر ڈالا — جان (جزو) نے اس سے موتی لیا اور جیب میں ڈال لیا

ہمچو مریمؑ جاں ازاں آسیبِ جیب — حاملہ شُد از مسیحِ دلفریب
(حضرت) مریم کی طرح جان اس دل کی تاثیر سے — حسین مسیح سے حاملہ ہو گئی

آں مسیحے نے کہ بر خُشک و تر ست — آں مسیحے کز مساحت برترست
وہ مسیح نہیں جو بحر و بر پر ہے — وہ مسیح جو ناپ تول سے بالا ہے

پس ز جانِ[3] جاں چو حاملِ گشت جاں — از چنیں جانے شود حامل جہاں
تو جب جان، جانِ جاں سے حاملہ ہو گئی — ایسی جان سے جہاں پر ہو جاتا ہے

پس جہاں زاید جہانِ دیگرے — ایں حشر راؤ انماید محشرے
تو جہان دوسرا جہان جن دیتا ہے — یہ گروہ (جہان دیگر اس گروہ کا محشر نمایاں کر دیتا ہے

تا قیامت گر بگویم بشمرم — من ز شرحِ ایں قیامت قاصرم
قیامت تک اگر میں بتاؤں (اور) گنوں — میں اس قیامت کی تشریح سے عاجز ہوں

تا قیامت ایں قیامت را اگر — شرحِ گویم قاصر آیم اے پسر
قیامت تک اس قیامت کی اگر — میں شرح کروں اے صاحبزادے! میں عاجز آ جاؤں

جائینگے اسی طرح مستفیدین بزرگوں کے وجود کو نمایاں کرتے ہیں تا۔ قیامت برمر مستفیدین اور مستفیدین سے مستفیدین کا سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا۔ تا قیامت۔ جبکہ بزرگوں کا سلسلہ قیامت۔ تک جاری ہے تو اس کی شمار مشکل ہے۔

[1] آخر۔ جسم اور روح میں باہمی تعلق ہے اور ایک دوسرے کے مشابہ نہیں ہے تو منکرین صورت کی عدم مشابہت سے تعلق کا کیوں انکار کرتے ہیں۔ تاب نور۔ جب آنکھ کی چربی نور چشم کا مظہر اور دل کا قطرۂ خون نور کا مظہر ہو سکتے ہیں تو ایک انسان کے نور حق سے متجلی ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ شادی۔ گردہ اور خوشی میں، غم اور جگر میں، عقل اور مغز میں صوری مشابہت نہیں ہے لیکن باہمی تعلق ظاہر ہے۔ رائحہ۔ خوشبو۔ انف۔ ناک۔ جناں۔ دل، ان چیزوں میں صورتاً مشابہت نہیں اور تعلق ظاہر ہے۔ اس تعلقہائے۔ پہلے جن چیزوں کا باہمی تعلق بتایا ہے۔ اس تعلق کو پوری طرح سمجھانا مشکل ہے لہٰذا تعلق مع اللہ کی کیفیت بیان کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔

[2] جانِ کل۔ ذات حق یہ انسان سے خدا کے تعلق کا بیان ہے۔ جانِ جزو۔ انسان۔ اسیب۔ اثر۔ ہمچو مریم یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل کو متاثر کیا اور وہ حامل امانت ہو گیا جس طرح حضرت مریم کے گریبان میں پھونک ماری اور وہ حضرت مسیح سے حاملہ ہو گئی تھیں۔ مسیحے۔ حضرت مریم تو ایک انسان مسیح۔ سے حاملہ ہوئیں مومن کا قلب تجلیات رب کا حامل ہو گیا۔ خُشک۔ وتر۔ بحر و بر۔ مساحت۔ ناپنا۔

[3] جانِ جاں۔ روح الارواح ذات حق۔ حامل حق۔ شیخ کے قلبی نور سے تمام دنیا مستفید ہوتی ہے۔ ایں حشر۔ بزرگوں سے فیض حاصل کرنیوالے اپنے پہلے بزرگوں کی شہرت اور نمود کا سبب بنتے ہیں۔ محشر قیامت میں سب کے وجود ظاہر ہو

ایں سخنہا[1] خود بمعنیٔ یار بے ست — حرفہا دام دمِ شیریں لبے ست
خود یہ باتیں یا رب کے معنی میں ہیں — انکے حروف شیریں لب (محبوب) کی گفتگو کا جال ہیں

چوں کند تقصیر پس چوں تن زند — چونکہ لبیکش زیارب می رسد
کوتاہی کیوں کرے، اور خاموش کیوں رہے؟ — جبکہ یارب کی وجہ سے اس کے پاس لبیک کی آواز پہنچ رہی ہے

ہست لبیکے کہ نتوانی شنید — لیک سر تاپائے بتوانی چشید
وہ ایسی لبیک ہے جو سنی نہیں جا سکتی — ہاں سر سے پیر تک تو چکھ سکتا ہے

یک مثل[2] آوردمت تا پے بری — وز چنیں لبیک بہارا بر خوری
میں تیرے لئے ایک مثال بیان کرتا ہوں تاکہ تجھے پتہ چل جائے — اور اس طرح کی پوشیدہ لبیک سے پھل کھانے

گلوخ انداختنِ تشنہ از سرِ دیوار در جوئے آب
پیاسے کا دیوار پر سے پانی کی نہر میں مٹی کے ڈلے پھینکنا

بر لبِ جو بود دیوارے بلند — بر سرِ دیوار تشنہ دردمند
ایک نہر کے کنارے پر ایک اونچی دیوار تھی — دیوار پر مصیبت زدہ پیاسا (بیٹھا تھا)

تشنۂ مستسقیِ زار و نزار — عاشقِ مستِ غریبِ بے قرار
پیاسا، پانی کا طلبگار، بد حال اور لاغر — عاشق، مست، پردیسی بے قرار تھا،

مانعش از آب آں دیوار بود — از پئے آب او چو ماہی زار بود
وہ دیوار اس کے لئے پانی سے روک تھی — پانی کے لئے وہ مچھلی کی طرح بے تاب تھا

شد حجاب آب آں دیوارِ او — بر فلک می شد فغانِ زارِ او
اس کی وہ دیوار پانی کی آڑ بنی — اس کی درد ناک فریاد آسمان پر پہنچتی تھی

ناگہاں انداخت او خشتے در آب — بانگِ آب آمد بگوشش چوں خطاب
اچانک اس نے ایک اینٹ پانی میں پھینکی — اس کے کان میں پانی کی آواز پکار کی طرح آئی

چوں خطاب[3] یار شیرین و لذیذ — مست کرد آں بانگِ آبش چوں نبیذ
دوست کی میٹھی اور لذیذ گفتگو جیسی — اس کو پانی کی اس آواز نے شراب کیطرح مست کر دیا

از صفائے بانگِ آب آں ممتحن — گشت خشت انداز و زانجا خشت کن
وہ مصیبت زدہ پانی کی آواز کی صفائی کیوجہ سے — اینٹ پھینکنے والا اور اس جگہ سے اینٹ کھانے والا ہو گیا

آب می زد بانگ یعنی ہے ترا — فائدہ چہ زیں زدن خشتے مرا
پانی پکارتا تھا، یعنی ارے تجھے — میرے اینٹ مارنے سے کیا فائدہ ہے؟

---

[1] ایں سخنہا۔ یہ نصیحت کی باتیں جو بزرگ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لوگوں کی اصلاح پر مامور ہوتے ہیں ان کا وعظ و نصیحت کرنا ذکر الٰہی کے ہم معنی ہوتا ہے۔ یا رب۔ یعنی ذکر خداوندی۔ حرفہا۔ ذکر اور نصیحت سے خدا سے شرف ہمکلامی حاصل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی جانب سے لبیک کی صدا آتی ہے تو گویا یارب کہنا اللہ تعالیٰ کی گفتگو کے لئے جال اور سبب ہے۔ چوں کند جبکہ ذکر سے شرف ہمکلامی حاصل ہو تو کون بدنصیب ہوگا جو ذکر کرنے سے باز آئے گا۔ لبیک میں حاضر ہوں یہ پکارنے والے کے جواب میں کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ جواب شنیدنی نہیں ہے بلکہ ذوقی ہے۔

[2] یک مثل۔ ذکر کرنیوالے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو لبیک کی آواز آتی ہے۔ وہ شنیدنی نہیں ہے بلکہ ذوقی ہے اس کو اس قصہ سے سمجھانا ہے کہ پیاسے کے لئے پانی کی آواز بھی ایک ذوقی چیز ہے، جو پیاسا نہ ہو وہ اس آواز سے کوئی لطف حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ مستسقی۔ پانی کا طلبگار۔ زار۔ بد حال۔ نزار۔ لاغر۔ عاشق۔ یعنی پانی کا عاشق مست۔ یعنی پانی کے عشق سے

[3] خطاب۔ یعنی ڈلا کرنے سے جو پانی میں آواز پیدا ہوئی وہ پیاسے کے لئے ایسی ہی تھی جیسے ذاکر کے لئے لبیک کی آواز نبیذ۔ شراب۔ ممتحن۔ آزمائش میں گرفتار خشت کن۔ اینٹ کھانے والا۔ مانگ۔ یعنی پانی نے زبان حال سے کہا۔

تشنہ گفت آبا مرا دو فائدہ است
پیاسے نے کہا اے پانی میرے دو فائدے ہیں

من ازیں صنعت ندارم ہیچ دست
میں اس کام سے کبھی دست بردار نہ ہوں گا

فائدہ اوّل سماعِ بانگِ آب
پہلا فائدہ تو پانی کی آواز کا سننا ہے

کو بُود مر تشنگاں را چوں سحاب
جو پیاسوں کے لئے ابر کی طرح ہوتی ہے

بانگ اُو چوں بانگ اسرافیل شُد
اس کی آواز اسرافیل کی آواز کی طرح ہے

مُردہ رازیں زندگی تحویل شُد
مُردے (کو) اس سے زندگی حاصل ہو جاتی ہے

یا چو بانگ رعد ایام بہار
یا موسم بہار میں بادل کی گرج کی آواز کی طرح ہے

باغ می یابد ازو چندیں نگار
جس سے باغ بہت سے نقش و نگار حاصل کر لیتا ہے

یا چو بر درویش [1] آوازِ زکات
یا (ایسی ہے) جیسی فقیر کیلئے زکات (دینے والے) کی آواز

یا چو بر محبوس پیغامِ نجات
یا (ایسی ہے) جیسے قیدی کے لئے رہائی کا پیغام

یادمِ رحمٰن بُود کاں از یمن
یا اللہ (تعالیٰ) کی وہ گفتگو تھی جو یمن سے

میرسد سُوئے محمدؐ بے دہن
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بغیر منہ کے پہنچتی ہے

یا چو بوئے احمدِ مرسَل بُود
یا رسول اللہ احمدؐ کی خوشبو تھی

کاں بعاصی در شفاعت میرسد
جو ایک گنہگار کو شفاعت (کے وقت) میں پہنچے گی

یا چو بُوئے [3] یوسفِ خوبِ لطیف
یا حسین پاکیزہ یوسف کی خوشبو کی طرح

میزند بر جانِ یعقوبِ نحیف
جو لاغر (حضرت) یعقوب کی جان پر اثر کرتی ہے

یا نسیمِ روضۂ دارالسّلام
یا بہشت کے باغ کی خوشگوار ہوا ہے

سوئے عاصی می رسد بے انتقام
جو بخشے ہوئے گنہگار کو پہنچتی ہے

یا سوئے مسِّ سیہ از کیمیا
یا کالے تانبے کے پاس کیمیا کی جانب سے

می رسد پیغام کاے ابلہ بیا
پیغام پہنچتا ہے کہ اے بیوقوف آ (اسکی طرح ہے)

یاز لیلیٰ بشنود مجنوں کلام
یا جس طرح کہ لیلیٰ کی جانب سے مجنوں کلام سنتا ہے

یافرستد ویس را مہ رامیں را پیام
یا ویس (معشوقہ) رامین (عاشق) کو پیغام بھیجتی ہے

فائدہ دیگر کہ ہر خشتے گزیں
دوسرا فائدہ (یہ ہے) کہ ہر اینٹ جو اس میں سے

بر کنم آیم سُوئے ماءِ معیں
میں اکھاڑتا ہوں صاف پانی کی جانب آجاتا ہوں

---

[1] آبا۔ اے پانی۔ ندارم۔ نہ بردارم۔ سحاب۔ پیاسا جس طرح ابر کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے پانی کی آواز سن کر بھی خوش ہوتا ہے۔ اسرافیل حضرت اسرافیل کے صور سے مردے زندہ ہو جائیں گے۔ مُردہ یعنی جو پیاس سے مر رہا ہے پانی کی آواز سے اس کو ایک زندگی مل جاتی ہے۔ رعد گرج باغ موسم بہار میں بادل کی گرج سے بشارت حاصل کرتا ہے۔

[2] درویش۔ فقیر جب زکوٰۃ دینے والے کی آواز سنتا ہے تو اسمیں نشاط پیدا ہو جاتا ہے۔ دم رحمن۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا مجھے خدائی سانس یمن کی جانب سے پہنچتا ہے بے دہن۔ خدا کا کلام اور سانس دہن سے منزہ ہے۔ بوئے احمد شفاعت کے وقت آنحضورؐ کی خوشبو گنہگار کے لئے جانفزا ہوگی۔

[3] بوئے یوسف۔ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کے کرتے کی خوشبو بہت دور سے محسوس کر لی تھی جو ان کے نشاط کا سبب بنی۔ نحیف۔ کمزور، لاغر نسیم۔ ہلکی۔ خوشگوار ہوا۔ روضہ۔ باغ۔ دارالسلام۔ بہشت کے آٹھ طبقوں میں سے ایک طبقہ کا نام ہے۔ بے انتقام۔ یعنی وہ گنہگار جس کو گناہوں کی سزا نہ ملی ہو۔ از کیمیا۔ کیمیا کی آواز سونے کے لئے ایسی ہی روح فزا ہے جیسے پیاسے کے لئے پانی کی آواز تھی۔ ویس۔ عرب کی مشہور معشوقہ ہے جیسا کہ لیلیٰ۔ رامیں۔ عرب کا مشہور عاشق ہے جیسا کہ مجنوں فائدہ دیگر۔ اینٹ اکھاڑنے کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یار کم ہو رہی ہے اور پانی کا قرب بڑھ رہا ہے

کز کمی [1] خشت دیوارِ بُلند — پست تر گردد بہر دفعہ کہ کند
اسلئے کہ اونچی دیوار ایک اینٹ کی کمی سے — جتنی مرتبہ اکھڑتی ہے زیادہ نیچی ہو جاتی ہے

پستیِ دیوار قُربے می شود — فصلِ اُو درمانِ وصلے می شود
دیوار کی نیچائی ایک نزدیکی بن جاتی ہے — اس (اینٹ) کا جدا ہونا وصل کا سبب ہو جاتا ہے

پستی آمد کندنِ خشتِ لَزِب — مُوجبِ قربت کہ واسجدوا اقترب
چپکی ہوئی اینٹ کا اکھاڑنا پستی (کا سبب) بنا — (یہ) قرب کا سبب ہے (جیسا کہ) اسجدوا اور اقترب ہوا

تا کہ ایں دیوارِ عالی گردن ست — مانعِ ایں سر فرود آں وردن ست
جب تک یہ دیوار اونچی گردن والی ہے — یہ سر جھکانے سے مانع ہے

سجدہ نتواں کرد برآبِ [2] حیات — تا نیابی زیں تنِ خاکی نجات
آب حیات پر سجدہ نہیں کیا جا سکتا — جبتک کہ تو اس مٹی کے جسم سے نجات نہ پا لیگا

بر سرِ دیوار ہر کو تشنہ تر — زُود تر اُو میکند خشت و مَدر
جو شخص دیوار پر زیادہ پیاسا (بیٹھا) ہو گا — وہ اینٹ اور ڈھیلا جلد اکھاڑے گا

ہر کہ عاشق تر بود بر بانگِ آب — اُو کلوخِ زفت بر کند از حجاب
جو پانی کی آواز پر زیادہ عاشق ہو گا — وہ آڑ کے بڑے بڑے ڈھیلے اکھاڑیگا

اُوز بانگِ آب پُر مے تا عنُق — نشنود بیگانہ جُز بانگ بُلُق
وہ پانی کی آواز سے گلے تک شراب سے پُر ہے — بیگانہ سوائے "گڑپ" کی آواز کے کچھ نہیں سنتا ہے

اے خنک [3] آں را کہ اُو ایام پیش — مُغتنم دارد، گذارد وامِ خویش
اے (مخاطب) خوش نصیبی ہے جو شروع کے زمانے کو — غنیمت سمجھے (اور) اپنا قرض ادا کر دے

اندراں ایام کش قدرت بود — صحت و زورِ دل و قوت بُوَد
اس زمانے میں جبکہ اس کو قدرت ہوتی ہے — صحت اور دل کی طاقت اور قوت ہوتی ہے

واں جوانی ہمچو باغِ سبز و تر — می رساند بے دریغے بار و بر
اور وہ جوانی سر سبز و شاداب باغ کی طرح — بے دریغ پھل اور میوے دیتی ہے

چشمہائے قوت و شہوت رواں — سبزمی گردد زمینِ تن بداں
قوت اور شہوت کے چشمے جاری ہیں — جسم کی زمین ان سے سر سبز ہوتی ہے

خانۂ معمور سقفش بس بُلند — معتدل ارکان بے تخلیط و بند
گھر آباد ہے اس کی چھت اونچی ہے — بغیر گڑ بڑ اور رکاوٹ کے ستون ٹھیک ہیں

[1] کز کمی۔ پیاسے کا جس قدر پانی سے فاصلہ تھا وہ اینٹ کے اکھڑنے سے کم ہو رہا تھا۔ فضل ہو۔ اینٹ کا اکھڑنا پیاسے کے پانی سے وصل کو قریب کر رہا تھا۔ پستی آمد۔ جس طرح سے دیوار کا پست ہونا قربت اور وصل کا سبب تھا اسی طرح انسان کا پست ہونا اور سجدہ میں گرنا قرب خداوندی کا سبب ہے جیسا کہ قرآن کی آیت میں کہا گیا ہے۔ لزب۔ چپکنے والا۔ تا کہ عیب تک انسان تن پروری کریگا اور اپنی گردن کو اونچا رکھے گا وہ دیوار ہے جو پانی کے وصل سے مانع تھی۔

[2] آب حیات۔ ذات خداوندی کا سجدہ اور قرب جب حاصل ہو گا جب تن خاکی کی اینٹیں اکھاڑ دو گے۔ تشنہ۔ تر۔ جو وصل کا زیادہ پیاسا ہو گا وہ وصل کے اسباب جلد حاصل کریگا۔ زفت۔ موٹا، مضبوط۔ حجاب۔ پردہ۔ اور۔ اس پیاسے کو پانی کی آواز سے شراب کا سا نشہ حاصل ہو رہا تھا۔ بیگانہ۔ جس کو پانی کی حاجت نہیں ہے بلق پانی میں کسی چیز کے گرنے کی آواز۔

[3] اے خنک۔ جوانی کی عبادت اور مجاہدہ بہت افضل ہے۔ وام۔ قرض یعنی اللہ کے حقوق۔ اندراں ایام۔ یعنی جوانی کا زمانہ۔ جوانی جوانی کے مجاہدات بہت جلد مثمر ہوتے ہیں۔ سبز۔ تر و تازہ زمین میں تخم ریزی بہتر پیداوار کرتی ہے۔ معمور۔ ارکان۔ عناصر، ستون تخلیط ملاوٹ بند رکاوٹ۔

نورِ چشم[1] و قوّتِ ابدان بجا
آنکھوں کی روشنی اور جسموں کی طاقت بحال ہے

قصر محکم خانہ روشن پُر صفا
قلعہ مضبوط، گھر روشن صفا ستھرا ہے

ہیں غنیمت داں جوانی اے پسر
اے صاحبزادے! خبردار جوانی کو غنیمت سمجھ

سَر فرود آور نگگن خشت و مَدر
سر جھکالے اینٹ اور ڈھیلا اکھاڑ دے

پیش ازاں کا یامِ پیری در رسد
اس سے پہلے کہ بڑھاپے کا زمانے آئے

گردنت بندو بحبلِ مِّن مَّسَدْ
تیری گردن مونج کی رسی سے بندھ جائے

خاک شورہ گردو وریزان و سُست
مٹی شوریلی اور جھڑنے والی اور سُست ہو جائے

ہر گز از شورہ نباتِ خوش نرُست
شوریلی زمین میں کبھی اچھی گھاس نہیں اُگی ہے

آبِ زورو آبِ شہوت منقطع
طاقت کا پانی اور شہوت کا پانی منقطع ہو جائے

اوز خیش و دیگراں نا منتفع
وہ اپنے آپ، اور دوسروں سے نفع نہ اٹھا سکے

ابر داں چوں پا رُوم[2] زیر آمدہ
ابرو میں مونچی کی طرح لگی ہوئی

چشم رانم آمدہ تاری شدہ
آنکھ میں موتیا اترا ہوا، دھند لائی ہوئی

از نشج رُو چو پُشت سُو سمار
جھریوں سے چہرہ گوہ کی کمر کی طرح

رفتہ نُطق و طعم و دندا نہاز کار
گویائی اور ذائقہ ختم، اور دانت بیکار

پُشت دوتا گشتہ دل سُست وتپاں
کمر دوہری، دل سُست اور لرزاں

تن ضعیف دست و پاچوں ریسماں
جسم کمزور، ہاتھ پیر دھاگا جیسے

بر سرِ رہ زادکم مرکوب سُست
راستہ پر، توشہ ندارد، سواری سُست

غم قوی و دل تنک تن نا دُرست
غم بھاری، دل کمزور، جسم بگڑا ہوا

خانہ ویراں کار بے ساماں شُدہ
گھر تباہ، کام بے سہارا

دل زافغاں ہمچو نای[3] انباں شُدہ
دل فریاد سے مشک والی بین کی طرح

عمر ضائع سعی باطل راہ دور
گھر برباد، کوشش بیکار، راستہ دراز

نفس کاہل دل سیہ جاں ناصُبور
نفس سست، دل کالا، جان بے صبر

مُوئے برسر ہمچو برف از بیمِ مرگ
موت کے ڈر سے سر پر بال برف جیسے

جملہ اعضا لرز لرزاں ہمچو برگ
تمام اعضاء پتے کی طرح سخت لرزاں

روز بے گہ لاشہ لنگ و رہ دراز
دن بے وقت، گدھا لنگڑا اور راستہ دراز

کاگہ ویراں عمل رفتہ زساز
کارخانہ ویران، عمل ناکارہ

[1] نورِ چشم۔ جوانی میں حواس ظاہری اور حواس باطنی سب صحیح حالت میں ہوتے ہیں۔ ہمکن خشت و مدر۔ یعنی برے اخلاق زائل کردے۔ گردنت بندد۔ یعنی بڑھاپے میں عبادت نہ ہو سکے گی۔ مسد۔ کھجور کے ریشے یا مونج کی رسی۔ خاک شورہ۔ بڑھاپے میں عبادت اور ریاضت کے عمدہ ثمرات حاصل نہیں ہوتے ہیں، بڑھاپے میں عبادت اور ریاضیت کے عمدہ ثمرات حاصل نہیں ہوتے ہیں، بڑھاپے کا بدن شوریلی زمین کی طرح ہے جو بار آور نہیں ہوتی ہے۔ آب زور جس زمین کی آبپاشی نہیں ہوتی اسکی پیداوار اچھی نہیں ہوتی ہے اور خویش۔ بڑھاپے میں انسان نہ اپنے لائق رہتا ہے نہ مہمان کے لائق رہتا ہے۔

[2] پا روم۔ دمچی۔ زیر آمدہ۔ بڑھاپے میں بھنویں لٹک کر آنکھوں پر آجاتی ہیں۔ چشم۔ بڑھاپے میں موتیا بند ہو جاتا ہے اور آنکھوں میں دھند پیدا ہو جاتی ہے۔ نشج۔ گھن، پچھے سکڑتے ہیں تو کھال میں جھرّیاں اور سلوٹیں پڑ جاتی ہیں۔ سُو سمار۔ گوہ، جس کی کمر کھردری ہوتی ہے۔ نطق۔ گویائی طعم ذائقہ۔ دندا۔ دہرا ریسماں۔ دھاگا، رسی۔ زاد توشہ۔ مرکوب۔ سواری تنک۔ تنگ، پریشان

[3] نای انباں۔ مشک والی بین مشک کو بین سے جوڑ دیا جاتا ہے اور اسمیں ہوا بھر دی جاتی ہے۔ جس سے بم یکی رہتی ہے۔ ہمچو برف۔ یعنی مفید لاشہ۔ کمزور حیوان یا انسان، گدھا کارگہ۔ کارخانہ۔

بیخہائے[1] خوئے بد محکم شدہ قوّتِ بر کندنِ آں گم شدہ
بری عادتوں کی جڑ مضبوط اس کے اکھاڑنے کی طاقت گم

فرمودنِ والی شخص را کہ خار بُن کہ نشاندۂ از سرِ راہ
حاکم کا ایک شخص سے کہنا کہ کانٹوں کا جھاڑ جو تو نے بویا ہے لوگوں

مردماں بَر کَن و عُذر آوردنِ اُو
کے راستہ سے اکھاڑ دے اور اس کا عذر کرنا

ہمچو آں شخص درشتِ خوش سخن درمیانِ رہ نشاند او خار بُن
اس باتونی، سنگدل انسان کی طرح جس نے راستہ میں کانٹوں کا جھاڑ بویا

رہ گذر یانش ملامت گر شدند پس بگفتندش بکن آنرا نکند
راستہ چلنے والے اس کو ملامت کرتے اس نے کہا، اس کو اکھاڑ، اس نے نہ اکھاڑا

ہر دمے آں خار بُن افزوں شدے پائے خلق از زخمِ آں پُر خوں شدے
ہر وقت وہ جھاڑ بڑھتا رہا لوگوں کے پیر اس کے زخم سے خون آلود ہوتے

جامہائے خلق بدریدے زخار پائے درویشاں بخستے زار زار
کانٹوں سے لوگوں کے کپڑے پھٹتے غریبوں کے پیر خوب زخمی ہوتے

چونکہ حاکم را خبر شد زیں حدیث یافت آگاہی ز فعلِ آں خبیث
جب حاکم کو اس بات کی خبر ہوئی اس خبیث کے کام سے واقف ہو گیا

چوں بجدّ[2] حاکم بدو گفت ایں بکن گفت آرے بر کنم دوزیش من
جب حاکم نے تاکید سے اس سے کہا اس کو اکھاڑ دے بولا، ہاں کسی دن میں اس کو اکھاڑ دونگا

مدتے فرد او فرد اوعدہ داد شد درختِ خارِ اُو محکم نہاد
ایک زمانہ تک کل اور کل کا وعدہ کرتا رہا وہ خار دار درخت مضبوط جڑ کا ہو گیا

گفت روزے حاکمش اے وعدہ کژ پیش آ در کارِ ما واپس مغژ
ایک روز حاکم نے اس سے کہا اے وعدہ خلاف! ہمارے (کہے ہوئے) کام میں پیشقدمی کر واپس نہ جا

گفت الْاَیَّامُ[3] بَاعَدَ بَیْنَنَا گفت عَجِّلْ لَا تُمَاطِلْ دِیْنَنَا
بولا، زمانہ نے ہم میں دوری پیدا کر دی اس (حاکم) نے کہا جلدی کر ہمارے قرض میں ٹال مٹول نہ کر

تو کہ می گوئی کہ فردا این بداں کہ بہر روزے کہ می آید زماں
تو جو کہتا ہے کہ "کل" یہ سمجھ لے کہ ہر دن جو وقت بھی آتا ہے

[1] بیخہائے بد۔ بڑھاپے میں بری عادتیں اور راسخ ہو جاتی ہیں اور ان کو چھوڑنے کی طاقت کمزور ہو جاتی ہے۔ فرمودن۔ اس حکایت کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ بد خصلتوں کا اگر ازالہ نہ کیا جائے تو وہ اور جڑ پکڑ جاتی ہیں۔ درشت۔ سنگدل۔ خوش سخن۔ باتونی۔ خار بن۔ کانٹوں والا درخت۔ رہ گزریاں۔ راستہ چلنے والے حدیث۔ بات۔ فعل۔ یعنی راستہ میں کانٹے بونا۔

[2] بجد۔ یعنی تاکید اور سختی سے فردا۔ کل۔ نہاد۔ جڑ بنیاد۔ وعدہ کژ۔ وعدہ خلاف۔ مغژ عثر یدن سے ہی کا صیغہ ہے۔ گھٹنوں کے بل نہ چل۔

[3] الایام۔ دن۔ زمانہ باعد۔ دوری پیدا کر دی ہے بیننا ہمارے درمیان۔ عجل تو جلدی کر۔ لا تماطل۔ ٹال مٹول نہ کر دیننا۔ ہمارا قرض۔ کہ فردا۔ یعنی کل کو کاٹ دونگا۔

آں درختِ بد جواں تر می شود — ویں کنندہ پیر و مُضطر می شود

وہ خراب درخت زیادہ جوان ہوتا جاتا ہے — اور یہ اکھاڑنے والا بوڑھا اور مجبور ہو جاتا ہے

خار بُن در قُوّت و بَرخاستن ۱ — خار کن در سُستی و در کاستن

کانٹے اکھاڑنے والا سستی اور گھٹاؤ میں ہے

خار بُن ہر روز و ہر دم سبز و تر — خار کن ہر روز زارو خشک تر

کانٹے اکھاڑنے والا ہر دن کمزور اور زیادہ خشک ہوتا جاتا ہے

اُو جواں تر می شود تو پیر تر — زود باش و روز گارِ خود مبر

وہ زیادہ جوان ہو رہا ہے اور تو زیادہ بوڑھا — جلدی کر، اور اپنا وقت ضائع نہ کر

خار بن داں ہر یکے خوئے بدت — بارہا در پائے خار آخر زدت

اپنی ہر بری عادت کو خار دار درخت سمجھ — بارہا کانٹا تیرے پیر میں چبھا ہے

بار ہا بر فعلِ خود نادم شدی — بر سرِ راہِ تحیّر ۲ آمدی

تو بارہا اپنے فعل پر نادم ہوا ہے — تو حیرانی کے راستہ پر آیا ہے

بارہا از خوئے ۲ خود خستہ شدی — حِس نداری سخت بے حِس آمدی

تو بارہا اپنی عادت سے زخمی ہوا ہے — تجھے احساس نہیں ہے تو سخت بے حس ثابت ہوا ہے

گر زخستہ کردنِ دیگر کساں — کہ خُلقِ زشتِ تو ہست آں رساں

اگر دوسروں کو زخمی کرنے سے — جو کہ تیرے برے اخلاق سے (وہ زخم) لگے ہیں

غافلی بارے ز زخمِ خود نہ — تو عذابِ خویش و بر بیگانہ

تو غافل ہے لیکن اپنے زخم سے تو (غافل) نہیں ہے — تو اپنے لئے اور دوسروں کے لئے عذاب ہے

یا تحیّر گیرو بہ بُن مردانہ زن؟ — تو علیؓ وار ایں درِ خیبر بکن

یا کلہاڑا لے اور بہادروں کی طرح (جڑ پر) مار — تو علیؓ کی طرح خیبر کے اس دروازہ کو اکھاڑ دے

ورنہ ۳ چوں صدّیق وفاروق مہیں — ہیں طریقِ دیگراں رابر گزیں

ورنہ (حضرت) صدیقؓ اور بزرگ فاروقؓ کی طرح — خبردار! دوسروں کا طریقہ اختیار کر

یا بگلبن وصل کن ایں خار را — وصل کن با نار نُور یار را

یا اس کانٹے کو بونے کے ساتھ ملا لے — آگ کو دوست کے نور کے ساتھ وابستہ کر دے

تا کہ نورِ او کُشد نارِ ترا — وصل اُو گُلشن کُند خارِ تُرا

تاکہ اس کا نور تیری آگ کو بجھا دے — اس کا ملنا تیرے کانٹے کو گلستاں بنا دے

۱ بر خاستن۔ اٹھنا اونچا ہونا۔ کاشتن۔ گھٹنا، کم ہونا۔ کز۔ پہلے مصرع میں بمعنی مرغوب اور دوسرے میں بمعنی زیادہ ہے۔ خار بن والا۔ یعنی خار دار درخت اپنی بری عادت کو سمجھ۔ بارہا۔ بری عادتوں سے انسان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تحیّر۔ حیران ہونا۔

۲ خوی۔ یعنی بد عادت خُلقِ زشت۔ برے اخلاق غافلی۔ غافل ہستی۔ نہ نیستی۔ بر بیگانہ بر بیانہ ہستی۔ تبر۔ کلہاڑا۔ یعنی اخلاقِ رذیہ خود اپنے مجاہدات سے دور کر دے۔ علی وار۔ حضرت علی کی طرح حضرت علی کا مسلک مسلک ہدایت تھا جس میں مخلوق سے علیحدہ رہ کر مجاہدات کے ذریعہ مقامات طے کئے جاتے ہیں خیبر۔ ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے دو سو میل ہے۔ وہاں یہود قلعہ بند ہو گئے تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قلعہ کا دروازہ اکھاڑ دیا تھا۔ جو اس قدر بھاری تھا کہ اس کو سات آدمیوں نے اور ایک روایت کے مطابق چالیس آدمیوں نے اٹھانا چاہا تو وہ نہ اٹھ سکا۔

۳ ورنہ۔ حضرات شیخین کا مسلک۔ مسلک نبوت تھا جس میں متوجہ مخلوق لگے رہتے ہیں۔ یا بگلبن۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی شیخ کی خدمت میں لگے رہو۔ نار۔ یعنی مرید کے اخلاق ذمیمہ۔

تو مثالِ[1] دوزخی اُو مُومن ست — گشتنِ آتش بمُومن ممکن ست

تو دوزخ جیسا ہے وہ مُومن ہے — مُومن کے ذریعہ آگ بجھانا ممکن ہے

مصطفیٰ فرمود از گفت جحیم — کو بمومن لابہ گر گردد زبیم

مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دوزخ کی گفتگو نقل فرمائی ہے — کہ وہ خوف سے مومن کی خوشامد کرے گی

گویدش بگذر زمن اے شاہ زود — بیں کہ نورت سُوزِ نارم رارَ بود

اس سے کہے گی اے شاہ! میرے پاس سے جلد چلا جا — دیکھ! تیرے نور نے میری آگ کے گرمی ختم کردی

پس ہلاکِ نار نورِ مُومن ست — زانکہ بےضد دفعِ ضدلا یمکن ست

تو مومن کا نور، آگ کی تباہی ہے — کیونکہ مقابل کے بغیر مقابل کا دفع کرنا ناممکن ہے

نار ضدِّ نور باشد روزِ عدل — کاں زقہر انگیختہ شد ویں زفضل

انصاف کے دن آگ، نور کی ضد ہو گی — اس لئے کہ وہ غضب سے بھیڑکی ہے اور یہ مہربانی سے

گر ہمی خواہی تو دفعِ شرِّ[2] نار — آب رحمت بر دلِ آتش گمُار

اگر تو آگ کے شر کو دفع کرنا چاہتا ہے — تو رحمت کا پانی آگ میں ڈال دے

چشمۂ آں آبِ رحمت مُومن ست — آب حیواں روحِ پاکِ محسن ست

اس آب رحمت کا چشمہ مومن ہے — محسن کی پاک روح آب حیوان ہے

بس گریز انست نفس توازو — زانکہ تو از آتشی اُوز آبِ مجو

تیرا نفس اس سے بہت بھاگتا ہے — اسلئے کہ تو آگ کا (بنا ہوا) ہے وہ نہر کے پانی سے

زآب آتش زاں گریزاں می شود — کاتشش از آب ویراں می شود

آگ، پانی سے اس لئے بچتی ہے — کہ اس کی سوزش پانی سے برباد ہو جاتی ہے

حسِّ[3] شیخ وفکرِ تو ہمہ از آتش ست — حسِّ شیخ وفکرِ او نورِ خوش ست

تیرا حس اور فکر سب آگ سے (بنا) ہے — شیخ کا حس اور اس کا فکر عمدہ نور سے (بنا) ہے

آبِ نورِ اُو چو بر آتش چکد — چکچک از آتش بر آید بر جہد

اس کے نور کا پانی جب آگ پر سے ٹپکتا ہے — آگ سے بھڑ بھڑ کی آواز آتی ہے (اور وہ) غائب ہو جاتی ہے

چوں کُند چکچک تو گویش مرگ ودَرد — تا شود ایں دوزخِ نفسِ تو سَرد

جب وہ بھڑ بھڑ کرتے اس سے کہہ (تجھے موت اور درد نصیب ہو) — تاکہ تیرے نفس کی یہ دوزخ ٹھنڈی ہو جائے

تا نسوزد اُو گلستانِ تُرا — پست نکُند عدل و احسانِ تُرا

تاکہ وہ تیرے چمن کو نہ جلا دے — تیرے عدل اور احسان کو نہ کھنا دے

[1] تو مثالِ دوزخی پہلے شعر میں کہا تھا نور نار کو بجھا دیتا ہے اب اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں مؤمن۔ نوری ہوتا ہے۔ جحیم۔ دوزخ۔ کو۔ یعنی دوزخ۔ لابہ۔ خوشامد۔ بیم خوف۔ بے ضد۔ جن دو چیزوں سے تضاد کی نسبت ہوتی ہے وہ ایک دوسری کو ختم کر دیتی ہے نار اور نور ایک دوسری کی ضد ہیں۔ قہر۔ قہر اور مہر ایک دوسرے کی ضد ہیں نار قہر کا مظہر ہے۔ اور نور مہر کا مظہر ہے لہٰذا وہ بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

[2] شر نار۔ اخلاق رذیلہ۔ کے اثرات۔ آب رحمت۔ یعنی شیخ کی صحبت مؤمن۔ یعنی شیخ محسن۔ یعنی بس گریزاں۔ برے بھلوں کی صحبت سے اسی لئے گریز کرتے ہیں کہ بروں کا مزاج ناری ہے اور بھلوں کا آبی۔ زآب۔ شیخ ترک لذات کا حکم دیتا ہے۔ عوام گریز کرتے۔

[3] حس وفکر۔ عوام کے احساسات اور افکار اخلاق رذیلہ کی پیداوار ہیں۔ آب نور شیخ کی صحبت سے جب اخلاق رذیلہ کا ازالہ ہوتا ہے تو مرید خود اس کی کیفیت محسوس کرتا ہے۔ چک چک۔ آگ پر پانی ڈالنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے۔ چوں کند۔ اخلاق رذیلہ کے ازالہ سے اگر نفس میں بے چینی ہو تو اس سے پریشان ہونا چاہیے۔ تا نسوزد۔ برے اعمال سے اچھے اعمال بھی تباہ ہو جاتے ہیں حدیث شریف میں ہے حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسا کہ آگ لکڑی کو۔

یک[1] اثر راز وے ہزاراں گلستاں
اس کی ایک چنگاری سے ہزاروں چمن ایسے ہیں

از یکے نے نام بینی نے نشاں
کہ تو ایک کا (بھی) نام و نشان نہ دیکھ

بعد ازاں چیزے کہ کاری بر دہد
اس کے بعد تو جو بوئے گا نفع دے گا

لالہ و نسرین و سیسن بر دہد
لالہ اور سیوتی اور سیسن اگائے گا

باز پہنامی رَویم از راہِ راست
پھر ہم کشادہ اور سیدھے راستہ پر چلتے ہیں

باز گرد اے خواجہ راہِ ما کجاست
اے جناب! واپس لوٹیے ہمارا راستہ کدھر ہے؟

اندریں تقریر بودیم اے خسور
ہم یہ کہہ رہے تھے اے ٹوٹے میں پڑے ہوئے!

کہ خرت لنگ ست و منزل دُور دُور
کہ تیرا گدھا لنگڑا ہے اور منزل بہت دور ہے

بارِ تو باشد گراں در راہ چاہ
تیرا بوجھ بھاری ہو گا، راستہ میں کنواں ہے

کج مَرو رَاست اندر شاہ راہ
ٹیڑھا نہ چل، چوڑی سڑک پر سیدھا چل

سال شصت آمد کہ شستت[2] کشد
ساٹھ سال ہو گئے تا کہ تجھے کانٹے میں پھنسا لیں

راہ دریا گیر تا یابی رَشد
دریا (میں) کا راستہ اختیار کرتا کہ تو ہدایت حاصل کرے

آنکہ عاقل بود در دریا رسید
جو (مچھلی) سمجھدار تھی دریا (کی تہ) میں پہنچی

شُد خلاص از دام و از آتش رہید
جال سے خلاصی ہوئی اور آگ سے چھوٹ گئی

چونکہ بیگہ گشت و آں فرصت گذشت
چونکہ بے وقت ہو گیا، اور وہ موقع نکل گیا

مُردہ گرد ورَو سوئے دریا دَشت
مردہ بن جا اور جنگل سے دریا کی جانب نکل جا

وَرنہ در تابہ شوی بریاں بسے
ورنہ تو توے پر خوب بھنے گا

ایں چنیں برخود کند ہرگز کسے
ایسا اپنے لئے کوئی نہیں کرتا ہے

حالِ آں سہ ماہی و آں جوئبار
ان تین مچھلیوں اور اس نہر کا قصہ

گفتہ شُد اینجا برائے اعتبار
یہاں عبرت کے لئے کہا گیا ہے

فَانتَبِہْ ثُمَّ اعْتَبِرْ ثُمَّ انْتَصِبْ
پس بیدار ہو جا پھر عبرت پکڑ پھر سیدھا ہو جا

وَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ ثُمَّ اجْہَدْ تُصِبْ
اللہ سے مدد چاہ پھر کوشش کر، پالے گا

سال[3] بے گہ گشت وقتِ کشت نے
سال بے وقت ہو گیا بونے کا وقت نہیں ہے

جُز سیہ رُوئی و فعلِ زشت نے
سوائے کالا منہ ہونے کے اور برے کام کے کچھ نہیں ہے

کرم در شاخِ درختِ تن فتاد
جسم کے درخت کے جڑ میں، دیمک لگ گئی ہے

بایدش بر کند و بر آتش نہاد
اس کو دور کرنا اور آگ پر رکھ دینا چاہیے

---

[1] یک شرر۔ بعض گناہ ایسے ہیں کہ انسے تمام نیکیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ بعدازاں۔ نفس کی اصلاح کے بعد اعمال کے سب اچھے ثمرات مرتب ہوتے ہیں۔ نسرین۔ سیوتی۔ سیسن۔ ایک خوشبو دار گھاس ہے جس کی خوشبو پودینہ اور نعناع کی سی ہوتی ہے۔ پہنا۔ چوڑا۔ یعنی راستہ از راہ راست اس کا بیان ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ہم نے کچھ دقیق مسائل بیان کرنے شروع کر دیے تھے اب ہم پھر وعظ و نصیحت شروع کرتے ہیں۔ خسور۔ ٹوٹا اٹھانے والا۔ اشارہ راہ صراط مستقیم۔

[2] شستت۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا مولانا نے ایک قصہ نقل کیا ہے کہ تین مچھلیاں تالاب میں تھیں ایک عاقل ایک نیم عاقل ایک بیوقوف شکاری جال لیکر آیا عقلمند تو فوراً دریا کی تہہ میں چلی گئی اور نجات پا گئی بقیہ دو پھنس گئیں جو نیم عاقل تھی اسنے کچھ عقل سے کام لیا اپنے آپ کو مردہ بنا لیا شکاری نے اس کو مردہ سمجھ کر پھر دریا میں پھینک دیا وہ بھی بچ گئی۔ تیسری بیوقوف نے جال میں بھی اچھل کود کی شکاری نے اس کے کباب بنائے تو ساٹھ سال کی عمر ایک جال ہے اس سے بچنے کی صورت ایک تو یہ ہے کہ ساٹھ سال سے پہلے ہی دریائے حقیقت میں غوطہ لگا دیا جائے ورنہ اس عمر میں پہنچ کر ہی نجات کی تدبیری جائے۔ ورنہ پھر آگ میں بھننا پڑیگا۔

[3] سال۔ ساٹھ سال تک بھی نیکی کی ہو تو بڑی رسوائی کی بات ہے۔ کرم۔ یعنی برے افعال کے جراثیم۔

ہیں وہیں اے راہ رو بیگاہ شد — آفتابِ عُمر سوئے چاہ[1] شد
خبردار اور خبردار! اے مسافر بے وقت ہو گیا ہے — زندگی کا سورج کنویں کی جانب (روانہ) ہو گیا ہے

ایں دو روزک را کہ زورت ہست زود — پیر افشانی بکُن از راہِ جود
ان دو دنوں جبکہ طاقت ہے جلد — از راہِ کرم بڑھاپے میں جوانی کا کام کر لے

ایں قدر تخمیکہ ماندستت بکار — تا در آخر بینیِ آں را بَرگ و بار
اتنا ہی بیج جو بچ گیا ہے بودے — تاکہ آخرت میں تو اس کے پھل اور پتے دیکھ لے

ایں قدر عمرے کہ ماندستت بباز — تا بروید زیں دو دم عمرِ دراز
جس قدر تیری عمر باقی رہی ہے اس کو بازی پر لگا دے — تاکہ ان دو سانسوں سے بڑی عمر آگ آئے

تا نہ مُردست ایں چراغِ با گُہر — ہیں فتیلہ اش سازو روغن زو دتر
جب تک یہ جواہر دار چراغ بجھا نہیں ہے — خبردار بہت جلد اس کے لئے بتی اور تیل مہیا کر لے

آفتِ تاخیرِ خیرات بفردا
اچھے کاموں کو کل پر موخر کرنے کی آفت

ہیں مگو فردا[2] کہ فرداہا گذشت — تا بکلّی نگذرد ایّام کِشت
خبردار کل نہ کہہ کیونکہ بہت سے کل گزر گئے — کہیں کھیتی کا زمانہ بالکلیہ نہ گزر جائے

پندمی بشنو کہ تن بندِ قویست — کہنہ بروں کن گرت میلِ نویست
میری نصیحت سن لے کہ جسم مضبوط قید ہے — پرانے کو چھوڑ دے اگر نئے کی خواہش ہے

لَب بہ بند و کف پُر زر بَرکُشا — بخل تن بگذار پیش آور سَخا
ہونٹ بند کر، سونے سے بھری مٹھی کھولدے — جسم کا بخل چھوڑ دے، سخاوت اختیار کر

ترکِ لذّتہا و شہوتہا سَخاست — ہر کہ در شہوت فروشد بر نخاست
لذتوں اور شہوتوں کا چھوڑنا، سخاوت ہے — جو شخص شہوت میں ڈوبا نہ ابھرا

ایں سخا شاخست از سَرو بہشت — وائے او کز کف چنیں شاخے بہشت
یہ سخاوت جنت کے سرو کی شاخ ہے — اس پر افسوس ہے جو ایسی شاخ کو چھوڑ دے

عُروۃ[3] الوثقیٰ ست ایں ترکِ ہوا — بر کشد ایں شاخِ جاں را بر سما
خواہش نفسانی کو چھوڑنا، مضبوط دستہ ہے — جان کی شاخ کو آسمان پر کھینچ لے جاتا ہے

تا بَرَد شاخِ سخا اے خوب کیش — مر تُرا بالا کشاں تا اصلِ خویش
اے خوش خصلت! تاکہ سخاوت کی شاخ — تجھے اوپر اور کھینچ کر اپنی اصل تک لے جائے

[1] چاہ۔ یعنی قبر کا کنواں۔ دو روزک۔ یعنی بڑھاپے کی چند روزہ زندگی۔ پیر افشانی۔ بڑھاپے میں جوانوں جیسے کام کرنا۔ شعر۔
پری سعی کن گر در جوانی رفت کار از دست
زر گم گشتہ در آتش زخاکستر شورو پیدا
بکار۔ بودے اکاشتن سے امر کا صیغہ ہے۔ آخر۔ آخرت۔ بباز۔ بازیدن۔ اور باختن۔ سے امر کا صیغہ ہے۔ عمر دراز۔ جاودانی۔ عمر چراغ۔ یعنی چراغ زندگی۔ فتیلہ۔ چراغ کی بتی۔

[2] مگو فردا۔ یعنی کار امروز را بفردا مگذار۔ ایام کشت۔ یعنی عمل کا وقت تن۔ روح کے اعمال کے لئے جسم مانع ہے۔ لب بربند۔ یعنی باتوں سے کام نہ چلے گا۔ بر کشا۔ یعنی سخاوت اور خیرات کر بخل تن۔ یعنی جسمانی ریاضت سے بچنا۔ سخا۔ یعنی بدن کی سخاوت یہ ہے کہ جسمانی لذتوں اور شہوتوں سے پرہیز کیا جائے اور اس کو عبادات میں صرف کیا جائے۔ ایں سخا۔ حدیث شریف میں ہے سخاوت بہشت کا ایک درخت ہے جو شخص سخی ہے اسنے اس درخت کی ایک شاخ کو پکڑ رکھا ہے وہ شاخ اس کو نہیں چھوڑتی۔ جبتک کہ اس کو بہشت میں داخل نہیں کر لیتی ہے۔

[3] عروۃ۔ دست۔ آویز، دستہ ہر وہ چیز جو مضبوطی سے پکڑی جا سکے۔ الوثقیٰ مضبوط محکم۔ سما آسمان۔ خوب کش۔ اچھی عادت والا۔ اصل یعنی جنت

یوسف[1] حُسنی وایں عالم چو چاہ
تو حسن کا یوسف ہے اور یہ جہاں کنواں جیسا ہے

ویں رسن صبرست بر امرِ الٰہ
اور یہ رسی خدا کے حکم پر صبر کرنا ہے

یوسفا آمد رسن در زن دو دست
اے یوسف! رسی آ گئی ہے دونوں ہاتھ سے پکڑ لے

از رسن غافل مشو بیگہ شدست
رسی سے غافل نہ ہو، بے وقت ہو گیا ہے

حَمدُ للہ کایں رسن آو یختند
الحمد للہ کہ یہ رسی لٹکا دی ہے

فضل و رحمت را بہم آمیختند
فضل اور رحمت کو باہم ملا دیا ہے

در رسن زن دست بیروں رَوز چاہ
رسی پکڑ لے کنوئیں سے نکل آ

تا بہ بینی بارگاہِ بادشاہ
تاکہ بادشاہ کے دربار کو دیکھے

تا بہ بینی عالمِ جانِ جدید
تاکہ تو جہانِ نو کے عالم کو دیکھ لے

عالمے بس آشکار و ناپدید
وہ عالم جو بہت واضح اور پوشیدہ ہے

ایں جہانِ نیست چوں ہستاں شدہ
معدوم جہان، موجودات کی طرح ہو گیا ہے

وہ آنجہانِ ہست بس پنہاں شدہ
وہ موجودہ جہان بہت پوشیدہ ہو گیا ہے

خاک[2] بر بادست و بازی می کند
ہوا پر گرد ہے اور وہ ناچ رہی ہے

کژ نمائی پردہ سازی می کند
غلط نمائش اور پردہ پوشی کر رہی ہے

خاک ہمچوں آلتے در دستِ باد
ہوا کے ہاتھ میں گرد ایک آلہ کی طرح ہے

باد را داں عالی و عالی نژاد
ہوا کو برتر اور برتر اصل والا سمجھ

چشم خاکی را بخاک اُفتد نظر
مٹی کی آنکھ کی، گرد پر نظر پڑتی ہے

ہوا بیں چشمے بود نوعِ دگر
ہوا دیکھنے والی آنکھ دوسری قسم کی ہوتی ہے

اینکہ[3] بر کارست بیکارست و پوست
یہ جو (جہان) کام میں لگا ہے وہ بیکار اور چھلکا ہے

وانکہ پنہان ست مغز و اصل اوست
وہ جو پوشیدہ ہے مغز اور اصل ہے

اُسپ داند اُسپ گو ہست یار
گھوڑے کو گھوڑا جانتا ہے کیونکہ وہ دوست ہے

ہم سوارے داند احوالِ سوار
سوار بھی سوار کے احوال کو جانتا ہے

چشمِ حس اسپ ست نُورِ حق سوار
ظاہری آنکھ گھوڑا ہے اللہ کا نور سوار ہے

بے سوار ایں اسپ خود ناید بکار
سوار کے بغیر یہ گھوڑا تنہا کام میں نہیں آتا ہے

بس ادب کُن اسپ را از خوئے بد
تو گھوڑے کو بری عادت سے (چھڑا کر) مودب بنا

ورنہ پیشِ شاہ باشد اسپ رد
ورنہ شاہ کے سامنے گھوڑا مردود ہو گا

---

[1] یوسف۔ حضرت یوسف کو بھائیوں نے کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔ یوسف۔ اے یوسف یعنی ہر وہ شخص جو دنیا کے کنوئیں میں گرا ہوا ہے۔ حمد للہ۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اس نے نجات کا ذریعہ بنا دیا ہے جو توبہ و استغفار ہے۔ بارگاہ۔ توبہ و استغفار کے ذریعہ خدا کے مقربوں میں ہو جاؤ گے۔ عالم جاں۔ عالم ارواح۔ این جہاں۔ یعنی عالم شہادت جو فانی ہے۔ آنجہاں۔ عالم ارواح جو دائمی ہے۔

[2] خاک برباد۔ جب بگولا اٹھتا ہے تو گرد و غبار نظر آتا ہے اور ہوا جو اصل ہے وہ نگاہوں سے مخفی رہتی ہے۔ انسان اس کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ گرد خود حرکت کر رہی ہے خاک۔۔ عالم شہود میں بھی دراصل عالم غیب کام کر رہا ہے۔ باد را داں۔ اصل عالم غیب کو سمجھو۔ چشم۔ خاکی۔ حواس ظاہرہ عالم شہود کو دیکھتے ہیں۔ نوع دگر۔ اہل اللہ کی آنکھ عالم غیب کو دیکھتی ہے۔

[3] اینکہ۔ عالم شہادت کی جو موجودات مصروف عمل ہیں وہ تو محض چھلکا ہیں اصل محرک عالم غیب ہے جو نظروں سے پوشیدہ ہے۔ اسپ۔ داند۔ ہم جنس ہم جنس کو جان سکتا ہے حس نظر تو عالم شہود کی چیز ہے لہٰذا وہ عالم شہود کی چیزوں کو ہی جان سکتی ہے۔ چشم۔ حس۔ ظاہری آنکھ کا سوار اللہ کا نور ہے اس کے بغیر یہ آنکھ کسی کام کی نہیں۔

چشمِ اَسب از چشمِ شہ رہبر اُو بُود
گھوڑے کی آنکھ شاہ کی آنکھ کی وجہ سے رہبر ہوتی ہے

چشمِ اُو بے چشمِ شہ مُضطر بُود
اس کی آنکھ شاہ کی آنکھ کے بغیر معذور ہے

چشمِ اسپاں جُز گیا وہ جُز چَرا
گھوڑوں کی آنکھ کو گھاس اور چراگاہ کے سوا

ہر کجا خوانی بگوید نے چرا
جہاں تو بلائے گا وہ کہے گی نہیں، کس لیے؟

نورِ حق بر نورِ حسی راکب شود
حسی نور پر اللہ کا نور سوار ہوتا ہے

وانگہے جاں سوئے حق راغب شود
تب جان اللہ (تعالیٰ) کی جانب راغب ہوتی ہے

اسپ بے راکب چہ داند رسم و راہ
گھوڑا سوار کے بغیر رسم و راہ کو کیا جانے؟

شاہ باید تا بداند شاہراہ
شاہ چاہیے، تاکہ وہ شاہراہ کو سمجھے

سوئے حسے رَو کہ نورش راکب ست
حس کے لئے وہ نور بہتر ساتھی ہے

حسِ را آں نورِ نیکو صاحب ست
حس کے لئے اللہ کا نور باعث زینت ہے

نورِ حسِ رانورِ حق تزئیں بُود
نور بالائے نور کے یہی معنی ہیں

معنیِ نُورٌ علیٰ نُور ایں بُود
حسی نور مٹی کی طرف کھینچتا ہے

نورِ۲ حسی می کشد سوئے ثریٰ
اللہ (تعالیٰ) کا نور اس کو بلندی کی طرف لیجاتا ہے

نورِ حقش می بَرد سُوئے علیٰ
کیونکہ (عالم) محسوسات نچلے درجہ کا عالم ہے

زانکہ محسوسات دُوں تر عالم ست
اللہ (تعالیٰ) کا نور دریا اور حس شبنم کی طرح ہے

نُورِ حق دریا و حسّ چوشبنمے ست
لیکن وہ سوار (نورِ حق) اس (نورِ چشم) پر نظر نہیں رہتا ہے

لیک پیدا نیست آں راکب۳ بِرُو
سوائے اچھی نشانیوں اور اچھی گفتگو کے

جُز بہ آثار و بہ گفتارِ نکو
حسی نور جو کہ کثیف اور بھاری ہے

نورِ حسی کو غلیظ ست و گراں
وہ (بھی) آنکھوں کی سیاہی میں چھپا ہوا ہے

ہست پنہاں در سوادِ دیدگاں
جبکہ حسی نور کو بھی تو آنکھ سے نہیں دیکھتا ہے

چونکہ نورِ حس نمی بینی بہ چشم
تو اس نور کو آنکھ سے کیسے دیکھ لے گا؟

چوں بہ بینی نورِ آں غیبی بچشم
نورِ حس با آں غلیظی مختفی ست
حسی نور باوجود کثافت کے پوشیدہ ہے

چوں خفی بُود ضیائے کاں صفی ست
تو وہ روشنی جو شفاف ہے پوشیدہ کیسے نہ ہوگی؟

۱ رہبر بود۔ اصل رہبری سوار کی آنکھ کرتی ہے۔ چشم۔ اسپاں۔ گھوڑے کے مدنظر صرف گھاس اور چراگاہ ہوتی ہے۔ اسی طرح حسی آنکھ کے پیش نظر صرف لذائذ دنیوی ہیں۔ نورِ حق۔ جب نور بصر پر نورِ حق سوار ہوتا ہے۔ تب اس کو آخرت کی نعمتیں نظر آتی ہیں۔ چہ داند۔ نور بصیرت کے بغیر محض نور بصارت سے وصول الی الحق ممکن نہیں ہے۔ شاہ۔ یعنی نور حق۔ نورِ حس۔ نور بصارت کی زیب و زینت نور بصیرت ہی سے ہے۔ قرآن پاک میں "نور علیٰ نور" سے یہی مراد ہے۔

۲ نورِ حسی۔ ظاہری بصارت دنیا کی طرف مائل کرتی ہے اور تو یہ بصیرت انسان کو ملاءِ اعلیٰ کی رہبری کرتا ہے۔ زانکہ۔ نورِ حسی انسان کو دنیا کی طرف اسلئے لے جاتا ہے کیونکہ اس کے جملہ محسوسات عالم اسفل کے ہیں۔ نورِ حق۔ نورِ حق اور نورِ چشم کی مثال دریا اور شبنم کی سی ہے۔

۳ راکب۔ یعنی نورِ حق۔ جزیہ آثار۔ جن لوگوں کو نورِ حق حاصل ہو جاتا ہے ان کی باتوں اور بھلے کاموں سے سمجھ لیا جاتا ہے۔ ان کی باتوں اور بھلے کاموں سے سمجھ لیا جاتا ہے کہ ان کو نورِ حق حاصل ہے۔ چونکہ۔ جب نور بصارت بھی نظر نہیں آتا حالانکہ وہ مادی چیز ہے تو نور بصیرت اور نور ایمانی جو کہ غیبی چیز ہے۔ کیسے نظر آسکتا ہے۔ مختفی۔ خفی، پوشیدہ۔ صفی۔ منتخب صاف شفاف۔

ایں[1] جہاں چوں خس بادِ غیبؔ — عاجزی پیشہ گرفت از دادِ غیبؔ

یہ جہان نصیبی ہوا کے ہاتھ میں تنکے کی طرح ہے — اس نے (عالم) غیب کی مہربانی سے عاجزی کو پیشہ اختیار کرلیا ہے

گہ بگدش می کند گاہی پست — گہ دُرستش می کند گاہے شکست

وہ (ہوا) اس کو کبھی اونچا کرتی ہے کبھی نیچا — کبھی اس کو درست کر دیتی ہے کبھی شکستہ

گہ یمینش می بَرد گاہے یَسار — کہ گُلستانش کند گاہیش خار

کبھی اس کو دائیں جانب لے جاتی ہے کبھی بائیں جانب — کبھی (دل) کو چمن بنا دیتی ہے کبھی کانٹا

گہ بہ بحرش می بَرد گاہیش بَر — گاہ خسکس می کند گاہیش تر

کبھی اس کو سمندر میں لے جاتی ہے کبھی خشکی میں — کبھی اس کو خشک کر دیتی ہے کبھی تر

تیر پرّاں بیں و ناپیدا کمان — جانہا پیدا و پنہاں جانِ جاں

تیر کو اڑتا ہوا دیکھ اور کمان نہیں ہے — جانیں ظاہر ہیں اور جانوں کی جان پوشیدہ ہے

دست پنہان و قلم بیں خط گذاد — اسپ در جولان و ناپیدا سوار

ہاتھ پوشیدہ ہے اور قلم کو خط کھینچے دیکھ — گھوڑا دوڑ میں ہے اور سوار ظاہر نہیں ہے

تیر را مشکن کہ ایں تیرِ شہی[2] ست — نیست پرتابی زشستِ آگہی ست

تیر کو نہ توڑ کیونکہ یہ شاہی تیر ہے — اٹکل پچو نہیں ہے واقفیت کے نشانہ سے ہے

مَا رَمَیتَ اِذ رَمَیتَ گفت حق — کارِ حق برکارہا دارد سَبق

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا — اللہ تعالیٰ کا فعل (بندوں کے) کاموں پر سبقت رکھتا ہے

خشمِ خود بشکن تو مشکن تیر را — چشمِ خشمت خوں شمارد شیر را

اپنے غصہ کو ختم کر دے تو تیر کو نہ توڑ — تیرے غصہ کی آنکھ دودھ کو خون سمجھتی ہے

بوسہ دہ بر تیر و پیشِ شاہ بَر — تیرِ خوں آلودہ از خونِ تو تر

تیر کو چوم لے اور بادشاہ کے سامنے لے جا — خون آلود تیر جو تیرے خون سے تر ہو

اُنچہ[3] پیدا عاجز و بستہ زُوں — وانچہ ناپیدا چنیں تُند و حَروں

جو ظاہر ہے وہ عاجز اور بندھا ہوا اور کمزور ہے — جو پوشیدہ ہے وہ ایسا تند اور زور آور ہے

ماشکاریم ایں چنیں دامے کراست — گویِ چوگانیم و چوگانے کجاست

ہم شکار ہیں ایسا جال کس کا ہے؟ — ہم بلے کی گیند ہیں اور بلا کہاں ہے؟

می دَرَدمی دوزد ایں خیاط کو — می دمد می سُوزد ایں نفّاط کو

پھاڑتا ہے، سیتا ہے یہ درزی کون ہے؟ — پھونکتا ہے جلاتا ہے یہ آگ کون ہے؟

---

[1] ایں جہاں۔ عالمِ شہادت۔ یا غیب۔ عالمِ غیب۔ عاجزی۔ یعنی عالمِ شہادت اسی تصرف کو قبول کر لیتا ہے جو عالمِ غیب اس میں کام کرتا ہے۔ غ۔ عالمِ غیب عالمِ شہادت میں ہر طرح کے تصرفات کرتا رہتا ہے۔ ہستِ پنہاں۔ کوئی قلم بغیر کاتب کے ہاتھ کے نہیں لکھتا نہ کوئی گھوڑا بغیر سوار کے گھڑ دوڑ میں دوڑتا ہے۔ تو ظاہر کے عالم کے جملہ تصرفات کا کوئی کرنیوالا ہے۔ جانِ حق۔ ذاتِ حق۔

[2] تیرِ شہی۔ قضا وقدر کے جس قدر تیر ہیں وہ علیم وقدیر کے چلائے ہوئے ہیں لامحالہ ان میں حکمت پوشیدہ ہے۔ مارمیت۔ جنگ بدر میں آنحضورؐ نے ایک مٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی جس نے آندھی کے گرد وغبار کی طرح ان کی آنکھوں کو متاثر کیا اس پر یہ آیت آئی۔ کارِ حق۔ مصرع اول کی توجیہ ہے۔ خشمِ خود۔ اگر کوئی تیر آکر لگے تو اس کو قضاوقدر سے سمجھ اس پر غم وغصہ کر غصہ کی حالت غلط بینی کا باعث ہوتی ہے۔ بوسہ دہ۔ انسان کو قضا پر راضی رہنا چاہیے۔

[3] اُنچہ پیدا۔ عالمِ شہادت مجبور محض ہے قضاوقدر کے سامنے بے بس ہے۔ ماشکاریم۔ قضاوقدر کے پھندے میں ہم مرغ اسیر ہیں ہمارے کام چوگان قدر کے تابع ہیں۔ می دمد۔ جو ثابت حقیقتاً متصرف ہے وہ نگاہوں سے مستور ہے۔

۱ ساعتے کافر کند صدیق را ساعتے زاہد کند زندیق را
کبھی تصدیق کرنے والے کو کافر بناتا ہے کبھی بے دین کو زاہد بناتا ہے

زانکہ مخلص در خطر باشد مدام تاز خود خالص نگردد او تمام
اپنے آپ کو خالص بنانے والا ہمیشہ خطرے میں ہوتا ہے جب تک کہ وہ خودی سے پورا خالص نہ ہو جائے

زانکہ در راہست و رہزن بیحدست او رہد کو در امان ایزدست
چونکہ وہ راستہ میں ہے اور ڈاکو بہت ہیں نجات وہی پائے گا جو خدا کی امان میں ہے

آئینہ خالص نگشت او مخلص ست مُرغ را نگرفتہ است او مقنص ست
آئینہ صاف نہیں ہوا ہے وہ صاف کر رہا ہے پرند کا شکار نہیں کیا ہے وہ پھنسا رہا ہے

۲ چونکہ مخلص گشت مخلص بازرست در مقام امن رفت و برد دست
جب صاف کرنے والا مصفی ہو گیا نجات پا گیا امن کے مقام میں پہنچ گیا اور بازی جیت گیا

ہیچ آئینہ دگر آہن نہ شد ہیچ نانِ گندمی خرمن نہ شد
کوئی (پکا) انگور پھر کچا نہیں ہوا ہے کوئی پختہ میوہ کچا نہیں ہوا ہے

ہیچ انگورے دگر غورہ نہ شد ہیچ میوہ پختہ باکورہ نہ شد
کوئی پکا انگور پھر کچا نہیں ہوا ہے کوئی پختہ میوہ کچا نہیں ہوا ہے

پختہ گردد از تغیر دور شو رو چو برہان ۳ محقق نور شو
پختہ بن جا اور تغیر سے دور ہو جا جا برہان (الدین) محقق کی طرح نور بن جا

چوں ز خود رستی ہمہ برہاں شدی چونکہ گفتی بندہ ام سلطاں شدی
جب تو نے خودی سے نجات پائی تو مجسم برہان الدین ہو گیا جب تو نے کہا کہ میں غلام ہوں بادشاہ بن گیا

ور عیاں خواہی صلاح الدین نمود دیدہا را کرد بینا و کشود
تو اگر مشاہدہ چاہتا ہے صلاح الدین نے دکھا دیا ہے آنکھوں کو بینا کر دیا ہے اور کھول دیا ہے

فقر را از چشم و از سیمائے او دید ہر چشمے کہ دارد نورِ ہُو
فقر کو ان کی آنکھوں اور پیشانی سے ہر اس آنکھ نے دیکھ لیا ہے جو خدا کا نور رکھتی ہے

شیخ فعالست بے آلت چو حق با مریداں دادہ بے گفتے سبق
پیر اللہ تعالیٰ کی طرح بغیر کسی آلہ کے تصرف کرنے والا ہے بغیر بولے مریدوں کو سبق پڑھاتا ہے

۱ ساعتے۔ انسان کا دل قبضہ قدرت میں ہے ایک آن میں الٹ پلٹ دیتی ہے۔ صدیق۔ صدیقیت کا مرتبہ نبوت سے کم اور ولایت سے بڑھا ہوا ہے۔ زندیق۔ بیدین، کافر۔ مخلص۔ سالک جو مجاہدات کر رہا ہے۔ زانکہ۔ سالک کو راہ سلوک میں بہت خطرے لاحق ہوتے ہیں۔ آئینہ۔ سالک کو بہت سے مراتب طے کرنے ہوتے ہیں۔

۲ چونکہ۔ سالک مراتب طے کرنے کے بعد مقام امن پر پہنچتا ہے۔ ہیچ آئینہ۔ کمال حاصل کر لینے کے بعد خطرات کا ازالہ ہو جاتا ہے اور پھر نقصان کی طرف نہیں لوٹتا ہے۔ صوفیا کا مقولہ ہے اَلْفَنَا لَایُرَدُّ۔ یعنی سالک مقام فنا میں پہنچ کر پھر مردود نہیں ہوتا ہے۔ آہن۔ قدیم زمانہ میں آئینہ لوہے سے بنایا جاتا ہے۔ غورہ۔ انگور کا کچا خوشہ۔ باکورہ۔ درخت کا جو سب سے پہلا پھل اترے یہاں کچا پھل مراد ہے۔

۳ برہان۔ مولانا روم شروع میں مولانا برہان الدین محقق سے بیعت ہوئے تھے پھر شمس تبریزیؒ سے بیعت ہوئے ہیں۔ ہمہ برہان۔ یعنی مجسم برہان الدین ثانی بن جاؤ گے۔ بندہ۔ کامل عبدیت کے بعد سلطانی حاصل ہو جاتی ہے صلاح الدین۔ زرکوب مولانا کے پیر بھائی ہیں لیکن مولانا انکی تعظیم بہت کرتے ہیں اور ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسا کہ پیروں کے لئے کئے جاتے ہیں۔ فقر۔ بزرگ کے جسم پر بزرگی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ شیخ۔ پیر باطنی طور پر تصرف کرتا ہے۔

دل بدستِ اُو چو موم نرم رام
دل اس کے ہاتھ میں نرم موم کی طرح مسخر ہے

مُہر مُومش حاکیِ انگشتری ست
اس کے موم کی مہر انگوٹھی کا نقش ہے

حاکی اندیشۂ آں زر گرست
وہ (نقش) سنار کے خیال کا عکس ہے

ایں[۲] صدا در کوہِ دلہا بانگِ کیست
دلوں کے پہاڑ میں یہ گونج کس کی آواز کی ہے؟

ہر کجا ہست اُو حکیم ست اوستاد
جہاں یہ آواز ہے وہ دانا ہے استاد ہے

ہست کہ کآواز مُثنّیٰ می کُند
(بعض) پہاڑ ہیں جو آواز کو دوگنا کر دیتے ہیں

می زہا ند کوہ زاں آواز وقال
پہاڑ اس آواز اور بات سے جوش میں لے آتا ہے

چوں زکہ آں لُطف بیروں می شود
جب پہاڑ سے وہ لطف نکل جاتا ہے

زاں شہنشاہِ[۳] ہمایوں نعل بود
یہ اس شہنشاہ مبارک قدم کی وجہ سے تھا

جاں پذیرفت و خرد اَجزائے کوہ
پہاڑ کے اجزا نے جان اور عقل قبول کر لی

نے زجاں یک چشمہ جوشاں میشود
نہ تو جان سے ایک چشمہ جوش زن ہوتا ہے

نے صدائے بانگِ مُشتاقی دَرو
نہ تو اس میں عشق کی آواز کی صدا ہے

مُہر[۱] او گہ ننگ سازد گاہ نام
اسکی مہر کبھی ذلت کی مہر لگاتی ہے کبھی شہرت کی

باز آں نقشِ نگیں حاکیِ کیست
پھر وہ نگ کا نقش کس کا نقش ہے؟

سلسلۂ ہر حلقہ اندر دیگر ست
ہر حلقہ کا سلسلہ دوسرے میں (جڑا ہوا) ہے

گہ پُر ست از بانگ کہ گاہے تہی ست
پہاڑ کبھی آواز سے پر ہیں کبھی خالی ہیں

بانگِ اُو زیں کوہِ دل خالی مباد
خدا کرے اس کی آواز اس دل کے پہاڑ سے جدا نہ ہو

ہست کہ کآواز صد تا می کُند
(بعض) پہاڑ ہیں جو آواز کو سو گنا کر دیتے ہیں

صَد ہزاراں چشمہ آبِ زُلال
تیز پانی کے لاکھوں چشمے

آبہا در چشمہا خوں می شود
چشموں میں پانی خون بن جاتا ہے

کہ سَرا سَر طورِ سینا لعل بود
کہ طور سینا (پہاڑ) لعل ہو گیا تھا

ماکم از سنگیم آخر اے گروہ
اے لوگو! کیا ہم آخر پہاڑ سے بھی کم ہیں؟

نے بدن از سبز پوشاں می شود
نہ بدن ہی سبزہ زاروں کی طرح بنتا ہے

نے صفائے جُرعہ ساقی درو
نہ اس میں ساقی کے گھونٹ کی صفائی ہے

---

۱ مہر او۔ شیخ کے تصرف سے کبھی قبض کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو باعث ننگ ہوتی ہے کبھی بسط کی کیفیت جو موجب نام ہوتی ہے۔ مہر۔ مرید کے دل پر پیر کا نقش ابھرتا ہے پیر کے دل پر نقش خداوندی ہوتا ہے۔ حاکی۔ ناقل، عکس۔ اندیشہ زرگر۔ یعنی ارادہ اللہ ہر حلقہ۔ سلسلہ کے بعد دیگرے جس قدر مرید ہوتے چلے جائیں گے ان کی یہی صورت ہوگی۔

۲ ایں صدا۔ پیر کے دل پر جو نقوش خداوندی ہیں ان کی وضاحت ہے۔ ہر کجا۔ یہ شیوخ کیلئے دعا ہے۔ کاواز۔ کہ آواز۔ مثنّیٰ۔ دوہرا۔ صدتا۔ سو گنا۔ می زہاند۔ شی۔ کی توجہ سے مرید کے دل میں اسرار و حکم کے لاکھوں چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ پیر دل۔ فیوض باطنیہ کے بند ہو جانے سے معارف، کفریہ خیالات کا سبب بن جاتے ہیں۔

۳ شہنشاہ۔ ذات حق یا حضرت موسیٰ طور سینا۔ ملک شام کا مشہور پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ کو شرف ہمکلامی بخشا گیا تھا اور اس پہاڑ پر خدا کی تجلی پڑی تھی۔ کوہ۔ یعنی طور نے تجلی کو قبول کیا۔ نے زجان۔ پہاڑ تو فیوض قبول کر لے اور انسان اپنے اندر یہ صلاحیت نہ پیدا کرے تو بڑے شرم کی بات ہے دل اور اعضاء پر فیوض طاری ہونے چاہئیں۔ مشتاقی۔ شوق۔ صفا۔ صفائی۔ جُرعہ۔ گھونٹ۔ ساقی۔ یعنی شیخ۔ شیخ کی توجہ اثر کرتی ہے۔ نہ خود دل میں ولولہ پیدا ہوتا ہے۔

کُو حَمیّت تازِ تیشہ وز کُلند ۱ — ایں چنیں کُہ را بکُلّی بَر کَنَند
غیرت کہاں ہے تاکہ کلہاڑ اور پھاوڑے سے — ایسے پہاڑ کو بالکل کھود دیں

بُو کہ بَر اَجزائے اُو تابد مَہے — بُو کہ دروے تابِ خُور یا بد رَہے
ہو سکتا ہے کہ اس کے اجزا پر چاند چمک جائے — ہو سکتا ہے کہ اسمیں سورج کی شعاع راہ یاب ہو جائے

چوں قیامت کوہہارا بَر کَند — پس قیامت ایں کرم را کے کُند
جب قیامت پہاڑوں کو اکھاڑ دے گی — پھر قیامت یہ کرم کہاں کرے گی؟

ایں قیامت زاں قیامت کے کم ست — آں قیامت زخم وایں چوں مَرہم ست
یہ قیامت اس قیامت سے کب کم ہے؟ — وہ قیامت زخم اور یہ مرہم جیسی ہے

ہر کہ دید آں مَرہم ۲ از زخم ایمن ست — ہر بَدے کایں حُسن دید او محسن ست
جس نے وہ مرہم دیکھ لیا، زخم سے مطمئن ہے — جس برے نے یہ خوبی دیکھ لی وہ خوبیوں والا ہے

اے خُنک زِشتے کہ خوبش شُد حریف — وائے گلروئیکہ جُفتش شد خَریف
اے مخاطب اوہ بدصورت قابل مبارکباد ہے حسین جس کا ساتھی ہو گیا — افسوس ہے اس خوبصورت پر جس کا ساتھی موسم خریف بنا

نانِ مُردہ چوں حَریفِ جاں شود — زندہ گردد نان عینِ آں شود
بے جان روٹی جب جان کی ساتھی بنتی ہے — روٹی زندہ ہو جاتی ہے بعینہ وہ وہی ہو جاتی ہے

ہیزُمِ تیرہ حریفِ نار شُد — تیرگی رفت و ہمہ اَنوار شُد
تاریک ایندھن آگ کا ساتھی بنا — تاریکی ختم ہو گئی اور مجسم نور بن گیا

در نمکسار اَر خَرِ مُردہ فتاد — آں خریّ و مُردگی یکسُو نہاد
نمک کی کان میں اگر مردہ گدھا گرا — اس نے گدھا پن اور مردار پن کو علیحدہ کر دیا

صِبغَۃُ اللہ ۳ ہست رنگِ خُم ہو — پیسہا یکرنگ گردد اندرُو
اللہ کے مٹکے کا رنگ "صبغۃ اللہ" ہے — اس میں چتکبرے یک رنگ ہو جاتے ہیں

چوں دراں خُم اُفتد و گوئیش قُم — از طَرَب گوید مَنَم خُم لا تَلُم
جب وہ اس مٹکے میں گر جائے اور تو اس سے کہے کھڑا ہو جا — مستی سے وہ کہیگا میں مٹکا ہوں ملامت نہ کر

آں منم خُم خود اَنَا الحَق گفتن ست — رنگِ آتش دارد اِلّا آہن ست
اس کا "میں خود مٹکا ہوں" انا الحق کہنا ہے — آگ کا رنگ رکھتا ہے لیکن لوہا ہے

۱ کلند۔ پھاوڑا۔ کوہ۔ یعنی بدن کو مجاہدات کے تیشہ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ جو کہ۔ بُو کہ مہے۔ یعنی نور معرفت کا ادنیٰ درجہ۔ تاب خور۔ یعنی نور معرفت کا اعلیٰ درجہ۔ قیامت۔ قیامت میں پہاڑ اکھڑ جائیں گے۔ لیکن قیامت سے فیض حاصل نہوگا۔ اور مجاہدہ کے ذریعہ بدن کے پہاڑ کو اکھاڑنے سے فیض حاصل ہوگا۔ ایں قیامت یعنی مجاہدہ کے ذریعہ کوہ جسم کو اکھاڑنا مطلب یہ کہ مجاہدوں کے ذریعہ سے اس قیامت کے زخموں کو مندمل کیا جا سکتا ہے۔

۲ مرہم۔ یعنی مقام فنا۔ زخم۔ یعنی قیامت کے مصائب ہر بدے۔ خواہ ابتدائی زندگی خراب ہو اگر وہ مجاہدات سے مقام فنا حاصل کر لیگا تو اس کو مقام احسان حاصل ہو جائیگا۔ زشت۔ یعنی برے اعمال والا۔ خوب۔ یعنی جمال روحانی۔ حریف۔ شریک پیشہ، ساتھی۔ جُفت۔ جوڑا۔ خریف۔ موسم خزاں۔ نان مردہ چند مثالوں سے برے کے بھلے کے ساتھ ہم صحبت ہونے کے برکات کو سمجھایا ہے۔ ہیزم۔ ایندھن۔ نمکسار۔ نمک کی کان۔ کمیونہاد۔ اب اس کا کھانا بھی جائز ہے۔

۳ صبغۃ اللہ قرآن پاک میں ہے صبغۃ اللہ ومن احسن من صبغۃ۔ اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہوگا۔ ہو۔ ذات حق تعالیٰ پیس۔ وہ شخص جس کے بدن پر برص وغیرہ کے داغ ہوں۔ قم۔ اٹھ کھڑا ہو لا تلم ملامت نہ کر۔ یعنی مقام فنا پر فائز ہو جانیوالا کسی کی ملامت پسند نہیں کرتا منم خم۔ مقام فنا میں پہنچ کر جب خدائی رنگ میں رنگا جاتا ہے تو اپنے آپ کو خم کہدیتا ہے۔ یہی صورت شیخ منصور حلاج کی تھی وہ مقام فنا میں پہنچ کر انا الحق کہہ گزرے گئے۔

رنگِ آہن محوِ رنگِ آتش ست — زآتشی می لافد و خامش وش ست

لوہے کا رنگ آگ کے رنگ میں محو ہو گیا — آتشی ہو جانے کی شیخی مارتا ہے اور خاموش جیسا ہے

چوں بسرخی گشت ہمچوں زرکان — پس اَنا النّار ست لافش بے زباں

جب وہ لوہا سرخی کی وجہ سے کان کے سونے کی طرح ہو گیا — تو "میں آگ ہوں" اس کا بغیر زبان کے شیخی بگھارنا ہے

شد زرنگ و طبع آتش محتشم — گوید اُو من آتشم من آتشم

وہ (لوہا) رنگ اور طبیعت سے شاندار آگ بن گیا — تو وہ کہتا ہے میں آگ ہوں، میں آگ ہوں

آتشم من گر تُرا شک ست وظن — آزموں کن دست رابر من بزن

میں آگ ہوں، اگر تجھے شک اور (بد) گمانی ہے — آزمالے میرے اوپر ہاتھ رکھ دے

آتشم من بر تو گر شُد مشتبہ — روئے خود بر روئے من یکدم بنہ

میں آگ ہوں، اگر تجھ پر مشتبہ ہے — تھوڑی دیر کے لئے اپنا چہرہ میرے اوپر رکھدے

آدمی ۲ چوں نور گیرد از خدا — ہست مسجودِ ملائک زاجتبا

انسان جب خدا کا نور حاصل کر لیتا ہے — وہ برگزیدہ ہو جانے کی وجہ سے فرشتوں کا مسجود بنجاتا ہے

نیز مسجودِ کسے کوچوں مَلک — رَستہ باشد جانش از طغیان وشک

نیز اس شخص کا مسجود بن جانا ہے فرشتہ کی طرح — جس کی جان سرکشی اور شک سے نجات پا گئی ہو

آتشے چہ آہنے چہ لب بہ بند — ریش تشبیہ مشبّہ بر مخند

کیسی آگ، کیسا لوہا، خاموش رہ — مشبہ کی تشبیہ کی ہنسی نہ اڑا

پائے در دریا مَنہ کم گوزاں — برلبِ دریا خمش کن لب گزاں

دریا میں قدم نہ رکھ اس کی بات نہ کر — ہونٹ کاٹتے ہوئے دریا کے کنارے خاموشی اختیار کر

گرچہ صد چوں من ندارد تابِ بحر — لیک ۳ می نہ شکیبم از غرقابِ بحر

اگرچہ مجھ جیسے سینکڑوں بھی دریا کی تاب نہیں لا سکتے ہیں — لیکن میں دریا میں ڈوبے بغیر صبر نہیں کر سکتا ہوں

جان و عقلِ من فدائے بحر باد — خونبہائے عقل و جاں ایں بحر داد

دریا پر میری جان اور عقل قربان ہو — عقل و جان کے خون کا معاوضہ اس سمندر نے ادا کر دیا

تا کہ پایم می رَوَد رانم دُرو — چوں نماند پا چو بطّانم دُرو

جب تک میرے پیر چلتے ہیں انکو آگے چلاتا رہوں گا — جب پیر کام نہ دینگے تو میں اس میں بطخ کی طرح ہوں

قربان کرنے میں کوئی دریغ نہیں ہے۔ چو بطانم۔ بطخ اپنے آپ کو دریا کے سپرد کر دیتی ہے کہ جس طرح چاہے بہالے جائے۔

---

۱ رنگِ آتش۔ لقاءِ حق کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ صفاتِ خداوندی سے متصف ہو گئے تھے۔ جس طرح سے لوہا آگ میں آگ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور وہ بظاہر انگارہ نظر آتا ہے لیکن آگ آگ ہے اور لوہا لوہا ہے بے زباں۔ لوہا۔ سرخ ہو کر زبان حال سے اپنے آگ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ شد۔ لوہا۔ آگ میں پڑ کر آگ کا رنگ اور مزاج حاصل کر لیتا ہے اور آگ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ محتشم۔ شاندار بارُعب۔ من آتشم۔ اہل اللہ بھی جب اخلاقِ خداوندی حاصل کر لیتے ہیں تو وحدت کے مدعی ہو جاتے ہیں۔

۲ آدمی۔ انسان میں جب اخلاقِ خداوندی پیدا ہو جاتے ہیں تو اس میں مسجود ہونے کی صفت خداوندی پیدا ہو جاتی ہے۔ نیز۔ صالحین کا بھی وہ مسجود بنجاتا ہے۔ آتشے چہ۔ پہلے اشعار میں ذاتِ حق کو ذگ سے تشبیہ دی گئی جو محض سمجھانے کے لئے تھی لیکن پھر بھی خالق کو مخلوق کے مشابہ قرار دینا چونکہ مشبہ کا مسلک ہے اسلئے اپنے آپ کو خاموش ہو جانے کا حکم دیتے ہیں تاکہ تشبہ کا شبہ نہ پیدا ہو جائے پائے در دریا۔ ذات وصفات کی بخششیں ناپیدا کنار سمندر ہیں، ان میں نہ گھسنا چاہئے۔ گرچہ۔ یعنی مولانائے روم جیسے سینکڑوں عالم بھی مل جائیں تو ان بحثوں کو نہ سلجھا سکیں گے۔

۳ لیک۔ فرماتے ہیں بیشک نازک مقام ہے لیکن میں بغیر صفات وذات کے ذکر کے صبر بھی نہیں کر سکتا ہوں۔ بحر۔ یعنی ذات و صفاتِ خداوندی۔ خونبہا۔ جبکہ مجھے جان و عقل کا خونبہا مل چکا ہے۔ تو اس کے

بے ادب حاضر ز غائب خوشتر ست — حلقہ گرچہ کژ بود نے بر درست

حاضر اناڑی، غائب سے بہتر ہے — حلقہ اگرچہ ٹیڑھا ہو (کیا) در پر نہیں ہے؟

اے تنِ آلودہ بگردِ حوض گرد — پاک کے گردد برونِ حوض مرد

اے گندے جسم والے حوض کے گرد چکر لگا — انسان حوض سے باہر کب پاک ہوا ہے؟

پاک کو از حوض مہجور اوفتاد — او ز طُہرِ خویش ہم دور اوفتاد

وہ پاک جو حوض سے دور ہو گیا ہے — وہ اپنی پاکی سے بھی دور ہو گیا ہے

پاکیِ ایں حوض بے پایاں بُود — پاکیِ اَجسام کم میزاں بُود

اس حوض کی پاکی بے انتہا ہوتی ہے — (عام) جسموں کی پاکی کم وزن کی ہوتی ہے

زانکہ دل حوضیست لیکن در کمیں — سوئے دریا راہِ پنہاں دارد ایں

اس لئے کہ دل ایک حوض ہے لیکن پوشیدہ طور پر — یہ دریا کی طرف چھپا ہوا راستہ رکھتی ہے

پاکیِ مَحدُودِ تو خواہد مَدد — ورنہ اندر خرج کم گردد عَدد

تیری محدود پاکی مدد چاہتی ہے — ورنہ خرچ ہونے میں عدد گھٹتا ہے

مثلِ ۲ خواندنِ آب آلودگاں رَبپا کی

پانی کی ناپاکوں کو پاکی کی طرف بلانے کی مثال

آب گفت آلودہ را در من شتاب — گفت آلودہ کہ دارم شرم زآب

ایک گندے کو پانی نے کہا میرے اندر آجا — گندے نے کہا مجھے پانی سے شرم آتی ہے

گفت آب ایں شرم بے من کے رود — بے من ایں آلودہ زایل کے شود

پانی نے کہا میرے بغیر یہ شرم کیسے رفع ہو گی؟ — میرے بغیر یہ گندگی کب دور ہو سکتی ہے؟

زآب ہر آلودہ گر پنہاں شود — اَلحَیاءُ ۳ یَمنَعُ الاِیمان بُود

اگر ہر ناپاک، پانی سے چھپے گا — تو شرم ایمان کے لئے مانع ہے ہو جائے گا

دل زپایہ حوضِ تن گلناک شُد — تن زآبِ حوض دلہا پاک شُد

دل جسم کے حوض کے زینہ سے مٹی میں سن گیا ہے — جسم دلوں کے حوض کے پانی سے پاک ہو گیا ہے

گردِ پایہ حوض گردی اے پسر — ہاں زپایہ حوضِ تن می کن حذر

اے بیٹا! حوض کے زینہ کے چاروں طرف چکر لگا — خبردار! جسم کی حوض کے زینہ سے بچ

---

۱ بے ادب۔ ذات وصفات کے ذکر میں غلبہ حال میں کبھی سوئے ادب ہو جاتا ہے لیکن ذکر کرنا ذکر نہ کرنے سے بہر حال بہتر ہے۔ حلقہ۔ زنجیر کا حلقہ اگرچہ ٹیڑھا ہے لیکن در پر تو ہے۔ اے تن آلودہ۔ مولانا دریائے حق سے استفادہ کی ترغیب دیتے ہیں۔ حوض۔ یعنی شیخ طہر خویش۔ فی الحال نفس پاک صاف ہے۔ لیکن برائی کا امکان ہے اگر شیخ سے دور ہے اور اپنی ذاتی طہارت نہ رہی تو طہارت ممکن نہ ہو گی۔ ایں حوض۔ شیخ۔ کا حوض باطن۔ اجسام۔ یعنی عوام کی ذاتی نیکی۔ زانکہ شیخ کے باطن کا اتصال ذات باری سے ہے۔ پاکی محدود۔ نیک لوگوں کو بھی شیخ کا دامن تھامنا چاہیے۔ ورنہ انکی محدود پاکی کسی دن ختم ہو جائیگی۔

۲ مثل خواندن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ناپاک کو پانی سے شرم اور گریز نہ چاہیے یعنی باطنی طہارت حاصل کرنے میں شیخ سے شرم یا گریز مناسب نہیں ہے۔ ایں شرم۔ یہ ناپاکی کی شرم۔

۳ الحیاء۔ حدیث شریف میں ہے۔ اَلحَیاءُ شُعبَۃٌ مِنَ الاِیمان۔ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے تو پھر حیاء کو ایمان کیلئے مانع نہ بنانا چاہیے۔ حوض تن۔ انسان کے بدن میں گویا دو حوضیں ہیں ایک تو وہ جو برے خصائل کا مخزن ہے دوسرا وہ جو مخزن ہے بھلائیوں کا برائیوں کا مخزن حوض تن ہے اور بھلائیوں کا مخزن حوض دل ہے۔ پایہ۔ دہنہ، زینہ، حذر۔ یعنی برے اخلاق سے پرہیز کرنا۔

بحرِ تن بر بحرِ دل برہم[1] زنان
جسم کا دریا دل کے دریا سے ملا جلا ہے

دریماں شاں بَرزَخٌ لَّا یَبْغِیَان
انکے درمیان آڑ ہے ایک دوسرے پر نہیں چڑھتے ہیں

گر تو باشی راست وَر باشی تو کژ
خواہ تو سیدھا ہو، خواہ تو ٹیڑھا ہو

پیشتر می غو و تو واپس مَغَو
آگے کو کھسک اور واپس نہ کھسک

پیشِ شاہاں گر خطر باشد بجاں
بادشاہوں کے حضور میں اگرچہ جان کا خطرہ ہوتا ہے

لیک نشکیبند عالی ہمتاں
لیکن بلند ہمت والے اس سے صبر نہیں کر سکتے

شاہ[2] چوں شیریں تَراز شکّر بُوَد
بادشاہ چونکہ شکر سے بھی زیادہ میٹھا ہوتا ہے

جاں بشیرینی رود خوشتر بُوَد
مٹھاس کے بدلے میں جان چلی جائے تو بہتر ہے

اے ملامت گو سلامت مَر تُرا
اے ملامت گر! تجھے سلامتی مبارک ہو

اے سلامت جوتوئی وَاہی المَرَی
اے سلامتی کی جستجو کرنیوالے! تو کمزور دستہ والا ہے

جانِ من کورہ ست وبا آتش خوشت
میری جان تو بھٹی ہے اور آگ سے خوش ہے

کورہ را ایں بس کہ خانہ آتش ست
بھٹی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ آگ کا گھر ہے

ہمچو کورہ عشق را سوزیدنے ست
بھٹی کی طرح عشق کا کام جلانا ہے

ہر کہ اُو زیں کور باشد کودنے ست
جو اس سے اندھا ہو وہ احمق ہے

برگ[3] بے برگی تراچوں برگ شُد
سامانِ بے سامانی جب تیرا سامان ہو گیا

جانِ باقی یافتی و مرگ شُد
تو نے باقی رہنے والی جان حاصل کرلی اور موت ختم ہوگئی

چوں زغم شادیت افزودن گرفت
جب غم سے تیری خوشی میں اضافہ ہوا

روضۂ جانت گُل و سَوسَن گرفت
تو تیری جان کے باغ میں گل اور سوسن اُگے

آنچہ خوفِ دیگراں آں اَمنِ تُست
جو دوسروں کا ڈر ہے وہ تیرا اطمینان ہو گیا

بَط قوی از بحر و مرغِ خانہ سُست
بطخ سمندر سے قوی ہوتی ہے اور پالتو پرند سست ہوتا ہے

باز دیوانہ شُدم من اے طبیب
اے طبیب! میں پھر دیوانہ ہو گیا

باز سودائی شُدم من اے حبیب
اے دوست! میں پھر پاگل ہو گیا

حَلقہائے سلسلہ تو ذوفُنوں
تیری زنجیر کے حلقے فنون سے بھرے ہوئے ہیں

ہر یکے حَلقہ دہد دیگر جُنوں
ہر ایک حلقہ ایک نیا جنون پیدا کرتا ہے

دادِ ہر حَلقہ فنونِ دیگرست
ہر حلقہ کی دین ایک دوسرا ہی جنون ہے

پس مرا ہر دم جنونِ دیگرست
تو میرے لئے ہر وقت ایک نیا جنون ہے

---

[1] برہم زنان۔ دونوں قسم کے اخلاق کے مخزن ملے جلے ہیں۔ گر تو باشی۔ سلوک میں کوئی غلطی بھی ہو جائے تب بھی منازل طے کرنے میں توقف نہ چاہیے۔ غو۔ امر کا صیغہ ہے، غویدن، کھسکنا، گھٹنوں کے بل چلنا۔ پیشِ شاہاں۔ مشہور مقولہ ہے۔ "نزدیکان رابیش بُود حیرانی"

[2] شاہ۔ دربارِ حق کی حاضری شکر سے بھی زیادہ شیریں ہے اگر اس کے حصول میں جان بھی چلی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے ملامت گو۔ عشق الٰہی کے سلسلہ میں ملامت کرنیوالے کا سہارا خود کمزور ہے۔

کورہ۔ بھٹی۔ عشق۔ عشق بھی وہی کام کرتا ہے۔ جو آگ کی بھٹی کام کرتی ہے۔ کودن۔ احمق، نااہل۔

[3] برگ۔ سامان یعنی فنا کے بعد بقا حاصل ہوتی ہے۔ غمِ۔ غم عشق جاں گداز نہیں ہے بلکہ جاں فزا ہے۔ آنچہ۔ دوسرے کے لئے غم وخوف کا سبب ہے، عاشق کے لئے موجب اطمینان ہے۔ سمندر پالتو مرغ کے لئے ہلاکت اور بطخ کے لئے باعث مسرت ہے۔ باز۔ عشق ومعشوق کے تذکرہ سے مولانا پر ایک کیفیت طاری ہوئی جس کا اظہار کر رہے ہیں۔ حلقہائے۔ زنجیر عشق کا ہر حلقہ ایک نئی قسم کا جنون پیدا کرتا ہے۔

پس افنوں باشد جنوں ایں شد مثل — خاصہ در زنجیرِ ایں میرِ اَجل
تو جنون کی بہت سی قسمیں ہیں یہ ضرب المثل بن گئی ہے — خاص طور پر اس بڑے آقا کی زنجیر میں

آنچناں دیوانگی بگسست بند — کہ ہمہ دیوانگاں پندم دہند
دیوانگی نے ایسی بیڑیاں توڑیں — کہ سب دیوانے مجھے نصیحت کرنے لگے

آمدنِ دوستاں بہ بیمارستاں جہتِ پُرسشِ ذوالنُّونِ مصری رحمۃ اللہ علیہ
دوستوں کا شفا خانہ میں ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی مزاج پرسی کے لئے آنا

ایں چنیں ۲ ذوالنُونِ مصری رافتاد — کاندرو شورو جُنونِ نو بزاد
اسی طرح ذوالنون مصرف کے لئے ہوا — کہ ان میں ایک نیا جنون اور ولولہ پیدا ہوا

شور چنداں شد کہ تا فوقِ فلک — میر سدازوے جگر ہارا نمک
انہیں ایسی شورش ہوئی کہ آسمان کے اوپر تک — ان کی وجہ سے جگروں پر نمکپاشی ہوئی

ہیں مَنِہ تو شورِ خود اے شورہ خاک — پہلوئے شورِ خداوندانِ پاک
خبردار! اے شوریلی مٹی کے تو اپنے عشق کو نہ رکھ — پاک صاحبوں کے عشق کے برابر

خلق راتابِ جنونِ اُو نبود — آتشِ اُو ریشہا شاں می ربود
لوگوں میں ان کے جنون (کے برداشت) کی طاقت نہ تھی — ان کی آگ ان کی داڑھیوں کا صفایا کر رہی تھی

چونکہ در ریشِ عوام آتش فتاد — بند کردندش بزنداں المُراد
چونکہ عوام کی داڑھیوں میں آگ لگی — ان کو قید خانہ میں بند کر دیا مقصد یہ ہے

نیست ۳ امکاں واکشیدن ایں لجام — گرچہ زیں رہ تنگ می آیند عوام
اس لگام کو کھینچنا ممکن نہیں ہے — اگرچہ اس طریقہ سے عوام تنگ ہوں

دیدہ ایں شاہاں زعامہ خوفِ جاں — کایں گُرہ کورند وشاہاں بے نشاں
ان شاہوں نے عوام سے جان کا خطرہ محسوس کیا ہے — کیونکہ یہ گروہ اندھا ہے شاہوں میں کوئی علامت نہیں ہے

چونکہ حُکم اندر کفِ رنداں بُود — لا جَرم ذوالنُّون در زنداں بُود
جبکہ فیصلہ رندوں کے ہاتھ میں ہو گا — لا محالہ ذوالنون قید خانہ میں ہونگے

یک سوارہ می رود شاہِ عظیم — در کفِ طفلاں چنیں دُرِ یتیم
عظیم بادشاہ تنہا جا رہا ہے — ایسا نایاب موتی بچوں کے ہاتھ میں پڑا ہے

---

۱ پس۔ مثل مشہور ہے "اَلْجُنُوْنُ فُنُوْن" جنون کی بہت قسمیں ہیں۔ میرا جلّ۔ بڑا سردار اللہ تعالیٰ۔ پندم دہند۔ یعنی دوسرے دیوانے کہتے کہ جنون میں اس قدر بیخودی نہ چاہیے۔ آمدنِ دوستاں۔ آں حکایت کا منشا بھی یہی ہے کہ جنون کا نتیجہ قید خانہ ہوتا ہے۔ بیمار ستان۔ یعنی پاگلوں کا شفاخانہ۔

۲ ذوالنون۔ مچھلی والا۔ یہ حضرت ثوبان بن ابراہیمؑ کا لقب پڑ گیا جو بہت بڑے بزرگ تھے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک سفر میں کسی کشتی میں سوار تھے اس کشتی میں ایک تاجر کا موتی چوری ہو گیا لوگوں نے ان کو متہم کر دیا انہوں نے عاجز آ کر دعا شروع کی تو سینکڑوں مچھلیاں اپنے اپنے منہ میں اسی جیسا موتی لئے ہوئے نمودار ہوئیں انہوں نے ایک مچھلی سے موتی لیکر اس تاجر کو دیدا۔ ہیں۔ منہ۔ مولانا فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے جنون عشق کے سلسلہ میں ذوالنون کے عشق کا قصہ ذکر کیا لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں اپنے عشق کو ان کے عشق جیسا سمجھتا ہوں ان کا عشق بہت بلند تھا۔ ریشہا۔ وہ جنون عشق میں ریاکاروں کا پردہ فاش کرتے تھے۔ جس سے وہ شرمندہ ہوتے تھے۔

۳ نیست۔ عوام میں فتنہ پیدا کرنا ممنوع ہے لیکن ذوالنون اس بارے میں مجبور تھے۔ دیدہ۔ عوام کی جانب سے ذوالنون کو تو صرف قید خانہ کی تکلیف برداشت کرنی پڑی دوسرے بزرگوں کی تو جان کو خطرے لاحق ہوئے ہیں بے نشاں۔ عوام بزرگوں کے باطن کو نہیں سمجھ سکتے ہیں ان کے ظاہر پر بزرگی کی کوئی نشانی نہیں ہوتی ہے۔ رنداں یعنی ذوالنون کی بزرگی کے منکر شاہ عظیم یعنی ذوالنون۔

دُرچہ[1] دریائے نہاں در قطرۂ — آفتابے دَرج اندر ذرہ

موتی کیا ہوتا ہے ایک قطرہ میں پوشیدہ دریا — (یا) ایک سورج ذرے میں

آفتابِ خویش را ذرّہ نمود — واندک اندک روئے خود رابر کشود

اس نے اپنے سورج کو ذرہ دکھلایا — اور تھوڑا تھوڑا اپنا منہ کھولا

جملہ ذرات دروے مُحو شُد — عالم ازوے مست گشت و صحو شُد

تمام ذرے اس میں محو ہو گئے — دنیا اس سے مست ہو گئی اور ہوش جاتا رہا

چوں قلم در دستِ غدّارے بُوَد — لا جَرم منصور بردارے بُوَد

جب قلم کسی غدر کے ہاتھ میں ہو گا — تو لا محالہ منصور سولی پر ہو گا

چوں سفیہاں راست ایں کار و کیا — لازم آمد یَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَا

جب اختیار اور اقتدار بے عقلوں کو حاصل ہو — ضروری ہو گا کہ وہ نبیوں کو قتل کریں

انبیاء را گفتہ قومِ راہ گم[2] — از سفہ اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِکُمْ

گم گشتہ راہ قوم نے نبیوں سے کہا — حماقت سے کہ ہم تمہیں منحوس سمجھتے ہیں

جہلِ ترسا بیں اماں انگیختہ — زاں خداوندے کہ گشت آویختہ

نصرانیوں کی نادانی دیکھ امن کے طالب ہیں — اس آقا سے جو (انکے عقیدہ میں) سولی پر لٹکا دیا گیا

چوں بقولِ اُوست مَصلوب یہود — پس مرا اُورا اَمن کے تاند نمود

جب انکے بقول یہودیوں نے انکو سولی پر چڑھا دیا ہے — تو وہ ان کو نجات کب دے سکتے ہیں؟

چوں[3] دلِ آں شاہ اینساں خون بُوَد — عصمتِ وَاَنْتَ فِیْھِمْ چوں بُوَد

جبکہ اس (ذوالنون) شاہ کا دل اسطرح خون ہو — تو "انت فیہم" کا بچاؤ کیسے (حاصل) ہو؟

زرِ خالص راوز رگر را خطر — باشد از قُلّابِ خائن بیشتر

خالص سونے، اور سنار کو خطرہ — زیادہ ہوتا ہے خائن جعلساز سے

یوسفاں از رشکِ زشتاں مخفی اند — کز عدو خوباں در آتش می زیند

بہت سے یوسف بدصورتوں کے رشک کیوجہ سے پوشیدہ رہتے ہیں — کیونکہ حسین، دشمن کیوجہ سے انگاروں پر لوٹتے ہیں

سونا اور سنار جعلساز کو سوا کر دیتا ہے۔ لہٰذا جعلساز کی دشمنی سے وہ خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ یہی حال انبیاء اور اولیاء کا عوام کے ساتھ ہے۔ یوسفاں۔ یعنی نیک لوگ۔ زشتاں۔ برے لوگ۔ در آتش بروں کی وجہ سے۔ بھلوں کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔

---

[1] دُرچہ۔ ذوالنون۔ کو در یتیم کہا تھا۔ اب فرماتے ہیں موتی نہیں بلکہ وہ لاکھوں موتیوں والا سمندر ایک قطرہ میں اور معرفت کا آفتاب ایک ذرہ میں ہیں۔ آفتاب۔ ذوالنون مصری۔ ذرات۔ یعنی عوام۔ مست گشت۔ عقلیں۔ کھو بیٹھا۔ مرشد۔ یعنی انکی بزرگی کو نہ سمجھ سکے۔ غدار۔ یعنی شاہ وقت کا وزیر جس نے علماء کو ظاہر پر فتویٰ دینے پر مجبور کیا۔ منصور یعنی حسین بن منصور حلاجؒ۔ کا ذکر کیا۔ معاملہ کا اختیار یَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَاءَ سورۂ آل عمران کی طرف اشارہ ہے جس میں مذکور ہے کہ وہ لوگ انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں۔

[2] راہ گم۔ گمراہ سفہ۔ بیوقوفی انا تطیرنا بکم۔ سورۂ یٰسین میں ہے کہ گاؤں والوں نے رسولوں کو کہا ہم تمہارے وجود سے بدفالی لیتے ہیں۔ جہل۔ ترسا۔ اور جاہلوں کی محبت کا ذکر ہے یعنی یہ جہالت کہ اس کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ کو سولی دے دی گئی اور وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکے اور یہ انکے ذریعہ اپنی نجات کے قائل ہیں۔ مصلوب۔ سولی پر چڑھا ہوا۔

[3] چوں دل۔ قرآن پاک میں ہے ما کان اللہ معذبھم وانت فیہم۔ آنحضور کو خطاب ہے کہ جب تک تم ان میں موجود ہو ان پر عذاب نہ آئیگا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ "تم ان میں موجود ہو" کا مطلب یہ ہے کہ جب تک قوم تمہیں نہ ستائے تو محض موجود ہونا عذاب کے دفع کرنے کے لئے کافی نہیں ہے اسی طرح محض اولیاء اللہ کا وجود دفع عذاب نہ کر سکے گا۔ اور چونکہ ذوالنون کو قوم نے ستایا لہٰذا قوم کا بچاؤ نہ ہو سکے گا۔ زر خالص۔ خالص

یوسفاں[1] از مکرِ اخواں در چہ اند
بہت سے یوسف بھائیوں کی مکاری کیچہ سے کنوئیں میں ہیں

کز حسد یوسف بگرگاں می دہند
کیونکہ وہ حسد کیچہ سے یوسف کو بھیڑیوں کو دیدیتے ہیں

از حسد بر یوسفِ مصری چہ رفت
حسد کی وجہ سے مصری یوسف پر کیا گزری؟

ایں حسد اندر کمیں گر گیست زفت
یہ حسد چھپا ہوا موٹا بھیڑیا ہے

لا جرم زیں گرگِ یعقوبِ حلیم
لا محالہ اس بھیڑیئے کی وجہ سے بردبار یعقوب

داشت بر یوسفؑ ہمیشہ خوف و بیم
یوسف کے معاملہ میں خوف و خطر محسوس کرتے تھے

گرگِ ظاہر گردِ یوسف خود نگشت
ظاہری بھیڑیا، یوسف کے پاس بھی نہ آیا

ایں حسد در فعل از گرگاں گذشت
یہ حسد کارنامہ میں بھیڑیوں سے بھی بڑھ گیا

زخم کرد ایں گرگ وز عذرِ لَبِق
اس بھیڑیئے نے زخمی کیا اور چکنا چپڑا عذر لے کر

آمدہ کَانَّا نَهَبْنَا نَسْتَبِقُ
(حضرت) یعقوبؑ کے پاس) آیا کہ ہم دوڑ لگا رہے تھے

صد ہزاراں گرگ را ایں مکر نیست
لاکھوں بھیڑیوں کو بھی یہ مکاری حاصل نہیں ہے

عاقبت رسوا[2] شود ایں گرگ بایست
ٹھہر جا، بالآخر، یہ بھیڑیا رسوا ہو گا

زانکہ حشرِ حاسداں روزِ گزند
کیونکہ حشر کے دن حاسدوں کا حشر

بیگماں بر صورتِ گرگاں کنند
یقیناً بھیڑیوں کی صورت میں کریں گے

حشر[3] پر حرصِ سگِ مُردار خوار
مردار خوار، حریص کتے کا حشر

صورتے خوکے بُوَد روزِ شمار
قیامت کے دن سور کی صورت میں ہو گا

زانیاں را گندہ اندام نہاں
(قیامت کے دن) زنا کاروں کی شرمگاہیں گندی ہونگی

خمر خواراں را بُوَد گندہ دہاں
شراب نوشوں کے منہ بدبو دار ہونگے

گندِ مخفی کاں بد لہامی رسید
چھپی ہوئی گندگی جو دلوں میں پہنچتی ہے

گشت اندر حشر محسوس پدید
وہ قیامت میں محسوس اور ظاہر ہو گی

بیشۂ آمد وجودِ آدمی
انسان کا وجود ایک بن ہے

پُر حذر شو زیں وجود اَر آدمی
اگر تو انسان ہے تو اس وجود سے احتیاط برت

ظاہر و باطن اگر باشد یکے
اگر ظاہر و باطن یکساں ہوں

نیست کس را در نجاتِ او شکے
اس کی نجات میں کسی کو شک نہیں ہے

در وجودِ ما ہزاراں گرگ و خوک
ہمارے وجود میں ہزاروں بھیڑیئے اور سور ہیں

صالح و ناصالح و خوب و خشوک
نیک اور بد، اور اچھے اور برے

---

[1] یوسفاں۔ حضرت یوسف کو بھائیوں نے حسد کی وجہ سے کنویں میں گرادیا تھا۔ بگرگان۔ حسد کی وجہ سے حضرت یوسف کے بھائیوں نے انکو بھیڑیئے کے پھاڑنے کا افسانہ گھڑا تھا۔ گرگ۔ یعنی حسد، حضرت یوسف کو بھیڑیئے نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا، بھائیوں کا حسد تکلیف کا سبب بنا۔ عذر۔ یعنی بھائیوں کا یہ کہنا کہ ہم دوڑ لگا رہے تھے اور یوسف کو بھیڑیا لے گیا۔ صد ہزاراں۔ یہ مکاری جس کا سبب حسد ہوا۔ سو بھیڑیوں سے بھی ممکن نہ تھی۔

[2] رسوا شود۔ چنانچہ بھائیوں کو حضرت یوسف کی بڑائی کا رسوا ہو کر مجبوراً اقرار کرنا پڑا اور آخرت کی رسوائی۔ یہ ہو گی کہ عام حاسدوں کا حشر بھیڑیوں کی شکل میں ہو گا۔ حضرت یوسفؑ کے بھائی تو تائب ہو گئے تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک کو مقام نبوت حاصل ہوا تھا ان کا حشر بھیڑیوں کی صورت میں نہ ہو گا۔

[3] حشر۔ حرامخور کا حشر خنزیر کی صورت میں ہو گا۔ زانیاں۔ زنا کاروں کا حشر اس حالت میں ہو گا کہ انکی شرمگاہیں سڑتی ہونگی شرابیوں کے منہ سڑتے ہوں گے۔ مخفی۔ دلوں میں چھپی ہوئی گندگیاں نمایاں ہو جائینگی بیشہ۔ بن اور جھاڑیوں میں موذی جانور رہتے ہیں اسی طرح انسان کے وجود میں موذی خصلتیں ہیں۔ ظاہر۔ یعنی باطن انسانی وجود میں سینکڑوں برے خصلتیں پوشیدہ ہیں۔ لوگ۔ موذ۔ ممسوک شریر برا۔

حُکم آنخُو[1] راست کو غالب ترست
حکم اس خصلت کے مطابق ہے جو غالب ہے

چونکہ زر بیش از مس آمد آں زرست
جب سونا تانبے سے زیادہ ہے تو وہ سونا ہے

سیرتے کاں در وجودت غالب ست
وہ خصلت جو تیرے وجود میں غالب ہے

ہم براں تصویر حشرت واجب ست
اسی صورت پر تیرا حشر ضروری ہے

ساعتے گرگی در آید در بشر
ایک وقت میں انسان میں بھیڑیا پن آتا ہے

ساعتے یوسف رُخی ہمچوں قمر
ایک وقت میں چاند جیسی یوسف رخی آتی ہے

می رَود از سینہا در سینہا
سینوں سے سینوں میں جاتے ہیں

از رہِ پنہاں صلاح و کینہا
پوشیدہ طور پر نیکی اور کینے

بلکہ خود از آدمی در گاؤ و خر
بلکہ انسان سے بیل اور گدھے میں

می رَود دانائی و علم ہُنر
سمجھ اور علم اور ہنر پہنچتا ہے

اسپ شُکشک می شود رَہوار رورام
کم رفتار گھوڑا، تیز رفتار، اور فرمانبردار ہو جاتا ہے

خُرس بازی می کُند بُز ہم سَلام
ریچھ کھیلتا ہے بکری بھی سلام کرتی ہے

رفت[2] در سگ زآدمی حرص و ہوس
انسان سے حرص و ہوس کتے میں پہنچی

یا شُباں شُد یا شکاری یا حَرِس
چرواہا، یا شکاری، یا محافظ بنا

در سگِ اصحاب خُوئے زاں رُقود
اصحاب (کہف) کے کتے میں ان سوئے ہوؤں کی فضیلت

رفتہ تا جُویائے اللہ گشتہ بود
پہنچی یہاں تک کہ وہ اللہ کا طالب بن گیا

ہر زماں در سینہ نوعے سَر کند
ہر زمانہ میں سینہ میں ایک خاص نوعیت ظاہر ہوتی ہے

گاہ دیو گہ مَلک گہ دَام و دد
کبھی شیطان اور کبھی فرشتہ (اور) کبھی چرندہ اور درندہ بناتا ہے

زاں عجب بیشہ کہ ہر شیر آگہ است
اس عجیب جنگل سے جس کو ہر شیر جانتا ہے

تا ببامِ سینہا پنہاں رہ است
سینوں کی بلندی تک مخفی راستہ ہے

دُزدی[3] کُن از دُرومَرجانِ جاں
جان کا موتی، اور مونگا چرا لے

اے کم از سگ از دَرونِ عارفاں
عارفوں کے دل میں سے اے کتے سے کمتر!

چونکہ دُزدی دُزدآں دُرِّ لطیف
جبکہ تو چور ہے تو پاکیزہ موتی چرا

چونکہ حاملِ می شوی بارِ شریف
جبکہ تو بوجھ اٹھاتا ہے تو بھلا بوجھ (اٹھا)

فہم کردنِ مریداں کہ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ دیوانہ نشدہ متعمد ایں صورت کردہ
مریدوں کا سمجھنا کہ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ پاگل نہیں ہوئے ہیں قصداً یہ صورت بنائی ہے

[1] حکم۔ آنخُو۔ جو خصلت غالب ہوگی اسی پر حشر ہوگا، اشرفی میں تھوڑا سا تانبہ ضرور ہوتا ہے لیکن وہ سونے کی کہلاتی ہے ساعتے۔ کسی وقت انسان میں اخلاق ذمیمہ کا غلبہ ہوتا ہے کسی وقت اخلاق حمیدہ کا۔ می رود۔ صحبت سے انسان میں اچھے برے اخلاق ابھرتے ہیں۔ بلکہ۔ حیوانات انسان کی صحبت سے متاثر ہوتے ہیں شکشک۔ کم رفتار گھوڑا۔ راہوار۔ تیز رفتار گھوڑا۔ رام۔ مطیع۔ خرس۔ ریچھ۔ بز۔ بکرا۔

[2] رفت۔ انسان کی صحبت سے کتے میں کام کرنیکی حرص وہوس آجاتی ہے تو وہ بکریوں کا چرواہا یا شکاری یا نگہبان بن جاتا ہے۔ در سگ قمطیر نامی اصحاب کہف کا کتا جنت میں جائیگا۔ رقود۔ سونے والے راقد کی جمع ہے۔ نوعے۔ یعنی اخلاق کی کوئی قسم۔ دام۔ چرندہ۔ دد۔ درندہ۔

[3] دزدی کن پہلے اشعار میں بتایا تھا کہ ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں خیالات منتقل ہوتے ہیں اب فرماتے ہیں۔ جبکہ خفیہ راستہ سے کچھ حاصل کرتا ہے تو عارفوں کے دل کے پاکیزہ خیالات حاصل کر۔ متعمداً۔ جان بوجھ کر

چونکہ ذوالنُّون سوئے زنداں رفت شاد
جب ذوالنون خوشی خوشی قید خانہ کی طرف چلے

بند بر پا دست بر سر زافتقاد[1]
پابزنجیر (انکے) گم کرنے کی وجہ سے سر کو پکڑے ہوئے

دوستاں از ہر طرف بنہادہ رُو
دوستوں نے ہر جانب سے رخ کیا

سُوئے زنداں بہرِ پرسش نزدِ اُو
قیدخانہ کی جانب ان کے پاس حال دریافت کرنے کیلئے

دوستاں در قصۂ ذوالنُّوں شدند
دوست ذوالنون کے معاملہ میں روانہ ہوئے

سوئے زنداں و دراں رائے زدند
قید خانہ کی جانب، اور اس میں رائے زنی کی

کایں مگر قاصد کُند یا حکمتے ست
کہ یہ (مجنونانہ حرکتیں) بالقصد کرتے ہیں یا کوئی راز ہے

اُودریں رہ قبلہ است و آیتے ست
کیونکہ وہ اس راستہ میں قبلہ ہیں اور نشانی ہیں

دُور دُور از عقل چوں دریائے اُو
ان کی دریا جیسی عقل سے بہت بعید ہے

تا جنوں باشد سَفہ فرمائے اُو
کہ جنوں ان سے بیوقوفی کی باتیں کرائے

حاشَ لِلّٰہ از کمالِ جاہِ اُو
خدا بچائے ان کے مرتبہ کے کمال کی وجہ سے

کابرِ بیماری بپوشد ماہِ اُو
کہ بیماری کا ابر ان کے چاند کو چھپائے

اوز شر عامّہ[2] اندر خانہ شُد
وہ عوام کے شر کی وجہ سے قید خانہ میں گئے ہیں

اوزننگِ عاقلاں دیوانہ شُد
وہ عقلمندوں کے عیب کیوجہ سے دیوانے بنگئے ہیں

اوز عارِ عقلِ کُندِ تن پرست
وہ تن پرست کند عقل کی ذلت کی وجہ سے

قاصداً رفت ست و دیوانہ شد ست
جان کر (قید خانہ میں) گئے ہیں اور دیوانہ بنے ہیں

کہ بہ بندم اے فتیٰ وز ساز گاؤ
کہ اے جوان (سپاہی) مجھے باندھ دے اور سانٹا

بر سر و پشتم بزن وایں را مکاؤ
میرے سر اور کمر پر مار اور اس میں کنج و کاؤنہ کر

تاز زخمِ لخت یا بم من حیات
تاکہ (چمڑے کے ٹکڑے کی چوٹ سے میں زندگی حاصل کرلوں

چوں قتیل از گاوِ موسیٰ اے ثقات
اے معتبر لوگو! جیسا کہ موسیٰ کی گائے سے مقتول نے زندگی پائی

تاز زخم[3] لخت گاوے خوش شوم
تاکہ گائے کے (چمڑے کے) ٹکڑے سے میں خوش ہوجاؤں

ہمچو کُشتہ گاوِ موسیٰ[4] گش شوم
(حضرت) موسیٰ کی گائے کے مقتول کیطرح شاداں ہوجاؤں

زندہ شد کُشتہ ززخمِ دُمِ گاؤ
گائے کی دم کی چوٹ سے مقتول زندہ ہوگیا

ہمچو مس از کیمیا شُد زرِ ساؤ
جیسے تانبا کیمیا سے خالص سونا بنگیا

کُشتہ بر جست و بگفت اَسرار را
مقتول اٹھ بیٹھا، اور راز بتائے

وانمود آں زُمرۂ خونخوار را
اور قاتل جماعت کو ظاہر کر دیا

[1] افتقاد۔ گم کرنا۔ یعنی چونکہ انہوں نے حضرت ذوالنون کو گم کر دیا تھا۔
رائے زدند۔ یعنی ذوالنون کی دیوانگی کے بارے میں مختلف رایوں کا اظہار کرنے لگے۔ کایں۔ بعض لوگوں کی رائے ہوئی کہ جان کر دیوانہ بنے ہیں۔ حکمتے۔ یعنی خدا نے دیوانہ بنادیا ہے آمیں اللہ کی کوئی حکمت ہوگی۔
رہ۔ معرفت کی راہ۔ آیتے۔ خدا کی پہچان کی علامت۔ دور دور۔ بعض لوگوں نے کہا یہ ممکن نہیں کہ ان جیسے عقلمند سے دیوانگی بیوقوفی کے کام کرا سکے۔ ابر۔ یعنی دیوانگی۔ ماہ یعنی عقل۔

[2] شر عامہ۔ عوام کی شرارت زننگ چونکہ عقلمند لوگ باعث ننگ کام کرنے لگے ہیں اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا کر اپنے آپ کو ان کے زمرے سے خارج کرلیا ہے۔
عقل کُند۔ وہ عقل جس میں ذہانت نہ ہو۔ تن پرست۔ وہ عقل جو روحانیت کی تربیت نہ کرے۔ قاصداً بالا رادہ۔ کہ۔ یعنی وہ قصداً قید خانہ میں گئے ہیں اور دیوانوں کی طرح اپنے آپ کو گائے کے چمڑے کے انٹر سے پٹوا رہے ہیں۔ ساز گاؤ چمڑے کا تسمہ جس میں جانوروں کو سدھارتے ہیں۔

[3] تاز زخم۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ایک بھتیجے نے اپنے چچا کو قتل کر ڈالا قاتل کا پتہ نہ چلتا تھا حضرت موسیٰ نے ایک گائے ذبح کرائی اور اس کا چمڑہ لیکر مردے پر مارا تو تو مردہ زندہ ہوگیا۔ اور اس نے قاتل کا پتہ بتادیا تھا۔ گش۔ خوش زر ساز۔ خالص سونا۔ اسرار۔ یعنی چھپے ہوئے قاتل کا پتہ۔

گفت روشن کایں جماعت کشتہ اند — تخم ایں آشوب ایشاں کشتہ اند
واضح طور پر کہا کہ اس جماعت نے قتل کیا ہے — اس فساد کے بیج انہوں نے بوئے ہیں

چونکہ[1] کشتہ گردد ایں جسمِ گراں — زندہ گردد ہستیِ اسرارداں
جب یہ بھاری جسم مردہ ہو جاتا ہے — راز داں وجود زندہ ہو جاتا ہے

جانِ اُو بیند بہشت و نار را — باز داند جملہ اسرار را
اس کی جان دوزخ اور جنت کو دیکھتی ہے — اور تمام رازوں کو جان لیتی ہے

وَانُما ید خونیانِ دیورا — وَانُما ید دام خُدعہ وریورا
قاتل شیطانوں کو ظاہر کر دیتی ہے — مکر اور دھوکے کے جال کو واضح کر دیتی ہے

گاؤ[2] کُشتن ہست از شرطِ طریق — تا شود از زخمِ دُمش جاں مُفیق
گائے کو ذبح کرنا، معرفت کی شرط ہے — تاکہ جان اس کی دم کی چوٹ سے ہوش میں آجائے

گاؤِ نفس خویش را زُتر بکُش — تا شود روحِ خفی زندہ بہُش
بہت جلد اپنے نفس کی گائے کو ذبح کر دے — تاکہ مخفی روح ہوش کے ساتھ زندہ ہو جائے

ایں سخن را مقطع و پایاں مجو — حالِ ذوالنُّوں با مُریداں باز گو
اس بات کی ابتدا اور انتہا نہ تلاش کر — ذوالنون کا مریدوں کے ساتھ معاملہ سنا

رجوع کردن بحکایت ذوالنُّون رحمۃ اللہ علیہ
ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت کی طرف رجوع کرنا

چوں رسید ندآں نفر نزدیک اُو — بانگِ برزد ہے کیا نند اِتقُوْ
جب وہ لوگ ان کے پاس پہنچے — وہ چیخے خبردار تم کون ہو؟ بھاگو

با ادب گفتند ماز دوستاں — بہر پُرسش آمدیم اینجا بجاں
انہوں نے ادب سے کہا، ہم دوستوں میں سے ہیں — ہم (دل و) جاں سے (آپکو) پوچھنے آئے ہیں

چونی اے دریائے عقلِ ذُفنون[3] — ایں چہ بُہتان ست بر عقلت کُون
اے عجائب والی عقل کے دریا! آپ کیسے ہیں؟ — آپ کی عقل پر جنون کا یہ کیسا الزام ہے؟

دُودِ گلخن کے رسد در آفتاب — چوں شود عنقا شکستہ از عُراب
بھٹی کا دھواں آفتاب تک کب پہنچتا ہے؟ — عنقا کوے سے کب شکست کھاتا ہے

وَامیگر از مابیاں کُن ایں سخن — ما محبانیم باما ایں مکُن
ہم سے نہ چھپایئے، یہ بات بتایئے — ہم دوست ہیں، ہم سے یہ نہ کیجئے

[1] چونکہ جس طرح اس مقتول کی روح نے اسرار کا انکشاف کر دیا اسی طرح جب انسان اپنی ہستی کو فنا کر دیتا ہے تو اس پر اسرار منکشف ہونے لگتے ہیں جان او۔ مقام فنا پر پہنچ کر اسرار آخرت منکشف ہو جاتے ہیں۔ وَانُما ید۔ انسان کو محسوس ہو جاتا ہے کہ شیاطین اس کے قاتل ہیں اور انکے مکر فریب کو پہچان جاتا ہے۔

[2] گاؤ کشتن۔ یعنی مادی جسم کو فنا کرنا۔ طریق یعنی طریق معرفت مفیق۔ ہوشمند۔ بہش۔ بہ ہوش۔ مریداں۔ یعنی ذوالنون کے وہ مرید جو پاگل خانہ میں گئے تھے۔ نفر۔ جماعت۔ اتقوا۔ تم ڈرو، تم بھاگو، پرسش یعنی احوال کی دریافت۔ عیادت۔

[3] فنون۔ فن کی جمع ہے۔ بہتان۔ جھوٹا الزام۔ جنون یعنی تیری عقل پر جنون کا الزام جھوٹ ہے گلخن۔ بھٹی یعنی جس طرح بھٹی کا دھواں آفتاب تک نہیں پہنچ سکتا ہے اور عنقا کوے سے شکست نہیں کھا سکتا ہے اسی طرح تیری عقل تک نہ جنون کی رسائی ہو سکتی ہے نہ تیری عقل جنون سے مغلوب ہو سکتی ہے۔ مکن۔ یعنی حقیقت نہ چھپایئے۔

مَر مُحبّاں رانشاید دور کرد — یا برُو پوش و دغل مَہجور[1] کرد
دوستوں کو نہ بھگانا چاہیے — یا رو پوشی اور دھوکے سے دور نہ کرنا چاہیے

راز را اندر میاں نہ با مُحِب — اے کہ بحرِ علم و عقلی اِستَجِب
راز کو دوست کے سامنے رکھ دیجئے — اے وہ کہ آپ علم و عقل کے سمندر ہیں! مان جایئے

راز را اندر میاں آور شہَا — رُو مکُن درابَر پنہانی مَہا
اے شاہ! راز بتا دیجئے — اے چاند! ابر میں منہ نہ چھپایئے

ما مُحبِّ صادق و دلخستہ ایم — در دو عالم دل بتو وابستہ ایم
ہم سچے دوست اور دل شکستہ ہیں — دونوں جہان میں ہمارا دل آپ سے وابستہ ہے

راز را از دوستاں پنہاں مکُن — درمیاں نِہ راز و قصدِ جاں مکُن
راز کو دوستوں سے نہ چھپایئے — راز بتا دیجئے اور ہمارن جان کے درپے نہو جئے

چونکہ ذوالنُّون ایں سخن زایشاں شنید — جُز طریقِ امتحاں مخلَص ندید
جب ذوالنون نے ان کی یہ بات سنی — آزمائش کے راستے کے علاوہ چھٹکارا نہ دیکھا

فحش آغازید[2] و دشنام از گزاف — گفت اُو دیوانگانہ زی وقاف
خواہ مخواہ فحش اور گالی گلوچ شروع کر دی — دیوانوں کی طرح انہوں نے زق زق بق بق شروع کردی

برجہید و سنگ پرّاں کرد وچوب — جُملگاں بگریختند از بیم کوب
کودے اور پتھر اور لکڑیاں پھینکنے لگے — چوٹ کے ڈر سے سب بھاگ گئے

قہقہہ خندید و جُنبانید سَر — گفت بادِ ریش ایں یاراں نگر
قہقہہ مار کر ہنسے اور سر ہلایا — کہا ان دوستوں کی شیخی دیکھ

دوستاں بیں کو نشانِ دوستاں — دوستاں رارنج کے باشد زجاں
دوستوں کو دیکھو! دوستوں کی علامت کہاں ہے؟ — دوستوں کو جان کی فکر کب ہوتی ہے؟

کے کراں[3] گیرد زرنجِ دوست دوست — رنج مغزو دوستی اُورا چو پُوست
دوست کے ستانے سے دوست کب کنارہ کشی کرتا ہے؟ — تکلیف اٹھاتا مغز ہے اور دوستی اس کا چھلکا

رنج بر خود گیر گر تو دوستی — رُو مگرداں گر تو نیکو خوستی
اگر تو دوست ہے تکلیف برداشت کر — اگر تو اچھی عادت والا ہے رو گردانی نہ کر

نے نشانِ دوستی باشد خوشی — در بَلا و محنت و آفت کشی
کیا خوشی دوستی کی نشانی نہیں ہے؟ — مصیبت و مشقت اور آفتیں برداشت کرنے میں

[1] مہجور کرد۔ یعنی رو پوشی اور مکر سے فراق میں مبتلا کرنا مناسب نہیں ہے۔ اِستَجِب۔ قبول کر، منظور کر۔ شہا۔ اے شاہ مہا۔ اے مہ۔ دلخستہ۔ رنجیدہ قصد جاں کردن۔ مار ڈالنا۔ امتحاں۔ آزمائش۔ مخلص چھٹکارے کی جگہ۔

[2] آغازید۔ شروع کر دیا۔ گزاف۔ بے وجہ، بے اصل۔ زی وقاف۔ جھک جھک، بک بک۔ بادرویش غرور، شیخی، نشان۔ علامت۔ رنج۔ یارے کہ تحمل نہ کند یار نباشد

[3] کراں۔ کنارہ۔ مغز۔ اصل لُبّ لباب۔ پوست۔ چھلکا۔ رنج بر خود گیر۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ رو مگرداں۔ یعنی اگر دوست تکلیف پہنچائے۔ بے نشان۔ دوستی کی علامت یہی ہے کہ ہر حالت میں راضی برضاء دوست رہے۔

دوست ہمچوں زر بلا چوں آتش ست ۱ زرِ خالص در دلِ آتش خوش ست
دوست سونے کی طرح تکلیف آگ کی طرح ہے خالص سونا آگ کے بیچ میں بھلا ہے

امتحان ۲ کردنِ خواجہ لقمانؑ زیرکیِ لقمانؑ را
حضرت لقمانؑ کے آقا کا لقمانؑ کی ذہانت کی آزمائش کرنا

نے کہ لقمانؑ را کہ بندہ پاک بود روز و شب در بندگی چالاک بود
کیا ایسا نہیں ہوا کہ لقمانؑ جو ایک اچھے غلام تھے دن رات خدمتگاری میں چست تھے

خواجہ اش میداشتے در کار پیش بہترش دیدے ز فرزندانِ خویش
آقا ان کو ہر کام میں آگے رکھتا تھا اپنی اولاد سے بھی ان کو زیادہ سمجھتا تھا

زانکہ لقمانؑ گرچہ بندہ زادہ بود خواجہ بُود واز ہوا آزادہ بود
اسلئے کہ حضرت لقمانؑ اگرچہ غلام زادہ تھے (لیکن) آقا تھے اور خواہش نفسانی سے سر آزاد تھی

گفت ۳ شاہے شیخ را اندر سخن کز من از بخشش تو چیزے خواست کن
ایک بادشاہ نے گفتگو میں ایک بزرگ سے کہا مجھ سے بخشش میں کچھ مانگ

گفت اے شہ شرم ناید مر ترا کہ چنیں گوئی مرازیں بر ترآ
اس (بزرگ) نے کہا اے بادشاہ! تجھے شرم نہیں آتی کہ مجھسے یہ کہتا ہے اس سے بالا تربن

من دو بندہ دارم وایشاں حقیر واں دو بر تو حاکمانند و امیر
میرے دو غلام ہیں اور وہ (بھی) حقیر ہیں اور وہ دونوں تیرے حاکم اور سردار ہیں

گفت شہ آں دو چہ اند ایں ذلت ست گفت آں یک خشم و دیگر شہوت ست
بادشاہ نے کہا وہ دونوں کیا ہیں؟ یہ (تو) ذلت ہے اس (بزرگ) نے کہا ایک غصہ دوسرا شہوت ہے

شاہ آں داں کو ز شاہی فارغ ست برمہ و خورشید نورش بازغ ست
بادشاہ اس کو سمجھ جو بادشاہی سے بے نیاز ہے چاند اور سورج پر اس کا نور غالب ہے

مخزن آں دارد کہ مخزن عارِ اوست ہستی آں دارد کہ با ہستی عدوست
وہ ایسا خزانہ رکھتا ہے کہ (ظاہری) خزانہ اس کی ذلت ہے وہ ایسا وجود رکھتا ہے جو وجود کا دشمن ہے

خواجہ لقماں بظاہر خواجہ وش در حقیقت بندہ لقماں خواجہ اش
حضرت لقمانؑ کا آقا ظاہری خواجگی کے ہوتے ہوئے حقیقتاً غلام ہے لقمانؑ اس کے آقا ہیں

۱ ہمچوں زر۔ جس طرح سونا آتش سے نکھرتا ہے اسی طرح دوستی میں دوست کے مصائب برداشت کرنے سے خلوص کا اظہار ہوتا ہے۔

۲ امتحان کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح حضرت لقمانؑ نے دوست کے ہاتھ سے کڑوا خربوزہ بھی رغبت سے کھایا اسی طرح ایک انسان کو منجانب اللہ مصائب پر بھی راضی برضاء الٰہی رہنا چاہیے۔ خواجہ آقا ان کو معزز اور اولاد سے زیادہ پیار سے رکھتا تھا۔ زانکہ۔ یہ پہلا شعر کی دلیل۔ بندہ زادہ۔ حضرت لقمانؑ کو اگر ولی اور بزرگ مانا جائے تو غلام زادہ ہونے میں کوئی اشکال نہیں اور اگر وہ نبی تھے تو ان کے باپ کو جبراً غلام بنایا گیا ہوگا۔ خواجہ بود۔ چونکہ وہ ہوا و ہوس سے آزاد تھے لہٰذا غلام نہ تھے بلکہ آقا تھے۔

۳ گفت شاہے۔ چونکہ مولانا نے پہلے شعر میں ہوا و ہوس سے آزاد ہونے کا ذکر کیا ہے لہٰذا اس سلسلہ میں یہ حکایت نقل کی ہے۔ بر ترآ۔ یعنی یہ بات تیرے مقام سے گری ہوئی ہے۔ من۔ تو میرے دو غلاموں کا غلام ہے۔ ذلت۔ یعنی غلاموں کا غلام ہونا۔ میرے لئے ذلت کا سبب ہے۔ رشاہی۔ شاہ تو وہ ہے کہ دنیا کی بادشاہت سے بھی بے نیاز ہو۔ بازغ۔ چمکنے والا، روشن۔ مخزن۔ یعنی علم و معرفت کا خزانہ کہ مخزن۔ یعنی زر و جواہر کا خزانہ ہستی آں دارد۔ یعنی اس کا روحانی وجود ہے۔ جو جسمانی وجود کا دشمن ہے۔ خواجہ یعنی دراصل لقمان خواجہ تھے اور ان کا خواجہ دراصل غلام تھا۔

در جہانِ باز گونہ زیں بسے ست
اِس الٹی دنیا میں ایسا بہت ہے

در نظرِ شاں گوہرے از خسے ست
ان کی نظر میں جو ہر تنکے سے کم ہے

مر بیاباں را مفازہ نام شُد
بیابان کا نام، کامیابی کی جگہ ہوا

نام و ننگے عقلِ شاں رادام شد
عزت و ذلت ، ان کی عقل کا جال بنا

یک گُروہ راخود مُعرّف جامہ است
ایک گروہ کے لئے لباس پہچان کا ذریعہ ہے

در قبا گویند کواز عامہ است
قبا پہننے والے کو عوام میں سے کہتے ہیں

یک گُرہ را ظاہراً سالوس و زَرق
ایک گروہ کے ظاہری مکر اور فریب نے

کردہ زاہد نام واندر زُہد غرق
زاہد اور زہد میں ڈوبے ہوئے نام رکھ لئے

یک گُرہ را ظاہر۲ سالوس و زُہد
ایک گروہ میں ظاہری مکر اور زہد ہے

نُور باید تا بُود جاسوسِ زہد
نور چاہیے جو زہد کی مخبری کرے

نور باید پاک از تقلید و عَول
نور درکار ہے جو تقلید اور کجی سے خالی ہو

تا شناسد مرد رابے فعل و قول
تاکہ انسان کو بغیر قول اور فعل کے پہچانے

در رَود در قلبِ اُو از راہِ عقل
اس کے دل میں عقل کے راستہ سے گھس جائے

نقدِ اُو بیند نباشد بندِ نقل
اس کا نقد دیکھ لے سنی سنائی کا پابند نہ ہو

بندگانِ۳ خاصِ علّام الغیوب
علام الغیوب کے خاص بندے

در جہانِ جاں جواسیس القلوب
روحانی دنیا میں دلوں کے جاسوس ہیں

در درونِ دل در آید چوں خیال
جب دل میں کوئی خیال آتا ہے

پیشِ شاں مکشوف باشد سرِّ حال
پوشیدہ بھید ان کے سامنے کھل جاتا ہے

در تنِ گنجشک چہ بُود برگ و ساز
چڑیا کے جسم میں کیا سازو سامان ہوتا ہے؟

کہ شود پوشیدہ آں بر عقلِ باز
کہ وہ باز کی عقل پر چھپ سکے

آنکہ واقف گشتہ بر اسرارِ ھُو
جو اللہ (تعالیٰ) کے بھیدوں سے واقف ہو گیا

سرِّ مخلوقات چہ بُود پیشِ اُو
مخلوق کے بھید اس کے سامنے کیا ہیں؟

آنکہ بر افلاک رفتارش بُود
جس کی گذر آسمانوں پر ہو

بر زمیں رفتن چہ دُشوارش بُود
اس کو زمین پر چلنا کیا دشوار ہو گا؟

در کفِ داؤد کاہن گشت موم
حضرت داؤد کے ہاتھ میں جبکہ لوہا موم ہو گیا

موم چہ بُود در کفِ اُو اے ظلُوم
اے ظالم ! ان کے ہاتھ میں موم کیا ہو گا؟

۱ جہانِ باز گونہ۔ الٹی دنیا۔ درنظر یعنی قیمتی چیز کو کم قیمت اور کم قیمت چیز کو قیمتی سمجھتے ہیں۔ مفازہ۔ کامیابی کی جگہ صحرا کو کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ مہلک یعنی ہلاکت کی جگہ ہے نام نہند زندگی کا خور۔ نام ونگ عزت وذلت کے خیال سے بے عقلی کے کام کرتے ہیں۔ یک گرہ۔ کپڑوں سے انسان کو پہچانتے ہیں اس کی حقیقت پر نظر نہیں رکھتے ہیں گدڑی والے کو فقیر سمجھتے ہیں قبا پہنے والے کو معمولی انسان تصور کرتے ہیں۔

۲ ظاہر سالوس۔ بعض لوگ ظاہری مکاری کو دیکھ کر زہد کے قائل ہوتے ہیں۔ نور باید۔ کسی کو پہچاننے کیلئے نور قلبی درکار ہے جس کے ذریعہ بغیر بات کہتے اور کام دیکھے انسان کو پہچانا جا سکے۔ نقدِ او۔ انسان کی صحیح حالت۔

۳ بندگان۔ پیر مرید کے دل کے احوال منکشف ہو جاتے ہیں۔ علام الغیوب۔ غیبوں کا جاننے والا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جو ایسیں۔ جاسوس کی جمع ہے۔ راز کو جاننے والا۔ دردوں جس طرح خیالات انسان کے دل میں گھستے ہیں اسی طرح خاص بندہ بھی دل میں گھس کر پوشیدہ احوال جان لیتا ہے۔ در تن۔ گنجشک سے مراد مرید اور باز سے مراد شیخ ہے۔ اسرار ہو اللہ کے سر بر افلاک انبیاء اولیاء کو آسمانوں کی سیر بھی کرا دیجاتی ہیں۔ داؤد۔ حضرت داؤد کا معجزہ تھا انکے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔

بود لقمانؑ [1] بندہ شکلے خواجۂ — بندگی بر ظاہرش دیباجۂ
لقمان بظاہر غلام (حقیقتاً) آقا تھے — غلامی ان کے ظاہر کا عنوان تھی

چوں رَوَد خواجہ بجائے ناشناس — در غلامِ خویش پوشاند لباس
آقا جب کسی اجنبی جگہ جاتا ہے — اپنے غلام کو (شاہی) لباس پہنا دیتا ہے

اُو بپوشد جامہائے آں غلام — مَر غلامِ خویش را سازد امام
وہ اس غلام کے کپڑے خود پہن لیتا ہے — اپنے غلام کو پیشرو بنا لیتا ہے

دَر پیش چوں بندگاں در رَہ شود — تانبا ید زو کسے آگاہ [2] شود
راستہ میں غلاموں کی طرح اس کے پیچھے چلتا ہے — تاکہ اس کو کوئی نہ پہچان سکے

گوید اے بندہ تو رَو بر صدر نشیں — من بگیرم کفش چوں بندہ کمیں
کہہ دیتا ہے کہ اے غلام! تو جا اور صدر جگہ پر بیٹھ — میں معمولی غلام کی طرح جوتیاں لے لونگا

تو دُرشتی کُن مرادُ شنام دہ — مَر مَرا تو ہیچ تو قیرے مَنہ
تو سختی کر، مجھے برا بھلا کہہ — تو میری کوئی عزت نہ کر

تَرکِ خدمت خدمتِ تو داشتم — تا بغربت تخمِ حیلت کاشتم
خدمت نہ کرنا میں نے تیرے ذمہ لگایا ہے — جب تک کہ مسافرت میں میں نے تدبیر کا بیج بویا ہے

خواجگاں [3] ایں بندگیہا کردہ اند — تا گماں آید کہ ایشاں بندہ اند
آقاؤں نے یہ غلامیاں کی ہیں — تاکہ یہ گمان ہو کہ وہ غلام ہیں

چشم پُر بودند و سیر از خواجگی — کارہا را کردہ اند آمادگی
وہ آقائیت سے سیر چشم اور پیٹ بھرے تھے — انہوں نے استعداد (کے لئے) بہت سے کام کئے ہیں

دیں غلامانِ ہوا بر عکسِ آں — خویشتن بنمودہ میرِ عقل و جاں
اور یہ خواہش کے غلام اس کے برعکس — اپنے آپ کو عقل و جان کا آقا ظاہر کرتے ہیں

آید از خواجہ رہِ افگندگی — نایداز بندہ بغیر از بندگی
آقا سے خاکساری کا طریقہ آتا ہے — (اللہ کے) بندے سے بندگی کے سوا کچھ نہیں آتا ہے

پس ازاں عالمِ بدیں عالم چناں — تعبیتہا ہست بر عکسِ ایں بداں
پس اس عالم سے اس عالم تک — بہت سی بناوٹی باتیں ہیں ان کو الٹا سمجھ

[1] بولقمان۔ حضرت لقمانؑ نے جان بوجھ کر ظاہری طور پر غلامی اختیار کر رکھی تھی ورنہ وہ آقا تھے۔ چوں رود۔ غلامی کی شکل اختیار کر لینے کی وجہ بیان کی ہے اجنبی جگہ۔ مصلحتوں کی بنا پر اکثر اپنے آپ کو غلام اور غلام کو شاہ ظاہر کر دیا کرتے ہیں۔

[2] آگاہ شود۔ اپنے آپ کو بادشاہ ظاہر کرنے میں خطرات ہوتے ہیں۔ شیں۔ نشیں کا مخفف ہے۔ کمیں۔ کمینہ تُو دُرشتی۔ تاکہ غلام کو آقا سمجھا جائے۔ ترکِ خدمت یعنی تیری خدمتگذاری یہی ہے کہ تو خدمت نہ کرے۔ غربت۔ مسافرت۔ حیلت۔ تدبیر۔

[3] خواجگاں۔ بہت سے بزرگ اپنی بزرگی کے اخفاء کیلئے معمولی معمولی کام اختیار کر لیتے ہیں تاکہ عوام کی نگاہوں سے چھپے رہیں۔ کارہا۔ بزرگانِ دین معمولی پیشے اختیار کر لیتے ہیں تاکہ انکی استعداد قربِ الٰہی میں اضافہ ہو۔ دیں۔ غلاماں۔ جو لوگ حرص و ہوا کے غلام ہیں وہ اپنی بڑائی ظاہر کرتے ہیں۔ خواجہ۔ بزرگانِ دین ہمیشہ فروتنی اختیار کرتے ہیں۔ از بندہ۔ یعنی جو اللہ کے نیک بندے ہیں۔ ازاں عالم۔ عالم آخرت ازیں عالم۔ عالم دنیا۔ تعبیتہا۔ تعبیۃ کی جمع ہے بناوٹ بر عکس جس طرح یہ واقعہ ہے کہ بظاہر حضرت لقمانؑ غلام اور ان کا آقا آقا ہے لیکن حقیقتاً حضرت لقمانؑ آقا اور ان کا آقا ان کا غلام تھا اسی طرح اس عالم اور آخرت میں اور بہت سی چیزیں ہیں کہ جو حقیقتاً ظاہر کے برعکس ہیں۔

خواجہ لقمانؑ ازیں[1] حالِ نہاں
(حضرت) لقمانؑ کا آقا اس راز سے

بود واقف دیدہ بود ازوے نشاں
واقف تھا اور اس کی نشانی دیکھ چکا تھا

رازمی دانست خوش می راند خر
راز جانتا تھا، کام چلا رہا تھا

از برائے مصلحت آں راہبر
اس راہنما کی مصلحت کی وجہ سے

مرؤرا آزاد کردے از نخست
ان کو وہ پہلے ہی آزاد کر دیتا

لیک خوشنودیِ لقمانؑ را بجُست
لیکن اس نے (حضرت) لقمانؑ کی خوشنودی چاہی

زانکہ لقمانؑ را مرا دایں بودتا
کیونکہ (حضرت) لقمانؑ کا مقصد یہی تھا، تاکہ

کس نداند سِرِّ آں شیرِ فتا
اس نوجوان شیر کا کوئی بھید نہ سمجھ سکے

چہ[2] عجب گر سِر زبد پنہاں کُنی
یہ کیا عجیب بات ہے کہ تو راز کسی برے سے چھپالے

ایں عجب کہ سِر زخود پنہاں کُنی
عجیب تو یہ ہے کہ تو راز کو اپنے آپ سے چھپائے

کار پنہاں کن تواز چشمانِ خود
اپنی نظروں سے چھپا کر کام کر

تا بُوَد کارت سَلیم از چشمِ بد
تاکہ تیرا کام نظر بد سے بچا رہے

خویش را تسلیم کُن بر دا رمُزد
اپنے آپ کو سپرد کر دے مزدوری کما لے

وانگہ از خود بے زخود چیزے بدزد
پھر بے خودی میں اپنے میں سے کچھ چرا لے

می[3] دہند افیوں بمردِ زخم مند
زخمی انسان کو افیون دے دیتے ہیں

تا کہ پیکاں از تنش بیروں کُنند
تاکہ اس کے جسم میں سے تیر کھینچ لیں

وقتِ مرگ از رنج اُو را میدَرند
مرتے وقت اس کو تکلیف سے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہیں

اُو بداں مشغول شُد جاں می بَرند
وہ اس میں لگا، جان نکال لے جاتے ہیں

چوں بہر فکرے کہ خواہی دل سپرد
جب کسی فکر میں تو دل کو لگا دے گا

از تو چیزے در نہاں خواہند بُرند
تو وہ تیری چیز چپکے سے چرا لیں گے

پس بداں مشغول شوکاں بہترست
تو اس میں لگ جو اچھی چیز ہو

تاز تو چیزے بَرد کاں کہترست
تاکہ (چھ) تیری وہ چیز لے جائے جو گھٹیا ہے

ہرچہ اندیشی و تحصیلے کُنی
جو تو سوچتا ہے، اور حاصل کرتا ہے

می در آید دُز دزاں سُوکا یمنی
چور اس جانب سے آتا ہے جدھر سے تو مطمئن ہے

---

[1] ازیں حال۔ یعنی اس بات سے کہ حضرت لقمانؑ کے ظاہراً غلامی اختیار کر رکھی ہے ورنہ باطن ان کا رتبہ آقائیت کا ہے۔ راہبر۔ یعنی حضرت لقمانؑ خوشنودی۔ حضرت لقمانؑ کی خواہش تھی کہ ان کو غلام بنائے رکھے۔ سرّ۔ ان کا روحانی مرتبہ۔

[2] چہ عجب۔ کمالات کو دوسروں کی نگاہوں سے مخفی رکھنا بھی کمال ہے لیکن اپنی نگاہوں میں اپنے کمالات کمال نہوں تب زیادہ کمال ہے۔ چشم بد۔ خود اپنی نظر بد سے اپنے اعمال کو بچا۔ خویش را۔ اپنے آپ کو غلام سمجھتے ہوئے مزدوری کئے جاؤ تب اپنے رذائل کو اپنے آپ سے چرا کر غائب کر سکو گے۔

[3] می دہند۔ افیون کو کھلا کر خودی مٹادی جاتی ہے تب اصلاح کی جاتی ہے تو خودی کو مٹانے سے اصلاح ہو گی۔ وقت مرگ۔ موت کے وقت جسمانی تکالیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور روح سے غفلت ہو جاتی ہے تو روح چوری چلی جاتی ہے۔ چوں بہر فکرے۔ انسان کی جس چیز کی طرف توجہ رہتی ہے وہ بچ جاتی ہے جس سے غفلت برتتا ہے وہ چوری ہو جاتی ہے۔ بہترست۔ قیمتی چیز کی طرف توجہ کرو پھر ضائع ہو گی تو معمولی چیز ضائع ہو گی۔ ایمنی۔ تو مطمئن ہو کر بے توجہی کرتا ہے۔ تو چور اس کو چراتا ہے جس چیز کی انسان فکر رکھتا ہے اس کی جانب چور نہیں آتا۔

بارِ۱ باز رگاں چو در آب اوفتد — دست اندر کلہ بہتر زند
تاجر کا مال جب پانی میں گرتا ہے — تو وہ عمدہ سامان پر ہاتھ مارتا ہے

کشتیِ ماش بغر قاب اَر فتد — ہر چہ نازِل تَر بدریا افگند
اس کے مال کی کشتی اگر سمندر میں پھنسے — جو گھٹیا ہے اس کو دریا میں پھینک دیتا ہے

چونکہ چیزے فوت خواہد شد در آب — تَرکِ کمتر گوئی و بہتر را بیاب
چونکہ کوئی نہ کوئی چیز تو پانی میں ڈوبے گی — گھٹیا کو چھوڑ دے اور بڑھیا کو بچا لے

نقدِ ایماں را بطاعت گوش دار — تاز روئے حق نگردی شرم سار
بندگی کے ذریعہ ایمان کی نقد کی حفاظت کر — تاکہ تو اللہ (تعالیٰ) کے رو برو شرمندہ نہ ہو

چونکہ نقدت را نگہداری کُنی — حرص و غفلت را بَرد دیوِ دَنی
جب تو اپنے نقد کی دیکھ بھال رکھے گا — کمینہ شیطان حرص اور غفلت کو لے بھاگے گا

ظاہر شدنِ فضل و زیرکیِ لقمانؑ پیشِ امتحان کنند گان
امتحان کرنیوالوں کے سامنے (حضرت) لقمانؑ کی بزرگی اور ذہانت کا ظاہر ہونا

خواجہ لقماں چو لقمانؑ را شناخت۲ — بندہ بود اُورا و با اُو عشق باخت
(حضرت) لقمانؑ کے آقا نے جب لقمانؑ کو پہچان لیا — ان کا غلام ہو گیا اور ان پر فریفتہ ہو گیا

ہر طعامے کا وریدندے بَوَے — کس سوئے لقمانؑ فرستادے زپے
وہ جو کھانا اس کے پاس لاتے — تو فوراً کسی کو (حضرت) لقمانؑ کی جانب روانہ کرتا

تا کہ لقمانؑ دست سوائے آں بَرد — قاصداً تا خواجہ پس خوردش خورد
تاکہ (حضرت) لقمانؑ اس میں ہاتھ ڈال دیں — اس ارادے سے کہ آقا ان کا جھوٹا کھائے

سُورِ۳ اُو خوردے وشوار انگیختے — ہر طعامے کو نخوردے ریختے
ان کا جھوٹا کھاتا، اور مستی پیدا کرتا — جو کھانا وہ نہ کھاتے اس کو ضائع کر دیتا

ور بجور دے بیدل و بے اشتہا — ایں بُود پیوستگی بے مُنتہا
اگر کھاتا بھی تو بے دلی اور بے رغبتی سے — لا محدود تعلق یہ ہوتا ہے

خُربزہ آور دہ بودند ار مُغاں — لیک غائب بود لقمانؑ آں زماں
تحفے میں خربوزہ لائے تھے — لیکن اس وقت (حضرت) لقمانؑ موجود نہ تھے

گفت خواجہ با غلامے کے فلاں — زود رَو فرزندِ لقمانؑ را بجواں
آقا نے ایک غلام سے کہا کہ فلانے! — جلد جا عزیز لقمانؑ کو بلا لیا

۱ بار۔ پہلے سمجھایا تھا کہ اچھی چیز کی طرف نگاہ رکھو تاکہ معمولی چیز ضائع ہو اب اس کو مثالیں دے کر سمجھاتے ہیں کہ اگر کشتی بوجھل ہونے کی وجہ سے ڈوبنے لگتی ہے تو معمولی چیزیں پھینک دی جاتی ہیں۔ کالا۔ سامان۔ نازل تر۔ گھٹیا۔ بہتر قیمتی سامان۔ ایماں۔ یہ قیمتی چیز ہے اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرنی ہے اس کی حفاظت کر۔ حرص۔ اپنے رذائل کی حفاظت۔ نہ کرتا کہ وہ چوری ہو جائیں۔

۲ شناخت۔ یعنی ان کا آقا انکی بزرگی کو پہچان گیا۔ ہر طعامے۔ بڑوں کا جھوٹا تبرکاً کھایا جاتا ہے۔ فرستادے۔ یعنی ان کو بلانے کیلئے پس خورد۔ بچا ہوا کھانا۔

۳ سُور۔ پس خوردہ۔ شور۔ انگیختن۔ مستی کا اظہار کرنا۔ ریختے۔ انکے نہ کھانے سے سمجھتا تھا کہ کھانا مکروہ ہے۔ پیوستگی تعلق۔ خربزہ۔ خربوزہ۔ ارمغاں۔ تحفہ فرزند۔ محبت میں بیٹا کہا ہے۔

چونکہ لقمانؑ آمد و پیشش نشست — خواجہ پس بگرفت سکینے[1] ابدست
جب (حضرت) لقمان آئے اور اس کے سامنے بیٹھ گئے — اس کے بعد آقا نے چھری ہاتھ میں لی

چوں بُرید و داد اُورا یک بُریں — ہمچو شکرّ خوردش و چوں انگبیں
جب تراشا، اور ان کو ایک قاش دی — انہوں نے اس کو شکرہ شہد کی طرح کھا لیا

از خوشی کہ خورد داو اُورا دوم — تا رسید آں گُرچہا تا ہفدہم
چونکہ انہوں نے خوشی سے کھایا ان کو دوسری دی — یہاں تک کہ وہ قاشیں سترہ تک پہنچیں

ماند گُرچے گفت ایں را من خورم — تا چہ شیریں خُرپزست ایں بنگرم
ایک قاش بچی تو بولا اس کو میں کھاؤں گا — تاکہ دیکھوں کیسا میٹھا خربوزہ ہے؟

او چنیں خوش میخورد کز ذوقِ اُو — طبعہا شد مُشتہی و لُقمہ جُو
وہ اسقدر خوشی سے کھا رہے تھے کہ انکے ذوق سے — طبیعتیں خواہشمند ہو گئیں اور کھانا چاہنے لگیں

چوں[2] بخورد از تلخیش آتش فروخت — ہم زباں کرد آبلہ ہم حلق سوخت
جب اسنے کھایا اس کی کڑواہٹ سے آگ لگ گئی — زبان پر آبلہ پڑ گیا حلق بھی جل گیا

ساعتے بیخود شد از تلخی آں — بعد ازاں گفتش کہ اے جانِ جہاں
تھوڑی دیر اس کی کڑواہٹ سے بے چین رہا — اس کے بعد اسنے کہا، اے جان عالم!

نوش چوں کردی تو چندیں زہر را — لُطف چوں انگاشتی ایں قہر را
آپ نے اسقدر زہر کیسے پی لیا؟ — اس قہر کو لطف کیوں سمجھا؟

ایں چہ صبرست ایں صبوری از چدست — جانِ تو گوئی بہ پیشِ تو عدوست
یہ کیسا صبر ہے اور یہ کس طرح کا صبر کرنا ہے؟ — گویا آپ کی جان آپ کے نزدیک آپکی دشمن ہے

چوں[3] نیا وردی بحیلت مجتے — کہ مرا عُذریست بس کن ساعتے
کیوں نہ تدبیر سے آپ نے کوئی عذر کر دیا — کہ میں معذور ہوں، تھوڑی دیر ٹھہر

گفت من از دستِ نعمت بخشِ تو — خوردہ ام چنداں کہ از شرمم دو تو
فرمایا کہ تیرے سخی ہاتھ سے — میں نے اسقدر کھایا ہے کہ شرمندگی سے جھکا جاتا ہوں

شرمم آمد گر یکے تلخ از گفت — می ننوشم اے تو صاحب معرفت
مجھے شرم آتی اگر تیرے ہاتھ سے ایک کڑوی چیز — نہ کھاؤں اے (آقا) تو خود جانتا ہے

چوں ہمہ اجزام از انعامِ تو — رُستہ اندو غرقِ دانہ و دامِ تو
جبکہ میرے تمام اجزاء تیرے انعام سے — اُگے ہیں اور تیرے دانہ و دام میں غرق ہیں

---

[1] سکین ۔ چھری ۔ بُریں ۔ قاش ۔ پھاٹک ۔ انگبیں ۔ شہد ۔ گرچہا گرچ کی جمع ہے بالضم وکاف و جیم فارسی، خربوزے، تربوز کی قاش مشتہی ۔ خواہشمند ۔

[2] چوں ۔ کڑوا خربوزہ کھانے سے حلق میں سوزش اور زبان پر آبلہ پڑ گیا ۔ جانِ جہاں ۔ یعنی حضرت لقمان ۔ زہر ۔ یعنی کڑوا خربوزہ ۔ عدو ۔ ایسا کڑوا خربوزہ کھانا تو جان کے ساتھ دشمنی ہے ۔

[3] چوں ۔ یعنی صاف انکار مناسب نہ تھا تو کوئی عذر تراش لیتے ۔ گفت ۔ حضرت لقمان نے فرمایا جب اس ہاتھ سے سینکڑوں شیریں چیزیں کھا چکا ہوں ایک تلخ چیز کا انکار بے شرمی ہے ۔ اجزام ۔ میرے بدن کے سارے اجزاء تیرے نمک کے پروردہ ہیں ۔ دام جال ۔

گر زیک[1] تلخے گنم فریاد و داد — خاکِ تیرہ بر سرِ اجزام باد

اگر میں ایک کڑوی چیز سے فریاد اور واویلا کروں — تو کالی خاک میرے اجزاء پر ہو

لذتے دستِ شکر بخشت کہ داشت — اندریں بطیخ تلخی کے گذاشت

تیرا شکر بخش ہاتھ جو لذت رکھتا تھا — اس نے اس خربوزے میں کڑواہٹ کہاں چھوڑی؟

از محبت تلخہا شیریں شود — از محبت مسہا زریں شود

محبت کی وجہ سے کڑوی چیزیں میٹھی ہو جاتی ہیں — محبت سے تانبے سونے بن جاتے ہیں

از محبت دُردہا صافی شود — وز محبت دَرد ہا شافی شود

محبت سے تلچھٹیں صاف ہو جاتی ہیں — محبت سے درد و شفا بخشنے والے بن جاتے ہیں

از محبت خارہا گل می شود — وز محبت سرکہا مُل می شود

محبت سے کانٹے پھول بن جاتے ہیں — محبت سے سرکے شراب بن جاتے ہیں

از محبت دار تختے[2] می شود — وز محبت بار بختے می شود

محبت سے سولی، تخت بن جاتی ہے — محبت سے بوجھ نصیب بن جاتا ہے

از محبت سجن گلشن می شود — بے محبت روضہ گلخن می شود

محبت سے قید خانہ چمن بن جاتا ہے — بغیر محبت کے باغ بھٹی بن جاتا ہے

از محبت نار نورے می شود — وز محبت دیو حورے می شود

محبت سے آگ نور بن جاتی ہے — محبت سے دیو، حور بن جاتا ہے

از محبت سنگ روغن می شود — بے محبت موم آہن می شود

محبت سے پتھر تیل بن جاتا ہے — بغیر محبت کے موم لوہا بن جاتا ہے

از محبت حزن شادی می شود — وز محبت غُول ہادی می شود

محبت سے غم خوشی بن جاتا ہے — محبت سے چھلاوا راہبر بن جاتا ہے

از محبت نیش[3] نوشے می شود — وز محبت شیر موشے می شود

محبت سے ڈنک شہد بن جاتا ہے — محبت سے شیر چوہا بن جاتا ہے

از محبت سُقم صحت می شود — وز محبت قہر رحمت می شود

محبت سے بیماری تندرستی بنجاتی ہے — محبت سے قہر رحمت بن جاتا ہے

از محبت خار سوسن می شود — وز محبت خانہ روشن می شود

محبت سے کانٹا سوسن بن جاتا ہے — محبت سے گھر روشن ہو جاتا ہے

[1] گرزیک۔ کسی بڑے محسن کی معمولی سی زیادتی پر واویلا کرنا بڑی ذلیل حرکت ہے۔ لذت۔ محسن کے ہاتھ کی کڑوی چیزیں کڑوی نہیں رہتی ہیں۔ از محبت۔ یہاں سے مولانا نے فرمایا ہے کہ محبت چیزوں کی حقیقت بدل دیتی ہے۔ دد۔ تلچھٹ، دردہا یعنی امراض۔ مُل۔ شراب۔

[2] تختے۔ یعنی تخت شاہی۔ بار۔ بوجھ۔ بخت۔ یعنی خوش نصیبی۔ سجن۔ قید خانہ۔ روضہ باغیچہ۔ گلخن۔ بھٹی۔ دیو۔ یعنی بد صورت۔ حور۔ یعنی خوبصورت۔ غم۔ غُول۔ چھلاوا جس کا کام مسافر سے بھٹکانا ہے۔

[3] نیش۔ زہریلا ڈنک۔ مُوش۔ چوہا۔ سُقم۔ بیماری۔ سوسن۔ ایک آسمانی رنگ کا پھول ہے۔

از محبتِ مُردہ زندہ می شود
محبت سے مردہ زندہ ہو جاتا ہے

وز محبتِ شاہ بندہ می شود
محبت سے شاہ غلام بن جاتا ہے

ایں محبت ہم نتیجہ دانش[1] ست
یہ محبت بھی سمجھ کا نتیجہ ہے

کے گزافہ بر چنیں تختے نشست
بکواہی ایسے تخت پر کب بیٹھ سکتا ہے؟

دانش ناقص کجا ایں عشق زاد
ناقص عقل نے یہ عشق کب جنا ہے؟

عشق زاید ناقص لٰکن بر جماد
ناقص (عقل) عشق پیدا کرتی ہے لیکن پتھر سے

بر جمادے رنگِ مطلوبے چو دید
پتھر پر جب محبوب کا رنگ دیکھا

از صفیرے بانگِ محبوبے شنید
سیٹی سے محبوب کی آواز سن لی

دانش ناقص نداند فرق را
ناقص عقل ، فرق نہیں سمجھتی

لا جرم خورشید داند برق را
لا محالہ بجلی کو سورج سمجھ لیتی ہے

چونکہ[2] ملعوں خواند ناقص را رسول
ناقص کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ملعون کہا ہے

بود در تاویل نقصانِ عُقول
از روئے تاویل ، عقلوں کی کمی (مراد) تھی

زانکہ ناقص تن بُود مرحوم رحم
اس لئے کہ ناقص جسم قابل رحم ہوتا ہے

نیست بر موحوم لائق لعن و زحم
قابل رحم لعنت و زحمت کے لائق نہیں ہے

نقصِ عقلست آنکہ بدر نجوریست
بری بیماری عقل کی کمی ہے

مُوجبِ لعنت سزائے دوریست
جو لعنت کا سبب اور دور رہنے کے قابل ہے

زانکہ[3] تکمیل خرد با دُور نیست
کیونکہ عقلوں کی تکمیل بعید نہیں ہے

لیک تکمیل بدن مقدور نیست
لیکن بدن کی تکمیل ممکن نہیں ہے

کُفرِ فرعونے وہر گبرِ عنید
فرعون اور ہر سرکش کافر کا کفر

جُملہ از نقصانِ عقل آمد پدید
سب عقل کی کمی سے رونما ہوا ہے

بہرِ نقصان بدن آمد فَرَج
بدن کی کمی کے لئے گنجائش آئی ہے

ذنبے کے مَا عَلَی الْاَعمٰی حَرَج
قرآن میں ہے اندھے پر گناہ نہیں ہے

برق آفِل باشد و بس بے وَفا
برق چھپ جانے والی ہوتی ہے بہت بیوفا (ہوتی ہے)

آفِل از باقی نداد بے صفا
بے وفا غائب ہو جانے والا باقی رہنے والے سے متاثر نہیں کرتا ہے

برق خندد برکہ می خندد بگو
بجلی ہنستی ہے بتا کس پر ہنستی ہے؟

بر کسے کہ دل نہد بر نورِ اُو
اس شخص پر جو اس کی چمک سے دل لگائے

---

[1] دانش۔ یعنی عشق و محبت کامل عقل کا نتیجہ ہے۔ ناقص۔ یعنی ناقص عقل بھی عشق پیدا کرتی ہے لیکن غیر واقعی معشوق کے ساتھ۔ بر جماد ہے۔ ناقص عقل جب کسی چیز پر محبوب حقیقی کا عکس دیکھتی ہے تو اس کی گرویدہ ہو جاتی ہے یہ دھوکا ایسا ہی ہے جیسا کہ پرند کو شکاری کی سیٹی سے دھوکا لگتا ہے اور اس کو اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ کر جال میں جا پھنستا ہے۔ صفیر۔ سیٹی جو شکاری بجاتا ہے۔ لاجرم۔ فانی کو باقی تصور کر لیتا ہے۔

[2] چونکہ۔ جس ناقص کو ملعون کہا گیا ہے اس سے مراد ناقص عقل والا ہے۔ ناقص تن۔ جیسے لنگڑا، اندھا۔ زحم۔ زحمت۔ بدبختی۔ بری بیماری۔

[3] زانکہ۔ باعث لعنت وہ برائی ہو سکتی ہے جس کا ازالہ ممکن ہو اور نہ کیا جائے بے عقل عاقلوں کی صحبت میں عقل حاصل کر سکتا ہے لنگڑا بالکل معذور ہے۔ کفر۔ چونکہ عقلی نقصان کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے لہٰذا باعث لعنت ہے فرج۔ کشادگی۔ اعمٰی۔ اندھا۔ حرج۔ گناہ۔ آفل۔ غروب کر جانے والا۔ برق۔ بجلی کی کوند کو قہقہے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

نور ہائے برق ببریدہ[1] پے ست
بجلی کے نوروں کے پیر کٹے ہوئے ہیں

آں چو لاشرقی و لاغربی کے ست
وہ لا شرقی و لاغربی کی طرح کب ہیں؟

برق را چوں یَخطِفُ الاَبصار داں
بجلی کو تو نگاہیں اچک لینے والی سمجھ

نورِ باقی راہمہ اَبصار داں
باقی رہنے والے نور کو مجسم نگاہیں سمجھ

برکفِ دریا فرسِ را راندن ست
دریا کے جھاگ پر گھوڑا دوڑانا ہے

نامہ را در نورِ برقے خواندن ست
خط کو بجلی کی روشنی میں پڑھنا ہے

از حریصی عاقبت نادیدنست
حرص کی وجہ سے نا عاقبت اندیش ہے

بر دل و بر عقل خود خندیدنست
اپنے دل اور اپنی عقل کی ہنسی اڑانا ہے

عاقبت بیں ست عقل از خاصیت
عقل طبعاً عاقبت میں ہے

نفس باشد کو نہ بیند عاقبت
جو انجام کو نہیں دیکھتا ہے وہ نفس ہے

عقل کو مغلوبِ نفسِ اُو نفس شد
وہ جو عقل نفس سے مغلوب ہو وہ نفس بنجاتی ہے

مُشتری مَاتِ زحل شد نحس شد
جب مشتری زحل سے مات کھاجاتا ہے منحوس ہوجاتا ہے

ہم دریں[2] نحسے بگرداں ایں نظر
اس نحوست میں بھی اپنی نگاہ کو گھما

در کسے کو کرد نحست در نگر
اس ذات کو دیکھ جس نے تجھے منحوس بنایا

آں نظر کو بنگرد ایں جزر و مَد
جو نگاہ اس اتار چڑھاؤ کو دیکھے

اُوز نحسے سوئے سعدے نقب زد
اس نے نحوست سے سعادت کیطرف راستہ بنالیا ہے

زاں[3] ہمی گردانت از حالے بحال
(خدا) اسلئے تجھے ایک حال سے دوسرے حال کیطرف لیجاتا ہے

ضد بضد پیدا کُناں در انتقال
تبدیلی میں ایک مخالف سے دوسرا مخالف پیدا کرتے ہوئے

تا کہ خوفت زاید از ذاتُ الشمال
تاکہ تیرا خوف بائیں جانب والے (اصحاب النار) سے پیدا کرے

لذّتِ ذاتُ الیمیں یَرجی الرِجاں
اس بائیں جانب والے (اصحاب النار) کی لذت جس کی لوگ تمنا کرتے ہیں

تا کہ از عُسرت نہ بینی خوفہا
جب تک کہ تو تنگی کے خوفوں کو نہ دیکھ لے گا

کے زلیُسرے بازیابی لُطفہا
تو تجھے سہولت سے لطف کب حاصل ہونگے؟

تا نہ بینی خوف نحسِ مَشأمہ
جب تک تو بائیں جانب والوں کی نحوست کا خوف نہ دیکھ لیگا

کے شناسی قدرِ لُطفِ میمنہ
دائیں جانب (والوں) کے لطف کی قدر کب سمجھے گا؟

تا دو پَر باشی کہ مُرغِ یک پرہ
تاکہ تو دو پروں والا ہوجائے کیونکہ ایک بازو کا پرندہ

عاجز آید از پریدن یکسرہ
اڑنے سے بالکل عاجز رہتا ہے

---

[1] ببریدہ پے۔ پیر کٹے ہوئے لا شرقی ولاغربی۔ وہ نہ شرقی ہے نہ غربی یہ قرآن پاک میں اللہ کے نور کی صفت بیان کی گئی ہے یَخطِف۔ قرآن پاک میں کفار کے بارے میں ہے۔ "یکاد البرق یخطف ابصارھم" قریب ہے کہ بجلی انکی نگاہوں کو اچک لے۔ از حریصی۔ نا پائیدار عشق ایسا ہے جیسا کہ دریا کے جھاگوں پر گھوڑا دوڑانے کی کوشش یا آسمانی بجلی کی کوند میں خط پڑھنے کی کوشش عقل۔ عقل انسانی انجام پر نظر رکھتی ہے۔ نفس کوتاہ بین ہے۔ مشتری۔ سعد ستارہ ہے لیکن زحل منحوس ستارے کی داب میں آکر نحس بن جاتا ہے۔

[2] ہم دریں نحسے۔ اگر انسان وساوس قلبی میں مبتلا ہو تو ان کے درپے نہ ہو بلکہ یہ میرا مراقبہ کرے کہ یہ وسوسے بھی اللہ کی جانب سے ہیں تو وساوس کی نحوست ختم ہوکر عروج کی سعادت حاصل ہوجاتی ہے۔ جزر۔ سمندر کا اتار۔ مد۔ سمندر کا چڑھاؤ۔

[3] زاں ہمی۔ انسان کے احوال کی تبدیلی میں مصلحت یہ ہے کہ عاقبت کی قدر اسی کو ہوتی ہے جو مصیبت میں پھنس چکا ہو۔ ذات الشمال۔ بائیں جانب والے یہ دوزخیوں کی صفت ہے۔ ذات الیمین۔ دائیں جانب والے یہ جنتیوں کی صفت ہے۔ عسر تنگی۔ یُسر۔ سہولت۔ مشئمہ۔ بائیں جانب یعنی بائیں جانب والے جو جہنمی ہونگے۔ دو پر۔ یعنی قبض اور بسط کی کیفیت۔

هیں[1] گذر راز میمنہ وز میسرہ — در سرائے سابقاں آں یکسرہ
خبردار! دائیں جانب اور بائیں جانب والوں سے گزر جا — بالکلیہ سابقین کے گھر میں

یار ہا کن تا نیایم در کلام — یا بدہ دستور تا گویم تمام
یا تو چھوڑ دے تاکہ میں گفتگو نہ کروں — یا اجازت دے تاکہ پوری بات کہہ دوں

ورنہ ایں خواہی نہ آں فرماں تراست — کس چہ داند مر ترا مقصد کجاست
اگر تو نہ یہ چاہے، نہ وہ چاہے تجھے اختیار ہے — کون سمجھے کہ تیرا مقصد کیا ہے؟

جانِ ابراہیمؑ باید تا بنور — بیند اندر نار فردوس و قصور
حضرت ابراہیمؑ کی جان چاہیے تاکہ نور کے ذریعہ — آگ میں جنت اور محلات دیکھ لے

پایہ پایہ[2] بر رود بر ماہ و خور — تا نماند ہمچو حلقہ بندِ در
رفتہ رفتہ چاند اور سورج سے اونچا جائے — تاکہ کنڈے کی طرح دروازہ کا پابند نہ رہے

چوں خلیلؑ از آسمانِ ہفتمیں — بگذرد کہ لا اُحِبُّ الآفِلِیں
(حضرت ابراہیمؑ) خلیل (اللہ) کیطرح ساتویں آسمان سے — گزر جاتا ہے کیونکہ وہ "لا احب الآفلین" (کہتے ہیں)

ایں جہان تن غلط انداز شد — جُز مرآں راکز شہوت باز شد
یہ جسم کی دنیا، غلطی میں مبتلا کرنیوالی ہے — علاوہ اس کے جو خواہش نفسانی سے باز رہا

حسدِ آں حشم بر آں غلامِ خاصِ سلطاں
بادشاہ کے خاص غلام پر غلاموں کا حسد کرنا

قصہ[3] شاہ و امیران و حسد — بر غلامِ خاص و سلطانِ خرد
شاہ اور امیروں، اور حسد کا قصہ — خاص غلام اور شہنشاہ عقل پر

دور مانداز جر جرارِ کلام — باز باید گشت و کردآں راتمام
دور رہ گیا کلام کو طول دینے والے کے طول دینے کیجہ سے — واپس لوٹنا چاہیے اور اس کو مکمل کرنا چاہیے

باغبانِ مُلک با اقبال و بخت — چوں در ختے وقف انداز درخت
اقبال اور نصیبہ والا، ملک کا باغبان — درخت اور درخت میں امتیاز کرنا کیوں نہ جانیگا؟

آں درختے راکہ تلخ ورد بُود — واں درختے کہ یکش ہفصد بُود
وہ درخت جو کڑوا اور نا پسند ہو — اور وہ درخت جو ایک سات سو کے برابر ہو

کے برابر دارد اندر مرتبت — چوں بہ بیند شاں بچشمِ عاقبت
(ان کو) رتبے میں برابر کب رکھے گا" — جب ان کو دور اندیشی کی نگاہ سے دیکھے گا

---

[1] ہیں۔ قرآن پاک میں اصحاب میمنہ اور میسرہ کا ذکر آیا ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ "یعنی جو دائیں جانب اور بائیں جانب والوں سے آگے ہونگے وہ مقرب ہونگے۔ میسرہ۔ بائیں جانب۔ یار ہا کن۔ مولانا سننے والے کو مخاطب کرتے ہیں کہ یا تو اسرار کا یہ بیان ختم ہونا چاہیے یا توجہ کی جائے تاکہ بیان پورا ہو سکے۔ جانِ ابراہیمؑ۔ عقل کامل ہو تو حضرت ابراہیمؑ کی سی ہو۔ جو دشمنوں کی آگ میں بھی آخرت کا منظر دیکھ رہے تھے۔

[2] پایہ۔ سالک کو مسلسل ترقی کرنی چاہیے۔ تاکہ خلوت راز سے باہر نہ رہے۔ حلقہ۔ کنڈی کا حلقہ دروازہ سے باہر ہوتا ہے۔ لا اُحِبُّ الْآفِلِیْن۔ میں غروب کر جانے والوں کو پسند نہیں کرتا حضرت ابراہیمؑ نے یہ اس وقت فرمایا جب چاند اور سورج کی الوہیت کا انکار کر رہے تھے۔

[3] قصہ۔ درمیان میں مولانا نے کچھ اسرار و حکم کی باتیں شروع کر دی تھیں اب پھر اس قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جر۔ کھینچنا۔ جرار کلام۔ کلام کو طول دینے والا۔ باغبان۔ بادشاہ اور غلاموں کی مثال باغبان اور درختوں کی سی ہے باغبان سب درختوں کو پہچانتا ہے اور ان سے انکی حیثیت کا معاملہ کرتا ہے لہذا حسد بیجا ہے۔ یکش۔ باغ میں ایک درخت ایسا قیمتی ہوتا ہے جو بہت سوں سے بڑا ہوتا ہے۔

کاں درختاں را نہایت چیست بر
کہ ان درختوں کا انجام کار پھل کیسا ہے

گرچہ یکسانند ایں دم در نظر
اگرچہ اس وقت دیکھنے میں یکساں ہیں

شیخ کو یَنظُرُ بِنُورِ اللہ شُد
وہ شیخ جو اللہ کے نور سے دیکھنے والا ہو گیا

از نہایت وز نخست آگاہ شُد
ابتداء اور انتہاء سے واقف ہو گیا

چشمِ آخر بیں بہ بست از بہرِ حق
اسے اللہ (تعالیٰ) کیلئے جو کو دیکھنے والی آنکھ بند کر لی ہے

چشمِ آخر بیں کُشاد اندر سبق
آخرت کو دیکھنے والی آنکھ پہلے سے کھول لی ہے

آں حسوداں بَد درختاں بودہ اند
وہ حاسد، برے درخت تھے

تلخ گوہر شور بختاں بودہ اند
کڑوی اصل والے بد بخت تھے

از حسد جوشان وکف می ریختند
حسد کی وجہ سے جوش میں تھے اور جھاگ گراتے تھے

در نہانی مکرہا انگیختند
خفیہ طور پر مکر کرتے تھے

تا غلامِ خاص را گردن زنند
تاکہ خاص غلام کو قتل کر دیں

تیغ اُورا از زمانہ بر کنند
دنیا سے اس کی جڑ اکھاڑ دیں

چوں شود فانی جو جانش شاہ بود
وہ فانی کب ہو سکتا ہے جبکہ بادشاہ اس کی جان تھا

تیغ اُو در عصمتُ اللہ بُود
اس کی جڑ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھی

شاہ ازاں اسرار واقف آمدہ
بادشاہ ان رازوں سے واقف ہو گیا

ہمچو بوبکرِؒ ربابی تن زدہ
ابو بکرؒ ربابی کی طرح خاموش تھا

در تماشائے دِلِ بدگو ہراں
بد اصلوں کے دل کو دیکھ کر

میزند خَنبک براں کوزہ گراں
ان جعل سازوں پر تالیاں بجاتا تھا

مکرہا سازند قوم حیلہ مند
مکار قوم مکاری کر رہی تھی

تا کہ شہ را دُر فقاعے[۳] در کنند
تاکہ بادشاہ کو دھوکے میں مبتلا کر دیں

بادشاہے بس عظیم بیکراں
لا انتہا عظیم بادشاہ

دُر فقاعے کے بگنجد اے خراں
اے گدھو! دھوکے میں کب پڑ سکتا ہے؟

از برائے شاہ دامے دو ختند
بادشاہ کے لئے جال بن رہے تھے

آخر ایں تدبیر از و آموختند
آخر یہ تدبیر (بھی) اسی سے سیکھی تھی

نحس شاگردیکہ با اُستادِ خویش
وہ شاگرد بدبخت ہے جو اپنے استاد سے

ہمسری آغاز دو آید بہ پیش
مقابلہ کرے اور سامنا کرے

---

۱ کاں۔ درخساں۔ بظاہر سب درخت یکساں ہیں۔ بر۔ پھل۔ شیخ پیر سمجھتا ہے کہ کونسا مرید بالآخر کس مرتبہ پر فائز ہوگا۔ چشم آخر بیں۔ یعنی جانوروں والی آنکھ جو محض غذا جسمانی کو دیکھتی ہے۔ حسوداں۔ یعنی ان کے اعمال کے پھل تلخ تھے۔ تلخ گوہر۔ کڑوی جڑ والے۔ کف۔ جھاگ۔

۲ تا غلام۔ تاکہ مخصوص غلام کو قتل کر ڈالیں۔ عصمت اللہ۔ اللہ کی حفاظت۔ بوبکرؒ ربابی۔ ایک مجذوب ولی کا نام ہے جو سات سال تک بالکل خاموش رہے تھے۔ کوزہ گراں۔ کمہار۔ کمہار چونکہ برتنوں پر طرح طرح کے رنگ چڑھاتا ہے لہٰذا جعل ساز اور طمع گر کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے خنبک زدن۔ ہتھیلیاں بجانا۔

۳ فقاع۔ دھوکہ۔ بادشاہ۔ یعنی شیخ اے خراں۔ پیر کو دھوکا دینے والا گدھا ہے۔ دام۔ جال۔ تدبیر سپاہی، شاہ اور سپہ سالار سے طریقہ سیکھتا ہے مرید شیخ سے آداب سیکھتا ہے۔ نحس۔ وہ شاگرد منحوس ہے جو استاد سے سیکھے ہوئے ہنر کے ذریعہ استاد ہی کا مقابلہ کرنے لگے۔

با کدام [1] اُستاد اُستادِ جہاں
کونسے استاد سے ؟ دنیا کے استاد سے

پیش اُو یکساں ہُوید اونہاں
جس کے سامنے ظاہر و باطن یکساں ہے

چشم او بِنظُرُ بِنُورِ اللہِ شُدہ
اسکی نظر اللہ (تعالیٰ) کے نور سے دیکھنے والی ہوگئی ہے

پردہائے جہل را خارق بُدہ
جہل کے پردوں کو پھاڑنے والی ہو گئی ہے

از دلِ سُوراخ چوں کُہنہ گلیم
پرانی گدڑی جیسے دل کے سوراخ پر

پردہ بندو بہ پیشِ آں حکیم
اس دانا کے سامنے پر وہ تانتا ہے

پردہ می خندہ برو با صد دہاں
پر وہ سو منہ سے اس پر ہنستا ہے

ہر دہانے گشتہ اشگافے درآں
اس کا ہر سوراخ ایک منہ بن گیا ہے

گوید آں [2] اُستاد مر شاگرد را
وہ استاد ، شاگرد سے کہتا ہے

کاے کم از سگ نیستت با من وفا
اے کتے سے کمتر ! تو میرا وفا دار نہیں ہے

خود مرا اُستا مگیر آہن گسل
مجھے لوہے کو توڑنے والا استاد نہ سمجھ

ہمچو خود شاگرد و گیر و کور دل
اپنی طرح شاگرد اور تاریک دل والا سمجھ

نہ از منت یاریست در جان و رواں
کیا تیری جان اور روح میں میری امداد نہیں ہے

بے منت آبے نمی گردد رواں
میرے بغیر تیری کامیابی نہ تھی

پس دلِ من کارگاہِ تختِ تست
تیرے تخت کا کارخانہ میرا دل ہے

چہ شکنی ایں کارگہ اے نا درست
اے نالائق اس کارخانہ کو کیوں توڑتا ہے؟

گویش [3] پنہاں زنم آتش زنہ
تو اس سے کہتا ہے میں پوشیدہ طور پر چقماق رگڑتا ہوں

نے بقلب از قلب باشد روز نہ
کیا دل سے دل تک سوراخ نہیں ہوتا ہے

آخر از روزن بہ بیند فکرِ تو
وہ تیرا خیال روزن میں سے دیکھ لیتا ہے

دل گواہی می دہد زیں ذکرِ تو
تیرے اس ذکر کی دل گواہی دیتا ہے

لیک در رُویت نما لَدا ز کرم
لیکن شرافت کی وجہ سے تیرے منہ پر نہیں کہتا ہے

ہرچہ گوئی خند و و گوید نعم
تو جو کچھ کہتا ہے وہ مسکرا دیتا ہے اور ہاں کہہ دیتا ہے

اُو نمی خندد ز ذوقِ مالشت
وہ تیری مالش کے ذوق سے نہیں ہنستا ہے

اُو ہمی خند و براں اسگالشت
وہ تیرے خیال پر ہنستا ہے

---

[1] با کدام۔ یعنی استاد بھی وہ جو بدحال استاد ہے جس کے سامنے ہر شخص کا ظاہر و باطن یکساں ہے۔ بِنظُر۔ حدیث میں ہے۔ اتقوا من فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ "مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھ لیتا ہے۔ خارق۔ پھاڑنے والا۔ از دل۔ جو دل معصیتوں کی وجہ سے پرانی گدڑی کی طرح سوراخ در سوراخ ہے۔ یہ اس کے راز کو چھپانا چاہتا ہے۔ پر وہ اس دل کے سوراخوں پر پردہ ڈالتا ہے تاکہ راز نہ کھل جائے۔ ہر دہانے۔ پردہ کے پیچھے دل کا ہر سوراخ راز بتا رہا ہے۔

[2] گوید۔ استاد شاگرد سے کہتا ہے تو کتے سے بھی وفاداری میں کم ہے۔ خود مرا۔ اگر تو مجھے بہت بڑا استاد نہ سمجھے تو بھی کم از کم میں نے تیری تربیت تو کی ہے پھر یہ احسان فراموشی کیوں ہے۔ آب رواں۔ شدن۔ کامیاب ہونا۔ دل من۔ تجھے جو تخت عزت نصیب ہوا ہے وہ میرے دل کی کارگیری ہے۔

[3] گویش۔ شاگرد استاد کو دھوکا دینے کیلئے کہتا ہے کہ میرے دل میں تیری محبت ہے آتش زنہ۔ چقماق۔ روزنہ۔ سوراخ۔ آخر۔ پیر مرید کے دل کی حالت معلوم کر لیتا ہے دل گواہی مرید کا دل بتا دے گا کہ وہ جھوٹا ہے۔ لیک شیخ مرید کے ہر مکر کو سمجھتا ہے لیکن بسا اوقات اپنی شرافت کی وجہ سے اس کا اظہار نہیں کرتا ہے اور اس کی ہاں میں ہاں ملا دیتا ہے۔ نمی خندد۔ شیخ کی مسکراہٹ تصدیق کے لئے نہیں ہوتی ہے تحمیق کے لئے ہوتی ہے۔

پس خِداعی ۱؎ را خِداعی شُد جَزا — کاسہ زن کوزہ بخور اینک سَزا
دھوکے بازی کا بدلہ دھوکہ بازی ہے — پیالی مار، پیالہ کھا یہ سزا ہے

گر بُدے با تو وُرا خندہ رِضا — صَد ہزاراں گُل شگفتے مَر تُرا
اگر تیرے ساتھ اس کی رضا مندی کی ہنسی ہوتی — تجھ میں لاکھوں پھول کھل جاتے

چوں دِل اُو در رضا آرد عمل — آفتابے داں کہ آید دَر حَمل
جب اس کا دل خوشی میں کوئی کام کرے — سمجھ لے کہ سورج (برج) حمل میں آ گیا

زو بخندد ہم نہار و ہم بہار — درہم آمیزد شگوفہ و سبزہ زار
اس سے کھل جاتا ہے دن بھی اور موسم بہار بھی — شگوفے اور سبزہ زار آپس میں مل جاتے ہیں

صَد ہزاراں بُلبُل و قمری نوا — افکَنَد اندر جہانِ بے نوا
لاکھوں بلبلیں اور قمریاں چہچہانے — لگتی ہیں (اس) اجاڑ دنیا میں

چوں ندانی تو خزاں را از بہار — چوں بَدانی رمز خندہ در ثمار
جبکہ تو خزاں اور بہار کو نہیں سمجھتا ہے — تو پھلوں کے ہنسنے کے اشارے کیا سمجھے گا؟

چونکہ ۲؎ برگِ رُوح خود زرد و سیاہ — می نہ بینی چوں بدانی خشم شاہ
جبکہ تو اپنی روح کے پتوں کا زرد اور سیاہ ہونا — نہیں سمجھتا ہے تو شاہ کے غصہ کو کیا سمجھے گا؟

آفتابِ شاہ در بُرجِ عتاب — میکند رُو ہا سیہ ہمچوں کتاب
شاہ کا سورج غصہ کے برج میں آ کر — اعمال نامہ کی طرح رو سیاہ کر دیتا ہے

آں عَطارد را ورقہا جانِ ماست — آں سپید و آں سیہ میزانِ ماست
ہماری جان اس عطارد کے لئے کاغذ ہے — وہ سفید اور سیاہ ہمارا معیار ہے

باز مَنشورے ۳؎ نویسد سُرخ و سبز — تا رہند ارواح از سودا و عجز
پھر وہ سرخ اور سبز فرمان لکھتا ہے — حتیٰ کہ ہماری روحیں پاگل پن اور عجز سے نجات پا جاتی ہیں

سُرخ و سبز افتاد نسخِ نو بہار — چوں خطِ قوسِ قزح در اعتبار
نو بہار کی تحریر اور سرخ اور سبز واقع ہوئی ہے — جو قیاس کرنے میں دھنک کمان کے نقش کی طرح ہے

اندریں معنیٰ شنو تو قصہ — تا بیابی از مَعانی حصّہ
اس مقصد میں تو ایک قصہ سن لے — تاکہ تو بھی معانی سے حصہ پا لے

۱؎ خِداعی۔ دھوکا یعنی جس طرح کا معاملہ پیر کے ساتھ کیا ویسا ہی برتاؤ اس نے کیا۔ کاسہ زن کوزہ بخور یعنی اینٹ کا جواب پتھر۔ گر بُدے۔ پیر مرید کے کاموں سے خوش ہو کر ہنسے تو مرید فیوض سے مالا مال ہو جائے حمل۔ بکری کا بچہ، سورج کے برجوں میں سے ایک برج بکری کے بچہ کی صورت میں ہے۔ جب سورج گردش کرتا ہوا اسمیں آتا ہے تو موسم بہار شروع ہو جاتا ہے۔ زبخندد۔ یعنی موسم بہار کا سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ صد ہزاراں۔ موسم بہار میں بلبلیں اور قمریاں چہچہانے لگتی ہیں۔ چوں ندانی جب مرید حس باطن سے بے بہرہ ہو تو نہ وہ فیوض کی آمد کو سمجھے گا نہ انسے محرومی کو۔ در ثمار۔ پھلوں کا خندہ یہ ہے کہ پیر پکنے کی رونق آ جائے۔

۲؎ چونکہ کور باطن کو جب یہ نظر نہیں آتا کہ اس کی روح پر خزاں ملا رہی ہے تو وہ پیر کے غصہ کے اثرات کو بھی نہیں سمجھ سکتا ہے۔ عتاب۔ پیر کی ناراضی سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے۔ عطارد۔ ستار جس کو دبیر ملک یعنی آسمان کا منشی بھی کہا جاتا ہے۔ ورقہا۔ جس طرح کاتب کا اثر کاغذ پر آتا ہے پیر کا اثر روح پر پڑتا ہے۔ اور مرید کی قلبی حالت ہی اس کی اچھائی یا برائی کا معیار ہے۔

۳؎ منشور۔ شاہی فرمان۔ سودا۔ یعنی نفسانی لذتوں سود۔ عجز۔ یعنی صولی الی الحق سے عجز۔ سرخ و سبز شیخ کے انور مختلف انواع کے ہوتے ہیں جیسا کہ دھنک کمان میں مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ اندریں معنیٰ۔ شیوخ اور اولیاء اللہ کا مظہر ہیں بلقیس نے حضرت سیمون کے خط کو ان کا مظہر سمجھ کر تعظیم کی اور ہد ہد کی حقارت کو مد نظر نہ رکھا۔

عکس تعظیمِ پیغمبرِ سلیمانؑ دردلِ بلقیس ۱ از صورتِ حقیرِ ہُد ہُد

(حضرت) پیغمبر سلیمان (علیہ السلام) کی تعظیم کا عکس بلقیس کے دل پر حقیر ہُد ہُد کی صورت کے ذریعہ

رحمتِ صد تو براں بلقیس باد — کہ خدایش عقلِ صد مرداں بداد
اس بلقیس پر سوگنی رحمت ہو — جس کو خدا نے سینکڑوں مردوں کی عقل عطا فرمائی

ہُد ہُدے نامہ بیاور دو نشاں — از سلیمانؑ چند حرفے بابیاں
ایک ہُدہُد تحریر اور نشانی لایا — (حضرت) سلیمانؑ کی جانب سے وضاحت کیساتھ چند حروف والا

خواند اُوآں نکتہائے باشمول — وز حقارت ننگرید اندر رسول
اس نے ان جامع نکتوں کو پڑھا — اور نامہ بر کو حقارت سے نہ دیکھا

چشم ہُد ہُد دید و جان عنقاش وید — حِس چو کفّے دید و دل دریاش دید
آنکھ نے ہُد ہُد دیکھا اور جان نے اس کو عنقا دیکھا — جس نے اس کو جھاگ دیکھا اور دل نے اس کو دریا دیکھا

عقل با حِسِ زیں طلسماتِ دورنگ — چوں محمدؐ با ابو جہلاں بجنگ
ان دو رنگی طلسمات کی وجہ سے عقل حس کے ساتھ — جنگ میں رہتی ہے جیسے محمدؐ ابو جہلوں کیساتھ

کافراں ۲ دید ند احمد رابشر — چوں ندیدند از وے اِنْشَقَّ الْقَمَرُ
کافروں نے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو صرف انسان دیکھا — جبکہ ان سے شق القمر (کا معجزہ) نہ دیکھا

خاک زن در دیدۂ حِسِ بینِ خویش — دیدۂ حِسِ دشمنِ عقل ست و کیش
اپنی حسی آنکھ پر خاک ڈال — حسی آنکھ عقل اور مذہب کی دشمن ہے

دیدۂ حِس را خدا اَعماش خواند — بُت پرستش گفت وضدِ ماش خواند
حسی آنکھ کو خدا نے اندھا کہا ہے — اس کو بت پرست کہا اور ہمارا دشمن کہا ہے

زانکہ اوکف دید و دریا را ندید — زانکہ حالے دید و فردار اندید
کیونکہ اس نے جھاگ دیکھے اور دریا کو نہ دیکھا — کیونکہ اس نے موجودہ حالت دیکھی اور انجام نہ دیکھا

خواجۂ ۳ فرد او حالی پیش اُو — اُو نمی بیند زگنجے جُز تسُو
وہ آخرت کے آقا ہیں اور اس کے نزدیک وہ موجودہ وقت کے ہے — وہ خزانے میں سے سوائے دمڑی کے کچھ نہیں دیکھتا ہے

ذرّۂ زاں آفتاب آرد پیام — آفتاب آں ذرّہ راگر دو غلام
اگر ایک ذرہ اس سورج کا پیغام لائے — سورج اس ذرے کا غلام بن جائے

۱ بلقیس۔ ملک یمن کے شرسبا کی حکمران تھی جس کا قصہ قرآن میں مذکور ہے عقل صد مرداں۔ بلقیس اگرچہ عورت تھی لیکن اللہ نے اس کو سینکڑوں مردوں کی سی عقل عطا فرمائی تھی۔ ہُد ہُد۔ حضرت سلیمانؑ نے ہُد ہُد کے ذریعہ بلقیس کے پاس اپنا خط بھیجا تھا۔ نکتہائے باشمول۔ جامع نکتے۔ رسول۔ قاصد یعنی ہُد ہُد۔ ظاہری آنکھ وہ ہد ہد تھا مگر چونکہ وہ حضرت سلیمانؑ کا قاصد تھا لہٰذا باطنی نگاہ نے اس کو عنقا سمجھا۔ طلسمات دورنگ۔ وہ چیزیں۔ جو بظاہر حقیر ہیں لیکن بباطن عظیم ہیں ان کے بارے میں عقل اور حس میں جنگ ہوتی رہتی ہے۔ ابو جہلاں۔ یعنی ابوجہل کی طرح کے سخت کافر۔

۲ کافراں۔ کافر آنحضورؐ کی ظاہری بشریت کو دیکھتے تھے اور روحانی عظمت جس کا کرشمہ شق القمر کا معجزہ ہے اس کو نہ دیکھتے تھے۔ دیدہ حس۔ محض ظاہر بین نگاہ عقل و مذہب کی دشمن ہے۔ اعماش خواند۔ خدا نے اس کو اندھا قرار دیا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ آپ فرما دیجئے۔ کیا اندھا اور بینا برابر ہیں اس آیت میں اعمیٰ سے وہ مراد ہیں جو صرف حسی نظر سے کام لیتے ہیں۔ اور قلبی نظر سے محروم ہیں۔ زانکہ کافروں کی ظاہر بین نظر نے آنحضورؐ کا صرف ظاہر دیکھا روحانی قوتوں کو نہ دیکھا۔ فردا۔ یعنی انجام۔

۳ خواجہ فردا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فردائے قیامت کے آقا ہیں وہ آنحضورؐ کی صرف موجودہ زندگی کو دیکھتا ہے۔ تسو۔ چار جو کی بقدر وزن اگر حیواں حصہ یعنی آنحضورؐ جو ایک عظیم خزانہ رکھے اس میں سے کسے صرف کوڑی اور دمڑی نظر آئی۔ زاں آفتاب۔ حی حق تعالیٰ۔ آفتاب یعنی سورج

قطرۂ کز بحرِ وحدت شد سفیر[1] ہفت بحر آں قطرہ را باشد اسیر

ایک قطرہ جو صدائے وحدت کا پیغامبر بنا ساتوں سمندر اس قطرے کے پابند ہوئے

گر کفِ خاکے شود چالاکِ اُو پیشِ خاکش سر نہد افلاکِ اُو

اگر ایک مٹھی مٹی اس کے لئے اطاعت میں چست ہو جائے تو اس کی مٹی کے آگے اس کے آسمان سر دھریں

خاکِ آدم چونکہ شد چالاکِ حق پیشِ خاکش سر نہد اَملاکِ حق

(حضرت) آدم کی مٹی چونکہ اللہ کے لئے چست بنی اس کی مٹی کے آگے اللہ کی مملوک چیزوں نے سر رکھ دیا

اَلسَّمَاءُ انْشَقَّت آخر از چہ بود از یکے چشمے کے خاکے بر کشود

"آسمان پھٹ گیا" آخر کس وجہ سے تھا؟ اس آنکھ کے لئے جو مٹی نے کھولی

خاک از دُردی نشیند زیرِ آب خاک بیں کز عرش بگذشت از شتاب

مٹی تلچھٹ ہو جانے کیوجہ سے پانی کے نیچے بیٹھ جاتی ہے مٹی کو دیکھ! تیزی سے عرش سے بھی اونچی چلی گئی

آں لطافت پس بداں کز آب نیست جُز عطائے مبدعِ وہّاب نیست

تو سمجھ لے وہ لطافت آب و گل کی نہیں ہے ایجاد کرنیوالے عطا کرنیوالے (خدا) کی دین کے سوا کچھ نہیں ہے

گر کُند سِفلی ہواؤ نار را ورز گُل اُو بگزراند خار را

اگر وہ ہوا اور آگ کو سفلی بنا دے اگر وہ کانٹے کو پھول سے بڑھا دے

حاکمِ ست وَیَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاء اُوز عینِ درد انگیزد دوا

وہ حاکم ہے اور اللہ (تعالیٰ) جو چاہے وہ کرتا ہے وہ بعینہٖ درد سے دوا پیدا کر دیتا ہے

در زمین[2] و آب را عُلوی کُند راہِ گردوں را پیا مَطوی کُند

اگر مٹی اور پانی کو علوی کر دے آسمان کے راستے کو پیروں سے طے کرا دے

گر ہواو نار را سِفلی کُند تیرگی و دُودی و ثِفلی[3] کُند

اگر ہوا اور آگ کو سفلی بنا دے تاریکی اور تلچھٹ اور کثافت والا کر دے

نیست کس را زہرہ تا گوید کہ چوں بس جگرہا کاندریں رہ گشت خوں

کسی کی مجال نہیں کہ کہے "کیوں"؟ بہت سے جگر ہیں جو اس راستہ میں خون بنے ہیں

پس یقیں شد کہ تُعِزُّ مَنْ تَشَاء خاکی را گفت پَر ہا بر کُشا

لہٰذا یقین ہو گیا ہے کہ "تو جس کو چاہے عزت دے" ایک خاکی کو کہا کہ پر کھول

آتشی را گفت رَو ابلیس شو زیرِ ہفتم خاک با تلبیس شو

آتشی کو کہا جا شیطان بن ساتویں زمین کے نیچے مکار بن

---

[1] سفیر۔ پیغامبر۔ اَسیر۔ پابند۔ چالاک۔ یعنی فرمانبرداری میں چست۔ اَملاک۔ یعنی تمام کائنات جو اللہ کی مملوک ہے۔ اَلسَّمَاءُ انْشَقَّت۔ حضور کی معجزہ شق القمر کی طرف اشارہ ہے خاک بیں حضور معراج جسمانی کی طرف اشارہ ہے۔ آں لطافت۔ معراج جسمانی محض اللہ کا عطیہ تھا ورنہ جسمانی خواص کا تقاضا تو اس کے خلاف تھا۔ سفلی۔ وہ چیزیں جن کا طبعی تقاضا زمین کی جانب رہنے کا ہے۔ عناصر اربعہ میں سے ہوا اور آگ علوی ہیں جن کا طبعی تقاضا اوپر جانے کا ہے۔ انگیزد دوا۔ قدرتِ حق۔ درد کو دوا بنا دیتی ہے۔

[2] زمین و آب۔ یہ دونوں عنصر سفلی ہیں۔ راہِ گردوں آب و گل سے بنے ہوئے پیغمبروں کو آسمانوں کی سیر کرائی۔ گر ہواو نار۔ ہوا میں لطافت اور نار میں روشنی ہے ان میں سفلی عناصر کے خواص پیدا کر دیتا ہے۔

[3] ثِفل، تلچھٹ، کثافت۔ جگر ہا۔ اس راز کو سمجھنے میں بہت سے جگر خون ہو گئے ہیں۔

آدمِ خاکی تو بر رو بر سما — اے بلیسِ آتشی رو تا ثریٰ
اے خاکی آدم ! تو آسمان پر جا — اے آتشی شیطان زمین کے نیچے جا

چار طبع و علّتِ اُولیٰ نیم — در تصرّف دائماً من باقیم
میں چار عنصر اور پہلی علت نہیں ہوں — میں تصرف کرنے میں ہمیشہ باقی رہنے والا ہوں

کارِ من بے علّت ست و مستقیم — نیست تقدیرم بعلت اے سقیم
میرا کام بغیر علت کے ہے اور سیدھا ہے — اے بیمار میری (خلق و) تقدیر حالت کیجہ سے نہیں ہے

عادتِ ۲ خود را بگر دانت بوقت — ایں غبارا از پیش بنشانم بوقت
(مناسب) وقت پر اپنی عادت کو بدل دیتا ہوں — اس غبار کو سامنے سے ہٹا دیتا ہوں

بحر راگویم کہ ہیں پُر نار شو — گویم آتش راکہ رُو گلزار شو
میں سمندر کو کہہ دوں کہ ہاں آگ سے بھر جا — میں آگ کو کہہ دوں کہ جا گلشن بن جا

کوہ را گویم سُبک شو ہمچو پشم — چرخ راگویم فرشو پیشِ چشم
میں پہاڑ کو کہہ دوں کہ گالے کی طرح ہلکا ہو جا — میں آسمان کو کہہ دوں آنکھوں کے سامنے نیچے اتر آ

گویم ۳ اے خورشید مقروں شو بماہ — ہر دورا سازم چودہ ابرِ سیاہ
میں سورج کو کہہ دوں چاند سے مل جا — دونوں کو دو کالے ابر کی طرح بنا دوں

چشمۂ خورشید را سازیم خُشک — چشمۂ خوں رابفن سازیم مُشک
میں چشمۂ آفتاب کو خشک کر دوں — خون کے چشمہ کو ہنر سے مُشک بنا دوں

آفتاب و مہ چودو گاو سیاہ — یوغ بر گردن بہ بندو شاں الٰہ
سورج اور چاند کو دو کالے بیلوں کی طرح — ان کے کندھے پر اللہ تعالیٰ جو باندھ دے

انکار فلسفی بر قرآن ان اصبح ماءکم غورا
قرآن کی آیت "اگر تمہارا پانی نیچے اتر جائے" پر فلسفی کا انکار

مُقرئی میخواند از روئے کتاب — مَاءُکُم غَوْراً زچشمہ بندم آب
ایک قاری قرآن میں سے پڑھ رہا تھا — ماءکم غورا یعنی میں چشمہ سے پانی بند کر دوں

آب را در غو را گر پنہاں کنم — چشمہا را خُشک و خُشکستاں کنم
اگر پانی کو گہرائی میں پوشیدہ کر دوں — چشموں کو خشک اور ریگستان بنا دوں

۱ خاکی جو کہ سفلی ہے اس کو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر پرواز کرا دیتا ہے۔ آتشی۔ شیطان ناری علوی ہے اس کو سفلی بنا دیا۔ ثری۔ نمناک مٹی یعنی زمین۔ چار طبع۔ چاروں عنصر بعض فلاسفہ کا خیال ہے کہ کائنات میں عناصر اربعہ ہی بالاضطرار متصرف ہیں۔ علتِ اولیٰ۔ بعض فلاسفہ کا خیال ہے کہ اللہ (تعالیٰ) نے صرف عقل اوّل کو پیدا کیا ہے اور اس سے تمام کائنات وجود میں آئی ہے اب کائنات میں اللہ (تعالیٰ) کا تصرف نہیں ہے۔ بے علت۔ انسان کے کام کی کوئی علت نمائی اور غرض ہوتی ہے اللہ بے نیاز ہے۔ سقیم۔ بیمار۔

۲ عادتِ خود اپنے عام قاعدے میں اللہ تعالیٰ تبدیلی فرما دینے پر قادر ہے۔ غبار یعنی عام قاعدے کی رکاوٹ۔ بحر۔ سمندر کو اگر حکم دے تو پانی کے بجائے آگ سے بھر جائے آگ کو حکم دے تو گلزار بن جائے۔ کوہ را۔ پہاڑ کو حکم دے تو وہ گالا بن جائے جیسا کہ قیامت میں ہوگا۔ چرخ۔ آسمان زمین بن جائے۔

۳ گویم۔ قیامت میں چاند اور سورج بہم مل جائیں گے۔ ہر دو۔ دونوں کا نور ختم ہو جائیگا جیسا کہ سورۃ تکویر میں مذکور ہے۔ چشمہ خورشید۔ سورج بے نور ہو جائے۔ چشمہ خوں۔ ہرن کے ناف میں خوش مشک بنجاتا ہے۔ آفتاب۔ یعنی صرف تبدیل صفات ہی نہیں خدا چاہے تو ماہیت بدل دے۔ یوغ۔ ہل گاڑی کا جوا۔ مقرئی۔ میاجی۔ کتاب۔ قرآن پاک۔ ماءکم۔ قرآن پاک میں ہے اِنْ اَصْبَحَ مَاءُکُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَاءٍ مَّعِیْنٍ "اگر تمہارا پانی زمین میں اتر جائے تو تمہارے پاس بہنے والا پانی کون لائیگا۔ ز چشمہ۔ یہ سب اس آیت کے معانی کا بیان ہے۔ غور۔ گہرا۔

آب را در چشمہ کہ آرد دِگر — جُز منِ[1] بیمثل با فضل و خَطر
(تو) پانی کو چشمہ میں دوسرا کون لا سکتا ہے؟ — مجھ بے مثال، بزرگ اور عظیم کے علاوہ

فلسفیِ منطقیِ مُستہاں — مفیگذشت از سوئے مکتب آں زماں
ایک ذلیل، فلسفی، منطقی — اس وقت مکتب کی جانب سے گزر رہا تھا

چونکہ بشنید آیت اُو از نا پسند — گفت آریم آب را ما با کَلند
جب اس نے آیت سنی تو نا پسندیدگی سے — بولا کہ ہم پھاوڑے سے پانی نکال لائینگے

ما بزخمِ بیل و تیزیِ تَبر — آب را آریم از پستی زبَر
ہم بیلچے کی ضرب اور تبر کی تیزی سے — پانی کو نیچے سے اوپر لے آئیں گے

شب بجفت و دید اُو یک شیر مرد — زد طپانچہ ہر دو چشمش کور کرد
وہ رات کو سویا اور اس نے ایک بہادر مرد کو دیکھا — اس (مرد) نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا دونوں آنکھوں کو اندھا کر دیا

گفت زیں دو چشمۂ چشم اے شقی[2] — با تَبر نُورے برآر ار صادقی
اس نے کہا اے بدبخت! آنکھوں کے ان دو چشموں سے — اگر تو سچا ہے تو تبر کے ذریعہ روشنی نکال لے

روز گشت و چشمِ خود را کور دید — نورِ فائض از دو چشمش نا پدید
دن ہو گیا، اور اس نے اپنی آنکھوں کو اندھا دیکھا — بہنے والا نور اس کی دونوں آنکھوں سے غائب ہو گیا

گر بنالیدے و مُستغفرے شُدے — نورِ رفتہ از کرم ظاہر شُدے
اگر وہ روتا اور توبہ کرنے والا ہوتا — تو مہربانی کی وجہ سے گیا ہوا نور ظاہر ہو جاتا

لیک استغفار ہم در دست نیست — ذوقِ تُوبہ نقل ہر سَر مَست نیست
لیکن توبہ بھی اپنے بس میں نہیں ہے — توبہ کا ذوق ہر مست کا چبینا نہیں ہے

زشتیِ اَعمال و شومیِ جحُود — راہِ توبہ بر دلِ اُو بَستہ بُود
بد اعمالی اور انکار کی بدبختی نے — توبہ کا راستہ اس کے دل پر بند کر دیا تھا

دل بسختی[3] ہمچو روئے سَنگ گشت — چوں شگافد توبہ آں را بہر کشت
دل سختی کی وجہ سے پتھر کی سطح کی طرح بن گیا — توبہ کھیتی کے لئے اس کو کس طرح پھاڑے؟

چوں شعیبے کو کہ تا اُواز دُعا — بہر کِشتن خاک سازد کوہ را
(حضرت) شعیبؑ جیسا کوئی کہاں ہے کہ وہ دعا سے — پہاڑ کو بونے کے لئے مٹی بنا دے

از نیاز و اِعتقادِ آں خلیل — گشت ممکن امرِ صَعبِ مُستحیل
اس پیارے کی عاجزی اور اعتقاد کی وجہ سے — سخت، نا ممکن کام ممکن بن گیا

[1] جُز منِ۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ مُستہان۔ ذلیل۔ باکلند یعنی فلسفی۔ بولا تَاتِیْہِ بِالْمَعُوْلِ وَالْمُعِیْن ہم اس پانی کو کدال اور مددگار کے ذریعہ نکال لیں گے۔ زبر۔ بلندی پر۔

[2] شقی۔ بد بخت۔ نورے۔ یعنی ان آنکھوں کا نور جو اندھی ہو گئی تھیں۔ گر بنالیدے۔ اگر اس گستاخی پر نادم ہو کر توبہ کر لیتا تو اللہ (تعالیٰ) کے کرم سے آنکھوں کی روشنی لوٹ آتی۔ در دست نیست۔ ہر انسان کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی ہے نقل۔ وہ میوہ وغیرہ جو شراب کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ جحود۔ انکار۔

[3] دل سختی۔ گناہوں سے سنگدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ شعیبؑ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ حضرت شعیبؑ کی دعا سے پہاڑ کھیتی کے قابل ہو گیا تھا، لیکن اس کا ثبوت نہیں ہے۔ آں خلیل۔ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کی دعا سے نمرود کی آگ گلزار بن گئی تھی۔ صَعب۔ دشوار۔ مستحیل۔ محال۔ نا ممکن۔

یا بدریوزہ[1] مُقوقس از رسول — سنگلاخے مزرعے شُد با وصول
یا مقوقس کی رسولؐ سے درخواست کی وجہ سے — پتھریلی زمین پیداوار والا کھیت بن گئی

ہمچنیں بر عکس آں انکارِ مرد — مِس کند زر را و صلحے را نبرد
اسی طرح انسان کا انکار الٹا — سونے کو تانبا اور صلح کو جنگ بنا دیتا ہے

کہر بائے مسخ آمدایں دُعا — خاکِ قابل را کُند سنگ و حصیٰ
یہ (بد اعتقادی کی) پیکار مسخ کی کہربا ہے — جو (کھیتی کے) قابل زمین کو پتھر و کنکر بنا دیتی ہے

ہر دلے را سجدہ ہم دستور نیست — مُزدِ رحمت قسمِ ہر مزدور نیست
ہر دل کو سجدہ کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے — ہر مزدور کی مزدوری کا رحمت میں حصہ نہیں ہے

ہیں[2] بہ پشتِ آں مکن جُرم و گناہ — کہ کنم توبہ در آیم در پناہ
خبردار! اس کے بھروسہ جرم اور گناہ نہ کر — کہ میں توبہ کر لوں گا، پناہ میں آجاؤنگا

می بباید تاب و آبے توبہ را — شرط شد برق و سحابے توبہ را
توبہ کے لئے سوزش اور آنسو درکار ہیں — توبہ کے لئے بجلی اور ابر شرط ہے

آتش و آبے بباید میوہ را — واجب آمد ابر و برق ایں شیوہ را
میوے کے لئے گرمی اور پانی چاہیے — اس طریقہ کے لئے ابر اور برق ضروری ہے

تانبا[3] شد برقِ دل و آبِ دو چشم — کے نشیند آتشِ تہدید و خشم
جبتک دل کی بجلی اور دونوں آنکھوں کا پانی نہو — دھمکی اور غصہ کی آگ کب فرو ہو سکتی ہے؟

تانبا شد گریۂ ابرازِ مطر — تانبا شد خندۂ برق اے پسر
جب تک ابر کا رونا بارش کے ذریعہ نہ ہو — اے صاحبزادے! جب تک بجلی کا قہقہہ نہو

کے بروید سبزۂ ذوقِ وصال — کے بجوشد چشمہا زآب زُلال
وصال کے ذوق کا سبزہ کب اگتا ہے؟ — نیز پانی کے چشمے کب جوش میں آتے ہیں؟

کے گُلستاں راز گوید با چمن — کے بنفشہ عہد بندد با سمن
گلستان چمن سے راز کب کہتا ہے؟ — بنفشہ سمن کے ساتھ دوستی کب کرتا ہے؟

کے چنارے کف کشاید در دعا — کے درختے سر فشاند در ہوا
دعا کے لئے چنار ہاتھ کب پھیلاتا ہے؟ — ہوا میں درخت کب جھومتا ہے؟

کے شگوفہ آستینِ پُر نثار — بر فشاندن گیرد ایامِ بہار
نچھاور سے بھری ہوئی آستین شگوفہ کب — بکھیرتا ہے موسم بہار میں؟

---

[1] دریوزہ۔ سوال، درخواست۔ مقوقس۔ شاہ مصر کا نام ہے جس کے پاس حضورؐ نے دعوتی گرامی نامہ بھیجا جس کے فوٹو شائع ہو چکے ہیں۔ با وصول۔ قابل پیداوار۔ انکار۔ یعنی خدا کی قدرت کا انکار۔ کہربا۔ ایک قسم کا پتھر ہے جس میں کشش ہوتی ہے۔ حصیٰ۔ کنکر۔ دستور۔ حکم، اجازت مزدوری

[2] ہیں۔ توبہ کے سہارے گناہ کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ حقیقی توبہ کا میسر آنا آسان نہیں ہے۔ تاب و آب۔ یعنی وہ دعا گناہ مٹاتی ہے جو سوزش دل اور آنسوؤں سے ہو۔ برق۔ یعنی دل کی شورش۔ سحاب۔ یعنی آنسوؤں والی آنکھیں۔ میوہ۔ پھل پکنے کے لئے گرمی اور پانی ضروری ہے اسی طرح اعمال کا پھل دل کی گرمی اور آنکھ کے آنسوؤں سے پکتا ہے۔ تہدید و خشم۔ گناہوں پر جو اللہ کی وعیدیں اور غصہ ہے۔

[3] تانبا شد۔ جس طرح موسم بہار کی بہاریں ابر و برق پر موقوف ہیں اسی طرح دل کی کھیتی سوزش اندرونی اور آب چشم پر موقوف ہے۔ وصال۔ یعنی وصال حق۔ کے بجوشد۔ موسم بہار میں چشمے بہہ نکلتے ہیں اسی طرح دل کے سوتے دل کی گرمی اور رونے سے کھلتے ہیں۔ بنفشہ گل بنفشہ اور گل سمن موسم بہار میں کھلتے ہیں چنار ایک درخت ہے۔ جس کے پتے انسان کے پنجے کی شکل کے ہوتے ہیں۔ شگوفہ۔ شگوفہ کے زیرہ کو زر کہا جاتا ہے۔

کے فرد زد لالہ را رُخ ہمچو خوں ۱؎
خون جیسے (رنگ) سے لالہ چہرے کو کب دمکاتا ہے؟

کے گُل از کیسہ برآرد زر بُروں
پھول تھیلی سے سونا، کب نکالتا ہے؟

کے بیاید بُلبُل و گل بُوکند
بلبل کب آئے اور پھول کو سونگھے؟

کے چو طالب فاختہ کُو کُو کُند
عاشق کی طرح فاختہ کہاں ہے کہاں کب کرے؟

کے بگوید لک لک آں لکلک بجان
لق لق، لک لک (دل اور) جان سے کب کہے؟

لک چہ باشد مُلک لک اے مستعان
لک کیا ہوتا ہے؟ اے مدد گار ملک تیرا ہے

کے نماید خاک اسرارِ ضمیر
زمین، دل کے راز کب ظاہر کرے؟

کے شود چوں آسماں بُستان مُنیر
باغ، آسمان جیسا روشن کب ہے؟

از کجا ۲؎ آوردہ اندایں حُلہا
یہ پوشاکیں کہاں سے لائے ہیں؟

مِنْ کَرِیْمٍ مِنْ رَحِیْمٍ کُلُّھَا
سب کی سب کریم (اور) رحیم کی جانب سے ہیں

آں لطافتہا نشانِ شاہد یست
وہ پاکیزگیاں محبوب کی نشانی ہیں

ایں نشانہا پائمردِ عابد یست
یہ نشانیاں عابد کی مدد گار ہیں

آں شود شاد از نشاں کو دیدہ شاہ
نشانی سے وہ خوش ہوتا ہے جسنے شاہ کو دیکھا ہو

چوں ندید اُورا نبا شد اِنتباہ
جب اس کو نہ دیکھا ہو، آگاہی نہ ہو گی

رُوح آنکس کو بہنگامِ اَلَسْتُ
اس شخص کی روح (عہد) الست کے وقت

دید ربِّ خوش شُد بے ہوش و مست
اپنے رب کو دیکھا اور مست و بے خود ہوا

اُو شناسد ۳؎ بوئے مے کومی خورد
شراب کی بو وہ پہچانتا ہے جو شراب پئے

چوں نخورد اُو مے چہ داند بوئے کرد
جب اس نے شراب پی نہیں وہ سونگھنا کیا جانے؟

زانکہ حِکمت ناقہ ضالّہ است
کیونکہ دانائی، گم شدہ اونٹنی ہے

ہمچو دلّالہ شہاں راد الّہ است
دلالہ کی طرح شاہوں کے لئے راہنما ہے

توبہ بینی خواب در یک خوش لِقا
تو خواب میں ایک حسین کو دیکھتا ہے

کو دہد وعدہ و نشانے مَر ترا
جو تجھے وعدہ اور نشانی عطا کرتا ہے

کہ مُرادِ تو شود اینک نشاں
کہ تیرا مقصد پورا ہو جائے گا، یہ نشانی ہے

کہ بہ پیش آید تُرا فرد افلاں
کہ فلاں شخص کل تیرے سامنے آئے گا

۱؎ ہمچو خوں۔ لالہ کا رنگ خونی ہوتا ہے۔ زر۔ یعنی پھول کا زیرہ۔ فاختہ۔ اس کی کو کو کی آواز کو محبوب کو تلاش کرنے کی آواز مانا جاتا ہے۔ لک لک۔ پانی کا پرندہ ہے۔ جس کو لق لق بھی کہتے ہیں اس سے لک لک کی آواز نکلتی ہے۔ جس کے معنی ہیں "تیرے لئے" مولانا فرماتے ہیں اس کا مطلب ہے۔ مُلکُ لک یا مُستَعَانُ "اے خدا ملک تیرا ہے" اسرارِ ضمیر۔ موسم بہار کے پھول زمین کے دل کے اسرار ہیں۔ سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں گئے۔

۲؎ از کجا۔ موسم بہار میں تو بہاران چمن کو خدا لباس عطا فرماتا ہے۔ لطافتہا۔ موسم بہار کی لطافتیں۔ نشان۔ علامت۔ ایں نشاں۔ ایک عابد و عارف برگ درختان سبز کو معرفت کردگار کا ذریعہ بناتا ہے۔ شاہ۔ حضرت حق۔ اِنتباہ۔ جو معرفت سے خالی ہے اس کی نظر مصنوع پر رک جاتی ہے صانع تک نہیں پہنچتی ہے الست ازل میں خدا نے روحوں کو جمع کر کے کہا تھا اَلَسْتُ۔ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔

۳؎ اُو شناسد۔ آثار سے مؤثر تک پہنچنے کی چند مثالیں دی ہیں حکمت۔ حدیث شریف میں ہے دانائی مومن کی گمشدہ چیز ہے جہاں اس کو دیکھ لیتا ہے اس کو لے لیتا ہے اسی طرح آیات الٰہیہ سے اللہ کی ذات پر دلالت ہوتی ہے۔ ایک عارف کو ان آیات کو دیکھ کر ذات حق یاد آ جاتی ہے۔ دلالہ۔ مشاطہ۔ دال۔ دلالت کرنے والی۔ توبہ بینی۔ اللہ کی نشانیوں سے اللہ کو پہچاننے کی دوسری مثال ہے کہ اگر خواب میں آ کر تم سے کوئی وعدہ کرے اور نشانیاں بتا دے تو جب وہ نشانیاں سامنے آئیں گی تو تم پر کیسی کیفیت طاری ہو گی

یک نشانے[1] آنکہ اُو باشد سوار
ایک نشانی یہ ہے کہ وہ سوار ہو گا

یک نشانے کہ تُرا گیرد کنار
ایک نشانی یہ ہے کہ تجھ سے بغلگیر ہو گا

یک نشانیکہ بخندد پیشِ تو
ایک نشانی یہ ہے وہ تیرے سامنے ہنسے گا

یک نشاں کہ دست بندد پیشِ تو
ایک نشانی یہ ہے کہ وہ تیرے سامنے ہاتھ باندھے گا

یک نشانے انکہ ایں خواب از ہوس
ایک نشانی یہ ہے کہ یہ خواب خواہش سے

چوں شود فردا نگوئی پیشِ کس
کل جب ہو گی تو کسی سے نہ کہہ سکے گا

زاں نشاں با والدِ یحییٰ بگفت
یہ نشانی (حضرت) یحییٰ کے والد سے کہی

کہ نیائی تا سہ روزاں صلا بگفت
کہ تو تین روز تک بات نہ کر سکے گا

دم مزن سہ روز ازیں اے نیک خو
اے نیک عادت والے اس بارے میں تین دن تک دم نہ مارنا

کایں سکوت ست آیتِ مقصودِ تو
یہ خاموشی تیرا مقصود (حاصل ہونے) کی علامت ہے

ہیں میاور ایں[2] نشانے را بگفت
خبردار! یہ نشانی کسی کو نہ بتانا

ویں سخن را دار اندر دل نہفت
اس بات کو دل میں چھپائے رکھنا

تا سہ شب خامش کُن از نیک و بدت
تین رات تک اچھی بری بات سے چپ رہنا

ایں نشاں باشد کہ یحییٰ آیدت
یہ نشانی ہو گی کہ یحییٰ تیرے پاس پیدا ہو کر آئیگا

ایں نشانہا گویدت ہمچوں شکر
شکر کی طرح یہ نشانیاں تجھ سے کہے گا

ایں چہ باشد صد نشانے ہم دگر
یہ کیا، دوسری سو نشانیاں بھی (کہے گا)

ایں نشانف آں بود کاں مُلک و جاہ
یہ اس کی نشانی ہو گی کہ جو ملک و مرتبہ

کہ ہمی جوئی بیابی از اِلٰہ
تو چاہتا ہے وہ خدا کی جانب سے پالے گا

آنکہ[3] می گریی بہ شبہائے دراز
جس کے لئے تو لمبی راتوں میں روتا رہا ہے

وانکہ می سوزی سحر گہ در نیاز
اور جس کے لئے صبح کے وقت عاجزی میں جلتا رہا ہے

وانکہ بے آں روزِ تو تاریک شد
وہ جس کے بغیر تیرا دن تاریک ہو گیا ہے

ہمچو دُو کے گردنت باریک شُد
تیری گردن تکلے کی طرح باریک ہو گئی ہے

وانکہ دادی ہر چہ داری در زکات
وہ (جس کے لئے) تو نے اپنا سب کچھ لٹا دیا

چوں زکاتِ پاک بازاں رختہا ست
جبکہ پاکبازوں کی خیرات، سامان ہوتا ہے

رختہا دادی و خواب و رنگِ رُو
(جس کیلئے) تو نے سامان اور نیند اور چہرے کی آب و تاب لٹا دی

سر فدا کردی و گشتی ہمچو مُو
سر کو قربان کر دیا اور تو بال کی طرح بن گیا

[1] یک نشاں۔ مقصود پورا ہو جانے کی پہلی نشانی یہ ہے کہ صبح کو ایک سوار آئیگا دوسری یہ ہے کہ وہ آ کر بغلگیر ہو گا، تیسری یہ ہے وہ ہنسے گا، چوتھی یہ ہے کہ وہ ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہو گا، پانچویں یہ ہے تو یہ خواب کسی سے بیان نہ کر سکیگا۔ والد۔ یحییٰ۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی گئی تھی تو تین روز تک بات نہ کرنے کا بھی حکم دیا گیا تھا۔ نیک خو۔ یعنی حضرت زکریا۔ مقصود تو۔ یعنی حضرت یحییٰ کی پیدائش۔

[2] ایں نشانے۔ یعنی تین روز تک بات نہ کرنا۔ آیت۔ تمہارے گھر پیدا ہو گا۔ ایں نشانہا۔ یعنی خواب میں آنے والے نے جو نشانیاں بتائیں۔ ایں نشاں۔ اس شخص کا مقصود یہ تھا کہ اس کو ملک و جاہ حاصل ہو اس کے حصول کی یہ نشانیاں بتائی تھیں

[3] آنکہ۔ جن کے لئے تو راتوں کو روتا تھا اور صبح سویرے عاجزی سے دعائیں کرتا تھا۔ دوک۔ تکلا۔ ہر چہ داری۔ تمام مال و دولت۔ زکات۔ یعنی خیرات رختہا دادی۔ سامان ہی نہیں بلکہ نیند اور چہرے کی رونق سب اس تمنا میں گنوا دی۔

چند در آتش نشستی ہمچو عُود[1] | چند پیش تیغ رفتی ہمچو خُود
کتنی مرتبہ تو اگر کی طرح آگ میں بیٹھا؟ | ڈھال کی طرح تو کتنی مرتبہ تلوار کے سامنے گیا؟

زنچنیں بیچارگیہا صد ہزار | خوئے عُشّاقست و ناید در شمار
اس طرح کی لاکھوں بے چارگیاں | عاشقوں کی عادت ہے اور وہ شمار نہیں ہو سکتیں

چونکہ اندر خواب دیدی حالہا | آنکہ بُودے آرزویش سالہا
چونکہ تو نے خواب میں وہ احوال دیکھے | جن کی برسوں سے آرزو تھی

چونکہ شب ایں خواب دیدی روز شد | از امیدش روزِ تو پیروز شد
تو نے جب رات کو یہ خواب دیکھا، دن ہوا | اس کی امید سے تیرا دن کامیاب ہوا

چشم گرداں کردۂ بر چپ و راست | کاں نشان و آں علامتہا کجاست
تو نے دائیں بائیں (جانب) آنکھیں دوڑائی ہیں | کہ وہ نشانی اور وہ علامتیں کہاں ہیں؟

بر مثالِ[2] برگ می لرزی کہ وائے | گر رود روز و نشاں ناید بجائے
تو پتے کی طرح لرزتا تھا، کہ ہائے | اگر دن ختم ہو گیا اور نشانی نمودار نہ ہوئی

می دوی در کوی و بازار و سَرا | چوں کسے کو گم کُند گو سالہ را
تو کوچہ اور بازار اور سرائے میں دوڑتا تھا | اس شخص کی طرح جس نے بچھڑا گم کر دیا ہو

خوابہ خیرست ایں دوا دو چیستت | گم شدہ اینجا کہ داری کیستت
جناب خیریت ہے یہ تیری بھاگ دوڑ کس لئے ہے؟ | تیرا اس جگہ جو گم ہوا ہے وہ تیرا کیا لگتا ہے؟

گویَش خیرست لیکن خیر من | کس نشاید کہ بداند غیرِ من
تو اس سے کہے گا خیریت ہے لیکن میری خیریت | مناسب نہیں ہے کہ میرے سوا کوئی جانے

گر بگویم[3] یک نشانم فوت شد | چوں نشاں شد فوت وقتِ موت شد
اگر میں ایک نشانی (بھی) بتا دوں تو وہ جاتی رہی | جب نشانی جاتی رہی تو موت کا وقت آ گیا

بنگری در روئے ہر مَردِ سوار | گویدت منگر مرا دیوانہ وار
تو ہر سوار انسان کے منہ کو تکتا ہے | وہ تجھ سے کہتا ہے مجھے دیوانوں کی طرح نہ دیکھ

گویَش من صاحبے گم کردہ ام | رُو بجُست و جوی اُو آوردہ ام
تو اس سے کہتا ہے میں نے ایک ساتھی گم کر دیا ہے | میں اس کی تلاش میں ہوں

دولت پائندہ باد اے سوار | رحم کُن بر عاشقاں معذور دار
اے سوار! تیری دولت باقی رہے | عاشقوں پر رحم کر، معذور سمجھ

[1] عود۔ خوشبودار لکڑی ہے جس کی بتیاں دھونی کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ خود۔ ڈھال۔ زنچنیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ کسی مطلوب کے عاشقوں کو اس طرح کی چیزوں سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ پیروز۔ فیروز، کامیاب۔ چشم گرداں۔ یعنی رات کی بتائی ہوئی نشانیوں کی جستجو میں نظریں دوڑاتا رہا۔

[2] بر مثال۔ صبح کو نشانیوں کی تلاش میں اس خوف سے لرز رہا تھا کہ وہ نشانیاں نہ دیکھ پائے۔ گوسالہ۔ بچھڑا۔ دوادو۔ بھاگ دوڑ۔ کیستت۔ تیرا کون ہے۔ غیرِ من۔ کیونکہ وہ خواب کی بات کسی کو نہ بتا سکتا تھا۔

[3] گر بگویم۔ خواب کو نہ بتانا بھی ایک نشانی ہے کہہ دینے سے وہ نشانی فوت ہو جائیگی اور اس کا فوت ہو جانا موت کی برابر ہے کیونکہ مقصود ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ منگر۔ اشتیاق میں دیوانوں کی طرح ہر سوار کو دیکھتا تھا۔ معذور دار۔ گھونے میں مجھے معذور سمجھا اور معاف کر دے۔

چوں طلب کردی بجدّ [1] آمد نظر
جب تو نے کوشش سے طلب کی وہ نظر آئی

جدّ خطا نکند چنیں آمد خبر
حدیث میں آیا ہے کہ کوشش رائیگاں نہیں جاتی

ناگہاں آمد سوارے نیکبخت
اچانک ایک نیک بخت سوار سامنے آیا

پس گرفت اندر کنارت سخت سخت
اس نے گرم جوشی سے معانقہ کیا

تو شدی بیہوش وافتادی بطاق
تو بیہوش ہو گیا اور محراب میں گر پڑا

بیخبر گفت ایُنت سالوس نفاوق
ناواقف نے کہا، یہ مکر اور نفاق ہے

اُوچہ می بیند درواین شور چیست
وہ کب دیکھتا ہے کہ اس میں یہ جذبہ کس چیز کا ہے

اُونداند کاں نشانِ وصلِ کیست
وہ نہیں جانتا کہ یہ کس کے ملنے کی نشانی ہے؟

این نشاں درحقِ اُو باشد کہ دید
یہ نشانی اس کیلئے (ہی) ہے جس نے مقصد سمجھا ہے

آں دگر راکے نشاں آید پدید
دوسرے کے لئے یہ نشانی کب واضح ہو سکتی ہے؟

ہر [2] زماں کزوے نشانے می رسد
جب بھی اس کی جانب سے کوئی نشانی ملتی ہے

شخص را جانے بجانے می رسد
(اس) شخص میں ایک نئی جان آتی ہے

ماہی بیچارہ را پیش آمد آب
بیچاری مچھلی کے سامنے پانی آگیا

این نشانہا تِلکَ آیاتُ الکِتاب
یہ نشانیاں تلک ایات الکتاب (جیسی) ہیں

پس [3] نشانیہا کہ اندر انبیاست
وہ نشانیاں جو انبیاء میں ہیں

خاص آں جاں راُو دکو آشناست
وہ ان لوگوں کے لئے ہیں جو واقف کار ہیں

این سخن ناقص بماند و بیقرار
یہ بات ناقص اور بکھری رہ گئی

دل ندارم بید لم معذور دار
میرا دل نہیں ہے میں بیدل ہوں معذور سمجھ

ذرّہا را کے تواند کس شمرد
ذروں کو کوئی کب گن سکتا ہے؟

خاصہ آں کوعشق از وہ عقل بُرد
خصوصاً وہ جس کی عقل کو عشق نے ختم کر دیا ہو

می شمارم بر گہائے باغ را
میں باغ کے پتوں کو گنتا ہوں؟

می شمارم بانگ کبک و زاغ را
میں چکور اور کوے کی آواز کو شمار کرتا ہوں؟

در شمار اندر نیاید لیک من
وہ گنتی میں نہیں آتے، لیکن میں

می شمارم بہر رُشد مُمتحن
مبتلا کی رہنمائی کے لئے گنتا ہوں

نحسِ کیواں یاکہ سَعدِ مُشتری
زحل کی نحوست یا مشتری کی سعادت

ناید اندر حصر گرچہ بشمری
گنتی میں نہیں آتی ہے اگرچہ تو شمار کرے

---

[1] جدّ۔ کوشش۔ خبر۔ اصطلاح میں حدیث شریف کو کہتے ہیں لیکن یہ حدیث نہیں بلکہ ایک مشہور مقولہ ہے۔ من جدّ وجد جس نے کوشش کی اس نے پایا۔ پس گرفت۔ گرم جوشی سے معانقہ کیا۔ بطاق۔ محراب۔ بیخبر۔ یعنی وہ لوگ جو اصل قصہ سے ناواقف تھے۔ سالوس۔ مکر۔ شور۔ جوش۔ کہ دید۔ یعنی اس چیز کو دیکھا ہو جس کی یہ نشانی ہے۔

[2] ہر زماں۔ مقصد حاصل ہونے کی جو جو نشانی وہ دیکھ رہا تھا اس میں جان پڑتی جا رہی تھی۔ ماہی۔ پانی کو دیکھ کر جس طرح مچھلی میں جان پڑتی ہے۔ خواب دیکھنے والے کے لئے یہ نشانیاں جو آیات قرآنی کی طرح یقینی ہیں جان پڑنے کا سبب ہیں۔ تِلکَ آیاتُ الکِتَب یہ قرآن کی آیتیں ہیں۔ یعنی یہ نشانیاں ایسی ہیں جیسی ہیں جیسا کہ قرآن کی آیات جن میں کوئی شک شبہ نہیں ہے۔

[3] پس انشد نہا۔ انبیاء میں جو نشانیاں ہیں انسے وہی متاثر ہوتا ہے جس کو حق تعالیٰ سے شناسائی حاصل ہو۔ این سخن۔ یعنی انبیاء کی نشانیاں۔ بیقرار۔ غیر مرتب۔ در ہا۔ انبیاء کی نشانیاں۔ ذروں کی طرح بیشمار ہیں اور پھر دیوانہ عاشق انکو کیا گن سکتا ہے می شمارم۔ باغ کے پتے اور پرندوں کی آواز نہیں گنی جا سکتی ہیں۔ بہر رُشد۔ انبیاء کی لاتعداد نشانیوں میں سے کچھ بیان کئے دیتا ہوں کیواں۔ زحل ستارہ جس کی نحوستیں بیشمار ہیں۔ مُشتری۔ اس ستارہ کی سعادتیں بیشمار ہیں۔

لیک[1] ہم بعضے ازیں ہر دو اثر — شرح باید کرد بہر نفع و ضر
لیکن ان دونوں کے اثر کا کچھ حصہ — (لوگوں کے) نفع ونقصان کے لئے بیان کردینا چاہیے

تا شود معلوم آثارِ قضا — شمّہ مر اہل سعد و نحس را
تاکہ قضا (خداوندی) کے اثرات معلوم ہو جائیں — کچھ سعادت اور نحوست والوں کو

طالع آں کس کہ باشد مشتری — شاد گردد از نشاط و سروری
جس کا طالع مشتری ہو — وہ نشاط اور عزت کی وجہ سے خوش رہے گا

وانکہ را طالع زُحل از ہر شرور — احتیاطش لازم آمد در اُمور
جس کا طالع زحل ہو گا ہر قسم کے شروں سے — معاملات میں اس کے لئے احتیاط ضروری ہے

گر نگویم آں زُحل استارہ را — زآتشش سوزد مرآں بیچارہ را
اگر میں اس زحل ستارے کے (متعلق) نہ کہوں — اس بیچارے کو وہ اپنی آگ سے پھونک دے

بس کن اے بیہودہ تازاں آفتاب — آتشے ناید بیکبارہ بتاب
بے بیہودہ ! بس کر، کہیں اس آفتاب — کی آگ یکبارگی چمک نہ اٹھے

از کواکب در سپہرِ بیکراں — دردمے نے نور ماند نے نشاں
لا محدود آسمان کے ستاروں میں — ایک دم نہ نور رہے نہ نشان

اُنچہ بر دارد دوراں مشغول شو — وز دگر گفتار ہا معزول شو
جس کا نتیجہ نکلے اس میں مشغول ہو — دوسری باتوں سے جدا رہ

جنبش اختر نیاید جُز سقیم — بر ندارد جُز کہ لُطفِ آں رحیم
ستارے کی چال مریض کے سوا کچھ نہیں ہے — سوائے اس رحیم کی مہربانی کے کوئی چیز نتیجہ خیز نہیں ہے

ذُکرُوا اللہ شاہِ ما دستور داد — دید اندر نا رو ما را نُور داد
ہمارے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) نے ذکر کی اجازت دیدی ہے — ہمیں آگ میں دیکھا اور ہمیں نور بخش دیا

گفت[2] اگرچہ پاکم از ذکر شما — نیست لائق مر مرا تصویر ہا
فرمایا اگرچہ میں تمہارے ذکر سے پاک ہوں — مثالیں میرے مناسب نہیں ہیں

لیک ہرگز مستِ تصویر و خیال — درنیاید ذاتِ مارا بے مثال
لیکن مثال اور تخیل کا عادی ہے — ہماری ذات کو بغیر مثال کے نہیں سمجھتا ہے

ذکرِ جسمانہ[3] خیالِ ناقص ست — وصفِ شاہانہ از آنہا خالص ست
جسمانی ذکر، ناقص خیال ہے — شاہانہ صفات ان سے منزہ ہیں

[1] لیک۔ باوجود بیشمار ہونے کے کچھ بیان کردی جاتی ہیں۔ بس کن۔ اللہ کی ذات اور شانیوں کا بیان صحیح طور پر ممکن نہیں کوئی تجلی غیرت میں آگئی تو پھونک ڈالے گی۔ از کواکب۔ اس تجلی کا یہ اثر ہوگا۔ انچہ پہلے ستاروں سے متعلق باتیں ذکر کی تھیں اب فرماتے ہیں نجوم کی باتوں میں مشغولیت بیکار ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں ستاروں کی حالتیں صحیح نہیں ہوتی ہیں۔ فائدہ اللہ کی مہربانی پر موقوف ہے۔ اُذکُرُوا اللّٰہ۔ خدا کا ذکر کرو یہ مفید ہے۔ خواہ ہم اس کی حمد و ثناب میں اس کی شایانِ شان باتیں نہ بھی کہہ سکیں۔

[2] گفت۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ممکنات کی صفات سے تشبیہ دے کر سمجھایا جاتا ہے ظاہر ہے کہ وہ ناقص مثالیں ہیں خدا کی ذات ان سے پاکیزہ ہے۔ لیک۔ چونکہ انسان مادی چیزوں کو سمجھنے کا عادی ہوتا ہے۔ لہٰذا مادی چیزوں کی مثال دے کر ہی اس کو اللہ کی صفات سمجھائی جاسکتی ہیں۔

[3] ذکرِ جسمانہ۔ اللہ کی تعریف میں ہم یہ کہیں کہ وہ انسان کی طرح عاجز نہیں ہے تو یہ ایسا ہی ہے کہ کسی بادشاہ کی تعریف میں ہم یہ کہیں کہ وہ جولاہا نہیں ہے۔

شاہ را گوید کسے جولاہ نیست — ایں چہ مدحست آں مگر آگاہ نیست
(اگر) بادشاہ کو کوئی کہے کہ وہ جولاہہ نہیں ہے — یہ کیا تعریف ہے؟ شاید وہ واقف نہیں ہے

انکار کردنِ [1] موسیٰ علیہ السّلام بر مناجاتِ شباں

ایک چرواہے کی دعا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار

دید موسیٰؑ یک شبانے را براہ — کو ہمی گفت اے کریم و اے الٰہ
(حضرت) موسیٰ نے ایک چرواہے کو راستہ میں دیکھا — کہ وہ کہہ رہا تھا اے کریم اور اے خدا!

تو کجائی تا شوم من چاکرت — چارقت دوزم کنم شانہ سرت
تو کہاں ہے؟ تاکہ میں تیرا نوکر بنوں — تیرا جوتا سی دوں تیرے سر میں کنگھی کروں

تو کجائی تا کہ خدمتہا کنم — جامہ ات را دوزم و بخیہ زنم
تو کہاں ہے؟ تاکہ تیری خدمتیں کروں — تیرا کپڑا سی دوں، اور بخیہ کر دوں

جامہ ات شویم [2] سُپشہایت کشم — شیر پیشت آورم اے محتشم
تیرے کپڑے دھو دوں تیری جوئیں مار دوں — اے معزز! تیرے سامنے دودھ پیش کروں

ورترا بیماری آمد بہ پیش — من ترا غمخوار باشم ہمچو خویش
اگر تجھے بیماری لاحق ہو — اپنے کی طرح میں تیرا غمخوار ہوں

دستکت بوسم بمالم پایکت — وقتِ خواب آید بروبم جائیکت
تیرے پیارے ہاتھ چوموں تیرے نازک پیر دباؤں — سونے کا وقت آئے تو تیرا بستر صاف کر دوں

اے خدائے من فدایت جانِ من — جملہ فرزندانِ و خان و مانِ من
اے میرے خدا تجھ پر میری جان قربان — تمام اولاد، اور میرا گھر بار

گر بدانم خانۂ تو من مُدام — شیر و روغن آرمت ہر صبح و شام
اگر مجھے تیرے گھر کا پتہ مل جائے تو میں ہمیشہ — صبح و شام دودھ اور گھی تیرے لئے لاؤں

ہم پنیر و نا نہائے [3] روغنیں — خم ہائے جوغرات اے نازنیں
پنیر بھی اور روٹی روغنیں بھی — مٹکیاں اے نازنیں!

سازم و آرم بہ پیشت صبح و شام — از من آوردن زتو خوردن طعام
تیار کروں، اور صبح و شام تیرے سامنے لاؤں — میرا لانا ہو، تیرا کھانا ہو

اے فدائے تو ہمہ بزہائے من — وے بیادت ہی ہی وہیہائے من
اے وہ (ذات) جس پر میری ساری بکریاں قربان — اے (وہ ذات) کہ تیری یاد میں میری آہ وزاری ہے

[1] انکار کردن۔ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی تعریف امکان سے باہر ہے پھر بھی جس طرح بن پڑے تعریف کرنی چاہیے اسی کی مناسبت سے یہ قصہ نقل فرمایا ہے کہ چرواہے کی نا شائستہ تعریف چونکہ خلوص نیت سے تھی لہٰذا مقبول بارگاہ بنی۔ چاکر۔ نوکر۔ چارق۔ جوتا۔ شانہ۔ کنگھی۔

[2] سپش۔ سین کے ضمہ کے ساتھ، جوں۔ محتشم۔ باوقار۔ خویش۔ اپنا، رشتہ دار۔ دستک۔ دستک تو۔ پایات۔ پایک تو۔ جایکت۔ جایک تو۔ ان تینوں لفظوں میں کاف تصغیر، پیار کے لئے ہے۔ مُدام۔ ہمیشہ۔

[3] نا نہائے۔ روغنین۔ پراٹھے۔ جوغرات۔ دہی۔ ہی ہی و ہیہائے۔ ہائے ہائے آہ وزاری۔

زیں نمط بیہودہ می گفت آں شُباں
وہ چرواہا اسطرح کی بیہودہ باتیں کہہ رہا تھا

گفت موسیٰ با کیستت اے فلاں
(حضرت) موسیٰ نے کہا اے فلاں تو کس سے مخاطب ہے؟

گفت با آں کس کہ مارا آفرید
اسنے کہا اس ذات سے جو مکلم ہوں جسنے ہمیں پیدا کیا ہے

ایں زمین و چرخ از و آمد پدید
یہ زمین اور آسمان جس کے پیدا کرنے سے ظاہر ہوا ہے

گفت موسیٰ ہائے خیرہ سَر شدی
حضرت موسیٰ نے فرمایا افسوس تو پاگل ہو گیا ہے

خود مسلماں ناشدہ کافر شدی
مسلمان نہ ہوا (بلکہ) کافر ہو گیا ہے

اینچہ ژاژت و اینچہ کفرست و فُشار
یہ تیری کیا بکواس ہے اور یہ تیرا کیا کفر اور بیہودگی ہے؟

پنبۂ اندر دہانِ خود فشار
اپنے منہ میں روئی ٹھونس لے

گند کفرِ تو جہاں را گندہ کرد
تیرے کفر کی بدبو نے دنیا کو بدبو دار کر دیا ہے

کفر تو دیبائے دیں را ژندہ کرد
تیرے کفر نے دین کے دیبا کو گدڑی بنا دیا

چارُق۲ و پا تابہ لائق مر تراست
چپل اور جوتا تیرے لئے مناسب ہے

آفتابے را چنینہا کے رواست
آفتاب کے لئے ایسی چیزیں کب مناسب ہیں؟

گر نہ بندی زیں سخن تو حلق را
اگر تو ان باتوں سے منہ بند نہ کرے گا

آتشے آمد بسوزد خلق را
آگ آئے گی اور دنیا کو جلا دے گی

آتشے گر نا مدست ایں دُود چیست
اگر آگ نہیں آئی تو یہ دھواں کیسا ہے؟

جاں سیہ گشتہ رواں مردود چیست
جان کالی ہو گئی، روح مردود کیوں ہے؟

گر ہمی دانی کہ یزداں دادرست
اگر تو جانتا ہے کہ خدا حاکم ہے

ژاژو گستاخی تُراچوں باورست
بیہودہ گوئی اور گستاخی پر تجھے کیوں یقین ہے؟

دوستیِ۳ بے خرد چوں دشمنی ست
بے وقوف کی دوستی دشمنی جیسی ہے

حق تعالیٰ زیں چنیں خدمت غنی ست
اللہ تعالیٰ اس طرح کی خدمت سے بے نیاز ہے

باکہ می گوئی تو ایں با عم و خال
تو یہ کس سے کہہ رہا ہے چچا اور ماموں سے

جسم و حاجت در صفاتِ ذوالجلال
جسم اور حاجت اللہ کی صفتوں میں؟

شیر اُو نوشد کہ در نشوونماست
دودھ پیتا ہے جو نشوونما میں ہے

چارق اُو پوشد کہ اُو محتاجِ پاست
چپل وہ پہنتا ہے جس کو پاؤں کی ضرورت ہے

ور برائے بندہ است ایں گفتگو
اگر یہ گفتگو (اس) بندے کے لئے ہے

آنکہ حق گفت اُو من ست و من خود اُو
جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں وہ ہوں اور وہ میں

۱ باکیستت۔ یعنی خطاب تو باکیست۔ خیرہ سر۔ بیہودہ۔ ژاژ۔ ایک خاردار گھاس ہے ژاژ خائی۔ بکواس کرنا۔ فشار۔ فا کے ضمہ کے ساتھ بیہودہ بات۔ فشار۔ فا کے فتح کے ساتھ فشردن بمعنی نچوڑنا، گند۔ گندگی۔ ژندہ۔ پارہ پارہ کپڑا۔ گدڑی، یعنی تیری اس گفتگو سے کفر والحاد پھیلے گا اور دین میں رخنہ پیدا ہوگا۔

۲ چارق۔ جوتا، چپل۔ پا تابہ۔ جوتا، کھڑاؤں۔ آفتابے۔ یعنی ذاتِ خداوندی۔ خلق را۔ ایک شخص کا گناہ دوسروں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ آتشے۔ اگر عذاب ابھی نہیں آیا تو اس کے آثار آ گئے ہیں جس سے دل سیاہ ہو گیا ہے۔ یزداں۔ خدا۔ داور۔ حاکم۔

۳ دوستی۔ بیوقوف دوست سے عقلمند دشمن بہتر ہے۔ زیں۔ یعنی وہ خدمتیں جو گدڑیا اللہ تعالیٰ کے لئے بیان کر رہا تھا۔ غم۔ چچا۔ خال۔ ماموں۔ جسم۔ گدڑیے پیر دبانے کو کہا تھا حاجت گدڑیے نے روٹی کھلانے کو کہا تھا۔ شیر۔ غذا کی اس کو ضرورت ہے جس کا جسم ہو اور اس کا نشوونما ہوتا ہو محتاج پا۔ اللہ تعالیٰ کو نہ پیر کی ضرورت ہے نہ جوتے کی حاجت ہے۔ در برائے۔ بعض خدا کے نیک بندے وہ ہوتے ہیں جو اپنی شخصیت اور خواہشات کو فنا کر کے حضرت حق کی مرضیات کے مطابق ڈھل جاتے ہیں انکے بارے میں حدیث شریف ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں بنی آدم کو خطاب کر کے فرمائے گا۔ خطاب کا مضمون آئندہ اشعار میں مذکور ہے۔

آنکہ گفت اِنّی مَرِضْتُ لَمْ تَعُد — من شدم رنجور او تنہا نہ شد

جسکے بارے میں فرمایا میں مریض ہوا تو نے عیادت کیوں نہ کی؟ — میں بیمار تھا وہ تنہا بیمار نہ تھا

آنکہ بی یسمع وبی یبصر شدہ است — در حقِ آں بندہ ایں ہم بیہدہ است

وہ کہ جو میرے ذریعہ سنتا ہے اور میرے ذریعہ دیکھتا ہے ہو گیا ہے — اس بندے کے حق میں بھی یہ بیہودہ ہے

بے ادب گفتن سخن با خاصِ حق — دل بمیراند سیہ دارد وَرق

اللہ تعالیٰ کے خاص بندے سے بے ادبی سے بات کرنا — دل کو مردہ کر دیتا ہے اعمالنامہ سیاہ کر دیتا ہے

گر تو مردے را بخوانی فاطمہ — گرچہ یک جنس اند مرد و زن ہمہ

اگر تو مرد کو فاطمہ کہہ کر بلائے — اگرچہ سب مرد و عورت ایک جنس ہیں

قصدِ خونِ تو کند تا ممکن ست — گرچہ خوشخوی و حلیم و ساکن ست

حتیٰ الامکان تیری جان (لینے) کا ارادہ کرے — اگرچہ خوش مزاج اور بردبار اور صاحب سکون ہو

فاطمہ ۲ مدحست در حقِ زناں — مرد را گوئی بود زخمِ سناں

عورتوں کے لئے فاطمہ تعریف ہے — (اگر) تو مرد کو کہے بھالے کا زخم ہو گا

دست و پا در حقِ ما استایش ست — در حقِ پاکی حق آلائش ست

ہاتھ اور پیر ہونا ہمارے لئے تعریف ہے — اللہ (تعالیٰ) کی پاکی کے لئے ناپاکی ہے

لَمْ یَلِدْ لَمْ یُوْلَدْ اورالائق ست — والدِ و مولود را او خالق ست

نہ اس نے جنا نہ وہ جنا گیا اس کیلئے مناسب ہے — (کیونکہ) وہ باپ اور لڑکے کا خالق ہے

ہر چہ جسم آمد ولادت وصفِ اوست — ہر چہ مولود ست لاریں سوئے جوست

جو جسم ہے پیدا ہونا اس کی صفت ہے — جو جنا ہوا ہے وہ اس طرف (جسم) کا جویندہ ہے

زانکہ از کون ۳ و فسادست و مہیں — حادث ست و محدثے خواہد یقیں

چونکہ وہ بننے بگڑنے والے عالم کا اور کمزور ہے — وہ نو پیدا ہے اور یقیناً پیدا کرنیوالے کا خواہاں ہے

گفت اے موسیٰ دہانم دوختی — وز پشیمانی تو جانم سوختی

اس نے کہا اے موسیٰ! تم نے میرا منہ سی دیا — اور شرمندگی سے میری جان جلا دی

جامہ را بدرید و آہے کرد تفت — سر نہاد اندر بیابان و برفت

کپڑے پھاڑے اور گرم آہ کی — بیاباں کا رخ کیا اور چل دیا

۱ فی مرضت لم تعدنی۔ "میں بیمار ہوا تھا تو مزاج پرسی کو نہ آیا" تو اس سے مراد یہ ہے کہ میرا وہ مخصوص بندہ بیمار ہوا تھا تو نے اس کی مزاج پرسی کیوں نہ کی تھی۔ ایسے ہی بندوں کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ وہ ایسا بندہ ہوتا ہے۔ بی یسمع وبی یبصر وہ میرے ذریعہ سنتا ہے اور میرے ذریعہ دیکھتا ہے یعنی اس کی قوت سامعہ اسی بات کو سنتی ہے جو میری مرضی کے مطابق ہو اور قوت باصرہ اسی کو دیکھتی ہے جس میں میری رضا ہو۔ بے ادب۔ اللہ کے ان مخصوص بندوں سے گستاخانہ باتیں کرنا دل کو مردہ اور اعمالنامہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔

۲ فاطمہ۔ دودھ چھڑانے والی یہ جنتی عورتوں کے سردار آنحضور کی صاحبزادی کا نام ہے جو ہر عورت اپنے لئے پسند کریگی۔ لیکن کسی مرد کو کہو تو وہ برا مان جائیگا۔ دست۔ انسان کے ہاتھ پیر میں نقصان ہو تو عیب ہے اللہ کے لیے ثابت تو اس کے تنزیہ کے منافی ہے۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ نہ اس نے کسی کو جنا نہ اس کو کسی نے جنا۔ جو بعض صاحبان نے اس کا ترجمہ بحر وحدت کا کیا ہے یعنی جنا ہوا ہونا ذات باری سے کم رتبہ کے لئے ہے بعض صاحبان نے اس کو جوئندہ کے معنی میں لیا ہے لاریں سو۔ یعنی عالم امکان۔

۳ کون وفساد۔ بننا بگڑنا۔ یہ جسمانی اور مادی چیزوں کا خاصہ ہے۔ حادث۔ نو پیدا۔ محدث۔ پیدا کرنے والا۔ گفت۔ خدا نے کہا۔ دوختی۔ چونکہ آپ نبی ہیں۔ اور اطاعت ضروری ہے۔ وز پشیمانی۔ اللہ کا ذکر چھوڑنے سے شرمندگی ہے جو روح کو جلا رہی ہے۔ جامہ بدرید۔ ذکر سے محرومی کی وجہ سے۔

عتاب کردنِ حق تعالیٰ با موسیٰ علیہ السّلام بہر شُباں

چرواہے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی (حضرت) موسیٰ علیہ السلام پر خفگی

وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا — بندۂ مارا زما کردی جُدا [1]

اللہ تعالیٰ کی جانب سے (حضرت) موسیٰ پر وحی آئی — تو نے ہمارے بندے کو ہم سے جدا کر دیا

تو برائے وصل کردن آمدی — نے برائے فصل کردن آمدی

تو ملانے کے لئے آیا ہے — جدا کرنے کے لئے نہیں آیا ہے

تا توانی پا مَنِہ اندر فراق — کَا بْغَضُ الْاَشْیَاءِ عِنْدِی الطَّلَاقِ

جب تک ہو سکے جدائی میں قدم نہ رکھ — اسلئے کہ طلاق میرے نزدیک بری چیزوں میں سے سب سے بری ہے

ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم — ہر کسے را اِصطلاحے دادہ ایم

ہم نے ہر شخص کی ایک طبیعت بنائی ہے — ہم نے ہر شخص کو ایک اصطلاح دی ہے

در حقِ اُو مدح در حقِ تو ذم — در حقِ اُو شہد و در حقِ تو سم

اسکے حق میں تعریف ہے (اور) تیرے حق میں برائی ہے — اس کے حق میں وہ شہد ہے (اور) تیرے حق میں زہر ہے

در حقِ [2] اُو نور در حقِ تو نار — در حقِ اُو ورد در حقِ تو خار

تیرے حق میں وہ نور ہے اس کے حق میں آگ ہے — اسکے حق میں وہ گلاب کا پھول ہے تیرے حق میں وہ کانٹا ہے

در حق اُو نیک در حق تو بَد — در حقِ اُو خوب در حق رَد

اسکے حق میں وہ اچھی ہے تیرے حق میں بری ہے — اس کے حق میں وہ خوب ہے تیرے حق میں مردود ہے

مابَری از پاک و ناپاکی ہمہ — از گراں جانی و چالاکی ہمہ

ہم پاکی اور ناپاکی سب سے منزہ ہیں — سستی اور چستی سب سے (منزہ ہیں)

من [3] نکردم امر تا سُودے کنم — بلکہ تابر بندگاں جودے کنم

میں نے حکم اس لئے نہیں دیا کہ کوئی فائدہ اٹھاؤں — بلکہ اس لئے کہ بندوں پر بخشش کر دوں

ہندیاں را اِصطلاحِ ہند مدح — سندیاں را اِصطلاحِ سند مدح

ہندوستان والوں کیلئے ہندوستان کی اصطلاح تعریف ہے — سندھیوں کے لئے سندھ کی اصطلاح تعریف ہے

من نگردم پاک از تسبیح شاں — پاک ہم ایشاں شوند و دُر فشاں

میں ان کی تسبیح سے پاک نہیں بنتا ہوں — وہی پاک اور موتی برسانے والے بن جاتے ہیں

---

[1] جدا۔ یعنی ذکر سے جو اسے قرب حاصل تھا وہ نہ رہا۔ وصل۔ انبیاء کی بعثت کا مقصد مخلوق کو خالق سے وابستہ کرنا ہے۔ الطلاق۔ حدیث شریف ہے۔ اَبْغَضُ الْحَلَالِ عِنْدَ اللّٰہِ الطَّلَاقُ۔ حلال چیزوں میں سے طلاق اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ "طلاق سے میاں بیوی میں فرق ہوتا ہے۔ ہر کسے ہر انسان اپنی استعداد اور اپنے مرجہ الفاظ میں تعریف کرتا ہے جبکہ دل میں عقیدت ہے تو اس کی تعریف بہر حال مقبول ہے اور اس کی وہ حمد اس کے لئے باعث تعریف ہے۔ ایک عامی انسان اپنی استعداد کے مطابق جو تعریف کرتا ہے اگر وہ لفظ پڑھا لکھا بولے تو اس کے لئے وہ برائی ہے۔

[2] در حق۔ حضورؐ نے ایک لونڈی سے دریافت کیا خدا کہاں ہے تو اس نے جواب دیا آسمانوں میں ہے تو یہ کہنا اس کے لئے نور بنا آنحضورؐ نے اس کا اسلام معتبر مانا اگر یہی جملہ ایک عالم واصل کہے تو کفر ہے جو موجب نار ہے۔ رد۔ مردود۔ مابری۔ انسان تقدیس و تسبیح میں جو کچھ بھی کہتا ہے اللہ کی ذات اس سے بلند ہے لہٰذا اب جو بھی کچھ کہے اس کو رد کو۔

[3] من نگردم۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی میں اللہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ بندے پابندی کر کے رحم و کرم کے مستحق ہوتے ہیں۔ ہندیاں۔ ہر ملک والے اپنی لغت اور اصطلاح میں تعریف کر سکتے ہیں۔ نگردم۔ اللہ تعالیٰ بندوں کی تسبیح سے پہلے ہی پاک ہے۔ رفشاں۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح موتی کے دانے ہیں۔

مابروں [1] را ننگریم و قال را
ہم ظاہر اور قول کو نہیں دیکھتے ہیں

مادروں را بنگریم و حال را
ہم باطن کو اور حالت کو دیکھتے ہیں

ناظر قلبیم اگر خاشع بُود
ہم قلب کو دیکھنے والے ہیں اگر وہ عاجزی کرنیوالا ہو

گرچہ گفت لفظ نا خاضع بُود
اگرچہ لفظی گفتگو عاجزی کی نہ ہو

زاں کہ دل جوہر بود گفتن عَرَض
اس لئے کہ دل جوہر ہے اور کہنا عرض ہے

پس طفیل آمد عرض جوہر غرض
تو عرض ضمنی چیز ہے جوہر مقصود ہے

چند ازیں الفاظ [2] و اِضمار و مجاز
یہ منہ سے بولنا اور دل میں چھپانا اور مجاز کب تک؟

سُوز خواہم سُوز با آں سُوز ساز
میں سوز ہی سوز چاہتا ہوں، سوز سے موافقت کر

آتشے از عشق در جاں بر فروز
عشق کی آگ، جان میں روشن کر

سَر بسر فکر و عبارت را بُسوز
(غرور) فکر اور عبارت کو بالکل جلا دے

موسیا آداب داناں دیگر اند
اے موسیٰ! آداب جاننے والے دوسرے ہیں

سوختہ جان و رو اناں دیگر اند
سوختہ جان اور سوختہ روح دوسرے ہیں

عاشقاں راہر زماں سوزید نیست
عاشقوں کو ہر وقت جلنا ہے

بَردہِ ویراں خراج و عُشر نیست
اجاڑ گانوں پر خراج اور عشر نہیں ہے

وز خطا [3] گوید وُرا خاطی مگو
اگر وہ غلط بات کہتا ہے تو اس کو خطا وار نہ کہہ

گر بُود پُر خوں شہید آں را مَشو
اگر شہید خون میں لتھڑا ہو اس کو نہ دھو

خوں شہیداں راز آب اولیٰ ترست
شہیدوں کے لئے خون پانی سے بہتر ہے

ایں خطا از صد صواب اولیٰ ترست
غلطی سو صحیح چیزوں سے زیادہ اچھی ہے

در درونِ کعبہ رسمِ قبلہ نیست
کعبہ کے اندر قبلہ (رو ہونے) کی رسم نہیں ہے

چہ غم ار غوّاص را پا چپلہ نیست
گر غوطہ خور کے پاس چپل نہیں ہیں تو کیا غم ہے؟

تو ز سَر مَستاں قلاؤ وزی مجو
تو مستوں سے رہنمائی کی توقع نہ کر

از رفو مر جامہ چاکاں را مگو
جامہ چاک لوگوں سے رفو کی فرمائش نہ کر

ملّتِ عشق از ہمہ ملّت جُداست
عشق کا مذہب تمام مذہبوں سے جدا ہے

عاشقاں را مذہب و ملّت خداست
عاشقوں کا مذہب اور دین اللہ تعالیٰ ہے

---

[1] مابروں۔ حدیث شریف میں ہے اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا ہے۔ وہ تمہاری نیتوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ خاشع۔ عاجزی کرنیوالا۔ خاضع۔ خاکساری کرنیوالا۔ جوہر۔ خود قائم رہنے والی چیز عرض۔ دوسرے کے سہارے قائم رہنے والی چیز۔ غرض۔ یعنی اصلی مقصد۔

[2] الفاظ۔ جو منہ سے بولا جائے۔ اضمار۔ دل میں کسی بات کا رکھنا۔ مجاز۔ لفظ کے حقیقی معنی چھوڑ کر دوسرے معنی مراد لینا انسان کی تقریر و کلام میں یہ سب باتیں ہوتی ہیں۔ موسیا۔ اے موسیٰ۔ آداب۔ داناں۔ عارفین کا طبقہ۔ سوختہ۔ یعنی وہ لوگ جن کی روحیں عشق خداوندی میں جل بھن گئی ہیں۔ بردہ۔ یعنی ویران گانوں سے کوئی ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا ہے بلکہ معاف کر دیا جاتا ہے اسی طرح عاشقوں سے رسوم کی پابندی کا مطالبہ نہیں کیا جاتا ہے۔

[3] وز خطا جذبہ عشق میں اللہ کی شان میں نامناسب الفاظ بھی اللہ کو پسند ہیں جس طرح خون نجس ہے لیکن شہید کا خون اللہ تعالیٰ نے پاک قرار دیا ہے اس کو نہلایا نہیں جاتا ہے۔ خون۔ خون آلودہ شہید پانی سے غسل دیئے ہوئے دوسرے مردوں سے افضل ہے۔ دردوں۔ جب انسان بیت اللہ کے اندر پہنچ کر نماز پڑھے تو جدھر کو جی چاہے منہ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ پا چپلہ۔ چپل۔ قلاؤ۔ رہنمائی۔ ملت عشق۔ غلبہ حال میں صرف ذات ہی کی طرف توجہ ہوتی ہے مذہبی رسول و قیود کی پابندی نہیں ہوتی۔

لعل[1] را گر مُہر نبود باک نیست — عاشق از دریائے غم غمناک نیست
لعل پر اگر ٹھپہ نہیں ہے پروا نہیں ہے — عاشق غم کے دریا سے غمگین نہیں (ہوتا) ہے

وحی آمدن بموسیٰ علیہ السّلام در عُذر خواستن آں شُباں

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام پر وحی آنا اس گڈریئے سے معذرت کے سلسلہ میں

بعد ازاں در سر موسیٰ حق نہفت — راز ہائے گفت کاں ناید بگفت
اسکے بعد اللہ (تعالیٰ) نے (حضرت) موسیٰ کے باطن میں مضمر کر دیئے — بات کے وہ راز جو بیان نہیں کئے جا سکتے

بر دلِ موسیٰ سخنہا ریختند — دیدن و گفتن بہم آمیختند
(حضرت) موسیٰ کے دل میں بہت سی باتیں ڈالدیں — مشاہدہ اور گفتگو کو آپس میں ملا دیا

چند بیخود گشت و چند آمد بخود — چند پرّید از ازل سوئے ابد
چند بار بیہوش ہوئے چند بار ہوش میں آئے — چند بار ازل سے ابد تک پرواز کی

بعد ازیں گر شرح گویم ابلہی ست — زاں کہ شرح ایں ورائے آگہی ست
اسکے بعد اگر میں تشریح کروں تو بیوقوفی ہے — اس لئے کہ اس کی تشریح عقل سے بالا تر ہے

ور بگویم عقلہا را برکند — ور نویسم بس قلمہا بشکند
اگر میں کہہ دوں تو عقلوں کو زائل کر دے — اگر میں لکھوں تو قلموں کو توڑ دے

ور بگویم شرحہائے مُعتبر — تا قیامت باشد ایں بس مختصر
اگر میں اس کی قابل بھروسہ شرحیں بیان کروں — قیامت تک (بھی) وہ بہت مختصرا (بیان) ہونگی

لا جرم[2] کوتاہ کرد م من زباں — گر تو خواہی از درونِ خود بخواں
مجبوراً میں نے زبان کوتاہ کر لی — اگر تو چاہتا ہے اپنے اندر (سے) پڑھ لے

چونکہ موسیٰ ایں عتاب از حق شنید — در بیاباں از پئے چوپاں دوید
جب (حضرت) موسیٰ نے یہ ناراضی اللہ سے سنی — جنگل میں گڈریئے کے پیچھے بھاگے

بر نشانِ پائے آں سرگشتہ راند — گرد از پرّہ بیاباں بر فشاند
اس دیوانے کے نقش قدم پر روانہ ہو گئے — بیابان کے دامن سے گرد اڑائی

گام[3] پائے مردمِ شوریدہ خود — ہم زگامِ دیگراں پیدا بُود
دیوانوں کے پیروں کی رفتار — دوسروں کی رفتار سے جدا ہوتی ہے

یک قدم چوں رُخ زبالا تا نشیب — یک قدم چوں پیل رفتہ بر اُریب
ایک قدم رخسار کی طرح اوپر سے نیچے کو — ایک قدم ہاتھی کی طرح آڑا ترچھا

[1] لعل۔ لعل وگہر پر کسی ٹھپے اور سکے کی ضرورت نہیں وہ خود قیمتی ہے۔ سر۔ باطن۔ دیدن وگفت۔ یعنی مشاہدہ کے ساتھ گفتگو۔ چند یعنی حضرت موسیٰ کو عروج حاصل ہوا اور بہت سے نئے انکشافات ہوئے۔ بعد ازیں۔ عالم ملکوت کے احوال بیان اور عقل سے بالاتر ہیں۔ در بگویم۔ ذات اور صفات کا بیان عقلوں اور تحریروں کے بس کا نہیں ہے۔

[2] لا جرم۔ وہ کیفیات خود اپنے اوپر طاری کرو تب کچھ معلوم ہو سکے گا۔ چوپاں۔ وہی گڈریا جس کو حضرت موسیٰ نے ڈانٹا تھا۔

[3] گام پائے۔ دیوانوں کے قدم بھی آڑے ترچھے پڑتے ہیں۔

گاہ[1] چوں موجے برافرازاں عَلَم — گاہ چوں ماہی روانہ بر شکم
کبھی موج کی طرح جھنڈا بلند کئے ہوئے — کبھی مچھلی کی طرح پیٹ کے بل رواں

گاہ بر خاکے نوشتہ حالِ خود — ہمچو رَمّالے کہ رملے بر زند
کبھی خاک پر اپنا حال لکھا — رمال کی طرح جو رمالی کرتا ہے

گاہ حیراں ایستادہ گہ دواں — گاہ غلطاں ہمچو گوی از صولجاں
کبھی حیران کھڑا ہوا، کبھی دوڑتا ہوا — کبھی لڑھکتا ہوا جیسے بلے سے گیند

عاقبت دریافت اُورا و بدید — گفت مُژدہ دہ کہ دستورے رسید
انجام کار اس کو پا لیا اور دیکھا — فرمایا مبارک ہو، اجازت آگئی ہے

ہیچ آدابے و ترتیبے مجو — ہرچہ می خواہد دلِ تنگت بگو
کوئی ادب اور ترتیب نہ تلاش کر — جو تیرا تنگ دل چاہے کہتا رہ

کفرِ تو دین ست و دینت نورِ جاں — ایمنی از تو جہانے در اَماں
تیرا کفر، دین ہے اور تیرا دین جان کا نور ہے — تو امن میں ہے (اور) تیری وجہ سے ایک جہان امن میں ہے

اے مُعافِ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاء — بے مُحابا رَو زباں را بَر کُشا
اے "یفعل اللہ یشاء" کے معافیدار — جا، بے تامل زبان کھول

گفت اے موسیٰ ازاں بگذشتہ ام — من کنوں در خونِ دل آغشتہ ام
کہا، اے موسیٰ اس سے میں گذر چکا ہوں — اب میں دل کے خون میں آلودہ ہوں

من زسدرہ[2] منتہیٰ بگذشتہ ام — صَد ہزاراں سالہ زاں سو گشتہ ام
میں سدر المنتہیٰ سے گذر گیا ہوں — لاکھوں سال (کی مسافت) اس (آگے کی) جانب چلا گیا ہوں

تازیانہ برزدی اسپم بگشت — گنبدی کردوز گردوں بر گذشت
تو نے کوڑا مارا میرا، گھوڑا مڑ گیا — جست لگائی اور آسمان سے پار ہو گیا

محرم ناسُوتِ مالا ہُوت باد — آفریں بردست و بر بازوت باد
(خدا کرے) ہمارے ناسوت کا لاہوت (محرم) بنے — تریے دست و بازو کو شاباش ہے

حالِ من اکنوں بُرون از گفتن ست — انچہ می گویم نہ اَحوالِ من ست
اب میری حالت بیان سے باہر ہے — جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہ میرے احوال نہیں ہیں

نقش[3] می بینی کہ در آئینہ ایست — نقشِ تُست آں نقش آں آئینہ نیست
تو جو نقش آئینہ میں دیکھتا ہے — وہ تیرا نقش ہے وہ نقش اس آئینہ کا نہیں ہے

[1] گاہ۔ دیوانہ کبھی سر اٹھائے بھاگتا نظر آئے گا کبھی پیٹ کے بل سرکتا ہوا۔ برجا کے مجنوں لیلیٰ کا نام زمین پر لکھتا پھرتا تھا۔ عاقبت بالآخر وہ گدڑیا حضرت موسیٰ کو مل گیا حضرت موسیٰ نے فرمایا تجھے اسی طریقہ پر مناجات کی اجازت مل گئی ہے جو بھی تیری زبان پر آئے کہتا رہ۔ کفر تو۔ دوسروں کے لئے اگرچہ وہ کلمات کفریہ ہوں لیکن تیرے لئے عین دین ہے۔ تجھے خدا کی طرف سے امن حاصل ہے۔ اور تیری وجہ سے دنیا کو بھی امن حاصل ہے۔ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے تجھے ان کلمات کی اجازت دیدی ہے۔ ازاں۔ یعنی مقام مناجات

[2] سدرۃ المنتہیٰ۔ ساتویں آسمان پر بیری کے درخت جیسا کوئی درخت ہے جو حضرت جبرئیل تک کی پرواز کی آخری حد ہے یعنی اب میں اپنے اس مقام سے گذر گیا جہاں غلبہ حال میں نامناسب الفاظ استعمال کئے تھے۔ تازیانہ۔ میری طبیعت کے لئے آپ کی تنبیہ ایک تازیانہ ثابت ہوئی۔ ناسوت۔ عالم اجسام۔ لاہوت۔ عالم ذات الٰہی جس میں پہنچ کر سالک کو فنا کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ حال سن۔ ذوقی حالت کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

[3] نقش می بینی۔ حضرت مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان اشعار کا تعلق شارہ گا گوید کسے جوابا نیست سے ہے یعنی اللہ کی تعریف ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق کرتا ہے آئینہ میں خود اپنا عکس نظر آتا ہے جو کچھ نظر آتا ہے جو کچھ نظر آتا ہے وہ آئینہ کے نقش و نگار نہیں ہوتے ہیں۔

دم کہ۱ مردِ نائی اندر نائے کرد — در خورِ نایست نے در خوردِ مرد

نے بجانے والے نے جو پھونک نے میں بھری — ہونے کے مناسب ہے کہ (نے بجانے والے) مرد کے مناسب

ہاں وہاں گر حمد گوئی و سپاس — ہمچو نا فرجام آں چوپاں شناس

خبردار، خبردار تو جو شکر گزاری اور تعریف کرے — اس نالائق گڈریے کی سی سمجھ

حمد تو نسبت بتو گر بہتر ست — لیک آں نسبت بحق ہم ابتر ست

تیرا تعریف کرنا تیرے اعتبار سے اگرچہ بہتر ہے — لیکن وہ اللہ (تعالیٰ) کی نسبت سے ناقص ہے

کاشکے۲ بہتر نبودے مر ترا — دردِ او و سوز بودے مر ترا

کاشکہ تیری (وہ) بہتر (دعا) نہ ہوتی — اس کا درد اور سوز تیرے لئے (حاصل) ہوتا

چند گوئی چوں غطا برداشتند — کایں نبودست آنچہ می پنداشتند

جب پردہ اٹھا دیں گے تو کتنا کہے گا؟ — جو انہوں نے (خدا کے بارے میں) تصور کیا تھا وہ نہ تھا

ایں قبولِ ذکر تو از رحمت ست — چوں نمازِ مستحاضہ رخصت ست

تیرے ذکر کو قبول کر لینا رحمت ہے — جیسے استحاضہ والی کی نماز جائز ہے

با نمازِ او بیالو دست خوں — ذکر تو آلودۂ تشبیہ وچوں

اس کی نماز سے خون وابستہ ہے — تیرا ذکر (اللہ) کرنا تشبیہ اور مثال سے آلودہ ہے

خوں پلید ست و بآبے می رود — لیک باطن رانجا ستہا بُود

خون ناپاک ہے اور پانی سے دھل جاتا ہے — لیکن باطن میں وہ نجاستیں ہوتی ہیں

کاں۳ بغیرِ آبِ لُطفِ کردگار — کم نہ گردد از درونِ مرد کار

جو خدا کی مہربانی کے پانی کے بغیر — کام کرنے والے کے باطن سے نہیں دھلتیں

در سجودت کاش رُو گردانیئے — معنیِ سُبْحَانَ رَبِّیَ دانیئے

کاش تو سجدے میں رخ پھیرتا — "اے میرے رب تو پاک ہے" کے معنیٰ جان لیتا

کاے سجودم چوں وجودم نا سزا — مر بدی را تو نکوئی دو جزا

یعنی اے خدا میرا سجدہ میرے جیسا کہ (تیرے) لائق نہیں ہے — تو برائی کا بدلہ بھلائی سے عطا فرما

ایں زمیں از حلمِ حق دار دَاثر — تا نجاست بُرد و گلہا داد بَر

اس زمین میں اللہ تعالیٰ کی بردباری کا اثر ہے — کہ گندگی کو ختم کر دیا اور پھول نتیجہ میں دیئے

حَسَنَاتٌ۔ اللہ ان کی برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ایں زمیں۔ زمین اللہ کی صفت حلم سے متصف ہے۔

۱ دم کہ۔ اللہ تعالیٰ تو اس پر قادر ہیں کہ اپنی تعریف اپنی شان کے مطابق کر دیں لیکن ہماری استعداد اس کو قبول نہیں کر سکتی ہے۔ جس طرح نے بجانے والا اپنی طاقت کے اعتبار سے نے میں پھونک نہیں بھرتا ہے ورنہ اس کے پردے پھٹ جائیں۔ نے کے لحاظ سے پھونکتا ہے۔ ہاں وہاں۔ ہم جو بھی تعریف کرتے ہیں وہ گڈریے کی طرح کی تعریف کرتے ہیں۔ ابتر۔ ناقص، ہماری تعریف خدا کے اعتبار سے ناقص ہے۔

۲ کاشکے۔ جو تعریف تمہارے اعتبار سے بہتر بھی ہے کاش اس کی بجائے تمہارے دل میں سوز و گداز ہو۔ چند گوئی قیامت میں جب حجابات رفع ہونگے۔ تو تمہیں پتہ چل جائیگا کہ ذات باری وہ نہ تھی جو تم نے سمجھی تھی۔ ایں قبول۔ ہماری ناقص تعریف کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول کرتا ہے۔ جس طرح کہ مستحاضہ کی نماز کو باوجود طہارت نہ ہونے کے قبول کر لیتا ہے۔ تشبیہ و چوں۔ ہم جس قدر تعریفیں کرتے ہیں ان میں لامحالہ تشبیہات اور مثالیں ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے مناسب نہیں ہیں ان کی ناپاکی مستحاضہ کے خون سے بھی زیادہ ہے۔

۳ کاں۔ باطنی نجاست صرف رحمت کے پانی سے ہی دھل سکتی ہے کاے۔ یعنی سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کے معنیٰ یہ ہیں کہ بندہ عرض کرتا ہے کہ میرا سجدہ بھی تیرے لائق نہیں اور یہ سجدہ تیری خدمت میں پیش کرنا گستاخی ہے لیکن تیری ذات وہ ہے جو برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی ہے۔ قرآن پاک میں یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِھِمْ

تا بپوشد اُو پلید یہائے[1] ما
یہاں تک کہ وہ ہماری پلیدیوں کو چھپا لیتی ہے

در عوض بر روید از وے غنچہا
بدلے میں اس سے غنچے کھلتے ہیں

پس چو کافر دید کو درد اد و جُود
تو کافر جب دیکھے گا کہ وہ عطا اور بخشش میں

کمتر و بے مایہ تر از خاک بُود
مٹی سے بھی کمتر اور تہی دست تھا

از وجودِ اُو گل و میوہ نرُست
اس کے وجود سے پھول اور میوہ نہ اگا

جُز فسادِ جملہ پاکیہا نجست
پاکیوں کو خراب کرنے کے علاوہ اس نے کچھ نہ کیا

گفت وا پس رفتہ ام من در ذہاب
کہے گا میں نے الٹی چال چلی ہے

حَسْرَتَا یَا لَیْتَنِی کُنْتُ تُرَابْ
افسوس ! کاش میں مٹی ہوتا

کاش از خاکے سفر نگزیدمے
کاش میں مٹی (ہونے) سے ترقی نہ کرتا

ہمچو خاکے دانہ می چیدمے
مٹی کی طرح بیج کو چن لیتا

چوں[2] سفر کردم مرا رہ آزمود
جب میں نے ترقی کی مجھے رہ نے آزما لیا

زیں سفر کردن رہ آوردم چہ بود
اس ترقی سے مجھے کیا تحفہ ملا؟

زاں ہمہ میلش سوئے خاکست کُو
اسیوجہ سے اس کا میلان مٹی کیطرف ہے کیونکہ وہ

در سفر سُودے نہ بیند پیش رُو
ترقی میں کوئی فائدہ نہیں دیکھتا ہے

رُوئے واپس کردنش از حرص و آز
اس کا واپسی کی طرف رخ کرنا حرص اور لالچ کیوجہ سے ہے

در رہِ اُو ہیچ نہ صدق و نیاز
اس کے راستہ میں کوئی سچائی اور عاجزی نہیں ہے

ہر گیا راکش بود میلِ عُلا
جس گھاس کا میلان بلندی کی طرف ہوتا ہے

در مزید ست و حیات ست و نما
وہ بڑھوتری اور زندگی اور (نشوو) نما میں ہے

چونکہ گردانید سر سُوئے زمیں
چونکہ اس نے زمین کی طرف رخ کیا

در کمی و خُشکی و نقص و غبیں
وہ گھٹاؤ اور خشکی اور نقصان اور نوٹے میں ہے

میلِ[3] روحت چوں سوئے بالا بود
تیری روح کا میلان جب (عالم) بالا کی طرف

در تزاید مر جعت آں جا بود
ترقی میں تیرا مرجع وہی ہو گا

ورنگو نساری سرت سوئے زمیں
اگر تو اوندھا ہے تیرا سر زمین کی طرف ہے

آفلی حق لَا اُحِبُّ الآفِلِیْنَ
تو غروب کر جانیوالا ہے تعالیٰ میں غروب کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا ہوں

---

[1] پلید یہاں۔ کھاد میں نجاستیں ہوتی ہیں۔ دید۔ بیند قیامت میں کافر سمجھے گا کہ وہ زمین سے بھی بدتر ہے زمین برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی ہے اور اس نے اللہ کی نعمتوں کے بدلے میں کفر کیا۔ خود فساد۔ زمین نے ناپاک کو پاک بنایا کافر نے پاکیوں کو ناپاک کیا۔ گفت۔ یعنی قیامت میں حسرت سے کہیگا۔ کہ کاش میں مٹی ہوتا کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیسکتا۔ سفر۔ جمادات سے ترقی کر کے نوع حیوانی وجود میں آئی ہے۔ دانہ۔ زمین میں بیج بویا جاتا ہے تو وہ بدلہ میں پھل پھول اگا دیتی ہے

[2] چوں سفر۔ سفر کی حالت میں انسان کی صحیح فطرت ظاہر ہو جاتی ہے یعنی مجھے ترقی سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ رہ آورد۔ تحفہ سفر۔ میلش۔ یعنی اس کا کہنا یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا "کاش میں مٹی ہوتا۔ روئے واپس یعنی مٹی بن جانے کی خواہش عجز اور نیاز سے ہو تو اللہ کو پسند ہے جیسا کہ بعض بزرگوں سے اس کا اظہار ہوا ہے۔ ہر گیا۔ کافر کے مٹی بننے کی خواہش کی مثال ہے کہ گھاس میں جب تک نشوونما ہے۔ بڑھنے اور اوپر جانے کی خواہش ہے جب مردنی چھاتی ہے تو اس کا نیچے کی طرف جھکاؤ ہو جاتا ہے

[3] میلِ۔ روحت۔ روح انسانی کو جب اوپر جانے کی خواہش ہوتی ہے تو اوپر جانے میں اس کو ترقی حاصل ہوتی ہے۔ ورنگو نساری۔ جب روح اوندھی ہو جاتی ہے تو زمین پر واپس ہونے کی خواہش کرتی ہے۔ حق۔ دراصل حقا تھا۔

پُرسیدن موسیٰ علیہ السّلام از سِرِّ غلبۂ ظالماں

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام کا ظالموں کے غلبہ کے راز کا سوال کرنا

گفت موسیٰ اے کریمِ کارساز
(حضرت) موسیٰ نے عرض کیا اے کارساز کریم!

اے کہ یک دم ذکرِ تو عمرِ دراز
اے (وہ ذات) جس کا ایک لمحہ ذکر کرنا عمر دراز ہے

نقشِ کژ مژ دیدم اندر آب و گِل
میں نے عالم آب و گل میں بہت سی آڑی ترچھی چیزیں دیکھی ہیں

چوں مَلائک اعتراضے کرد دوں
فرشتوں کی طرح دل نے اعتراض کیا ہے

کہ چہ مقصود ست نقشے ساختن
کہ اس میں کیا مقصد ہے؟ کہ ایک نقش بناتا

واندرو تخمِ فساد انداختن
اور اس میں فساد کا بیج بو دینا

آتشِ ظلم و فساد افروختن
ظلم اور فساد کی آگ بھڑکاتا

مسجد و سجدہ کناں را سوختن
مسجد اور سجدہ کرنے والوں کو پھونکنا

مایۂ [۲] خونابۂ و زر دابہ را
خون اور پیپ کے ذخیرے کو

جوش دادن از برائے لابہ را
دل لگی کے لئے جوش دینا

من یقیں دانم کہ عینِ حکمت ست
میں بالیقیں جانتا ہوں کہ (یہ) بعینہ حکمت ہے

لیک مقصودم عیانِ رویت ست
لیکن میرا مقصد مشاہدہ ہے

آں یقیں می گویدم خاموش کُن
وہ یقین مجھ سے کہتا ہے چپ رہ

حرصِ رویت گویدم نے جوش کُن
دیکھنے کی حرص مجھ سے کہتی ہے نہیں (سوال میں) جوش دکھا

مَر مَلائک را نمودی سِرِّ خویش
تو نے فرشتوں پر اپنا راز ظاہر کر دیا

کانچنیں نوشے ہمی ارزد بہ نیش
کہ اس طرح کا شہد ڈنک کے لائق ہے

عرضہ کردی نورِ آدم را عیاں
تو نے آدم پر علم کھلا پیش کر دیا

بر مَلائک گشت مُشکلہا بیاں
فرشتوں کے اشکالات حل کر دیے

حشر تو [۳] گوید کہ سِرِّ مرگ چیست
تیرا حشر بتا دے گا کہ موت کا کیا راز ہے؟

میوہا گویند سِرِّ برگ چیست
میوے بتاتے ہیں کہ پتوں (کے ہونے) کا کیا راز ہے؟

سِرِّ خون و نطفہ حُسنِ آدمی ست
خون اور نطفہ کا راز، آدمی کا حسن ہے

سابقِ ہر بیشی آخر کمی ست
ہر بیشی سے پہلے کمی ہوتی ہے

---

۱ یک دم۔ تھوڑا سا وقفہ جس میں ذکر الٰہی ہو، دراز عمر کے قائم مقام ہے کژ مژ۔ یعنی سمجھ میں نہ آنے والی چیزیں۔ چوں ملائک۔ آدم کی تخلیق پر فرشتوں کا سوال و اعتراض معاندانہ نہ تھا بلکہ حکمت سمجھنے کے لئے تھا۔ کہ چہ مقصود۔ دنیا کی چیزوں میں بھلائی کے ساتھ برائی کا پہلو بھی ہے۔ آتش۔ کفر کا غلبہ ہوتا ہے تو اس میں فساد، مسجدوں کی ویرانی سجدہ کرنیوالیوں کا قتل عام ہوتا ہے۔

۲ مایہ۔ انسان کی تخلیق مٹی اور خون سے ہوئی ہے پھر وہ ظالم و فساد کے کھیل کھیلتا ہے۔ عیان۔ رویت۔ صاف دیکھنا۔ آں یقین۔ یعنی یہ یقین کہ اس میں اللہ کی کوئی حکمت ہے۔ جوش کن۔ یعنی جوش و خروش سے سوال کر۔ کا نچنیں۔ فرشتوں کو سمجھا دیا تھا کہ انسان کے متضاد قوی ہی خلافت خداوندی کے اہل اور صفات الٰہی کا مظہر ہو سکتے ہیں۔ نوش۔ یعنی خلافت۔ نیش۔ انسان کی فطرت جس میں فتنہ و فساد بھی مضمر ہے۔ نورِ آدم۔ علم آدم۔ مشکلہا۔ یعنی آدم کی خلافت پر جو اشکالات تھے۔

۳ حشر تو۔ حضرت موسیٰ کے سوال کا جواب ہے کہ ہر چیز کی خوبی اس کے انجام سے ظاہر ہوتی ہے، قیامت میں معلوم ہوگا کہ موت جیسی تلخ چیز کے پیدا کرنے میں خدا کی حکمت یہ تھی کہ وہی اخروی نعمتوں کے حصول کا سبب بنے۔ برگ۔ پتے بظاہر بیکار ہیں لیکن جب وہ پھل کی گرمی اور سردی سے حفاظت کر کے پکاتے ہیں تو ان کی پیدائش کی حکمت معلوم ہوتی ہے۔ سرخوں۔ انسانی قوام کا حسن جب ظاہر ہوتا ہے۔ جیسا سے انسان نوجوان اور حسین بنتا ہے۔ سابق۔ ناقص۔ چیز کمال حاصل کرتی ہے۔

لوحِ ۱ را اوّل بشوید بے وقوف
نا واقف (بچہ) پہلے تختی دھو دیتا ہے

آنگہے بروے نویسد اُو حروف
پھر اس پر حروف لکھتا ہے

خوں کُند دل راز اشکِ مُستہاں
(سالک) بے وقت آنسوؤں سے دل کو خون کرتا ہے

بر نویسد بروے اسرارِ نہاں
(پھر) اس پر پوشیدہ راز لکھتا ہے

وقتِ شُستن لوح را باید شناخت
ہوتے وقت تختی کو پہچان لینا چاہیے

کہ مر آں را دفترے خواہند ساخت
کہ اس کو ایک دفتر بنائیں گے

چوں اساسِ خانہ می افگنند
جب سی گھر کی بنیاد رکھتے ہیں

اوّلیں بنیاد را بَرمی کَنند
پہلے نیو کھودتے ہیں

گِل بر آرند اوّل از قعرِ زمیں
پہلے زمین کی گہرائی سے مٹی کھودتے ہیں

تا بآخر بر کشی ما معیں
تاکہ تو آخر میں پانی کھینچے

از حجامت ۲ کود کاں گریند زار
بچوں سے بچے زار زار روتے ہیں

کہ نمی دانند ایشاں سِرِ کار
کیونکہ وہ کام کے راز سے واقف نہیں ہیں

مرد خود زرمی دہد حَجّام را
مرد (باپ) پچھنے لگانے والے کو روپیہ دیتا ہے

می نوازو نیشِ خوں آشام را
خون چوسنے والے نشتر کو نوازتا ہے

می دَوَد حمال دربارِ گراں
بھاری بوجھ لئے ہوئے قلی دوڑتا ہے

میرُ باید بار را از دیگراں
دوسرے (قلیوں) سے بوجھ چھینتا ہے

جنگِ حمالاں برائے باربیں
بوجھ کے لئے قلیوں کی جنگ پر غور کر

ایں چنین ست اجتہادِ مردِ دیں
دیندار کی کوشش اس طرح کی ہے

چوں گرانیہا اَساسِ رحمت ست
جبکہ گرانیاں، رحمت کی بنیاد ہیں

تلخہا ہم پیشوائے نعمت ست
تلخیاں بھی رحمت کا پیش خیمہ ہیں

حُفَّتِ الجَنَّۃُ بِمَکْرُوھَاتِنَا
جنت ہماری ناپسندیدہ چیزوں سے گھیر دیگئی ہے

حُفَّتِ النِّیرَانُ مِنْ شَھْوَاتِنَا
(اور) جہنم ہماری مرغوب چیزوں سے گھیر دیگئی ہے

تخم ۳ مایہ آتشت شاخِ ترست
تیری آگ کا سرمایہ تر شاخ ہے

سوختہ آتش قرینِ کوثر ست
آگ کا جلا ہوا کوثر کے پاس ہے

ہر کہ در زنداں قرینِ محنتے ست
جو قید خانہ میں محنت میں مبتلا ہے

آں جزائے لذّتے و شہوتے ست
وہ لذت اور شہوت کی سزا ہے

۱ لوحِ را۔ یعنی ہر کمی و بیشی کا سبب سختی پر سب سے پہلے ہر چھوٹا دی جاتی ہے پھر اس پر سین نقش بنائے جاتے ہیں۔ خون کند۔ انسان رو رو کر دل کو خون بنا دیتا ہے۔ پھر اس پر اسرار نمودار ہوتے ہیں۔ وقت شستن۔ عقلمند انسان کمی میں بیشی کو سمجھ جاتا ہے۔ چول اساس۔ نیا گھر بناتے ہیں تو پہلے پرانی بنیادوں کو اکھاڑ دیتے ہیں۔ گل برآرند۔ پانی حاصل کرتے ہیں تو پہلے زمین کھودتے ہیں۔

۲ از حجامت۔ تخریب میں تعمیر کا راز مضمر ہے، پچھنے لگاتے ہیں تو تکلیف ہوتی ہے لیکن نتیجہ میں بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ می دود۔ بوجھ اٹھا لینے والا تکلیف برداشت کرتا ہے۔ تو مزدوری پاتا ہے۔ مرد دیں۔ دیندار اپنے آپ کو تکالیف میں اسی لئے مبتلا کرتا ہے تاکہ بہترین نتائج حاصل کرے۔ چوں۔ دنیا میں بھی تکلیفوں کے بعد راحتیں ہیں اور آخرت میں بھی۔ انسان نفسی کی خواہشوں کے خلاف کرتا ہے تو جنت پاتا ہے شہوتوں کو پورا کرتا ہے تو جہنم ملتی ہے۔

۳ تخم مایہ۔ شاخ تر ہوتی ہے تو سکھا کر اس کو جلایا جاتا ہے۔ جب جلتی ہے تو اس پر پانی چھڑک کر بجھایا جاتا ہے۔ ہر کہ نفس کی لذتوں کے نتیجہ میں قید خانہ جانا پڑتا ہے۔

ہر کہ در قصرے[1] از قرینِ دولتے ست — آں جزائے کارزارے محنتے ست
جو محل میں صاحب سلطنت ہے — وہ محنت اور جنگ کا بدلہ ہے

ہر کرا بینی بزد رُو سیم فرد — داں کہ اندر کسب کردن صبر کرد
جس کو تو چاندی اور سونے میں یکتا دیکھے — سمجھ لے اس نے کمائی میں صبر کیا ہے

بے سبب[2] بیند چو دیدہ شد گزار — تو کہ در حسی سبب را گوش دار
جب آنکھ (عالم اسباب سے) گذر جانیوالی بنجائے تو بغیر سبب کے دیکھتی ہے — تو حس کا پابند ہے سبب پر توجہ کر

آنکہ بیروں از طبائع جانِ اوست — منصبِ خرقِ سببہا آنِ اوست
جس کی جان (انسانی) طبائع سے باہر ہے — اسباب کو ترک کر دینے کا مقام اسے حاصل ہے

بے سبب بیند نہ از آب و گیا — چشمہ چشمہ معجزاتِ انبیا
بغیر سبب کے، پانی اور گھاس کے بغیر دیکھتا ہے — کثرت سے انبیاء کے معجزات (جیسے)

ایں سبب[3] ہمچوں طبیب ست و علیل — ایں سبب ہمچوں چراغست و فتیل
یہ سبب ایسا ہے جیسے طبیب اور بیمار — یہ سبب چراغ اور بتی کی طرح ہے

شب چراغت را فتیلے نو بتاب — پاک داں زینہا چراغِ آفتاب
رات کو اپنے چراغ کے لئے نئی بتی بٹ لے — سورج کے چراغ کو ان سے پاک سمجھ

رَو تو کہگل ساز بہرِ سقفِ جاں — سقفِ گردوں را ز کہگل پاکداں
گھر کی چھت کے لئے تو گارا تیار کرنے — آسمان کی چھت کو گارے سے پاک سمجھ

وہ کہ چوں دلدارِ ما غم سوز شد — خلوتِ شب در گذشت و روز شد
واہ واہ جب ہمارا محبوب غم کو ختم کرنیوالا بن گیا — رات کی تنہائی ختم ہوئی اور دن نکل آیا

جُز بشب جلوہ نباشد ماہ را — جز بدردِ دل مجو دلخواہ را
چاند کا جلوہ رات کے سوا نہیں ہوتا — دردِ دل کے بغیر محبوب کی جستجو نہ کر

ترکِ عیسیٰ کردہ خر پروردۂ — لا جرم چوں خر برونِ پردۂ
تو نے عیسیٰ کو چھوڑا ہے گدھے کی پرورش کی ہے — لا محالہ تو گدھے کی طرح خیمہ کے باہر ہے

رو۔ گھر کیلئے کہگل ضروری ہے ورنہ منہدم ہوجائیگا آسمان اس سے منزہ ہے یہی عوام اور خواص کا اسباب اختیار کرنے میں فرق ہے۔ وہ کہ۔ خواص کو یہ مقام حاصل ہے۔ خوب شب۔ چونکہ پہلے ہم ذکر سے پر تھے لہذا ہم پر تجلی نہ ہوئی ترک۔ خاص مقام اور تجلی نہ ہونے کی وجہ جسم پروری ہے۔ عیسیٰ یعنی روح، عقل۔ خر۔ یعنی جسم، نفس، پردہ۔ بارگاہ رب العزت

[1] در قصرے جنگوں کی مشقتیں اور محنت برداشت کرنے سے ہی تخت شاہی حاصل ہوتا ہے۔ ہر کرا۔ کائی کی محنت پر صبر کرنے انسان دولت کا مالک بنتا ہے غرضیکہ جب محنت اور مشقت کے بعد راحت ہے تو ظالموں کا ظلم چونکہ مظلوموں کی راحت کا سبب بنے گا تو ظالموں کی پیدائش میں حکمت ہے۔

[2] بے سبب۔ اوپر چونکہ مصائب اور تکالیف کو راحتوں کا سبب بتلایا تھا۔ اب اسباب اختیار کرنے کی بحث شروع کی ہے جب تک انسان حواس کی قید و بند میں ہے اس کی نظر اسباب پر ہوتی ہے تو اس کو اسباب اختیار کرنا ضروری ہیں اور جب حواس سے آزاد ہو جاتا ہے تو ہر چیز کو بغیر اسباب کے قدرت الٰہی سے سمجھتا ہے تب اس کے لئے ترک اسباب جائز ہے۔ طبائع۔ یعنی جب ریاضت کے ذریعہ ظاہری حواس سے آزاد ہو جاتا ہے تو ظاہری سبب اس کی نگاہ میں نہیں ہوتا ہے اب اس کو یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اسباب کو ترک کر سکے۔ بیند۔ جس طرح انبیاء کے معجزات اسباب سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ محض اللہ کی قدرت سے ان کو ظہور ہوتا ہے اسی طرح دیگر اشیاء کو بھی محض اللہ کی قدرت سے سمجھتا ہے اسباب سے ان کو متعلق نہیں کرتا

[3] ایں سبب۔ عام انسانوں کے لئے سبب کا اختیار کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ مریض کے لئے طبیب یا چراغ کے لئے بتی۔ چراغت۔ عام انسانوں کو سبب کا اختیار کرنا ضروری ہے۔ آفتاب۔ جو کاملین ہیں وہ اسباب اختیار کرنے سے پاک ہیں

طالعِ عیسیٰ ا ست علم و معرفت
علم و معرفت عیسیٰ کا نصیب ہے

طالعِ خر نیست اے تو خر صفت
اے کہ تو گدھے جیسا ہے! گدھے کا نصیب نہیں ہے

نالۂ خر بشنوی رحم آیدت
تو گدھے کا نالہ سنتا ہے تجھے رحم آجاتا ہے

پس ندانی خر خری فرمایدت
تو نہیں جانتا ہے کہ گدھا تجھ سے گدھے پن کی فرمائش کریگا

رحم بر عیسیٰ کن و بر خر مکن
عیسیٰ پر رحم کر اور گدھے پر نہ کر

طبع را بر عقل خود سرور مکن
نفس کو اپنی عقل کا سردار نہ بنا

طبع را تا بگرید زار زار
نفس کو چھوڑ تاکہ وہ زار زار روئے

تو ازو بستان و وام جاں گذار
تو اس سے وصولی کر اور جان کا قرض ادا کر دے

سالہا خر بندہ بودی بس بُود
تا سالوں گدھے کا غلام رہا ہے کافی ہے

زانکہ خر بندہ زخر واپس بُود
کیونکہ گدھے کا نوکر گدھے کے پیچھے رہتا ہے

زآخرُ ۲ وہُن مراد ش نفسِ تُست
ان کو "پیچھے رکھو" سے تیرا نفس مراد ہے

گو بہ آخر باید و عقلت نخُست
کیونکہ وہ پیچھے ہونا چاہیے اور عقل پہلے

ہم مزاجِ خر شد ست ایں عقلِ پست
یہ پست عقل گدھے کی مزاج کی ہو گئی ہے

فکرش اینکہ چوں علف آرم بدست
اس کو یہی فکر ہے کہ چارہ کیونکر ہاتھ آئے

آں خرِ عیسیٰ مزاجِ دل گرفت
(حضرت) عیسیٰ کے گدھے نے دل کا مزاج حاصل کیا

در مقامِ عاقلاں منزل گرفت
عقلمندوں کے مقام میں جگہ پائی

زانکہ غالب عقل بود و خر ضعیف
کیونکہ عقل غالب تھی اور گدھا کمزور تھا

از سوارِ زفت گردد خر نحیف
بھاری سوار سے گدھا کمزور ہو جاتا ہے

خود ۳ ز ضُعفِ عقلِ تو اے خر بہا
اے گدھے برابر! تیری عقل کی کمزوری کی وجہ سے

ایں خرِ پژمُردہ گشت ست اژدہا
یہ اڈھوا گدھا اژدہا ہو گیا ہے

گرز عیسیٰ گشتہ رنجور دل
اگر تو عیسیٰ کی وجہ سے رنجیدہ دل ہو گیا ہے

ہم از و صحت رسد اُورا مہل
اسی سے صحت حاصل ہو گی، اس کو نہ چھوڑ

اے مسیحِ خوش نفس چونی زرنج
اے پاک دم مسیحا! تکلیف سے آپ کا کیا حال ہے؟

کہ نبود اندر جہاں بے مار گنج
دنیا میں کوئی خزانہ سانپ کے بغیر نہیں ہوتا ہے

۱ طالع۔ عیسیٰ علم و معرفت روح کا حصہ ہے نفس اس سے بے بہرہ ہے۔ نالۂ خر۔ نفس اپنی خواہشات کے لئے واویلا کرتا ہے تو انکو پورا کر دیتا ہے۔ رحم۔ روح کی پرورش کر نفس کو روح پر غالب نہ بنا۔ واپس بود۔ گدھے والا جو گدھے سے بھی پیچھے ہے منزل پر گدھے کے بعد پہنچیگا۔

۲ اَخِّرُوْ ھُنَّ ۔ حدیث شریف میں عورتوں کے بارے میں آیا ہے اَخِّرُوْ ھُنَّ حَیْثُ اَخَّرَ مِنَ اللّٰہ موخر کرو ان کو جبکہ موخر کیا ہے ان کو اللہ نے مولانا فرماتے ہیں اس حدیث میں جس طرح عورتوں کو مردوں سے موخر رکھنے کا حکم ہے اسی طرح اس میں نفس کو عقل سے موخر رکھنے کا حکم ہے۔ عقل پست۔ وہ عقل جو نفس سے مغلوب ہو گئی ہے۔ خر عیسیٰ عقل سے نفس کو مغلوب بنا دیگا تو نفس میں بھی عقل کے خواص پیدا ہو جائیں گے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کے گدھے میں ہوا۔ سوار زفت۔ قوی سوار یعنی غالب عقل۔

۳ خود۔ جب انسان کی روح کمزور ہو تو نفس کو بہت زیادہ غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ گرز عیسیٰ۔ شیخ بمنزلہ حضرت عیسیٰ کے ہے جو مردہ روح کو زندہ کرتا ہے اگر شیخ کی تربیت میں کسی بات سے دل کو رنج بھی پہنچے تو برداشت کرنا چاہیے کیونکہ ذریعہ صحت وہی ہے اے مسیح۔ پہلے شعر میں مرید کو نصیحت تھی اب پیر کو خطاب ہے۔

چونی اے عیسیٰ[1] ز دیدارِ یہود
اے عیسیٰ! یہود کے دیدار سے تیرا کیا حال ہے؟

چونی اے یوسف ز اخوانِ حسود
اے یوسف! حاسد بھائیوں کی وجہ سے آپ کیسے ہیں؟

تو شب و روز از پئے ایں قومِ غمر
تو دن رات اس بے وقوف قوم کے پیچھے

چوں شب و روزی بدو بخشائی عُمر
دن رات کی طرح ہے (اور) اسکو زندگی بخشتا ہے

آہ ازیں صفرائیانِ بے ہنر
ان بے ہنر صفراوی مزاج والوں پر افسوس ہے

چہ ہُنر زاید زصفرا دردِ سر
صفرا سے کیا ہنر پیدا ہوتا ہے؟ دردِ سر (پیدا ہوتا ہے)

تو ہُماں کُن کہ کُند خورشیدِ شرق
تو وہی کر جو مشرق کا سورج کرتا ہے

بانفاق وحیلہ ووُزدی وزرُق
باوجود نفاق اور حیلہ اور چوری اور مکاری کے

تو عَسَل ماسِر کہ در دنیا و دیں
دنیا اور دین (کے معاملہ) میں تو شہد ہے اور ہم سرکہ ہیں

دفعِ ایں صفرا بود سر کنگبیں
سکنجبین اس صفرا کو دفع کرنے والی ہے

سِرکہ[2] افزو دیم ما قومِ زحیر
ہم پیچش زدوں نے سرکہ بڑھا دیا ہے

تو عَسَل بفزا کرم را وامگیر
تو شہد میں اضافہ کر دے مہربانی کم نہ کر

ایں سَزیداز ما چنیں آمد زما
ہم اس لائق تھے ہم سے ایسا ہی ہوا

ریگ اندر چشم چہ افزاید عما
ریت آنکھ میں کیا بڑھائے گا؟ اندھا پن

آں سَزد از تو ایا کحلِ عزیز
اے پیارے سرمے! تیری یہی لائق ہے

کہ بیا بداز تو ہر نا چیز چیز
کہ تجھ سے ہر ناچیز، کوئی چیز حاصل کر لے

زآتشِ ایں ظالمانت دل کباب
ان ظالموں کی آگ سے تیرا دل کباب ہے

از تو جملہ اہدِ قومی بُد خطاب
تیری جانب سے "اہد قومی" کا جملہ وخطاب ہے

کانِ[3] عُودی در تو گر آتش زنند
تو "اگر" کی کان ہے اگر تجھ میں آگ لگائیں گے

ایں جہاں از عطر و ریحان پر کُنند
اس دنیا کو عطر اور خوشبو سے بھر دیں گے

تو نہ آں عُودی کز آتش کم شود
تو وہ اگر نہیں ہے جو آگ سے کم ہو جائے

تو نہ آں رُوحی اسیرِ غم شود
تو وہ روح نہیں ہے جو غم کی قیدی بنجائے

عُود سوزد کانِ عُود از سوز دور
"اگر جل جاتا ہے" اگر کی کان جلنے سے دور ہے

باد کے حملہ بَرد بر اصلِ نور
اصل نور پر ہوا کب حملہ کر سکتی ہے؟

---

[1] اے عیسیٰ۔ یعنی شیخ یہود۔ یعنی بدکردار مرید یوسف۔ یعنی پیرا خوان حسود۔ یعنی بدعمل مرید۔ تو شب و روز۔ شیخ کی توجہ روح کی عمر دراز کرتی ہے۔ صفرائیاں۔ صفراوی مزاج والے جن پر صفر کا غلبہ ہوتا ہے نہ وہ تندرست رہتے ہیں نہ ان کو صحیح چیز نظر آتی ہے اور دردِ سر میں مبتلا رہتے ہیں تو ہماں۔ کن جس طرح سورج باوجود تمام نالائقیوں کے سب کو منور کرتا رہتا ہے اسی طرح آپ بھی مریدوں کی بدکرداری کی وجہ سے ان کو فیض سے محروم نہ کریں۔ تو عسل۔ پیر کے افعال و اخلاق شہد کی طرح شیریں ہیں۔ ماسرکہ۔ مریدوں کی بداعمالیاں سرکہ کی طرح تلخ ہیں یہ ایں سفرا۔ نفس پر جو صفرا کا غلبہ ہے وہ سکنجبین سے دور ہوگا۔ سرکنگبیں۔ سکنجبین دوا ہے جو شہد اور سرکہ ملا کر بنائی جاتی ہے۔

[2] سرکہ۔ یعنی نفس کے رذائل۔ زحیر۔ پیچش کی بیماری۔ ایں سزید۔ ہم اسی قابل ہیں کہ ہم سے آپ کو تکلیف پہنچے آں سزد۔ آپ بمنزلہ سرمہ کے ہیں جو بینائی پیدا کرتا ہے۔ زآتش۔ یعنی بے شک مریدوں کی بد عملی سے آپ کا دل جلتا ہے۔ اہد قومی۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دیدے۔ یہ دعا آنحضور نے اس وقت کی جب قوم نے ان کو ستایا اور آپ نے ان کو بددعا نہ دی

[3] کان۔ عودی۔ اگر کی لکڑی کو اگر جلایا جائے تو اس کی اور خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں پیر بمنزلہ عود کے ذخیرہ کے ہے جو ختم نہیں ہوتا ہے یعنی مریدوں کی بدکاری اس کے فیض کو ختم نہیں کر سکتی ہے۔

اے زتو مر آسماں ہارا صفا — اے جفائے تو نکوا تر آزوفا
اے (وہ کہ) تیری وجہ سے آسمانوں کو صفائی حاصل ہے — اے وہ (ذات) کہ تیری جفا، وفا سے بہتر ہے

زانکہ از عاقل جفائے گر رَوَد — از وفائے جاہلاں بہتر بُوَد
کیونکہ عقلمند سے اگر جفا بھی ہو جائے — تو جاہلوں کی وفا سے بہتر ہوتی ہے

عاقل آرد معرفت را در میاں — جاہل آرد معرفت رادر زباں
عقلمند، معرفت کو درمیان میں لاتا ہے — جاہل معرفت کو زبان پر لاتا ہے

گفت پیغمبر[۲] عداوت از خرد — بہتراز مہریکہ از جاہل رسد
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ عقل کیساتھ دشمنی — اس محبت سے بہتر ہے جو جاہل کیجانب سے ہو

دوستی با مردم دانا نکوست — دشمن دانا بہ از نا دان دوست
عقلمندوں سے دوستی اچھی ہے — دانا دشمن، نادان دوست سے بہتر ہے

رنجا نیدن امیرے آں خفتہ راکہ مار در دہانش رفتہ بُوَد
ایک امیر کا اس سونیوالے کو تکلیف دینا جس کے منہ میں سانپ گھس گیا تھا

عاقلے براسپ می آمد سوار — در دہانِ خفتۂ می رفت مار
ایک عقلمند گھوڑے پر سوار آرہا تھا — ایک سوئے ہوئے کے منہ میں سانپ گھس رہا تھا

آں سوار آں رابدید و می شتافت — تارہاند خفتہ را فرصت[۲] نیافت
اس سوار نے اس کو دیکھا اور دوڑا — تاکہ سوتے ہوئے کو بچا لے موقع نہ ملا

چونکہ از عقلش فراوان بُد مدد — چند دَبّوسے قوی بر خفتہ زد
چونکہ عقل کی اس کو بہت مدد حاصل تھی — چند سخت کوڑے سوئے ہوئے کے مارے

خفتہ از خواب گراں چوں بر جہید — یک سوارِ تُرک بادَبّوس دید
سویا ہوا جب گہری نیند سے اٹھا — ایک ترک سوار کو مع کوڑے کے دیکھا

بے محابا تُرک دَبّوسِ گراں — چونکہ افزوں کوفت اوراشد دواں
ترک نے بے جھجک سخت کوڑے — چونکہ اس کے بہت مارے وہ بھاگا

خفتہ زاں زخمِ گراں برجست زود — گشت حیراں گفت آیا ایں چہ[۳] بود
سویا ہوا اس سخت چوٹ سے بہت جلد اٹھا — حیران ہو گیا، بولا یہ کیا تھا؟

بُرد اورا زخم آں دَبّوسِ سخت — زوگریزاں تابزِ یک درخت
اس سخت کوڑے کی چوٹ اس کو لے گئی — اس سے بھاگا کر، ایک درخت کے نیچے

۱ نکو تر۔ شیخ کی سختی سے مرید کی اصلاح ہوتی ہے۔ زانکہ۔ عقلمند کا ظلم نادان کی دوستی سے بہتر ہوتا ہے۔ عاقل عقلمند علم و معرفت پر عمل کرتا ہے جاہل نفس زبان سے ذکر کرتا ہے۔
گفت۔ پیغمبر۔ ان الفاظ، کی کوئی حدیث نہیں ہے دشمن دانا۔ عقلمند دشمنی ہی نہیں کرتا ہے اگر کرتا ہے تو بظاہر دشمنی ہوتی ہے اور اس میں پوشیدہ کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ رنجانیدن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ سوار نے جو کچھ کیا بظاہر دشمنی تھی لیکن اس میں حکمت پوشیدہ تھی۔
۲ فرصت نیافت۔ یعنی بچانے کا موقع نہ ملا اور سانپ اس کے منہ میں گھس گیا۔ مدد یعنی وہ سوار عقلمند تھا۔ دَبّوس۔ گرز۔ کوڑا۔ شد دواں۔ وہ سونے والا بھاگا۔
۳ چہ بود۔ یعنی یہ سوار مجھے کیوں مار رہا ہے۔ بزد۔ یعنی وہ اٹھ کر بھاگا اور بھاگتے بھاگتے ایک درخت کے نیچے پہنچا۔

سیب[1] بوسیدہ بسے بُد ریختہ
سڑے ہوئے سیب بہت پڑے تھے

گفت زیں خوراے بدر دآمیختہ
بولا، یہ کھا اے درد مند!

سیب چنداں مرد را در خورد داد
(اس) شخص کو اس قدر سیب کھلائے

کزد ہانش باز بیروں می فتاد
کہ اس کے منہ سے باہر نکلنے لگے

بانگ می زد کائے امیر آخر چرا
وہ چیخا اے سردار، آخر کیوں؟

قصدِ من کردی تو نادیدہ جفا
بغیر قصور کے تو نے میری جان (لینے) کا ارادہ کیا ہے

گر تُرا از اصلست با جانم ستیز
تیغ زن یکبارگی خونم بریز

اگر اصلا تجھے میری جان سے دشمنی ہے
تلوار مار، ایک دم سے میرا خون بہا دے

شُوم ساعت کہ شُدم بر تو پدید
اے خُنک آں را کہ روئے تو نہ دید

وہ گھڑی بڑی نحس تھی کہ میں تیرے سامنے آیا
وہ قابل مبارکباد ہے جس نے تیرا چہرہ نہ دیکھا

بے جنایت[2] بے گنہ بے بیش وکم
مُلحِداں جائز ندارند ایں ستم

بلا زیادتی، بلا خطا، بلا کمی اور بیشی کے
کافر (بھی) یہ ظلم جائز نہیں سمجھتے ہیں

می جَہد خوں از دہانم با سخن
اے خدا آخر مُکافاتش تو کُن

بات کے ساتھ میرے منہ سے خون ٹپکتا ہے
اے خدا تو اس کا بدلہ لے!

ہر زماں می گفت اُو نفرینِ نو
اُوش می زد کاندریں صحرا بدَو

وہ ہر لمحہ ایک نئی ملامت کر رہا تھا
(اور) وہ اس کو مارتا تھا کہ اس بیاباں میں دوڑ

زخمِ وَ بّوس و سَوارِ ہمچو باد
می دوید و باز بر رومی فتاد

کوڑے کی چوٹ اور ہوا کی طرح کا سوار
وہ دوڑتا تھا اور پھر منہ کے بل گرتا تھا

مُمتلی و خوابناک و سُست بُد
بر سَرو پالیش ہزاراں زخم شُد

وہ شکم پر اور نیند میں، اور سُست تھا
اس کے سر اور پیروں پر ہزاروں زخم ہو گئے

تاشبا نگہ می کشید[3] وی کشاد
تاز صفرا قے شدن بروے فتاد

رات تک کھینچا تانی ہوتی رہی
یہاں تک کہ اس کو صفرا کی قے ہونے لگی

زو بر آمد خورد ہا زشت و نکو
مار با آں خوردہ بیروں جَست ازو

اس سے اچھا برا کھایا ہوا نکل پڑا
اس کھائے ہوئے کے ساتھ سانپ بھی اس سے نکلا

چوں بدید از خود بروں آں مار را
سجدہ آورد آں نکو کردار را

جب اس نے اپنے (پیٹ) میں سے سانپ نکلتا دیکھا
اس بھلے (انسان) کے سامنے اس نے سجدہ کیا

[1] سیب۔ وہ درخت سیب کا تھا اور اس کے نیچے گلے سڑے سیب بہت پڑے تھے۔ گفت۔ سوار نے کہا۔ مردرا۔ یعنی سونے والے کو۔ بانگ می زد۔ سویا ہوا اٹھ کر جو بھاگا تھا وہ چیختا تھا۔ نادیدہ جفا۔ یعنی میں نے تجھ پر کوئی ظلم بھی نہیں کیا ہے۔ یکبارگی۔ دفعۃً قتل ہو جانا آسان ہوتا ہے۔ اے خنک روئے تو یعنی تجھ جیسے ظالم کا چہرہ۔

[2] جنایت۔ ظلم، زیادتی ملحد بے دین۔ اے خدا ایسے ظالم کو خدا ہی سزا دے سکتا ہے۔ مکافات۔ بدلہ۔ اوش۔ یعنی وہ ترک سوار اس بھاگنے والے کو ہانکتا جاتا۔ وہ تیز رو گھوڑے پر سوار تھا۔ باز۔ یعنی جب بھاگتے بھاگتے تھک جاتا تھا۔ ممتلی یعنی سیب کھانے سے اس کا پیٹ پر تھا۔

[3] کشید و کشاد۔ کھینچنا اور کھلنا۔ یعنی پکڑ دھکڑ۔ صفرا۔ بدن کی چار خلطوں میں سے ایک خلط ہے۔ مارقی میں سانپ بھی پیٹ میں سے نکلا سجدہ آورد۔ تعظیم کے لئے اس کے سامنے سرنگوں ہو گیا۔ نکو کردار یعنی بھلا آدمی۔

سہم[1] آں مارِ سیاہِ زشت و زَفت — چوں بدید آں دردہا از وے برفت
اس کالے بھدے موٹے سانپ کا ڈر — جب اسے نظر آیا وہ تکلیفیں اس سے جاتی رہیں

گفت تو خود جبرئیلِ رَحمتی — یا خداوندو ولیِ نعمتی
بولا، تو تو رحمت کا فرشتہ ہے — یا میرا آقا، اور مربی ہے

اے مبارک ساعتے کہ دیدیم — مُردہ بودم جانِ نو بخشیدیم
وہ کتنی نیک گھڑی تھی کہ میں نے تجھے دیکھا — میں مر چکا تھا تو نے نئی زندگی بخشی

تو مرا جویاں مثالِ مادراں — من گریزاں از تو مانندِ خراں
تو ماؤں کی طرح میری دیکھ بھال کرنیوالا ہے — میں تجھ سے گدھوں کی طرح بھاگنے والا تھا

خر گریزد از خداوند از خَری — صاحبش درپے زنیکو اختری
گدھا مالک سے گدھے پن سے بھاگتا ہے — اس کا مالک نیک بختی کی وجہ سے اس کے درپے ہے

نزپئے سُود و زیاں می جویدش — لیک تا گرگش ندرّد یادَدَش
وہ اس کو نفع نقصان کیلئے نہیں ڈھونڈتا ہے — لیکن (اسوجہ سے) کہ اس کو بھیڑیا یا درندہ نہ پھاڑ ڈالے

اے خُنک[2] آں را کہ بیند روئے تو — یادرافتد نا گہاں در کوئے تو
مبارک ہے وہ جو تیرا چہرہ دیکھے — یا اچانک تیرے کوچے میں پہنچ جائے

اے روانِ پاک بستودہ تُرا — چند گفتم ژاژو بیہودہ ترا
اے وہ کہ پاک جان تیری ثنا خواں ہے — میں نے تجھے کس قدر بیہودہ باتیں ہیں اور بکواس کی

اے خداوند و شہنشاہ و امیر — من نگفتم جہلِ من گفت آں مگیر
اے آقا، اور شہنشاہ، اور سردار! — میں نے نہیں میری نادانی نے کہا اسپر دارو گیر نہ کر

شِمۂ زیں حال اگر دانستمے — گفتنِ بیہودہ نتوانستمے
اگر میں اس حال کا تھوڑا سا حصہ بھی جان لیتا — تو بیہودہ بکواس نہ کرتا

بس ثنایت گفتمے اے خوشخصال — گر مرا یک رمزمی گفتی زحال
اے اچھے انسان! تیری میں بہت تعریفیں کرتا — اگر تو واقعہ کا تھوڑا اشارہ (بھی) کر دیتا

لیک خامُش کردہ می آشوفتی — خامُشانہ بر سَرم می کوفتی
لیکن تو تو چپ رہ کر پریشان کرتا تھا — خاموشی سے میرے سر کو کچل رہا تھا

شد سَرم کالیوہ[3] عقل از سَر بجَست — خاصہ ایں سَر را کہ مغزش کمترست
میرا سر دیوانہ ہو گیا عقل سر میں سے بھاگ گئی — خصوصاً یہ سر جس میں مغز بہت کم ہے

[1] سہم۔ سانپ کے ڈر سے چوٹ اور زخموں کی تکلیف بھول گیا۔ ولی نعمت جو نعمتیں بخشے مردہ بودم۔ سانپ کاٹ لینا اور میں مر جاتا۔ بخشدیم۔ تو مرا بخشیدی۔ خر گریزد۔ گدھے کے بھاگنے میں گدھے ہی کی ہلاکت ہے۔ اگر مالک نہ پکڑے گا تو گدھے کو بھیڑیا یا اور کوئی درندہ پھاڑ کھائے گا۔

[2] اے خنک۔ چونکہ تو اس کی دیکھ بھال کرے گا۔ اے نیک لوگ بھی تیری تعریفیں کرتے ہیں ژاژ۔ جس کا ذکر پہلے اشعار میں آیا ہے۔ جہل من گفت۔ میری نادانی اس بکواس کا سبب بنی۔ زیں حال۔ یعنی میرے پیٹ میں سانپ گھس گیا ہے۔ اور تو اسے نکالنے کی تدبیر کر رہا ہے۔

[3] کالیوہ۔ احمق، بے عقل دیوانہ۔ خاصہ۔ یعنی میں پہلے سے بے وقوف تھا پٹنے سے اور بے عقل ہو گیا۔

عفو کن اے خوبروئے خوب کار
اے خوبصورت، خوب سیرت! معاف کر دے

آنچہ گفتم از جنوں اندر[1] گذار
پاگل پن سے میں نے جو کچھ کہا، اس سے درگزر کر

گفت اگر من گفتمے رمزے ازاں
اس نے کہا اگر میں اس میں سے تھوڑا بھی بتا دیتا

زہرہ تو آب گشتے در زماں
فوراً تیرا پتا پانی بن جاتا

گر تُرا می گفتمے اوصافِ مار
اگر میں تجھ سے سانپ کی باتیں کہہ دیتا

ترس از جانت بر آوردے دِمار
خوف تیری جان نکال دیتا

مصطفی فرمود اگر گویم براست
مصطفیؐ نے فرمایا اگر میں صاف صاف کہہ دوں

شرحِ آں دشمن کہ در جانِ شماست
اس دشمن کی تفصیل، جو تمہارے اندر ہے

زہر ہائے پُر دلاں بر ہم دَرَد
تو وہ بہادروں کے پتے پھاڑ دے

نہ رود رہ نے غمِ کارے خورد
نہ کوئی راستہ چلے نہ کسی کام کی فکر کرے

نے دلش راتاب ماند در نیاز
نہ اس کے دل میں عاجزی کی طاقت رہے

نے تنش راقوتِ صوم و نماز
نہ اس کے بدن میں نماز اور روزہ کی طاقت رہے

ہمچو[2] موشے پیشِ گر بہ لاشود
(وہ) چوہے کی طرح بلی کے سامنے معدوم ہو جائے

ہمچو برّہ پیشِ گرگ از جار رود
اس بکری کے بچے کی طرح جو بھیڑیے کے سامنے سے بھاگے

اندرونے حیلہ ماند نے روش
اس میں نہ کوئی تدبیر رہے نہ چال

پس کنم نا گفتہ تاں من پرورش
میں بغیر بتائے ہوئے تمہاری تربیت کرتا ہوں

ہمچو بوبکرِ رُبانیؒ تن زنم
ابو بکر ربانیؒ کی طرح میں خاموش رہتا ہوں

دست چوں داودؑ در آہن زنم
ہاتھ سے (حضرت) داؤدؑ کیطرح لوہے کا کام کرتا ہوں

تا محال از دستِ من حالے شود
تاکہ ناممکن میرے ہاتھ سے موجود ہو جائے

مُرغ پَر بر کندہ رابالے شود
پرنچے ہوئے پرندے کے پر لگ جائیں

چوں یَدُ اللّٰہ[3] فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ بُوَد
جب کہ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوا

دستِ مارا دستِ خود فرمود اَحَد
تو اللہ (تعالیٰ) نے میرے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا

پس مرا دستِ دراز آید یقیں
تو یقیناً میرا دراز ہاتھ

بر گزشتہ ز آسمانِ ہفتمیں
ساتویں آسمان سے آگے بڑھ گیا

[1] اندر۔ زیادہ ہے گفت۔ اس کی معذرتوں کے بعد سوار نے کہا۔ ازاں یعنی سانپ کے پیٹ میں گھسنے کا واقعہ۔ اوصاف مار۔ یعنی اس کی خوفناکی اور پیٹ میں گھسنے و مار۔ ہلاکت۔ فرمود۔ اس کے بعد مولانا نے آنحضورؐ کی زبان جو کچھ کہا ہے وہ کوئی مستقل حدیث نہیں ہے۔ دشمن۔ یعنی شیطان۔ زہرہ۔ پتا۔ پردل بہادر نے دَرَد۔ بدحواسی طاری ہو جائے پھر نہ عاجزی کرنے کی طاقت ہے نہ روزہ نماز کی۔

[2] ہمچو موشے۔ چوہا بلی کے سامنے، بکری کا بچہ بھیڑیئے کے سامنے مردہ ہو جاتا ہے۔ لا۔ معدوم اور مردہ۔ برّہ۔ بکری کا بچہ۔ نا گفت۔ یعنی شیطان کے مکر و دشمنی کی تفصیل کہے بغیر۔ بو بکر ربانی ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں جو چند سال بالکل خاموش رہے یہ باتیں مولانا نے اپنی طرف سے کہی ہیں ورنہ یہ بزرگ تو آنحضورؐ کے بہت بعد کے ہیں۔ تن زدن۔ خاموش رہنا۔ دست در آہن زدن۔ لوہے کا کام کرنا، سخت کام کرنا۔ بال۔ پر

[3] یَدُ اللّٰہ۔ جب حدیبیہ کے موقع پر آنحضورؐ نے اپنا ہاتھ صحابہ کے ہاتھ پر رکھ کر بیعت لی تھی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے" دست ما۔ یعنی اس آیت میں اللہ نے آنحضورؐ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ احد۔ اللہ تعالیٰ۔

دستِ من بنمود بر گردوں ہُنر — مُقر یا بر خواں کہ اَنشَقَّ ۱ القَمَر
میرے ہاتھ نے آسمان پر ہنر دکھایا — اے قاری انشق القمر پڑھ

ایں صفت ہم بہرِ ضُعفِ عقلہاست — با ضعیفاں شرحِ قدرت کے رواست
یہ صفت بھی عقلوں کی کمزوری کی وجہ سے (بیان کی) ہے — کم عقلوں کے سامنے قدرت کی تشریح کب مناسب ہے؟

خود ہدانی چوں برآری سر ز خواب — ختم شَدُوَ اللّٰہُ اَعلَم بِالصَّوَابِ
تو خود جان لے گا جب نیند سے سر اٹھائے گا — (بات) ختم ہوئی اور اللہ بہتر جانتا ہے

گر ترا ۲ می گفتمے ایں ماجرا — آں دم از تو جانِ تو گشتے جُدا
اگر میں یہ قصہ تجھ سے کہہ دیتا — اسی وقت تیری روح تجھ سے جدا ہو جاتی

مَر تُرا نے قُوّتِ خوردن بُدے — نے رَہ و پروائے قے کردن بُدے
نہ تجھ میں کھانے کی طاقت رہتی — نہ قے کرنے کی راہ اور پروا رہتی

می شنیدم فحش و خَرمی راندم — رَبِّ یَسِّرْ زیرِ لَب می خواندم
میں بری باتیں سنتا رہا اور کام چلاتا رہا — آہستگی سے رب یسر پڑھتا رہا

از سبب گفتن مراد ستور نے — تَرکِ تو گفتن مرا مقدور نے
سبب بتانا میری عادت نہیں ہے — تجھے چھوڑ دینے پر میں قادر نہ تھا

ہر زماں می گفتم از دردِ دروں — اِھْدِ قَومِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْن
اندرونی تکلیف کی وجہ سے میں ہر وقت کہتا تھا — (اے اللہ) میری قوم کو ہدایت دے بے شک وہ جانتے نہیں ہیں

سجدہا ۳ می کرد آں رَستہ ز رنج — کاے سعادت وے مرا اقبال گنج
وہ تکلیف سے نجات پانے والا سجدے کرتا تھا — کہ اے سعادت (مند) اے میرے اقبال کے خزانے!

از خدایابی جزا ہائے شریف — قوّتِ شکرت ندارد ایں ضعیف
تو خدا سے اچھے بدلے پائے گا — اس کمزور میں تیرا شکریہ ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے

شکرِ حق گوید تُرا اے پیشوا — آں لب و چانہ ندارم واں نوا
اللہ تیرا شکری ادا کرے اے پیشوا! — میں وہ ہونٹ اور جبڑا اور وہ سامان نہیں رکھتا ہوں

دشمنیِ عاقلاں زینساں بُوَد — زہرِ ایشاں ابتہاجِ جاں بُوَد
عقلمندوں کی دشمنی اس طرح کی ہوتی ہے — ان کا زہر جان کی خوشی ہوتی ہے

دوستیِ ابلہاں رنج و ضلال — ایں حکایت بشنو از بہرِ مثال
بیوقوفوں کی دوستی رنج اور گمراہی ہے — مثال کے لئے یہ قصہ سن لے

۱ اِنشَقَّ القَمَر۔ چاند پھٹ گیا، شق القمر کا معجزہ آنحضورؐ کی انگلی کے اشارے سے ظاہر ہوا تھا۔ ایں صفت۔ یعنی آنحضورؐ کے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ کہنا۔ خود قدرت کے راز قیامت میں کھلیں گے۔

۲ گر ترا۔ یہاں تک مولانا نے حدیث کے حوالہ سے بیان کیا اب اصل قصہ کی طرف رجوع کر کے سوار کی بابت نقل کرتے ہیں نے رہ۔ نہ دوڑ سکتا نہ قے کر سکتا۔ خرفدن۔ کام چلانا۔ رَبِّ یَسِّر۔ خدا مشکل آسان کر دے۔ اِھْدِ قَومِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْن۔ میری قوم کو ہدایت کر دے وہ جانتے نہیں ہیں۔ یہ آنحضورؐ نے اس وقت دعا کی تھی جب طائف میں آپ کو دشمنوں نے ستایا تھا۔

۳ سجدہا۔ یعنی جب وہ سوار کی مہربانیوں کو سمجھ گیا تو تعظیم کے لئے سرنگوں ہو گیا۔ کاے۔ یعنی اور یہ کہتا تھا۔ چانہ۔ جبڑا۔ ندارم۔ یعنی میرا منہ تیری تعریف کے قابل نہیں ہے۔ دشمن۔ ی مولانا نے اس قصہ میں یہ سمجھایا ہے کہ عقلمند کی دشمنی نادان کی دوستی سے بہتر ہے۔ ابتہاج۔ خوش ہونا۔ دوستی ابلہاں۔ اب مولانا بیوقوف کی دوستی کے ابتر ہونے پر قصہ سناتے ہیں۔

اعتماد کردنِ شخصے بر تملق [1] و وفائے خرس

ایک شخص کا ریچھ کی چاپلوسی اور وفاداری پر بھروسہ کرنا

اژدہائے خرس رادرمی کشید
ایک اژدہا ایک ریچھ کو کھینچ رہا تھا

شیر مردے رفت و فریادش رسید
ایک بہادر گیا اور اس کی مدد کی

شیر مردانند در عالم مدد
بہادر لوگ دنیا میں مدد ہیں

آں زماں کافغانِ مظلوماں رسد
اس وقت جبکہ مظلوموں کی فریاد آئے

بانگِ [2] مظلوماں زہر جا بشنوند
مظلوموں کی فریاد جس جگہ سے سنتے ہیں

آں طرف چوں رحمتِ حق می دوند
اس جانب اللہ کی رحمت کی طرح دوڑ جاتے ہیں

آں ستونہائے خللہائے جہاں
وہ دنیا کے شگافوں کے ستون ہیں

آں طبیبانِ مرضہائے نہاں
وہ پوشیدہ مرضوں کے طبیب ہیں

محضِ مہر و داوری و رحمت اند
خالص محبت اور انصاف اور رحمت ہیں

ہمچوں حق بے علت و بے رشوت اند
اللہ تعالیٰ کی طرح بلا غرض اور بے رشوت ہیں

ایں چہ یاری میکنی یکبار گیش
یہ مدد تو کیوں کرتا ہے؟ فوراً

گویداز بہر غم و بیچارگیش
وہ کہے گا اس کے غم اور بیچارگی کی وجہ سے

مہربانی شد شکارِ شیر مرد
بہادر کا شکار، مہربانی ہے

در جہاں دارو نہ جوید غیرِ درد
درد کے علاوہ دنیا میں دوا کوئی نہیں تلاش کرتا ہے؟

ہر کجا درد ے دوا آنجا رَوَد
جہاں درد ہوتا ہے دوا وہاں پہنچتی ہے

ہر کجا فقرے نوا آنجا رَوَد
جہاں افلاس ہوتا ہے سامان وہاں جاتا ہے

ہر کجا پستی [3] ست آب آنجا رَوَد
جہاں نشیب ہے پانی وہاں پہنچتا ہے

ہر کجا مُشکل جواب آنجا رَوَد
جہاں کوئی اشکال ہے جواب وہاں جاتا ہے

آب کم جو تشنگی آور بدست
پانی کی تلاش نہ کر، پانی پیدا کر

تا بجو شد آبت از بالا و پست
تاکہ اوپر نیچے سے تیرے لئے پانی جوش میں آئے

تا سَقٰـهُمْ رَبُّهُمْ آید خطاب
تاکہ "ان کے رب نے انکو سیراب کیا" کا خطاب آئے

تشنہ باش اللّٰہُ اَعْلَمْ بِالصَّوَابْ
پیاسا رہ، اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

آبِ رحمت بایدت رَو پست شو
تجھے رحمت کا پانی چاہیے؟ جا پست بن

وانگہاں خور خمرِ رحمت مست شو
پھر رحمت کی شراب پی، مست بن

---

[1] تملق۔ چاپلوسی۔ خرس۔ ریچھ۔ اژدہا۔ بڑے اژدہے سانس کے ذریعہ جانور کو کھینچ کر کھا جاتے ہیں شیر نر۔ بہادر۔ شیر مردانند۔ بہادروں کا کام مدد کرنا ہے۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔

[2] بانگ۔ بہادروں کا کام یہ ہے کہ وہ مظلوموں کی مدد کے لئے دوڑیں۔ خللہائے۔ یعنی ظلموں کے خلل۔ محض۔ بہادروں کی محبت بغیر کسی غرض اور رشوت کے ہوتی ہے ایں چہ۔ یعنی اگر انے کوئی سوال کرے۔ گوید۔ بہادر جواب میں کہتا ہے۔ مہربانی۔ بہادروں کا مقصود مہربانی ہوتی ہے۔ وہ مہربانی کرنے کی اس طرح جستجو کرتے ہیں جیسا کہ شکاری شکار کی ہر کجا۔ ہر چیز ایک محل چاہتی ہے مہربانی کرنے کا موقع محل بہادر ہے۔ درد۔ دوا کا محل درد ہے۔ بخشش و عطا کا محل فقر ہے۔

[3] پستی۔ پانی کا محل نشیب ہے جواب کا محل اشکال اور سوال ہے۔ آب کم جو۔ پیاس پیدا کرو گے تو پانی ملے گا پانی کی آمد کا محل پیاس ہے سقاہم۔ جنتیوں کے بارے میں قرآن میں مذکور ہے۔ آب رحمت۔ اپنے اندر پستی پیدا کرو رحمت کے پانی کا محل بن جاؤ گے۔

رحمت[1] اندر رحمت آید تا بسر
پھر سر تک رحمت ہی رحمت ہو گی

بر یکے رحمت فروما اے پسر
اے صاحبزادے! ایک رحمت پر اکتفا نہ کر

چرخ را درز زیر پا آر اے شجاع
بشنواز فوقِ فلک بانگِ سماع

اے بہادر! آسمان کو قدموں کے نیچے لا
آسمان پر سے سماع کی آواز سن لے

پنبۂ وسواس بیروں کن زگوش
تا بگوشت آید از گردوں خروش

کان سے وہموں کی روئی نکال
تاکہ آسمان سے شور کی آواز تیرے کان میں آئے

پاک[2] کن دو چشم را از موئے عیب
تا بہ بینی باغ و سرو ستانِ غیب

عیب کے بال سے (دونوں) آنکھوں کو صاف کر لے
تاکہ تو غیب کے سرو ستان اور باغ دیکھے

دفع کن از مغز و از بینی زُکام
تا کہ ریح اللہ آید در مَشام

سر اور ناک سے زکام رفع کر
تاکہ ناک میں خدائی خوشبو آئے

ہیچ مگذار از تپ صفرا اثر
تا بیابی از جہاں طعمِ شکر

صفرا دی بخار کا کوئی اثر نہ چھوڑ
تاکہ تو عالم (آخرت) سے شکر کا مزا چکھے

دارو ئے مردی کن و عِنّیں مپو
تا بروں آیند صد گوں خوبرو

مردی کا علاج کر اور عنین (بنا ہوا) نر بھاگا پھر
تاکہ سو قسم کے خوبصورت (بچے) پیدا ہوں

کندہ[3] تن راز پائے جاں بکن
تا کند جولاں بگردِ آں چمن

جان کے پانوں میں سے جسم کا کاٹھ نکال دے
تاکہ وہ اس چمن (آخرت) کے گرد دوڑ سکے

غُلِ بخل از دست و گردوں دور کن
بختِ نود ریاب از چرخِ کہن

بخل کا طوق ہاتھ اور گردن سے اتار ڈال
پرانے آسمان سے نیا نصیب حاصل کر لے

ور نمی تانی بہ کعبہ لُطف بَر
عرضہ کن بیچارگی بر چارہ گر

اگر (خود) نہیں کر سکتا ہے مہربانی کے کعبہ کیطرف پرواز کر
بیچارگی کو چارہ گر پر پیش کر دے

زاری و گریہ قوی سرمایہ ایست
رحمتِ کلی قوی تر دایہ ایست

عاجزی اور رونا بڑا سرمایہ ہے
عام رحمت بہت قوی دایہ ہے

دایہ و مادر بہانہ جُو بود
تا کہ کے آں طفلِ اُو گریاں شود

انا اور ماں بہانے ڈھونڈتی ہیں
تاکہ کب اس کا بچہ روئے؟

طفلِ حاجاتِ شمارا آفرید
تا بنالید و شود شیرش پدید

اللہ تعالیٰ نے تمہاری ضرورتوں کا بچہ پیدا کر دیا
تاکہ تم روؤ اور اس کا دودھ پیدا ہو

[1] رحمت۔ کسی ایک مقام پر نہ رکو فضل بے پایاں کے طالب رہو۔

چرخ را۔ اس قدر مجاہدے کرو کہ آسمان قدمبوسی کرنے لگے پھر اسرار حق سن سکو گے۔ پنبہ وسواس۔ شیطانی اثر کا ازالہ کر کے اسرار حق سن سکو گے۔

[2] پاک کن۔ چشم بصیرت کو وسواس کے پڑوال سے صاف کر لو تاکہ اکسیر غیب دیکھ سکو دفع کن۔ حواس باطنہ کو نفسانی خواہش سے صاف کر لو تب عالم غیب کی لذتوں سے مستفید ہو گے۔ صفرا۔ صفراوی بخار میں قیمتی چیز کڑوی لگتی ہے عنّین۔ نامرد۔ یعنی اعلیٰ صلاحیتیں پیدا کرو تاکہ تم مظہر کمالات بن سکو۔ خوبرو۔ یعنی خوبصورت بچے۔

[3] کندہ تن۔ روح کے لئے جسم بمنزلہ بیڑی کے ہے۔ پہلے زمانے میں جبکہ جیلخانے نہ تھے قیدی کا پانوں لکڑی کے بڑے کندے میں پھنسا کر ڈال دیا جاتا تھا۔ وہ پھر چل پھر نہ سکتا تھا۔ غل۔ پیر کی بیڑی بھی نکال اور گردن اور ہاتھ کی بیڑیاں بھی اتار پھینک، پھر نیا نصیب حاصل ہو گا۔ کعبہ لطف۔ مہربانی کا قبلہ یعنی شیخ چارہ گر۔ شیخ زاری۔ خدا کی رحمت کو متوجہ کرنے کا سب سے قوی سبب انسان کی گریہ وزاری ہے۔ دایہ۔ انا اور ماں دودھ پلانے کا بہانہ ڈھونڈتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کی رحمت ہے۔ شعر رحمت حق بہانہ می جوید رحمت حق بہانہ می جوید۔ طفل حاجات۔ اللہ نے انسان کے پیچھے ضرورتیں لگا دی ہیں جنکی بدولت انسان گریہ وزاری کرتا ہے تو گویا وہ ضرورتیں بمنزلہ بچہ کے ہیں۔

گفت اُدعوا اللہ بے زاری مباش
اس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ کو پکارو گریہ زاری کے بغیر بندہ

تا بجو شد شیر ہائے مہر ہاش
تاکہ اس کی مہربانیوں کے دودھ جوش میں آئیں

ہائے و ہوئے بادشیر افشانِ ابر
ابر سے دودھ برسانیوالی ہوا کے زنانے

در غمِ ما اندیک ساعت تو صبر
ہماری فکر میں ہیں تھوڑی دیر صبر کر لے

فی السَّماء رِزقُکُم نشنیدۂ
آسمان میں تمہاری رزق ہے تو نے نہیں سنا؟

اندریں پستی ۱ چہ بر چسفیدۂ
پھر اس پستی سے تو کیوں چپکا ہوا ہے؟

ترس و نو میدیت داں آوازِ غُول
اپنے خوف اور نا امیدی کو چھلاوے کی آواز سمجھ

می کشد گوشِ تو تا قعرِ سفُول
جو تیرے کان کو گہرائی کی طرف لے جاتی ہے

ہر ندائے کاں تُرا بالا کشد
جو آواز تجھے (عالم) بالا کی طرف کھینچے

آں ندائے داں کہ از بالا رسد
سمجھ لے کہ وہ آواز (عالم) بالا سے آئی ہے

ہر ندائے کاں تُرا حرص آورد
جو آواز تجھ میں لالچ پیدا کرے

بانگِ گرگے ۲ داں کہ اُو مردم دَرد
بھیڑیئے کی آواز سمجھ جو انسانوں کو پھاڑتا ہے

ایں بلندی نیست از روئے مکاں
یہ بلندی جگہ کے اعتبار سے نہیں ہے

ایں بلندیہا ست سوئے عقل و جاں
یہ بلندیاں عقل و جان کی طرف سے ہے

ہر سبب بالا تر آمد از اثر
ہر سبب نتیجہ سے بلند ہے

سنگ و آہن فائق آمد بر شرر
پتھر اور لوہا چنگاری سے بلند ہے

آں فلانے فوقِ آں سرکش نشست
وہ فلاں اس متکبر سے اونچا بیٹھا

گرچہ در صورت بہ پہلویش نشست
اگرچہ صورتاً برابر میں بیٹھا ہے

فوقی آنجاست از روئے شرف
وہاں کی فوقیت بڑائی کے اعتبار سے ہے

جائے دوراز صدر باشد مستخف
صدر سے فاصلہ کی جگہ بے وقعت ہوتی ہے

سنگ و آہن زیں جہت کہ سابق است
پتھر اور لوہا اس اعتبار سے کہ پہلے ہیں

در عمل فوقیِ ایں دو لائق ست
عمل میں ان دونوں کی فوقیت مناسب ہے

واں شرر از روئے مقصودیِ خویش
چنگاریاں اپنے مقصود ہونے کی وجہ سے

زآہن و سنگست زیں رو بیش بیش
اس اعتبار سے لوہے اور پتھر سے بڑھ کر ہیں

سنگ و آہن اوّل و پایاں شرر
پتھر اور لوہا پہلے ہے اور آخر میں چنگاریاں

لیک ایں ہر دو تن اند و جاں شرر
لیکن یہ دونوں جسم ہیں اور چنگاریاں جان ہیں

۱ پستی۔ یعنی صرف رزق کے ظاہری اسباب کیلئے سر گردانی۔ ترس۔ اللہ کے کاموں میں لگنے کی وجہ سے رزق کی کمی کا اندیشہ شیطانی وسوسہ ہے اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ "شیطان تمہیں فقر کی دھمکی دیتا ہے" قرآن میں وارد ہوا ہے۔ قعر سفول۔ یعنی دنیاوی انہماک۔ ہر ندائے۔ جس طرف سے آواز آتی ہے انسان ادھر متوجہ ہوتا ہے۔

۲ گرگ۔ یعنی شیطان جو بنی آدم کو تباہ کرنا چاہتا ہے ایں بلندی۔ پہلے شعر میں لفظ بالا بمعنی بلندی اور فوقیت بولا تھا اب بلندی اور فوقیت کی قسمیں سمجھاتے ہیں فرماتے ہیں کبھی بلندی اور پستی مکان کے اعتبار سے ہوتی ہے وہ یہاں مراد نہیں ہے بلکہ روحانی اور عقلی فوقیت اور بلندی مراد ہے۔ ہر سبب۔ سبب کو نتیجہ پر فوقیت حاصل ہے چنانچہ چقماق جو کہ لوہے اور پتھر سے ملا کر بنایا جاتا ہے وہ سبب ہے اور اس سے جو آگ نکلتی ہے وہ نتیجہ ہے اس اعتبار سے چقماق کو آگ کی چنگاریوں پر فوقیت حاصل ہے۔ لیکن یہ فوقیت اور برتری مکانی نہیں ہے۔

۳ آں فلانے۔ ایک انسان کو دوسرے سے بلند جگہ پر بٹھایا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ ایک جگہ بیٹھے ہیں تو یہ بلندی بھی مکانی نہیں بلکہ رتبہ کی ہے۔ آنجا۔ یہ پہلے شعر والی فوقیت۔ جائے دور۔ صدر مجلس اگرچہ نیچی جگہ پر بیٹھا ہوا ہو لیکن اس جگہ کو فوقیت حاصل ہے۔ سنگ و آہن۔ ایک چیز میں ایک اعتبار سے فوقیت ہوتی ہے دوسرے اعتبار سے پستی چقماق سبب ہونیکی وجہ سے آگ پر فوقیت رکھتا ہے۔ لیکن آگ مقصود ہونیکی وجہ سے اس پر فوقیت رکھتی ہے۔ ہر دو تن۔ پتھر اور لوہا بمنزلہ جسم سمجھ اور آگ کو بمنزلہ روح کے

کاں اِ شرر کاندر زماں واپس ترست
وہ چنگاریاں جو زمانہ میں بہت بعد میں ہیں

در صفت از سنگ و آہن برترست
پتھر اور لوہے سے خوبی میں بڑھی ہوئی ہیں

در زماں شاخ از ثمر سابق ترست
شاخ ، زمانہ میں پھل سے پہلے ہے

در ہنر از شاخ اُو فائق ترست
خوبی میں وہ شاخ سے بہت برتر ہے

چونکہ مقصود از شجر آمد ثمر
چونکہ درخت سے پھل مقصود ہے

پس ثمر اوّل بُود آخر شجر
اس لئے پھل پہلے، درخت پیچھے ہوا

سوئے خرس و اژدھا گردیم باز
ہم پھر ریچھ اور اژدھے کی طرف لوٹتے ہیں

زانکہ طولے دار دا خمار و مجاز
کیونکہ اضمار اور مجاز کی بات طول رکھتی ہے

خرس چوں فریاد کرد از اژدہا
ریچھ نے جب اژدھے کی وجہ سے واویلا کی

شیر مردے کرد از چنگش رہا
بہادر مرد نے اس کو اس کے پنجے سے چھڑا دیا

حیلت و مردی بہم دادند یشت
تدبیر اور بہادری نے ایک دوسرے کی مدد کی

اژدہارا اُو بدیں حیلہ بکشت
اس تدبیر سے اس نے اژدھے کو مار ڈالا

اژدہارا اُو بدیں حیلہ بہ بست
اژدھے کو اس نے اس تدبیر سے باندھ دیا

تا کہ آں خرس از ہلاکِ تن برست
یہاں تک کہ ریچھ جسمانی ہلاکت سے بچ گیا

اژدہا را ہست قوّت حیلہ نیست
اژدھے میں طاقت ہے تدبیر نہیں ہے

لیک ۳ فوقِ حیلہ تو حیلہ ایست
لیکن تیری تدبیر سے بڑھ کر ایک اور تدبیر ہے

ماکراں بسیار لیکن در کمیں
تدبیر کرنے والے بہت ہیں لیکن گھات میں

ماکر اُوداں وَھُوَ خَیرُ الْمَاکِرِیْن
اس تدبیر کرنیوالے کو سمجھو اور وہ تدبیر کرنیوالوں میں سب سے بہتر ہے

حیلۂ خود را چو دیدی باز رو
جب تو اپنی تدبیر کو دیکھے ' واپس لوٹ

کز کجا آمد سوئے آغاز رو
کہ کہاں سے آئی ہے؟ شروع کی طرف پلٹ

ہر چہ در پستی ست آمد از عُلا
جو کچھ بھی (عالم) پستی میں ہے (عالم) بالا سے (آیا ہے)

چشم را سوئے بلندی نہ بَلا
خبردار ! نگاہ اوپر کی جانب رکھ

روشنی بخشد نظر اندر عُلا
(عالم) بالا پر نظر رکھنا روشنی عطا کرتا ہے

گرچہ اوّل خیرگی آرد بَلا
اگرچہ آزمائش ابتداء تاریکی پیدا کر دیتی ہے

چشم را در روشنائی خوئ کن
آنکھ کو روشنی میں رکھنے کی عادت ڈال

گر نہ خفاشی نظر آں سوئے کُن
اگر تو چمگادڑ نہیں ہے اس طرف دیکھ

۱ کاں شرر۔ چنگاریاں۔ بعد میں وجود میں آتی ہیں چقماق کو تقدم اور شرف زمانی ہے لیکن آگ مقصود ہے لہٰذا اس کو تقدم اور شرف رتبہ کا حاصل ہے۔ در زماں۔ شاخ کو پھل پر تقدم زمانی حاصل ہے لیکن شرف میں پھل مقدم ہے۔ اول یعنی رتبہ کے اعتبار سے۔

۲ سوئے خرس۔ یعنی ریچھ اور اژدھے کا قصہ۔ اضمار۔ دل میں چھپانا۔ امر معنوی فوقیت معنوی۔ مجاز۔ فوقیت مجازی حیلت۔ حیلہ، تدبیر۔ مردی۔ بہادری۔ پشت۔ دادن۔ مدد کرنا۔ اژدہارا۔ اژدھے میں طاقت تو تھی تدبیر نہ تھی بہادر میں طاقت اور تدبیر دونوں تھیں اس لئے بہادر اژدھے پر غالب آ گیا

۳ لیک۔ انسان کو اپنی تدبیر پر گھمنڈ نہ چاہیے کیونکہ خدا کی تدبیر تمہاری تدبی سے زیادہ قوی ہے۔ قرآن پاک میں ہے وَاللّٰہُ خَیرُ الْمَاکِرِیْنَ۔ حیلہ خود۔ اپنی تدبیر کو بھی خدا کی عطا کردہ سمجھو۔ ہر چہ۔ صرف انسان کی تدبیر ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر چیز خدا کی عطا کردہ ہے۔ پستی۔ عالم دنیا۔ علا۔ عالم آخرت ۔ روشنی۔ مصائب میں پھنس کر ذات حق سے غفلت ہوتی ہے لیکن جب انسان اس کو منجانب اللہ سمجھ لیتا ہے تو غم کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔ چشم را۔ آنکھ کو نور معرفت کا عادی بنانا چاہیے خفاش۔ چمگادڑ سے تشبیہ ہے۔

عاقبت ۱ بینی نشانِ نورِ تُست
انجام کو دیکھنا تیرے نور کی نشانی ہے

شہوتِ حالی حجابِ سُورِ تُست
موجود شہوت تیری خوشی کا حجاب ہے

عاقبت بینے کہ صد بازی بدید
انجام پر نظر رکھنے والا جس نے سو کھیل دیکھے ہیں

مثلِ آں نبود کہ یک بازی شنید
اس جیسا نہ ہوگا جس نے ایک کھیل سُنا ہے

زاں یکے بازی چناں مَغرور شُد
ایک کھیل کی وجہ سے وہ ایسا مغرور ہوا

کز تکبّر زاوستاداں دُور شُد
کہ تکبر کی وجہ سے استادوں سے دور ہو گیا

سامری ۲ وار آں ہُنر در خود چو دید
سامری کی طرح جب اس نے اپنے اندر وہ ہنر دیکھا

اوز موسیٰؑ از تکبّر سَر کشید
اس نے موسیٰ سے تکبر کی وجہ سے سرکشی کی

اُوز موسیٰؑ آں ہُنر آموختہ
اس نے وہ ہنر موسیٰؑ سے سیکھا ہے

وز مُعلّم چشم را بر دوختہ
اور استاد سے آنکھ بند کرلی

لا جَرم موسیٰ دگر بازی نمود
لامحالہ موسیٰ نے دوسرا کھیل دکھایا

تا کہ آں بازی اُو جانش ربود
بہانتک کہ وہ کھیل اس کی جان لے گیا

اے بسا دانش کہ اندر سَر دَوَد
بہت سی عقلیں جو دماغ میں آتی ہیں

تا شود سَروَر بداں خود سَر رَوَد
تاکہ ان کی وجہ سے سردار بنے (لیکن) سر ہی چلا جاتا ہے

سرنخواہی ۳ کہ رَود تو پائے باش
اگر تو نہیں چاہتا ہے کہ سر جائے تو ہمہ تن پاؤں بنجا

در پناہِ قُطبِ صاحب رائے باش
اور تدبیر والے قطب کی پناہ میں آجا

گرچہ شاہی خویش فوقِ اُو مبیں
اگرچہ تو شاہ ہو اپنے آپ کو اس سے بالا نہ سمجھ

گرچہ شہدی جُز نباتِ او مچیں
اگرچہ تو شہد ہو اس کی شکر کے علاوہ نہ چکھ

فکرِ تو نقش ست و فکرِ اُوست جاں
تیرا فکر تصویر ہے اور اس کا فکر جان ہے

نقدِ تو قُلب ست نقدِ اُوست کاں
تیرا نقد کھوٹا ہے (اور) اس کا نقد کان ہے

اُو توئی خود را بجو در اُوئے اُو
وہ تو ہی ہے اپنے آپ کو اس کی ہستی میں تلاش کر

کوو کو گو فاختہ شو سوئے اُو
اس کے لئے فاختہ بن اور کو کو کہتا رہ

ور نخواہی خدمتِ ابنائے جنس
اگر تو اپنے ہم جنسوں کی خدمت نہیں کرنا چاہتا ہے

درد ہانِ اژدہائی ہمچو خرس
تو تو ریچھ کی طرح اژدہے کے منہ میں ہے

۱ عاقبت۔ جس شخص کو نورِ معرفت حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ انجام پر نظر رکھتا ہے فوری شہوتیں پوری کرنے سے آخرت کی خوشیاں معدوم ہو جاتی ہیں۔ عاقبت بیں۔ شیخ قدرت کے صدہا جلوے دیکھتا ہے۔ زاں۔ انتہائی بیوقوفی ہے کہ قدرت کا معمولی کرشمہ دیکھ کر اپنے آپ کو کامل شیوخ سے مستغنی سمجھ لیا جائے۔

۲ سامری۔ بنی اسرائیل کا ایک شخص ہے جس نے دریائے نیل عبور کرتے ہوئے ایک فرشتے کے گھوڑے کی یہ تاثیر دیکھی کہ جہاں اس کا قدم پڑتا تھا۔ سبزہ اگ جاتا تھا اور زندگی کے آثار نمودار ہو جاتے تھے تو اس نے اس مٹی سے یہ کام لیا کہ حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے ہوئے تھے تو اس نے چاندی سونے کا ایک بچھڑا بنا کر اس میں وہ مٹی ڈالدی جس سے اس میں زندگی کے آثار پیدا ہو گئی اور قوم کو اس کی پرستش پر لگا دیا اور حضرت موسیٰ کا مقابلہ کرنے لگا۔ وگر بازی نمود۔ حضرت موسیٰ نے بددعا کی تو اس کا یہ حال ہو گیا کہ کسی کے جسم سے اس کا جسم مل جائے تو اس کو بخار چڑھ جائے۔ اے بسا۔ انسان بھلائی کے لئے تدبیر کرتا ہے وہی اس کی ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔

۳ سرنخواہی۔ اس ہلاکت سے بچنے کا صرف یہ طریقہ ہے کہ اپنے آپ کو شیخ کامل کے سپرد کر دو۔ گرچہ مرید کو خواہ کتنے ہی کمالات حاصل ہو جائیں۔ اس کے لئے شیخ کا اتباع ضروری ہے۔ فکر تو بغیر جان کا ڈھانچہ بیکار ہے۔ اُو توئی یعنی شیخ سے اپنے آپکو بالکل متحد کر لو۔ سوئے او۔ وجود واو۔ کوکو۔ فاختہ کی آواز ہے جس کا مطلب ہے کہاں ہے کہاں ہے یعنی وہ اپنے محبوب کو تلاش کرتی اور پکارتی ہے۔ ابنائے جنس۔ انسان اس دھوکے میں تباہ ہوتا ہے کہ اپنے جیسے انسان کو شیخ کیسے بنا لے۔

ور ترش[1] می آیدت قندِ رضا — همچو خرسی در دہانِ اژدہا
اگر خوشنودی کی شکر تجھے کڑوی لگتی ہے — تو تو ریچھ کی طرح اژدھے کے منہ میں ہے

بو کہ استادے رہاند مر ترا — وز خطر بیروں کشاند مر ترا
شاید کوئی پیر تجھے رہائی دلا دے — اور خطرے سے تجھے نکال لے

زاری میکن چوزورت نیست ہیں — چونکہ کوری سر مکش از راہ بیں
خبردار! اگر تجھ میں طاقت نہیں ہے تو عاجزی کر — تو چونکہ اندھا ہے راستہ دیکھنے والے سے سرکشی نہ کر

تو کم از خرسی نمی نالی ز درد — خرس رست از درد چوں فریاد کرد
تو ریچھ سے بھی کیا گزرا ہے درد دیکھ سے نالہ نہیں کرتا ہے — ریچھ نے درد سے نجات پائی جب فریاد کی

اے[2] خدا ایں سنگدل را موم کن — نالۂ او را خوش و مرحوم کن
اے خدا! اس سنگدل کو موم کر دے — اس کے رونے کو مبارک اور باعثِ رحمت بنا دے

گفتن نا بینائے سائلِ با مردم کہ من دو کوری دارم
ایک اندھے بھکاری کا لوگوں سے کہنا کہ میں دو اندھے رکھتا ہوں

بود کورے کو ہمی گفت لُا ماں — من دو کوری دارم اے اہلِ زماں
ایک اندھا تھا جو کہہ رہا تھا، پناہ بخدا — میں دو گناہ اندھا پن رکھتا ہوں اے دنیا والو!

پس دو بارہ رحمتم آرید ہاں — چوں دو کوری دارم و من درمیاں
مجھ پر ضرور دوگنا رحم کرو — چونکہ میں دوگنا اندھا پن رکھتا ہوں اور بیچ میں ہوں

از تعجب مرد ماں گفتند لیک — ایں دو کوری را بیاں کن نیک نیک[3]
لوگوں نے تعجب سے پوچھا، لیکن — اس دوہرے اندھے پن کو صاف صاف بتا

زانکہ یک کوریت می بینیم ما — آں دگر کوری چہ باشد وَ انما
اسلئے کہ تیرا ایک اندھا پن ہم دیکھتے ہیں — وہ دوسرا اندھا پن کیا ہے ظاہر کر

گفت زشت آوازم و نا خوش نوا — زشت آوازی و کوری شد دوتا
بولا، میں بھدی آواز والا اور ناگوار آواز والا ہوں — آواز کا بھدا پن اور اندھا پن دوگنا (اندھا پن) ہو گیا

بانگِ زشتم مایۂ غم می شود — مہرِ خلق از بانگِ من کم می شود
میری بری آواز غم کا سرمایہ بن جاتی ہے — میری آواز کی وجہ سے لوگوں کی مہربانی کم ہو جاتی ہے

زشت آوازم بہر جا کہ رود — مایۂ خشم و غم و کیں می شود
میری بری آواز جہاں بھی جاتی ہے — غصہ اور غم و کینہ کا سبب ہو جاتی ہے

[1] ور ترش۔ شیخ کی رضا مندی بمنزلہ شکر ہے۔ یوک۔ اگر تم شیخ کا دامن پکڑے رہو گے تو تمہیں وساوس کی ہلاکت سے نجات مل جائیگی۔ زاری۔ اگر تم میں خود صلاحیت نہیں ہے اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کرو وہ کسی شیخ کی رہبری کردے گا پھر اس کا اتباع کر لینا۔ از درد۔ ریچھ چیخا چلایا تو بہادر اس کی مدد کو پہنچا۔

[2] اے خدا۔ چونکہ شیخ کی نافرمانی ہلاکت کا باعث ہے تو ایسے مرید کے لئے دعا فرماتے ہیں کہ خدا اس کو رونے کی توفیق دے اور اس کا رونا مقبول ہو۔ گفتن۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر قول اور نالہ میں درد ہوتا ہے تو قابل رحم ہوتا ہے۔ دوکوری۔ یعنی آنکھ کا اندھا پن اور آواز کا بھدا پن۔ دوبارہ۔ مکرر۔

[3] نیک نیک۔ خوب اچھی طرح واضح۔ ظاہر کر۔ زشت آوازی۔ آواز کا بھدا پن بھی محرومی کا سبب ہے اس لئے اس کو اندھا پن کہا ہے۔ بانگ زشتم بھدی آواز سے ناگواری ہوتی ہے مہر۔ مہربانی۔ کیین۔ کینہ۔

بر دو کوری رحم رادو تا کنید
دہرے اندھے پن پر دوگنا رحم کرو

ایں چنیں نا گنج[1] را گنجا کنید
ایسے نہ سمانے والے (شخص) کو سما جانیوالا بنا دو

زشتی آواز کم شد زیں گلہ
اس طرح شکوہ (کرنے) سے اس کی آواز کا بھدا پن کم محسوس ہوا

خلق شد بروے برحمت یکدلہ
لوگ اس پر رحم کرنے پر متفق ہو گئے

کرد نیکو چوں بگفت اُو راز را
جب اس نے راز بتلایا، تو بھلا بنا دیا

لطفِ آوازِ دلش آواز را
اس کے دل کی آواز نے (اس کی) آواز کو

وانکہ آوازِ دلش ہم بد بُود
جس کے دل کی آواز بھی بری ہو

آں سہ کوری زشتی سرمد بُود
وہ تہرا اندھا پن ہمیشہ کی برائی ہو گی

لیک[2] وہّاباں کہ بے علّت دہند
لیکن وہ بخشش کرنے والے جو بغیر سبب دیتے ہیں

بُو کہ دستے بر سرِ زشتش نہند
ہو سکتا ہے کہ اس کے بدنصیب سر پر ہاتھ رکھدیں

چونکہ آوازش خوش و مرحوم شُد
چونکہ اس کی آواز اچھی اور قابلِ رحم بن گئی

زو دلِ سنگیں دلاں چوں موم شُد
اس سے سنگدلوں کے دل (بھی) موم جیسے ہو گئے

نالۂ کافر چو زشت است و شہیق
کافر کا نالہ چونکہ برا اور گدھے کی آواز جیسا ہوتا ہے

زاں نمی گردد اجابت را رفیق
اس لئے قبولیت کا رفیق نہیں بنتا ہے

اِستَوُا بر زشت آواز آمدست
دور ہٹو، بھدی آواز پر آیا ہے

کوز خونِ خلق چوں سگ بود مست
کیونکہ وہ مخلوق کے خون سے کتے کی طرح مست تھا

چونکہ نالہ خرس رحمت کش بُود
جبکہ ریچھ کا رونا رحمت کا سبب ہو

نالہ ات نبود چنیں، نا خوش بُود
تیرا رونا ایسا نہ ہو (تو وہ) ناپسندیدہ ہے

دانکہ[3] با یوسفؑ تو گرگی کردۂ
سمجھ لے کہ تو نے یوسفؑ کے ساتھ بھیڑیا پن کیا ہے

یا زخونِ بیگنا ہے خوردۂ
یا کسی بے گناہ کا خون پیا ہے

توبہ کُن وز خوردہ استفراغ کُن
توبہ کر، اور کھایا ہوا اگل دے

ور جراحت کہنہ شد رو داغ کُن
اگر زخم پرانا ہو گیا ہے تو جا، داغ دے

باز گرد از گرگی اے روباہ پیر
اے بوڑھی لومڑی، بھیڑیا پن چھوڑ دے

نصرت از حق می طلب نعم النصیر
اللہ (تعالیٰ) سے مدد طلب کر وہ بہترین مددگار ہے

---

[1] نا گنج۔ وہ شخص جس کیلئے کہیں گنجائش نہ ہو۔ گنجا۔ سمانے کے قابل۔ کم شد۔ آواز کا بھدا پن تو کم نہ ہوا تھا لیکن چونکہ جذبہ دل سے بات کہی لوگوں کو رحم آ گیا۔ یکدلہ۔ ایک دل والا۔ آخر میں ہا نسبت کیلئے ہے جیسے یکسالہ۔ آواز دل چونکہ شکوہ درد مند دل سے کیا لہٰذا اس کا اثر ہوا۔ وانکہ جس کی آنکھ بھی اندھی ہو اور آواز بھی بھدی پھر جذبہ دل بھی شکوے میں نہ ہو تو اس میں تین اندھے پن جمع ہو جاتے ہیں سرمد۔ لازوال۔

[2] لیک۔ اس تین قسم کے اندھے کو مایوس نہ ہونا چاہیے۔ بے علت۔ وہ لوگ جو بلا کسی ذاتی غرض اور وجہ کے عطا کرتے ہیں۔ خوش۔ خوشگوار۔ مرحوم۔ قابل رحم۔ سنگیں دلاں۔ پتھر جیسے دل والے۔ رحم دلوں کا موم ہونا تو ظاہر ہے۔ نالہ کافر۔ چونکہ وہ درد دل سے خالی ہے لہٰذا مردود ہے۔ شہیق۔ گدھے کی بھاری آواز کو جو ابتدائی ہوتی ہے زفیر، اور آخری ہلکی آواز کو شہیق کہا جاتا ہے۔ اجابت۔ قبولیت۔ اخسئوا۔ قرآن پاک میں ہے۔ اخسئوا فیھا ولا تکلمون (دوزخ کی سزا میں پڑے ہو مجھ سے کلام نہ کرو یہ کفار سے اسوقت کہدیا جائیگا جب وہ جہنم سے نکلنے کیلئے واویلا کریں گے ناخوش بود۔ یعنی اس نالہ کہ ناپسندیدہ ہونے کی دلیل ہے۔

[3] دانکہ۔ یعنی قبول نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تو نے حقوق النفس یا حقوق العباد کو تلف کیا ہے۔ استفراغ۔ قے، یعنی حقوق کی ادائیگی کر دے۔ داغ۔ زخم کا آخری علاج داغ دینا تھا۔ روباہ۔ پیر یعنی وہ شخص جس کی سارے عمر مکاری میں گذری ہے۔ نعم النصیر بہترین مددگار

تتمۂ حکایتِ خرس وآں ابلہ کہ بروفائے خرس اعتماد کردہ بود

ریچھ اور اس بیوقوف کی حکایت کا باقی حصہ جس نے ریچھ کی وفا داری پر بھروسہ کیا تھا

خرس ازاژدہا چوں وار ہید[1] — واں کرم زاں مردِ مردانہ بدید

ریچھ جب اژدھے سے نجات پا گیا — اور اس نے اس بہادر کا بہادرانہ کرم دیکھا

چوں سگ اصحابِ کہف آں خرسِ زار — شد ملازم درپئے آں یارِ غار

(تو) وہ بیچارہ ریچھ اصحاب کہف کے کتے کیطرح — اس یارِ غار کا ساتھی بن گیا

آں مسلماں سر نہاد از خستگی — خرس حارس گشت از وابستگی

تھکن کی وجہ سے وہ نیک آدمی لیٹ گیا — تعلق خاطر کی وجہ سے ریچھ محافظ بن گیا

آں یکے بگذشت و گفتش حال چیست — اے برادر مر ترا ایں خرس کیست

ایک شخص وہاں سے گزرا اور اسنے اس سے کہا مزاج کیسے ہیں؟ — اے بھائی! یہ ریچھ تیرا کون ہے؟

قصہ واگفت[2] و حدیثِ اژدہا — گفت بر خر سے منہ دل ابلہا

اسنے وہ قصہ اور اژدھے کی بات سب سنائی — اس نے کہا اے بیوقوف! ریچھ سے دل نہ لگا

دوستی زابلہ بتراز دشمنی ست — او بہر حیلہ کہ دانی راندنی ست

بیوقوف کی دوستی، دشمنی سے بدتر ہے — ایسی ہر تدبیر سے جو تو جانتا ہے وہ بھگا دینے کے لائق ہے

گفت واللہ از حسودی گفت ایں — ورنہ خرس چہ انگری ایں مہر بیں

اس نے کہا، خدا کی قسم (یہ بات) حسد سے کہی ہے — ورنہ ریچھ کو کیا دیکھتا ہے اس محبت کو دیکھ

گفت مہر ابلہاں عشوہ[3] دہ است — ایں حسودی من از مہرش بہ است

اس نے کہا بیوقوفوں کی محبت فریب دینے والی ہے — میرا یہ حسد کرنا اس کی محبت سے بہتر ہے

ہی بیا با من براں ایں خرس را — خرس را مگزیں مہل ہم جنس را

خبردار، میرے ساتھ آجا، اس ریچھ کو بھگا دے — ریچھ کو پسند نہ کر، ہم جنس کو نہ چھوڑ

گفت رو رو کارِ خود کن اے حسود — گفت کارم ایں بدو بخشت نبود

اس نے کہا اے حاسد جا جا اپنا کام کر — اسنے کہا میرا کام یہی تھا اور تیرے نصیب میں نہ تھا

من کم از خرسے نباشم اے شریف — ترکِ او کن تا منت باشم حریف

اے بھلے آدمی! میں ریچھ سے کم نہ ہونگا — اس کو چھوڑ دے تاکہ میں تیرا دوست ہو جاؤں

بر تو دل می لرزد م زاندیشۂ — با چنیں خر سے مرو در بیشۂ

فکر سے تجھ پر میرا دل لرزتا ہے — ایسے ریچھ کے ساتھ جنگل میں نہ جا

---

[1] وار ہیدن۔ چھوٹ جانا۔ سگ۔ اصحاب کہف کا کتا نیکی میں ضرب المثل ہے یار غار۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے وقت آنحضور کا ساتھ دیا اور تین دن حضور کے ساتھ غار ثور میں گذارے لہذا ان کو یار غار کہا جاتا ہے پھر ہر مخلص کو یار غار کہدیا جاتا ہے۔ حارس۔ نگہبان۔

[2] واگفتن۔ واضح طور پر کہنا۔ حدیث۔ قصہ۔ منہ دل۔ دل نہ لگا۔ ابلہا۔ اے ابلہ۔ راندنی۔ یعنی ہر تدبیر سے ریچھ سے پیچھا چھڑا لینا چاہیے۔ انگری۔ الف ذیاہ ہے۔

[3] عشوہ دہ۔ فریب دینے والا۔ ایں حسودی۔ یعنی اگر بالفرض میں نے حسد سے بھی یہ بات کہی ہے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ ہم جنس یعنی مجھے بخشت نہ بہد۔ میرا کام نصیحت کرنا تھا تیرے نصیب میں قبول کرنا تھا۔ تیرے نصیب میں قبول کرنا نہ تھا۔ حریف۔ دوست ساتھی، بالمقابل بیشہ۔ جنگل۔

ایں دلم ہرگز نہ لرزید از گزاف[1] نورِ حق ست ایں نہ دعوی و نہ لاف
میرا دل خواہ مخواہ نہیں لرزا یہ (لرزنا) اللہ کے نور (کی وجہ) سے ہے یہ نہ دعا ہے نہ بکواس

مُومنم یَنظُرُ بنُورِ اللہ شُدہ ہاں وہاں بگریز ازیں آتشکدہ
میں مومن ہوں وہ (مومن) جو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے خبردار خبردار، اس آگ کی بھٹی سے بھاگ

ایں ہمہ گفت و بگوشش در نرفت بد گمانی مرد را سَدّیست زفت
اس نے یہ سب کچھ کہا اور اس کے کان میں نہ گیا انسان کیلئے بد گمانی بڑا بندھ ہے

دَستِ وے بگرفت دوست از وے کشید گفت رفتم چوں نہ یارِ رشید
اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اسنے اس سے ہاتھ چھڑا لیا اسنے کہا جبکہ سیدھا ہونے والا دوست نہیں ہے میں جاتا ہوں

گفت رَو بر من تو غمخوارہ مباش بُو الفُضُولا معرفت کمتر تراش
اس نے کہا، جا تو میرا غم نہ کھا اے بکواسی! معرفت (خداوندی کی باتیں) نہ کر

باز گفتش[2] من عَدّوے تو نیم لُطف بینی گر بیائی در پَیم
اس نے پھر کہا، میں تیرا دشمن نہیں ہوں اگر میرے پیچھے (پیچھے) آ جائیگا لطف (محبت) دیکھیگا

گفت خوابستم مرا بگذار ورَو گفت آخر یار را مُنقاد شو
اس نے کہا، مجھے نیند آ رہی ہے مجھے چھوڑ اور جا اس نے کہا، آخر دوست کا فرمانبردار بن جا

تا بخُسپی در پناہِ عاقلے در جَوارِ دوستے صاحبدلے
تاکہ تو ایک عقلمند کی حفاظت میں سوئے ایک صاحبدل دوست کے قریب

در خیال افتاد مَرد از جد اُو خشمگین شُد زو بگردانید رُو
اس کے اصرار سے وہ مرد شک میں پڑ گیا غضبناک ہو گیا، اس سے منہ پھیر لیا

کیں مگر قصدِ من آمد خونی ست یا طمع دارد گدائی و تُونی ست
کہ یہ شاید میری جان کا خواہاں بنا ہے خونی ہے یا لالچ کرتا ہے بھک منگا اور چور ہے

یا گرو[3] بست سَت با یاراں بدیں کہ بترساند مرا از ہمنشیں
یا اس نے دوستوں سے اس پر شرط باندھی ہے کہ مجھے ساتھی سے ڈرا دے گا

یا حَسَد دارد ز مِہر یارِ من کاینچنین جِدّ میکند در کارِ من
یا میرے یار کی محبت پر حسد کرتا ہے کہ میرے معاملہ میں اس قدر اصرار کر رہا ہے

خود نیامد ہیچ از خُبثِ سَرش یک گمانِ نیک اندر خاطرش
اس کی بد دماغی سے نہ آیا کوئی بھی نیک گمان اس کے دل میں

[1] گزاف۔ لغو، بیہودہ، نورِ حق، یعنی یہ میری الہامی بات ہے۔ دعویٰ۔ یعنی خواہ مخواہ دعویٰ نہیں کر رہا ہوں لاف۔ شیخی بگھارنا۔ ینظر حدیث میں ہے اَلْمُؤْمِنُ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ۔ مومن خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ آتشکدہ۔ یعنی ریچھ کی دوستی۔ سَدّ۔ بندھ۔ زفت۔ بھاری، موٹا۔ بگرفت۔ یعنی نصیحت کرنے والے نے ریچھ والے کا ہاتھ پکڑا لیکن اس نے اس سے ہاتھ چھڑا لیا۔ معرفت۔ یعنی خدا رسیدہ ہونا۔

[2] باز گفتش۔ اس نصیحت کرنے والے نے ریچھ والے سے پھر کہا۔ خوابستم۔ مرا خواب ست۔ منقاد۔ مطیع فرمانبردار عاقلے۔ یعنی نصیحت کرنیوالا۔ جدّ۔ اصرار۔ قصدِ من۔ یعنی میری جان لینے کا ارادہ تونی۔ بھنگی، چور، دغاباز یعنی میری خدمت کر کے کچھ کمانا چاہتا ہے۔

[3] گرو بست۔ اس نے شرط باندھی ہے ہمنشیں۔ یعنی ریچھ۔ یار من۔ یعنی ریچھ خود یعنی چونکہ بد دماغ تھا نصیحت کرنے والے کے بارے میں کوئی بھلا خیال اس کے دل میں نہ آیا۔

ظنِ نیکش جملگی بر خرس بود — او مگر آں خرس را ہم جنس بود
اس کا نیک گمان بالکل ریچھ پر تھا — شاید وہ اس ریچھ کا ہم نسل تھا

بد گمان وابلہ و نا اہل بود — وز شقاوت او مطیعِ جہل بود
بد گمان اور بے وقوف اور نا اہل تھا — بد بختی کی وجہ سے وہ جہل کا تابع تھا

بدرگ و خود رای و بد بختِ ابد — گمرہ و مغرور و کور و خوار وَرد
بد سرشت اور خود سر اور ہمیشہ کا بد بخت — گمراہ اور مغرور اور اندھا اور ذلیل اور مردود

خرس را بگزیدہ بر صاحب کمال — رُوسیہ حاصل تبہ فاسد خیال
ریچھ کو صاحب کمال پر ترجیح دی — رو سیاہ بد انجام گندے خیال والا

عاقلے را از سگی تہمت نہاد — خرس را دانست اہلِ مہر و داد
کتے پن سے ایک عقلمند پر تہمت دھری — ریچھ کو محبت اور انصاف والا سمجھا

گفتن ۲ موسیٰ گو سالہ پرست را کہ آں خیال اندیشی

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام کا ایک بچھڑے کے پوجنے والے سے فرمانا کہ تیری وحزم تو کجا رتف

وہ سمجھ اور پختگی کہاں چلی گئی؟

گفت موسیٰ با یکے مستِ خیال — کاے بداندیش از شقاوت در ضلال
(حضرت) موسیٰ نے ایک وہمی سے فرمایا — کہ اے بد بختی کی وجہ سے گمراہ اور بد خیال!

صد گمانت بود در پیغمبریم — با چُنیں بُرہان و ایں خُلقِ کریم
تجھے میری پیغمبری میں سو شک تھے — ایسی دلیل اور ان اچھے اخلاق کے ہوتے ہوئے

صد ہزاراں مُعجزہ دیدی زمن — صد خیالت می فزود و شک وظن
تو نے مجھ سے لاکھوں معجزے دیکھے — لیکن تیرے اندر سینکڑوں وہم شک اور بد گمانیاں بڑھیں

از خیال و وسوسہ تنگ آمدی — طعن بر پیغمبریم می زدی
تو وہم اور وسوسہ سے مجبور ہو گیا — میری پیغمبری پر تو نے طعنہ زنی کی

گرد ۳ از دریا بر آوردم عیاں — تار ہید یداز شر فرعونیاں
میں نے کھلم کھلا دریا سے گرد اڑا دی — یہانتک کہ تم فرعون والوں کے شر سے بچ گئے

زآسماں چل سالہ کاسہ وخواں رسید — وز دُعایم جُوئے از سنگے دَوید
چالیس سال تک آسمان سے پیالہ اور خوان آیا — میری دعا سے پتھر سے پانی کی نہر بہ پڑی

۱ اوگر۔ یعنی ریچھ۔ جیسی فطرت کا تھا۔ مطیع۔ فرمانبردار۔ بدرگ۔ بد سرشت۔ خودرای کسی کا کہنا نہ ماننے والا۔ بد بخت ابد۔ ازلی شقی۔ رد۔ مردود۔ حاصل تبہ۔ بد انجام۔ عاقلے۔ یعنی نصیحت کرنے والا دانا۔ انصاف۔

۲ گفتن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بچھڑے کے پجاری کو سیدھا راستہ نظر نہ آیا۔ شقاوت۔ بد بختی۔ ضلال۔ گمراہی صد گماں۔ سینکڑوں شبہات۔ برہان۔ دلیل۔ شک۔ یعنی پیغمبر میں شک و شبہ۔

۳ گرد برآوردن۔ ہلاک کر دینا۔ خاک اڑانا۔ یعنی حضرت موسیٰ نے جب بنی اسرائیل کے ساتھ دریائے نیل کو پار کیا تو بطور معجزہ کے راستہ بالکل خشک ہو گیا تھا۔ فرعونیاں فرعون کا لشکر۔ بنی اسرائیل کو گرفتار نہ کر سکا تھا۔ زآسماں۔ میدان تیہ میں بنی اسرائیل پر چالیس سال تک آسمان سے من وسلویٰ اترا رہا۔ وز دعایم۔ حضرت موسیٰ کی ضرب سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے تھے۔

چوب[1] اژدر شد درست من نر اژدہا
میرے ہاتھ میں لکڑی نر اژدھا بنی

آب خوں شد بر عدوّے نا سزا
نالائق دشمن پر پانی خون بن گیا

شد عصا مارو کفم شد آفتاب
لاٹھی سانپ بنی، اور میری ہتھیلی سورج بنی

آفتاب از عکسِ رُویم شد شہاب
سورج میرے چہرے کے عکس سے ٹوٹا ہوا ستارہ بنگیا

این وصد چندین و چندیں گرم و سرد
اسنے اور ایسے ایسے سینکڑوں مختلف قسم (معجزوں) نے

از تو اے سردآں تو ہم کم نہ کرد
اے کج فہم! تیرا وہم نہ مٹایا

بانگ[2] زد گو سالہ از جادوئی
جادو گری سے بچھڑا بولا

سجدہ کردی کہ خدائے من توئی
تو نے سجدہ کیا، کہ میرا خدا تو ہے

آں تو ہمّہات را سیلاب بُرد
تیرے ان وہموں کو سیلاب بہا لے گیا

زیرکیِ باردت را خواب بُرد
تیری لا یعنی ذہانت سو گئی

چوں نبودی بد گماں در حقِ اُو
تو اس کے بارے میں بد گمان کیوں نہ ہوا؟

چوں نہادی سر چناں اے زشت رُو
اے بدصورت! تو نے اس طرح کیوں سر دھر دیا؟

چوں خیالت نامداز تزویر[3] او
تجھے اس کی مکاری کا کیوں خیال نہ آیا؟

وز فسادِ سحرِ احمق گیرِ اُو
اور اس کے احمقوں کو پھنسانیوالے جادو کا

سامری خود کہ باشد اے مُہاں
اے ذلیل! سامری خود کیا ہے؟

کہ خدائے بر تراشد در جہاں
کہ جو دنیا میں خدا بنا ڈالے

چوں دریں تزویر و یک دل شُدی
تو جب تو اس کی اس مکاری سے مطمئن ہو گیا

وز ہمہ اشکالہا عاطل شُدی
اور تمام اشکالات سے خالی ہو گیا

گاؤ می شاید خدائی را بَلاف
بکواس سے بچھڑا خدائی کے لائق ہو سکتا ہے؟

در رسولی ام تو چوں کردی خلاف
میرے رسول ہونے میں تو نے کیوں خلاف کیا؟

پیش گاوے سجدہ کردی از خری
گدھے پن سے تو نے بچھڑے کے سامنے سجدہ کیا

گشت عقلت صیدِ سحرِ سامری
تیری عقل سامری کے جادو کا شکار ہو گئی

چشم دُزدیدی ز نورِ ذُوالجلال
لِیْتَ جہلِ وافر و عینِ ضَلال
عجیب بھاری نادانی اور اصل گمراہی ہے

شہ براں عقل و گزینش کہ تراست
چوں تو کانِ جہل را کشتن سزاست
تجھ جیسے جہل کی کان کا قتل مناسب ہے

[1] چوب۔ حضرت موسیٰ۔ کی لاٹھی اژدہا بن گئی تھی۔ کفم۔ حضرت موسیٰ کو ید بیضاء کا معجزہ حاصل تھا۔ شہاب۔ یعنی سورج کی حیثیت گھٹ گئی گرم و سرد۔ مختلف اقسام۔ سَرد۔ جاہل طبع بیوقوف۔

[2] بانگ زد۔ سامری نے جو بچھڑا بنایا تھا وہ بولنے لگا تھا۔ جادوئی۔ جادو گری توہمات۔ پیغمبری کے سلسلہ میں جو شکوک تھے بچھڑے کی خدائی میں نہ پیدا ہوئے۔ در حق او۔ بچھڑے کی خدائی۔

[3] تزویر۔ فریب ۔ او یعنی سامری۔ احمق گیر۔ بیوقوفوں کو پھانسنے والا۔ سامری۔ اس شخص کا نام ہے جس نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا میں لگا دیا تھا۔ مُہمان۔ ذلیل۔ یک دل۔ مطمئن۔ عاطل۔ فارغ خالی۔ لاف۔ بکواس۔ رَسُولی۔ رسالت۔ خلاف۔ مخالفت۔ گاؤ۔ یہی بچھڑا۔ خری۔ گدھا پن۔ سحرِ سامری۔ سامری کا جادو یہی تھا کہ اس نے حضرت جبرئیل کے گھوڑے کی قدموں کی مٹی اس بچھڑے کے بت میں ڈال دی تھی جو اس کی زندگی کا سبب بن گئی تھی۔ لیْتَ زہے۔ کلمہ تعجب ہے۔ وافر گھنا۔ ضلال۔ گمراہی شہ۔ کلمہ تفرین ہے تف۔ گزیں۔ انتخاب کان معدن۔

گاوِ زرّیں[1] بانگ کرد آخر چہ گفت
سونے کا بچھڑا بولا ، آخر کیا کہا؟
کاحمقاں را ہم رغبت شگفت
کہ احمقوں کی رغبت کے یہ سب پھول کھلے

زاں عجب تر دیدۂ از من بسے
مجھ سے نے اس سے زیادہ تعجب انگیز (معجزے) دیکھے
لیک حق را کے پذیرد ہر خسے
لیکن ہر کمینہ حق بات کو کب مانتا ہے؟

باطلاں را چہ رُباید با طلے
بیہودوں کو کیا بھاتا ہے؟ بیہودہ بات
عاطلاں را چہ خوش آید عاطلے
لغو لوگوں کو کیا اچھا لگتا ہے؟ لغو

زاں کہ ہر جنسے رُباید جنسِ خود
کیونکہ ہر جنس اپنی جنس کو کھینچتی ہے
گاؤ سُوئے شیرِ نر کے رُو نہد
گائے ، نر شیر کے سامنے کب آتی ہے؟

گرگ بر یوسفؑ کجا عشق آورد
بھیڑیا ، یوسفؑ سے کب عشق کرتا ہے؟
جز مگر از مکرتا اُو را خورد
مکر کے سوا ؟ تاکہ اس کو ہڑپ کر جائے

چوں[2] زگرگی وارہد محرم شود
جب بھیڑیے پن سے نجات حاصل کرلیتا ہے محرم ہوجاتا ہے
چوں سگِ کہف از بنی آدم شود
اصحاب کہف کے کتے کی طرح انسان ہوجاتا ہے

چوں محمد را ابوبکرؓ نکو
جب نیک (سیرت) ابوبکرؓ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
دید صدقش گفت ھٰذا صادِق
کی سچائی کو دیکھا بول اٹھے یہ سچا ہے

چوں ابو بکرؓ از محمدؐ بردہ بُو
جب ابوبکرؓ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوشبو سونگھی
گفت ھٰذَا لَیسَ وَجہُہٗ کَاذِبُ
کہا یہ جھوٹا چہرہ نہیں ہے

چوں نہ بُد بوجہل از اصحابِ درد
چونکہ ابو جہل اصحاب درد میں سے نہ تھا
دید صدشقُّ القمر باور نہ کرد
سو شق القمر (جیسے معجزے) دیکھے یقین نہ کیا

دردمندے کش زبام اُفتاد طشت
وہ دردمند جس کا راز ظاہر ہو کر رہا
زو نہاں کردیم حق پنہاں نگشت
ہم نے اس سے حق کو چھپایا (پھر بھی) نہ چھپا

وانکہ[3] اُو جاہل بُد از دردش بعید
وہ جو کہ جاہل تھا اور اس کے درد سے دور تھا
چند بنمودیم و اُو آں را ندید
ہم نے اس کو ہر چند دکھایا اسنے اس کو نہ دیکھا

آئینہ دل صاف باید تا درو
دل کا آئینہ صاف ہونا چاہیے تاکہ اس میں
واشناسی صورتِ زشت از نکو
بری اور اچھی صورت میں تو امتیاز کر سکے

ترک کر دنِ آں مردِ ناصح بعد از مبالغہ پندِ مغرورِ خرس را
اس نصیحت کرنیوالے انسان کا حد درجہ کی نصیحت کے بعد ریچھ سے دھوکے میں پڑے ہوئے آدمی کی نصیحت کو ترک کرنا

---

[1] گاوِ زرّیں۔ بچھڑے کا بت جو سامری نے سونے سے بنایا تھا۔ دیدۂ۔ یعنی معجزے۔ خس۔ کمینہ۔ با طلاں۔ کند ہم جنس با ہم جنس پرواز۔ گاؤ۔ گائے شیر کی جنس نہیں ہے۔ گرگ۔ حضرت یوسف کے ساتھ گرگ کا تصور ان کے بھائیوں کے جھوٹ پر مبنی ہے محترم۔ بھیڑیا پن ختم کر کے بھیڑا انسان کا ساتھی بن سکتا ہے جس طرح کہ اصحاب کہف کے کتے کا کتا پن ختم ہوا اور وہ انکا ساتھی بن گیا۔

[2] چوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اوصاف میں اشتراک تھا لہٰذا۔ ان کا ان کی طرف میلان ہوا۔ ھٰذَا صَادِق ۔ یعنی آنحضور اپنی رسالت کے دعوے میں سچے ہیں بو جہل۔ ابو جہل اور آنحضور میں اوصاف کا اشتراک نہ تھا لہٰذا شق القمر کے معجزے سے بھی قائل نہ ہوا۔ دردمندے۔ یعنی طالب حق ۔ طشت۔ از بام افتادن راز کا ظاہر ہوجانا۔

[3] وانکہ۔ جو شخص طلب حق میں دردمند نہیں ہے۔ آئینہ دل۔ کفار کا آئینہ دل زنگ آلود تھا لہٰذا وہ منکر بنے۔ ترک کردن۔ اگر مخاطب میں نصیحت سننے کی صلاحیت نہ ہو تو نصیحت نہ کرنی چاہیے مغرور دھوکے میں مبتلا۔

آں مُسلماں اِتّرکِ آں اَبلہ گرفت
اس مسلمان نے اس بے وقوف کو چھوڑ دیا

زیرِ لب لا حول گویاں باز رفت
خاموشی سے لا حول پڑھتا ہوا لوٹ گیا

گفت چوں از جدّ و پند و از جدال
بولا جبکہ ، اصرار اور نصیحت اور بحث سے

دردلِ اُو بیش می زاید خیال
اس کے دل میں زیادہ شک پیدا ہوتا ہے

پس رہِ پند و نصیحت بَستہ شُد
تو وعظ اور نصیحت کا راستہ بند ہو گیا ہے

امرِ اَعرِض عَنھُم پیوستہ شُد
"ان سے اعراض کر" کا حکم وابستہ ہو گیا ہے

چوں دوایت می فزاید دردِ پس
جب تیری دوا درد بڑھائے تو

قصّہ بر طالب بگو بر خواں عَبَس
طلبگار سے بات کر (سورہ) عبس پڑھ لے

چونکہ اَعمیٰ طالبِ حق آمدست
جبکہ اندھا حق کا طالب بن کر آیا ہے

بہرِ فقرِ اُو رانشاید سینہ خَست
اس کے افلاس کی وجہ سے تنگدل نہونا چاہیے

تو حریصی بر رشادِ مہتراں
تو بڑوں کی ہدایت کا حریص ہے

تا بیا موزند عام از سَروراں
تاکہ عوام سرداروں سے (دین) سیکھیں

احمدا دیدی کہ قومے از ملوک [۲]
اے احمد! تم نے دیکھا کہ بادشاہوں کی ایک جماعت

مستمع گشتند گشتی خوش کہ بُوک
سننے لگی ہے (اور) تم خوش ہوئے کہ شاید

ایں رئیساں یارِ دیں گردند خوش
یہ سردار دین کے اچھے دوست بن جائیں گے

بر عرب لنہا سَر اندو بر حَبَش
یہ عرب اور حبشہ کے سردار ہیں

بگذرد ایں صیت از بصرہ و تبوک [۳]
یہ شہرت بصرہ اور تبوک سے آگے بڑھ جائیگی

زانکہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ الْمُلُوْک
کیونکہ قوم بادشاہوں کے دین پر ہوتی ہے

زیں سبب تو از ضریرِ مُہتدی
اس لئے تم نے ہدایت چاہنے والے اندھے سے

رُو بگر دانیدی و تنگ آمدی
رو گردانی کی ، اور تنگ ہوئے

کاندریں فرصت کم افتد ایں مناخ
کہ اس وقت یہ موقع کم ملتا ہے

تو زیارانی و وقتِ تو فراخ
تو صحابہ میں سے ہے تیرے لئے بہت وقت ہے

مُزدحم می کردیم در وقتِ تنگ
تنگ وقت میں تو نے مجھ پر ہجوم کیا

ایں نصیحت می کنم نہ از خشم و جنگ
یہ میں نصیحت کر رہا ہوں نہ کہ غصہ اور لڑائی

[۱] آں مسلماں۔ یعنی نصیحت کرنیوالا جدال۔ یعنی نصیحت کا بحث ومباحثہ۔ خیال یعنی شک۔ پس۔ اگر نصیحت مزید انکار کا سبب بنے تو پھر نصیحت سے اعراض کرنا چاہیے۔ اَعرِض عَنھُم۔ ان سے منہ پھیرلو۔ یہ آنحضور ﷺ ان کفار کے بارے میں فرمایا گیا جن پر نصیحت کارگر نہ رہی تھی۔ عبس۔ آنحضور قریش کے بڑے سرمایہ داروں کو فہمائش کر رہے تھے۔ اس اثنا میں ابن ام مکتومؓ حاضر ہوئے اور قرآن سنانے کی فرمائش کی آنحضورؐ کے چہرے پر ناگواری کے آثار پیدا ہوئے اور ان سرداروں سے گفتگو کو ختم کرنا پسند نہ کیا اس پر سورۂ عبس نازل ہوئی جس کا مضمون مولانا نے آئندہ اشعار میں بیان فرمایا ہے۔ اعمیٰ۔ یعنی ابن ام مکتو۔ مہتراں۔ یعنی سرداران قریش۔

[۲] مملوک۔ یعنی قریش کے سردار۔ بوک۔ شاید۔ مگر۔ ایں رئیساں۔ یعنی سرداران قریش۔ سر۔ سردار۔ بگذرد۔ یعنی ان سرداروں کے مسلمان ہوجانے سے صیت۔ یعنی اسلام کی شہرت۔ بصرہ۔ عراق کا مشہور شہر ہے۔

[۳] تبوک۔ شام کی سرحد پر ایک شہر ہے۔ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِم۔ لوگ اپنے بادشاہوں کے مذہب پر ہوتے ہیں۔ یہ مشہور مقولہ ہے ضریر نابینا یعنی ابن ام مکتومؓ مُہتدی۔ ہدایت کرنے والا۔ مَناخ۔ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ یعنی یہ موقع کم آتا ہے کہ یہ لوگ آکر بات سنیں یاراں۔ یعنی صحابہ۔ فراخ۔ وسیع۔ مزدحم ہجوم کرنے والا۔ نصیحت۔ یعنی یہ نصیحت کہ تم اس وقت قرآن سننے کا سوال نہ کرو۔

احمدا نزد خدا ایں یک ضریر
اے احمد ! اللہ کے نزدیک یہ ایک اندھا

بہتر از صد قیصر است و صد وزیر
سینکڑوں قیصروں اور وزیروں سے بہتر ہے

یادِ النّاس معادِن ہیں بیار
خبردار ! "لوگ کانیں ہیں" کو یاد رکھ

معدنے باشد فزوں از صد ہزار
ایک کان لاکھوں سے بہتر ہوتی ہے

معدنِ لعل و عقیقِ مکتمِس
لعل اور عقیق کی چھپی ہوئی کان

بہتر ست از صد ہزاراں کانِ مِس
تانبے کی لاکھوں کانوں سے بہتر ہے

احمدا اینجا ندارد مال سُود
اے احمدؐ ! یہاں مال مفید نہیں ہے

سینہ باید پُر زعشق و دردو دود
ایسا سینہ درکار ہے جو عشق اور درد اور آہوں سے بھرا ہو

اعمیِ روشندل آمد دردمند
ایک اندھا ، روشندل، دردمند آیا

پند اُورا دہ کہ حق اُوست پند
اس کو نصیحت کر، نصیحت اس کا حق ہے

گر دو سہ ابلہ ترا منکر شوند
اگر دو تین بے وقوف تیرے منکر ہوں

تلخ کے گردی چو ہستی کانِ قند
تو آپ تلخ کب ہو سکتے ہیں جبکہ آپ شکر کی کان ہے

گر دو سہ احمق ترا تہمت نہد
اگر دو تین احمق تجھ پر تہمت لگائیں

حق برائے تو گواہی می دہد
اللہ (تعالیٰ) تیری گواہی دیتا ہے

گفت ۲ ازا قرارِ عالم فارغم
فرمایا (اب) میں جہان کے اقرار سے فارغ ہوں

آنکہ حق باشد گواہ اُوراچہ غم
جس کا خدا گواہ ہو اس کو کیا غم ہے

گر خفاشے راز خورشیدے خوریست
اگر چمگادڑ کو سورج سے خوراک حاصل ہے

ایں دلیل آمد کہ آں خورشید نیست
یہ اس کی دلیل ہے کہ وہ سورج نہیں ہے

نفرتِ ۳ خفاشگاں باشد دلیل
چمگادڑوں کی نفرت دلیل ہو گی

کہ منم خورشیدِ تابانِ جلیل
کہ میں (رب) جلیل کا روشن سورج ہوں

گر گلابے را جُعل راغب شود
اگر کسی گلاب (کے پھول) کیطرف گبروندا رغبت کرے

آں دلیلِ نا گلابی می بُود
وہ اس کے غلاب (کا پھول) نہ ہونے کی دلیل ہوگی

گر شود قلبے خریدارِ محک
اگر کھوٹا (سکہ) کسوٹی کا طالب ہے

در محکّ اش در آید نقص و شک
اس کے کسوٹی ہونے میں نقص اور شک ہو گا

دُز دشب خواہد نہ روز ایں را بداں
یہ جان لے کہ چور رات چاہتا ہے نہ کہ دن

شب نیم روزم کہ تابم در جہاں
میں رات نہیں ہوں دن ہوں جو دنیا میں چمکتا ہوں

۱ قیصر۔ روم کے بادشاہوں کا لقب تھا۔ اَلنَّاسُ مَعَادِنٌ "لوگ کانیں ہیں" اس حدیث کے بقیہ لفظ یہ ہیں۔ اَلْمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا جیسا کہ سونے اور چاندی کی کانیں جو انمیں سے جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں جبکہ دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔ معدنے یعنی ابن ام مکتومؓ صد ہزار۔ یعنی سرداران قریش ملتمس۔ پوشیدہ مخفی ما۔ تانبا۔ اینجا۔ یعنی دین کے معاملہ میں اعمیٰ یعنی ابن ام مکتومؓ۔ منکر۔ یعنی رسالت کے منکر۔

۲ گفت۔ پہلے اشعار میں سورۂ عبس کا مضمون بیان کیا گیا تھا یہاں سے آنحضور کا مقولہ ہے۔ گواہ۔ یعنی رسالت و صداقت پر خورے ۔ خوراک۔ نیست۔ ورنہ چمگادڑ کو اس سے نفرت ہوتی۔

۳ نفرت۔ سورج سے چمگادڑوں کی نفرت اس کے مکمل ہونے کی دلیل ہے۔ جلیل۔ یعنی رب جلیل۔ گر بدبو میں پرورش پانیوالا گبروندا اگر گلاب سے رغبت کرنے لگے تو اس کا گلاب ہونا مشکوک ہو جائیگا۔ قلب۔ کھوٹا سکہ۔ یہاں کھوٹا سکہ چلانیوالے کے معنی میں ہے محک۔ کسوٹی۔ دزد۔ چور رات کی تاریکی سے اپنا کام چلاتا ہے شب نیم۔ لہٰذا چور اور دغاباز مجھے پسند نہیں کر سکتے ہیں۔

فارقم [1] فارو قیم غربیل وار
میں غرق کرنیوالا ہوں چھلنی کی طرح جدا کرنیوالا ہوں

تا کہ کاہ از من نمی باید گزار
حتیٰ کہ بھوسی مجھ میں سے نہیں گزر سکتی ہے

آرد را پیدا کنم من از سبوس
میں آٹے کو بھوسی سے علیحدہ کر دیتا ہوں

تا نمایم کیں نقوش ست و آں نفوس
تا کہ دکھا دوں کہ یہ تصویریں ہیں اور وہ انسان ہیں

من چو میزانِ خدایم در جہاں
میں دنیا میں خدا کی ترازو کی طرح ہوں

وانمایم ہر سُبک را از گراں
ہر ہلکے کو بھاری سے نمایاں کر دیتا ہوں

گاؤ [2] را داند خدا گئو سالہ
بچھڑا ہی بیل کو خدا سمجھتا ہے

خر خریدارے و در خور کالہ
گدھا خریدار، اور اس کے مناسب مال ہوتا ہے

من نہ گاوم تا گئو سالہ خرد
میں بیل نہیں ہوں کہ بچھڑا مجھے خریدے

من نہ خارم کا شترے از من چرد
میں کانٹا نہیں ہوں کہ اونٹ مجھے چرے

او گماں دارد کہ با من جور کرد
وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے میرا کچھ بگاڑا

بلکہ از آئینۂ من روفت گرد
بلکہ اس نے میرے آئینہ سے گرد صاف کر دی ہے

تملّق کردن دیوانہ جالینوس را و تر سیدنِ جالینوس از وے
ایک دیوانہ کا جالینوس کی خوشامد کرنا اور جالینوس کا اس سے خوفزدہ ہونا

گفت جالینوس با اصحاب [3] خود
جالینوس نے اپنے شاگردوں سے کہا (کوئی)

مر مرا تا آں فلاں دارو دہد
مجھے فلاں دوا لا دے

پس بدو گفت آں یکے کاے ذوفنوں
اس سے کسی نے کہا اے صاحب کمالات!

ایں دوا خواہند از بہر جنوں
یہ دوا جنون کے لئے مانگتے ہیں

دوراز عقلت مگو ایں گفتگو
خدا کرے جنون! تیری عقل سے دور رہے یہ گفتگو نہ کر

گفت در من کر دیک دیوانہ رُو
اس نے کہا مجھے ایک دیوانہ نے دیکھا

ساعتے در روئے من خوش بنگرید
تھوڑی دیر مجھے غور سے دیکھا

چشمکم زد آستینِ من درید
مجھے آنکھ ماری، میری آستین پھاڑ دی

گر نہ جنسیت بُدے در من ازو
اگر مجھ میں اس کی جنسیت نہ ہوتی

کے رُخ آوردے بمن آں زشت رُو
وہ منحوس صورت میری طرف کب متوجہ ہوتا؟

گر نہ دیدے جنسِ خود کے آمدے
اگر وہ اپنے ہم جنس کو نہ دیکھتا کب آتا!

کے بغیرِ جنسِ خود را برزدے
اپنے آپ کو غیر جنس سے کب بھڑاتا؟

[1] فارقم۔ غلط اور صحیح میں امتیاز کرنیوالا۔ فاروق۔ دو چیزوں میں فرق دکھانے والا۔ غربیل۔ غربال، چھلنی۔ کاہ۔ تنکا۔ بھوسی۔ سبوس۔ بھوسی۔ نقوش۔ یعنی بے جان تصویریں۔ میزان۔ ترازو۔ سُبک۔ ہلکا۔

[2] گاؤ۔ بیل کو بے عقل بچھڑا ہی خدا سمجھ سکتا ہے۔ در خور۔ مناسب، لائق۔ کالہ۔ سامان۔ نہ خارم۔ اونٹ کانٹے کھانا پسند کرتا ہے۔ لوگماں۔ ناقص کامل کے کمال کا انکار کر کے سمجھتا ہے کہ اس نے کامل کا کچھ بگاڑ دیا حالانکہ اس کا انکار اس کے کمال کی بنیاد بنتا ہے۔ تملّق۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ جالینوس کو ایک دیوانہ کے اس سے مانوس ہونے سے یہ شبہ ہوا کہ میری عقل میں کوئی نقصان ہے ورنہ یہ دیوانہ میری طرف مائل نہ ہوتا۔

[3] اصحاب۔ یعنی شاگرد۔ فلاں دارو یعنی وہ فلاں دوا۔ جو مرض جنون میں کھلائی جاتی ہے۔ آں یکے۔ یعنی ایک شاگرد دور۔ یہ جملہ دعائیہ ہے۔ ایں۔ گفتگو۔ یعنی جنون کی دوا کھانے کی بات رد۔ یعنی رد کر دچشمکم رد۔ جو دوستی اور بے تکلفی میں ہوتا ہے۔ درید۔ بے تکلفی کی وجہ سے جنسیت۔ یعنی اگر اس کی طرح میں بھی دیوانہ نہیں ہوں۔ جنس خود۔ یعنی دیوانہ۔

چوں دو کس برہم زند بے ہیچ شک — درمیاں شاں ہست قدرِ[1] مشترک
جب دو شخص آپس میں ملیں ، بلا شک — ان میں کوئی قدر مشترک ہے

کے پرد مُرغے مگر با جنسِ خود — صحبتِ نا جنس گورست و لحد
ہر پرند اپنے ہم جنس کے ساتھ ہی اڑتا ہے — نا جنس کی ہم نشینی قبر اور لحد ہے

سببِ پریدن و چریدن مُرغے با مُرغِ دیگر کہ جنسِ اُو نبود
ایک پرند کے غیر جنس پرند کے ساتھ اڑنے اور چرنے کا سبب

آں حکیمے گفت دیدم ہم تگے — در بیاباں زاغ رابا لکلکے
ایک دانا نے کہا میں نے چلتے پھرتے دیکھا — جنگل میں کوے کو تعلق کے ساتھ

در عجب ماندم بجستم حالِ شاں — تا چہ قدر مُشترک یا بم نشاں
میں تعجب میں رہ گیا، میں نے ان کے حال کی جستجو کی — تاکہ قدر مشترک کا پتہ لگا لوں

چوں شدم نزدیک من حیران[2] و دنگ — خود بدیدم ہر دو آں بودند لنگ
جب میں حیران اور دنگ قریب پہنچا — میں نے خود دیکھا کہ وہ دونوں لنگڑے تھے

خاصہ شہبازے کہ اُو عرشی بُود — بایکے پُخدے کہ اُو فرشی بُود
خصوصاً وہ شہباز جو عرشی ہو — ایک چند کے ساتھ جو فرشی ہو (کیسے تعلق رکھ سکتا ہے)

آں[3] یکے خورشید علّیین بُود — ویں دِگر خفّاش کز سجّین بُود
ایک وہ جو علیین کا سورج ہو — اور یہ دوسری چمگادڑ جو سجین کی ہو

آں یکے نورے زہر عیبے بری — واں دِگر کورے گدائے ہر دری
ایک وہ نور جو ہر عیب سے بری ہے — اور دوسرا وہ اندھا جو ہر در کا بھاری ہے

واں یکے ماہے کہ بر پروین زند — واں یکے کرمے کہ بر سرگیں تند
ایک ایسا چاند جو ثریا سے متعلق ہے — ایک وہ کیڑا جو گوبر کے چکر کاٹے

آں یکے یوسف رُخے عیسیٰ نفس — ویں دِگر گرگے دیا خریا خرس
ایک یوسفؑ جیسے چہرے والا عیسیٰ جیسے سانس والا — دوسرا بھیڑیا ، یا گدھا یا ریچھ

آں یکے پرّاں شدہ در لا مکاں — ویں یکے در کاہداں ہمچوں سگاں
ایک وہ جو لا مکان میں اڑتا ہے — اور یہ ایک کوڑی پر کتوں کی طرح

آں یکے سُلطانِ عالی مرتبت — ویں دگر در گلخنے در تعزیت
وہ ایک بلند مرتبہ بادشاہ — اور یہ دوسرا بھٹی کے اندر ماتم میں

---

[1] قدرِ مشترک۔ یعنی کوئی ایسی بات جو دونوں میں ہو۔ سبب۔ کوا اور تعلق جنس نہ تھے لیکن ان میں لنگڑا پن قدر مشترک تھی ہم تگی۔ مل کر چلنا پھرنا۔ لکلک۔ لعلق۔

[2] حیران و دنگ۔ اس لئے کہ وہ غیر جنس کو ملا جلا دیکھا تھا۔ خاص جبکہ کوے اور تعلق کو دیکھ کر ایک عقلمند حیران ہوا حالانکہ دونوں زمینی پرند ہیں تو بنی جو عرش کا شہباز ہے اور منکر جو ویرانے کا چغد ہے یا ہم کیسے مانوس ہو سکتے ہیں۔ شہباز۔ یعنی رسول و نبی۔ چغد۔ منکر

[3] یکے۔ یعنی رسول و نبی۔ علیین۔ وہ دفتر جس میں جنتیوں کے نام لکھے ہونگے بہشت کا بلند مقام سجین۔ وہ دفتر جس میں دوزخیوں کے نام لکھے ہوں گے جہنم کی وادی۔ نُور ہے۔ یعنی رسول و نبی۔ کورے۔ یعنی منکر۔ پروین۔ ثریا۔ جو ستاروں کا مجموعہ ہے۔ کرم۔ کیڑا۔ سرگیں۔ گوبر۔ یوسف حضرت یوسفؑ کا حسن مشہور ہے۔ عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰؑ کے سانس میں بڑی برکتیں تھیں۔ پرّاں۔ پرواز کرنے والا۔ لا مکاں۔ عالم لاہوت۔ کاہداں۔ کوڑے کی جگہ۔ گلخن۔ بھٹی۔ تعزیت۔ ماتم۔

آں یکے خَلقے زا کِرامش[1] اخجل — ویں دگر از بینوائی مُنفَعل
ایک وہ جس کے کرم سے مخلوق شرمندہ — اور یہ دوسرا، بے سرو سامانی سے شرمندہ

آں یکے سَروَر شدہ زاہلِ زماں — ویں دِگر در خاکِ خواری بس نہاں
ایک وہ جو زمانے والوں کا سردار بنا — اور یہ دوسرا ذلت کی خاک میں دبا ہوا

بُلبلاں راجائے می زیبد چمن — مر جُعَل را در چمیں خوشتر وطن
بلبلوں کی جگہ چمن میں مناسب ہے — گبرونڈے کا گندگی بہترین وطن ہے

بازُبانِ معنوی[2] گُل با جُعَل — ایں ہمہ گوید کہ اے گندہ بَغل
پھول، گبرونڈے کو زبانِ حال سے — یہ کہتا ہے کہ اے بغل گند والے!

گر گریزانی زگُلشن بیگماں — ہست آں نفرت کمالِ گُلستاں
اگر تو چمن سے بھاگتا ہے، یقیناً — وہ نفرت چمن کا کمال ہے

غیرتِ من بر سَرِ تو دور باش — می زند کاے خَس ازیں در دُور باش
میری غیرت تیرے سر پر نیزہ — (پھینک کر) مارتی ہے اے کمینے، اس در سے دُور رہ

ور بیا میزی تو با من اے دَنی — ایں گماں آید کہ از کانِ منی
اے کمینے! اگر تو مجھ سے گھل مل جائے گا — یہ خیال ہو گا کہ تو میری جنس کا ہے

گر در آمیزد زنقصانِ من ست — زاں کہ پندارند کو زانِ من ست
اگر گھل مل جائے گا تو میری کمی کا سبب ہے — کیونکہ لوگ سمجھیں گے کہ وہ میرا ہے

حق مرا چوں از پلیدی پاک داشت — چوں سَزد بر من پلیدی را گماشت
خدا نے جب مجھے نجاست سے پاک رکھا ہے — تو مجھ پر نجاست کو مسلط کرنا کیسے مناسب ہو گا؟

یک رگم زایشاں بُدو آں را بُرید — در من آں بَدرگ کجا خواہد رسید
میری ایک رگ میں کی ان میں کی تھی اس کو کاٹ دیا — وہ بری رگ مجھ میں کہاں آسکتی ہے؟

یک نشانِ آدمؑ آں بُد از ازل — کہ ملائک سَر نہندش از مَحَل
(حضرت) آدمؑ کی ایک نشانی ازل سے یہ تھی — کہ فرشتے مرتبے کی وجہ سے ان کو سجدہ کریں

یک نشانِ دیگر آں کہ آں بلیس — نہندش سَر کہ منم شاہ و رئیس
دوسری نشانی یہ کہ شیطان — ان کو سجدہ نہ کرے کہ میں شاہ اور رئیس ہوں

پس اگر ابلیس ہم ساجِد شدے — اُو نہ بودے آدمؑ اُو غیرے بُدے
تو اگر شیطان بھی سجدہ کرنے والا ہو جاتا — تو وہ آدمؑ نہ ہوتا کوئی اور ہوتا

[1] اکرام۔ تعظیم کرنا، بخشانا۔ حمل۔ شرمندہ ہم منفعل۔ نادم۔ شرمندہ سرور۔ سردار۔ می زیبد۔ زیب می دہد۔ جُعل۔ نجاست کا کیڑا۔ گبرونڈا۔ چمین۔ نجاست، گندگی

[2] معنوی۔ باطنی یعنی زبان حال۔ گندہ بغل۔ بغل گند، بدبودار۔ گر گریزانی۔ یہ پھول کا مقولہ ہے۔ غیرت۔ انبیاء اور بزرگوں کی غیرت کا تقاضہ ہے کہ خدا کے دشمن ان سے دور رہیں۔ دور باش۔ پہلے مصرع میں اس دوشاخہ نیزے کے معنی میں ہے جو چوبدار کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور وہ بادشاہ یا امیر کے آگے چلتا ہے تاکہ لوگ راستہ سے دور ہو جائیں دوسرے مصرع میں یہ "دور ہو" کے معنی میں ہے۔ دَنی۔ کمینہ۔ کان۔ معدن۔

[3] گر در آمیزد۔ بروکا بھلوں سے میل، بھلوں کے نقصان کا سبب ہے۔ آن منست۔ یعنی ہم جنس ہے۔ بریدآنحضورؐ کا سینہ مبارک کئی بار شق کیا گیا اس میں سے خون کی ایک بوند نکال دی گئی اور اس کو زمزم سے پاک کیا گیا۔ یک نشاں۔ حضرت آدمؑ کے کمال کی دو نشانیاں تھیں ایک تو یہ کہ ملائکہ ان کو سجدہ کریں دوسری یہ کہ شیطان سجدہ نہ کرے۔ منم۔ شیطان نے کہا تھا کہ میں آدمؑ سے بہتر ہوں اس کو سجدہ کیوں کروں پس۔ اگر شیطان سجدہ کر لیتا تو کمال کی دوسری نشانی مفقود ہو جاتی۔

هم سُجودِ هر ملک میزانِ[1] اُوست
ہر فرشتہ کا سجدہ اس کا معیار ہے

هم جُحودِ آں عدو بُرہانِ اُوست
اس دشمن کا انکار بھی اس کی دلیل ہے

هم گواہِ اُوست اِقرارِ مَلَک
فرشتہ کا اقرار کرنا بھی اس کا گواہ ہے

هم گواہِ اُوست کفرانِ سَگَک
ذلیل کتے کا انکار بھی اس کا گواہ ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
اس بات کی انتہا نہیں ہے واپس چل

تا چہ کرد آں خرس با آں شیرِ مَرد
کہ اس ریچھ نے اس بہادر کے ساتھ کیا کیا؟

تتمّہ قصّہ اِعتمادِ آں مَغرور بر تملّق خرس

اس دھوکے میں مبتلا کا ریچھ کی چاپلوسی پر بھروسہ کرنیکا باقی حصہ

اُو[2] بخفت و خرس میراندش مگس
وہ سو گیا اور ریچھ اس کی مکھیاں اڑاتا تھا

وز ستیز آمد مگس شد باز پس
اور ضد سے مکھیاں پھر واپس آجاتی تھیں

چند بارش رانداز روئے جواں
اس نے کئی بار ان کو جوان سے منہ پر سے اڑایا

واں مگس زوبازمی آمد دواں
وہ مکھیاں تیزی سے واپس آجاتیں

خشمگیں شد با مگس خرس و برفت
ریچھ کو مکھیوں پر غصہ آیا اور وہ گیا

بر گرفت از کوہ سنگے سخت و زِفت
پہاڑ سے ایک سخت اور بھاری پتھر اٹھا لیا

سنگ آورد و مگس را دید باز
پتھر لایا اور مکھیوں کو پھر دیکھا

بر رُخِ خفتہ گرفتہ جائے[3] ساز
سوئے ہوئے کے منہ پر ٹھکانا بنائے ہوئے

بر گرفت آں آسیاسنگ و بزد
اس نے چکی (جیسا) پتھر اٹھایا اور مارا

بر مگس تا آں مگس واپس خزد
مکھیوں پر تاکہ وہ مکھیاں واپس جا گھسیں

سنگ روئے خفتہ را خشخاش کرد
پتھر نے سوئے ہوئے کے منہ کو خشخاش (جیسا) کردیا

ایں مَثَل بر جُملہ عالم فاش کرد
یہ کہاوت تمام دنیا میں مشہور کر دی

مِہر ابلہ مِہرِ خرس آمد یقیں
بیوقوف کی دوستی یقیناً ریچھ کی دوستی ہے

کینِ اُو مِہرست و مِہر اُوست کیں
اس کا کینہ محبت ہے اور اس کی محبت کینہ ہے

عہدِ اُوست ست و ویران و ضعیف
اس کا عہد و پیمان کمزور اور برباد اور ضعیف ہے

گفتِ او زفت و وفائے اُو نحیف
اس کی باتیں گھنی ہیں اور اس کی وفاداری کمزور ہے

گر خورد سو گند ہم باور مکُن
اگر وہ قسم بھی کھائے تو یقین نہ کر

بشکند سو گند مَردِ کژ سُخن
الٹی باتیں کرنے والا قسم توڑ ڈالتا ہے

---

[1] میزان۔ معیار۔ جُحود۔ انکار عدو۔ شیطان۔ گواہ۔ حضرت آدم کے کمال پر جس طرح فرشتوں کا اقرار اور سجدہ گواہ ہے اسی طرح شیطان کا انکار بھی گواہ ہے۔ کفران۔ انکار، ناشکری سگک۔ کاف تصغیر کا ہے یعنی شیطان۔ ایں سخن۔ یعنی ناقصین کا انکار کاملین کی فضیلت کی دلیل ہے۔ تملّق۔ چاپلوسی، خوشامد

[2] اُو۔ یعنی شیر مرد۔ وز ستیز۔ مکھی کی عادت ہے کہ اڑاؤ تو وہ لوٹ کر آتی ہے۔ جوان یعنی شیر مرد زفت۔ موٹا، بھاری۔

[3] جائے ساز۔ موافق جگہ آسیا سنا۔ سنگ آسیا چکی کا پتھر۔ خزد۔ خزیدن بمعنی گھسنا کا فعل مضارع ہے۔ ایں مثل۔ وہ ضرب المثال جو دوسرے شعر میں مذکور ہے۔ کینِ اُو۔ بیوقوف دشمنی میں جدا ہو جائیگا تو نقصان نہ پہنچا سکے گا دوستی کے میل جول کی وجہ سے نقصان رساں ہوگا عہد اُو۔ بیوقوف کا کوئی عہد و پیمان مضبوط نہیں ہوتا ہے وہ باتونی ہوتا ہے اس میں وفاداری نہیں ہوتی ہے۔ گر خورد۔ بیوقوف کی قسم پر بھی بھروسہ نہ کرنا چاہیے وہ فوراً قسم توڑ ڈالتا ہے۔

چونکہ بے سوگند گفتش بُد دروغ
چونکہ اس کی بغیر قسم کے بات، جھوٹ تھی

تو میفت از مکر و سوگندش بدوغ[1]
تو اس کے مکر اور قسم کی وجہ سے فریب میں نہ پڑ

نفس او میرست و عقل اُو اسیر
اس کا نفس حاکم ہے اور اس کی عقل قیدی ہے

صد ہزاراں مُصحفش خود خوردہ گیر
لاکھوں قرآن اس کے کھائے ہوئے سمجھ

چونکہ بے سوگند پیماں بشکند
جبکہ وہ بغیر قسم کے عہد توڑ ڈالتا ہے

گر خورد سوگند ہم آں بشکند
اگر قسم بھی کھا لے گا اس کو توڑ ڈالے گا

زانکہ نفسِ آشفتہ تر گردد زاں
کیونکہ اس (قسم) سے نفس زیادہ پریشان ہو گا

کہ کند بندش بسوگندِ گراں
کہ اس کو بھاری قسم میں قید کرے

چوں اسیرے بند بر حاکم نہد
جب کوئی قیدی حاکم کے بیڑی لگائے

حاکم آں رابر دَرد بیروں جہد
حاکم اس کو توڑ دے گا، باہر نکل آئے گا

بر سرش کوبد زخشم آں بند را
اس کے سر پر وہ بیڑی دے مارے گا

می زند بر روئے اُو سوگندرا
قسم کو اس کے منہ پر پھینک مارے گا

توز اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِش دست شو
تو "عہدوں کو پورا کر" سے اس سے ہاتھ دھو لے

اِحْفَظُوْا اَیْمَانَکُمْ با اُو مگو
"اپنی قسموں کی حفاظت کرو" اس سے نہ کہہ

وانکہ[2] داند عہد باکہ می کند
جو شخص یہ سمجھ لے کہ عہد کس سے کرتا ہے

تن کند چوں تارو گرد اُو تند
جسم کو دھاگے کی طرح کرتا ہے اور اس کے گرد تنتا ہے

بعیادت رفتن حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بر صحابی رنجور و فائدہ عیادت

حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار صحابی کی مزاج پرسی کو جانا اور بیمار پرسی کا فائدہ

از صحابہ خواجۂ بیمار شُد
صحابہ میں سے ایک بزرگ بیمار ہو گئے

واندراں بیماریش چوں تار شُد
اور اس بیمار میں وہ دھاگے کی طرح ہو گئے

مصطفیٰ آمد عیادت سوئے اُو
(حضرت) مصطفیٰ ان کے پاس بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے

چوں ہمہ لُطف و کرم بُد خوئے اُو
چونکہ آپ کی عادت مجسم لطف و کرم تھی

در عیادت رفتنِ تو فائدہ است
بیمار پرسی کے لئے تیرا جانا فائدہ ہے

فائدہ آں باز بر تو عائدہ است
"اس کا فائدہ تجھے ہی پہنچنے والا ہے"

فائدہ اوّل کہ آں شخص علیل
پہلا فائدہ یہ ہے کہ وہ بیمار شخص

بُو کہ[3] قُطبے باشد و شاہِ جلیل
ہو سکتا ہے کوئی قطب اور بڑا شاہ ہو

---

[1] دوغ۔ چھاچھ، مکر۔ نفس کو بیوقوف کی عقل پر اس کا نفس ہے اگر وہ قسم کی بجائے لاکھوں قرآن بھی کھا جائے تو کیا اعتبار ہے۔ چونکہ۔ عہد شکنی کا عادی بہر حال عہد توڑ ڈالتا ہے۔ زانکہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسیر نفس حاکم ہوتا ہے۔ اور حاکم کسی قسم کی بیڑی کب برداشت کر سکتا ہے۔ اس کو جلد توڑ ڈالیگا ہاں اگر انسان کی طبیعت سلیم ہو تو وہ قسم کی بیڑی کا احساس کرے گا۔ اسیر۔ قیدی یعنی وہ بیوقوف جو نفس کی قید میں ہے۔ حاکم۔ یعنی نفس۔ برسرش۔ قسم توڑوا کر وہ گنے عذاب میں مبتلا کریگا۔

[2] وانکہ۔ ایک مومن سمجھتا ہے کہ وہ قسم کھا کر خدا سے عہد کرتا ہے تن کند۔ یعنی اپنے جسم کو دھاگا بنا کر اس کو مضبوط باندھتا ہے اور اس کی حفاظت میں جان قربان کرتا ہے۔ عیادت۔ بیمار پرسی، اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ بعض بندگانِ خدا فنائیت کے اس مقام پر ہوتے ہیں کہ انکے ساتھ کوئی عہد ہو یا دیگر معاملہ وہ خدا کے ساتھ سمجھا جاتا ہے۔ چوں۔ آنحضورؐ کے اخلاق کریمانہ تھے۔ عائدہ۔ لوٹنے والا یعنی عیادت کا فائدہ خود عیادت کرنیوالے کا اپنا فائدہ ہے۔

[3] بُو۔ شاید قطب۔ اولیاء میں سے ایک خاص مرتبہ رکھنے والے کو کہا جاتا ہے۔ جلیل۔ بزرگ۔

چوں دو چشمِ دل نداری اے عَنود — وَانمی [1] دانی تو ہیزم راز عُود
اے سرکش! جب تو دل کی دو آنکھیں نہیں رکھتا ہے — تو گھر کو ایندھن سے ممتاز نہیں سمجھ سکتا ہے

چونکہ گنجے ہست در عالم مَرنج — ہیچ ویراں را مداں خالی زگنج
جبکہ دنیا میں خزانہ ہے رنجیدہ نہ ہو — کسی ویرانے کو (بھی) خزانے سے خالی نہ سمجھ

قصد ہر درویش می کُن از گزاف — چوں نشاں یابی بجد می کُن طواف
ہر درویش کا قصد وجہ کے بغیر کر لیا کر — جب پتہ پالے تو کوشش کر کے چکر کاٹ

چوں تُرا آں چشمِ باطن بیں نہ بود — گنج [2] می پندار اندر ہر وجود
جب تیری باطن کو دیکھنے والی آنکھ نہیں ہے — ہر وجود میں خزانہ سمجھ

ور نباشد قُطب یارِ رہ بُوَد — شہ نباشد فارِس اَسپہ بُوَد
اگر قطب نہ ہو گا، راستہ کا یار ہو گا — شاہ نہ ہو گا، گھوڑا سوار ہو گا

پس صلہ یارانِ رہ لازم شمار — ہر کہ باشد گر پیادہ گر سوار
یاروں کے ساتھ سلوک کو لازم سمجھ — کوئی ہو، پیادہ ہو یا سوار

ور عَدُوّ باشد ہم ایں اِحساں نکوست — کہ باحساں دوست گردد گر عَدُو دست
اگر دشمن ہے تو بھی یہ احسان اچھا ہے — اگر دشمن ہے احسان کی وجہ سے دوست ہو جائیگا

ور [3] نگردد دوست کینش کم شَوَد — زانکہ اِحساں کینہ را مرہم شَوَد
اگر دوست نہ بنا تو اس کی دشمنی کم ہو جائیگی — اس لئے کہ احسان کینہ کا مرہم ہے

پس فوائد ہست غیرِ ایں ولیک — از درازی خائفم اے یارِ نیک
اس کے علاوہ بھی فائدے ہیں، لیکن — اے بھلے یار! میں طوالت سے خائف ہوں

حاصل ایں آمد کہ یارِ جمع باش — ہمچو بُتگر از حَجر یارے تراش
خلاصہ یہ نکلا کہ جماعت کا دوست بن — بت گر کی طرح پتھر سے دوست تراش لے

زانکہ نبوہی و جمعِ کارواں — رہزناں را شکند پُشت و سناں
اس لئے کہ قافلہ کی جماعت اور اس کی کثرت — ڈاکوؤں کی کمر اور بھالا توڑ دیتی ہے

وحی آمدن از حق تعالیٰ بہ موسیٰ کہ چرا بہ عیادتِ من نیامدی

حضرت موسیٰ کے پاس خدا کی طرف سے وحی آنا کہ تو میری بیمار پرسی کے لئے کیوں نہ آیا؟

آمد از حق سوئے موسیٰ ایں عتیب — کاے طلوعِ ماہ دیدہ تو زجیب
موسیٰ کی جانب سے اللہ کے پاس سے یہ ناراضی پہنچی — اے وہ کہ تو نے گریبان سے سورج کا طلوع دیکھا ہے

---

[1] وانمی۔ وانی۔ جب تم خاص قطب کو نہیں پہچانتے ہو تو ہر مومن کی عیادت کر لیا کرو۔ چونکہ۔ دنیا اولیاء سے خالی نہیں ہے تلاش جاری رکھو پالو گے۔ چوں۔ جب ولی دستیاب ہو جائے اس پر جان قربان کردو۔

[2] گنج۔ اہل باطن کے پالینے کی تدبیر یہی ہے کہ ہر جگہ ان کو تلاش کرو یا رہ۔ یعنی بیمار اگر قطب نہ ہوگا۔ تو کوئی سالک راہ طریقت ہوگا ش۔ یعنی قطب۔ فارس۔ گھوڑا سوار۔ صلہ۔ باہمی تعلق۔ ہر کہ۔ یعنی خواہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو۔ ور عدو۔ دشمن سے بھلائی کرو۔ دشمنی دوستی سے بدل جائے گی۔

[3] ور۔ بھلائی کرنے سے دشمن دوست بھی نہ بنے گا تو دشمنی میں کمی آجائے گی۔ حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ عیادت سے معاشرہ کی اصلاح ہوتی ہے اور ایک اچھا معاشرہ پیدا ہوتا ہے اور اچھے معاشرہ میں زندگی گوشۂ تنہائی کی زندگی سے بہت بہتر ہے۔ تجر۔ مردہ دل میں اپنی محبت پیدا کردو زانکہ۔ یہ اجتماعی زندگی کی فضیلت ہے۔ وحی۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ہر مسلمان کی عیادت کرنی چاہیے خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ عتب۔ عتاب، ناراضی جیب۔ گریبان حضرت موسیٰ کے معجزہ ید بیضا کی طرف اشارہ ہے۔

مُشرِقت [1] کردم بنورِ ایزدی — من ھُم رنجور گشتم نامدی
میں نے خدائی نور سے تجھے مشرق بنایا — میں خدا ہوں، میں بیمار ہوا تو نہ آیا

گفت سبحانا تو پاکی از زیاں — اینچہ رمزست ایں بگُن یارب عیاں
حضرت موسیٰ نے کہا اے اللہ تو نقصان سے پاک ہے — یہ کیا راز ہے؟ اے خدا اس کو ظاہر کر دے

باز فرمودش کہ در رنجوریم — چوں نہ پُرسیدی تو از روئے کرم
(اللہ تعالیٰ نے) پھر اس سے کہا کہ میں مریض ہوں — تو نے از روئے کرم میری پُرسش کیوں نہ کی

گفت یارب نیست نقصانے ترا — عقل گم شد ایں گرہ رابر کشا
انہوں نے عرض کیا۔ خدا تیرے لئے کمی کوتاہی نہیں ہے — عقل گم ہو گئی ہے، یہ گرہ کھول دے

گفت آرے بندۂ خاصِ گزیں — گشت رنجور اُو منم نیکو ببیں
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ایک خاص برگزیدہ بندہ — بیمار ہوا، اور وہ میں ہوں، خوب سمجھ لے

ہست رنجوریش رنجوریِ من — ہست معذوریش معذوریِ من
اس کی بیماری میری بیماری ہے — اس کی معذوری، میری معذوری ہے

ہمنشینی
ہرکہ خواہد ہم نشینی با خدا — گو نشیند در حضورِ اولیا
جو خدا کی ہم نشینی چاہے — کہہ دو وہ اولیاء کی خدمت میں بیٹھے

از [2] حضورِ اولیا گر بگسلی — تو ہلاکی زانکہ جزوی نے کلی
اگر تو اولیاء کے پاس حاضری سے علیحدہ رہیگا — تو برباد ہے کیونکہ تو جزو ہے کل نہیں ہے

ہر کرا دیواز کریماں وا بَرد — بیگمانش یا بد سَرش راوا خورد
شیطان جس کو بھلوں سے جدا کر دے — اس کو بے سہارا پا لیتا ہے اس کا سر چبا لیتا ہے

یک بدَست از جمعِ رفتن یکزماں — مکر شیطاں باشدو نیکو بداں
تھوڑی دیر کے لئے بھی ایک بالشت جماعت سے دور ہونا — شیطان کا مکر ہو گا، خوب سمجھ لے

جدا کردنِ باغباں صوفی وفقیہ و عَلوی را از یکدگرو اَدب کردن
باغبان کا صوفی اور مولوی اور سید کو ایک دوسرے سے جدا کر دینا اور سزا دینا

باغبانے چوں نظر درباغ کرد — دید چوں دزداں بباغِ خود سہ مَرد
ایک باغبان نے جب باغ کو دیکھا — اپنے باغ میں تین شخص چوروں جیسے دیکھے

یک فقیہ [3] و یک شریف وصوفیے — ہریکے شوخے فضولی یوفیئے
ایک مولوی اور ایک سید اور صوفی — (جسمیں سے) ہر ایک بے حیا، بکواسی لغو گو

[1] مُشرِق۔ حضرت موسیٰ نورِ خداوندی کے مظہر تھے رنجور۔ بیمار۔ زیاں۔ نقصاں۔ یعنی بیماری وغیرہ۔ در رنجوریم۔ میں مریض ہوں۔ نقصان۔ یعنی بیماری۔ گرہ۔ یعنی خدا کا اپنے آپ کو بیمار کہنے کا عقدہ۔ گزیں۔ برگزیدہ۔ اُو منم۔ جب انسان فنائیت کے مقام پر پہنچتا ہے تو گویا اتحاد ہو جاتا ہے۔ ہست۔ مقام فنا میں پہنچ جانیوالے ولی کا بیمار ہونا گویا خدا کا بیمار ہونا ہے اس مضمون کی حدیث مشکوٰۃ شریف میں مذکور ہے۔ اولیا۔ جبکہ اولیا اللہ کا خدا سے اتحاد ہے تو انکے پاس بیٹھنا خدا کے پاس بیٹھنا ہے۔

[2] از حضور۔ اولیا کی صحبت باعثِ نجات ہے ورنہ شیطانی وساوس موجبِ ہلاکت بنیں گے۔ جُزوی یعنی تو ناقص ہے۔ کلی۔ یعنی تو کامل نہیں ہے۔ دیو، شیطان۔ کریماں۔ یعنی اولیا اللہ۔ واخورد۔ یعنی شیطان ہلاکت کا سبب نجاتا ہے۔ بدَشت۔ یعنی بمقدار بالشت جمع جماعت جدا کردن۔ پہلے شعر میں جماعت سے علیحدگی مضرت سمجھائی تھی اب اس کو اس حکایت سے واضح کرتے ہیں۔

[3] فقیہ۔ مولوی مفتی۔ علوی۔ وہ سید جو حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ہے لیکن حضرت فاطمہؓ کے بطن سے نہیں ہے۔ چوں۔ دزداں۔ یہ تینوں بلا اجازت باغ میں آئے تھے۔ شریف مطلق سید کے معنی بھی بولا جاتا ہے اور خاص امام حسنؓ کی اولاد کو بھی کہا جاتا ہے فضول بغیر حق کے کلام کرنیوالا۔ یوفی۔ لغو گو۔ حق

گفت با اینہا مرا صد اِ حجت ست
اس نے (دل میں) کہا ان کے مقابلہ میں میری سو دلیلیں ہیں

لیک جمع اندو جماعت رحمت ست
لیکن اکٹھے ہیں، اور جماعت رحمت ہے

بر نیایم یک تنہ با سہ نفر
تنہا تین کے ساتھ جیت نہ سکوں گا

بس ببرّم شاں نخست از یکدگر
پہلے ان کو ایک دوسرے سے جدا کر دوں

ہر یکے را من بسوئے افگنم
میں ہر ایک کو ایک جانب پھینک دوں

چونکہ تنہا شاں کنم سر بر کنم
جب ان کو اکیلا اکیلا کر دوں گا سر پھوڑ دونگا

حیلہ کردو کرد صوفی را براہ
تدبیر اور صوفی کو ایک راستہ پر کیا

تا کند یارانش را بے اُو تباہ
تاکہ اس کے دوستوں کو اس کے بغیر تباہ کرے

گفت صوفی را برو سوئے وُثاق ۳؎
اس (باغبان) نے صوفی سے کہا، گھر جا

یک گلیم آور برائے ایں رِفاق
ان ساتھیوں کے لئے ایک کمبل لے آ

رفت صوفی گفت خلوت با دو یار
صوفی چلا گیا اس (باغبان) نے دونوں دوستوں سے تنہائی میں کہا

تو فقیہی ویں شریفِ نامدار
آپ مولوی ہیں، اور یہ مشہور سید ہیں

ما بفتوئے تو نانے می خوریم
ہم آپ کے فتوے کے مطابق روٹی کھاتے ہیں

مابہ پرّ دانشِ تو می پریم
ہم آپ کی عقل کے پر سے پرواز کرتے ہیں

ویں ۳؎ دگر شہزادہ و سلطانِ ماست
یہ دوسرے ہمارے شاہ اور شہزادے ہیں

سیّدست از خاندانِ مُصطفیٰ ست
سید ہیں (حضرت) مصطفیٰ کے خاندان سے ہیں

کیست آں صوفی شکم خوارِ خسیس
وہ صوفی پیٹو، کمینہ کون ہوتا ہے؟

تا بود باچوں شما شاہاں جلیس
کہ تم جیسے شاہوں کا ہمنشین بنے

چوں بیابد مرؤرا پنبہ کنید
جب آئے اس کی روئی دھن دو

ہفتہ برباغ وراغِ من زنید
تم ایک ہفتہ باغ اور چمن میں رہو

باغ چہ بود جانِ من آنِ شماست
باغ کیا ہوتا ہے؟ میری جان تمہاری ملک ہے

اے شما بودہ مراچوں چشمِ راست
تم تو میری داہنی آنکھ ہو

وسوسہ کردو مرا ایشاں را فریفت
اس نے (ان میں) وسوسہ پیدا کر دیا اور ان کو دھوکا دیا

آہ کز یاراں نمی باید شگیفت
افسوس ہے یاروں سے صبر کر لینا مناسب نہیں ہے

چوں برہ کردند صوفی را ورفت
جب انہوں نے صوفی کو روانہ کر دیا اور وہ چلا گیا

خصم شد اندر پیش با چوبِ زفت
دشمن اس کے پیچھے موٹی لکڑی لے کر چلا

۱؎ صد حجت زبانی دلائل سے قائل کر دونگا۔ لیک۔ اگر مار پیٹ کی نوبت آئی تو میں تینوں سے نہ جیت سکونگا۔ پس۔ لہٰذا ان تینوں کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہیے اور ایک ایک کر کے نبٹنا چاہیے۔ بے اور۔ پہلے اشکو پھر فقیہ اور شریف کو تنہا تنہا کر کے تباہ کرے۔

۲؎ وثاق۔ واؤ کے کسرہ کے ساتھ قید واؤ کے پیش کے ساتھ گھر گلیم۔ کمبل۔ رفاق۔ رفیق کی جمع ہے، ساتھی خلوت۔ یعنی تنہائی میں فتویٰ۔ عوام فقیہ کے فتوے سے حلال وحرام کا فیصلہ کرتے ہیں۔ پرّ دانش۔ فقیہ عقلی دلائل قلم کرتا ہے۔

۳؎ ویں۔ یعنی شریف۔ خاندان۔ اہلبیت، شکم خوار۔ پیٹو۔ جلیس۔ ہم نشین پنبہ کنید یعنی اس کو روئی کی طرح دھن دو بعض صاحبان نے تہذیہ سمجھ کر تہنیہ کا مخفف قرار دیا ہے۔ راغ۔ چمن۔ زنید۔ یعنی خیمہ زنید۔ آن۔ ملکیت۔ چشمِ راست۔ داہنی آنکھ زیادہ محبوب ہے۔ گشیفت۔ صبر کیا۔ برہ۔ یعنی گھر کے راستہ کی جانب۔ خصم۔ یعنی باغبان۔ زفت۔ موٹا۔

گفت اے سگ صوفی باشد کہ تیز
بولا اے کتے ! تو وہی صوفی ہے کہ تیزی سے

اندر آئی باغِ ما تواز ستیز[1]
تو ہمارے باغ میں جبراً اندر آتا ہے

ایں جُنیدتؒ رہ نمودو با یزیدؒ
یہ راستہ تجھے جنیدؒ اور بایزیدؒ نے دکھلایا ہے

از کدامیں شیخ و پیرت ایں رسید
کون سے شیخ اور پیر سے تجھے یہ پہنچا ہے؟

گفت صوفی راچو تنہا یافتش
جب صوفی کو اکیلا پایا اس کو پیٹ ڈالا

نیم کُشتش کرد و سر بشگافتش
اس کو ادھ موا کر دیا اور اس کا سر پھاڑ دیا

گفت صوفی آنِ من بگذشت لیک
صوفی بولا، میرا وقت تو گزر گیا لیکن

اے رفیقاں پاسِ خود دارید نیک
اے دوستو ! اپنا خوب خیال رکھو

مر مرا اَغیار دانستید ہاں
خبردار ! تم نے مجھے غیر سمجھا

نیستم اَغیار تَر زیں قلتباں
اس دیوث سے زیادہ میں غیر نہیں ہوں

آنچہ من خوردم شمارِ اخوردنی ست
جو کچھ میں نے چکھا، تمہیں بھی چکھنا ہے

واآنچنیں ضَربت جزائے ہر دَنی ست
اس طرح کی پٹائی ہر کمینہ کی سزا ہے

رفت بر من بر شما ہم رفتنی ست
مجھ پر جو گذری، تم پر بھی گذرنی ہے

آنچنیں شربت شمارا خوردنی ست
اس طرح کا شربت تمہیں بھی پینا ہے

ایں جہاں کوہست گفت و گوئے تو
یہ دنیا پہاڑ ہے اور تیری گفتگو

چوں صَدا ہم باز آید سُوئے تو
گونج کی طرح تیری طرف لوٹتی ہے

چوں زصوفی گشت فارغ باغباں
جب باغبان، صوفی سے نبٹ لیا

یک بہانہ کرد زاں پس جِنسِ آں
اس کے بعد اسی طرح کا ایک بہانہ کیا

کاے شریفِ من بروئے سوئے ثاق
کہ اے میرے سید گھر کی جانب چلا جا

کہ زبہرِ چاشت پختم من رُقاق
اس لئے کہ میں نے ناشتہ کے لئے چپاتیاں پکائی ہیں

از درِ خانہ بگو قیما ز را
دروازے میں نوکر سے کہنا

تابیارد آں رُقاق وقاز را
تاکہ وہ چپاتیاں اور قاز لے آئے

چوں برہ کردش بگفت اے تیز بیں
جب اس کو روانہ کر دیا بولا اے تیز نگاہ والے !

تو فقیہی ظاہر ست ایں و یقیں
تو مولوی سے یہ ظاہر اور یقینی بات ہے

اُو شریفے می کند دعویٔ سَرد
وہ سید ہونے کا بغیر دلیل دعویٰ کرتا ہے

مادرِ اُورا کہ داند تا چہ کرد
اس کی ماں کے بارے میں کون جانتا ہے کہ اس نے کیا کیا ہے

---

[1] ستیز۔ لڑائی جُنید۔ بغداد کے مشہور بزرگ ہیں۔ بایزید۔ بایزید بسطامی مشہور بزرگ ہیں۔ نیم کشتہ۔ ادھ موا۔

[2] گفت۔ صوفی نے پٹنے کے بعد فقیہ اور شریف سے کہا۔ قلتبان۔ دیوث۔ بے غیرت ضَربت۔ مار۔ کوڑی۔ کمینہ۔

[3] ایں جہاں۔ یعنی دنیا بمنزلہ پہاڑ ہے جس میں صدائے بازگشت ہوتی ہے۔ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے وہی سنے چاشت۔ ناشتہ کا وقت۔ رُقاق۔ چپاتیاں۔ قیماز۔ خادم قاز۔ بطخ۔ دعوی سرد۔ دعویٰ بغیر دلیل۔

برزن[1] او بر فعلِ زن دل می نہید
عورت اور عورت کے فعل پر اطمینان کرتے ہو

عقلِ ناقصِ وانگہائے اعتمید
ناقص عقل، اور پھر بھروسہ!

خویشتن را بر علی و بر نبی
اپنے آپ کو علیؓ اور نبیؐ سے

بستہ است اندر زمانہ بس غبی
وابستہ کر دیا ہے دنیا میں بہت سے بیوقوفوں نے

ہر کہ[2] باشد از زنا وز زانیاں
جو شخص زنا اور زانیوں کی اولاد ہو

ایں بردظن در حقِ ربّانیاں
وہ خدا والوں کے ساتھ ایسا گمان کرتا ہے

ہر کہ پُر گردد سرش از چرخہا
جس کسی کا سر گھومنے سے چکرا جاتا ہے

ہمچو خود گردندہ بیند خانہ را
وہ گھر کو اپنا جیسا چکرانے والا سمجھتا ہے

آنچہ گفت آں باغبانِ بوالفضول
اس بکواسی باغبان نے جو کچھ کہا

حالِ اُو بُد دور ز اولادِ رسولؐ
خود اس کا حال تھا، رسولؐ کی اولاد سے دور

گر نہ بودے اُو نتیجہ مُرتداں
اگر وہ مرتدوں کا نطفہ نہ ہوتا

کے چنیں گفتے برائے خانداں
خاندانِ نبوت کے لئے ایسا کب کہتا؟

خواند افسونہا شنید آں رافقیہ
اس نے منتر پڑھے مولوی نے وہ سنے

در پیش رفت آں ستمگارِ سفیہ
وہ احمق ظالم اس کے تابع بن گیا

گفت[3] اے خر اندریں باغت کہ خواند
بولا، اے گدھے! اس باغ میں تجھے کس نے بلایا ہے

از پیمبر دُزدیت میراث ماند
پیمبر سے ورثہ میں تجھے چوری ملی

شیر را بچہ ہمی ماند بدو
شیر کا بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے

توبہ پیغمبر چہ می مانی بگو
بتا تجھ میں پیغمبرؐ کی کیا مشابہت ہے؟

با شریف آں کرد آں دواں از کجی
کجی سے اس کمینہ نے سید کے ساتھ وہ کیا

کہ کُند با آلِ یٰسین خارجی
جو خاندانِ نبوت کے ساتھ خارجہ کرتا ہے

تا چہ کیں دارند ایم دیوو غول
دیکھو! شیطان اور بھتنے کس قدر مستقل کینہ رکھتے ہیں

چوں یزید و شمر با آلِ رسولؐ
یزید اور شمر کی طرح، رسول کی اولاد کیساتھ

شُد شریف از زخمِ آں ظالم خراب
سید اس ظالم کی مار سے برباد ہوا

با فقیہ اُو گفت با چشمِ پُر آب
آنسو بھری آنکھوں سے اس نے مولوی سے کہا

پائدار اکنوں کہ ماندی فرد و کم
ٹھہر، اب جبکہ تو اکیلا اور کم رہ گیا

چوں دُہل شو زخم می خور بر شکم
دھول بن جا پیٹ پر مار کھا

---

[1] برزن۔ نسب کا معاملہ عورت کے قول و فعل پر مبنی ہے۔ اعتمید۔ اعتماد۔ خویشتن۔ یعنی اس زمانہ میں بہت سے بے وقوف اپنے آپ کو آنحضورؐ اور حضرت علیؓ کی اولاد بتاتے ہیں۔

[2] ہر کہ۔ چونکہ گذشتہ شعر میں سید کے لئے باغبان کے نامناسب قول کا ذکر تھا اس لئے مولانا اظہار کرتے ہیں کہ دوسروں کو حرامی کہنا خود حرامی ہونے کی دلیل ہے۔ رُبانیاں۔ یعنی اہل بیت۔ ہر کہ۔ جیسے خود چکرانے والے کو گھر چکراتا نظر آتا ہے۔ اسی طرح حرامی کو دوسرے حرامی نظر آتے ہیں۔ نتیجہ۔ یعنی اولاد۔ نطفہ۔ مُرتد۔ دین سے منحرف ہو جانے والا۔ خاندان۔ یعنی اہل بیت۔ ستمگار۔ یعنی باغبان۔ سفیہ۔ بیوقوف۔

[3] گفت۔ یعنی باغبان نے شریف سے کہا۔ میراث چونکہ وہ آل رسول تھا۔ مانی۔ مانند ہستی۔ یٰسین۔ بعض مفسرین نے اس کو آنحضورؐ کا نام قرار دیا ہے۔ خارجی۔ وہ لوگ تھے جو حضرت علیؓ سے منحرف ہو کر ان کی تکفیر کرنے لگے تھے۔ یزید۔ ابن معاویہؓ اسی کے دور حکومت میں حضرت امام حسینؓ کو کربلا میں شہید کیا گیا۔ شمر۔ وہ بدنصیب جو حضرت امام حسینؓ کا قاتل تھا۔ پائیدار۔ ٹھہر۔ فرد۔ تنہا۔ دُہل۔ دھول۔

گر شریف ولایق و ہمدم نیمَ
میں اگر سید اور لائق اور ساتھی نہیں ہوں

از چنیں ظالم[1] ترا من کم نیمَ
تیرے لئے اس ظالم سے کم نہیں ہوں

مَر مرا دادی بدیں صاحب غرض
تو نے مجھے اس خود غرض کے سپرد کر دیا

احمقی کردی ترا بِئسَ العِوَض
تو نے بیوقوفی کی، تیرے لئے برا بدلہ ہے

شُدا زو فارغ بیامد کائے فقیہ
وہ اس سے نبٹا، آیا کہ او مولوی!

چہ فقیہی اے تو ننگِ ہر سَفیہ
تو کیا مولوی ہے؟ تو تو ہر احمق کے لئے ننگ ہے

فتویت اینست اے ببریدہ دست
اے ہتھ کٹے! تیرا یہ فتوی ہے

کاندر آئی و نگوئی امر ہست
کہ اندر آجائے اور نہ کہے کہ اجازت ہے

ایں چنیں رخصت بخواندی در وسیط
اس طرح کا جواز تو نے وسیط میں پڑھا ہے

یا بُدست ایں مسئلہ اندر مُحیط
یا یہ مسئلہ محیط میں ہے

ایں بگفت و دست بروے برکُشاد
یہ کہا اور اس پر ہاتھ چھوڑ دیا

دستِ اُو کینِ دلش راداد داد
اس کے ہاتھ نے دل کے کینہ کی خوب داد دی

گفت حقستت بزن دستت رسید
اس نے کہا تجھے حق ہے مار تیرا قابو چل گیا

ایں سزائے آنکہ از یاراں بُرید
یہی اس کی سزا ہے جو دوستوں سے کٹا

من سزا وارم باین و صد چنیں
میں اس اور اس جیسی سینکڑوں کا مستحق ہوں

تاچرا ببریدم از یاراں بکیں
کینہ میں دوستوں سے کیوں کٹا؟

گوش کردم آں ہمہ افسوس[2] تو
تیرے سب ملامت میں نے سنی

میزنم بر سر کہ شُد ناموسِ تو
سر پر (تھپڑ) مارتا ہوں کہ تیری عزت گئی

زد وُرا القِصّہ بسیارو بخست
قصہ مختصر اس کو بہت مارا اور چورا کر دیا

کرد بیرونش زباغ و در بہ بست
اس کو باغ سے نکالا اور دروازہ بند کر دیا

ہر کہ[3] تنہا ماند از یاران خود
جو اپنے دوستوں سے الگ رہ گیا

ایں چنیں آید مر اُورا جملہ بد
اس طرح کی سب خرابیاں اس پر آتی ہیں

ایں عیادت از برائے ایں صلہ ست
یہ بیمار پرسی اس تعلق کے لئے ہے

ویں صلہ از صد محبت حاملہ ست
یہ تعلق سینکڑوں محبتوں کا حامل ہے

رجعت بقصۂ مریض و عیادت رفتن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
مریض اور آنحضور کے مریض پرسی کے لئے جانے کی طرف رجوع

[1] ظالم۔ یعنی باغبان۔ بئس العوض۔ برا بدلہ۔ فتویت۔ فتوائے تو۔ امر حکم اجازت۔ وسیط۔ امام غزالی کی مشہور کتاب ہے محیط حنفی فقہ کی مشہور کتاب ہے۔

[2] افسوس۔ ملامت۔ ناموس۔ عزت۔

[3] ہر کہ۔ مجمع اور جماعت سے علیحدگی کا یہی انجام ہوتا ہے اس لئے عیادت۔ عیادت سے جماعتی زندگی بنتی ہے۔

در عیادت شُد رسول بے ندید[1] آں صحابی را بحالِ نزع دید
بےنظیر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بیمار پرسی کیلئے روانہ ہوئے ان صحابی کو نزع کی حالت میں دیکھا

چوں شدی دُور از حضور اولیا در حقیقت گشتہ دُور از خدا
جب تو اولیا کے پاس حاضری سے دور ہو گیا حقیقتاً تو خدا سے دور ہو گیا ہے

چوں نتیجہ ہجر ہمراہاں غم ست کے فراقِ روئے شاہاں زاں کمست
جبکہ ساتھیوں کی جدائی کا نتیجہ غم ہے شاہوں کے حضور سے جدائی اس سے کب کم ہے؟

سایۂ شاہاں طلب ہر دم شتاب تا شوی زاں سایہ بہتر ز آفتاب
شاہوں کا سایہ طلب کر اور ہر وقت دوڑتا رہ تاکہ تو اس سایہ کی وجہ سے سورج سے بہتر ہو جائے

رو بُجُسپ اندر پناہے مُقبلے[2] بُود کہ آزادت کُند صاحبدلے
کسی با اقبال کی پناہ میں جا پڑ شاید کوئی صاحب دل تجھے آزادی دیدے

گر سفر داری بدیں نیت برو ور حضر باشد ازیں غافل مشو
اگر ۔۔۔ ہے اس نیت سے جا اگر اقامت ہو (تو بھی) اس سے غافل نہ ہو

در بدر گرد و میر و کو بکو جستجو کن جستجو کن جستجو
در بدر پھر، کوچہ بکوچہ جا تلاش کر، تلاش کر، تلاش

تا توانی ز اولیاء بر متاب جہد کُن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
جب تک ہو سکے اولیا سے منہ نہ موڑ کوشش کر، اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

گفتن شیخے مر بایزید[2] راکہ کعبہ منم گرد من طواف کُن
ایک شیخ کا بایزید سے کہنا کہ میں کعبہ ہوں تو میرا طواف کر لے

سُوئے مکہ شیخ اُمت بایزید از برائے حج و عُمرہ می دوید
امت کے شیخ بایزید مکہ کی جانب حج اور عمرہ کے لئے جا رہے تھے

اُو بہر شہریکہ رفتے از نخست مرد عزیزاں را بکردے باز جُست
وہ جس شہر میں جاتے ابتداء خاصان خدا کی تلاش کرتے

گردمی گشتے کہ اندر شہر کیست کو برارکانِ بصیرت مُتّکی ست
چکر کاٹتے کہ شہر میں کون ہے جو طریقت کے ستونوں پر ٹیک لگائے ہو

گفت حق اندر سفر ہر جا روی باید اوّل طالب مردے شوی
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا جس جگہ تو سفر میں جائے یہ چاہیے کہ ابتداء تو مرد (حق آگاہ) کا طالب بنے

[1] ندید۔ مثال نظم۔ نزع۔ جانکنی۔ چوں شوی۔ مولانا عیادت کے قصہ کو پورا کرنا چاہتے تھے لیکن اولیاء کی صحبت کی ترغیب کے بیان نے مولانا کو وہ پورا نہ کرنے دیا اور پھر صحبت اولیاء کی بات شروع کر دی۔ چوں۔ نتیجہ۔ اگر اہل اللہ سے دوری قرب حق سے محرومی کا سبب نہ بھی ہو تو جدائی کا غم ہی کیا کم ہے۔ بہتر ز آفتاب۔ سورج تو ظاہری انوار پہنچاتا ہے اولیاء سے فیض سے باطنی نور حاصل ہوتا ہے۔

[2] مقبلے۔ یعنی ولی اللہ۔ صاحبدل۔ ولی اللہ اس کی صحبت خواہشات نفسانی سے آزاد کر دیتی ہے۔ گر۔ انسان سفر میں ہو یا حضر میں ہر حالت میں اولیاء اللہ کی صحبت کی تلاش کرے۔

[3] بایزید۔ بسطامی مشہور ولی گزرے ہیں۔ عزیزاں۔ اولیاء اللہ ارکان۔ بصرت یعنی شرائط طریقت۔ متکی۔ تکیہ لگانیوالا۔ گفت حق۔ یعنی اللہ نے بایزید کے دل میں الہام فرمایا۔ مرد یعنی ولی اللہ۔

قصد گنجے ۱ کن کہ ایں سود و زیاں
خزانہ کا ارادہ کر کیونکہ یہ نفع نقصان

در تبع آید تو آں را فرع داں
تبعاً حاصل ہو جائے گا اس کو تو فرع سمجھ

ہر کہ کارد قصدِ گندم باشدش
جو بوتا ہے اس کا قصد گیہوں کا ہوتا ہے

کاہ خود اندر تبع می آیدش
بھوسا تبعاً اس کو حاصل ہو جاتا ہے

گر بکاری جو نیاید گندمے
تو اگر جو بوئے گا گیہوں نہ اگے گا

مردمے جُو مردے جُو مردمے
ی مرد (حق) کی تلاش کر کسی مرد (حق) کی تلاش کر کسی مرد حق کی

قصدِ کعبہ کُن چو وقتِ حج بود
جب حج کا زمانہ ہو کعبہ کا قصد کر

چونکہ رفتی مکّہ ہم دیدہ شود
جب تو پہنچے گا مکہ بھی دیکھ لیا جائے گا

قصد در معراج دیدِ دوست بُود
معراج میں دوست کے دیدار کا قصد تھا

در تبع عرش و ملائک ہم نمود
تبعاً عرش اور فرشتے بھی دکھائی دیئے

سیّد ۲ الاعمالُ بالنیّاتُ گفت
نیّت خیرت بسے گلہا شگفت

سید (المرسلین) نے فرمایا اعمال نیتوں سے ہیں
تیری اچھی نیت سے بہت سے پھول کھلے ہیں

نیّتِ مُومن بود بہ از عمل
ایں چنیں فرمود سُلطانِ دُوَل

مومن کی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہے
سلطنتوں کے بادشاہ نے اسی طرح فرمایا ہے

حکایت ۳ خانہ ساختن مُریدے و امتحانِ پیر مُرید را

ایک مرید کا مکان بنانے اور پیر کا مرید سے امتحان لینے کا قصہ

خانہ نو ساخت روزے یک مُرید
ایک مرید نے ایک وقت نیا گھر بنایا

پیر آمد خانہ اورا بدید
پیر آیا اس نے اس کے گھر کو دیکھا

گفت شیخ آں نو مریدِ خویش را
شیخ نے اپنے اس نئے مرید سے فرمایا

امتحاں کرد آں نکو اندیش را
اس خیر اندیش کا امتحان لیا

روزن از بہرِ چہ کردی اے رفیق
اے دوست، تو نے روشندان کس لئے بنایا ہے

گفت تا نور اندر آید زیں طریق
اس نے کہا تاکہ اس راستے سے روشنی اندر آئے

گفت آں فرع ست ایں باید نیاز
فرمایا یہ تو فرع ہے یہ طاعت کیلئے ہونا چاہیے

تا ازیں رہ بشنوی بانگ نماز
تاکہ تو اس راستے سے اذان سنے

نور خود اندر تبع می آیدت
روشنی تبعاً خود تیرے پاس اندر آئے گی

نیت آں را کُن کہ آں می بایدت
اس کی نیت کر جس کی نیت کرنی چاہیے

۱ قصد تبع۔ یعنی سفر کا اصل مقصد کی ولی اللہ کی زیارت کو بنا کر سفر کے دوسرے منافع تبعاً حاصل کر اور انکو فروع سمجھو۔ جس طرح کاشتکار کا اصل مقصد گیہوں ہے بھوسا ضمناً حاصل ہو جاتا ہے۔ قصد کعبہ۔ حج کا مقصد اصلی کعبہ کی زیارت ہے مکہ شہر کی تبعاً زیارت ہو جاتی ہے۔ در معراج۔ آنحضور کا مقصود معراج میں دیدار باری تھا عرش و ملائک کا دیدار تبعاً حاصل ہو گیا۔

۲ سید۔ آنحضور نے ارشاد فرمایا ہے انما الاعمال بالنیات یعنی اعمال کا مدار نیتوں پر ہے جیسی نیت ہو گی ویسا ہی اس عمل کا نتیجہ ہو گا۔ نیت۔ حدیث شریف ہے نیۃ المؤمن خیر من عملہ و عمل المنافق خیر من نیتہ یعنی مومن کی نیت عمل سے بھی بہتر ہوتی ہے اور منافق کا عمل نیت سے بہتر ہوتا ہے یعنی منافق جو عمل کرتا ہے اس میں فاسد نیت ہوتی ہے۔

۳ حکایت۔ اس حکایت کا منشا یہ ہے کہ عمل میں اعلیٰ مقصد کی نیت کرنی چاہیے ادنیٰ مقصد خود حاصل ہو جائیگا۔ نو مرید یہ مرید ابھی شیخ کی تعلیمات سے پورا مستفید نہیں ہوا تھا۔ روزن۔ روشندان۔ گھر میں روشندان بناتے ہیں بہتر یہ ہے کہ اس کا مقصد ذکر اللہ اور اذان کی آمد کو قرار دے روشنی روشندان سے خود حاصل ہوتی جائیگی۔

بایزید اندر سفر جُستے بسے
با یزیدؒ نے سفر میں بہت تلاش کیا

تا بیابد خضرِ وقتِ خود کسے
تا کہ کسی اپنے وقت کے خضر کو پا لے

دید پیرے با قدے ہمچوں ہلال
ایک بوڑھے ہلال جیسے قد والے کو دیکھا

یافت در روے فرّ و گفتارِ رجال
آئینہ مردان (حق آگاہ) کی شان اور گفتگو پائی

دیدہ نابینا و دل چوں آفتاب
آنکھوں سے نابینا، اور دل سورج کی طرح

ہمچو فیلے دیدہ ہندستاں بخواب
اس ہاتھی کی طرح جس نے ہندوستان کو خواب میں دیکھا ہو

چشم[۲] بستہ خفتہ بیند صد طرب
آنکھیں بند کئے ہوئے سوتا ہوا سو مستیاں دیکھتا ہے

چوں کشاید آں نہ بیند اے عجب
جب (آنکھ) کھولتا ہے تعجب ہے وہ کچھ نہیں دیکھتا

بس عجب در خواب روشن می شود
خواب میں بہت سے عجائب دیکھتا ہے

دل درونِ خواب روزن می شود
نیند میں دل روشندان بن جاتا ہے

آنکہ بیدارست و بیند خواب خوش
جو بیدار ہے اور اچھی خواب دیکھتا ہے

عارفست اُو خاک اُو در دیدہ کش
وہ عارف (باللہ) ہے اس کی خاک قدم آنکھوں میں لگا

با یزیدؒ اورا چواز اقطاب یافت
ان کو با یزیدؒ نے جب قطبوں میں سے پایا

مسکنت نمود و در خدمت شتافت
انکساری کو دکھائی اور ان کی خدمت میں دوڑے

پیش اُو بنشست وی پرسید حال
ان کے سامنے بیٹھے اور احوال دریافت کئے

یافتش[۳] درویش و ہم صاحب عیال
ان کو نادار، اور عیال دار پایا

گفت عزم تو کجا اے با یزیدؒ
انہوں نے کہا اے بایزیدؒ تیرا کہاں کا ارادہ ہے؟

زحتِ غربت راکجا خواہی کشید
سامان سفر کہاں لے جائے گا؟

گفت عزم کعبہ دارم از وله
(بایزید نے) کہا شوق سے میرا کعبہ کا قصد ہے

گفت ہیں با خود چہ داری زادِ رہ
فرمایا اچھا، راستہ کا خرچہ کتنا رکھتا ہے؟

گفت دارم از در نقرہ دویست
کہا چاندی کے دو درم رکھتا ہوں

نک بہ بستہ سخت بر گوشہ ردیست
یہ چادر کے کونے میں مضبوط بندھے ہوئے ہیں

گفت طوفی کن بگردم ہفت بار
انہوں نے فرمایا میرے سات بار طواف کر لے

ویں نکو تر از طوافِ حج شمار
اور اس کو حج کے طواف سے بہتر سمجھ

واں درمہا پیش من نہ اے جواد
اے سخی اور وہ درم میرے سامنے رکھ دے

واں کہ حج کردی وشد حاصل مُراد
سمجھ لے کہ تو نے حج کر لیا اور مقصد پورا ہو گیا

۱ ہمچو ہلال۔ شیخ بڑھاپے کی وجہ سے نحیف و کمر تھے۔ چال۔ یعنی اولیاء اللہ۔ دیدہ نا بینا۔ یعنی وہ شیخ دل کی آنکھوں سے عالم ملکوت کی سیر کرنے مسرور تھے جس طرح ہاتھی جو ہندوستان کا جانور ہے غیر ملک میں جا کر جب ہندوستان کو خواب میں دیکھتا ہے تو مسرور ہوتا ہے۔

۲ چشم بستہ۔ اولیا باللہ آنکھیں بند کرتے ہیں جب عالم ملکوت کی سیر کرتے ہیں تو انکو حجاب قدرت نظر آتے ہیں جو آنکھیں کھولنے پر نظر نہیں آتے۔ دو عالم خواب۔ یعنی جب آنکھیں بند ہوتی ہیں تو اولیا عالم ملکوت کا روشندان بنجاتا ہے۔ آنکھ۔ اولیا باللہ بیداری میں آنکھیں بند کر کے وہ حسین منظر دیکھتے ہیں جو عام انسان کو خواب میں نظر آجایا کرتے ہیں۔

۳ یافتش۔ وہ شیخ بخدمت تھے اور عیالداری بہت تھی۔ ولہ۔ مشتق۔ شوق۔ روایت۔ روا است۔ صوفی ان۔ شیخ کا بایزید کو اپنے طواف کا حکم دینا۔ حاں یعنی قدر۔ طواف کا حکم دینا ہے۔ بایزید کا نفی حج ہونا اس لئے ہے کہ ملاوٹی کی صورت میں حج کی بہتر حاجتمند اولیا پر روپیہ صرف کر دینا ہے حج کر دینا۔ یعنی اس صورت میں حج سے بھی زیادہ ثواب مل جائیگا۔

عُمره کردی عمرِ باقی[1] یافتی — صاف گشتی بر صفا بشتافتی
تو نے عمرہ کرلیا اور باقی رہنے والی زندگی حاصل کرلی — تو پاک ہو گیا (کوہ) صفا پر (بھی) دوڑ لیا

حق آں حقے کہ جانت دیدہ است — کہ مرا بر بیتِ خود بگزیدہ است
اس خدا کی قسم جس کو تیری روح نے دیکھا ہے — کہ اس نے اپنے گھر پر مجھے فضیلت بخشی ہے

کعبہ[2] ہر چند یکہ خانہ بر اُوست — خلقتِ من نیز خانہ سرّ اُوست
ہر چند کہ کعبہ اس کی عبادت کا گھر ہے — میرا وجود بھی اس کے اسرار کا گھر ہے

تا بکرد آں خانہ را دروے نرفت — واندریں خانہ بجز آں حی نرفت
جب سے اس نے وہ گھر بنایا ہے اس میں نہیں گیا ہے — اور اس گھر میں اس حی (وقیوم) کے علاوہ کوئی نہیں گیا ہے

چوں مرا دیدی خدارا دیدۂ — گردِ کعبہ صدق بر گردیدۂ
جب تو نے مجھے دیکھا تو گویا خدا کو دیکھا ہے — سچائی کے کعبہ کے گرد تو نے طواف کیا ہے

خدمتِ من طاعت و حمد خداست — تا نہ پنداری کہ حق از من جُداست
میری خدمت اللہ (تعالیٰ) کی عبادت اور حمد ہے — خبردار! کبھی نہ سمجھنا کہ اللہ (تعالیٰ) مجھ سے جدا ہے

چشم نیکو باز کُن در من نگر — تا بہ بینی نورِ حق اندر بشر
اچھی طرح آنکھ کھول مجھے دیکھ — تاکہ تو بشر میں اللہ (تعالیٰ) کا نور دیکھے

با یزیدا[3] کعبہ را در یافتی — صد بہاء و عزّ و صد فر یافتی
اے بایزیدؒ! تو نے کعبہ پا لیا — سینکڑوں رونقیں اور عزتیں سینکڑوں شان و شوکت پائی ہیں

کعبہ را یکبار "بیتی" گفت یار — گفت "یا عَبدی" مرا ہفتا دبار
دوست (اللہ تعالیٰ) نے کعبہ کو ایکبار تو میرا گھر کہا ہے — مجھے ستر بار "اے میرے بندے" کہا ہے

با یزیدآں نکتہا را ہوش داشت — ہمچو زرّیں حلقہ اش در گوش داشت
(حضرت) بایزیدؒ نے ان نکتوں کو یاد کر لیا — سونے کے بالے کی طرح ان کو کان میں پہنا

آمد ازوے با یزیدؒ اندر مزید — منتہی در منتہیٔ آخر رسید
ان سے بایزیدؒ بڑھوتری میں پہنچے — کامل (مرید) مرتبہ کمال میں پہنچے

دانستنِ پیمبر کہ سبب رنجوریِ آں شخص گستاخی بودہ است در دعا
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جان لینا کہ اس شخص کی بیماری کا سبب دعا میں گستاخی تھی

چوں پیمبر دیدآں بیمار را — خوش نوازش کرد دیارِ غار را
جب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس بیمار کو دیکھا — اپنے دوست پر اچھی نوازش کی

[1] عمر باقی۔ ابدی زندگی صفا۔ کوہ صفا پر سعی کرنے سے باطنی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ مرا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کو خطاب کر کے فرمایا تھا کہ مومن تجھ سے افضل ہے۔

[2] کعبہ۔ یعنی عبادتخانہ ہے۔ خانہ سر۔ یعنی اسرار الٰہی کا مخزن ہے۔ تا بکرد۔ یعنی حضرت حق جل مجدہ کو جو تعلق قلب مومن سے ہے وہ تعلق کعبہ سے نہیں ہے اسی لئے قلب مومن تجلیات باری کا زیادہ مظہر ہے۔ چوں مرا۔ اتحاد کی وجہ سے اہل اللہ کی زیارت گویا خدا کی زیارت ہے۔

[3] بایزیدا۔ یعنی میری زیارت کعبہ کی زیارت ہے۔ کعبہ را۔ قرآن میں مذکور ہے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کو خطاب کر کے فرمایا گیا۔ "طھرا بیتی" "تم دونوں میرے گھر کو پاک کرو۔ یا عبدی۔ مومن جب بھی سورہ فاتحہ پڑھتا ہے اور اھدنا الصراط المستقیم ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرما" پر پہنچتا ہے تو حضرت حق کی جانب سے کہا جاتا ہے۔ لعبدی ما سال۔ میرے بندے کیلئے ہے جو اس نے مانگا۔ آمد۔ اس گفتگو سے حضرت بایزیدؒ کے مقامات بڑھے پہلے بھی ولایت کا کمال حاصل تھا اس گفتگو سے مزید کمال حاصل ہوا۔ یار غار۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ چونکہ غار ثور میں ہجرت کے وقت آنحضورؐ کے ساتھ تھے سچا دوست۔

زندہ[1] شد چوں اُو پیمبر را بدید — گوئی آں دم حق مرُاورا آفرید
جب اس نے پیغمبرؐ کو دیکھا اسمیں جان پڑ گئی — تو کہیگا اللہ نے اسی وقت اس کو پیدا فرمایا ہے

گفت بیماری مرا ایں بخت داد — کامدایں سلطان بر من بامداد
اس نے کہا بیماری نے مجھے یہ نصیبہ دیا — کہ صبح صبح یہ شاہ میرے پاس آئے

تامرا صحت رسید و عافیت — از قدوم ایں شہ پُر خاصیت
یہاں تک کہ مجھے صحت اور آرام حاصل ہو گیا — اس پر خاصیت شاہ کی تشریف آوری سے

اے فُجستہ رنج و بیماری و تَب — اے مبارک دَردو بیداریِ شب
مبارک ہے مرض اور بیماری اور بخار — مبارک ہے درد اور یہ رات کا جاگنا

نِک مرادر پیری از لُطف و کرم — حق چنیں رنجوری دادو سقَم
یہ کہ لطف و کرم سے بڑھاپے میں — اللہ تعالیٰ نے ایسی بیماری اور مرض عنایت کیا

دردِ پشتم داد تامن ہم زخواب — بر جہم برنیم شب لا بُد شتاب
کمر میں درد عطا کیا تاکہ میں نیند سے — لا محالہ جلدی سے آدھی رات کو اٹھ بیٹھوں

تانہ خسپم جملہ شب چوں گاؤمیش — دردہا بخشید حق از لُطفِ خویش
تاکہ تمام رات بھینس کی طرح نہ سوؤں — اللہ (تعالیٰ) نے اپنی مہربانی سے ایسے درد عطا کئے

زیں[2] شکست آں رحمِ شاہاں جوش کرد — دوزخ از تہدیدِ من خاموش کرد
اس شکستگی کی وجہ سے شاہ کا وہ رحم جوش میں آ گیا — کہ دوزخ کو میرے ڈرانے سے چپ کر دیا

رنج گنج آمد کہ رحمتہا دروست — مغز تازہ شد چو بخ اشید پوست
مرض ، خزانہ بنا کیونکہ اس میں رحمتیں ہیں — جب چھلکا چھیلا تازہ مغز نکل آیا

اے برادر موضعِ تاریک و سَرد — صبر کردن بر غم و سستی و درد
اے بھائی تاریک اور سرد مقام میں — غم اور سستی اور درد پر صبر کرنا

چشمۂ حیوان و جام مستی است — کاں بلند[3] یہامہ در پستی است
آب حیات کا چشمہ اور مستی کا جام ہے — اس لئے کہ تمام بلندیاں پستی میں (مضمر) ہیں

آں بہاراں مُضمرست اندر خزاں — پُر بہارست ایں خزاں مگریز ازاں
بہاریں خزاں میں پوشیدہ ہیں — یہ خزاں پر بہار ہے اس سے گریز نہ کر

ہمرہِ غم باش و باوحشت بساز — می طلب در مرگِ خود عمرِ دراز
غم کا ساتھی بن اور وحشت سے نباہ — اپنی موت میں دراز زندگی تلاش کر

[1] زندہ۔ یعنی ان صحابی کو از سرِ نو زندگی ملی ہے۔ سلطان۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ بامداد۔ صبح کا وقت۔ پُر خاصیت۔ بعض نسخوں میں بے حاشیت یعنی بے خلاں کے شہنشاہ۔ فجست۔ وہ بیماری جو رحمتوں کا سبب بنے مبارک ہے۔ نِک یہ بیماری عبادتوں کا سبب بن گئی درد کمر کی وجہ سے لا محالہ رات کو اٹھ بیٹھتا ہوں اور تہجد پڑھتا ہوں۔

[2] زیں شکست۔ بیماری کے مبارک ہونے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے دوزخ کے عذاب سے نجات مل گئی۔ مغز۔ بیماری غفلت کے پردے چاک کر دیتی ہے اور روح تازہ ہو جاتی ہے۔ اے برادر۔ مرض کی تکلیف پر صبر کرنا رحمتوں کا سبب ہے۔

[3] بلند یہاں۔ مراتب کی بلندیاں مصائب کی پستیوں میں پوشیدہ ہیں۔ غم۔ غم و وحشت پر صبر کرنے سے ابدی زندگی حاصل ہوتی۔

آنچہ گوید نفسِ[1] تو کاینجا بُدست
تیرا نفس کچھ بھی کہے کہ یہاں برائی ہے

مشنوش چوں کارِ اُو ضد آمدست
اس کی نہ سن کیونکہ اس کا کام بالعکس ہے

تو خلافش کُن کہ از پیغمبراں
تو اس کے خلاف کر کیونکہ پیغمبروں کی جانب سے

ایں چنیں آمد وصیّت در جہاں
دنیا میں وصیت اسی طرح آئی ہے

مشورت[2] درکارہا واجب شود
کاموں میں مشورہ ضروری ہے

تا پشیمانی در آخر کم بود
تاکہ انجام کار پشیمانی نہ ہو

حیلہا کرد ند بسایر انبیا
نبیوں نے بہت سی تدبیریں کی ہیں

تا کہ گرداں شد بریں سنگ آسیا
تب اس پاٹ پر چکی چلی ہے

نفس می خواہد کہ تاویراں کند
نفس چاہتا ہے کہ تباہ کر دے

خلق راگمراہ و سر گرداں کند
مخلوق کی گمراہ اور پریشان کر دے

گفت اُمّت مشورت با کہ کُنیم
امت نے دریافت کیا ہم کس سے مشورہ کریں؟

انبیاء گفتند با عقلِ امیم
انبیاء نے فرمایا رہبر کی عقل سے

گفت اگر کودک در آید یا زنے
دریافت کیا اگر بچہ یا عورت سامنے آئے

گوندارد عقل ورایِ روشنے
جس میں عقل اور روشن رائے نہیں ہے

گفت با او مشورت کن وانچہ گفت
فرمایا اس سے مشورہ کر اور جو وہ کہے

تو خلافِ آں کن ودر راہ اُفت
تو اس کے خلاف کر اور چل پڑ

نفس[3] خود را زن شناس از زن بتر
اپنے نفس کو عورت سمجھ عورت سے (بھی) بدتر

زانکہ زن جزوست نفست کل شر
اس لئے کہ عورت جزو ہے اور تیرا نفس پورا شر ہے

مشورت با نفسِ خود گرمی کُنی
اگر تو اپنے نفس سے مشورہ کرے

ہر چہ گوید کُن خلافِ آں دَنی
جو وہ کہے اس کمینہ کے خلاف کر

گر نمازو روزہ می فرمایدت
اگر وہ تجھے نماز اور روزہ کا حکم دے

نفس مکّارست مکرے زایدت
نفس مکار تجھ سے کوئی مکر کر رہا ہے

مشورت با نفسِ خویش اندر فعال
کاموں میں اپنے نفس سے مشورہ (کر سکتے ہو)

ہر چہ گوید عکسِ آں باشد کمال
وہ جو کچھ کہے اس کے برعکس کرنا کمال ہے

برنیائی باوے و استیز اُو
اگر اس سے اور اس کی لڑائی میں نہ جیتے

رو بہ یارے بگیر آمیز اُو
کسی یار کے پاس جا اس سے میل جول کر

---

[1] نفس۔ نفس امارہ ہمیشہ برائی کی طرف راغب کرتا ہے اس کے مشورے کے خلاف عمل کرو خلافش کن۔ نفس امارہ کے خلاف کرنے کی تمام انبیاء نے وصیت ونصیحت کی ہے۔

[2] مشورت۔ بیشک شرعی طور پر مشورہ کرنے کا حکم ہے مشورے سے انجام کی پشیمانی سے نجات ملتی ہے۔ لیکن نفس سے مشورہ مناسب نہیں ہے۔ دیاہا۔ انبیاء اور رسولوں کی تدبیروں سے لوگ ہدایت یافتہ بنے ہیں۔ نفس۔ نفس امارہ راہ ہدایت کے خلاف مشورہ دے کر برباد کرنا چاہتا ہے۔ گفت۔ مشورہ عقل سلیم والے سے کرنا چاہیے۔ امیم۔ امام کا اماں ہے۔ گفت۔ شرعی حکم ہے کہ بچہ اور عورت کا مشورہ قابل قبول نہیں ہے۔

[3] نفس خود۔ عورت کا مشورہ جبکہ نا قابل قبول ہے تو نفس کا اس سے بھی زیادہ نا قابل قبول ہونا چاہیے۔ دنی۔ کمینہ۔ گر نماز۔ ہوسکتا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہو کہ تو سمجھ لے کہ نفس اب مطمئنہ ہو گیا ہے اور مجاہدات کو ترک کر دے۔ بر نیائی۔ اگر انسان خود نفس کا مقابلہ نہ کر سکے تو شیخ کی مدد حاصل کرلے

عقل ۱ قوت گیرد از عقل دگر — نیشکر کامل شود از نیشکر

عقل، دوسری عقل سے طاقت حاصل کر لیتی ہے — نیشکر، نیشکر سے کامل ہوتی ہے

من زمکر نفس دیدم چیزہا — کو برد از مکر خود تمییزہا

میں نے نفس کے مکر سے بہت سی باتیں دیکھی ہیں — وہ اپنے مکر کے ذریعہ (اچھے برے کی) تمیز ختم کر دیتا ہے

وعدہا بدہد ترا تازہ بدست — کو ہزاراں بار آنہارا شکست

تیرے ہاتھ میں تازہ تازہ وعدے دیتا ہے — جن کو اس نے ہزاروں بار توڑا ہے

عمر ۲ اگر صد سال خود مہلت دہد — اُوت ہر روزے بہانہ نو نہد

عمر اگر سو سال کی بھی فرصت دے — وہ تجھے ہر روز نیا بہانہ سکھائے گا

گرم گوید وعدہائے سرد را — جادوے مردی بہ بندد مرد را

غلط وعدوں کو درست بتائے گا — قوت مردی کا جادو مردی کو ختم کر دیتا ہے

اے ضیاء الحق حسام الدیں بیا — کہ نہ روید بے تو از شورہ گیا

اے ضیاء الحق حسام الدین! آجا — کہ تیرے شور زمین سے گھاس نہیں اگتی

از فلک آویختہ شد پردۂ — از پئے نفرین دل آزردۂ

آسمان سے ایک پردہ لٹکا دیا گیا ہے — درد مندل دل کی ملامت کے لئے

ایں ۳ قضا راہم قضا داند علاج — عقل خلقاں در قضا گیج ست و کاج

اس تقدیر کا علاج بھی تقدیر ہی جانتی ہے — تقدیر کے معاملہ میں مخلوق کی عقل پراگندہ اور بھینگی ہے

اژدہا گشت ست آں مار سیاہ — آنکہ کرمے بود افتادہ براہ

وہ کالا سانپ، اژدہا بن گیا — جو راستہ میں پڑا ہوا ایک کیڑا تھا

اژدہا مارا اندر دست تو — شد عصا اے جان موسیٰ مست تو

تیرے ہاتھ میں اژدہا اور سانپ — لاٹھی بن گیا اے وہ کہ (حضرت) موسیٰ کی جان تجھ سے مست ہے

حکم خذہا لاتخف دادت خدا — تا بدستت اژدہا گردد عصا

خدا نے تجھے "اس کو پکڑ لے نہ ڈر" کا حکم دیا ہے — تڈا کہ تیرے ہاتھ میں اژدہا لاٹھی بن جائے

ہیں ید بیضا نما اے بادشاہ — صبح نو بکشاز شبہائے سیاہ

ہاں، اے بادشاہ ید بیضا دکھا دے — کالی راتوں میں سے کئی صبح نمودار کر دے

۱ عقل۔ مرید کی عقل شیخ کی عقل کے ساتھ مل کر قوی ہو جائے نیکی نے شکر۔ گنا اگر کسی اور کھیتی میں بویا جائے تو اچھا نہ ہوگا۔ بعض لوگوں میں پیشہ ہے یعنی عام پیشوں میں بھی استاد سے ہی کمال حاصل ہوتا ہے۔ تمیز ہا۔ نفس اچھے برے کی تمیز ختم کر دیتا ہے۔

۲ عمر۔ انسان کی طویل عمر میں بھی نفس ہر روز ایک بہانہ نیکی نہ کرنے کا تراش دیتا ہے۔ وعدہائے سرد پرانے وعدے جو پورے نہیں ہوئے ہیں۔ جادو۔ مشہور ہے کہ جادو کے ذریعہ مرد کو عورت سے باندھ دیا جاتا ہے پھر وہ مرد عورت کے قابل نہیں رہتا۔ یعنی نفس ایسا جادو کر دیتا ہے کہ نیکی پر قدرت نہیں رہتی۔ از شورہ شور یلی زمین میں گھاس اگانا بہت مشکل ہے لہٰذا ہر مشکل کام کے لئے یہ محاورہ بولا جاتا ہے۔ از فلک۔ نفس کی مکاریوں کا ایک پردہ ہے جو آسمان سے آویزاں ہے تاکہ مبتلا ملامت کا مستحق بنے۔

۳ ایں قضا۔ نفس کی مکاریاں بھی قضا خداوندی سے ہیں تو قضاء خداوندی ہی اس کا علاج کر سکتی ہے۔ انسانی عقل اس کے علاج سے عاجز ہے۔ گیج۔ پراگندہ، پریشاں۔ کاج۔ بھینگا۔ اژدہا۔ نفس ایک معمولی کیڑا تھا سانپ بنا، سانپ سے اژدہا بن گیا دست تو یعنی ضیاء الحق حسام الدین کو اللہ نے وہ روحانیت دی ہے جس کے ذریعہ وہ نفس کو راہ راست پر لا سکتے ہیں خذہا۔ قرآن میں ہے۔ خذہا ولا تخف جب موسیٰ کی لاٹھی سانپ بن گئی تو وہ ڈرے تب حکم ہوا اس کو پکڑ لو اور نہ ڈرو ید بیضا۔ موسیٰ نے بغل میں ہاتھ ڈال کر نکالا تو وہ سفید چمکیلا بنکر نکلا تھا یعنی ضیاء الحق تم بھی اپنی روشن ضمیری سے کام لیکر نفس کی اصلاح کر دو۔

دوزخے افروخت بروے دم فسوں — اے ۱ دم تو از دم دریا فزوں
اس نفس نے دوزخ بھڑکا دی ہے اس پر پھونک مار دے — اے وہ کہ تیری پھونک دریا کی ہمت سے بڑھ کر ہے

بحر مکارست و بنمودہ کفے — دوزخ ست از مکر بنمودہ تفے
وہ نفس مکار سمندر سے جھاگ دکھائی دیتا ہے — دوزخ ہے مکر سے (معمولی) حرارت دکھائی دیتا ہے

زاں نماید مختصر در چشم تو — تا ز بوں بینیش جنبد خشم تو
تیرہ نگاہ میں اس وجہ سے مختصر نظر آتا ہے — تاکہ تو اس کو حقیر سمجھے اور تیرا غصہ حرکت میں آجائے

ہمچناں کہ لشکر انبوہ بود — مر پیمبر را بہ چشم اندک نمود
جیسا کہ لشکر بہت تھا — پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نظر میں مختصر نظر آیا

تا بر ایشاں ۲ زد پیمبر بے خطر — ور فزوں دیدے ازاں کردے حذر
یہانتک کہ پیغمبرؐ نے اس پر بال جھجک حملہ کر دیا — اگر زیادہ دیکھتے اس سے ہچکچاتے

آں نمایش بود فضل ایزدی — احمدا ور نہ تو بد دل می شدی
یہ دکھاوا اللہ تعالیٰ کا کرم تھا — ورنہ اے احمد! تم بد دل ہو جاتے

کم نمود اورا واصحاب ورا — آں جہاد ظاہر و باطن خدا
ان کو اور ان کے ساتھیوں کو کم دکھایا — اللہ (تعالیٰ) نے ظاہری و باطنی جہاد

تا میسر کرد یسرے را برو — تا ز عسرے او نگر دانید رو
یہانتک کہ آپ کو سہولت میسر کر دی — جبکہ انہوں نے دشواری سے منہ نہ موڑا

کم نمودن ۳ مرورا پیر و زبود — زاں نمودن روز او نو روز بود
ان کو کم دکھانا کامیابی تھی — اسلئے کہ اس طرح دکھانا ان کیلئے عید کا دن تھا

کم نمودن بس خجستہ روز بود — کہ حقش یار و طریق آموز بود
کم دکھانا بہت مبارک دن تھا — کیونکہ اللہ (تعالیٰ) ان کا دوست اور راہنما تھا

آنکہ حق پشتش نباشد در ظفر — دانکہ خر گوشش نماید شیر نر
وہ شخص جس کا کامیابی میں خدا مددگار نہ ہو — سمجھ لے اس کو خرگوش نر شیر نظر آتا ہے

وائے گر صد را یکے بیند ز دور — تا بچالش اندر آید از غرور
اس پر افسوس ہے اگر دور سے سو کو ایک سمجھ بیٹھے — تاکہ دھوکے میں حملہ کر بیٹھے

زاں نماید ذوالفقارے حربہ — زاں نماید شیر نر چوں گربہ
چونکہ اس کو ذوالفقار ایک نیزہ نظر آتی ہے — چونکہ اس کو نر شیر ایک بلی نظر آتی ہے

۱ اے دم تو۔ اے ضیاء الحق تمہارا پھونکنا اس دوزخ کی آگ کی بجھانے میں سمندر سے بھی زیادہ ہے۔ بحر۔ نفس بظاہر حقیر معلوم ہوتا ہے لیکن شدید تباہی کا سبب ہے۔ کف۔ سمندر کا جھاگ۔ تف۔ گرمی۔ زاں نماید۔ اللہ کا کرم ہے کہ نفس تمہیں چھوٹا نظر آتا ہے ورنہ اس سے مقابلہ کی ہمت چھوڑ بیٹھے۔ ہمچناں۔ جنگ بدر میں دشمنوں کو حقیر کر کے دکھانے کی یہی مصلحت خداوندی تھی۔

۲ تا۔ اگر کافروں کی فوج زیادہ نظر آتی تو حملہ کرنے میں پس و پیش کرنا پڑتا۔ نمائش۔ یعنی تھوڑا کر کے دکھاتا۔ آں جہاد۔ جنگ بدر کا جہاد باطنی بھی تھا اور جسمانی بھی۔ یسر۔ سہولت۔ نرمی۔ عسر۔ سختی۔ دشواری۔

۳ کم نمودن۔ جنگ بدر میں آنحضور کو دشمن کم نظر آئے یہی فتحمندی کا سبب بنا جس سے خوشی حاصل ہوئی۔ کہ حقش۔ یہ کم نظر آنا اللہ کا کرم تھا۔ آنکہ۔ اللہ کی مدد جس کے شامل حال نہ ہو اس کو کم دشمن کی تعداد زیادہ نظر آتی ہے اور وہ دشمن کو قوی سمجھتا ہے۔ وائے۔ دشمنوں کا کم نظر آنا بھی اللہ کے کرم سے ہوتا ہے اور کبھی قہر سے، کفار کے ساتھ قہر کا معاملہ تھا تاکہ دھوکا کھا کر جنگ میں کود پڑیں اور شکست کھائیں۔ ذوالفقار۔ حضرت علیؓ کی تلوار کا نام ہے۔ حربہ۔ نیزہ۔

تا دلیر اندر فتد احمق بجنگ — واندر آردشاں بدیں حیلت بچنگ
تاکہ بیوقوف ہمت کر کے جنگ کر بیٹھے — اور (خدا) انکو تدبیر سے پنجے میں پکڑ لے

تا بپائے خویش باشد آمدہ — آں قلیواں[1] جانبِ آتشکدہ
تاکہ اپنے پیروں سے آئے ہوئے ہوں — آگ کی بھٹی کی جانب وہ بیوقوف

کاہ بَر گے می نماید تا تو زُود — پف کنی اُور ابرانی از وُجود
گھاس کا تنکا نظر آتا ہے تاکہ تو جلد — پھونک مار دے اور اس کو فنا کر دے

ہیں[2] کہ آنکہ کوہہا بر کندہ است — زو جہاں گریان واُو درخندہ است
خبردار! وہ ایسا ہے کہ اس نے پہاڑوں کو اکھاڑ دیا ہے — جہان اس کی وجہ سے روتا ہے اور وہ ہنستا ہے

می نماید تا بہ کعب ایں آبِ جُو — صد چو عُوجِ بن عنق شد غرقِ اُو
یہ نہر کا پانی ٹخنے تک نظر آتا ہے — عوج بن عنق جیسے سینکڑوں اسمیں ڈوب گئے ہیں

می نماید موج خونش تل مُشک — می نماید قعر دریا خاکِ خُشک
اس کو خون کی موج مشک کا ٹیلہ نظر آتی ہے — اس کو دریا کی گہرائی خشک زمین نظر آتی ہے

خشک دید آں بحر را فرعونِ کور — تا زِ رو راندز سَر مستی و زُور
اندھے فرعون نے اس دریا کو خشک دیکھا — یہانتک کہ مستی اور طاقت سے اس میں کھس پڑا

چوں درآید در تگ دریا بُوَد — دیدۂ فرعون کے بینا بُوَد
جب کھس جاتا ہے دریا کی تہ میں ہوتا ہے — فرعون کی آنکھ کب دیکھتی ہے؟

دیدہ[3] بینا از لقائے حق شود — حق کجا ہمرازِ ہر احمق شود
اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے آنکھ بینا بنتی ہے — اللہ (تعالیٰ) ہر احمق کا ہمراز کب بنتا ہے؟

قند بیند خود شود زہرِ قتول — راہ بیند خود بود آں بانگِ غول
وہ (ٹھیک) راستہ سمجھتا ہے وہ چھلاوے کی آواز ہوتا ہے — شکر سمجھتا ہے وہ خود قاتل زہر ہوتی ہے

اے فلک در فتنۂ آخر زماں — تیز می گردی بدہ آخر اماں
اے آسمان! تو آخری زمانے کے فتنے میں — تیزی سے گھومتا ہے آخر کچھ تو امن دے

خنجرِ تیز تو اندر قصدِ ما — نیشِ زہر آلودۂ در قصد ما
تیرا تیز خنجر ہمارے قتل کے درپے ہے — زہر آلود نشتر ہمارے (مارنے کے) درپے ہے

اے فلک از رحمِ حق آموز رحم — بر دلِ مُوراں مزن چوں مار زخم
اے آسمان! اللہ تعالیٰ کے رحم سے رحم کرنا سیکھ لے — چیونٹیوں کے دل پر سانپ کی طرح نہ کاٹ

[1] قلیواں۔ قلیو کی جمع ہے احمق۔ آتشکدہ۔ آگ کی بھٹی۔ کاہ برگ۔ کاہ۔ یعنی مبتدی کو نفس ایک حقیر چیز معلوم ہوتا ہے اور اس کی اصلاح کو معمولی بات سمجھتا ہے حالانکہ وہ بہت طرناک ہے پف۔ پھونک۔ ابرانی۔ از وجود۔ راندن۔ فنا کر دینا۔

[2] ہیں۔ نفس نے بڑے بڑے انسانوں کو تباہ کیا ہے۔ می نماید۔ یہ نفس کی مثال ہے کہ بظاہر معمولی دریا معلوم ہوتا ہے لیکن [illegible] سے بڑے انسان کو ڈبو دیتا ہے۔ می نماید۔ اس نفس کی خون کی موج مشک کا ٹیلہ نظر آتی ہے۔ تل۔ ٹیلہ۔ قعر۔ گہرائی۔ تگ۔ تہ۔

[3] دیدہ۔ بینا۔ بصیرت۔ اہل حق کو حاصل ہوتی ہے فرعون احمق اس کا مستحق نہ تھا۔ قتول۔ بہت زیادہ قاتل۔ غول۔ چھلاوا جو راستہ سے بھٹکا دیتا ہے۔ نیش۔ نشتر۔ موراں۔ چیونٹیاں مار۔ سانپ

حقِ [1] آنکہ چرخۂ چرخِ ترا — کرد گرداں بر فرازِ ایں سَرا
اس ذات کا واسطہ جس نے تیرے گنبد کے چرخے کو — اس گھر پر گھمایا ہے

کہ دِگر گوں گردی و رحمت کُنی — پیش ازاں کہ بیخ ما را بَر کُنی
کہ دوسرے طریقہ پر گھوم اور رحم کر — اس سے قبل کہ تو ہمیں تباہ کرے

حقِ آنکہ دایگی کردی نخست — تا نہالِ ما ز آب و خاک رُست
اس کا واسطہ کہ تو نے پہلے پرورش کی — یہانتک کہ ہمارا پودا پانی اور مٹی سے اگا

حق آں شہ کہ ترا صاف آفرید — کرد چندیں مشعلہ در تو پدید
اس شاہ کا واسطہ جس نے تجھے شفاف پیدا کیا — اور اس قدر مشعلیں تجھ میں پیدا کیں

آنچناں معمور [2] و باقی داشتت — تا کہ دہری از ازل پنداشتت
تجھے اس قدر آباد اور باقی رکھا — کہ دہریہ نے تجھے ازلی سمجھا

شُکر داستیم آغازِ تُرا — انبیاء گفتند آں رازِ تُرا
(خدا کا) شکر ہے ہم تیری ابتدا کو سمجھ گئے — انبیاء نے تیرا راز کہہ دیا

آدمی داند کہ خانہ حادث ست — عنکبوتے نے کہ در وے عابث ست
آدمی سمجھتا ہے کہ مکان نو پیدا ہے — مکڑی نہیں، جو اس میں کھیل رہی ہے

پشہ کے داند کہ ایں باغ از کیست — گو بہاراں زادو مرگش در دَیست
مچھر کیا جانے کہ یہ باغ کب سے ہے؟ — اسلئے کہ وہ موسم بہار میں پیدا ہوا اسی میں اس کی موت ہے

کرم [3] کاندر چوب زاید سُست حال — کے بداند چوب را وقتِ نہال
سست حال کیڑا جو لکڑی میں پیدا ہوا — وہ پودا ہونے کے وقت سے لکڑی کو کب جانتا ہے؟

ور بداند کرم از ماہیتش — عقل باشد کرم باشد صورتش
اور اگر کیڑا اس کی حقیقت کو جان لے — وہ عقل ہوگا، اس کی صورت کیڑے کی ہوگی

عقل خود رامی نماید رنگہا — چوں پری دورست زاں فرسنگہا
عقل اپنے آپ کو مختلف رنگوں میں ظاہر کرتی ہے — پری کی طرح، پری سے (بھی) کوسوں دور ہے

از ملک بالاست چہ جائے پری — تو مگس پَری بہ پستی می پری
پری کیا چیز ہے فرشتوں سے (بھی) بالا ہے — تو مکھی کے پر رکھتا ہے پستی کی طرف پرواز کرتا ہے

[1] حق۔ یہ قسم ہے اس کا جواب اگلا شعر ہے۔ سرا۔ یعنی دنیا۔ کہ دگرگوں یعنی تیری گردش ہماری تباہی کے لئے نہو۔ حق آنکہ۔ زمانہ نے ہمیں پرورش کیا ہے۔ یہ مولانا نے عام شاعرانہ انداز اختیار فرمایا ہے ورنہ زمانہ کی گردش نہ آبادی کا سبب ہے نہ بربادی کا۔ مشعلہ۔ یعنی ستارے۔

[2] معمور۔ آباد۔ دہری۔ وہ شخص جو خدا کے وجود کا قائل نہ ہو اور تمام مادی تصرفات خود مادہ کی طرف منسوب کرے۔ شکر۔ یعنی خدا کا شکر ہے۔ راز۔ یعنی آسمان کا نور پیدا ہونا۔ حادث نو پیدا۔ عنکبوت۔ مکڑی اپنے جالے کو ازلی سمجھ سکتی ہے۔ عابث۔ لغو کام کرنیوالا۔ پشہ۔ مچھر، باغ کی ابتدا اور انتہا سے ناواقف ہوتا ہے۔

[3] کرم۔ کیڑا، وہ کیڑا جو درخت کی لکڑی میں پیدا ہوتا ہے وہ اس درخت کی ابتدا سے نا واقف ہوتا ہے۔ نہال۔ پودا۔ عقل۔ وہ کیڑا جو درخت کے حادث ہونے کو سمجھ جائے بظاہر کیڑا ہے لیکن دراصل وہ عقل مجسم ہے۔ عقل خود را۔ عقل ایک مجرد چیز ہے جو کیڑے کی شکل میں متشکل ہو سکتی ہے جیسے جن اور پری بلکہ وہ پری سے بھی بہت زیادہ لطیف چیز ہے۔ از ملک۔ عقل فرشتہ سے بھی زیادہ مجرد ہے۔ تو مگس۔ دہریہ اور عام انسان کی عقل کی پرواز مکھی کی طرح پستی کی طرف ہے جو عالم کے حادث ہونے کی طرف پرواز نہیں کرتی ہے۔

گرچہ[1] عقلت سوئے بالا می پرد — مرغ تقلیدت بہ پستی می چرد
اگرچہ تیری عقل (عالم) بالا کی طرف پرواز کرتی ہے — تیری تقلید کا پرندہ نیچے کی طرف چگتا ہے

علم تقلیدی و بال جان ماست — عاریہ است و ما نشستہ کآن ماست
تقلیدی علم ہمارا وبال جان ہے — وہ مانگی ہوئی چیز ہے اور ہم (مطمئن) بیٹھے ہیں کہ یہ ہماری ملکیت ہے

زیں خرد جاہل ہمی باید شدن — دست در دیوانگی باید زدن
اس عقل سے بیگانہ ہو جانا چاہیے — دیوانگی اختیار کر لینی چاہیے

ہرچہ بینی سود خود زاں می گریز — زہر نوش و آب حیواں را بریز
جس کو تو اپنا فائدہ سمجھتا ہے اس سے گریز کر — زہر پی لے آب حیات کو بہا دے

ہر کہ[2] بستاید ترا دشنام دہ — سود و سرمایہ بمفلس وام دہ
جو تیری تعریف کرے اس کو برا بھلا کہہ — نفع اور سرمایہ مفلس کو قرض دیدے

ایمنی بگذار و جائے خوف باش — بگذر از ناموس و رسوا باش فاش
امن کی جگہ کو چھوڑ خوف کی جگہ میں رہ — عزت کو خیر باد کہہ دے اور کھلم کھلا رسوا بن

آزمودم عقل دور اندیش را — بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را
میں نے دور اندیش عقل کو آزما لیا — اس کے بعد اپنے آپ کو دیوانہ بناؤں گا

عذر گفتن دلقک با سید کر چرا فاحشہ بنکاح آورد
آقا سے ڈوم کا عذر کرنا کہ اس نے بدکار عورت سے کیوں نکاح کیا ہے

گفت با دلقک شبے سید اجل — قحبہ را خواستی تو از عجل
ایک رات ایک بڑے آقا نے ڈوم سے کہا — جلدی میں تو نے رنڈی سے نکاح کر لیا

با من ایں را باز می بایست گفت — تا یکے مستورہ[3] کردیمت جفت
مجھ سے یہ کھل کر کہنا چاہیے تھا — تاکہ میں ایک پردہ نشین سے تیرا نکاح کر دیتا

گفت نہ مستورہ صالح خواستم — قحبہ گشتند وز غم تن کاستم
اس نے کہا میں نے تو پاکدامن پردہ نشینوں سے نکاح کیا — وہ رنڈی بنیں اور میں غم سے گھلا

خواستم ایں قحبہ را با معرفت — تا ببینم چوں شود ایں عاقبت
اس رنڈی سے میں نے جان کر نکاح کیا ہے — تاکہ میں دیکھوں یہ آخر میں کیا بنتی ہے؟

[1] گرچہ۔ دہریہ اور عام انسان میں بھی عقلب ہے جو عالم کے حدوث کا ادراک کر سکتی ہے لیکن اس کا تقلیدی علم مانع بنتا ہے۔ علم تقلیدی تقلیدی علم حقیقت تک نہیں پہنچاتا اور انسان اس سے دھوکے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ زیں۔ خرد۔ ناقص عقل، اور تقلیدی علم سے جہل اور دیوانگی کی بے بے عقلی بہتر ہے۔ ہرچہ بینی۔ ناقص عقل جس کو اچھا سمجھے اس کو برا سمجھنا چاہیے۔ زہر نوش۔ ناقص عقل جس کو زہر سمجھے وہ دراصل آب حیات ہے اور جس کو آب حیات سمجھے وہ زہر ہے۔

[2] ہر کہ بستاید۔ ناقص عقل والا انسان اپنی تعریف سے خوش ہوتا ہے تمہیں چاہیے کہ منہ پر تعریف کرنیوالے کو برا بھلا کہدو، اور منہ پر تعریف کے نفع اور سرمایہ۔ کو نیکیوں سے مفلس کے سپرد کر دو۔ ایمنی ناکس عقل جس جگہ کو امن کی جگہ سمجھے اس کو چھوڑ کر اس جگہ جاؤ جس کو وہ ڈر کی جگہ سمجھتی ہے جس کو وہ عزت سمجھتی ہے اس سے گریز کرو اور جس کو وہ ذلت سمجھے اس کو اختیار کرو۔ عقل دور اندیش۔ یعنی عقل ناقص دلقک۔ ڈوم، اس نے پردہ نشینوں کو برت کو رنج اٹھایا تو رنڈی سے نکاح کر کے تجربہ حاصل کرنے کی سوچی۔ اسی طرح عقل کے نقصانات محسوس کر کے دیوانگی کا تجربہ کرنا چاہیے جو کہ مفید ہوگی جیسا کہ بہلول کے قصہ سے واضح ہوگا۔

[3] مستورہ۔ پردہ نشین عورت قحبہ۔ رنڈی۔ زانیہ

عقل[1] را ہم آزمودم من بسے — زیں سپس جویم جنوں را مغز سے
میں نے عقل کو بھی بہت آزمایا — اس کے بعد دیوانگی کا کھیت تلاش کرونگا

بہ حیلت در سخن آوردن سائل آں بزرگ را کہ خود را دیوانہ ساختہ بود
سوال کرنیوالے کا تدبیر سے ان بزرگ کو باتوں پر آمادہ کر لینا جنہوں نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا لیا تھا

آں یکے می گفت خواہم عاقلے — مشورت آرم بدو در مشکلے
ایک شخص کہہ رہا تھا میں ایک عقلمند چاہتا ہوں — اس سے ایک مشکل میں مشورہ کروں گا

آں یکے گفتش کہ اندر شہر ما — نیست عاقل جز کہ آں مجنوں نما
ایک (شخص) نے اس سے کہا ہمارے شہر میں — اس بظاہر دیوانے کے علاوہ کوئی عقلمند نہیں ہے

بر نئے گشتہ سوارہ نک فلاں — می دواند درمیانِ کودکاں
بانس پر سوار ہو کر یہ فلاں — بچوں میں اس کو دوڑا رہا ہے

گوئے می بازد برد زانو شباں — در جہاں گنجِ نہاں جانِ جہاں
دن رات گیند سے کھیلتا ہے — دنیا میں چھپا خزانہ ہے دنیا کی روح ہے

صاحب[2] رایست و آتش پارۂ — آسماں قدرست داختر بارۂ
صاحب رائے ہے اور چنگاری ہے — آسمان کے رتبہ والا ہے اور ستارے کا سوار ہے

فرِّ او کرّو بیاں راجاں شدست — او دریں دیوانگی پنہاں شدست
اس کی عزت فرشتوں کی جان ہے — وہ اس دیوانگی میں چھپا ہوا ہے

لیک ہر دیوانہ را جاں نشمری — سرمنہ گو سالہ راچوں سامری
لیکن ہر دیوانہ کو تو جان نہ سمجھنا — سامری کی طرح بچھڑے کے آگے ماتھا نہ ٹیکنا

چوں ولیِ ذشکارا باتو گفت — صد ہزاراں غیب و اسرارِ نہفت
جبکہ ولی نے صاف صاف تجھ سے کہدیئے — غیب کے (معاملے) اور پوشیدہ راز

مر ترا آں فہم وآں دانش نبود — واندانستی[3] تو سرگیں راز عود
تجھ میں وہ فہم اور وہ سمجھ نہ تھی — تو گوبر کو "اگر" سے نہ پہچان سکا

از جنوں خود را ولی چوں پردہ ساخت — مرد را اے کور کے خواہی شناخت
ولی نے جب جنون کو اپنا پردہ بنا لیا — اے اندھے! تو اس کو کب پہچان سکتا ہے؟

گر ترا باز ست آں دیدہ یقیں — زیر ہر سنگے یکے سرہنگ بیں
اور تیرے یقین کی آنکھ کھلی ہوئی ہے — ہر پتھر کے نیچے ایک سپاہی دیکھ لے

[1] عقل۔ جس طرح اس دوست نے پردہ نشینوں سے عاجز آ کر رنڈی کا تجربہ شروع کیا اسی طرح میں عقل سے عاجز آ کر دیوانگی کا تجربہ شروع کروں گا مغز۔ پودا لگانے کی جگہ کھیت۔ بزرگ۔ یعنی حضرت بہلولؒ ہارون الرشید کے زمانہ میں ایک بزرگ تھے جنہوں نے مصلحتاً اپنے آپ کو دیوانہ بنا رکھا تھا، بانس کا گھوڑا بنا کر بچوں میں کھیلتے رہتے تھے خاموش رہتے تھے لیکن جب بولتے تھے تو بڑی دانائی کی بات کہہ دیتے تھے۔ مشکلے۔ یعنی معرفت کا مشکل مسئلہ۔ شہر۔ یعنی بغداد مجنوں نما۔ حضرت بہلول جنہوں نے اپنے آپ کو دیوانہ ظاہر کر رکھا تھا۔ گوئے۔ شب و روز بچوں کے ساتھ گیند کھیلتے ہیں۔ گنج نہاں معرفت کے علوم کا چھپا ہوا خزانہ ہیں۔ جانِ جہاں دنیا ان ہی بدولت قائم ہے۔

[2] صاحب۔ یعنی بہلولؒ صاحب رائے اور ذہین ہے اور بلند شخصیت ہے۔ فر اُو۔ فرشتے اس کی تعظیم کرتے ہیں اس نے اپنے مرتبہ کو دیوانگی میں چھپا رکھا ہے۔ لیک۔ ہر دیوانے کو ولی سمجھنا غلط ہے چونکہ بعض اولیاء کے اپنے آپ کو دیوانگی میں چھپانے کی توجیہ ہے۔

[3] واندانستی۔ تو بھلے برے میں امتیاز نہ کر سکا۔ از جنوں۔ جب ولی اصل حالت میں تھا اور تو اس کو نہ پہچان سکا تو اب جبکہ وہ دیوانگی میں پوشیدہ ہے تو اس کو کیسے پہچان سکے گا۔ زیر ہر سنگ۔ شعر ہا سباں۔ ان جہاں را نگہبانست منگر تو چہ دانی کرد ورین گردو ہا رسد باشد

پیش آں چشمے کہ بازو رہبرست
اس آنکھ کے سامنے جو کھلی ہوئی اور رہنما ہے

ہر گلیمے را گلیمے در برست
ہر کملی کی آغوش میں ایک کلیم ہے

مر ولی راہم ولی شہرہ کُند
(اپنی) ولایت کو ولی مشہور کرتا ہے

ہر کرا اُو خواست با بہرہ کُند
جس کو وہ خود چاہتا ہے کامیاب کرتا ہے

کس ندا نداز خرد اُورا شناخت
عقل کے ذریعہ کوئی اس کو نہیں پہچان سکتا

خاصہ اُو مر خویش را دیوانہ ساخت
خصوصاً اس کو جس نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا لیا

چوں بد زدد دُزدِ بینا رخت کور
جب بینا چور نا بینا کا سامان چرا لے

ہیچ یا بد دُزد را اعمیٰ بزور
اندھا، چور کو (اپنی) طاقت سے کبھی پکڑ سکتا ہے؟

کور نشناسد کہ دُزدِ اُوکہ بُوَد
اندھا نہیں پہچان سکتا ہے کہ اس کا چور کون ہے؟

گرچہ خود بروے زند دُزدِ عنُود
اگرچہ سرکش چور اپنے آپ کو اس سے بھڑا دے

چوں گزد سگ کور صاحب ژندہ را
جب اندھے، گدڑی والے کو کتا کاٹ لے

کے شناسد آں سگ دَرّندہ را
وہ کاٹنے والے کتے کو کب پہچانتا ہے؟

حملہ کردن سگ بر کور گدا
ایک اندھے فقیر پر کتے کا حملہ کرنا

یک سگے در کوئے بر کورے گدا
ایک کتا کسی گلی میں اندھے فقیر پر

حملہ می آورد چوں شیر وَ غا
معرکہ کے شیر کی طرح حملہ کر رہا تھا

سگ۲ کند آہنگ درویشاں بہ خشم
کتا غصہ سے فقیروں پر حملہ کرتا ہے

در کشد مہ خاک درویشاں بہ چشم
چاند فقیروں کی خاک آنکھ میں لگاتا ہے

کور عاجز شد زبانگ و بیمِ سگ
اندھا کتے کی آواز اور ڈر سے عاجز آ گیا

اندر آمد کور در تعظیمِ سگ
اندھا کتے کی تعظیم کرنے لگا

کاے۳ امیر صیدو اے شیر شکار
کہ اے شکار کے مالک اور اے شکار کے شیر!

دست دست تُست دست از من بدار
غلبہ تجھی کو ہے مجھے چھوڑ دے

کز ضرورت دُم خر را آں حکیم
اس دانا نے مجبوراً گدھے کی دم کی

کرد تعظیم و لقب دادش اَدیم
تعظیم کی اور اس کو "ادیم" کا لقب دیا

گفت اُو ہم از ضرورت اے اسد
اس نے بھی مجبوراً کہا اے شیر!

از چوں من لاغر شکارت چہ رسد
مجھ جیسے دبلے شکار سے تجھے کیا ملے گا؟

---

۱ باز۔ کھلا ہو۔ گلیم۔ گدڑی۔ کلیم۔ یعنی حضرت موسیٰ۔ مرولی۔ یعنی ولی جس کو چاہتا ہے اپنی ولایت سے روشناس کرا دیتا ہے۔ کس نداند۔ محض عقل سے کسی ولی کو نہیں پہچانا جا سکتا ہے۔ چوں۔ اندھا، چور جیسے ادنیٰ انسان کو عقل سے نہیں پہچان سکتا ہے تو ولی جیسے اعلیٰ انسان کو عقل سے کیسے پہچانا جا سکتا ہے۔ گزد۔ اندھا کاٹنے والے کتے کو محض عقل سے نہیں پہچان سکتا ہے۔ وغا۔ میدان جنگ۔

۲ سگ۔ یعنی بے بہرہ درویشوں کے درپے آزار ہوتے ہیں حالانکہ وہ اس قدر بلند مرتبہ ہوتے ہیں کہ چاند جیسے روشن دل ان کی خاک پا کو سرمہ بناتے ہیں۔ بیم۔ خوف۔

۳ کاے۔ اندھے نے کتے کی تعظیم میں یہ کہنا شروع کر دیا کز ضرورت۔ مجبوری میں انسان گدھے کو بھی باپ بنا لیتا ہے۔ ادیم۔ نرمی جو ایک عمدہ قسم کا چمڑا ہے۔ از چوں۔ من یعنی مجھ جیسے لاغر شکار کا تجھے کیا فائدہ۔

گورمی[1] گیرند یا رانت بدشت
تیرے دوست جنگل میں گورخر پکڑتے ہیں

کورمی گیری تو در کوچہ بگشت
تو اندھے کو پکڑتا ہے جو گلی میں گشت میں ہے

گورمی جویند یا رانت بہ صید
تیرے دوست شکار میں گورخر تلاش کرتے ہیں

کورمی جوئی تو در کوچہ بہ کید
تو گلی میں چالاکی سے اندھے کو ڈھونڈتا ہے

آں سگِ عالم شکارِ گور کرد
اس سدھے ہوئے کتے نے گورخر کا شکار کیا

ویں سگ بے مایہ قصدِ کور کرد
اس بے ہنر کتے نے اندھے کا قصد کیا

علم چوں آموخت سگ دست از خلاں
جب کتے نے ہنر سیکھ لیا گمراہی سے چھوٹ گیا

می کند در بیشہ ہا صیدِ حلال
جنگلوں میں حلال شکار کرتا ہے

سگ چو عالم گشت شد چالاک ذہف
کتا جب صاحب علم بنا چالاک و چست ہو گیا

سگ چو عارف گشت شد زاصحاب کہف
کتا جب با خدا بنا اصحاب کہف میں سے ہو گیا

سگ شناسا شد کہ میرِ صید کیست
کتا واقف ہو گیا کہ میر شکار کون ہے

اے خدا آں نور اشناسندہ چیست
اے خدا پہچاننے والا نور کہاں ہے؟

کور[2] نشناسد نہ از بے چشمی است
اندھا نہیں پہچانتا ہے (یعنی پہچانتا) آنکھ نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے

[illegible]
[illegible] جہل سے مست ہے

نیست خود بے چشم تر کور از زمیں
زمین سے زیادہ بے آنکھوں والا اندھا کوئی نہیں ہے

ایں زمیں از قضاءِ حق شد خصم بیں
یہ زمین اللہ کے نرم لہجے دشمن کو دیکھ لینے والی ہو گئی

نور موسیٰ رادید و موسیٰ را نواخت
موسیٰ کے نور کو اس نے دیکھا اور موسیٰ کو نوازا

خسف قاروں کرد و قاروں را شناخت
قارون کو دھنسا دیا اور قارون کو پہچانا

رہف کرد اندر ہلاک ہر دَغی
ہر حرامزادے کو ہلاک کرنے کیلئے زلزلہ میں آ گئی

فہم کرد از حق کہ یا اَرضُ ابلعی
"اے زمین تو پانی نگل لے" اللہ کی جانب سے سمجھ گئی

خاک[3] و باد و آب و نارِ باشرر
مٹی اور ہوا اور پانی اور چنگاریوں والی آگ

بے خبر از ما واز حق با خبر
ہم سے بے خبر ہیں اور اللہ تعالیٰ سے با خبر ہیں

مابعکسِ آں ز غیرِ حق خبیر
ہم اس کی بالعکس خدا کے غیر سے با خبر ہیں

بے خبر از حق با چندیں نذیر
اور باوجود اسقدر ڈرانیوالوں کے خدا سے بیخبر ہیں

لَاجَرَمْ اَشْفَقْنَ مِنْهَا جملہ شاں
یقیناً وہ تمام (کائنات) اس (بارِ امانت) سے ڈر گئی

کند شد زآمیزشِ حیواں جملہ شاں
انکی آمادگی حیوان کی صفات کی آمیزش سے سست ہو گئی

---

[1] گور۔ گورخر۔ کید۔ مکر۔ سگ عالم۔ سدھایا ہوا کتا۔ علم۔ علم کی یہ فضیلت ہے کہ کتا بھی اس کو حاصل کر کے راہ یاب ہو جاتا ہے تو انسان علم حاصل کر کے کس قدر فضیلتیں حاصل کر سکتا ہے۔ زہف۔ چست۔ اصحاب کہف۔ اصحاب کہف کے کتے کا نام قطمیر ہے۔ سگ کتے کو وہ نور عطا ہو جاتا ہے جس سے وہ اپنے مالک کو پہچانتا ہے اے خدا وہ نور ہمیں بھی عطا کر دے جس سے ہم اپنے مالک کو شناخت کر لیں۔

[2] کور۔ اندھے کا نہ پہچاننا دراصل قلبی بصیرت نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ نیست۔ زمین کے آنکھیں نہیں ہیں وہ پھر بھی پہچانتی ہے۔ نور حضرت موسیٰ کو اسنے پہچانا اور اچھا معاملہ کیا نیل کی زمین خشک ہو گئی اور وہ دریا کو عبور کر گئے۔ قارون کو پہچان کر دھنسا دیا۔ رہف کرد۔ منکروں کو زلزلہ سے ہلاک کر دیا۔ حضرت نوح کی نجات کیلئے پانی کو نگل گئی۔

[3] خاک۔ عناصر اربعہ کے آنکھیں نہیں ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کو خوب پہچانتے ہیں مابعکس۔ انسان کی آنکھیں ہیں غیر اللہ کو خوب پہچان لیتا ہے لیکن باوجود انبیاء کے ڈرانے کے اللہ تعالیٰ سے بے خبر بنا ہوا ہے۔ خبیر۔ خبردار۔ نذیر۔ ڈرانے والا۔ اَشْفَقْنَ مِنْهَا۔ قرآن میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امانت کا بار آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر ڈالنا چاہا لیکن وہ اس سے ڈر گئے اور اس کو قبول نہ کیا۔ کند۔ ان کے ڈرنے کی وجہ یہ بھی اس کے تحمل کیلئے حیوانیت کے اوصاف ضروری تھے جسمیں خدا سے غفلت کا مادہ بھی ہے انہوں نے اس وصف سے ڈر کر امانت کے تحمل سے انکار کر دیا۔

گفت بیزاریم جُملہ زیں حیات
کہا ہم سب اس زندگی سے بیزار ہیں

کہ بُوَد با خلق حیّ با حق مَوات
کہ مخلوق کے ساتھ زندہ، خدا کے تعلق میں مردہ ہے

چوں ا بماند از خلق گردد اُو یتیم
جب مخلوق سے جدا ہو جائے تو وہ یتیم ہو جائے

اُنسِ حق را قلب می باید سلیم
اللہ تعالیٰ سے محبت کے لئے قلب سلیم چاہیے

چوں زکورے دُزد دُزدد کالہ،
جب چور، اندھے کا سامان چرا لیتا ہے

می کُند آں کور عمیا نالہ،
وہ اندھا، اندھا ہمسد روتا ہے

تانہ گوید دُزد اُورا کاں منم
جب تک چور اس سے نہ کہے کہ وہ میں ہوں

کز تو دُزدیدم کہ دُزدِ پُر فنم
میں نے تیری چوری کی ہے کیونکہ میں ماہر چور ہوں

کے شناسد کور دُزدِ خویش را
اندھا اپنے چور کو کب پہچان سکتا ہے؟

چوں ندارد نورِ چشم وآں ضیا
جبکہ وہ نہ آنکھوں میں نور رکھتا ہے نہ وہ روشنی

چوں بگوید ہم بگیر اُورا تو سخت
جب وہ کہدے اس کو مضبوطی سے پکڑ لے

تا بگوید اُو علامتہائے رَخت
تاکہ وہ سامان کی علامتیں بتا دے

پس جہادِ ۲ اکبر آمد عصرِ دُزد
پس چور کو بھینچنا بڑا جہاد ہے

تا بگوید کُوچہ دُزدیدست مَرد
تاکہ وہ بتا دے کہ اس نے کیا چرایا ہے؟

اوّلاً دزدید کحل دیدہ ات
اس نے پہلے تیری آنکھ کا سرمہ چرایا ہے

چوں ستانی بازیابی تبصرت
جب تو (واپس) لے لیگا دوبارہ بینائی حاصل کریگا

کالہ، حکمت کہ گم کردہ دل ست
پیشِ اہل دل یقیں آں حاصل ست
دانائی کا سرمایہ جو دل نے گنوایا ہے
اہل دل کے سامنے یقیناً وہ مل جاتا ہے

کورِ دل با جان و با سمع و بصر
می نداند دزدِ شیطاں را اثر
دل کا اندھا، جان اور کان اور بینائی کے ہوتے ہوئے
شیطان چور کی علامت کو نہیں جانتا ہے

زاہلِ ۳ دل جواز جمادآں را مجُو
کہ جما آمد خلائق پیشِ اُو
اہل دل کے پاس تلاش کر بے جس کے پاس تلاش نہ کر
اس لئے کہ مخلوق اس کے مقابلہ میں جس سے

بازمی گردیم سُوے راز جُو
تا شود ہم مشورت با راز گو
راز تلاش کرنے والے کی طرف ہم پھر لوٹتے ہیں
تاکہ راز بتانے والے سے وہ ہم مشورہ ہو سکے

۱ چوں۔ مخلوق سے ایسا تعلق ہو کہ اگر وہ تعلق ختم ہو جائے تو انسان یتیم کی طرح بے سہارا رہ جائے۔ اُنس حق حیوانیت کے ہوتے ہوئے خدا سے اُنس قلب سلیم کا کام ہے جو ہمیں حاصل نہیں یہانتک یہ قول اس کائنات کا تھا جس نے امانت کے حمل سے انکار کیا ہے۔ چوں۔ اندھا چور کو نہیں پہچانتا اور اندھا دھند نالہ کرتا ہے۔ کے شناسد۔ جب انسان نور جسم اور نور باطن سے محروم ہو تو چور کو نہیں پہچان سکتا ہے۔ چوں۔ بگوید۔ جب چور اقرار کرلے تو سخت گیری کرنی چاہیے تاکہ وہ چوری کا پورا پتہ بتا دے۔ یہی معاملہ انسان کو اپنے نفس سے ہونا چاہیے۔

۲ جہاد اکبر۔ صوفیاء کی اصطلاح میں نفس سے مجاہدہ کرنا جہاد اکبر کہلاتا ہے۔ عصر۔ دبانا۔ نچوڑنا۔ اس شعر کا دوسرا مصرع بعض نسخوں میں یہ ہے۔ تا بگوید کہ چہ بردآں زن بمرد۔ زن مرد کے معنی ہیں بیوی کے زنا کی کمائی کھانے والا دیوث۔ اولاً۔ نفس سب سے پہلے انسان کی بصیرت چرا لیتا ہے۔ کالہ حکمت۔ نفس انسانی جب انسان کو حکمت و دانائی سے محروم کر دیتا ہے تو وہ دوبارہ اہل دل سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ کوروں کور باطن باوجود ظاہری حواس کے شیطانی اثرات محسوس نہیں کرتا ہے۔

۳ زاہل دل۔ حکمت اہل دل کے پاس ہے انعام بے حس پتھر ہیں۔ بازمی گردیم۔ یعنی ہم حضرت بہلولؒ اور مشورہ چاہنے والے کا قصہ دوبارہ شروع کرتے ہیں۔

مشورت جوینده آمد نزدِ اُو[1] — کاے اب کودک شده رازے بگو
مشورہ چاہنے والا اس کے پاس آیا — اے بچہ بنے ہوئے باپ ایک راز بتا دے

گفت روزیں حلقہ کیں در باز نیست — باز گرد امروز روزِ راز نیست
اسنے کہا اس زنجیر کے پاس سے چلا جا کیونکہ دروازہ کھلا ہوا نہیں ہے — واپس ہو جا آج راز (بتانے) کا دن نہیں ہے

گر مکاں را رہ بُدے در لا مکاں — ہمچو شیخاں بودمے من بر دکاں
اگر مکان کے لئے لا مکان میں راستہ ہوتا — مشائخ کی طرح میں گدی پر ہوتا

خواندنِ[2] محتسب مستِ خراب اُفتادہ را بسوئے زنداں
محتسب کا ایک بد مست پڑے ہوئے کو قید خانہ کی طرف بلانا

محتسب در نیم شب جائے رسید — در بُنِ دیوار مستے خفتہ دید
کوتوال ، آدھی رات کو ایک جگہ پہنچا — دیوار کی جڑ میں ایک مست کو سویا ہوا دیکھا

گفت ہے مستی چہ خوردستی بگو — گفت زیں خوردم کہ ہست اندر سُبُو
اس نے کہا ارے تو نشہ میں ہے بتا تو نے کیا پیا ہے؟ — اس نے کہا جو صراحی میں ہے وہ میں نے پیا ہے

گفت آخر در سُبو وا گو کہ چیست — گفت زانچہ خوردہ ام گفت آں خفی ست
اس نے کہا صاف بتا کہ آخر صراحی میں کیا ہے؟ — اسنے کہا جو میں نے پیا ہے کہا یہ گول مول بات ہے

گفت آنچہ خوردۂ خود چیست آں — گفت آنکہ در سُبو مخفی ست آں
اس نے کہا یہ بتا کہ جو تو نے پیا ہے وہ کیا ہے — اس نے کہا وہی جو صراحی میں چھپا ہوا ہے

دوری[3] شد ایں سوال و ایں جواب — ماند چوں خر محتسب اندر خلاب
یہ سوال و جواب چلتا رہا — کوتوال گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنس گیا

گفت اُورا محتسب ہیں آہ کن — مست ہُو ہُو کرد ہنگام سخن
اس سے کوتوال نے کہا، خبردار! آہیں بھر — مست نے بات کرتے وقت آہا ہا کہا

گفت گفتم آہ کن ہُو می کنی — گفت من شادم تو از غم منحنی
اسنے کہا میں نے آہ کرنے کو کہا تو آہا ہا کرتا ہے — اسنے کہا میں خوش ہوں، تو غم سے جھک گیا ہے

آہ از دردو غم و بیدادی ست — ہُو ہُوی مے خوراں از شادی ست
آہ ، درد اور غم اور ظلم کی وجہ سے ہوتی ہے — شرابیوں کا آہا ہا کرنا خوشی کی وجہ سے ہوتا ہے

محتسب گفت ایں ندانم خیز خیز — معرفت متراش بگذار ایں ستیز
کوتوال نے کہا میں یہ کچھ نہیں جانتا تو کھڑا ہو اٹھ — بزرگی نہ بگھار، یہ جھگڑا ختم کر

[1] آد۔ یعنی حضرت بہلولؒ اب کودک شدہ۔ یعنی بہلول کا رتبہ باپ کا تھا لیکن بچہ بنے ہوئے تھے۔ حلقہ۔ یعنی دروازے کی زنجیر۔ مکان۔ یعنی ناسوتی انسان ۔ لا مکان۔ عالم لاہوت۔ دکان۔ چبوترہ مسند

[2] خواندن۔ اس قدر۔ مقصد یہ بتانا ہے کہ ناسوتی انسان کو لاہوت کے رازوں کا علم نہیں ہوتا ہے۔ محتسب۔ کوتوال۔ بن۔ جڑ۔ چہ خوردستی۔ یعنی تو نے کیا پیا ہے جس سے تو نشہ میں ہے۔ فت۔ مست نے جواب دیا جو صراحی میں ہے وہ میں نے پیا ہے۔ گفت اخر۔ کوتوال نے کہا صراحی میں کیا ہے۔ گفت زانچہ۔ مست نے کہا جو میں نے پیا ہے وہ صراحی میں ہے گفت آں۔ کوتوال نے کہا بات واضح نہیں ہو رہی ہے۔ ہُو۔ کوتوال نے کہا جو تو نے پیا ہے وہ بتا دے۔

[3] دوری شد۔ کوتوال اور مست میں یہی سوال و جواب چلتا رہا۔ خلاب۔ کیچڑ، آہ کن۔ یعنی اب تجھے قید خانہ میں جانا ہے ہائے ہائے کر۔ ہو ہو یعنی خوشی کا نعرہ لگانی۔ خمیدہ کمر۔ آہ۔ مست نے کہا ہائے ہائے تو غمزدہ مظلوم لگتا ہے شرابی تو مستی میں خوشی کے نعرے لگاتا ہے۔ معرفت۔ یعنی خدا رسیدہ ہونا۔

گفت رو تو از کجا[1] من از کجا — گفت مستی خیز تا زنداں بیا

اس نے کہا جا تو کہاں اور میں کہاں — اس نے کہا تو نشہ میں ہے اٹھ قید خانہ چل

گفت مستا مُحتسب بگذار و رو — از برہنہ کے تواں بُرد ن گرو

مست نے کہا اے کوتوال جانے دے اور چلا جا — ننگے کا کیا گروی کیا جا سکتا ہے؟

گر مرا خود قُوّتِ رفتن بُدے — خانہ خود می رفتمے دیں کے شُدے

اگر مجھ میں خود بخود جانے کی طاقت ہوتی — تو میں اپنے گھر چلا جاتا اور یہ جھگڑا کب ہوتا؟

من[2] اگر با عقل و با امکانمے — ہمچو شیخاں بر سَرِ دُکّانمے

میں اگر عقلمند اور قابو میں ہوتا — مشائخ کی طرح مسند پر ہوتا

گر مرا رائے و تدبیر بُدے — ہمچو شیخاں جاہ و توقیرے بُدے

اگر مجھ میں رائے اور تدبیر ہوتی — مشائخ کی طرح رتبہ اور عزت ہوتی

ہم مرا زنبیل و در یوزہ بُدے — نذر و ایثارِ ہمہ روزہ بُدے

میری بھی جھولی اور بھیک ہوتی — روزانہ کی نذر اور بخشش ہوتی

بگذر[3] از من زانکہ گم کردی تو راہ — باز جُو ریشِ بزرگ و خانقاہ

میرے پاس سے چلا جا کیونکہ تو بھٹک گیا ہے — لمبی داڑھی اور خانقاہ تلاش کر لے

دوم بارہ در سخن آوردن سائل شیخ را تا حالِ باقی معلوم گردد

سوال کرنیوالے کا شیخ کو دوبارہ بات چیت میں لگانا تاکہ باقی حال معلوم ہو جائے

گفت آں سائل کہ آخر یک نفس — اے سوارہ برنے ایں سُوراں فرس

اس سائل نے کہا کہ آخر تھوڑی دیر کے لئے — اے بانس کے سوار، گھوڑا اس طرف ہانک دے

راند سُوئے اُو کہ ہیں زو تر بگو — کلسپِ من بس تو سن سب و تُند خُو

گھوڑا اس طرف بڑھایا، کہ ہاں جلد کہہ — کیونکہ میرا گھوڑا بہت منہ زور اور تند مزاج ہے

تا لگد بر تو نہ کوبد زود باش — از چہ می پُرسی بیانش کُن تو فاش

تاکہ تیرے دولتی نہ مارے دے جلدی کر — کیا پوچھتا ہے اس کو واضح کر؟

اُو مجالِ رازِ دل گفتن نہ دید — زو بروں شو کرد در لاغش کشید

اس نے دلی راز کہنے کا موقع نہ دیکھا — اس کو ٹالدیا، اور مذاق میں لگا لیا

گفت می خواہم دریں کوچہ زنے — کیست لائق از برائے چوں منے

اسنے کہا میں اس گلی میں ایک عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں — مجھ جیسے کے لئے کون سی مناسب ہو گی؟

---

[1] تو از کجا۔ یعنی تیرا اور میرا راستہ جداگانہ ہے میں تیرے ساتھ کیوں چلوں۔ از برہنہ۔ جو خود ننگا ہو اس کے کپڑے گروی کیسے رکھے جا سکتے ہیں۔ مجھے قید خانہ تک چلنے کیلئے کہنا ایسا ہی ہے جیسے ننگے سے کپڑے گروی کرنے کو کہا جائے۔ گر مرا۔ اگر پیروں سے چلنے کی طاقت ہوتی تو گھر چلا جاتا اور یہ قصہ پیش آتا

[2] من اگر۔ درمیان میں مولانا نے شرابی کا قصہ شروع کر دیا تھا اب پھر حضرت بہلولؒ کی بات شروع کرتے ہیں حضرت بہلولؒ نے مشورہ چاہنے والے سے کہا اگر مجھ میں عقل ہوتی اور میں اپنے قابو میں ہوتا تو دوسرے مشائخ طریقت کا سا میرا حال ہوتا۔ زنبیل۔ جھولی جس میں فقرا اپنے کھانے پینے کی چیزیں رکھتے ہیں اور ایثار۔ نذر۔

[3] بگذر۔ تو نے غلط انتخاب کیا راز دریافت کرنا ہے تو کسی دراز ریش بزرگ کے پاس خانقاہ میں جا۔ اے سوارہ برنے۔ حضرت بہلولؒ بانس کو گھوڑا بنائے ہوئے اسپر سوار تھے۔ اسپ من۔ وہی بانس کا گھوڑا۔ تو سن۔ سرکش گھوڑا۔ لگد۔ دولت۔ او مجال مشورہ چاہنے والے نے راز دل کہنے کا موقع نہ دیکھتے ہوئے دوسری بات شروع کر دی۔ بروں شو کردن۔ ٹالدینا لاغ۔ مذاق۔ خواہم زنے۔ شادی کرنا چاہتا ہوں۔

گفت سہ گونہ زنند اندر جہاں
اس نے کہا دنیا میں عورتیں تین قسم کی ہیں

آں دو رنج وایں یکے گنجِ رواں[1]
دو وبال ہیں اور ایک گنج رواں ہے

آں یکے اچوں بخواہی کل تراست
ایک سے جب تو نکاح کریگا وہ پوری تیری ہے

ویں دگر نیمے ترا نیمے جُداست
دوسری آدھی تیری ہے ، آدھی بیگانہ ہے

واں سوم ہیچ اُو ترا نبُود بداں
تیسری بالکل تیری نہ ہو گی سمجھ لے ،

ایں شنیدی دُور شو رفتم رواں
تو نے یہ سن لیا بھاگ جا میں روانہ ہوتا ہوں

تا ترا اسپم نیَرَاند لگدَ
تاکہ میرا گھوڑا تیرے دولتی نہ لگا دے

کہ[2] بیفتی برنہ خیزی تا اَبد
اور تو ایسا گرے کہ قیامت تک نہ اٹھے

شیخ راند اندر میانِ کود کاں
شیخ نے گھوڑا بچوں میں دوڑا دیا

بانگ زد بارِ دگر اورا جواں
جوان نے ان کو دوبارہ پکارا

کہ بیا آخر بگو تفسیرِ ایں
کہ آیئے آخر اس کی تفصیل بتایئے

ایں زناں سہ نوع گفتی برگزیں
آپ نے تین قسم کی عورتیں بتائیں، منتخب کر دیجئے

راند سوئے اُو وگفتش بکرِ خاص
اس کی طرف گھوڑا دوڑا لیا اور اس سے کہا بکرہ خاص

کُل تُرابا شد زغم یابی خلاص
سب تیری ہو گی تو غم سے نجات پا لے گا

وانکہ نیمے آنِ تو بیوہ[3] بُود
جو آدھی تیری ہو گی بیوہ ہو گی

وانکہ ہیچست آں عیالِ باوَلد
وہ جو تیرے لئے کچھ نہیں، بال بچے والی بیوہ عورت ہوگی

چوں زشوئے اوَلش کودک بود
جب اس کے پہلے شوہر سے بچہ ہو گا

مہر کل خاطرش آں سُو رود
اس کے دل کی محبت اس طرف جائیگی

دور شوتا اسپ نند ازدِ لگد
بھاگ جا، تاکہ گھوڑا دولتی نہ مار دے

سمِ اسپ تو سنم بر تو رَسَد
میرے سرکش گھوڑے کا کھر تیرے لگے

ہائے وہُوئے کرد شیخ و باز راند
شیخ نے ہائے وہو کی اور پھر (گھوڑا) دوڑا دیا

کودکاں راباز سوئے خویش خواند
بچوں کو پھر اپنی طرف بلا لیا

باز با نگش کرد آں سائل بیا
سوال کرنیوالے نے پھر انکو آواز دی کہ آیئے

یک سوالم ماند اے شاہِ کیا
اے شہنشاہ ! ایک سوال رہ گیا

باز راند ایں سُو بگوز و ترچہ بود
پھر (گھوڑا) اس طرف کو دوڑا لیا کہ جلد کہہ کیا تھا؟

کہ زمیداں آں بچہ گویم ربود
کیونکہ وہ بچہ میدان سے میری گیند لے بھاگا

[1] گنج رواں۔ نہ ختم ہونے والا خزانہ قارون کے خزانہ کا نام ہے۔ آں یکے۔ ایک عورت تو وہ ہوتی ہے جو قسم شوہر کی ہوتی ہے۔ ویں دگر۔ دوسری قسم کی عورت آدھی شوہر کے لئے اور آدھی شوہر سے اجنبی ہوتی ہے۔ واں سوم۔ تیسری قسم عورت کی وہ ہے جو شوہر سے بالکلیہ بیگانہ ہوتی ہے۔

[2] کہ بیفتی۔ یعنی میرا گھوڑا لات مار دیگا تو تو مر جائے گا۔ جواں۔ یعنی مشورہ چاہنے والا۔ برگزیں۔ یعنی عورت کی ان تین قسموں میں سے میرے لئے منتخب کر دیجئے۔ بکر۔ بے شادی شدہ عورت ایسی عورت سے شادی کی جائے تو وہ ہمہ تن شوہر کی ہوتی ہے۔

[3] بیوہ۔ بیوہ کا تعلق پہلے شوہر سے بھی باقی رہتا ہے۔ وانکہ ہیچست۔ جو بالکل شوہر کی نہیں ہوتی اور ایسی بیوہ عورت ہوتی ہے جس کی پہلے شوہر سے اولاد بھی ہو۔ سم۔ کھر۔ ہائے وہوئے۔ یعنی دیوانگی کا نعرہ۔ کودکاں۔ وہی بچے جن کے ساتھ حضرت بہلولؒ کھیل رہے تھے۔ زود۔ زودتر، بہت جلد۔ کہ میداں۔ یعنی کھیل کے میدان میں سے۔

گفت اے شیدا بچنیں عقل و ادب
اس نے کہا اے شیدا! اس عقل و ادب کے ہوتے ہوئے

ایں چہ شیداست اینچہ فعلست اے عجب
یہ کیا بناوٹ ہے؟ یہ کیا کام ہے؟ تعجب ہے

تو ورائے عقل کلی در بیاں
تو بیان میں عقل کل سے آگے ہے

آفتابی در جنوں چونی نہاں
تو سورج ہے پاگل پن میں کیوں پوشیدہ ہے؟

گفت ایں او باش رائے می زنند
کہا یہ عوام سوچتے ہیں

تا دریں شہر خودم قاضی کنند
کہ اس شہر کا مجھے قاضی بنا دیں

دفعِ می گفتم مرا گفتند نے
میں ٹالتا ہوں، وہ مجھ سے کہتے ہیں نہیں

نیست چوں تو عالمے صاحب فنے
تم جیسا (کوئی دوسرا) صاحب فن عالم نہیں ہے

باوجودِ تو حرام ست و خبیث
تمہارے ہوتے ہوئے نا جائز اور برا ہے

کہ کم از تو در قضا گوید حدیث
کہ تم سے کم، فیصلہ کی بات کرے

در شریعت نیست دستورے کہ ما
شریعت میں کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہم

کمتر از توشہ نعیم و پیشوا
تم سے کم تر کو شاہ اور پیشوا بنا لیں

زیں ضرورت کیج و دیوانہ شدم
اس مجبوری میں میں پاگل اور دیوانہ ہو گیا ہوں

زیں گروہ از عجز بیگانہ شدم
عاجز آ کر ان لوگوں سے بیگانہ بنگیا ہوں

ظاہراً شوریدہ وشید اشدم
بظاہر پاگل اور دیوانہ ہو گیا ہوں

لیک در باطن ھمانم کہ بُدم
لیکن در حقیقت میں وہی ہوں کہ جو تھا

عقلِ[۲] من گنج ست و من ویرانہ ام
میری عقل خزانہ ہے اور میں ویرانہ ہوں

گنج اگر پیدا کنم دیوانہ ام
اگر میں خزانہ کو ظاہر کر دوں تو میں دیوانہ ہوں

اُوست دیوانہ کہ دیوانہ نہ شد
دیوانہ وہ ہے جو دیوانہ نہ بنا

ایں عسس رادید و در خانہ نہ شد
کہ کوتوال کو دیکھا اور گھر میں نہ چھپا

دانشِ[۳] من جوہر آمد نے عرض
میری عقل جوہر (پائدار) ہے نہ کہ عرض (غیر مستقل)

ایں بہائے نیست بہر ہر عرض
یہ ہر عرض کی قیمت نہیں ہے

کانِ قندم نیستانِ شکرم
میں شکر کی کان ہوں، شکر کی ایکھ ہوں

ہم زمن می روید و من می خورم
(شکر) مجھ میں سے پیدا ہوتی ہے اور میں خود کھاتا ہوں

علمِ تقلیدی و تعلیم ست آں
وہ تقلیدی اور (محض) پڑھا ہوا علم ہے

کز نفورِ مستمع دارد فغاں
جو سننے والے کی بے رغبتی سے واویلا کرے

---

۱ شیدا مکر و فریب مغالطہ۔ بناوٹ۔ عقلِ کل۔ حضرت جبرئیل۔ آفتابی۔ آفتاب ہستی۔ اوباش۔ عوام الناس۔ دفع می گفتم میں نے ٹالا۔ باوجودتو۔ یہ ان عوام نے کہا حدیث۔ بات۔ دستور طریقہ قانون۔ ش۔ یعنی قاضی۔ کیج۔ پریشاں، بدحال۔ شیدا۔ دیوانہ۔ باطن۔ یعنی۔ حقیقتاً

۲ عقل عقل بمنزلہ خزانہ کے ہے اور دفینہ ہمیشہ ویرانہ میں ہوتا ہے لہٰذا میں نے اپنے ظاہر کو ویرانہ بنا رکھا ہے اب اگر میں عقل کا اظہار کروں تو دیوانگی ہوگی۔ دیوانہ نہ شد۔ دیوانہ تو وہ ہے کہ جو اپنی عقل کی نمائش کرے اور بوقت ضرورت اس کو چھپانے کے لئے دیوانہ نہ بنے اس کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جس کی گرفتاری کے لئے کوتوال آ رہا ہو اور وہ پھر بھی گھر میں نہ چھپے۔ عسس۔ کوتوال۔

۳ دانش من۔ جو عقل پختہ اور پائیدار ہوتی ہے۔ وہ نمائش سے تشیغنی ہوتی ہے۔ عرض۔ سامان یعنی میری عقل اس سے افضل ہے کہ میں اس کو دنیاوی کاموں میں خرچ کروں۔ کان۔ قندم۔ یعنی میں اپنے علوم و معارف سے خود استفادہ کرتا ہوں۔ علم تقلیدی و تعلیمی نقلی علم مراد ہے جو بلا تحقیق سیکھا ہو یا دنیا داری کیلئے سیکھا ہو۔ ایسا علم باد کا طالب ہوتا ہے اور اگر لوگ اس کی طرف متوجہ نہ ہوں تو تکلیف پہنچتی ہے۔

چوں[1] پے دانہ نہ بہر روشنی ست
چونکہ وہ روشنی کیلئے ہے نور (معرفت) کیلئے نہیں ہے

ہمچو طالب علم دنیائے دنی ست
(اس کا طالب) کمینی دنیا کے علم کا طالب جیسا ہے

طالبِ علم ست بہر عام و خاص
وہ علم کا طالب عوام و خواص کے لئے ہے

نے کہ تا یابد ازیں عالم خلاص
نہ اس لئے کہ اس عالم (دنیا) سے نجات پائے

ہمچو مُوشے ہر طرف سُوراخ کرد
وہ چوہے کی طرح ہے جس نے ہر جانب بھٹ بنائے

نیست مُرغے از ہمہ سوراخ فرد
وہ پرند نہیں ہے جو تمام بھٹوں سے آزاد ہو

ہمچو مُوشے ہر طرف سُوراخہا
وہ چوہے جیسا ہے، کہ ہر جانب سوراخ

می کند غافل زا نوار لقا
کھودتا ہے لقا (اللہ) کے نوروں سے غافل ہے

چونکہ سُوئے دشت و کورش رہ نبود
چونکہ وہ میدان اور نور کی طرف راہ یاب نہوا

ہم درآں ظلمات جہدے می نمود
انہی تاریکیوں میں محنت کرتا رہا

گر خدایش پر دہد پرّ خرد
اگر خدا اس کو عقل کے پرے دے

بر ہداز مُوشی و چوں مرغاں پرد
تو وہ چوہے پن سے نجات پاجائے اور پرندوں کیطرح پرواز کرے

ورنہ جوید پر بماند زیرِ خاک
اگر وہ پروں کا جویاں نہ ہو تو مٹی کے نیچے رہیگا

نا اُمید از رفتنِ راہ سماک
سماک کے راستہ پر چلنے سے نا امید ہو کر

علمِ گفتارے[2] کہ او بے جاں بود
وہ زبانی علم جو بے روح ہوتا ہے

عاشقِ رُوئے خریداراں بود
وہ خریداروں کی توجہ کا عاشق ہوتا ہے

گرچہ باشد وقتِ بحث علم زفت
اگرچہ وہ بحث کے وقت بھاری علم ہو

چوں خریدارش نباشد مُردوفت
جب اس کا خریدار نہ ہوگا تو وہ فنا ہوا اور جاتا رہا

مُشتریِ من خدایست و مَرا
میرا خریدار اللہ تعالیٰ ہے اور مجھے

می کشد بالا کہ اللّٰہُ[3] اشتری
وہ (عالم) بالا کی طرف کھینچتا ہے چنانچہ ارشاد ہے اللہ نے خریدا

خوبہائے من جمالِ ذوالجلال
میرا خوں بہا ذوالجلال (اللہ تعالیٰ) کا جمال ہے

خوبہائے خود خورم کسب حلال
میں اپنا خوبہا کھاتا ہوں (جو) حلال کمائی ہے

ایں خریدارانِ مفلس را بہل
ان مفلس خریداروں کو چھوڑ

چہ خریداری کند یک مشت گل
ایک مشت خاک کیا خریداری کر سکتی ہے!

[1] چوں پے دانہ۔ اس علم کی غرض چونکہ محض دنیا ہوتی ہے لہٰذا یہ دنیوی علم کی برابر ہے نہ کہ تحقیقی علم کا منشا دنیا سے خلاصی اور تقرب الی اللہ ہوتا ہے ہمچو موشے۔ جس طالب علم کا مقصد دنیا ہو اس کی مثال چوہے کی سی ہے جو روشنی سے نفور ہوتا ہے یہ بھی نور معرفت سے متنفر ہے انوار لقا۔ معرفت خداوندی کے نور۔ لقا خدایش۔ ایسے طالبعلم کو خدا اگر عقل عنایت فرمادے تو پرندوں کی طرح عالم بالا کی طرف پرواز کرے۔ سماک۔ ایک ستارہ ہے جو قمر کی چودھویں منزل میں ہے یہاں بلندی اور عروج مراد ہے۔

[2] علم گفتارے۔ وہ علم جسمیں حقانیت کی روح نہو اور اسمیں محض لفظی ٹیپ ٹاپ ہو بے جان ہوتا ہے اور داد دینے والوں کا محتاج ہوتا ہے۔ زفت۔ موٹا، بھاری۔ خریدارش۔ یعنی داد دینے والے نہیں ہوتے ہیں تو فنا ہو جاتا ہے۔ مشتری من۔ حضرت بہلولؒ نے فرمایا میرے علم کا خدا خریدار ہے اس لئے وہ علم میرے عروج کا سبب ہے۔

[3] اللّٰہُ اشتری۔ قرآن پاک میں ہے کہ خدا نے مومنوں سے ان کی جان اور مال خرید لیا ہے اس عوض پر کہ ان کے لئے جنت ہے خوبہا۔ جان کی قیمت جو قاتل سے دلائی جاتی ہے خورم۔ یعنی اب مجھے اللہ کے جمال کا دیدار حاصل ہے۔ ایں خریداراں۔ یعنی علم برداد دینے والے انسان۔ مشت گل۔ یعنی انسان۔

گلِ مخور گل را مجو ۔ گل را مجو
مٹی نہ کھا، مٹی نہ خرید، مٹی کی جستجو نہ کر

زانکہ گل خوارست دائم زرد رو
کیونکہ مٹی کھانے والا ہمیشہ زرد رو ہوتا ہے

دل بخر تا دائماً باشی جواں
دل کو خریدتا تاکہ تو ہمیشہ جوان رہے

از تجلی چہرہ ات خوں ارغواں
تجلی سے تیرا چہرہ گل بابونہ کی سرخی کیطرح رہیگا

طالبِ دل شو کہ تا باشی چو گل
دل کا طالب بن تاکہ تو پھول کی طرح بنے

تا شوی شاداں و خنداں ہمچو مُل
اور شراب کی طرح مسکراتا ہوا اور خوش رہے

دل۲ نباشد آنکہ مطلوبش گلِ ست
وہ دل ہی نہ ہوگا جس کا مطلوب مٹی ہے

ایں سخن را روئے با صاحبدلست
یہ روئے سخن صاحب دل کے لئے ہے

یارب ایں بخشش نہ حدِ کارِ ماست
اے خدا! یہ عطا ہمارے بس کی نہیں ہے

لُطفِ تو لُطفِ خفی را خود سزاست
مخفی مہربانی کے لئے تیری مہربانی مناسب ہے

دست گیر از دست ما ما را بخر
ہماری دستگیری فرما، ہمیں ہم سے خرید لے

پردہ را بردار و پردہ ما مدر
پردے کو اٹھا دے اور ہمارا پردہ دری نہ فرما

باز خرما را ازیں نفسِ پلید
اس ناپاک نفس سے ہمیں خرید لے

کاردش تا استخوان ما رسید
اس کی چھری ہماری ہڈیوں تک پہنچ گئی ہے

از چو ما بیچارگاں ایں بند سخت
ہم مجبوروں سے یہ سخت بیزی

کہ کشاید اے شہ بے تاج و تخت
اے تاج و تخت سے مستغنی بادشاہ! کون کھول سکتا ہے؟

ایں چنیں قفلِ گراں۳ را اے ودود
اے محبوب اس قدر بھاری قفل کو

کہ تواند جُز کہ فضلِ تو کشود
تیری مہربانی کے علاوہ اور کون کھول سکتا ہے؟

ماز خود سوئے تو گردانیم سر
ہم اپنی جانب سے تیری جانب رخ کرتے ہیں

چوں توئی از ما بما نزدیک تر
چونکہ تو ہم سے ہمارے اعتبار سے بھی زیادہ نزدیک ہے

با چنیں نزدیکی دوریم دُور
اسقدر نزدیکی کے ہوتے ہوئے (بھی) ہم بہت دور ہیں

در چنیں تاریکی بفرست نُور
ایسی گمراہی میں تو نور بھیج دے

ایں دعا ہم بخشش و تعلیم تُست
یہ دعا بھی تیری تعلیم اور عطا ہے

ورنہ در گلخن گلستاں از چہ رُست
ورنہ بھٹی میں گلستان کیسے اگتا؟

---

۱ گل مخور۔ وہ عالم جو اپنے علم کی انسانوں سے داد کا طالب ہے۔ مٹی کھانے والے کی طرح ہے جو زرد رو ہوتا ہے اور زرد روئی شرمندگی کی علامت ہے۔ دل بخر۔ یعنی کسی صاحب دل کا دل خرید لو اس کے دل کے نور سے تمہارا چہرہ گل بابونہ کی طرح سرخ رہے گا جو خوشی اور جوانی کی علامت ہے۔ ہمچو مُل۔ شراب کی رنگت سرخ ہوتی ہے

۲ دل نباشد۔ جو دل مادیات کا طالب ہو وہ حقیقتاً دل ہی نہیں ہے ورنہ بڑھیا چیز گھٹیا چیز کی کیسے طالب بن سکتی ہے۔ یا رب۔ چوں کہ مادیات سے دل کو ہٹا لینا مشکل کام ہے لہٰذا مولانا خدا سے التجا کرتے ہیں لطف ۔ مہربانی۔ لطف خفی۔ یعنی مادیات سے دل کا متنفر ہو جانا۔ مارا بخر یعنی ہمیں اپنی ذات سے بے تعلق کر دے۔ پردہ۔ یعنی وہ پردہ جو ہم میں اور ذات خداوندی میں حائل ہے۔ کاردش۔ یعنی اس کی ایذا رسانی حد سے گزر گئی ہے بند سخت۔ یعنی نفس کی گرفت

۳ قفل گراں۔ یعنی خواہشات نفسانی کا قفل و دود۔ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ باز خود اس معاملہ میں ہماری ذاتی کوشش مفید نہیں ہے چوں توئی خدا نے ارشاد فرمایا ہے ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ انسان سے قریب ہیں۔ ایں دعا۔ یعنی یہ دعا جو نفس کے فریب سے نجات کے لئے ہم کر رہے ہیں تیری ہی توفیق سے ہے۔ یعنی ہماری طبیعت جو بھٹی جیسی ہے گلستاں۔ یعنی دعا جو چمن کی طرح ہے۔ آگ کی بھٹی میں چمن اگا دینا قدرت خداوندی کی ایک مثال ہے

درمیانِ[1] خون و رودہ فہم و عقل — جز زاکرام تو نتواں کرد نقل
خون اور انتڑی میں سمجھ اور عقل — تیرے کرم کے سوا کوئی منتقل نہیں کر سکتا ہے

از دو پارہ پیہ ایں نورِ رواں — موجِ نورش می زند تا آسماں
یہ جاری نور، چربی کے دو ٹکڑوں سے! — اس کے نور کی موج آسمان سے ٹکراتی ہے

گوشت پارہ کہ زباں آمد ازو — می رود سیلابِ حکمت جُو بجُو
گوشت کا ٹکڑا جو کہ زبان ہے اس سے — دانائی کا سیلاب نہر در نہر جاتا ہے

سُوئے سُوراخے کہ نامش گوشہاست — تا بباغِ جاں کہ میوہ اش ہوشہاست
اس سوراخ کی جانب سے جس کا نام کان ہے — جان کے باغ تک جس کا میوہ دانائیاں ہیں

شاہراہِ باغِ جانہا شرعِ اُوست — باغ و بُستانہائے عالم فرعِ اُوست
جانوں کے باغ کی شاہراہ اس کی شریعت ہے — دنیا کے باغ اور چمن اس کی شاخ ہیں

اصل و سرچشمہ خوشی آنست[2] آں — زود تَجْرِیْ تَحْتِهَا الْاَنْهَار خواں
اصل اور خوشی کا سرچشمہ وہی وہ ہے — جلدی سے "اس کے نیچے نہریں جاری ہیں" پڑھ لے

قصۂ رنجور گو با مُصطفےٰ — زانکہ لُطفِ حق ندارد مُنتہیٰ
آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ بیمار کا قصہ بتا — اس لئے کہ اللہ کی مہربانی کی کوئی حد نہیں ہے

شُکرِ نعمت چوں کُنی چوں شُکرِ تو — نعمتِ تازہ بود ز احسانِ اُو
تو نعمت کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہے جبکہ تیرا شکر کرنا — اس کے احسان سے ایک نئی نعمت ہے

عجزِ تو در شُکر شُکر آمد تمام — فہم کن دریاب قد تمّ الکلام
شکر سے تیرا عاجز ہونا ہی پورا شکر ہے — سمجھ لے جان لے بات پوری ہوئی

تتمۂ نصیحت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آں بیمار را

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بیمار کو نصیحت کرنے کا بقیہ قصہ

گفت پیغمبر مَر آں بیمار را — چوں عیادت[3] کرد یارِ زار را
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس بیمار سے فرمایا — جب بیمار دوست کی مزاج پرسی کی

کہ مگر نوعے دعائے کردۂ — از جہالت زہر بائے خوردۂ
شاید تو نے کوئی دعا کی ہے — نادانی سے زہریلا شوربا پیا ہے

یاد آور چہ دعائے گفتہ — چوں زِ مکرِ نفس می آشفتہ
یاد کر کیا دعا کی ہے؟ — جب تو نفس کے مکر سے پریشان ہوا ہے

[1] درمیانِ خون۔ انسانی جسم کے خون اور انتڑیوں میں عقل جیسی چیز پیدا فرما دینا قدرت خداوندی کی دوسری مثال ہے۔ از دو پارہ۔ انسان کی آنکھوں میں ایسا نور پیدا کر دینا جو آسمان تک پہنچتا ہے قدرتِ خدا کی تیسری مثال ہے۔ گوشت پارہ۔ انسان کی زبان سے جو محض ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ حکمت و دانائی کی باتیں کانوں تک پہنچتی ہیں اور کان ان کو روح تک پہنچا دیتے ہیں جس سے انسان میں ہوشمندی پیدا ہوتی ہے یہ قدرت خداوندی کی چوتھی مثال ہے۔ شرعِ اُوست۔ یعنی حکمت کے جان کے باغ میں پہنچنے کا راستہ شریعت ہے دوسرے چمنستان حکمت اس چمن کی شاخ ہیں۔

[2] آنست۔ یعنی حکمت کا سیلاب۔ الانہار مولانا نے اس آیت میں نہروں سے حکمت اور معارف الٰہیہ کی نہریں مراد لی ہیں۔ رنجور۔ بیمار۔ ندارد منتہیٰ قرآن پاک میں ہے اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو گے تو شمار نہ کر سکو گے۔ شکر نعمت۔ اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا ناممکن ہے اس لئے کہ نعمت پر شکر ادا کرنا خود ایک نعمت ہے اب اس کا شکریہ ادا کرو گے تو اس کی ایک اور نعمت موجود ہو جائیگی تو سلسلہ بھی ختم نہ ہوگا اور تم شکریہ سے عہدہ برآ نہ ہو سکو گے۔ عجز۔ ہم اس کے شکریہ سے عاجز ہیں بس وہی ہمارا شکریہ ہے۔

[3] عیادت۔ بیمار پرسی۔ زہر بلا۔ زہر ملا شوربا۔

گفت یادم نیست الّا ہمتے [1] | وار بامن یادم آید ساعتے
اس نے کہا مجھے یاد نہیں مگر توجہ | ڈال دیجئے مجھ پر، فوراً مجھے یاد آجائے گی

از حضور نور بخش مصطفیٰ | پیش خاطر آمد اورا آں دعا
آنحضور کی نور عطا کرنے والی تشریف آوری سے | وہ دعا اس کے دل میں آگئی

ہمتِ پیغمبر روشن کدہ | پیش خاطر آمدش آں گم شدہ
نورانی خاندان کے پیغمبر کی توجہ سے | وہ بھولی ہوئی (دعا) اس کے دل میں آگئی

تافت ازاں روزن کہ از دل تا دلست | روشنی کو فرق حق و باطل ست
اس روزن سے جو دل سے دل تک ہے چمکی | روشنی جو حق اور باطل میں فرق کر دینے والی ہے

گفت اینک یادم آمد اے رسول | آں دعا کہ گفتہ ام من بوالفضول [2]
اس نے کہا اے رسول اب مجھے یاد آگئی | وہ دعا جو مجھ بے وقوف نے کی ہے

چوں گرفتار گنہ می آمدم | غرقہ گشتہ دست و پائے می زدم
جب میں گناہ میں مبتلا ہو گیا | ڈوب کر ہاتھ پیر مارتا تھا

پُر گنہ باب کشایش می زند | غرقہ دست اندر حشایش می زند
گنہگار نجات کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے | ڈوبتا ہوا گھاس پر ہاتھ مارتا ہے

از تو تہدید و وعیدے می رسید | مجرماں را از عذاب بس شدید
آپ کی جانب سے دھمکی اور ڈراوا پہنچتا تھا | گنہگاروں کے لئے سخت عذاب کا

مضطرب [3] می گشتم و چارہ نہ بود | بند محکم بود و قفل نا کشود
میں پریشان ہو گیا اور کوئی تدبیر نہ تھی | مضبوط قید تھی اور نہ کھلنے والا تالا

نے مقام صبر و نے راہِ گریز | نے امیدے توبہ نہ جائے ستیز
نہ صبر کا مقام اور نہ بھاگنے کی جگہ | نہ توبہ کی امید نہ جھگڑنے کا موقع

نے بغیر حق تعالیٰ یار من | ایں چنیں دشوار آمد کار من
نہ خدا کے علاوہ (کوئی) میرا دوست | میرا کام ایسا مشکل ہو گیا

من چو ہاروت و چو ماروت از حزن | آہ می کردم کہ اے خلاق من
میں غم سے ہاروت و ماروت کی طرح | آہ کرتا تھا کہ اے میرے پیدا کرنے والے!

ذکر دشواری عذاب آخرت و سختی آن
آخرت کے عذاب کی دشواری اور سختی کا ذکر

[1] ہمت۔ باطنی توجہ۔ آں دعا۔ وہ دعا جو اس نے کی تھی اور بھول گیا تھا۔ روشن کدہ۔ منور گھر۔ گم شدہ۔ یعنی دعا۔ تافت۔ یعنی آنحضور کی باطنی توجہ سے آپ کے قلب مبارک سے ان کے قلب تک نور پہنچا جس سے دعا یاد آگئی

[2] بوالفضول۔ بیہودہ گو۔ گنہگار حشایش۔ حشیش کی جمع گھاس مقابلہ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ تہدید۔ ڈراوا۔ وعید۔ سزا کا وعدہ مجرماں۔ گنہگاراں

[3] مضطرب۔ یعنی ان حالات میں میں پریشان ہو گیا ہاروت و ماروت وہ دو فرشتے جو اپنے گناہوں کی پاداش میں بابل کے کنویں میں الٹے لٹکے ہوئے مانے گئے ہیں یہ شرعی اعتبار سے محض ایک افسانہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

از خطر ہا روت[1] و ماروت آشکار
ہاروت و ماروت نے خطروں کی وجہ سے علانیہ

چاہِ بابل را بکر دند اختیار
بابل کے کنویں کو پسند کر لیا

تا عذابِ آخرت اینجا کشند
تاکہ آخرت کے عذاب کو اسی جگہ بھگت لیں

گر[2] پزندو عاقل و ساحر وَ شند
ہوشیار ہیں اور عقلمند ہیں اور جادو گر جیسے ہیں

نیک کردند و بجائے خویش بُود
اچھا کیا اور با محل تھا

سہل تر باشد ز آتش رنج دُود
دھوئیں کی تکلیف آگ سے زیادہ آسان ہوتی ہے

حد ندارد وصفِ رنجِ آنجہاں
اس عالم (آخرت) کی تکلیف کی کوئی حد نہیں ہے

سہل باشد رنجِ دنیا پیشِ آں
دنیا کی تکلیف اس کے مقابلہ میں آسان ہے

اے خنک آں کو جہادے می کُند
قابل مبارکباد ہے وہ شخص جو مجاہدہ کرتا ہے

بَر بدن زَجرے وَدادے می کُند
بدن کو تنبیہ اور اس کے ساتھ انصاف کرتا ہے

تاز رنجِ آں جہانے وارہد
تاکہ اس جہاں (آخرت) کی تکلیف سے نجات پالے

بر خود ایں رنجِ عبادت می نہد
اپنے اوپر عبادت کی تکلیف ڈالتا ہے

من ہمی[3] گفتم کہ یارب آں عذاب
میں نے بھی یہ کہا کہ اے خدا! وہ سزا

ہمدریں عالم براں بر من شتاب
اسی عالم (دنیا) میں جلدی سے جاری کر دے

تادراں عالم فراغت باشدم
تاکہ اس عالم آخرت میں مجھے فراغت حاصل ہو

در چنیں درخواست حلقہ می زدم
اس طرح کی درخواست پر میں زنجیر کھٹکھٹاتا تھا

اینچنیں رنجوریے پیدام شد
اس قسم کی بیماری مجھ میں پیدا ہو گئی

جانِ من از رنجِ بے آرام شد
کہ میری جان تکلیف سے بے آرام ہو گئی

ماندہ ام از ذکر و از وردِ خود
ذکر اور اپنے وظائف سے میں عاجز ہو گیا ہوں

بے خبر گشتم زخویش و نیک و بد
اپنے اور اچھے برے سے بے خبر ہو گیا ہوں

گر نمی دیدم کنوں من رُوئے تو
اگر اب میں آپ کا چہرہ نہ دیکھتا

اے نخستہ وے مبارک خوئے تو
اے بابرکت اور اے وہ ذات کہ تیری خصلت مبارک ہے

می شُدم از دستِ من یکبارگی
میں ایک بارگی اپنے ہاتھ سے گیا گزرا ہو جاتا

کر دیمَ شاہانہ ایں غمخوارگی
آپ نے میری شاہانہ غمخواری فرمائی

گفت ہے ہے ایں دُعا دیگر مکُن
آپ نے فرمایا خبردار! یہ دعا پھر نہ کرنا

بر مکُن تو خویش را از بیخ و بُن
اپنے آپ کو جڑ بنیاد سے نہ اکھاڑ

---

[1] از خطر ہا۔ افسانہ یہ ہے کہ ہاروت و ماروت نے زہرہ سے زنا کرنا چاہا تب ان سے کہا گیا کہ آخرت میں عذاب بھگتو یا دنیا میں جس کی یہ صورت ہوئی کہ بابل کے کنویں میں جس میں دائماں بھرا ہوگا قیامت تک کے لئے الٹے لٹکا دیئے جاؤ گے۔ اس پر انہوں نے دنیا کی سزا کو پسند کر لیا۔ بابل۔ عراق کا مشہور شہر تھا۔

[2] گریز۔ چالاک۔ ساحر۔ ہاروت و ماروت لوگوں کو جادو کی تعلیم دینے والے تھے۔ آتش۔ یعنی جہنم کی آگ۔ دود۔ یعنی وہ دائماں جو چاہ بابل میں ہے اے خنک۔ وہ انسان قابل مبارکباد ہے جو اپنے جسم کو دنیاوی تکالیف میں مبتلا کر کے عبادات اور مجاہدہ کر لے اور آخرت کے عذاب سے نجات حاصل کر لے۔ داد۔ انصاف جسم کے ساتھ یہی انصاف ہے کہ عبادت کر کے اس کو آخرت کے عذاب سے چھڑا لے۔

[3] من ہمی گفتم۔ ان صحابی نے حضور سے عرض کیا کہ میں نے یہی دعا کی تھی کہ مجھے بجائے آخرت کے دنیا میں عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔ ذکر۔ یعنی خدا کا ذکر اوراد۔ وہ وظائف جن کو کوئی اپنا معمول بنا لے۔ من شدم۔ یعنی میں مر جاتا۔

تو چہ طاقت داری اے موزِ نژند — کہ نہد بر تو چناں کوہے بلند
اے کمزور چیونٹی! تو کیا طاقت رکھتا ہے — کہ وہ اللہ تعالیٰ تجھ پر اس قدر اونچا پہاڑ دھر دے

گفت توبہ کردم اے سلطاں کہ من — از سرِ جلدی نبافم ہیچ فن
اس نے کہا اے شاہ! میں نے توبہ کی — عجلت میں کوئی ترکیب عمل میں نہ لاؤنگا

ایں جہاں تیہ است و تو موسیٰ و ما — از گنہ در تیہ ماندہ مبتلا
یہ دنیا تیہ ہے اور آپ موسیٰ اور ہم — گناہ کی وجہ سے تیہ میں مبتلا ہیں

سالہا رہ می رویم و در اخیر — ہمچناں درِ منزلِ اوّل اسیر
ہم سالوں کی مسافت طے کرتے ہیں اور آخر میں — اسی طرح پہلی منزل کے پابند ہیں

ذکرِ قومِ موسیٰ علیہ السّلام و پشیمانیِ ایشاں
موسیٰ علیہ السلام کی قوم اور ان کی شرمندگی کا تذکرہ

قومِ موسیٰ ۳ راہ می پیمودہ اند — آخر اندر گامِ اوّل بودہ اند
حضرت موسیٰ کی قوم راستے طے کرتی — لیکن نتیجہ میں وہ پہلی جگہ پر ہوتی

گر دلِ موسیٰ زما راضی بُدے — تیہ را راہ و کراں پیدا شدے
اگر حضرت موسیٰ کا دل ہم سے خوش ہوتا — تیہ کا راستہ اور کنارہ معلوم ہو جاتا

ور بہ کُل بیزار بودے اُو زما — کے رسیدے منّ و سلویٰ از سما
اگر وہ ہم سے بالکلیہ بیزار ہوتے — تو من و سلویٰ آسمان سے کب آتا

کے ز سنگے چشمہا جوشاں شدے — در بیاباں تا امانِ جاں شدے
پتھر سے چشمے کب جوش مارتے — جنگل میں، حتیٰ کہ جان کی امان بن گئے

بل بجائے خواں خود آتش آمدے — اندریں منزل لہب بر ما زدے
بلکہ خوان کی بجائے آگ برستی — اس منزل میں لپٹ ہمیں مارتی

چوں ۳ دو دل شد موسیٰ اندر کارِ ما — گاہ خصمِ ماست و گاہے یارِ ما
چونکہ ہمارے معاملہ میں موسیٰ دو دلے ہو گئے ہیں — کبھی ہمارے دشمن ہیں اور کبھی ہمارے دوست ہیں

خشمش آتش می زند در رختِ ما — حلمِ اُو رد می کند تیرِ بلا
ان کا غصہ ہمارے سامان کو پھونک دیتا ہے — ان کی بردباری مصیبت کا تیر لوٹا دیتی ہے

کے بُود کہ حلم گردد خشمِ تیز — نیست نادر ایں ز لطفت اے عزیز
کب ہوگا کہ ان کا تیز غصہ بردباری بن جائے — اے خدا! یہ تیری مہربانی سے دور نہیں ہے

۱ موزہ۔ چیونٹی۔ نژند۔ اوندھا پست و خوار کوہے بلند یعنی دنیا والا عذاب۔ توبہ کردم آئندہ عذاب بھگتنے کی دعا نہ کروں گا جبکہ معافی کی درخواست کیا کروں گا۔ تیہ بوزن فیل وہ بیابان تھا جس میں نافرمانیوں کی بدولت بنی اسرائیل چالیس سال تک سرگرداں پھرتے رہے۔ اسی میدان میں ان پر من و سلویٰ بھی اترا اور پتھر کے پانی کے چشمے بھی پھوٹے۔ سالہا۔ بنی اسرائیل تیہ میں جہاں سے صبح کو چلتے تھے شام کو پھر وہیں پہنچ جاتے تھے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ملتا تھا۔ یہی حال ہمارا ہے توبہ و استغفار سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے لیکن گناہ کر بیٹھتے ہیں تو پھر پہلی منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔

۲ قوم موسیٰ۔ یعنی بنی اسرائیل گر دل۔ بنی اسرائیل کہتے تھے کہ اگر موسیٰ بالکل خوش ہوتے تو ہم تیہ سے نکلنے میں کامیاب ہو جاتے ور بکل۔ اگر بالکلیہ ناراض ہوتے تو ہم پر من و سلویٰ کیوں اترتا اور پتھر سے پانی کے چشمے کیوں ابلتے۔ بل۔ من و سلویٰ کے بجائے ہم پر آگ نازل ہوتی۔

۳ چوں دو دل۔ حضرت موسیٰ کے دل میں ہم سے پیار بھی ہے اور ناراضی بھی خشمش۔ یعنی ان کا غصہ ہماری تباہی کا باعث ہے۔ کے بود۔ ہم اس وقت کے منتظر ہیں جب خدا کی مہربانی سے ان کا غصہ بھی بردباری میں تبدیل ہو جائیگا۔

مدحِ حاضر او وحشت است از بہرِ ایں
منہ پر تعریف کرنا ناراضی کا (سبب) ہے اس لئے

نام موسیٰ می برم قاصد چنیں
میں خدا اس طرح (حضرت) موسیٰ کا نام لے رہا ہوں

ورنہ موسیٰ کے رَوا دارد کہ من
ورنہ (حضرت) موسیٰ کب گوارا کرتے کہ میں

پیشِ تو یاد آورم از ہیچ تن
آپ کے سامنے کسی کو یاد کروں

عہدِ ما بشکست صد بارو ہزار
ہمارا عہد سینکڑوں اور ہزاروں بار ٹوٹا ہے

عہدِ تو چوں کوہ ثابت بر قرار
تیرا عہد پہاڑ کی طرح ثابت، بر قرار ہے

عہدِ ما کاہ و بہر بادے زبوں
ہمارا عہد تنکا ہے اور ہر ہوا سے مغلوب ہے

عہدِ تو کوہ وز صد کہ ہم فزوں
تیرا عہد پہاڑ ہے اور سینکڑوں پہاڑوں سے بڑھا ہوا ہے

حقِ آں قوت کہ بر تلوین ما
اس قوت کا واسطہ جو تجھے ہماری نیرنگیوں پر ہے

رحمتے کُن اے امیرِ لَو نہا
اے حالات کے فرمانروا! رحم فرما دے

خویش رادیدم و رُسوائی خویش
میں نے اپنے آپ کو اور اپنی رسوائی کو دیکھ لیا

امتحانِ ما مکُن اے شاہ بیش
اے شاہ! ہمارا زیادہ امتحان نہ لے

تا فضیحتہائے [۲] دیگر را نہاں
تاکہ دوسری رسوائیوں کو تو پوشیدہ

کردہ باشی اے کریمِ مُستعاں
کر دے اے مدد گار کریم!

بیحدی تو در جمال و در کمال
تو جمال اور کمال میں لا محدود ہے

در کژی ما بیحدیم و در ضلال
ہم کجی اور گمراہی میں لا انتہا ہیں

بیحدی خویش بگما رائے کریم
اے کریم! اپنی بے پایانی مسلط فرما دے

بر کژی بیحد مُشتے لئیم
ایک مٹھی (خاک) کمینے کی لا محدود کجی پر

ہیں [۳] کہ از تقطیعِ ما یک تار ماند
دیکھ! ہمارے لباس کا ایک تار رہ گیا ہے

مصر بودیم و یکے دیوار ماند
ہم شہر تھے اور ایک دیوار رہ گئی ہے

اَلبَقِیہ اَلبَقِیہ اے خدیو
اے شاہ! باقی کی حفاظت کر

تا نگردد شاد کُلّی جانِ اُو
تاکہ شیطان کی جان بالکلیہ خوش نہ ہو

بہرِ مانے بہر آں لُطف نخست
ہماری وجہ سے نہیں اس پہلی مہربانی کی وجہ سے

کہ تو کردی گمرہاں را باز جُست
کہ تو نے گمراہوں کو تلاش کیا ہے

---

۱ مدحِ حاضر۔ ان بیمار صحابی نے حضرت موسیٰ کا ذکر کر کے ان کے چھ فضائل ذکر کئے اب فرماتے ہیں کہ دراصل وہ فضائل آپ کے ہیں لیکن چونکہ منہ پر تعریف کرنے سے آپ کو ناگواری ہوتی ہے تو میں نے حضرت موسیٰ کے ضمن میں آپ کے فضائل کا ذکر کیا ہے۔ ورنہ حضرت موسیٰ خود اس کو نہ پسند کرتے کہ آپ کی موجودگی میں انکی تعریف کی جائے۔ عہد۔ ہم نے بندگی کا عہد کیا۔ جو ہزاروں بار ٹوٹا اللہ نے ربوبیت کا عہد کیا جو ہر وقت برقرار ہے۔ تلوین ما۔ کبھی ہم توبہ کرتے ہیں کبھی اس کو توڑتے ہیں کبھی اطاعت و عبادت کرتے ہیں کبھی نافرمانی کرتے ہیں اور یہ سب پچھ قدرت خداوندی کا ظہور ہے اونہا۔ یعنی ہماری مختلف کیفیتیں۔

۲ تا فضیحتہائے دیگر۔ اگر تو ہمیں امتحان میں نہ ڈالے گا تو دیگر رسوائیاں دھکی چھپی رہیں گی مستعان۔ جس سے مدد مانگی جائے۔ بیحدی۔ اللہ کا جمال و کمال لا محدود ہے اور بندہ کی خطا میں لا محدود ہیں لہٰذا وہی پردہ پوشی کر سکتا ہے۔

۳ ہیں۔ ہماری پردہ پوشی کے ظاہری اسباب ختم ہو گئے ہیں بے لباس کا صرف ایک تار رہ گیا ہے یعنی کی تمام قوتیں ہم فنا کر چکے ہیں اس کے صرف آثار باقی رہ گئے ہیں۔ البقیہ جو کچھ باقی ہے اس کی حفاظت کر دے تاکہ بالکلیہ تباہی نہ ہو۔ بہر مانے۔ ہم پر رحم اپنے قدیم رحم کے طفیل کر دے جو گناہگاروں کو معاف کرنے کے لئے تلاش کرتا ہے۔

چوں نمودی[1] اقدرت بنمائے رحم
جب تو نے اپنی قدرت کا اظہار کیا ہے رحم فرما دے

اے نہادہ رحمہا در شحم و لحم
اے وہ ذات جس نے چربی اور گوشت میں رحم کا مادہ رکھ دیا ہے

زیں دعا گر خشم افزائد ترا
اگر یہ دعا تیرا غصہ بڑھائے

تو دُعا تعلیم فرما مہترا
اے بڑے ! تو اور دعا سکھا دے

آنچناں کآدم بیفتاد از بہشت
جیسا کہ حضرت آدم جنت سے گرے

رجعتش دادی کہ رست از دیو زشت
انکو توبہ کے طریقہ کی تعلیم فرمائی کہ شیطان سے نجات پائے

دیو کہ بُود کوز آدم بگذرد
شیطان کیا ہوتا ہے جو حضرت آدم سے بڑھ جائے

بر چنیں نطعے ازو بازی بَرد
ایسی بساط پر اس سے بازی جیت لے

در حقیقت نفعِ آدم شد ہمہ
حقیقتاً سب (حضرت) آدم کا نفع ہوا

لعنت حاسد شد آں بدو مَدمہ
وہ برا مکر حاسد کی لعنت بنا

بازی دید و دو صد بازی ندید
ایک چال دیکھی اور دو سو چالیس نہ دیکھیں

پس ستونِ خیمہ خود را بُرید
تو اپنے خیمہ کا ستون کاٹ ڈالا

آتشے[2] زد شب بکشت دیگراں
رات میں دوسروں کی کھیتی میں آگ لگائی

باد سوئے کشت او کردش رواں
ہوا نے اس کو اس کی کھیتی کی طرف روانہ کر دیا

چشم بندے بود لعنت دیورا
لعنت شیطان کی آنکھ کی پٹی تھی

تازیانِ خصم دید آں ریو را
یہانتک کہ اس مکر کو مقابل کی بربادی سمجھا

ہم زیانِ جان اوشد ریوِ اُو
اس کا مکر اس کی جان کی تباہی بنا

خود تو گوئی بود آدم دیوِ اُو
تو خود کہے گا آدم اس کے گمراہ کرنیوالے تھے

لعنت[3] ایں باشد کہ کژ بینش کند
لعنت یہ ہوتی ہے کہ اس کو کج بین دے

حاسد و خود بین و پُر کینش کند
اس کو حاسد اور متکبر اور کینہ ور کر دے

تابداند کہ ہر آں کُو بَد کند
یہانتک کہ وہ جان لیگا کہ جو شخص برائی کرتا ہے

عاقبت باز آید و بَر وے زَند
انجام کار وہ لوٹتی ہے اور اس پر پڑتی ہے

جملہ فرزیں بند ہا بینند بعکس
تمام مہروں و الٹا دیکھتا ہے

مات بروے گردد و نقصان و نکس
مات اور نقصان اور ذلت اس کو ہوتی ہے

---

[1] چوں نمودی۔ انسانوں اور جانوروں میں رحم کا مادہ خدا کی رحمت کا جزو ہے۔ زیں دعا۔ اگر ہمارے یہ دعائیہ الفاظ پسند نہیں ہیں تو تو ہی اور دعا سکھا دے جیسا کہ تو نے حضرت آدم کو خود دعا سکھا دی تھی جس سے ان کی لغزش معاف ہوئی۔ رجعت۔ واپسی، توبہ۔ بگذرد بازی نجائے۔ نطع۔ چمڑے کا ٹکڑا۔ بساط۔ درحقیقت شیطان نے جو مکر حضرت آدم کے نقصان کے لئے کیا وہ ان کے نفع کا سبب بن گیا اور توبہ کے بعد انکو مزید قرب حاصل ہو گیا۔ بازی شیطان نے اپنے مکر کی طرف دھیان کیا اللہ تعالیٰ کی تدبیروں کو ذہن میں نہ رکھا اور اپنے مکر سے خود برباد ہو گیا۔

[2] آتشے۔ شیطان نے حضرت آدم کو تباہ کرنے کے لئے مکر کیا اور خود اس کے جال میں پھنس گیا چشم بند۔ شیطان کے لئے اللہ کی لعنت آنکھ کی پٹی ثابت ہوئی وہ اپنے انجام کو نہ دیکھ سکا۔ خود تو گوئی شیطان تو حضرت آدم کی تباہی کا سبب نہ بنا البتہ حضرت آدم شیطان کی تباہی کا سبب بن گئے۔

[3] لعنت۔ جب کوئی خدا کی لعنت میں گرفتار ہوتا ہے تو کج بین اور حاسد اور متکبر اور کینہ ور بن جاتا ہے۔ تا بداند برائی کا وبال خود برائی کرنے والے کو بھگتنا پڑے گا فرزین بند۔ شطرنج کی وہ چال جس سے مخالف کی فرد فرزین کی مار کا خطرہ کم ہو جائے۔ مات۔ بازی۔ ہارنا۔ نکس۔ اوندھا۔ ذلیل

زانکہ ۱ اگر اُو ہیچ بیند خویش را
اس لئے کہ اگر وہ اپنے آپ کو نا چیز سمجھتا

مُہلک و ناسور بیند ریش را
زخم کو مہلک اور نا سور سمجھتا

درد خیز دزیں چنیں دیدن دروں
اس طرح دیکھنے سے اندر درد اٹھتا ہے

درد اُورا از حجاب آرد بروں
درد اس کو پردے سے باہر لے آتا ہے

تانگیر د مادراں را دردِ زہ
جب تک ماؤں کے دردِ زہ نہ ہو

طفل در زادن نیابد ہیچ رہ
بچہ کو پیدا ہونے کے لئے کوئی راستہ نہیں ملتا

ایں امانت در دل وجاں حاملہ است
یہ امانت دل میں ہے اور جان حاملہ ہے

وایں نصیحتہا مثالِ قابلہ است
اور یہ نصیحتیں دا یہ جیسی ہیں

قابلہ گوید کہ زن رادرد نیست
دایہ کہتی ہے کہ عورت کو درد (رد) نہیں ہے

درد باید درد کودک را رہست
درد چاہیے درد (زہ) بچہ کا راستہ ہے

آنکہ اُو بیدرد باشد رہزن ست
جو بے درد ہو وہ رہزن ہے

زانکہ بیدردی انا الحق گفتن ست
اس لئے بیدردی انا الحق کہنا ہے

آں ۲ انا بیوقت گفتن لعنت است
انا کو بے موقع کہنا (موجب) لعنت ہے

دیں انا دروقت گفتن رحمت است
اور اس انا کو با موقع کہنا (باعث) رحمت ہے

آں انا منصور را رحمت بُدہ
وہ انا منصور کے لئے (باعث) رحمت تھا

ایں انا فرعون را لعنت بُدہ
یہ انا فرعون کے لئے (موجب) لعنت تھا

لا جرم ہر مُرغِ ۳ بے ہنگام را
لا محالہ بے وقت کے ہر مرغ کا

سر بُریدن واجب است اعلام را
سر کاٹ ڈالنا تشہیر کے لئے ضروری ہے

سر بُریدن چیست کُشتن نفس را
سر کاٹنا کیا ہے؟ نفس کو مارنا ہے

در جہاد و ترک گفتن لمس را
مجاہدہ میں ، اور لذت کو خیر باد کہنا ہے

آنچناں کہ نیشِ کژدم بر کنی
جیسے کہ تو بچھو کا ڈنک نکال دے

تا کہ یابد اُو زکشتن ایمنی
تا کہ وہ مارے جانے سے مامون ہو جائے

سر بریدن۔ اگر انسان کا نفس تکبر میں انا الحق کا مدعی ہے تو اس کے سر کاٹنے کی ترکیب یہ ہے کہ مجاہدات کے ذریعہ اس کو قتل کروا لے آنچناں۔ نفس کو مارنے سے انسان کی نجات ہو جاتی ہے جیسے کہ بچھو کا ڈنک توڑ دیا جائے تو پھر وہ ہلاک ہونے سے بچ جاتا ہے۔

۱ زانکہ۔ اگر تکبر نہ ہو تو انسان اپنی برائی کو برائی سمجھ کر ازالہ کر لیتا ہے۔ درد۔ اپنی خطا پر اگر انسان درد محسوس کر لے تو نجات ہو جاتی ہے۔ تانگیرد درد۔ ماں کو اگر دردِ زہ نہ ہو تو خوشگن نتیجہ سامنے نہیں آتا ہے۔ ایں امانت۔ بھلائی کی طاقتیں دل میں بمنزلہ حمل کے ہیں اور روح انسانی حاملہ ہے اور وعظ و نصیحت ان قوی کو بروئے کار لانے والی ہے لہٰذا وہ یہ بمنزلہ دا کے ہے۔ قابلہ۔ ناصح کی نصیحت سے اگر درد نہیں پیدا ہوتا ہے تو بھلائی کی طاقتیں بروئے کار نہیں آتی ہیں جس طرح دایہ جب ہی جنانی ہیں جبکہ عورت کے دردِ زہ ہو۔ بے درد باشد۔ جس میں درد کا مادہ نہیں وہ بے درد ڈاکوں کی طرح ہے۔ بے دردی۔ بے درد متکبر ہوتا ہے اور تکبر کا آخری درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کا درجہ دے کر خدائی کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ جیسا کہ متکبر بے درد فرعون نے انا ربکم الاعلیٰ کہا یہی انا الحق کہنے کا مطلب ہے۔

۲ آں انا۔ پہلے شعر میں انا الحق کہنے کو بے دردی اور تکبر کی بنیاد پر بتایا تھا اب اس کی تفصیل فرماتے ہیں بے وقت انا الحق کہنا لعنت ہے لیکن با موقع کہنا درست ہے۔ منصور حلاج نے وحدت الوجود کے غلبہ میں اپنے آپ کو فنا کر کے اور صفاتِ خداوندی سے متصف ہو کر انا الحق کہا تو موجب رحمت تھا، فرعون نے بے موقع کہا تو موجب لعنت بنا۔

۳ سر بُرید بے ہنگام۔ جو مرغ بے وقت بولے اس کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح فرعون نے بے وقت انا الحق کہا اور وہ ہلاک کر دیا گیا۔ اعلام۔ یعنی دوسروں کو بتانا، اعلان کرنا

بر کنی ۱ دندانِ پُر زہرے زمار — تا رہد ماراز بلائے سنگسار

سانپ کے زہریلے دانت اکھاڑ دے — تاکہ سانپ سنگساری کی مصیبت سے بچ جائے

ہیچ نکشد نفس را جز ظلِ پیر — دامن آں نفس کش را سخت گیر

نفس کو شیخ کے سایہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں مارتی ہے — اس نفس کو مارنے والے کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے

چوں بگیری سخت آں توفیق ہوست — در تو ہر قوت کہ آید جذبِ اوست

جب تو مضبوط پکڑے گا وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہوگی — تجھ میں جو قوت آئے گی وہ اسی کی کشش ہے

ما رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ راست داں — ہر چہ دارد جاں بود از جانِ جاں

"تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا" کو صحیح سمجھ — جو کچھ جان میں ہے وہ جانِ جاں کیجانب سے ہوگا

دست ۲ گیر ندہ وَیست و بُرد بار — دمبدم آں دم از وامید دار

وہی دستگیری کرنیوالا اور بوجھ اٹھانیوالا ہے — ہر وقت اس سے جذب کی امید رکھ

نیست غم گر ویرے اُو ماندہ — دیر گیر و سخت گیرش خواندہ

اگر تو بہت دیر تک اسکے بغیر رہا ہے تو غم نہ کر — تو نے اس کو دیر سے پکڑنیوالا اور سخت گرفت کرنیوالا پایا ہے

دیر گیرد سخت گیر و رحمتش — یک دمت غائب ندارد حضرتش

اسکی رحمت دیر سے شامل حال ہوگی تو پھر ہمیشہ شامل حال ہوگی — اس کا دربار تجھے ایک لمحہ کیلئے غائب نہ ہونے دیگا

ور تو خواہی شرح ایں فضل وولا — از سرِ اندیشہ می خواں والضحیٰ

اگر تو اس مہربانی اور دوستی کی شرح چاہتا ہے — تو غور و فکر سے (سورہ) والضحیٰ پڑھ لے

ور تو گوئی ۳ ہم بدی ہا از ویست — لیک آں نقصانِ فضلِ او کیست

اگر تو کہے کہ برائیاں بھی اسی کی جانب سے ہیں — لیکن وہ اس کی عنایت کے نقصان کا باعث کب ہیں؟

آں بدی دادن کمالِ اُوست ہم — من مثالے گویمت اے محتشم

وہ برائی دینا بھی اس کا کمال ہے — اے بزرگوار! میں تجھ سے ایک مثال کہتا ہوں

مثال درمیانِ معنی نومن بالقدر خیرہ شرہ

اس معنی کے بیان میں ایک مثال کہ ہم ایمان لائے اچھی اور بری تقدیر پر

کرد نقاشے دو گونہ نقشہا — نقشہائے صاف و نقش بے صفا

ایک نقاش نے دو قسم کے نقش بنائے — اچھے نقش اور برے نقش

۱ بر کنی۔ اگر سانپ کا زہریلا دانت توڑ دیا جائے تو سانپ ہلاکت سے بچ جاتا ہے۔ ہیچ۔ نفس کو شیخ کے زیر سایہ مارا جا سکتا ہے۔ چوں بگیری۔ شیخ کا دامن پکڑنا بھی توفیق خداوندی ہے اور مرید کو باطنی قوت شیخ سے حاصل ہوتی ہے۔ مارمیت۔ غزوہ بدر میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی اور اس سے ان کی نگاہیں خیرہ ہوگئیں تو قرآن میں فرمایا گیا کہ تمہارا پھینکنا نہ تھا خدا کا پھینکنا تھا یعنی مرید کو مراد ہی سے قوت حاصل ہوتی ہے اسلئے اس کا فعل اصل کی طرف منسوب ہوجاتا ہے۔

۲ دست۔ خدا ہی دستگیری فرماتا ہے اسی سے جذب کی امید کر۔ نیست غم۔ اگر وصول الی الحق میں دیر لگے تو گھبرانا نہ چاہیے۔ جس طرح خدا کا عذاب دیر میں آتا ہے۔ اور سخت آتا ہے اسی طرح اس کی رحمت بھی آزمائشوں کے بعد متوجہ ہوتی ہے۔ دیر۔ اس کی رحمت آزمائش کے بعد جب متوجہ ہوتی ہے تو پھر اسقدر قرب حاصل ہوتا ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی دوری نہیں ہوتی ہے۔ والضحیٰ۔ یہود کے سوال پر جواب دینے کا وعدہ کیا لیکن انشاءاللہ نہ کہا تو آنحضور سے وحی کا انقطاع ہوگیا جس سے آنحضور کو بہت پریشانی ہوئی لیکن پھر انتہائی پیار کیساتھ آنحضور کی اس سورے کے ذریعہ تسلی فرمادی گئی۔

۳ ور تو گوئی۔ بے وقت ناحق کہنا اور قلب میں بری قوتوں کا پیدا ہونا بھی اللہ کا فعل ہے تو بظاہر یہ کمال خداوندی کے خلاف ہے مولانا جواب فرماتے ہیں کہ بدی کا خلق بھی اللہ کا کمال ہے اور اس کو ایک مثال میں سمجھاتے ہیں۔

نقشِ یوسف کرد و حُورِ خوش سرشت
حضرت یوسف کا اور خوبصورت حوروں کا نقش بنایا

نقشِ عفریتاں و ابلیساں زشت
بھوتوں اور شیطانوں کا برا نقش بنایا

بر دو گونہ نقش اُستادی اُوست
دونوں قسم کے نقش اس کی مہارت کی دلیل ہیں

زشتی اُو نیست آں رادیِ اُوست
یہ اس کی برائی نہیں ہے اس کی دانائی ہے

خوب را در غایتِ خوبی کشد
خوبصورت کو انتہائی خوبصورتی سے بناتا ہے

حسنِ عالم چاشنی ازوے چشد
دنیا کے حواس اس سے لطف اٹھاتے ہیں

زشت را در غایت زشتی کُند
بدصورت کو انتہائی بد صورت بناتا ہے

جُملہ زشتی ہا بگردش بر تنند
تمام بد صورتیاں اس پر مڑھ دیتا ہے

تا کمالِ دانشش پیدا شود
تاکہ اس کی دانش کا کمال ظاہر ہو جائے

مُنکر اُستادیش رُسوا شود
اس کی استادی کا منکر رسوا ہو جائے

ورنہ۲ تا ندزشت کردن ناقص ست
اگر وہ بدصورت کو نہ پیدا کر سکے تو ناقص ہے

زیں سبب خلاقِ گبر و مخلص ست
اسی لئے وہ کافر اور مومن کا پیدا کرنے والا ہے

پس ازیں رُو کفر و ایماں شاہد اند
تو اس حیثیت سے کفر اور ایمان گواہ ہیں

بر خداوندیش ہر دو ساجداند
اس کی خدائی پر (اور) دونوں اس کو سجدہ کرنیوالا ہے

لیک مومن دانکہ طوعاً ساجداست
لیکن سمجھ لے کہ مومن خوشی سے سجدہ کرنے والا ہے

زانکہ جویائے رضا وقاصِدست
کیونکہ وہ رضامندی کا جویاں اور قصد کرنے والا ہو

ہست کرہاً گبر ہم یزداں پرست
کافر بھی جبرا ! خدا پرست ہے

لیک قصدِ اُو مُرادِ دیگرست
لیکن اس کا مقصود دوسرا ہے

قلعۂ۳ سلطاں عمارت می کند
شاہی قلعہ تعمیر کرتا ہے

لیک دعویِ امارت می کند
لیکن سلطنت کا مدعی ہے

گشت باغی تا کہ مُلک اُورا بُود
وہ باغی بنا تاکہ ملک اس کا ہو جائے

عاقبت خود قلعہ سلطاں را شود
انجام کار قلعہ بادشاہ کا ہو جاتا ہے

مومن آں قلعہ برائے بادشاہ
مومن وہ قلعہ بادشاہ کے لئے

می کُند معمور نے از بہرِ جاہ
تعمیر کرتا ہے نہ کہ (اپنی) شان و شوکت کیلئے

۱ یوسف۔ یوسف کا نقش حسین ترین ہے اور بھوت و شیطان کا نقش بھیانک ہے۔ ہر دو گونہ حسین نقش اور بھیانک نقش اگر مکمل ہیں تو نقاش کے کمال پر دال ہیں۔ راوی دانشمندی حسن عالم۔ حسین نقش ہے ہر ہر انسان لطف اندوز ہوتا ہے زشتی۔ بد صورتی۔ تا کمال۔ حسین نقش کو حسین ترین بنانا مصور کا کمال ہے اور بھیانک نقش کو انتہائی بھیانک بنانا بھی نقاش کا کمال ہے۔

۲ ورنہ۔ اگر اللہ تعالیٰ بدصورت بنانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔ تو یہ اس کے ناقص ہونے کی دلیل ہوگی اور وہ ہر طرح کے نقصان سے پاک ہے لہٰذا اس کو مومن اور کافر دونوں کا خلاق ماننا ہوگا۔ پس۔ کفر اور ایمان اس کی خلاقی اور خدائی کے گواہ ہیں اور دونوں اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ لیک۔ کافر و مومن کے سجدے میں فرق یہ ہے کہ مومن کا سجدہ اختیاری اور رضائے قلب سے ہے اور کافر کا سجدہ اضطراری ہے اور اضطراری نہ ایمان معتبر ہے نہ عبادت۔ مراد دیگر۔ مضطر جو کام کرتا ہے اس میں اس کا قصد و ارادہ نہیں ہوتا ہے۔

۳ قلعہ۔ اضطراری عبادت کی مثال یہ ہے کہ ایک وہ شخص جس کا ارادہ بغاوت کرنے کا ہے ایک قلعہ تعمیر کرتا ہے لیکن مجبوراً ظاہر یہی کرتا ہے کہ یہ قلعہ بادشاہ کے لئے بنا رہا ہوں لیکن اس کا قصد یہ ہے کہ بغاوت کر کے اس قلعہ میں شاہی کرونگا۔ ایسے آدمی کا انجام سوائے تباہی کے کچھ نہیں قلعہ کے مفاد اس کو حاصل نہیں ہوتے ہیں اسطرح کافر کا اضطراری سجدہ اس کے لئے کچھ بھی مفید نہیں ہے۔ مومن صحیح نیت سے کام کرتا ہے تو مقصد کو پالیتا ہے۔ معمورہ آباد تعمیر شدہ۔

زشت[1] گوید اے شہِ زشت آفریں
بدصورت کہتا ہے اے بدصورت سے پیدا کرنے والے شاہ!

قادری بر خوب و بر زشتِ مہیں
تو خوبصورت اور ذلیل بدصورت (کے پیدا کرنے) پر قادر ہے

خوب گوید شہِ حُسن و بہا
خوبصورت کہتا ہے اے شاہ حسن و جمال!

پاک کردہ انیدیمِ از عیبہا
تو نے مجھے عیبوں سے پاک کر دیا

حمدلک والشکر لک یا ذا المنن
اے احسانات والے تیری تعریف ہے اور تیرا شکریہ ہے

حاضری و ناظری بر حالِ من
تو میری حالت پر حاضر و ناظر ہے

حاصل آں شد کو ہر انچہ خواست کرد
خلاصہ یہ ہوا کہ اس نے جو چاہا وہ کیا

خوب را و زشت را چوں خار و ورد
اچھے اور برے کو کانٹے اور پھول کی طرح

اُوست بر ہر بادشاہے بادشاہ
وہ ہر بادشاہ کے اوپر بادشاہ ہے

کارساز یفعل اللہُ ما یشا
کاموں کا بنانے والا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے

وصیت کردنِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بیمار را و دعا آموزیدن

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار کو نصیحت کرنا اور دعا سکھانا

گفت[2] پیغمبر مر آں بیمار را
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بیمار سے فرمایا

ایں بگو کہ سہل کن دشوار را
یہ کہہ کہ (اے خدا) مشکل آسان کر دے

اتنا فی دار دنیانا حسن
ہمیں ہمارے دنیا کے گھر میں بھلائی عطا فرما

آتنا فی دار عقبانا حسن
ہمیں ہمارے آخرت کے گھر میں بھلائی عطا فرما

راہ را بر ما چو بستاں کن لطیف
صراط (مستقیم) کو ہم پر باغ کی طرف پر لطف بنا دے

منزلِ ما خود تو باشی اے شریف
اے شرافتوں والے! ہماری منزل خود تو ہی ہو

مومناں در حشر گویند اے ملک
مومن حشر میں کہیں گے اے فرشتو!

نے کہ دوزخ بود راہِ مشترک
کیا دوزخ (مومنوں اور کافروں کا) مشترک راستہ نہ تھا؟

مومن و کافر بر ویا بد گذار
مومن اور کافر اس پر گزرتے ہیں

مائدیدیم اندریں رہ دود و[3] نار
ہم نے اس راستہ میں دھواں اور آگ نہ دیکھی

نک بہشت و بارگاہِ ایمنی
یہ تو بہشت اور اطمینان کی بارگاہ ہے

پس کجا بود آں گذر گاہِ دنی
تو وہ کم درجہ کا راستہ کہاں ہے؟

پس ملک گوید کہ آں روضہ خضر
تو فرشتے کہیں گے کہ وہ سبز باغ

کاں فلاں جا دیدہ اید اندر گذر
جو راستہ میں تم نے فلاں جگہ دیکھا ہے

[1] زشت گوید۔ یہ بدصورت کے شاہد و گواہ ہونے کا بیان ہے۔ کیوں۔ دلیل۔ خوب گوید۔ یہ خوبصورت کی شہادت کا بیان ہے۔ بہار رونق جمال ہر لک۔ خوبصورت یہ کہتا ہے۔ ذا المنن۔ احسانات والا۔ حاصل۔ یعنی سب بحث کا خلاصہ یہ ہے۔ ورد۔ پھول اُوست۔ شہنشاہی خدا کی صفت ہے۔ یفعل یعنی وہ اپنے ہر فعل میں مختار کل ہے۔

[2] گفت۔ یعنی انسان کو ہر حالت میں اپنی بھلائی کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ رہ یعنی پلصراط۔ منزل۔ یعنی مقصود گذار۔ یعنی پلصراط پر سے مومن و کافر کو گزرنا ہوگا جو جہنم پر قائم کی جائیگی۔

[3] دود و نار۔ یعنی جہنم کے آثار۔ نک۔ مومن پلصراط سے گذر کر جنت میں پہنچ جائے گا۔ گذرگاہ۔ یعنی پلصراط پس فلک آنحضورؐ کی تعلیم کردہ دعا کا یہ اثر ہوگا کہ پلصراط سے گذر کر جنت پہنچ جائے گا۔ گذرگاہ۔ یعنی پلصراط پس فلک آنحضورؐ کی تعلیم کردہ دعا کا شاید اثر ہوگا کہ پلصراط پر سے گزرنے میں دوزخ کا منظر مومن کے لئے سبز باغ کا منظر بن جائیگا۔

دوزخ آنجا بُود و سیاست گاہِ سخت
دوزخ اور سخت سزا کی جگہ وہیں تھی
بر شما شد باغ و بُستان و درخت
تمہارے لئے وہ باغ اور چمن اور درخت بنگئی

چوں[1] شما ایں نفس دوزخ خوی را
چونکہ تم نے اس دوزخ مزاج نفس پر
آتشی و گبر و فتنہ جُوئے را
جہنمی اور کافر اور فتنہ جو پر

جہدہا کر دید تا شد پُر صفا
تم نے مجاہدے کئے یہانتک کہ وہ مصطفیٰ ہو گیا
نار را کشتید از بہرِ خدا
تم نے آگ کو بجھایا خدا کے لئے

آتشِ شہوت کہ شعلہ می زدے
شہوت کی آگ جو بھڑکتی تھی
سبزہ تقویٰ شُد و نورِ ہُدے
تقوے کا سبزہ اور ہدایت کا نور بن گئی

آتشِ خشم از شما ہم حِلم شُد
تمہارے غصہ کی آگ بھی بردباری بنگئی
ظلمتِ جہل از شما ہم عِلم شُد
تمہارے جہل کی تاریکی بھی علم بن گئی

آتشِ حرص از شما ایثار شُد
تمہاری حرص کی آگ ایثار بن گئی
واں حسد چوں خار بُد گلزار شُد
جو حسد کانٹے کی طرح تھا وہ چمن بن گیا

چوں[2] شما ایں جملہ آتشہائے خویش
چونکہ تم نے اپنی ان تمام آگوں کو
بہرِ حق کُشتید جُملہ پیش پیش
پہلے ہی پہلے اللہ (تعالیٰ) کے لئے بجھا دیا

نفسِ ناری را چو باغے ساختید
چونکہ تم نے جہنمی نفس کو باغ بنا لیا
اندر و تخمِ وفا انداختید
اس میں وفا کا بیج بو دیا

بُلبلانِ ذکر و تسبیح اندرُو
جس میں ذکر اور تسبیح کی بلبلیں
خوش سرایاں در چمن بر طرفِ جُو
نہر کے کنارے چمن میں خوش الحانی کرتی ہیں

داعیِ حق را اجابت کردہ اید
اللہ تعالیٰ کی طرف بلانیوالے کی تم نے بات مان لی
وز جحیم نفس آب آور دہ اید
اور نفس کی دوزخ سے تم نے پانی حاصل کر لیا

دوزخِ ما نیز در حقِّ شما
ہماری دوزخ بھی تمہارے لئے
سبزہ شت و گلشن و برگ و نوا
سبزہ اور گلشن اور سازو سامان بن گئی

چیست[3] احساں را مکافات اے پسر
اے بیٹا ! احسان کا بدلہ کیا ہے؟
لُطف و احسان و ثوابِ مُعتبر
مہربانی اور احسان اور معقول ثواب

نے شما گفتید ما قربا نئیم
کیا تم نے نہیں کہا تھا، ہم فدائی ہیں
پیشِ اوصافِ شما ما فانئیم
آپ کے اوصاف کے پیش نظر ہم فانی ہیں

[1] چوں۔ جبکہ مومن نے نفس کی جہنمی صفات کو مجاہدات سے زائل کر دیا تو آخرت میں جہنم کے صفات بھی ان کے لئے تبدیل ہو جائینگے۔ نار۔ یعنی نفسانی آگ آتش شہوت۔ یعنی مجاہدات کے ذریعہ نفس کی برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کر دیا۔

[2] چوں شما۔ جب ایک انسان اللہ کے لئے نفس کی برائیوں کو زائل کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت کی برائیوں سے محفوظ فرما دیتے ہیں۔ چو باغے۔ جب انسان نیک اعمال والا بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو بھی بھلائیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ بُلبلان۔ اس باغ میں دریائے معرفت کے کنارے ذکر و تسبیح کی بلبلیں نغمے گاتی ہیں۔ داعی حق یعنی نبی دوراں وز جحیم۔ یعنی نفس امارہ کو نفس مطمئنہ بنا دیا۔

[3] چیست۔ قرآن پاک میں ہے "نیکی کا بدلہ نیکی ہے" نے شما۔ پہلا خطاب تو عام مومنین کو تھا یہ خطاب عشاق کے لئے ہے۔

ما اگر قلّاش و گر دیوانه ایم
ہم خواہ مفلس اور خواہ دیوانے ہیں

مست آں ساقی و آں پیمانه ایم
اسی ساقی اور اسی پیمانے کے مست ہیں

بر خطِ فرمانِ اُو سر می نهیم
اس کے ارشاد کی ہم فرمانبرداری کرتے ہیں

جانِ شیریں را گرو گاں می دہیم
اپنی جان شیریں کو ہم روی کرتے ہیں

تا خیالِ دوست در اَسرارِ ماست
جب تک دوست کا خیال ہمارے دلوں میں ہے

چاکری وجاں سپاری کارِ ماست
خدمتگاری اور فدا کاری ہمارا کام ہے

ہر کجا شمعِ بلا افروختند
انہوں نے جہاں کہیں عشق کی شمع روشن کی ہے

صد ہزاراں جانِ عاشق سوختند
عاشقوں کی لاکھوں جانیں جلا ڈالی ہیں

عاشقانے کز درونِ خانه اند
وہ عاشق جو بارگاہ کے اندر ہیں

شمعِ رُوئے یار را پروانه اند
وہ دوست کے رخ کی شمع کے پروانے ہیں

اے دل آنجا روکه با تو روشن اند
اے دل! تو وہاں جا جہاں تیرے ساتھ روشن (دل) ہیں

وز بلا با مر ترا چوں جوشن اند
جو مصائب کے لئے تیری زرہ ہیں

درمیان ۲ جاں ترا جامی کنند
وہ تجھے دل میں جگہ دیتے ہیں

تا ترا پُر بادہ چوں جامے کنند
تاکہ تجھے جام کی طرح شراب سے بھرپور کردیں

درمیانِ جانِ ایشاں خانه گیر
ان کے دل میں تو جگہ بنا لے

در فلک خانه کن اے بدرِ مُنیر
اے روشن چاند آسمان میں جگہ کر لے

چوں عُطارد دفترِ دل وا کنند
وہ عطارد کی طرح دل کا دفتر کھول دینگے

تا که بر تو سرہا پیدا کنند
تاکہ تجھ پر راز کھول دیں

پیشِ خویشاں باش چوں آوارهٔ
اپنوں کے سامنے رہ، تو آوارہ کیوں ہے

برمهِ کامل زن ار مه پارهٔ
اگر تو چاند کا ٹکڑا ہے کامل چاند سے جڑ جا

جزو را از کُلِ خود پرہیز چیست
جزو کو اپنے کل سے پرہیز کیوں ہے؟

با مخالف ایں ہمه آمیز چیست
مخالف کے ساتھ یہ میل کیوں ہے؟

جنس ۳ را بیں نوع گشته در روش
تو اس کے سامنے جنس کو نوع بنے ہوئے دیکھ

غیبہا بیں عین گشته در رہش
اسکے طریق میں تو غیبوں کو مشاہدہ بنے ہوئے دیکھ

۱ ساقی۔ یعنی معرفت کے علوم کا ساقی۔ خط فرماں۔ حکم سر نہادن۔ اطاعت کرنا۔ گرو گاں۔ گروی۔ اسرار دل کے چھپے ہوئے راز۔ چاکری۔ خدمتگاری۔ جاں سپاری۔ فدا کاری۔ عاشقاں۔ یعنی وہ عاشق جو مقربان بارگاہ خداوندی ہیں۔ اے دل مولانا فرماتے ہیں کہ ان عاشقوں کی صحبت اختیار کرو جوشن۔ لوہے کی جنگی زرہ جو تیر وتلوار سے حفاظت کرتی ہے۔

۲ درمیان۔ ان عاشقوں کی صحبت اختیار کرو گے تو وہ اپنے دل میں تمہیں جگہ دینگے اور شراب معرفت سے مست کر دینگے۔ فلک یعنی یہ عاشق جو مرتبہ کی بلندی میں آسمان جیسے ہیں۔ عطارد ستارہ کا نام ہے جس کو دبیر فلک یعنی آسمان کا منشی کہا جاتا ہے اور علوم و معارف کا تعلق اس سے جانا جاتا ہے پیش خویشاں۔ جبکہ تجھ میں صلاحیت ہے تو یہ تیرے عاشق ہیں تو ان سے کیوں بچتا ہے۔ مہ کامل۔ یعنی یہ خدائی عشاق۔ مخالف یعنی دنیادار لوگ۔

۳ جنس۔ وہ کلی ہے جس کے ماتحت مختلف حقیقتوں کی نوعیں داخل ہوتی ہیں۔ نوع۔ وہ کلی ہے جس کے ماتحت ایک حقیقت کے فرد داخل ہوتے ہیں۔ یعنی ان عاشقان خدا کی صحبت میں تجھے وحدت حقیقی کا جلوہ نظر آئے گا اور تو سب چیزوں میں ایک وجود دیکھے گا۔ غیبہا۔ ان کی صحبت میں تیرے مشاہدہ میں غیبی اسرار آجائیں گے۔

تا چوزن[1] عشوہ خری اے پُر خرد
اے عقلمند! عورتوں کیطرح تو کبتک فریب کی قدر کریگا

از دروغ و عشوہ کے یابی مدد
جھوٹ اور فریب سے کب مدد حاصل کر سکے گا؟

چاپلوسی لفظِ شیرینی فریب
خوشامد (اور) فریب کے میٹھے الفاظ

می ستانی می نہی چوں زن بہ جیب
تو قبول کرتا ہے عورتوں کیطرح جیب میں رکھ لیتا ہے

مَر ترا دشنام و سیلیِ شہاں
تیرے لئے شاہوں کی گالیاں اور چپت

بہتر آید از ثنائے گمرہاں
مناسب ہیں، گمراہوں کی تعریف سے

صفع شاہاں خور مخور شہدِ خساں
شاہوں کا تمانچہ کھا کمینوں کا شہد نہ کھا

تا کسے گردی ز اقبالِ کساں
تاکہ تو صاحب دل لوگوں کی وجہ سے انسان بنجائے

زانکہ زایشاں دولت وخلعت رسد
کیونکہ انہی سے دولت و خلعت ملتی ہے

در پناہِ روح جاں گردد جسد
روح کی پناہ میں جسم روح بن جاتا ہے

ہر کجا بینی برہنہ بے نوا
جس جگہ تو ننگا بے سرو سامان دیکھے

داں کہ اُو بگریختست از اُوستا
سمجھ لے کہ وہ استاد سے بھاگا ہے

تاچناں گردد کہ می خواہد دلش
تاکہ وہ ویسا بنے جیسا کہ اس کا دل چاہتا ہے

آن دلِ کورِ بدے حاصلش
وہ اس کا اندھا، برا، بد نصیب دل

گر چناں[2] گشتی کہ استا خواستے
اگر وہ ویسا بنتا جیسا کہ استاد چاہتا

خویش راو خلق را آراستے
اپنے آپ کو اور لوگوں کو سدھار دیتا

ہر کہ از اُستا گریزد در جہاں
جو دنیا میں استاد سے بھاگے

اُوز دولت می گریز د ایں بداں
یہ سمجھ لے وہ دولت سے بھاگتا ہے

پیشہ آموختی در کسبِ تن
تو نے جسم کی کمائی کا پیشہ سیکھ لیا

چنگ اندر پیشۂ دیں نیز زن
دین کے پیشہ میں بھی ہاتھ ڈال

در جہاں پوشیدہ گشتی و غنی[3]
تو نا مرد تھا دنیا میں چھپا رہا

چوں بروں آئی از ینجا چوں کنی
جب یہاں سے باہر نکلے گا کیا کرے گا

پیشہ آموز کاندر آخرت
ایسا پیشہ سیکھ کہ آخرت میں

اندر آید کسب و دخلِ مغفرت
مغفرت کی آمدنی اور کمائی حاصل ہو

آں چناں شہریست پُر بازار و کسب
عالم (آخرت) ایک ایسا شہر ہے جو بازار اور کمائی سے بھرا ہے

تا نہ پنداری کہ کسب اینجاست حسب
تو ہرگز یہ نہ سمجھ کہ کمائی صرف اسی جگہ ہے

---

[1] چوزن۔ عورتیں۔ بہت جلد عشوہ اور غلط تعریفوں کے فریب میں آجاتی ہیں۔ مرترا۔ ایک انسان کیلئے دنیا داروں کی جھوٹی تعریفوں سے بزرگوں کی کڑوی باتیں زیادہ مفید ہیں شہاں۔ یعنی بزرگانِ دین۔ صفع۔ تمانچہ یعنی کڑوی نصیحت۔ شہد۔ یعنی جھوٹی تعریف۔ کساں۔ یعنی بزرگان دین۔ زایشاں۔ بزرگوں کی سختی جھیلنے سے نفع پہنچتا ہے۔ در پناہ۔ جسم جو ایک بے حس چیز ہے روح کی صحبت میں حساس ہو جاتا ہے، اسی طرح مرید شیخ کی صحبت سے زندگی حاصل کر لیتا ہے۔ ہر کجا جو استاد کا ادب نہ کریگا اور صحبت برداشت نہ کریگا محروم رہیگا۔ تاچناں۔ استاد سے بھاگنے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ استاد کو اپنی منشاء پر چلانا چاہتا ہے اور جب اس میں کامیابی نہیں ہوتی تو بھاگتا ہے۔

[2] گر چناں۔ اگر مرید شیخ کی مرضی کے مطابق مجاہدے کرلے تو اپنی اور دوسروں کی ہدایت کا سبب بن جائے پیشہ دیں۔ دینداری سے روح کی اصلاح ہوتی ہے جس کو بقا حاصل ہے۔

[3] غنی۔ غنین کا مخفف ہے نامرد، دین کی نامردی دنیا میں تو چھپ سکتی ہے لیکن آخرت میں کھل رہے گی کسب کمائی دخل۔ آمدنی۔ آں چناں۔ آخرت میں اعمال حسنہ کے اچھے دام لگینگے اور اعمال سیئہ کے کھوٹے دام لگینگے۔ اینجا۔ دنیا میں دنیا کے کاموں کی اجرت ملتی ہے۔

حق تعالیٰ گفت کایں کسبِ جہاں — پیش آں کسبِ ست لَعب اُکودَکاں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس عالم دنیا کی کمائی — اس (عالم آخرت) کی کمائی کے مقابلہ میں بچوں کا کھیل ہے

ہمچو آں طفلے کہ بر طفلے تنَد — شکلِ صحبت کُن مَساسے می کُنَد

اس بچہ کی طرح جو بچہ پر چڑھے — (اور) جماع کرنے والے کی طرح مساس کرے

کودکاں۲ سا زند در بازی دُکاں — سُود نبود جُز کہ تغییرِ زماں

بچے کھیل میں دکان لگاتے ہیں — وقت گزاری کے علاوہ کوئی نفع نہیں ہوتا ہے

شب شود در خانہ آید گُرسنہ — کودکاں رفتہ بماندہ یک تنہ

رات ہو جاتی ہے تو گھر میں بھوکا آتا ہے — بچے چلے جاتے ہیں، اکیلا رہ جاتا ہے

ایں جہاں بازیگہ است و مرگِ شب — باز گردی کیسہ خالی پُر لَعب

یہ دنیا تماشا گاہ ہے اور موت رات ہے — تو تھکا ماندہ خالی جیب واپس ہو گا

سُوئے خانہ گورِ تنہا ماندۂ — با فُغاں واحسرتا بر خواندۂ

قبر کے گھر کی طرف (جانے کیلئے) تو تنہا رہ گیا — فریاد کے ساتھ ہائے افسوس کہتا ہوا

کسبِ دیں عشق ست و جذبِ اندروں — قابلیت نورِ حق داں اے حَروں

دین کی کمائی عشق اور باطنی جذبہ ہے — اے سرکش! قابلیت اللہ کے نور کو سمجھ

کسب۲ فانی خواہد ایں نفسِ خَسِ — چند کسبِ خَس کُنی بگذار و بَس

تیرا یہ کمینہ نفس فنا ہو جانیوالی کمائی چاہتا ہے — کبتک کمینی کمائی کرے گا؟ چھوڑ، بس کر

نفسِ حِس گر جویدت کسبِ شریف — حیلہ و مکرے بُوَد آں رارَ دیف

حسی نفس اگر تجھ سے اچھی کمائی کا مطالبہ کرے — کوئی حیلہ اور مکر اس کے پس پشت ہو گا

بیدار کردنِ ابلیس حضرت امیر المومنین معاویہؓ را کہ برخیز کہ وقتِ نمازست

شیطان کا حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیدار کرنا کہ اٹھیے نماز کا وقت ہے

در خبر آمد کہ خالِ مومناں — بود اندر قصرِ خود خفتہ شباں

قصہ میں مذکور ہے کہ مسلمانوں کے ماموں — رات کے وقت اپنے محل میں سو رہے تھے

قصر را از اندروں در بَستہ بود — کز زیارتہائے مردم خستہ بود

محل کا دروازہ اندر سے بند تھا — کیونکہ وہ لوگوں کی ملاقات سے تھک گئے تھے

ناگہاں مردے اُورا بیدار کرد — چشم چوں بکشاد پنہاں گشت مرد

اچانک ان کو ایک شخص نے جگا دیا — جب انہوں نے آنکھ کھولی وہ شخص چھپ گیا

---

۱ لعب۔ کھیل۔ قرآن پاک میں دنیاوی زندگی کو بے کار کھیل کود سے تعبیر کیا ہے۔ ہمچو۔ دنیاوی کاروبار محض نمائش ہے جس میں کوئی حقیقت اور بقا نہیں جیسا کہ ایک بچہ دوسرے بچہ سے جماع کرے جو محض جماع کی نقل ہے۔ مساس۔ چھونا مد گڑنا۔

۲ کودکاں۔ دنیاوی کاروبار، بچوں کی فرضی دکان ہے۔ تغیر زماں۔ وقت گذاری۔ ۱ تنہاں۔ اس دنیا کو بچوں کی دنیا سمجھو اور موت کو رات تصور کرو اگر دنیا میں لگے رہو گے تو جس طرح فرضی دکان والا بچہ بلا کمائی کے گھر کو تنہا لوٹتا ہے اسی طرح موت آنے پر تم تنہا بلا کمائی کے کوچ کرو گے۔ کسب دین دین کی کمائی عشق خداوندی اور باطنی جذب ہے اور اس کی قابلیت خداداد ہے

۳ کسب فانی۔ نفس کا تقاضہ فانی لذتیں حاصل کرنا ہے۔ نفس حس۔ نفس امارہ اگر کسی بھلے کام کی ترغیب دیتا ہے تو اس کے پس پشت کوئی دھوکا ہوتا ہے۔ ردیف۔ ایک جانور پر دو سواروں میں سے پچھلا سوار خال۔ ماموں، حضرت امیر معاویہؓ حضرت ام حبیبہ ام المومنین زوجہ النبی کے بھائی ہیں اس اعتبار سے وہ مسلمانوں کے ماموں ہیں۔ قصر۔ حضرت امیر معاویہؓ دونوں کی ملاقاتوں سے تھک کر محل کے اندر کا دروازہ بند کر کے سو گئے تھے۔

گفت اندر قصر کس را رہ[1] نبود
بولے محل میں کسی (کے آنے) کا راستہ نہ تھا

کیست کایں گستاخی و جُرات نمود
کون ہے جس نے یہ گستاخی اور ہمت کی؟

گرد برگشت و طلب کرد آں زماں
انہوں نے چکر لگایا اور فوراً جستجو کی

تا بیابد بد زاں نہاں گشتہ نشاں
تاکہ اس چھپے ہوئے کا پتہ لگا لیں

از پسِ دَر مُدبرے[2] را دید کُو
در کے پیچھے انہوں نے ایک پشت پھیرے ہوئے کو دیکھا کہ وہ

در پسِ پردہ نہاں می کرد رُو
پردے کے پیچھے منہ چھپا رہا تھا

گفت ہی تو کیستی نام تو چیست
فرمایا خبردار! تو کون ہے تیرا کیا نام ہے؟

گفت نامم فاش ابلیسِ شقی ست
اس نے کہا میرا نام بد بخت شیطان مشہور ہے

جواب گفتن مر حضرت امیر المومنین معاویہؓ را
حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دینا

گفت بیدارم چرا کردی بجدّ
انہوں نے کہا تو نے مجھے کوشش کر کے کیوں جگایا؟

راست گو با من مگو بر عکس و ضدّ
سچ بتا مجھ سے الٹی اور خلاف (بات) نہ کہنا

گفت ہنگام نماز آخر رسید
اس نے کہا نماز کا وقت آخیر ہو گیا ہے

سوئے مسجد زود می باید دوید
مسجد کی جانب جلد دوڑ جانا چاہیے ہے

عجّلوا[3] الطّلعاتِ قبلَ الفوت گفت
"عبادات کو فوت ہونے سے پہلے پورا کرو" فرمایا ہے

مُصطفےٰ چوں گوہرِ معنیٰ بُسفت
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معنی کے موتی پروئے

گفت نے نے ایں غرض نبود ترا
انہوں نے کہا نہیں نہیں تیرا یہ مقصد نہ ہو گا

کہ بخیرے رہنما باشی مرا
کہ کسی بھلائی کے لئے تو میری رہنمائی کرے

دُزد آید از نہاں در مسکنم
چور چھپ کر میرے گھر میں آئے

گویدم کہ پاسبانی می کنم
(اور) مجھ سے کہے کہ میں چوکیداری کر رہا ہوں

من کجا باور کنم آں دُزد را
میں اس چور کا کب یقین کر سکتا ہوں؟

دُزد کے داند ثواب و مُزورا
چور ثواب اور مزدوری کو کیا جانے؟

خلصہ دُزدے چوں تو قطّاع الطریق
خصوصاً تجھ جیسا ڈاکو چور

از چہ رُو گشتی چنیں بر من شفیق
تو مجھ پر ایسا مہربان کیوں بنا؟

جواب گفتنِ ابلیسِ لعین بارِ دوم حضرت امیر المومنین معاویہؓ را
لعین شیطان کا دوسری بار حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دینا

[1] رہ نبود۔ یعنی دروازہ بند تھا اندر آنے کا راستہ کھلا ہوا نہ تھا۔ گستاخی۔ یعنی نیند سے بیدار کرنا جرات یعنی بلا اجازت محل میں آنا۔

[2] مُدبر۔ پشت پھرنے والا بد بخت۔ فاش۔ ظاہر مشہور جد۔ کوشش۔ برعکس۔ یعنی واقعہ کے خلاف۔ ہنگام۔ وقت باید دوید۔ یعنی تاکہ نماز قضا نہ ہو جائے۔

[3] عجّلوا۔ یعنی وقتی عبادات کا وقت ختم ہونے سے پہلے اور غیر وقتی عبادات فوت ہونے سے پہلے ادا کر دو۔ گفت حضرت معاویہؓ نے شیطان سے کہا تو اللہ کے اسم مضل کا مظہر ہے تجھ سے خیر کی راہنمائی ممکن نہیں ہے۔ ثواب و مزد۔ انسان دوسری کی نگہبانی یا ثواب کے لئے کریگا یا اجرت کے لئے چور کو ان دونوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ قطاع الطریق۔ راہزن ڈاکو۔

گفت[1] ما اوّل فرشته بوده ایم
اس نے کہا میں شروع میں فرشتہ تھا

راہِ طاعت را بجاں پیمودہ ایم
میں نے فرمانبرداری کا راستہ (دل و) جان سے طے کیا ہے

سالکانِ راہ را محرم بُدیم
میں راہ (خدا) کے سالکوں کا راز دار تھا

ساکنانِ عرش راہمدم بُدیم
عرش کے رہنے والوں کا ساتھی تھا

پیشہ اوّل کُجا از دل رَوَد
پہلا پیشہ دل سے کہاں نکلتا ہے؟

مہرِ اوّل کے زدل بیروں شود
پہلی محبت دل سے کب نکلتی ہے؟

در سفر گر رَوم بینی یا خُتن
سفر میں تو خواہ روم کو دیکھے یا ختن کو

از دلِ تو کے رود حُب وطن
تیرے دل سے وطن کی محبت کہاں جاتی ہے؟

ماہم از مستانِ ایں[2] مے بودہ ایم
ہم بھی اس شراب کے مستوں میں سے رہے ہیں

عاشقانِ درگہ وے بودہ ایم
اس کے دربار کے عاشقوں میں سے رہے ہیں

نافِ ما بر مہرِ اُو ببریدہ اند
ہماری ناف اس کی محبت پر کٹی ہے

عشق او در جانِ ما کاریدہ اند
اس کا عشق ہماری جان میں بویا گیا ہے

روزِ نیکو دیدہ ایم از روزگار
زمانہ سے ہم نے اچھا وقت دیکھا ہے

آبِ رحمت خوردہ ایم اندر بہار
(موسم) بہار میں ہم نے رحمت کا پانی پیا ہے

نے کہ[3] مارا دستِ فضلش کاشتہ است
کیا ہمیں اس کی مہربانی کے ہاتھ نے نہیں بویا ہے؟

از عدم مارا نہ اُو بر داشتہ است
کیا وہ ہمیں عدم سے اٹھا کر نہیں لایا ہے؟

اے بسا کز وے نوازش دیدہ ایم
ہم نے اس کی بہت سی نوازشیں دیکھی ہیں

در گلستانِ رضا گردیدہ ایم
ہم اس کی رضا کے باغ میں ٹہلے ہیں

بر سرِ ما دستِ رحمت می نہاد
ہمارے سر پر دست شفقت رکھتا تھا

چشمہائے لُطف بر ما می گشاد
مہربانی کی نظروں سے ہمیں دیکھتا تھا

درگہِ طفلی کہ بودم شیر جُو
بچپن میں جبکہ میں دودھ پیتا تھا

گاہوارم راکہ جُنبانید اُو
میرا پنگورا کون ہلاتا تھا؟ وہ

از کہ خوردم شیر غیر از شیرِ اُو
میں نے اس کے دودھ کے علاوہ کس کا دودھ پیا ہے

کہ مرا پرورد جُز تدبیرِ اُو
مجھے اس کی تدبیر کے علاوہ کس نے پالا ہے؟

خوئے کاں با شیر رفت اندر وجود
وہ عادت جو دودھ کے ساتھ جسم میں گئی ہو

کے تواں اُورا زمردم وا کشود
اس کو انسانوں سے کون نکال سکتا ہے؟

[1] گفت۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا میں ایک زمانہ میں معلم الملکوت تھا۔ محرم۔ راز دار۔ ساکنانِ عرش۔ فرشتے۔ پیشہ اول۔ فرشتوں کو تعلیم دینا اور نیکی کی رہنمائی کرنا۔ در سفر۔ وطن کی محبت ابتدائی محبت ہے وہ کسی حالت میں نہیں جاتی خواہ انسان کسی دوسرے بہتر شہر میں جا بسے۔ ختن۔ چین کا ایک مشہور شہر ہے۔

[2] ایں مے۔ یعنی عشق خداوندی کی شراب۔ وے۔ یعنی خدائے تعالیٰ۔ ناف بر مہر کسے بریدن۔ کسی سے پیدائشی محبت ہونا۔ رحمت۔ یعنی رحمت خداوندی۔

[3] نے کہ۔ جب اس کے سقدر احسانات ہیں تو ہمارے دل میں اس کی محبت کیسے نہ ہوگی۔ می نہاد۔ یعنی جب تک کہ میں راندہ درگاہ نہ ہوا تھا۔ گہ۔ گاہ۔ گاہوارم۔ جھولنا، پنگورا۔ نیز اُو یعنی اللہ تعالیٰ نے پرورش کی۔ خوئے۔ عادت میں پڑی ہوئی عادت نہیں بدلتی ہے۔

گر عتابے[1] کرد دریائے کرم
اگر دریائے کرم نے عتاب کیا ہے

بستہ کے گردند در ہائے کرم
کرم کے دروازے کب بند ہو سکتے ہیں؟

اصلِ نقدش لطف و داد و بخشش ست
اس کے سکے کی اصل مہربانی اور عطا اور بخشش ہے

قہر بروے چوں غبارے از غشش ست
اس کے اوپر قہر ایسا ہے جیسا کہ کھوٹ کا جھول

از برائے لطف عالم را بساخت
اس نے جہان کو مہربانی کے لئے بنایا ہے

ذرّہا را آفتاب او نواخت
ذروں کو اس کے آفتاب نے نوازا ہے

فرقت از قہرش اگر آبستن ست
جدائی اگر اس کے غصہ کی حامل ہے

بہرِ قدرِ وصلِ او دانستن ست
تو اس کے وصل کی قدر جاننے کے لئے ہے

تا دہد جاں رافراقش گوشمال
جب اس کی جدائی جان کی کی گوشمالی کرتی ہے

جاں بداند قدرِ ایام وصال
جان، وصل کے دنوں کی قدر کو جان لیتی ہے

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا ہے

قصدِ من از خلق احساں بودہ است
پیدا کرنے سے میرا مقصود احسان کرنا ہے

آفریدم تا زمن سودے کنند
میں نے پیدا کیا ہے تاکہ وہ مجھ سے فائدہ اٹھائیں

تا ز شہدم دست آلودے کنند
(اور) تاکہ میرے شہد سے ہاتھ آلودہ کریں

نے برائے[2] آں کہ تا سودے کنم
نہ اسلئے کہ میں (ان سے) فائدہ اٹھاؤں

وز برہنہ راقبائے بر کنم
اور ننگے کی میں قبا اتاروں

چند روزے کہ ز پیشم راندہ است
چند روز سے کہ مجھے سامنے سے دھتکارا ہے

چشمِ من در روئے خوبش ماندہ است
میری آنکھ اس کے حسین چہرے پر جمی ہے

کز چناں روئے چنیں قہرے عجب
کہ تعجب ہے ایسے چہرے سے ایسا غصہ

ہر کسے مشغول گشتہ در سبب
ہر شخص سبب میں مشغول ہے

من سبب را ننگرم کاں حادث ست
میں سبب کو نہیں دیکھتا ہوں کیونکہ وہ حادث ہے

زانکہ حادث حادثے را باعث ست
(اور) اسلئے کہ حادث، حادثات کا باعث ہے

لطف[3] سابق را نظارہ می کنم
میں پہلی مہربانی کا نظارہ کرتا ہوں

ہر چہ آں حادث دو پارہ می کنم
جو حادث ہے اس کے دو ٹکڑے کر دیتا ہوں

ترکِ سجدہ از حسد گیرم کہ بود
میں مانتا ہوں آدم کو سجدہ نہ کرنا حسد کی وجہ سے تھا

آں حسد از عشق خیزد نہ از جحود
وہ حسد محبت سے پیدا ہوتا ہے نہ کہ انکار سے

---

[1] گر عتاب۔ جبکہ وہ ناراض ہے میں اس کے کرم سے مایوس نہیں ہوں۔ اصل نقدش۔ حدیث میں ہے خدا نے فرمایا سبقت رحمتی علی غضبی میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے۔ غش۔ کھوٹ۔ ملمع۔ از برائے لطف۔ اللہ کی مہربانی سے ہی عالم وجود میں آیا ہے۔ فرقت۔ یعنی خدا اپنے در بار سے دور بھی کرتا ہے تو اسلئے کرتا ہے کہ در بار کی قدر معلوم ہو جائے۔ تا دہد۔ جب جدائی کی سزا ملتی ہے تو وصل کی قدر ہوتی ہے۔

[2] نے برائے۔ دنیا کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا اپنا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وز برہنہ ننگے سے کوئی چادر کیسے چھین سکتا ہے مخلوق جبکہ خود محتاج ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ چشم من۔ لہٰذا میں اس کی رحمت کا امیدوار ہوں۔ ہر کسے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ناراضی میں ایسا کوئی سبب پیدا فرما دیتا ہے جس سے بندہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو عام لوگ اس سبب پر نظر کر کے لڑتے ہیں میں مسبب یعنی اللہ تعالیٰ پر نظر رکھتا ہوں اور اس کا قائل ہوں ہر چہ از دوست می رسد نیکوست۔ حادث یعنی سبب حادثے۔ را یعنی تکالیف۔

[3] لطف۔ مہربانی اللہ کی قدیم صفت ہے اور قہر بعد کی چیز ہے میں قدیم صفت کو پیش نظر رکھتا ہوں اور مایوس نہیں ہوتا ہوں قہر سے قطع نظر کر لیتا ہوں ترک سجدہ حضرت آدم نہ کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ میرا حسد تھا اور وہ حسد عشق خداوندی پر مبنی تھا میں یہ چاہتا تھا کہ کوئی میرے محبوب کا مقرب بنے۔ جحود۔ انکار یعنی کفر خداوندی۔

ہر حسد[1] از دوستی خیزد یقیں — کہ شود با دوست غیرے ہم نشیں
یقیناً (اس طرح کا) ہر حسد دوستی سے پیدا ہوتا ہے — کہ دوست کے ساتھ غیر ہم نشین ہو

ہست شرطِ دوستی غیرت پزی — ہمچو بعدِ عطسہ گفتن دیر زی
غیرت مندی ، دوستی کا لازمہ ہے — جیسا کہ چھینک کے بعد کہنا "عمر دراز ہو"

چونکہ[2] بر نطعش جُز آں بازی نبود — گفت بازی کُن چہ دانم در فزود
چونکہ اس کی بساط پر اس بازی کے سوا کچھ نہ تھا — اس نے کہا بازی کھیل، میں بڑھنا کیا جانوں

آں یکے بازی کہ بُد من باختم — خویشتن را در بلا انداختم
وہی ایک بازی جو تھی میں نے کھیلی — تو میں نے اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسا لیا

در بلا ہم می چشم لذّاتِ اُو — ماتِ اویم ماتِ اویم ماتِ اُو
مصیبت میں بھی میں اس کی لذتیں چکھتا ہوں — اسی سے ہارا ہوں اسی سے ہارا ہوں اسی سے ہارا ہوں

چوں رہاند خویشتن را اے سَرہ — ہیچکس در شش جہت زیں شش درہ
اے کھرے ! اپنے آپ کو کیسے چھڑائے — کوئی ان چھ جہتوں میں ہلاکت کی جگہ سے ؟

جُز وِ شش از کُلِّ شش چوں وا رہد — خاصہ کہ بے چوں مر اُورا کرّ نہد
شش در شش کی نرد شش در شش سے کیسے نکلے — خصوصاً جبکہ (ذات) بیمثال نے (اس نرد کو) تیز حد کھا ہو

ہر کہ در شش[3] در درونِ آتش ست — اوش بر ہاند کہ خلّاقِ شش ست
جو کوئی چھ جہت سے آگ میں ہے — اس کو وہی نجات دلائے جو شش جہت کا پیدا کرنیوالا ہے

خود اگر کفرست اگر ایمانِ اُو — دست باف حضرتست و آنِ اُو
خواہ وہ کفر ہے اور خواہ وہ ایمان ہے — اسی دربار کا بنایا ہوا ہے اور اس کا مملوک ہے

باز تقریر کردنِ امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ابلیس لعین را

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس لعین کے سامنے دوبارہ تقریر کرنا

گفت امیر اُورا کہ اینہا راست ست — لیک بخشِ تو از اینہا کاست ست
امیر (معاویہؓ) نے اس سے کہا یہ سب درست ہے — لیکن ان میں تیرا حصہ نہیں ہے

صد ہزاراں را چو من تورہ زدی — حفرہ کردی در خزینہ آمدی
تو نے مجھ جیسے لاکھوں کو گمراہ کیا ہے — نقب لگا کر تو خزانہ میں آیا ہے

آتشی از تو نہ سوزم چارہ نیست — کیست کز دستِ تو جامہ اش پارہ نیست
تو آگ ہے تجھ سے نہ جلوں کوئی چارہ نہیں ہے — کون ہے جس کا جامہ تیرے ہاتھ سے چاک نہیں ہے؟

[1] ہر حسد۔ رقابت میں جو حسد پیدا ہوتا ہے وہ دوست کی دوستی پر مبنی ہے کیونکہ حاسد رقیب یہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا محبوب کا ہم نشین بنے۔ ہست۔ دوستی اور عشق میں رقیب سے حسد لازمی چیز ہے جس طرح کہ دعا چھینک کے لوازم میں سے ہے۔

[2] چونکہ۔ جبکہ تقدیر الٰہی کی بساط پر میرے لئے صرف یہی بازی تھی کہ میں آدم کو سجدہ نہ کروں اور مردود بارگاہ بنوں تو میرے لئے اس سے تجاوز کرنے کا کیا امکان تھا۔ آں یکے۔ یعنی آدم کو سجدہ نہ کرنے کی بازی میں نے کھیلی اور میں مصیبت میں پھنس گیا۔ در بلا۔ چونکہ میں نے اس کی ذات سے بازی ہاری لہٰذا میں اس بازی ہارنے سے بھی لطف اندوز ہوتا ہوں شش درہ۔ وہ جگہ جس سے رہائی ناممکن ہو وہ چھ خانے جو نرد کی بازی میں ہوتے ہیں ان میں گوٹ ایسی بند ہو جاتی ہے کہ اس کی چال ناممکن ہو جاتی ہے۔ جزو شش۔ یعنی ششدر کی گوٹ یعنی وہ نرد جو ششدرہ میں پھنس گئی ہو۔ کل شش۔ یعنی ششدرہ۔

[3] شش ۔ یعنی چھ جہتیں۔ امیر۔ یعنی امیر المومنین معاویہ بخش۔ حصہ۔ کاس کم رہ زدن۔ گمراہ کرنا۔ حفرہ۔ گڑھا۔ نقب خزینہ خزانہ آتشی۔ شیطان آگ سے بنا ہے جس کا کام جلا دینا ہے۔

طبعت اے آتش چو سوزانید نیست
اے آگ ! جبکہ تیرا مزاج جلا ڈالنا ہے

تا نسوزانی تو چیزے چارہ نیست
جب تک تو جلا نہ ڈالے کوئی تدبیر نہیں ہے

لعنت[1] ایں باشد کہ سوزانت کُند
(تجھ پر) یہ لعنت ہوئی کہ تجھے جلانیوالا کر دیا

اُستادِ جملہ دُز دانت کُند
تجھے تمام چوروں کا استاد کر دیا

با خدا گفتی شنیدی رُو بُرو
خدا کے رو برو، تیری کہن سن ہوئی

من چہ باشم پیشِ مکرت اے عدُو
اے دشمن ! میں تیرے مکر کے سامنے کیا ہوں؟

معرفت ہائے تو چوں بانگِ صفیر
تیری معرفت کی باتیں سیٹی کی آواز کی طرح ہیں

بانگِ مُرغانست لیکن مُرغ گیر
بولی پرندوں کی ہے لیکن پرندوں کو پھانسنے والی ہے

صد ہزاراں مُرغ را آں رہ زدست
(اس سیٹی نے) لاکھوں پرندوں پر ڈاکہ ڈالا ہے

مُرغ غرّہ کا شنائے آمدست
پرند دھوکے میں ہیں کہ کوئی جان پہچان کا آیا ہے

دَر ہوا چوں بشنوَد بانگِ صفیر
ہوا میں جب سیٹی کی آواز سنتا ہے

از ہوا آید شود آنجا اسیر
ہوا سے (اتر) آتا ہے وہاں قیدی بن جاتا ہے

قوم نوح از مکرِ تو در نوحہ اند
نوح کی قوم تیرے مکر سے نوحہ میں لگی ہے

دل کباب و سینہ شُرحہ شُرحہ اند
دل کباب اور سینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے

عاد[2] را بر باد دادی در جہاں
تو نے دنیا میں (قوم) عاد کو برباد کیا ہے

در فگندی در عذاب و اندہاں
عذاب اور رنجوں میں مبتلا کر دیا ہے

از تو بُودہ سنگسار آں قومِ لوط
قوم لوط تیری وجہ سے سنگسار ہوئی

در سیاہ آبہ زتو خورد ند غوط
تیری وجہ سے انہوں نے سڑے پانی میں غوطہ لگایا

مغزِ نمرود از تو آمد ریختہ
نمرود کا بھیجہ تیری وجہ سے بہا

اے ہزاراں فتنہا آنگیختہ
اے (وہ کہ جس نے) ہزاروں فتنے برپا کئے

عقلِ فرعونِ ذکی فیلسوف
فلسفی ، ذہین فرعون کی عقل

کور گشت از تو نیا بید اُو وقوف
اندھی ہو گئی (اور) تجھے نہ سمجھی

بُو لہب ہم از تو نا اہلے شدہ
ابو لہب بھی تیری وجہ سے نالائق بنا

بُو الحکم[3] ہم از تو بُو جہلے شدہ
ابو الحکم تیری وجہ سے ابو جہل بنا

اے بریں شطرنج بہرِ یاد را
اے (وہ کہ جس نے) اس بساط پر یادگار کے لئے

مات کردہ صد ہزار اُستاد را
لاکھوں استادوں کو مات دی ہے

[1] لعنت۔ تجھ پر خدائی کی لعنت کی یہ صورت ہے کہ تجھے جلانے والا اور چوروں کا سردار بنا دیا ہے۔ یا خدا۔ شیطان نے آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کے معاملہ میں آمنا سامنا جواب دیئے بانگ صفیر۔ شکاری کی وہ آواز جو وہ پرند کی آواز کی طرح نکالتا ہے جس کو پرندہ اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ کر دھوکا کھا جاتا ہے اور جال میں پھنس جاتا ہے۔ آں۔ یعنی شکاری کی سیٹی۔ اسیر۔ قیدی۔ نوحہ۔ رونا۔ شرحہ شرحہ۔ پارہ پارہ۔

[2] عاد۔ قوم کی ہدایت کے لئے حضرت صالحؑ بھیجے گئے تھے لیکن شیطان نے ان کو راہ ہدایت پر نہ آنے دیا۔ اندہاں۔ اندوہ کی جمع ہے غم قوم لوط حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے انکو قوم کی ہدایت کیلئے بھیجا گیا۔ لیکن شیطان نے قوم کو بہکایا جس کی وجہ سے اس پر سنگ باری کا عذاب آیا۔ سیاہ آبہ۔ کالا پانی یعنی عذاب۔ غوط۔ غوطہ۔ نمرود خدائی کا دعویدار ہوا خدا نے ایک مچھر اس کے دماغ میں گھسا دیا جس سے وہ ہلاک ہوا۔ فیلسوف فلسفی حکیم۔ بولہب۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی کنیت ہے جس نے آنحضورؐ کی مخالفت کی تھی۔

[3] بُو الحکم۔ اسی کو ابو جہل کہا جاتا ہے۔ شطرنج۔ یعنی مکر اور فریب کی بازی۔ یاد۔ یعنی یادگار

اے زفرزیں ۱ بند ہائے مشکلت — سوختہ دلہا سیہ گشتہ دلت

اے (وہ کہ) تیرے مشکل فرزین نبشت (چالوں) سے — بہت سے دل جل گئے، تیرا دل سیاہ ہو گیا

بحرِ مکری تو خلائق قطرۂ — تو چوں کوہی ویں سلیماں ذرّہ

تو مکاری کا سمندر ہے لوگ ایک قطرہ ہیں — تو پہاڑ جیسا ہے اور یہ بھولے بھالے (لوگ) ایک ذرہ ہیں

کے رہد از مکرِ تو اے مختصم — غرقِ طوفانیم اِلَّا مَنْ عَصِمْ

اے جھگڑالو! تیرے مکر سے کب چھوٹتا ہے؟ — ہم تو طوفان میں غرق ہیں، مگر وہ جس کو اللہ بچائے

بس ستارہ سعد از تو مُحترق — بس سپاہِ جمع از تو مُفترق

بہت سے نیک ستارے تیری وجہ سے بے نور ہو گئے ہیں — فوج کے بہت سے سپاہی تیرے وجہ سے بکھر گئے ہیں

بس سلیماں کز تو دیں در باختہ — سرنگوں تا قعرِ دوزخ تاختہ

بہت سے بھولے بھالے تیری وجہ سے دین کھو چکے ہیں — دوزخ کی گہرائی تک اوندھے دوڑے ہیں

بس جو بلعم ۲ از تو نومید آمدہ — بس چو برصیصا ز تو کافر شدہ

بہت سے بلعم (باعور) جیسے تیری وجہ سے مایوس ہوئے ہیں — بہت سے برصیصا جیسے ہیں جو تیری وجہ سے کافر بنے ہیں

جواب گفتنِ ابلیس لعین امیر المومنین حضرت معاویہؓ را نوبتِ سوم

ابلیس لعین کا تیسری بار امیر المومنین حضرت معاویہؓ کو جواب دینا

گفت ابلیسش کُشا ایں عُقدہا — من ۳ محکم قُلب را و نقد را

ان سے شیطان نے کہا ان گرہوں کو کھول دیجئے — میں تو کھرے اور کھوٹے کے لئے کسوٹی ہوں

امتحانِ شیر و کلبم کرد حق — امتحانِ نقد و قلبم کرد حق

مجھے اللہ تعالیٰ نے شیر اور کتے کے امتحان (کا ذریعہ) بنایا ہے — مجھے اللہ تعالیٰ نے کھرے اور کھوٹے کا (ذریعہ امتحان) بنایا ہے

قُلب را من کے سیہ رُو کردہ ام — صیرفیم قیمتِ اُو کردہ ام

کھوٹے کو میں نے کب سیاہ رو بنایا ہے — میں تو صراف ہوں میں نے اس کی قیمت لگا دی ہے

نیکواں را رہنمائی می کنم — مر بداں را پیشوائی می کنم

میں نیکوں کی رہنمائی کرتا ہوں — اور بروں کی بھی پیشوائی کرتا ہوں

صالحاں را مُقتدا و مامنم — طالحاں را نیز یاری می کنم

میں نیکوں کا مقتدا اور امن کی جگہ ہوں — میں بروں سے بھی دوستی کرتا ہوں

---

۱ فرزین۔ بلند۔ وہ چال جس سے شطرنج کے مہرے فرزین کو بند کر دیا جائے اور اس کی چال مشکل ہو جائے۔ سلیمان سلیم کی جمع ہے سادہ مزاج انسان مختصم۔ جھگڑالو۔ سعد۔ مبارک۔ محترق۔ وہ ستارہ جو آفتاب کے ساتھ ایک برج میں جمع ہو کر اپنی شعاع کھو بیٹھے

۲ بلعم۔ بن باعور مشہور شخص تھا جو بہت عبادت گزار تھا لیکن حضرت موسیٰ کی مخالفت کر کے تباہ و برباد ہو گیا۔ برصیصا۔ ایک مشہور عبادتگزار راہب تھا جس کو شیطان نے گمراہ کر دیا تھا۔

۳ من محک ام میں کسوٹی ہوں۔ قلب۔ کھوٹا سکہ۔ نقد۔ کھرا سکہ۔ امتحان۔ یعنی امتحان کا ذریعہ صیرفی۔ صراف۔ سیہ رو۔ کھوٹا سکہ جب پتایا جاتا ہے تو کالا پڑ جاتا ہے۔ قیمت او۔ شیطان کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان میں خیر و شر کی قوت میں نے نہیں پیدا کی ہے بلکہ قدرت نے پیدا کی ہے میں تو صرف اس کو ظاہر کر دیتا ہوں لہٰذا میں قصوروار نہیں ہوں لیکن اس کی یہ تقریر غلط ہے بیشک خیر و شر کا مادہ اللہ نے پیدا فرمایا ہے لیکن جو شخص جس طرح کی قوت کو بروئے کار لانے کا سبب بنے گا وہ اسی طرح کی جزا و سزا کا مستحق ہوگا۔ انبیاء انسانوں کی خیر کی قوت کو بروئے کار لاتے ہیں۔ لہٰذا جزا کے مستحق ہیں۔ شیطان انسان کی شر کی قوت کو بروئے کار لاتا ہے لہٰذا لعنت کا مستحق ہے۔ اگر کوئی شخص بارود میں آگ لگائے اور اس برات کے لئے کہے کہ اس میں دو جلنے کا مادہ تھا تو وہ اپنی اس تقریر سے بری نہیں ہو سکتا ہے۔

با غبانم[1] شاخِ تَرمی پرورَم
میں باغبان ہوں تر شاخ کی پرورش کرتا ہوں

شاخہائے خُشک راہم می بُرم
سوکھی شاخوں کو کاٹتا بھی ہوں

ایں علفہا می نہم از بہرِ چیست
میں یہ چارا ڈالتا ہوں تو کس لئے؟

تا پدید آید کہ حیواں جنس کیست
تاکہ ظاہر ہو جائے کہ حیوان کس قسم کا ہے

سَگ چواز آہو بزاید بچگے
کتیا جب ہرن کا بچہ جن دے

درسگے و آہوئے دارد شکے
اس کے کتا اور ہرن ہونے میں شک ہو جاتا ہے

تو گیاہ واستخواں پیشش بریز
تو اس کے سامنے گھاس اور ہڈی ڈالدے

تا کدامیں سُو کُند اُو گام تیز
دیکھ ! وہ کس کی طرف لپکتا ہے

گر بُسوئے استخواں آید سگ ست
اگر ہڈی کی طرف آئے، کتا ہے

ور گیا خواہد یقیں آہو رگ ست
اگر گھاس کیطرف رغبت کرے یقیناوہ ہرن کی نسل ہے

قہر[2] و لُطفے جُفت شد با ہمدگر
(اللہ تعالیٰ کا) قہر اور مہر با ہم ملے

زاد ازیں ہر دو جہانِ خیر و شر
ان دونوں سے عالم خیر و شر پیدا ہوا

تو گیاہ و استخواں را عُرضہ کُن
تو گھاس اور ہڈی پیش کر

قوتِ نفس وقوتِ جانرا عُرضہ کُن
نفس کی غذا اور جان کی غذا پیش کر

گر غذائے نَفس جوید ابتر ست
اگر وہ نفس کی غذا ڈھونڈے تو برا ہے

وَر غذائے روح خواہد سرورست
اگر روح کی غذا چاہے تو بڑا ہے

گر کُند[3] اُو خدمتِ تن ہست خر
اگر وہ جسم کی خدمت کرے گا تو گدھا ہے

ور رود در بحرِ جاں یا بد گُہر
اگر وہ روح کے سمندر میں جاتا ہے تو موتی پاتا ہے

گرچہ ایں ہر دو مختلف خیر و شر اند
اگرچہ یہ دو مختلف خیر اور شر ہیں

لیک ایں ہر دو بیک کار اند
لیکن یہ دونوں ایک کام میں لگے ہیں

انبیا طاعات عُرضہ می کُنند
نبی طاعات پیش کرتے ہیں

دشمناں شہوات عُرضہ می کُنند
(دین کے) دشمن شہوتیں پیش کرتے ہیں

نیک راچوں بَد کُنم یزداں نیم
میں نیک کو بد کیسے بنا سکتا ہوں میں خدا نہیں ہوں

دا عیم من خالقِ ایشاں نیم
میں بلانے والا ہوں میں انکا پیدا کرنیوالا نہیں ہوں

[1] باغبانم۔ شیطان کی یہ تقریر بھی غلط ہے باغبان تو تر شاخ کی پرورش کرتا ہے لیکن اس نے تو بہت سے نیکیوں کو برباد کیا ہے حضرت آدمؑ تک کو گمراہ کرنیکی کوشش کی۔ ایں علفہا۔ یعنی شیطان نے کہا کہ انسانوں کو برائی کی دعوت دیکر یہ معلوم کرتا ہوں کہ برا کون ہے اور بھلا کون ہے۔

سگ۔ اگر کتیا ہرن سے جفتی کھا جائے اور بچہ پیدا ہو جائے جس کے کتے اور ہرن ہونے میں شک ہو جائے تو یہی ترکیب ہے کہ اس کے سامنے کتے کا چارہ جو ہڈی ہے وہ اور ہرن کا چارہ جو گھاس ہے وہ ڈالکر دیکھ لو جس کی طرف وہ بڑھے سمجھ لو کہ وہ اسی جنس کا ہے۔

[2] قہر و لطفے۔ اللہ تعالیٰ کے قہر و لطف کے میل جول سے خیر و شر پیدا ہوا تو نیک و بد کی شناخت کے لئے تم بھی اس کے سامنے اس کی خوراک ڈال کر دیکھ لو نفس کی خوراک شر ہے اور روح کی خوراک خیر ہے جس کی طرف اس کی رغبت ہو وہ اسی جہان کا انسان ہوگا۔

[3] گر کند۔ تن پروری بے عقلی کی دلیل ہے جو گدھا پن ہے۔ گرچہ۔ خیر و شر اگرچہ دو مختلف چیزیں ہیں لیکن دونوں کا کام اچھے اور برے میں امتیاز پیدا کرنا ہے انبیاء کا بھی یہی کام ہے کہ وہ نیکوں کو بدوں سے ممتاز کرتے ہیں اور شیطان کا بھی یہی کام ہے۔ انبیاء۔ لیکن ہر دو میں فرق ہے۔ انبیاء خیر کو پیش کر کے بھلے برے میں امتیاز پیدا کر دیتے ہیں اور دین کا دشمن برائی کو پیش کر کے امتیاز پیدا کر دیتا ہے۔

خوب را چوں زشت سازم رب نیم
بھلے کو میں برا کیسے بنا سکتا ہوں میں خدا نہیں ہوں

زشت را و خوب را آئینہ ام
میں تو اچھے اور برے کا آئینہ ہوں

سوخت ہندو آئینہ از درد را
جلن سے ایک کالے نے آئینہ کو پھونک دیا

کایں سیہ رُوئی نماید مَرد را
کہ یہ اس کو کالی صورت کا دکھاتا ہے

گفت آئینہ گناہ از من نبود
آئینہ نے کہا میری خطا نہ تھی

جُرم اُو را نہ کہ رُوئے من زدود
اس کو خطاوار قرار دے جس نے میری صیقل کی ہے

اُو مرا غمّاز کرد راست گو
اسنے مجھے چغلخور اور سچی بات کہنے والا بنایا ہے

تا بگویم زشت کُو خوب کُو
تاکہ میں کہدوں بدصورت کون ہے اور خوبصورت کون ہے؟

من ۲ گواہم بر گوا زنداں کجاست
میں گواہ ہوں، گواہ کیلئے قید خانہ کب ہے؟

اہلِ زنداں نیستم یزداں گواست
میں قیدی نہیں ہوں خدا گواہ ہے

ہر کجا بینم نہالِ میوہ دار
میں جہاں کہیں پھلدار درخت دیکھتا ہوں

تر بتیہا می کنم من دایہ وار
میں دایہ کی طرح پرورش کرتا ہوں

ہر کجا بینم درختِ تلخ و خشک
جہاں کہیں میں کڑوا اور خشک درخت دیکھتا ہوں

می بُرّم تا رہد از پشک و مشک
میں کاٹ دیتا ہوں تاکہ وہ میگنی و مینگنی سے بچے

خشک گوید باغباں را کائے فتیٰ
خشک (درخت) باغبان سے کہتا ہے اے نوجوان!

مر مرا چہ می بری سر بے خطا
تو بلا قصور میرا سر کیوں کاٹتا ہے

باغباں گوید خمُش اے زشت خُو
باغبان کہتا ہے کہ اے بد عادت! چپ رہ

بس نباشد خشکی تو جُرمِ تو
کیا تیرا خشک ہونا تیرا جرم نہیں ہے؟

خشک ۳ گوید راستم من کژ نیم
خشک (درخت) کہتا ہے میں سیدھا ہوں میں ٹیڑھا نہیں ہوں

تو چرا بے جُرم می بُری پیم
تو بلا قصور میری جڑ کیوں کاٹتا ہے

باغباں گوید اگر مسعود یئے
باغبان کہتا ہے اگر تو نیک بخت ہوتا

کاشکے کژ بودی و تر بود یئے
کاش تو ٹیڑھا اور تر ہوتا

جاذبِ آبِ حیاتِ گشتے
اگر آب حیات کو جذب کرنیوالا ہوتا

اندر آبِ زندگی آغشتے
تو آب حیات میں ڈوبا ہوا ہوتا

تخمِ تو بد بودہ است و اصلِ تو
تیرا بیج اور تیری جڑ بری تھی

با درختِ خوش نبودہ وصلِ تو
اچھے درخت سے تیرا جوڑ نہ تھا

---

۱ خوب را۔ اچھا برا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ آئینہ ام۔ شیطان نے کہا میں تو صرف آئینہ کی طرح اچھے برے کو اس کی صورت دکھا دیتا ہوں۔ سوخت۔ اگر بدصورت آئینہ پر غصہ کرے تو اس کی بے عقلی ہے۔ جُرم اُورا۔ اگر یہ کوئی گناہ ہے تو آئینہ بنانے والے کا ہے کہ اس نے اس کو ایسا کیوں بنایا کہ وہ حقیقت واضح کر دے۔

۲ من گواہم۔ شیطان نے کہا میں تو انسانوں کی برائی پر گواہ ہوں جیلخانہ مجرم کے لئے ہے نہ کہ گواہ کے لئے ہر کجا۔ باغبان کا یہی کام ہے کہ اچھے درختوں کی پرورش کرے اور برے درختوں کو کاٹ پھینکے۔ خشک گوید جس طرح خشک درخت جس کو باغبان کاٹ دیتا ہے وہ باغبان کا شاکی ہوتا ہے اسی طرح نا قابل اصلاح لوگوں کو جب میں تباہ کرتا ہوں وہ شاکی ہوتے ہیں۔

۳ خشک۔ خشک درخت باغبان سے شکوے میں کہتا ہے کہ میں سیدھا ٹیڑھا نہ تھا تو نے مجھے کاٹ ڈالا۔ باغباں گوید۔ ٹیڑھے درخت کی حیات اور زندگی کی توقع ہے لیکن خشک درخت کی زندگی ممکن ہے لہٰذا اس کو کاٹا جائیگا شیطان کہتا ہے کہ اسی طرح جن کے دلوں میں آب ایمان بالکل باقی نہیں ہے اور ان کے دل خشک ہو گئے ہیں انسے مایوس ہو کر میں ان کو تباہ کرتا ہوں۔ تخم تو۔ جس کی اصل اور تخم ہی بری ہو وہ بیکار ہے۔

شاخِ تلخ ار با خوشے وصلت کند — آں خوشے اندر نہادش بَر زند
کڑوی شاخ کو اگر اچھے کے ساتھ جوڑ دے — وہ اچھا اس کے وجود میں اثر کرے

گر ترا بیدار کردم بہر دیں — خوئے اصل من ہمیں ست و ہمیں
اگر میں نے آپ کو دین کی خاطر جگا دیا ہے — میری اصل عادت ہی یہ ہے

عُنف ۲ کردنِ امیر المومنین حضرت معاویہؓ با ابلیس علیہ اللعنۃ

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس (اس پر لعنت ہو) کے ساتھ سختی کرنا

گفت امیر اے راہزن حجت مگو — مَر ترا رہ نیست در من رہ مجو
امیر المومنین نے فرمایا اے ڈاکو! حجت نہ کر — تیرا میرے اندر راستہ نہیں ہے راستہ نہ تلاش کر

رہزنی تو من غریبِ تاجرم — ہر لبا سا تے کہ آری کے خرم
تو ڈاکو ہے میں مسافر تاجر ہوں — تو جو بھیس بھی بدلے میں کب پسند کرتا ہوں؟

گردِ رختِ من مگرد از کافری — تو نہ رختِ کسے را مشتری
بے ایمانی سے میرے سامان کے گرد چکر نہ لگا — تو کسی کے سامان کا خریدار نہیں ہے

مشتری نبود کسے را راہزن — ور نماید مشتری مکرست و فن
ڈاکو کسی سے خریدنے والا نہیں ہوتا ہے — اگر وہ خریدار ہونا ظاہر کرے مکاری اور چالاکی ہے

نالیدنِ امیر المومنین حضرت معاویہؓ بحق تعالیٰ از مکرِ ابلیس و نُصرت خواستن

شیطان کے مکر سے امیر المومنین کا اللہ تعالیٰ سے نالہ و زاری کرنا اور مدد چاہنا

تا چہ دارد ایں حسود اندر کدو — اے خدا فریاد رس ما زیں عدو
نہ معلوم یہ حاسد کیا چال چل رہا ہے؟ — اے خدا اس دشمن سے ہماری فریاد سن لے

گر یکے فصلِ ۳ دگر در من دمد — در رُباید از من ایں رہزن نمد
اگر وہ ایک مرتبہ اور مجھ سے گفتگو کرے گا — یہ ڈاکو نمدہ اڑا لے جائے گا

ایں خدیشش ہمچو دو دست اے الٰہ — گلیمم شُد سیاہ دست گیرار نہ
اے خدا! یہ اس کی گفتگو دھوئیں کی طرح ہے — میری دستگیری فرما ورنہ میری کملی کالی ہو جائیگی

من بحجت بر نیایم با بلیس — کوست فتنہ ہر شریف و ہر خسیس
میں دلیل سے شیطان سے نہ جیت سکوں گا — کیونکہ وہ ہر شریف اور رذیل کے لئے (باعث) فتنہ ہے

آدمے کو عَلَّمَ الاَسْمَاء بگ ست — در تگ چوں برقِ ایں سگ بے تکست
حضرت آدم جو علم الاسماء والے سردار ہیں — اس کتے کی برق جیسی رفتار کے مقابلہ میں بے دفتار ہیں

---

۱ شاخ تلخ۔ کڑوی شاخ کا اگر میٹھی شاخ سے پیوند لگا دیا جائے تو شاخ کی تلخی کم ہو جاتی ہے اسی طرح بدعمل کی اصلاح ممکن ہے لیکن بدنسل کی اصلاح ناممکن ہے۔ گر ترا شیطان حضرت امیر معاویہؓ کو جواب دیتا ہے کہ جب تم یہ سمجھ گئے کہ میں اچھوں کے ساتھ اچھائی اور نا قابل اصلاح لوگوں کو تباہ کرتا ہوں تو سمجھ لو کہ میں نے تمہیں دین کی خاطر جگایا ہے۔

۲ عُنف۔ سرزنش۔ سختی۔ راہ زن۔ ڈاکو۔ در من۔ میرے دل میں۔ غریب تاجرم۔ سفر کی حالت میں تاجر بہت چوکنا رہتا ہے۔ تو نہ شیطان کا کام نیک اعمال کو تباہ کرنا ہے نہ ان کا معاوضہ دے کر خریدنا۔ مُشتری۔ نبود۔ ڈاکو کا کام لوٹ مار ہے نہ کہ خریداری اگر وہ اپنے آپ کو خریدار ظاہر کرے تو اس میں کوئی مکاری ہوگی۔ چیز سے اندر کدو داشتن۔ دل میں کوئی بات چھپانا۔

۳ فصل دگر۔ دوسری مرتبہ نمد۔ صرف پشم کا کپڑا جو عموماً درویش اور مسکین پہنتے تھے من بہ حجت شیطان پر محض دلائل سے بغیر فضل خداوندی غلبہ ممکن نہیں ہے۔ بگ۔ بیگ کا مخفف ہے۔ سردار امیر حضرت آدمؑ کے بارے میں قرآن میں مذکور ہے علّم الاسماء خدا نے آدم کو اسماء کی تعلیم دی تگ۔ دوڑ۔ بے تکست۔ حضرت آدمؑ ہار گئے اور شیطان نے انہیں دھوکا دے دیا۔

از بہشت انداختش برئے رو خاک — چوں سمک[1] در شست اُو شد از سماک
اس نے ان کو بہشت سے زمین پر پھینک دیا — وہ بلندی سے مچھلی کی طرح اس کے کانٹے میں پھنس گئے

نوحہ اِنَّا ظَلَمْنَا می زدے — نیست دستان و فسونش را حدے
انا ظلمنا کا رونا روتے تھے — اس کے مکر اور منتر کی انتہا نہیں ہے

اندرون ہر حدیث او شرست — صد ہزاراں سحر در وئے مضمرست
اس کی ہر بات میں شر ہے — اس میں لاکھوں جادو پوشیدہ ہیں

مردیِ مرداں بہ بندد در نفس — در زن و در مردا فروزد ہوس
ایک پھونک میں بہادروں کی بہادری کو باندھ دیتا ہے — مرد و زن میں ہوس بھڑکا دیتا ہے

اے بلیسِ خلق سوز فتنہ جو — بر چیم[2] بیدار کردی راست گو
اے شیطان مخلوق کو تباہ کرنے والے فتنین! — سچ بتا تو نے مجھے کیوں جگایا؟

زانکہ حیلت در نگنجد با منے — ہیں غرض را در میاں نہ بے فنے
اسلئے کہ تیری حیلہ بازی مجھ میں اثر نہیں کر سکتی ہے — خبردار! بغیر مکاری کے مقصد بتا دے

باز تقریرِ ابلیس تلبیسِ خود را با امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی مکاری کی دوبارہ تقریر کرنا

گفت ہر مردے کہ باشد بدگماں — نشنود اُو راست را با صد نشاں
بولا، جو شخص بد گمان ہو — وہ سو علامتوں (والی سچی بات بھی نہیں سنتا ہے

ہر درونے کہ خیال اندیش شد — چوں دلیل آری خیالش بیش شد
جس کا باطن شکی ہو — جب تو دلیل بیان کریگا اس کا شک اور بڑھیگا

چوں سخن در وئے رود علت شود — تیغ غازی دزد را آلت شود
جب اس کے (دل میں) بات جاتی ہے بیماری بنجاتی ہے — مجاہد کی تلوار چور کا ہتھیار بن جاتی ہے

پس جواب اُو سکوتست و سکوں — ہست با ابلہ سخن گفتن جنوں
تو اس کا جواب خاموشی اور سکوت ہے — بیوقوف سے بات کرنا پاگل پن ہے

تو[3] ز حق ترس و ز حق جو قطع نفس — کہ تو از شرش بماندستی بہ حبس
تو خدا سے ڈر اور نفس کو چھوڑنے کی خدا سے دعا کر — کیونکہ تو اس کے شر کی وجہ سے قید خانہ میں ہے

تو ز من با حق چہ نالی اے سلیم — تو بنال از شرِ ایں نفسِ لئیم
اے بھولے! تو اللہ سے میرا کیا شکوہ کرتا ہے — تو اس لئیم نفس کے شر سے نالہ کر

[1] سمک۔ مچھلی۔ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ سماک۔ چاند کی منزلوں میں سے چودھویں منزل ہے ایک ستارہ ہے یہاں مراد بلند مرتبہ ہے اِنَّا ظَلَمْنَا۔ بیشک ہم نے ظلم کیا حضرت آدمؑ نے توبہ کے وقت فرمایا تھا۔ دستاں۔ مکر۔ مضمر۔ پوشیدہ۔ مردی۔ بڑے بڑے بہادروں کی بہادری کو ایک پھونک میں ختم کر دیتا ہے۔

[2] بر چیم۔ برائے چہ مرا۔ غرض مقصد بے فن۔ بغیر مکاری۔ با صد نشان۔ یعنی سچائی کی سو علامتوں کے باوجود۔ خیال اندیش شکی۔ چوں سخن۔ شکی انسان کو جس قدر سمجھایا جاتا ہے اس کے شکوک میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ دلیلوں کا غلط استعمال کرتا ہے جیسا کہ چور کسی غازی کی تلوار چرالے تو اس سے غلط کام کرتا ہے۔ بس جواب۔ جواب جاہلاں باشد خموشی۔

[3] تو ز حق ترس۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا کہ تمہارا مجھے برا سمجھنا تمہارے نفس کا دھوکا ہے اور تم نفس کی قید میں گرفتار ہو اس سے رہائی کی دعا کروں تو زمن۔ شیطان حشر میں بھی یہی کہیگا۔ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْا اَنْفُسَکُمْ پس مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے نفسوں کو ملامت کرو۔

تو خوری[1] حلوا ترا دُمل شود
تب بگیرد طبع تو مختل شود

تو حلوا کھائے گا تو پھوڑا پیدا ہوگا
بخار چڑھے گا طبیعت بگڑ جائے گی

بے گنہ لعنت کُنی ابلیس را
چوں نہ بینی از خود آں تلبیس را

تو بے خطا ابلیس پر لعنت بھیجتا ہے
اپنی جانب سے اس مکاری کو کیوں نہیں سمجھتا ہے؟

نیست از ابلیس از تُست اے غوی
کہ چو رُوبہ سُوئے دُنبہ می روی

اے گمراہ یہ شیطان کی جانب سے نہیں ہے بلکہ تیری جانب سے ہے
کیونکہ تو لومڑی کی طرح دنبہ کی جانب جاتا ہے

چونکہ[2] در سبزہ بہ بینی دُنبہ را
دام باشد ایں ندانی رُوبہا

جب تو سبزے میں دنبہ کو دیکھتا ہے
اے لومڑی! تو نہیں سمجھا کہ جال ہوگا

زاں ندانی کت ز دانش دور کرد
میل دُنبہ چشم عقلت کور کرد

تو اسلئے نہیں سمجھا کہ تجھے عقل سے جدا کر دیا ہے
دنبہ کی خواہش نے تیری عقل کو اندھا کر دیا ہے

حُبُّکَ الْاَشْیَاءَ یُعْمِیْکَ وَ یُصِمّ
نَفْسُکَ السُّوْءُ قَدْ جَنٰی لَا تَخْتَصِمْ

چیزوں کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے
تیرے برے نفس نے ظلم کیا ہے نہ جھگڑ

تو گنہ بر من منہ کژ مژ مبیں
من زبد بیزارم و از حرص و کیں

تو مجھ پر گناہ (گناہوں کی ذمہ داری) نہ ڈال ترچھی نگاہوں سے نہ دیکھ
میں برائی اور حرص و کینے سے بیزار ہوں

من بدی کردم پشیمانم ہنوز
انتظارم تا دے ام گردو تموز

میں نے برائی بھی کی تھی، ابھی تک شرمندہ ہوں
انتظار میں ہوں تاکہ میرا ماگھ ساون بن جائے

ہست کین و حرص از طبائع مختلف
مر مرا کے چار ضد شد مکتنف

کینہ اور حرص مختلف (عناصر سے بنی ہوئی) طبیعتوں کی پیداوار ہے
مجھے چار مخالف (عنصروں) نے کب گھیرا ہے

ہم[3] امیدے می پزم با دردو سوز
تا کہ کے گردو شب دیجور روز

میں بھی درد و سوز کے ساتھ امید رکھتا ہوں
کہ اندھیری رات کب دن بنتی ہے؟

مُتہم گشتم میانِ خلق من
فعلِ خود بر من نہد ہر مرد و زن

میں لوگوں میں بدنام ہو گیا ہوں
ہر مرد و عورت اپنا کام میرے ذمہ لگاتا ہے

گرگ بیچارہ اگرچہ گُرسنہ است
مُتہم باشد کہ اُو در طنطنہ است

بیچارہ بھیڑیا اگرچہ بھوکا ہے
(لیکن) بدنام ہوتا ہے کہ وہ اکڑ میں ہے

چونکہ نتواند ز ضعف اُوراہ رفت
خلق گوید تخمہ است از قوتِ زفت

چونکہ کمزوری کی وجہ سے چل نہیں سکتا ہے
لوگ کہتے ہیں کہ موٹی خوراک سے بدہضمی میں ہے

[1] تو خوری۔ یہ مولانا کی جانب سے نصیحت ہے کہ انسان شیطان سے تو بچتا ہے لیکن خود اس کا نفس شیطان سے زیادہ شریر ہے اس کی طرف سے بے تو جہی برتتا ہے۔ بے گنہ۔ فعل بد تو خود کریں لعنت کریں شیطاں پر۔ غوی۔ گمراہ، روبہ۔ لومڑی جو جانوروں کا شکار کرتی ہے۔

[2] چونکہ۔ انسان کا نفس لذتوں کے پیچھے دوڑتا ہے اور انجام کی ہلاکت سے غافل ہوتا ہے۔ میل۔ دُنبہ خواہش نفس انسان کو اندھا بنا دیتی ہے لا تختصم۔ یعنی نفس سے لڑ دوسرے سے نہ جھگڑ۔ من بدی کردم۔ شیطان کہتا ہے مجھے بدی سے نفرت ہے تھوڑی سی بدی مجھ سے ضرور ہوئی جس سے میں شرمندہ ہوں۔ دے۔ ماگھ جو خزاں کا مہینہ ہے۔ تموز۔ ساون کا جو بہار کا مہینہ ہے ہست کین۔ یعنی کینہ اور حرص تو عناصر اربعہ کی پیداوار ہیں اور میں ان چار عنصروں سے نہیں بنا ہوں۔

[3] ہم امیدے۔ یعنی میں اس خطا کی بخشش کا امیدوار ہوں۔ شب دیجور۔ اندھیری رات۔ فعل خود یعنی اپنا گناہ۔ گرگ۔ مثل مشہور ہے کھائے تو بھیڑیئے کا نام نہ کھائے تو بھیڑیئے کا نام طنطنہ۔ دبدبہ، شان و شوکت چونکہ بھیڑیا بھوک کی وجہ سے چلنے پر قادر نہیں تہمت دھرنیوالے کہتے ہیں موٹا جانور کھا گیا ہے۔ اس لئے نہیں چلا جا رہا ہے۔

بازُ جستن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حقیقت غرض را از ابلیس

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شیطان سے مقصد کی حقیقت پھر معلوم کرنا

گفت غیرِ راستی ترا ہا ندت — داد[1] سوئے راستی می خواندت

(حضرت معاویہؓ نے) فرمایا تجھے سچ کے سوا کچھ نہیں چھڑوائیگا — انصاف، تجھے سچائی کی دعوت دیتا ہے

راست گوتا وارہی از چنگِ من — مکر نہ نشاند غبارِ جنگِ من

سچ کہدے تاکہ تو میرے چنگل سے چھوٹ جائے — مکاری میری لڑائی کے غبار کو فرو نہیں کر سکتی ہے

گفت چوں دانی دروغ و راست را — اے خیال اندیش وَ پراندیشہا

اس نے کہا آپ جھوٹ اور سچ کو کیسے سمجھ لیں گے؟ — اے شکی اور توہمات سے بھرے ہوئے

گفت پیغمبر نشانے دادہ است — قلب و نیکو را محک بنہادہ است

انہوں نے فرمایا پیغمبرؐ نے علامت بتا دی ہے — کھوٹے اور کھرے کی کسوٹی متعین کر دی ہے

گفتہ است الکذبُ ریبٌ فی القلوب — باز الصدقُ طمانینَ وَ طروب

فرمایا ہے جھوٹ دلوں میں شک (پیدا کرنیوالا ہے) — پھر (فرمایا) سچ اطمینان و خوشی (پیدا کرتا ہے)

دل[2] نیا را مد زگفتارِ دروغ — آب و روغن ہیچ نفروزد فروغ

جھوٹی بات سے دل کو سکون نہیں ملتا ہے — پانی اور تیل روشنی کو نہیں بڑھاتا ہے

در حدیثِ راست آدرامِ دلست — راستی ہا دانہ دامِ دلست

سچی بات میں دل کا سکون ہے — سچائیاں دل کے جال کا دانہ ہیں

دل مگر رنجور باشد بد دہاں — کو نداند چاشنیِ این و آں

مگر وہ دل جو بیمار ہو اور اس کے منہ کا ذائقہ خراب ہو — کیونکہ وہ اس کے اور اس کے مزے کو نہیں سمجھتا ہے

چوں[3] شود از رنج و علت دل سلیم — طعمِ صدق و کذب را باشد علیم

جب دل تکلیف اور بیماری سے محفوظ ہو جائے — تو وہ سچ اور جھوٹ کے مزے سے واقف ہوتا ہے

حرصِ آدمؑ چوں سوئے گندم فزود — از دلِ آدمؑ سلیمی را ربود

حضرت آدمؑ کی حرص جب گیہوں کیطرف بڑھی — حضرت آدم کے دل سے سلامتی کو اڑا لے گئی

پس دروغ و عشوہ اس را گوش کرد — غرّہ گشت و زہرِ قاتل نوش کرد

تو تیرے جھوٹ اور مکر کو سن لیا — فریب کھا گئے، اور قاتل زہر پی لیا

گندم از کژدم ندانست آں نفس — می برد تمیز از مست ہوس

اسوقت وہ گیہوں اور بچھو میں امتیاز نہ کر سکے — (ہوس) ہوس سے مدہوش کی تمیز کو زائل کر دیتی ہے

---

[1] داد۔ یعنی انصاف کا تقاضہ ہے کہ تو سچ بتا دے۔ گفت۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا کہ اگر میں سچ بات کہونگا تو آپ کیسے سمجھ لیں گے کہ وہ سچ ہے جبکہ آپ شکوک میں مبتلا ہیں۔ گفت۔ امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ سچ اور جھوٹ کی علامتیں آنحضور نے بتادی ہیں۔ الکذب۔ یعنی جھوٹی بات سن کر مومن کا دل مطمئن نہیں ہوتا ہے بلکہ دل میں ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ الصدق۔ سچی بات سن کر مومن کا دل مطمئن ہو جاتا ہے۔

[2] دل نیارامد۔ مومن کا قلب جھوٹ سے مطمئن نہیں ہوتا جس طرح کہ چراغ پانی سے ہوئے تیل سے روشن نہیں ہوتا ہے۔ دانہ۔ جس طرح پرند دانے پر لپکتا ہے۔ اس طرح مومن کا دل سچائی کی طرف لپکتا ہے دل مگر۔ لیکن یہ علامت مومن کے دل کے لئے ہے اگر کسی کا دل گناہوں کی وجہ سے بیمار ہو اس کیلئے یہ علامت نہیں ہے۔

[3] چوں شود۔ جب دل امراض سے خالی ہو تب اس کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ حرص۔ چونکہ حضرت آدمؑ میں گیہوں کی حرص پیدا ہو گئی تھی۔ لہٰذا وہ شیطان کے جھوٹ کو نہ پہچان سکے اور دھوکا کھا گئے۔ زہر قاتل یعنی گیہوں۔

خلق [1] مستِ آرزو اندو ہوا — زاں پذیرا اندستانِ تُرا
لوگ تمنا اور حرص سے مست ہیں — اس لئے تیرے مکر کو قبول کر لینے والے ہیں

ہر کہ خود را از ہوا خُو باز کرد — گوش خود را آشنائے راز کرد
جس نے اپنے آپ کو حرص کی خصلت سے چھڑا لیا — اس نے اپنے کان کو راز سے آشنا کر لیا

ہمچناں کہ در حکایت گفتہ اند — بشنو آنرا تا گشاید بستہ بند
جس طرح لوگوں نے حکایت میں بیان کیا ہے — اس کو سن لے تاکہ گرہ کھل جائے

شکایتِ قاضی از آفتِ قضا و جوابِ نائبِ اُو

قاضی کا قضیات کی مصیبت کا شکوہ کرنا اور اس کے نائب کا جواب

قاضیٔ بنشا ند نمد اُومی گریست — گفت نائب قاضیا گریہ زچیست
لوگوں نے ایک قاضی کو مسند نشین کیا وہ رونے لگا — نائب نے کہا اے قاضی! رونا کیسے ہے

ایں [2] نہ وقتِ گریہ وفریادِ تُست — وقتِ شادی و مبارک بادِ تُست
یہ رونے اور چیخنے کا وقت نہیں ہے — تیری خوشی اور مبارکباد کا وقت ہے

گفت آہ چوں حکم راند بیدلے — درمیانِ آں دو عالمِ جاہلے
اس نے کہا ہائے! ایک ناواقف کس طرح فیصلہ کرے — ایک نادان دو جانکاروں کے درمیان؟

آں دو خصم از واقعہ خود واقف اند — قاضیٔ مسکین چہ داندزاں دو بند
وہ دونوں فریق اپنے واقعہ سے واقف ہیں — دو بند شوں (جہل و غفلت) کیسے قاضی بیچارہ کیا جانے

جاہل ست وغافل ست از حالِ شاں — چوں رَود در خونِ شان و مالِ شاں
وہ ان کی حالت سے جاہل ہے اور غافل ہے — وہ ان کی جان اور مال میں کیسے مداخلت کرے؟

گفت [3] خصماں عالمِ اندو علّتی — جاہلی تو لیک شمعِ ملتی
اس (نائب) نے کہا دونوں فریق واقف ہیں اور غرضی ہیں — آپ ناواقف ہیں لیکن ملت کی شمع ہیں

زانکہ تو علّت نداری درمیاں — آں فراغت ہست نور دیدگاں
کیونکہ اس میں آپ کی کوئی غرض نہیں ہے — (غرض سے) خالی ہونا آنکھوں کی روشنی ہے

واں دو عالم را غرض شاں کور کرد — علمِ شاں راعلّت اندر گور کرد
ان دونوں واقف کاروں کو انکی غرض نے اندھا کر دیا ہے — ان کے علم کو غرض نے دفن کر دیا ہے

جہل رابے علّتی عالم کند — علم را علّت کژو ظالم کند
بے غرضی ناواقفیت کو علم والا بنا دیتی ہے — غرض علم کو کج اور ظالم بنا دیتی ہے

[1] خلق۔ چونکہ عام لوگ حرص و ہوا کے مرض میں مبتلا ہیں لہٰذا شیطان کی جھوٹی باتوں سے دھوکا کھا جاتے ہیں
دستاں۔ مکر۔ ہوا خو۔ یعنی خوئے حرص۔ راز۔ یعنی معرفت خداوندی کے راز۔ حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ بھی یہ ہے کہ اگر انسان ہوا و ہوس سے پاک ہوتا ہے تو سچ اور جھوٹ میں امتیاز کر لیتا ہے۔

[2] ایں۔ یعنی قاضی بننے پر رونے کا موقع نہیں ہے نہ تو مبارکباد کا وقت ہے۔ بیدل۔ متردد۔ دو عالم۔ یعنی مدعی اور مدعی علیہ دونوں دعوے کی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں۔ زاں۔ دو بند یعنی ابو جہل اور غفلت جس کا آئندہ شعر میں بیان ہے۔

[3] گفت۔ نائب قاضی نے کہا کہ فریقین اگرچہ معاملہ کو جانتے ہیں۔ لیکن ان کے دلوں میں خود غرضی سما گئی ہے۔ زانکہ انسان کی بے غرضی معاملہ کو واضح کر دیتی ہے۔ جہل را بے غرضی اور خلوص جہل کو علم سے بدل دیتے ہیں۔ اور خود غرضی عالم کو جاہل بنا دیتی ہے۔

تا تو از رشوت نستدی بینده
جب تک تو رشوت نہ لے تو بینا ہے

چوں طمع کردی ضریر و بندہ
جب تو نے لالچ کیا تو اندھا اور (نفس کا) غلام ہے

از ہوا من خوی را وا کردہ ام
میں نے عادت کو ہوس سے علیحدہ کر لیا ہے

لقمہائے شہوتی کم خوردہ ام
میں نے شہوت (نفس) کے لقمے نہیں کھائے ہیں

چاشنی گیرِ دلم شد با فروغ
میرا (معارف کا) ذوق رکھنے والا دل روشن ہو گیا ہے

راست را داند حقیقت از دروغ
سچ کی حقیقت جھوٹ سے جدا کر لیتا ہے

باقرار آوردنِ حضرت معاویہؓ ابلیس را کہ چرا بیدار کردی
حضرت معاویہؓ کا شیطان سے اقرار کرا لینا کہ اس نے کیوں جگایا ہے

اے سگِ ملعوں جوابِ من بگو
اے ملعون کتے! میرا جواب دے

راست گو در دروغے رہ مجو
سچ کہہ اور جھوٹ کا راستہ تلاش نہ کر

تو چرا بیدار کردی مر مرا
تو نے مجھے کیوں جگایا؟

دشمن[۲] بیدار یستی اے دغا
اے (مجسم) دھوکے! تو بیداری کا دشمن ہے

ہمچو خشخاشے ہمہ خواب آوری
تو خشخاش کی طرح مجسم خواب آور ہے

ہمچو خمرے عقل و دانش رابری
شراب کی طرح عقل اور سمجھ کو زائل کر دیتا ہے

چار میخت کردہ ام ہیں راست گو
میں نے تجھے شکنجہ میں کس لیا ہے سچ کہدے

راست را دانم تو حیلتہا مجو
میں سچ کو پہچان لوں گا تو بہانے نہ بنا

من زہر کس آں طمع دارم کہ او
میں ہر آدمی سے وہی توقع رکھتا ہوں

صاحب آں باشد اندر طبع و خو
جسکا وہ طبیعت اور عادت میں مالک ہے

من[۳] ز سرکہ می نجویم شکری
میں سرکہ میں مٹھاس نہیں تلاش کرتا ہوں

ہر مخنث رانہ گیرم لشکری
میں کسی ہیجڑے کو سپاہی نہیں بناتا ہوں

ہمچو گبراں می نجویم از بتے
میں کافروں کیطرح بت میں جستجو نہیں کرتا ہوں

کہ بود حق یا ز حق او آیتے
کہ وہ خدا ہو یا خدا کی کوئی نشانی ہو

من ز سرگیں می نجویم بوئے مشک
میں گوبر میں مشک کی خوشبو نہیں تلاش کرتا ہوں

من در آبِ جو نجویم خشتِ خشک
میں پانی میں سوکھی اینٹ نہیں تلاش کرتا ہوں

من نجویم پاسبانی راز دزد
میں چور سے چوکیداری نہیں چاہتا ہوں

کارنا کردہ نجویم ہیچ مزد
کام کئے بغیر میں کوئی مزدوری نہیں چاہتا ہوں

---

۱ تا تو ۔ نائب نے قاضی سے کہا جب تک تو رشوت نہ لیگا حقیقت کو دیکھ لے گا ورنہ نہ دیکھ سکیگا۔ از ہوائے۔ امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ میں نے ہوا وہوس کو چھوڑ دیا ہے اور خواہشات نفسانی کی غذا ترک کردی ہے لہٰذا میرے دل میں ایسی روشنی پیدا ہوگئی ہے کہ وہ جھوٹ اور سچ میں امتیاز کر لیتا ہے تو میں جان لونگا کہ تو سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔ جواب من۔ یعنی اس بات کا جواب کہ تو نے مجھے کیوں جگایا ہے۔

۲ دشمن۔ شیطان کا کام ہے کہ وہ خواب غفلت میں مبتلا رکھے۔ خشخاش۔ خود بھی خواب آور ہے اور اسی کے پودے کے ڈوڈے سے افیون بنتی ہے جو خواب آور ہے۔ چار میخ۔ ایک قسم کی سزا ہے جس میں لٹا کر چاروں ہاتھ پیر چار کیلوں سے باندھ دیئے جاتے ہیں۔ من زہر کس۔ میں ہر شخص کو پہچان لیتا ہوں اور اس سے اسی کام کی توقع رکھتا ہوں جو اس کی فطرت میں داخل ہے۔

۳ من ز سرکہ۔ سرکہ کی طبیعت میں کھٹاس ہے اس سے مٹھاس کی توقع کرنا غلط ہے۔ مخنث۔ ہیجڑے سے بہادری کی توقع کرنا کہ وہ خدا ہو یا خدا کی کوئی نشانی یہ بھی غلط ہے۔ دزد۔ چور سے چوکیداری کی توقع غلط ہے۔

مَن ز شیطان ایں نجویم کوست غیر — کو مرا بیدار گرداند بخیر
میں شیطان سے یہ امید نہیں رکھتا کیونکہ وہ غیر ہے — کہ وہ مجھے بھلائی کے لئے جگائے

راست گفتنِ ابلیس ضمیرِ خود را با حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ
شیطان کا امیر معاویہؓ سے دل کی بات سچ کہہ دینا

گفت بسیار آں بلیس از مکر و عذر — میرا زو نشنید کرد استیز و نکر
شیطان نے مکر اور عذر کی بہت باتیں کیں — امیر (المومنین) نے نہ سنیں، جھگڑا اور انکار کیا

از بُنِ دنداں بگفتش بہر آں — کردمت بیدار میداں اے فلاں
ان سے عاجزی سے اس نے کہا اس لئے — سمجھ لیجئے میں نے آپ کو بیدار کیا ہے اے فلاں

تا رسی اندر جماعت در نماز — از پئے پیغمبرِ دولت فراز
تاکہ آپ نماز با جماعت میں شریک ہو جائیں — پیغمبر بلند دولت کی سنت کے لئے

گر نماز از وقت رفتے مر ترا — ایں جہاں تاریک گشتے بے ضیا
اگر نماز وقت سے گذر جاتی تو آپ کے لئے — یہ دنیا بے رونق، اندھیری ہو جاتی

از غبین ۲ و دَرد دَرد فتے اشکہا — از دو چشم اُو مثالِ مُشکہا
نقصان اور درد کے آنسو بہتے — ان کی دونوں آنکھوں سے مشکوں کی طرح

ذوق دار دہر کسے در طاعتے — لا جرم شکیبد از وے ساعتے
ہر شخص ایک عبادت کا ذوق رکھتا ہے — لامحالہ تھوڑی دیر بھی اس سے صبر نہیں کر سکتا ہے

از غبین و درد بودے صد نماز — کو نماز و کو فروغِ آں نیاز
وہ نقصان اور درد سو نمازیں بن جاتا — کجا نماز اور کجا اس عاجزی کا نور

فضیلتِ ۳ حسرت خوردنِ آں شخص بر فوت نمازِ جماعت
نماز با جماعت کے فوت ہو جانے پر اس شخص کے افسوس کی فضیلت

آں یکے می رفت در مسجد دروں — مردم از مسجد ہمی آمد بروں
ایک شخص مسجد میں جا رہا تھا — لوگ مسجد سے باہر نکل رہے تھے

گشت پُرساں کہ جماعت را چہ بود — کہ ز مسجد می بروں آیند زود
اس نے دریافت کیا کہ جماعت کا کیا ہوا؟ — کہ لوگ مسجد سے جلدی سے باہر آرہے ہیں

آں یکے گفتش کہ پیغمبر نماز — با جماعت کرد و فارغ شُد ز راز
ایک شخص نے اس سے کہا کہ پیغمبرؐ نے نماز — با جماعت (ادا) کر دی اور دعا سے فارغ ہو گئے

۱ مَن ز شیطان۔ شیطان کی طبیعت میں خیر نہیں ہے لہٰذا اس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ خیر کے لئے جگائے گا بالکل غلط ہے ضمیر۔ یعنی دل کی پوشیدہ بات۔ میر۔ یعنی امیر المومنین معاویہؓ از بن دنداں گفتن۔ ٹوٹ ٹوٹا کر کہنا۔ پے۔ پیروی، سنت۔ گر نماز یعنی جماعت جھوٹ جائی۔

۲ غبین۔ نقصان، ٹوٹا، درد۔ یعنی جماعت کے فوت ہو جانے کا درد۔ دوق۔ حضرت امیر معاویہؓ کو نماز با جماعت کا بہت ذوق تھا۔ آں غبین۔ شیطان نے مجبور ہو کر جگانے کا صحیح سبب بتا دیا کہ جماعت فوت ہونے پر جو ان کو صدمہ ہوتا اور اس پر روتے اس کی وجہ سے بہت زیادہ ثواب کے مستحق ہو جاتے اس لئے اس سے محروم کرنے کے لئے جگایا تھا۔

۳ فضیلت۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادت کے فوت ہو جانے سے جو ایک عابد کو افسوس ہوتا ہے اس کی بہت بڑی قدر و قیمت ہے گشت پُرساں۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ لوگ جلدی سے مسجد سے کیوں نکل رہے ہیں۔ جماعت کا کیا ہوا۔ آں یکے۔ یعنی نماز پڑھ کر نکلنے والوں میں سے کسی نے اس سے کہا تو حضور تو جماعت ختم کر کے دعا سے بھی فارغ ہو گئے ہیں۔ راز۔ یعنی نماز کے بعد کی خفیہ دعا۔

تو کجا دری روی اے مردِ اخام[1] — چوں پیمبر باز داد آخر سلام
اے ناقص! تو کہاں اندر جاتا ہے — جبکہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آخری سلام پھیر دیا

گفت آہ و در دزاں آمد بروں — آہِ اُومی داد از دل بوئے خوں
اس نے آہ کہا اور اس آہ سے درد ظاہر ہوا — اس کی آہ نے دل کے خون کی بو دی

آں یکے گفتا بد ایں آہ را — دیں نمازِ من تُرا بادا عطا
ایک شخص نے اس سے کہا یہ آہ دے دے — اور یہ میری نماز تیرے لئے ہے

گفت دادم آہ پذرفتم نماز — اُو ستد آں آہ رابا صد نیاز
اس نے کہا میں نے آہ دیدی، نماز قبول کر لی — اسنے وہ آہ لے لی جو سینکڑوں عاجزیوں کیساتھ تھی

با نیازو با تضرّع باز گشت — باز بوود درپے شہباز رفت
وہ عاجزی اور تضرّع کے ساتھ لوٹا — باز تھا اور بعد میں شہباز (ہو کر) لوٹا

شب بخواب اندر بلفتش[2] ہاتفے — کہ خریدی آب حیوان وشفے
ایک غیبی آواز نے خواب میں اس سے کہا — کہ تو نے آب حیات اور شفا خریدلی

حُرمتِ ایں اختیار و ایں دُخول — شد نمازِ جملہ خلقاں قُبول
اس پسندیدگی اور مداخلت کے احترام کی وجہ سے — تمام لوگوں کی نماز قبول ہو گئی

تتمۂ اقرارِ ابلیس با حضرت معاویہؓ مکرو فریب خود را

شیطان کا حضرت امیر معاویہؓ سے اپنے مکرو فریب کے اقرار کر لینے کا تتمہ

پس عزازیلش بگفت اے میرِ راد — مکرِ خود اندر میاں باید نہاد
اس کے بعد شیطان نے کہا، اے دانا امیر! — (مجھے) اپنا مکر بیان کر دینا چاہیے

گر نمازت[3] فوت می شد آں زماں — می زدی از دردِ دل آہ و فغاں
اگر اس وقت آپ کی نماز فوت ہو جاتی — تو آپ دل کے درد کیساتھ آہ و فغاں کرتے

آں تاسف وآں فغان وآں نیاز — در گذشتے از دو صد رکعت نماز
وہ افسوس کرنا، اور وہ فریاد اور وہ عاجزی — نماز کی دو سو رکعتوں سے بڑھ جاتی

من ترا بیدار کردم از نہیب — تا نسوزاند چناں آہے حجیب
میں نے اس خوف سے آپ کو جگا دیا — تاکہ ایسی آہ پردے کو نہ جلا دے

تا چناں آہے نباشد مر ترا — تا بداں راہے نباشد مر ترا
تاکہ ایسی آہ تمہیں حاصل نہ ہو جائے — تاکہ اس آہ تک تمہاری رسائی نہ ہو

---

[1] مردِ خام۔ ناتجربہ کار۔ باز داد آخر سلام۔ آخری سلام پھیر چکے۔ گفت۔ اس جماعت سے محروم نمازی نے ایسی آہ بھری جس میں درد تھا اور دل کے خون کی بو آرہی تھی۔ آں یکے۔ جو شخص جماعت کی نماز پڑھ چکا تھا اس نے کہا میں اپنی نماز کا ثواب تمہیں دیتا ہوں تم اپنی اس آہ کے ثمرات مجھے عطا کر دو۔ باصد نیاز۔ اس کا تعلق سد فعل سے بھی ہو سکتا ہے اور آہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ باز بود۔ یعنی قرب الٰہی میں پہلے مرتبہ سے بڑھ گیا۔

[2] ہاتف۔ فرشتہ غیبی جو پکارے اور نظر نہ آئے۔ شفے۔ شفا کا لالہ ہے۔ اختیار۔ چناؤ۔ یعنی تم نے نماز اور آہ میں جو آہ کو چنا۔ خول۔ یعنی نماز اور آہ کے معاملہ میں داخل ہوتا۔ عزازیل شیطان کا نام ہے۔ میر راد۔ دانا سردار۔

[3] گر نمازت۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا اگر تمہاری نماز فوت ہو جاتی تو تم دل کے درد کے ساتھ آہ کرتے۔ آں تاسف۔ نماز کے فوت ہونے پر آپ جو افسوس اور فریاد اور عاجزی کرتے وہ دو سو نفلوں سے بھی بڑھ جاتی نہیب۔ خوف۔ حجیب۔ یعنی قرب الٰہی کا وہ پردہ جو ابھی تک حائل ہے۔

من حسودم[1] از حسد کردم چنیں
میں تو حاسد ہوں، میں نے حسد کی وجہ سے ایسا کیا

من عدوّم کارِ من مکرست وکیں
میں تو دشمن ہوں میرا کام مکاری اور کینہ وری ہے

مکرِ من دیدی مباش ایمن زمن
آپ نے میرا مکر دیکھ لیا مجھ سے مطمئن نہ ہو جیئے

تا شوی صدرِ جہاں اندر زمن
تاکہ آپ زمانے میں عالم کے صدر بن جائیں

جواب گفتنِ امیر المومنین امیر معاویہؓ ابلیس را بعداز اعتراف

اقرار کے بعد امیر المومنین معاویہؓ کا جواب دینا

گفت اکنوں راست گفتی صادقی
امیر معاویہؓ نے فرمایا تو نے اب سچ کہا ہے تو سچا ہے

از تو ایں آید تو ایں رالا لقی
تجھ سے یہی آتا ہے تو اسی کے لائق ہے

عنکبوتی تو مگس داری شکار
تو مکڑی ہے تو مکھی کا شکار کرتی ہے

من نیم اے سگ مگس زحمت میار
اے کتے! میں مکھی نہیں ہوں تکلیف نہ اٹھا

بازِ اسپیدم[2] شکارم شہ کند
میں سفید باز ہوں، میرا شکار شاہ کرتا ہے

عنکبوتے کے بگردِ من تند
مکڑی میرا چکر کب کاٹ سکتی ہے

کارِ تو ایں ست اے دُز دِ لعیں
اے ملعون چور! تیرا یہی کام ہے

سوئے دُوغ آری مگس راز انگبیں
مکھی کو شہد سے ہٹا کر چھاچھ پر لاتا ہے

رو مگس می گیر تا تانی ہلا
خبردار! جب تک تو کر سکے مکھی پکڑ

سوئے دوغے زن مگسہا را صلا
مکھیوں کو چھاچھ کی طرف بلا

وَر بخوانی تو بسوئے انگبیں
اگر تو شہد کی طرف بلائے گا

ہم دُورغ دُووغ باشد آں یقیں
یقیناً وہ بھی جھوٹ اور چھاچھ ہو گا

تو مرا بیدار کردی خواب[3] بُود
تو نے مجھے جگایا (لیکن جگانا) نیند تھا

تو نمودی کشتی آں گرداب بُود
تو نے کشتی دکھائی وہ بھنور تھا

تو مرا در خیر زاں می خواندی
تو نے مجھے بھائی کی طرف اس لئے بلایا

تا مرا از خیر بہتر راندی
تاکہ مجھے بہتر خیر سے ہٹا دے

فوت شدن دُزد بآواز دادنِ آں شخص صاحبِ خانہ را

چور کا بچ نکلنا ایک شخص کے پکارنے کی وجہ سے گھر کے اس مالک کو

کہ نزدیک شدہ بود کہ دُزد را دریابد

جو قریب تھا کہ وہ چور کو پکڑ لے

[1] من حسودم۔ لہٰذا میرا سارا کام حسد پر مبنی تھا۔ مکر من۔ یعنی نماز کیلئے جگانا۔ ایمن۔ مطمئن۔ زمن۔ زمانہ۔ اعتراف۔ اقرار۔ ایں آید۔ یعنی گمراہ کرنا اور ثواب سے محروم کرنا۔ عنکبوت۔ مکڑی جو مکھیوں کا شکار کرتی ہے۔ من نیم۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ۔ یعنی اے شیطان میرے مخلص بندوں پر تیرا زور نہ چلے گا۔

[2] باز اسپید۔ سفید باز زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ شہ۔ باز کو شاہ پھاندتے ہیں۔ سوئے دوغ۔ یعنی شیطان کا کام اچھائی سے ہٹا کر برائی کی طرف لانا ہے۔ صلا۔ کھانے کی دعوت لانا ہے۔ صلا۔ کھانے کی دعوت دینا۔ انگبیں۔ یعنی جس کو تو شہد بتائیگا وہ چھاچھ ہوگی۔

[3] خواب بود۔ چونکہ بیدار کرنے میں ثواب سے محروم کیا تو یہ بیدار کرنا دراصل سلانا تھا جو ثواب سے محروم رکھتا ہے۔ کشتی۔ یعنی تو نے جو بھلائی دکھائی وہ تباہی تھی۔ فوت شدن۔ یہ قصہ نقل کر کے بھی یہ بتانا ہے کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو بظاہر بھلی معلوم ہوتی ہیں لیکن ان کی تہ میں شرارت ہوتی ہے۔

ایں[1] ! بداں ماند کہ شخصے دُز دوید
یہ اس طرح کی بات ہے کہ ایک شخص نے چور کو دیکھا

دُزو ثاق اندر پئے اُو می دَوید
گھر میں اور وہ اس کے پیچھے دوڑنے لگا

تا دو سہ میداں دوید اندر پَیش
دو تین میدانوں تک اس کے پیچھے دوڑا

تا در افگنداز تَعب اندر خویش
یہاں تک کہ مشقت سے اس چور کو پسینہ میں ڈبو دیا

اندراں حملہ کہ نزدیک آمدش
اس حملہ کے دوران کہ وہ اس کے نزدیک پہنچا

تا بدو اندر جہد دریا بَدش
یہاں تک کہ ایک جست میں اس کو پکڑ لے

دُزدِ دیگر بانگ گردش کہ بیا
دوسرے چور نے اس کو پکارا کہ آ

تابہ بینی ایں علاماتِ بَلا
تاکہ تو مصیبت کی ان علامتوں کو دیکھ لے

زود باش و باز گرد اے مردِ کار
جلدی کر، واپس آ، اے کام کے دھنی !

تابہ بینی حالِ ایں جازار زار
تاکہ تو یہاں کا حال زار دیکھ لے

چوں شنید ایں مرد گشت اندیشہ ناک
جب اس شخص نے سنا فکر میں پڑ گیا

گفت باخود کُشتہ گیر ایں جامہ چاک
اپنے آپ سے بولا اس مرتے کو مردہ سمجھ

گفت باشد کاں طرف دُزدے بُود
اور کہنے لگا ہو سکتا ہے کہ اس طرف چور ہو

گر نہ گردم زود زاں برمن دَوَد
اگر میں جلد واپس نہ ہوا تو وہ مجھ پر حملہ کر دیگا

بر زن[2] و فرزندِ من دستے زند
میرے بیوی اور بچوں پر ہاتھ مار دے

کُشتنِ ایں دُزد سودم کے کند
(پھر) مجھے اس چور کو مار ڈالنا کب فائدہ دیگا؟

ایں مسلماں از کرم می خوانَدَم
یہ مسلمان مہربانی سے مجھے بلاتا ہے

گر نگردم زود پیش آیدنَدَم
اگر میں جلد نہ لوٹوں تو ندامت کا سامنا ہوگا

بر امیدِ شفقتِ آں نیک خواہ
اس خیر خواہ کی شفقت کی امید کی بنا پر

دُزد را بگذاشت باز آمد براہ
چور کو چھوڑ دیا اور راستہ سے لوٹ آیا

گفت[3] اے یارِ نکو احوال چیست
کہا اے اچھے دوست ! کیا احوال ہیں ؟

ایں فغان و بانگ تو از دست کیست
یہ تیری چیخ و پکار کس کی وجہ سے ہے؟

گفت اینک بیں نشانِ پائے دُزد
اسنے کہا یہ ہیں چور کے پاؤں کے نشان دیکھ لے

ایں طرف رفت ست دُزدِ زن بمزد
بھڑوا چور اس طرف گیا ہے

ایں نشانِ پائے دُزدِ قلتباں
دیوث چور کے پاؤں کا نشان یہ ہے

در پئے اُو در وبدیں نقش و نشاں
اس علامت اور نشان کے ذریعہ اس کا پیچھا کر

---

[1] ایں۔ یعنی شیطان کا نماز کے لئے جگانا۔ دثاق۔ گھر۔ تا در افگند۔ گھر کے مالک نے چور کو دوڑا کر تھکا دیا۔ اندراں۔ اب اسقدر قریب ہو گیا تھا کہ ایک حملہ میں اس چور کو پکڑ لے۔ بیا۔ یعنی مالک کو جو چور کے پیچھے جاگ رہا تھا۔ پکارا۔ گفت باخود۔ پکارنے والے چور کی آواز سنکر دل میں کہنے لگا کشتہ گیر۔ مردہ سمجھ لے۔ جامہ چاک۔ مردہ یعنی وہ چور جس کے پیچھے یہ بھاگ رہا تھا۔ آں طرف۔ جدھر سے آواز آئی ہے۔ برمن دود۔ مجھ پر حملہ کر دے۔

[2] برزن۔ یعنی جس طرف وہ پکارنے والا بلا رہا ہے وہاں کوئی دوسرا چور ہو جو بال بچوں پر حملہ کر دے تو اس چور کو مار ڈالنے سے بھی مجھے کیا ملیگا۔ ندم۔ یعنی بال بچوں سے غفلت برتنے کی ندامت۔ نیک خواہ۔ یعنی پکارنے والا۔

[3] گفت۔ یعنی مالک نے پکارنے والے سے کہا۔ گفت ایک۔ پکارنے والے نے کہا زن بمزد۔ وہ شخص جو بیوی کی زنا کی کمائی کھائے۔ قلتباں۔ دیوث۔ در پئے او۔ یعنی چور کے پیچھے۔

گفت[1] اے ابلہ چہ میگوئی مرا
اس نے کہا اے بیوقوف! مجھ سے کیا کہتا ہے؟

من گرفتہ بودم آخر دُزورا
میں نے تو چور کی پکڑ ہی لیا تھا

دُزد را از بانگِ تو بگذاشتم
تیری پکار کی وجہ سے میں نے چور کو چھوڑ دیا

من تو خر را آدمی پنداشتم
میں نے تجھ گدھے کو آدمی سمجھا

ایں چہ ژاژشت و چہ ہرزہ افلاں
اے فلاں! یہ کیاں بکواس اور بیہودگی ہے

من حقیقت یافتم چہ بُود نشاں
میں نے اصل کو پکڑ لیا تھا علامت کیا ہوتی ہے؟

گفت من از حق نشانت میدہم
اس نے کہا میں تجھے صحیح علامت بتا رہا ہوں

ایں نشانست از حقیقت آگہم
یہ نشانات ہیں میں حقیقت سے واقف ہوں

گفت طراری تو یا خود ابلہی
اس نے کہا تو گرہ کٹ ہے یا پاگل ہے

بلکہ تو دُزدی وزیں حال آگہی
بلکہ تو چور ہے اور اس حالت سے واقف ہے

خصم[2] خود رامی کشیدم مُو کشاں
میں اپنے دشمن کو بال پکڑ کر گھسیٹتا

تو رہا نیدی دُرا کاینک نشاں
تو نے اس کو چھڑا دیا کہ یہ نشان ہے

تو جہت گو من بردنم از جہات
تو سبب کی بات کرتا ہے میں اسباب سے آگے ہوں

در وصال آیات گو یا بینات
وصال (کی صورت) میں نشانیاں اور دلائل کہاں؟

صُنع بیند مردِ محجوب از صفات
افعال وہ دیکھتا ہے جو صفات سے حجاب میں ہو

در صفات آنست کو گم کرد ذات
صفات میں وہ (مقید) ہے جس نے ذات کو گم کر دیا ہو

واصلاں چوں غرقِ ذات اند اے پسر
اے صاحبزادے! واصلین جبکہ ذات میں مستغرق ہیں

کے کُنند اندر صفاتِ اُو نظر
وہ اس کی صفات پر کب نظر کرتے ہیں؟

چونکہ اندر قعرِ جُو باشد سرت
جبکہ تیرا سر نہر کی تہ میں ہو

کے برنگِ آب اُفتد منظرت
پانی کے رنگ پر تیری نظر کب پڑتی ہے؟

ور برنگ[3] آب باز آئی زقعر
اگر تو (دریا کی) تہہ سے پانی کے رنگ پر واپس آجائے

پس پلاسے بستدی دادی تو شعر
تو تو نے ٹاٹ لے لیا (اور) پشمینہ دے دیا

طاعتِ عامہ گناہِ خاصگاں
عوام کی اطاعت خاصانِ خدا کا گناہ ہے

وصلتِ عامہ حجابِ خاص داں
عوام کا وصال، خواص کا پردہ سمجھ

حکایت وزیریکہ پادشاہ اُورا از وزارت معزول کردہ بُود و خسّتی داد
بادشاہ کے اس وزیر کا قصہ جس کو بادشاہ نے وزارت سے معزول کر کے کوڑا مارا تھا

---

[1] گفت اے ابلہ۔ مالک نے پکارنے والے سے کہا۔ من تو خررا۔ یعنی تو گدھا ہے میں نے تجھے آدمی سمجھ لیا۔ ژاژ۔ بکواس ہرزہ۔ بیہودہ بات۔ حقیقت یعنی اصل چور۔ نشان یعنی نشانِ قدم۔ طراری تو جیب تراش ہے۔ دزدی۔ یعنی تو اس چور کا شریک کار چور ہے۔

[2] خصم خود۔ مالک نے کہا تو نے یہ کہہ کر اسے چھڑا دیا کہ چور کی نشانی دیکھ لے۔ تو جہت گو۔ جبکہ میں اصل مقصد تک پہنچ چکا تھا تو مقصد کے اسباب اور وجوہ بتا رہا تھا۔ صنع سالک پر افعال کی تجلی پڑتی ہے پھر صفات کی پھر ذات کی، جب سالک صفات کی تجلی سے محروم ہوتا ہے تو افعال کی تجلی میں لگا رہتا ہے اور صفات کی تجلی کی بعد افعال کی تجلی سے لگا رہتا ہے اور صفات کی تجلی کے بعد افعال کی تجلی سے قطع نظر کر لیتا ہے اور جبکہ اس کو ذات کی تجلی حاصل ہو جاتی ہے تو اس کو صفات کی تجلی کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ واصلاں۔ واصل بحق ذات کی تجلی میں مستغرق رہتے ہیں۔ چونکہ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پانی کی تہ میں پہنچ جائے تو پانی کا رنگ اس کے پیش نظر نہیں رہتا ہے۔

[3] ور برنگ آب۔ اگر کوئی ذات کی تجلی کے بعد صفات کی تجلی میں مستغرق ہو جائے تو وہ ایک اونچے مرتبہ سے گر کر ادنیٰ مرتبہ میں آ گیا۔ پلاس۔ ٹاٹ۔ شعر۔ پشمینہ۔ طاعت عامہ۔ مشہور مقولہ ہے۔ "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْن" عام لوگوں کی نیکیاں مقربین کیلئے بمنزلہ گناہ میں مثلاً صفات کی تجلی عام سالکوں کے اعتبار سے بھلائی ہے لیکن واصلین ذات کو ذات کی تجلی حاصل ہے اس مقام پر آجائے تو اس کا یہ تنزل ہے۔

گر وزیرے را کُند شہ مُحتسِب[1] — شہ عَدُوِ اُو بُوَد نبوُد مُحِب
اگر بادشاہ کسی وزیر کے کوتوال بنا دے — تو بادشاہ اس کا دشمن ہو گا دوست نہوگا

ہم گناہے کردہ باشد آں وزیر — بے سبب نبُوَد تغیّر ناگزیر
اس وزیر نے کوئی خطا کی ہو گی — لازمی تغیر بے وجہ نہیں ہوتا ہے

زانکہ اوّل مُحتسِب بُد خود وُرا — بخت روزی آں بُدست از ابتدا
جو پہلے سے کوتوال تھا خود اس کے لئے — وہ (کوتوالی) شروع سے نصیب اور روزی تھی

لیک کاں اوّل وزیر شہ بُدست — مُحتسِب کردن سبب فعلِ بدست
لیکن جو کہ پہلے بادشاہ کا وزیر ہو — اس کو کوتوال بنانا کسی برے کام کی وجہ سے ہے

چوں تراشہ ز آستانہ پیش خواند — باز سوئے آستانہ باز راند
جیسے بادشاہ نے تجھے چوکھٹ سے آگے بلایا — پھر چوکھٹ کی طرف واپس کر دیا

تو یقیں[2] میداں کہ جُرمے کردہ — جبر را از جہل پیش آوردہ
تو یقین کر لے تو نے کوئی غلطی کی ہے — تو جبر کو نادانی سے پیش کرتا ہے

کہ مرا روزی و قسمت ایں بُدست — پس چرا وی بودت آں دولت بدست
کہ میری تقدیر اور قسمت یہی تھی — تو کل یہ دولت تیرے ہاتھ میں کیوں تھی؟

قسمتِ خود خود بُریدی تو ز جہل — قسمتِ خود را فزاید مردِ اہل
تو نے نادانی سے اپنے حصہ کو خود منقطع کر دیا — لائق آدمی اپنا حصہ بڑھاتا ہے

یک مثالِ دیگر اندر کژ روی — شایدار از نصِ قرآں بشنوی
کج روی کی ایک دوسری مثال — مناسب ہے اگر تو قرآن کی آیتوں سے سن لے

قصہ، ۳ منافقان و مسجدِ ضرار ساختن ایشاں

منافقوں اور ان کے مسجد ضرار بنانے کا قصہ

ایں چنیں کژ بازی در جفت و طاق — با نبی می باختند اہلِ نفاق
اسی طرح الٹی بازی داؤں میں — نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ منافق کھیلتے تھے

کز برائے عزِ دینِ احمدی — مسجدے سازیم و بود آں مرتدی
کہ احمدی دین کی عزت کے لئے — ہم ایک مسجد بناتے ہیں اور وہ انکی بے دینی تھی

ایں چنیں کژ بازی می باختند — مسجدے جُز مسجدش می ساختند
اس طرح کی الٹی بازی انہوں نے کھیلی — ان کی مسجد کے علاوہ انہوں نے ایک مسجد بنائی

---

[1] مُحتسِب۔ کوتوال۔ زانکہ کسی کا ابتداء کوتوالی کے عہدہ پر سرفراز ہونا اس کی خوش نصیبی ہے لیکن وزارت سے کوتوالی پر آجانا سزا ہے۔ لیک۔ وزارت کے بعد کوتوال بن جانا سزا ہے۔ چوں تراشہ۔ آستانہ پر رہنا پیشی میں رہنے کے مرتبہ سے گرا ہوا ہے۔

[2] تو یقیں۔ انسان اپنے مرتبہ کے گراؤ کو تقدیر پر محمول کر دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میری قسمت میں یہی لکھا تھا حالانکہ اس میں خود اس کا قصور ہوتا ہے ورنہ اس کو پہلے یہ برا رتبہ کیوں حاصل تھا قسمت خود۔ انسان اپنی نادانی سے اپنی قسمت گھٹاتا ہے ورنہ اہل انسان جدوجہد سے اپنی قسمت بڑھا لیتا ہے

[3] قصہ۔ شیطان کے واقعہ سے یہ سمجھایا تھا کہ بسا اوقات ایک معاملہ بظاہر اچھا نظر آتا ہے لیکن اس میں برائی پوشیدہ ہوتی ہے۔ اسی بات کو منافقوں کے مسجد ضرار کے بنانے سے سمجھایا ہے مسجد بنانا بظاہر اچھا تھا لیکن اس کا مقصد نہایت ناپاک تھا۔ مسجد ضرار وہ مسجد جو منافقوں نے مسجد قبا کے مقابلہ میں تیار کی تھی۔ جفت۔ وہ عدد جو دو پر صحیح تقسیم ہو جائے۔ طاق۔ وہ عدد جو دو پر صحیح تقسیم نہ ہو۔ مجموعہ سے بازی کا داؤ مراد لیا جاتا ہے۔ اہل نفاق۔ عبداللہ ابن ابی اور اس کے ساتھی مرتدی۔ یعنی ان کا یہ فعل دینداری پر نہ تھا بلکہ بے دینی پر مبنی تھا۔ مسجد۔ مسجد قبا جس کو آنحضورؐ نے بنوایا تھا۔

فرش و سقف و قبّہ اش آراستہ
فرش اور چھت اور اس کا گنبد بنایا

لیک تفریقِ جماعت[1] را خواستہ
لیکن (انہوں نے) جماعت کو متفرق کرنا چاہا

نزد پیغمبرِ بلا بہ آمد ند
خوشامد کرنے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے

ہمچو اشتر پیشِ او زانو زدند
اونٹ کی طرح ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے

کاے رسولِ حق برائے محسنی
کہ اے اللہ کے رسول برائے کرم

سُوئے آں مسجد قدم رنجہ کُنی
اس مسجد کی جانب تشریف لے چلیں

تا مبارک گرد داز اِقدامِ تو
تاکہ آپ کی تشریف آوری سے وہ متبرک ہو جائے

تا قیامت تازہ بادانامِ تو
خدا کرے قیامت تک آپ کا نام زندہ رہے

مسجد روزِ گل ست و روزِ ابر
(یہ) مسجد کیچڑ اور بارش کے دن کے لئے ہے

مسجدِ روزِ ضرورت وقتِ صبر
(یہ) مسجد ضرورت اور مجبوری کے وقت کیلئے ہے

تا غریبے[2] یا بد آنجا خیرو جا
تاکہ کوئی مسافر اس جگہ ٹھکانا اور بھلائی پا سکے

تا فراواں گردد ایں خدمت سَرا
تاکہ یہ خدمت کی جگہیں زیادہ ہو جائیں

تا شعارِ دیں شود بسیار و پُر
تاکہ دین کا شعار زیادہ اور پر ہو جائے

زانکہ با یاراں شود خوش کارِ مُر
کیونکہ دوستوں کے ساتھ تلخ کام شیریں ہو جاتا ہے

ساعتے آں جائیگہ تشریف دہ
تھوڑی دیر کے لئے اس جگہ تشریف رکھیں

تزکیہ ما کُن زماں تعریف دہ
ہمیں پاک کریں اور معرفت سکھائیں

مسجد و اصحابِ مسجد را نواز
مسجد اور مسجد والوں کو نواز دیجئے

تو مہی ماشب و مے با ما بساز
ہم رات ہیں آپ چاند تھوڑی دیر ہمارے ساتھ رہیں

تا شود شب از جمالت جملہ روز
تاکہ آپ کے جمال سے رات مجسم دن بن جائے

اے جمالت آفتابِ جاں فروز
اے وہ (ذات) کہ آپکا جمال روح کو روشن کرنیوالا سورج ہے

اے[3] دریغا کاں سخن از دل بُدے
ہائے افسوس! کاش یہ باتیں دل سے ہوتیں

تا مُرادِ آں نفر حاصل شُدے
تاکہ اس گروہ کا مقصد حاصل ہو جاتا

لفظ کاید بے دل و جاں بر زباں
جو لفظ بے دلی اور بغیر روح کے زبان پر آتا ہے

ہمچو سبزہ تُوں بُوَد اے دوستاں
اے دوستو! وہ کوڑی کے سبزے کی طرح ہوتا ہے

ہم ز دُورش بنگرو اندر گزر
اس کو دور سے دیکھ لے اور گزر جا

خوردن و بُورا نہ شاید اے پسر
اے بیٹا! وہ کھانے اور سونگھنے کے لائق نہیں ہے

---

[1] جماعت۔ یعنی صحابہؓ کی جماعت۔ ا ب۔ خوشامد۔ زانو زدند۔ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ آں مسجد یعنی مسجد ضرار۔ اقدام۔ تشریف آوری۔ تا قیامت انہوں نے حضور کو یہ دعا دی مسجد روز گل یعنی ہم نے یہ مسجد اسلئے بنائی ہے کہ کیچڑ اور بارش کی مجبوری اور ضرورت میں یہاں نماز پڑھ لیا کرینگے۔

[2] تا غریبے۔ اس مسجد میں یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر کوئی مسافر ٹھہر جایا کرینگے اور مسجدوں کی کثرت بھی ہو جائیگی۔ بایاراں۔ مسجد بنانا مشکل کام ہے۔ ہمارے اتباع میں اور لوگوں کو بھی مسجدیں بنانا آسان ہو جائے گا۔ تزکیہ۔ نبی کا نام لوگوں کے دلوں کو پاک کرتا ہے تعریف۔ یعنی معرفت خداوندی کی باتیں۔ تو مہی۔ آپ کے نور سے ہم سیاہ باطن منور ہو جائیں گے۔

[3] اے دریغا۔ مولانا فرماتے ہیں یہ سب ان کی جھوٹی باتیں تھیں اگر سچی ہوتیں تو ان کا مقصد ضرور پورا ہوتا۔ لفظ خوش کن جھوٹے الفاظ کی مثال کوڑی کے سبزے جیسی ہے۔ سبزہ دانوں کو زیادہ گھوڑے کا سبزہ۔

سُوئے لُطفِ[1] بے وفایاں ہیں مرو — کانِ پُل ویراں بود نیکو شنو
خبردار! بے وفاؤں کی مہربانی کی طرف نہ جا — اچھی طرح سن لے وہ ٹوٹے ہوئے پل کی طرح ہے

گر قدم را جا ہلے بروَئے زند — بشکند پُل واں قدم را بشکند
اگر کوئی نا واقفیت سے اس پر قدم رکھے گا — پل ٹوٹ جائے گا اور وہ پیر کو توڑ دے گا

ہر کجا لشکر شکستہ می شود — از دوسہ سُست و مُخنّث می بود
کسی جگہ کوئی لشکر شکست کھاتا ہے — تو (ایسا) دو تین سُست اور نامردوں کی وجہ سے ہوتا ہے

وَرصف آید با سلاح[2] و مَرد وار — دل برو بنہند کا نیک یارِ غار
وہ نا مرد ہتھیار باندھ کر اور مردانہ وار آتا ہے — (لشکری) اس پر بھروسہ کرتے ہیں کہ یہ سچا دوست ہے

رو بگر داند چو بیند زخمہا — رفتنِ اُو بشکند پُشتِ ترا
جب گھائل ہوتا ہے تو منہ موڑ لیتا ہے — اس کا بھاگنا تیری کمر توڑ دیتا ہے

ایں دراز ست و فراواں می شود — وانچہ مقصودست پنہاں می شود
یہ (قصہ) لمبا اور زیادہ ہو رہا ہے — اور جو مقصد ہے وہ مخفی ہو رہا ہے

فریفتنِ منافقان پیغمبر علیہ السّلام را تا کہ بمسجدِ ضرار بَرند و اظہار نا کردنِ مصطفیٰ مکرِ ایشاں را از کمالِ حلمِ خود

منافقوں کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بہکانا تاکہ مسجد ضرار میں لے جائیں اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی بردباری کی وجہ سے انکے مکر کو ظاہر نہ کرنا

بَر رسولِ حق فسونہا خواند ند — رخشِ دَستان وحیل می راندند
اللہ کے رسولؐ پر انہوں نے بہت سے منتر پڑھے — مکر اور فریب کا گھوڑا دوڑاتے تھے

چاپلوسی و فسونہا خواند ند — نُزل[3] خدمت سُوئے حضرت راندند
خوشامد کرتے تھے اور منتر پڑھتے تھے — خدمت اور خاطر تواضع کی بات آنحضور کی جانب بڑھائی

آں رسولِ مہربان و رحم کیش — جُز تبسم جُز بَلے ناورد پیش
وہ مہربان اور رحم کی عادت والے رسولؐ — سوائے مسکراہٹ (اور) سوائے ہاں کے پیش نہ آئے

شُکر ہائے آں جماعت یاد کرد — درا جابت قاصداں راشاد کِرد
اس جماعت کا شکریہ ادا فرمایا — قبول کرنے (کے معاملہ) میں قاصدوں کو خوش کر دیا

می نمود آں مکرِ ایشاں پیشِ اُو — یک بیک زانساں کہ اندر شیر مُو
آپ کے سامنے ان کا مکر ظاہر ہو جاتا تھا — فوراً اس طرح جیسا کہ دودھ میں بال

[1] لطف بے وفایاں۔ بے وفاؤں کی مہربانی پرانے پل کی طرح ہے۔ انسان بے خبری میں اس پر سے گزرتا ہے تو پل بھی بیٹھ جاتا ہے اور وہ پیر کو بھی توڑ دیتا ہے۔ ہر کجا۔ لشکر کی شکست بھی عموماً بے وفاؤں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

[2] سلاح۔ ہتھیار۔ یار غار۔ سچا دوست۔ رفتن۔ بزدل کے بھاگنے سے پورے لشکر کی ہمت ٹوٹ جاتی ہے۔ ایں۔ یعنی بے وفاؤں کے نقصانات کے قصے۔ مقصود۔ بنی مسجد ضرار کا قصہ۔ فسوں۔ افسوں۔ منتر۔ رخش۔ رستم کا گھوڑا۔ گھوڑا، حیل حیلہ کی جمع ہے

[3] نُزل۔ مہمانی کا کھانا کیش۔ شیوہ، عادت۔ بلیٰ۔ ہاں کسی بات کی تصدیق کے لئے بولا جاتا ہے۔ اجابت۔ دعوت کو قبول کرنا۔ می نمود۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کی چالوں کو سمجھ جاتے تھے لیکن اپنی شرافت نفس کی وجہ سے اس کا اظہار نہ فرماتے تھے۔

مُوی رانا دیدہ میکرد آں لَطیف ۱
وہ مہربان بال کو ان دیکھا کر دیتے تھے

شیر راشاباش می گفت آں ظَریف
وہ عالی ظرف دودھ کی تعریف کر دیتے تھے

صَد ہزاراں مُوی مکرو دمدمہ
مکر اور فریب کے لاکھوں بال تھے

چشم خوابانیدآں دم از ہمہ
اس وقت انہوں نے سب سے آنکھ بند کر لی

راست می فرمودآں بحرِ کرم
اس دریائے کرم نے سچ فرمایا ہے

برشما من از شما مُشفق ترم
میں تم پر تم سے بھی زیادہ مہربان ہوں

من نشستہ بر کنارِ آتشے
میں ایک آگ کے کنارے بیٹھا ہوں

با فروغ و شعلہ بس نا خوشے
جو بہت بھڑکنے والی اور خراب شعلوں والی ہے

ہمچو پَروانہ شما آں سُوَ واں
تم پروانوں کی طرح اس طرف دوڑتے ہو

ہر دو دستِ من شدہ پروانہ راں
میرے دونوں ہاتھ پروانوں کو ہٹانیوالے بنگئے ہیں

چوں ۲ براں شد تاراواں گردد رسول
جب معاملہ یہاں پہنچا کہ رسول مسجد ضرار کی طرف روانہ ہوں

غیرتِ حق بانگ زد مشنو غُول
اللہ (تعالیٰ) کی غیرت نے آواز دی چھلاوے کی آواز نہ سنو

کیں خبیثاں مکرو حیلت کردہ اند
کہ ان خبیثوں نے مکر اور حیلہ کیا ہے

جملہ مَقلوب ست انچہ آوردہ اند
جو انہوں نے کہا ہے سب الٹا ہے

قصدِ ایشاں جُز سیاہ رُوئی نبود
ان کا ارادہ رو سیاہی کے علاوہ کچھ نہ تھا

خیرِ دیں کے جُست ترسا و یہود
عیسائی اور یہودیوں نے دین کی بھلائی کب چاہی ہے

مسجد بر جسرِ دوزخ ساختند
انہوں نے دوزخ کے پل پر مسجد بنائی ہے

با خدا نرد دَغا ہا باختند
انہوں نے خدا کے ساتھ دھوکے کی چال چلی ہے

قصدِ شاں تفریقِ اصحاب رسول
انکا مقصد رسولؐ کے صحابہ میں تفرقہ ڈالنا ہے

فضلِ حق راکے شناسد ہر فضول
کوئی بیہودہ خدا کے فضل کو کب جانتا ہے؟

تا جہودے راز شام اینجا کشند
تاکہ ایک یہودی کو شام سے اس جگہ لائیں

کہ بوعظِ اُو جہوداں سرخوش اند
جس کے وعظ سے یہودی مانوس ہیں

گفت پیغمبر کہ آرے لیک ما
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہاں لیکن ہم

بر سَرِ راہیم و بر عزمِ غَزا
سفر پر (تیار) ہیں اور جہاد کا ارادہ ہے

زیں سفر چوں باز گردم آنگہاں
جب میں سفر سے واپس آجاؤں گا، تب

سوئے آں مسجد رَواں گردم رَواں
اس مسجد کی طرف چلوں گا

۱ لطیف۔ مہربان۔ ظریف۔ داتا، خوش مزاج چشم خوابانیدن۔ چشم پوشی کرنا۔ بحر کرم۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ من نشستہ۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ میری مثال اور تمہاری مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے آگ روشن کی پتنگے اس میں آ کر گرنا چاہتے ہیں اور وہ شخص ان کو روکتا ہے۔

۲ چوں براں شد۔ آنحضورؐ نے پہلے تشریف لے جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد وحی کے ذریعہ منافقت اور ان منافقوں کے احوال سے آنحضور کو باخبر کر دیا گیا، اشعار میں واقعات کی ترتیب بدل گئی ہے۔ غُول۔ چھلاوا، جو راستہ سے بھٹکا دیتا ہے۔ مقلوب۔ جیسا کہ ان منافقوں نے ظاہر کیا ہے ان کے پیش نظر دین کا فروغ نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد دین کو برباد کرنا ہے۔

۳ تا جہودے۔ ابو عامر جو مدینہ کا رہنے والا تھا اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اور اس کو راہب کہا جاتا ہے۔ وہ ابتداءً آنحضور کی ان پیشگوئیوں کا بھی ذکر کرتا تھا جو آنحضور کے بارے میں انجیل میں تھیں۔ لیکن ہجرت کے بعد اس نے آنحضور کی مخالفت شروع کر دی تھی۔ جنگ بدر کے بعد وہ مدینہ چھوڑ کر مکہ چلا گیا تھا اور پھر وہاں سے شام کے علاقہ میں جا بسا تھا اور وہاں سے مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتا رہتا تھا۔ عزم غزا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کیلئے روانہ ہونیوالے تھے۔

دفعِ شاں گفت و بسوئے غزو تاخت
ان کو ٹال دیا اور جہاد کے لئے روانہ ہو گئے

با دغایاں از دَغا نَردے بباخت
دغا بازوں کے ساتھ وفا کی چال چلی

چوں بیا مد از غزا[1] باز آمدند
جب رسولؐ غزوہ سے آئے وہ پھر آئے

چَنگ اندر وَعدہ ماضی زدند
(اور) پہلے وعدے کا سہارا لیا

گفت حقّش کاے پیمبر فاش گو
اللہ (تعالیٰ) نے ان سے فرمایا اے پیغمبر صاف کہہ دیجئے

عذر آور جنگ باشد باش گو
(جایئے) عذر کر دیجئے ، جنگ ہوتی ہے تو ہو

گفت اے قومِ دَغَل خامش کنید
(پیغمبرؐ نے) فرمایا اے مکار قوم ! چپ رہو

تا نگویم راز ہا تاں تن زنید
خاموش ہو جاؤ، تاکہ میں تمہارے راز نہ کہہ ڈالوں

گفت تاں بس بَدرون و دشمنید
(پیغمبر نے) فرمایا تم بد باطن اور دشمن ہو

من نخواہم آمد از من بگذرید
میں نہیں آؤں گا، میرا خیال چھوڑ دو

چوں[2] نشانِ چنداز اَسرارِ شاں
جب آپ نے ان کے بھیدوں کے کچھ نشان

دربیاں آورد بَد شُد کارِ شاں
بیان کر دیئے تو ان کا کام بگڑ گیا

قاصداں زو باز گشتند آں زماں
قاصد آپ کے پاس سے واپس ہو گئے (اور) دوسرے وقت

حاشَ لِلّٰہ حاشَ لِلّٰہ دم زناں
خدا بچائے خدا بچائے کہتے ہوئے

ہر مُنافق مُصحفے زیرِ بغل
ہر منافق قرآن بغل میں دبا کر

سوئے پیغمبر بیاورد ار دَغل
مکاری سے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس لایا

تا خورد سوگند کایماں جُنّتے ست
تاکہ قسم کھائے کیونکہ قسم ڈھال ہے

زانکہ سوگند آں کژاں راسُنّتے ست
اس لئے کہ قسم کھانا ان کجوں کی عادت ہے

چوں[3] ندارد مردِ کژ دردیں وفا
کج فطرت انسان چونکہ دین (کے معاملہ) میں وفا نہیں رکھتا ہے

ہر زمانے بشکند سوگند را
ہر وقت قسم توڑ دیتا ہے

راستاں راحاجتِ سوگند نیست
سچوں کی قسم کی ضرورت نہیں ہے

زانکہ ایشاں رادو چشمِ روشنے ست
اس لئے کہ ان کی دونوں آنکھیں روشن ہیں

نقضِ میثاق و عُہود از اَحمقی ست
عہد اور پیمان کا توڑنا بیوقوفی ہے

حِفظِ ایمان و وفا کارِ تقی ست
قسموں کی حفاظت اور پورا کرنا متقی کا کام ہے

گفت پیغمبرؐ کہ سوگندِ شما
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ تمہاری قسم

راست گیرم یا کہ پیغامِ خدا
سچ سمجھوں یا خدا کا پیغام

---

[1] غزا۔ یعنی غزوہ تبوک۔ گفت۔ آنحضورؐ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ انسے صاف انکار کر دو خواہ نتیجہ میں جنگ برداشت کرنی پڑے۔ خاش۔ آنحضورؐ نے منافقوں سے فرمایا چپ رہو ورنہ تمہاری دیگر۔ جملہ سازیں۔ کھول دونگا۔

[2] چوں نشاں۔ صحابہ کو آگاہ کرنے کیلئے ان کی چند سازشیں ذکر فرمادیں۔ قاصداں۔ یعنی وہ منافق آنحضورؐ کے راز کھول دینے پر شرمندہ ہو کر اس وقت تو واپس ہو گئے پھر دوسرے وقت اپنی برات کرتے ہوئے قرآن لیکر آنحضورؐ کے پاس آئے۔ کایماں۔ جنتے۔ قرآن نے فرمایا ہے کہ منافقوں نے اپنی قسموں کو اپنی ڈھال بنا رکھا ہے۔ کژاں۔ کج فطرت جھوٹے زیادہ قسمیں کھاتے ہیں۔

[3] چوں ندارد۔ کج فطرت میں دینداری نہیں ہوتی لہٰذا وہ قسم توڑ ڈالتا ہے۔ دو چشم۔ یعنی وہ بد عہدوں کا انجام دیکھتے ہیں۔ پیغام خدا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ خدا گواہی دیتا ہے کہ ضرور منافق جھوٹے ہیں۔

باز[1] سو گندِ دگر خور دند قوم
قوم نے پھر دوسری قسم کھائی

مُصحف اندر دست و بر لب مُہرِ صوم
ہاتھ میں قرآن منہ پر روزے کی مہر

کہ بحقِ ایں کلامِ پاک و راست
کہ اس سچے اور پاک کلام کی قسم

کہ بنائے مسجد از بہرِ خداست
مسجد کی تعمیر خدا کے لئے ہے

اندریں جا ہیچ مکر و حیلہ نیست
اس میں کوئی مکر اور حیلہ نہیں ہے

قصد ما زاں صدق و ذکر و یا رنیست
اس سے ہمارا ارادہ سچائی اور ذکر اور یا رب کہنا ہے

گفت پیغمبر کہ آوازِ خدا
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ خدا کی آواز

می رسد در گوشِ من ہمچوں صدا
میرے کان میں صدا کی طرح آتی ہے

مُہر بر گوشِ شما بنہاد حق
اللہ تعالیٰ نے تمہارے کان پر مہر لگا دی ہے

تا بآوازِ خُدا نارد سَبق
تاکہ خدا کی آواز سے سبق نہ سیکھے

نک صریح آوازِ حق می آیدم
اب میرے پاس خدا کی صاف آواز آتی ہے

ہمچو صاف از دُردی پالا یدم
جو مصفّی کی طرح مجھے تلچھٹ سے صاف کر دیتی ہے

چوں کلیم[2] اللہ کز سوئے درخت
جس طرح (موسیٰ) کلیم اللہ نے درخت کی جانب سے

بانگِ حق بشنید کاے مسعود بخت
اللہ (تعالیٰ) کی آواز سنی کہ اے نیک نصیب!

از درخت اِنّی اَنَا اللہ می شنید
درخت سے "بیشک میں ہی خدا ہوں" سنتے تھے

با کلام انوار می آمد پدید
کلام کے ساتھ انوار ظاہر ہو رہے تھے

چوں زنورِ وحی وامی ماند ند
جب وہ (منافق) وحی کے نور سے عاجز آجاتے

باز نو سو گند ہا می خواند ند
پھر نئی قسمیں کھانے لگتے

چوں[3] خدا سو گندرا خواندہ سپر
جبکہ اللہ (تعالیٰ) نے قسم کو ڈھال قرار دیا ہے

کے نہد اسپر زکف پیکار گر
جنگجو ہاتھ سے ڈھال کب چھوڑتا ہے؟

باز پیغمبر بہ تکذیبِ صریح
پھر پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صاف جھٹلاتے ہوئے

قد کذبتم گفت با ایشاں فصیح
صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ تم جھوٹے ہو

اندیشیدنِ یکے از اصحاب بانکار کہ حضرتِ رسالت

صحابہ میں سے ایک کا شبہ کے ساتھ سوچنا کہ حضرت رسالت رسول

رسولؐ چرا استاری نمیکند

پردہ پوشی کیوں نہیں کرتے ہیں

[1] باز سوگند۔ یعنی انہوں نے ہاتھ میں قرآن لیکر قسم کھائی اور یہ بھی کہا کہ ہم روزے دار ہیں۔ کہ بحق۔ یعنی قرآن کی قسم کھا کر کہا کہ یہ مسجد خدا کے لئے بنائی ہے۔ یا رنیست۔ یعنی یارب یارب کہنا ہے۔ آواز خدا۔ یعنی لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًا یعنی اس مسجد ضرار میں کبھی یام نہ کرنا۔ مہر بر گوش قرآن پاک میں ہے خدا نے ان منافقین کے کانوں اور دلوں پر مہر لگا دی ہیں۔ صاف۔ صاف۔ شدہ شراب۔

[2] کلیم اللہ۔ حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر ایک درخت سے آواز آئی تھی یٰمُوْسٰٓی اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ چوں زنور۔ جب یہ دیکھتے کہ وحی کے نور کی وجہ سے آنحضور تکذیب پر مصر ہیں تو دوبارہ قسمیں کھانے لگتے۔

[3] چوں خدا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا ہے۔ ڈھال کو جنگجو کسی حالت میں نہیں چھوڑتا ہے لہٰذا وہ بھی ناامیدی کے باوجود قسمیں کھا رہے تھے۔

تا یکے یارے زیارانِ رسول
رسول کے دوستوں میں سے ایک کے

دردلش اِنکار[1] آمد زاں نکول
دل میں قسم کے نہ ماننے سے وسوسہ آیا

کا نچنیں پیرانِ با شیب و وَقار
کہ ایسے بوڑھے اور با وقار لوگوں کو

می کندشاں ایں پیمبر شرمسار
یہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) شرمندہ کر رہے ہیں

کو کرم کو سَتر پوشی کو حیا
کرم کہاں ہے؟ پردہ پوشی کہاں ہے۔ حیا کہاں ہے؟

صَد ہزاراں عیب پوشند انبیاء
انبیاء تو لاکھوں عیب چھپاتے ہیں

باز در دل زود استغفار کرد
پھر دل میں بہت جلد استغفار کی

تانگردد زاعتراض اُو روئے زَرد
تاکہ وہ اعتراض (کرنے) سے اللہ کے سامنے شرمندہ نہو

لیک آں نقشِ بَکش از دل نرفت
لیکن ان کے دل سے وہ نیز ھا نقش نہ مٹا

مِہرِ بَد از طبعِ بے حاصل نرفت
دل سے بروں کی محبت بے نتیجہ نہ رہی

شومیِ یاریِ اَصحابِ نِفاق
منافقوں کی دوستی کی نحوست نے

کرد مُومن را چو ایشاں زشت و عاق
مومن کو ان (منافقوں) کی طرح برا اور نافرمان بنا دیا

بازمی زارید کاے عَلّامِ سِر
انہوں نے پھر گریہ وزاری کی اے بھیدوں کے جاننے والے!

مر مرا مگذار بر کفراں مُصر
مجھے کفر پر مصر نہ رکھ

دل بدستم نیست ہمچو دیدِ چشم[2]
آنکھ کی طرح دل میرے قبضہ میں نہیں ہے

ورنہ دل را سوزمے ایندم بخشم
ورنہ غصہ میں میں اسی وقت دل کو پھونک دیتا

اندریں اندیشہ خوابش در ربود
اس فکر میں ان کو نیند آگئی

مسجدِ ایشانش پُر سَرگیں نمود
ان کو ان کی مسجد گوبر سے پر نظر آئی

سنگہاش اندر حدث جائے تباہ
اس کے پتھر ناپاکی میں بری جگہ (تھے)

می دمید از سنگہا دو دِ سیاہ
اس کے پتھروں سے کالا دھواں اٹھ رہا تھا

دُود دور حَلقش[3] شد و حلقش بخَست
دھواں انکے حلق میں گھسا اور انکے حلق کو خستہ کر دیا

از نہیبِ دُودِ تلخ از خواب جَست
کڑوے دھوئیں کے خوف سے وہ نیند سے بیدار ہوئے

در زماں در روفتاد و می گریست
فوراً چہرے کے بل گرے اور روتے تھے

کاے خدا ایں نہا نشانِ منکریست
اے خدا یہ منکر ہونے کی علامتیں ہیں

خلمِ بہتر از چنیں حِلمِ اے خدا
اے خدا ایسی بردباری سے غصہ بھلا

کو کُند از نُورِ ایمانم جُدا
جو کہ مجھے نور ایمان سے جدا کر رہا ہے

[1] انکار۔ شبہ۔ وسوسہ۔ نکول۔ قسم کھانے سے انکار کرنا یہاں قسم کو قبول نہ کرنا مراد ہے شیب۔ بڑھاپا۔ کو کرم۔ ان صحابی نے آنحضور کی جانب سے منافقوں کی تکذیب کو کرم اور ستر پوشی اور حیا کے خلاف سمجھا۔ روئے زرد۔ یعنی خدا کے سامنے شرمندگی۔ نہ ہو۔ مہر بد۔ یعنی بروں کی محبت جو ان صحابی کے دل میں منافقوں کی محبت سے پیدا ہوئی۔ بے حاصل بے نتیجہ۔ یعنی یہ محبت اپنا رنگ لا کر رہی اور باوجود استغفار کے اس وسوسہ کا ازالہ نہ ہوا۔ شومی۔ یہ محبت کا نتیجہ اور حاصل ہوا۔

[2] باز۔ وہ صحابی کفراں یعنی آنحضور سے متعلق وسوسہ۔ ہمچو نظر انسان کا دل اور نظر قابو میں نہیں ہوتا ہے۔ نمود۔ ان صحابی نے خواب میں دیکھا کہ وہ مسجد ضرار نجاست سے پر ہے۔ سنگہاش۔ اس مسجد ضرار کے پتھر حدث۔ پلیدی۔

[3] حلقش۔ یعنی خواب دیکھنے والے صحابی کا حلق۔ نہیب۔ خوف۔ در زماں۔ چونکہ وہ صحابی سمجھے کہ یہ خواب انکے لئے تازیانہ ہے۔ خلم۔ ناک کی ریزش بخشی نفرت یعنی آنحضور نے جس غصہ کا اظہار کیا وہ بہتر تھا بہ نسبت اس حلم کے جس کو میں نے اچھا سمجھا تھا اور اس کو بہتر سمجھنے کی بدولت نور ایمان سے محروم ہو رہا ہوں۔

گر بکاوی کوشش اہلِ[1] مجاز
اگر تو نام کے مسلمانوں کی کوشش کی کھود کرید کریگا

تو بتو گندہ بُود ہمچوں پیاز
تو وہ پیاز کی طرح تہہ بہ تہہ بدبو دار ہو گی

ہر یکے از یکدگر بے مغز تر
ہر (تہہ) دوسری سے زیادے بے مغز ہو گی

صادقاں رایک زدیگر نغزتر
سچوں کی ایک (تہہ) دوسری سے زیادہ اچھی ہو گی

صد کمر بستہ بمکر آں قوم سُست
اس سُست قوم نے مکاری پر سو (طرح سے) کمر باندھی تھی

از نفاق وزُرق و دینِ نادرست
نفاق اور جھوٹ اور غلط دین کی وجہ سے

صد کمر آں قوم بستہ برقبا
وہ قوم سو طرح سے قبا پر کمر کسے ہوئی تھی

بہر ہَدمِ مسجدِ اہلِ قبا
قبا والوں کی مسجد کو منہدم کرنے کے لئے

ہمچوں آں اصحابِ فیل اندر حبش
ان ہاتھی والوں کی طرح جنہوں نے حبشہ میں

کعبہ کردند و حق آتش زدش
کعبہ بنایا اور اللہ نے اس میں آگ لگا دی

قصدِ خانہ کعبہ کر دندز انتقام
بدلہ لینے کے انہوں نے خانہ کعبہ کا قصد کیا

حالِ شاں چوں شد فروخواں از کلام
ان کا کیا حال ہوا ؟ کلام اللہ میں پڑھ لے

مَرسیہ رویانِ دیں را خود جہیز
دین کے رو سیاہوں کا سامان

نیست الّا حیلت و مکرو ستیز
حیلہ اور مکر اور لڑائی کے سوا کچھ نہیں ہے

ہر صحابی[2] دید زاں مسجد عیاں
ہر صحابی نے اس مسجد کو دیکھ لیا نمایاں

واقعہ باشد یقیں شاں سرِّ آں
واقعہ یہانتک کہ ان کو اصلیت کا یقین آ گیا

واقعات اَر باز گویم یک بیک
میں اگر ایک ایک کر کے واقعات بتاؤں

پس یقین گردد صفا براہلِ شک
تو شکی لوگوں کو صاف یقین ہو جائے

لیک می ترسم ز کشفِ رازِ شاں
لیکن ان کا راز کھولنے میں ڈرتا ہوں

ناز نینا نندو زیبد ناز شاں
وہ نازوں کے پالے ہوئے ہیں انکو ناز کرنا زیب دیتا ہے

شرع[3] بے تقلیدی پذ رفتہ اند
انہوں نے شریعت کو بے تقلید قبول کیا ہے

بے محک آں نقد را بگرفتہ اند
بغیر کسوٹی کے اس نقد کو لیا ہے

حکمتِ قرآں چوضالّہ مُومن ست
قرآن کی حکمت چونکہ مومن کی گم شدہ چیز ہے

ہر کسے از ضالہ خود مُوقن ست
ہر شخص کو اپنی گمشدہ چیز پر (دیکھنے کے بعد) یقین آ جاتا ہے

---

[1] اہلِ مجاز۔ وہ لوگ جو حقیقت سے محروم ہیں ان کے اعمال کی ہر تہہ پیاز کے چھلکوں کی طرح بے مغز اور بد بودار ہو گی۔ صد کمر۔ یعنی یہ منافقین مسجد قبا کو تباہ کرنے کی سو سو چالیس چل رہے تھے۔ قبا۔ قاف کے فتحہ کے ساتھ مدینہ کے قریب وہ بستی ہے جس میں آنحضورؐ ہجرت کے بعد آ کر مقیم ہوئے تھے اور وہاں وہ مسجد تعمیر فرمائی تھی جس کو منافقین برباد کرنا چاہتے تھے۔ ہمچو۔ ان منافقوں کا مسجد قبا کو برباد کرنے کا ارادہ اسی طرح کا تھا جیسا کہ ابرہہ کے لشکر نے خانہ کعبہ کو برباد کرنا چاہا تھا۔ کعبہ کردند۔ مکی کعبہ کے بالمقابل یمن کے شہر صفا میں ایک کعبہ بنایا گیا حبشہ میں نہیں بنایا گیا تھا لیکن مولانا نے حبشہ کا ذکر اس لئے فرما دیا ہے کہ یمن اس دور میں شاہ حبشہ کے ماتحت تھا۔ آتش۔ حقیقتاً آگ نہیں بلکہ اس فرضی کعبہ پر ایک شخص نے پاخانہ کر دیا تھا۔ کلام۔ سورۂ الم ترکیف میں سارا واقعہ منقول ہے۔

[2] ہر صحابی۔ جس طرح سے یہ صحابی آنحضورؐ کے اس معاملہ میں مشکوک تھے بعض دوسرے صحابہ بھی مشکوک ہوئے تھے ان سب نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا۔ ناز نینا۔ نند۔ صحابہ کی جماعت ناز پروردہ تھی اس طرح کا ناز ان کو زیب تھا۔

[3] شرع۔ صحابہ اصلی مسلمان تھے نسلی نہ تھے۔ بے محک۔ ثبوت کی تصدیق اور احکام پر آنکھ بند کر کے عمل کرتے تھے۔ حکمتِ قرآن۔ قرآنی احکام ان کے لئے اپنی گمشدہ چیز کی طرح تھے جس کو دیکھ کر انسان فوراً بغیر دلیل کے پہچان جاتا ہے۔

قصہ[1] آں شخص کہ اشتر ضالہ خود را می جُست و نشاں می پرسید

اس شخص کا قصہ جو اپنے گم شدہ اونٹ کو تلاش کرتا تھا اور پتہ پوچھتا تھا

اُشترے گم کردی و جستیش چُست — چوں بیابی چوں ندانی کانِ تُست
تو نے اونٹ گم کیا اور اس کو چستی سے ڈھونڈا — جب تو اسے پائیگا کیسے نہ سمجھے گا کہ وہ تیری ملکیت ہے

ضالّہ چہ بود ناقۂ گم کردۂ — از کفت بگریختہ در پردۂ
گم شدہ چیز کیا تھی ۔ گم شدہ اونٹنی — جو تیرے ہاتھ سے نکل بھاگی ، چھپ گئی

آمدہ دربار کردن کارواں — اُشترِ تو زاں میاں گشتہ نہاں
قافلہ لادنے کے لئے آیا — تیرا اونٹ اس دوران چھپ گیا

کارواں دربار کردن آمدہ — اُشتر تو زاں میانہ گم شدہ
قافلہ لادنے کے لیے آیا — تیرا اونٹ اس درمیان میں گم ہو گیا

می دوی ایں سُو دآں سُو خشک لب — کارواں دور شد و نزدیکست شب
تو خشک ہونٹوں کے ساتھ ادھر ادھر دوڑتا ہے — قافلہ دور ہو گیا اور رات نزدیک ہے

رخت ماندہ بر زمیں در راہِ خوف — تو پے اُشتر رواں گشتہ بطوف
خوفناک راستہ میں سامان زمین پر پڑا ہے — تو اونٹ کے پیچھے چکر کاٹ رہا ہے

کاے[2] مسلماناں کہ دیدست اُشترے — جستہ بیرون بامداد از آخُرے
کہ اے مسلمانو ! کسی نے وہ اونٹ دیکھا ہے — جو صبح کو چر سے نکل بھاگا ہے

ہر کہ بر گوید نشان از اُشترم — مُژدگانی می دہم چندیں دِرم
جو میرے اونٹ کا پتہ بتائے گا — میں اس کو اتنے درہم انعام میں دونگا

بازمی جوئی نشاں از ہر کسے — ریشخندت می کندزیں ہر خسے
پھر تو ہر شخص سے پتہ پوچھتا ہے — اس پر ہر کمینہ تیری مذاق اڑاتا ہے

کاشترے دیدیم می رفت ایں طرف — اُشترے سُرخے بسوئے آں علف
کہ میں نے ایک اونٹ دیکھا ہے جو ادھر جا رہا تھا — ایک سرخ اونٹ اس چراگاہ کی جانب

آں یکے[3] گوید بُریدہ گوش بُود — واں دِگر گوید جُلش منقوش بُود
ایک کہتا ہے کہ کٹا کان تھا — دوسرا کہتا ہے اس کی جھول منقش تھی

آں یکے گوید شتر یک چشم بُود — واں دگر گوید زگر بے پشم بُود
ایک کہتا ہے اونٹ کانا تھا — دوسرا کہتا ہے خارش کی وجہ سے بے اون تھا

[1] قصہ۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنی گم شدہ چیز کو بلا تامل پہچان جاتا ہے آنِ تست۔ تیری ملکیت ہے۔ ضالہ۔ یہاں گم شدہ چیز اونٹ سمجھ لو۔ کارواں۔ یعنی وہ قافلہ جس میں تم شریک تھے۔ کارواں۔ دور شد۔ وہ قافلہ چل دیا اور رات قریب آ گئی۔ راہِ خوف۔ یعنی راستہ بھی خطرناک تھا جو اور پریشانی کا باعث تھا۔

[2] کاے مسلماناں۔ جس کا اونٹ گم ہو گیا تھا وہ مسلمانوں سے یہ کہتا تھا۔ آخُر۔ چر جس میں گھاس ڈال کر جانوروں کو کھلائی جاتی ہے۔ مژدگانی۔ انعام۔ ریشخند۔ مذاق اڑانا۔ خس۔ کمینہ۔ علف۔ گھاس، یعنی چراگاہ۔

[3] آں یکے۔ لوگ اس گمشدہ اونٹ کی مختلف علامتیں ظاہر کر رہے تھے۔ جُلش۔ اس کی جھول۔ منقوش۔ کڑھی ہوئی یک چشم۔ کانا۔ کر۔ خارش کا مرض۔ بے پشم۔ بغیر اون۔

از برائے مژدگانی صد نشاں — از گزافہ[1] ہر کسے کردہ بیاں
انعام کے لئے سو علامتیں — گپ شپ میں ہر کسی نے بتائیں

اے دل ایں اسرا را در گوش کن — قسمِ تو گر ہست زیں خوش نوش کن
اے دل ! ان رازوں کو سن لے — اگر تیری قسمت میں ہے اس سے خوشگوار غذا حاصل کرلے

ہمچنانکہ ہر کسے در معرفت — می کند موصوفِ غیبی را صفت
جس طرح کہ ہر شخص خدا شناسی میں — غیبی موصوف کی صفتیں بیان کرتا ہے

مُتردّد شدن درمیانِ مذاہبِ مختلفہ و بیروں شدن و مخلصی یافتن
مختلف مذہبوں میں متردد ہونا اور ان سے باہر ہونا اور خلاصی پانا

فلسفی[2] از نوعِ دیگر کردہ شرح — با حشے مر گفت اُورا کردہ جرح
فلسفی نے دوسرے طریقے پر شرح کی — متکلم نے اس کی بحث پر جرح کی

صوفیاں در ہر دو طعنہ می زنند — باقیاں از زُرق جائے می کنند
صوفی دونوں کو طعنے دیتے ہیں — باقی مکاری سے مر رہے ہیں

ہر یک از رہ ایں نشانہا زاں دہند — تا گماں آید کہ ایشاں زاں رہ اند
ہر ایک ایک طریقے سے اسلئے علامتیں بتاتا ہے — تاکہ خیال ہو جائے کہ وہ اسی راہ کا ہے

ایں حقیقت داں نہ حق انداییں ہمہ — نے بکلی گمرہاں اندایں رمہ
یہ سمجھ لے کہ یہ سب حق نہیں ہیں — نہ یہ لوگ بالکلیہ گمراہ ہیں

زانکہ[3] بے حق باطلے ناید پدید — قلب را اَبلہ بہوئے زر خرید
اس لئے کہ حق کے بغیر باطل واضح نہیں ہوتا ہے — بیوقوف کھوٹے کو کھرے کی امید پر خریدتا ہے

گر نبودے در جہاں نقدِ رواں — قلبہا را خرج کردن کے تواں
اگر دنیا میں صحیح سکہ چالو نہ ہوتا — کھوٹوں کو کب صرف کیا جا سکتا ؟

تانباشد راست کے باشد دروغ — آں دروغ از راست میگیرد فروغ
جب تک سچ نہ ہو جھوٹ کب ہو گا ؟ — جھوٹ ، سچ سے فروغ پاتا ہے

بر امیدِ راست کژرامی خرند — زہر در قندے رَوَد انگہ خورند
سیدھے کی امید پر ٹیڑھے کو خرید لیتے ہیں — زہر شکر میں ہوتا ہے تب کھا لیتے ہیں

گرنبا شد گندمِ محبوب نوش — چہ بَرَد گندم نمائے جو فروش
اگر لذیذ گیہوں نہ ہو — گندم نما جو فروش کیا حاصل کرے ؟

---

[1] گزافہ۔ بکواس۔ اے دل۔ غرضیکہ راز یہی ہے کہ جس میں قبول حق کی استعداد ہوتی ہے وہی حق کو قبول کرتا ہے۔ معرفت پہچان یعنی خدا کی پہچان۔ موصوف۔ غیبی۔ وہ ذات حق جو نظروں سے غائب ہے اور لوگ اس کی صفات بیان کرتے ہیں۔

[2] فلسفی۔ صفات باری کے معاملہ میں فلاسفہ کا قول ہے کہ ذات باری ذات خالص ہے اور صفات محض فرضی ہے۔ باحث ۔ یعنی متکلم۔ متکلمین صفات باری کے وجود کے قائل ہیں بعض صفات جیسا کہ ید، وجہ ، وغیرہ میں تاویل کرتے ہیں۔ دگر۔ یعنی محقق صوفیاء جو کل صفات کو ثابت مانتے ہیں اور کیفیت کی تفصیل نہیں کرتے ہیں۔ باقیاں۔ یعنی جو عرفان کے محض مدعی ہیں اور حقیقت سے خالی ہیں ایں حقیقت ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ان گروہوں کی نہ سب باتیں صحیح ہیں نہ سب باتیں غلط ہیں کچھ صحیح ہیں کچھ غلط ہیں۔

[3] زانکہ۔ ہر باطل کے ساتھ کچھ نہ کچھ حق ضرور ملا ہوا ہوتا ہے مولانا نے چند مثالیں اس کی بیان فرمائی ہیں ۔ قلب۔ کھوٹے سکے میں ملاوٹ کے ساتھ کچھ اصل ضرور ہوتی ہے۔ تانباشد۔ جھوٹا آدمی بھی جھوٹ میں سچ ملا کر بولتا ہے۔ برامید ہے۔ اگر سچی کے ساتھ سیدھا پن نہ ہو تو کبھی کا کوئی خریدار نہیں بن سکتا۔ زہر زہر میں اگر شکر نہ ہوتو کوئی بھوکے میں زہر نہیں کھا سکتا ہے گر نباشد۔ اگر جو میں گیہوں ملا ہوا نہ ہو تو گندم نما جو فروشی کب ہو سکتی ہے۔

پس مگو ایں جملہ[1] دینہا باطل اند — باطلاں بر بُوئے حق دامِ دل اند
یہ نہ کہہ یہ سب دین باطل ہیں — باطل، حق کی خوشبو کی وجہ سے دل کا جال ہیں

پس مگو جملہ خیال ست و ضلال — بے حقیقت نیست در عالم خیال
لہٰذا یہ نہ کہہ کہ سب وہم اور گمراہی ہے — دنیا میں وہم حقیقت کے بغیر نہیں ہوتا ہے

حق شب قدرست در شبہا نہاں — تا کُند جاں ہر شبے را امتحاں
حق، شب قدر ہے جوتوں میں پوشیدہ ہے — تاکہ جان ہر رات کو آزمائے

نے ہمہ شبہا بُود قدر اے جواں — نے ہمہ شبہا بُود خالی ازاں
اے نوجوان! سب راتیں شب قدر نہیں ہیں — نہ سب راتیں اس سے خالی ہیں

درمیانِ دلق پوشاں یک فقیر — امتحاں کُن وانکہ حق ست آں بگیر
گدڑی پہننے والوں میں کوئی ایک فقیر ہے — آزمالے، جو حق ہے اس کو اختیار کر لے

مومن کیّس مُمیّز کو کہ تا — باز داند بادشہ را از گدا
سمجھدار مومن تمیز کرنیوالا کہاں ہے؟ تاکہ — شاہ کو گدا سے ممتاز کر لے

گرنہ میعوبات[2] باشد در بہاں — تاجراں باشند جُملہ ابلہاں
اگر دنیا میں عیب دار چیزیں نہ ہوں — سب بے وقوف تاجرین بن جائیں

پس بُوَد کالہ شناسی سخت سہل — چونکہ عیبے نیست چہ نا اہل و اہل
پھر تو سامان کو پہچاننا بہت آسان ہو — جب کوئی عیب نہیں ہے پھر کیا اہل کیا نا اہل

ور ہمہ عیب ست دانش سُود نیست — چوں ہمہ چوب ست اینجا عود نیست
اگر سب عیب ہے تو عقل کا فائدہ نہیں ہے — جب سب لکڑیاں ہیں تو اس جگہ اگر ہے ہی نہیں

آنکہ گوید جملہ حق ست احمقی ست — وانکہ گوید جملہ باطل اوسقی ست
جو یہ کہتا ہے کہ سب حق ہیں بیوقوفی ہے — جو یہ کہے کہ سب باطل ہیں وہ بد بخت ہے

تاجرانِ انبیاء کردند سُود — تاجرانِ رنگ و بو کور و کبُود
انبیاء کے تاجروں نے فائدہ کما لیا — رنگ و بو کے تاجر اندھے اور بہرے ہیں

می[3] نماید مارت اندر چشمِ مال — ہر دو چشم خویش را نیکو بمال
تیری نگاہ میں سانپ مال نظر آتا ہے — اپنی دونوں آنکھوں کو خوب مل لے

مُنگر اندر غبطہ ایں بیع و سُود — بنگر اندر خُسر فرعون و ثمود
اس معاملہ اور فائدہ میں شک کو پیش نظر نہ رکھ — فرعون اور ثمود کے ٹوٹے کو دیکھ لے

[1] جملہ دینہا۔ یہی حال مناسب کا ہے کہ اس میں بھی حق و باطل ملا جلا ہے۔ پس مگو ہر مذہب کی ہر بات کو باطل قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ حق شب قدر حق باطل میں اسی طرح پوشیدہ ہوتا ہے جیسا کہ شب قدر دوسری راتوں میں۔ تا کند۔ پوشیدہ رکھنے میں یہ حکمت ہے۔ ہر شب میں اس کی تلاش جاری رہے۔ درمیان دلق۔ مصنوعی فقراء میں بھی کوئی اللہ کا خاص بندہ ہوتا ہے۔ مومن کیّس عقلمند مومن کا کام یہ ہے کہ وہ ان میں سے اس کی جستجو کر لے۔

[2] گرنہ معیوبات۔ اگر سب سودے بے عیب ہوں تو ہر بیوقوف تاجرین بیٹھے۔ ور ہمہ۔ اگر سب معیوب ہوں تو عقل بیکار ہے اس کا کام باقی نہیں رہتا ہے احمقی۔ دن رات کو یکساں سمجھنے والا احمق ہے۔ شقی۔ سب کو باطل کہنا خود رائی پر مبنی ہے جو شقاوت ہے۔ تاجران انبیاء جو لوگ انبیاء کی ہدایت کے ماتحت اعمال حسنہ کا کاروبار کرتے ہیں وہ نفع میں ہیں۔ رنگ و بو۔ یعنی دنیاوی فائدے

[3] می نماید۔ دنیادار سانپ یعنی دنیوی فوائد کو مال سمجھتا ہے نیکو بمال۔ تاکہ صحیح نظر آنے لگے۔ منگر۔ دنیاوی نفع نقصان پر غبطہ نہ کر فرعون اور ثمود نے دنیاوی نفع کو نفع سمجھا ان کا حشر دیکھ لو۔

امتحاں کردن ۱ ہر چیزے تا ظاہر شود خیرے و شرّے کہ دروَیست

ہر چیز کی آزمائش کرنا تاکہ اس میں جو بھلائی اور برائی ہے وہ ظاہر ہو جائے

اندریں گردوں مکرّر کن نظر — زانکہ حق فرمود ثُمَّ ارجِعِ بَصَر

اس آسمان پر مکرر نظر ڈال — کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پھر نگاہ لوٹا

یک نظر قانع مشو زیں سقفِ نور — بارہا بنگر بہ بیں ھَل ۲ مِن فُطُور

نور کی اس چھت پر ایک نگاہ پر قانع نہ بن — بار بار دیکھ، دیکھ کوئی شگاف ہے ؟

چونکہ گفت ست کاندریں سقف نکو — بارہا بنگر جو مردِ عیب جُو

چونکہ اس نے تجھ سے فرمایا ہے کہ اس اچھی چھت میں — عیب تلاش کرنے والے کی طرح بار بار دیکھ

پس زمین تیرہ را دانی کہ چند — دیدن و تمییز باید در پسند

تو تاریک زمین کے بارے میں سمجھ لے کسقدر — دیکھنا اور تمیز کرنا پسندیدگی میں درکار ہے

تا بپا لائیم صا فاں از دُرد — چند باید عقلِ ما را رنج بُرد

تاکہ ہم صاف اخلاق کو تیرہ سے صاف کرلیں — ہماری عقل کو کتنی مرتبہ تکلیف اٹھانی چاہیے ؟

امتحانہائے ۳ زُمستان و خزاں — تابِ تابستاں بہارِ ہمچو جاں

جاڑوں اور خزاں کی آزمائشیں — گرمیوں کی گرمی، جان جیسی بہار

بادہا و ابرہا و بر قہا — تا پدید آرد عوارض فرقہا

ہوائیں اور برفیں بجلیاں زمین پر یہ ساری آزمائشیں اسلئے ہیں — تاکہ یہ عوارض فرقوں کو واضح کر دیں

تابروں آرد زمین خاک رنگ — ہر چہ اندر جیب دارد لعل و سنگ

تاکہ خاکی رنگ کی زمین نکال ڈالے — جو کچھ اس کی جیب میں لعل اور پتھر ہیں

ہر چہ دُزدیدست ایں خاکِ دژم — از خزانہ حق و دریائے کرم

اس افسردہ خاک نے جو چرایا ہے — اللہ تعالیٰ کے خزانے اور دریائے کرم سے

شحنہ تقدیر گوید راست گو — آنچہ بُردی شرح دہ اے حیلہ جو

تقدیر کا کوتوال کہتا ہے سچ بتا دے — اے حیلہ جو! جو کچھ تو نے چرایا ہے اس کی تشریح کردے

تامیانِ قہر و لُطف آں خُفیہا — ظاہر آیدز آتش خوف و رجا

تاکہ قہر اور مہر کے درمیان وہ پوشیدہ چیزیں — خوف اور امید کی آگ کی وجہ سے ظاہر ہو جائیں

۱ امتحان کردن۔ چونکہ دنیا میں نہ خیر محض ہے نہ شر محض لہٰذا ہر چیز پر غور کر لینا چاہیے حق فرمود۔ قرآن پاک میں ہے ثُمَّ ارجِعِ البَصَرَ کَرَّتَیْنِ یَنقَلِبْ اِلَیکَ البَصَرُ خَاسِئًا وَّھُوَ حَسِیرٌ پھر بار بار نظر کو لوٹا وہ کھسیانی ہو کر تھکی ماندی تیری طرف واپس ہو گی۔

۲ ھَل مِن فُطُور۔ قرآن پاک میں ہے۔ فَارجِعِ البَصَرَ ھَل تَرٰی مِن فُطُورٍ نظر کو لوٹا کیا تو کوئی شگاف دیکھتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے آسمان جیسی شفاف چیز پر بار بار نظر کرنے کا حکم دیا ہے تو تاریک زمین پر کتنی بار نظر ڈالنا اس کو پسند ہوگا۔ تا بیالائیم۔ خارجی چیزوں میں غور و فکر کو ظاہر کرنے بعد مولانا فرماتے ہیں اپنے اخلاق میں سے اچھے برے میں تمیز کرنے کے لئے عقل پر بہت زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔

۳ امتحانہائے۔ تکوینات میں زمین پر مختلف عوارض اس لئے طاری کئے ہیں تاکہ زمین مخفی چیزوں میں فرق واضح ہو جائے۔ تابروں۔ ان ہی آزمائشوں کی وجہ سے زمین لعل و سنگ اگلتی ہے اور لعل و سنگ کا امتیاز واضح ہو جاتا ہے۔ ہر چہ۔ لعل و سنگ وغیرہ سب زمین نے چھپا رکھے ہیں جو اللہ کے خزانوں کی چیزیں ہیں۔ راست گو۔ یعنی زمین سے یہ امتحانات اقرار کرا لیتے ہیں تامیاں۔ زمین کو گرم و سرد امتحانات سے گذار کر چھپی چیزوں کا اقرار کرانا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوتوال مجرم سے کبھی نرمی اور کبھی سخت برتاؤ کرتا ہے تاکہ وہ اقرار کر لے اور راز بتا دے۔

آں بہاراں اُلطفِ شحنہ کبریاست
موسم بہار اللہ (تعالیٰ) کے کوتوال کی مہر ہے

واں خزاں تخویف وتہدیدِ خداست
اور موسم خزاں اللہ تعالیٰ کی دھمکی اور ڈراوا ہے

واں زمستاں چار میخِ معنوی
جاڑا باطنی طریقہ پر چار میخ ہے

تا تواے دُزدِ خفی ظاہر شوی
تاکہ اے چھپے ہوئے چور تو ظاہر ہو جائے

پس مُجاہد راز مانے بسطِ دل
تو مجاہدہ کرنے والے کیلئے کسی وقت دل کا انبساط

یک زمانے قبض و دردو غش وغل
کسی وقت انقباض اور درد اور کھوٹ اور کدورت

زانکہ ایں آب وگِل کابدانِ ماست
اسلئے ہے کہ ہمارے بدن جو پانی اور مٹی کے ہیں

مُنکر و دُزدِ ضیائے جانہاست
ہماری روحوں کے نور کے منکر اور چور ہیں

حق ۳ تعالیٰ گرم وسرد ورنج ودرد
اللہ تعالیٰ ، گرم اور سرد اور رنج اور درد

بر تن مامی نہداے شیر مرد
اے بہادر ! ہمارے جسم پر ڈالتا ہے

خوف وجوع ونقصِ اموال وبدن
خوف اور بھوک اور جان مال کا گھاٹا

جملہ بہر نقدِ جاں ظاہر شدن
سب جان کا مال ظاہر ہونے کے لئے ہیں

ایں وعید و وعدہا انگیختست
یہ دھمکی اور وعدے پیدا کئے ہیں

بہرایں نیک وبدے کامیختست
یعنی نیک اور بد کو ملا رہا ہے

چونکہ حق و باطلے آمیختند
چونکہ حق اور باطل کی آمیزش کر دی ہے

نقدو قلب اندر چرمداں ریختند
کھرے اور کھوٹے کو ایک تھیلے میں بھر دیا ہے

پس ۳ محک می بایدش جُستہ دیدہ
تو ایک منتخب کسوٹی کی ضرورت ہے

در حقائق امتحانہا دیدہ
جو حقیقتوں میں آزمائی ہوئی ہو

تا شود فاروق ایں تزویرہا
تاکہ وہ ان مکاریوں میں فرق کرنیوالی بنجائے

تا بُود دستورِ ایں تدبیرہا
تاکہ وہ ان تدبیروں کا وزیرِ اعظم بن جائے

شیر دہ اے مادرِ موسیٰ وُرا
اے موسیٰ کی ماں ! اس کو دودھ پلا

واندر آب افگن میندیش از بلا
اور دریا میں ڈالدے مصیبت کی فکر نہ کر

ہر کہ در روزِ الست آں شیر خورد
جس نے الست کے دن وہ دودھ پی لیا

ہمچو موسیٰ شیر را تمییز کرد
اس نے موسیٰ کی طرح دودھ کو پہچان لیا

خود بر تو ایں حکایت روشن ست
خود تجھ پر یہ بات واضح ہے

کہ غرض نے ایں حکایت گفتن ست
کہ مقصد کہانی سنانا نہیں ہے

---

۱ بہاراں۔ زمین پر موسم بہار کا آنا یہ تو کوتوال کا قہر ہے۔ زمستاں۔ زمین کیلئے جاڑوں کا موسم چار میخ کی سزا ہے۔ چار میخ شکنجہ میں مجرم کے چاروں ہاتھ پیر چار میخوں سے کس دیئے جاتے تھے۔ پس مجاہد مجاہدہ کرنیوالے پر جو اچھی بری حالتیں طاری ہوتی ہیں وہ بھی اسلئے ہیں کہ جسم نے جو بمنزلہ زمین کے ہے روح کا نور چرا رکھا ہے۔

۲ حق تعالیٰ۔ انسانی جسم پر جو قدرت کی جانب سے مختلف سختیاں ہوتی ہیں وہ اسی لئے ہیں کہ اس نے روح کے نقد کو چرا رکھا ہے۔ جوع۔ بھوک۔ نقص۔ اموال۔ ماؤں کا نقصان۔ ایں وعید۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنتوں اور نعمتوں کے وعدے اور انعام اور جہنم کی دھمکیاں بھی اسی لئے ہیں تاکہ اچھے اور برے میں امتیاز ہو جائے چھداں۔ چھڑے کا تھیلا۔

۳ پس محک۔ مولانا نے اچھے برے میں امتیاز کرنے کی عقل کے علاوہ یہ ترکیب بھی بتائی کہ تجربہ کار شیخ کے ذریعہ اس کام کی تکمیل کی جائے اور اس کو ان تدبیروں کا دستور اعظم بنا لیا جائے۔ شیر دہ۔ شیخ کو پہچاننے کے لئے فطرت سلیمہ کی ضرورت ہے۔ سلیم فطرت والا عہد الست سے اس ذوق سے واقف ہے جس کے پاس یہ ذوق ہوگا وہ اس کو فوراً پہچان لے گا۔ حضرت موسیٰ کی والدہ کو دودھ پلا کر اور صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈالدینے کا حکم اسی لئے ہوا تھا کہ وہ اپنی ماں کے دودھ کے ذائقہ سے واقف ہو جائیں جب دودھ پلانے والیاں دودھ پلانے آئیں تو ماں کے دودھ کو پہچان لیں۔

گر تو ۱ بر تمییز طفلت مُولعی — ایں زماں یا اُمِّ موسیٰ اِرْضِعی
اگر تو اپنے بچہ کے تمیز کرنے کی خواہشمند ہے — اب اے موسیٰ کی ماں! دودھ پلا

تا بہ بیند طعم شیرِ مادرش — تا فرو ناید بہ دایہ بَد سَرش
تاکہ وہ اپنی ماں کے دودھ کا مزا سمجھ لے — تاکہ بری دایہ کے سامنے اس کا سر نہ جھکے

شرح فائدۂ حکایتِ آں شخصِ شتر جوئندہ
اونٹ تلاش کرنیوالے شخص کی حکایت کے فائدہ کی تشریح

اُشترے گم کردہ اے مُعتمَد — ہر کس از اشتر نشانت می دہد
اے معتمد! تو نے اونٹ گم کر دیا ہے — ہر شخص تجھے اونٹ کی نشانی بتا رہا ہے

تو نمی دانی کہ آں اشتر کجاست — لیک دانی کایں نشانیہا خطاست
تجھے معلوم نہیں کہ وہ اونٹ کہاں ہے — لیکن تو جانتا ہے کہ یہ نشانیاں غلط ہیں

واں کہ اشتر گم ۲ نہ کرد اُوازِ مرے — ہمچوں آں گم کردہ جوید اشترے
جس نے اونٹ گم نہیں کیا وہ جھگڑے کے لئے — اونٹ گم کرنیوالے کی طرح اونٹ ڈھونڈتا ہے

کہ بَلے من ہم شتر گم کردہ ام — ہر کہ یابد اُجرتش آوردہ ام
کہ ہاں میں نے بھی اونٹ گم کیا ہے — جو اس کو پائے اس کے لئے میں انعام لایا ہوں

تا در اشتر با تو انبازی کُند — بہرِ طمعِ اشتر ایں بازی کُند
تاکہ اونٹ میں تیرے ساتھ شریک ہو جائے — اونٹ کے لالچ میں یہ کھیل کھلتا ہے

اُو نشانِ ۳ کژ نہ بشناسد ز راست — لیک گفتت آں مُقلّدِ را عصاست
وہ غلط علامت کو صحیح علامت سے جدا نہیں کر سکتا ہے — لیکن تیری گفتگو اس مقلد کی لاٹھی ہے

ہر چرا گوئی خطا بود آں نشاں — اُو بتقلیدِ تو می گوید ہماں
جس کو تو کہتا ہے یہ علامت غلط ہے — وہ تیری تقلید میں وہی کہہ دیتا ہے

چوں نشانِ راست گویند و شبیہ — پس یقیں گردد ترا لا ریب فیہ
جب وہ سچی علامت اور ملتی جلتی بتاتے ہیں — تو تجھے یقین آجاتا ہے کہ اسمیں کوئی شک نہیں ہے

آں شفائے جانِ رنجورت شود — مُظہرِ حِس چو گنجورت شود
وہ (علامت) تیری فکرمند جاں کی شفا بنجاتی ہے — تیرے خزانچی جیسے جیسے حس کو ظاہر کرنیوالی بنجاتی ہے

۱ گر تو۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے بچہ میں بھی دودھوں کو امتیاز کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو اس کو پہلے سے دودھ پلا دے تاکہ وہ بروقت اور دودھوں سے تیرے دودھ کو ممتاز کر لے اور شیخ کامل اور شیخ ناقص کو سمجھ سکے اشترے گم کردہ۔ تلاش حق میں جب انسان نکلتا ہے تو مختلف لوگوں سے اس کو واسطہ پڑتا ہے بعض صحیح رہنمائی کرتے ہیں اور بعض غلط اگر انسان میں فطرت سلیمہ ہے اور اس میں عہد الست کی بو ہے تو وہ ان لوگوں کی صحیح اور غلط نشاندہی میں امتیاز کر لیتا ہے اور صحیح انسان کی دستگیری کرتا ہے۔

۲ اشتر گم۔ نہ کرد بعض لوگوں میں حقیقی طلب نہیں ہوتی وہ دیکھا دیکھی پیر کے ساتھ لگ جاتے ہیں اور تلاش کے مدعی بن جاتے ہیں اور طالب کے حصہ میں سے حصہ بٹانے کی فکر کرنے لگتے ہیں۔ ایں بازی۔ یعنی بغیر اونٹ کھوئے اونٹ کی تلاش کرنا۔

۳ او نشان کژ۔ اگر کوئی اس کو اونٹ کی غلط نشاندہی کرتا ہے تو وہ غلط صحیح میں کوئی فرق نہیں کر سکتا ہے محض تمہاری باتوں کو اپنا سہارا بنا کر کسی نشانی کو غلط اور کسی نشانی کو صحیح ظاہر کرتا ہے۔ چوں نشان راست جس کا اونٹ حقیقتاً گم ہوا ہے بتانے والا جب اس کی صحیح نشانیاں بتاتا ہے تو اس کو یقین آجاتا ہے اور یہ نشانیاں اس کی خوشی کا سبب بنجاتی ہے اور اس کے بیان کو بلاغ مبین قرار دیتا ہے۔ اور اس کو اپنا پیشرو بناتا ہے۔

رنگِ روئے و قوتِ بازو شود — خَلق[1] و خُلقِ یکتُوات صَد تُو شود
چہرے کی رونق اور بازو کی طاقت ہو جاتی ہے — تیرا اکہرا جسم اور اخلاق سو گنا ہو جاتا ہے

چشمِ تو روشن شود پایت دواں — جسمِ تو جاں گرد دو جانت رواں
تیری آنکھ روشن ہو جاتی ہے تیرے پیر دوڑنے لگتے ہیں — تیرا جسم روح (حیوانی) بنجاتا ہے اور تیری روح (حیوانی) روح (انسانی) بنجاتی ہے

پس بگوئی راست گفتی اے امین — ایں نشانی ہا بَلاغ آمد مبین
پس تو کہتا ہے اے امانت دار! تو نے سچ کہا — یہ علامتیں واضح پیغام ہیں

فِیہِ آیَاتٌ ثِقَاتٌ بَیِّنَاتٌ — ایں بَراتے باشد و قدر و نجات
اس میں روشن، معتبر علامتیں ہیں — یہ دستاویز ہیں اور (قابل) قدر ہیں اور (ذریعہ) نجات ہیں

ایں نشاں چوں داد گوئی پیش رو — وقتِ آہنگ ست پیش آہنگ شو
جب اس نے یہ علامت بتا دی تو کہیگا آگے چل — (اب) چلنے کا وقت ہے آگے آگے چل

پیرویِ تو کُنم اے راست گو — بوئے بُردی زاشترم بنما کہ کُو
اے سچے! میں تیرے پیچھے چلوں گا — تو نے میرے اونٹ کا سراغ پا لیا، دکھا وہ کہاں ہے؟

پیش[2] آں کس کہ نہ صاحب اشتریست — کو دریں جُست شتر بہرِ مریست
اس شخص کے لئے جو اونٹ کا مالک نہیں ہے — جو اونٹ کی تلاش میں مقابلہ کے لئے (لگا) ہے

زیں نشانِ راست نفر دوش یقیں — جُز ز عکسِ ناقہ جوئے راستیں
اس سچی علامت نے اس کے یقین میں اضافہ نہیں کیا — واقعی طور پر اونٹ تلاش کرنے والے کی نقل کے سوا

بُوئے[3] بُرد از جدّ و گرمیہائے اُو — کہ گزافہ نیست ایں ہیہائے اُو
اس کی کوشش اور اس کی سرگرمیوں سے اس کو پتہ لگا — کہ اس کا شور و غل خواہ مخواہ نہیں ہے

اندریں اشتر نبودش حق ولے — اشترے گم کردہ است اُو ہم بَلے
اس اونٹ میں اس کا کوئی حق نہ تھا لیکن — اس نے بھی ایک اونٹ ضرور کھویا ہے

طمعِ ناقہ غیر روپوشش شدہ — انچہ زو گُم شد فراموشش شدہ
دوسرے کے اونٹ کا لالچ اس کے چہرہ کا پردہ بنگیا — جو اس کا کھویا گیا ہے اس کو اس نے بھلا دیا ہے

ہر کجا اومی دَوَد ایں ہم دَوَد — از طمع ہمدردِ صاحب می شود
جدھر وہ بھاگتا ہے یہ بھی بھاگتا ہے — لالچ سے مالک کا ہمدرد بنتا ہے

کاذبے با صادقے چوں شد رَواں — آں دروغش راستی بدہ ناگہاں
ایک جھوٹا جب سچے کے ساتھ روانہ ہوتا ہے — اس کا وہ جھوٹ خواہ مخواہ سچ ہو جاتا ہے

[1] خلق و خُلق۔ یعنی اس کی جسمانی اور روحانی طاقت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ راست گفتی۔ حقیقی طالب صحیح علامتیں بتانیوالے سے کہتا ہے۔ بلاغ مبین۔ واضح پیام۔ برات شاہی حکم، دستاویز۔ ایں نشاں۔ تو نے جبکہ صحیح علامتیں بتا دی ہیں تو اب میرے ساتھ چل کر اس کو پکڑوا دے۔

[2] پیش آں کس۔ جو اس گمشدہ اونٹ کا مالک نہیں اور محض مقابلہ کیلئے تلاش کا مدعی بن گیا ہے اس کے لئے صحیح علامتیں بھی کوئی معنی نہیں رکھتی ہیں۔ جز عکس۔ یہ مدعی تو حقیقی طالب کی نقلیں اتار رہا ہے۔

[3] بوئے بُرد۔ اس نقال کو طالب کی خوشی سے یہ محسوس ہوا کہ یہ حقیقی طالب تھا۔ اندری۔ اشتر۔ حقیقی طالب کا جو اونٹ تھا اس نقال کا اس میں کوئی حصہ نہ تھا لیکن اس کا اونٹ بھی گم ہوا تھا۔ اس اونٹ کے لالچ میں اس نے اس کو فراموش کر رکھا تھا۔ کاذبے صحیح طالبوں کے ساتھ جب نقال لگتا ہے تو بسا اوقات اس کو اپنی گم شدہ چیز بھی یاد آ جاتی ہے اور وہ اس کو حاصل کر لیتا ہے۔

اندراں اصحرا کہ آں اشتر شتافت — اشترِ خود نیز آں دیگر بیافت

جس جنگل میں وہ اونٹ بھاگا — اس دوسرے نے اپنا اونٹ بھی پا لیا

چوں بدیدش یاد آور دآن خویش — بے طمع شد زاشترِ آں یار بیش

جب اس نے اس کو دیکھا تو اپنا اونٹ یاد آ گیا — (اور) اس دوست کے اونٹ سے بہت بے طمع ہو گیا

آں مُقلِّد شُد مُحقق چوں بدید — اشترِ خود راکہ آنجامی چرید

وہ مقلد محقق بن گیا جب اس نے دیکھا — اپنے اونٹ کو کہ اس جگہ چر رہا ہے

اُو طلبگارِ شترآں لحظہ گشت — می بجستش تا ندید اورا بدشت

وہ اسی لمحہ اونٹ کا طلبگار بن گیا — جب تک اس کو جنگل میں نہ دیکھا تھا اس کی جستجو میں نہ تھا

بعد ازاں تنہا روی آغاز کرد — چشم سوئے ناقہ خود باز کرد

اس کے بعد اس نے تنہا روی شروع کر دی — اپنی اونٹنی کو نصب العین بنا لیا

گفت ۲ آں صادق مرا بگذاشتی — تا بہ اکنوں پاسِ من می داشتی

سچے نے اس سے کہا تو نے مجھے چھوڑ دیا — اب تک تو میرا ساتھ دے رہا تھا

گفت تا اکنوں فُسوسی بودہ ام — وز طمع در چاپلوسی بودہ ام

اس نے کہا اب تک میں بناوٹی تھا — لالچ سے خوشامد میں لگا تھا

ایں زماں ہمدردِ تو گشتم کہ من — در لب از تو جد گشتم بہ فن

اب میں تیرا ہمدرد ہوں کیونکہ میں — طلب میں مصلحتاً تجھ سے جدا ہوا ہوں

از تو می دُزدیدمے وصفِ شتر — جانِ من دید آنِ خود شُد چشم پُر

میں تجھ سے اونٹ کے اوصاف چھپاتا تھا — میں نے مطلوب پا لیا میں سیر چشم ہو گیا

تا نیا ۳ بیدم نہ بودم طالبش — مس کنوں مغلوب شد زر غالبش

جب تک میں نے اس کو نہ پایا تھا میں اس کا طلبگار نہ تھا — تانبا اب مغلوب ہو گیا اس پر سونا غالب آ گیا

سیئاتم شد ہمہ طاعات شکر — ہزل شُد فانی وجدّ اثبات شُکر

خدا کا شکر ہے میری برائیاں سب بھلائیاں بنگئیں — شکر ہے مذاق ختم ہو گیا اور سنجیدگی آ گئی

سیئاتم چوں وَسیلت شد بحق — پس مزن بر سیئاتم ہیچ دق

میری برائیاں چونکہ حق کا وسیلہ بن گئیں — تو میری برائیوں پر اعتراض نہ کر

مَر ترا صدقِ تو طالب کردہ بود — مر مرا جِدّ وطلب صدقے کشود

تجھے تیری سچائی نے طلبگار بنایا تھا — میرے لئے کوشش اور طلب نے سچائی واضح کر دی

---

۱ اندراں صحرا۔ طالب حقیقی کو جس جگہ مطلوب ملا اس نقال کو بھی راس کا فراموش شدہ مطلوب مل گیا۔ چوں۔ بدیدش۔ نقال میں اب اخلاص پیدا ہو گیا۔ اور اپنی گم شدہ چیز کے حصول کے درپے ہو گیا۔ آں۔ لحظہ طالب حقیقی تو فطری صلاحیت کی بناء پر کامیاب ہوا اور یہ اس کی کامیابی کو دیکھ کر راہ پر لگا۔ بعد ازاں پہلے اس کی نقلی طلب تھی اب حقیقی طلب ہو گئی۔

۲ گفت۔ اب یہ مدعی بھی حقیقی طالب بنکر اپنے راستہ پر لگ گیا۔ فسوس۔ استہزا، مذاق، بناوٹ، وز طمع۔ یعنی تیرے اونٹ کے لالچ سے ہمدرد تو۔ اب میں حقیقی معنی میں پیر بھائی اور ہمدرد ہوں۔ جان من۔ جب میں نے اپنے حقیقی مطلوب کو سمجھ لیا تو تمہاری چیز سے استغنا پیدا ہو گیا۔

۳ تانیا بیدم۔ جب تک مجھے اپنا مطلوب نظر نہ آیا تھا میں اس کا حقیقی طالب نہ بنا تھا اب نقلی طلب ختم ہو گئی ہے اور حقیقی طلب غالب آ گئی ہے۔ سئیاتم۔ میری نقالی جو ایک برائی تھی بھلائی میں تبدیل ہو گئی اور حقیقی طالب نے تجھے طلب نے تجھے طالب بنایا تھا۔ میری نقالی نے مجھے حقیقی طالب تک پہنچا دیا۔

صدقِ [1] تو آورد در جستن ترا — جستنم آورد در صدقے مرا
تیری سچائی نے تجھے جستجو میں مبتلا کیا — میری جستجو نے مجھے سچائی میں پہنچا دیا

تخمِ دولت در زمیں می کاشتم — سخرہ و بیکار می پنداشتم
میں نے نصیبے کا بیج زمین میں بویا تھا — (جس کو) میں مذاق اور بیکار سمجھ رہا تھا

آں نہ بُد بیکار کیسے بُد درست — ہر یکے دانہ کہ کشتم صد برست
وہ بیکار نہ تھا صحیح محنت تھی — میں نے جو ایک دانہ بویا سو اگے

دُزد سُوئے خانہ شد زیردست — چوں درآمد دید کاں خانہ خودست
چور چھپ کر ایک گھر میں گیا — جب اندر پہنچا، دیکھا کہ وہ اسی کا گھر ہے

گرم [2] باش اے سردتا گرمی رسد — بادرشتی ساز تا نرمی رسد
اے افسردہ! سرگرم بن تاکہ جذبہ حاصل ہو — سختی جھیل، تاکہ راحت ملے

آں دو اشتر نیست آں یک اشترست — تنگ آمد لفظ معنیٰ بس پُرست
وہ دو اونٹ نہیں ہیں، ایک اونٹ ہے — الفاظ تنگ ہیں، معنی بہت زیادہ ہیں

لفظ در معنیٰ ہمیشہ نارساں — زاں پیمبر گفت قَدْ کَلَّ اللِّسَانْ
لفظ معنی (کی ادائیگی) میں ہمیشہ کوتاہ ہیں — اسی لئے پیغمبرؐ نے فرمایا زبان عاجز ہے

نطق اُصطرلاب باشد در حساب — چہ قدر داند ز چرخ و آفتاب
حساب کرنے میں لفظ، اصطرلاب ہیں — وہ آسمان اور سورج کا اندازہ کیا جانے

خاصہ [3] چرخے کایں فلک زو پرہ ایست — آفتاب از آفتابش ذرہ ایست
خصوصاً وہ آسمان کہ یہ آسمان اس کا ایک ٹکڑا ہے — (یہ) سورج اس (فلک) کے سورج کا ایک ذرہ ہے

دربیانِ آنکہ در ہر نفسے فتنۂ مسجدِ ضرار ست

اس بیان میں کہ ہر ایک نفس میں مسجد ضرار کا فتنہ (موجود) ہے

چوں پدید آمد کہ آں مسجد نبود — خانہ حیلت بُدو دامِ جہود
جب ظاہر ہو گیا کہ وہ مسجد نہ تھی — مکاری کا گھر اور یہودیوں کا جال تھا

ضرار حقیقتاً مسجد نہیں ہے بلکہ یہود کا ایک جال اور دھوکا ہے تو آنحضورؐ نے اس کو گرا کر کوڑی میں تبدیل کرا دیا۔

---

[1] صدق۔ تیری صادق طلب نے تجھے جستجو میں لگایا میری سچی جستجو نے مجھے طالب صادق بنا دیا۔ تخم دولت۔ طلب اور جستجو تو تھی لیکن نقالی کی وجہ سے بیکار تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل نے اس کو کارآمد بنا دیا اور اس کے بہترین نتائج سامنے آ گئے۔ زیر دست۔ مغلوب، مخفی، غلط کار بھی بسا اوقات صحیح مقصد حاصل کر لیتا ہے ریاکاری کے بعد خلوص حاصل ہو جاتا ہے۔

[2] گرم باش۔ انسان کو جدوجہد کرنی چاہیے اور مصائب برداشت کرنے چاہیں تب راحت ملے گی۔ آں دو، شتر مدعی اور طالب کیلئے دو اونٹ بتائے گئے تھے۔ یہ تعبیر لفظوں کی کوتاہی تھی ورنہ دراصل ایک ہی اونٹ تھا یعنی آخر میں دونوں واصل بحق ہوئے اور ذات حق واحد ہے۔ قَدْ کَلَّ اللِّسَانْ۔ کسی بزرگ کا مقولہ ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ کَلَّ لِسَانُہٗ۔ جس نے اپنے خدا کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔ یعنی ذات و اوصاف کے بیان کرنے سے الفاظ عاجز ہیں۔ اصطرلاب۔ وہ آلہ جسے آسمانوں اور ستاروں کے فاصلے ناپے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ آلہ آسمان کے تمام احوال اور آسمان و سورج کے تمام حقائق نہیں بتا سکتا ہے۔ اسی طرح الفاظ کا حال ہے۔

[3] خاصہ۔ جبکہ نطق اور لفظ بمنزلہ اصطرلاب کے ہیں اور وہ آسمان کے جملہ حقائق کو نہیں بتا سکتا ہے تو اسی طرح الفاظ عالم غیب کے اس آسمان اور سورج کی حقیقت واضح نہیں کر سکتے ہیں جس کے بالمقابل یہ آسمان اور سورج بے حقیقت ہیں۔

پس نبی فرمود کا نرا بر کنند
تو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اس کو اکھاڑ دیں

مطر حہ خاشاک و خاکستر کُنند
کوڑے اور مٹی کی کوڑی بنا دیں

صاحبِ[1] مسجد چو مسجد قلب بُوَد
مسجد والا کی طرح الٹا تھا

دانہا بردام ریزی نیست جُود
تو دال پروانہ ڈالے سخاوت نہیں ہے

گوشت کاندر شست تو ماہی رباست
وہ گوشت جو تیرے کانٹے میں مچھلی کو اچکنے والا ہے

آنچناں لقمہ نہ بخشش نہ سخاست
ایسا لقمہ نہ بخشش ہے نہ سخاوت ہے

مسجدِ اہلِ قبا کاں بُد جماد[2]
قبا والوں کی مسجد جو پتھر کی تھی

آنچہ کفواں نہ بُد راہش نہ داد
جو (مسجد) اس کے ہم جنس نہ تھی اسنے اس کو راستہ نہ دیا

در جمادات ایں چنیں حیفے نہ رفت
جمادات میں (بھی) ایسا ظلم چالو نہ ہوا

زد دراں ناکفو میرِ داد نفت
اس غیر جنس میں حاکم اعلیٰ نے تیل چھڑکوا دیا

پس حقائق را کہ اصلِ اصلہاست
تو وہ حقائق جو اصلوں کی اصل ہیں

داں کہ آنجا فرقہا و فصلہاست
سمجھ لے ان میں بہت سے فرق اور امتیازات ہیں

نے[3] حیاتش چوں حیاتِ اوبُوَد
نہ اس (مفضول) کی زندگی اس (فاضل) جیسی ہوگی

نے مماتش چوں ممات اُو بُوَد
نہ اس مفضول کی موت اس فاضل کی موت کی طرح ہوگی

گورِ اُو ہرگز چو گورِ اُو مداں
اس مفضول کی قبر کو اس فاضل کی قبر کیطرح نہ سمجھ

خود چہ گویم حالِ فرقِ آنجہاں
اب میں اس عالم (آخرت) کے فرق کی حالت کیا بتلاؤں؟

بر محک زن کارِ خود اے مردِ کار
اے مصروف عمل! اپنے عمل کو کسوٹی پر پرکھ لے

تا نسازی مسجدِ اہلِ ضرار
کہیں تو اہل ضرار کی مسجد بنا لے

بس براں مسجد کناں تسخر زدی
تو نے اس مسجد کے بنانیوالوں کی بہت مذاق اڑائی

چوں نظر کردی تو خود ز انسان بُدی
جب تو نے غور کیا تو خود ویسا تھا

حکایت ہندو کہ با یارانِ خود جنگ می کرد کہ بَد کارید

اس ہندوستانی کا قصہ جو اپنے ساتھیوں سے لڑ رہا تھا کہ تم بدکار ہو

و خبر نداشت کہ خود نیز بداں مُبتلاست
اور اس کو خبر نہ تھی کہ خود اس برائی میں مبتلا ہے

---

[1] صاحب مسجد۔ یعنی ابو عامر راہب جس کے لفظی معنی ہیں آباد کنندہ۔ قلب بود۔ وہ آباد کنندہ نہ تھا بلکہ اس کا تباہ کنندہ تھا لہٰذا وہ برعکس نام نہند زنگی کافور کا مصداق تھا۔ گوشت۔ صورت پر حکم نہیں لگتا بلکہ حقیقت پر حکم لگتا ہے۔ ابو عامر کی صورت تعمیر کی تھی لیکن حقیقتاً تخریب تھی، کانٹے میں مچھلی کی خوراک کی صورت لقمہ کی ہے لیکن حقیقت نہیں ہے لہٰذا اس کو بخشش اور سخاوت نہیں کہا جا سکتا ہے۔

[2] بد جماد۔ مسجد پتھر کی بنی ہوئی تھی جس میں احساس نہیں ہوتا ہے لیکن اس نے بھی غیر جنس یعنی مسجد ضرار کو گوارا نہ کیا۔ حیف۔ ظلم یعنی مسجد ضرار مسجد قبا کے برابر کر دیجائے۔ نفت۔ آگ پکڑنے والا مادہ ہے۔ حقائق۔ یعنی جس طرح مسجد اور مسجد میں فرق ہے اسی طرح حقائق انسانیہ جو تمام حقائق کی اصل اور جز ہیں ان میں بہت فروق ہیں ایک انسان اور دوسرے انسان میں بہت بڑا فرق اور فصل ہے۔

[3] نے حیات۔ افضل اور مفضول کی نہ زندگی یکساں ہے۔ نہ موت دینا میں دونوں کی قبروں میں بھی بہت بڑا فرق ہے آخرت میں جو فرق ہوگا اس کا تو بیان ہی کیا ہو سکتا ہے بر محک۔ انسان کو اپنے اعمال کو پرکھنا چاہیے کہیں ان میں چھپا ہوا حسد اور ریا کار فرمان نہ ہو اور اس کے عمل کی صورت مسجد ضرار کی سی صورت نہ ہو۔ بس بسا اوقات انسان دوسروں کے انہی عیوب کی مذاق اڑاتا ہے جو اس میں خود چھپے ہوئے ہیں۔ اسی مضمون کو مولانا نے اس حکایت سے [illegible] دیا ہے۔

چار ہندو ۱ در یکے مسجد شدند — بہر طاعت راکع و ساجد شدند
چار ہندوستانی ایک مسجد میں پہنچے — عبادت کے لئے رکوع اور سجدے میں گئے

ہر یکے بر نیتے تکبیر کرد — در نماز آمد بہ مسکینی و درد
ہر ایک نے ایک نیت کر کے تکبیر کہی — مسکینی درد کے ساتھ نماز میں لگ گیا

موذن آمد زاں یکے لفظے بجست — کاے موذن بانگ کردی وقت ہست
موذن آیا، انہیں سے ایک کی زبان سے یہ لفظ نکلا — اے موذن! تو نے اذان دیدی؟ وقت ہو گیا ہے

گفت ۲ آں ہندوے دیگر از نیاز — ہے سخن گفتی و باطل شد نماز
دوسرے ہندوستانی نے لجاجت سے کہا — ہائے! تو نے بات کر لی اور نماز ٹوٹ گئی

آں سوم گفت آں دوم را کاے عمو — چہ زنی طعنہ باو خود را بگو
تیسرے نے دوسرے سے کہا اے چچا! — اس کو کیا طعنہ دیتا ہے خود کو دے

آں چہارم گفت حمد اللہ کہ من — در نیفتادم بچہ چوں ایں سہ تن
چوتھا بولا، خدا کا شکر ہے کہ میں — ان تینوں کی طرح میں کنویں میں نہیں گرا

پس نماز ہر چہاراں شد تباہ — عیب جویاں بیشتر گم کردہ راہ
تو چاروں کی نماز برباد ہوئی — عیب جو خود زیادہ گمراہ ہوئے

اے خنک جانے کہ عیب خویش دید — ہر کہ عیبے گفت آں بر خود گزید
قابل مبارکباد ہے، وہ شخص جو اپنا عیب دیکھے — جو کوئی عیب بتائے، اپنے لئے تسلیم کر لے

زانکہ ۳ نیمے او ز عیبستاں بدست — واں دگر از وے ز غیبستاں بدست
کیونکہ اس کا آدھا عیبوں کی دنیا کا ہے — دوسرا (آدھا) عالم غیب کا ہے

چونکہ بر سر مر ترا صد ریش ہست — مرہمش بر خویش باید کار بست
چونکہ تیرے [illegible] — ان کا مرہم اپنے اوپر لگانا چاہیے

عیب کردن ریش را داروئے اوست — چوں شکستہ گشت جائے ارحمواست
زخم کو برا سمجھنا (ہی) اس کا علاج ہے — جب [illegible] گیا ارحموا کا محل ہے

گر ہماں عیبت نبود ایمن مباش — بو کہ آں عیب از تو گردد نیز فاش
اگر وہ عیب تجھ میں نہیں ہے تو [illegible] — [illegible] وہ عیب تجھ میں ظاہر ہو جائے

تجھ میں نہیں ہے تو بھی تو اس عیب کے بارے میں مطمئن نہ ہو خدا عیب جو میں ہی عیب پیدا کر دیتا ہے۔

ہندو۔ یعنی ہندوستانی مسلمان۔ طاعت۔ یعنی نماز۔ تکبیر۔ یعنی تکبیر تحریمہ۔ موذن۔ یعنی موذن آیا تو نماز کی حالت میں اس سے باتیں کرنے لگا۔ وقت ہست یعنی اذان کا وقت ہو گیا ہے۔

۲ گفت آں۔ دوسرے نمازی نے نماز کی حالت میں پہلے نماز کی حالت میں پہلے نمازی سے کہا تو نے نماز میں بات کر لی تیری نماز ٹوٹ گئی۔ سوم۔ تیسرے نے نماز کی حالت میں دوسرے سے کہا تو پہلے کو کیا طعنہ دیتا ہے تیری نماز خود ٹوٹ گئی۔ چہارم۔ چوتھا نماز کی حالت میں بولا خدا کا شکر ہے میں نے ان تینوں کی طرح اپنی نماز خراب نہیں کی پس۔ ان چاروں میں سے ہر ایک دوسرے کا عیب ظاہر کر رہا تھا حالانکہ وہی عیب خود اس میں موجود تھا۔ اے خنک۔ وہ شخص قابل مبارکباد ہے جو دوسرے کی عیب جوئی نہ کرے اور اپنے عیب کو تسلیم کرے۔

۳ زانکہ نیمے۔ انسان کا آدھا حصہ جسم ہے اور آدھا حصہ روح ہے۔ جسم عالم خلق کی چیز ہے جو مفاسد سے پر ہے لہٰذا ہر انسان کا عیب دار [illegible] ہے لہٰذا [illegible] عیب تسلیم کرنا چاہیے چونکہ [illegible] انسان میں جب عیوب موجود ہیں تو اپنے عیبوں کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے عیب کردن۔ ریش۔ اگر انسان اپنے زخم کو برا سمجھتا ہے تو ضرور اس کے معالجہ میں لگے گا، اپنے عیب کو تسلیم کرنا۔ انکساری اختیار کرنا ہے جو رحمت کا عیب اور مقام ہے [illegible] زخم کرو [illegible] انسان پر خدا نے زخم [illegible] [illegible] عیب تو دوسرے میں بتا رہا ہے اگر وہ

لَا تَخَافُوْا[1] از خدا نشنیدۂ — پس چہ خود را ایمن و خوش دیدۂ
تو نے خدا سے "نہ ڈرو" نہیں سنا ہے — تو اپنے آپ کو مطمئن اور بھلا کیوں سمجھتا ہے؟

سالہا ابلیس نیکو نام زیست — گشت رُسوا بیں کہ اُورا نام چیست
شیطان سالہا سال ناکامی سے جیا — (پھر) رسوا ہوا، دیکھا اس کا کیا نام ہے؟

در جہاں معروف بود مُلیائے اُو — گشت معروفی بعکس اے وائے اُو
جہاں میں اس کی بلندی مشہور تھی — (اسکی) شہرت برعکس ہو گئی اس پر افسوس ہے

تا نہ ایمن تو معروفی مجو — پاک شو از خوف پس از اَمن گو
جب تک تو مطمئن نہ ہو، شہرت نہ چاہ — پہلے خوف سے پاک ہو جا پھر امن کی بات کر

تا نروید[2] ریش تو اے خوش ذقن — بر دگر سادہ زنخ طعنہ مزن
اے خوبصورت ٹھوڑی والے جب تک داڑھی نہ نکل آئے — دوسرے صاف ٹھوڑی والے کو طعنہ نہ دے

ایں نگر کہ مبتلا شد جانِ اُو — در چہے افتاد تا شد پند تو
یہ غور کر کہ اس کی جان مبتلا ہوئی — وہ کنویں میں گرا یہاں تک کہ تیرے لئے باعث نصیحت بنا

تو نہ نیفتادی کہ باشی پند اُو — زہر اُو نوشیدہ تو خور قند اُو
تو نہ گرا کہ اس کے لئے (باعث) نصیحت ہوتا — اس نے زہر پیا ہے تو اس کی شکر کھا

قصد کردن غُزان بکشتنِ یک مردے تا آں مرد دیگر تبرسد
غزوں کا ایک شخص کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا کہ دوسرا ڈرے

آں غُزانِ[3] ترک خونریز آمدند — بہرِ یغما بردِ ہے ناگہ زدند
خونریز ترک غز آئے — لوٹ کے لئے انہوں نے اچانک ایک گاؤں پر حملہ کر دیا

دو کس ازاَعیانِ آں دہ یافتند — در ہلاکِ آں یکے بشتافتند
اس شہر کے دو بڑے شخصوں کو انہوں نے پکڑ لیا — ان میں سے ایک کو قتل کرنے کیلئے دوڑ پڑے

دست بستندش کہ قربانش کنند — گفت اے شاہان و ارکانِ بلند
اس کے ہاتھ باندھ دیئے تاکہ اس کو ذبح کریں — اس نے کہا اے شاہو اور بلند شخصیتو!

در چہ مرگم چرامی افگنید — از چہ آخر تشنہ خون منید
مجھے موت کے کنویں میں کیوں گراتے ہو؟ — آخر میرے خون کے پیاسے کیوں ہو؟

چیست حکمت چہ غرض در کشتنم — چوں چنیں دریشم و عُریاں تنم
میرے قتل کرنے میں کیا حکمت کیا غرض ہے؟ — جبکہ میں مفلس اور ننگا ہوں

[1] لَا تَخَافُوْا۔ کامل مومن کے لئے قرآن میں لَا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا نہ تم ڈرو نہ خوف کھاؤ کی بشارت ہے لیکن وہ کامل مومن کے لئے ہے تو نے اپنے لئے نہیں سنی تو کیوں مطمئن بنا ہے۔ سالہا۔ شیطان معلم الملکوت تھا۔ پھر ابلیس بنا تو انسان کو اپنے بارے میں مطمئن نہ ہونا چاہیے۔ دوسروں کی عیب جوئی نہ کیجائے اپنے عیوب کی نگرانی چاہیے۔ بعکس۔ یعنی ذلت۔ تا نہ۔ زندگی میں تو نہ امن حاصل ہو گا نہ خوف سے بے باک ہوگی۔

[2] تا نروید بے ریش ہونا مردانگی کا عیب ہے تو جب تک اپنا عیب زائل نہ کرلو دوسرے کو طعنہ نہ دو۔ ایں۔ نگر دوسرے کے عیب سے تم عبرت حاصل کرو۔ تو نیفتادی۔ خدا کا شکر کر تو اس کے لئے باعث عبرت نہ بنا۔ زہر او نوشید۔ یعنی وہ وعیدار ہے۔ قند او۔ یعنی تو عبرت حاصل کر۔

[3] غزاں۔ غزا۔ ترکوں کی ایک قوم تھی جس کا پیشہ غارتگری تھا۔ یغما۔ لوٹ۔ دو کس۔ یعنی اس گاؤں کے دو بڑے آدمی پکڑ لئے۔ چیست۔ جبکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے تو مجھے قتل کرنے سے کیا فائدہ ہے۔

گفت اِ تا ہیبت بریں یارت زند — تا بتر سد اُو و زر پیدا کند
اس نے کہا تاکہ تیرے اس دوست پر ہیبت طاری ہو جائے — تاکہ وہ ڈرے اور روپیہ بتا دے

گفت آخر اُو ز من مسکیں ترست — گفت قاصد کردہ است او را ز رست
اس نے کہا وہ تو مجھ سے بھی زیادہ مسکین ہے — اس نے کہا کہ قصداً (ایسا) کر رکھا ہے (ورنہ) وہ مالدار ہے

گفت چوں وہم ست ما ہر دو یکیم — در مقامِ احتمال و در شکیم
اسنے کہا جبکہ یہ وہم ہے تو ہم دونوں یکساں ہیں — دونوں احتمال کی جگہ اور مشکوک ہیں

خود دُر ابکُشید اوّل اے شہاں — تا بترسم من دہم زر رانشاں
اے شاہو ! پہلے اس کو قتل کر دو — تاکہ میں ڈروں اور روپے کا پتہ بتا دوں

پس ۲ کرمہائے الٰہی بیں کہ ما — آمدیم آخر زماں در انتہا
تو خدا کا کرم دیکھ کہ ہم — آخری زمانے میں خاتمہ پر آئے

آخرین قرنہا پیش از قُرون — در حدیث ست آخرُونَ السَّابِقُونَ
آخری زمانے والے پہلے زمانہ والوں سے پہلے ہیں — حدیث میں ہے (ہم) آخیر میں ہیں، پہلے ہیں

تا ہلاکِ قومِ نوح و قومِ ہود — عارضِ رحمت بجانِ ما نمود
یہانتک کہ قوم نوح اور قوم ہود (عاد) کی ہلاکت نے — رحمت کا بادل ہمیں دکھا دیا

کُشت ایشاں را کہ تا ترسم ازو — ور خود ایں بر عکس کردے وائے تو
ان کو برباد کیا تاکہ ہم اس سے ڈریں — اگر وہ اس کے بالعکس کرتا، تیری تباہی تھی

در بیان حالِ خود پرستاں و ناشکراں در نعمت وجودِ انبیاء و اولیا

ان لوگوں کی حالت کا بیان جو انبیاء اور اولیاء کے وجود کی نعمت کے ناشکر اور خود پرست ہیں

ہر چہ ۳ ز ایشاں گفت از عیب و گناہ — وز دلِ چوں سنگ و ز جانِ سیاہ
ان کے عیب اور گناہوں کا جو کچھ اللہ نے ذکر فرمایا — اور ان کے پتھر جیسے دل اور سیاہ باطن کا

وز سُبکداریِ فرمانہائے اُو — وز فراغت از غمِ فردائے اُو
اور اس (اللہ تعالیٰ) کے احکام کی بے وقعتی کا — اور اپنی قیامت کے غم سے بے فکری کا

وز ہوس وز عشقِ ایں دنیائے دوں — چوں زناں مر نفس را بودن زبوں
اور کمینی دنیا کے عشق اور ہوس کا — اور عورتوں کی طرح نفس کے فرمانبردار ہونیکا

۱ گفت۔ اس ترک نے کہا تجھے اس لئے قتل کرتا ہوں تاکہ دوسرا تجھ سے عبرت حاصل کرے اور اپنی نقدی نکالدے۔ قاصد۔ یعنی اس نے قصداً اپنے آپ کو مفلس بنا رکھا ہے۔ ورنہ وہ مالدار ہے۔ چوں وہم۔ یعنی اس کی مالداری کا وہم ہے یقین تو نہیں ہے۔ یہ وہم مجھ پر بھی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس معاملہ میں ہم دونوں یکساں ہیں لہٰذا اس کو قتل کرتا کہ میں عبرت حاصل کر لوں۔

۲ پس۔ جب اس قصہ سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ وہ خوش نصیب ہے جو دوسرے سے عبرت حاصل کرے تو یہ اللہ کا کرم ہے کہ امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں کے بعد پیدا کیا تاکہ وہ پہلی امتوں کے فرمانوں سے عبرت حاصل کریں۔ اور زیادہ نیکیاں کر سکیں۔ چنانچہ حدیث شریف ہے۔ نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یعنی ہم دنیا میں سب امتوں سے بعد میں پیدا ہوئے لیکن قیامت میں ہمیں سب پر سبقت حاصل ہوگی۔ تا ہلاک۔ یعنی پہلی قوموں سے عبرت حاصل کرنا ہمارے لئے رحمت بن گیا۔ عارض۔ بادل یعنی ان کے لئے بادل بصورت عذاب نمودار ہوا اور ہم پر ابر رحمت بنا بر عکس۔ یعنی ہمیں ان کے لئے باعث عبرت بنا دیا۔

۳ ہر چہ یہاں سے چھٹے شعر سیر چشماں الخ تک مبتدا ہے اور اس کی خبر "از و عبرت نگرفتی" محذوف ہے۔ سبکداری بے وقعتی۔ فہ۔ یعنی امت کی فکر سے لاپروائی۔ چوں زناں۔ عورتیں اپنے نفس سے بہت مغلوب ہوتی ہیں۔

واں فرار از نکتہائے ناصحاں
اور نصیحت کرنیوالوں کے نکتوں سے بھاگنے کا

واں رمیدن از لقائے صالحاں
اور نیکوں کی ملاقات سے گریز کرنے کا

بادل و با اہلِ[1] دل بیگانگی
دل اور اہل دل سے اجنبیت کا

با شہاں تزویر و روبہ شانگی
اور بادشاہوں کے ساتھ مکاری اور چالاکیوں کا

سیر چشماں راگدا پنداشتن
اہل قناعت کو بھکاری سمجھنا

وز حسد شاں خفیہ دشمن داشتن
اور حسد سے انہیں چھپا دشمن سمجھنا (نے عبرت نہ پکڑی)

گر پذیرد خیر تو گوئی گداست
اگر وہ تیری عطا قبول کر لے تو تو کہتا ہے گدا ہے

ورنہ گوئی مکر و تزویر و دغاست
ورنہ تو کہتا ہے کہ مکر اور جھوٹ اور دغا بازی ہے

گر رود آمیزد تو گوئی طامع ست
اگر وہ میل جول کرے تو تو کہتا ہے لالچی ہے

ورنہ گوئی در تکبر مولع ست
ورنہ تو کہتا ہے تکبر پر فریفتہ ہے

گر تحمل[2] کرد گوئی عاجزست
اگر وہ تحمل کرے تو کہتا ہے عاجز ہے

در غیور آمد تو گوئی کر پُزست
اور غیرت مند ہے تو کہتا ہے غصہ ور ہے

یا منافق وار عذر آری کہ من
یا منافق کی طرح تو عذر کرتا ہے کہ میں

ماندہ ام در نفقہ فرزند و زن
بچوں اور بیوی کے اخراجات میں پھنسا ہوں

نے مرا پروائے سر خاریدن ست
نہ مجھے سر کھجانے کی فرصت ہے

نے مرا پروائے دین ورزیدن ست
نہ میرے لئے دین میں لگنے کا موقع ہے

اے فلاں مارا بہمت یاد دار
اے فلاں! ہمیں (بھی) دعا میں یاد رکھئے

تا شویم از اولیا پایان کار
تاکہ انجام کار ہم بھی اولیاء میں سے ہو جائیں

ایں[3] سخن ہم نے ز درد و سوز گفت
یہ بات بھی درد اور سوز سے نہیں کہی

خوابنا کے ہرزہ گفت و باز خفت
نیند کا ماتا بڑ بڑایا اور پھر سو گیا

ہیچ چارہ نیست از قوتِ عیال
بال بچوں کی روزی سے کوئی چھٹکارا نہیں ہے

از بُن دنداں کنم کسبِ حلال
بڑی محنت سے حلال روزی کماتا ہوں

چہ حلالے گشتہ ز اہلِ ضلال
حلال کیا! تو گمراہوں میں سے ہو گیا ہے

غیرِ خونِ تو نمی بینم حلال
تیرے خون کے سوا میں کچھ حلال نہیں سمجھتا ہوں

از خدا چارہ استش واز قوت نے
خدا سے چھٹکارا ہے اور روزی سے نہیں ہے

چارہ است از دین واز طاغوت نے
دین سے چھٹکارا ہے شیطان سے نہیں ہے

[1] اہل دل۔ یا خدا لوگ شیطان۔ یعنی اہل دنیا۔ سیر چشم۔ مستغنی۔ حسد۔ غور کیجئے ان قدموں کے یہ برے احوال اور ان کا برا انجام تیرے سامنے ہے یعنی تو نے ان سے کوئی عبرت حاصل نہ کی۔ طامع۔ لالچی۔ مولع۔ فریفتہ۔

[2] گر تحمل۔ تیری حالت یہ ہے کہ اگر کوئی بزرگ لوگوں کی برائی پر برداشت سے کام لیتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ عاجز ہے کسی کا بگاڑ ہی کیا سکتا ہے اور اگر وہ ناگواری کا اظہار کرے تو اس کو مغلوب الغضب کہتا ہے یا منافق۔ بزرگوں سے تو منافقانہ برتاؤ کرتا ہے دین کے کاموں میں نہ لگنے کی وجہ بال بچوں کی مصروفیت بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ سر کھجانے کی فرصت نہیں دین کے کاموں میں کیسے لگوں اے فلاں۔ بغیر کچھ کہے بزرگوں سے باطنی توجہ کا خواستگار ہے تاکہ ولی بنجائے۔

[3] ایں سخن۔ یعنی دعا اور باطنی توجہ کی درخواست خواب سے۔ تیری اس درخواست کی یہ مثال ہے جیسے کوئی نیند میں بڑبڑائے اور پھر سو جائے۔ ہیچ چارہ۔ مجبوری ظاہر کرتا ہے کہ بال بچوں کا پیٹ پالنے کیلئے محنت سے حلال روزی کمانے میں مصروف ہوں۔ غیر خوں۔ ان صورتوں میں تو حلال روزی تو کیا کماتا تیرا خون بہانا ہی حلال ہے اور واجب القتل ہے۔ از خدا یہ ساری مجبوریاں خدا اور دین کے معاملہ میں ہیں۔ شیطان اور کھانے کمانے میں نہیں ہیں۔

ایکہ صبرت نیست از دنیائے دوں
اے وہ کہ تجھے یعنی دنیا کے بغیر صبر نہیں ہے
صبر چوں داری ز نعم الماھدون
"ہم اچھا فرش بچھانے والے ہیں" تجھے کیسے صبر حاصل ہے

ایکہ صبرت نیست از ناز و نعیم
اے وہ کہ عیش و عشرت کے بغیر تجھے صبر نہیں ہے
صبر چوں داری رالله کریم
اللہ کریم کے بغیر تجھے کیسے صبر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از پاک و پلید
اے وہ کہ پاک ناپاک کے بغیر تجھے صبر نہیں ہے
صبر چوں داری ازاں کہ آفرید
جس نے تجھے پیدا کیا اس کے بغیر تجھے کیسے صبر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از آب سیاہ
اے وہ کہ تیرے لئے بغیر مکدر پانی کے صبر نہیں ہے
صبر چوں داری تو از چشمہ الٰہ
اللہ تعالیٰ کے چشمے کے بغیر تو کیسے صبر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از فرزند و زن
اے وہ کہ تجھے بال بچوں کے بغیر صبر نہیں ہے
صبر چوں داری زحی ذوالمنن
حی ذوالمنن سے تو کیسے صبر کرتا ہے؟

اے کہ می ۲ گوئی خدا بخشد ترا
اے وہ کہ تو کہتا ہے کہ خدا تجھے بخشے گا
آں فریب غول میداں بر ترا
اس دھوکے کا فریب سمجھ، اس سے نکل

کو خلیلے کو بروں آمد زغار
کہاں ہے وہ خلیل کہ جو غار سے نکلا؟
گفت ہذا ربّ ہاں کو کردگار
کہا یہ خدا ہے ہاں خدا کہاں ہے؟

من ۳ نخواہم در دو عالم ہنگریست
میں دونوں جہان میں نہ دیکھوں گا
تا ندانم کایں دو مجلس آنِ کیست
تاکہ میں جان لوں کہ یہ دونوں مجلسیں کس ملکیت ہیں

بے تماشای صفتہائے خدا
خدا کی صفت نہ دیکھے بغیر
گر خورم ناں در گلو گیرد مرا
اگر میں روٹی کھاؤں تو میرے گلے میں پھنس جائے

چوں گوارد لقمہ بے دیدارِ او
اسکے دیدار کے بغیر لقمہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے؟
بے تماشای گل و گلزار او
(اور) اس کے گل و گلزار کے بغیر دیکھے

جُز بامیدِ خدا زیں آب خور
اس دنیا میں اس کے وصل کی امید کے بغیر
کہ خورد یک لقمہ الاّ گاؤ و خر
گاؤ اور خر کے سوا کون ایسا لقمہ کھاتا ہے؟

آنکہ کالاَنعام بد بل ھُم اَضَلّ
وہ کھاتے ہیں جو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گمراہ
گرچہ پُر مکرست آں گندہ بغل
گرچہ وہ بڑے مکار ہیں

---

۱ ایکہ۔ دنیاداری میں بھاگا پھرتا ہے اور دین کے معاملہ میں بے عمل بنکر صابر بنا بیٹھا ہے۔ نعم الماھدون۔ قرآن میں خدا نے اپنے بارے میں فرمایا ہے کہ "ہم اچھا فرش بچھانے والے ہیں" از ناز و نعیم دنیا کی لذتوں سے صابر نہیں ہے ان کیلئے تگ و دو میں ہے اللہ کے معاملہ میں صبر ہے کوئی کاوش نہیں ہے۔ پاک و پلید۔ دنیا کی ہر اچھی بری چیز کے لئے جدوجہد ہے اللہ جو خالق ہے اس سے بے نیازی ہے۔ حی ذوالمنن۔ دونوں خدا کے نام ہیں۔

۲ نی گوئی۔ بے عملی پر مغفرت کے طمع پر کہا جاتا ہے۔ اللہ غفور رحیم ہے بخشدہ ہے مولانا فرماتے ہیں یہ شیطانی وسوسہ کو سمجھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غار میں نکلتے ہی جہاں اپنی پرورش کی جاری تھی خدا کی جستجو شروع کر دی تھی ستارے کو دیکھ کر فرمایا کیا یہ خدا ہو سکتا ہے جب وہ غروب کر گیا تو فرمایا کہ غروب کر جانے والا ستارہ خدا نہیں ہو سکتا ہے تو بتاؤ خدا کہاں ہے۔

۳ من نخواہم۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا میں دونوں جہان میں کسی طرف نگاہ بھی نہ اٹھاؤنگا جب تک کہ خدا کو نہ پہچان جاؤں بے تماشا پھر فرمایا خدا کی صفات کو دیکھے بغیر میں روٹی بھی نہ کھاؤں گا۔ چوں گوارد۔ مولانا فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت ابراہیم کا یہ حال تھا تو ان لوگوں پر تعجب ہے جو خدا کی ذات و صفات کو پہچانے بغیر زندگی بسر کرتے ہیں جو بامید۔ خدا کی معرفت کے بغیر کھانا پینا جانوروں کا کام ہے۔ آنکہ۔ جو لوگ خدا کی معرفت کے بغیر زندگی گزارتے ہیں۔ ان کو قرآن پاک نے چوپایہ جیسا بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ قرار دیا ہے۔ گندہ بغل۔ وہ شخص جس کو بغل گندگی بیماری ہو۔

مکرِ اُو[1] سر زیرو اُو سر زیر شد — روز گارش بُر دو روزش دیر شد
اس کا مکر ذلیل ، اور وہ خود ذلیل ہو گیا — اس کا زمانہ گزرا اس کا وقت ضائع ہوا

فکر کاہش کُند شد عقلش خرف — عمر شد خیرے ندارد چوں الف
اس کی گھاس کی فکر سست پڑ گئی اس کی عقل کمزور ہو گئی — عمر ختم ہو گئی الف کیطرح اس کے پاس کوئی بھلائی نہیں ہے

اُنچہ می گوید دریں اندیشہ ام — ایں ہم از دستانِ ایں نفسِ ست ہم
وہ جو یہ کہتا ہے فکر مند ہوں — یہ بھی اس نفس کی مکاری ہے

وانچہ می گوید غفورست و رحیم — نیست آں جز حیلہ نفسِ لئیم
وہ جو یہ کہتا ہے (وہ) غفور اور رحیم ہے — یہ اپنے نفس کے حیلہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے

اے غمِ[2] مُردہ کہ در زنار تہی ست — چوں غفورست و رحیم ایں ترس چیست
تو اس غم سے مرا جاتا ہے جو ہاتھ میں رہتی نہیں ہے — جب وہ غفور اور رحیم ہے تو یہ ڈر کیوں ہے ؟

شکایت کردن پیرے پیش طبیب از رنجور یہا وجواب طبیب اورا

ایک بوڑھے کا ایک طبیب سے بیماری کی شکایت کرنا اور طبیب کا اس کو جواب دینا

گفت[3] پیرے مر طبیبے راکہ من — در حیرم از دماغ خویشتن
ایک بوڑھے نے ایک طبیب سے جو کہ میں — اپنے دماغ سے معاملہ میں بڑی مشکل میں ہوں

گفت از پیریست آں ضعف دماغ — گفت در چشمم ز ظلمت ہست داغ
اس (طبیب) نے کہا یہ دماغ کی کمزوری بڑھاپے کی وجہ سے ہے — اس (بوڑھے) نے کہا میری آنکھوں میں اندھیرے کا داغ ہے

گفت از پیریست اے شیخ قدیم — گفت پشتم در دمی آرد عظیم
اس (طبیب) نے کہا اے پرانے شیخ یہ بڑھاپے کی وجہ سے ہے — اس (بوڑھے) نے کہا میری کمر میں بہت درد ہے

گفت از پیریست اے شیخ نزار — گفت ہر چہ می خورم نبود گوار
اس (طبیب) نے کہا اے کمزور بوڑھے یہ بڑھاپے کی وجہ سے ہے — اس بوڑھے نے کہا میں جو کھاتا ہوں وہ ہضم نہیں ہوتا ہے

گفت ضعف معدہ ہم از پیریست — گفت وقت دم مرادم گیریست
اس (طبیب) نے کہا معدہ کی کمزوری بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے — اس بوڑھے نے کہا سانس لینے میں سانس رکتا ہے

گفت آرے انقطاع دم بود — چوں رسد پیری دو صد علت شود
اس (طبیب) نے کہا ہاں سانس ٹوٹنے لگتا ہے — جب بڑھاپا آجاتا ہے سینکڑوں بیماریاں آجاتی ہیں

گفت کم شد شہوتم یکبارگی — گفت کز پیریست ایں بیچارگی
اس (بوڑھے) نے کہا میری شہوت یکدم سے کم ہو گئی ہے — اس (طبیب) نے کہا یہ نامردی بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے

---

[1] مکراؤ۔ جس نے معرفت کے بغیر زندگی گذاری اگرچہ وہ کتنا ہی چالاک ہو لیکن اس کی مکاری اور زندگی سب تباہ ہے فکر کاہش۔ یعنی اس میں دنیا کی بھی عقل نہ رہی پوری زندگی ختم کر دی اور آخرت کا کوئی توشہ حاصل نہ کیا۔ چوں الف۔ الف کو خالی کہا جاتا ہے چونکہ اس پر کوئی نقطہ نہیں لگتا ہے۔ انچہ می گوید دین کے کاموں میں نہ لگنے والے عموماً یہی کہا کرتے ہیں کہ فلاں کام سے فارغ ہو کر دین کے کاموں میں لگوں گا اور خدا غفور رحیم اور نکتہ نواز ہے باعمل بھی بخشدیگا یہ سب نفس کے دھوکے ہیں۔

[2] اے غم۔ اس کی مفات کا بہانہ کر کے دین کا عمل تو چھوڑتا ہے لیکن اپنے پیٹ کی فکر میں مارا مارا پھرتا ہے وہاں اس کی رزاقیت پر بھروسہ کر کے ترک عمل کیوں نہیں کرتا؟

[3] گفت۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ جب کسی کے نفس کی برائی ظاہر کی جاتی ہے تو نفس کو بہت برا لگتا ہے لہٰذا اس مرض کا علاج ضروری ہے ورنہ لاعلاج ہو جائیگا۔ ضعف۔ کمزوری۔ چشم۔ آنکھ۔ ظلمت۔ تاریکی۔ داغ۔ نظر۔ مزمن۔ پرانا۔ کہنہ۔ دم۔ سانس۔ مراد۔ مقصد۔ گیر۔ لینا۔ انقطاع۔ ٹوٹنا۔ علت۔ بیماری۔ شہوت۔ خواہش۔ صورت۔ شکل۔

گفت پایم سُست شد از رَہ بماند — گفت کز پیریست در کُنجت[1] نشاند

اس (بوڑھے) نے کہا میرے پیر سست ہو گئے ہیں چلنے سے عاجز آ گئے ہیں — اس (طبیب) نے کہا یہ بڑھاپے کی وجہ سے جس نے تجھے گوشہ نشین بنایا ہے

گفت پشتم چوں کمانے شد دوتا — گفت کز پیریست ایں رنج و عَنا

اس (بوڑھے) نے کہا کہ میری کمر کمان کی طرح دوہری ہو گئی ہے — اس (طبیب) نے کہا یہ تکلیف اور مشقت بڑھاپے کی وجہ سے ہے

گفت تاریک ست چشمم اے حکیم — گفت کز پیریست اے پیر حلیم

اس بوڑھے نے کہا اے حکیم! میری آنکھوں میں دھند ہے — اس (طبیب) نے کہا اے بردبار بوڑھے بڑھاپے کی وجہ سے ہے

گفت اے احمق برین بر دوختی — از طبیبی تو ہمیں آموختی

اس (بوڑھے) نے کہا اے بیوقوف تو اس پر جم گیا — طبابت سے تو نے یہی سیکھا ہے

اے مُدَمَّغ[2] عقلت ایں دانش نداد — کہ خدا ہر دَرد را درماں نہاد

اے بد دماغ! تیری عقل نے تجھے یہ سمجھ نہیں دی — کہ خدا نے ہر درد کا علاج رکھا ہے

تو خرا احمق زاندک مائگی — بر زمیں ماندی زکوتہ پائگی

تو کم علمی کی وجہ سے احمق گدھا ہے — تو کوتاہ قدمی کی وجہ سے زمین پر رہ گیا ہے

پس طبیبش[3] گفت اے عمرِ تو شصت — ایں غضب ویں خشم ہم از پیریست

تب طبیب نے اس سے کہا اے ساٹھے! — یہ غصہ اور غضب بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے

چوں ہمہ اَجزا او اَعضا شد نحیف — خویشتن داری و صبرت شد ضعیف

جب سب اجزا اور اعضاء کمزور ہو گئے ہیں — تیری قوت ضبط اور صبر بھی کمزور ہو گئی ہے

بر نتابد دو سخن زَوہے کُند — تاب یک جُرعہ ندارد قے کُند

دو باتوں کی بھی برداشت نہیں کرتا ان سے ہائے ہائے کرتا ہے — ایک گھونٹ کی برداشت نہیں کرتا قے کر دیتا ہے

جُز مگر پیرے کہ از حق ست مست — در دَرونِ اُو حیاتِ طَیِّب ست

بجز اس بوڑھے کے جو خدا کا مست ہے — اس کے باطن میں پاکیزہ زندگی ہے

از بُروں پیرست و در باطن صَبی — خود کیا نند آں ولی و آں نبی

باہر سے (بظاہر) بوڑھا ہے اور حقیقت میں بچہ ہے — وہ کون ہیں؟ وہ ولی اور نبی ہیں

گر نہ پیدا اند پیشِ نیک و بَد — چیست با ایشاں خَساں را ایں حسد

اگر وہ ہر نیک و بد کے سامنے کھلے ہوئے نہیں ہیں — (تو) کمینوں کو ان سے یہ حسد کیوں ہے؟

ور نمی دانند شاں علم الیقیں — چیست ایں بغض و حَیل سازی و کیں

اگر وہ ان کو یقینی طور پر نہیں جانتے ہیں — تو یہ بغض اور حیلہ سازی و کینہ کیوں ہے؟

---

[1] کُنج۔ گوشہ۔ دوتا۔ دوہری عنا مشقت۔ گفت تاریک یعنی آنکھوں میں روشنی نہیں رہی حلیم بردبار۔ گفت بوڑھے نے غصہ میں طبیب سے کہا بس تیرے پاس ہر بیماری کا ایک ہی جواب ہے اور طبابت میں تو نے صرف یہی سیکھا ہے

[2] مُدمَغ۔ منکر، بد دماغ ہر درد را۔ حدیث شریف میں ہے۔ ما قَرَّ اللّٰہُ فاءً اِلّا قَرَّ لہٗ شِفاءً یعنی خدا نے کوئی ایسی بیماری نہیں پیدا کی جس کے لئے علاج نہ پیدا کر دیا ہو۔ بر زمین یعنی نچلا مرتبہ۔

[3] پس طبیبش۔ طبیب نے اس بوڑھے سے کہا تیری ساٹھ کی عمر ہے جس میں آدمی سٹھیا جاتا ہے اور غصہ و غضب بڑھ جاتا ہے یہ بڑھاپے کا ہی اثر ہے جو ان میں قوت برداشت زیادہ ہوتی ہے۔ نحیف۔ لاغر کمزور۔ خویشتن داری اپنے آپ کو سنبھالے رکھنا۔ بر نتابد۔ بڑھاپے میں قوت برداشت کم ہو جاتی ہے جز مگر جن کو روحانی طاقت حاصل ہوتی ہے ان پر بڑھاپے کے آثار نمایاں نہیں ہوتے ہیں۔ از بروں۔ اولیاء اور انبیاء کا جسم بوڑھا ہوتا ہے ہمت جوان رہتی ہے۔ گر نہ پیدا اند۔ ناقص لوگوں کا بغض و حسد کامل لوگوں کے کمال کی دلیل ہے۔

وربد[1] انند ے جزائے رستخیز
اگر وہ قیامت کی سزا کو جانتے

چوں زنندے خویش بر شمشیرِ تیز
تو آپ کو تیز تلوار سے کیوں بھڑاتے ؟

بر تو می خندد مبیں اُورا چناں
وہ تیرے سامنے ہنستا ہے اس کو ایسا نہ سمجھ

صد قیامت درو روستش نہاں
اس کے باطن میں سو قیامتیں چھپی ہوئی ہیں

دوزخ[2] و جنت ہمہ اجزائے اوست
اس کے اجزاء سب دوزخ و جنت ہیں

ہر چہ اندیشی تو آں بالائے اوست
(اس کے بارے میں) تو جو سوچے وہ اس سے بلند ہے

ہر چہ اندیشی پذیرائے فناست
تو جو سوچے وہ فنا کو قبول کرنے والا ہے

آنکہ در اندیشہ نیاید آں خداست
جو قیاس میں نہ آئے وہ خدا ہے

بردرِ ایں خانہ گستاخی زچیست
اس گھر کے دروازے پر گستاخی کیوں ہے؟

گر ہمی دانند کا ندر خانہ کیست
اگر وہ جانتے ہیں کہ گھر میں کون ہے ؟

ابلہاں تعظیم مسجد می کنند
بے وقوف مسجد کی تعظیم کرتے ہیں

در جفائے اہلِ دل جِدّ می کنند
اہل دل پر ظلم کے کوشاں ہیں

آں[3] مجازست ایں حقیقت اے خراں
اے گدھو ! وہ مجاز ہے یہ حقیقت ہے

نیست مسجد جز درونِ سروراں
بزرگوں کے دل کے علاوہ مسجد (اور کچھ) نہیں ہے

مسجدے کاں اندرونِ اولیاست
وہ مسجد جو اولیا کے باطن میں ہے

سجدہ گاہ جملہ است آنجا خداست
وہ سب کی سجدہ گاہ ہے خدا اس میں ہے

تا دلِ مردِ خدا نا مدبہ درد
جب تک مرد خدا کے دل کو تکلیف نہیں پہنچی

ہیچ قومے را خدا رُسوا نہ کرد
خدا نے کسی قوم کو رسوا نہیں کیا

قصد جنگ انبیامی داشتند
انہوں نے انبیاء سے لڑائی کا ارادہ کیا

جسم دیدند آدمی پنداشتند
انہوں نے صرف جسم دیکھا (صرف) آدمی سمجھا

در تو ہست اخلاقِ آں پشینیاں
تیرے اندر ان پہلی قوموں کے اخلاق ہیں

چوں نمی ترسی کہ باشی تو ہماں
تو کیوں نہیں ڈرتا کہ تو بھی ویسا ہی ہو جائیگا

عادتِ آں ناسپاساں در تو رُست
تیرے اندر ان ناشکروں کی عادت پیدا ہوئی ہے

نایدت ہر بار دلواز چہ درست
تجھ بار دل تیروں سے درست نہیں نکلتا ہے

---

[1] وربد انند ے۔ اگر حاسدین کو اپنی اس سزا کا یقین ہو جائے جو قیامت میں ان کو ملے گی تو وہ کبھی اولیاء اور انبیاء پر حسد نہ کریں اور انکو برہنہ شمشیر سمجھیں اور ان سے مڈبھیڑ نہ کریں۔ بر تو می۔ خندد بزرگوں کے ظاہری حلم سے دھوکے میں نہ پڑنا چاہیے انکا وجود منکرین کے قہر کا مظہر ہے۔

[2] دوزخ۔ یعنی انبیا اور اولیا کے جسم کے اجزا اللہ کی دوزخ اور بہشت کے مظہر ہیں۔ ہر چہ۔ چونکہ اولیاء اور انبیاء اخلاق خداوندی حاصل کر چکے ہیں لہٰذا انکے مراتب تصور سے بالاتر ہیں۔ ہر چہ اندیشی۔ جو انسانی فکر میں سما جائے وہ فانی ہے وہ خدا نہیں ہو سکتا ہے خدا وہی ہے جو انسانی فکر و عقل سے بالاتر ہے۔ بردر۔ انبیا اور اولیا سے گستاخی کرنیوالے اگر یہ جان لیں کہ ان کے باطن میں کون بس رہا ہے تو کبھی گستاخی کی جرات نہ کریں۔ ابلہاں۔ بیوقوف مسجد کی تعظیم تو کرتے ہیں اور بزرگوں کے دل کی تعظیم نہیں کرتے جو حقیقی مسجد اور خانہ خدا ہے

[3] آں۔ یعنی ظاہری مسجد ایں۔ یعنی نبی اور ولی کا دل اصلی خانہ خدا ہے۔ اندرون۔ اولیا۔ یعنی اولیاء اللہ کا دل سجدگاہ۔ دل بدست آور کہ حج اکبرست از ہزاراں کعبہ۔ یک دل بہتر ست تا دل اولیاء۔ کے دل کو ستانا قوم کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ جسم دیدند یعنی ان معاندین کی نگاہ صرف اولیاء کے جسم پر ہے انکی روح انکے پیش نظر نہیں ہے در تو۔ ہر انسان میں ہلاک شدہ قوموں کے اخلاق موجود ہیں تو اس کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں اس کے ساتھ بھی وہ سلوک نہ ہو جو ان

کیساتھ ہوا۔ عادت جبکہ ہلاک شدہ قوم کی عادتیں موجود ہیں تو مطمئن نہیں ہونا چاہیے اور کسی وقت ان پر گرفت نہیں ہوتی تو نہ سمجھنا چاہیے کہ کبھی بھی گرفت نہ ہوگی۔

آں نشانہا نیہا ہمہ چوں در تو ہست — چوں تو زایشانی کجا خواہی برست
جبکہ وہ تمام علامتیں تیرے اندر ہیں — جب تو ان میں سے ہے کہاں بچ سکتا ہے؟

قصہ ۱ کودکے کہ در پیش تابوت پدرمی نالید و سخن جوحی
ایک بچہ کا قصہ جو باپ کے جنازے کے آگے روتا تھا اور شیخ چلی سے بات

کودکے در پیش تابوت پدر — زارمی نالید و برمی کوفت سر
ایک بچہ باپ کے جنازے کے آگے — بہت روتا تھا اور سر پیٹتا تھا

کاے پدر آخر کجایت می برند — تا ترا در زیر خاکے آورند
اے ابا! آخر تجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟ — تاکہ تجھے مٹی کے نیچے گاڑ دیں

می برندت خانہ تنگ و زحیر ۲ — نے درو قالی و نے دروے حصیر
تجھے تنگ، تکلیف دہ گھر میں لے جاتے ہیں — نہ اس میں قالین ہے نہ اس میں بوریا ہے

نے چراغے در شب و نے روز ناں — نے درو بوئے طعام و نے نشاں
نہ رات میں چراغ ہے نہ روشندان ہیں — نہ اس میں کھانے کی خوشبو ہے اور نہ پتہ

نے درش معمور و نے سقف و نہ بام — نے درو بہر ضیائے ہیچ جام
نہ اس کا دروازہ درست ہے نہ چھت نہ بالا خانہ — نہ اس میں روشنی کیلئے کوئی شیشہ کا روشندان ہے

نہ دروازہ بہر مہماں آب چاہ — نے یکے ہمسایہ کو باشد پناہ
نہ اس میں مہمان کے لئے کنویں کا پانی ہے — نہ کوئی ہمسایہ ہے جو سہارا ہو

جسم ۳ تو کہ بوسہ گاہِ خلق بود — چوں شود در خانۂ کور و کبود
تیرا بدن جو لوگوں کی بوسہ گاہ تھا — سیاہ رنگ گھر میں اس کا کیا حال ہو گا؟

خانہ بے زینہا رو جائے تنگ — کہ درو نے روی می ماند نہ رنگ
وہ بے زینہ کا گھر تنگ جگہ — نہ اس میں چہرہ باقی رہتا ہے نہ رنگ

زیں نسق اوصاف خانہ می شمرد — وز دو دیدہ اشک خونی می فشرد
اس طرح سے وہ گھر کے اوصاف گنتا تھا — اور دونوں آنکھوں سے خون کے آنسو بہاتا تھا

گفت جوحی بابدر اے ارجمند — واللہ ایں را خانۂ ما می برند
شیخ چلی نے باپ سے کہا، اے بزرگوار! — خدا کی قسم اس کو ہمارے گھر لے جا رہے ہیں

گفت جوحی رابدر ابلہ مشو — گفت اے با با نشانیہا شنو
شیخ چلی سے (اسکے) باپ نے کہا بیوقوف نہ بن — اس نے کہا، اے ابا! علامتیں سن لے

۱ قصہ۔ پہلے یہ سمجھایا تھا کہ ہر انسان میں وہ خصلتیں موجود ہیں جو برباد شدہ قوموں میں تھیں لیکن وہ انسے غافل ہے اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ رونے والا بچہ جو قبر کی خصوصیات بیان کر رہا تھا۔ وہ شیخ چلی کے گھر میں موجود تھیں۔ جوحی۔ ایک فرضی شخصیت ہے جس کی طرف فرضی حماقتیں منسوب کر دی جاتی ہیں جیسا کہ ہندوستان میں شیخ چلی۔ تابوت پدر۔ باپ کا جنازہ خانہ۔ یعنی قبر کی مٹی۔

۲ زحیر۔ پیچش۔ مشکل۔ قالی۔ قالین۔ حصیر۔ بوریا۔ معمور آباد درست۔ سقف۔ چھت۔ بام۔ بالا خانہ۔ جام شیشہ کا روشندان

۳ جسم تو تیرے جسم کو لوگ چومتے تھے کورو کبود۔ تیرہ و تاریک۔ نسق۔ ترتیب۔ خانہ ماتمی برخد۔ رونے والے لڑکے نے جس قدر قبر کے اوصاف گنائے تھے وہ سب شیخ چلی کے گھر میں پائے جاتے تھے۔

ایں نشانیہا کہ گفت اُو یک بیک
یہ جو اس نے تمام نشانیاں بتائی ہیں

خانۂ ماراست بے تزویر و شک
بے شک و شبہ ہمارے گھر کی ہیں

نے حصیر و نے چراغ و نے طعام
نہ بوریا اور نہ چراغ اور نہ کھانا

نے درش معمور و نے سقف و نہ بام
نہ اس کا دروازہ درست، نہ چھت اور نہ بالا خانہ

زیں نمط دارند در خود صد نشاں
اسطرح (ہلاک شدہ قوموں میں) اپنے اندر سینکڑوں علامتیں رکھتی ہیں

لیک کے بینند آں راطا غیاں
لیکن سرکش انہیں کب دیکھتے ہیں

خانۂ آں دل کے ماند بے ضیاً
اس دل کا خانہ جو بے نور ہے

از شعاعِ آفتابِ کبریا
خدا کے آفتاب کی شعاعوں سے

تنگ و تاریک ست چوں جانِ یہود
وہ یہود کے باطن کیطرح تنگ و تاریک ہے

بے نوا از ذوقِ سلطانِ وَدود
محبت کرنیوالے شہنشاہ کے ذوق سے محروم

نے دراں دل تابِ نورِ آفتاب
اس دل میں نہ تو سورج کی روشنی کی چمک ہے

نے کشادِ عرصہ و نے فتح باب
نہ صحن کی وسعت ہے اور نہ دروازہ کھلا ہے

گور خوشتر از چنیں دل مر ترا
تیرے لئے ایسے دل سے قبر بہتر ہے

آخراز گورِ دلِ خود بر تر آ
بالآخر اپنے دل کی قبر سے باہر نکل

یوسفِ ۲ وقتی و خورشید سما
تو یوسف دوراں ہے اور آسمان کا سورج ہے

زیں چہ وزنداں بر آوَرو نما
اس کنویں اور قید خانہ سے نکل اور چہرہ دکھا

یونست در بطنِ ماہی پختہ شد
تیرا یونس مچھلی کے پیٹ میں پک رہا ہے

مخلصش رانیست از تسبیح بد
اس کی نجات کے لئے تسبیح کے سوا چارہ نہیں ہے

گر نبودے اُو مُسبح بطنِ نون
اگر وہ تسبیح خواں نہ بنتے، مچھلی کا پیٹ

حبس وزندانش بُدے تا یُبعَثُون
تو قیامت تک ان کے لئے قید اور جیلخانہ ہوتا

اُو بہ تسبیح از تنِ ماہی بجست
انہوں نے تسبیح کے ذریعہ مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی

چیست تسبیح آیتِ روزِ الست
تسبیح کیا ہے؟ الست کے دن کی علامت

گر فراموشت ۳ شد آں تسبیح جاں
تو اگر وہ روحانی تسبیح بھول گیا ہے

بشنو ایں تسبیحہائے ماہیاں
تو مچھلیوں کی یہ تسبیح سن لے

گفت۔ یعنی رونے والے لڑکے نے کہا ہیں۔ نمط جس طرح شیخ چلی نے قبر کی جملہ علامتوں کو اپنے گھر میں دیکھا اسطرح ہلاک شدہ قوموں کی علامتیں ہر انسان میں موجود ہیں۔ طاغی۔ سرکش۔ خانہ آں۔ جس دل میں خدا کا نور نہ ہو وہ اللہ (تعالیٰ) کی محبت سے بے ذوق ہے۔ اس دل سے تو قبر کا گڑھا بہتر ہے۔ آخراز گور۔ اپنے دل کو اس گڑھے سے نکالنا خود انسان کا کام ہے۔

۲ یوسف وقتی۔ جس طرح عارضی طور سے حضرت یوسف قید خانہ میں چلے گئے تھے اور باہر نکلے تو بھی دل کو قید خانہ سے باہر نکال۔ یونست۔ یعنی تیری روح جو مثل یونس کے ہے۔ بطن ماہی۔ یعنی جسد عنصری تسبیح۔ حضرت یونس نے نجات کیلئے تسبیح پڑھی تو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکلے تو بھی تسبیح پڑھ۔ یبعثون۔ حضرت یونس کے قصہ میں ہے۔ فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون۔ یعنی اگر وہ یونس تسبیح پڑھنے والوں میں سے نہ بنجاتے تو اس دن تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہتے جبکہ لوگوں کا حشر ہوگا یعنی قیامت تک۔ آیت روز الست۔ ازل میں اللہ (تعالیٰ) نے روحوں سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا تھا تو انسان کی تسبیح اور خدا کی طرف فطری میلان اس عہد الست کی علامت اور نشانی ہے

۳ گر فراموشت شد۔ اگر کسی انسان میں عہد الست کی فطرت سلیمہ باقی نہیں رہتی ہے تو اولیا ءاللہ سے اس کو حاصل کر لے۔ ماہیاں۔ یعنی اولیا ءاللہ۔

هر که دید الله را اللّٰهی ست — هر که دید آں[1] بحر را او ماهی ست

جس نے اللہ (تعالیٰ) کو دیکھ لیا وہ اللہ والا ہے — جس نے اس سمندر کو دیکھ لیا وہ مچھلی ہے

ایں جہاں دریاست تن ماہی و روح — یونس محجوب از نورِ صبوح

یہ دنیا سمندر ہے جسم مچھلی اور روح — وہ یونس ہے جو صبح کے نور سے محروم ہے

گر مسبح شد تو از ماہی رہید — ورنہ در وے ہضم گشت و ناپدید

اگر تو تسبیح خواں ہو گیا مچھلی سے نجات پا گیا — ورنہ اس میں ہضم اور ناپدید ہو گیا

ماہیان[2] جاں در تن دریا پرند — تو نمی بینی کہ کوری اے نژند

اس دریا میں روحانی مچھلیاں بھری ہیں — اے بدحال! تو نہیں دیکھتا ہے کیونکہ تو اندھا ہے

بر تو خود را می زنند آں ماہیاں — چشم بکشا تا بہ بینی شان عیاں

وہ مچھلیاں تجھ سے ٹکرا رہی ہیں — آنکھ کھول تاکہ تو ان کو نمایاں دیکھ لے

ماہیاں را گر نمی بینی پدید — گوش تو تسبیح شاں آخر شنید

اگر تو مچھلیوں کو واضح طور پر نہیں دیکھتا ہے — آخر تیرے کان نے ان کی تسبیح تو سنی ہے

ماہیانِ جملے روح بے جسد — نے در ایشاں کبر و نے کین و حسد

وہ مچھلیاں بغیر جسم کے مجسم روح ہیں — نہ ان میں تکبر ہے نہ کینہ ہے نہ حسد

صبر کردن جانِ تسبیحات تست — صبر کن کانست تسبیح درست

تیری تسبیحوں کی روح صبر کرنا ہے — صبر کر وہ صحیح تسبیح ہے

ہیچ تسبیحے ندارد آں درج — صبر کن کالصبر و مفتاح الفرج

کوئی تسبیح وہ مرتبہ نہیں رکھتی ہے — صبر کر صبر کشادگی کی کنجی ہے

صبر چوں جسر صراط آں سو بہشت — ہست با ہر خوب یک لائے لازشت

صبر پل صراط کی طرح ہے اس جانب بہشت ہے — ہر خوبصورت کے ساتھ ایک بدصورت غلام ہے

تاز لالامی[3] گریزی وصل نیست — زاں کہ لالا راز شاہد فصل نیست

جب تک تو غلام سے بھاگتا ہے وصل نہیں ہے — اس لئے کہ غلام کی محبوب سے جدائی نہیں ہے

تو چہ دانی ذوقِ صبر اے شیشہ دل — خاصہ صبر از بہر آں نقش چگل

اے نازک دل! تو صبر کا ذائقہ کیا جانتا ہے؟ — خصوصاً اس صبر کا جو چگل کے معشوق کیلئے ہے

مرد را ذوق از غزا و کرّ و فر — مر مخنث را بود ذوق از ذکر

مرد کو جہاد اور شان و شوکت کا ذوق ہے — نامرد کو آلہ تناسل کا ذوق ہے

---

[1] آں بحر۔ یعنی جس نے بحر وحدت کا مشاہدہ کر لیا وہ ماہی کہلائیگا۔ ایں جہاں دنیا کو سمندر اور جسم کو مچھلی اور روح کو یونس سمجھو۔ گر مسبح جس طرح حضرت یونس نے تسبیح کی برکت سے مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی ورنہ قیامت تک اسمیں رہتے اسی طرح تم اپنی روح کو تسبیح کے ذریعہ جسم کی مچھلی سے نجات دلاؤ ورنہ مچھلی ہضم کر لیگی۔

[2] ماہیان جاں یعنی روحانی مچھلیاں اولیاء اللہ۔ بر تو۔ اولیاء اللہ خواہشمند ہیں کہ تو ان سے فیض حاصل کرے۔ بے جسد۔ یعنی تن پروری کے بغیر۔ صبر کردن۔ یعنی مجاہدات پر صبر کرنا۔ صبر۔ جس طرح پل صراط سے گذر کر بہشت میں داخل ہوگا اسی طرح صبر سے کشادگی حاصل ہوگی۔ لالا۔ غلام۔

[3] تاز لالا۔ صبر بدصورت غلام ہے اور کشادگی محبوب ہے کشادگی حاصل کرنے کیلئے صبر کی تلخی برداشت کرنا ضروری ہے تو چہ دانی۔ واصل بحق ہونے میں صبر کی دشواریوں سے اہل اللہ لذت حاصل کرتے ہیں۔ دوسرا اس صبر کی لذتوں سے واقف نہیں ہے مرد را۔ صبر کی لذت۔ مرد خدا جانتا ہے جس طرح کہ مرد میدان جنگ اور شان و شوکت کی لذت سمجھتا ہے نامرد ان لذتوں سے واقف نہیں ہے اس کی فکر و لذت تو محض شرمگاہ اور اس کے ذکر تک محدود ہے۔

جُز ذَکَر نے دیں اُو و ذِکرِ اُو — سوئے اسفل بُرد اورا فکر اُو
اس کا دین اور تسبیح آلہ تناسل کے سوا کچھ نہیں ہے — اس کا خیال اس کو پستی کی طرف لے گیا

گر بر[1] آید تا فلک از وے مپرس — کو بعشقِ سفل آموزید درس
اگر وہ آسمان تک چڑھ جائے اس کی پرستش نہ کر — اسلئے کہ اس نے تو پستی کے عشق کا سبق سیکھا ہے

اُو بسوئے سفل می راند فرس — گرچہ سوئے عُلو جُنباند جرس
وہ پستی کی طرف گھوڑا دوڑا رہا ہے — اگرچہ بلندی کی جانب گھنٹہ بجا رہا ہے

از علمہائے گدایاں ترس چیست — کاں علمہا لُقمۂ ناں راہی ست
بھیک منگوں کے جھنڈوں سے ڈرنا کیسا؟ — کیونکہ وہ جھنڈے روٹی کے ایک لقمہ کے غلام ہیں

ایں سخن ہارا نکو دریاب تو — ورنمی دانی شنو از باب تو
ان باتوں کو خوب سمجھ لے — اگر تو نہیں جانتا ہے تو اس سلسلہ کی بات سن لے

ترسیدنِ[2] کودکے ازاں شخص صاحبِ جُثّہ و گفتنِ آں شخص
ایک بچہ کا ایک بھاری بھرکم انسان سے ڈرنا اور اس شخص کا کہنا

کہ اے کودک مترس کہ من نامرد و مَرد توئی
کہ اے بچے تو نہ ڈر میں نامرد ہوں، تو مرد ہے

کُنگ زَفتے کودکے را یافت فرد — زرد شد کودک زبیمِ قصدِ مَرد
ایک موٹے بھاری شخص نے ایک بچہ کو تنہا پایا — بچہ اس مرد کے ارادہ کے ڈر سے زرد ہو گیا

گفت ایمن باش اے زیبائے من — کہ تو خواہی بُود بر بالائے من
اس (موٹے) نے کہا مطمئن رہ اے میرے حسین! — کہ تو میرے اوپر ہو گا

من[3] اگر ہولم مُخنّث داں مرا — ہمچو اُشتر بر نشیں می راں مرا
میں اگرچہ ہولناک ہوں مجھے ہیجڑا سمجھ — اوپر بیٹھ، اونٹ کی طرح مجھے ہانک

صورتِ مرداں و معنیٰ ایں چنیں — از بروں آدم دروں دیو لعیں
مردوں کی صورت اور باطن ایسا — باہر سے آدمی اندر سے لعین شیطان

آں دُہل را مانی اے زَفت چو عاد — کہ بروآں شاخ رامی کوفت باد
اے عاد کی طرح موٹے اور اس ڈھول کی طرح ہے — [illegible] شاخ [illegible]

رُوبہے اشکارِ خود را باد داد — بہر طبلے ہمچو خیلے پر زباد
لومڑی نے اپنا شکار برباد کر دیا — اس ڈھول کی وجہ سے جو مشک کی طرح ہوا سے پر تھا

[1] گر بر آید۔ اگر کوئی مرد خدا نہیں ہے اور اس میدان کا مرد نہیں ہے تو اس کا عروج عارضی ہے اس پر اعتماد نہ کرنا چاہیے۔ از علمہائے۔ نامرد کا عروج تو ایسا ہی ہے جیسے فقیروں کے جھنڈے جو صرف روٹی مانگنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں انہیں غازیوں کے جھنڈوں سے کوئی نسبت نہیں

[2] ترسیدن۔ نامرد کا ظاہری دکھاوا ناقابل اعتبار ہے وہ محض ہیجڑے کا تن و توش ہے کنگ۔ قوی ہیکل۔ زبیم۔ قصد و مرد یعنی وہ لڑکا اس موٹے ہیجڑے کے ارادہ سے ڈرا۔ کہ تو خواہی بود یعنی مرد تو ہے اور میرے اوپر ہوگا۔

[3] من اگر ہولم۔ میرا بھاری بھرکم بدین ہی خوفناک ہے ہمت اور بہادری سے خالی ہوں تو میرے اوپر سوار ہو کر اونٹ کی طرح مجھے ہانک سکتا ہے۔ صورت بہت سے انسان بظاہر بہادر معلوم ہوتے ہیں لیکن اندر سے بزدل شیطان ہوتے ہیں۔ دہل۔ ڈھول جو کہ تندومند ہوتا ہے اور اندر سے خالی ہوتا ہے۔ وہ درخت [illegible]

چوں ندید اندر دُہل اُو فرہی
جب اس نے ڈھول کے اندر مٹاپا نہ دیکھا

گفت خُوکے بہ ازیں خیکے تہی
بولی ۔ اس خالی مشک سے تو سور بہتر ہے

رو بہاں تر سند ز آوازِ دُہل
ڈھول کی آواز سے بزدل ڈرتے ہیں

عاقلش چنداں زند کہ لا تقل
عقلمند اس کو اتنا پیٹتا ہے کہ کچھ نہ بول

قصۂ تیر اندازے و ترسیدنِ اُواز سوار یکہ در بیشہ می رفت

ایک تیر انداز کا قصہ اور اس کا اس سوار سے ڈرنا جو جنگل میں جا رہا تھا

یک سوارے باسلاح وبس مُہیب
ایک ہتھیار بند سوار اور بہت ہیبتناک

مے شداند ریشہ برلپے نجیب
ایک عمدہ گھوڑے پر جنگل میں جا رہا تھا

تیر اندازے بحکم اُورا بدید
ایک قدر انداز نے اس کو دیکھا

پس زخوفِ اُو کماں را بر کشید
اس کے ڈر سے اس نے کمان تانی

تازند تیرے سوارش بانگ زد
تاکہ اس پر تیر چلا دے سوار بے اس کو پکارا

من ضعیفم گرچہ زفتستم جسد
میں کمزور ہوں، اگرچہ میرا بدن موٹا ہے

ہاں وہاں منگر تو در زفتیِ من
خبردار خبردار ! تو میرے مٹاپے کو نہ دیکھ

کم کمم در وقت جنگ از پیر زن
کیونکہ میں لڑائی میں بوڑھی عورت سے بھی بہت کم ہوں

گفت رو کہ نیک گفتی ورنہ نیش ۲
اس نے کہا چلا جا، تو نے اچھا ہوا بتا دیا ورنہ تیر

بر تو می انداختم از ترسِ خویش
میں اپنے ڈر سے تجھ پر چلا دیتا

بے رجولیت چناں تیغے بمشت
بغیر بہادری کے اسطرح سے ہاتھ میں تلوار

بس کساں را کالت پیکار کشت
بہت سے لوگ ہیں جن کو جنگ کے ہتھیار نے مروایا

گر بپوشی ۳ تو سلاحِ رُستماں
اگر تو رستموں کے ہتھیار باندھے

رفت جانت چوں نباشی مردآں
جب تو اس کا اہل نہیں ہے تو تیری جان گئی

جاں سپر کن تیغ بگذار اے پسر
اے بیٹا ! جان کی ڈھال بنا لے، تلوار کو چھوڑ

ہر کہ بے سر بُود زیں شہ بر وسر
جو بے سر تھا اس نے اس شاہ سے سر کو بچا لیا

آں سلاحت حیلہ و مکر تواست
وہ تیرے ہتھیار تیرا حیلہ اور مکر ہیں

ہم زتو زائید وہم جانِ تو خست
جو تجھ سے ہی پیدا ہوئے اور تیری ہی جان کو فنا کر دیا

چوں نکردی ہیچ سُوے زیں حیل
جب تو نے ان حیلوں سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا

ترکِ حیلت کُن کہ پیش آید دُوَل
حیلے چھوڑ دے تاکہ دولتیں سامنے آئیں

۱ خُوک۔ سور۔ زُو بہاں۔ بدن کے فربہ اور ہمت کے کوتاہ شخص سے بے عقل لوگ ڈرتے ہیں لا تقل۔ یعنی اتنی پٹائی کرتے ہیں جو نا قابل بیان ہے یہی صورت بنے ہوئے شیخوں کی ہے کہ عوام ان کے بھیس میں آجاتے ہیں سلاح۔ ہتھیار مہیب۔ ہیبتناک۔ بیشہ جھاڑی، جنگل۔ نجیب۔ اصل گھوڑا تیر انداز بحکم۔ حکمی طور پر نشانہ پر تیر مارنیوالا من ضعیفم۔ یعنی میرا جسم ہی بھاری بھرکم ہے اندر کچھ نہیں ہے۔

۲ نیش۔ تیر، ننگ ترس۔ خوف۔ رجولیت۔ مردانگی، بہادری۔ آلت۔ پیکار۔ وہ جنگی ہتھیار جن کو استعمال کرنے کی ان میں صلاحیت نہ تھی لہٰذا مزدوں کیلئے ان کی ظاہری حالت ہی تباہی کا سبب بنے گی۔

۳ گر بپوشی۔ اگر بزدل۔ میدان میں بہادری کے ہتھیار باندھ کر نہ آتا تو۔ بچا رہتا۔ جاں سپر کن۔ دنیا داروں کے مقابلہ میں دنیا داری کے ہتھیار مکر و فریب سے مسلح نہ ہو نجات پا جاؤ گے ہم زتو۔ مکر و فریب کا ہتھیار خود انسان کا پیدا کردہ ہے اور خود اسی کی ہلاکت کا باعث ہے۔

چوں یکے[1] لحظہ نخوردی بر زمن
جبکہ حیلے سے تو نے ایک لحہ کیلئے پھل نہ کھایا

ترکِ فن گوئی طلب ربُّ المنن
حیلے چھوڑ دے، اللہ کو طلب کر

چوں مبارک نیست بر تو ایں علوم
جبکہ یہ فن تیرے لئے مبارک نہیں ہے

خویشتن گولی کن و بگذر زشوم
اپنے آپ کو سادہ لوح بنا لے اور بدبختی سے نکل جا

چوں ملائک گوئی لا علم لنا
تو فرشتوں کیطرح کہدے ہمارے لئے علم نہیں ہے

یا الٰہی! غیر ما علّمتنا
اے خدا! سوائے اس کے جو تو نے سکھا یا

حیلہ و مکر اندریں رہ سود نیست
اس راستہ میں حیلہ اور مکر کا کوئی فائدہ نہیں ہے

ہر کہ شد مغرورِ عقل اُو کود نیست
جس نے عقل پر گھمنڈ کیا وہ بے وقوف ہے

یک حکایت بشنو اے صاحب قبول
اے صاحب قبول! ایک حکایت سن لے

در بیانِ جہل و عقلِ بُوالفضول
جہل اور فضول عقل کے بارے میں

قصہ اعرابی در ریگ در جُوال[2] کردن و ملامت کردنِ آں فیلسوف اورا

ایک بدو اور اس کے بورے میں ریت بھرنے کا قصہ اور ایک عقلمند کا اس کو ملامت کرنا

یک عرابی بار کردہ اُشترے
ایک بدو اونٹ پر لادے ہوئے

یک جُوالے زَفت از دانہ بُرے
گیہوں کے دانوں کا ایک موٹا بورا دیے جا رہا تھا

یک جُوالِ دیگرش از ریگ پُر
دوسرا ایک بورا ریتے سے بھرا ہوا

ہر دورا اُو بار کردہ بر شترُ
دونوں کو اس نے اونٹ پر لادا

اُو نشستہ بر سَرِ ہر دو جُوال
وہ دونوں بوروں پر بیٹھ گیا

یک حدیث انداز کرد اُورا سُوال
ایک سوال کرنے والے نے اس سے سوال کیا

از وطن[3] پُرسید و آوردش بگفت
اس کا وطن پوچھا اور اس کو گویا کیا

وندراں پرسش بسے در ہا بسفت
اور اس سوال میں بہت سی موتی پروئے

بعد ازاں گفتش کہ ایں ہر دو جُوال
اس کے بعد اس سے کہا کہ ان دونوں بوروں میں

چیست آگندہ بگو مصدوق حال
کیا بھرا ہوا ہے؟ سچ کہنا

گفت اندر یک جُوالم گندم ست
اس نے کہا میرے ایک بورے میں گیہوں ہیں

دردِ گر ریگے نہ قُوتِ مردم ست
دوسرے میں ریت ہے انسانوں کی خوراک نہیں ہے

گفت تو چوں بار کردی ایں رمال
اس نے کہا تو نے یہ ریت کیوں لادا ہے؟

گفت تا تنہا نماند آں جُوال
اس نے کہا تاکہ یہ دوسرا بورا اکیلا نہ رہے

---

[1] چوں یکے لحظہ۔ انسان کی مکاری ایک منٹ کے لئے بھی انسان کے لئے مفید نہیں ہے۔ ربُّ المنن۔ اللہ تعالیٰ۔ ایں علوم۔ یعنی دنیا طلبی کے مکر فریب۔ گول۔ بیوقوف۔ شوم۔ یعنی مکر فریب اندریں رہ۔ دین اور آخرت کے معاملہ میں محض عقل سے رہنمائی حاصل نہیں ہو سکتی ہے بیکار عقل سے جہل بہتر ہے۔ آئندہ مولانا جو قصہ نقل فرما رہے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہی ہے۔

[2] جُوال۔ بورا، گون جس میں سامان بھر کر چوپایوں پر لادا جاتا ہے۔ فیلسوف۔ حکیم، دانا بر۔ گیہوں۔ ریگ۔ ریت۔ حدیث انداز۔ بات کو شروع کرنے والا۔

[3] از وطن۔ یعنی اس بدو سے اس کا وطن دریافت کیا اور وش بگفت۔ اس کو ہمکلام بنایا۔ وندراں۔ یعنی یہ باتیں بہت بہتر انداز سے کی۔ مصدوق۔ سچی بات کرنے والا۔ قوت۔ روزی۔ خوراک۔ رمال۔ ریت۔ تنہا نماند۔ دو برابر کے بورے لادے جاتے ہیں تاکہ توازن قائم رہے۔

گفت[1] نیم گندم آں تنگ را — دردِ گر ریز از پے پا سنگ را
اس نے کہا اس بورے کے آدھے گیہوں — توازن کے لئے دوسرے بورے میں کر لے

تا سُبک گردد وُجوال وہم شتر — گفت شاباش اے حکیم و اہل حُر
تاکہ بورے اور اونٹ ہلکے ہو جائیں — اس نے کہا اے دانا اور اہل اور شریف تجھے شاباش ہے

ایں چنیں فکرِ دقیق ورایِ خوب — تو چنیں عُریاں پیادہ در لُغوب
ایسی لطیف سمجھ اور بہتر رائے — تو ننگا اور پیدل دلدل میں ہے

رَمش[2] آمد بر حکیم و عزم کرد — کِش براشتر بر نشاند نیک مرد
دانا پر اس کو ترس آ گیا اور اس نے ارادہ کر لیا — کہ وہ اس بھلے آدمی کو اونٹ پر بٹھا لے

باز گفتش اے حکیمِ خوش سخن — شمہ از حالِ خود ہم شرح کن
پھر اس نے اس سے کہا اے شیریں کلام دانا! — کچھ اپنی حالت کی تفصیل بھی بتا

آنچنیں عقل و کفایت کہ تُراست — تو وزیری یا شہی بر گوئی راست
ایسی عقل اور لیاقت جو تجھے (حاصل) ہے — سچ بتا تو وزیر ہے یا بادشاہ ہے؟

گفت ایں ہر دو نیم از عامہ ام — بنگر اندر حال واندر جامہ ام
اس نے کہا میں دونوں نہیں ہوں عوام میں سے ہوں — میری حالت اور میرا لباس دیکھ لے

گفت اُشتر چند داری چند گاؤ — گفت نے این ونہ آں مارا مکاؤ
اس نے کہا تیرے پاس کتنے اونٹ اور کتنی گائیں ہیں؟ — کہا نہ یہ ہے نہ وہ ہے ہمیں (زیادہ) نہ کہہ

گفت زخت چیست بارے در دکاں — گفت مارا کو دُکان و کو مکاں
اس نے کہا ہاں تو تیری دکان میں کیا سامان ہے؟ — کہا ہماری دکان کہاں ہے اور ہمارا مکان کہاں ہے؟

نیست قوت و نے[3] زخوت و نے قماش — نے متاع و نیست مطبخ نیست آش
نہ کھانا ہے اور نہ اسباب اور نہ اسباب — نہ ہنڈیا ہے اور نہ مطبخ نہ آگ

گفت پس از نقد پُرسم نقد چند — کہ توئی تنہا رو و محبوب پند
کہا پھر میں تجھ سے نقد کتنا پوچھوں — کہ تو اکیلا ہے اور پسند کیا ہوا ہے

کیمیائے مسں عام با تواست — عقل و دانش را گہر تو بر تواست
ہر ایک سے تانبے کو سونا کرنے کا نسخہ تیرے پاس ہے — عقل اور سمجھ کے موتی تو ہی پہنتا ہے

گنجہا بنہادہ باشی بر مکاں — نیست عاقل تر ز تو کس در جہاں
مکان پر تو نے خزانے دفن کر رکھے ہوں گے — تجھ سے زیادہ عقلمند دنیا میں کوئی نہیں ہے

---

[1] گفت۔ اس عقلمند نے کہا، بجائے اس کے کہ دوسرے بورے میں ریت بھر کر توازن قائم کیا جائے یہ کہا کہ اس بورے کا آدھا گیہوں دوسرے بورے میں بھر لے توازن ہو جائیگا اور بوجھ بھی ہلکا ہو جائیگا۔ شاباش۔ بدو کی عقل میں یہ ترکیب نہ آئی تھی بہت خوش ہوا اور اس کی تعریف کرنے لگا۔ تو چنیں۔ پھر بدو نے کہا اس عقل و ذہانت کے باوجود تو ننگا اور پیادہ کیوں ہے۔ لغوب۔ دلدل۔

[2] رمش۔ بدو کو اس دانا پر ترس آیا۔ شمہ۔ یعنی بدو نے اس سے کہا اپنے کچھ احوال بتا۔ کفایت۔ یعنی بڑے کاموں کو تنہا انجام دینے کی صلاحیت۔ وزیری۔ یعنی تو وزیر ہے یا بادشاہ ہے اس عقل کیساتھ یہی قرینہ ہے۔ مکاؤ۔ کھود کر پیدا نہ کر۔ زخت۔ یعنی اگر بادشاہ اور وزیر نہیں ہے تو تاجر ہوگا۔

[3] زخوت۔ زخت کی نفی، یعنی تیرے پاس نہ تو سامان ہے نہ کھانا ہے۔ نے قماش۔ نہ اسباب۔ متاع۔ نہ برتن۔ مطبخ۔ نہ ہنڈیا۔

گفت واللہ نیست یا وجہ العرب ۱ در ہمہ ملکم وجوہ قوت شب

اس سے کہا خدا کی قسم اے عرب سے سردار نہیں ہے میری ساری ملیت میں رات کا گزارا

پا برہنہ تن برہنہ می روم ہر کہ نانے می دہد آنجا روم

ننگے پیر ، ننگے بدن مارا مارا پھرتا ہوں جو روٹی دے دیتا ہے وہاں چلا جاتا ہوں

مر مرا زیں حکمت و فضل و ہنر نیست حاصل جز خیال و دردِ سر

مجھے اس دانائی اور فضیلت اور ہنر سے سوائے خیال اور دردِ سر کے کچھ حاصل نہیں ہے

پس عرب گفتش کہ شو دور از برم تا نہ بار دشوی تو بر سرم

تو عرب نے اس سے کہا میرے پاس سے دور ہو تاکہ تیری وجہ سے میرے سر پر بوجھ نہ پڑے

دور بر آں حکمت شومت زمن ناطق تو شمہ ست بر اہل زمن

اپنی اس دانائی کو مجھ سے دور لے جا تیری دانائی تو اہل زمانہ کی بدبختی کا سبب ہے

یا تو آں ۲ سو رو من ایں سو می روم ور ترا رہ پیش من اینک شوم

یا تو اس طرف جا اور میں اس طرف جاتا ہوں اگر تیرا راستہ میرے سامنے ہے تو میں پیچھے ہٹ جاتا ہوں

یک جو ام گندم و دیگر زریگ بہ بود زیں خیالہائے مردہ ریگ

میرا ایک جَو کا بورا اور دوسرا ریت کا ان فضول خیالوں سے بہت اچھا ہے

کیں جوال گندم دریغم یقیں بہ بود زاں حکمت تو اے مہیں

یقیناً میرے لئے جَو کا بورا تیری اس دانائی سے بہتر ہے جو کہ

احمقی ام بس مبارک احمقی ست کہ دلم با برگ و جانم متقی ست

میں ایسا احمق ہوں جو بہت مبارک احمق ہے کیونکہ میرا دل روٹی سے اور جان تقویٰ سے

گر تو خواہی ۳ ایں شقاوت مر شود جہد کن تا از تو حکمت کم شود

اگر تو چاہتا ہے کہ یہ بدبختی مر جائے تو کوشش کر کہ تیری دانائی کم ہو جائے

حکمتے کز طبع زاید و ز خیال حکمتے بے فیض نور ذوالجلال

وہ دانائی جو خیال اور طبیعت سے پیدا ہو وہ دانائی جو اللہ کے نور سے فیض ہو

حکمت دنیا فزاید ظن و شک حکمت دینی برد فوق فلک

دنیا کی سمجھ ظن اور شک بڑھاتی ہے دین کی سمجھ آسمان پر لے جاتی ہے

رو بہان زیرک آخر زماں بر فزود و خویش بر پیشینیاں

آخری زمانہ کی چالاک لومڑیوں سے بڑھ گیا ہے

۱ وجہ العرب ۔ عرب کے سردار ۔ وجوہ ۔ گزارے کا سامان ۔ پا برہنہ ننگے پیر اور ننگے بدن مارا مارا پھرتا ہوا ۔ ہر کہ نانے می دہد ہر طرف روٹی کی امید ہوتی ہے اور چلا جاتا ہوں ۔ بر ۔ پہلو ۔ شوی ۔ اگر تو ایسے کے ہوتے ہوئے اپنا افلاس میرے سامنے لے جائے تو دور ہٹ جا ۔

۲ یا تو آں سو ۔ جدھر تو جائیگا میں ادھر نہ جاؤں گا ۔ غرضیکہ تیرا راستہ میرے راستے سے جدا ہے ۔ یعنی تیری دانائی تیری اس نفسانی سے ۔ مردہ ریگ ۔ دنیاوی ۔ متقی ۔ یعنی صاحب تقویٰ

۳ تو خواہی تیری یہ عقل و دانائی ہی بدبختی کا سبب ہے تو اپنی دانائی کو کم کر لے تاکہ بدبختی کم ہو ۔ حکمتے یعنی وہ دانائی اور دانش جو خدا کے نور سے فیض ہو وہی بدبختی کا سبب بنتی ہے حکمت دنیا یعنی دنیا کی فطانت اور چالاکی ۔ زیرک ۔ عقل کے اندھے ہیں ۔ یعنی وہ خدا سے فیض اپنی نفسانی خواہشوں کی وجہ سے حقد میں کی تعمیل کرتے ہیں ۔

رو بہانِ زیرک صاحب کمال — برفزودہ خویش راز اصحاب ۱ حال

صاحب کمال ۔ چالاک ہوشیاروں نے — اصحاب حال نے اپنے آپ کو بڑھا لیا ہے

حیلہ آموزاں جگر ہا سوختہ — حیلہا و مکر با آموختہ

حیلے بازوں نے جگر جلا کر — حیلے اور مکر سیکھے ہیں

صبر و ایثار و سخائے نفس وُجود — باد دادہ کاں بُود اکسیر سُود

صبر اور ایثار اور نفس کی سخاوت اور بخشش — کو برباد دیا جو نفع کی اکسیر ہوتی ہے

فکر آں باشد کہ بکشاید رہے — راہ آں باشد کہ پیش آید شہے

سمجھ تو وہ ہے جس سے راستہ کھلے — راستہ وہ ہے کہ کوئی شاہ سامنے آئے

شاہ ۲ آں باشد کہ ازخود شہ بُود — نے بمخزن نہاد لشکر شہ بُود

شاہ وہ ہوتا ہے جو خود شاہ ہو — نہ خزانوں اور لشکر کی وجہ سے شاہ ہو

تا بماند شاہیِ او سرمدی — ہمچو عزّ و مُلکِ دینِ احمدی

تاکہ اس کی شاہی ابدی رہے — جیسے دین احمدی کی بادشاہی اور عزت

تا قیامت نیست شرعش را زوال — گشتہ دور از مُلکِ اُوعینُ الکمال

قیامت تک ان کی شریعت کو زوال نہیں ہے — نظر بد ان کی سلطنت سے دور ہے

کرامات سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ بر لبِ دریا

دریا کے کنارے پر سلطان ابراہیم ابن ادہم کی کرامات

ہم زابراہیم ادہمؒ آمدست — کوز راہے بر لبِ دریا نشست

ابراہیم (ابن) ادہم کے بارے میں منقول ہے — کہ وہ ایک راستہ پر ایک دریا کے کنارے بیٹھے تھے

دلق خودمی دوخت آں سلطانِ ۳ جاں — یک امیرے آمد انجا ناگہاں

وہ روحانی بادشاہ اپنی گدڑی سی رہے تھے — اچانک اس جگہ ایک سردار آ گیا

آں امیر از بندگانِ شیخ بُود — شیخ را بشناخت سجدہ کرد زُود

وہ امیر شیخ کے غلاموں میں سے تھا — اس نے شیخ کو پہچان لیا بہت جلد سجدہ کیا

شکلِ دیگر گشت خُلق و خلقِ اُو — خیرہ شُد در شیخ و اندر دلقِ اُو

اس کی جسمانی اور اخلاقی حالت بدل گئی — شیخ اور ان کی گدڑی کے بارے میں حیران ہو گیا

کورہا کرد آنچناں مُلکِ شگرف — برگزید ایں فقر و بس باریک حرف

کہ انہوں نے ایسی عجیب سلطنت چھوڑ دی — اس فقیری کو اختیار کر لیا جو بہت باریک حرف ہے

۱ اصحاب حال یہ لوگ حقائق کا مشاہدہ کرتے ہیں محض ظن و تخمین سے کام نہیں لیتے ہیں حیلہ آموزاں۔ محض دنیا کمانے کے حیلے اور تدبیریں بڑھی جگر سوزی سے حاصل کی ہیں صبر و ایثار۔ علوم خداوندی سے اخلاق حسنہ پیدا ہوتے ہیں اور وہ اصل فائدہ ہیں جس کو انہوں نے برباد کر دیا ہے۔ فکر۔ دنیوی معاش کی تدبیر اور فکر بے حقیقت ہے تدبیر اور فکر تو وہ ہے جس سے کسی شیخ کی طرف راہ نمودار ہو جو حقیقی شاہ ہے۔

۲ شاہ۔ دنیوی بادشاہ تو لشکر اور خزانہ کے ذریعہ شاہی کرتے ہیں۔ شیخ وہ شاہ ہے جس کو اپنی شاہی کے لئے ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔ تا بماند شیخ کی شاہی لازوال ہے جیسا کہ دین احمدی کی عزت اور سلطنت لازوال ہے۔ گشتہ۔ اس کو نظر بد نہیں لگ سکتی۔ کرامات۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ کی بادشاہت دنیاوی شاہوں سے بڑھ کر ہے۔ ابراہیم یعنی ادہم نے بیٹھے ایک دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے اپنی پھٹی ہوئی گدڑی سی رہے تھے۔

۳ سلطان جاں۔ یعنی روحانی شاہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ۔ امیر سردار۔ سجدہ کرد۔ تعظیمی سجدہ جس کا بادشاہوں کے درباروں میں رواج تھا۔ جو شرعی اعتبار سے ناجائز ہے۔ خیر شد۔ اس نے اس سے پہلے حضرت ابراہیم کا شاہی ٹھاٹ باٹ دیکھا تھا۔ تو اس حالت کو دیکھکر حیران ہو گیا۔ باریک حرف فقر کی تحریر میں ظاہری شان و شوکت نہیں ہوتی ہے اور اسپر وردشوار ہوتا ہے۔ یہی حال فقرا اور تصوف کا ہے۔

ترک کرد او مُلک ہفت اِقلیم را
انہوں نے ساتوں اقلیم کی سلطنت کو چھوڑ دیا

می زند بر دلق سوزن چوں گدا
فقیروں کی طرح گدڑی پر سوئی چلا رہے ہیں

مُلک ہفت اقلیم ضائع می کُند
ساتوں اقلیم کی سلطنت کو برباد کر رہے ہیں

چوں گدا بر دلق سوزن می زند
فقیروں کی طرح گدڑی پر سوئی چلا رہے ہیں

شیخ واقف گشت از اندیشہ اش
اس کے اس خیال سے شیخ آگاہ ہو گئے

شیخ چوں شیرست و دلہا بیشہ اش
شیخ شیر کی طرح ہے اور دل اس کے جنگل ہیں

چوں رجا وخوف در دلہا رَواں
دلوں میں امید اور ڈر کی طرح رواں ہے

نیست مخفی بروے اَسرارِ نہاں
اس پر چھپے ہوئے راز پوشیدہ نہیں ہیں

دل نگہدارید اے بے حاصلاں
اے مفلسو! دل کی حفاظت رکھو

در حضورِ حضرتِ صاحب دلاں
اہل دل کی مجلس کی حاضری میں

پیش اہل تن ادب بر ظاہرست
اہل ظاہر کے سامنے ظاہری ادب ضروری ہے

کہ خدا زایشاں نہاں راساترست
کیونکہ خدا ان سے رازوں کو پوشیدہ رکھنے والا ہے

پیش اہلِ دل ادب بر باطن ست
اہل دل کے سامنے باطنی ادب ضروری ہے

زانکہ دل شاں بر سرارِ قاطنِ ست
کیونکہ ان کا دل باطنی احوال پر نکلنے والا ہے

تو بعکسے ۲ پیشِ کوراں بہرِ جاہ
تو باعکس اندھوں کے سامنے رتبہ کی خاطر

با حضور آئی نشینی پائگاہ
حضور (دل) کے ساتھ آتا ہے اور نچلی جگہ بیٹھتا ہے

پیش بینایاں کُنی ترکِ ادب
بیناؤں کے سامنے تو ادب کو ترک کر دیتا ہے

نار شہوت را ازاں گشتی حطب
اسی سے تو شہوت کی آگ کا ایندھن بنا ہے

چوں ۳ نداری فطنت و نورِ ہُدی
چونکہ تو سمجھ اور ہدایت کا نور نہیں رکھتا ہے

بہر کوراں روی را میزن جلا
اندھوں کے لئے چہرے کو مانجھتا رہ

پیشِ بینایاں حدث بر روی مال
بیناؤں کے سامنے چہرے پر پلیدی مل لے

ناز کم کُن با چنیں گندیدہ حال
اس گندی حالت پر فخر نہ کر

شیخ سوزن زود در یا فگند
شیخ نے فوراً سوئی دریا میں پھینک دی

خواست سوزن ربآوازِ بلند
(پھر) زور سے سوئی مانگی

۱ ہفت اقلیم۔ حضرت ابراہیمؑ نے بہت بڑی سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی۔ شیخ واقف گشت۔ بزرگان دین لوگوں کے قلبی وساوس کو تاڑ جاتے ہیں وہ بمنزلہ شیر کے ہیں اور لوگوں کے قلوب انکی کچھار ہیں۔ چوں۔ جس طرح امید وبیم قلب میں سرایت کرتے ہیں اسی طرح شیوخ بھی لوگوں کے قلوب میں رواں دواں رہتے ہیں اور چھپے ہوئے وسوسوں کو جان جاتے ہیں۔ دل نگہدارید بزرگوں کے سامنے جا کر دل میں برے وسوسے نہ لانے چاہئیں۔ بے حاصل۔ وہ شخص جس کو روحانی دولت نہیں ملی۔ اہل تن۔ جو اصحاب ظاہر ہیں انکے سامنے تو ظاہر کو مودب رکھنا ضروری ہے اہل باطن کے سامنے باطن کو مودب رکھنا ضروری ہے۔ قاطن۔ قیم ساکن۔

۲ تو بعکسے۔ لیکن عموماً لوگ اس کے برعکس معاملہ کرتے ہیں ظاہری شاہوں کے سامنے اخلاص سے جاتے ہیں اور بزرگوں کی مجلس میں فاسد خیالات لیکر جاتے ہیں۔ کوران۔ یعنی باطن کے اندھے۔ بینایاں۔ وہ شیوخ جنکو باطنی بصیرت حاصل ہے۔ حطب۔ ایندھن۔

۳ چوں نداری اگر تو کور باطن ہے تو کور باطنوں کی مجلس میں منہ کو پروفیشنل بنا کر جا پیش بینایاں۔ اگر تو کور باطن ہے تو بزرگوں کے سامنے منہ پر اور گندگی لگا کر جا۔ ناز کم کن۔ لیکن یہ تیری حالت تیرے لئے باعث فخر نہیں ہے شیخ چونکہ اس امیر نے روحانی شاہی کو کمتر سمجھا تھا لہٰذا اس کی اصلاح کے لئے یہ کرامت دکھائی کہ اپنی سوئی اس دریا میں پھینک دیں جس کے کنارے بیٹھے تھے اور پھر بآواز بلند اس سوئی کا مانگا۔

صد ہزاراں [1] ماہیِ الٰہی — سوزنِ زر بر لبِ ہر ماہیے
لاکھوں خدائی مچھلیاں — ہر مچھلی ہونٹوں میں سونے کی سوئی دبائے ہوئے

سوزنِ زرّیں دراں دندانِ او — کہ بگیر اے شیخ سوزنہائے ہُو
سونے کی سوئی اس کے دانتوں میں — کہ اے شیخ! اللہ کی سوئیاں لے لے

سر بر آور دنداز دریائے حق — کہ بگیر اے شیخ سوزنہائے حق
اللہ (تعالیٰ) کے دریا سے انہوں نے سر ابھارا — کہ اے شیخ! اللہ کی سوئیاں لے لے

گفت الٰہی سوزن خود خواستم — دادہ از فضلت نشان راستم
اس شیخ نے جو عالم غیب سے خدا تھا میں نے اپنی سوئی مانگی ہے — اپنی مہربانی سے مجھے صحیح نشانی عطا کر دے

ماہیے دیگر بر آمد در زماں — سوزنِ اورا گرفتہ در دہاں
فوراً ایک دوسری مچھلی برآمد ہوئی — ان کی سوئی منہ میں لئے ہوئے

رُو بد و کردو بلنقش اے امیر — مُلکِ دل بہ یا چناں مُلکِ حقیر
دل کی بادشاہی اچھی ہے یا وہ حقیر سلطنت

ایں نشانِ ظاہرست ایں ہیچ نیست — باطنے جوی و بظاہر بر مایست
یہ ظاہر کی نشانی ہے اور یہ کچھ نہیں ہے — باطن کی جستجو کر اور ظاہر پر نہ ٹھہر

سوئے [2] شہر از باغ شاخے آورند — باغ و بُستاں راکجا آنجا برند
شہر والے باغ سے ایک شاخ لاتے ہیں — باغ اور بستاں کو وہاں کہاں لے جاتے ہیں

خلصہ باغے کاں فلک یک برگِ اوست — بلکہ آں مغزست وایں عالم چو پوست
خصوصاً وہ باغ کہ یہ آسمان اس کا ایک پتہ ہے — بلکہ وہ گودا ہے اور یہ عالم چھلکے کی طرح ہے

بر نمیداری سوئے آں باغ گام — بُوی افزوں جوی وکن دفع زکام
(اور) تو اس باغ کی طرف قدم نہیں اٹھاتا ہے — تو بڑھی ہوئی خوشبو کی جستجو کر اور زکام کو دفع کر

تا کہ آں [3] بُو جاذبِ جانت شود — تا کہ آں بُو نورِ چشمانت شود
تاکہ وہ خوشبو تیری روح کی کشش کا سبب بنے — تاکہ وہ خوشبو تیری آنکھوں کا نور بن جائے

تا کہ آں بُوسوئے بُستانت کشد — والہما یدہر ترا راہ رشد
تاکہ وہ خوشبو تجھے باغ کی طرف کھینچے — تیرے لئے ہدایت کا راستہ معلوم کرے

چشم نابینات رابینا کند — سینہ ات راسینہ سینا کند
تیری اندھی آنکھوں کو بینا بنا دے — تیرے سینے کو (کوہ) سینا کا سینہ بنا دے

[1] صد ہزاراں ۔ لاکھوں مچھلیاں سونے کی سوئیاں ہونٹوں میں دبائے ہوئے دریا سے نمودار ہوئیں ۔ گفت شیخ ابراہیم ؒ نے فرمایا اے خدا میں تو صرف اپنی سوئی چاہتا ہوں وہ عطا کر اور اپنی مہر کی صحیح نشانی ظاہر فرما دے ۔ ماہیے دیگر ۔ ان مچھلیوں سے علاوہ ایک اور مچھلی نمودار ہوئی جس کے منہ میں شیخ کی سوئی تھی ۔ وادہ الخ تب شیخ ابراہیم ؒ نے اس سردار سے فرمایا ۔ اے دنیوی شاہی کے طالب جو تجھ روحانی شاہی کا طالب بن ظاہری شاہی پر اکتفا نہ کر ۔

[2] سوئے شہر الخ کی مثال ایک شہر کی ہے اور عالم غیب ایک باغ ہے جس کا صرف ایک حصہ اس دنیا میں بھیجا گیا ہے باغ میں سے چند پھولدار شاخیں شہر میں لائی جاتی ہیں جو عالم غیب کا صرف ایک حصہ ہیں ۔ اس دنیا کا آسمان بھی اس باغ کا ایک پتہ ہے بلکہ عالم غیب مغز ہے اور عالم ہود اس کا چھلکا ہے ۔ عالم غیب سے جو نعمتیں ہمیں ملتی ہیں ان کی قدر نہیں ہوتی ہے اس کی خوشبو کا حاصل نہ ہونا ہے اور اس کا مطلوب نہ ہونا ہے جو خواہش نفسانی کی وجہ سے قوت شامہ پر طاری ہو گیا ہے ۔

[3] تا کہ آں بو ۔ جب عالم غیب کی خوشبو نکلے گی تو روح عالم غیب کی طرف کھینچے گی اور وہ خوشبو آنکھوں کیلئے نور بصیرت بنے گی اور عالم غیب کے لئے راہ نمودار ہو جائیگی یہ ذات ۔ سالک کا سینہ وہ سینا بن جائے گا ۔ جس میں تجلیات رب کا نزول ہوگا ۔

گفت ۱ یوسف ابنِ یعقوب نبی — بہر بُو القُوّا علیٰ وجہِ ابی

حضرت یعقوب نبی کے بیٹے (حضرت) یوسف نے فرمایا — خوشبو کے لئے میرے باپ کے چہرے پر ڈالدو

بہر ایں بُو گفت احمد در عظات — دائماً قُرّۃُ عینی فی الصلوٰۃ

اسی خوشبو کیلئے احمدؐ نے وعظوں میں فرمایا — ہمیشہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے

پنج ۲ حس در ہمدگر پیوستہ اند — رستہ ایں ہر پنج از اصل بلند

پانچوں حواس ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں — ایک بلند جڑ سے یہ پانچوں اگے ہیں

قوت یک قوت باقی شود — ما بقی را ہر یکے ساقی بود

ایک کی خوراک بقیہ کے لئے قوت بن جاتی ہے — باقی میں سے ہر ایک کو سیراب کرنے والی ہو جاتی ہے

دیدن دیدہ فزاید عشق را — عشق در دیدہ فزاید صدق را

دیکھنا حس کو بڑھاتا ہے — عشق آنکھوں میں صدق کو بڑھاتا ہے

صدق ۳ بیداری ہر حس می شود — حس ہا را ذوق مونس می شود

صدق سے ہر حس بیداری بن جاتا ہے — حواس کے لئے ذوق دوست بن جاتا ہے

آغاز منور شدن حواس عارف بنور غیب بین

دیکھنے والے نور سے عارف کے حواس کے نور ہونے کا آغاز

چوں یکے حس در روش بکشاد بند — ما بقی حس ہا ہمہ مبدل شوند

جب ایک حس کے رفتار میں بندش کو کھول دیا — باقی حواس سب بدل جاتے ہیں

چوں یکے حس غیر محسوسات دید — گشت غیبے بر ہمہ حس ہا پدید

جب ایک حس نے غیر محسوس کو دیکھا — تو غیب ہر حس پر ظاہر ہو جاتا ہے

چوں زجو جست از گلہ یک گوسفند — پس پیاپے جملہ زانسو بر جہند

جب دیوار میں سے ایک بکری کو کود جائے — تو سب پے در پے اس جانب کود جاتی ہیں

گوسفندان حواست وابراں — در چرا از اخرج المرعیٰ چراں

تو اپنے حواس کو بکریوں کو مانگ — اخرج المرعیٰ کی چراگاہ میں چرا

میں بھی تبدیلی آنے لگتی ہے۔ غیر محسوسات۔ ایک لطیفہ کو عالم غیب کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔ تو بقیہ لطائف بھی عالم غیب کا ادراک شروع کر دیتے ہیں۔ چوں زجو۔ ایک لطیفہ سے دوسرے لطائف کو آزادی حاصل کرنے کی مثال ہے کہ گلہ میں سے ایک بکری اگر نہر میں کود جاتی ہے تو بقیہ بکریاں بھی نہر کود جاتی ہیں گوسفنداں۔ سالک کو چاہیے کہ اپنے لطائف کی بکریوں کو عالم غیب کی چراگاہ میں چرائے اور لطائف کیلئے اس عالم سے اسرار و معارف کی غذا حاصل کرے۔ اخرج المرعیٰ اس خدا نے چراگاہ پیدا فرمائی مولانا نے چراگاہ سے عالم غیب کی چراگاہ کا ولی ہے۔

۱ گفت یوسف۔ جبکہ حضرت یعقوب حضرت یوسف کے فراق میں روتے روتے نابینا ہو گئے تھے تو حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کے ذریعہ اپنی قمیص بھیجی تھی اور کہا تھا کہ اس کو حضرت یعقوب کے چہرے پر ڈالدینا۔ مولانا فرماتے ہیں اس قمیص میں وہی عالم غیب کی خوشبو تھی جس کے اثر سے حضرت یعقوب کی بینائی لوٹ آئی تھی۔ بہر ایں۔ یہی عالم غیب کی خوشبو تھی جو آنحضور کو نماز کی حالت میں محسوس ہوتی تھی جس کی وجہ سے آنحضور نے فرمایا میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہے

۲ پنج حس۔ یعنی لطائف ستہ قلب، روح، نفس، سر، خفی، اخفی، چونکہ بعض صاحبان نے نفس کو روح کے تابع مانا ہے اس لئے ان کو پانچ کہدیا ہے اگر سالک ایک لطیفے کے مصفی بنا لیتا ہے تو دوسرے لطائف بھی تصفیہ قبول کر لیتے ہیں اگر ایک کو غذا حاصل ہوتی ہے تو بقیہ لطائف کے لئے بھی وہ قوت کا سبب بن جاتی ہے مثلاً لطیفہ قلب کو ذکر کی غذا حاصل ہوتی ہے تو یہ دوسرے لطائف کے لئے باعث تقویت ہے۔ دین۔ دیدہ ایک لطیفہ کے تاثر سے دوسرے لطائف کے متاثر ہونے کی مثال ہے۔ آنکھ متاثر ہوتی ہے تو اس سے دل متاثر ہو جاتا ہے۔ اور اس میں کیفیت عشق پیدا ہو جاتی ہے جس سے صدق اور اخلاص پیدا ہو جاتا ہے۔

۳ صدق عشق الٰہی سے اخلاص پیدا ہوا تو اس سے دیگر جملہ اس متاثر ہو جاتے ہیں اس میں وصل محبوب کا ذوق پیدا ہو جاتا ہے۔ چوں یکے حس۔ جب ایک لطیفہ مواقع کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے تو بقیہ لطائف

تا در آنجا سنبل و ریحاں چرند — تا بہ گلزار حقائق [1] رہ برند
تاکہ ہاں وہ سنبل و ریحان چریں — تاکہ حقیقتوں کے چمن کی طرف راستہ پائیں

ہر حسے پیغمبر حسِ ہا شود — تا یکایک سُوئے آں جنت رَوَد
تیری ہر حس (باقی) حواس کے لئے پیغامبر بنجائے — تاکہ فوراً اس جنت کی طرف چلی جائے

حسِ ہابا حسِ تو گویند راز — بے حقیقت بے زبان و بے مجاز
حواس تیری حس سے راز کہہ دیں گے — بغیر زبان اور بغیر حقیقت و مجاز کے

کیں حقیقت قابلِ تاویلہاست — ویں تو ہم مایہ تخیلہاست
کیونکہ یہ حقیقت تاویلوں کے قابل ہے — اور یہ تو ہم خیالات کا سرمایہ ہے

آں حقیقت را کہ باشد از عیاں — ہیچ تا ویلے نگنجد درمیاں
وہ حقیقت جو مشاہدہ سے حاصل ہو — اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے

چونکہ [2] ہر حسّ بندہ حسِ تو شُد — مر فلکہا رانبا شد از تو بُد
جب ہر حس تیرے حس کی غلام ہو گئی — تو آسمانوں کے لئے (بھی) تیرے سوا چارہ نہیں

چونکہ [3] دعویٰ میرود در ملک پوست — مغز آں را کہ بُود قشر آن اوست
جب چھلکے کی ملکیت میں جھگڑا ہے — مغز جس کی ملکیت ہوگا چھلکا اسی کی ملکیت ہوگا

چوں تنازع در فتد و تنگہ کاہ — دانہ آن کیست آں را کن نگاہ
جب بھوسے کے ٹکڑے میں جھگڑا ہو — دانہ کس کا ہے اس کو دیکھ لے

پس فلک قشرست و نورِ روح مغز — ایں پدید ست آں خفی زیں رو ملغز
تو آسمان چھلکا ہے اور روح کا نور مغز ہے — یہ کھلا ہے وہ نورِ روح چھپا ہوا ہے اس سے انحراف نہ کر

جسم ظاہر روح مخفی آمدست — جسم ہمچوں آستیں جاں ہمچو دست
جسم ظاہر ہے روح چھپی ہوئی ہے — جسم آستین کی طرح ہے جان ہاتھ کی طرح ہے

باز عقل از روح مخفی تر بُود — حس بُسوئے روح زو تر رہ بَرد
پھر عقل، روح سے زیادہ پوشیدہ ہے — حس روح کی جانب جلد راہ یاب ہوتی ہے

جنبشے بینی بدانی تو ز عقل — ایں ندانی تو ز عقل آگندہ است
تو حرکت کو دیکھتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ وہ زندہ ہے — تو نہیں جانتا کہ وہ عقلمند ہے

---

[1] حقائق۔ یعنی معرفت خداوندی کے حقائق۔ ہر حست۔ ہر لطیفہ دوسرے لطائف کے لئے معارف جنت کی پیغامبری کا کام دینے لگے۔ حس ہا۔ جب لطائف ستہ مصفی بنجاتے ہیں تو مریدین اور مسترشدین لطائف بغیر لفظی گفتگو کے جس میں حقیقت اور مجاز اور زبان کا استعمال نہیں ہوتا ہے۔ شیخ کے لطائف سے اپنا راز کہہ دیتے ہیں۔ لیس۔ حقیقت لفظی عبارت جسمیں حقیقت اور مجاز کا استعمال ہوتا ہے ایسی تو تاویل کی گنجائش ہوتی ہے لیکن لطائف کی ذہنی گفتگو میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی کیونکہ یہاں نفس الامر مشاہدہ ہوتا ہے۔

[2] چونکہ ہر حس۔ جبکہ دوسروں کے حواس شیخ کے حواس کے تابع ہو گئے تو آسمان و زمین تک شیخ کے تابع ہو جائیں گے۔

[3] چونکہ دعویٰ۔ اگر چھلکے میں دو شخصوں کا نزاع ہو تو چھلکا اسی کی ملکیت قرار دیا جائے گا۔ مغز جس کی ملکیت میں ہے۔ آسمان کائنات کا چھلکا ہے تو جب کائنات نے قلوب کسی کے تابع ہوں تو لامحالہ آسمان بھی اس کے تابع ہوگا۔ چوں تنازع یہ دوسری مثال ہے اگر بھوسے پر جھگڑا ہو تو بھوسا اسی کا قرار دیا جائیگا جو اس کے اندر کے دانوں کا مالک ہوگا۔ پس ملک۔ چھلکا گودے پر ہوتا ہے اور اس لطیف ہوئے ہوتا ہے اور ظاہر ہوتا ہے مغز اس میں چھپا ہوا ہوتا ہے دوسرا مصرع پہلے مصرع کی دلیل ہے۔ جسم ظاہر۔ اب چند چیزوں کے ظہور اور خفا کی مثالیں دیتے ہیں اور خفی کے مراتب کا ذکر فرماتے ہیں جسم اور روح کی وہی نسبت ہے جیسے آستین اور ہاتھ کی باز عقل۔ عقل اور روح کے مخفی ہونے میں فرق ہے

عقل روح کے اعتبار سے زیادہ خفی ہے اسی لئے حس دوسرے کی روح کے مخفی ہونے میں فرق سے عقل روح کے اعتبار سے زیادہ مخفی ہے اسی لئے حس دوسرے کی روح جامہ کو پہچان جاتی ہے اور عقل کو زیر میں پہچانتی جنبش۔ کسی جسم میں حرکت دیکھتے ہو تو فوراً سمجھ جاتے ہو اس میں روح ہے لیکن محض حرکت سے عقل کا پتہ نہیں لگا سکتے ہو۔

تا کہ ۱ جنبشہائے موزوں سر کند — جنبش مس را بدانش زر کند
جب تک کہ وہ موزوں اور مناسب حرکتیں کرے — تانبے کو حرکت سے عقل کے ذریعہ سونا بنا دیتا ہے

زاں مناسب آمدن افعالِ دست — فہم آید مر ترا کہ عقل ہست
ہاتھ کے مناسب کاموں کی وجہ سے — تو سمجھتا ہے کہ عقل ہے

روحِ وحی از عقل پنہاں تر بود — زانکہ او غیب ست و اوزاں سر بود
وحی کی استعداد عقل سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے — اسلئے کہ وہ عالم غیب سے ہے وہاں سے ہی ظہور میں آتی ہے

عقلِ احمد از کسے پنہاں نشد — روحِ وحیش مدرک ہر جاں نشد
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عقل کسی سے پوشیدہ نہ ہوئی — ان کی وحی کی استعداد ہر انسان کو محسوس نہ ہوئی

روح ۲ وحی را مناسبہاست نیز — در نیابد عقل کاں آمد عزیز
وحی کی استعداد کے بھی آثار ہیں — عقل ان کو نہیں سمجھتی ہے چونکہ وہ نادر ہیں

گہ جنوں بیند گہے حیراں شود — زانکہ موقوف ست تا او آں شود
(عقل) کبھی ان آثار کو جنون سمجھتی ہے کبھی حیران ہوتی ہے — کیونکہ یہ اس بات پر موقوف ہے کہ عقل وحی کی استعداد بن جائے

چوں مناسبہائے افعالِ خضر — عقلِ موسیٰ بود در دیدش کدر
جیسا کہ (حضرت) خضر کے افعال کی مناسبتیں — (حضرت) موسیٰ کی عقل ان کو دیکھ کر مکدر تھی

نامناسب می نمود افعالِ او — پیشِ موسیٰ چوں نبودش حالِ او
ان (حضرت خضر) کے افعال نامناسب نظر آئے — (حضرت) موسیٰ کیلئے چونکہ موسیٰ کی حالت ان خضر کی طرح نہ تھی

عقلِ ۳ موسیٰ چوں بود در غیب بند — عقلِ موشی خود کیست اے ارجمند
حضرت موسیٰ کی عقل جب اسرار میں عاجز ہو — چوہے جیسی عقل اے بزرگ! خود کیا ہے؟

علمِ تقلیدی بود بہرِ فروخت — چوں بیابد مشتری خوش بر فروخت
تقلیدی علم فروخت کرنے کے لئے ہوتا ہے — جب کوئی خریدار پاتا ہے چمک اٹھتا ہے

مشتریِ علمِ تحقیقی حق ست — دائماً بازار او بارونق ست
تحقیقی علم کا خریدار خدا ہے — اس کا بازار ہمیشہ با رونق ہے

لب بہ بستہ ہست در بیع و شریٰ — مشتری بیحد کہ اللہ اشتریٰ
منہ بند کئے ہوئے خرید و فروخت میں لگا ہے — خریدار لامحدود ذات ہے کیونکہ اللہ نے خریدا ہے

درس آدم را فرشتہ مشتری — محرم درسش نہ دیو و نے پری
حضرت آدم کے درس کا فرشتہ خریدار ہے — اسکے درس کا راز داں نہ شیطان ہے نہ پری ہے

۱ تاکہ اگر اس کے حرکات اور سکنات موزوں ہیں تب تمہیں یقین ہوگا کہ وہ صاحب عقل ہے روح وحی وحی کی قبولیت کی استعداد عقل سے بھی زیادہ مخفی ہے ہر انسان نے آنحضور کی عقل کو جان لیا اور ان کو عقلمند کہا لیکن بہت سے انسان آپ کی قبول وحی کے استعداد کو نہ پہچان سکے۔

۲ روح وحی۔ وحی کی استعداد کے بھی کچھ آثار اور کچھ علامتیں ہیں لیکن چونکہ وہ نادر ہوتی ہے اسلئے ان کو عقل نہیں پہچانتی ہے کہ جنوں ان آثار کو عقل جنون کا اثر سمجھتی ہے کبھی حیران ہو جاتی ہے اور یہ اس لئے کہ عقل کا اس استعداد کو سمجھنا اس بات پر موقوف ہے کہ دونوں میں پوری مناسبت پیدا ہو جائے۔ چوں مناسبہائے حضرت موسیٰ نے حضرت خضر کے کاموں کو غیر موزوں قرار دیا اور اعتراض کیا۔

۳ عقل موسیٰ۔ اسرار غیبی کو سمجھنے میں جب حضرت موسیٰ جیسے عظیم پیغمبر کی عقل ناکارہ ثابت ہوئی تو چوہے جیسی عقل والے کب ان کا ادراک کر سکتے ہیں۔ علم تقلیدی سنا۔ سنایا۔ علم۔ علم تحقیقی۔ جو مشاہدہ اور ذاتی تجربہ سے حاصل ہو۔ لب بہ بند تحقیقی علم والا خاموشی کے ساتھ اللہ کے ساتھ خرید و فروخت میں لگا رہتا ہے۔ اللہ اشتری قرآن پاک میں ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ خدا نے مومنین سے ان کے جانی اور مال جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔ درس آدم ہر علم کا خریدار اس کے مناسب ہوتا ہے۔ حضرت آدم کے علوم خریدار فرشتے تھے دیو پری نہ تھے۔

آدم[1] انبئهم باسماء درس گو — شرح کن اسرار حق را مو بمو
(اے) آدم ان کو اسماء کی تعلیم کرو کا درس دو — ایک ایک کر کے اللہ تعالیٰ کے اسرار کی شرح کر دو

آنچناں کس را کہ کوتہ بین بود — در تلون غرق و بے تمکین بود
وہ شخص جو کوتاہ نظر ہو — تلون میں غرق اور بے ثبات ہو

موش گفتم زانکہ در خاکست جاش — خاک باشد موش را جائے معاش
میں نے اس کو چوہا اسلئے کہا کہ اس کا مقام مٹی میں ہے — چوہے کے رہنے کی جگہ مٹی ہوتی ہے

راہہا داند ولے در زیر خاک — ہر طرف او خاک را کردست چاک
راستے جانتا ہے لیکن مٹی کے نیچے سے — (اسلئے) ہر طرف مٹی میں سوراخ کر رکھے ہیں

نفس[2] موشے نیست الا لقمہ رند — قدر حاجت موش را عقلے دہند
چوہے کا نفس صرف لقمہ اڑانے والا ہے — ضرورت کے بقدر چوہے کو عقل دیدیتے ہیں

زانکہ بے حاجت خداوند عزیز — می نہ بخشد ہیچکس را ہیچ چیز
اس لئے کہ بلا ضرورت اللہ تعالیٰ — کسی کو کوئی چیز نہیں بخشتے ہیں

گر نبودے حاجت عالم زمیں — نا فریدے ہیچ رب العالمیں
اگر دنیا کو زمین کی ضرورت نہ ہوتی — اللہ تعالیٰ کبھی پیدا نہ فرماتا

دیں زمین مضطرف محتاج کوہ — گر نبودے نا فریدے با شکوہ
اور یہ ملنے والی زمین پہاڑ کی محتاج — اگر نہ ہوتی تو اس پر شکوہ (پہاڑ) کو پیدا نہ فرماتا

ور[3] نبودے حاجت افلاک ہم — ہفت گردوں نا فریدے از عدم
اگر آسمانوں کی بھی ضرورت نہ ہوتی — تو عدم سے سات آسمانوں کو پیدا نہ فرماتا

آفتاب و ماہ وایں استارگاں — جز بحاجت کے پدید آمد عیاں
سورج اور چاند اور یہ ستارے — ضرورت کے بغیر سب نمودار ہوئے؟

پس کمند ہستہا حاجت بود — قدر حاجت مرد را آلت بود
تو موجودات کی کمند ضرورت ہے — بقدر ضرورت انسان کے لئے سامان ہوتا ہے

پس چو حاجت شد کمند ہستہا — قدر حاجت میرسد از حق عطا
تو جب ضرورت موجودات کی کمند ہے — اللہ تعالیٰ کی جانب سے بقدر ضرورت عطا پہنچتی ہے

پس بیفزا حاجت اے محتاج زود — تا بجوشد از کرم دریائے جود
اے محتاج! حاجت کو جلد بڑھا — تاکہ کرم سے عطا کا سمندر جوش مارے

[1] آدم۔ قرآن پاک میں ہے یا ادم انبئهم باسمائهم یعنی اے آدم ان فرشتوں کو اسماء کی تعلیم دو پہنچنا۔ کس پہلے اشعار میں عقلی علوم والوں کی عقل کو چوہے کی عقل والا کہا اب اس کی وجہ بیان کرتے ہیں تلون۔ رنگ بدلنا۔ بے تمکین۔ نا پائدار۔ جاش۔ یعنی ان لوگوں کا تعلق علم سفلی سے ہے۔ راہہا۔ چوہے کے علم کا تعلق زمین سے ہے۔

[2] نفس موشے۔ چوہے کو صرف خوراک کی ضرورت ہے لہٰذا اس کو اتنی عقل عطا ہوتی ہے زانکہ۔ بلا ضرورت کسی کو کوئی عطیہ نہیں ملتا۔ زمین۔ دنیا کو اگر زمین کی ضرورت نہ ہوتی زمین وجود میں نہ آتی۔ کوہ۔ اگر زمین کے ٹھہراؤ کیلئے پہاڑوں کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ پیدا نہ ہوتے۔

[3] ور نبودے۔ اگر دنیا کو آسمانوں کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ پیدا نہ کئے جاتے۔ آفتاب۔ سورج، چاند ستارے سب ضرورت کے ماتحت پیدا فرمائے گئے ہیں۔ پس یعنی اشیاء کا وجود ضرورت کی وجہ سے ہے جس قدر ضرورت ہوتی ہے اسی قدر ذرائع پیدا کئے جاتے ہیں۔ پس بیفزا۔ اپنی احتیاج اور ضرورت کو بڑھا تاکہ دریائے کرم جوش میں آئے۔

ایں[1] گدایاں بر رہ و ہر مُبتلا — حاجت خود می نماید خلق را
تہ فقیر اور مصیبت زدہ ، ہر راہ — اپنی حاجت لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں

کوری و شلّی و بیماری وَدرد — تا ازیں حاجت بجُنبد رحم مَرد
اندھا پن اور لنجا پن اور بیماری اور تکلیف — تاکہ ان ضرورتوں کیوجہ سے انسانوں کا رحم حرکت میں آجائے

ہیچ گویدناں دہیدے اے مردماں — کہ مرا مال ست وانبار ست وخواں
کوئی کہتا ہے ؟ اے لوگو ! روٹی دے دو — کہ میرے پاس مال ہے سامان ہے اور خوان نعمت ہے

چشم نہادہ ست حق در کور مُوش — زانکہ بے چشمے رَبودن ہست خوش
چھچھوندر کو اللہ (تعالیٰ) نے آنکھیں نہیں دیں — اس لئے بغیر آنکھوں کے اس کا اچک لینا بھلا ہے

می تواند زیست بے چشم و بصر — فارغ ست از چشم اُو در خاکِ تر
وہ بغیر آنکھ اور بینائی کے جی سکتی ہے — وہ تر زمین میں آنکھوں سے بے نیاز ہے

جُز بدزدی[2] اُو بُروں ناید زخاک — تا کُند خالق ازاں دُزدیش پاک
وہ چوری کرنے کے علاوہ زمین سے نہیں نکلتی ہے — تاکہ اللہ تعالیٰ اس چور پن سے اسے پاک کردے

بعد ازاں پر یابد و مُرغے شود — چوں ملائک جانب گردوں رَود
اسکے بعد وہ پر حاصل کرلے اور پرندہ بنجائے — فرشتوں کی طرح آسمان کی جانب جائے

ہر زماں در گلشنِ شُکرِ خدا — اُو بر آرد ہمچو بُلبُل صد نوا
ہر وقت اللہ تعالیٰ کے شکر کے گلشن میں — وہ بلبل کی طرح سینکڑوں نغمے گائے

کاے رہانندہ مرا از وصف زشت — اے کُنندہ دوزخے[3] را تو بہشت
کہ اے مجھے برائی سے چھڑا دینے والے ! — اے دوزخ کو بہشت بنا دینے والے !

می نہی در پیہ نو روشنی — استخواں رامی دہی سمع اے غنی
تو چربی میں نور اور روشنی پیدا کردیتا ہے — اے یا ! تو ہڈیوں کو سننے کی طاقت عنایت فرماتا ہے

چہ تعلق آں معانی رابہ جسم — چہ تعلق فہم اشیارا باسم
ان صفات کا جسم سے کیا تعلق ! — ناموں سے اشیاء کو سمجھ جانے کا کیا علاقہ ؟

لفظ چوں دُکرست معنیٰ طائرست — جسم جُوی روح آب سائرست
لفظ گھونسلے کی طرح ہیں معنی پرند ہیں — جسم جُہر ہے اور روح رواں پانی ہے

در روانی روئے آب و جُوئے فکر — نیست بے خاشاک خوب و زشت ذکر
فکر کی نہر کے پانی کی سطح روانی میں — کوڑے اور اچھے برے خیال کے بغیر ہی نہیں رہتی

[1] ایں گدایاں۔ دنیا کا یہی دستور ہے کہ فقیر جب تک اپنی مجبوری اور ضرورت کا اظہار نہیں کرتا ہے اس کو کوئی کچھ نہیں دیتا ہے۔ پیچ گوید۔ فقیر بھی یہ نہیں کہے گا کہ میں بہت مالدار ہوں لہٰذا مجھے روٹی کھلا دو۔ کور موش۔ چھچھوندر کو آنکھ کی ضرورت نہ تھی لہٰذا اس کو آنکھ عطا نہ ہوئی۔

[2] جز بدزدی۔ عالم ناسوت میں پھنسے ہوئے اگر ضرورت محسوس کریں تو خدا ان کو نور بصیرت عطا کردے۔ بعد ازاں۔ جب انکو نور بصیرت حاصل ہوجائے تو ان کی حالت لاہوت کی طرف پرواز ہونے لگے۔ ہر زماں۔ پھر ان پر اسرار خداوندی کھلیں اور وہ بلبل کی طرح نغمہ سرائی کرنے لگیں۔ کاے۔ یہ ان کے نغمے ہوں گے۔

[3] دوزخے۔ یعنی برے اعمال۔ بہشت۔ یعنی نیک اعمال۔ استخواں کان کی ہڈی میں سننے کی قوت پیدا فرمادی۔ معانی۔ یعنی صفات بصر و سمع وغیرہ باسم۔ جب کوئی نام پکارتے ہیں فوراً اس سے کچھ سمجھ میں آجاتا ہے۔ لفظ اسم اور معنی میں باہمی تعلق اگر سمجھ میں آتا ہے تو صرف اس قدر جیسا کہ پرند کا تعلق گھونسلے سے۔ جسم اور روح کی نسبت اگر مفہوم ہوتی ہے تو صرف اسقدر جیسا کہ پانی اور نہر کی نسبت ہے لیکن اس تعلق اور نسبت کی حقیقت غیر معلوم ہے۔ در روانی یعنی روح کی قوت فکریہ میں ہمیشہ اچھے برے خیالات آتے رہتے ہیں

اُو روانست[1] و تو گوئی واقف ست — اُو دوانست تو گوئی عاکف ست
وہ جاری ہے تو کہتا ہے ٹھہری ہوئی ہے — وہ دوڑ رہی ہے اور تو کہتا ہے وہ کھڑی ہے

گر نہ بینی سیر آب از جا بجا — چیست بروے نو بنو خاشاکہا
اگر پانی کی روانی ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں ہے — تو کوڑا کرکٹ اس پر نیا نیا کیوں ہے؟

ہست خاشاک نو صورتہائے فکر — نو بنو در میرسد اشکال بکر
فکر کی صورتیں نیا نیا کوڑا کرکٹ ہیں — نئی شکلیں اور تازہ بتازہ پیدا ہوتی ہیں

روئے آب جوئے فکر اندر روش — نیست بے خاشاک محبوب و وحش
فکر کی نہر کے پانی کی سطح رفتار میں — اچھے اور برے (حس) خاشاک کے بغیر نہیں ہے

قشرہا[2] بر روئے ایں آب رواں — از ثمار باغ غیبی شُدد واں
اس رواں پانی کی سطح پر چھلکے — عالم غیب کے باغ کے پھلوں سے چل رہے ہیں

قشرہا را مغز اندر باغ جو — زانکہ آب از باغ می آید بجو
چھلکوں کا کوا باغ میں تلاش کر — اس لئے کہ پانی نہر میں باغ سے آرہا ہے

گر نہ بینی رفتن آب حیات — بنگر اندر سیر ایں جوی و نبات
اگر تو زندگی کے پانی کا جاری ہونا نہیں دیکھتا ہے — اس نہر اور خس و خاشاک کی روانی پر غور کر لے

آب جو انبہ تر آید در گذر — زو کند قشر صور زو تر گذر
نہر کا پانی جب کشت سے گذرے — اس میں صورتوں کے چھلکے تیزی سے گذر جاتے ہیں

چوں بغایت تیز شد ایں جو رواں — غم نہ پاید در ضمیر عارفاں
جب یہ نہر بہت تیزی سے چلتی ہے — تو عارفوں کے دل میں غم نہیں ٹھہرتا ہے

چوں[3] بغایت ممتلی بود و شتاب — بس نگنجد اندر و الا کہ آب
جب (وہ نہر) انتہائی بھری ہوئی اور تیز ہو — تو اس میں پانی کے علاوہ کچھ نہیں ٹھہرتا ہے

طعنہ زدن بیگانہ بر شیخے و جواب گفتن مرید شیخ آں بیگانہ را
ایک اجنبی کا ایک شیخ پر طعنہ زنی کرنا اور شیخ کے ایک مرید کا اس کو جواب دینا

ابلہے یک شیخ را تہمت نہاد — کو بدست و نیست بر راہ رشاد
ایک بیوقوف نے ایک شیخ پر تہمت رکھی — کہ وہ برا ہے اور راہ ہدایت پر نہیں ہے

شارب خمر ست و سالوس و خبیث — مر مریداں را کجا باشد مغیث
شرابی ہے اور مکار ہے اور خبیث ہے — تو مریدوں کا کیا دستگیر ہوگا؟

[1] اُو روانست۔ روح کو پانی سے تشبیہ دی تھی۔ تو جس طرح سطح آب ٹھہری ہوئی نظر آتی ہے حالانکہ وہ رواں ہے اسی طرح سے روح ملاء اعلیٰ کی طرف سے رواں ہے لیکن اس کا احساس نہیں ہے گر نہ بینی۔ سطح آب روانی نئے نئے خس و خاشاک کے گذرنے سے معلوم کی جاتی ہے۔ اسی طرح روح کی قوت فکریہ میں مختلف خیالات کے آنے سے اس کی روانی معلوم کی جا سکتی ہے۔ روی۔ آب روح کی قوت فکریہ کی سطح پر بھی اچھے برے خیالات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

[2] قشرہا۔ روح کی قوت فکریہ کی سطح پر جو چھلکے ہیں وہ غیبی پھلوں کے چھلکے ہیں۔ ان چھلکوں کا مغز غیبستان میں تلاش کر وہاں سے ہی یہ پانی چلا ہے وہاں معارف غیبیہ کے مغز تجھے حاصل ہونگے۔ بنگر۔ لامحالہ اس کا کوئی منبع ہے۔ چوں بغایت۔ عام عارفوں کی روح کی روانی تیز ہے اسی لئے اس پر غم و غصہ کے خس و خاشاک زیادہ دیر نہیں ٹھہرتے ہیں۔

[3] چوں بغایت۔ خاص عارفوں کی روح غم و غصہ کو قبول ہی نہیں کرتی ہے طعنہ زدن۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ عارفین کاملین کی روح کسی معصیت کو قبول ہی نہیں کرتی ہے۔ ابلہے۔ معترض اس لئے بیوقوف تھا کہ وہ شیخ کے مقام فنا کو نہیں سمجھ سکا تھا۔ شارب۔ پینے والا۔ مغیث فرمائی درس دستگیر۔

آں یکے گفتش ادب را ہوش دار
ایک شخص نے اس سے کہا ادب کو ملحوظ رکھ

خورد انہ بود ایں چنیں ظن برکبار
بزرگوں پر ایسا گمان چھوٹا نہیں ہے

دُور ازوے دُور از اوصاف اُو
اس سے اور اس کے اوصاف سے بعید ہے

کہ زسیلے تیرہ گرد و صافِ اُو
کہ اس کا صاف پانی بہاؤ (کے پانی) سے مکدر ہو جائے

ایں چنیں بُہتاں منہ بر اہلِ حق
اہل حق پر اس طرح کا جھوٹ نہ بول

کایں خیالِ تُست برگرداں ورق
یہ تیرا (نفس) خیال ہے ورق پلٹ دے

ایں نباشد و ربود اے مُرغ خاک
اے خشکی کے پرند! ایسا نہ ہوگا اور اگر ہو

بحر قلزم راز مُردارے چہ باک
بحر قلزم کو ایک مردار سے کیا خطرہ؟

نیست دون القُلتین و حوض خورد
وہ قلتین سے کم، اور چھوٹی حوض نہیں ہے

کش تو اند قطرہ آب از کار بُرد
کہ اس کو (کتنے) پانی کا ایک قطرہ بیکار کر دے

ز آتش ۲ ابراہیم را نبود زیاں
(حضرت) ابراہیم کو آگ سے کوئی نقصان نہیں ہے

ہر کہ نمرود یست گومی تراس ازاں
جو نمرودی ہے کہہ دے وہ اس سے ڈرے

نفس نمرود ست عقل و جاں خلیل
نفس نمرود ہے اور عقل اور جان خلیل ہے

روح در عین ست و نفس اندر دلیل
روح (مشاہدہ) ذات میں ہے اور نفس دلیل میں ہے

ایں ۳ دلیل راہ رہرو را بود
مسافر کو رہبر کی ضرورت ہوتی ہے

کو بہر دم در بیاباں گم شود
یعنی وہ ہر وقت جنگل میں گم ہو سکتا ہے

واصلاں را نیست جز چشم و چراغ
اللہ تک پہنچ جانے والوں کیلئے صرف آنکھ اور چراغ کی ضرورت ہے

از دلیلِ راہ شاں باشد فراغ
راہنما سے ان کو بے نیازی ہوتی ہے

گر دلیلے گفت آں مرد وصال
اگر وہ واصل شخص کوئی دلیل بیان کرتا ہے

گفت بہر فہم اصحابِ جدال
تو بحث کرنیوالوں کی عقل کیلئے بیان کرتا ہے

بہر طفلے نو پدرتی تی کند
نو (عمر) بچے کے لئے باپ ہے

گرچہ عقلش ہندسہ گیتی کُند
اگرچہ اس کی عقل جہان کی پیمائش کر ڈالے

---

۱ خورد نہ بود۔ بزرگوں پر تہمت دھرنا چھوٹی بات نہیں ہے۔ کہ زسیلے۔ عموماً بہاؤ کا پانی گدلا ہوتا ہے ایں نباشد۔ تو نے جو برائیاں بیان کی ہیں وہ ان میں نہ ہونگی۔ اور اگر ہوں تو انکے لئے معصیت نہ سمجھی جائیگی کیونکہ فنائیت کے غلبہ کی وجہ سے اس معصیت کو شرعی اعتبار سے ان کے لئے معصیت نہ سمجھا جائیگا جیسا کہ بڑے دریا میں اگر مردار گر جائے تو شرعی اعتبار سے اس دریا کو گندہ نہ قرار دیا جائیگا۔ القلتین۔ یعنی دو مٹکے پانی جو بارہ سو رطل ہوتا ہے اگر اس مقدار میں پانی ہو تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر میں تھوڑی سی نجاست گرنے سے وہ ناپاک نہ ہوگا۔ اگر اس مقدار سے کم ہے تو نجس ہو جائے گا۔

۲ آتش۔ مختلف مقامات پر اشیاء کے اوصاف و آثار بدل جاتے ہیں قطرہ نجاست تھوڑے پانی کو نجس بنا سکتا زیادہ کو نہ بنا سکا۔ آگ نے نمرود کو نقصان پہنچایا حضرت ابراہیم کو نقصان نہ پہنچا سکی۔ نفس۔ نفس کی خواہش سے وہی فعل بمنزلہ آگ کے ہے اور تقاضائے روح وہ گلزار ہے۔ روح در عین روح اور نفس کے اعتبار سے اوصاف میں فرق ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ روح مشاہدہ حق میں لگی ہے جس کو دلیل کی حاجت نہیں نفس اس سے محروم ہے اور طالب دلیل ہے

۳ ایں دلیل۔ راہنما اور دلیل راہرو کے لئے ضروری ہے۔ جو مقصود تک پہنچ گئے وہاں چیزوں سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔ نہ دلیل۔ عارفین جو واصل ہوتے ہیں۔ وہ بھی کبھی استدلال سے کام لیتے ہیں۔ تو وہاں

لے اپنے لئے نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کی تفہیم کیلئے اپنے مرتبہ سے نیچے استدلال سے کام لیتے ہیں۔ بہر طفل۔ باپ کی زبان صاف ہوتی ہے لیکن بچے کی خاطر تتلا کر بات کرنے لگتا ہے بڑے سے بڑا عالم بچہ کو پڑھاتے وقت الف خالی با نیچے ایک نقطہ کہتا ہے تو وہ مبتدی کی خاطر کہتا ہے ورنہ اس کا مقام اس سے بہت بلند ہے۔

کم نہ گردد فضلِ اُستاد از عُلو — گر الفِ چیزے ندارد گوید اُو
استاد کی بزرگی بلندی سے کم نہیں ہو جاتی — اگرچہ کہ کہے الف خالی ہے

از پے[1] تعلیم آں بستہ دہن — گوید اُو حطّی و ہوّز کلمن
منہ نہ کھولنے والے بچہ کی تعلیم کے لئے — وہ حطی اور ہوز (اور) کلمن کہتا ہے

در زبانِ اُو بباید آمدن — از زبانِ خود بُروں باید شدن
اس کی زبان میں آنا چاہیے — اپنی زبان سے نکل جانا چاہیے

تا بیاموزد زتو اُو علم و فن — جملگی از خود بباید گم شدن
تاکہ وہ تجھ سے علم اور فن سیکھ لے — اپنے آپ سے گم ہو جانا چاہیے

پس ہمہ خلقاں چو طفلان ویند — لازم است ایں پیر را در وقتِ پند
لہٰذا تمام مخلوق اس کے بچے جیسے ہیں — نصیحت کے وقت یہ بات پیر کیلئے ضروری ہے

آں[2] مُرید شیخ بد گوینده را — آں بکفر و گمرہی آگندہ را
شیخ کے مرید کے برا کہنے والے کو — اس کفر اور گمراہی سے بھرے ہوئے کو

گفت تو خود را مزن بر تیغ تیز — ہیں مکن با شاہ با سلطاں ستیز
کہا تو اپنے آپ کو تیز تلوار سے نہ بھڑا — خبردار! شاہ اور سلطان سے جھگڑا نہ کر

حوض با دریا اگر پہلو زند — خویش را از بیخ ہستی بر کند
حوض اگر دریا سے ٹکرائے گا — اپنے وجود کو جڑ سے کھود دے گا

نیست بحرے کو کراں دارد کہ تا — تیرہ گردد اُو زمُر دارِ شما
وہ ایسا دریا نہیں ہے جس کا کنارا ہوتا کہ — تمہارے مردار سے وہ گدلا ہو

کفر را حدست و اندازہ بداں — شیخ و نورِ شیخ را نبود کراں
کفر کا ایک اندازہ اور حد ہے سمجھ لے — شیخ اور اس کے نور کا کنارا نہیں ہے

پیشِ[3] بیحد ہر چہ محدودست لاست — کل شیء غیر وجہ اللہ فناست
لا محدود کے سامنے محدود معدوم ہے — اللہ (تعالیٰ) کے سوا ہر چیز فنا ہونیوالی ہے

کفر و ایماں نیست آنجائیکہ اوست — زانکہ او مغزست ایں دو رنگ و پوست
جس مقام پر وہ شیخ ہے کفر اور ایمان نہیں ہے — کیونکہ وہ مغز ہے اور یہ دونوں رنگ اور چلکا ہیں

ایں فنا ہا پردۂ آں وجہ گشت — چوں چراغ خفیہ اندر زیرِ طشت
یہ فانی چیزیں اس ذات کا پردہ بنی ہیں — جیسے کہ طشت کے نیچے چراغ چھپا ہوا ہو

[1] از پے تعلیم۔ بچے کو پڑھانے کے لئے حروف ابجد کا تلفظ کرتا ہے اور ابجد ہوز حطی کہتا ہے۔ در زبان۔ جو زبان وہ سمجھتا ہے اسی لہجہ اور زبان میں اس کو تعلیم دیتا ہے اپنے لہجہ اور زبان سے قطع نظر کر لیتا ہے۔ پس ہمہ۔ شیخ کو بھی اپنے مریدوں کو انکی استعداد اور حالت کے مطابق تعلیم دینی چاہیے۔

[2] آں مرید۔ اس معترض سے کہا جو کفر اور گمراہی سے پر تھا کہ شیخ کی مثال تیز تلوار اور شاہ کی ہے جس سے بھڑنا اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے۔ نیست۔ بحرے چونکہ شیخ اخلاق خداوندی کے ساتھ متصف ہے لہٰذا وہ بھی لامحدود اور دریائے ناپیدا کنار ہے۔

[3] پیش۔ بیحد۔ جب شیخ لامحدود دریا ہے تو محدود کفر اس کے اعتبار سے غیر موجود ہے خدا کے سوا سب کچھ فانی ہے کفر و ایمان۔ یہ دونوں بندوں کے فعل ہیں اور مقام فنا میں پہنچ کر جبلہ ذات باری سے وحدت ہو گئی تو اس مقام پر کفر و ایمان انکی صفت نہیں بن سکتے۔ اس شعر کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر وہ کفر ہے تو کفر کفر نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ اس مقام پر کفر سے موصوف ہی نہیں ہو سکتا ہے۔ ایں فنا ہا فانی چیزیں جو شیخ سے متعلق ہیں وہ اس کی حقیقت غیر فانی کیلئے پردہ ہیں اس کے سوا اس کو نہیں دیکھ پاتے ہیں۔

پس سرایں اتن حجاب آں سرست
تو اس جسم کا اس سر کا پردہ ہے

پیش آں سرایں سرتن کافرست
اس سر سے آگے جسم کا یہ سر کافر ہے

کیست کافر غافل از ایمانِ شیخ
کافر کون ہے؟ شیخ کے ایمان سے غافل

کیست مُردہ بیخبر از جانِ شیخ
مردہ دل ہے؟ شیخ کی جان سے بیخبر

جاں نباشد جُز خبر در آزموں
آزمائش میں علم حاصل ہونے کے سوا کسی چیز سے جان ثابت نہیں ہوتی

ہر کرا افزوں خبر جانش فزوں
جس کا علم بڑھا ہوا ہے اس کی جان بڑھی ہوئی ہے

جانِ ما از جانِ حیواں بیشتر
ہماری جان حیوان کی جان سے بڑھی ہوئی ہے

از چہ زاں رُو کہ فزوں دارد خبر
کس وجہ سے؟ اسلئے کہ اس کا علم بڑھا ہوا ہے

پس فزوں از جانِ ما جانِ مَلَک
ہماری جان سے فرشتہ کی جان بڑھی ہوئی ہے

کو منزّہ شد زحسّ ۲ مشترک
یعنی وہ (انسان اور حیوان کی) مشترک حس سے پاک ہے

وز مَلَک جانِ خداوندانِ دل
اور فرشتے سے اہل دل کی جان

باشد افزوں تو تحیّر را بہل
بڑھی ہوئی ہو گی۔ تو حیرانی چھوڑ دے

زاں سبب آدم بود مسجودِ شاں
اسی لئے آدم ان کے مسجود بنے

جانِ اُو افزوں تر ست از بود شاں
انکی جان ان کی جانوں سے بہت بڑھی ہوئی ہے

ورنہ بہتر را سجود دوں ترے
ورنہ اعلیٰ کو ادنیٰ کے سجدہ کرنے کا

امر کردن ہیچ نبود در خورے
حکم دینا کسی طرح مناسب نہ تھا

کے پسندد عدل و لُطف کردگار
اللہ تعالیٰ کا انصاف اور مہربانی کب پسند کرتی

کہ گُلے سجدہ کند در پیشِ خار
کہ پھول کانٹے کے آگے سجدہ کرے

جاں ۳ چو افزوں شد گذشت از انتہا
جان جب بڑھ گئی، انتہا سے گذر گئی

شد مطیعش جانِ جملہ چیز ہا
تمام چیزوں کی جانیں اس کی فرمانبردار بنگئیں

مُرغ و ماہی و پری و آدمی
پرند اور مچھلی اور پری اور آدمی

زانکہ اُو بیش ست ایشاں در کمی
کیونکہ وہ بڑھا ہوا ہے وہ کمی میں ہیں

ماہیاں سُوزنگر و نقش شوند
مچھلیاں انکی گدڑی کیلئے سوئیاں بنانیوالی بنجاتی ہیں

سوزناں رار شتہا تابع بوند
دھاگے سوئیوں کے تابع ہوتے ہیں

۱ سرایں تن۔ یعنی جسمانی سر اس کے حقیقی سر کو چھپائے ہوئے ہیں اور دونوں میں اس قدر فرق ہے جیسا کہ معنوں اور کالبد میں۔ اسی لئے اس ظاہری سر کا منکر اور اس پر طعن کرتا رہتا ہے۔ یہ ہست۔ صحابہ نے پیغمبر سے سوال کیا کہ ہم آپ کو کیسا دیکھتے ہیں آپ نے جواب دیا کہ کافر اور مردہ تو حقیقتاً شیخ کا منکر ہے اور اس کے اوصاف سے جاہل ہے جاں نباشد۔ علم جان کے لوازم میں سے ہے جبکہ وہ شیخ کے اوصاف سے جاہل ہے تو بے جان اور مردہ ہے علم کی کثرت اور قلت سے جان کی قوت اور کمزوری کا پتہ چلتا ہے جان ما۔ انسان کی جان حیوان کی جان سے زیادہ قوی ہے چونکہ اس کا علم بڑھا ہوا ہے انسان کو ملکیات اور جزئیات دونوں کا علم حاصل ہے حیوانات کا علم جزئیات تک محدود ہے۔

۲ حس مشترک۔ یعنی جو ادراک اور حواس انسان اور حیوان میں مشترک ہیں فرشتہ ان سے بالاتر ہے لہٰذا کثرت معلومات کی بنا پر وہ انسان سے افضل ہے اگرچہ دوسرے اعتبارات سے انسان افضل ہے۔ وز ملک۔ اہل اللہ کی جان فرشتوں سے زیادہ قوی ہے۔ اسی لئے آدم ملائکہ سے مسجود بنے۔ ورنہ۔ اگر حضرت آدم کی جان اور روح فرشتوں سے کم ہوتی تو افضل سے کمتر کو کیسے سجدہ کرایا جاتا گلے۔ پھول کانٹے سے افضل ہے تو وہ کانٹے کا مسجود نہیں ہو سکتا ہے۔

۳ جان چوں۔ جب اہل اللہ کی جان سب جانوں سے قوی ہے تو دیگر جانداروں کی جانیں اس کے تابع فرمان ہیں اسی لئے مچھلیاں حضرت ابراہیم کی خادم بنگئیں اور ان کی گدڑی سینے کیلئے سوئیاں لیکر حاضر ہوئیں

بقیہ قصہ ابراہیم ادہم قدس سرہٗ بر لب دریا

دریا کے کنارے پر حضرت ابراہیم ابن ادہمؒ کے قصہ کا ما بقی

چوں[1] نفاذِ امر شیخ آں میر دید — زآمدِ ماہی شدش وجدے پدید

جب اس سردار نے شیخ کے حکم کے جاری ہونے کو دیکھا — مچھلیوں کی آمد سے اس پر وجد طاری ہو گیا

گفت آہ ماہی ز پیراں آگہ ست — شُہ تنے را کو لعینِ درگہ است

اس نے کہا افسوس! مچھلیاں پیروں سے واقف ہیں — اس پر تف ہے جو مردود بارگاہ ہے

ماہیاں از پیر آگہ ما بعید — ما شقی زیں دولت و ایشاں سعید

مچھلیاں پیر سے باخبر ہیں، ہم دور ہیں — ہم اس دولت سے بدبخت ہیں وہ نیک بخت ہیں

سجدہ کرد و رفت گریان و خراب — گشت دیوانہ ز عشقِ فتح یاب

اس نے سجدہ کیا اور بدحال روتا ہوا روانہ ہو گیا — (اور) دروازہ کھلنے کے عشق میں دیوانہ ہو گیا

پس تو اے ناشستہ رُو در چیستی — در نزاع و در حسد با کیستی

تو، اے گندہ رو! تو کس خیال میں ہے؟ — کس سے جھگڑے اور حسد میں (مبتلا) ہے؟

بادُم شیرے تو بازی می کُنی — بر ملائک تُرکتازی می کُنی

تو شیر کی دم سے کھیل رہا ہے — فرشتوں پر حملہ کر رہا ہے

بد چہ[2] می گوئی تو خیر محض را — ہیں ترفع کم شمر ایں خفض را

تو خالص خیر کو برا کیوں کہہ رہا ہے؟ — خبردار! اس گراوٹ کو بڑائی نہ سمجھ

بد چہ باشد مس محتاج مہاں — شیخ کہ بُود کیمیائے بیکراں

بد کیا ہوتا ہے؟ محتاج، ذلیل تانبہ — شیخ کیا ہوتا ہے؟ [illegible] کیمیا

مس اگر از کیمیا قابل نہ بد — کیمیا از مس ہرگز مس نہ شد

اگر تانبا کیمیا کو قبول کرنے والا نہ تھا — تو کیمیا تانبے کی وجہ سے ہرگز تانبا نہ بنی

بد چہ[3] باشد سرکش آتش عمل — شیخ کہ بُود عینِ دریائے ازل

بد کیا ہوتا ہے؟ سرکش آتشیں عمل والا — شیخ کون ہوتا ہے؟ بعینہ ازلی دریا

بد کہ باشد ظالم ظلمت فزا — شیخ کہ بُود عکسِ انوارِ خدا

بد کون ہوتا ہے؟ تاریکی کو بڑھانے والا ظالم — شیخ کون ہوتا ہے؟ خدا کے نوروں کا پرتو

بد چہ باشد آتشِ پُر دود و سوز — شیخ آبِ کوثرے اندر تموز

بد کیا ہوتا ہے؟ دھوئیں اور سوزش سے بھری ہوئی آگ — شیخ ساون میں آبِ کوثر ہے

---

[1] چوں نفاذ: جب اس امیر نے مچھلیوں کو حضرت ابراہیم کے تابع فرمان دیکھا اور دیکھا کہ ایک مچھلی ان کی سوئی لائی تو اس پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ گفت۔ اس سردار نے اپنی لاعلمی پر اظہار افسوس کیا کیونکہ اس کے دل میں پہلے وسوسہ آ چکا تھا اور شاہی چھوڑ کر فقر اختیار کر لینے پر متعجب تھا۔ فتح باب۔ چونکہ اس پر اسرار کا دروازہ کھل گیا اس کے عشق میں دیوانہ ہو گیا۔ پس۔ اب پھر شیخ پر معترض کو خطاب ہے۔ بادُم شیرے۔ شیر کی دم سے کھیلنے والا یقیناً مارا جائے گا۔

[2] بد چہ می گوئی۔ اس نے شیخ کو شرابی وغیرہ کہا تھا جو مجسم نیکی تھے۔ ترفع۔ اپنے آپ کو بلند کرنا۔ خفض۔ پستی۔ بد چہ بود۔ بد تو وہ شخص ہے جو تانبے کی طرح ہے اور شیخ کا محتاج ہے جو کہ کیمیا کی طرح ہے۔ مس۔ اگر کوئی مرید فیض نہ حاصل کرے تو اس سے شیخ میں کوئی نقصان نہیں پیدا ہوتا۔ تانبا اگر کیمیا کا اثر نہ قبول کرے تو کیمیا میں کوئی خرابی نہیں آتی۔

[3] بد چہ باشد۔ جس کے جہنمی اعمال ہیں وہ بد ہے۔ شیخ ازلی دریا ہے۔ بد ظالم اور صحت افزا ہے۔ شیخ خدائی انوار کا پرتو ہے۔ تموز۔ ایک گرمی کا مہینہ ہے جو ہندی حساب سے تقریباً ساون میں آتا ہے۔

دائم[1] آتش را بتر سانند ز آب — آب کے ترسید ہرگز زالتہاب
ہمیشہ آگ کو پانی سے ڈراتے ہیں — شعلہ زنی سے پانی کب ڈرا ہے؟

در رخ مہ عیب بینی می کنی — در بہشتے خار چینی می کنی
تو چاند کے رخ میں عیب بینی کر رہا ہے — بہشت میں کانٹے چن رہا ہے

گر بہشت[2] اندر روی اے خار جو — ہیچ خار آنجا نیابی غیر تو
اے کانٹے تلاش کرنیوالے! اگر تو بہشت میں جائیگا — اپنے علاوہ تو اور کوئی کانٹا نہ پائے گا

می بپوشی آفتاب اندر گلے — رخنہ می جوئی زبدر کاملے
تو سورج کو مٹی میں چھپاتا ہے — چودھویں رات کے چاند میں تو رخنہ تلاش کرتا ہے

آفتابے کہ بتابد در جہاں — بہر خفاشے کجا گردد نہاں
وہ سورج جو عالم پر چمکتا ہے — چمگادڑ کے لئے کہاں چھپ جائے؟

عیبہا از ردّ پیراں عیب شد — غیبہا از رشک پیراں غیب شد
عیب پیروں کے رد کرنے سے عیب بنگئے — (اسرار) غیب پیروں کے رشک کیوجہ سے غیب بنگئے

بس ہنر از ردّ آنہا عیب شد — بس یقیں کز شک ایشاں ریب شد
بہت سے ہنر ہیں جو انکی ناپسندیدگی کیوجہ سے عیب بنگئے — بہت سے یقین ہیں جو انکے شک کیوجہ سے مشکوک ہوگئے

بارے[3] از دوری ز خدمت یار باش — در ندامت چابک و پر کار باش
آخر کار خدمت سے دوری کی بجائے یار بنجا — ندامت میں چست اور کار آمد بن جا

تا ازاں راہت نسیمے می رسد — آب رحمت را چہ بندی از حسد
تاکہ اس راستہ سے تیرے پاس نسیم پہنچ جائے — حسد کی وجہ سے رحمت کے پانی کو کیوں روکتا ہے؟

گرچہ دوری دور می جنباں تو دم — حیثما کنتم فولوا وجہکم
اگرچہ تو دور ہے دور سے ہی دم ہلا — تم جہاں بھی ہو اپنا چہرہ اس کی طرف پھیر لو

چوں خرے در گل فتد از گام تیز — دم بدم جنبد برائے عزم خیز
تیز روی کی وجہ سے جب کوئی گدھا کیچڑ میں پھنس جائے — [illegible]

جائے را ہموار نہ کند بہر باش — داند او کہ نیست آں جائے معاش
رہنے کے لئے جگہ کو ہموار نہیں کرتا ہے — وہ جانتا ہے کہ وہ رہنے کی جگہ نہیں ہے

[1] دائم۔ بدجبکہ۔ آگ ہے اور شیخ آب کوثر تو آگ کو پانی سے نقصان پہنچتا ہے پانی کو آگ سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے۔ در رخ مہ۔ شیخ آفتاب ہے اسمیں کوئی عیب نہیں ہے۔ بہشت میں کانٹے کی تلاش سعی لاحاصل ہے اسی طرح شیخ میں عیب تلاش کرنا عیب ہے۔

[2] گر بہشت۔ اگر کوئی بہشت میں کانٹا تلاش کرنے جائے تو خود اس کا وجود کانٹا ہے۔ اسی طرح شیخ میں عیب تلاش کرنیوالا خود عیب دار ہے۔ آفتاب۔ یعنی شیخ۔ گل۔ یعنی عیوب۔ بدر کامل۔ یعنی شیخ خفاش۔ چمگادڑ یعنی شیخ کا عیب جو۔ عیبہا۔ عیوب تو عیوب اسی وجہ سے بنے ہیں کہ ان کو شیوخ نے اپنے اندر پسند نہیں کیا ہے۔ غیبہا۔ اسرار غیبی اسی وجہ سے غیب ہیں کہ ان کو شیوخ نے ظاہر کرنا گوارا نہیں کیا ہے۔ بس ہنر۔ جس ہنر کو شیوخ پسند نہ کریں وہ ہنر نہیں ہے۔ جس یقین کو شیوخ یقین نہ سمجھیں وہ شک ہے۔

[3] بارے۔ آخرکار۔ ندامت یعنی اب تک دربار میں نہ پہنچنے کی شرمندگی۔ آب رحمت حسد کی وجہ سے انکے فیضان سے محروم نہ بن۔ می جنباں۔ تو دم تو دم ہلا یعنی محبت کر حیثما کنتم۔ جس طرح سے قبلہ کا حکم ہے کہ دور سے بھی اس طرف رخ کرکے نماز پڑھ لی جاتی ہے اسی طرح پیر بھی ہے۔ اس کی طرف دور سے بھی رخ کرنے سے فیض حاصل ہوسکتا ہے۔ چوں خرے۔ گدھا دلدل میں پھنسنے کے بعد نکلنے کی مسلسل کوشش کرتا ہے اور اس کو جائے رہائش نہیں سمجھتا ہے۔ تو اگر انسان دنیاداری کو دلدل میں پھنسا ہوا ہے اس کو نکلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حِسِّ ۱ تو از حِسِّ خر کمتر بُدست — کہ دلِ تو زیں وحلہا بر نجست
تیری حس گدھے کی حس سے بھی کم ہے — کہ تیرا دل ان کیچڑوں سے باہر نہ نکلا

در وَحل تاویلِ رخصت می کُنی — چوں نمی خواہی کزاں دل بر کُنی
تو کیچڑ میں پڑے رہنے کی اجازت کی دلیل تلاش کرتا ہے — چونکہ نہیں چاہتا کہ اس سے دل ہٹائے

کایں روا باشد مرا من مُضطرم — حق نگیر و عاجزے را از کرم
کہ میرے لئے یہ جائز ہے میں مجبور ہوں — اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے مجبور کی گرفت نہیں کرتا ہے

اے ۲ چو گفتاری گرفتار فجور — ایں گرفتن را نہ بینی از غرور
اے بدکاری میں مبتلا! تو بجو کی طرح ہے — دھوکے کی وجہ سے تو گرفتار ہونے کو نہیں دیکھتا ہے

می بگویند اندروں گفتار نیست — از بروں جوئید کاندر غار نیست
(شکاری) کہتے ہیں، بجو اندر نہیں ہے — باہر تلاش کرو، کیونکہ نماز میں نہیں ہے

نیست در سوراخ گفتار اے پدر — رفت تازاں اُو بسُوئے آبخور
اے ابا! بجو بھٹ میں نہیں ہے — وہ گھاٹ کی جانب دوڑ گیا ہے

ایں ہمی گویند و بندش می نہند — اُو ہمی گوید زمن کے آگہند
یہ کہتے ہیں اور اس کو پھانس لیتے ہیں — وہ یہی کہتا ہے کہ مجھ سے کہاں واقف ہیں؟

گر زمن آگاہ بودے ایں عدو — کے ندا کردے کہ ایں گفتار کو
اگر یہ دشمن مجھ سے آگاہ ہوتے — تو یہ کب کہتے کہ یہ بجو کہاں ہے؟

تا کہ بر بندند و بیرونش کُنند — غافل آں گفتار ازایں ریشخند
تاکہ باندھ لیں اور اس کو باہر نکال لیں — بجو اس مذاق سے غافل ہے

دعوی ۳ کردن آں شخص کہ حق تعالیٰ مرا نہ گیرد
ایک شخص کا دعویٰ کرنا کہ خدا گناہ کی وجہ سے میری
بگناہ و جواب گفتنِ شعیبؑ اُورا
گرفت نہیں کرتا ہے اور حضرت شعیب کا اس کو جواب دیا

آں یکے می گفت در عہدِ شعیبؑ — کہ خدا از من بسے دیدست عیب
(حضرت) شعیب کے زمانہ میں ایک شخص کہتا تھا — کہ خدا نے میرے بہت سے عیب دیکھے ہیں

چند دید از من گناہ و جُرمہا — وز کرم یزداں نمی گیرد مرا
اس نے میرے گناہ اور جرم بہت دیکھے ہیں — اور اللہ کرم سے مجھے نہیں پکڑتا ہے

۱ حِسِّ تو۔ بدعمل۔ اگر بداعمالی سے نجات پانے کی کوشش نہ کرے تو گدھے سے بدتر ہے۔ وحل۔ کیچڑ۔ در وحل۔ بعض بداعمال اور کوتاہ عمل اپنی مجبوری کا اظہار کر کے اپنے آپ کو مضطر قرار دیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ مجبور کو خدا معذور سمجھتا ہے یہ ان کا نہایت غلط خیال ہے۔

۲ اے چو گفتاری۔ وہ گنہگار جس کا خیال ہے کہ اس کے گناہوں پر خدا اس کی گرفت نہیں کرتا ہے مولانا اس کو اس بجو سے تعبیر کرتے ہیں جو شکاریوں کے طرز عمل سے دھوکے میں ہے اور گرفتار ہو جاتا ہے کہ شکاری بجو کے بھٹ پر کھڑے ہو کر آپس میں ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ بجو کو بھٹ سے باہر سمجھ رہے ہیں اور دراصل بجو کو دھوکا دینے کیلئے ایسی گفتگو کرتے ہیں بجو ان کی گفتگو سے مطمئن ہو جاتا ہے اور گرفتار ہو جاتا ہے۔ رفت۔ تازاں۔ یعنی بھاگتا ہوا پانی پینے گیا ہے۔ ریشخند۔ مذاق۔

۳ دعوی کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ گنہگار گرفتار ہوتا ہے اور اس کو اپنی گرفتاری کا احساس نہیں ہوتا ہے۔

حق تعالیٰ[1] گفت در گوش شعیب — در جواب او فصیح از راہِ غیب

اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ کے کان میں کہا — صاف صاف جواب غیب نے راستہ سے

کہ بلفتی چند کردم من گناہ — وز کرم نگرفت در جُرم الٰہ

کہ تو یہ کہتا ہے کہ میں نے بہت گناہ کئے ہیں — اور خدا نے کرم سے جرم میں مجھے نہیں پکڑا ہے

عکس می گوئی و مقلوب اے سفیہ — اے رہا کردہ رہ و بگرفتہ تیہ

اے بیوقوف! تو الٹی اور بالعکس بات کہتا ہے — اے گم کردہ راہ اور تیہ (کا راستہ) اختیار کئے ہوئے!

چند چندت گیرم و تو بے خبر — در سلاسل ماندۂ پا تا بہ سر

میں تیری بار بار گرفت کرتا ہوں اور تو بیخبر ہے — تو سر سے پا تک زنجیروں میں ہے

زنگ[2] تو برتوت اے دیگ سیاہ — کرد سیمائے درونت راتباہ

اے کالی دیگ! تیرے تہ پہ زنگ نے — تیرے باطن کی خصوصیتوں کو تباہ کر دیا ہے

بر دلت زنگار بر زنگا رہا — جمع شد تا کور شد زا اسرارہا

تیرے دل پہ زنگوں پہ زنگ — جمع ہو گیا یہانتک کہ وہ اسرار سے اندھا ہو گیا

گر زند آں دو دو بر دیگِ نوئے — آں اثر بنمایدار باشد جوئے

اگر نئی دیگ پہ جلائیں گے — وہ اثر دکھاتا ہے خواہ جو سے برابر ہو

زانکہ ہر چیزے بضد پیدا شود — بر سفیدی آں سیہ رُسوا شود

کیونکہ ہر چیز بالمقابل سے ظاہر ہوتی ہے — سفیدی پہ سیاہ بدنام ہوتا ہے

چوں سیہ شد دیگ پس تاثر نمود — بعد ازاں بروے کہ بیند اے عنود

جب دیگ کالی ہو گئی تو جلانے کی تاثیر — اے سرکش! اس کے بعد اس پر کون دیکھتا ہے؟

مردِ[3] آہنگر کہ اُو زنگی بُود — دو درا باروش ہمرنگی بُود

جو لوہار حبشی ہو — جلانے اس کے چہرے سے ہمرنگ ہوتا ہے

مردِ رُومی کو کُند آہنگری — رویش ابلق گردد از دودِ آوری

رومی جو لوہار کا کام کرتا ہے — جلانے دینے سے اس کا چہرہ چتکبرا ہو جائیگا

پس نداند زود تاثیر گناہ — تا بندلد زود گوید اے الٰہ

تو وہ گناہ کی تاثیر کو جلدی سے نہیں سمجھتا ہے — تاکہ وہ (اور) جلد سے اے خدا

چوں کُند اصرار و بد پیشہ کُند — خاک اندر چشم اندیشہ کُند

جب اصرار کرتا ہے اور برائی کو پیشہ بنا لیتا ہے — تو فکر کی آنکھ میں خاک جھونک دیتا ہے

---

[1] حق تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے بطور وحی اس کا جواب حضرت شعیبؑ سے فرمایا۔ میں نے کہی۔ یعنی تو واقعہ کے خلاف کہتا ہے گرفتار ہے اور کہتا ہے خدا میری گرفت نہیں کرتا ہے۔ وہ یعنی رہ بعد ہدایت۔ تیہ۔ وہ بیابان جہاں میں بنی اسرائیل نے راستہ گم کر دیا تھا اور چالیس برس اس میں پھرتے رہے یعنی گمراہی۔ سلاسل۔ سلسلہ کی جمع ہے۔ زنجیر۔

[2] زنگ۔ مسلسل گناہ کرنے والے کو اپنے گناہ کے اثر کا اپنے کرتوت کا احساس نہیں رہتا اس کو چند مثالوں سے سمجھایا ہے۔ کہ زنگ دیگ پہ جلانے کا اثر نمودار ہوتا ہے۔ اس پر تعجب نہ ہو جہاں جسم چکنا ہو وہاں اثر نمودار نہیں ہوتا۔

[3] مرد آہنگر۔ لوہار۔ آتش کا پیشہ کرنے والا۔ اس سے چہرے کا رنگ خود کالا جلانے کا اثر نمودار نہ ہوگا۔ رومی چونکہ گورا ہوتا ہے اس کے چہرے پہ جلانے کے دھبے نمودار ہوں گے۔ پس نداند۔ جب اس کو گناہ کا احساس ہی نہیں رہتا تو وہ یا خدایا خدا کہہ کر کیونکر روئیگا۔ اصرار۔ تماد فی الخاک۔ اسے اس کا گناہ گناہ نظر نہیں آتا ہے۔

توبہ [1] اندیشد دگر شیریں شود
توبہ کی فکر نہیں کرتا ہے، پھر میٹھا بن جاتا ہے

بردلش آں جُرم تابیدیں شود
اسکے دل پر وہ گناہ یہانتک کہ وہ بید بن بنجاتا ہے

آں پشیمانی و یارب رفت ازو
اس سے وہ شرمندگی اور یارب (کہنا) جاتا رہا

شست بر آئینہ زنگ شصت تو
ساٹھ تہ کا زنگ آئینہ پر بیٹھ گیا

آہنش راز نگہا خوردن گرفت
اس نے لوہے کو زنگوں نے کھانا شروع کر دیا

گوہرش رارنگ کم کردن گرفت
اسکے جوہر کا رنگ کم کرنا شروع کر دیا

چوں نویسی کاغذِ اسپید بر
جب تو سفید کاغذ پر لکھے

آں نبشتہ خواندہ آید در نظر
وہ لکھا ہوا پڑھنے کے قابل نظر آتا ہے

چوں نویسی بر سرِ بنوشتہ خط
جب تو لکھے ہوئے پر لکھے

فہم ناید خواندنش گردد [2] غلط
سمجھ میں نہیں آتا ہے اس کا پڑھنا غلط ہو جاتا ہے

کاں سیاہی بر سیاہی اوفتاد
اسلئے کہ سیاہی سیاہی پر پڑی

ہر دو خط شد کورو معنیٔ رُو نداد
دونوں خط اندھے ہو گئے اور معنی غائب ہو گئے

ور سوم بارہ نویسی بر سرش
اور اگر اس پر تو تیسری بار لکھے

بس سیہ کر دی چو جان کافرش
تو تو نے کافر کی جان کی طرح اس کو بالکل کالا کر دیا

پس چہ چارہ جز پناہ چارہ گر
تو چارہ گر کی پناہ سے سوا کیا چارہ ہے؟

نا اُمیدی مس واکسیرش نظر
نا امیدی تانبا ہے اور اس کی نظر اکسیر ہے

نا امید یہا بہ پیشِ او نہید
نا امیدیوں کو اس کے سامنے رکھو

تاز درد بے دوا بیروں جہید
تاکہ لا علاج درد بے دوا نکل جائے

چوں شعیب [3] ایں نکتہا باوے بگفت
جب (حضرت) شعیب نے یہ نکتے اس سے کہے

زاں دم جاں دردل اوگل شگفت
اس روحانی چاشنی سے اس کے دل میں پھول کھلا

جان او بشنید وقتِ آسماں
اس کی جان نے آسمانی وقت سنی

گفت اگر بگرفت مارا کو نشاں
بولا اگر اس نے ہمیں پکڑا ہے تو علامت کیا ہے

گفت یارب دفع من می گوید او
اس نے حضرت شعیب سے کہا کہ وہ مجھ سے دفع کرتا ہے

آں گرفتن را نشاں می جوید او
اس گرفت کی نشانی مانگنے لگا۔ ستار۔

گفت ستارم نگویم راز باش
(اللہ نے) فرمایا (میں) راز ہوں اس لئے نہیں بتاتا ہوں

جز یکے رمزے برائے ابتلاش
سوائے ایک اشارے کے اس کی آزمائش کیلئے

---

[1] توبہ۔ جب گناہ کے بارے میں گناہ کا تصور نہیں رہتا تو توبہ بھی نہیں کرتا ہے اور دین سے خارج ہو جاتا ہے۔ پشیمانی۔ یعنی گناہ کرنے کی ندامت۔ شست۔ شصت کا مخفف ہے۔ آہنش۔ دل کے لوہے کا۔ زنگوں کا زنگ کھانا شروع کر دیتا ہے اور دل کا جوہر بدرنگ ہو جاتا ہے۔ چوں نویسی۔ سفید کاغذ پر لکھو گے تو عبارت نظر آنے کی لکھے پر لکھو گے تو عبارت کا اثر نہ معلوم ہوگا۔ یہی حال گناہ کا ہے۔ انسان شروع میں گناہ کرتا ہے تو گناہ کا اثر محسوس کرتا ہے بار بار گناہ کرتا ہے تو اس کا اثر نظر سے غائب ہو جاتا ہے۔

[2] ہر دو خط۔ لکھے ہوئے پر لکھو گے تو پڑھنے والے کو پہلی اور اب کی تحریر پڑھنی پڑے گی اس سے معانی سمجھ میں نہیں آئیں گے۔ جان کافر۔ کافروں کا جان کالا ہوتا ہے۔ پس چہ چارہ۔ ایسے حالت میں چارہ گر کے سوا چارہ کیا ہے۔ نا امیدی۔ مایوسی ہے۔ مگر بھی مایوس نہ ہو اللہ کی نظر ہر مرض کا علاج کر سکتی ہے۔ نا امید یہا بہ۔ اپنی مایوسیوں کو ہمارے سامنے لے آؤ۔ ہم اللہ سے دعا کریں گے۔ اصلاح ہو جائے گی۔

[3] چوں شعیب۔ حضرت شعیب روحانی دنیا کے بڑے ولی تھے اس لئے ان کی صحبت سے ان میں بھی روحانی پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن پھر بھی گناہ پر خدا کی گرفت کی نشانی مانگنے لگا۔ ستار۔ چھپانے والا۔ اللہ کا نام ہے۔ ابتلاء۔ آزمائش۔

یک نشان[1] آنکہ می گیرم ورا — آنکہ طاعت دارد از صوم و دعا
اس کی علامت کہ میں اس کو پکڑتا ہوں ایک — یہ ہے کہ وہ روزے اور نماز کی عبادت کرتا ہے

وز نمازو از زکوٰۃ وغیرِ آں — لیک یک ذرّہ ندارد ذوق جاں
اور نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کی — لیکن روح کے ذوق کا ایک ذرہ نہیں رکھتا ہے

می کند طاعات و افعالِ سنی — لیک یک ذرہ ندارد چاشنی
وہ عبادات اور اعلیٰ اعمال کرتا ہے — لیکن ایک ذرہ لطف نہیں پاتا ہے

طاعتش نغزست و معنیٔ نغز نے — جوز ہا بسیار و دروے مغز نے
اسکی ظاہری عبادت اچھی ہے روح کی عبادت اچھی نہیں ہے — اخروٹ بہت ہیں ان میں گری نہیں ہے

ذوق[2] باید تا دہد طاعات بر — مغز باید تا دہد دانہ شجر
ذوق چاہیے تاکہ عبادات پھل دیں — گری چاہیے تاکہ دانہ درخت اگائے

دانۂ بے مغز کے گردد نہال — صورتِ بیجاں نباشد جز خیال
بے گری کا دانہ کب پودا بنتا ہے؟ — بے جان تصویر سوائے خیال کے کچھ نہیں ہے

چوں شعیب ایں نکتہا بروے بخواند — از تفکّر ہمچو خر در گل بماند
جب (حضرت) شعیب نے یہ نکتے اس کو سنائے — سوچ میں دلدل میں پھنسے ہوئے گدھے کیطرح رہ گیا

بقیہ قصہ، طعنہ زدنِ آں مردِ بیگانہ بر شیخ و جواب مُرید اُورا
اس بیگانے انسان کا شیخ پر طعنہ کرنے اور اس کو مرید کے جواب دینے کے قصہ کا بقیہ

آں خبیث از شیخ می لائید ژاژ — کژ نگر باشد ہمیشہ چشم کاز
وہ خبیث شیخ کے بارے میں بیہودہ بکواس کر رہا تھا — بھینگے کی آنکھ ہمیشہ ٹیڑھا دیکھنے والی ہوتی ہے

کہ منم[3] بر حال زشت او گواہ — خمر خوارست و بدو کارش تباہ
کہ میں اس کی بری حالت کا گواہ ہوں — شرابی ہے اور برا ہے اور اس کا کام برباد ہے

کہ منش دیدم میان مجلسے — اُوز تقویٰ عاری ست و مُفلسے
کہ میں نے اس کو ایک مجلس میں دیکھا ہے — وہ پرہیزگاری سے خالی اور مفلس ہے

ور کہ باور نیست خیزی امشباں — تا بہ بینی فسق شیخت را عیاں
اور یقین نہیں ہے تو آج رات کو اٹھ — تاکہ اپنے شیخ کا فسق تو آنکھ سے دیکھ لے

شب بجوش بر سر یک روزنے — گفت بنگر فسق و عشرت کردنے
رات کو وہ ایک روشندان پر سے بولا — دیکھ فسق

---

[1] یک نشان۔ گناہ پر گرفت کی ایک معمولی نشانی یہ ہے کہ گنہگار ہر طرح کی عبادت کرتا ہے۔ لیکن ذوق اور لطف عبادت سے محروم رہتا ہے سنی۔ بلند، روشن۔ چاشنی، لذت۔ طاعتش یعنی ظاہری عبادات تو نحیف ہیں لیکن وہ اس کے مغز اور روح سے محروم ہے اور اس کی عبادت ایسی ہے جیسے بے گری کا اخروٹ۔

[2] ذوق باید۔ جب تک ذوق عبادت حاصل نہ ہو جو بمنزلہ مغز کے ہے تو اس عبادت سے شجر و ثمر پیدا نہ ہوگا۔ نہاں۔ پودا۔ صورت بے جان۔ بے جان تصویر۔ می لائید۔ بکواس کرتا تھا۔ ژاژ۔ بکواس کار۔ بھینگا۔

[3] کہ منم۔ مولانا نے کہا میں اس شیخ کی بدچلنی کا گواہ ہوں وہ شراب اور برا ہے۔ خلسے۔ یعنی شراب کی محفل۔ مفلس۔ یعنی نیکیوں سے خالی۔ ورکہ۔ اور اگر تجھے یقین نہیں ہے تو آج رات میرے ساتھ چل اور آنکھوں سے دیکھ لے روزنے۔ یعنی اس مجلس کے ایک روشندان کے پاس جہاں شیخ شراب کی مجلس میں تھا۔

بنگر آں سالوس[1] روز و فسق شب — روز ہمچوں مصطفیٰ شب بولہب
دیکھ دن کا وہ مکر اور رات کا فسق — دن میں مصطفیٰ کی طرح رات میں ابو لہب

روز عبداللہ اُورا گشتہ نام — شب نعوذ باللہ و در دست جام
دن میں اس کا نام اللہ کا خاص بندہ تھا — رات کو نعوذ باللہ اور ہاتھ میں شراب کا جام

دید شیشہ در کف آں پیر پُر — گفت شیخا مر ترا ہم ہست غر
اس پیر کے ہاتھ میں بھرا ہوا شیشہ دیکھا — کہا اے شیخ ! تجھے بھی دھوکا لگا

تو نمی گفتی کہ در جام شراب — دیومی میزد بجدّ ہر دم شتاب
تو نے نہیں کہا ہے کہ شراب کے جام میں — شیطان کوشش کر کے ہر وقت جلد پیشاب کر دیتا ہے

گفت[2] جام راچناں پُر کردہ اند — کاندرو اندر نگنجد یک سپند
اس (شیخ) نے کہا میرے جام کو انہوں نے اتنا بھر دیا ہے — کہ اس کے اندر ایک کالا دانہ بھی نہیں سما سکتا ہے

بنگر ایں جا ہیچ گنجد ذرّہ — ایں سخن را کژ شنیدہ غرّہ
دیکھ اس میں کوئی ذرہ سماتا ہے — بہکے ہوئے نے اس کی بات کو ٹیڑھا سمجھا

جام ظاہر خمر ظاہر نیست ایں — دُور دار ایں راز شیخ غیب بیں
یہ ظاہری جام، ظاہری شراب نہیں ہے — غیب بین شیخ کو اس سے دور رکھ

جام مے ہستی شیخ ست اے فلیو — کاندروا ایدر نہ گنجد بول دیو
اے بیہودہ ! جام شراب، شیخ کا وجود ہے — کہ اب اس کے اندر شیطان کا پیشاب نہیں سماتا ہے

پُر زدّ[3] مالا مال از نور حق ست — جام تن بشکست و نُورِ مُطلق ست
وہ اللہ (تعالیٰ) کے نور سے پر اور مالا مال ہے — جسم کا جام شکستہ ہو گیا ہے اور وہ مطلق نور ہے

نورِ خورشیدار بیفتد بر حدث — اُو ہماں نورست نپذیرد خبث
سورج کی شعاع اگر ناپاکی پر پڑے — وہ وہی نور ہے نجاست کو قبول نہیں کرتی ہے

شیخ گفتا ایں خود نہ جام ست نہ مے — ہیں بزیر آ منکر ابنگر بوَے
شیخ نے فرمایا یہ نہ جام ہے اور نہ شراب — خبردار ! اے منکر نیچے آ اس کو دیکھ لے

آمد و دید انگبین خاص بود — کور شد آں دشمنِ کورو کبود
وہ آیا اور اس نے دیکھا خاص شہد تھا — وہ اندھا، نیلا دشمن، اندھا ہو گیا

[1] سالوس روز۔ دن میں مکاری سے بزرگ بنا رہتا فسق۔ شب۔ یعنی رات کو فسق و فجور کرنا ہمچوں یعنی دن میں سنت نبوی پر عمل ہے اور شب کو بو لہبی میں مبتلا ہے۔ عبداللہ۔ یعنی خدا کا نیک بندہ نعوذ باللہ یعنی شیطان جس سے ہم پناہ چاہتے ہیں غر۔ دھوکا فریب۔ تو نمی۔ گفتی۔ تو نے خود کہا تھا کہ شراب کے جام میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔

[2] گفت۔ شیخ نے کہا کہ میرا جام اس قدر پر ہے کہ اس میں شیطان کے پیشاب کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ سپند۔ حرمل، ایک دانہ ہے جس کی دھوئیں نظر بد کے دفعیہ کے لئے دیہاتی ہے۔ کژ شنیدہ یعنی شیخ کی بات کا مطلب وہ صحیح نہ سمجھا۔ شیخ نے جام سے جام شراب مراد نہ لیا تھا بلکہ جام سے مراد شیخ کا اپنا وجود تھا۔ فلیو۔ بوزن۔ نشیب، احمق، بیہودہ ایدر۔ بوزن۔ دیگر۔ ایں جا۔ اکنوں

[3] پر۔ پورا جسم نور حق سے پر ہے اسمیں شیطان کے اثرات کی گنجائش نہیں ہے۔ جام تن۔ بلکہ وہ تو اب مقام فنا میں ہے نور خورشید جبکہ شیخ نور مطلق ہے تو کوئی اور جگہ مقام اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ سورج کا نور اگر کوڑی پر پڑے تو اس سے وہ نجس نہ ہو گا۔ نیرا۔ چونکہ یہ باتیں روشندان کے ذریعہ ہو رہی تھیں۔ دید۔ یعنی اس کے ہاتھ میں شراب نہ تھی۔ بلکہ خاص شہد تھا۔

گفت ۱ پیر آں دم مُرید خویش را — رو برائے من بجو مے اے کیا
اس وقت پیر نے اپنے مرید سے کہا — ارے میاں! جاؤ میرے لئے شراب تلاش کرو

کہ مرا رنج ست مضطر گشتہ ام — من ز رنج از مخمصہ بگذشتہ ام
کیونکہ میرے درد ہے میں مجبور ہو گیا ہوں — میں درد کی وجہ سے بھوک (کی مجبوری) سے بڑھ گیا ہوں

در ضرورت ہست ہر مُردار پاک — بر سرِ منکر ز لعنت باد خاک
مجبوری میں ہر مردار پاک ہے — منکر کے سر پر لعنت کی خاک ہو

گردِ خمخانہ برآمد آں مُرید — بہر شیخ از ہر خُمے او مے چشید
وہ مرید شراب خانہ کی جانب گیا — اس نے شیخ کے لئے ہر مٹکے میں سے شراب چکھی

در ہمہ خمخانہا اُو مے ندید — گشتہ بُد پر از عسل خُمِ نبیذ
اس نے تمام شراب خانوں میں شراب نہ دیکھی — شراب کے مٹکے شہد سے بھر گئے تھے

گفت ۲ اے رنداں چہ حالست ایں چہ کار — ہیچ خُمے در نمی بینم عُقار
اس نے کہا اے رندو! کیا حال ہے یہ کیا کام ہے؟ — میں کسی مٹکے میں شراب نہیں دیکھتا ہوں

جملہ رنداں نزد آں شیخ آمدند — چشم گریاں دست بر سر می زدند
سب رند اس شیخ کے پاس آئے — روتے ہوئے سروں کو پیٹتے تھے

در خرابات آمدی شیخِ اجل — جملہ میہا از قدومت شُد عسل
(کہ) اے بزرگ شیخ! آپ شراب خانہ میں آئے — آپ کی تشریف آوری سے تمام شرابیں شہد بن گئیں

کردہ مے را تو مبدّل از حدث — جان ما را ہم بدل کن از خبث
آپ نے شراب کو ناپاکی سے تبدیل کر دیا — ہماری جان کو بھی ناپاکی سے تبدیل کر دیجئے

گر شود ۳ عالم پُر از خوں بال بال — کے خورد بندہ خدا الّا حلال
اگر عالم خون سے لبریز ہو جائے — اللہ کا (مخلص) بندہ سوائے حلال کے کب کھاتا ہے؟

گفتن عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم را

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ آپ

کہ تو بے مصلی بہر جا کہ میروی نماز میکنی
بے مصلے کے جہاں جاتے ہیں نماز پڑھ لیتے ہیں

عائشہؓ روزے بہ پیغمبر بہ گفت — یا رسول اللہ تو پیداؤ نہفت
ایک دن (حضرت) عائشہؓ نے پیغمبرؐ سے عرض کیا — یا رسول اللہ آپ مجمع اور تنہائی میں

۱ گفت۔ شیخ نے اپنے مرید کی بدگمانی دور کرنے کے لئے اس سے کہا کہ مرا رنج۔ یعنی میری تکلیف بھوک کی تکلیف سے بھی بڑھ گئی اور میں مضطر کے حکم میں ہوں جس کے لئے جان بچانے کیلئے حرام چیز کھا لینا جائز ہو جاتا ہے۔ مخمصہ قرآن پاک میں فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ یعنی جو بھوک کی وجہ سے مجبور ہو جائے اور گناہ کی طرف اس کا جھکاؤ نہ ہو اور وہ حرام کھا لے تو اللہ غفور و رحیم ہے منکر یعنی جو اس جواز کا انکار کرے۔ پر از عسل۔ یعنی ہر مٹکا بجائے شراب کے شہد سے بھرا ہوا تھا۔

۲ گفت۔ مرید نے دوسرے شرابیوں سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے کسی مٹکے میں بھی شراب نہیں ہے۔ عقار۔ شراب، جملہ رنداں، شیخ کی اس کرامت سے شرابی متاثر ہو گئے خرابات۔ میخانہ مبدّل از حدث۔ شراب ناپاک ہے شہد پاک ہے۔ خبث۔ یعنی گناہوں کی خباثت۔

۳ گر شود۔ اللہ اپنے نیک بندوں کیلئے حلال روزی کی بہر حال سبیل پیدا فرما دیتا ہے آئندہ حکایت کا بھی یہی خلاصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کیلئے ناپاک زمین کو بھی حکماً پاک بنا دیا ہے۔ بے مصلی یعنی زمین پر آپ کچھ بچھاتے بھی نہیں ہیں۔

ہر کجا یابی نمازے می کنی — می روی در خانہ ناپاک و دنی[1]

جہاں موقع ملتا ہے نماز پڑھ لیتے ہیں — آپ ہر ادنیٰ اور ناپاک گھر میں چلے جاتے ہیں

بے مصلیٰ می گذاری تو نماز — ہر کجا روئے زمیں بکشای راز

بغیر مصلے کے آپ نماز پڑھ لیتے ہیں — جہاں بھی روئے زمین ہو، راز بتائے ؟

گرچہ میدانی کہ ہر طفل پلید — کرد مستعمل بہر جا کہ رسید

اگرچہ آپ جانتے ہیں کہ ہر ناپاک بچہ — جہاں وہ جاتا ہے (زمین) کو مستعمل کر دیتا ہے

گفت پیغمبرؐ کہ از بہر مہاں — حق نجس را پاک کرد ایں را بداں

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا بڑے لوگوں کیلئے — اللہ (تعالیٰ) نے نجس کو پاک کر دیا ہے اس کو سمجھ لے

سجدہ گاہم را ازاں رو لطف حق — پاک گردانید تا ہفتم طبق

اسلئے اللہ (تعالیٰ) کی مہربانی نے میری سجدہ گاہ کو — ساتوں طبقوں تک پاک کر دیا ہے

ہاں وہاں ترکِ حسد کن باشہاں — ورنہ ابلیسے شوی اندر جہاں

خبردار خبردار ! شاہوں سے حسد کرنا چھوڑ دے — ورنہ تو دنیا میں شیطان ہو جائے گا

کو[2] اگر زہرے خورد شہدے شود — تو اگر شہدے خوری زہرے بود

کیونکہ وہ اگر زہر کھا لے تو شہد بن جائیگا — تو اگر شہد کھائے زہر ہو گا

کو بدل گشت و بدل شد کار او — لطف گشت و نور شد مر نار او

کیونکہ وہ بدل گیا اور اس کا کام بدل گیا — وہ محبت بن گیا، اس کی آگ نور بنی ہے

قوت حق بود مر ابابیل را — ورنہ مرغے چوں کشد مر پیل را

ابابیل میں اللہ کی طاقت تھی — ورنہ ایک پرندہ ہاتھی کو کیسے مار سکتا ہے ؟

لشکرے را مرغکے چندے شکست — تا بدانی کاں صلابت[3] از حق ست

بڑے لشکر کو چھوٹے پرندہ نے شکست دیدی — تاکہ تو سمجھ جائے کہ وہ سختی اللہ کی طرف سے تھی

گر ترا وسواس آید زیں قبیل — رو بخواں تو سورۂ اصحاب فیل

اگر تجھے اس سلسلہ میں شک ہو — جا، تو اصحاب فیل کی سورۃ پڑھ لے

ور کنی با او مرے و ہمسری — کافرم داں گر تو زیشاں سر بری

اگر تو اس سے جھگڑا اور برابر کرے گا — مجھے کافر سمجھ اگر تو ان سے بہت جائے

کشیدن موش مہار اشترے را و معجب شدن موش در خود

چوہے کا اونٹ کی مہار کھینچنا اور چوہے کا مغرور میں آجانا

---

[1] دنی۔ کمتر درجہ کا۔ گرچہ میدانی۔ عموماً بچے پیشاب پاخانہ سے گھر کی زمین کو ناپاک کر دیتے ہیں۔ مہاں۔ بزرگ، بڑے لوگ۔ سجدہ گاہم آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا ساری زمین میرے لئے سجدہ گاہ اور باعث پاکی بنا دی گئی ہے یعنی میں ہر جگہ نماز پڑھ سکتا ہوں۔ دیگر امتوں کو حکم تھا کہ وہ صرف عبادتخانوں میں عبادت کریں اور پانی نہ ہونیکی صورت میں زمین سے تیمم کر لینا تیرے لئے پاکی ہے۔

[2] کو اگر۔ خدا کا خاص بندہ اگر زہر بھی کھائے تو خدا اس کی تاثیر بدل دیتا ہے۔ اور وہ اُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ کا مصداق ہوتا ہے۔ تو اگر ایک گنہگار کا نماز روزہ بھی مردود ہو جاتا ہے۔ قوت حق۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں اپنی صفت کا پرتو ڈالدیتا ہے ورنہ ابابیل جیسا پرندہ ابرہہ کے ہاتھیوں کو کیسے شکست دیدیتا۔

[3] صلابت۔ سختی۔ سورہ سورہ الفیل میں ابابیلوں کے ذریعہ ابرہہ کے ہاتھیوں کی ہلاکت کا ذکر ہے۔ ور کنی۔ بڑوں سے جھگڑا اور ہمسری کا دعویٰ کرنا ہلاکت کا سبب ہے۔ کشیدن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ چوہے نے اپنے سے بڑے اونٹ سے ہمسری کی اور شرمندہ ہوا۔ معجب۔ متکبر۔

موشکے در کف مہار اشترے — در ربود و شد رواں اُواز مرے [1]
ایک حقیر چوہے نے ایک اونٹ کی مہار ہاتھ میں — لے لی ، اور اترتا ہوا روانہ ہوا

شتر با چستی کہ با اُوشد رواں — موش غرہ شد کہ ہستم پہلواں
جب اونٹ تیزی سے اس کے ساتھ چلا — چوہے کو گھمنڈ ہو گیا کہ میں پہلوان ہوں

بر شتر زد پر تو اندیشہ اش — گفت بنمایم ترا تو باش خوش
اس کے خیال کا عکس اونٹ پر پڑا — اس نے کہا تو خوش ہولے میں تجھے دکھاؤنگا

تا بیامد بر لب جوئے بزرگ — کاندرو گشتے زبوں پیل سترگ
یہاں تک کہ وہ بڑی نہر کے کنارے پر پہنچا — جس میں بڑا ہاتھی بھی عاجز آجائے

موش آنجا ایستاد و خشک گشت — گفت اشتر اے رفیق کوہ و دشت
چوہا وہاں جدا ہو گیا اور خشک ہو گیا — اونٹ بولا ، اے پہاڑ اور جنگل کے ساتھی !

ایں توقف چیست حیرانی چرا — پانہ مردانہ اندر جُود را [2]
یہ ٹھہراؤ کیسا ہے ؟ حیرانی کیوں ہے ؟ — بہادری سے قدم بڑھا، نہر میں آجا

تو قلاوزی او پیش آہنگ من — درمیانِ رہ مباش و تن مزن
تو میرا رہبر اور پیش رو ہے — راستہ میں نہ رک اور چپ نہ ہو

گفت ایں جوئے شگرفت و عمیق — من ہمی ترسم زغرقاب اے رفیق
(چوہا) بولا یہ نہر خوفناک اور گہری ہے — اے ساتھی ! میں ڈوبنے سے ڈر رہا ہوں

گفت اشتر تا بنیم حدّ آب — پادروں بنہاد آں اشتر شتاب [3]
اونٹ نے کہا (ٹھہر) تاکہ میں پانی کا اندازہ لگا لوں — اونٹ نے فوراً پاؤں اندر رکھ دیا

گفت تا زانوست آب اے کورموش — از چہ حیراں گشتی و رفتی زہوش
(اونٹ) بولا اے اندھے چوہے ! پانی ران تک ہے — تو کیوں حیران ہو گیا اور ہوش کھو بیٹھا

گفت [3] مور تست مارا اژدہاست — کہ ز زانو تا بہ زانو فرقہاست
چوہے نے کہا تیرے لئے چیونٹی ہے ہمارے لئے اژدہا ہے — اس لئے کہ ران اور ران میں بہت فرق ہے

گر ترا تا زانوست اے پُر ہنر — مر مرا صد گز گذشت از فرق سر
اے ہنر مند ، اگر تیری ران تک ہے — تو میرے سر کی چند یا سے سو گز اونچا ہے

گفت گستاخی مکن بار دگر — تا نسوزد جسم و جانت زیں شرر
(اونٹ) بولا پھر گستاخی نہ کرنا — کہیں اس چنگاری سے تیرا جسم اور جان نہ جلجائے

---

[1] مرے ۔ مقابلہ ، جھگڑا ، پہلواں ۔ یعنی مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ اونٹ کو قابو میں رکھ سکتا ہے ۔ اندیشہ ۔ یعنی اونٹ کی ہمسری کا خیال ۔ تا بیامد ۔ یعنی نہر آنے تک ۔ اس میں ابھی بھی یہ ضمیر ہے ۔ خشک گشت ۔ یعنی نہر سے باہر رہے ۔ توقف ۔ ٹھہراؤ ۔

[2] قلاوز ۔ راہنما ۔ تن مزن ۔ خاموش نہ ہو ۔ شگرف ۔ عجیب و غریب ، خوفناک ، غرقاب ۔ پانی میں ڈوبنا ۔ عذاب ۔ یعنی پانی کی گہرائی ۔ کورموش ۔ اندھا چوہا ، پچھوندر ۔

[3] گفت ۔ چوہے نے کہا کہ تیرے لئے ایک معمولی اور چھوٹی چیز میرے لئے خطرناک اور بڑی ہے تیرے زانو اور میرے زانو میں بہت فرق ہے ۔ فرق سر ۔ سر کا وہ اگلا حصہ جس پر مانگ نکالی جاتی ہے ۔ گستاخی ۔ یعنی ہمسری کا دعویٰ شرر ۔ چنگاری ۔

تو مرے با مثلِ خود مُوشاں بگُن
تو اپنے جیسے چوہوں سے مقابلہ کر

باشتر مُر مُوش را نبُوَد سخن
چوہے کے لئے اونٹ سے بات مناسب نہیں ہے

گفت توبہ کردم از بہرِ خدا
اس (چوہے) نے کہا کہ میں نے توبہ کی خدا کیلئے

بگذراں زیں آبِ مُہلک مر مرا
اس مہلک پانی سے مجھے پار کر دے

رحم آمد مر شتر را گفت ہیں
اونٹ کو رحم آگیا بولا ہاں

بر جہا و بر گردبانِ من نشیں
کود اور میرے پالان پر بیٹھ جا

ایں گذشتن شد مُسلّم مر مرا
میرا پار کرنا یقینی ہے

بگذرانم صد ہزاراں چوں ترا
تجھ جیسے لاکھوں کو پار کر دوں گا

چوں پیمبر نیستی پس رو براہ
جب تو پیغمبر نہیں ہے تو راستہ طے کر

تا رسی از چاہ روزے سُوئے جاہ
تاکہ کسی دن کنویں سے (نکل کر) رتبہ پر پہنچ جائے

تو رعیت باش چوں سلطان نہ
تو رعیت بن جا جبکہ تو بادشاہ نہیں ہے

تگ مران چوں مردِ کشتیبان نہ
گہرائی میں (کشتی) نہ چلا چونکہ تو ملاح نہیں ہے

چوں ۲ نہ کامل دُکاں تنہا مگیر
جب کہ تو ماہر نہیں ہے تنہا دکان نہ کر

دستِ خوش می باش تا گردی خمیر
تابع بن جا تاکہ تو خمیر بن جائے

چونکہ آزادیت ناید بندہ باش
جب تجھے آزاد رہنا نہیں آتا، غلام بن جا

ہیں مپوش اطلس برو در ژندہ باش
خبردار! اطلس نہ پہن جا گدڑی میں رہ

اُنصِتُوا را گوش کن خاموش باش
تم چپ رہو کو سن، چپ رہ

چوں زبانِ حق نگشتی گوش باش
جب تو اللہ کی زبان نہ بنا، کان بنا

در بگوئی ۳ مُشکل استفسار گو
تو اگر کوئی اشکال کرے تو پوچھنے کے طریقہ پر کر

با شہنشا ہاں تو مسکیں وار گو
شہنشاہوں سے مسکین کی طرح بات کر

ابتدائے کبر و کیں از شہوت ست
تکبر اور کینہ کی ابتدا خواہش نفسانی سے ہے

زانئ شہوت از عادت ست
خواہش نفسانی تیزی کا جماؤ عادت کی وجہ سے ہے

چوں ز عادت گشتہ محکم خوئے بد
جب عادت کیوجہ سے بری عادت پختہ ہو جائے

خشم آید بر کسے کت وا گشد
تجھے اس پر غصہ آتا ہے جو تجھے ہٹائے

۱ بجہ۔ جہیدن۔ بمعنی کودنا سے بنا ہے۔ کرد باں۔ پالان، جھول۔ مسلم۔ تسلیم شدہ، یقینی چوں پیمبر۔ جب انسان میں صلاحیت نہ ہو تو صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تو رعیت باش۔ انسان کو اپنی حیثیت میں رہنا چاہیے تگ مراں۔ اگر کشتی بانی کی صلاحیت نہیں ہے تو کشتی کنارے کنارے لے جانی چاہیے گہرائی میں نہ لے جانی چاہیے۔

۲ چوں نہ۔ جب تک تجارت میں مہارت نہ ہو مستقل دکان نہ کرنی چاہیے ورنہ نقصان ہوگا دست خوش۔ تابع مطیع، عاجز۔ خمیر۔ آٹے میں جب خمیر اٹھ جاتا ہے تب روٹی پکانے کے قابل ہوتا ہے چونکہ۔ آزادانہ زندگی بسر کرنے کی صلاحیت نہ ہو تو غلام بنا رہنا چاہیے۔ اطلس۔ مشہور ریشمی کپڑا ہے۔ ژندہ۔ گدڑی، مرقع۔ جب تک کمال حاصل نہ ہو کسی شیخ کے تابع رہنا ضروری ہے۔ انصتوا۔ قرآن پاک میں ہے جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو یعنی جب تک وعظ و تلقین کی صلاحیت نہ ہو خاموشی سے شیخ کی نصیحت سنتا رہ۔

۳ در بگوئی۔ اگر کوئی اس اشکال پیش آئے تو معترضانہ سوال نہ کر بلکہ تعلیم حاصل کرنے کے طور پر دریافت کر لے۔ ابتداء۔ انسان بزرگوں سے ہمیشہ تکبر کی وجہ سے لڑتا ہے۔ اور اس قسم کی برائیاں نفس کے تقاضہ سے پیدا ہوتی ہیں اور جب انسان برائیوں کو بار بار کرتا ہے تو نفس کی اس خواہش میں پختہ پیدا ہو جاتا ہے۔ خشم۔ اب اگر کوئی اس برائی سے روکے تو غصہ آتا ہے۔

چونکہ تو گلخوار[1] گشتی ہر کہ اُو
چونکہ تو مٹی کھانے والا بن گیا ہے، جو بھی

واکشد از گل ترا باشد عدُو
تجھے مٹی سے ہٹاتا ہے دشمن ہو گا

بُت پرستاں چونکہ خوبُت کُنند
بت پرست چونکہ بتوں کی عادت ڈال لیتے ہیں

مانعانِ راہِ خود را دشمن اند
اپنے راہ سے ہٹانے والوں کے دشمن ہیں

چونکہ کرد ابلیس خُو با سَروَری
چونکہ شیطان سرداری کا عادی ہو گیا تھا

دید آدمؑ را بہ تحقیر از خَری
گدھے پن سے اس نے آدمؑ کو حقارت سے دیکھا

کہ بہ از من سرَوَرے دیگر بُوَد
مجھ سے بہتر کوئی دوسرا سردار ہو گا ؟

تا کہ اُو مسجودِ چوں من کس شود
تاکہ وہ مجھ جیسے کا مسجود بنے

سرَوری زہرست جُز آں روح را
اس روح کے سوا کے لئے سرداری زہر ہے

کہ بُوَد تریاقِ لانی زابتدا
جو شروع سے لان (پہاڑ) کا تریاق ہو

کوہ گر پر مار شُد باکے مَدار
پہاڑ اگر سانپوں سے بھرا ہو، پروانہ کر

گو بُوَد اندر دروں تریاق زار
کیونکہ اس میں تریاق زار ہوتا ہے

سَروری چوں شد دماغت را ندیم
سرداری جب تیرے دماغ کی ساتھی بن گئی

ہر کہ بشکستت شود خصم عظیم
جو تجھ شکست دے تیرا دشمن ہو گا

چوں[2] خلافِ خُوئے تو گوید کسے
جب کوئی تیری عادت کے خلاف بولے

کینہا خیزد ترا با او بسے
تجھ میں اس سے بہت سے کینے پیدا ہونگے

کہ مرا از خُوئے من بَر میکَند
کہ وہ مجھے میری خصلت سے جدا کرتا ہے

خویش بر من میرو سَرور میکُند
اپنے آپ کو میرے اوپر امیر اور سردار بناتا ہے

چوں[3] نباشد خُوئے بد سَرکش ورو
اس میں جب کوئی بری عادت ظہور پذیر نہ ہو

کے فروز داز خلاف آتش درو
تو مخالفت کی آگ اس میں کیوں بھڑکے ؟

چوں نباشد خُوئے بد محکم شدہ
جب اس میں بری عادت مستحکم نہ ہوئی ہو

کے شودا اندر خلاف آتشکدہ
تو اختلاف میں آگ کی بھٹی کیوں ہو ؟

با مُخالف اُو مُدارا می کُند
وہ مخالف کی (بھی) خاطر تواضع کرتا ہے

در دلِ او خویش راجا می کُند
اس کے دل میں اپنی جگہ کر لیتا ہے

زانکہ خُوئے بد بکشتت استوار
کیونکہ تیری عادت بڑی مضبوط ہو گئی ہے

مُور شہوت شُد ز عادت ہمچو مار
نفسانی خواہش کی چیونٹی عادت کیجہ سے سانپ ہو گئی ہے

[1] گلخوار مٹی کھانے والا چونکہ کرد شیطان کو سرداری کی عادت پڑ گئی تھی اس لئے حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کیا۔ سروری۔ سرداری۔ زہرست۔ حب جاہ نفس کا بہت بڑا رذیلہ ہے۔ تریاق لانی۔ لان پہاڑ کا تریاق جو زہر کے ازالہ میں بہت زود اثر ہوتا ہے۔ کوہ۔ اولیاء اللہ کے پاس تریاق ہے لہٰذا جاہ و رتبہ اسباب ان پر اثر نہیں کرتا ہے۔ ندیم۔ ہم مجلس ساتھی۔ خصم عظیم۔ بڑا دشمن۔

[2] چوں خلاف۔ جب کوئی کسی عادت کے خلاف اس کو نصیحت کرتا ہے تو وہ سمجھتا ہے۔ کہ نصیحت کرنے والا اپنی برائی اور سرداری جتاتا ہے۔

[3] چوں نباشد۔ اگر انسان میں بری عادت نہیں ہوتی ہے تو نصیحت سے اس کو ناگواری نہیں ہوتی ہے۔ محکم۔ مضبوط مدارا خاطر تواضع۔ زانکہ غصہ کی وجہ یہی ہے کہ تیری بری عادت مستحکم ہو گئی ہے۔ مور۔ یعنی اونی نفسانی خواہش۔ مار یعنی مہلک نفسانی خواہش۔

مار شہوت [1] را بکُش در ابتدا ورنہ اینک گشتہ مارت اژدہا

نفسانی خواہش کے سانپ کو ابتدا ہی میں مار ڈال ورنہ تیرا یہ سانپ اژدھا بن جائے گا

لیک ہر کس مُور بیند مارِ خویش تو ز صاحبدل کُن اِستفسارِ خویش

لیکن ہر شخص اپنے سانپ کو چیونٹی سمجھتا ہے تو اپنے بارے میں صاحبدل سے معلومات کر لے

زابتدا و ایں مارِ شہوت را بکُش ورنہ اژدر ہا شود اے تیز ہُش

نفسانی خواہش کے اس سانپ کو شروع میں مار ڈال ورنہ اے تیز ہوش ! وہ اژدھا بنجائے گا

تانہ [2] شد زر مِس نداند من مسم تانہ شُد شہ دل نداند مُفلِسم

جبتک تانبا سونا نہیں بنتا وہ نہیں سمجھتا کہ میں تانبا ہوں جبتک دل شاہ نہ بنجائے وہ نہیں جانتا کہ میں مفلس ہوں

خدمت اکسیر کُن مِس دار تو جَورِ کش اے دل از دلدار تو

تو تانبے کی طرح اکسیر کی خدمت کر اے دل ! اپنے دلدار کی سختی برداشت کر

کیست دلدار اہل دل نیکو بداں گُو چو روز و شب جہانست از جہاں

دلدار کون ہے ؟ خوب سمجھ لے اہل دل ہے جو دن اور رات کی طرح دنیا سے گریزاں ہے

عیب کم گو بندۂ اللہ را متہم کم کُن بد زدی شاہ را

اللہ تعالیٰ کے خاص بندے کی عیب جوئی نہ کر بادشاہ کو چوری نہ لگا

ورنہ [3] باشی ہیچ ہیچ از ہیچگاں پس رویہر دیو باشی مُستہاں

ورنہ تو نا چیزوں میں سے نا چیز تر بنجائے گا اور ہر ذلیل شیطان کا پیرو بنجائے گا

کرامان آں درویش کہ در کشتی بد زدیش مُتہم کردند

اس درویش کی کرامات جس پر کشتی میں چوری کرنے کی تہمت لگائی

بود درویشے درونِ کشتے ساختہ از زختِ مروی پشتے

ایک کشتی میں ایک درویش تھا جو مردانگی کے ساز و سامان کو سہارا بنائے ہوئے تھا

یا وہ شد ہمیانِ زراَو خفتہ بود جملہ را جُستند اُورا ہم نمود

اشرفیوں کی ایک ہمیانی گم ہو گئی وہ سویا ہوا تھا انہوں نے سب کی تلاشی لی اس کو بھی دکھایا

کیں فقیر خفتہ راجوئیم ہم کرد بیدارش زغم صاحب درم

اس سوئے ہوئے فقیر کی بھی ہم تلاشی لیں اشرفیوں والے نے غم کے جوش سے اس کو بھی بیدار کیا

کاندریں کشتی چرمداں گم شدہ است جُملہ را جستیم نتوانی تو رست

کہ اس کشتی میں چمڑے کی تھیلی گم ہو گئی ہے ہم نے سب کی تلاشی لی ہے تو (بھی) نہ چھوٹ سکیگا

[1] مار شہوت ۔ نفسانی خواہش کو ابتداء دبا دینا چاہیے ورنہ خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے ۔ لیک ۔ لیکن بعیدار اپنے عیب کو معمولی سمجھتا ہے ۔ تو ز صاحبدل ۔ کسی شیخ سے اس رذیلہ کا انجام دریافت کر لے ۔

[2] تانہ شد ۔ جب انسان کا کوئی رذیلہ زائل ہوتا ہے تب وہ سمجھتا ہے کہ وہ رذیلہ کس قدر خطرناک تھا ۔ تانہ تمہ ۔ ہر چیز ضد کے ذریعہ پہچانی جاتی ہے ۔ خدمت اکسیر جو تیری حقیقت بدل دے وہ اکسیر ہے تو اس کے لئے بمنزلہ تانبے کے ہے ۔ روز و شب ۔ دن رات کو دنیا سے گریزاں پاتا ہے صاحبدل بھی دنیا سے گریزاں اور متنفر ہوتا ہے ۔

[3] ورنہ ۔ اگر تو اہل اللہ پر تہمت دھریگا تو حقیر ترین بن جائیگا ۔ شیطان کا تابع ہو جائیگا ۔ کرامات ۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بزرگوں پر تہمت دھرنا ہلاکت کا سبب ہے ۔ رات مروی ۔ اس کا اعتماد و بھروسہ بھرو وقناعت پر تھا ۔ یا وہ گم ۔ ضائع ۔ اورا ۔ یعنی مالک نے اس سوئے ہوئے فقیر کو بھی ڈھونڈا و دکھایا ۔ صاحب درم ۔ یعنی جس کی اشرفیاں گم ہوئی تھیں ۔ چرمداں ۔ چمڑے کی تھیلی یعنی ہمیان ۔ جستیم ۔ راستیم ہم نے سب کی تلاشی لی ۔

دلق بیروں کن بر ہنہ شو ز دلق
گدڑی اتار دے ، گدڑی سے ننگا ہو جا

تاز تو فارغ شود اوہام[1] خلق
تاکہ لوگوں کے شکوک تجھ سے رفع ہوں

گفت یارب مر غلامت را نحساں
اس (درویش) نے کہا اے خدا تیرے غلام کو کمینوں نے

متہم کردند فرماں در رساں
متہم کیا، حکم فرما دے

یا غیاثی عند کل کربۃ
اے ہر مصیبت میں میرے فریاد رس !

یا معاذی عند کل شدۃ
اے ہر مصیبت میں میری پناہ !

یا مجیبی عند کل دعوۃ
اے ہر پکار پر میرے جواب دینے والے !

یا ملاذی عند کل محنۃ
اے ہر مشقت میں میرے ملجا !

چوں بدرد آمد دل درویش زاں
جب اس (تہمت) سے درویش کے دل کو تکلیف پہنچی

سر بروں کردند ہر سو در زماں
فوراً ہر جانب سے سر نکالا

ماہیانِ بے حد از دریائے ژرف
گہرے دریا سے بے حد مچھلیوں نے

درد بانِ ہر یکے دُرِّ شگرف
ہر ایک کے منہ میں عجیب موتی

صد ہزاراں ماہی از دریائے پر
بھرے دریا سے لاکھوں مچھلیوں نے

درد بانِ ہر یکے دُرے چہ دُر
ہر ایک کے منہ میں موتی کیسا (اچھا) موتی

ہر[2] یکے دُرِّ خراجِ مملکتے
ہر ایک موتی ایک سلطنت کی آمدنی

کز آلہ ست ایں ندارد شرکتے
کیونکہ اللہ کی جانب سے ہے جو شرکت سے پاک ہے

دُرِّ چند انداخت در کشتی و جست
چند موتی کشتی میں پھینکے اور جست لگائی

مر ہوارا ساخت کرسی و نشست
ہوا کو کرسی بنایا اور بیٹھ گیا

خوش مربع چوں شہاں بر تخت خویش
اچھی چوکڑی لگا کر بادشاہوں کی طرح اپنے تخت پر

او فراز اوج و کشتی اش بہ پیش
وہ بلندی کی اونچائی پر اور کشتی اس کے آگے

گفت[3] او کشتی شما را حق مرا
اس نے کہا وہ کشتی تمہاری ہے میرا خدا ہے

تانبا شد با شما دُز وگدا
تاکہ تمہارے ساتھ چور فقیر نہ رہے

تا کرا باشد خسارت زیں فراق
دیکھو اس جدائی سے کس کا نقصان ہو

من خوشم بجفت حق واز خلق طاق
میں اللہ کے ساتھ اور مخلوق سے علیحدہ خوش ہوں

نے مرا او تہمت دُزدی نہد
نہ وہ مجھ پر چوری کی تہمت لگاتا ہے

نے مہارم را بغمازے دہد
نہ میری نکیل چغلخور کے ہاتھ میں دیتا ہے

[1] اوہام خلق۔ لوگوں کو تیرے اوپر بھی چوری کا گمان ہے۔ فرماں در رساں۔ کوئی حکم جاری فرما دے۔ غیاث۔ مدد کرنے۔ مصیبت۔ معاذ جائے پناہ۔ مجیب۔ جواب دینے والا ملاذ جائے پناہ۔ محنۃ۔ مشقت۔ چوں جب فقیر کے دل سے آہ نکلی تو دریا میں چاروں طرف سے مچھلیاں نمودار ہوئیں۔ ژرف گہرا۔ در سے چہ در یعنی عجیب و غریب موتی۔

[2] مچھلی کے منہ میں ایسا بے مثل اور قیمتی موتی تھا جس کی قیمت ایک ملک کی آمدنی کی برابر تھی چونکہ وہ بے مثل اللہ کی جانب سے تھا اسلئے خود بھی بے مثل تھا۔ چند درویش نے مچھلیوں سے چند موتی لے کر کشتی میں پھینک دیئے اور خود شاہوں کیطرح ہوا میں چوکڑی لگا کر بیٹھ گیا۔ مربع۔ چوکڑی مار کر بیٹھنا۔ فراز۔ اونچائی۔ اوج۔ بلندی

[3] گفت۔ ہوا میں معلق ہو کر اس فقیر نے کہا میں تمہاری کشتی میں نہ بیٹھوں گا تاکہ تم مجھ، چور فقیر کے ساتھ نہ ہوتا کرا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جدائی تمہارے لئے مضر ہے یا میرے لئے اب میرا اللہ کا جوڑ ہے اور مخلوق سے میں علیحدہ ہوں۔ نے مرا خدا نہ مجھ پر تہمت باندھتا ہے نہ مجھے سوال کرنا ہے۔ فمار۔ چغلخور۔

بانگ کردند اہل کشتی کاے ہمام! — از چہ دادندت چنیں عالی مقام

کشتی والے چیخے ! اے بزرگ ! — تجھے یہ بلند مقام کس وجہ سے دیا ہے ؟

گفت از تہمت نہادن بر فقیر — وز حق آزادی پئے چیزے حقیر

اس نے کہا ، فقیر پر تہمت لگانیکی وجہ سے — اور معمولی چیز کے لئے اللہ کو ستانے کیوجہ سے

حاش للہ بل ز تعظیم شہاں — کہ نبودم بر فقیراں بد گماں

خدا بچائے ، بلکہ شاہوں کی تعظیم کرنے سے — کہ میں فقیروں پر بد گمان نہ تھا

آں ۲ فقیرانِ لطیف و خوش نفس — کز پئے تعظیم شاں آمد عبس

وہ پاکیزہ اور نیک دم فقیر — جنکی تعظیم کیلئے سورہ عبس نازل ہوئی ہے

آں فقیری بہری پیچاپیچ نیست — بل پئے آنکہ بجز حق ہیچ نیست

وہ فقیری اینچ پینچ کے لئے نہیں ہے — بلکہ اسلئے ہے کہ خدا کے علاوہ کچھ نہیں ہے

متہم چوں دارم آنہا راکہ حق — کرد امینِ مخزن ہفتم طبق

میں ان کو کیسے متہم بنا سکتا ہوں جبکہ اللہ نے — ساتوں طبقوں کے خزانے کا امین بنایا ہے

متہم نفسِ ست نے عقلِ شریف — متہم حسِ ست نے نورِ لطیف

متہم نفس ہے نہ کہ شریف عقل — متہم حس ہے نہ کہ پاکیزہ نور

نفسِ ۳ سوفسطائی آمد میزنش — کش زدن سازد نہ حجت گفتنش

نفس سوفسطائی ہے اس کی سرزنش کر — کیونکہ مارنا ہی اس کے لائق ہے نہ اس سے دلیل بیان کرنا

معجزہ بیند فروزد آں زماں — بعد ازاں گوید خیالے بود آں

معجزہ دیکھتا ہے اس وقت منور ہو جاتا ہے — اس کے بعد کہہ دیتا ہے وہ خیال تھا

در حقیقت بود آں دیدِ عجب — چوں مقیم چشم نامد روز و شب

اگر وہ عجیب نظارہ حقیقت تھا — تو دن رات آنکھ میں کیوں ٹھہرا ؟

ایں مقیمِ چشمِ پاکاں می بود — نے قرینِ چشمِ حیواں می شود

وہ پاکبازوں کی آنکھ میں ٹھہرتا ہے — حیوان کی آنکھ کا ساتھی نہیں بنتا ہے

ایک خیال سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر حقیقت ہوتا تو مستقل طور پر نظر آنا چاہیے تھا۔ حضرت موسیٰ کی لاٹھی اگر حقیقتاً سانپ ہی تھی تو ہمیشہ سانپ نظر آتی چاند اگر حقیقتاً شق ہوا تھا تو ہمیشہ پھٹا ہوا نظر آنا چاہیے تھا۔ ایں مقام۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ان کی آنکھیں چونکہ ناپاک ہیں لہٰذا معجزہ جیسی پاک چیز انمیں نہیں ٹھہرتی ہے۔ پاک نگاہوں میں وہ حقیقت ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ مور جیسا حسین پرندہ تاریک کنویں میں نہیں ٹھہر سکتا ہے۔

---

۱ ہمام۔ سردار بزرگ عالی مقام۔ یہ کرامت کہ ہوا کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

۲ گفت از تہمت۔ درویش نے طنزاً کہا۔ یہ مقام فقیروں پر تہمت دھرنے اور معمولی چیز پر اللہ کا دل دکھانے سے ملا ہے۔ حاش۔ اللہ۔ پہلی بات تو طنزاً کہی تھی اب کرامات کا صحیح سبب بتایا۔

۲ آں فقیراں۔ جن فقراء کی تعظیم سے یہ مقام حاصل ہوا ہے وہ پاک نفس فقراء ہیں جن کی تعظیم میں سورہ عبس نازل ہوئی جبکہ آنحضور نے ایسے ہی ایک فقیر سے ذرا بے التفاتی کا معاملہ کیا تھا۔ عبس۔ آنحضور سرداران قریش سے گفتگو فرما رہے تھے اس اثناء میں عبداللہ بن ابن مکتومؓ نابینا آگئے اور کچھ سوال کر بیٹھے۔ آنحضور کو یہ ناگوار گزرا اس پر سورہ عبس نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضور پر اپنی ناگواری کا اظہار کیا۔ آں فقیری۔ اللہ والوں کی فقیری صرف تعلق مع اللہ کے لئے ہے نہ لوگوں کو پھنسانے کیلئے۔ کردا میں۔ جب اللہ کے نزدیک امین ہیں تو ان پر چوری کی تہمت کیسی۔ متہم۔ یہ بزرگ قسم۔ عقل اور نور ہیں جو تہمت سے بری ہیں۔

۳ نفس۔ سوفسطائی فلاسفہ کا ایک فرقہ ہے جو اشیاء کی حقیقت کو نہیں مانتا ہے۔ ان میں سے اور یہ فرقہ ہے جو ہر دلیل کے بارے میں بھی یہ کہہ دیتا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا ان کے بارے میں متکلمین نے کہا کہ ان کے لئے صرف پانچویں کتاب یعنی لاٹھی دلیل ہے جب پٹیں گے تو اس حقیقت کے قائل ہو جائیں گے۔ معجزہ۔ یہ لوگ معجزہ کو بھی ایک حقیقت نہیں مانتے ہیں بلکہ محض

کاں عجب زیں حبس دارد عار و ننگ
کیونکہ وہ عجیب (نظارہ) اس حبس سے ذلت اور خواری محسوس کرتا ہے

کے بود طاؤس اندر چاہِ تنگ
مور تنگ کنویں میں کب رہتا ہے ؟

تا نگوئی [1] مر مرا بسیار گو
تو مجھے ہرگز باتیں بنانے والا مت کہہ

من ز صد یک گویم و آں ہم چو مو
میں سو میں سے ایک کہتا ہوں اور وہ بھی برابر

تشنیعِ صوفیاں پیشِ شیخ بر اں صوفی کہ بسیاری گوید و می خورد

صوفیوں کا ایک شیخ کے سامنے اس صوفی کو طعنہ دینا کہ وہ بہت بولتا ہے اور بہت کھاتا ہے

صوفیاں بر صوفیے شنعت زدند
صوفیوں نے ایک صوفی کی برائی کی

پیشِ شیخِ خانقا ہے آمدند
(اور) ایک خانقاہ کے شیخ کے سامنے آئے

شیخ را گفتند دادِ جانِ ما
شیخ سے کہا ، ہمارا انصاف

تو ازیں صوفی بجو اے پیشوا
اس صوفی سے کر دیجئے ، اے پیشوا !

گفت آخر چہ گلہ است اے صوفیاں
اس نے کہا ، اے صوفیو ! آخر کیا شکایت ہے ؟

گفت ایں صوفی سہ خو [2] دارد گراں
ایک نے کہا ، یہ صوفی تین بری عادتیں رکھتا ہے

در سخن بسیار گو ہمچوں جرس
بات کرنے میں گھنٹے کی طرح بکواسی ہے

در خورش افزوں خور داز بست کس
کھانے میں بیس آدمیوں سے زیادہ کھا جاتا ہے

ور بخسپد ہست چواں اصحابِ کہف
اگر سو جائے تو اصحاب کہف کیطرح ہے

صوفیاں کردند پیشِ شیخ زحف
صوفیوں نے شیخ کے سامنے تیزی دکھائی

شیخ رو آورد سوئے آں فقیر
شیخ نے اس فقیر کی طرف رخ کیا

کہ زہر حالیکہ ہست او ساط گیر
کہ ہر حالت میں وسط اختیار کر

در خبر [3] خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُهَا
حدیث شریف میں ہے کہ تمام باتوں میں سے درمیانی درجہ بہتر ہے

نافعِ آمد زا عتدال اخلاطہا
خلطوں کا اعتدال مفید ہے

گر یکے خلطے فزوں شد از عَرَض
عارض کی وجہ سے اگر ایک خلط بڑھ جائے

در تنِ مردم پدید آید مَرَض
انسان کے بدن میں مرض پیدا ہو جاتا ہے

بر قرینِ خویش میفزا در صفت
صفت میں ساتھی سے نہ بڑھ

کاں فراق آرد یقیں در عاقبت
کیونکہ یہ یقیناً انجام کار جدائی پیدا کر دیتا ہے

نطقِ موسیٰ بود با اندازہ لیک
حضرت موسیٰ کی گفتگو اندازہ کے مطابق تھی لیکن

ہم فزوں آمد ز گفتِ یارِ نیک
نیک دوست کی گفتگو سے بڑھ گئی

---

[1] تا نگوئی۔ میری ناصحانہ تقریروں کی وجہ سے مجھ پر بسیار گوئی کا الزام نہ لگانا اس لئے کہ بسیار گوئی ایک نسبتی چیز ہے میرے اعتبار سے یہ بسیار گوئی نہیں ہے میں تو سو نصیحتوں میں بقدر ایک نصیحت کے بات کر رہا ہوں۔ تشنیع۔ برائی سے منسوب کرنا۔ اس حکایت کا مقصد بھی یہ ہے کہ اس درویش کی بسیار خوری اور بسیار گوئی اعتراض کرنیوالوں کی نسبت سے تھی خود اس کے اعتبار سے نہ تھی۔ شنعت۔ عیب طعن داد۔ انصاف۔

[2] سہ خو۔ یعنی اس فقیر میں تین بری عادتیں ہے۔ زیادہ باتیں کرتا ہے۔ زیادہ کھاتا ہے۔ زیادہ سوتا ہے۔ اصحاب کہف۔ یہ بزرگ غار میں صدیوں سے سو رہے ہیں۔ زحف۔ تیزی سے چلنا حملہ کرنا۔ ہر حالیکہ۔ یعنی ہر معاملہ میں درمیانی راہ اختیار کرنی چاہیے۔

[3] در خبر۔ حدیث شریف ہے خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُهَا یعنی ہر معاملہ میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔ اخلاطہا۔ بدن کی چاروں خلطیں سودا، صفرا، خون، بلغم، اگر اعتدال پر رہتی ہے تو صحت رہتی ہے ورنہ انسان مریض ہو جاتا ہے عرض یعنی کسی عارض کی وجہ سے در صفت یعنی جس طرح ساتھی کوئی کام کرے ویسا ہی تو کر اس سے بڑھ کر نہ کرو ورنہ اختلاف پیدا ہو جائیگا۔ نطق موسیٰ۔ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کی باہمی گفتگو میں اگرچہ حضرت موسیٰ کی گفتگو اپنے اندازہ کے مطابق تھی لیکن حضرت خضر کے اعتبار سے وہ زیادہ تھی اسلئے جدائی ہوئی۔ یا زیادہ۔ اس سے حضرت خضر مراد ہے اور اگر اللہ تعالیٰ مراد ہو تو اس گفتگو کیطرف اشارہ ہے جو کوہ طور پر اللہ سے ہوئی تھی۔

آں فزونی با خضر آمد شقاق — گفت تو مُکوِی ھٰذا فراق
وہ بڑھوتری (حضرت) خضر سے جدائی بنگئی — انہوں نے کہدیا تو زیادہ بات کرتا ہے اب جدائی ہے

موسیا بسیار گوئی [1] در گذر — چند گوئی رو وصال آمد بسر
اے موسیٰ! تم بہت بولتے ہو، معاف کرو — کتنا بولو گے؟ جاؤ ساتھ ختم ہوا

موسیا بسیار گوئی خیز و رو — ورنہ با من گنگ باش و کور و شو
اے موسیٰ! تم بہت بولتے ہو، اٹھو اور جاؤ — ورنہ میرے ساتھ گونگے اور اندھے بنو

ور نرفتی وز ستیزہ شستۂ — تو بمعنیٰ رفتہ و بگسستہ
اگر تم نہ گئے، اور ضد سے بیٹھے رہے — تو تم باطنی طور پر چلے گئے ہو اور علیحدہ ہو گئے ہو

چوں حدث کردی تو ناگاہ در نماز — گویدت سُوئے طہارت رَو بتاز
جب تم اتفاقاً نماز میں ناپاک ہو گئے — وہ نماز تم سے کہتی ہے پاکی کے لئے جاؤ دوڑو

ور نرفتی خشک جنباں می شوی — خود نمازت رفت بنشیں اے غوی
اگر تم نہ گئے تو خالی حرکت کرنے والے ہو — اے گمراہ! جب تیری نماز جاتی رہی بیٹھ جا

رُو برِ [2] آنہا کہ ہم جُفتِ تواند — عاشقان و تشنۂ گفتِ تواند
ان کے پاس جا، جو تیرے جوڑ کے ہیں — تمہاری باتوں کے عاشق اور پیاسے ہیں

پاسباں بر خوابنا کاں بر فزود — ماہیاں را پاسباں حاجت نہ بود
پہرہ دار کی سوئے ہوؤں پر بخشش ہے — مچھلیوں کو پہرے دار کی ضرورت نہ تھی

جامہ پوشاں را نظر بر گاز رست — جانِ عریاں را تجلّی زیور ست
کپڑا پہننے والوں کی نظر دھوبی پر ہے — عریاں جان کے لئے تجلّی زیور ہے

یاز عریاناں بیک سُو بازرَو — یا چو ایشاں فارغ از تن جامہ شو
یا ننگوں سے علیحدہ ہو کر چل — یا ان کی طرح بدن کے کپڑے سے بے نیاز بن

ورنمی تانی کہ کل عریاں شوی — جامہ کم کُن تارہِ اوسط رَوی
اگر تو نہیں کر سکتا کہ بالکل ننگا ہو — تو کپڑے کم کر دے تاکہ تو درمیانی رہ چلے

عُذر گفتن فقیر با آں شیخ خانقاہ
خانقاہ کے شیخ سے فقیر کا عذر کرنا

پس فقیر آں شیخ را اَحوال گفت — عُذر را با آں غرامت کرد جفت
پھر درویش نے اس شیخ سے احوال کہے — اس الزام کے ساتھ عذر کو ملایا

[1] در گذر۔ معاف کر۔ وصال۔ یعنی ساتھ رہنا۔ ورنہ جو کچھ میں کہوں اس کے بارے میں سوال نہ کرو جو دیکھو اس پر اعتراض نہ کرو۔ شستہ۔ نشستہ کا قاف سے۔ بمعنیٰ۔ یعنی میری مرضی کے بغیر ساتھ بھی رہو گے تو بھی باطنی طور پر مجھ سے علیحدہ ہو گئے ہو۔ چوں حدث۔ اگر نماز میں کوئی ناپاک ہو جائے اور وہ پھر رکوع سجدے کرتا رہے تو بیکار ہے محض اٹھک بیٹھک سے نماز نہیں ہے۔

[2] رو برآنہا۔ جو تیری طرح بسیار گو ہوں اور تیری طرح بسیار گوئی کے عاشق و مشتاق ہوں انکے ساتھ رہ۔ پاسباں۔ جب اخادہ اور استفادہ ختم ہو گیا تو حاضری محض پہرہ داری ہے جس کی اہل اللہ کو ضرورت نہیں پہرہ داری کی ضرورت سونیوالوں کو ہوتی ہے اہل اللہ ہر وقت بیدار رہتے ہیں۔ جامہ پوشاں۔ کپڑے پہننے والوں اور دھوبی کا جوڑ ہے ننگے اور دھوبی کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔

[3] یاز عریاناں۔ یا تو تم بھی علائق دنیوی قطع کر کے اہل اللہ کی صحبت اختیار کرو ورنہ ان سے علیحدگی اختیار کر لو۔ ورنمی تانی۔ اگر بالکلیہ دنیا سے غیر متعلق نہیں ہو سکتے ہو تو تعلق کو کم کرو۔ غرامت۔ تاوان الزام۔

ہر سُوالِ شیخ را داد اُو جواب
شیخ کے ہر سوال کا اس نے جواب دیا

چوں جوابات خضرؑ خوب وصواب
(حضرت) خضرؑ کے جیسے اچھے اور صحیح جواب

آں جوابات سوالاتِ کلیم
(حضرت موسیٰ) کلیم کے سوالوں کے جواب

کشف خضرؑ بنمود از ربِّ علیم
جو ان کو خدائے علیم کی جانب سے (حضرت) خضرؑ نے دیئے

گشت مُشکلہاش حل وافزوں زیاد
ان کی مشکلیں حل ہو گئیں اور مزید (یہ کہ)

از پئے ہر مُشکلش مفتاح داد
ان کی ہر مشکل کی ایک کنجی دے دی

از خضرؑ درویش ہم میراث داشت
درویش بھی (حضرت) خضرؑ کی میراث رکھتا تھا

در جوابِ شیخ ہمّت بر گماشت
شیخ کے جواب میں توجہ کی

گفت راہِ اوسط ار چہ حکمت ست
(درویش نے) کہا درمیانی راہ اگرچہ دانائی ہے

لیک اوسط نیز ہم بانسبت ست
لیکن (کسی چیز کا) اوسط ہونا بھی نسبتی ہے

آبِ ۲ جو نسبت باشتر ہست کم
نہر کا پانی اونٹ کی نسبت سے کم ہے

لیک باشد موش را آں ہمچو یم
لیکن چوہے کے لئے وہ سمندر کی طرح ہے

ہر کِرا باشد وظیفہ چار ناں
جس کی یومیہ خوراک چار روٹیاں ہوں

دو خورد یا سہ خورد ہست اوسط آں
دو کھائے یا تین کھائے وہ اوسط ہے

ور خورد ہر چار دوراز اوسط ست
اگر وہ چار کھائے اوسط سے دور ہے

اُو اسیر حرص مانندِ بَط ست
وہ بطخ کی طرح حرص کا قیدی ہے

ہر کہ اُورا اشتہا دہ ناں بُود
جس کی بھوک دس روٹی کی ہو

شش خورد میداں کہ اوسط آں بُود
وہ چھ کھائے تو سمجھ لے کہ وہ اوسط ہے

چوں ۳ مرا پنجاہ نان ست اشتہے
جب مجھے پچاس روٹیوں کی بھوک ہے

مرا ترا شش گردہ ، ہمدستیم نے
تجھے چھ روٹیوں کی ہم برابر ہیں ؟ نہیں

تو بدہ رکعت نماز آئی ملول
تو دس رکعت نماز میں تھک جاتا ہے

من بپا نصد ورمنہ آیم در نحول
میں پانچو سے بھی کمزور نہیں ہوتا

آں یکے تا کعبہ حافی می رَوَد
وہ ایک کعبہ تک ننگے پیر جاتا ہے

دیں یکے تا مسجد از خود می شود
اور یہ ایک مسجد تک بے خود ہو جاتا ہے

۱ جوابات۔ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کو تسلی بخش جواب دیئے تھے۔ آں۔ جوابات۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے سوالات کے جواب اللہ تعالیٰ نے حضرت خضرؑ کی زبان سے دلائے۔ گشت۔ حضرت موسیٰ کو جس قدر اشکالات پیش آئے تھے وہ ان کے لئے یادداشت سے بھی زیادہ حل ہو گئے اور اشکال کے کھولنے کی کنجی انکے ہاتھ آ گئی۔ از خضرؑ اس درویش کو بھی جوابدہی کے میراث حضرت خضرؑ سے حاصل تھی۔ ہمت۔ باطنی توجہ۔ گفت۔ درویش نے جواب میں کہا بیشک درمیانی راہ دانائی کی بات ہے لیکن کسی چیز کا درمیانی ہونا نسبتی بات ہے۔ ہر چیز کسی چیز کے اعتبار سے درمیانی ہے کسی چیز کے اعتبار سے کم ہے اور کسی چیز کے اعتبار سے زیادہ۔

۲ آبِ جو۔ پہلے قصبہ میں نہر کا پانی اونٹ کے اعتبار سے بہت زیادہ تھا۔ ہر کرا۔ جس کی خوراک چار روٹیاں ہوں اگر وہ دو یا تین کھائے تو درمیانی بات ہے اور اگر چار کھائے تو اوسط اور درمیانی بات نہ ہوگی۔ بط۔ بطخ ہر وقت کھاتی ہے۔ ہر کہ۔ جس کی خوراک دس روٹیاں ہیں اگر وہ چھ کھائے تو اوسط اور درمیانی بات ہے۔

۳ چوں مرا۔ پچاس روٹیاں کھانے والا اور چھ روٹیوں کی خوراک والا برابر نہیں ہیں۔ تو بدہ رکعت۔ ایک شخص نماز کی دس رکعتوں میں تھک جاتا ہے۔ تو دس رکعتیں اس کے اعتبار سے زیادہ ہیں ایک شخص پانچسو رکعتیں پڑھ کر بھی نہیں تھکتا اس کے اعتبار سے یہ دس رکعتیں کم ہیں۔ آں یکے ایک شخص کعبہ تک ننگے پیر جا سکتا ہے تو کعبہ تک ننگے پیر جانا اس کے اعتبار سے افراط نہیں ہے دوسرا شخص جو محلہ کی مسجد تک بھی ننگے پیر نہ جا سکے اس کے اعتبار سے وہ افراط ہے۔

آں یکے در پاکبازی جاں بداد — ویں دگر جاں کند تا یک ناں بداد
ایک نے پاکبازی میں جان دے دی — دوسرے کی جان نکلتی ہے یہاں تک کہ ایک روٹی دی

ایں وسط در با نہایت می رود — کہ مرورا اول و آخر بود
یہ وسط محدود چیزوں میں چلتا ہے — جن کا اول اور آخر ہو

اوّل و آخر بباید تا دراں — در تصور گنجد اوسط یا میاں
اول اور آخر چاہیے تاکہ ان میں — اوسط یا بیچ متصور ہو سکے

بے نہایت چوں ندارد دو طرف — کے بود او را میانہ منصرف
لا محدود چونکہ دونوں کنارے نہیں رکھتا ہے — تو اس کے لئے (افراط تفریط) سے بنا اور میان کب ہو سکتا ہے؟

اوّل و آخر نشانش کس نداد — گفت لو کان لہ البحر مداد
اس کے اول اور آخر کا کسی نے پتہ نہیں دیا — فرمایا، خواہ اس کی روشنائی سمندر ہوں

ہفت دریا گر شود کلی مدید ۲ — نیست مر پایاں شدن را ہیچ امید
پورے سات سمندر اگر روشنائی بنیں — ختم ہونے کی کوئی امید نہیں ہے

باغ و بیشہ گر بود یک سر قلم — زیں سخن ہرگز نگردد ہیچ کم
باغ اور جنگل اگر سب قلم بن جائیں — اس بات کا ہرگز کچھ کم نہ ہو گا

آں ہمہ حبر و قلم فانی شود — ویں حدیثِ بے عدد باقی بود
یہ سب روشنائی اور قلم فنا ہو جائینگے — یہ ان گنت بات باقی رہے گی

حالتِ من خواب را ماند گہے — خواب پندارد مر اورا گمرہے
کبھی میری حالت نیند کی جیسی ہوتی ہے — اس کو گمراہ نیند سمجھتا ہے

چشم من خفتہ دلم بیدار داں — شکل ۳ بیکارِ مرا بر کار داں
میری آنکھ کو سویا ہوا، میرے دل کو بیدار سمجھ — میری بے کار صورت کو با کار سمجھ

گفت پیغمبرؐ کہ عَیْنَایَ تَنَامُ — لَا یَنَامُ قَلْبِیْ عَنْ رَبِّ الْاَنَامُ
پیغمبرؐ نے فرمایا میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں — میرا دل مخلوق کے پروردگار سے نہیں سوتا ہے

گفت پیغمبر کہ خُسپد چشم من — لیک کے خُسپد دلم اندر وسن
پیغمبرؐ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں — لیکن نیند میں میرا دل کب سوتا ہے؟

۱ آں یکے۔ ایک پاکباز کے لئے جان دینا آسان ہے بخیل کی روٹی دینے میں جان نکلتی ہے۔ ایں وسط۔ ابتک تو اس درویش نے یہ سمجھایا تھا کہ میری خوراک انکے اعتبار سے وہ وسط درجہ ہے اب گفتگو کے بارے میں جواب دیتا ہے۔ کہ درمیان اس چیز کا ہوتا ہے جس کی ابتدا اور انتہا ہو تو اس چیز کا وسط اور درمیان متعین ہو سکتا ہے۔ لیکن لامحدود اور لا متناہی کا وسط متعین نہیں کیا جا سکتا کلمہ اور کلام لامحدود ہے۔ لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا یعنی آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب کے کلمات لکھنے کے لئے اگر سمندر روشنائی بنے تو سمندر ختم ہو جائیگا قبل اس کے کہ اللہ کے کلمات ختم ہوں۔ اگرچہ اس جیسا اور سمندر مدد کیلئے لائیں یہ اللہ کے کلمات کے لئے آیت ہے لیکن مولانا نے اس سے مطلق کلمہ اور کلام مراد لیکر استدلال ذکر کر دیا ہے۔

۲ مدید۔ مداد کا لغت ہے۔ روشنائی۔ باغ و بیشہ۔ تمام باغوں اور جنگلوں کی لکڑیوں کے قلم بنائے جائیں حبر روشنائی۔ حدیث بے عدد اللہ کے کلمات۔ حالت۔ اب اس درویش نے اپنی نیند کے بارے میں اعتراض کا جواب شروع کیا ہے۔

۳ شکل بیکار۔ یعنی جبکہ میں بظاہر سویا ہوا ہوں اس وقت بھی دل یاد خدا میں ہوتا ہے۔ گفت۔ حدیث شریف ہے۔ تنام عینای ولا ینام قلبی میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا ہے۔ وسن۔ نیند

چشم تو بیدار و دل رفتہ بخواب
تیری آنکھیں بیدار ہیں اور دل نیند میں ہے

چشم من خفتہ دلم در فتح باب
میری آنکھیں سوئی ہوئی ہیں میرا دل غیب میں مشغول ہے

مر دلم را پنج حسِ دیگر ست
میرے دل کے دوسرے پانچ حواس ہیں

حسِ دل راہر دو عالم منظر ست
دل کے حس کیلئے دونوں عالم منظور نظر ہیں

تو زضعف ۲ خود مکن در من نگاہ
تو اپنی کمزوریوں سے مجھے نہ دیکھ

برتو شب برمن ہماں شب چاشتگاہ
تیرے لئے رات ہے مجھ پر وہی رات صبح ہے

برتو زنداں برمن آں زنداں چو باغ
تیرے لئے قید خانہ ہے میرے لئے قید خانہ باغ جیسا ہے

عین مشغولی مرا گشتہ فراغ
تو بالکل مشغول ہے مجھے فراغت حاصل ہے

پائے تو در گل مرا گل گشتہ گل
تیرا پیر کیچڑ میں ہے میرے لئے کیچڑ پھول ہے

مر ترا ماتم مرا سور و دُہُل
تیرے لئے سوگ میرے لئے خوشی اور ڈھول ہے

در زمینم با تو ساکن در محل
میں زمین پر تیرے ساتھ ایک جگہ پر ہوں

می دَوَم بر چرخِ ہفتم چوں زحل
ساتویں آسمان پر زحل کی طرح دوڑتا ہوں

ہمنشینت من نیم سایہ من ست
میں تیرا ہم نشین نہیں ہوں، میرا سایہ ہے

بر تراز اندیشہا پایہ من ست
میرا مرتبہ خیالات سے بالا تر ہے

زانکہ من زاندیشہا بگذشتہ ام
کیونکہ میں خیالات سے بالا تر ہو گیا ہوں

خارج اندیشہ پویاں گشتہ ام
میں خیال (کی حد) سے باہر دوڑتا ہوں

حاکمِ ۳ اندیشہ ام محکوم نے
میں خیال پر حاکم ہوں محکوم نہیں ہوں

زانکہ بنّا حاکم آمد بر بُنے
کیونکہ بنانے والا عمارت پر حاکم ہوتا ہے

جملہ خلقاں فکرۂ اندیشہ اند
تمام مخلوق فکر کی محکوم ہے

زاں سبب خستہ دل و غم پیشہ اند
اس لئے دل شکستہ اور غمگین ہے

قاصداً خود رابا ندیشہ دہم
میں قصداً اپنے آپ کو فکر کے سپرد کر دیتا ہوں

چوں بخواہم از میاں شاں برجہم
جب چاہتا ہوں ان کے درمیان سے کود جاتا ہوں

من چو مُرغِ او جم اندیشہ مگس
میں بلندی کا پرندہ ہوں، فکر کی مکھی ہے

کے بُوَد بر من مگس رادسترس
مجھ پر مکھی کے دسترس کب ہو سکتی ہے؟

۱ چشم تو بیدار۔ درویش نے معترض سے کہا۔ فتح باب یعنی اسرار الٰہی کے دروازہ کی کشادگی۔ مردلم۔ حواس ظاہری کے علاوہ میرے دل کے بھی حواس ہیں۔ حواس ظاہری عالم دنیا کا ادراک کرتے ہیں دل کے حواس کا عالم آخرت منظر ہے۔ منظر۔ دیکھنے کی جگہ۔

۲ توزضعف۔ یعنی تو اپنی حالت پر مجھے قیاس نہ کر تیرا دل خوابیدہ ہے میرا دل بیدار ہے تو تیری شب میری صبح ہے دنیاوی مشاغل تیرا قید خانہ ہیں میں اس دنیا میں بھی باغ میں ہوں مشاغل دنیوی سے آزاد ہوں مشاغل دنیوی میں تو مشغول ہے میں ان سے فارغ ہوں۔ پائے۔ تو تو دنیا میں پھنسا ہوا ہے اور یہی دنیا میرے توجہ الی الحق کا ذریعہ ہے تو یہ تیرے لئے سوگ میرے لئے خوشی اور خوشی کا ذریعہ ہے۔ دہل۔ ڈھول جو عموماً شادیوں میں بجایا جاتا ہے۔ در زمینم۔ میں دنیا میں رہتے ہوئے بھی عالم بالا کی سیر کرتا ہوں۔ سایہ من ست۔ میرا جسم ناسوتی تیرا ہم نشین ہے جو بمنزلہ سایہ کے ہے اور اصل روح ہے جو وحدت کی وجہ سے فکر و اندیشہ سے بالاتر ہے۔

۳ حاکم اندیشہ۔ مجھے اپنے خیالات پر پورا قابو ہے جس طرح بنانے والے کو عمارت پر قابو ہوتا ہے۔ جملہ خلقاں۔ عام لوگ اپنے خیالات تابع ہوتے ہیں اسی لئے غم و فکر میں مبتلا رہتے ہیں۔ قاصداً۔ اولیاء اللہ اپنے اوپر استغراق وغیرہ کی کیفیات طاری کرتے رہتے ہیں۔ من چو۔ بلند پرواز پرند پر مکھی نہیں بیٹھتی ہے۔

قاصداً [1] زیر آیم از اوجِ بلند
میں کبھی قصداً بلند اونچائی سے نیچے آجاتا ہوں

تا شکستہ پائگاں بر من تنند
تاکہ شکستہ پا لوگ میرے چاروں طرف جمع ہو جائیں

چوں ملالم گیرد از سفلی صفات
نچلی صفات سے جب میں ملول ہو جاتا ہوں

بر پرم ہمچوں طیورا الصافات
الصافات پرندوں کی طرح اوپر اڑ جاتا ہوں

پر من رستست ہم از ذاتِ خویش
میرے پر اپنی ذات سے اگے ہیں

بر نچفسانم دو پر من با سریش
میں اپنے دونوں پر سریش سے نہیں چپکاتا ہوں

جعفر [2] طیارؓ را پر عاریہ است
(حضرت) جعفر طیارؓ کے پر چالو ہیں

جعفر طرّار را پر عاریہ است
جعفر طرار کے پر مانگے ہوئے ہیں

نزدِ آنکہ لم یذُق دعویست ایں
جس نے مزا نہ چکھا ہو اس کے لئے یہ باتیں محض دعوی ہیں

نزد سُکانِ اُفق معنیٰ ست ایں
افق کے رہنے والوں کے لئے یہ حقیقت ہے

لاف و دعویٰ باشد ایں پیشِ غُراب
کوے کے سامنے یہ محض دعوی اور ڈنگ ہے

دیگ تی و پُر یکے پیشِ ذُباب
مکھی کے لئے بھری اور خالی دیگ یکساں ہے

چونکہ در تو می شود لُقمہ گہر
جب تجھ میں لقمہ موتی بن جائے

تن مزن چندانکہ بتوانی نجور
پہلو تہی نہ کر جتنا ممکن ہو کھا

شیخ [3] روزے بہرِ دفعِ سوءِ ظن
ایک دن شیخ نے بد گمانی رفع کرنے کیلئے

در لگن قے کرد و پُر دُرشد لگن
سلچی میں قے کر دی اور سلچی موتیوں سے بھر گئی

گوہر معقول را محسوس کرد
عقلی موتیوں کو محسوس کر دیا

پیرِ بینا بہر کم عقلی مرد
بینا پیر نے (اس) شخص کی کم عقلی کیوجہ سے

چونکہ در معدہ شود پاکت پلید
چونکہ معدہ میں تیرا پاک ناپاک بن جاتا ہے

قفل نہ بر حلق و پنہاں کن کلید
حلق پر تالا لگا لے اور کنجی کو چھپا دے

ہر کہ دروے لُقمہ شد نورِ حلال
جس میں لقمہ اللہ تعالیٰ کا نور بنجائے

ہر چہ خواہد گو نجور اُورا حلال
کہہ دے وہ جو بھی چاہے کھائے اس کیلئے حلال ہے

---

[1] قاصداً۔ انبیاء اور اولیاء اپنے مقام سے نزول اختیار کر لیتے ہیں تاکہ عوام ان سے مستفید ہو سکیں۔ چوں ملالم۔ جب عوام کی سطح اختیار کرنے سے ملال پیدا ہوتا ہے تو پھر "اوج اختیار کر لیتے ہیں۔ پر من۔ یہ میرا عروج میرا ذاتی ہے، مستعار نہیں ہے۔

[2] جعفر طیار۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی تھے۔ ۸ھ میں غزوہ موتہ میں چند ہزار فوج کے ساتھ تین لاکھ فوج کا مقابلہ کرتے ہوئے دونوں بازو کٹ جانے کے بعد شہید ہوئے تو آنحضورؐ نے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں دو بازو ایسے عنایت کر دیئے ہیں جن کے ذریعہ وہ جہاں چاہتے ہیں اڑ کر چلے جاتے ہیں اس بشارت کی وجہ سے ان کا لقب طیار بہت اڑنے والا اور ذوالجناحین" دو بازو والا پڑا۔ جعفر طرار۔ جیب تراش جعفر عرب کا بہت چالاک شخص تھا جس نے دو فرضی بازو لگا رکھے تھے۔ نزد۔ اسرار کی یہ باتیں ان لوگوں کے نزدیک محض دعوی ہیں جو اس ذوق سے واقف نہیں اصحاب ذوق کیلئے یہ حقیقت ہیں۔ ایں۔ اسرار کا بیان۔ غراب۔ کوا جو چالاکی میں مشہور ہے۔ دیگ۔ مکھی کے لئے ایک ذرہ خوراک کافی ہے وہ دیگ کے پر خالی ہونے کے فرق کو محسوس نہیں کر سکتے ہیں۔ تی۔ تہی کا مخفف ہے۔ چونکہ جبلہ لذیذ غذا میں شہوانی لوگوں کے اضافہ کا سبب نہ بنیں تو حسب خواہش کھائی جا سکتی ہیں۔

[3] شیخ روزے۔ وہی درویش جو اپنی بسیار خوری کی معذرت کر رہے تھے انہوں نے کھایا ہوا قے کر کے دکھا دیا۔ گوہر معقول کھانے کا گوہر بننا اگرچہ حقیقتاً نہیں ہوتا بلکہ وہ اولیاء کے پیٹ میں پر انوار بنتا ہے لیکن انہوں نے بطور کرامت معنوی موتی ظاہری موتی بنا کر کے دیکھا دیا چونکہ عوام اور رو سلوک طے کرنے والوں کے معدے میں پاک چیز پہنچ کر بھی ناپاک بن جاتی ہے اس لئے ان کو کم خوری چاہیے۔

دربیانِ [1] صدقِ دعویٰ کہ محضِ معنیٰ بُود نزدیکِ صاحب

اس دعوے کی سچائی کے بیان میں جو صاحب حال کے نزدیک حقیقت ہے

حال وذوری بیگانگاں

اور بیگانوں کی اس سے دوری

گر تو ہستی آشنائے جانِ من — نیست دعویٰ سے [illegible]انِ من

اگر تو میری جان سے واقف ہے — میری حقیقت آشیانہ گفتگو دعویٰ [illegible]

گر بگویم نیم شب پیشِ توام — ہیں مترس از شب کہ من خویشِ توام

اگر میں آدھی رات میں کہوں میں تیرے سامنے ہوں — خبردار! رات (ہونیکی وجہ) سے نہ ڈر میں تیرا اپنا ہوں

ایں دو دعویٰ پیش تو معنیٰ بود — چوں شناسی بانگِ خویشاوند خود

یہ دونوں دعوے تیرے لئے حقیقت ہونگے — جبکہ تو اپنوں کی آواز کو پہچانتا ہے

پیشی و خویشی دو دعویٰ بودلیک — ہر دو معنیٰ بود پیشِ فہم نیک

سامنے ہونا اور اپنا ہونا دو دعوے ہیں — دونوں دعوے اچھی سمجھ کیلئے حقیقت ہوں گے

قربِ آوازش گواہی می دہد — کایں دم از نزدیک یارے می جہد

آواز کا قرب گواہی دیتا ہے — کہ یہ آواز کسی دوست کے پاس سے آرہی ہے

لذتِ [2] آوازِ خویشاوند نیز — شُد گوابر صدقِ آں خویشِ عزیز

اپنوں کی آواز کی لذت بھی — اس اپنے پیارے کی سچائی پر گواہ بن گئی

باز بے الہام احمق کوز جہل — می نداند بانگ بیگانہ زاہل

پھر الہام سے محروم احمق جو کہ جہالت سے — غیر کی آواز کو اپنے کی آواز سے نہیں پہچانتا ہے

پیشِ اُو دعویٰ بد گفتارِ اُو — جہلِ اُو شد مایہ انکارِ اُو

اس کے سامنے اس کا دعویٰ (محض) گفتار ہوگی — اس کا جہل اس کے انکار کا سرمایہ ہوگا

پیشِ [3] زیرک کاندرونش نور ہاست — عینِ ایں آواز معنیٰ بُود راست

عقلمند کے سامنے جس کے اندر نور ہیں — بعینہٖ یہ آواز صحیح حقیقت ہوتی ہے

یا بتازی گفت یک تازی زباں — کہ ہمی دانم زبانِ تازیاں

یا کوئی عربی زبان داں عربی میں کہے — کہ میں عربوں کی زبان جانتا ہوں

عینِ تازی گفتنش معنیٰ بُود — گرچہ تازی گفتنش دعویٰ بُود

اس کا عربی میں بولنا حقیقت ہوگی — اگرچہ اس کا عربی میں کہنا دعویٰ ہے

[1] دربیان۔ اب چند مثالیں ایسی دیتا ہیں جن میں خود دعویٰ ہی دلیل ہوتا ہے اور وہ دعویٰ دلیل سے مستغنی ہوتا ہے۔ آفتاب۔ آمد دلیل آفتاب نُرتو ہستی۔ اگر تو صاحب باطن ہے۔ دعویٰ۔ یعنی جو دلیل کا محتاج ہو۔ گفت معنیٰ لان۔ لان [illegible] لانہ بمعنیٰ آشیانہ ہے معنیٰ لان یعنی لانہ معنیٰ اور یہ مضاف و مضاف الیہ گفت کی [illegible] ہے۔ گر بگویم۔ یہ اس کی پہلی مثال ہے۔ بعض دعوے خود اپنی دلیل ہوتے ہیں۔ کسی دوسری دلیل کے محتاج نہیں ہوتے۔ ایں دو دعویٰ یعنی سامنے ہونا اور رشتہ دار ہونا۔ فہم نیک۔ عقل سلیم ان دونوں دعووں کو حقیقت سمجھے گی اور ثبوت کی طالب نہ ہوگی۔

[2] لذت۔ رشتہ دار کی آواز کی لذت دعوے کی گواہ ہے باز بے الہام۔ جو اللہ کی جانب سے الہام سے محروم ہیں وہ اپنے اور بیگانہ کی آواز میں امتیاز نہیں کر سکتے ہیں ان کے سامنے کسی بزرگ کا کچھ کہنا بیکار ہے وہ اپنی نادانی سے فوراً انکار کر دیتے ہیں۔

[3] پیش زیرک۔ جو لوگ عقلمند ہیں اور ان کو حق سے مناسبت ہے وہ فوراً بزرگوں کی بات پر یقین کر لیتے ہیں اور کسی دلیل کے بھی طالب نہیں ہوتے۔ یا بتازی۔ یہ دوسری مثال ہے کہ عربی والی کا عربی زبان میں دعویٰ خود دعویٰ بلا دلیل ہے۔

یا نویسد ۱ کاتبے بر کاغذے — کاتب و خط خوانم و من ایں بجد ے

یا کوئی کاتب کاغذ پر لکھے — میں لکھنے والا ہوں اور خط پڑھ لیتا ہوں اور میں اس کو بجد جانتا ہوں

ایں نوشتہ گر چہ خود دعویٰ بود — ہم نوشتہ شاہدِ معنیٰ بود

یہ لکھا ہوا اگرچہ دعویٰ ہے — لکھا ہوا ہی ثبوت کا گواہ بھی ہے

یا بگوید صوفئے دیدی تو دوش — درمیانِ خواب سجّادہ بدوش

یا کوئی صوفی کہے کہ تو نے کل رات دیکھا — خواب میں کندھے پر مصلی ڈالے ہوئے

من بُدم آں وانچہ گفتم خواب دَر — با تو اندر خواب در شرحِ نظر

وہ میں تھا اور جو میں نے خواب میں کہا — تجھ سے نظر (و فکر) کی تشریح میں

گوش کُن چوں حلقہ اندر گوش کُن — ایں سخن را پیشوائے ہوش کُن

یاد رکھ، بالے کی طرح کان میں ڈال لے — اس بات کو ہوش کا راہبر بنا لے

چوں ترا یاد آید آں خواب ایں سخن — مُعجزہ نو باشد و رازِ کہن

جب تجھے خواب یاد آئے گا یہ بات — نیا معجزہ ہو گی اور پرانا راز

گرچہ دعویٰ می نماید ایں ولے — جانِ صاحب واقعہ گوید بلے

اگرچہ یہ دعویٰ نظر آتا ہے لیکن — صاحب واقعہ کا دل ہاں کہتا ہے

پس ۲ چو حکمت ضالّہ مومن بُود — آں زہر کہ بشنود موقن شود

جبکہ دانائی کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہوتی ہے — اس کو جس سے سنتا ہے یقین کرنیوالا ہو جاتا ہے

چونکہ خود را پیش اُو یابد فقط — کے بُود شک چوں کند خود را غلط

جبکہ وہ اپنے آپ کو بالکل اس کے سامنے پاتا ہے — شک کب ہو سکتا ہے؟ اپنے آپ کو غلط کیسے بنا سکتا ہے؟

تشنہ را چوں بگوئی تو شتاب — دَر قدح آبست و بستان زود آب

جب تو پیاسے کو کہے دوڑ — پیالے میں پانی ہے جلد پانی لے لے

ہیچ گوید تشنہ کیں دعویست رَو — از بَرم اے مُدّعی مہجور شو

کبھی پیاسا کہتا ہے یہ دعویٰ ہے جا — اے مدعی! مجھ سے دور ہو

یا گواہ و حجتے بنما کہ ایں — جنس آب ست و ازاں مائی معیں

یا (یہ کہتا ہے کہ) گواہ اور دلیل لا کہ یہ — پانی کی جنس ہے اور شیریں پانی میں سے ہے

یا بطفل ۳ شیر مادر بانگ زد — کہ بیا من مادرم ہاں اے ولد

یا دودھ پیتے بچے کو ماں نے آواز دی ہو — کہ اے بچے! آ میں (تیری) ماں ہوں

---

۱ یا نویسد۔ یہ تیسری مثال ہے اگر کوئی شخص کاغذ پر لکھے کہ میں حروف تہجی سے واقف ہوں اور لکھنا جانتا ہوں تو یہ دعویٰ بھی ہے اور خود دلیل بھی ہے۔ یا بجوید۔ یہ چوتھی مثال ہے اگر کوئی بزرگ کسی سے اس کا رات کا دیکھا ہوا خواب بیان کردے اور یہ کہے کہ تم نے جو خواب میں ایک شخص دیکھا تھا اور اس نے فلاں فلاں نصیحتیں کی تھیں وہ میں ہی تھا تو تم اس کے دعوے کو فوراً مان لو گے اور کبھی مزید دلیل کے طالب نہ ہو گے راز حسن۔ یعنی جو خواب میں دیکھا تھا۔ صاحب واقعہ۔ یعنی جس نے خواب دیکھا تھا۔

۲ پس چو حکمت۔ حکمت و دانائی کی بات کو مومن کی گم شدہ چیز قرار دیا گیا ہے اپنی چیز گم کرنیوالا جب گم شدہ چیز کو دیکھتا ہے فوراً پہچان لیتا ہے اس کو کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ موقن۔ یقین کرنے والا۔ ۔۔۔ ایک مومن کے حکمت کو پہچان لینے کی مثال یہ ہے کہ اگر پیاسے سے کہا جائے کہ جلد آ جا پیالے میں پانی ہے لے لے تو فوراً دوڑ پڑیگا کبھی دلیل کا طالب نہ ہوگا۔

۳ یا بطفل۔ اگر ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو کہتی ہے کہ جلد آ جا میں دودھ پلا دوں تو وہ بچہ فوراً اس کا دعویٰ مان لیتا ہے اور کبھی دلیل کا طالب نہیں بنتا ہے۔

طفل گوید ماد را حجت بیار — تا کہ با شیرت بگیرم من قرار
(کیا) بچہ کہتا ہے کہ اے ماں! دلیل لا؟ — تاکہ تیرے دودھ سے مجھے چین نصیب ہو

در دلِ[1] ہر اُمتی کز حق مزہ است — روی و آوازِ پیمبر مُعجزہ است
جس امتی کے دل میں حق کا ذائقہ ہے — پیغمبر کا چہرہ اور آواز معجزہ ہے

چوں پیمبر از بروں بانگے زند — جانِ امت دردروں سجدہ کُند
جب پیغمبر باہر سے پکارتا ہے — امت کی روح اندر سجدہ کرتی ہے

زانکہ جنسِ بانگِ اُو اندر جہاں — از کسے نشنیدہ باشد گوشِ جاں
اس لئے کہ اس کی آواز کی مانند دنیا میں — روح کے کان نے کسی کی آواز نہیں سنی

آں غریب[2] از ذوقِ آوازِ غریب — در سجود آید بحق گردد قریب
وہ مسافر عجیب آواز کے ذوق سے — سجدہ میں گر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے قریب ہو جاتا ہے

چوں کُند سجدہ زجان و دل غریب — از زبانِ حق شنید اِنّی قریب
جب مسافر دل و جان سے سجدہ کرتا ہے — اللہ (تعالیٰ) کی زبان سے سنتا ہے "بیشک میں قریب ہوں"

سجدہ کردنِ یحییٰ و مسیح — یک دیگر را در شکمِ مادر
حضرت یحییٰ و حضرت مسیح کا ماں کے پیٹ میں ایک دوسرے کو سجدہ کرنا

مادرِ[3] یحییٰ چو حامل بُود ازو — بُود با مریم نشستہ دو بدو
(حضرت) یحییٰ کی والدہ جب اُنسے حاملہ تھیں — (حضرت) مریم کے رو برو بیٹھی تھیں

مادرِ یحییٰ یمریم در نہفت — پیشتر از وضعِ حملِ خویش گفت
(حضرت) یحییٰ کی والدہ نے حضرت مریم سے آہستہ سے — اپنے وضع حمل سے پہلے کہا

کہ یقیں دیدم درونِ تو شہے ست — کہ اولوالعزم و رسول آگہے ست
کہ مجھے یقین ہے کہ آپ کے پیٹ میں ایک شاہ ہے — جو کہ بڑے درجہ کا اور باخبر رسول ہے

چوں برابر اوفتادم با تو من — کرد سجدہ حملِ من اے ذوالفطن
جب میں آپ کے برابر آئی — اے عقلمند! میرے حمل نے سجدہ کیا

ایں جنیں مر آں جنیں را سجدہ کرد — کز سجودش در تنم اُفتاد درد
پیٹ کے اس بچہ نے پیٹ کے اس بچہ کو سجدہ کیا — جس کے سجدے سے میرے بدن میں درد ہوا

گفت مریم من درونِ خویش ہم — سجدۂ دیدم ازیں طفلِ شکم
حضرت مریم نے کہا میں نے بھی اپنے پیٹ میں — اس پیٹ کے بچہ کا سجدہ دیکھا

[1] دردل۔ جن لوگوں کے دل میں ذوق حق ہوتا ہے نبی کا چہرہ اور اس کی آواز ہی ان کے لئے معجزہ ہوتی ہے وہ معجزے کے کبھی طالب نہیں ہوتے ہیں۔ چوں پیمبر کی دعوت پر فوراً ان کی روح سر تسلیم خم کر دیتی ہے

[2] غریب۔ یعنی دنیا کا مسافر، راہ سلوک کا مسافر۔ آں غریب۔ یعنی نبی کی عجیب آواز۔ در سجود آید۔ یعنی اطاعت کر لیتا ہے سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔ انی قریب۔ بیشک میں نزدیک ہوں قرآن پاک میں ہے جب یہ ہمارے بندے تم سے ہمارے بارے میں دریافت کریں تو کہہ دو میں ان سے قریب ہوں۔

[3] مادر یحییٰ۔ یعنی حضرت زکریاؑ کی بیوی۔ یہ حضرت یحییٰ کی ماں ہیں۔ مریم۔ حضرت مسیحؑ کی والدہ محترمہ۔ وضع حمل۔ بچہ جننا۔ درون تو۔ تیرے پیٹ میں۔ اولوالعزم۔ صاحب عزم و عزیمت پانچ بڑے رسول ہیں۔ حضرت نوحؑ۔ حضرت موسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت عیسیٰؑ آنحضور علیہم الصلوٰۃ والسلام رسول آگاہ۔ یعنی صاحب کتاب رسول۔ ذوالفطن۔ دانائی والا جنین۔ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہو۔ کز سجودش پیٹ کے بچے کی حرکت سے ماں کو تکلیف ہوئی ہے۔ گفت مریم۔ حضرت مریم نے فرمایا کہ میرے پیٹ کو بچہ نے بھی تیرے پیٹ کے بچہ کو سجدہ کیا تھا۔

اشکال آوردنِ ناداناں بریں قصّہ

نادانوں کا اس قصہ پر اشکال لانا

ابلہاں گویند ایں ۱ افسانہ را — خط بکش زیرا دروغ ست و خطا

بے وقوف کہتے ہیں کہ اس قصہ پر — لکیر کھینچ دے کیونکہ جھوٹ اور غلط ہے

زانکہ مریمؑ وقتِ وضعِ حمل خویش — بُود از بیگانہ دور وہم ز خویش

کیونکہ حضرت مریم اپنے وضع حمل کے وقت — اپنوں سے بھی دور تھیں اور بیگانوں سے بھی

مریمؑ اندر حمل جُفت کس نشد — از بُرونِ شہر اُو واپس نشد

(حضرت) مریم حمل کے دوران کسی کے ساتھ نہ رہیں — وہ شہر کے باہر سے واپس نہ ہوئیں

از برونِ شہر آں شیریں فسوں — تا نشدُ فارغ نیا مدخود دروں

وہ شیریں (ہر) شہر کے باہر سے — جب تک فارغ نہ ہوئیں اندر نہیں آئیں

چوں ۲ بزادش آنگہانش بر کنار — بر گرفت و بُرد تا پیش تبار

جب ان کو جن لیا، اس وقت بغل میں — لیا اور خاندان کے سامنے لے گئیں

مادرِ یحییٰ کجا دیدش کہ تا — گوید اُورا ایں سخن در ماجرا

حضرت یحییٰ کی والدہ نے انکو کہاں دیکھا تاکہ — قصہ میں ان سے یہ بات کہیں

جواب اشکال و بیانِ مقصودِ از قصّہ

اشکال کا جواب اور قصہ کا مقصد

ایں بداند کانکہ اہل خاطرست — غائبِ آفاق اُورا حاضرست

اس کو وہ سمجھتا ہے جو صاحب دل ہے — غائب دنیا اس کے سامنے حاضر ہے

پیشِ مریمؑ حاضر آید در نظر — مادرِ یحییٰ کہ دورست از بصر

(حضرت) مریم کے سامنے نگاہ میں حاضر ہے — (حضرت) یحییٰ کی والدہ جو دیکھنے میں دور ہیں

دید ۳ بابستہ بہ بیند دوست را — چوں مُشبّک کردہ باشد پوست را

آنکھیں بند کئے ہوئے دوست کو دیکھ لیتا ہے — جبکہ کھال کو چھلنی کر دیا ہو

ورنہ دیدش نز برون و نز دروں — از حکایت گیر معنی اے زبوں

اگر انہوں نے انہیں نہ ظاہری طور پر دیکھا نہ باطنی طور پر — اے عاجز! تو قصہ سے نتیجہ اخذ کر لے

نے چناں کا فسانہا بشنیدۂ — ہمچو شیں بر نقش اُو چسپیدۂ

کیا ایسا نہیں ہے کہ تو نے قصے سنے ہیں — اور شین کی طرح انکے نقش سے تو چپٹ گیا ہے

---

۱ ایں افسانہ۔ یعنی دونوں عمل کا ایک دوسرے کو سجدہ کرنے کا قصہ۔ خط بکش۔ قلم پھیر دے۔ زانکہ۔ قرآن پاک میں حضرت مریم کے قصہ میں ہے۔ فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا "اسپر مریم کو حمل رہ گیا وہ حمل لیکر کہیں الگ دور کے مکان میں ہو بیٹھیں۔ یعنی حضرت مریم کے حالت حمل میں انکے پاس کوئی دوسرا نہ تھا۔ واپس نہ شد۔ وہ شہر سے نکل کر چلی گئیں تھیں لہٰذا وہاں حضرت یحییٰ کی والدہ کہاں تھیں۔ شیریں۔ فسوں۔ حضرت مریم

۲ چوں بزادش۔ قرآن پاک میں ہے فاتت بہ قومہا تحملہ "وہ مریم اس بچہ کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائیں تیار۔ خاندان، قبیلہ۔ ایں بداند۔ اس قصہ کو وہ سمجھ سکتا ہے جو ایسا صاحب دل ہو کہ غائب از نظر چیزیں بھی اس کے سامنے ہوں۔ پیش مریم۔ ایک جواب یہ ہے کہ دونوں میں باہمی روحانی طور پر گفتگو ہوئی ہو۔

۳ دید بابستہ۔ جن لوگوں نے مجاہدات کے ذریعہ اپنے بدن کو چھلنی بنا دیا ہو وہ آنکھیں بند کر کے دور کی چیز دیکھ لیتے ہیں۔ ورنہ دیدش۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر حضرت مریم نے حضرت یحییٰ کی والدہ کو نہ ظاہری طور پر دیکھا اور نہ باطنی طور پر اور قصہ غلط بھی ہو تو نتیجہ جو صحیح ہے اسپر عمل کرو یعنی اللہ کے نیک بندوں کی تعظیم کرو۔ نے چناں۔ تم سب سے افسانے سنتے ہو جن کا نفس الامر میں وجود نہیں ہوتا لیکن وہ انکو سنکر صحیح نتیجہ نکال لیتے ہو۔ ہمچو شیں۔ حروف شین لفظ نقش کیساتھ ایسا جڑا ہوا ہے کہ اس کو اس سے علیحدگی ناممکن ہے۔

تا همی گفت آں کلیلہ با بے زباں
حتیٰ کہ بے زباں اس کلیلہ نے کہا

چوں سخن نوشد زد منہ بے بیاں
اس نے دمنہ سے بغیر کہے بات کیسے سن لی ؟

ور بدانستند لحن ہم دگر
اگر آپس میں لہجہ جانتے تھے

فہم اُو چوں کرد بے نطق ایں بشر
بغیر گویائی کے یہ انسان کیسے سمجھا ؟

درمیانِ ۲ شیر و گاؤ آں دمنہ چوں
شیر اور گائے کے درمیان وہ دمنہ کس طرح

شد رسول و خواند بر ہر دو فسوں
قاصد بنا ؟ اور دونوں پر منتر پڑھ دیا

چوں وزیرِ شیر شد گاوِ نبیل
موٹا بیل شیر کا وزیر کیسے بن گیا؟

چوں زعکسِ ماہ ترساں گشت پیل
ہاتھی چاند کے عکس سے کیسے ڈر گیا ؟

ایں کلیلہ دمنہ جملہ افتریست
یہ کلیلہ اور دمنہ سب جھوٹ ہے

ورنہ کے بازاغ لکلک را مریست
ورنہ کوے کا لقلق سے کیا اختلاف ہے ؟

اے برادر قصہ چوں پیمانہ ایست
اے بھائی ! قصہ تو ایک پیمانہ ہے

اندرو معنیٰ مثال دانہ ایست
اس میں معنی دانہ کی طرح ہے

دانۂ معنیٰ بگیرد مردِ عقل
عقلمند انسان معنی کا دانہ لے لیتا ہے

ننگرد پیمانہ را گر گشت نقل
پیمانہ کیطرف دھیان نہیں دیتا ہے اگرچہ وہ منتقل ہوجائے

دَر بیانِ ۳ ما جرائے شمع و پروانہ و گل و بُلبُل وغیرہ
شمع اور پروانہ اور گل و بلبل وغیرہ کے قصے میں بیان

ما جرائے بُلبل و گل گوش دار
بلبل اور گل کا قصہ سن

گرچہ گفتے نیست آنجا اشکار
اگرچہ گفتگو یہاں بھی نمایاں نہیں ہے

ماجرائے شمع با پروانہ تو
شمع کا پروانے کے ساتھ قصہ تو

بشنو و معنیٰ گزیں زا فسانہ تو
سن اور قصہ سے نتیجہ نکال لے

گرچہ گفتے نیست سرّ گفت ہست
اگرچہ بات چیت نہیں ہے گفتگو کی حقیقت ہے

ہیں ببالا پر مپر چوں چغد پست
ہوشیار ! اونچا اڑ چغد کی طرح نیچے نہ اڑ

گفت در شطرنج کایں خانہ رُخست
(کسی نے) شطرنج میں کہا کہ یہ رخ کا گھر ہے

گفت خانہ اش کجا آمد بدست
(دوسرے نے) کہا اس کو گھر کہاں سے مل گیا

خانہ را بخرید یا میراث یافت
اس نے گھر خریدا یا میراث میں پایا

فرخ آنکس کو سوئے معنیٰ شتافت
مبارک ہے وہ شخص جو معنی کی طرف دوڑا

۱ کلیلہ دمنہ دو فرضی گیدڑوں کے نام ہیں جن کا باہمی مکالمہ وغیرہ اس کتاب میں درج ہے اسمیں مذکور ہے کہ کلیلہ نے بغیر زبان کے یہ کہا کہ تو بتاؤ کہ دمنہ کی بات بغیر بتائے اسنے کیسے سن لی جو بغیر زبان کے جواب کی نوبت آئی اچھا دو اگر آپس میں ایک دوسرے کی بات سمجھتے بھی تھے تو یہ انسان صاحب اس کو کیسے سمجھ گئے جو نقل کر رہے ہیں۔

۲ درمیاں۔ اس میں لکھا ہے دمنہ شیر اور بیل کے درمیان اپنی بنا اور پھر اس نے دونوں کو دھوکا دیدیا۔ چوں۔ وزیر۔ اسمیں لکھا ہے کہ ایک بیل ایک شیر کا وزیر تھا اور ایک ہاتھی چاند کے عکس سے بدک گیا۔ ایق کلیلہ۔ غرضیکہ سارا کلیلہ دمنہ کا قصہ جھوٹ ہے ورنہ کوے اور لقلق کا کیا جھگڑا اے برادر لیکن ان تمام قصوں سے نتائج اخذ کر لئے جاتے ہیں۔ لفظوں کی مثال پیمانہ کی سی ہے اور معنیٰ کی مثال غلہ کی سی ہے مقصود غلہ ہے نہ کہ پیمانہ۔

۳ در بیان۔ شمع و پروانہ اور گل و بلبل کے افسانے بھی اسی قبیل سے ہیں کہ ان سے مقصود معنیٰ اور نتائج کا اخذ کرنا ہے۔ گرچہ گفتے۔ گل و بلبل کی آپس میں بھی باتیں نہیں ہوئیں۔ گرچہ۔ ان خبروں میں اگرچہ گفتگو اور کلام نہیں ہوتا لیکن مقصد کلام جو نتیجہ ہے وہ حاصل ہے۔ گفت در شطرنج لفظی کج بحثی کی مثال ہے۔ روح شطرنج کے گھر کا نام ہے۔

گفت اِنحوی زید عَمرو اقد ضَرب
نحوی نے کہا زید نے عمرو کو مارا

گفت چونش کرد بے جُرمے اَدب
(شاگرد نے) کہا اس کو بے خطا کیوں سزا دی ؟

عَمرو را جرمش چہ بُد کاں زید خام
عمرو کی کیا خطا تھی ؟ کہ اس نالائق زید نے

بے گناہ اُورا بزد ہمچوں غلام
اس کو بے قصور غلام کی طرح پیٹا

گفت ایں پیمانہ معنیٰ بُوَد
(نحوی نے) کہا یہ لفظ معنیٰ کا پیمانہ ہوتے ہیں

گیر معنیٰ را کہ پیمانہ است رَو
معنیٰ کو لے لے کیونکہ پیمانہ واپس ہو جاتا ہے

زید و عَمر داز بہرِ اعراب ست وساز
زید اور عمر و اعراب (بتانے) کیلئے اور جملہ بنانے کیلئے ہیں

گر دروغ ست آں تو با اعراب ساز
اگر وہ جھوٹ بھی ہے تو اعراب کو سمجھ لے

گفت نے من آں ندانم عَمرو را
(شاگرد نے) کہا میں یہ نہیں جانتا ، عمرو کو

زید چوں زد بے گناہ و بے خطا
زید نے بلا قصور اور بلا خطا کیوں مارا ؟

گفت زو لا چارو لاغے بر کشود
(نحوی نے) اس سے مجبوراً مذاق شروع کر دی

عمرو یک واوے فزوں دُزدیدہ بود
عمرو نے ایک واؤ زیادہ چرا لی تھی

زید واقف گشت دُزدش رابزد
زید کو پتہ چل گیا اس نے اپنے چور کو مارا

چونکہ از حَد بُرد اُورا حد سَزد
چونکہ وہ حد سے بڑھ گیا تھا اس کیلئے سزا مناسب تھی

پذیرا ۲ آمدنِ سخن باطل در دل باطلاں
باطل بات کا باطل لوگوں کے دل میں اتر جانا

گفت اینک راست پذرفتم بجاں
(شاگرد نے) کہا اب ٹھیک ہے میں نے دل سے مان لیا

کژ نماید راست در پیشِ کژاں
ٹیڑھی بات ٹیڑھوں کو سیدھی نظر آتی ہے

گر بگوئی احولے رامہ یکے ست
اگر تو بھینگے سے کہے کہ چاند ایک ہے

گویدت نے دوست در وحدت شکے ست
وہ کہے گا نہیں اے دوست! ایک ہونے میں شبہ ہے

ور برو خندد کسے گوید دواست
اور اگر اس سے کوئی مذاق کرے اور کہے کہ (چاند) دو ہیں

راست دارد ایں سزائے بد خواست
سچ سمجھ لے گا، بد خصلت کی سزا یہی ہے

بر دروغاں ۳ جمع می آید دروغ
جھوٹوں کے لئے جھوٹ جمع ہو جاتا ہے

لِلخَبِیثَاتِ الْخَبِیثُون زد فروغ
خبیث لوگ خبیث عورتوں کیلئے ہیں واضح ہے

دل فراخاں را بُوَد دستِ فراخ
فراخدلوں کا ہاتھ فراخ ہوتا ہے

چشم کوراں را عثارِ سنگلاخ
اندھوں کے لئے سنگلاخ میں ٹھوکریں ہیں

۱ گفت نحوی۔ قَدْ ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا نحو میں عام طور پر جملہ کی مثال اور فاعل پر پیش اور مفعول پر زبر آنے کی یہ مثال دی جاتی ہے عمرو اور عمر میں فرق کیلئے عمرو میں ایک واؤ زیادہ لکھی جاتی ہے، مثال کا اصل مقصد سمجھنے کی بجائے یہ سوالات کرنا لفظی کج بحثی ہے۔ گفت ایں۔ استاد نے سمجھایا کہ مثال کا اصل مقصد سمجھ لے گر دروغ ست۔ اگر زید نے عمرو کو نہیں مارا اور یہ جھوٹ بھی ہے تو تجھے اس سے کیا بحث تو اصل مقصد سمجھ لے گفت نے۔ شاگرد اصل بات سمجھنے کو تیار نہیں ہوا اور پھر یہی دریافت کرنے لگا کہ زید نے عمرو کو کیوں مارا۔ لاغ۔ مذاق۔ عمرو۔ اس میں جو واؤ زیادہ لکھی جاتی ہے وہ اسنے چرالی تھی اسلئے اس کو مارا ہے۔ حد سزا۔

۲ پذیرا۔ غلط آدمیوں کو غلط باتیں پسند آتی ہیں۔ کژ۔ کج۔ کژان۔ کج ہیں۔ گر بگوئی۔ بھینگا چاند کے ایک ہونے کو تسلیم نہ کرے گا چاند کا دو ہونا جو غلط ہے اس کو تسلیم کر لے گا۔

۳ بر دروغاں۔ یعنی جھوٹے جھوٹ کو فوراً تسلیم کر لیتے ہیں۔ دل فراخاں۔ وسیع القلب لوگ۔ عثار۔ لڑکھڑانا پھسلنا سنگلاخ۔ پتھریلی زمین۔

ہر کہ اُو جنسِ دروغ ست اے پسر — راست پیشِ اُو نیا شد مُعتبر
اے بیٹا ! جو جھوٹ کا ہم جنس ہے — سچ اس کے لئے معتبر نہیں ہوتا ہے

ہر کرا دندانِ صدقے رُستہ شد — از دروغ واز خباثت رَستہ شد
جس کے سچائی کے دانت نکل آئے ہیں — وہ جھوٹ اور خباثت سے آزاد ہو گیا

جستن[1] آں درخت کہ ہر کہ میوۂ آں خورد ہرگز نمیرد
اس درخت کی تلاش کرنا کہ جو بھی اس کا میوہ کھائے گا کبھی نہیں مرے گا

گفت دانائے برائے داستاں — کہ درختے ہست در ہندوستاں
ایک عقلمند نے داستان کے طور پر کہا — کہ ہندوستان میں ایک ایسا درخت ہے

ہر کسے کز میوۂ اُو خورد و بُرد — نے شود اُو پیر و نے ہرگز بُمرد
کہ جس کسی نے اس کا میوہ کھالیا اور حاصل کرلیا — نہ وہ بوڑھا ہوا اور نہ وہ کبھی مرا

بادشاہے ایں شنید از صادقے — بردرخت و میوہ اش شُد عاشقے
ایک بادشاہ نے ایک سچے آدمی سے یہ سن لیا — درخت اور اس کے میوے کا عاشق ہو گیا

قاصدِ دانا زدیوانِ اَدب — سوئے ہندوستاں رواں کرد از طلب
ادب کے دفتر میں سے ایک عقلمند قاصد — تلاش کے لئے ہندوستان روانہ کیا

سالہامی گشت آں قاصد ازو[2] — گردِ ہندوستاں برائے جستجو
اس کا وہ قاصد سالوں گھومتا پھرا — تلاش کے لئے ہندوستاں کے چاروں طرف

شہر شہر از بہرِ ایں مطلوب گشت — نے جزیرہ ماند نے کوہ ونہ دشت
اس مقصد کے لئے شہر شہر گھوما — نہ کوئی جزیرہ بچا ، نہ پہاڑ ، نہ جنگل

ہر کرا پُرسید کر دش ریشخند — کایں نجوید جُز مگر مجنونِ بند
اس نے جس سے پوچھا اس نے اس کی مذاق اڑائی — کہ یہ (درخت) پاگل خانہ کے لائق مجنوں کے سوا کوئی تلاش نہ کریگا

بس کساں صَفعش زدند اندر مزاح — بس کساں گفتند کاے صاحب فلاح
بہت سوں نے مذاق میں اس کے چانٹے لگائے — بہت سوں نے کہا اے نیک بخت !

جستجوئی چوں تو زیرک سینہ صاف — کے تہی ماند کجا با شد گزاف
تجھ جیسے صاف دل ذہین کی تلاش — کب خالی جائیگی ؟ کہاں بیکار ہو گی ؟

وین[3] مرا عاتش یکے صَفعِ دگر — ویں زصَفعِ آشکارا سخت تر
اس کے ساتھ یہ ہمدردی ایک دوسرا چپت تھی — یہ چپت (اس) کھلے ہوئے چپت سے زیادہ سخت تھا

[1] جستن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہر بیں لفظوں سے رغبت رکھتا ہے معانی کی طرف دھیان نہیں دیتا ہے۔ گفت۔ ایک عقلمند نے یہ کہا کہ ہندوستان میں ایک ایسا درخت ہے کہ جو اس کا میوہ کھالے وہ نہ کبھی بوڑھا ہوتا ہے نہ مرتا ہے۔ بادشاہ نے اس بیان کے لفظوں کیطرف توجہ کی اور یہ سمجھا کہ حقیقتاً کوئی ایسا درخت ہے جس سے مستقل جوانی اور زندگی حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی تلاش میں ایک صاحب کو روانہ کردیا۔

[2] ازو۔ یعنی بادشاہ کا خاصہ جستجو۔ یعنی درخت کی تلاش میں ریشخند۔ مذاق دل لگی۔ مجنون۔ بند۔ وہ پاگل جو قید خانہ میں بند کر دینے کے قابل ہو۔ صفع۔ چپت، طمانچہ، مزاح، مذاق۔ گزاف۔ فضول۔

[3] وین مرا عاتش۔ اس طرح کی غلط ہمدردی اس کیلئے چپت بازی سے بھی زیادہ تکلیف دہ تھی۔

می ستودندش تبسخر[1] کای بزرگ
مذاق میں اس کی تعریف کرتے کہ اے بزرگ!

در فلاں اقلیم بس ہول و سترگ
فلاں علاقہ میں بہت ہولناک اور عظیم الشان

در فلاں بیشہ درختے ہست سبز
فلاں جنگل میں ایک ہرا درخت ہے

بس بلند و پہن و ہر شاخیش گبز
جو بہت اونچا اور گھنا ہے اور اس کی ہر شاخ موٹی ہے

قاصدِ شہ بستہ در جستن کمر
بادشاہ کا قاصد جستجو میں کمر بستہ تھا

می شنید از ہر کسے نوعِ دگر
(لیکن) ہر ایک سے ایک نئی بات سنتا تھا

بس سیاحت کرد آنجا سالہا
وہ وہاں سالوں سفر کرتا رہا

می فرستادش شہنشہ مالہا
بادشاہ اس کو بہت مال بھیجتا رہا

چوں بسے دید اندراں غربت تعب
جب اس نے مسافرت میں بہت مشقتیں دیکھیں

عاجز آمد آخر الامر از طلب
انجام کار تلاش کرنے سے عاجز آ گیا

ہیچ از مقصود[2] اثر پیدا نشد
مقصود کا کوئی نشان نہ ظاہر ہوا

زاں غرض غیر خبر پیدا نشد
اس مقصد کا سوائے باتوں کے کچھ پتہ نہ چلا

رشتۂ اُمید او بگسستہ شد
اس کی امید کا سلسلہ ٹوٹ گیا

جُستنِ او عاقبت ناجستہ شد
انجام کار اس کا قابل جستجو نا قابل جستجو ہو گیا

کرد عزم بازگشتن سوئے شاہ
اس نے بادشاہ کی جانب واپسی کا پختہ ارادہ کر لیا

اشک می بارید و می ببرید راہ
آنسو بہاتا تھا اور راستہ طے کرتا تھا

شرح کردن شیخ سرّ آں درخت را با آں طالب مُقلّد
اس مقلد طلبگار کے لئے شیخ کا اس درخت کے راز کی تشریح کرنا

بود شیخے عالمے قطبے کریم
ایک شیخ عالم قطب شریف (رہتا) تھا

اندراں منزل کہ آنس[3] شد ندیم
اس پڑاؤ پر جہاں مایوس ہم مجلس ہوا

گفت من نومید پیشِ او روم
بولا میں مایوس اس کے سامنے جاؤں

ز آستانِ او براہ اندر شوم
(شاید) اس کے آستانہ سے راستہ چلنے لگوں

تا دُعائے او بود ہمراہِ من
تاکہ اس کی دعا میرا ساتھی بنے

چونکہ نومیدم من از دلخواہِ من
چونکہ میں مقصود سے مایوس ہو گیا ہوں

رفت پیشِ شیخ با چشمِ پُر آب
آنسو بھری آنکھوں سے شیخ کے سامنے گیا

اشک می بارید ما نندِ سحاب
ابر کی طرح آنسو برساتا تھا

[1] تسخر۔ تمسخر۔ ہول۔ یعنی ہولناک۔ سترگ۔ بڑا، عظیم الشان گبز۔ موٹا۔ نوبے۔ دگر۔ یعنی ہر شخص سے جداگانہ قسم کی بات سنتا تھا۔ سیاحت، سفر سیر۔ مالہا۔ یعنی اخراجات کے لئے بادشاہ روپیہ پیسہ بھیجتا رہتا تھا۔ غربت مسافرت۔ تعب۔ تھکن، تکلیف۔

[2] مقصود۔ یعنی درخت غرض یعنی درخت غیر خبر یعنی باتوں کے سوا۔ جستہ او یعنی جس درخت کو ڈھونڈنے نکلتا وہ نا قابل جستجو ثابت ہوا ہے۔ عزم۔ پختہ ارادہ طالب مقلد۔ یعنی وہ قاصد قطب۔ یعنی وہ شیخ قطب وقت تھا۔

[3] آنس۔ مایوس شخص ندیم۔ شریک مجلس۔ براہ یعنی اس راستہ پر چلوں جو درخت تک پہنچا دے دل او۔ مقصد۔

گفت شیخا وقتِ رحمت رافت است
کہا ، اے شیخ ! رحم و مہربانی کا وقت ہے

نا اُمید م وقتِ لُطف ایں ساعت ست
میں مایوس ہوں مہربانی کا یہ وقت ہے

گفت واگو کز چہ نو میدیستت
(شیخ نے) کہا صاف بتا تیری ناامیدی کس چیز سے ہے؟

چیست مطلوبِ تو رُو با کیستت
تیرا مقصود کیا ہے ؟ کس کی طرف متوجہ ہے ؟

گفت شا ہنشاہ کردم اختیار
اس نے کہا بادشاہ نے مجھے چنا

از برائے جُستنِ یک شاخسار
ایک درخت کی تلاش کے لئے

کہ درختے ہست نادر در جہات
کہ اطراف میں ایک ایسا درخت ہے

میوۂ اُو مایہ آبِ حیات
جس کا پھل آب حیات کا سرمایہ ہے

سالہا جستم ندیدم زُو نشاں
میں نے سالوں تلاش کیا ، اس کا نشان نہ دیکھا

جُز کہ طنز و تسخرِ ایں سَر خوشاں
سوائے ان مستوں کے طنز اور مذاق کے

شیخ خندید و بلنتش اے سلیم
شیخ ہنسا اور اس سے کہا اے بھولے !

ایں درختِ علم باشد در علیم
یہ درخت علم کا ہے عالم کے اندر

بس۲ بلند و بس شگرف و بس بسیط
جو بہت بلند اور بہت عجیب اور بہت پھیلا ہوا ہے

آبِ حیوانے ز دریائے محیط
محیط سمندر کا ، آب حیات ہے

تو بصورت رفتہ اے بے خبر
اے غافل ! تو صورت کے پیچھے چل پڑا

زاں ز شاخِ معنیٔ بے بار و بر
اسی لئے (تو) معنی کی شاخ سے بے میوہ و پھل کے ہے

گہ درختش نام شُد گہ آفتاب
کبھی اس کا نام درخت ہوا کبھی سورج

گاہ بحرش نام گشت و گہ سحاب
کبھی اس کا نام سمندر ہوا اور کبھی ابر

آں۳ یکے کش صد ہزار آثار خاست
وہ ایک ایسا (عمل) ہے جس سے لاکھوں نتیجے پیدا ہوئے

کمتریں آثارِ اُو عُمر بقاست
اس کا کم درجہ کا نتیجہ ابدی زندگی ہے

گرچہ فردست اُوا ثر دار دہزار
اگرچہ وہ ایک ہے ہزاروں نتیجے رکھتا ہے

آں یکے را نام شاید بے شمار
اس ایک کے بے شمار نام مناسب ہیں

آں یکے شخصے تُرا با شد پدر
وہ ایک شخص جو تیرا باپ ہے

در حقِ شخصے دگر با شد پسر
دوسرے شخص کے اعتبار سے وہ بیٹا ہے

بھی ہے اور ماموں بھی ہے ایک کے اعتبار سے دشمن اور قہر بھی ہے دوسرے کے اعتبار سے نیک وہ مہربان ہے۔

۱ رافت۔ مہربانی۔ لطف مہربانی شفقت۔ واگو صاف بتا۔ اختیار۔ پسند کرنا۔ چننا۔ شاخسار۔ درخت۔ جہات۔ اطراف۔ آب حیات۔ وہ پانی جس کو پی کر ابدی زندگی حاصل ہو جائے۔ سرخوشاں۔ مست و بیخود لوگ سلیم۔ بھولا انسان علم باشد علم کے اپنے اوصاف کے اعتبار سے بہت سے نام ہیں چونکہ علم کے سایہ میں انسان راحت سے زندگی گزارتا ہے لہٰذا اس کو درخت سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں تو اس درخت سے علم مراد ہے۔

۲ بس بلند۔ وہ علم کا درخت عظیم الشان ہے اور علم باری اس کا سرچشمہ ہے۔ اور وہ آب حیات ہے۔ دریائے محیط یعنی علم باری تو بصورت۔ تو نے درخت کے ظاہری اور لغوی معنی مراد لئے ہیں اسی لئے تو معنی کی شاخ سے محروم ہے کہ درخت۔ چونکہ لوگ علم کے ثمرات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لہٰذا اس کو درخت سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ گہ آفتاب۔ علم کو آفتاب بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ چونکہ لوگ اس کی روشنی سے مستفید ہوتے ہیں گہ سمندر چونکہ علم ایک بے پایاں چیز ہے اس کو سمندر سے بھی تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ گہ سحاب۔ چونکہ علم بھی شادابی اور سرسبزی کا سبب ہے لہٰذا اس کو سحاب کہہ دیا جاتا ہے۔ آں یکے۔ علم ایک ہے لیکن اس سے نتائج اور آثار لاکھوں ہیں۔ انہیں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ سے ابدی زندگی حاصل ہوتی ہے لہٰذا وہ آب حیات بھی ہے۔

۳ آں یکے۔ انسانوں میں ایک شخص کو مختلف حیثیتوں سے مختلف ناموں سے تعبیر کیا جاتا ہے وہی ایک انسان باپ بھی ہے اور بیٹا بھی چچا

در حقِ دیگر بُوَد قہرو عدُو
ایک کے حق میں وہ ظلم اور دشمنی ہے

در حقِ دیگر بُوَد لُطف و نکُو
دوسرے کے حق میں وہ مہربانی اور بھلائی ہے

در حقِ دیگر بُوَد اُو عمّ و خال
ایک کے حق میں وہ چچا اور ماموں ہے

در حقِ دیگر بُوَد ہیچ و خیال
دوسرے کے حق میں وہ ناچیز اور خیال ہے

صَد ہزاراں نام و اُو یک آدمی
وہ ایک شخص ہے اور لاکھوں نام ہیں

صاحب ہر وصفش از اوصفے عمی
اس کا ہر ایک وصف جاننے والا دوسرے وصف سے بے خبر ہے

ہر کہ جوید نام گر صاحب ثقہ است
جو نام کا جویاں ہو اگرچہ بھروسے کا ہو

ہمچو تو نومید و اندر تفرقہ است
تیری طرح نا امید اور پریشانی میں ہے

تو چہ بَر چسپی بریں نام درخت
تو اس درخت کے نام پر کیوں چپکا ہے

تا بمانی تلخ کام و شور بخت
خبردار! تو ناکام اور بد نصیب رہے گا

صورتِ ظاہر چہ جوئی اے جواں
اے جوان! تو ظاہری صورت کو کیا تلاش کرتا ہے؟

رَو معانی را طلب اے پہلواں
اے بہادر! جا معانی کو طلب کر

صورتِ ظاہر بُوَد چوں قشر و پوست
ظاہری صورت چھلکے اور پوست کیطرح ہے

معنیٔ اندروے چو مغز اے یار و دوست
اے یار اور دوست! اس میں معنی گودے کیطرح ہے

در[۲] گذرا از نام و بنگر در صفات
نام سے ترقی کر اور صفات کو دیکھ

تا صفاتت رونماید سوئے ذات
تاکہ صفات ذات تک تیری رہنمائی کریں

گم شوی در ذات و آسائی زخود
(پھر) تو ذات میں گم ہو جائیگا اور خودی سے نجات پالیگا

چشم تو یکرنگ بیند نیک و بَد
تیری آنکھ اچھے برے کو یکساں دیکھے گی

اختلافِ خلق از نام اُوفتاد
مخلوق میں نام سے جھگڑا پڑا

چوں بمعنیٰ رفت آرام اُوفتاد
وہ جب معنی کی طرف گئی راحت مل گئی

اندریں معنیٰ مثالِ خوش شنو
معنی کے سلسلہ میں ایک اچھی مثال سن لے

تا نمانی تو اسامی را گرد
تاکہ تو ناموں کا پابند نہ رہے

بیانِ ۳ منازعت کردنِ چہار کس جہتِ انگور با ہمدگر
انگور کے معاملہ میں چار شخصوں کا آپس میں جھگڑے کا بیان کیونکہ

بعلّت آنکہ زبانِ یکدیگر را نمی دانستند
وہ ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھتے تھے

۱ از وصفی عمی۔ یعنی ہر شخص ایک وصف سے واقف ہے تو دوسرے وصف سے ناواقف ہے۔ ہر کہ۔ صرف نام کے درپے ہونے والا خواہ کتنا ہی بھلا ہو وہ حصول مقصد میں ناکام اور مایوس ہوتا ہے۔ تو چہ۔ شیخ نے قاصد سے کہا درخت کے لفظ کو نہ پیٹ۔ صورت ظاہر درخت کے لفظ کا بظاہری وہی مفہوم ہے جو قاصد سمجھا تھا۔ معنی اندروے اس کی مراد یہ ہے کہ وہ چیز جس کے ثمرات انسان کو حاصل ہوں۔

۲ در گذر۔ جبکہ معانی کے مقابلے میں اسماء کی کوئی وقعت نہیں ہے تو اسماء میں نہ الجھ بلکہ صفات کی طرف ترقی کر جو ان اسماء کے معانی ہیں اور ان سے تو ذات تک پہنچ جائیگا جو صفات کی حقیقت ہے۔ گم شوی۔ ذات میں گم ہو کر تن پروری سے نجات پا جائیگا اور وحدت کے غلبہ کی وجہ سے تیری آنکھ کے لئے نیک و بد میں یک رنگی پیدا ہو جائیگی۔ اختلاف۔ اسماء کا اختلاف صرف حیثیتوں کے اختلاف کے وجہ سے ہے تو اسما کے پابند اپنے اسی اختلاف میں سرگرداں ہیں ان کی حقیقت تک رسائی نہیں ہے۔

۳ بیان۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظوں کے پابند محض لفظی اختلاف کی وجہ سے باہمی اختلاف کرتے ہیں اگر حقیقت تک پہنچ جائیں تو وحدت پیدا ہو جائے۔

چار کس را داد مردے یک درم
ایک شخص نے چار آدمیوں کو ایک درہم دیا

ہر یکے[1] از شہرے افتادہ بہم
ہر ایک ایک شہر سے آپس میں مل گئے تھے

پارسی و تُرک رُومی عرب
ایرانی اور ترکی اور رومی اور عربی

جُملہ باہم در نزاع و در غضب
سب آپس میں لڑائی اور غصہ میں تھے

پارسی گفتا کہ ایں راچوں کُنم
ایرانی نے کہا کہ اس کا کیا کروں ؟

ہیں بیاتا ایں با نگوری دہم
ہاں ، آ تاکہ میں انگور والے کو دیدوں

آں یکے دیگر عرب بُد گفت لا
ایک دوسرا عرب تھا ، اس نے کہا نہیں

من عنب خواہم نہ انگور اے دغا
اے دغا باز ! میں عنب چاہتا ہوں نہ کہ انگور

آں یکے تُرکی بُد اُو گفت اے کوزم
ایک ترکی تھا اس نے کہا، اے احمق !

من نمی خواہم عنب خواہم اوزم
میں عنب کی خواہش نہیں رکھتا میں اوزم چاہتا ہوں

آں یکے رومی بگفت ایں قیل را
اس ایک رومی نے کہا ، اس بات کو

ترک کُن خواہیم استافیل را
چھوڑ ہم استافیل چاہتے ہیں

در تنازُع آں نفر جنگی شدند
وہ جماعت جھگڑے میں جنگ باز بن گئی

کہ زسرِّ نامہا غافل بدُند
کیونکہ وہ ناموں کے معنی سے نا واقف تھے

مُشت بر ہم می زدند از ابلہی
حماقت سے مکے بازی کرنے لگے

پُر بُدند از جہل و از دانش تہی
وہ نادانی سے بھرے تھے اور عقل سے خالی تھے

صاحب[2] سرّے عزیزے صد زباں
معنی کو سمجھنے والا، بزرگ صد ہا زبانیں جاننے والا

گر بُدے آنجا بدادے صلح شاں
اگر وہاں ہوتا تو ان میں صلح کرا دیتا

پس بگفتے اُو کہ من زیں یک درم
وہ کہدیتا کہ میں اس ایک درہم سے

آرزوئے جملہ تاں رامی خرم
تم سب کی تمنا خرید دیتا ہوں

چونکہ بسپاریدول رابے دغل
جب بغیر کھوٹ کے دل کو تم (میرے) سپرد کردو گے

ایں درم تاں می کند چندیں عمل
تمہارا یہ درہم اتنے کام کر دے گا

یک درم[3] تاں می شود چار المرُ اد
خلاصہ یہ ہے کہ تمہارا ایک درہم چار بنجائیگا

چار دشمن می شود یک ز اتحاد
اتحاد سے چار دشمن ایک ہو جائیں گے

گفتِ ہر یک تاں دہد جنگ وفراق
تم میں سے ہر ایک بات لڑائی اور جدائی کرا رہی ہے

گفتِ من آرد شمارا اتفاق
میری گفتگو تم میں اتفاق پیدا کر دے گی

[1] ہر یکے۔ اس وجہ سے ان کی زبانیں مختلف تھیں۔ با نگوری دہم۔ یعنی ہم انگور فروش سے انگور خرید لیں اور سب ملکر کھائیں۔ آں یکے۔ عرب نے لا کہا جس کے معنی کے ہیں یعنی میں انگور نہیں خریدوں گا، عنب خریدوں گا جس کے معنی وہی ہیں جو انگور کے ہیں۔ کوزم۔ احمق۔ اوزم۔ یعنی میں عنب نہ خریدوں گا میں اوزم خریدونگا جس کے معنی وہی ہیں جو عنب کے ہیں۔ قیل۔ قول بات استافیل۔ انگور۔ سرنامہا۔ یعنی ان ناموں کی حقیقت سے نا واقف تھے۔

[2] صاحب سرّ جو ان الفاظ کے معنی اور سینکڑوں زبانوں سے واقف ہو۔ آرزوئے۔ سب جھگڑا کرنے والوں کی آرزو ایک ہی چیز تھی۔

[3] یک درم۔ یعنی اس ایک درہم سے چاروں کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ گفت ہر یک چونکہ تم لوگ محض لفظوں اور ناموں میں پھنسے ہو تو تمہاری گفتگو اختلاف کا سبب ہے۔

پس شما خاموش باشید اُنصِتُوا[1] تازباں تاں می شوم در گفتگو
پس تم خاموش ہو جاؤ، چپ رہو تاکہ میں بات چیت میں تمہاری زبان بنجاؤں

گر سخن تاں می نماید یک نمط دَراثر مایہ نزاع ست و سَخَط
اگرچہ تمہاری بات ایک طرح کی نظر آتی ہے نتیجہ میں غصہ اور جھگڑے کا سرمایہ ہے

اگر سخن تاں در تو افق مُوثق ست در اثر مایہ نزاع و تفرق ست
اگرچہ تمہاری بات باہمی موافقت میں قابل بھروسہ ہے نتیجہ میں جھگڑے اور تفرقہ کا سرمایہ ہے

گرمیِ عارّیتی ندہد اثر گرمی خاصیتی دارد ہُنر
عارضی گرمی اثر نہیں کرتی ہے اصلی گرمی ہنر رکھتی ہے

سرکہ را گر گرم کردی زآتش آں چوں خوری سردی فزاید بیگماں
اگر تو سرکہ کو آگ سے گرم کر دیگا تو جب کھائے گا وہ یقیناً سردی بڑھائیگا

زانکہ گرمی اُو دہلیزی ست طبعِ اصلش سردی ست و تیزی ست
اس لئے کہ اس کی گرمی عارضی ہے اس کی اصلی طبیعت سردی اور تیزی ہے

ور بو دیغ بستہ دو شاب اے پسر چوں خوری گرمی فزاید در جگر
اے بیٹا! اگر انگور کا شیرہ جما ہوا برف ہو جب تو کھائے گا وہ جگر میں گرمی بڑھائیگا

پس[2] ریائے شیخ بہ ز اخلاصِ ما کز بصیرت باشد آں ویں از عمیٰ
تو شیخ کے ریا کاری ہمارے اخلاص سے بہتر ہے کیونکہ وہ بصیرت سے ہے اور یہ اندھے پن سے ہے

وز حدیثِ شیخ جمعیّت رَسد تفرقہ آرد دَمِ اہلِ حَسد
شیخ کی بات سے اتفاق حاصل ہوتا ہے اہل حسد کی بات تفرقہ پیدا کرتی ہے

چوں[3] سُلیماں کز پے حضرت تاخت اُو زبانِ جُملہ مُرغاں را شناخت
جب سلیمان (اللہ کے) دربار کی طرف دوڑے تو انہوں نے تمام پرندوں کی زبان سیکھ لی

در زمانِ عدلش آہو با پلنگ اُنس بگرفت و بُروں آمد ز جنگ
ان کے انصاف کے دور میں ہرن تیندوے سے مانوس ہو گیا اور لڑائی سے باہر ہو گیا

شد کبوتر ایمن از چنگالِ باز گوسفند از گرگ نا ورد احتراز
کبوتر باز کے پنجے سے محفوظ ہو گیا بکری نے بھیڑیئے سے بچاؤ نہ کیا

اُو میانجی شد میانِ دشمناں اِتحادے شد میانِ پَر زناں
وہ دشمنوں میں ثالث بن گئے پرندوں میں اتحاد ہو گیا

[1] انصتوا۔ تم چپ رہو۔ تازباں۔ تاں۔ یعنی وہ زبان جو تم جانتے ہو۔ گر سخن۔ تاں۔ یعنی انگور، عنب۔ لازم۔ استمالیل سب کے معنی ایک ہیں۔ گرمی۔ ان چاروں شخصوں میں عارضی اتحاد تھا جو صرف ایک معمولی سے بات پر ختم ہو گیا اسی طرح گرمی اور سردی جو اصلی ہے وہ حقیقی اثر رکھتی ہے عارضی گرمی اور سردی کی کوئی تاثیر نہیں ہے۔ سرکہ سرد ہے اگر آگ پر گرم کر لیا جائے تو یہ عارضی گرمی موثر نہ ہو گی۔ دہلیزی باہری، عارضی دو شاب۔ انگور کے شیرے کی تاثیر گرم ہے اس کی عارضی ٹھنڈک موثر نہیں ہے۔

[2] پس۔ شیخ کی ریا کاری بھی اصول شریعت کے مطابق ہوتی ہے اور اس میں حقیقت اور اصلیت ہوتی ہے عوام کا اخلاص بھی حقیقت سے دور ہے لہٰذا وہ موثر نہیں ہے حدیث شیخ۔ چونکہ شیخ حقیقت سے واقف ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی بات موجب اتحاد ہے۔ مختلف المزاج مریدوں کو یک لڑی میں منسلک کر دیتا ہے۔

[3] چوں سلیمان۔ حضرت سلیمان حقیقت سے باخبر تھے تمام پرندوں میں اتحاد کا سبب بنتے تھے وہ پلنگ چیتے اور مہمان کی دشمنی شہور ہے لیکن وہ متحد ہو گئے تھے۔ [illegible] کبوتر کا دشمن ہے لیکن ان کے دور میں دونوں متحد ہو گئے تھے۔ [illegible] حضرت سلیمان سب مختلف طبائع والے جانوروں میں صلح کرانے والے ثالث باخبر بنتے تھے۔

تو چو مُورے بہرِ دانہ میدوی
تو چیونٹی کی طرح دانہ کے لئے دوڑتا ہے

ہیں سلیماںؔ جُو چہ می باشی غَوی
خبردار! سلیمان کی جستجو کر کیوں گمراہ بنتا ہے؟

دانہ جورا دانہ اش دامے شود
دانہ کی تلاش کرنے کیلئے اسکا دانہ جال بنجاتا ہے

واں سلیمانؑ جُوی را ہر دو بُود
اور سلیمان کی تلاش کرنیوالے کیلئے دونوں حاصل ہوتے ہیں

مُرغِ جانہا را دریں آخر زماں
اس آخری زمانہ میں جانوں کے پرندے

نیست شاں از ہمدگر یکدم اماں
انکو ایک دوسرے سے تھوڑی دیر کا بھی امن حاصل نہیں ہے

ہم[۲] سلیمانؑ ہست اندر دورما
ہمارے زمانے میں بھی سلیمان موجود ہے

گُو دہد صلح و نماند جورِ ما
جو صلح کرا سکتا ہے اور ہمارے ظلم باقی نہ رہیں گے

قولِ اِنْ مِنْ اُمَّۃٍ را یاد گیر
ان من امۃ کا قول یاد کرنے

تابرا الّا وَ خَلا فِیْھَا نَذِیْر
الا وخلا فیھا نذیر تک

گفت خود خالی نبودست اُمّتے
(اللہ نے) فرمایا کوئی امت خالی نہوگی

از خلیفہ حق وصاحب ہمّتے
صاحب باطن اور اللہ کے خلیفہ سے

مُرغِ جانہا را چناں یکدل کُند
دو جانوں کے پرندوں کو ایسا ایک دل بنا دیگا

کز صفاں شاں بیغش وبیغل کُند
کہ صفائی کی وجہ سے انکو بے کھوٹ اور بے کینہ کردیگا

مُشفقاں[۳] گردند ہمچوں والدہ
وہ ماں کی طرح مشفق بن جائیں گے

مُسلموں راگفت نفس واحدہ
(اللہ نے) مسلمانوں کو ایک جان فرمایا ہے

نفسِ واحد از رسولِ حق شدند
رسول حق کی وجہ سے ایک جان ہو گئے

وَرنہ ہریک دشمنِ مُطلق بُدند
ورنہ ہر ایک مطلقاً دشمن تھا

اتحادِ خالی از شرک و دوئی
وہ اتحاد جو شرکت اور دوئی سے خالی ہو

باشد از توحیدِ بے ماؤ توئی
"ما تو" سے خالی وحدت سے ہوتا ہے

بر خاستنِ مخالفت و عداوت از میانِ انصار ببرکت وجودِ پیغمبرِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام

انصار کے درمیان سے مخالف اور دشمنی کا ختم ہو جانا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی برکت سے

دو قبیلہ کاوس وخزرج نام داشت
دو قبیلے جن کا اوس و خزرج نام تھا

یک زدیگر جان خوں آشام داشت
ایک دوسرے کیلئے خون پینے والی جان رکھتا تھا

۱ سلیماں۔ جو یعنی کسی شیخ کو تلاش کر جو اپنے وقت کا سلیمان ہو۔ دانہ جو چیونٹی کی طرح جو صرف دانہ جوئی کریگا جال میں پھنسے گا سلیمان کو تلاش کریگا تو دونوں جہان کی دولت مملکتی مرغ جانہا۔ آخری زمانہ شقاق اور اختلاف کا دور ہے اس میں سلیمان جیسے شیخ کی زیادہ ضرورت ہے۔

۲ ہم سلیماں۔ سلیمان صفت بزرگ ہر دور میں موجود ہیں۔ قول۔ قرآن پاک میں اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْر۔ کوئی ایسی امت نہیں ہے جس میں کوئی ڈر سنوالا نہ گزرا ہو لہٰذا ہر دور میں کوئی نہ کوئی نبوت کی صفات کا حامل ضرور ہوگا۔ مرغ جانہا۔ اگر اس کی دستگیری کر لی جائے تو وہ دلوں کو صاف کر کے سب کو یکدل بنا دے گا۔

۳ مُشفقاں۔ یعنی وہ لوگ ان بزرگ کی وجہ سے ماں کی طرح ایک دوسرے پر شفیق بنائے۔ آنحضورؐ نے مسلمانوں کو ایک جان فرمایا ہے۔ از رسول۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے۔ اَلْمُؤْمِنُوْنَ کَرَجُلٍ وَاحِدٍ یعنی سب مسلمان بمنزلہ ایک جان کے ہیں۔ ورنہ اوس اور خزرج کی لڑائیاں مشہور ہیں۔ اتحاد۔ وہ اتحاد جس میں باہمی شرکت اور دوئی کی بو نہ ہو وہ تب حاصل ہوتا ہے جب من و تو بھگڑا نہ رہے اور خالص وحدت ہو جائے۔ انصار اوس خزرج کے مسلمانوں کا اسلام کے بعد انصار لقب پڑ گیا وہ قبیلہ اوس خزرج وہ یہی قبیلے باہم لڑتے رہتے تھے ہجرت سے پہلے بھی اس کی جنگ جاری تھی

کینہائے کُہنہ شاں از مُصطفیٰ — محو شُد در نورِ اسلام و صَفا

آنحضورؐ کی وجہ سے انکے پرانے کینے — اسلام کے نور اور صفائی میں محو ہو گئے

اوّلاً اِ اِخواں شدند آں دشمناں — ہمچو اَعدادِ عِنَب در بُوستاں

پہلے تو وہ دشمن بھائی بنے — جیسا کہ باغ میں انگور کے دانے

وزدم المُؤمنُونَ اِخوۃٌ بہ بند — در شکستند و تنِ واحد شدند

(پھر) المومنون اخوۃ سے (ترقی کر کے) بندش — توڑ ڈالی اور ایک جسم ہو گئے

صورتِ ۲ انگورہا اِخواں بُوَد — چوں فشر دی شیرۂ واحد شُود

انگوروں کی صورت بھائی بھائی کی ہوتی ہے — جب تو نے انہیں نچوڑا ایک شیرہ بنگیا

غورۂ و انگور ضد انند و لیک — چونکہ غورہ پختہ شد شُد یارِ نیک

کچا انگور اور (پکا) انگور ایک دوسرے کی ضد ہیں — جب کچا انگور پک گیا اچھا دوست بنگیا

غورہ کو سنگ بست و خام ماند — در ازل حق کافرِ اصلیش خواند

کچا انگور جو خشک ہو گیا اور کچا رہ گیا — اللہ (تعالیٰ) نے اس کو ازل میں اصلی کافر قرار دیا

نے اَخی نے نَفسِ واحد باشد اُو — در شَقاوت نجس و مُلحد باشد اُو

وہ نہ بھائی اور ایک جان بنتا ہے — وہ نحوست اور بدبختی میں کافر رہتا ہے

گر بگویم ۳ اُنچہ اُو داد نہاں — فتنہ اَفہام خیزد در جہاں

اگر میں بتا دوں جو اس میں پوشیدہ ہے — دنیا میں عقلوں کے لئے وہ فتنہ بن جائے

سِرّ گبرِ کورنا مذ کور بہ — دُو دِوزخ ازارم مہجور بہ

اندھے کافر کا راز مذکور نہ ہونا بہتر ہے — دوزخ کا دھواں (باغ) ارم سے دور ہی بہتر ہے

غور ہائے نیک کایشاں قابلِ اند — ازدمِ اہلِ دل آخر یک دل اند

اچھے کچے انگور جن میں صلاحیت ہے — اہل دل کے دم سے آخر ایک دل ہو جاتے ہیں

سُوئے انگوری ہمی رانند تیز — تا دوئی بر خیز دو کین و ستیز

وہ انگور بننے کی طرف تیزی سے چلتے ہیں — تاکہ دوئی اور کینہ اور جھگڑا ختم ہو جائے

پس در انگوری ہمی دَرّند پوست — تا یکے دردند و وحدت وصف اوست

پس انگور بن جانے پر وہ چھلکا پھاڑ دیتے ہیں — تاکہ ایک ہو جائیں اور وحدت اسی کی صفت ہے

۱ اوّلاً۔ یعنی ابتداء آنحضورؐ کی برکت سے بھائی بھائی بنگئے۔ ہمچو اعداد عنب۔ انگوروں میں باہمی یکسانیت تو ہوتی ہے لیکن تشخص ہر ایک کا علیحدہ ہوتا ہے اسی طرح ابتداء انصار میں یکسانیت پیدا ہوئی لیکن ہر ایک کا تشخص باقی رہا۔ وزدم۔ یعنی ابتداء بھائی بندی کی یکسانیت ہوئی پھر اس سے ترقی کر کے وہ یکجان ہو گئے اور ہر ایک نے اپنا تشخص بھی ختم کر دیا اور انگور کے شیرے کی طرح ہو گئے۔

۲ صورت۔ یعنی شروع میں وہ انگوروں کی طرح یکساں بنے جب انگوروں کو نچوڑ دیا جائے تو پھر یکجان شیرہ بن جاتا ہے وہ بھی ترقی کر کے یکجان ہو گئی غورہ۔ کچا انگور، کچے اور پکے انگور میں یکسانیت نہیں ہوتی پکنے کے بعد سب یکساں ہو جاتے ہیں۔ سنگ بست۔ یعنی کچا ہی رہا اور اس میں پختگی کی صلاحیت نہ رہی۔ کافر اصلی جیسے عبداللہ بن ابی اور ابو جہل وغیرہ یہ نہ بھائی بنے اور نہ مسلمانوں سے متحد ہوئے۔

۳ گر بگویم۔ کافر ازلی کے کفر کا اظہار مصلحت شرعیہ کے خلاف ہے یہ چھپا رہنا ہی بہتر ہے کہ کون کافر ازلی ہے اور کون مومن ازلی۔ سر گبر کور۔ کور باطن کافر کے باطن کے احوال بھی مسلمانوں کو سنانا بہتر نہیں ہیں وہ دھواں ہے اور مسلمان باغ ارم ہیں باغ سے دھوئیں کا دور رہنا بہتر ہے۔ غور ہائے نیک۔ وہ لوگ جن میں استعداد اور صلاحیت ہوتی ہے اہل دل کی صحبت میں یکجاں ہو جاتے ہیں۔ سوئے انگوری۔ انگو بہت جلد مومنین کے ساتھ یکسانیت حاصل ہو جاتی ہے۔ پس در انگوری یکسانیت کے بعد پھر انکی مومنین سے وحدت تامہ ہو جاتی ہے۔

دوست از دشمن گردد ایرا ہم دواست
دوست دشمن بن جاتا ہے کیونکہ وہ دو ہیں

ہیچ یک با خویش جنگے در نہ بست
کسی نے اپنے ساتھ لڑائی برپا نہیں کی ہے

آفریں بر عشق کلِ اوستاد
عشق کو شاباش ہے جو کامل استاد ہے

صد ہزاراں ذرّہ را داد اتّحاد
جس نے لاکھوں ذروں کو اتحاد عطا کر دیا

ہمچو خاکِ مُفترق در رہگذر
جیسا کہ راستہ کی متفرق مٹی

یک سُبو شاں کرد دست کوزہ گر
کمہار کے ہاتھ نے اس کو ایک گھڑا بنا دیا

کا تحاد جسمہائے ماء وطین
پانی اور مٹی کے جسموں کا اتحاد

ہست ناقص جاں نمی ماند بدیں
ناقص ہے جان اس کے مشابہ نہیں ہے

گر نظائر[۲] گویم اینجا در مثال
اگر اس جگہ میں مثالیں بتانے لگوں

فہم را ترسم کہ آرد اختلال
میں ڈرتا ہوں کہ وہ سمجھ میں خلل ڈالدیں گی

ہم سلیماں ہست اکنوں لیک ما
سلیمان اب بھی ہے لیکن ہم

از نشاطِ دُور بینی در عمیٰ
تمناؤں کی مستی کی وجہ سے اندھے پن میں ہیں

دُور بینی کور دارد مَرد را
(دنیاوی) دور بینی انسان کو اندھا کر دیتی ہے

ہمچو خُفتہ در سَرا کور از سَرا
جیسا کہ مکان میں سویا ہوا مکان سے اندھا ہے

میکُند از مَشرق و مَغرب گذر
وہ مشرق اور مغرب سے بھی گزر جاتا ہے

وز رفیق و ہمنشینش بے خبر
اور اپنے ساتھی اور ہمنشین سے بے خبر ہوتا ہے

مُو لعیم[۳] اندر سخنہائے دَقیق
ہم (دنیا کی) باریک باتوں پر فریفتہ ہیں

در گرھہا باز کردن ما عشیق
ان کی گرہ کشائی کی عاشق ہیں

تا گرہ بندیم و بکشانیم ما
تاکہ ہم گرہ لگائیں اور کھولیں

در شکال و در جواب آئیں فزا
اشکال اور جواب میں قواعد کو بڑھانیوالی بنائیں

ہمچو مُرغے کو کشاید بندو دام
اس پرند کی طرح جو (کبھی) جال کی گرہ کھولتا ہے

گاہ بندد تا شود در فن تمام
کبھی لگاتا ہے تاکہ فن میں ماہر ہو جائے

او بُوَد محروم از صحراو مَرج
وہ جنگل اور چراگاہ سے محروم رہتا ہے

عُمر اُو اندر گرہ کاری ست خَرج
اس کی عمر گرہ بندی میں خرچ ہو جاتی ہے

خود زبون اُو نگردد ہیچ دام
کوئی جال اس سے مغلوب نہیں ہوتا ہے

لیک پرّش در شکست اُفتد مُدام
لیکن اس کے پر ہمیشہ کے لئے شکستہ ہو جاتے ہیں

---

۱ دوست دشمن۔ جب تک من وتو ہے تو باہمی اختلاف ونزاع کا امکان ہے اسلئے دوست دشمن بنجاتا ہے لیکن وحدت کے بعد نزاع کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔ اسلئے کہ کوئی شخص اپنے آپ سے دشمنی نہیں کرتا ہے۔ آفریں۔ بر عشق۔ عشق متحد لوجود بنا دینے میں کامل استاد ہے۔ ہمچو۔ عشق ذروں کو ایسا ہی جوڑ دیتا ہے جیسا کہ کمہار مختلف اجزاء کو ملا کر گھڑا بنا دیتا ہے۔ اتحاد جسمہا۔ کمہار اور ذروں مل کر گھڑا بنجانے کی مثال ناقص ہے جانوں کا اتحاد اس سے بہت بڑھا ہوا ہے۔

۲ گر نظائر۔ مومنین کے روحوں کے اتحاد کی مختلف مثالیں اگر بتاؤں تو تھک جاؤ گے۔ دور بینی۔ یعنی دنیاوی معاملات میں گہری سوچ بچار نے ہمیں اندھا بنا رکھا ہے۔ ورنہ ہر دور میں سلیمان صفت بزرگ موجود ہیں۔ می کند۔ دنیاوی تفکر میں انسان ایسا محو ہو جاتا ہے کہ اس کو اس پاس کی خبر نہیں ہوتی۔

۳ مُو لعیم۔ ہم دنیاوی الجھاؤ کو سلجھانے کے عاشق ہیں اور اس میں سوال وجواب کیلئے قواعد تراشتے ہیں۔ ہمچو مرغے۔ دنیاوی دھندوں کی گرہ کشائی میں ہم اس پرند کی طرح ہیں جو جال کی گرہ کھولنے اور باندھنے میں مہارت پیدا کر رہا ہو وہ لامحالہ چمن کی سیر سے محروم رہیگا اور پوری عمر اسی کام پر صرف کر دیگا۔ خود زبوں جال کی گرہ کاری میں مہارت پیدا کرنیوالا پرندہ خود اپنے پر تباہ کریگا جال تو اس کے قابو میں نہ آئیگا۔ اسیطرح دنیا کے دھندوں کو سلجھانیوالا اپنے آپ کو تباہ کریگا دنیا اس کے قابو میں نہ آئی گی۔

با گرہ کم کوش تا بال و پرت — نگسلد یک یک ازیں کرّ و فرت
گرہ میں کم مصروف ہوتا کہ تیرہ بال و پر — اس ادھیڑ بن سے ایک ایک کر کے نہ ٹوٹ جائیں

صد ۱ ہزاراں مرغ پرہاشاں شکست — واں کمیں گاہِ عوارض را نہ بست
لاکھوں پرندوں کے پر ٹوٹ گئے — (لیکن) وہ حوادث کے مورچے کو بند نہ کر سکے

حالِ ایشاں از نبے خواں اے حریص — نَقَّبُوا فِیْهَا ببین هَلْ مِن مَّحِیْص
اے حریص! ان کی حالت قرآن میں پڑھ لے — غور کر انہوں نے زمین میں نقب لگائیے کہیں چھٹکارا ہے

از نزاعِ تُرک و رُومی و عَرب — حل نشد اشکالِ انگور و عِنَب
ترکی اور رومی اور عربی کی لڑائی سے — انگور اور عنب کا اشکال حل نہ ہوا

تا سلیمان ۲ سِیْنِ معنوی — در نیاید بر نخیزد ایں دوئی
جب تک حقیقت پسند، زبان داں سلیمان — نہیں آتا، یہ دوئی نہیں اٹھتی

جملہ مُرغانِ مُنازِع باز وار — بشنوید ایں طبل بازِ شہریار
سب جھگڑنے والے پرندو! باز کی طرح — بادشاہ کی واپسی کے نقارے کو سن لو

ز اختلافِ خویش سوئے اتحاد — ہیں ز ہر جانب رواں گردید شاد
اپنا اختلاف چھوڑ کر اتحاد کی جانب — خبردار! ہر جانب سے خوشی سے روانہ ہو جاؤ

حَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وَجْهَکُمْ — نَحْوَهٗ هٰذَا الَّذِیْ لَمْ یَنْهَکُمْ
تم جہاں بھی ہو اپنا رخ موڑ لو — اس کی جانب یہ وہ ہے جس سے اس نے تمہیں نہیں روکا

کور ۳ مرغانیم و بس نا ساختیم — کاں سلیماں را دمے نشناختیم
ہم اندھے پرند ہیں اور بہت انگھڑ — کہ ہم نے تھوڑی دیر کے لئے بھی سلیمان کو نہ پہچانا

ہمچو چُغداں دشمنِ بازاں شدیم — لا جَرَم وا ماندہ و ویراں شدیم
ہم چغدوں کی طرح بازوں کے دشمن بن گئے — لا محالہ پسماندہ اور تباہ ہو گئے

می کنیم از غایتِ جہل و عمیٰ — قصدِ آزارِ عزیزانِ خدا
انتہائی نادانی اور اندھے پن کی وجہ سے ہم کرتے ہیں — اللہ (تعالیٰ) کے پیاروں کو ستانے کا ارادہ

جملہ مُرغاں کز سلیمانؑ روشن اند — پرّ و بالِ بے گنہ کے بر کنند
وہ تمام پرندے جو سلیمانؑ کی وجہ سے روشن (دل) ہیں — وہ بے قصور کے بال و پر کب نوچتے ہیں؟

بلکہ سُوئے عاجزاں چینہ کشند — بے خلاف و کینہ آں مُرغاں خوش اند
بلکہ وہ عاجزوں کی طرف چینہ (دانہ) لیجاتے ہیں — وہ پرندے بغیر اختلاف اور کینے کے خوش ہیں

۱ صد ہزاراں۔ بڑے بڑے دنیا داروں کے ساتھ دنیا نے غداری کی ہے۔ از نبے قرآن پاک میں ہے کَمْ اَهْلَکْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ۔ "اور ان سے پہلے ہم نے کتنی امتیں ہلاک کر دیں جو کہ ان سے بل بوتے میں بڑھ کر تھیں انہوں نے شہروں کو چھان مارا کہ کہیں بچاؤ کی جگہ ہے" یعنی وہ ہلاک ہو گئے۔ از نزاع۔ ان چاروں شخصوں کی لڑائی معاملہ کو حل نہ کر سکی تھیں۔

۲ تا سلیماں۔ مردے از غیب بروں آید کارے بکند یا امام مہدی مراد ہیں۔ لسین۔ بوزن۔ امین زبان داں۔ طبل باز۔ وہ نقارہ جو باز کو واپس بلانے کیلئے بجایا جاتا ہے۔ ز اختلاف رسم و رواج کے اختلافات کو ترک کر کے متحد ہو جاؤ حَیْثُ مَا کُنْتُمْ۔ مسلمانوں کو حکم ہے جہاں کہیں بھی ہوں وہ نماز میں قبلہ رخ ہو جائیں۔ مولانا فرماتے ہیں سب کو متوجہ الی الحق ہو جانا چاہیے۔ یہی چیز اتحاد پیدا کر دے گی۔

۳ کور مرغانیم بزرگان دین سلیمان وقت ہیں ہم اتنے اندھے ہیں کہ انکو نہیں دیکھ رہے ہیں۔ ہمچو چغداں چغدوں کی باز سے دشمنی کا قصہ مولانا پہلے بیان کر چکے ہیں۔ بازاں۔ وہ بزرگ جو طائران قدس ہوں۔ عزیزاں۔ یعنی خاص ان خدا۔ جملہ مرغاں۔ بزرگوں سے تربیت یافتہ لوگ بھی ختم نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ معذوروں کی خدمت کرتے ہیں۔ چینہ۔ کنکنی۔ ایک غلہ ہے جو پرندوں کو کھلایا جاتا ہے۔

هُدهُد[1] ایشاں پے تقدیس را — مے کُشاید راہِ صد بلقیس را
ان (میں) کا ہد ہد تقدیس کے لئے — سینکڑوں بلقیس کی راہ کھول دیتا ہے

زاغِ ایشاں گر بصورت زاغ بود — بازِ ہمت آمد و مازاغ بود
ان کا کوا اگرچہ بظاہر کوا تھا — ارادہ کا باز ثابت ہوا اور مازاغ بن گیا

لکلکِ ایشاں کہ لکلک می زند — آتش توحید در شک می زند
ان کا لقلق جو لک لک کہتا ہے — وہ شک میں توحید کی آگ لگاتا ہے

واں کبوتر شاں زبازاں نشکہد — باز سر پیشِ کبوتر شاں نہد
ان کا کبوتر بھی بازوں سے نہیں ڈرتا ہے — باز ان کے کبوتر کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے

بُلبلِ[2] ایشاں کہ حالت آرد اُو — در درونِ خویش گُلشن دارد اُو
ان کی بلبل جو کہ وجد کرتی ہے — وہ اپنے اندر چمن رکھتی ہے

طوطیِ ایشاں زقند آزاد بود — کز دروں قندِ ابد رُویش نمود
ان کا طوطی بھی قند سے آزاد تھا — کیونکہ اس میں ابدی قند رونما ہو گئی تھی

پائے طاؤسانِ ایشاں در نظر — بہتر از طاؤسِ پرّانِ دگر
ان کے موروں کے پیر (بھی) نگاہ میں — دوسروں کے موروں جیسے پر والوں سے بہتر ہیں

کبکِ ایشاں خندہ بر شاہیں زند — در تعلق راہِ علیین زند
ان کے چکور شاہین کی مذاق اڑاتی ہے — تعلق (مع اللہ) میں علیین کا راستہ اختیار کرتی ہے

مَنطق[3] الطیر انِ خاقانی صداست — مَنطق الطیر سُلیمانی کجاست
خاقانی کی "منطق الطیر" ایک آواز ہے — وہ سلیمانی منطق الطیر کہاں ہے ؟

توچہ دانی بانگ مُرغاں راہمے — چوں ندیدستی سُلیماں رادمے
تو پرندوں کی آواز کو کیا جانے ؟ — جبکہ تو نے ایک لمحہ کیلئے (بھی) سلیمان کو نہیں دیکھا ہے

پرّ آں مُرغے کہ بانگش مُطرب ست — از بُرونِ مشرق و وز مغرب ست
اس پرند کا پر جس کی آواز مست کرنیوالی ہے — وہ مشرق و مغرب سے باہر ہے

---

[1] ہُدہُد۔ چونکہ شیخ وقت کو سلیمان وقت قرار دیا لہٰذا اس کے مریدین کو ان پرندوں سے تعبیر کیا ہے جو حضرت سلیمان کے جلو میں رہتے تھے تقدیس۔ یعنی سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ کا وظیفہ پڑھنا حضرت سلیمان کی مدید حضرت بلقیس کے لئے راہنمائی تھی۔ مازاغ۔ قرآن پاک میں آنحضورؐ کے بارے میں ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی یعنی کی نظر نہ کسی طرف کو بہکی اور نہ اچٹی یعنی دیدار میں مصروف رہی۔

[2] لکلک۔ لقلق پرند کے بولنے کی آواز لک لک ہے تو گویا وہ لَکَ الْحَمْدُ لَکَ الثَّنَاءُ "اے پروردگار! تیرے لئے تعریف ہے تیرے لئے ثنا ہے" کہتا ہے اور توحید کے گن گاتا ہے۔ واں کبوتر۔ مریدین اور مجازین میں سے جو مسکنت میں کبوتر ہیں دنیا کے سرکش ان کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں۔ نشکہد۔ مضارع منفی ہے شکوہیدن۔ شان و شوکت دکھانا ڈرانا۔

[2] بلبل۔ انکی بلبل اپنے اندر گلشن دیکھ کر وجد کرتی ہے۔ طوطی۔ طوطی کو شکر کھلائی جاتی ہے ان بزرگوں کی طوطی کو ظاہری قند کی ضرورت نہیں ان کے باطن خود قند سے معمور ہیں۔ پائے طاؤسان۔ مور کا پیر بدصورتی میں اور اس کا پر حسن میں مشہور ہے یعنی اس شیخ کے مریدوں کے بظاہر نازیبا افعال دوسرے کے زیبا افعال سے زیادہ قابل قدر ہیں۔ کبک۔ چکور کا قہقہہ اور رفتار ضرب المثل ہیں۔

[3] منطق الطیر۔ پرندوں کی بولی۔ افضل الدین خاقانی شاعر نے ایک مشہور قصیدہ لکھا ہے جس میں پرندوں کی زبانی گفتگو کی ہے حضرت سلیمان کو بھی منطق الطیر حاصل تھی

توچہ دانی۔ جب تم اہل اللہ سے نہیں ملے تو ان کے متعلقین کے کمالات کو کیا سمجھ سکتے ہو۔ پرآں۔ مرغے۔ ان مریدین اور متوسلین کا تعلق عالم بالا سے ہے۔

ہر یکے[1] آہنگش زکرسی تا ثرے ست — وز ثریٰ تا عرش در کر و فرے ست
اس کا ہر ارادہ کرسی سے زمین تک ہے — اور زمین سے عرش تک شان و شوکت میں ہے

مُرغ کو بے ایں سلیماں می رود — عاشق ظلمت چو خفاشے بود
وہ پرند جو اس سلیمان کے بغیر چلتا ہے — وہ چمگادڑ کی طرح اندھیرے کا عاشق ہوتا ہے

با سلیماں خو کن اے خفاشِ رد — تا کہ در ظلمت نہ مانی تا ابد
اے مردود چمگادڑ! سلیمان کی عادت ڈال — تا کہ ہمیشہ تک کے لئے اندھیرے میں نہ رہے

یک گزے رہ کہ بداں سو میروی — ہمچو گز قطبِ مساحت می شوی
اگر تو اس کی جانب ایک گز چلے گا — تو گز کی طرح پیمائش کا مدار بن جائیگا

وانکہ لنگ و لوک آں سو می جہی — از ہمہ لنگی و لوکی می رہی
اور جو تو لنگڑا اور لولا اس طرف چل رہا ہے — (اس) تمام لنگڑے اور لولے پن سے نجات پا جائیگا

قصۂ بط بچگاں کہ مُرغِ خانگی پرور دشاں

بطخ کے ان بچوں کا قصہ جن کو گھریلو مرغ نے پالا

تخم[2] بطی گرچہ مُرغ خانہ ات — کرد زیرِ پر چو دایہ تربیت
تو بطخ کا انڈا ہے اگرچہ تجھے گھریلو مرغ نے — پروں کے نیچے دایہ کی طرح پالا ہے

مادرِ تو بط آں دریا بُدست — دایہ ات خاکی بدو خشکی پرست
تیری ماں تو اس دریا کی بطخ تھی — تیری دایہ خاکی اور خشکی پرست تھی

میلِ دریا کہ دلِ تو اندرست — آں طبیعت جانت را از مادرست
دریا کی طرف جھکاؤ جو تیرے دل میں ہے — تیری جان کا وہ مزاج ماں کی جانب سے ہے

میل خشکی مر ترا زیں دایہ است — دایہ را بگذار کو بد رایہ است
خشکی کی طرف میلان اس دایہ کی وجہ سے ہے — دایہ کو چھوڑ کر وہ غلط راہ ڈال ہے

دایہ را بگذار در خشک و براں — اندر آ در بحرِ معنیٰ چوں بطاں
دایہ کو خشکی پر چھوڑ دے اور دور کر — بطخوں کی طرح حقیقت کے سمندر میں آجا

گر ترا[3] دایہ بتر ساند ز آب — تو مترس و سوئے دریاراں شتاب
اگر تجھے دایہ پانی سے ڈرائے — تو نہ ڈر اور دریا کی جانب جلد (سواری) ہانکدے

تو بطے بر خشک و بر تر زندۂ — نے چو مُرغ خانہ خانہ کندۂ
تو ایسی بطخ ہے کہ خشکی اور تری پر تو زندہ ہے — نہ کہ گھر کے مرغ کی طرح تو نے گھر کو کریدا ہے

---

[1] ہر یک۔ یعنی اس کی پرواز زمین سے آسمان تک ہے۔ مرغ۔ یعنی وہ لوگ جو نہ کسی نبی کے پیرو ہیں نہ کسی شیخ سے متعلق ہوں وہ نورِ خداوندی سے محروم رہتے ہیں۔ رد۔ مردود۔ یک گزے رہ۔ شیخ کی زیرِ تربیت تھوڑا مجاہدہ بھی بہت زیادہ مفید ہوتا ہے۔ وانکہ۔ جس قدر عیب شیخ کے پاس لیکر جائیگا سب سے نجات مل جائیگی۔ لنگ۔ لنگڑا۔ لوک۔ گھٹنوں کے بل چلنے والا۔

[2] تخم بطی۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر استعداد ہوتی ہے تو تھوڑی سی محنت سے مقصد حاصل ہو جاتا ہے بطخ کا وہ بچہ جو مرغی کے نیچے نکلا اور پلا ہوا کیس سمندر میں تیرنے کی استعداد موجود ہے ذرا سی محنت سے تیرنا سیکھ سکتا ہے اسی طرح سے روح جو ملاء اعلیٰ کی چیز ہے اگرچہ اس کی پرورش خاکی جسم کی زیر اثر ہو رہی ہے معمولی محنت سے ملاء اعلیٰ کی طرف پرواز کرنے لگتی ہے تخم بط۔ بطخ کا انڈا۔ مرغ خانہ گھریلو مرغی۔ دایہ۔ یعنی گھریلو مرغی۔ میل دریا۔ بطخ، دریائی چیز ہے زمین دایہ۔ گھریلو مرغی جو خشکی پر ملتی ہے۔

[3] گر ترا۔ جسم انسانی عروج سے مانع بنتا ہے۔ تو بطے۔ انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے جسم خاکی چیز ہے اور روح بحر وحدت سے متعلق ہے۔

تو ز کَرَّمْنَا[1] بَنِیْ آدم شہی
تو کرمنا بنی آدم کی وجہ سے شاہ ہے

ہم بخشکی ہم بدر یا پانہی
خشکی میں بھی اور دریا میں بھی قدم دھرتا ہے

کہ حَمَلْنَا ھُمْ عَلَی الْبَحْرِی بجاں
تو روح کی وجہ سے حملنا ہم علی البحر کا مصداق ہے

از حَمَلْنَا ھُمْ عَلَی الْبَرِّ پیش راں
حملنا ہم علی البر سے آگے چل

مَر ملائک[2] را سوئے بَر راہ نیست
فرشتوں کا خشکی کی طرف راستہ نہیں ہے

جنسِ حیواں ہم ز بحر آگاہ نیست
حیوان کی جنس بھی سمندر سے آگاہ نہیں ہے

تو بہ تن حیواں بجانے از مَلک
تو جسم کے اعتبار سے حیوان یا روح کے اعتبار سے فرشتوں میں سے ہے

تا رَوی ہم بر زمیں ہم بَر فلک
تاکہ تو زمین پر بھی چلے اور آسمان پر بھی

تا بظاہر مِثْلُکُمْ باشد بشر
یہاں تک کہ بظاہر تم جیسا بشر ہوتا ہے

بادلِ یُوحیٰ اِلَیّ دیدہ وَر
(لیکن) یوحی الی کے دل کے اعتبار سے صاحب بصیرت ہے

قالب خاکی فتادہ بر زمیں
(اس کا) خاکی جسم زمین پر ہے

روحِ اُو گرداں براں چَرخِ بریں
اس کی روح بلند و بالا آسمان پر گردش کرتی ہے

ماہمہ[3] مُرغابیانیم اے غلام
اے لڑکے! ہم سب پانی کے پرند ہیں

بحر میداند زبانِ ما تمام
سمندر ہماری سب زبان سمجھتا ہے

پس سُلیماں بحر آمد ماچو طیر
سلیمان سمندر ہے اور ہم پرندوں کی طرح ہیں

در سُلیماں تا ابد داریم سیر
ہمیشہ سلیمان میں ہمارا مطالعہ ہے

با سُلیماں پائے دو دریا بنہ
سلیمان کے ساتھ دریا میں قدم رکھ

تاچو داؤدؑ آب سازد صد زرہ
تاکہ پانی (حضرت) داؤدؑ کی طرح سینکڑوں زرہیں بنادے

آں سُلیماں پیشِ جملہ حاضرست
وہ سلیمان سب کے سامنے موجود ہے

لیک غیرت چشم بندو ساحرست
لیکن غیرت آنکھ کی پٹی اور جادوگر ہے

تا زَجبل و خوابناکیّ و فضول
یہانتک کہ نادانی اور غنودگی اور بیہودگی کیوجہ سے

او بہ پیشِ ما وما از وے مَلول
ہم اس سے گھبراتے ہیں اور وہ ہمارے سامنے ہے

[1] کَرَّمْنَا۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ وَرَحَمَلْنَا ھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ "ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا مولانا نے یہاں بحر سے بحر وحدت مراد لیا ہے مقصد یہ ہے کہ انسان کو مادی زندگی سے گذر کر حَمَلْنَا ھُمْ عَلَی الْبَحْرِ والی زندگی حاصل کرنی چاہیے اور اس کو بحرِ وحدت کی سیر کرنی چاہیے۔

[2] مرملائک۔ ملائکہ کا دنیاوی زندگی سے تعلق نہیں ہے حیواں۔ حیوانات کا عالم آخرت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو انسان میں حیوانیت بھی ہے اور ملکوتیت بھی لہٰذا اس کا دونوں عالم سے تعلق ہے تا بظاہر۔ قرآن پاک میں ہے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ۔ آنحضورؐ کو خطاب ہے کہ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں میری طرف وحی آتی ہے تو جس طرح آنحضورؐ کا جسم عالم دنیا سے متعلق ہے اور دل کا تعلق عالم بالا سے ہے اسی طرح شیخ وقت کا تعلق دونوں عالم سے ہے۔

[3] ماہمہ۔ ہماری اور شیخ کی وہی نسبت ہے جو مرغاب اور دریا کی۔ بحر یعنی اضافی بحر جو کہ شیخ ہے وہ ہماری سب باتیں سمجھ لیتا ہے۔ سلیمان شیخ بمنزلہ بھر کے ہے اور ہم اس سلیمان کے پرندڈ ہیں۔ با سلیماں۔ دریائے معرفت میں جب شیخ کی طرح گھس گے تو تمہاری حفاظت کے لئے سینکڑوں زرہیں تیار ہو جائیں گی جو ہمیں اس راہ کے خطرات سے محفوظ رکھیں گی۔ دریا میں پیر رکھنے سے لہریں بصورت زرہ پیدا ہوتی ہیں۔ آں سلیماں۔ شیخ وقت موجود ہے لیکن تو اپنی بڑائی کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دنیا غیرت کے خلاف سمجھتا ہے اس لئے تجھے وہ نظر نہیں آتا۔

تشنہ را دردِ سر آرد بانگِ رعد — چوں نداند کو کُشاید ابرِ سعد
کڑک کی آواز پیاسے کے سر میں درد پیدا کرتی ہے — جبکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ مبارک ابر کو کھولدیگی

چشمِ اُو ماندست در جوئے رواں — بے خبر از ذوقِ آبِ آسماں
اس کی آنکھ جاری نہر پر جمی ہوئی ہے — وہ آسمان کے پانی کے ذوق سے بے خبر ہیں

مرکب ہمت سُوئے اسباب راند — از مُسبِّب لا جرم محروم ماند
اس نے توجہ کی سواری آسمان کیجانب دوڑادی — لا محالہ سبب پیدا کرنیوالے سے محروم ہو گیا

آنکہ۲ بیند او مُسبِّب را عیاں — کے نہد دل بر سببہائے جہاں
جو شخص سبب پیدا کرنے والے کو کھلا دیکھتا ہے — وہ دنیا کے اسباب سے کب دل لگاتا ہے ؟

از مُسبِّب یا بداند ریگ صباح — از نجات و از فلاح واز نجاح
وہ سبب پیدا کرنیوالے کیجانب سے ایک صبح کو پاجاتا ہے — نجات اور فلاح اور کامیابی

آنچہ در صد سال مُشت حیلہ مند — وہ یکے زاں گنج حاصل ناورند
وہ جو کچھ کہ تدبیر کرنیوالے کی مٹھی میں سو سال میں آیا — اس خزانہ کا دسواں حصہ حاصل نہیں کر سکتے ہیں

حیران شدنِ حاجیاں در کراماتِ آں زاہد کہ در بادیہ بریگِ گرم نشستہ

حاجیوں کا اس درویش کی کرامات میں حیران ہونا جو کہ صحرا میں گرم ریت پر بیٹھا ہوا تھا

زاہدے بُد درمیانِ بادیہ — در عبادت غرق چوں عبادیہ
صحرا میں ایک زاہد تھا — عبادان کے رہنے والوں کی طرح عبادت میں غرق

حاجیاں آنجا رسید نداز بلاد — دیدہ شاں بر زاہد خشک اوفتاد
حاجی (مختلف) شہروں سے اس کے پاس پہنچے — ان کی نظر اا غر زاہد پر پڑی

جائے زاہد خشک بود او تر مزاج — از سَمومِ بادیہ بودش علاج
زاہد کی جگہ خشک تھی وہ خوش مزاج تھا — صحرا کی لو اس کا علاج تھی

حاجیاں۳ حیراں شد نداز وحدتش — واں سلامت درمیانِ آفتش
حاجی اس کی تنہائی سے حیران ہو گئے — اور اس کی مصیبت کے درمیان سلامتی سے

در نماز استادہ بُد بروئے ریگ — ریگ کز تفش بجوشد آب دیگ
وہ ریت پر نماز میں کھڑا تھا — ایسا ریت جس کی گرمی سے دیگ کا پانی ابلنے لگے

۱ تشنہ را۔ اگر انسان کو انجام کی بھلائی پر یقین ہو تو اس کے لئے مقصد کے حصول کی تکالیف آسان ہو جاتی ہیں۔ چشم او۔ انسان اپنی غفلت کی وجہ سے ادنیٰ مطلوب میں لگا رہتا ہے اور اعلیٰ مقصد سے غفلت برتتا ہے۔ مرکب۔ جو لوگ۔ اسباب دنیوی کو ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ وہ ان اسباب کے پیدا کرنے والے خدا سے غافل رہتے ہیں۔

۲ آنکہ۔ جس شخص کو حضرت حق کا مشاہدہ حاصل ہے اور وہ مسبب الاسباب کو دیکھ رہا ہے، اسباب اس کی نگاہ میں ہیچ ہو جاتے ہیں۔ از مسبب۔ جو لوگ مسبب الاسباب سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ وہ تھوڑی سی دیر میں وہ کچھ حاصل کر لیتے ہیں۔ جو اسباب اختیار کرنیوالا سو سال میں بھی حاصل نہیں کر پاتا ہے حیراں شدن اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ بلا اسباب بھی اللہ تعالیٰ بہت کچھ عطا فرما دیتا ہے۔ بادیہ، صحرا، جنگل، عبادیہ، عبادان کی طرف منسوب مانا جائے۔ جو ایک نہایت گرم مقام ہے یعنی عبادان کے رہنے والے یا منسوب بسوئے عبادت۔

۳ حاجیاں۔ وہ صحرا ان حاجیوں کا رہگذر تھا۔ زاہد خشک۔ وہ عبادت گذار جو ذوق عبادت سے محروم ہو لیکن یہاں یہ معنی مراد نہیں اسلئے ہم نے لاغر کا ترجمہ کیا ہے۔ تر مزاج خوش مزاج سموم۔ گرم زہریلی ہوا۔ لو یعنی لو اس کے مرض کا سبب نہ تھی بلکہ صحت کا سبب تھی۔ حیراں شدند۔ اس قدر مہلک صحرا میں اس کا صحیح وسلامت رہنا باعث حیرت بنا۔ آب دیگ یعنی ریت اس قدر گرم تھا کہ اس کی گرمی پانی کو کھولا دے۔

گفتی[1] سرمست در سبزہ گل ست — یا سوارہ بر براق و دلدل ست
تو یہ کہے گا کہ وہ مست سبزے اور پھول میں ہے — یا براق اور دلدل پر سوار ہے

یا کہ پایش بر حریر و حلہاست — یا سموم اورا بہ از باد صباست
یا اس کے پیر ریشمیں کپڑے اور لباس پر ہیں — یا اس کے لئے لو پروا ہوا سے زیادہ مفید ہے

ایستادہ تازہ روی اندر نماز — با خضوع و با خشوع و بر نیاز
تازہ رو نماز میں کھڑا ہوا — خشوع و خضوع کیساتھ اور عاجزی سے بھرا ہوا

با حبیب خویشتن می گفت راز — ماندہ بود استادہ در فکر دراز
وہ اپنے دوست سے راز کہہ رہا تھا — لمبے استغراق میں کھڑا رہ گیا تھا

پس بماندند آں جماعت با نیاز — تا شود درویش فارغ از نماز
تو وہ گروہ نیاز مندی کے ساتھ کھڑا ہو گیا — تاکہ درویش نماز سے فارغ ہو جائے

چوں ز استغراق باز آمد فقیر — زاں جماعت زندۂ روشن ضمیر
جب درویش استغراق سے نکلا — اس جماعت میں سے ایک روشن ضمیر لے

دید[2] کابش می چکید از دست و رو — جامہ اش تر بود ز آثار وضو
دیکھا کہ اس کے ہاتھوں اور چہرے سے پانی ٹپک رہا ہے — اس کے کپڑے وضو کے اثر سے بھیگے ہوئے تھے

پس بپرسیدش کہ آب او کجاست — دست را برداشت کز سوئے سماست
تو اس نے اس سے پوچھا کہ تجھے پانی کہاں سے ملا — اس نے ہاتھ اٹھایا کہ آسمان سے

گفت ہر گاہے کہ خواہی می رسد — بے ز چاہ و بے ز حبل من مسد
اس نے کہا جب بھی تو چاہتا ہے مل جاتا ہے — بغیر کنویں اور بغیر مونج کی رسی کے

مشکل ما حل کن اے سلطان دیں — تا بہ[3] بخشد حال تو مارا یقیں
اے دین کے بادشاہ! ہماری مشکل حل کر دے — تاکہ تیری حالت ہمیں یقین عطا فرما دے

وانما سرے ز اسرار بما — تا ببریم از میاں زنار ہا
اپنے رازوں میں سے ایک راز ہم پر کھولدے — تاکہ ہم کمر سے جنیو توڑ ڈالیں

چشم را بکشود سوئے آسماں — کہ اجابت کن دعای حاجیاں
اس نے آسمان کی جانب آنکھ اٹھائی — کہ حاجیوں کی دعا قبول فرما لے

رزق جوئی راز بالا خو گرم — چوں ز بالا بر کشودستی درم
میں عالم بالا سے رزق کی تلاش کا عادی ہوں — چونکہ تو نے میرے لئے عالم بالا کا دروازہ کھولدیا ہے

[1] گفتی۔ اس قدر تکلیف دہ مقام پر وہ عبادت میں اس قدر خوش تھا جیسا کہ کوئی سبزہ و گل میں مسرور ہو یا دلدل اور براق کی سواری میں مسرور ہو۔ یا کہ۔ یعنی گرم ریت اس کے لئے ریشمیں کپڑا تھا۔ حریر۔ ریشمی کپڑا۔ حلہا۔ قیمتی لباس باد صبا۔ پروا ہوا ٹھنڈی اور خوشگوار ہوتی ہے۔ راز۔ نماز کی حالت و مناجات یعنی اللہ کے ساتھ سرگوشی کہا گیا ہے۔ استغراق۔ وہ کیفیت ہوتی ہے جس میں بزرگ ما سوا اللہ سے غافل ہوتا ہے۔ ضمیر۔ قلب۔

[2] دید۔ یعنی وضو کا پانی ہاتھوں اور چہرے سے ٹپک رہا تھا اور کپڑوں پر بھی وضو کے پانی کا اثر تھا۔ سما۔ آسمان حبل من مسد۔ کھجور کے پتے کے ریشے کی رسی اور مونج کی رسی۔

[3] تا بہ بخشد۔ یعنی آپ کی کرامات دیکھ کر ہمارے یقین کے مراتب میں اضافہ ہو جائے۔ زنار ہا۔ یعنی شکوک و شبہات۔ اجابت۔ قبولیت۔ بالا۔ عالم بالا۔

اے نمودہ تو مکاں از لا مکاں — فی السَّماءِ رِزقُکُم کردہ عیاں

اے وہ! کہ تو نے مکان (والے) کو لامکان دکھا دیا ہے — "فی السماء رزقکم" کا تو نے مشاہدہ کرا دیا ہے

درمیانِ ایں مُناجات ابرِ خوش — زود پیدا شد چو پیلِ آبکش

اس دعا کے دوران ایک گہرا ابر — پانی بھرنے والے ہاتھی جیسا بہت جلد رونما ہو گیا

ہمچو آب از مَشک باریدن گرفت — در گوو در غا رہا مَسکن گرفت

اسنے مشک کے پانی کی طرح برسنا شروع کر دیا — جو گڑھوں اور غاروں میں ٹھہر گیا

ابرِ می ۲ بارید چوں مَشک اشکہا — حاجیاں جملہ کشادہ مَشکہا

ابر مشک کی طرح آنسو برسا رہا تھا — سب حاجیوں نے مشکیں کھول رکھی تھیں

یک عجائب دَر بیاباں و انمود — اَبر چوں مُشکے دہن را بر کشود

جنگل میں ایک عجیب کرشمہ ظاہر ہوا — بادل نے مشک کی طرح دہانہ کھول دیا

یک جماعت زاں عجائب کارہا — می بُرید نداز میاں زُنا رہا

ایک جماعت ان عجیب معاملوں کیوجہ سے — کمر سے جنیئو کاٹ رہی تھی

قومِ دیگر را یقیں دَراز دیاد — زیں عجب ۳ وَاللّٰہُ اَعلَمُ بالرَّشاد

دوسرے لوگوں کے یقین میں زیادتی ہو رہی تھی — اس تعجب (خیز واقعہ) کیوجہ سے اور خدا ہدایت کے معاملہ کو زیادہ جانتا ہے

قومِ دیگر نا پذیرا تُرش و خام — نا قصانِ سَر مَدی تُم الکلام

کچھ لوگ متاثر نہ ہونیوالے کھٹے اور کچے تھے — (یہ) ابدی ناقص تھے بات ختم ہوئی

ختم شد

۱ مکاں۔ یعنی وہ مخلوق جو مکانی ہے۔ لامکاں۔ عالم بالا جو مکانیت سے منزہ ہے وفی السماء رزقکم۔ قرآن پاک میں ہے اور آسمانوں میں ہے تمہارا رزق۔ مناجات۔ سرگوشی۔ دعا۔ گو۔ گڑھا۔ مسکن۔ ٹھہرنے کی جگہ۔

۲ ابر۔ جو ابر نمودار ہوا اس نے اس طرح برسنا شروع کیا جس طرح پانی مشک سے گرتا ہے۔ زنار ہا۔ یعنی ان لوگوں کے شکوک و شبہات زائل ہو گئے۔

۳ عجب۔ یعنی بارش کی کرامات۔ ناقصان۔ سرمدی جو ازلی ناقص تھے اور ان میں حق کو قبول کرنیکی صلاحیت نہ تھی۔